قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ

مؤلفہ

پروفیسر محمد الیاس برنی رحمہ اللہ تعالیٰ

سابق صدر شعبہ معاشیات جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن

جدید ایڈیشن

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

WWW.AMTKN.COM

قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ

جدید ایڈیشن

مؤلفہ

پروفیسر محمد الیاس برنی رحمہ اللہ تعالیٰ
سابق صدر شعبہ معاشیات جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ ملتان
پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب	:	قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ
مصنف	:	پروفیسر محمد الیاس برنی رحمۃ اللہ علیہ
صفحات	:	۶۹۶
قیمت	:	۳۰۰ روپے
اشاعت اوّل	:	اگست ۱۹۹۵ء
اشاعت دوم	:	فروری ۲۰۲۰ء
مطبع	:	شمشاد پرنٹنگ پریس لاہور
ناشر	:	عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

Ph: 061-4783486

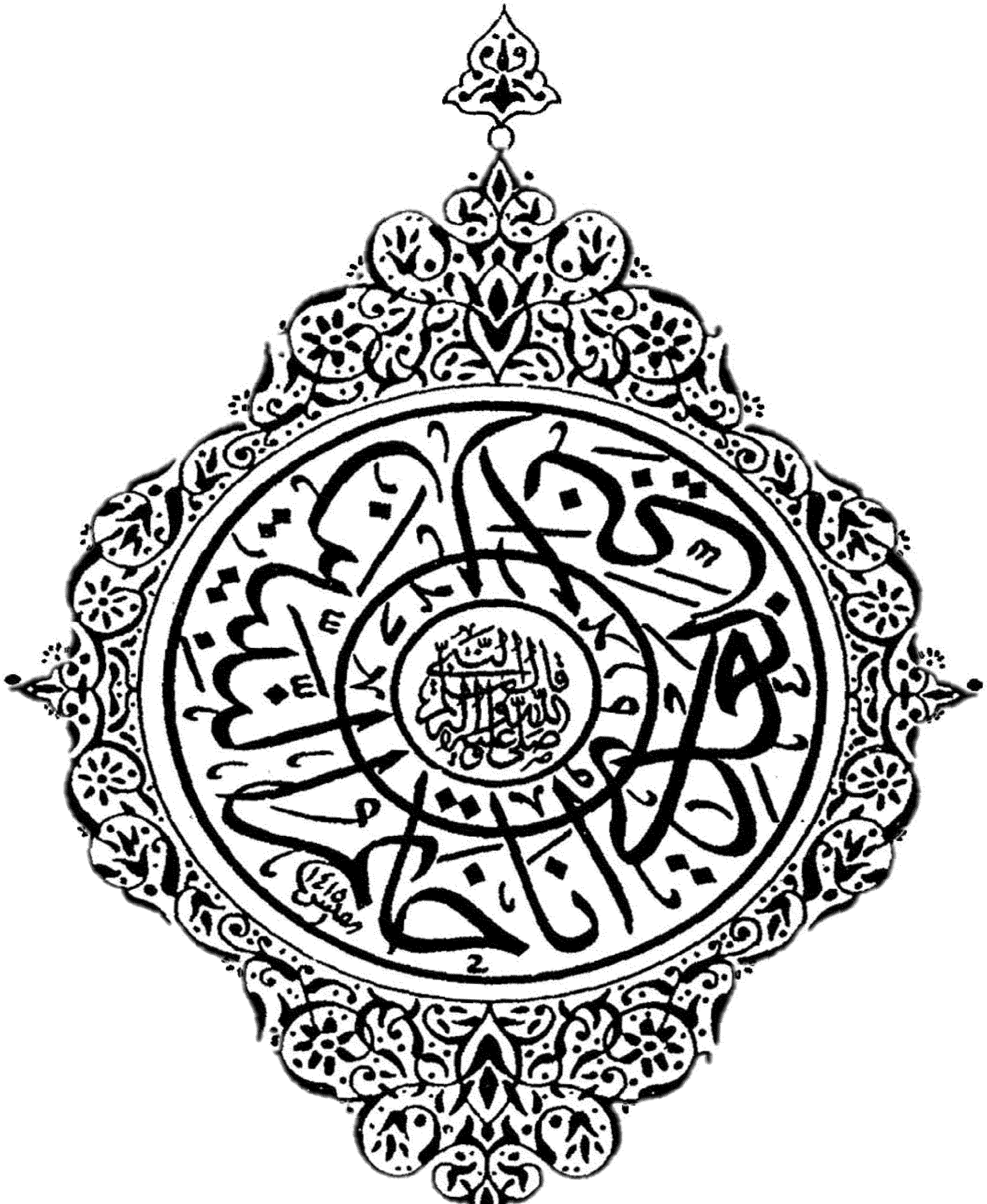

اَللّٰھُمَّ

صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ

کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ

اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اَللّٰھُمَّ

بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ

کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ

اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فہرست مضامین

دیباچہ (اشاعت ۲۰۲۰ء)	۳۵
دیباچہ (اشاعت ۱۹۹۵ء)	۳۶
تعارف	۳۸
پروفیسر محمد الیاس برنی ﷫	۴۰
نام ونسب	۴۱
ولادت	۴۱
تعلیم وتربیت	۴۱
گھر میں ابتدائی تعلیم	۴۲
خورجہ کے ہائی سکول میں داخلہ	۴۲
میٹرک میں امتیازی کامیابی	۴۲
علی گڑھ کالج میں داخلہ	۴۲
جنگ طرابلس کے لئے چندہ	۴۲
بی.اے میں کامیابی کا ثمرہ	۴۲
علی گڑھ میں استادوں کی توجہ اور شفقت	۴۳
ایم.اے معاشیات میں داخلہ	۴۳
سوسائٹی کی عمارت میں قیام اور ایک بزرگ سے ملاقات اور دوستی	۴۳
ڈاکٹر ضیاء الدین احمد کے اعزازی پرسنل اسسٹنٹ	۴۳
نواب وقار الملک بہادر کے ساتھ اعزازی مددگار	۴۴
علی گڑھ میں سر آدم جی پیر بھائی کے پوتوں کی اعزازی، اتالیقی	۴۴
سر راس مسعود سے دوستی اور ان کی شادی کے انتظام کی تمام تر ذمہ داری	۴۴
شہسواری	۴۴
قادیانیوں سے معرکہ آرائی	۴۴
ایم.اے میں کامیابی اور علی گڑھ کالج میں بی.اے کی معاشیات پڑھانے پر تقرر	۴۵
حیدر آباد دکن سے ولایت میں مزید تعلیم کے لئے وظیفہ کی منظوری	۴۵

دس برس تک وظیفہ برقرار آخر کار جانے سے معذرت	۴۵
ماں کی دعاء کا ثمرہ	۴۵
والدہ ماجدہ کا انتقال	۴۶
جامعہ عثمانیہ میں دارالترجمہ کا قیام اور برنی رحمۃ اللہ علیہ کی واپسی	۴۶
جامعہ عثمانیہ میں کالج کا قیام اور شعبہ معاشیات کی سربراہی	۴۶
بزرگوں سے فیض	۴۶
مرشد کی مانگ اور ان تک رسائی	۴۷
سالکان طریقت کو خلافت سے سرفرازی	۴۷
فن تجوید وقرأت کی تحصیل	۴۷
کھیلوں پر تبصرہ، بنوٹ کے فن پر رسالہ اور فن پر تنقید	۴۸
۱۹۲۷ء میں بلاد اسلامی کا سفر اور حج وزیارت کا شرف	۴۸
حج کا پہلا سفر	۴۹
مدینہ میں معمولات	۴۹
حرم نبوی میں جاروب کشی	۴۹
شب حضوری	۵۰
خصوصی صلوٰۃ وسلام کا القاء	۵۰
مدینہ سے روانگی	۵۱
لڑکیوں کی شادی	۵۱
برنی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد	۵۱
وصیت نامہ اور ورثاء میں جائیداد کی تقسیم	۵۲
حج بدل کی وصیت وتاکید	۵۲
والد ماجد کا انتقال	۵۲
حیدرآباد سے حج بدل کے سفر کا آغاز اور گلبرگہ میں حضرت گیسودراز رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر فاتحہ	۵۳
ایک دیرینہ ہم جماعت منفعت علی	۵۳
مقامات زیارت	۵۳
غسل کعبہ کا معطر زم زم کا گلاس	۵۴
بیت اللہ میں ایک گھنٹہ	۵۴

مکہ معظمہ کے دو تبرک	۵۴
مکہ معظمہ کے تبرکات	۵۵
قصر شاہی میں دعوت	۵۵
قصر شاہی میں برجستہ اردو میں تقریر	۵۵
عبدالحئی کتانی اور عربوں پر اس کا اثر	۵۵
برنی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک ومشرب	۵۶
ناظم دائرۃ المعارف اور جامعہ عثمانیہ میں رجسٹرار	۵۷
ملازمت سے سبکدوشی	۵۷
وفات	۵۷
تصنیفات وتالیفات......ترجے اور بعض مشہور اور اہم کتابوں کا تعارف	۵۸
تصنیفات وتالیفات میں تین باتوں کی پابندی	۵۹
شعروسخن	۵۹
صراط الحمید	۶۱
صراط الحمید جلد دوم	۶۱
برنی نامہ	۶۲
علم المعیشت	۶۲
اصول معاشیات	۶۳
معیشت الہند	۶۳
مقدمۃ المعاشیات	۶۳
برنی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف وتراجم کی تعداد	۶۴
برنی رحمۃ اللہ علیہ کی فارمیسی اکسیر انسٹی ٹیوٹ حیدرآباد	۶۴
تمہید اوّل	۶۵
تمہید دوم	۷۰
تمہید سوم	۷۳
تمہید چہارم	۷۷
تمہید پنجم	۹۱
نقل مکتوب حضور نظام	۹۳

حصہ اوّل

فصل پہلی

	ذاتی حالات	۱۱۶			
(۱)	مختصر سرگزشت	۱۱۶	(۲)	خاندانی زوال	۱۱۷
(۳)	آبائی مکانات	۱۱۷	(۴)	سندھی	۱۱۸
(۵)	لطیف اشارہ	۱۱۸	(۶)	انثیت کا مادہ	۱۱۸
(۷)	بچپن کی بات	۱۱۸	(۸)	ادھر ادھر	۱۱۹
(۹)	بھئی لوگ	۱۱۹	(۱۰)	لازمہ شرافت وشجاعت	۱۱۹
(۱۱)	دایاں ہاتھ	۱۱۹	(۱۲)	دندان مبارک	۱۲۰
(۱۳)	توبہ توبہ	۱۲۰	(۱۴)	انگریزی دانی	۱۲۰
(۱۵)	مختاری	۱۲۰	(۱۶)	مدرسی	۱۲۰
(۱۷)	ملازمت	۱۲۱	(۱۸)	مرزا قادیانی کی سادگی	۱۲۱
(۱۹)	آپ حج کیوں نہیں کرتے؟	۱۲۱	(۲۰)	رمضان کے روزے	۱۲۲
(۲۱)	جیبی گھڑی	۱۲۲	(۲۲)	لباس	۱۲۳
(۲۳)	بوٹ کا تحفہ	۱۲۳	(۲۴)	خاص ادائیں	۱۲۴
(۲۵)	مرزا قادیانی کی سیر	۱۲۴	(۲۶)	مرزا قادیانی کی شکرگزاری	۱۲۵
(۲۷)	نامردی کا یقین	۱۲۵	(۲۸)	ایک ابتلاء	۱۲۶
(۲۹)	مرزا قادیانی اور خواتین	۱۲۶	(۳۰)	چھٹا سوال وجواب	۱۲۶
(۳۱)	زینب بیگم	۱۲۶	(۳۲)	مسماۃ بھانو	۱۲۷
(۳۳)	عورتوں سے بیعت	۱۲۷	(۳۴)	منکوحہ آسمانی خواب میں	۱۲۷
(۳۵)	نیم دیوانی کی حرکت	۱۲۸	(۳۶)	مجرب دوائیں	۱۲۹
(۳۷)	خاندانی طبیب	۱۳۰	(۳۸)	توحید کا گر	۱۳۰
(۳۹)	پہلا دورہ	۱۳۱	(۴۰)	سخت دورہ	۱۳۱
(۴۱)	خطرناک	۱۳۱	(۴۲)	مراق کا سلسلہ	۱۳۲
(۴۳)	مالیخولیا مراق	۱۳۳	(۴۴)	مالیخولیا کے کرشمے	۱۳۴
(۴۵)	ہسٹریا	۱۳۴	(۴۶)	دق اور سل	۱۳۴

(۴۷)	دو چادریں	۱۳۵	(۴۸)	پیشاب کا انتظام	۱۳۵
(۴۹)	دو بیماریاں	۱۳۶	(۵۰)	بیس برس	۱۳۶
(۵۱)	دائم المرض	۱۳۷	(۵۲)	چشم نیم باز	۱۳۷
(۵۳)	عصبی کمزوری	۱۳۷	(۵۴)	مرض اعصابی	۱۳۷
(۵۵)	خرابی حافظہ	۱۳۸	(۵۶)	مقدمہ کی فکر	۱۳۸
(۵۷)	بے توجہی	۱۳۸	(۵۸)	جیب کے ڈھیلے	۱۳۸
(۵۹)	مصروفیت اور مراق	۱۳۹	(۶۰)	انہماک	۱۳۹
(۶۱)	اوہو	۱۳۹	(۶۲)	پیر کٹے مار	۱۳۹
(۶۳)	روٹی کے ٹکڑے	۱۴۰	(۶۴)	دوران سر	۱۴۰
(۶۵)	دماغی بیہوشی	۱۴۰	(۶۶)	خرابی صحت	۱۴۰
(۶۷)	سخت بیمار	۱۴۰	(۶۸)	مرغوبات	۱۴۱
(۶۹)	شکار کی ضرورت	۱۴۲	(۷۰)	کثرت کی آفت	۱۴۲
(۷۱)	درستی صحت	۱۴۲	(۷۲)	روغن بادام	۱۴۳
(۷۳)	مشک	۱۴۳	(۷۴)	عنبر	۱۴۴
(۷۵)	مفرح عنبری	۱۴۵	(۷۶)	افیون	۱۴۵
(۷۷)	سنکھیا	۱۴۷	(۷۸)	دو بوتل برانڈی	۱۴۷
(۷۹)	ٹانک وائن	۱۴۷	(۸۰)	ٹانک وائن کا فتویٰ	۱۴۸
(۸۱)	گھر کا بھیدی	۱۴۸	(۸۲)	مجاہدات	۱۴۸
(۸۳)	توجہات	۱۴۹	(۸۴)	پنجابی حلق	۱۴۹
(۸۵)	نماز	۱۴۹	(۸۶)	زنانی نماز	۱۵۰
(۸۷)	اسٹیشن کی سیر	۱۵۰	(۸۸)	مرزا قادیانی کا نسب نامہ	۱۵۰
(۸۹)	ہیضہ کا فیصلہ	۱۵۱	(۹۰)	مرزا قادیانی کی وفات	۱۵۲
(۹۱)	ایک سخت بیماری	۱۵۲	(۹۲)	موت کی ہلچل	۱۵۳
(۹۳)	مرض الموت	۱۵۴	(۹۴)	وقت آخر	۱۵۴
(۹۵)	ہیضہ کا واقعہ	۱۵۴	(۹۶)	مرزا قادیانی کی وفات پر لاہوریوں کا ردعمل	۱۵۵
(۹۷)	نعوذ باللہ	۱۵۶	(۹۸)	عبرتناک موت	۱۵۶
(۹۹)	عبرت	۱۵۶			

فصل دوسری

	نبوت کی تمہید				۱۵۸
(۱)	نبی رسول	۱۵۸	(۲)	ختم نبوت پر ایمان واصرار	۱۵۸
(۳)	ختم نبوت کے منافی	۱۶۰	(۴)	شوکت اور کسر شان	۱۶۰
(۵)	بنی اسرائیل کا خاتم الانبیاء	۱۶۱	(۶)	ولایت کے مقام سے نبوت کے نام تک ترقی	۱۶۱
(۷)	محدثیت سے نبوت تک ترقی	۱۶۲	(۸)	نبی اللہ	۱۶۳
(۹)	استعارہ اور مجاز	۱۶۳	(۱۰)	نبوت سے معذرت	۱۶۴
(۱۱)	راضی نامہ	۱۶۴	(۱۲)	کئی مہدی	۱۶۵
(۱۳)	مسیح موعود کی اہمیت	۱۶۵	(۱۴)	مثیل مسیح بننے پر قناعت	۱۶۵
(۱۵)	ذریت کی بشارت	۱۶۶	(۱۶)	دمشق تا قادیان	۱۶۷
(۱۷)	بھید کھل گیا	۱۶۷	(۱۸)	دعوے کی دلیل	۱۶۸
(۱۹)	مشابہت	۱۶۸	(۲۰)	مسیحیت کے پردہ میں نبوت	۱۶۹
(۲۱)	امتی نبی	۱۷۰	(۲۲)	گول مول بات	۱۷۰
(۲۳)	نبوت وولایت	۱۷۰			

فصل تیسری

	نبوت کی تحصیل				۱۷۱
(۱)	ختم نبوت کی حقیقت	۱۷۱	(۲)	ختم نبوت کی تاویل، اپنی نبوت کی تشکیل	۱۷۱
(۳)	مہر کا فلسفہ	۱۷۲	(۴)	نبی بننے کی ترکیب	۱۷۴
(۵)	نبوت کا کمال	۱۷۴	(۶)	ختم نبوت کی ہتک	۱۷۴
(۷)	نبوت کی دعا	۱۷۵	(۸)	ختم نبوت پر الزام، عبرت کا مقام	۱۷۵
(۹)	مسلمانوں کا دھوکا	۱۷۸	(۱۰)	صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے	۱۷۸
(۱۱)	پیغمبروں کا سلسلہ	۱۸۰	(۱۲)	مسئلہ نبوت	۱۸۰
(۱۳)	آئندہ نبی	۱۸۰	(۱۴)	انبیاء عظام	۱۸۱
(۱۵)	ہزاروں نبی	۱۸۱	(۱۶)	نبوت کا ایقان واعلان	۱۸۲
(۱۷)	حصول نبوت کے دو طریق	۱۸۳	(۱۸)	گھٹیا قسم کی نبوت	۱۸۴
(۱۹)	جواب اعتراض	۱۸۴	(۲۰)	نبوت کی تقسیم	۱۸۵
(۲۱)	اقسام نبوت	۱۸۵	(۲۲)	ظلم عظیم	۱۸۶

(۲۳)	مرزا قادیانی حقیقی نبی	۱۸۶	(۲۴)	حقیقی نبی اور رسول	۱۸۷
(۲۵)	اطلاع عام	۱۸۸	(۲۶)	عقیدوں کی تبدیلیاں	۱۸۸
(۲۷)	تناقض کا خلاصہ	۱۸۹			

فصل چوتھی

	نبوت کی تکمیل				۱۹۰
(۱)	ختم نبوت کی تجدید	۱۹۰	(۲)	مرزا قادیانی خاتم النّبیین	۱۹۱
(۳)	بروزی کمالات گویا مرزا خود محمد رسول اللہ کی ذات	۱۹۱	(۴)	فنافی الرسول اور بروز میں فرق	۱۹۳
(۵)	بروز اور اوتار	۱۹۴	(۶)	مسیح موعود محمد است وعین محمد است	۱۹۴
(۷)	ایک دفعہ پھر	۱۹۵	(۸)	ذرہ بھر	۱۹۵
(۹)	مرزا قادیانی خود محمد رسول اللہ	۱۹۶	(۱۰)	دونوں ایک	۱۹۷
(۱۱)	کسی نے بھی	۱۹۷	(۱۲)	وہی نبی	۱۹۷
(۱۳)	انشراح صدر	۱۹۸	(۱۴)	یا یوں کہو	۱۹۸
(۱۵)	محمد مصطفیٰ	۱۹۸	(۱۶)	مصطفیٰ میرزا	۱۹۹
(۱۷)	محمد رسول اللہ	۱۹۹	(۱۸)	نبی اللہ رسول اللہ	۱۹۹
(۱۹)	وہ ایک ہے	۱۹۹	(۲۰)	فخر اوّلین وآخرین	۲۰۰
(۲۱)	قادیانی اسلام	۲۰۰	(۲۲)	کلمہ شریف	۲۰۰
(۲۳)	مرزا غلام احمد پر صلوات	۲۰۱	(۲۴)	مرزا قادیانی کی وحی والہام	۲۰۲
(۲۵)	قرآن وحدیث	۲۰۳	(۲۶)	نزول جبرائیل	۲۰۳
(۲۷)	وحی اللہ	۲۰۴	(۲۸)	صاحب کتاب	۲۰۴
(۲۹)	الکتاب المبین	۲۰۵	(۳۰)	الٰہی کلام	۲۰۵
(۳۱)	قادیان کا قرآن	۲۰۵	(۳۲)	قادیانی دین	۲۰۶
(۳۳)	میری امت	۲۰۷	(۳۴)	قادیانی صحابہ	۲۰۷
(۳۵)	نبی تشریعی یا غیر تشریعی	۲۰۷	(۳۶)	مرزا قادیانی کی شریعت	۲۰۸
(۳۷)	جہاد	۲۰۸	(۳۸)	دس نبی اور ایک بندے کا انتخاب	۲۰۹
(۳۹)	معترضین کو دھمکی	۲۰۹	(۴۰)	رسول اللہ پر اعتراض	۲۱۰
(۴۱)	مرزا قادیانی کے ننانوے (۹۹) نام	۲۱۱			

فصل پانچویں

	فضیلت کی تفصیل				۲۱۲
	(الف) مسلمانوں کے مقابل				۲۱۲
(۱)	تیرہ سوسال	۲۱۲	(۲)	امت محمدی کے تمام اولیاء پر فضیلت	۲۱۲
(۳)	حضرت مجدد الف ثانی	۲۱۳	(۴)	حضرت غوث الاعظم اور مرزا قادیانی	۲۱۳
(۵)	توحید کی تعلیم	۲۱۳	(۶)	مجدد اعظم	۲۱۴
(۷)	صحابہ کرام اور قادیانی صاحبان	۲۱۴	(۸)	خدا کا کلام	۲۱۴
(۹)	حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پر فضیلت	۲۱۴	(۱۰)	صد حسین	۲۱۶
(۱۱)	حضرت علی اور اہل بیت	۲۱۶	(۱۲)	وارث رسول اللہ	۲۱۷
(۱۳)	اکلوتا بیٹا	۲۱۷	(۱۴)	فی الواقع	۲۱۷
(۱۵)	بدبخت	۲۱۷	(۱۶)	زندہ اور مردہ علی	۲۱۸
(۱۷)	کامل فرزند روحانی	۲۱۸	(۱۸)	مردے	۲۱۸
(۱۹)	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر فضیلت	۲۱۸	(۲۰)	ابوبکر وعمر	۲۱۹
(۲۱)	تمام انبیاء علیہم السلام پر فضیلت	۲۱۹	(۲۲)	کئی نبیوں سے افضل	۲۲۰
(۲۳)	کچھ اور ہی رنگ	۲۲۰	(۲۴)	تین سوال	۲۲۰
(۲۵)	آپ کا درجہ	۲۲۱	(۲۶)	تمام کمالات	۲۲۱
(۲۷)	حضرت آدم علیہ السلام پر فضیلت	۲۲۱	(۲۸)	دائرہ گول	۲۲۲
(۲۹)	انوکھا عقیدہ	۲۲۲	(۳۰)	آدم اوّل وثانی	۲۲۲
(۳۱)	آدم کا جوڑا	۲۲۲	(۳۲)	حضرت نوح علیہ السلام پر فضیلت	۲۲۳
(۳۳)	حضرت یوسف علیہ السلام پر فضیلت	۲۲۳	(۳۴)	حضرت عیسیٰ پر فضیلت	۲۲۳
(۳۵)	خدا، مرزا، مسیح	۲۲۴	(۳۶)	آدم اور عیسیٰ پر فضیلت	۲۲۴
(۳۷)	آدم، مسیح اور نوح پر فضیلت	۲۲۴	(۳۸)	موسیٰ اور عیسیٰ پر فضیلت	۲۲۵
(۳۹)	انبیاء کی ہتک	۲۲۵	(۴۰)	مرزا قادیانی کا خلق	۲۲۵
(۴۱)	محمد رسول اللہ مرزا غلام احمد	۲۲۶	(۴۲)	اسمہ احمد کے مصداق مرزا غلام احمد قادیانی	۲۲۶
(۴۳)	تعریف کرو	۲۲۷	(۴۴)	احمد رسول، مرزا قادیانی	۲۲۷
(۴۵)	احمد کون ہے اور کون نہیں	۲۲۸	(۴۶)	محمد اور احمد	۲۲۸
(۴۷)	محمد عربی، احمد ہندی	۲۲۸	(۴۸)	محمد اور احمد کی تقسیم	۲۲۸
(۴۹)	محمد اور احمد، دوظہور	۲۲۹	(۵۰)	مرزا قادیانی ابراہیم اور احمد	۲۳۰
(۵۱)	بڑے سے بڑا درجہ	۲۳۰	(۵۲)	پہلو بہ پہلو	۲۳۰

(۵۳)	حضرت سید المرسلین پر فضیلت	۲۳۰	(۵۴)	بڑی شان	۲۳۲
(۵۵)	ہلال وبدر	۲۳۲	(۵۶)	خطبہ الہامیہ	۲۳۲
(۵۷)	چودھویں کا چاند	۲۳۳	(۵۸)	مرزا قادیانی کا خدائی عہد	۲۳۳
(۵۹)	عہد منظوم	۲۳۴	(۶۰)	سفید بال	۲۳۵
(۶۱)	ذہنی ارتقاء	۲۳۵	(۶۲)	توہین رسول	۲۳۵
(۶۳)	دوعورتیں	۲۳۶	(۶۴)	سارے نبیوں کی بیٹی	۲۳۶
(۶۵)	وہ، وہ، وہ	۲۳۶	(۶۶)	قادیانی اعتقاد	۲۳۷
(۶۷)	قرآن کریم میں مرزا قادیانی کی مزید بشارات	۲۳۷	(۶۸)	مرزا قادیانی کے بشارتی نام	۲۳۸
(۶۹)	مرزا قادیانی کے گواہ	۲۳۸	(۷۰)	مرزا قادیانی کی جامعیت	۲۳۹
(۷۱)	واحد وجود	۲۴۰	(۷۲)	قرضہ یکمشت	۲۴۰
(۷۳)	تمام طاقتیں	۲۴۰	(۷۴)	اگر حضور ملکہ معظّمہ	۲۴۱
(۷۵)	خواہ زندہ مرجائے	۲۴۱	(۷۶)	مرزا قادیانی کے معجزات ونشانات	۲۴۱
(۷۷)	جیسا کہ	۲۴۲	(۷۸)	مرزا قادیانی کا زمانہ	۲۴۲
(۷۹)	زندہ ہوا	۲۴۳	(۸۰)	قادیانی معروضہ	۲۴۳
(۸۱)	سچ پوچھو تو	۲۴۳	(۸۲)	رسول قدنی	۲۴۴
(۸۳)	حضرت مسیح موعود کی شان	۲۴۴	(۸۴)	یا نبی اللہ، یا رسول اللہ	۲۴۵
(۸۵)	مزار پر انوار حضرت احمد مختار	۲۴۶			
	(ب) ہندوؤں کے مقابل				۲۴۶
			(۸۶)	ہندو اور مرزا قادیانی	۲۴۶
(۸۷)	سری کرشن اوتار	۲۴۷	(۸۸)	میں نے سمجھا	۲۴۷
(۸۹)	راجہ کرشن	۲۴۷	(۹۰)	مرزا کرشن	۲۴۷
(۹۱)	وہی ہمارا کرشن	۲۴۸	(۹۲)	موجودہ زمانہ کا اوتار	۲۴۸
(۹۳)	یوم ولادت حضرت کرشن علیہ السلام	۲۴۹	(۹۴)	حضرت مسیح اور کرشن علیہما السلام	۲۴۹
(۹۵)	مرلی کی نئی دھن	۲۴۹	(۹۶)	یاد رکھو	۲۵۰
(۹۷)	ہندو عورتوں سے نکاح جائز	۲۵۰	(۹۸)	چوکھی نبوت	۲۵۰

فصل چھٹی

	انکشافات				۲۵۱
	(الف) متفرقات				۲۵۱
(۱)	شیطان کا فریب	۲۵۱	(۲)	بہت سے لوگ	۲۵۲

(۳)	فتنۂ عظیم	۲۵۲	(۴)	مالیخولیا کے کرشمے	۲۵۳
(۵)	مرزا قادیانی کی توجیہ	۲۵۴	(۶)	عجیب الہام	۲۵۴
(۷)	عالم کشف	۲۵۴	(۸)	خیالی کرشمے	۲۵۵
(۹)	غلام احمد کی جے	۲۵۵	(۱۰)	غلام احمد قادیانی کا کشف	۲۵۵
(۱۱)	تیرہ سو کا عدد	۲۵۶	(۱۲)	تمام وکمال اصلاح	۲۵۶
(۱۳)	قرآن میں قادیان	۲۵۶	(۱۴)	تینوں مقامات	۲۵۷
(۱۵)	خدائی مشاغل	۲۵۷	(۱۶)	خدائی تعلقات	۲۵۷
(۱۷)	تو مجھ سے، میں تجھ میں سے	۲۵۸	(۱۸)	آواہن	۲۵۸
(۱۹)	الہامی حمل	۲۵۸	(۲۰)	خط کے دستخط	۲۵۹
(۲۱)	خدا کی روشنائی کے دھبے	۲۵۹	(۲۲)	خدا کی انگریزی شان	۲۵۹
(۲۳)	انگریزی فرشتہ	۲۵۹	(۲۴)	گویا حضرت ملکہ معظّمہ	۲۶۰
(۲۵)	دیکھ لیجئے	۲۶۰	(۲۶)	انشاپردازی	۲۶۰
(۲۷)	الہامی شعر	۲۶۰	(۲۸)	الہامات کی زبان	۲۶۱
(۲۹)	نیا اسم	۲۶۱	(۳۰)	انگریزی الہامات	۲۶۲
(۳۱)	نرالی بشارت	۲۶۳	(۳۲)	وحی الٰہی	۲۶۳
(۳۳)	قادیانی اسرار	۲۶۳	(۳۴)	گپت الہام	۲۶۴
(۳۵)	پتھر کی بھینس	۲۶۴	(۳۶)	بندر اور سؤر	۲۶۴
(۳۷)	بندر اور سؤر رہو گئے	۲۶۴	(۳۸)	بلی کو پھانسی	۲۶۴
(۳۹)	ہندوؤں کا خواب	۲۶۵	(۴۰)	خواب خرگوش	۲۶۵
(۴۱)	ہاتھی سے فرار	۲۶۵	(۴۲)	شیر کا شکار	۲۶۵
(۴۳)	موسیٰ کا تخیل	۲۶۶	(۴۴)	خاکسار پیپرمنٹ	۲۶۶
(۴۵)	کولا وائن	۲۶۶	(۴۶)	درد دندان	۲۶۶
(۴۷)	عدالتی الہام	۲۶۷	(۴۸)	بیداری اور خواب	۲۶۷
(۴۹)	ایک اہلکار	۲۶۸	(۵۰)	محافظ دفتر	۲۶۸
(۵۱)	مرزا حاضر ہے	۲۶۹	(۵۲)	خدائی لیڈر	۲۶۹
(۵۳)	ایکس، ایکس، ایکس	۲۶۹	(۵۴)	ایک بزرگ سے کشتم کشتا	۲۶۹
(۵۵)	عمر کی بشارت	۲۷۰	(۵۶)	پیش گوئیاں	۲۷۰
(۵۷)	طاعون کا حکم	۲۷۱	(۵۸)	طاعون کی آمد	۲۷۱

(۵۹)	قادیانی زلزلہ	۲۷۲	(۶۰)	زلزلے کے معنی	۲۷۲
(۶۱)	مرزا قادیانی کی دلیل	۲۷۲	(۶۲)	آتھم کا غم	۲۷۳
	(ب) پسر موعود کی پیش گوئی				۲۷۶
(۶۳)	پسر موعود کا الہام اور اس کا اعلان	۲۷۶	(۶۴)	عظیم الشان نشان آسمانی	۲۷۶
(۶۵)	ایک فرزند صالح	۲۷۷	(۶۶)	نکتہ چینی اور دوبارہ توجہ	۲۷۷
(۶۷)	لڑکی کی ولادت اور ذوالوجوہ فقرہ	۲۷۸	(۶۸)	میر عباس علی شاہ صاحب کا اشتہار	۲۷۸
(۶۹)	وہ لڑکا	۲۷۹	(۷۰)	مزید لڑکے کا جدید وعدہ	۲۷۹
(۷۱)	انتقال اور مخالین وموافقین	۲۷۹	(۷۲)	کوئی ضروری امر نہیں	۲۸۰
(۷۳)	لوگوں کا ابتلاء	۲۸۰	(۷۴)	طوفان عظیم	۲۸۰
(۷۵)	درحقیقت دو لڑکے	۲۸۱	(۷۶)	بالفعل محض تفاول	۲۸۲
(۷۷)	تین چار	۲۸۲	(۷۸)	چوتھا لڑکا	۲۸۲
(۷۹)	ولادت سے قبل کلام	۲۸۳	(۸۰)	ایک دفعہ پیش گوئی یاد آ گئی	۲۸۳
(۸۱)	دعاء قبول صحت کی بشارت	۲۸۳	(۸۲)	آخری وقت	۲۸۴
(۸۳)	خوش ہونا چاہئے	۲۸۴	(۸۴)	پیش گوئی کا انجام	۲۸۴
(۸۵)	شادی	۲۸۵	(۸۶)	اے بسا آرزو کہ خاک شدہ	۲۸۵
(۸۷)	تین چار کا چکر	۲۸۵	(۸۸)	ماحصل	۲۸۵
(۸۹)	گول بات	۲۸۶	(۹۰)	تاویلوں کے چکر	۲۸۶
(۹۱)	المصلح موعود	۲۸۶			

فصل ساتویں

	ارشادات				۲۸۷
	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین				۲۸۷
(۱)	دوبارہ نزول	۲۸۷	(۲)	قیوم العالمین کا قادیانی تخیل	۲۸۷
(۳)	وحدت وجود	۲۸۷	(۴)	عیسیٰ علیہ السلام کی حقیقت	۲۸۸
(۵)	مرزا قادیانی کی معذرت	۲۸۹	(۶)	نبی مارنے والا وجود	۲۸۹
(۷)	مریم کی عصمت	۲۸۹	(۸)	لعنت، لعنت	۲۹۰
(۹)	حضرت عیسیٰ کی پیدائش	۲۹۱	(۱۰)	سوال وجواب	۲۹۱
(۱۱)	عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات	۲۹۲	(۱۲)	حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر افتراء	۲۹۳
(۱۳)	مرزا قادیانی کی مسیحائی	۲۹۳	(۱۴)	مسیح ابن مریم اور مرزا غلام احمد قادیانی	۲۹۳

(۱۵)	یسوع مسیح سے پیار مسیحی ملکہ کا دربار	۲۹۴	(۱۶)	مسیحی سرکار قادیانی اقرار	۲۹۴
(۱۷)	مسمریزم کی تشریح	۲۹۴	(۱۸)	بروز اوتار	۲۹۵
(۱۹)	تین مرتبہ دنیا میں نازل	۲۹۶	(۲۰)	مرزا قادیانی اوتار	۲۹۶
(۲۱)	قادیانی نجوم	۲۹۶	(۲۲)	اسم احمد کا مظہر	۲۹۷
(۲۳)	قادیانی تعلیم	۲۹۷	(۲۴)	ملائکہ اور شیطان	۲۹۷
(۲۵)	جنت اور دوزخ کی حقیقت	۲۹۷	(۲۶)	شیطان بھی جنت میں	۲۹۷
(۲۷)	معجزہ کی تعریف	۲۹۸	(۲۸)	کمزوری پر پردہ	۲۹۸
(۲۹)	معجزہ شق القمر کی تاویل	۲۹۸	(۳۰)	قادیان کی مسجد	۲۹۹
(۳۱)	ارض حرم	۲۹۹	(۳۲)	قادیان کا ظلی حج	۲۹۹
(۳۳)	حج نفل سے بڑھ کر حج	۳۰۰	(۳۴)	حج کرنے میں کیا فائدہ	۳۰۱
(۳۵)	عذر حج	۳۰۱	(۳۶)	قادیان میں مسجد اقصیٰ	۳۰۲
(۳۷)	بحث سے گریز	۳۰۲	(۳۸)	حیران	۳۰۴
(۳۹)	علی گڑھ میں سکوت	۳۰۴	(۴۰)	حافظہ نباشد	۳۰۴
(۴۱)	چنیں چناں	۳۰۵	(۴۲)	معلومات کی وسعت وصحت	۳۰۵
(۴۳)	سچا جھوٹ	۳۰۶	(۴۴)	جھوٹا سچ	۳۰۶

فصل آٹھویں

	تعلقات				۳۰۷
(۱)	اراکین خاندان	۳۰۷	(۲)	بڑی بشارت	۳۰۷
(۳)	بشارت پر بشارت	۳۰۷	(۴)	خداداد موقع	۳۰۸
(۵)	لالچ اور دھمکی	۳۰۸	(۶)	خدا کی طرف سے حکم	۳۰۹
(۷)	اس راقم کا ایک خط	۳۱۰	(۸)	خاندانی سردمہری	۳۱۰
(۹)	ماموں کی خط وکتابت	۳۱۴	(۱۰)	انعام کا وعدہ	۳۱۵
(۱۱)	خیر خبر	۳۱۵	(۱۲)	رقیب کی خودسری	۳۱۵
(۱۳)	چہ میگوئیاں	۳۱۶	(۱۴)	خانہ بربادی	۳۱۶
(۱۵)	ترکی تمام شد	۳۱۷	(۱۶)	بیٹے کا جنازہ	۳۱۷
(۱۷)	یاس میں آس	۳۱۸	(۱۸)	دنیا بامید قائم	۳۱۹
(۱۹)	رعایتی توسیع	۳۱۹	(۲۰)	ناکامی کی تلخی	۳۲۰
(۲۱)	کسی کی یاد	۳۲۰	(۲۲)	آخری مایوسی	۳۲۰

(۲۳)	خاندانی ورثہ	۳۲۱	(۲۴)	اقرار ومعذرت	۳۲۱
(۲۵)	پھجے دی ماں	۳۲۲	(۲۶)	دوسری بیوی	۳۲۲
(۲۷)	مہر	۳۲۳	(۲۸)	اولاد	۳۲۳
(۲۹)	تیسری شادی کی آرزو	۳۲۴	(۳۰)	ایک کنواری ایک بیوہ	۳۲۵
(۳۱)	خواتین مبارکہ	۳۲۵	(۳۲)	نامردی کا یقین	۳۲۶
(۳۳)	محک امتحان	۳۲۶			

فصل نویں

	معاملات				۳۲۷
(۱)	دہلی کی شادی	۳۲۷	(۲)	املاک، آمدنی اور خرچ	۳۲۷
(۳)	ٹیچی	۳۲۸	(۴)	رانی، درشنی	۳۲۸
(۵)	منی آرڈر کی وحی	۳۲۹	(۶)	ایک روپیہ کی شیرینی	۳۲۹
(۷)	نام کے دام	۳۳۰	(۸)	پچاس ہزار خواب والہام	۳۳۰
(۹)	ٹیکس کا مقدمہ	۳۳۰	(۱۰)	تلی ہوئی مچھلی	۳۳۰
(۱۱)	ہاتھی کے سر پر تیل	۳۳۱	(۱۲)	گھر کی بات	۳۳۱
(۱۳)	ریل کا سفر	۳۳۱	(۱۴)	ریل کا الہام	۳۳۱
(۱۵)	بیعت	۳۳۱	(۱۶)	قادیانی مبالغے	۳۳۳
(۱۷)	مرزا قادیانی کے مرید	۳۳۵	(۱۸)	فرمان واجب الاذعان	۳۳۵
(۱۹)	گورداسپور میں مقدمہ	۳۳۶	(۲۰)	فتوے	۳۳۶
(۲۱)	چندہ کا مطالبہ	۳۳۶	(۲۲)	مرزا قادیانی کے فتوحات	۳۳۶
(۲۳)	تحصیل وتشفی	۳۳۷	(۲۴)	بھاری نذر	۳۴۲
(۲۵)	خانگی زندگی	۳۴۲	(۲۶)	بڑا اعتراض	۳۴۳
(۲۷)	کنجی کا مال	۳۴۳	(۲۸)	حساب کی کھٹ پٹ	۳۴۳
(۲۹)	لنگر کا قصہ	۳۴۴	(۳۰)	اسراف کا طعنہ	۳۴۵
(۳۱)	مالی مناقشے	۳۴۵	(۳۲)	مجوزہ بیت المال	۳۴۶
(۳۳)	تحریص وترغیب	۳۴۷	(۳۴)	معاملہ کی بات	۳۴۷
(۳۵)	بہشتی مقبرہ	۳۴۸	(۳۶)	لوگ ترستے مرگئے	۳۴۹
(۳۷)	ابوبکر کے ہم پلہ	۳۴۹	(۳۸)	وصیتوں کے قصے	۳۵۰
(۳۹)	عملی مثال گھناؤنی اور شرمناک	۳۵۰	(۴۰)	بہشتی مقبرہ سے خارج	۳۵۰

(۴۱)	طاعون کی دعا	۳۵۱	(۴۲)	طاعون کا فلسفہ	۳۵۱
(۴۳)	ایمان واسباب	۳۵۲	(۴۴)	باغ میں قیام	۳۵۲
(۴۵)	طاعونی جہاد	۳۵۳	(۴۶)	طاعون کی برکت	۳۵۳
(۴۷)	سلسلہ کی ترقی	۳۵۳	(۴۸)	طاعون کا مجرب علاج	۳۵۳
(۴۹)	طاعون کی قادیانی قدردانی	۳۵۴	(۵۰)	طاعون کی تواضع	۳۵۴
(۵۱)	قادیانی میت	۳۵۵	(۵۲)	قادیانی تحریک اور طاعون	۳۵۵
(۵۳)	مرزا قادیانی کی مخصوص گالی (ذریة البغایا)	۳۵۶	(۵۴)	مرزا قادیانی کی خوش کلامی	۳۵۷
(۵۵)	حد لگانے کا فتویٰ	۳۵۸	(۵۶)	مرزا قادیانی کا عتاب	۳۵۸
(۵۷)	اخراج	۳۵۸	(۵۸)	بدمزاجی کا فیصلہ	۳۵۹
(۵۹)	عدالت کی ہدایت	۳۵۹	(۶۰)	مرزا قادیانی کا عہد	۳۶۰
(۶۱)	صاحب مجسٹریٹ ضلع کی اجازت	۳۶۰	(۶۲)	عدالتی اقرار نامہ	۳۶۱
(۶۳)	اقرار نامہ کا نتیجہ	۳۶۲	(۶۴)	من گھڑت نبی	۳۶۲

فصل دسویں

	قادیانی صاحبان اور مسلمان دین وملت				۳۶۳
	(الف) اختلاف				۳۶۳
(۱)	مسلمانوں سے اختلاف	۳۶۳	(۲)	کون سا اسلام	۳۶۳
(۳)	قادیانی اسلام	۳۶۳	(۴)	احمدیت	۳۶۴
(۵)	میری تبلیغ	۳۶۴	(۶)	مردہ اسلام	۳۶۴
(۷)	اسلام کی آواز	۳۶۴	(۸)	مرزا ساحر	۳۶۴
(۹)	ایک فرقہ	۳۶۴	(۱۰)	غیروں سے الگ	۳۶۵
(۱۱)	مسیح موعود کو مسلمان کہنا مسلمان بننے کے لئے کافی نہیں	۳۶۵			
	(ب) مسلمان				۳۶۶
			(۱۲)	مسلمان مسلمان نہیں	۳۶۶
(۱۳)	مسلمان کا لفظ	۳۶۶	(۱۴)	سلام مسنون	۳۶۷
(۱۵)	زبانی دعویٰ	۳۶۷	(۱۶)	خبیث عقیدہ	۳۶۸
(۱۷)	دجالی طلسم	۳۶۸	(۱۸)	فیصلہ	۳۶۸
	(ج) تکفیر				۳۶۸
(۱۹)	تکفیر کی توسیع	۳۶۸	(۲۰)	اصول تکفیر	۳۷۰

(۲۱)	جزوایمان	۳۷۱	(۲۲)	کیوں کافر	۳۷۱
(۲۳)	دوبڑے کافر	۳۷۱	(۲۴)	صاف ظاہر	۳۷۱
(۲۵)	آیت کے ماتحت	۳۷۲	(۲۶)	خدا کی قسم	۳۷۲
(۲۷)	پھر کس طرح	۳۷۳	(۲۸)	موٹی سی بات	۳۷۳
(۲۹)	ہتک اوراستہزاء	۳۷۳	(۳۰)	برابری	۳۷۴
(۳۱)	ایک اولوالعزم نبی	۳۷۴	(۳۲)	عظیم الشان نبی اللہ رسول اللہ	۳۷۴
(۳۳)	لازمی شرط	۳۷۴	(۳۴)	حیران	۳۷۵
(۳۵)	تعجب کی بات	۳۷۵	(۳۶)	مفتی صاحب کافتویٰ	۳۷۵
(۳۷)	میرے نزدیک حق نہ تھا	۳۷۵	(۳۸)	ہم اور وہ	۳۷۶
(۳۹)	چڑنے کا فلسفہ	۳۷۶			
	(د) نماز وحج				۳۷۶
			(۴۰)	نماز کی ممانعت	۳۷۶
(۴۱)	یادرکھو	۳۷۷	(۴۲)	حرام قطعی حرام	۳۷۷
(۴۳)	نہیں نہیں نہیں	۳۷۷	(۴۴)	ہرگز نہیں	۳۷۷
(۴۵)	سوال	۳۷۷	(۴۶)	فرض	۳۷۷
(۴۷)	کسی قسم کے	۳۷۸	(۴۸)	دکھاوے کی نماز	۳۷۸
(۴۹)	حج بطل	۳۷۸			
	(ہ) جنازہ				۳۷۹
			(۵۰)	توبہ نامہ	۳۷۹
(۵۱)	اوائل کی بات	۳۷۹	(۵۲)	محض اس لئے	۳۷۹
(۵۳)	ایسی جگہ	۳۸۰	(۵۴)	جولوگ	۳۸۰
(۵۵)	دعائے مغفرت کی ممانعت	۳۸۰	(۵۶)	تین فتوے	۳۸۰
(۵۷)	معصوم بچہ	۳۸۱	(۵۸)	قبرستان کا قصہ	۳۸۱
(۵۹)	فکر پیداہوئی	۳۸۱	(۶۰)	احکام شرعی کا پاس	۳۸۲
(۶۱)	زندہ باش	۳۸۲			
	(و) نکاح				۳۸۲
			(۶۲)	اعلان	۳۸۲
(۶۳)	زبردست حکم	۳۸۲	(۶۴)	سخت ناراضگی	۳۸۳

(۶۵)	ممانعت	۳۸۳	(۶۶)	سوال جواب	۳۸۳
(۶۷)	تعلیم قرآن	۳۸۳	(۶۸)	اہل کتاب	۳۸۴
(۶۹)	نکاح جائز	۳۸۴	(۷۰)	سادات کی قدر	۳۸۴
(۷۱)	کفر کا فتویٰ	۳۸۵	(۷۲)	فیصلہ کی تخصیص	۳۸۵
(۷۳)	فیصلہ کی بات	۳۸۵	(۷۴)	اخراج	۳۸۶
	(ز) میل جول				۳۸۶
(۷۵)	صلح کل کا انجام	۳۸۶	(۷۶)	قطع تعلق	۳۸۷
(۷۷)	صاف حکم	۳۸۸	(۷۸)	دونوں حرام	۳۸۸
(۷۹)	تین امور	۳۸۸	(۸۰)	تنبیہ	۳۸۹
(۸۱)	اسلامی سلوک	۳۸۹	(۸۲)	قادیانی چندہ	۳۸۹
(۸۳)	کبھی نہیں	۳۹۰	(۸۴)	ضرورت نہیں	۳۹۰
(۸۵)	چندہ قبول	۳۹۰	(۸۶)	مسلمانوں سے بیزار	۳۹۱
(۸۷)	سکھوں سے پیار	۳۹۱	(۸۸)	مسلمانوں سے مقابلہ	۳۹۱
(۸۹)	ایک ایک ہزار	۳۹۲	(۹۰)	خواجہ (حسن نظامی) کا الٹی میٹم	۳۹۲
(۹۱)	ہتھیار بندی	۳۹۲			
	(ہ) حمیت				۳۹۲
			(۹۲)	قادیانی اصول	۳۹۲
(۹۳)	قادیانی میموریل	۳۹۳	(۹۴)	گورنمنٹ کی پاسداریاں	۳۹۴
(۹۵)	مسلمانوں کو نصیحت	۳۹۴	(۹۶)	مسجد کانپور	۳۹۵
(۹۷)	مجرم قوم کا دشمن	۳۹۵	(۹۸)	مباہلہ کا معاملہ	۳۹۵
(۹۹)	مقدم چیز	۳۹۶	(۱۰۰)	قتل وخونریزی	۳۹۶
(۱۰۱)	قادیانی جوش	۳۹۷	(۱۰۲)	گورنمنٹ کو تنبیہ	۳۹۸
(۱۰۳)	جسمانی موت	۳۹۸	(۱۰۴)	ایمانی غیرت	۳۹۹
(۱۰۵)	محترم بھائی	۳۹۹	(۱۰۶)	تصویر کی تقسیم	۴۰۰
	(ط) مرزا قادیانی اور مسلمان				۴۰۰
(۱۰۷)	غلام احمد اور سرسید	۴۰۰	(۱۰۸)	سرسید کا فتویٰ	۴۰۱
(۱۰۹)	جمال الدین افغانی	۴۰۱	(۱۱۰)	مجدد کا دعویٰ	۴۰۲
(۱۱۱)	مولانا ابوالکلام آزاد	۴۰۲	(۱۱۲)	خواجہ حسن نظامی	۴۰۲
(۱۱۳)	میاں سر فضل حسین	۴۰۴			

	(ی) تبلیغ				۴۰۴
			(۱۱۴)	مکہ مکرمہ	۴۰۴
(۱۱۵)	مکہ میں مشن	۴۰۵	(۱۱۶)	حج کے راز	۴۰۵
(۱۱۷)	مثیل مدینہ	۴۰۶	(۱۱۸)	بڑا فائدہ	۴۰۶
(۱۱۹)	طوفان نوح	۴۰۶	(۱۲۰)	کلمۃ الفصل	۴۰۶

حصہ دوم

فصل گیارہویں

	سیاسیات، دورِ اوّل				۴۰۷
(۱)	اپنا تعارف	۴۰۷	(۲)	روح کا جوش	۴۰۷
(۳)	خاندانی خدمات	۴۰۸	(۴)	میرا باپ بھائی اور میں	۴۰۸
(۵)	حق واجب	۴۰۸	(۶)	قابل گزارش	۴۰۹
(۷)	پچاس الماریاں	۴۰۹	(۸)	بزرگوں سے زیادہ	۴۰۹
(۹)	بے نظیر کارگزاری	۴۱۰	(۱۰)	اسلام کے دو حصے	۴۱۰
(۱۱)	گویا اللہ اور رسول	۴۱۰	(۱۲)	ہمارے مقاصد	۴۱۰
(۱۳)	سب سے زیادہ	۴۱۰	(۱۴)	خدا کی طرف مشغول	۴۱۱
(۱۵)	فقیرانہ زندگی	۴۱۱	(۱۶)	گورنمنٹ کو اطلاع	۴۱۱
(۱۷)	بیعت کی شرط	۴۱۲	(۱۸)	خیرخواہ اور دعا گو	۴۱۲
(۱۹)	یاجوج وماجوج	۴۱۲	(۲۰)	اسلامی ممالک پر توجہ	۴۱۳
(۲۱)	جہاد کی بیہودہ رسم	۴۱۳	(۲۲)	جہاد حرام قطعاً حرام	۴۱۳
(۲۳)	حکومتوں کا فرق	۴۱۴	(۲۴)	توجہ کی آرزو	۴۱۴
(۲۵)	جشن جوبلی	۴۱۴	(۲۶)	جواب کی استدعا	۴۱۵
(۲۷)	مگر افسوس	۴۱۶	(۲۸)	شدت تمنا	۴۱۶
(۲۹)	تبلیغی معروضہ	۴۱۶	(۳۰)	دعاء	۴۱۷
(۳۱)	سیاسی خلوت	۴۱۷	(۳۲)	تاکیدی نصیحت	۴۱۷
(۳۳)	بے نظیر خیرخواہی	۴۱۷	(۳۴)	ہماری پرورش	۴۱۸
(۳۵)	حرز سلطنت	۴۱۸	(۳۶)	سرکاری تصدیق	۴۱۹
(۳۷)	مرزا قادیانی کی چٹھیاں	۴۱۹	(۳۸)	فنانشل کمشنر صاحب کی آؤ بھگت	۴۱۹
(۳۹)	فخر اور شرم	۴۲۰	(۴۰)	پرانا اعتراض	۴۲۰

فصل بارہویں

نمبر	عنوان	صفحہ	نمبر	عنوان	صفحہ
	سیاسیات، دورِ ثانی	۴۲۱			
(۱)	پولٹیکل مرکز	۴۲۱	(۲)	سیاسیات ہی سیاسیات	۴۲۱
(۳)	سیاسیات میں برتری	۴۲۱	(۴)	پرفریب نام	۴۲۲
(۵)	تخم ریزی	۴۲۲	(۶)	بڑے احسان	۴۲۲
(۷)	ایسا ہی	۴۲۲	(۸)	قادیانی رنگروٹ	۴۲۳
(۹)	دعائیہ جلسہ	۴۲۳	(۱۰)	کانگریس اور قادیانی جماعت	۴۲۳
(۱۱)	شرمناک الزام	۴۲۴	(۱۲)	سیاسی مشورے	۴۲۴
(۱۳)	پچاس ہزار روپیہ	۴۲۵	(۱۴)	آگ کا انگارہ	۴۲۵
(۱۵)	خوشی کی بات	۴۲۵	(۱۶)	نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر پنجاب سے خط وکتابت	۴۲۵
(۱۷)	قادیانی اڈریس بحضور نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر پنجاب	۴۲۶	(۱۸)	ممبران پارلیمنٹ میں ایڈریس کی تقسیم	۴۲۶
(۱۹)	نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر پنجاب کو قادیان کی دعوت	۴۲۶	(۲۰)	وزیرہند سے ملاقات	۴۲۷
(۲۱)	۱۹۲۱ء کا قادیانی وفد بحضور وائسرائے ہند	۴۲۷	(۲۲)	مختصر خاکہ	۴۲۸
(۲۳)	امام کی تعلیم	۴۲۸	(۲۴)	ہز ایکسی لنسی وائسرائے ہند کی تقریر	۴۲۸
(۲۵)	قادیانی ایڈریس بخدمت ہز رائل ہائینس پرنس آف ویلز	۴۲۹	(۲۶)	ایڈریس کا شکریہ	۴۲۹
(۲۷)	۱۹۲۷ء کا قادیانی وفد بحضور وائسرائے ہند	۴۳۰	(۲۸)	ناز ونیاز	۴۳۰
(۲۹)	ہز ایکسی لنسی وائسرائے ہند کا خط	۴۳۱	(۳۰)	ہز ایکسی لنسی وائسرائے ہند سے ملاقات	۴۳۱
(۳۱)	خط کا جواب	۴۳۱	(۳۲)	ہز ایکسی لنسی وائسرائے ہند کا جواب	۴۳۲
(۳۳)	بے بنیاد الزام	۴۳۲	(۳۴)	سیاسی شبہات	۴۳۲

فصل تیرہویں

نمبر	عنوان	صفحہ	نمبر	عنوان	صفحہ
	سیاسیات، دورِ ثالث	۴۳۳			
(۱)	سرکاری بے اعتباری	۴۳۳	(۲)	پتہ کی بات	۴۳۳
(۳)	اصل میں	۴۳۳	(۴)	قادیانی کہانی	۴۳۴
(۵)	قادیانی اسناد	۴۳۴	(۶)	خدمت بلامعاوضہ	۴۳۵
(۷)	پچاس سالہ خدمات	۴۳۵	(۸)	رولٹ ایکٹ	۴۳۵
(۹)	شکوہ وشکایات	۴۳۶	(۱۰)	پرانے قدردان مہربان	۴۳۷
(۱۱)	یادرفتگان	۴۳۸	(۱۲)	عہدوں کی تقسیم	۴۳۸

(۱۳)	ایک خط	۴۳۸	(۱۴)	قادیانی مشین	۴۳۹
(۱۵)	ناقدری کا راز	۴۳۹	(۱۶)	وفاداری کا سودا	۴۳۹
(۱۷)	قادیان تا انگلستان پرانے قدردان	۴۴۰	(۱۸)	ولایت کی تحریریں	۴۴۰
(۱۹)	سوال وجواب	۴۴۱	(۲۰)	سلطنت برطانیہ کا زوال	۴۴۱
(۲۱)	نیشنل لیگ قادیان	۴۴۲	(۲۲)	کابلی کارنامہ	۴۴۲
(۲۳)	قدرتی بات	۴۴۳	(۲۴)	ایجنٹ	۴۴۳
(۲۵)	پنڈت جواہر لال نہرو	۴۴۴	(۲۶)	انقلاب	۴۴۴
(۲۷)	فخر وطن پنڈت جواہر لال نہرو کا لاہور میں شاندار استقبال آل انڈیا نیشنل لیگ کی طرف سے	۴۴۴	(۲۸)	استقبال کی وجہ	۴۴۵
(۲۹)	قادیانی جماعت کی بے راہ روی	۴۴۶	(۳۰)	قادیانی بے وقعتی	۴۴۶

فصل چودھویں

	قادیانی صاحبان اور مسلمان سیاست ومملکت				۴۴۷
	(الف) قادیانی فرقہ				۴۴۷
(۱)	نیافرقہ	۴۴۷	(۲)	خودکاشتہ پودا	۴۴۸
(۳)	یادرہے	۴۴۸	(۴)	یہ تو سوچو	۴۴۹
(۵)	زمانہ کی نزاکت	۴۴۹			
	(ب) ہندوستان				۴۵۰
			(۶)	خیرخواہی	۴۵۰
(۷)	شکایت وعنایت	۴۵۰	(۸)	مسلمان اور قادیانی صاحبان	۴۵۰
(۹)	جذبات محبت	۴۵۱	(۱۰)	تازہ ترمثال	۴۵۱
	(ج) اسلامی ممالک				۴۵۱
(۱۱)	سترہ برس	۴۵۱	(۱۲)	مخفی سبب	۴۵۲
(۱۳)	حکمت ومصلحت	۴۵۲	(۱۴)	قادیانی مقاصد	۴۵۲
(۱۵)	یہ کام کیوں کئے	۴۵۳	(۱۶)	یکتا ویگانہ	۴۵۴
(۱۷)	غیرمعمولی اعانت	۴۵۴	(۱۸)	قادیانی مشن	۴۵۴
(۱۹)	تمام سچے احمدی	۴۵۵	(۲۰)	سیاسی فلسفہ	۴۵۵
	(د) سرحد				۴۵۵
(۲۱)	سرحدی قبائل کی اصلاح	۴۵۵			

	(ھ) افغانستان				۴۵۶
			(۲۲)	شہادت کی وجہ	۴۵۶
(۲۳)	سازشی خطوط	۴۵۶	(۲۴)	مداخلت اور بازپرسی	۴۵۷
(۲۵)	دیکھ لو	۴۵۷	(۲۶)	کابل	۴۵۷
(۲۷)	جنگ کابل	۴۵۷	(۲۸)	دنیا کا چارج	۴۵۸
(۲۹)	اس لئے	۴۵۸			
	(و) عراق				۴۵۸
			(۳۰)	عمدہ نتائج	۴۵۸
(۳۱)	فتح بغداد	۴۵۸	(۳۲)	عراق کی فتح	۴۵۹
(۳۳)	عراق کی آزادی	۴۵۹			
	(ز) عرب				۴۵۹
(۳۴)	کیا فائدہ	۴۵۹			
	(ح) فلسطین				۴۶۰
(۳۵)	قادیانی مضمون کا شکریہ	۴۶۰	(۳۶)	درخواست دعاء	۴۶۰
	(ط) ترکی				۴۶۱
(۳۷)	ترک	۴۶۱	(۳۸)	سلطان اور خلیفہ	۴۶۱
(۳۹)	سلطان ترکی	۴۶۱	(۴۰)	قادیانی خلافت	۴۶۲
(۴۱)	مٹنے دو	۴۶۲	(۴۲)	قادیانی خواہش	۴۶۲
(۴۳)	قادیانی رضامندی	۴۶۲	(۴۴)	قادیان میں چراغاں	۴۶۳
	(ی) دیگر ممالک				۴۶۳
(۴۵)	بے شک	۴۶۳	(۴۶)	قادیانی مجاہد	۴۶۴
(۴۷)	تبلیغ اسلام	۴۶۴	(۴۸)	تبلیغ احمدیت	۴۶۵
	(ک) خلاصہ				۴۶۵
(۴۹)	سیاست زہر	۴۶۵	(۵۰)	سیاسیات سے پرہیز	۴۶۵
(۵۱)	مسلم لیگ	۴۶۵	(۵۲)	خوشی اور مسرت	۴۶۶
(۵۳)	مفاد ملحق	۴۶۶	(۵۴)	ظل حمایت	۴۶۶
(۵۵)	قادیانی ڈھال	۴۶۶	(۵۶)	نرالا تعلق	۴۶۷
(۵۷)	نیک ثمرات	۴۶۷	(۵۸)	تہنیت فتح کا جشن قادیان میں	۴۶۷

(۵۹)	نہایت فائدہ بخش	۴۶۷	(۶۰)	فتح کی خوشی	۴۶۸
(۶۱)	روحانی عافیت	۴۶۸	(۶۲)	قادیانی تلوار	۴۶۸
(۶۳)	چوہڑے چمار	۴۶۹	(۶۴)	قادیانی حکومت	۴۶۹
(۶۵)	بلی کے خواب میں چھیچھڑے	۴۶۹			

فصل پندرھویں

قادیانی اکابر					۴۷۰
(الف) حکیم نورالدین خلیفہ اوّل قادیان					۴۷۰
(۱)	بہت متاثر	۴۷۰	(۲)	دو آدمی	۴۷۰
(۳)	بطور نمونہ	۴۷۰	(۴)	احمد رسول	۴۷۱
(۵)	میرزائے قادیان	۴۷۱	(۶)	نجات	۴۷۲
(۷)	میرا تو ایمان ہے	۴۷۲	(۸)	رعایتی نماز	۴۷۲
(۹)	خدا کی قسم	۴۷۲	(۱۰)	نادر شاہی	۴۷۲
(۱۱)	سخت حماقت	۴۷۳	(۱۲)	خدا کا بنایا ہوا خلیفہ	۴۷۳
(۱۳)	مخالف کا خط	۴۷۴	(۱۴)	نہانے کا ذکر	۴۷۴
(۱۵)	دو عورتیں	۴۷۵	(۱۶)	عبرت انگیز	۴۷۴
(۱۷)	وہ مہینہ	۴۷۵	(۱۸)	محبت کا انجام نا فرجام	۴۷۵
(ب) مولوی عبدالکریم قادیانی					۴۷۵
(۱۹)	ابتداء	۴۷۵	(۲۰)	دو فرشتے	۴۷۶
(۲۱)	سرسید کے دلدادہ	۴۷۶	(۲۲)	بہت عشق	۴۷۶
(۲۳)	عاشقانہ رنگ	۴۷۶	(۲۴)	دو خطبے	۴۷۷
(۲۵)	مار پکار	۴۷۷	(۲۶)	دو چیزیں	۴۷۸
(۲۷)	مولوی عبدالکریم کا انجام	۴۷۸	(۲۸)	منہ دیکھا نہیں جاتا	۴۷۹
(۲۹)	بہت تکلیف	۴۷۹			
(ج) مرزا محمود خلیفہ ثانی قادیان					۴۷۹
			(۳۰)	تعلیم کی خوبی	۴۷۹
(۳۱)	بچپن کے دو استاد	۴۷۹	(۳۲)	تعلیمی حالت	۴۸۰
(۳۳)	آپس کی بات	۴۸۰	(۳۴)	ہتھکنڈے	۴۸۰
(۳۵)	طالب علم	۴۸۱	(۳۶)	کتابوں کا کیڑا	۴۸۱

(۳۷)	گندی فطرت	۴۸۱	(۳۸)	میری صحت	۴۸۱
(۳۹)	دودھ	۴۸۲	(۴۰)	دو باتیں	۴۸۲
(۴۱)	سیدنا محمود، مصلح موعود	۴۸۲	(۴۲)	حضرت محمود کی شان	۴۸۳
(۴۳)	فخر رسل	۴۸۳	(۴۴)	وہ بیٹا	۴۸۴
(۴۵)	میرا انکار	۴۸۴	(۴۶)	میرا جوا	۴۸۴
(۴۷)	ہمہ صفت موصوف انسان	۴۸۵	(۴۸)	خلیفہ قادیان	۴۸۵
(۴۹)	اسلام کی ترقی	۴۸۵	(۵۰)	سلسلہ خلافت	۴۸۶
(۵۱)	دنیا بامید قائم	۴۸۶	(۵۲)	یوسف اور عثمان	۴۸۶
(۵۳)	حضرت امام حسن ؓ کی ناشکری	۴۸۶	(۵۴)	نڈر	۴۸۷
(۵۵)	میرا ہی کام	۴۸۷	(۵۶)	بیعت کا مفہوم	۴۸۷
(۵۷)	جگت خلیفہ	۴۸۸	(۵۸)	ایک ہی	۴۸۸
(۵۹)	شخصیت پرستی	۴۸۸	(۶۰)	قادیان کی گدی	۴۸۹
(۶۱)	میاں صاحب کی اصلاحات	۴۸۹	(۶۲)	دنیا حیران	۴۹۰
(۶۳)	بڑے بڑے علوم	۴۹۰	(۶۴)	حقائق	۴۹۰
(۶۵)	سیدنا محمود کا ذکر قرآن میں	۴۹۰	(۶۶)	مرزا محمود کے سفر یورپ کا ذکر قرآن کریم میں	۴۹۱
(۶۷)	خدائے قادیان	۴۹۱	(۶۸)	اللہ تعالیٰ کے حضور	۴۹۱
(۶۹)	بدیہی مسئلہ	۴۹۱	(۷۰)	اقرار وانکار	۴۹۲
(۷۱)	من مانے معنے	۴۹۲	(۷۲)	حقیقی نبی اور رسول	۴۹۲
(۷۳)	عظیم الشان نبی	۴۹۳	(۷۴)	میاں صاحب کا عقیدہ	۴۹۳
(۷۵)	واقع میں	۴۹۴	(۷۶)	گورکھ دھندہ	۴۹۴
(۷۷)	ضلالت اور فساد کے موجد	۴۹۴	(۷۸)	عقائد خصوصیہ محمودیہ	۴۹۴
(۷۹)	تقریباً	۴۹۵	(۸۰)	ابلیس	۴۹۵
(۸۱)	تحقیقات	۴۹۵	(۸۲)	ہندو اور سکھ	۴۹۵
(۸۳)	اس کے معنی ہاتھی	۴۹۵	(۸۴)	قادیانی تفسیر	۴۹۶
(۸۵)	دعا کے رقعے	۴۹۷	(۸۶)	نماز کا وقت	۴۹۷
(۸۷)	خط وکتابت	۴۹۷	(۸۸)	سچائی کی تلوار	۴۹۸
(۸۹)	انجام خراب	۴۹۹	(۹۰)	چپڑاسی کا عہدہ	۴۹۹

(۹۱)	دینی مقاصد	۴۹۹	(۹۲)	مسجد کی بات	۵۰۰
(۹۳)	سرکاری اعزاز	۵۰۰	(۹۴)	اعزاز کی مستحق	۵۰۰
(۹۵)	فرق مراتب	۵۰۱	(۹۶)	حیرت ہے	۵۰۱
(۹۷)	جب یا آج	۵۰۱	(۹۸)	دمشق و یورپ	۵۰۱
(۹۹)	جماعت احمدیہ کی فوجیں	۵۰۲	(۱۰۰)	ولیم دی کنکر	۵۰۲
(۱۰۱)	قادیان کے پیر جی	۵۰۳	(۱۰۲)	اگر پدر نتواند پسر تمام کند	۵۰۳
(۱۰۳)	پیر پرستی	۵۰۳	(۱۰۴)	قتل کا فتویٰ	۵۰۴
(۱۰۵)	کیا	۵۰۴	(۱۰۶)	چوکی پہرہ	۵۰۴
(۱۰۷)	کتوں کی ضرورت	۵۰۴	(۱۰۸)	تازہ خواب	۵۰۵
(۱۰۹)	کشف حقیقت	۵۰۵	(۱۱۰)	میاں صاحب کا مباہلہ سے فرار	۵۰۵
(۱۱۱)	سخت افسوس	۵۰۶	(۱۱۲)	میاں صاحب کا ارشاد	۵۰۶
(۱۱۳)	دس جوتے	۵۰۶	(۱۱۴)	ہتک	۵۰۷
(۱۱۵)	الزاموں کی بھرمار	۵۰۸	(۱۱۶)	مرزا محمود، پردے کے حکم سے مستثنیٰ	۵۰۹
(۱۱۷)	عیب والا حصہ	۵۰۹			
	(د) خواجہ کمال الدین قادیانی				۵۱۰
			(۱۱۸)	پتہ کی بات	۵۱۰
(۱۱۹)	ضعف ایمان	۵۱۰	(۱۲۰)	خواجہ کمال الدین کے قدیم عقائد	۵۱۰
(۱۲۱)	حق الیقین	۵۱۱	(۱۲۲)	اے کمال دین	۵۱۱
(۱۲۳)	خدا لگتی	۵۱۱	(۱۲۴)	محسن آقا	۵۱۲
(۱۲۵)	ہرگز نہیں	۵۱۲	(۱۲۶)	خواجہ کی تدبیر	۵۱۲
(۱۲۷)	علمیت کے دعوے	۵۱۳	(۱۲۸)	ووکنگ مشن کا راز	۵۱۳
(۱۲۹)	لاکھوں روپے	۵۱۴	(۱۳۰)	وفات کا تار	۵۱۴
	(ھ) مولوی محمد علی لاہوری قادیانی امیر جماعت لاہور				۵۱۴
(۱۳۱)	امر واقعہ	۵۱۴	(۱۳۲)	تصدیق	۵۱۴
(۱۳۳)	رسالہ ''ریویو آف ریلیجنز''	۵۱۵	(۱۳۴)	ہندوستان کا مقدس نبی	۵۱۵
(۱۳۵)	ہمارا احمد	۵۱۵	(۱۳۶)	کسی نبی کو	۵۱۶
(۱۳۷)	ایک نبی	۵۱۶	(۱۳۸)	ہر ایک نبی	۵۱۶

(۱۳۹)	انبیاء علیہم السلام	۵۱۶	(۱۴۰)	یہ سلسلہ	۵۱۷
(۱۴۱)	دو بعثتیں	۵۱۷	(۱۴۲)	رسول اور نبی	۵۱۷
(۱۴۳)	جولائی ۱۹۱۰ء	۵۱۸	(۱۴۴)	فروری ۱۹۱۴ء	۵۱۸
(۱۴۵)	نبوت کا دروازہ	۵۱۹	(۱۴۶)	ایک ماہ بعد	۵۲۰
(۱۴۷)	اختلاف کے بعد	۵۲۰	(۱۴۸)	زمین وآسمان کا فرق	۵۲۰
(۱۴۹)	اختلاف	۵۲۱	(۱۵۰)	تئیسواں جواب	۵۲۲
(۱۵۱)	چوبیسواں جواب	۵۲۳	(۱۵۲)	دو رنگی چال	۵۲۳
(۱۵۳)	گزشتہ تاریخ	۵۲۴	(۱۵۴)	بری بات	۵۲۵
(۱۵۵)	قادیانی اور لاہوری اختلاف کا فیصلہ	۵۲۵	(۱۵۶)	اظہر من الشمس	۵۲۶
(۱۵۷)	محسن کش	۵۲۶	(۱۵۸)	عجب رنگ کے انسان	۵۲۶
(۱۵۹)	ناحق ناروا	۵۲۷	(۱۶۰)	خائن اور بددیانت	۵۲۷
(۱۶۱)	ذلیل سے ذلیل	۵۲۷	(۱۶۲)	عبرتناک حالت	۵۲۷
(۱۶۳)	روحانی حلاوت	۵۲۸	(۱۶۴)	ایک طرف دوسری طرف	۵۲۸
	(و) مفتی محمد صادق قادیانی				۵۲۸
(۱۶۵)	مفتی محمد صادق کا عقیدہ	۵۲۸	(۱۶۶)	تیرہ سو سال کے بعد ایک نبی	۵۲۹
(۱۶۷)	قادیان کی شادیاں	۵۲۹	(۱۶۸)	خرابی صحت	۵۳۰
(۱۶۹)	مفتی صاحب تھیٹر میں	۵۳۰			

فصل سولہویں

	قادیانیوں کی جماعت قادیان				۵۳۱
(۱)	قادیان	۵۳۱	(۲)	شعائر اللہ	۵۳۲
(۳)	حرم میں شعائر اللہ	۵۳۲	(۴)	وہاں	۵۳۳
(۵)	دعوت قادیان	۵۳۳	(۶)	قادیان کا قیام	۵۳۳
(۷)	بلا اجازت	۵۳۴	(۸)	مرزا قادیانی کے صحابہ	۵۳۵
(۹)	انبیاء کے خاص اصحاب	۵۳۵	(۱۰)	ابوہریرہ اور حسان	۵۳۵
(۱۱)	جناب الٰہی سے پکوڑے کھانے کی ممانعت	۵۳۶	(۱۲)	مسیح قدنی اور قادیان	۵۳۶
(۱۳)	اینٹوں میں فرق	۵۳۶	(۱۴)	احمدی محلے	۵۳۷
(۱۵)	قادیان کی زندگی	۵۳۷	(۱۶)	قادیانی خواب بینی	۵۳۸

(۱۷)	نفسانفسی	۵۳۸	(۱۸)	افسوس کی بات	۵۳۹
(۱۹)	ولیمہ کا لطیفہ	۵۳۹	(۲۰)	قادیانی اسٹور	۵۴۰
(۲۱)	سوروں والا حملہ	۵۴۰	(۲۲)	مریدوں کی روک تھام	۵۴۰
(۲۳)	اصحاب قادیانی خود اپنی زبانی	۵۴۱	(۲۴)	کتا مردار کی طرف	۵۴۱
(۲۵)	نابالغ جماعت	۵۴۱	(۲۶)	مطالعہ کی روک ٹوک	۵۴۲
(۲۷)	قادیانی اخبار بینی	۵۴۲	(۲۸)	مرزا محمود کے مریدین	۵۴۲
(۲۹)	نئے خوجے	۵۴۳	(۳۰)	خصی جماعت	۵۴۳
(۳۱)	قادیانی نوجوان	۵۴۳	(۳۲)	بہادری کی تمنا	۵۴۴
(۳۳)	قادیانی بزدلی ودوں ہمتی	۵۴۴	(۳۴)	قادیان مقدمے	۵۴۵
(۳۵)	گناہ اور منافقت	۵۴۵	(۳۶)	قادیانی منافق	۵۴۵
(۳۷)	دماغی کلیں	۵۴۶	(۳۸)	قادیانیوں کی برائیاں	۵۴۷
(۳۹)	قادیان میں مخالفت	۵۴۷	(۴۰)	قادیانی پروپیگنڈا	۵۴۸
(۴۱)	سخت کلامی	۵۴۸	(۴۲)	گالیاں	۵۴۸
(۴۳)	کیا کیا	۵۴۹	(۴۴)	بالکل جھوٹی رپورٹ	۵۴۹
(۴۵)	اخبار الفضل قادیان	۵۴۹	(۴۶)	غلط بیان اعلان	۵۵۰
(۴۷)	قادیانی مناظرہ کی رپورٹ	۵۵۰	(۴۸)	قادیانی جماعت کا اندوختہ عمل	۵۵۰
(۴۹)	شغل سیاست	۵۵۰	(۵۰)	قادیانی مغالطہ	۵۵۱
(۵۱)	گول میز کانفرنس	۵۵۱	(۵۲)	افسوس اور خوشی	۵۵۱
(۵۳)	انگلستان میں قادیانی مشن	۵۵۲	(۵۴)	قادیانی مبلغ	۵۵۲
(۵۵)	قادیانی مبلغ کے مضامین	۵۵۳	(۵۶)	قادیانی پتھر	۵۵۳
(۵۷)	قادیانی چکر	۵۵۳	(۵۸)	قادیانی علاقہ	۵۵۳
(۵۹)	مکہ مدینہ	۵۵۴	(۶۰)	ہمارے لئے	۵۵۴
(۶۱)	یہ سمجھ کر	۵۵۴	(۶۲)	بھلائی کی صورت	۵۵۴
(۶۳)	اللہ کے پیارے	۵۵۵	(۶۴)	بے ایمانی اور بیوقوفی	۵۵۵
(۶۵)	موت اور زندگی	۵۵۶	(۶۶)	دور کی بات	۵۵۶
(۶۷)	دنیا میں تہلکہ	۵۵۶	(۶۸)	دنیا کو کھا جانا	۵۵۷
(۶۹)	جہنم کی آگ	۵۵۷	(۷۰)	اچھا کیا	۵۵۸

(۷۱)	دعوتی خطوط	۵۵۸	(۷۲)	ذریعہ تبلیغ	۵۵۸
(۷۳)	سیرت کے جلسے	۵۵۸	(۷۴)	قادیانی فرقہ	۵۵۹
(۷۵)	خاتم النّبیین نمبر	۵۵۹	(۷۶)	خاتم النّبیین کا قادیانی مفہوم	۵۶۰
(۷۷)	قادیانیوں کی فریب کاری	۵۶۰	(۷۸)	قادیانی چیلنج	۵۶۱
(۷۹)	سنو	۵۶۱	(۸۰)	اپنے اوپر چسپاں کیا	۵۶۱
(۸۱)	نبوت کا غیر مشروط دعویٰ	۵۶۱	(۸۲)	نبی ہے نبی	۵۶۲
(۸۳)	کلام الٰہی	۵۶۲	(۸۴)	صلح حدیبیہ	۵۶۲
(۸۵)	حقیقی نبی	۵۶۲	(۸۶)	عظیم الشان نبی	۵۶۳
(۸۷)	رسول کی آواز	۵۶۳	(۸۸)	ایک مذہب	۵۶۳
(۸۹)	عقیدہ اجرائے نبوت	۵۶۳	(۹۰)	قادیانی جماعت کے عقائد	۵۶۴
(۹۱)	بہائی اور قادیانی	۵۶۴	(۹۲)	محمودی اور بہائی	۵۶۵
(۹۳)	خاتم الانبیاء	۵۶۵	(۹۴)	مسئلہ نبوت	۵۶۵
(۹۵)	نبی ہوسکتا ہے	۵۶۶	(۹۶)	نبوت کی ڈگری	۵۶۶
(۹۷)	پاک اور ناپاک	۵۶۶	(۹۸)	مسئلہ تکفیر	۵۶۶
(۹۹)	معمہ	۵۶۷	(۱۰۰)	لاہوری فتویٰ	۵۶۷
(۱۰۱)	لاہوریوں سے تعلقات	۵۶۸	(۱۰۲)	قادیانی غلو	۵۶۸
(۱۰۳)	ملت محمودیہ میں غلو رچ گیا ہے	۵۶۸	(۱۰۴)	غلو کے نتائج	۵۶۹
(۱۰۵)	نیا مذہب اور کسے کہتے ہیں	۵۶۹	(۱۰۶)	قادیانی مضحکے	۵۶۹
(۱۰۷)	غالی قادیانی	۵۷۰	(۱۰۸)	حیدرآبادی قادیانی	۵۷۱
(۱۰۹)	قادیانی عقائد پر لاہوری تبصرہ	۵۷۱	(۱۱۰)	عقیدۂ باطل	۵۷۲
(۱۱۱)	قادیانی نشان	۵۷۲	(۱۱۲)	قادیانی جھنڈا، ۱۹۳۹ء کی ایجاد	۵۷۳

فصل سترہویں

	قادیانیوں کی جماعت لاہور				۵۷۴
(۱)	ایک پارٹی	۵۷۴	(۲)	بڑا ابتلاء	۵۷۴
(۳)	لاہوری جماعت کی علیحدگی	۵۷۴	(۴)	لاہوری جماعت کا قدیم ایمان	۵۷۵
(۵)	لاہوری جماعت کا جدید ابہام	۵۷۶	(۶)	سب میں بڑے	۵۷۶
(۷)	لاہوری عقیدہ نبوت	۵۷۷	(۸)	خدا کی آواز	۵۷۷
(۹)	جرأت وجسارت	۵۷۷	(۱۰)	ایک افتراء	۵۷۸

(۱۱)	عملی قدم	۵۷۸	(۱۲)	علی الاعلان	۵۷۸
(۱۳)	درمیان، درمیان	۵۷۹	(۱۴)	منافقت	۵۷۹
(۱۵)	لاہوری عقائد پر قادیانی تبصرہ	۵۷۹	(۱۶)	قادیانی طعن	۵۸۰
(۱۷)	چال باز	۵۸۱	(۱۸)	لاہوری پیچ	۵۸۱
(۱۹)	لاہوری تفسیر	۵۸۱	(۲۰)	یہودی، عیسائی اور مسلمان کون ہیں	۵۸۳
(۲۱)	لاہوری جماعت کی حکمت عملی	۵۸۴	(۲۲)	ہزاروں روپیہ	۵۸۶
(۲۳)	قادیانی جماعت لاہور کا مقصد	۵۸۶	(۲۴)	احمدیہ انجمن اشاعت اسلام	۵۸۷
(۲۵)	مدرسہ اور مسجد	۵۸۷	(۲۶)	تبلیغ کی تعلّی	۵۸۸
(۲۷)	ووکنگ مشن کی حقیقت	۵۸۹	(۲۸)	روزمرہ زندگی	۵۸۹
(۲۹)	دوا تو ار	۵۹۲	(۳۰)	حرام خوریاں	۵۹۲
(۳۱)	قائم مقام	۵۹۳	(۳۲)	گورنمنٹ کی جاسوسی	۵۹۳
(۳۳)	کمینگی	۵۹۴	(۳۴)	ناگفتنی	۵۹۴
(۳۵)	سنڈاس کی بو	۵۹۴	(۳۶)	بدزبانی کی شکایت	۵۹۴
(۳۷)	آپس کی باتیں	۵۹۵			

فصل اٹھارہویں

	دعوؤں کا داخلی نقشہ				۵۹۶
(۱)	ابتداء وانتہاء	۵۹۶	(۲)	تین دور	۵۹۸
(۳)	کتابوں کا مطالعہ	۵۹۹	(۴)	کتابوں کا ڈھیر، نوکر ہوگیا ہوں	۵۹۹
(۵)	انٹروڈکشن	۶۰۰	(۶)	علمی امداد	۶۰۰
(۷)	پہلا سودا	۶۰۰	(۸)	براہین احمدیہ میں ترتیب مضامین	۶۰۳
(۹)	حصہ پنجم کا قصہ	۶۰۵	(۱۰)	کلام الٰہی میں توقف	۶۰۵
(۱۱)	وعدہ سے گریز	۶۰۶	(۱۲)	کتابی کاروبار	۶۰۶
(۱۳)	باہمی تعاون	۶۰۶	(۱۴)	شیخ فانی	۶۰۷
(۱۵)	والد روحانی	۶۰۷	(۱۶)	چلہ کشی	۶۰۸
(۱۷)	ابتدائی بیعت	۶۰۹	(۱۸)	زلزلہ عظیم	۶۰۹
(۱۹)	ڈپٹی کمشنر کی عنایت	۶۰۹	(۲۰)	دعوؤں کا سلسلہ	۶۱۰
(۲۱)	بیعت کے مدارج	۶۱۰	(۲۲)	بےخبر اور غافل	۶۱۲
(۲۳)	اسی قسم کا تناقض	۶۱۲	(۲۴)	۱۹۰۱ء سے پہلے	۶۱۲

(۲۵)	۵؍نومبر ۱۹۰۱ء	۶۱۳	(۲۶)	ساری حقیقت	۶۱۳
(۲۷)	معارف الٰہیہ	۶۱۳	(۲۸)	درددل	۶۱۴
(۲۹)	دوخطبے	۶۱۴	(۳۰)	ہمارا دعویٰ	۶۱۵
(۳۱)	نبوت کی دعوے کی سرگزشت	۶۱۵	(۳۲)	خلاصہ کلام	۶۱۷
(۳۳)	اٹھارہ سال	۶۱۷	(۳۴)	نبوت میں ترقی اور تکمیل	۶۱۷
(۳۵)	نبی کا چہرہ	۶۱۸	(۳۶)	قادیان میں آخری وحی	۶۱۸
(۳۷)	نبوت کا قادیانی تصور	۶۱۹	(۳۸)	سادہ خاکہ	۶۱۹
(۳۹)	سیرت المہدی	۶۲۰			

فصل انیسویں

	پچرنگ				۶۲۱
(۱)	پانچ جماعتیں	۶۲۱			
	(الف) جماعت اوّل ...... مرزا قادیانی سے مقابلہ				۶۲۱
(۲)	مرزا قادیانی کی فریاد	۶۲۱	(۳)	مرزا قادیانی کا آخری فیصلہ	۶۲۱
	(ب) جماعت دوم ...... مرزا قادیانی سے انحراف				۶۲۳
(۴)	ایک سید	۶۲۳	(۵)	مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی	۶۲۳
(۶)	میر عباس علی صاحب	۶۲۳	(۷)	شرعی قسم	۶۲۴
(۸)	الٹی منطق	۶۲۴	(۹)	منحرف سے مقابلہ	۶۲۵
	(ج) جماعت سوم ...... مسیحیت کا اقرار، نبوت کا انکار				۶۲۶
(۱۰)	لاہوری محضرنامہ	۶۲۶			
	(د) جماعت چہارم ...... مرزا قادیانی کی نبوت کے قائل				۶۲۷
(۱۱)	مولوی محمد احسن امروہی قادیانی	۶۲۷	(۱۲)	سامری اور جالوت	۶۲۸
(۱۳)	فتویٰ	۶۲۸			
	(ھ) جماعت پنجم ...... قادیانی انبیاء				۶۲۹
			(۱۴)	بادصبا	۶۲۹
(۱۵)	مدعی نبوت	۶۲۹	(۱۶)	مولوی یار محمد قادیانی کی نبوت	۶۲۹
(۱۷)	احمد نور کابلی قادیانی کی نبوت	۶۳۰	(۱۸)	عبداللطیف قادیانی کی نبوت	۶۳۰
(۱۹)	چراغ دین جموی قادیانی کی نبوت	۶۳۰	(۲۰)	غلام محمد قادیانی کی نبوت	۶۳۱
(۲۱)	عبداللہ تیماپوری قادیانی کی نبوت	۶۳۲	(۲۲)	گل تازہ شگفت	۶۳۴

(۲۳)	مرزا قادیانی کی پیش گوئی	۶۳۴	(۲۴)	تین کو چار کرنے والا	۶۳۵
(۲۵)	قادیانی نشان	۶۳۵	(۲۶)	ایک قادیانی یوسف	۶۳۶
(۲۷)	ویر بسنت اور چن بسویشور	۶۳۷			
فصل بیسویں					
خاتمہ					۶۳۹
(۱)	ابتلاء کی حقیقت	۶۳۹	(۲)	قرآنی احکام	۶۴۱
ضمیمہ اوّل					
قادیانی مذہب کی کاوش ونالش					۶۴۲
(۱)	تمہید	۶۴۲	(۲)	قادیانی تحریک کی آمد	۶۴۲
(۳)	قادیانی تحریک کا قیام	۶۴۳	(۴)	قادیانی تحریک کی اشاعت	۶۴۳
(۵)	سرکاری عہدہ داروں پر خاص توجہ	۶۴۳	(۶)	قادیانی تحریک کا عروج	۶۴۴
(۷)	زبان بندی	۶۴۵	(۸)	جواب طلبی	۶۴۵
(۹)	صدائے بازگشت	۶۴۶	(۱۰)	سرکاری عہدہ داری	۶۴۶
(۱۱)	تعلیمات کی بات	۶۴۷	(۱۲)	سیاسی دھمکی	۶۴۷
(۱۳)	بدگوئی	۶۴۸	(۱۴)	بہتان عظیم	۶۴۸
(۱۵)	چند حوالے	۶۴۹	(۱۶)	کتابوں کا معاملہ	۶۴۹
(۱۷)	معذرت	۶۴۹			
ضمیمہ دوم					
قادیانی حساب					۶۵۰
(۱)	تمہید	۶۵۰	(۲)	ابتداء کی بحث	۶۵۲
(۳)	سیاسی چکر	۶۵۲	(۴)	احتیاط کی بات	۶۵۳
(۵)	کربلا کی مثال	۶۵۴	(۶)	کھیت کا غم	۶۵۵
(۷)	اصلاح واتحاد	۶۵۶	(۸)	چندہ کا پھندا	۶۵۷
(۹)	گالیوں کی شکایت	۶۵۸	(۱۰)	تیز مواد	۶۵۹
(۱۱)	ذریۃ البغایا	۶۶۰	(۱۲)	غلط حوالے	۶۶۱
(۱۳)	کتر بیونت	۶۶۳	(۱۴)	قادیانی غلط بیانی	۶۶۴
(۱۵)	ترتیب پر اعتراض	۶۶۷	(۱۶)	جواب دہی کے قادیانی اصول	۶۶۷

(۱۷)	قادیانی تحریک کی ترکیب	۶۶۹	(۱۸)	امت محمد پر فضیلت	۶۷۱
(۱۹)	حضرت آدم علیہ السلام پر فضیلت	۶۷۱	(۲۰)	بروز کی تشریح	۶۷۱
(۲۱)	مرزا قادیانی کی نبوت	۶۷۲	(۲۲)	حمل کی بحث	۶۷۳
(۲۳)	حضرت مسیح کی شان	۶۷۳	(۲۴)	کنویں میں چنے	۶۷۶
(۲۵)	حق ایجاد	۶۷۶	(۲۶)	قادیانی لام	۶۷۷
(۲۷)	قرآنی احکام	۶۷۷			
	ضمیمہ سوم				
	قادیانی کتاب				۶۷۹
(۱)	تمہید	۶۷۹	(۲)	تالیفات کا سلسلہ	۶۷۹
(۳)	قادیانی رنگ	۶۷۹	(۴)	قادیانی کتاب	۶۸۰
(۵)	تنقیح	۶۸۱	(۶)	قادیانی خطاب	۶۸۱
(۷)	قادیانی مذہب	۶۸۲			
	ضمیمہ چہارم				
	قادیانی فریقین				۶۸۴
	قادیانی جماعت لاہور و جماعت قادیان	۶۸۴		قادیانی جماعت لاہور اور قادیانی مذہب	۶۸۸
	ضمیمہ پنجم				
	قادیانی کتابیں				۶۹۲
(الف)	مرزا غلام احمد قادیانی کی تصانیف				۶۹۳
(ب)	مرزا محمود خلیفہ قادیان کی تصانیف				۶۹۴
(ج)	صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی کی تصانیف				۶۹۴
(د)	حکیم نور الدین قادیانی خلیفہ اوّل کی تصانیف				۶۹۴
(ہ)	مولوی محمد علی لاہوری قادیانی امیر جماعت لاہوری کی تصانیف				۶۹۴
(و)	دیگر قادیانی صاحبان کی تصانیف				۶۹۴
(ز)	قادیانی اخبار و رسائل				۶۹۶
(ح)	غیر قادیانی کتب				۶۹۶
(ط)	غیر قادیانی اخبار و رسائل				۶۹۶

دیباچہ

اشاعت ۲۰۲۰ء

’’قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ‘‘ محترم پروفیسر محمد الیاس برنی مرحوم سابق صدر شعبہ معاشیات جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن کی تصنیف ہے۔ ردقادیانیت پر کام کرنے والے علماء کرام اور مبلغین حضرات اس کتاب کی اہمیت سے آگاہ ہیں۔ یوں تو ردقادیانیت پر گزشتہ ایک صدی میں ہزارہا کتابیں شائع ہوئی ہیں لیکن اس کتاب کا انداز منفرد، اچھوتا اور اثر انگیز ہے۔ قادیانیت کے دجل وفریب کو مصنف نے جس طرح بے نقاب کیا اور لوگوں کے سامنے اس کا اصلی چہرہ دکھایا، یہ انہی کا کارنامہ ہے۔ انہوں نے اپنی طرف سے کچھ لکھنے کے بجائے قادیانیوں کی کتابوں، رسالوں اور اخبارات سے اقتباسات نقل کرنے پر اکتفاء کیا۔ البتہ اس پر عنوانات اپنی طرف کچھ اس طرح قائم کئے کہ مضمون کھل کر قارئین پر واضح ہوجاتا ہے۔

یہ کتاب آج سے ۸۰ سال قبل شائع ہوئی تھی لیکن اس کی افادیت اور اہمیت میں کمی نہیں آئی بلکہ روز بروز اس کی مقبولیت، مانگ اور ضرورت میں اضافہ ہوتا رہا۔ پاک وہند میں اس کے کئی ایڈیشن مختلف اداروں نے شائع کئے۔ تقریباً ۲۵ سال قبل یہ کتاب کمپیوٹر کمپوزنگ کے ذریعہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان نے شائع کی۔ جس کا عکس انڈیا سے بھی شائع ہوا۔ جسے ہمارے مخدوم حضرت مولانا امیرالہند سید اسعد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے شائع کرایا تھا۔

کتاب کے حوالہ جات میں جوجدت کی گئی وہ درج ذیل ہے:

۱...... مرزاغلام احمد قادیانی کی کتابوں کے پرانے حوالہ جات کے ساتھ ’’روحانی خزائن‘‘، ’’ملفوظات (یہ پہلے دس جلدوں میں شائع تھی اور اب قادیانیوں نے پانچ جلدوں میں شائع کئے ہیں۔ دونوں کے حوالہ جات لگادیئے)‘‘، ’’مجموعہ اشتہارات‘‘ کے ساتھ ’’تبلیغ رسالت‘‘ اور ’’مکتوبات جدید ایڈیشن‘‘ کے بھی حوالہ جات درج کردیئے گئے ہیں۔

۲...... مرزاغلام احمد قادیانی کے الہامات پر مشتمل کتاب ’’تذکرہ طبع چہارم‘‘ کے حوالے درج کئے گئے ہیں۔

۳...... مرزامحمود خلیفہ قادیانی کی کتابوں کے پرانے حوالے کے ساتھ ’’انوارالعلوم‘‘، ’’خطبات محمود‘‘ سے بھی حوالہ جات درج کئے گئے ہیں۔

۴...... مرزابشیر احمد ایم۔اے کی کتاب ’’سیرت المہدی‘‘ قدیم ایڈیشن تین جلدوں والی کے حوالہ جات کے ساتھ اب ’’سیرت المہدی‘‘ جدید ایڈیشن چار جلدوں والی کے حوالے درج کردیئے گئے ہیں۔ اسی طرح ’’سلسلہ احمدیہ‘‘ نامی ایک کتاب سے حوالے درج کئے گئے ہیں۔

۵...... قادیانی اخبارات: الحکم، البدر، الفضل قادیان، الفضل انٹرنیشنل، پیغام صلح لاہور کے حوالہ جات کو تاریخ، جلد، شمارہ، صفحہ اور کالم نمبر بھی درج کردیا گیا ہے۔

۶...... حوالہ جات میں جہاں کہیں عبارت میں غلطیاں نظر آئیں، نیز بعض الفاظ یا جملے رہ گئے، ان کو مکمل کردیا گیا ہے۔

۷...... بعض مقامات پر محترم عبدالرحمٰن یعقوب باوا صاحب نے اکتوبر ۲۰۱۴ء کے ایڈیشن میں اضافے کئے تھے وہ بھی رہنے دیئے گئے ہیں۔

۸...... جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے شعبہ تخصص فی الحدیث کے سربراہ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحلیم چشتی دامت برکاتہم نے جناب پروفیسر محمد الیاس برنی پر ایک وقیع مقدمہ تحریر فرمایا تھا جو ماہنامہ لولاک ملتان میں شائع ہوا۔ اس ایڈیشن میں پہلی بار اسے بھی کتاب کا حصہ بنادیا گیا ہے۔

کتاب کو آپ پڑھیں گے اور دیکھیں گے تو ان شاءاللہ! خوب سے خوب تر پائیں گے۔ دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ اس خدمت کو شرف قبولیت بخشے اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے۔

ناظم نشرواشاعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان

دیباچہ

اشاعت ۱۹۹۵ء

الحمد للّٰہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علٰی من لا نبی بعدہ۔ اما بعد!

عزت مآب، عالی جناب محترم پروفیسر محمد الیاس برنی سابق صدر شعبہ معاشیات جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن کی شہرۂ آفاق کتاب ''قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ'' کو حق تعالیٰ شانہ نے شرف قبولیت سے نوازا۔ ردقادیانیت پر یہ انسائیکلوپیڈیا کا درجہ رکھتی ہے۔ ردقادیانیت کے محاذ پر کام کرنے والا ہر خوش بخت وخوش نصیب شخص اس سے استفادہ کرنے کا محتاج ہے۔

اس کتاب کو طبع ہوئے تقریباً پون صدی بیت گئی، لیکن اس کی اہمیت وافادیت پہلے سے زیادہ درخشاں ہے۔ ردقادیانیت تک جتنا لٹریچر شائع ہوا، سب سے زیادہ اسے قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہوئے۔ فاضل مصنف ہر نئے ایڈیشن میں اضافے کرتے گئے، تاآنکہ یہ جامع وقابل قدر دستاویز بن گئی۔ آج تک اس کے جتنے ایڈیشن شائع ہوئے سب لیتھو پر تھے۔ لیتھو کتابت ہر دفعہ نئی کرانی پڑتی ہے۔ اس لئے غلطیاں درغلطیاں ہوتی گئیں۔ مصنف حیدرآباد دکن کے تھے۔ کتاب لاہور میں چھپتی رہی۔ تصحیح کرنے والے حضرات کو ردقادیانیت پر عبور حاصل نہ تھا۔ اس لئے بعض غلطیاں اتنی سنگین ہوگئیں، جو کتاب کی ثقاہت کے منافی اور اس کے حسین چہرہ پر داغ محسوس ہوتی تھیں۔ ورنہ رب کریم کا مصنف پر یہ عظیم کرم واحسان ہے کہ آج تک قادیانی اس کے کسی حوالہ کو چیلنج نہ کر سکے تھے۔ قادیانی کتب کے ایڈیشن بدلتے رہے۔ صفحات میں فرق آتا رہا۔ آج سے پون صدی قبل کے حوالہ جات آج کی قادیانی کتب کے ایڈیشنوں میں تلاش کرنے خاصے توجہ طلب مسئلہ تھے۔ کتابت نے ترقی کی۔ لیتھو سے ویٹڈائیک سے آفسٹ اور پھر آج کمپیوٹران سب کی جگہ پر براجمان ہوگیا۔

سب سے پہلے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ رہنما حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم نے ضرورت محسوس کی کہ اس کا جماعت کی طرف سے ایڈیشن شائع ہونا چاہئے جو آج کی ان تمام ضرورتوں کو پورا کر سکے۔ جدید حوالہ جات لگادیئے جائیں تاکہ حوالہ تلاش کرنے میں آسانی ہوجائے۔ چنانچہ آپ نے اپنی زیرنگرانی مولانا عزیزالرحمٰن صاحب مانسہروی کو اس کام پر مقرر کیا۔ مگر اس میں مشکل یہ پیش آئی کہ کراچی میں مرزا قادیانی کی تو تمام کتابیں موجود تھیں۔ دیگر قادیانی کتب وقادیانی اخبارات ورسائل تمام کے تمام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے صدر دفتر ملتان کے کتب خانہ میں تھے۔ اس لئے آپ کا ایماء وحکم پاکر فقیر نے یہ کام اپنے ذمہ لے لیا۔

۱۹۹۳ء میں ختم نبوت کانفرنس برطانیہ کے موقعہ پر حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی ؒ کے جانشین اور جمعیۃ علمائے ہند کے سربراہ حضرت مولانا سید اسعد مدنی دامت برکاتہم، حضرت مولانا سعید احمد پالن پوری استاذ الحدیث دارالعلوم دیوبند ناظم اعلیٰ کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت سے معلوم ہوا کہ ہندوستان میں وہ حضرات اس کتاب کو شائع کرنا چاہتے ہیں۔ جدید حوالہ جات کی تخریج وتحقیق کے لئے انہوں نے بھی حکم فرمایا۔ چنانچہ واپسی پر فقیر کو تبلیغی اسفار سے جتنا وقت ملتا رہا، اس پر کام کرتا رہا۔ لیکن اسے جتنا جلدی ہونا چاہئے تھا، مصروفیت کے باعث اس میں اتنی تاخیر ہوتی گئی۔ بالآخر مجبور ہوکر فقیر نے عالمی مجلس کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیزالرحمٰن صاحب جالندھری دامت برکاتہم سے استدعاء کر کے اپنے لئے دومعاون طلب کئے۔ پہلے مولانا عبدالرزاق مجاہد (مبلغ اوکاڑہ)، مولانا عبدالستار نے معاونت فرمائی اور پھر مناظر ختم نبوت حضرت مولانا خدابخش شجاع آبادی، حضرت مولانا بشیر احمد (مرکزی ناظم نشرواشاعت)، حضرت مولانا عبدالعزیز (مبلغ خانیوال) نے بھرپور ساتھ دیا۔ یوں تقریباً دوسال کے بعد آج اس کتب کی تخریج وتحقیق کے کام سے سبکدوش ہوئے ہیں۔

بحمدہٖ تعالیٰ جوں جوں کتاب کو پڑھنے کا موقعہ ملا، مصنف مرحوم کی دیانت وثقاہت پر اتنا ہی ہمارے اعتماد میں اضافہ ہوتا گیا۔ قادیانی کتب وجرائد کا کوئی ایک بھی حوالہ ایسا نہیں جو اصل ماخذ کے دستیاب ہونے پر اس میں نہ ملا ہو۔

اس کی تخریج وتحقیق میں مندرجہ ذیل اہتمام کیا گیا:

۱...... قدیم قادیانی کتب کے حوالہ جات کے ساتھ جدید ایڈیشن کے حوالہ جات دیئے اور بالخصوص اس بات کا التزام کیا گیا کہ مرزا قادیانی کی کتب کے مجموعہ ''روحانی خزائن'' مطبوعہ ربوہ ولندن کے حوالہ جات بمع قید صفحہ وجلد لگا دیئے گئے۔

۲...... قادیانی اخبارات ورسائل کے حوالہ جات پر پہلے صرف جلد، شمارہ اور تاریخ درج تھی۔ اب اس پر صفحات بھی لگا دیئے ہیں تاکہ حوالہ کی تلاش کے لئے پورے شمارہ کو پڑھنے کی بجائے متعلقہ صفحہ دیکھ لیا جائے۔

۳...... جہاں کہیں کتابت کی غلطیاں تھیں، حتیٰ المقدوران کی تصحیح کر دی گئی۔

۴...... ''سیرت المہدی'' کے حوالہ جات میں صفحہ نمبر کے ساتھ روایت نمبر درج کر دی گئی۔

۵...... جہاں کہیں غلطی کتابت کے باعث عبارت میں معمولی تغیر یا چھوٹ آ گئی تھی، اسے درست کر دیا گیا ہے۔

۶...... فاضل مصنف کئی بار بعض ناگزیر وجوہات کی بنیاد پر نئے عنوان سے ایک حوالہ کو مکرر لاتے تھے۔ چند ایک مقامات (پانچ یا چھ) پر عدم ضرورت کے باعث ان کو حذف کر دیا گیا۔ (باقی تمام کو علیٰ حالہ باقی رکھا گیا تاکہ مصنف کی محنت ضائع نہ ہو)

۷...... فاضل مصنف نے عنوان کے ساتھ نمبر رنگ کر دی ہے اور فہرست میں صرف نمبر رنگ کا حوالہ دیا ہے۔ ہم نے فہرست میں عنوانات کی نمبر رنگ کو بھی علیٰ حالہ باقی رکھا۔ لیکن اس کے آگے صفحات کے نمبر بھی لگا دیئے۔

۸...... فاضل مصنف نے ضمیمہ جات کے عنوانات کی فہرست جو ضمیمہ سے پہلے لگائی تھی، ہم نے ان تمام ضمیمہ جات کے عنوانات کی فہرست کو بھی اصل فہرست کے ساتھ شامل کر دیا ہے تاکہ فہرست پڑھنے والے شخص کے سامنے پوری کتاب بمعہ ضمیمہ جات کے عنوانات آ جائیں۔

۹...... مرزا قادیانی کے اشتہارات کا مجموعہ پہلے تبلیغ رسالت کے نام سے دس حصوں میں شائع ہوا تھا۔ فاضل مصنف نے ان کے صفحات کے نمبر دیئے ہیں۔ اب ربوہ سے تبلیغ رسالت کے دس حصے ''مجموعہ اشتہارات'' کے نام سے تین جلدوں میں شائع ہوئے ہیں۔ ہم نے ''تبلیغ رسالت'' کے حوالہ جات کے ساتھ ساتھ ''مجموعہ اشتہارات'' کے صفحات بھی دے دیئے ہیں۔ اسی طرح مرزا قادیانی کے اقوال، جسے قادیانی ملفوظات یا کلمات طیبات کہتے ہیں، مصنف نے وہ مختلف رسائل وجرائد کے حوالہ جات سے نقل کئے تھے۔ اب خود قادیانیوں نے ملفوظات کا دس حصوں پر مشتمل مجموعہ شائع کر دیا ہے۔ ہم نے مصنف کے اصل مآخذ کے ساتھ ملفوظات کے بھی حوالہ جات لگا دیئے ہیں۔

یہ اور اس جیسی دیگر محنت وکاوش کے بعد اللہ رب العزت کے حضور شکر گزار اور فاضل مصنف کے حضور سرخرو ہیں کہ حق تعالیٰ شانہ نے محض اپنے فضل وکرم سے اس عظیم وضخیم کتاب کی تخریج وتحقیق کی ذمہ داری سے سرفراز فرمایا۔ ہمارے خیال میں اب ہر لحاظ سے یہ جدید ایڈیشن کامل ومکمل ہے۔ آج ہی اس بار عظیم سے عہدہ برآ ہوئے اور آج ہی اسے اپنے مکرم بھائی محمد متین خالد صاحب کو کمپیوٹرائزڈ کرنے کے لئے بھجوا رہے ہیں۔ خدا کرے کہ اب کمپیوٹر کمپوزنگ، تصحیح، طباعت وجلد بندی کے تمام مراحل جلد سے جلد مکمل ہوں تاکہ اسے حضرت مولانا سید اسعد مدنی دامت برکاتہم کی خدمت میں بھیج سکیں۔ افوض امری الی اللہ!

یا اللہ! ہم سب کو اپنی رضا کی توفیق نصیب فرما۔ آمین بحرمۃ النبی الامی الکریم!

فقیر اللہ وسایا (ورفقائے کار)

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، پاکستان

۲۵؍مارچ ۱۹۹۵ء، بمطابق ۲۳؍شوال المکرّم ۱۴۱۵ھ

تعارف

الحمدللہ! کتاب ’’قادیانی مذہب‘‘ کا ایڈیشن ششم شائع ہوگیا اور ایڈیشن پنجم کے مقابل اس میں جدید اقتباسات بہ تعداد کثیر اضافہ ہوئے۔ جن سے مباحث بہت واضح اور محکم ہوگئے۔ کتاب کا حجم بھی کافی بڑھ گیا۔ بنابریں ایڈیشن ششم کا مقدمہ، جو بجائے خود ایک مختصر مگر جامع تالیف ہے، علیحدہ شائع ہوا اور خود کتاب بھی دو حصوں میں شائع ہورہی ہے۔ حاصل کلام یہ کہ کتاب نے ایڈیشن ششم میں مستقل شکل اختیار کرلی ہے اور آئندہ ایڈیشنوں میں مزید ردوبدل اور اضافوں کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ تالیف ہر طرح مکمل ہوگئی۔

بنابریں ہم قادیانیت کے معلومات جو بصرف کثیر اور محنت شاقہ وسیع مطالعہ سے فراہم کئے گئے، صدہا اقتباسات درج ہوجانے کے بعد بھی ان کا کچھ ذخیرہ باقی رہ گیا ہے۔ احباب کا خیال بلکہ اصرار ہے کہ یہ ذخیرہ بھی محفوظ ہوجانا ضروری ہے کہ اس کا دوبارہ دستیاب ہونا محال ہے۔ چنانچہ ممکن ہے کہ آئندہ کسی موقعہ پر مقدمہ ’’قادیانی مذہب‘‘ کی طرح ایک تتمہ قادیانی مذہب بھی جداگانہ شائع ہو، جو تقطیع اور حجم میں مقدمہ کے مماثل ہوگا۔ ان شاءاللہ تعالیٰ!

صدہا اقتباسات جو کتاب میں شریک ہیں، اکثر وبیشتر صرف ایک ایک جگہ درج ہیں۔ بعض بعض کا کوئی جزو دوسری جگہ بھی درج ہے اور معدودے چند اقتباسات ایسے ہیں جو موقع ومحل کی ضرورت سے مکرر بھی درج ہیں۔ چنانچہ نقل اوّل میں ایسی چند مثالیں موجود ہیں مگر فی الجملہ بہت کم ہیں۔ حتیٰ المقدور اقتباسات کے حوالوں میں صحت کا اہتمام رکھا گیا۔ تاہم ایک دشواری جو قادیانی کتب کے حوالوں میں پیش آتی ہے، مغالطہ کا باعث ہوسکتی ہے۔

مثلاً: خود مرزاغلام احمد قادیانی کی کتابوں کو لیجئے۔ اربعین جو ایک مشہور تالیف ہے، اس کے ایک مقام کا حوالہ خود مرزاقادیانی نے (کتاب اربعین نمبر۴ ص۱۹) لکھا ہے۔ دیکھو (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۴۳) جہاں مرزاقادیانی کو حیض آنے کا ذکر ہے۔ چنانچہ ہم نے بھی وہی حوالہ ص۱۹ لکھ دیا۔ لیکن اربعین نمبر۴ کے ایڈیشن سوم میں وہ مقام ص۹۷ پر پہنچ گیا۔ وجہ یہ کہ اربعین کے چار حصے ہیں۔ شروع کے ایڈیشنوں میں ہر حصہ کے صفحات جداگانہ درج ہوئے اور بعد کو وہ مسلسل درج ہونے لگے۔ لامحالہ حوالہ کے صفحات میں بڑا فرق پڑ گیا۔ چنانچہ اربعین ہی میں نمونۂ صفحات کا فرق ملاحظہ ہو۔ اربعین نمبر۳ ص۳۰، ۶۳، ص۳۸، ۶۹، علیٰ ہذا اربعین نمبر۴ ص۷، ۸۳، ص۱۴، ۹۰، ص۱۷، ۹۲، قس علیٰ ہذا۔

ایک دوسری کتاب ’’تحفہ گولڑویہ‘‘ کو لیجئے۔ اس کے صفحات کا بھی یہی حال ہے۔ پہلے اور بعد کے ایڈیشنوں کا فرق ملاحظہ ہو۔ ص۹۴، ۱۵۲، ص۹۶، ۱۵۶، ص۹۹، ۱۶۲، علیٰ ہذا۔ تیسری کتاب ’’ازالہ اوہام‘‘ میں بھی صفحات کا فرق نمایاں ہے۔ مثلاً ص۲۵، ۵۶، ص۳۲، ۷۵، ص۳۴، ۷۷، ص۲۱۱، ۵۰۹، ص۲۸۲، ۶۹۱ وغیرہ۔

الحاصل قادیانی کتابوں کے حوالوں میں اکثر پیچیدگی رہتی ہے کہ طباعت میں صفحات کا عملدرآمد بدلتا رہتا ہے۔ ممکن ہے ناواقفوں کو بصورت ضرورت حوالوں کی تلاش میں حیرانی وسرگردانی پیش آئے۔ مغالطہ ہو، اس لئے صراحت ضرورت سمجھی گئی۔ اس تالیف

میں جو کتابیں وغیرہ پیش نظر ہیں اور جن سے اقتباسات لئے گئے، ان کی مجموعی تعداد ڈیڑھ سو کے قریب ہے جن میں مرزاغلام احمد قادیانی کی کتابیں چالیس سے زیادہ شامل ہیں اور جملہ قادیانی کتابوں کی تعداد سواسو کے قریب ہوتی ہے۔ باقی کچھ کتابیں مسلمانوں کی شریک ہیں۔ چنانچہ پانچویں ضمیمہ میں حوالہ کی کتابوں کی فہرست درج ہے۔

ایڈیشن پنجم کے مقابل ایڈیشن ششم جو دو حصوں میں شائع ہورہا ہے، اس کی مختصر صراحت ضروری معلوم ہوتی ہے۔ وہ یہ کہ سابق کی فصل تیرھویں، فصل نویں کے بعد ہی فصل دسویں کی حیثیت سے درج ہوئی ہے۔ جس سے مباحث کی مجانست میں اصلاح ہوگئی۔ لامحالہ دسویں فصل ایک درجہ آگے بڑھ کر گیارھویں فصل قرار پائی۔ علیٰ ہذا! گیارھویں بارھویں اور بارھویں تیرھویں فصل کہلائی۔ حتیٰ کہ چودھویں فصل سے سلسلہ مل گیا۔ مذکورہ اصلاح ترتیب کے سوا تقسیم کی صورت یہ کہ حصہ اوّل میں پانچ تمہیدیں اور پہلی دس فصلیں اور حصہ دوم میں آخری دس فصلیں اور پانچ ضمیمے شامل ہیں۔ دونوں حصے تقریباً مساوی ہیں۔

غرض کہ ایڈیشن ششم میں کافی اصلاح وترقی ہوئی۔ یہ ایڈیشن مولوی محمد اشرف صاحب، تاجر کتب لاہور نے اپنے اہتمام سے شائع کیا ہے۔ دین کی کتابوں میں ان کی حوصلہ مندی قابل نظیر ہے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطاء کرے۔ آمین!

معروضہ

خادم محمد الیاس برنی

بیت السلام، سیف آباد حیدرآباد دکن

۱۵؍محرم ۱۳۷۰ھ

پروفیسر محمد الیاس برنی رحمۃ اللہ علیہ

ڈاکٹر مولانا عبدالحلیم چشتی (کراچی)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ پروفیسر محمد الیاس برنی رحمۃ اللہ علیہ کی شہرۂ آفاق کتاب ''قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ'' کو شائع کیا۔ جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے تخصص فی الحدیث کے سربراہ مولانا، ڈاکٹر پروفیسر عبدالحلیم چشتی دامت برکاتہم نے اس کتاب کے لیے ''برنی مرحوم'' کے حالات قلمبند کئے، جو ایک مستقل مقالہ ہے۔ اس کتاب کے ساتھ یہ پہلی بار شائع ہو رہا ہے۔ (ادارہ)

برنی رحمۃ اللہ علیہ بہت محنتی، حوصلہ مند، ذہین وزیرک انسان تھے۔ انہوں نے جس میدان میں قدم رکھا اسے سر کر کے چھوڑا۔ انہوں نے معاشیات پڑھی اور تمام عمر پڑھایا۔ جو لکھا ارباب فن نے اس کی داد دی۔ اردو ادب کی خدمت کی۔ اسلام پر بھی لکھا، جو لکھا بار بار چھپا اور ہاتھوں ہاتھ نکلا۔ ان کا اصل میدان روحانیات اور تصوف تھا۔ دین سے ان کا رشتہ پختہ تھا۔ فاروقی ہونے کے ناطے ان کی اسلامی غیرت، اخلاص اور دردمندی للّٰہیت وخلوص ہر شعبہ زندگی میں نمایاں وتاباں ہے۔

حق تعالیٰ شانہ نے متحدہ ہندوستان میں قادیانیت کے سلسلہ میں ان سے جو کام لیا وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ علمی وعملی اعتبار سے اس فتنہ کی سرکوبی میں سب ہی شریک رہے ہیں۔ اکابر دیوبند کی مساعی اس باب میں بہت درخشاں اور روشن ہیں اب بھی وہی یہ خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کا دائرہ کار زیادہ تر اردو زباں تک محدود ہے۔ یہ کام بین الاقوامی زبانوں میں کرنا وقت کی اہم ذمہ داری ہے۔ وسائل اور رجال کار کی کمی سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ رکاوٹ بھی دور فرمائے۔

الیاس برنی رحمۃ اللہ علیہ نے ''قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ'' میں اپنی طرف سے بہت کم لکھا ہے۔ میرے بھائی محقق عصر مولانا محمد عبدالرشید نعمانی کے بقول، برنی رحمۃ اللہ علیہ نے قادیانی مذہب میں قادیانی کی تضاد بیانیوں کو یکجا کر کے ہر شخص کی نظر میں اسے پکّا جھوٹا نبی ثابت کر دیا۔ ہے جس کا جواب کسی کے پاس نہیں۔

یہ اللہ تعالیٰ کی توفیق ہے اور ان کی ماں کی دعا کا ثمرہ ہے کہ ایسا عظیم کام ان سے لیا اور انہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس گروہ میں بلند مقام عطا کیا جس نے ارتداد کے خلاف جان کی بازی لگائی تھی اور وہ شہرت انہیں نصیب فرمائی جو انہیں کسی تصنیف سے نہ ہو سکی۔ اس دنیا میں انسان کی اس سے بڑھ کر بھلا اور کیا سعادت ہو سکتی ہے کہ اسے اس جماعت میں شرکت نصیب ہو جائے جس کی سربراہی امت میں افضل بشر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے۔

محمد الیاس برنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اور اپنے دوستوں کی سرگزشت ''صراط الحمید'' جلد اوّل ودوم اور ''برنی نامہ'' میں جس انوکھے اور دلچسپ انداز میں پیش کی ہے وہ سبق آموز اور بہت دلچسپ ہے۔ اردو زبان میں ان کی علمی اور ادبی خدمات گوناگوں ہیں۔ ان کی مطبوعہ تصنیفات وتالیفات اور تراجم کی تعداد چالیس سے زیادہ ہے۔ بعض تصنیفات اپنا جواب آپ ہیں۔ پاکستان میں کراچی اور لاہور کے مشہور کتب خانے۔ کراچی یونیورسٹی لائبریری، لیاقت میموریل لائبریری، پنجاب یونیورسٹی لائبریری، پنجاب پبلک لائبریری میں دو چار کتابوں سے زیادہ نہیں ہیں۔ انجمن ترقی اردو میں دس پندرہ کتابیں مل جاتی ہیں۔ اردو ادب کے شائقین اور محققین کے ذاتی کتب خانوں میں ممکن

ہیں ان کی کچھ زیادہ کتابیں محفوظ ہوں لیکن ان تک رسائی اور تعاون دونوں آسان کام نہیں۔ بہر حال جہاں سے جو مل سکا فائدہ اٹھایا اور یہ مختصر مقالہ ترتیب دیا ہے۔ میرے علم میں نہیں کہ کسی محقق نے ہندوستان اور پاکستان کی جامعات میں برنی رحمۃ اللہ علیہ کو پی ایچ ڈی کے لئے موضوع بنایا ہو۔ برنی رحمۃ اللہ علیہ پر کئی حیثیت سے ڈاکٹریٹ کی جا سکتی ہے۔

نام ونسب

محمد الیاس نام، صلاح الدین لقب اور برنی تخلص تھا[1]۔ باپ کا نام محمد ابراہیم تھا۔ موصوف کا سلسلۂ نسب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ اور اس نسبت سے کبھی فاروقی لکھتے ہیں۔ مولوی نہ تھے لیکن مولوی عبدالحق کی طرح مولوی محمد الیاس بھی کتاب پر لکھا جاتا تھا۔

ولادت

۲۸ رشعبان ۱۳۰۷ھ بمطابق ۱۹ ر اپریل ۱۸۹۰ء یوم شنبہ بوقت ۹ ر بجے شب اپنے ننھیال خورجہ میں پیدا ہوئے۔

(برنی نامہ حیدر آباد دکن، مطبع ابراہیمیہ ۱۹۵۷ء ص۲)

تعلیم وتربیت

ابتدائی تعلیم وتربیت گھر میں پائی چنانچہ برنی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے ”قرآن شریف گھر میں پڑھا۔ فارسی وحساب، انگریزی وغیرہ والد صاحب سے اس وقت پڑھی تھی جب وہ چند سال کے واسطے حیدر آباد سے تشریف لا کر مکان پر مقیم رہے تھے۔ اس وقت فارسی پر توجہ زیادہ رہی عربی کو اتنا موقع نہ مل سکا جتنا ملنا چاہئے تھا۔ تاہم قرآن کریم کی برکت سے عربی سے خاصا ربط ہو گیا۔ (صراط الحمید ج اص ۳۳۱)

باپ حیدر آباد میں وکیل تھے اس لئے تعطیلات میں کبھی بلند شہر آتے۔ اس لئے ”برنی رحمۃ اللہ علیہ“ کی تربیت ماں کی آغوش میں ہوئی۔

(ایضاً ج اص ۳۲۰، ۳۲۱)

ان کی ماں بہت دولت مند باپ کی اکلوتی بیٹی تھیں۔ ساری دولت وجائیداد سب کی وہ تنہا وارث تھیں۔ اللہ کا دیا گھر میں سب کچھ تھا۔ لیکن ان کی طبیعت کا رنگ ڈھنگ ہی کچھ اور تھا۔ باوجود کپڑے اچھے سے اچھے موجود تھے لیکن کبھی سادہ لباس پہنتی تھیں اور موٹا جھوٹا بھی کھاتی تھیں اور بچوں کو بھی اسی طرح رکھتی تھیں۔ دکھ درد میں غریبوں کے کام آتیں۔ دامے، درمے، سخنے، قدمے ان کی مدد کرتی تھیں۔ اچھا کھانا دوسروں کو کھلاتی، خود جو کی روٹی اور چٹنی پر گزارا کرتی تھیں۔ چکی پیسنے سے انہیں کبھی عار نہ تھا۔ بیٹیوں کو چکی پیسنے کی نصیحت کرتی تھی۔ چاہتی تھیں کہ بچے عیش پسند نہ بنیں۔ کھاتے وقت غریبوں کا خیال آتا تو آب دیدہ ہو جاتی تھیں۔ بہت نرم دل ومسکین طبع تھیں۔ بچوں کی غلطی پر سزا یہ تھی کہ انہیں اپنے ساتھ نہیں کھلاتی تھیں۔ پاس نہیں بٹھاتی تھیں۔ عزیزوں میں ساتھ نہیں لے جاتی تھیں۔ یہ ایسی سزا تھی کہ وہ روتے آجاتے تھے غیر کی ڈانٹ ڈپٹ کو اچھا نہیں سمجھتی تھیں۔ کہتی تھیں اس سے بچوں کی غیرت نکل جاتی ہے۔ نماز، روزے کی پابند تھیں۔ نقشبندیہ سلسلہ میں بیعت تھیں۔ (صراط الحمید ج اص ۳۱۸، ۳۲۱)

---

[1] سنسکرت میں پہاڑی قلعہ کو ڈرن کہتے ہیں۔ برن کیا تھا؟ ایک بلند اور وسیع ٹیلے پر قلعہ تھا اس کے آثار اب بھی باقی ہیں۔ یہ قدیم سے ایک ہندو راج دھانی تھی۔ شاید دہلی سے قریب ہونے کے سبب اس کو جنگ میں کوئی خاص اہمیت حاصل ہو جبکہ یہاں راجہ ڈور حکمران تھا۔ سلطان شہاب الدین محمد غوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو ۵۸۶ھ میں فتح کیا تھا۔ مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ”صراط الحمید“ یعنی سفرنامہ عراق، شام، فلسطین، حجاز طبع ۲۔ حیدر آباد دکن، مطبع برقی اعظم ماہی ۱۳۵۸ھ ج اص ۳۱۶، ۳۱۸ (قصہ چہار درویش) تاریخی اعتبار سے برن اور عرف عام میں بلند شہر کہلاتا ہے۔ یہ ضلع ہے موصوف کا جدی وطن ہے اور خورجہ اس کی تحصیل ہے۔ یہ ان کا ننھیال ہے۔

گھر میں ابتدائی تعلیم

برنی رحمۃ اللہ علیہ میٹرک تک ماں کی زیر تربیت رہے ہیں۔ برنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''فی الجملہ لڑکپن میں بھی تربیت ذاتی طور پر والدہ صاحبہ کے زیر اثر رہی حتیٰ کہ میٹرک پاس کیئے تک ہم ان کی خدمت میں حاضر رہے۔'' (ایضاً ج۱ص۳۳۲) برنی رحمۃ اللہ علیہ کے باب حافظ ابراہیم حیدر آباد دکن میں وکیل تھے وہ چند سال کیلیئے چھٹی میں بلند شہر رہے۔ اپنے لڑکوں کو پڑھاتے۔ حافظ محمد اسماعیل اور محمد اسحاق کو وکالت کے امتحانات کی تیاری کراتے تھے۔ برنی رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن، فارسی، حساب، انگریزی وغیرہ گھر پر انہی سے پڑھی۔

خورجہ کے ہائی سکول میں داخلہ

پھر مڈل کی جماعت میں خورجہ کے ہائی سکول میں جو سیٹھ لالہ مٹھی مل نے قائم کیا تھا داخل کیئے گئے۔ (ایضاً ج۱ص۳۳۲) برنی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے: ''ابھی میٹرک سال اول میں تھے کہ انسپکٹر سید مہدی حسین بلگرامی تشریف لائے نویں جماعت کی انگریزی کا امتحان لیا۔ ہماری باری آئی تو ہم بڑھ چڑھ کر بولے۔ ہماری جسارت پر وہ چونکے میٹرک کا طالبعلم انگریزی لٹریچر میں دم مارتا ہے۔ اللہ کے فضل سے بات رہ گئی۔ انسپکٹر صاحب نے رپورٹ اچھی لکھی۔ سکول کا نام روشن ہوا۔'' (صراط الحمید ج۱ص۳۴۲)

خانگی تربیت کے سوا خدا کا فضل تھا کہ شروع سے انہیں اچھی صحبتیں ملیں جن سے ان کا دینی مزاج بن گیا۔

میٹرک میں امتیازی کامیابی

خورجہ ہائی سکول سے ۱۹۰۸ء میں میٹرک کا امتحان اوّل درجہ میں پاس کیا اور سرکار سے انعامی وظیفہ ملا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے انعامی وظیفوں کا سلسلہ ایم.اے۔تک برابر قائم رہا۔ ۱۸۹۰ء سے نہایت ۱۹۰۸ء تک زندگی کا پہلا دور خورجہ و بلند شہر میں گزرا۔ (ایضاً)

علی گڑھ کالج میں داخلہ

۱۹۰۸ء میں علی گڑھ کالج میں داخلہ لیا۔ یہاں کا ماحول ہی کچھ اور تھا۔ برنی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''جب ہم علی گڑھ پہنچے تو لڑکوں نے ہماری وضع قطع خیالات واعتقادات سے اندازہ لگایا کہ ایک مذہبی دیوانہ آ گیا، خوب لطف رہے گا۔ مگر اللہ کا فضل اس نے عزت وقار کے ساتھ ہوشیاروں کے ساتھ بسر کرادی۔ طالب علمی کے دائرہ میں، انعام، تمغے، اعزازی عہدے سب کچھ دلائے۔ کالج یونین کی صدارت عطا کی، میسور مشرقی بنگال پہنچے۔'' (صراط الحمید ج۱ص۳۴۲)

جنگ طرابلس کے لئے چندہ

جنگ طرابلس وبلقان کے موقع پر اپنی ضروریات مختصر کیں جو ہوسکا خود نکالا اور چندہ کر کے پچاس ہزار کی امداد ترکی پہنچائی۔ الزام لگایا گیا نگرانی رہی حساب میں ایک پائی کا فرق نہ آیا۔ (ایضاً)

بی.اے میں کامیابی کا ثمرہ

۱۹۱۲ء میں ''بی۔اے'' میں برنی رحمۃ اللہ علیہ کی کامیابی سب سے اعلیٰ رہی جس کی پوزیشن صوبہ میں ایسی ہوتی تھی ڈپٹی کلکٹری اس کے قدم چوما کرتی تھی۔ چنانچہ بلادرخواست ایسے طالب علم کا ڈپٹی کلکٹری کے عہدہ پر تقرر کیا جاتا تھا۔ انہیں بھی اس کا مستحق قرار دیا گیا۔

(ایضاً ج۱ص۳۴۵،۳۴۶)

علی گڑھ میں استادوں کی توجہ اور شفقت

علی گڑھ میں بزرگ، خدارسیدہ استاد ملے ان سے ان کا تعلق قائم رہا۔ یہ ان کی توجہات کا مرکز بنے رہے۔ ان میں مولانا خلیل احمد رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ برنی رحمۃ اللہ علیہ، موصوف کے متعلق لکھتے ہیں: ''حضرت کی صحبت میں اسلام کی رفعت کا کچھ اندازہ ہوتا تھا۔ یوں تو طلبہ کے ساتھ اخلاق عام تھا لیکن ہم پر عنایت ومحبت اس درجہ بڑھی کہ ملے بغیر چین نہیں۔ گفتگو کی وہ نوبت کہ تخلیہ لابد۔ کالج میں پروفیسر بنے رہے۔ دینیات اور عربی ادب پڑھاتے رہے۔ اپنا کام بھی کرتے رہے مگر کالج کا رنگ کچھ سے کچھ ہوگیا۔'' (صراط الحمید ج ۱ ص ۳۲۳)

برنی رحمۃ اللہ علیہ نے ''بی۔اے'' پر بس نہیں کیا نہ ڈپٹی کلکٹری کی طرف دیکھا۔ شملہ سے پرنسپل مسٹر ٹول جوان کے استاد بھی تھے۔ طبیعت کو جانتے تھے ان کا خط آیا اس میں لکھا تھا: ''مجھے کسی صورت پر اصرار نہیں، چاہو ملازمت کرو چاہو تعلیم جاری رکھو۔'' استاد کا اشارہ ظاہر تھا کہ تعلیم بہتر ہے۔ برنی رحمۃ اللہ علیہ کی خواہش بھی یہی تھی۔ مگر والدین کی رضامندی درکار تھی وہاں حوصلہ کی کمی نہ تھی۔ انہوں نے بھی اجازت دے دی۔ برنی رحمۃ اللہ علیہ کی ملازمت نہ کرنے کے عذر کی خبر جب میگزین میں چھپی تو اقرباء واحباب نے شور مچایا یہ کفران نعمت ہے کوتہ اندیشی اور غرور ہے لیکن ہم خوش، والدین خوش تو اللہ خوش۔ (ایضاً ص ۳۴۶)

ایم۔اے معاشیات میں داخلہ

''ایم اے'' معاشیات میں داخلہ لیا اور ساتھ ''ایل۔ایل۔بی'' کرتے رہے۔

سوسائٹی کی عمارت میں قیام اور ایک بزرگ سے ملاقات اور دوستی

اب کالج کا بورڈنگ چھوڑ کر وہ سوسائٹی کی عمارت میں آگئے۔ یہ گویا گریجویشنوں کا بورڈنگ تھا۔ یہاں قریب ہی بنگلہ میں عبداللہ نام کے ایک بزرگ رہتے تھے۔ ان سے ملاقات ہوئی، ملاپ بڑھا۔ برنی رحمۃ اللہ علیہ ان کے متعلق فرماتے ہیں: ''یہ سن رسیدہ بزرگ، مردانہ حسن کا نمونہ تھے ان کا تکیہ کلام جلّ جلالہ تھا، جرمن، فرانسیسی، انگریزی، عربی، فارسی، اردوئی زبانوں میں عبور تھا۔ قوم کے جرمن تھے جنّات سے بھی ربط تھا۔ باپ ان کے ہندوستان میں ڈاک خانہ جات انسپکٹر جنرل رہ چکے تھے۔ یہ بغداد میں مسلمان ہوئے اور علی گڑھ میں وصال ہوا۔ تعلیم یافتہ طبقہ میں ان کا خوب فیضان تھا۔ بہت پہنچے ہوئے بزرگ تھے۔ دوستی بڑھی، بے تکلفی بڑھی۔''

برنی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ''حضرت نے انتہائی محبت سے چاہا کہ خاص خاص شغل مفیدہ سہولت سے طے کرا کر بعض نادر کمالات سے سرفراز فرمائیں لیکن اپنا ذوق ہے۔ کمال کے اکتساب پر طبیعت آمادہ نہیں ہوئی۔ اگر بے کمالی تحقیق ہو جائے یہی انسان کا سب سے بڑا کمال ہے۔ حضرت اصلی منشاء پا گئے اس کو عالی ہمتی قرار دے کر بہت داد دی۔ سینہ سے لگایا کہ اب کسی کمال کے حصول کی ضرورت نہیں ہزار کمالات ہوں۔ عبدیت ہی اصل اور انتہائی مقام ہے اس میں خوف وگزند نہیں۔ حفاظت یقینی ہے۔'' (صراط الحمید ج ۱ ص ۳۲۳،۳۲۴)

ڈاکٹر ضیاء الدین احمد کے اعزازی پرسنل اسسٹنٹ

تعلیم کا آخری زمانہ تھا اس زمانے میں مسلم یونیورسٹی کے قیام کا کام چل رہا تھا۔ ڈاکٹر ضیاء الدین احمد یونیورسٹی کے کانسٹی ٹیوشن کمیٹی کے معتمد تھے۔ برنی اعزازی پرسنل اسسٹنٹ کی حیثیت سے ڈاکٹر صاحب کے ساتھ کام کرتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب دل کھول کر کھلاتے اور کس کر کام لیتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب طلبہ کو بہت عزیز رکھتے تھے اور خود بہت ہر دل عزیز تھے۔ سید راس مسعود بھی یہاں آتے تھے۔ اسی زمانے میں ان سے بھی دوستی ہوئی۔ (ایضاً ص ۳۳۳)

نواب وقار الملک بہادر کے ساتھ اعزازی مددگار

برنی رحمۃ اللہ علیہ اس طرح نواب وقار الملک بہادر التوفی ۱۹۱۷ء کے بھی اعزازی مددگار رہے۔ یہاں خورد ونوش کہاں، مگر صحبت ایسی نعمت تھی جس کا کوئی بدل نہ تھا۔ شام کو جب فرصت ہوتی تو راس مسعود تشریف لاتے۔ ڈاکٹر صاحب سے بہت تعلق تھا، روزانہ یہی معمول تھا۔ (ایضاً ج۲ص۲۰۰)

علی گڑھ میں سر آدم جی پیر بھائی کے پوتوں کی اعزازی، اتالیقی

سر آدم جی پیر بھائی وہ ہیں جنہوں نے یک مشت ایک لاکھ روپیہ نقد دیا تھا جس سے علی گڑھ کالج میں سائنس کا شعبہ قائم کیا گیا تھا۔ سر آدم جی نے جب اپنے پوتوں کے پوتے حسن علی، محبت علی، اشرف علی کو سکول میں داخل کیا، انہیں ان کی اخلاقی تربیت کا بہت خیال تھا۔ نواب وقار الملک نے بہت غور وخوض کے بعد برنی رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کیا۔ موصوف نے اتالیقی کی خدمت بعض اختیارات وشرائط کے ساتھ قبول کی۔ چونکہ اعتناء برتنا ضروری تھا۔ اس لئے معاوضہ قبول کرنے سے معذرت کی۔ اعزازی حیثیت سے یہ ذمہ داری قبول کی۔ ان کے تعلقات بھی قائم رہے۔ (ایضاً ج۲ص۲۰۰)

سر راس مسعود سے دوستی اور ان کی شادی کے انتظام کی تمام تر ذمہ داری

یوں برنی رحمۃ اللہ علیہ کی راس مسعود التوفی ۱۹۳۷ء سے دوستی ہوگئی اور تعلقات میں اتنی ترقی ہوئی کہ جب راس مسعود کی علی گڑھ میں شادی ہونے لگی تو ان کے قدیم دوست بہت تھے لیکن انہوں نے اس موقع پر برنی رحمۃ اللہ علیہ کو سینہ سے لگایا اور کہا تم میرے حقیقی بھائی کے برابر ہو۔ شادی کا اہتمام تم اپنے ذمہ لے لو تو مجھے اطمینان اور خوشی ہو۔

برنی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے: ''یہی ہوا، لینا، دینا، نقدی، نیوتہ، بری، جہیز، کل اہتمام اپنے ہاتھ میں رہا۔ اللہ تعالیٰ نے حسن انجام سے سرخرو فرمایا۔ اس شادی کی مصروفیت میں ایک ہفتہ ایسا گزرا کہ نہ دن کی خبر، نہ رات کا ہوش مگر خوشی کا جوش تھا، نہ گرانی نہ تکان، جب موقعہ ملا کھالیا جب موقعہ ملا سو لئے۔ ہر دم، تازہ دم، عجب تقریب تھی۔ اس کے بعد ان سے دوستی ومحبت اور پختہ ہوگئی۔'' (صراط الحمید ج۱ص۳۴۴)

شہسواری

کالج میں ہمیشہ سے کھیلوں کا معیار میں بلند رہا۔ باقاعدہ ٹیم میں جگہ نہ پا سکے۔ کپتان وغیرہ تعلق میں اچھے تھے۔ اپنی ٹیم بنا کر کھیلتے تھے۔ (ایضاً ص۳۴۴) گھوڑے سواری کا سکول تھا جس میں بارہ گھوڑے تھے۔ یہ سیکھی، گرے پڑے بعض موقع پر جان پر بھی بنی۔ اللہ کا فضل رہا حادثہ سے محفوظ رہے۔ اس کا امتحان دیکر سند بھی لی اور والد رحمۃ اللہ علیہ کی ہدایت پر عمل کیا کہ بغیر وضو گھوڑے پر سوار نہ ہوں اور سواری کے وقت آیت شریفہ پڑھی۔ والد یہ دونوں باتیں مسنون بتاتے تھے۔ (صراط الحمید ج۱ص۳۴۴) کالج میں تیراکی سیکھنے کیلئے حوض نہیں بنایا گیا تھا اس لئے یہاں نہ سیکھ سکے۔ (ایضاً ج۱ص۳۴۵)

قادیانیوں سے معرکہ آرائی

قادیانیوں سے معرکہ آرائی، ''قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ'' اور ''قادیانی قول وفعل'' میں ملاحظہ فرمائیے۔ جو ہندوپاک میں ہر جگہ دستیاب ہیں۔

ایم.اے میں کامیابی اور علی گڑھ کالج میں بی.اے کی معاشیات پڑھانے پر تقرر

برنی ؒ کا ایم.اے میں داخلہ ہوجانے کے بعد علی گڑھ کالج میں بی.اے کی کلاس کو معاشیات پڑھانے پر ان کا تقرر عمل میں آیا اور چار برس تک علی گڑھ کالج میں پڑھایا۔ نتائج بہت اچھے رہے اور طلبہ بھی خوش رہے۔ بجٹ میں گنجائش نہ تھی۔ ڈائننگ ہال کی بچت سے سو روپے ماہوار الاؤنس دیا جاتا تھا۔ تین مہینے کی چھٹی میں یہ بند رہتا تھا۔ اس حساب سے اوسط پچھتّر روپیہ ماہوار ہی ہوتا تھا۔ برنی ؒ کہتے ہیں: ’’ہم مگن تھے کہ بی.اے کی تعلیم کا موقع ملا۔‘‘ (صراط الحمید ج۱ص۳۴۹) یہ ایسا زمانہ تھا کہ ہندوستانی پروفیسروں کو بھی بی.اے کلاس نہیں ملتی تھی۔ اس لحاظ سے بھی یہ ایک اعزاز تھا۔

حیدرآباد دکن سے ولایت میں مزید تعلیم کے لئے وظیفہ کی منظوری

برنی ؒ نے بی.اے کی معاشیات پڑھانے کے زمانے میں ولایت میں مزید تعلیم کی غرض سے وظیفہ کی حیدرآباد میں کوشش کی۔ چنانچہ وہاں سید مہدی حسن بلگرامی سے ملے۔ انہوں نے سکول میں معائنہ کے موقع پر جو امتحان لیا تھا۔ یاد دلایا پھر کیا تھا وہ مدد کے لئے تیار ہوگئے۔ اور انہیں سکالرشپ کمیٹی کے ارکان کے پاس لے گئے۔ وہ مہربانی سے پیش آئے لیکن بات فنانس کے صدرالمہام مسٹر گلانسی پر ٹھہری۔ موصوف سے پہلی ملاقات ہی میں معاشی مسائل پر طویل بحث چلی۔ وہ اتنے خوش ہوئے کہ اسی نشست میں خلاف معمول وظیفہ کا وعدہ فرمایا۔ منظورہ وظائف میں گنجائش نہ تھی۔ ایک خاص وظیفہ منظور کرا کر وعدہ پورا کیا اور کیمبرج میں داخلہ کا انتظام ہوگیا۔ روانگی میں ایک ہفتہ باقی رہ گیا تھا کہ یورپ میں جنگ چھڑ گئی اور جانا ملتوی ہوگیا۔ (ایضاً ج۱ص۳۴۹،۳۴۳)

دس برس تک وظیفہ برقرار آخرکار جانے سے معذرت

دس برس ۱۹۲۴ء تک یہ وظیفہ برنی ؒ کے نام پر باقی رہا اور پھر ولایت جانے سے معذرت پر وہ منسوخ ہوگیا۔ (برنی نامہ ص۲)

برنی ؒ کی زندگی کا دوسرا دور ۱۹۰۸ء تا ۱۹۱۷ء علی گڑھ میں گزرا۔ (صراط الحمید ج۱ص۳۴۸،۳۴۷)

ماں کی دعاء کا ثمرہ

برنی ؒ نے اپنی والدہ کے انتقال کا سال سفرنامے میں کہیں نہیں لکھا۔ بہرحال ۱۹۱۴ء تک بقید حیات تھیں۔ برنی ؒ کو کیمبرج کے لئے وظیفہ اور داخلہ منظور ہوچکا تھا اور جانا یقینی تھا۔ یورپ میں جنگ چھڑنے سے جانا ملتوی ہوگیا اور وظیفہ اُس سال تک ان کے نام محفوظ رہا۔ اس عرصہ میں بارہا سرکار کی طرف سے تقاضا ہوتا رہا۔ ان کی والدہ نے کئی مرتبہ انہیں تنہائی میں سمجھایا کہ ترقی میں کوتاہی نہ کرو میں بخوشی تم کو سفر کی اجازت دیتی ہوں۔ لیکن برنی ؒ کو احساس تھا کہ ضعف پیری میں ان کو جدائی کا صدمہ دینا سوہان روح ہے اس لئے موصوف نے ان سے پوچھا کہ جدائی میں آپ کا کیا حال ہوگا تو فرمایا کہ اس بارے میں کوئی وعدہ نہیں کرسکتی۔ دل پر کس کا قابو چلتا ہے۔ تاہم خوشی سے اجازت ملنے کے بعد تم پر کوئی ذمہ داری نہیں آتی۔ ہم نے کہا ہم بھی دل سے مجبور ہیں اس قیمت پر ہم کو ترقی مطلوب نہیں۔ صبح کا سوہانا وقت تھا ان کی والدہ کا یہ فقرہ سن کر دل بھر آیا۔ دوپٹہ کا پہلو پھیلا کر جو رقت سے برنی ؒ کے حق میں دعا کی کہ وہ کام کر گئی اس نے برنی ؒ کو ترقی دلائی۔ والد بھی ان کی اس استقامت پر بہت خوش ہوئے۔ پھر تصنیف وتالیف کا چسکا لگ گیا۔ ملازمت کا سلسلہ شروع ہوگیا تھا۔ دنیا نے گھیر لیا۔ (صراط الحمید ج۱ص۴۸،۳۴۷)

اس سے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بلاد اسلامیہ کے سفر سے پہلے وہ اللہ کو پیاری ہوگئی تھیں۔ انتقال کا واقعہ بھی عجیب ہے۔

والدہ ماجدہ کا انتقال

انتقال بھی عجیب رہا۔صرف دوتین روز علالت رہی۔علی الصبح جب آسمان صاف تھا۔یٰسین شریف سنتے سنتے فرمانے لگیں۔کیسے بادل آتے ہیں۔کیسی خوش رنگ گھٹائیں ہیں۔کیسی ٹھنڈی ہوا ہے کیا سہانا وقت ہے۔حضرت والد صاحب نے فرمایا:''الحمدللہ! برزخ کھلا تو رحمت کی گھٹائیں نظر آئیں۔منزل قریب معلوم ہوتی ہے۔چنانچہ ادھر ادھر دیکھا جیسے کوئی نئی جگہ غور سے دیکھتا ہے۔کلمہ پڑھا تو منکا ڈھل گیا اور جنت کو سدھاریں۔'' (صراط الحمید ج۱ص۳۰۱،۳۲۱)

انتقال کو عرصہ گزر چکا۔لیکن والدہ صاحبہ مرحومہ کی علیحدگی کچھ علیحدگی نہیں معلوم ہوتی بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے ؎

آنکھوں سے تو چھپ جانا اور دل میں رہا کرنا

جامعہ عثمانیہ میں دارالترجمہ کا قیام اور برنی ﷫ کی واپسی

۱۹۱۷ء میں جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن میں دارالترجمہ کا قیام عمل میں آیا تو اچانک ان کے مخلص دوست سرراس مسعود جو جامعہ عثمانیہ میں ناظم تعلیمات تھے۔انہوں نے کالج کے پرنسپل اور برنی ﷫ دونوں کو تار اور خط بھیجا کہ برنی کو چھوڑ دو تاکہ وہ یہاں آئیں۔حیدرآباد میں باپ، بھائی سب برسرکار تھے۔کام بھی اردو کا تھا۔پرنسپل نے روکنا چاہا لیکن دس دن میں اجازت مل گئی اور ۱۱؍ستمبر ۱۹۱۷ء کو برنی ﷫ حیدرآباد آگئے۔دارالترجمہ میں معاشیات میں ترجمہ کا کام شروع کیا پھر مختلف عہدوں پر کام کیا۔

جامعہ عثمانیہ میں کالج کا قیام اور شعبہ معاشیات کی سربراہی

دوسال میں جامعہ عثمانیہ میں کالج کھل گیا تو معاشیات کا شعبہ انہی کے سپرد کر دیا گیا۔پھر ترجمہ وتصنیف کا کام بھی ملتا رہا۔(صراط الحمید ج۱ص۵۰-۳۴۹)اس طرح معیشت الہند اور علم المعیشت اور کئی کتابیں تیار ہوگئیں جو دارالترجمہ سے شائع کی گئیں۔تقریباً ۱۶؍سال، جامعہ عثمانیہ میں صدر شعبہ معاشیات کی حیثیت سے تعلیم دی۔ضمناً نظام کالج میں سال دوسال ہنگامی پروفیسر معاشیات بھی رہے۔(برنی نامہ ص۲۱) پھر پانچ سال تک دارالترجمہ میں ناظم رہے۔ (ایضاً)

بزرگوں سے فیض

برنی ﷫ کی خوش نصیبی تھی کہ انہوں نے شروع سے خوش عقیدگی کی فضا میں پرورش پائی۔روحانیات وتصوف سے فطری دلچسپی رہی۔انہیں لڑکپن سے بزرگوں کی صحبت حاصل رہی۔فیض پہنچتا رہا۔موصوف کا بیان ہے:''لڑکپن تک خورجہ کے قیام میں حکیم سید زین العابدین ایک صاحب نسبت وصاحب کرامت بزرگ کی تعلیم سے فیض ملتا رہا۔علی گڑھ کالج کے دس سالہ قیام میں حضرت مولانا خلیل احمد اور حضرت عبداللہ شاہ قادری کی عنایات والتفات سے قال وحال میں جان پڑگئی۔وہ سنا وہ سمجھا اور وہ دیکھا کہ اللہ کی شان نظر آنے لگی۔'' (برنی نامہ ص۵) اور جب حیدرآباد میں آنا ہوا تو لکھتے ہیں: یہاں بزرگوں کا کیا کہنا ماشاءاللہ حقائق ومعارف کے چمن کھلے ہوئے ہیں البتہ:

ہر گلے را رنگ وبوئے دیگر است

جامعہ عثمانیہ میں عبدالقدیر صدیقی، سید ابراہیم ادیب پروفیسر شعبۂ عربی سے گفتگوئیں ہوتیں تو ایمانیات اور تصوف کے مسائل تازہ ہوجاتے۔ملاقاتوں میں بڑی خیر وبرکت رہی۔ (ایضاً)

مرشد کی مانگ اور ان تک رسائی

اس کی حقیقت برنی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سنئے کہتے ہیں ''ابتداءً ۱۹۲۱۔۱۹۱۷ء جب محلّہ جام باغ ترپ بازار میں قیام تھا۔حسن اتفاق کہئے یا مشیت الٰہی کہ کسی تحریک کے بغیر ایک دن بعد نماز فجر نادانستہ طور پر کرایہ کے مکان کا خیال آیا۔ایک نو تعمیر مکان پر کرایہ کے لئے خالی تختی لگی ہوئی تھی۔دستک دی۔ماما آئی، پھر بحیثیت مکاندار ایک بزرگ آئے۔تعارف ہوا یہ شاہ محمد حسین صاحب تھے جو عارف باللہ شاہ کمال، قادری مچھلی والے کے خلیفہ تھے۔ان سے بات طے ہوگئی پھر دینی وروحانی روابط بڑھے اور راہ حق کی تعلیم وتربیت کا سلسلہ چلا۔ (ایضاً ص ۷)

یہ وجودی بزرگ تھے۔ماہ شوال ۱۳۴۴ھ، ۱۹۲۵ء میں موصوف کے دست حق پرست پر قادری چشتی نقشبندی سلسلوں میں بیعت کی پھر خلافت سے سرفرازی حاصل کی اور جب موصوف ناظم عدالت ہو کر سمستانی وفیری چلے تو خط وکتابت کا سلسلہ قائم رہا۔چنانچہ مؤرخہ ۱۱رخورداد ۱۳۴۳ف کو شاہ محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ نے ایک گرامی نامہ برنی رحمۃ اللہ علیہ کو بھیجا اس میں لکھا تھا کہ:''میری دعا ہے کہ آپ کے فیض ولایت سے سارا عالم فیض یاب ہو یہ قیام خانوادۂ الیاسیہ علوم الٰہیہ کی تبلیغ مقتضائے وقت کے مطابق ہو۔آپ کا وجود نورانی اور نور ہے کہ جس سے افراد عالم متمتع ہوگا۔الحمد للہ کہ اس کے آثار مختلف اعتبارات سے نمایاں ہورہے ہیں جب کام اخلاص سے ہو تو مقبولیت یقینی ہے۔اللہ تعالیٰ آپ کے کاموں میں برکت اور ہر قسم کی نصرت شامل رکھے۔آمین ثم آمین!''

خلافت نامہ پر دستخط کیے اور نقل پر شاہ کمال اللہ شاہ کے دستخط کے ساتھ بطور گواہ عبدالخالق خان اور محمود علی بیگ کے دستخط کرا کر بھیجا اور برنی رحمۃ اللہ علیہ کو تاکید کی تھی کہ یہ سلسلہ جاری رکھیں۔چنانچہ مصروفیت کے باوجود خاص دائرہ میں اس پر عمل ہوتا رہا۔شاہ محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد مریدوں کا مطالبہ شدت اختیار کر گیا تو ۹رذوالحجہ دوشنبہ ۱۳۷۶ھ، ۲۶رجولائی ۱۹۵۷ء سے بیعت کا عمومی آغاز برنی رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان سے ہوا۔ (برنی نامہ ص ۱۲)

سالکان طریقت کو خلافت سے سرفرازی

اس سے پہلے محدود حلقہ میں جو کام جاری تھا وہ بھی تکمیل کو پہنچا۔چنانچہ مرزا محمود علی بیگ، عبدالحلیم، عبدالخالق خان، غلام دستگیر رشید اور احمد حسین خان کو ۲رذی الحجہ مطابق ۱۹رجولائی ۱۹۵۷ء کو خلافت سے سرفراز کیا گیا۔ (ایضاً)

فن تجوید وقرأت کی تحصیل

برنی رحمۃ اللہ علیہ نے اس فن کو مولانا عبدالقدیر صدیقی قادری حیدرآبادی (۱۲۸۸۔۱۳۸۱ھ) سے سیکھا تھا۔(موصوف کے حالات کے لئے ملاحظہ ہو۔صراط الحمید ج ۱ ص ۳۰۵ وتذکرہ قاریان ہند مطبوعہ ومرتبہ بسم اللہ بیگ کراچی میر محمد کتب خانہ ق ۱۲۶۱ ارائے دکن ص ۱۸، ۱۷) فرماتے ہیں: ''حضرت کی صحبت میں ہم کو بھی قرأت کا خیال پیدا ہوا۔اوّل تو ہم اس کو محض زیبائش اور تکلف سمجھتے تھے مگر جب سمجھے تو معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن میں اس کی بڑی ضرورت ہے۔بلکہ قرأت کا حق ادا کرنا ہو تو قرأت لابد ہے۔البتہ عام طور پر اس کے نکات وتفصیلات جاننے ضروری نہیں۔بنیادی اصول جاننے کافی ہیں۔ان کی مشق ہوجائے تو تلاوت درست ہوجائے۔صحت تلاوت سے قرآن کریم کا لطف آئے۔فیض کا راستہ کھل جائے۔یہ کام اتنا دشوار نہیں جتنا دشوار سمجھتے ہیں۔چنانچہ چند ماہ کی توجہ اور محنت سے ہم نے فن قرأت کو سمجھا۔اس کی مشق کی۔حتیٰ کہ قرأت کے قاعدہ سے حضرت کو تمام قرآن کریم از اول تا آخر ایک ماہ میں پڑھ کر سنایا۔حضرت نے ہمارے عبور کو پسند فرمایا اور اطمینان ہونے پر قرأت کی سند عطا کی۔لیکن پختگی کے واسطے مزاولت کی ضرورت ہے۔جب تک کافی مدت دور نہ رہے۔مشق پختہ نہیں

ہوتی، فن قابو میں نہیں آتا۔ ہم اپنی مصروفیتوں سے ہمیشہ عاجز رہے۔ ایک سرو ہزار سودا۔ ہمیشہ یہی حال رہا۔ دور باقاعدہ جاری نہ رکھ سکا۔ درمیان میں وقفے ہوتے رہے۔ نتیجہ یہ کہ عبور غائب ہوگیا۔ سرسری خاکہ ذہن میں رہ گیا۔ پھر موقع ملے تو تجدید کی جائے۔ جس زمانہ میں عبور حاصل تھا۔ رفاہ عام کے خیال سے کہ فن قرأت کے سمجھنے میں آسانی ودلچسپی ہو۔ جدید طرز پر ایک رسالہ بھی لکھنا شروع کر دیا۔ چنانچہ تقریباً نصف بھی لکھ لیا۔ مگر پھر جو سلسلہ ٹوٹا تو اب تک نہ جڑ سکا۔ مسودہ یوں ہی ادھورا پڑا ہے اور فی الحال عبور بھی باقی نہیں۔ اللہ کو منظور ہوا اور آئندہ موقع ملے تو امید ہے کہ منصوبہ پورا ہو جائے۔ فن پر قرأت رسالہ شائع ہو جائے۔ ’’وما توفیقنا الّا باللّٰہ‘‘

(بعد میں یہ کتاب مکمل کی۔ ج۱ص۳۰۸،۳۰۹)

کھیلوں پر تبصرہ، بنوٹ کے فن پر رسالہ اور فن پر تنقید

یوں تو ہر کام میں قوت کی ضرورت ہے۔ لیکن کشتی میں جتنی قوت درکار ہے۔ بنوٹ میں اس کی اتنی ضرورت نہیں۔ رگ پٹھوں سے کام زیادہ لیتے ہیں حریف بآسانی زیر ہوسکتا ہے۔ فن سے کام لیں تو تھوڑی قوت کافی ہوتی ہے اور یہی بنوٹ کی بڑی خوبی ہے۔ دست بدست پکڑ کے سوا۔ خنجر تلوار سے بھی مقابلہ کرتے ہیں لیکن سب سے زیادہ کمال چھڑی میں ظاہر ہوتا ہے اور یہی اس کا خاص ہتھیار ہے کھیل ورزش کا تو پہلے ہی شوق تھا۔ حیدرآباد میں بنوٹ کی فضا ملی۔ حضرت مولانا عبدالقدیر حیدرآبادی کی دیکھا دیکھی ہمیں بھی شوق ہوا۔ حضرت کے ہاں کام دیکھا پھر حضرت ہی کے مشورے سے ایک مستند استاد مقرر کیا۔ اس سے کئی سال کام سیکھا۔ ان دنوں علی گڑھ جانے کا اتفاق ہوا تو مسلم یونیورسٹی میں بریلی کے ایک استاد سید صاحب بنوٹ سکھانے پر مامور تھے۔ اچھے استاد تھے۔ انہوں نے بھی کام دکھایا۔ پھر بنگلور میسور جانا ہوا تو وہاں بھی پرانے استاد جمع ہوئے۔ کام کا مظاہرہ ہوا۔ غرض کہ بہت کچھ دیکھا اور خود بھی سیکھا تھا۔ کام میں فنی حیثیت سے ایک بڑی خامی نظر آئی۔ یہ کہ اصول کا فقدان تھا عمل میں کوئی اصولی ربط نہ تھا۔ جو فن کے واسطے لابد ہے۔ بس مشق ہی مشق تھی۔ یہ کام کیا وہ کام کیا۔ دہراتے دہراتے مشق ہوگئی۔ جیسے کوئی اقلیدس کی چند متفرق شکلیں یاد کرلے مگر یہ نہ جانے کہ نقطہ کیا ہے؟ خط کیا ہے؟ سطح کیا ہے؟ جسامت کیا ہے؟ اصول کیا ہیں؟ اشکال کیا ہیں؟ ان میں ترتیب کیا ہے؟ تعلق کیا ہے؟ ثبوت کیا ہے؟ نتیجہ کیا ہے؟ اور جب تک فن میں فن تک لوازم نہ ہوں محض رسمی تقلید پر تعلیم یافتہ نوجوان آمادہ نہیں ہوتے۔ چنانچہ یہ صورتحال دیکھ کر ہم نے کئی سال غور وفکر کیا۔ تجربات کیے کہ علم وعمل کا کوئی اصولی ربط قائم ہو جائے تو فن میں جان پڑ جائے۔ جس حد تک بھی کامیابی ہوئی اللہ کا شکر ہے۔ چنانچہ اپنی تحقیقات کے مطابق اس فن میں ایک رسالہ تصنیف کرلیا۔ البتہ طبع نہیں کرایا۔ اول تو زمانہ کی نزاکت، مگر اس کا طرز بیان، حسن اتفاق سے ایسا بن پڑا جس کو سمجھا دو۔ اس کے واسطے آئینہ، جس کو نہ سمجھاؤ تو اس کے واسطے معمہ، دوسرے خوف یہ کہ رسالہ کی اشاعت پر تعلیم کی فرمائش بڑھی تو اپنے پاس وقت کہاں۔ خود ہم کو مزاولت کہاں۔ تاہم ممکن ہے۔ آئندہ کوئی صورت نکل آئے اور محنت کام آئے۔ ان شاءاللہ! (صراط الحمید ج۱ص۱۰،۹،۳)

۱۹۲۷ء میں بلاد اسلامی کا سفر اور حج وزیارت کا شرف

برنی ؒ کے مرشد شاہ محمد حسین چشتی قادری نے ۱۳۴۴ھ مطابق ۱۹۲۵ء میں حج کیا تو آکر انہیں بشارت دی کہ ان شاءاللہ قریب ہی آپ کو بھی یہ سعادت نصیب ہوگی۔ (صراط الحمید ج۱ص۱۵)

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ برنی ؒ نے ایک دن فرصت میں مولانا عبدالقدیر صاحب حیدرآباد سے دوران گفتگو میز سے جنتری اٹھائی۔ تعطیلات پر نظر پڑی تو رخصت ملا کر دیکھا اتنی مدت ہوگئی۔ سفر بخوبی کیا جا سکتا ہے۔ عبدالقدیر صاحب! ان کے مرید سید حبیب علی اور مخلص

دوست لطف احمد بھی تیار ہوگئے۔ دو سید ایک صدیقی اور برنی فاروقی چاروں کا قافلہ تیار ہوگیا۔ امیر قافلہ برنی رحمۃ اللہ علیہ صاحب کو بنایا گیا۔
(ایضاً ج۱ص۳۱۱،۳۱۳، ایضاً ج۱ص۳۱۳،۳۱۵)

چنانچہ موصوف فرماتے ہیں: ''خدا کا فضل تھا ایک جان چار قالب تھے۔ ایک دل ایک زبان تھے۔'' چنانچہ ہمارے دوست سید امجد حسین امجد فرماتے ہیں:

اک راگ بنا ہے مختلف سر مل کر تصدیق ہوئی چند تصور مل کر
برنی، حسرت، حبیب، لطف احمد اک جسم بنا ہے چار عنصر مل کر

قرآن کریم کھولا یہ آیت شریفہ نکلی: ''وھدوا الی الطیب من القول وھدوا الی صراط الحمید'' اس سفرنامہ کا نام ''صراط الحمید'' رکھا...... جیسی نظر ویسی دید، جیسی طلب ویسی یافت۔ (ایضاً ج۱ص۱۶)

دیتے ہیں بادہ ظرف قدح دیکھ کر

بہرحال روحانی فیوض و برکات کی بحث بہت نازک ہے جس پر گزرے وہی جانے:

لذت نہ شناسی بخدا تا نہ چشی

حج کا پہلا سفر

برنی رحمۃ اللہ علیہ اس سفر کی مدت اور اس کی برکات کا تذکرہ یوں کرتے ہیں: ''یکم رمضان المبارک مطابق ۶ر مارچ ۱۹۲۷ء کو روانہ ہوئے اور ۲۹ر ذی الحجہ مطابق ۲۰ر جون ۱۹۲۷ء کو گھر لوٹ آئے۔ چار ماہ میں اللہ تعالیٰ نے اتنی وسعت و برکت دی کہ عراق، شام، فلسطین اور حجاز، دور دراز ممالک کا سفر طے ہوگیا۔ بغداد شریف و ملحقات شریفہ میں دو ہفتے، دمشق میں ایک ہفتہ، بیت المقدس میں ایک ہفتہ، مدینہ منورہ میں تین ہفتے، مکہ معظّمہ میں دو ہفتے غرض قدم قدم پر اور لحہ لحہ پر تائید ایزدی اور لطائف غیبی کا جلوہ نظر آتا تھا جو چشم بصیرت کھولتا اور نور ایمان بڑھاتا تھا۔''

مدینہ میں معمولات

حرم نبوی میں ہر ایک کا اپنے اپنے اوقات میں اپنا اپنا معمول ہوتا ہے۔ برنی رحمۃ اللہ علیہ کا معمول یہ تھا: ''شب کو اڑھائی کے قریب حرم شریف کے دروازے کھلتے ہیں۔ حاضر رہتے، فرط شوق سے، بڑے ادب سے لمبے لمبے قدم، آہستہ آہستہ رکھتے۔ گویا دبے پاؤں جاتے۔ ریاض الجنت میں تلاوت کرتے، محراب النبی میں نماز پڑھتے۔ مواجھہ شریف میں درود و سلام پیش کرتے۔ پھر وظیفہ پڑھتے۔ فجر کی نماز سے فارغ ہوتے ہی تاروں کی چھاؤں میں جنت البقیع میں دوڑ جاتے۔ نور ظہور کے وقت وہاں بھی یکسوئی ہوتی۔ سب ہی مزارات پر بلاناغہ حاضر ہوتے۔ فاتحہ پڑھتے اور حضرت سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کے مزار پر دیر تک حاضر رہتے۔ مگر دل نہ بھرتا تھا۔ طلوع آفتاب کے بعد حجاج کی آمد ہوتی۔ اس وقت فاتحہ سے فارغ ہوکر حرم شریف واپس پہنچتے۔'' (صراط الحمید ج۱ص۱۷۹)

حرم نبوی میں جاروب کشی

یہاں خدام کے ساتھ جھاڑو بہارو کے کام میں شریک ہوجاتے۔ ریاض الجنۃ میں فرش جھاڑتے، جھاڑو دیتے، خدام میں نام شامل کراتے۔ غیر حاضری پر باز پرس ہوتی تھی۔ کام دل کھول کر کرتے اور لطف اٹھاتے تھے۔ (ایضاً ص۱۷۹،۱۸۰) چنانچہ فرماتے ہیں: ''اس میں ایک آدھ گھنٹہ صرف ہوتا صبح ۷،۸ بجے کے قریب فراغت ہوتی تو مکان پر آتا، ناشتہ کرکے سوجاتا دوپہر کو اٹھتا۔'' (ایضاً ص۱۷۹،۱۸۰)

شب حضوری

حرم نبوی میں رات کو ٹھہرنے کے لئے خصوصی اجازت درکار ہوئی۔ درخواست کی منظوری منتظمین کی صواب دید پر موقوف ہوتی تھی۔ برنی ﷫ اور ان کے دوستوں نے بھی اجازت مانگی تو مل گئی۔ برنی ﷫ اس کی داستان یوں بیان کرتے ہیں۔ ۶،۷/ذیقعد ۱۳۴۵ھ یوم یکشنبہ دوشنبہ کی درمیانی شب حرم شریف میں بسر ہوئی۔ اس شب کا کیا کہنا۔ زہے قسمت زہے نصیب۔ عشاء کی نماز پڑھ کر ہم چاروں اغوات کے چبوترہ پر بیٹھ گئے۔ نمازی رخصت ہوئے۔ پھر خدام رخصت ہوئے۔ شاید کوئی خادم اندر رہ گیا ہو۔ مگر نظر نہیں آیا۔ حرم شریف کے دروازے بند ہوگئے۔ روشنی مدھم ہوگئی۔ غرض تخلیہ ہوا تو عجب شان جلالت کے آثار محسوس ہونے لگے۔ بے اختیار دل عظمت سے بیٹھا جاتا تھا۔ ہم چاروں اندر سے اٹھ کر باہر صحن میں آبیٹھے۔ نوافل، ذکر وفکر، صلوٰۃ وسلام میں ہر کوئی اپنے اپنے ذوق کے مطابق مشغول ہوگیا۔ شاید نیند آئے مگر کیا ممکن ہے کہ پلک جھپکے، البتہ محویت ضرور تھی۔ رات ڈھلی تو ۲ ربجے کے قریب دلوں پر جمال چھا گیا۔ رؤف رحیم کا رنگ آ گیا۔ صاف معلوم ہوا کہ اب حاضر ہونا چاہئے۔ (صراط الحمید ج۱ص۱۸۰)

الحمدللہ! اس سے بڑھ کر زندگی میں کونسا وقت آسکتا ہے۔ اٹھے اور لڑکھڑاتے بارگاہ اقدس کی طرف چلے کسی کے دل میں تخلیہ کی تمنا تھی۔ خدا کی قدرت تینوں رفیق نماز کے واسطے روضۃ الجنۃ میں ٹھہر گئے اور ایک دیوانہ اپنی دھن میں افتاں وخیزاں پہنچا اور مواجہ شریف میں آستانہ معلیٰ کی جالی مبارک پکڑ کر کھڑا ہوگیا۔ اللہ اکبر! وہ تنہائی شب کی خوشی، پیش میں صرف دو شمعیں روشن اور بارگاہ اقدس کی حضوری ۔

یارب کجاست محرم رازے کہ یک زماں دل شرح آں دید کوچہ دیدہ چھا شنید

اتنے چاروں رفیق جمع ہوگئے اپنا اپنا ربط اپنا اپنا حال:

ہم ہی ہم ہیں تری محفل کوئی اور نہیں

گھنٹے منٹوں کی طرح گزر گئے۔ وہی تین بجے حرم شریف کے دروازے کھلے اور تخلیہ برخاست ہوا۔ اپنے حق میں یہ شب، لیلۃ القدر معلوم ہوتی تھی: الحمدللہ حمدا کثیراً وصلی اللہ علی رسول اللہ وبارک وسلم

(صراط الحمید ج۱ص۱۸۱،۱۸۲)

خصوصی صلوٰۃ وسلام کا القاء

برنی ﷫ فرماتے ہیں: ’’مواجہ شریف میں حضور انور ﷺ کے واسطے سے دعائیں خدا جانے کتنی مانگیں اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں لیکن ایک دعا اول ہی مانگی کہ ایک ایسی درود ذہن میں آجائے جس میں حضور ﷺ کی شان مذکور ہو جو اللہ تعالیٰ کے علم میں مسلم ہے۔ وہ درود نئی ہو کسی سے اب تک منقول نہ ہو۔ وہی پڑھا کروں اور اس کو حضور کا فیض سمجھوں۔ اللہ تعالیٰ کی شان مجھ جیسے کم علم کے ذہن میں بلا تفکر ایک قرآنی درود شریف معاً اتر آئی اور ہمیشہ وہی ورد رہی۔‘‘ واما بنعمۃ ربک فحدث‘‘

باتباع امر اس کو یہاں ظاہر کرتا ہوں وہ یہ ہے: ’’اللّٰھم صل وسلم علی سیدنا محمد طٰہٰ یٰسین حیم حیم خاتم النّبیین رحمۃ للعالمین بالمؤمنین رؤف رحیم وانک لعلی خلق عظیم وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین ‘‘اس ورد سے عجیب برکات محسوس ہوتے ہیں۔ امید ہے اس سے مومنین کو فیض پہنچے گا اور خیر جاریہ کے ثواب میں اللہ تعالیٰ ہم کو بھی شریک رکھے گا۔ (ایضاً ج۱ص۱۸۲،۱۸۳)

مدینہ سے روانگی

برنی رحمۃ اللہ علیہ کے دو ہفتے بہت راحت سے گزرے جب رخصت کا خیال آنے لگا تو چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے بے اختیار آنسو ٹپکنے لگے۔ اس میں ہفتہ عشرہ اور گزر گیا۔ ۲۲ر ذیقعد کو روانگی پختہ ہوئی اور احرام باندھ کر بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے تو کیفیت یکسر بدل گئی۔ رخصت کے وقت دل خوشی سے بھر گیا۔ معلم الوداع یارسول اللہ پڑھواتے اور برنی فرماتے ہیں: ''ہماری زبان سے الوداد یارسول اللہ نکلتا تھا۔'' (صراط الحمید ج۱ص ۱۸۱،۱۸۲) جدائی کا احساس دل سے غائب تھا۔ مدینہ سے مکہ معظمہ کیا جارہے ہیں گویا محمد رسول اللہ ﷺ کے وسیلہ سے لاالٰہ الّا اللّٰہ کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ اب تک یہ دعا تھی: ''خدا یا از تو مے خواہم مصطفی را'' اب یہ ورد شروع ہوا: ''محمد از تو مے خواہم خدا را'' ''سبحان اللّٰہ و الحمد للّٰہ و لاالٰہ الّا اللّٰہ و اللّٰہ اکبر'' (ایضاً ج۱ص ۱۹۲،۱۹۳)

لڑکیوں کی شادی

برنی رحمۃ اللہ علیہ کی تین لڑکیاں تھیں ان میں سے رشیدہ کی شادی اپنے مرشد حضرت مولانا شاہ محمد حسین کے فرزند مسعود حسن سے اور فاطمہ کی مولانا عبدالقدیر صدیقی صدر شعبہ دینیات جامعہ عثمانیہ کے فرزند موسیٰ عبدالرحمٰن سے اور کنیز فاطمہ کی عبدالقدیر صدیقی کے چچا زاد بھائی نواب صدیق یار جنگ کے فرزند امجد اللہ صدیقی سے کی تھی۔ برنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''یہ تینوں صاحب اولاد ہیں، صاحب روزگار ہیں، اللہ تعالیٰ شاد و آباد رکھے۔'' (برنی نامہ ص ۱۷)

برنی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد

برنی رحمۃ اللہ علیہ کے والد حافظ محمد ابراہیم ایک صحت مند شخصیت کے مالک تھے۔ ورزش کرتے تھے۔ آخر عمر تک نشست و برخاست میں کوئی معذوری نہ تھی۔ ۶۰ رسال کی عمر میں آنکھ میں پانی اتر آیا تھا۔ علی گڑھ میں آنکھ بنوائی۔ اچھی بنی لیکن پھر پانی اتر آیا۔ وصال سے دو سال پہلے دہلی میں آنکھ بنوائی۔ بالکل اچھی بنی۔ اپنی ضرورت کے سب کام کرتے تھے۔ دانت آخر عمر تک مضبوط تھے۔ صرف آگے کا ایک دانت گرا تھا۔ حافظ تھے۔ بہت پرہیز گار۔ تہجد گزار، اذکار و اوراد کے پابند، بزرگ تھے۔ لڑکپن میں حضرت شاہ عبدالغنی مجددی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۳۵-۱۲۹۲) سے بیعت ہوگئے تھے۔ ڈھلتی رات اٹھنا اور نماز کے بعد صبح تک یاد اللہ میں مصروف رہنا معمول تھا۔ عمر بھر میں وصال سے پہلے، رمضان کے دو روزے چھوڑے تھے۔ علمی ذوق: تاریخ اسلام، فقہ، تصوف، طب سے خاص دلچسپی تھی۔ حضور اکرم ﷺ کی حیات طیبہ سلیس اردو میں لکھی تھی۔ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی بدائع کا اردو میں ترجمہ کیا تھا۔ محمد حقی نازلی کی ''خزینۃ الاسرار'' کا اردو میں ترجمہ کیا تھا۔ یہ سب مسودات کی صورت میں محفوظ تھا۔ فن بیطاری پر ایک رسالہ لکھا تھا۔ طبی مجربات بھی مرتب کئے تھے۔ (صراط الحمید ج۲ ص ۲۳،۲۴) حیدرآباد میں بحیثیت وکیل چالیس برس بسر کئے جو لوگ واقف حال تھے کہتے تھے کہ وکالت میں ولایت کر دکھائی تھی۔ (صراط الحمید ج۲ص ۲۵) موصوف کے مکتوبات شائع کئے جائیں تو بہت سے جوہر کھلیں۔

برنی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے: ''وصال سے تین سال قبل حسب معمول، میں موسم سرما کی تعطیلات میں حاضر خدمت تھا۔ پوچھا تمہیں کوئی استخارہ بھی معلوم ہے۔ میں نے عرض کیا حضرت کوئی استخارے معلوم ہیں۔ تعمیل ارشاد میں ایک استخارہ عرض کرتا ہوں۔ مختصر و مقبول ہے: تیسرے دن حسب معمول فجر کی نماز کے بعد سلام عرض کرنے گیا تو دیکھا کہ لحاف اوڑھے لیٹے ہیں۔ قریب بیٹھا تو محسوس ہوا کہ رقت طاری

ہے۔ حیرت ہوئی، خاموش بیٹھا رہا حضرت کو افاقہ ہوا تو فرمایا کہ واقعی تمہارا استخارہ بہت مقبول ہے۔ میں ادب سے خاموش رہا۔ خود بولے: لڑکپن میں حضرت شاہ عبدالغنی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہوگیا تھا۔ اس کے بعد بڑے بڑوں کی صحبت وشفقت رہی لیکن کسی سے بیعت کی نوبت نہیں آئی۔ اب آخر عمر میں یہ خیال ہوتا تھا کہ وہ کم عمری کی بیعت مسلم رہی یا پھر تجدید کی ضرورت ہے۔ تہجد میں غنودگی ہوئی تو خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کو متوجہ پایا۔ انہوں نے فرمایا تمہاری قدیم بیعت مسلم ومقبول ہے اور کل پیران سلسلہ تم پر مہربان ہیں۔'' (صراط الحمید ج۲ص۲۵،۲۶)

وصیت نامہ اور ورثاء میں جائیداد کی تقسیم

۲۳؍نومبر ۱۹۳۱ء میں خط بھیجا، ناسازی طبع سے آگاہ کیا اور لکھا۔ تینوں بھائیوں میں سے جو بھی بآسانی آسکے ایک ماہ کے لئے آجائے۔ تاکہ ضروری کام نمٹائے جائیں۔ عجلت کی ضرورت نہیں۔ برنی رحمۃ اللہ علیہ موسم سرما کی چھٹی میں آجائے تو اچھا ہے۔ ۱۴؍دسمبر سے سرما کی چھٹی شروع ہوئی۔ میں روانہ ہوا جب میں بلند شہر پہنچا اولاً ملا تو طبیعت ٹھیک تھی۔ فرمایا تمہاری آمد کی خوشی میں سنبھل گئی۔ وصیت نامہ تیار تھا۔ ۱۷؍دسمبر سہ پہر سے ملکیت وجائیداد کے کاغذات وحسابات دیکھنے اور سمجھنے شروع کر دیئے اور اگلے دن کو صبح سے شام تک یہی کام کیا۔ تیسرے دن ۱۹؍دسمبر دوپہر تک اس کام سے فارغ ہوا۔ عدالت کے کارندے منشی اوصاف علی صاحب اس کام میں شریک رہے۔ منشی جی کو کہیں اگر کوئی پیچیدگی پیش آتی۔ حضرت اسے سلجھا دیتے تھے۔ اس کوشش کا نتیجہ یہ ہوا کہ وصیت نامہ بعد نظر ثانی مکمل ہوگیا۔ اس میں سب وارثوں کے نام ملکیت وجائیداد کی تقسیم درج ہوگئی اور خاندانی امور کے متعلق ضروری ہدایات بھی۔ اس وصیت نامہ کے بعد خاندان میں کوئی اختلاف نمودار نہ ہوسکا اور اتفاق رہا۔ (صراط الحمید ج۲ص۱۷)

حج بدل کی وصیت وتاکید

۱۸؍دسمبر کو جمعہ کا دن تھا بعد نماز جمعہ اطمینان سے بیٹھے تو والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خود ہی حرمین شریفین کا ذکر چھیڑا۔ مجھ سے حالات سننا شروع کئے جب مدینہ کا ذکر چلا تو طبیعت مچل گئی۔ رقت شروع ہوگئی۔ گھر کی بہو بیٹیاں آبیٹھیں۔ دلوں کا جوش آنکھوں سے جاری ہوگیا۔ یقین ہو رہا تھا کہ غلام اپنے آقا کی توجہ سے سرفراز ہوئے ہیں۔

مجھ کو بھولے سے مدینے میں کریں یاد کبھی
اثر اتنا تو ہو جذب دل ناشاد کبھی
ہند میں کرنا میری خاک نہ برباد کبھی
ہجر کی میری زبانی سنیں روداد کبھی

حضرت نے اسی حالت فرمایا کہ دلوں کے حال سے اللہ تعالیٰ خوب واقف ہے مجھے عمر بھر حج وزیارت کی تمنا رہی اور دو ایک مرتبہ تو تہیہ سفر بھی ہوگیا لیکن نہ معلوم کیا مصلحت الٰہی تھی کہ تمنا پوری نہ ہوسکی اور دل کی دل ہی میں رہ گئی۔ تم حج سے آئے میری ہمت بڑھ گئی کہ تم کو ساتھ لیکر جاؤں گا آرام رہے گا لیکن جب جسم میں طاقت تھی تو نگاہ بے کار تھی۔ اب نگاہ درست ہوئی تو طاقت نے جواب دے دیا۔ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ حتی الامکان خود ہی جاکر میرا حج بدل ادا کرنا اور مدینہ حاضر ہوکر صلوٰۃ وسلام عرض کرنا۔ حرم نبوی کے خدام اور مدینہ کے حاجتمند باشندگان کی خدمت میں ایک ہزار روپیہ پیش کرنا۔ اس لئے میں اپنے اندوختہ سے دو ہزار روپے کی وصیت کرتا ہوں۔ (صراط الحمید ج۲ص۱۸)

والد ماجد کا انتقال

۱۱؍جنوری ۱۹۳۲ء کی رات گزری تیسرے رمضان کو صبح کے وقت وفات پائی۔ قمری حساب سے اکیانوے سال اور گیارہ یوم کی عمر پائی تھی۔ (ایضاً ج۲ص۲۱،۲۲)

حیدر آباد سے حج بدل کے سفر کا آغاز اور گلبرگہ میں حضرت گیسودراز رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر فاتحہ

تاریخ ۹؍مارچ ۱۹۳۳ء یوم پنجشنبہ شام کو پانچ بجے حیدر آباد سے رات ۱۲؍بجے گلبرگہ پہنچے اور حضرت خواجہ سید محمد حسینی بندہ نواز گیسودراز رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ معلیٰ پر فاتحہ پڑھی پھر رخصت ہوئے۔ برنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ’’اوّل تو حضرت ماشاء اللہ سلطان دکن ٹھہرے، دوسرے خدا کے فضل سے اپنا چشتیہ سلسلہ راست حضرت ہی کا سلسلہ ہے۔ اس نسبت سے محمدی کہلاتے ہیں۔ یہاں ہمارے سوا راست محمدی سلسلہ کم نظر آتا ہے۔‘‘ (صراط الحمید ج۲ص۴۱)

ایک دیرینہ ہم جماعت منفعت علی

بمبئی سے جہاز میں سوار ہوئے تو بیس نمبر پانچ میں جگہ ملی۔ ان کی برتھ کے مقابل برتھ پر ایک قدیم دوست کا بستر جما۔ بیس برس کے بعد بغیر توقع جو یکا یک ملاقات ہوئی تو ایک دوسرے کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ چند سیکنڈ پہچاننے میں لگے اس کے بعد جو گلے لگے تو کئی منٹ بغل گیر رہے:

اے ذوق کسی ہمدم دیرینہ کا ملنا — بہتر ہے ملاقات مسیحا و خضر سے

برنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم نے ایک ہی سال میٹرک کا امتحان درجہ اول میں پاس کیا۔ ایک ہی سال علی گڑھ میں داخل ہوئے۔ دونوں ہونہار سمجھے جاتے تھے۔ فرق سنئے! ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب نے ان کو بہلا پھسلا کر ریاضی وسائنس میں کھینچا۔ ہم فنون میں جمے رہے۔ انہوں نے بی ایس کیا۔ ہم نے اکنامکس میں ایم اے کیا۔ ایل ایل بی کی۔ سند دونوں نے حاصل کی۔ ان کا وطن مظفر نگر ہمارا بلند شہر۔ کالج میں یہ کچی بارک میں۔ ہم پکی بارک میں رہتے تھے۔ یہ نماز کے مانیٹر اور ہم طعام کے مانیٹر تھے۔ سوٹ بوٹ سے دونوں الگ تھے۔ کالج کی رعایت سے یہ داڑھی کی تواضع کرتے تھے۔ ہم اس سے بھی بے فکر تھے۔ اب ان کی یک مشت میں دو انگشت کی کسر ہے اور اپنی وہی خشخشی۔ اب یہ خاصے مولوی نظر آتے ہیں بفضلہ عنقریب حاجی بھی ہو جائیں گے۔ یہ نماز کے شروع سے ہی پابند تھے، اب ماشاء اللہ ذکر واذکار میں، اشغال میں، مراقبے میں اور کیوں نہ ہوں حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہیں۔ ان شاء اللہ وہ دن دور نہیں جب کہ حضرت الحاج مولانا منفعت انگریزی تعلیم یافتہ جماعت میں بڑے بزرگ شمار ہوں گے۔ اپنا تو وہی حال ہے ؎

سوکھے کبھی خزاں میں نہ پھولے بہار میں — گزری جہاں کے باغ میں یکساں برنگ سرو

وہی طرز، وہی روش، وہی وضع قطع، ہم نے ایل ایل بی کرتے وقت سوچ لیا تھا کہ ’’داشتہ آید بکار‘‘ البتہ منفعت علی نے اس سنہ سے خوب کام لیا۔ سہارنپور میں چوٹی کے وکیل ہیں۔ ہم تعلیم وتصنیف میں مصروف ہیں۔ (صراط الحمید ج۲ص۵۹)

مقامات زیارت

برنی رحمۃ اللہ علیہ فرصت کے اوقات میں آثار قدیمہ کی زیارت کے لئے بھی جاتے تھے جو سعودی حکومت نے اب ڈھا دیئے تھے۔ جیسے مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، مولد فاطمہ رضی اللہ عنہا، مولد علی رضی اللہ عنہ۔ چنانچہ برنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یہ تینوں مقام اب ویران چٹیل میدان پڑے ہیں۔ لوگ پتہ بتاتے ڈرتے ہیں کوئی نہ بتائے تو گمان بھی نہیں ہوتا کہ یہاں دنیا کی بہترین مرصع اور متبرک عمارات کھڑی تھیں۔ ظاہر وباطن کی نعمتوں سے مالا مال تھیں۔ ان کی زیارت سے آنکھوں میں نور، دل میں سرور آتا تھا۔ اب وہ سب خواب وخیال ہو گیا۔ البتہ جو حقیقی برکات ہیں وہ حقداروں کے واسطے دائم قائم ہیں۔ (ایضاً ص۸۷)

غسل کعبہ کا معطر زم زم کا گلاس

برنی ؒ معلم کے چھوٹے بھائی حسین صاحب کے ساتھ ۴؍ذی الحجہ یوم پنجشنبہ صبح کے وقت شیبی صاحب سے ملاقات کی غرض سے نکلے۔ جاتے وقت حرم شریف سے گزرے تو حسین نے کہا آج بیت اللہ کو غسل دیا گیا ہے۔ ان کا مکان اس کی خوشبو سے معطر تھا۔ جب برنی ؒ پہنچے تو شیبی جلالۃ الملک سے ملنے گئے تھے۔ ذرا سی دیر بیٹھے تو حسین نے شیبی کے صاحبزادے سے پانی مانگا۔ اس نے ٹھنڈا زم زم پیش کیا۔ برنی فرماتے ہیں: ''مجھ سے دریافت کیا گیا میں کیوں انکار کرتا۔ لیکن زہے قسمت ہم کو بلا طلب اور بلا توقع غسل کا معطر زم زم ایک بڑا گلاس بھر کر عطا ہوا۔ عطیہ الٰہی تھا۔ فوراً ادب سے پی لیا۔ خوشبو سے دماغ بس گیا۔ خوشی سے دل بھر گیا۔ سچ پوچھے تو روح مست ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ حسین نے مبارکباد دی کہ ایسا تبرک بن مانگے قسمت والوں کو ملتا ہے۔ تیری نیک فالی ہے۔ شیبی صاحب کا تھوڑا انتظار کیا۔ اس کے بعد رخصت ہوئے اور جہاں کہیں جانا تھا گئے۔ سب نے سن کر مبارک باد دی اور بتایا کہ احرام میں معطر زم زم پی لیا تو دم واجب ہے۔ ہم نے عرض کیا ہمیں تو وہم وگمان بھی نہ تھا لیکن ؎

گر یارے پلائے تو پھر کیوں نہ پیجئے

دودم بسر وچشم حاضر ہیں سچ پوچھئے تو ایسا تبرک سو دم میں بھی سستا ہے۔'' (صراط الحمید ج۲ص۸۵،۸۶)

بیت اللہ میں ایک گھنٹہ

۵؍ذی الحجہ کو فجر کی نماز کے بعد ہر شخص کو بیت اللہ میں داخلہ کی عام اجازت دی جاتی تھی۔ اس میں برنی ؒ بھی اندر گئے تھے۔ اس میں بھیڑ بہت ہوتی تھی۔ اس لئے زیادہ دلجمعی سے قیام اور دعا کرنے کا موقع کم ملتا تھا۔

دوسرا شیبی صاحب کو نذرانہ پیش کرنے پر خصوصی اجازت سے داخلہ ملتا تھا۔ اس میں یکسوئی بھی ہوتی ہے۔ برنی ؒ نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا۔ ان کا بیان ہے ہم نے بھی نذر پیش کی صرف چند حجاج کا داخلہ ہوا اور تقریباً ایک گھنٹہ اندر حاضری رہی۔ جو پڑھنا تھا پڑھا۔ جو کہنا تھا کہا، جو دیکھنا تھا دیکھا، اللہ اکبر!

اس عالم شہادت میں اس سے بڑھ کر کیا رسائی ہوگی۔ بیت اللہ شریف کے اندر حاضر ہیں۔ عالم باطن خدا پر روشن ہے۔ کیا خوب ہوا کہ ہم بیت اللہ میں داخل ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دل میں داخل ہو۔ ہمارا دل پھر بیت اللہ بن جائے، ظاہر کے بیت اللہ میں باطن کا بیت اللہ آجائے۔ ایک حرم میں دوسرا حرم سما جائے۔ کچھ عجب لطف ہو جائے۔

او در من و من درو ے چوں بو بگلاب اندر

جن کے دل بیت اللہ تھے۔ ان ہی کے ہاتھوں نے اس بیت اللہ کی بناڈالی اور انہی کی دعاؤں سے یہ بیت اللہ آباد ہے۔ سبحان اللہ وبحمدہ! (صراط الحمید ج۲ص۸۷)

مکہ معظّمہ کے دو تبرک

برنی ؒ کو قدیم آثار مقدس مقامات کی تصویروں کی جستجو تھی۔ مختلف دکانوں میں دیکھا لیکن ذخیرہ مختصر تھا۔ کوشش سے ایک غیر معروف قدیم ترکی کمپنی کے فوٹو گرافر کی دکان پر کافی تعداد میں ذخیرہ ملا۔ ان میں بعض نادر تصویریں مل گئیں۔ اس طرح بہت مسلسل اور مکمل البم مرتب ہوگیا۔ دوستوں کے واسطے متفرق فوٹو بچ رہے۔ (صراط الحمید ج۲ص۸۹)

مکہ معظّمہ کے تبرکات

دو تبرک اہم ہیں ایک زم زم اور دوسرے غلاف کعبہ، زم زم ہر وقت ملتا ہے۔ خلاف کعبہ عشرہ ذی الحجہ کو نیا غلاف چڑھتا اور پرانا اتر کر تبرک بن جاتا ہے۔ بکتا تھا امسال یہ ارزاں تھا پورا کلمہ شریف چار پانچ روپیہ میں ملتا تھا۔ ہم نے دس بارہ خریدے۔ ان میں ایک بہت عمدہ تھا بالکل نیا معلوم ہوتا تھا۔ ایک دکان سے اکٹھے خریدے رعایت بھی رہی۔ (ایضاً ص۹۰)

قصر شاہی میں دعوت

برنی ﷫ آثار قدیمہ کی تصویروں کی جستجو میں ایک دکان میں تھے۔ کہ دو ہرکارے ان کے نام لفافہ لائے اور بولے کہ ہم آپ کو تلاش کر رہے ہیں۔ یہ دعوت نامے لیجئے اور قصر شاہی میں آج شام تشریف لایئے۔ ڈاکٹر خواجہ معین الدین صاحب آپ کے انتظار میں ہیں شرکت کا ارادہ تھا لیکن ڈاکٹر خواجہ کو انتظار تھا کہ ان کے پاس پہنچے تو کہا دونوں ساتھ چلیں گے ان کے اصرار پر قصر شاہی پہنچے۔ اسلامی ممالک کے معزز مہمان بیٹھے تھے۔ مجمع دیکھ کر جی خوش ہوا۔ جلالۃ الملک تشریف لائے۔ مغربیوں کا لباس بہت خوب تھا۔ بعض احرام میں تھے۔ قیمتی تو لئے زیب تن کئے تھے۔ بس ہماری حالت قابل دید تھی۔ معمولی چادروں کا احرام اور وہ میلا سلا، بال پراگندہ، گرد آلود جیسے کوئی دیوانہ۔ حج کا رنگ خوب چڑھا ہوا۔ امیروں میں ایک فقیر بھی موجود تھا۔ (صراط الحمید ج۲ ص۹۱)

قصر شاہی میں برجستہ اردو میں تقریر

بہرحال جلالۃ الملک کے آنے پر قصیدہ خوانی ہوئی توحید پر تقریریں سن کر تحریک ہوئی کہ ہم بھی تقریر کرتے لیکن عربی پر ایسی قدرت نہ تھی کہ آخر میں جلالۃ الملک نے کہا کہ اگر کوئی حاجی اپنی زبان میں تقریر کرنا چاہے تو اس کا عربی میں ترجمہ کیا جائے گا۔ میں کھڑا ہوا۔ میں نے کہا: ''توحید کا دہرانا چنداں کارگر نہیں رسالت کے اعلان اور وضاحت کی ضرورت ہے اس کے بعد اس ایمانی توحید کا دہرانا ہے جو رسالت کے طفیل حاصل ہوتی ہے اور جو اسلام کے باہر میسر نہیں آسکتی۔ وہی مطلوب ہے رسالت میں ہر کوئی سنت پر زور دیتا ہے۔ اور زور دینا بجا ہے۔ اس لئے کہ قرآن میں اتباع کی تاکید ہے لیکن بہت سے اس راز سے بے خبر ہیں کہ محبت اور تعظیم اتباع کی جان ہیں۔ انہی دونوں کے صحیح امتزاج سے حقیقی اتباع پیدا ہوتی ہے۔ محبت میں قوت ہے اور تعظیم میں اعتدال۔ جس اتباع کی بنیاد محبت اور تعظیم پر نہ ہو وہ محض ایک رسمی تقلید ہے۔ اتباع نہیں ہے اور نہ اتباع کی خیر و برکت ہے۔ اتباع کے واسطے محبت و تعظیم کس درجہ لازم ہے۔ اہل علم اس کی اہمیت سے بخوبی واقف ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم میں توحید کے پہلو بہ پہلو حضور رحمۃ للعالمین کی محبت و تعظیم کی جو تعلیم ہے وہ دنیا میں بے نظیر ہے کہ عبدیت میں انتہائی محبوبیت و رفعت موجود ہے۔'' (صراط الحمید ج۲ ص۹۵)

عبدالحیٔ کتانی اور عربوں پر اس کا اثر

اس شاہی دعوت میں مغرب کے پیر طریقت سید عبدالحیٔ کتانی اور ملاّ شور بازار بھی شریک تھے۔ کتانی اپنے اثر و اقتدار میں حضرت شیخ سنوسی ﷫ کے ہم پلہ مانے جاتے تھے۔ (صراط الحمید ج۲ ص۹۸)

دوسرے دن ایک عرب نے موصوف کا تعارفی کارڈ دیا کہ حضرت کو ملاقات کا اشتیاق ہے۔ چنانچہ بعد مغرب حرم میں شیخ سے نیاز حاصل ہوا۔ گلے لگایا بہت دعائیں دیں اردگرد عربوں کا مجمع تھا۔ حضرت کے ساتھ ترجمان بھی تھا۔ میرے ساتھ عبدالرحمٰن تھے۔ فرمایا تمہاری تقریر مؤثر اور بہت مقبول تھی۔ اسلامی جذبات کے اظہار میں تم نے تمام اسلامی ممالک کی طرف سے وکالت و نیابت کی۔ یہ اللہ کا بڑا فضل ہے جس کو چاہئے عطا فرمائے۔

میں نے عرض کیا حضرت تقریر اردو میں تھی۔ اس کا عربی میں ترجمہ بھی نہیں ہوا۔ پھر عربوں پر اس کا اثر کس طرح ہوا۔ فرمایا ایمان واخلاص میں بھی اثر ہے۔ تمہاری آواز لب ولہجہ سے حقانیت ٹپکتی تھی۔ دل لذت اندوز ہورہے تھے اور تم نے درمیان درمیان میں جو آیات پڑھیں۔ ان آیات نے عربوں پر مقصد خوب واضح کر دیا۔ جلسہ حب رسول ﷺ سے مست ہو گیا۔ یہ بیان اختیاری نہیں فضل الٰہی ہے۔ (ایضاً ص۹۸،۹۹)

برنی ؒ کا مسلک ومشرب

برنی ؒ علی گڑھ کے تعلیم یافتہ تھے۔ وہ باقاعدہ عالم نہ تھے نہ دیوبندی علماء سے پڑھا تھا۔ نہ بریلوی علماء کے مدرسہ کے فاضل تھے۔ گھرانہ دیندار تھا۔ اس میں میلاد ہوتا تھا جو اس زمانہ میں صوفیانہ مشرب بزرگوں میں رائج تھا۔ ان کی والدہ نذرونیاز (بزرگوں کی روحوں کو ایصال ثواب کیلئے خیرات) بہت احتیاط واہتمام سے کرتی تھیں۔ (صراط الحمید ج۱ص۳۱۹)

برنی ؒ صوفی مشرب تھے اور صوفیاء سے ان کا تعلق ہر زمانہ میں برابر قائم رہا ہے۔ اس لئے وہ برزنجی اور قصیدہ بردہ پڑھتے تھے۔ سیرت اور میلاد النبی کے جلسہ میں جاتے۔ بہت عمدہ اور زوردار تقریر کرتے تھے۔ اس میں دانشور، محققین، تعلیم یافتہ اور اہل علم بکثرت آتے تھے۔ نیز حیدرآباد کے فرمانروا میر عثمان علی خان بھی شرکت کرتے تھے۔ کتاب ''قادیانی مذہب'' اسی جلسہ کا مظہر اور ثمرہ ہے۔ بایں ہمہ وہ ایک منصف مزاج شخصیت کے مالک تھے۔ وہ دیوبندی علماء کی کتابیں پڑھتے اور ان سے استفادہ کرتے۔ ان کا احترام کرتے تھے۔ وہ حضرت گنگوہی کو ''رحمۃ اللہ علیہ'' کے الفاظ سے یاد کرتے تھے۔ چنانچہ حج بدل کی بحث میں لکھتے ہیں۔

حضرت مولانا عبدالرشید (رشید احمد گنگوہی ؒ) نے اس (حج بدل کے) مسئلہ کو اپنی تالیف ''زبدۃ المناسک'' میں بہت وضاحت اور تاکید سے بیان فرمایا ہے۔ یہ تالیف دیکھنے کو تو مختصر سی ہے لیکن غور وفکر کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ واقعی دریا کو کوزہ میں بند کر دیا ہے۔ اس سے مولانا کے تبحر علمی کا اندازہ ہوتا ہے۔ (ایضاً ج۲ص۶۸، مطبوعہ نسخہ میں عبدالرشید چھپا ہے، یہ موصوف کی لغزش قلم ہے) دوسری جگہ لکھتے ہیں: ''زبدۃ المناسک دیکھنے میں گو ایک چھوٹی سی اردو کتاب ہے۔ حضرت مولانا حاجی رشید احمد گنگوہی ؒ نے تمام مسائل حج اس خوبی سے یکجا کر دیئے کہ دریا کوزہ میں بند نظر آتا ہے۔ غور کیجئے تو اجمال میں تفصیل موجود ہے۔ اس سے حضرت کے تبحر علمی کا اندازہ ہوتا ہے۔ ایک علمی کرامت نظر آتی ہے۔ حجاج کے لئے یہ کتاب بڑی نعمت ہے۔ مولوی یحییٰ صاحب تاجر کتب گنگوہ شریف ضلع سہارنپور نے اس کو شائع کیا ہے۔ (صراط الحمید ج۱ص۳۰۴)

وہ شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی ؒ کے والد مولانا ذوالفقار علی دیوبندی ؒ کی کتاب قصیدہ بردہ کی شرح ''عطر الوردہ'' کا یوں ذکر کرتے ہیں۔ ''قصیدہ بردہ کی اردو میں کئی شرحیں موجود ہیں۔ ایک شرح ''عطر الوردہ'' کے نام سے مطبع مجتبائی دہلی نے شائع کی ہے۔ خوب ہے۔'' (ایضاً ص۱۸۳)

حضرت مولانا شفیع الدین مہاجر مکی ؒ جو حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی ؒ کے خلیفہ ومجاز تھے اور حضرت مولانا محمد یوسف بنوری ؒ ان کے مرید وخلیفہ تھے۔ مناسک حج کے ماہر تھے۔ برنی ؒ نے مدینہ منورہ کی آمد ورفت کے متعلق احرام کے مسائل ان سے پوچھ کر زینت کتاب کئے تھے۔ چنانچہ لکھتے ہیں: ''حضرت مولانا شفیع الدین نگینہ والے مدت دراز سے بحیثیت مہاجر، مکہ معظمہ میں مقیم ہیں۔ حضرت کے علم وفضل کا کیا کہنا۔ سبحان اللہ! خاص کر مناسک حج پر ایسا عبور بہت نادر ہے۔ اسی لئے حضرت سند مانے جاتے ہیں۔ دوسرے حج میں تحقیق مناسک میں حضرت سے نیاز حاصل ہوا۔ اس ناچیز کے حال پر بہت عنایت وشفقت مبذول رہی۔ چنانچہ مدینہ منورہ کی آمد ورفت کے متعلق احرام کے مندرجہ بالا مسائل حضرت کا عطیہ ہیں جو بطور خیر جاریہ درج کئے گئے ہیں۔'' (ایضاً ص۲۵۳)

برنی رحمۃ اللہ علیہ نے علماء دیوبند کی تعلیمی خدمات کا اعتراف مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا ہے: ’’اس سے انکار نہیں ہوسکتا کہ علماء دیوبند میں اشاعت تعلیم کا جو حوصلہ اور سلیقہ ہے۔ اس کی مثال ہندوستان کے دیگر علماء میں کم نظر آتی ہے۔ البتہ عقائد کی بحث جدا ہے۔ یہ ایک قدیم بحث ہے، نئی نہیں۔‘‘ (ایضاً ج۲ص۱۳۸) برنی رحمۃ اللہ علیہ کو مولانا مناظر احسن گیلانی (المتوفی ۱۹۵۶ء) سے زیادہ جاننے والا کون ہوگا۔ دونوں جامعہ عثمانیہ کے پروفیسر تھے۔ دوست تھے۔ ایک پیر کے مرید وخلیفہ تھے۔ وہ برنی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق اپنے ایک مکتوب میں رقمطراز ہیں: ’’پروفیسر الیاس برنی میرے ہم مشرب دوست ہیں۔‘‘ (مکاتیب مناظر احسن گیلانی مرتبہ منت اللہ رحمانی، مونگیر، دارالاشاعت رحمانی ۱۹۷۳ء ج۱ص۱۰۳)

برنی رحمۃ اللہ علیہ اس زمانے کی عظیم شخصیات میں سے تھے لیکن بعض اوقات بڑی شخصیات سے بڑی غلطی ہو جاتی ہے۔ یہ لازمہ بشر ہے کوئی بشر اس سے خالی نہیں۔ چنانچہ تحفہ محمدی میں درود تاج با ترجمہ شامل کیا ہے۔ اس میں بعض الفاظ قابل اعتراض موجود ہیں اور وہ صحیح احادیث سے ثابت نہیں۔ اور یہ درود، درود شریف کی کسی معتبر کتابوں میں منقول نہیں۔ اس کے بجائے اگر وہ اپنا القائی درود اس میں شامل کرتے تو بہتر ہوتا۔ یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہنا چاہئے۔ معمول بہا عبادات کے اثر وثواب سے زیادہ کسی عمل کا اجر وثواب بتایا جائے۔ یہ بات اس روایت کے جعلی اور بناوٹی ہونے کی نشانی ہے۔ برنی رحمۃ اللہ علیہ نے نذر ونیاز کا مسئلہ درست لکھا۔ وہ لکھتے ہیں: ’’یوں تو ایصال ثواب کے لئے کوئی دن وتاریخ اور کوئی طور طریقہ معین نہیں۔ تاہم ہر کام کا ایک موقع اور سلیقہ ہوتا ہے۔ اگر اس کو لازم نہ سمجھا جائے تو اس میں کوئی مضائقہ باقی نہیں رہتا۔ لیکن عملاً وہ سب کچھ کرتے تھے جو عام طور پر رائج ہے۔‘‘ چنانچہ فرماتے ہیں: ’’۱۲؍محرم کو ہلیم (حلیم) پر سید الشہداء کی فاتحہ ہوئی۔ غرض محرم شریف کی فاتحہ جو اپنا معمول ہے، مدینہ منورہ میں بخیر وخوبی انجام پائی۔‘‘ (صراط الحمید ج۲ص۱۵۰، ۲۶، ۲۷)

ان کی مجموعی حسنات کے مقابلہ میں یہ فروگذاشتیں ایسی ہیں جن کا وزن زیادہ نہیں۔

ناظم دائرۃ المعارف اور جامعہ عثمانیہ میں رجسٹرار

نیز ناظم دائرۃ المعارف العثمانیہ بھی رہے اس کے بعد آخر دو سال جامعہ عثمانیہ میں رجسٹرار رہے۔ (برنی نامہ ص۴)

ملازمت سے سبکدوشی

اکتوبر ۱۹۴۸ء میں جامعہ عثمانیہ سے سبکدوش ہوئے۔ (ایضاً) یہاں ان کی زندگی کا تیسرا دور پورا ہوا۔ برنی کی زندگی کا زیادہ تر زمانہ حیدرآباد میں گزرا۔ وہیں کوٹھی بنوائی۔ حیدرآباد میں لڑکیوں کی شادیاں کیں۔ کتابیں لکھیں اور ۱۹۱۷ء تا ۱۹۵۸ء زیادہ تک تصنیف وتالیف کا کام انجام پاتا رہا۔

وفات

اگست ۱۹۵۷ء میں اپنی کوٹھی بیت السلام سیف آباد میں جو ایک خوشنما پہاڑی پر واقع ہے۔ برنی نامہ لکھا پھر دسمبر ۱۹۵۸ء کے آخر میں عزیزوں سے ملنے بلند شہر آئے۔ تقریباً ۸۹ سال کے تھے کہ ۲۵؍جنوری ۱۹۵۹ء میں حرکت قلب بند ہوئی اور اللہ کو پیارے ہوگئے۔ قاضی کے قبرستان میں جہاں ان کے باپ دادا دفن ہیں، وہیں ان کی قبر ہے۔ تدفین کے وقت جب سینہ پر کافور ملا گیا تو وہ سمٹ کر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی صورت اختیار کر گیا تھا جسے دیکھ کر ناظرین حیران وششدر رہ گئے۔ یہ انہی بزرگوں میں سے تھے جن پر یہ فقرہ صادق آتا ہے۔

دنیا خورد و عقبیٰ برد

دنیا میں مزے اڑائے اور آخرت میں بھی کامیاب رہے۔''ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء ''اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ وہ جسے چاہے عطا فرمائے۔ یہ واقعہ مجھ سے ڈاکٹر فاروق مصطفیٰ صاحب نے بیان کیا کہ یہ میرے والد صاحب کا چشم دید واقعہ ہے۔ تلامذہ: برنی رحمۃ اللہ علیہ نے عمر بھر پڑھایا ان کے شاگردوں کی تعداد بہت زیادہ ہے لیکن تعلقات کم ہی شاگردوں سے رہے۔ جو شاگردان سے رہنمائی حاصل کرتے رہے یا جن کی تعلیم وتربیت کی سرپرستی ونگرانی ان کے سپرد رہی۔ ان سے تعلقات قائم رہے۔ چنانچہ شہزادہ نواب اعظم جاہ بہادر ولی عہد کے دونوں شہزادے مکرم جاہ، انور مغنم جاہ شاگرد رہے اور یہ ان کی تعلیم وتربیت میں شریک رہے کہ وہ جب ولایت سے آتے ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور ملاقات کرتے تھے۔ (برنی نامہ ص ۲۵)

تصنیفات وتالیفات ...... ترجمے اور بعض مشہور اور اہم کتابوں کا تعارف

برنی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب ''علم المعیشت'' مولوی عبدالحق معتمد انجمن ترقی اردو اورنگ آباد کی فرمائش وہمت افزائی پر لکھنی شروع کی تھی۔ (صراط الحمید ج۱ ص ۳۴۹) یہ وہ زمانہ تھا جب کہ موصوف کی ایم اے اور ایل ایل بی کی تعلیم جاری تھی۔ (ایضاً) موصوف علی گڑھ کالج میں بی اے کے طلبہ کو معاشیات بھی پڑھاتے تھے اور ان کا کاروان عمر ابھی پچیسویں منزل طے کر رہا تھا۔ اردو میں سات سو صفحات سے زیادہ کی کتاب پہلی بار ۱۹۱۷ء میں انجمن ترقی اردو نے شائع کی تھی۔ برنی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تمہید علی گڑھ کالج میں لکھی تھی۔ اس کتاب کے متعلق ایک بالغ نظر ہوشمند ودانشور عالم مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۹۴۴ء) کی رائے یہ ہے۔ یورپ میں میری سیاحت کے لئے مولوی الیاس صاحب برنی کی ''علم المعیشت '' بھی ایک محسن کتاب ہے۔ اگر یہ کتاب مجھے نہ ملتی تو میں یورپی اقتصادی پروگرام کو سمجھنے کے قابل نہ ہوتا۔ (مشاہیر اہل علم کی محسن کتابیں، مطبوعہ معارف پریس اعظم گڑھ ص ۳۵)

یہ ایک ایسی علمی شخصیت کی رائے ہے جس نے اس فن کی تحصیل کسی کالج یا یونیورسٹی میں نہیں کی تھی۔ صرف اس کتاب کے مطالعہ سے ایسی بصیرت حاصل کی تھی کہ پورے یورپ کی علم المعیشت کو بخوبی سمجھ گئے تھے۔ موصوف نے اسے اپنی محسن کتابوں میں شمار کیا۔ ڈاکٹر سر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۹۳۸ء) جو خود بھی معاشیات کے بڑے عالم اور دنیا کے نامور دانشوروں میں سے ہیں، وہ اس کتاب کے متعلق تحریر فرماتے ہیں: ''آپ کی کتاب ''علم المعیشت'' اردو زبان پر احسان عظیم ہے اور مجھے یہ کہنے میں ذرا بھی تامل نہیں ہے کہ اکنامکس پر اردو میں یہ سب سے پہلی کتاب ہے اور ہر لحاظ سے مکمل۔'' (فہرست کتب الیاس برنی ص ۱۲ یہ فہرست صراط الحمید ج ۲ کے آخر میں شائع کی گئی ہے)

کتاب کے خاتمہ پر موصوف نے جو لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کتاب اللہ سے کیسا تعلق تھا اور ان کے دل میں کیسا ایمان راسخ تھا۔ تحریر فرماتے ہیں: ''علم المعیشت کا بیان ختم ہوتا ہے۔ اب صرف آخری نکتہ جتانا باقی ہے کہ اگر کل پہلوؤں پر غور کرکے بنی نوع انسان اپنی زندگی کے واسطے بہترین معاشی اصول دریافت کرنا چاہے تو اس کی ہدایت کے واسطہ اللہ جل شانہ نے دریائے حکمت کو کوزہ میں بند کر دیا ہے۔ قرآن پاک میں معاشی زندگی کے متعلق بہت سی ہدایتیں موجود ہیں اور صدہا سال کا تجربہ بھی آج انہی ہدایات کا مؤید نظر آتا ہے۔ ہم صرف ایک آیت شریفہ پر اکتفا کرتے ہیں: ''کلوا واشربوا ولاتسرفوا انہ لا یحب المسرفین (الاعراف:۳۱)'' ﴿ کھاؤ اور پیو اور بے جا خرچ نہ کرو۔ اس کو خوش نہیں آتے بے جا خرچ کرنے والے۔ ﴾ (علم المعیشت ص ۷۶۸)

اس کتاب کے سرورق کی پیشانی پر یہ آیت شریفہ ''ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا '' ﴿اور جس نے منہ پھیرا میری یاد سے تو اس کو ملنی ہے، گذران تنگی کی (طٰہٰ آیت ۱۲۴)﴾ پھر یہ کتاب باہتمام محمد مقتدی شروانی مطبع مسلم یونیورسٹی انسٹی ٹیوٹ علی گڑھ ۱۳۴۶ھ ۱۹۲۷ء میں شائع کی گئی تھی۔

تصنیفات وتالیفات میں تین باتوں کی پابندی

برنی رحمۃ اللہ علیہ کتاب کی تالیف وترجمہ میں حسب ذیل تین بنیادی اصول کی پابندی کرتے تھے۔سلاسیت زبان،صفائی بیان،دلچسپی مضامین۔(ایضاً) مناسب طریقہ سے کتاب کو سہل بنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔لیکن صحت کو کبھی سہولت کی خاطر قربان نہیں ہونا چاہئے۔ان کی ہر کتاب کے قبول عام ہوجانے کا ایک اہم راز یہ بھی ہے کہ ان کی ہر تالیف میں ان امور کی پابندی پائی جاتی ہے۔

شعروسخن

برنی رحمۃ اللہ علیہ اچھے سخن شناس تھے۔موصوف نے ''معارف ملت''،''جذبات فطرت''،''مناظر قدرت'' یہ قدیم وجدید اردو شعراء کی نظموں کے گونا گوں عنوانات پر نہایت مفید اور جامع انتخاب بارہ حصوں میں پیش کیا ہے۔جوارباب نظر نے بہت پسند کیا۔بہت مقبول ہوا۔اردوادب میں نظموں کا ایسا جامع انتخاب مشکل سے ملے گا۔یہ برنی رحمۃ اللہ علیہ کی اردوادب میں نظموں پروسعت ودقت نظر،سخن فہمی،حسن ذوق وحسن ترتیب کا آئینہ دار ہے۔برنی رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری پر انہی کا تبصرہ ''معروضہ'' میں موجود ہے۔جس میں اشاعت کی غرض وغایت اور اپنی کمزوری وخامی کا برملا اعتراف موجود ہے۔اس سلسلہ میں قارئین کو معروضہ کا مقدمہ پڑھنا چاہئے۔۱۹۱۹ء میں جب سلسلہ منتخبات نظم اردو بارہ حصوں میں شائع کی گئی تو بڑے بڑے ادیب اور استاد سخن نے داد بلکہ مبارک باد دی۔ (فہرست کتب الیاس برنی ص۸)

برنی رحمۃ اللہ علیہ الہ آباد یونیورسٹی میں امتحان لینے جاتے تو اکبرالہ آبادی سے ملتے تھے وہ بھی ان پر بہت مہربان تھے۔انہی نے انہیں اپنا کلام چھپوانے پر زور دیا تھا۔چنانچہ وہ ''معروضہ'' کے نام شائع کیا گیا تھا جو ہاتھوں ہاتھ نکل گیا تھا۔(برنی نامہ ص۲۲) مشکوٰۃ الصلوٰۃ کے متعلق برنی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے:''مشکوٰۃ الصلوٰۃ'' کے دوسو نسخے مدینہ منورہ میں تقسیم کیے گئے۔حرم نبوی میں اس کا ورد شروع ہوگیا۔

شیخ الدلائل جو دلائل الخیرات کی اجازت دیتے ہیں۔حضرت ممدوح نے بھی اسے پسند فرمایا اور اجازت حاصل کی:''حرمین شریفین میں بعض حجاج نے بیعت کے طریق پر اس ناچیز سے اس کے ورد کی اجازت حاصل کی۔ہر چند عرض کیا کہ اجازت عام ہے۔خاص ضرورت نہیں تاہم بہت اصرار ہوا تو فرمائش کی تکمیل کردی ورنہ میری کیا حیثیت کہ اجازت دوں۔''ایاز قدر خویش بشناس''
(صراط الحمید ج۲ص۱۳۲)

''حرم نبوی میں بعض دیوانے ہاتھ پکڑ کر مواجہ شریف میں لے جاتے اور اجازت چاہتے تو دل بے قابو ہوجاتے تھے۔''
(ایضاً) برنی کہتے ہیں:''تقسیم میں بھی ایک لطیفہ ہوا۔حضرت مولانا عبدالحیٔ کتانی (التوفی ۱۳۸۲ھ) نے اپنے احباب ومریدین کے واسطے متعدد نسخے طلب فرمائے۔ایک صحبت میں جب کہ مشکوٰۃ الصلوٰت کے نسخے سامنے رکھے تھے اور میں بھی موجود تھا۔حسب اتفاق سے حکومت کے بعض حکام حضرت سے ملنے آپہنچے۔انہوں نے کتاب بھی دیکھی۔تعریف بھی سنی۔پھر ایک نسخہ ہدیۃً ملا تو خود بھی تعریف کی اور جس کو بھی ملتے تھے۔تو اخلاق سے ملتے تھے۔راضی معلوم ہوتے تھے۔جب حکومت کی طرف سے اطمینان ہوگیا تو احباب کو بھی کتابیں دیں۔اس طرح تین سو نسخے مکہ معظّمہ میں تقسیم ہوگئے۔'' (صراط الحمید ج۲ص۱۰۳)

(الف) سلسلہ دعوت صدق

۱ ...... اسرارحق

آیات قرآنیہ،احادیث نبویہ،ارشادات صوفیہ صافیہ کا نہایت جامع ومربوط انتخاب اوران کے مقابل یورپ کے جدید سائنس

اور فلسفہ کی انتہائی تحقیقات کا لب لباب، جن سے اسلام کی حقانیت خود بخود ظاہر و نمایاں ہو جاتی ہے۔ پہلا ایڈیشن...... محمد مقتدیٰ خان شیروانی نے مطبع مسلم یونیورسٹی انسٹی ٹیوٹ علی گڑھ سے ۱۳۳۹ھ، ۱۹۲۱ء میں چار سو صفحات پر شائع کیا تھا۔

۲ ...... تسہیل الترتیل

قرأت کی ضرورت واہمیت، اس کے اصول وطریق، اس کے نکات واشارات خاص ترتیب سے نہایت سہل اور عام فہم پیرایہ میں بیان کئے گئے ہیں۔ جن سے پڑھنے میں غلطی کا احتمال باقی نہیں رہتا۔ اصول قرأت سے واقف ہونے کے بعد تلاوت میں کچھ اور ہی لطف آتا ہے اور امر حق کا راز کھلتا ہے۔ بار دوم ۱۳۶۱ھ اور بار سوم ۱۳۶۲ھ میں شائع کی گئی تھی۔

۳ ...... تحفہ محمدی

یہ کتاب چار حصوں پر مشتمل ہے۔ ہر حصہ میں درود تاج باترجمہ ایک عربی سلام اور ہر حصہ میں چالیس نعتیں شامل ہیں گویا چار حصوں میں جملہ ۱۶۰ نعتیں درج ہیں یہ نعتیں قدیم وجدید ۶۰ مشہور ومقبول شاعروں کے کلام سے انتخاب کی گئی ہیں۔ چوتھے حصے میں چالیس کے منجملہ ۲۴ فارسی نعتیں شامل ہیں۔ تاج کمپنی کراچی نے اس کو بذریعہ بلاک طبع کر کے دیدہ زیب شائع کیا ہے۔

۴ ...... مشکوٰۃ الصلوٰۃ

صلوٰۃ وسلام، اسلامی معارف اور عربی ادب کا بہترین سرمایہ ہیں۔ گویا ’’ورفعنا لك ذكرك ‘‘ کی الہامی تفسیریں ہیں۔ ان کے مطالعہ سے رسول اللہ ﷺ کی حقیقی عظمت ومحبت دل میں پیدا ہوتی ہے۔ ان کے ورد سے نسبت محمدی کا فیضان ہوتا ہے اور دین کی نعمتوں کا دروازہ کھلتا ہے۔ غالباً اب تک صلوٰۃ وسلام کا کوئی ایسا مختصر وجامع ذخیرہ شائع نہیں ہوا۔ اس کا تیسرا ایڈیشن تاج کمپنی لاہور کے زیر اہتمام شائع ہوا تھا۔ اب نایاب ہے۔

۵ ...... معروضہ

معروضہ جس میں حمد، نعت، منقبت ومعرفت کی نظمیں سو سے زیادہ شامل ہیں۔ تاج کمپنی کراچی نے اس کا نفیس ایڈیشن آرٹ پیپر پر بذریعہ بلاک دیدہ زیب طبع کر کے مجلد شائع کیا ہے جو کافی مقبول ہوا ہے۔ مزید کلام (۴۰) نظمیں ضمیمہ اول کے طور اسی سلسلہ میں پیش ہیں کہ دل کی پکار ہیں ؎

من قاش فروش دل صد پارہ خویشم

جواہر سخن کی طرح معروضہ (ضمیمہ اوّل) کے ساتھ اعظم سٹیم پریس حیدرآباد سے ۱۳۱۷ھ میں شائع کی گئی تھی۔

۶ ...... قادیانی مذہب

باراوّل ۱۹۵۲ء، بار دوم شمس الاسلام پریس حیدرآباد دکن ۱۳۵۲ھ میں صفحات ۲۴۴ پر شائع کی گئی تھی۔ اس میں قادیانیوں کے عقائد واعمال کی تفصیل خود قادیانی کتابوں سے پیش کی گئی ہے۔ یہ کتاب قادیانی تحریک کی قاموس پائی جاتی ہے۔ چنانچہ پانچواں ایڈیشن (حجم بارہ سو صفحات تقطیع کلاں) مدت سے نایاب ہے۔ چھٹا ایڈیشن اضافہ مضامین کے ساتھ شائع ہوا۔ محمد اشرف نے لاہور سے شائع کیا تھا۔

(نوٹ: اب تخریج وتحقیق کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان (پاکستان) اپنے مرکزی دفتر سے شائع کر رہی ہے)

۷ ...... قادیانی قول وفعل

حصہ اول پہلا ایڈیشن نایاب ہے اور حصہ دوم ۱۹۵۸ء میں شائع کیا گیا تھا۔
(نوٹ: اسے بھی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان نے تحقیق وتخریج کے بعد شائع کیا ہے)

صراط الحمید

جلد اوّل، عراق، شام، فلسطین وحجاز اور یہاں کے مقدس مقامات کے گوناگوں چشم دید حالات، نہایت دلچسپ ومفید معلومات، سیر وسفر کی اس میں مفصل داستان مذکور ہے۔ مدینہ منورہ اور مکہ معظّمہ کے تفصیلی مشاہدات، ایمانی احساسات، بارگاہ اقدس کے انوار وبرکات، فیوض وانعامات، فریضہ حج کے احکام ومسائل، طور وطریق اور ادعیہ وصلوٰت کا بیان ہے۔ اس سفرنامہ میں جابجا قرآنی معارف، ایمانی نکات، وہبی واردات، ربط قلبی کے نازک اشارات جن سے ایمان تازہ ہوتا ہے۔ دل کو عقیدت ومحبت کا مزہ ملتا ہے۔ عبادت کی لطافت اور معاصرین کے متعلق نادر معلومات اس پر مستزاد ہیں۔ یہ مختصراً وہ ہے جو برنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تالیفات کے تعارف میں لکھا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ سفرنامہ کے ادب میں برنی رحمۃ اللہ علیہ کی آپ بیتی ہے۔ اس امر کا اعتراف خود برنی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی ہے۔ چنانچہ صراط الحمید ج ا ص ۳۰۳ میں رقمطراز ہیں۔ ’’بلا کم وکاست آپ بیتی لکھ دی اور آپ بیتی نہ لکھتا تو پھر کیا لکھتا۔ لکھنا لا حاصل تھا کچھ بھی نہ لکھتا۔ یہ توقع نہیں اور ممکن بھی نہیں کہ سب ناظرین ہم خیال ہوں۔ ہم مذاق ہوں۔ ہم مشرب ہوں۔ ہم عقیدہ ہوں۔ تھوڑا بہت فرق رہنا ضرور ہے۔ تاہم خدا کے فضل سے امید ہے کہ اپنی سرگزشت افراط وتفریط سے محفوظ ہے۔ رہی کوئی لغزش تو میں سراپا تقصیر ہوں۔ معصوم نہیں ہوں۔ انابت ومغفرت ہی اپنا سہارا ہے۔ ان اللہ غفور الرحیم‘‘ صراط الحمید کا پہلا ایڈیشن ۱۳۴۶ھ میں اور دوسرا ایڈیشن ۱۳۵۰ھ میں مطبع برنی اعظم جاہی حیدرآباد دکن سے شائع کیا گیا تھا۔

صراط الحمید جلد دوم

برنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیفات، تالیفات اور تراجم کے تحت اس کا تعارف یوں کرایا ہے: ’’۱۳۵۱ھ میں دوسری مرتبہ حج وزیارت کی سعادت حاصل ہوئی۔ حرمین شریفین میں حاضری نصیب ہوئی تو دوسرا سفرنامہ تحریر میں آیا جو صراط الحمید جلد دوم میں شائع ہوا۔ یہ سفرنامہ پہلے سفرنامے سے بالکل جداگانہ حیثیت رکھتا ہے۔ عنوانات جدا، بیانات جدا، اس میں مکہ معظّمہ، مدینہ منورہ کے احوال بالخصوص اور حجاز کے معاملات بالعموم تفصیل سے درج ہیں۔ ضمناً بہت سے واقعات بیان میں آگئے ہیں جو کافی دلچسپ ہیں۔ ان میں بعض خاص طور سے اہم ہیں اور نادر ہیں۔ غرض کہ صراط الحمید جلد دوم کا بھی خاص رنگ ہے۔ جلد اول کے بعد جلد دوم پڑھنے سے لطف دوبالا ہوجاتا ہے۔ جلد دوم میں حرمین شریفین کے فوٹو بھی شامل ہیں۔‘‘ برنی نے سفرنامہ دوران سفر قلمبند کیا تھا، فرماتے ہیں: ’’ایک ماہ اور چند یوم جو مدینہ منورہ میں حاضری رہی تو فرصت کے اوقات میں سفرنامہ لکھتا رہا اور بیشتر حصہ وہیں تحریر میں آیا۔ صرف آخری فصل جس میں واپسی کا ذکر ہے۔ البتہ باقی رہ گئی تھی کہ وہاں پہنچ کر لکھوں گا۔ توقع تھی کہ واپسی کے بعد ہی یہ سفرنامہ جلد شائع ہوجائے گا لیکن عجب اتفاق کہ سات سال گزر گئے اور طباعت کی نوبت نہ آسکی۔ مسودہ یونہی پڑا رہا بلکہ ایک مرتبہ تو شبہ ہوا کہ گم ہوگیا۔ بارے خدا تلاش کی تو دقت پر مل گیا۔‘‘

وجہ تاخیر یہ کہ واپسی کے بعد ہی گوناگوں مصروفیتوں کا ہجوم ہوگیا۔ یہ کام، وہ کام، علمی بھی انتظامی، خانگی بھی، سرکاری بھی، پھر اس زمانے میں قادیانیوں سے معرکے ہوئے جن کی تفصیلات ہماری کتاب ’’قادیانی مذہب‘‘ اور ’’قادیانی قول وفعل‘‘ میں درج ہیں۔ اپنی

تو اکثر یہی حالت رہی اور رہتی ہے۔ علمی منصوبوں میں کتنے کام ابھی شروع نہ ہو سکے۔ کتنے کام برسوں سے ادھورے پڑے۔ ان میں جو بہت خاص ہیں ان کا اظہار و اعلان بھی قبل از وقت مناسب نہیں۔ تاہم جو کام تکمیل پا چکے۔ خدا کا شکر ہے۔ پچیس ۲۵ کتابیں جو شائع ہو چکی ہیں۔ یہ اسی کا فضل ہے۔ ج۲ ص۶، ۷، صراط الحمید جلد اول میں دل کھل کھیلا جب مچلا بول اٹھا ۔

کہہ گزرتا ہوں پتے کی بے خودی کے جوش میں　　　ہوش میں ہوتا نہیں ہوتا ہوں جب میں ہوش میں

پھر بھی ضبط کی تاکید رہی۔ احتیاط کا اہتمام رہا۔ جلد دوم میں بھی دل کو کہیں کہیں موقع ملا۔ تاہم دماغ کا دور دورہ رہا کہ توازن لازم ہے:

اچھا ہے دل کے ساتھ رہے پاسبان عقل　　　لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

گر سچ پوچھئے تو دھن بڑی چیز ہے۔ زندگی کی جان ہے۔ سب دھنوں میں اپنی دھن

محمد از تو مے خواھم خدا را　　　خدایا از تو مے خواھم مصطفی را

وہی توحید توحید ہے جو رسالت کے وسیلے سے نصیب ہو۔ رسول اللہ کو مانے تو اللہ کو جانے۔ اللہ تو سبحان اللہ، رسول اللہ کی بھی کیا انوکھی شان ہے: صلوا علیہ وسلموا تسلیما

ما بلبلیم نالاں گلزار ما محمد　　　ما نر گسیم حیراں دیدار ما محمد

قمری بسرو نازد بلبل بگل فریبد　　　ما عاشقیم بے دل، دلدار ما محمد

از خویشتن فدانم جزاں قدر کہ دانم　　　ما قطرہ ام بحر زخار ما محمد

(صراط الحمید ج۲ ص۹، ۱۰)

یہ پہلی بار ۱۳۵۸ھ میں مطبع برنی اعظم جاہی حیدرآباد سے شائع کی گئی تھی۔

برنی نامہ

صراط الحمید جلد اول میں چہار درویش کی سرگزشت میں ۱۹۱۷ء سے ۱۹۴۰ء تک حیدرآباد میں ۲۳ سال میں جو حالات پیش آئے تھے۔ ان کا بیان ہے اور برنی نامہ میں اس کے بعد سے ۱۹۵۷ء تک کے قابل ذکر حالات و معاملات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ برنی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''میری خوش نصیبی یہ کہ حیدرآباد پہنچا۔ یہاں کے بزرگوں کا کیا کہنا ماشاء اللہ حقائق و معارف کے چمن کھلے ہوئے ہیں۔'' البتہ:

ھر گلے را رنگ و بوئے دیگر است!

برنی رحمۃ اللہ علیہ کے اس زمانہ میں جن دانشور، اہل علم و اہل قلم صوفیاء اور عہدہ داروں سے تعلقات رہے۔ انہیں نام بنام بتایا ہے۔ فرمانروائے دکن میر عثمان خان سے موصوف کے دیرینہ مراسم تھے۔ کنگ کوٹھی میں آنا جانا ان کا معمول تھا۔ (ایضاً ص۲۴) اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ۱۹۱۷ء سے ۱۹۵۷ء تک چالیس ۴۰ برس حیدرآباد میں گزارے۔ اسی مدت میں تصنیف و تالیف اور ترجمہ کا سلسلہ بھی جاری تھا۔ چنانچہ چھوٹی بڑی اردو، فارسی، عربی اور انگریزی میں چالیس کے قریب کتابیں شائع ہو چکی تھیں اور کئی منصوبے تکمیل طلب باقی تھے۔ (ایضاً ص۲۶)

علم المعیشت

اردو میں اکنامکس کے موضوع پر سب سے پہلی نہایت مستند و جامع کتاب ہے۔ مشکل سے مشکل معاشی اصول و مسائل کو ایسے

دلچسپ سلیس پرایہ میں بیان کیا ہے کہ کتاب کے مطالعہ سے نہ صرف نئے نئے مضامین بخوبی ذہن نشین ہوتے ہیں۔طلبہ واساتذہ سب اس کوشوق سے پڑھتے اور فائدہ اٹھاتے ہیں۔بسلسلہ مطبوعات ''انجمن ترقی اردو'' (دہلی) تیسرا ایڈیشن بنظر ثانی تقریباً ۸۰۰صفحات میں شائع کیا گیا تھا۔

اصول معاشیات

یہ کتاب نصابی ضرورت کے تحت مرتب کی گئی ہے۔اس لئے کسی قدر دقیق اور مشکل مباحث پر مشتمل ہے۔دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ حیدرآباددکن سے شائع کی گئی تھی۔صفحات ۶۰۰ ہیں خوشنما جلداور تقطیع کلاں ہے۔

معیشت الہند

ہندوستان کے گونا گوں معاشی حالات جن کا جاننا ملک کی اصلاح وترقی کے لئے ازحد ضروری ہے۔کافی تحقیق اور تنقید کے بعد بہت سلیس اوردلچسپ طرز پر علمی پیرایہ میں بیان گئے ہیں۔اردوزبان میں اپنی قسم کی پہلی جامع ومستند کتاب،دارالترجمہ جامعہ حیدرآباد سے شائع کی گئی تھی۔۸۵۰صفحات تقطیع کلاں اورجلد خوشنما ہے۔۱۳۲۴ھ میں دوسری بار شائع کی گئی تھی۔

مقدمۃ المعاشیات

یہ مورلینڈ کی انگریزی کتاب ''انٹروڈکشن ٹو اکنامکس'' کا سلیس وبامحاورہ اردوترجمہ ہے جس میں معاشیات کے ابتدائی اصول ومسائل بیان کئے گئے ہیں۔تقطیع کلاں ۳۰۰صفحات ہیں دارالترجمہ عثمانیہ حیدرآباددکن سے شائع کی گئی تھی۔

(''مقدمات'' یہ نام مناظرقدرت میں مذکور ہے جوفہرست دی گئی ہے اس میں مذکور ہے)

سلسلہ منتخبات:نظم اردو

غزلیات کی کثرت سے عموماً خیال کیا جاتا ہے کہ اردوشاعری کی ساری کائنات محض حسن وعشق اورگل وبلبل کی داستان ہے۔مگر تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ اردو میں ہررنگ کی بہتر سے بہتر نظمیں موجود ہیں لیکن اب تک وہ نظروں سے اوجھل تھیں۔موجودہ انتخاب سے حقیقت آشکارہوگئی کہ اردو کا دامن اس سلسلہ میں کتنا وسیع ہے۔اردو کے تقریباً دوسوقدیم وجدید نامورشعراء کا بہترین کلام عجیب وغریب ترتیب کے ساتھ بارہ جلدوں میں پیش کیا گیا ہے۔دوسری زبانوں میں اس سلسلہ کی نظیر نہیں ملتی۔بڑے بڑے ادیب اورنقادسخن نے داد بلکہ مبارک باددی ہیں۔یہ سلسلہ ۱۹۱۹ء سے بتدریج شائع ہوتارہا اور۱۹۲۴ء میں اس کی تکمیل ہوئی۔

پہلا سیٹ معارف ملت چارجلدوں پر مشتمل ہے۔

دوسرا سیٹ:جذبات فطرت

جلداول...... اردوشاعری کے قافلہ سالار میرتقی میر،رفیع سودا کے کلام کا انتخاب ہے۔

جلددوم...... مرزاغالب،ذوق،ظفر،حسرت موہانی کے کلام کا انتخاب ہے۔

جلدسوم...... تقریباً بیس قدیم ومستنداورباکمال شعراء کے کلام کا انتخاب ہے۔

جلدچہارم...... تقریباً ساٹھ جدید مشہور ومقبول شعراء کے کلام کا دلکش انتخاب ہے۔

تیسرا سیٹ: مناظر قدرت

جلد اوّل...... متعلق اوقات، صبح وشام، دن رات، دھوپ، چاندنی، موسم گرما، سرما، برسات اور بہار کے دلکش مناظر نظموں میں اس خوبی سے عکس فگن ہیں ان کو دیکھ کر طبیعت وجد کرنے لگتی ہے۔ نیچر پرستوں کے لئے یہ جلد قدرت کی دل فریبیوں کا بہترین موقع ہے۔

جلد دوم...... متعلق مقامات، آسمان، زمین، پہاڑ، جنگل، میدان، دریا، کھیت، باغات، شہر اور عمارات شاعروں نے ان سب کی ایسی تصویر کھینچی ہیں کہ نظمیں پڑھتے وقت گویا ہم آنکھوں سے ان کی سیر کر رہے ہیں۔

جلد سوم...... متعلق نباتات وحیوانات نے یعنی پھول، پھل، کیڑے، پتنگے، تتلیاں، پرندے، چرندے وغیرہ ان سب کے متعلق نظمیں پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اردو کے شاعروں نے اشیاء قدرت کا کس حد تک مطالعہ کیا ہے اور مشاہدات میں کہاں تک جان ڈالی ہے۔

جلد چہارم...... متعلق عمرانیات ہندوستان کے تمدن، رسم ورواج، عید، تہوار، شادی، میلے ٹھیلے، کھیل تماشے، بزم ورم کے حالات دل کو بے چین کر دیتے ہیں۔ شعر وسخن کا یہ عجیب دلکش انتخاب ہے۔ ان تینوں سیٹ کی پہلی بار ۱۹۱۹ء میں اشاعت کا آغاز ہوا تھا۔ تیسری بار محمد مقتدی خان شیروانی کے زیر اہتمام اشاعت ۱۹۲۴ء میں علی گڑھ سے شائع کئے گئے تھے۔ عطیہ قادریہ: یہ تحفہ ربیع الثانی ۱۳۷۸ھ میں یازدہم شریف میں بلا قیمت تقسیم ہوا۔

برنی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف وتراجم کی تعداد

الیاس برنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصانیف وتراجم کی تعداد چالیس بیان کی ہے اور مولانا منت اللہ صاحب نے برنی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کی تعداد ۴۹ر بیان کی ہے۔ برنی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات میں ان کی کتابوں کے ناشر، ادارے، مکتبے اور مطابع مندرجہ ذیل تھے: ۱-انجمن ترقی اردو اورنگ آباد حیدرآباد دکن۔ ۲-دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن۔ ۳-مکتبہ ابراہیمیہ حیدرآباد دکن۔ (عابد شاپ) ۴-اختر دکن پریس، افضل گنج حیدرآباد دکن۔ ۵-محمد الیاس، جام باغ ترپ بازار حیدرآباد دکن۔ (حیدرآباد میں قیام کے ابتدائی زمانہ میں پھر بیت السلام، سیف آباد۔) ۶-محمد مقتدی خان شیروانی، منیجر مسلم یونیورسٹی انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ، مکتبہ جامعہ ملیہ دہلی۔ ۷-تاج کمپنی لاہور، کراچی۔ ۸-محمد اشرف لاہور۔

برنی رحمۃ اللہ علیہ کی فارمیسی اکسیر انسٹی ٹیوٹ حیدرآباد

جہاں برنی رحمۃ اللہ علیہ کے مجربات تیار ہوتے ہیں: ۱-اکسیر کبیر: معدہ کی شکایات میں مفید ہے۔ ۲-اکسیر آئل: جسم کے درد، ورم، نزلہ، زکام، انفلوئنزا میں مفید ہے۔ ۳-اکسیر مرہم: جلدی امراض کیلئے مفید ہے۔ ۴-اکسیر دندان: خوشبودار ٹوتھ پیسٹ، دانتوں کی شکایت میں مفید ہے۔ مزید برآں بعض موذی امراض جو بالعموم لاعلاج مانے جاتے ہیں۔ بالخصوص جذام، کینسر ایسے امراض کا بھی علاج بطور خاص کیا جاتا تھا۔ منتظمین: برنی رحمۃ اللہ علیہ برادران، بیت السلام سیف آباد حیدرآباد۔ اس سے معلوم ہوتا ہے یہ فارمیسی اکسیر انسٹیٹیوٹ موصوف نے ۱۹۵۸ء میں یا اس سے کچھ عرصہ پہلے قائم کیا تھا۔ (مولانا ڈاکٹر) عبدالحلیم چشتی کراچی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

’’والصلوٰۃ والسلام علٰی رسولہ الکریم خاتم النّبیین رحمۃ اللعالمین وبالمؤمنین رؤف رحیم‘‘

تمہید اوّل

اللہ جل شانہ کا فضل وکرم ہے کہ اس پرآشوب زمانے میں حیدرآباد فرخندہ بنیاد، حب نبی اور عظمت رسول کا مسکن و مامن بنا ہوا ہے اور کیوں نہ ہو کہ جو یہاں امیر المؤمنین ہے وہ سب سے بڑھ کر فدائے سید المرسلین ہے۔ سبحان اللہ!

شہ ملک رسالت صاحب تاج و سر برآمد ضیا بار و جہاں افروز چوں مہر منیر آمد
امین وخازن رحمت، معین و شافع امت وزیر و راز دارد نائب رب قدیر آمد
رسول ہاشمی خیر الوریٰ، صل علیٰ احمد کریم، صادق، نور، نذیر، والبشیر آمد
چہ خوش چشمے کہ مازاغ البصر نازل بشان او زقلب پر صفا وزدیدۂ حق بین بصیر آمد
خوشا پیغمبر برحق، کہ بہر ما گنہ گاراں! رؤف الرحیم آمد کفیل و النصیر آمد
نہ ماند تا حجا بے جلوۂ روئے حقیقت را پے کشف رموز غیب علام و خبیر آمد
بنام آں شہ لولاک صد جان و دلم قرباں
کہ عثماں از طفیلش بر مسلماناں امیر آمد

چنانچہ ماہ ربیع الاوّل شریف میں جس اہتمام واحترام سے میلاد مبارک کے شاندار جلسے حیدرآباد میں منعقد ہوئے اور ہوتے ہیں، ہندوستان میں ان کی نظیر کم تر مل سکتی ہے۔ اوّل تو ماشاء اللہ خود یہاں اچھے سے اچھے علماء ومشائخ اور واعظ موجود ہیں۔ مزید برکت یہ کہ دور دور سے نامور اور ممتاز عالم واعظ اس زمانے میں یہاں تشریف لاتے ہیں اور اپنے علم وعقیدت کے گوہر لٹاتے ہیں۔ حاضرین اپنے دامن ایمان، گلہائے عقیدت سے بھر لے جاتے ہیں اور سب اپنی اپنی مرادیں پاتے ہیں۔ بڑے بڑے جلسوں میں خود اعلیٰ حضرت شاہ دکن خلد اللہ ملکہ اخوت اسلامی سے شرکت فرماتے ہیں اور عام وخاص کو عظمت رسالت کے آداب سکھاتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ ایسے تاجدار کم تر نظر آتے ہیں۔

من جملہ بڑے مرکزی جلسوں کے ایک جلسہ میلاد مبارک کا علامہ مفتی نور الضیاء الدین نواب، ضیاء یار جنگ بہادر کی سرکردگی اور صدارت میں بمقام بادشاہی عاشور خانہ منعقد ہوتا ہے۔ علماء اور مشائخ خصوصیت سے اس میں جمع ہوتے ہیں۔ اس ناچیز ہیچمدان کو بھی اس جلسے میں چند سال سے بہ تعمیل فرمائش تقریر کرنے کی سعادت حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ امسال بھی بتاریخ ۲۰؍ربیع الاوّل ۱۳۵۲ھ یوم جمعہ جلسہ منعقد ہوا، اور خلاف معمول اس ناچیز کے مشورے بلکہ اطلاع کے بغیر ’’ختم نبوت‘‘ کا عنوان مقرر کر دیا گیا۔ صرف ایک روز قبل اپنے کو پتہ چلا۔ بہرحال بڑے مجمع کے روبرو شب کو تقریر ہوئی۔ اپنی بے بضاعتی تو معلوم ہے، خدا کی شان کہ تقریر کام کر گئی۔ دلوں میں اتر گئی۔ اگرچہ کوئی فرقہ خصوصیت سے مخاطب نہ تھا۔ تاہم قادیانی صاحبان کو تشویش ہوئی کہ ان پر کاری زد پڑی۔ چنانچہ جلد از جلد ان کی

طرف سے ایک رسالہ ''ختم نبوت اور جناب پروفیسر الیاس برنی'' کے عنوان سے شائع ہوا اور اس میں کافی تنقیص کے باوجود تقریر کے اثر کا اعتراف کرنا پڑا کہ مقرر کی اپنی وجدانی بے اصل تقریر اس قابل نہ تھی کہ ہم اس پر کچھ خامہ فرسائی کرتے۔ لیکن اسلامی پبلک میں سے اکثروں نے ہم سے سوالات کی بھرمار شروع کردی جس کے لحاظ سے مناسب معلوم ہوا کہ ہم مختصراً کچھ عام فہم دلائل ختم نبوت کی حقیقت پر لکھ دیں۔ اس رسالہ کی اشاعت کے بعد ہی کئی جلسے بھی ہوئے۔ نامور قادیانی واعظ دور دور سے بلائے گئے۔ ختم نبوت کے مختلف پہلوؤں پر خوب تقریریں ہوئیں، تردیدیں ہوئیں۔ پھر کچھ تبلیغی رسالے بھی قادیان سے منگا کر تقسیم کئے گئے۔ غرض کہ خوب تلابیلی رہی۔

قادیانیوں کی یہ غیر معلوم یورش اور سرگرمیاں دیکھ کر بالآخر مسلمانوں میں بھی توجہ اور حرکت پیدا ہوئی۔ تحقیق کا شوق پھیلا۔ چنانچہ مذکورہ بالا رسالہ کے جواب میں ''ختم نبوت'' کے مسئلہ پر مسلمانوں کی طرف سے بھی رسالے نکلنے شروع ہوئے۔ ایک رسالہ ''ثبوت ختم نبوت'' کے عنوان سے منجانب مجلس الواعظین سید ابوالحسنات مولوی شجاع الدین علی صاحب صوفی قادری نے شائع کیا۔ دوسرا رسالہ جماعت کے شائع کردہ ٹریکٹ کا مدلل جواب قاری محمد تاج الدین صاحب قادری نے شائع کیا۔ ان دونوں سے بڑھ کر مفصل جواب ''ھدایۃ الرشید للغوی المرید'' کے عنوان سے سید محمد حبیب اللہ صاحب قادری (عرف رشید بادشاہ) نے شائع کیا۔ علیٰ ہذا ایک رسالہ ''تکذیب مرزا صاحب بہ زبان مرزا صاحب'' ان کے بھائی سید ولی اللہ صاحب (عرف حبیب بادشاہ) نے شائع کیا۔ ختم نبوت کے اثبات میں ایک رسالہ مولوی سید درویش محی الدین صاحب قادری نے بھی شائع کیا۔ لیکن اس سلسلے میں سب سے مدلل اور جامع رسالہ ''آواز حق'' نکلا، جو مولانا محمد بدر عالم صاحب میرٹھی، استاذ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کا علمی کرشمہ ہے اور جو مولوی فخر الدین رازی صاحب کی سعی سے حیدرآباد میں شائع ہوا۔

رسالوں کے علاوہ کچھ دو ورقے بھی نکلے، مثلاً ''ختم نبوت کے متعلق سیکرٹری صاحب جماعت احمدیہ کا صریح مغالطہ'' اس عنوان سے عزیزم میاں سید محمود موسوی القادری سلمہ نے ایک دو ورقہ شائع کیا۔ علیٰ ہذا ''قادیانی جماعت کی دعوت قادیانیت پر ہمارے استفسارات'' اس عنوان سے بھی ایک دو ورقہ قاری محمد تاج الدین قادری نے شائع کیا۔ ''مرزائیوں کے عقائد'' اس عنوان سے بھی ایک دو ورقہ باجازت حضرت مولانا مولوی محمد عبدالقدیر صاحب صدیقی القادری مسلمانان حیدرآباد کی طرف سے شائع ہوا اور بہت مقبول رہا۔ اس کے سوا اخبار اور رسالوں میں بھی مضامین نکلے۔ چنانچہ ''خاتم النّبیین'' کے عنوان سے الحاج ابوالحسن محمد خیر اللہ صاحب سنوسی القادری نے ''ختم نبوت'' کے عنوان سے مولانا عینی شاہ صاحب نظامی نے اور ''خاتم الانبیاء'' کے عنوان سے قاری محمد تاج الدین صاحب قادری نے مقامی اخبار ''رہبر دکن'' اور رسالہ ''خلیق'' میں سلسلہ وار مضامین شائع کئے۔ جلسوں اور صحبتوں میں بھی تذکرے پھیل گئے۔ غرض کہ خدا کے فضل سے بیداری پیدا ہوگئی اور غفلت میں جو نقصان پہنچ رہا تھا اس کا اندیشہ آئندہ کے واسطے رفع ہوگیا۔ ''فالحمد للّٰہ علیٰ احسانہ''

مذہبی بحث ومباحثہ علماء کا کام ہے۔ اپنے واسطے اپنا ایمان کافی ہے۔ واللہ اعلم! کیا مصلحت الٰہی تھی کہ بلا اجازت، بلا مشورہ، بلا اطلاع مسلمانوں نے اس ناچیز کو اس بحث پر کھڑا کردیا اور پھر قادیانی صاحبان نے اس میں زبردستی گھسیٹ لیا۔ چنانچہ تقریر کی شب کو جلسہ ختم ہوتے ہی قادیانی صاحبان کے نمائندے نے آکر تبادلہ خیالات کے نام سے مناظرے کی دعوت دی۔ لیکن عذر کردیا کہ اپنا یہ منصب نہیں ہے۔ اس کام کے واسطے علمائے کرام کی طرف رجوع کیا جائے تو مناسب ہے۔ واقعہ ہے کہ ہم جیسے جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں کے اسلامی خیالات سننے کا لوگوں کو خود بخود اشتیاق ہے۔ ورنہ علماء اور مشائخ کے مقابل ہماری معلومات کی کیا حقیقت ہے۔ لیکن یہ عذر قبول نہیں ہوا۔

اوّل تو تقریر کی تردید میں رسالہ نکلا۔ جس کا ذکر اوپر آچکا ہے اور اس کے آخر میں ہم کو اعراض کا الزام بھی دیا گیا۔ چنانچہ اس رسالہ کے ختم پر لکھتے ہیں کہ: ’’ہمارے ایک نمائندے نے جو جلسہ میلاد النبی متذکرہ میں شریک تھا۔ پروفیسر الیاس برنی صاحب سے اسی سلسلہ پر تبادلہ خیالات کی دعوت دی تھی۔ لیکن صاحب موصوف نے اپنی عدیم الفرصتی کا عذر کیا اور فرمایا کہ علمائے کرام سے رجوع فرمایا جائے۔ یہ جواب قابل عذر ہے۔‘‘

اس بیان سے شاید ہماری کم ہمتی اور بیچارگی کا اعلان مقصود ہو۔ مضائقہ نہیں ؎

خدا شرے برانگیزد کہ خیرے مادراں باشد

بہرحال اس رسالے کے شائع ہونے پر خیال ہوا کہ اسی سلسلے میں علمی تحقیقات کے طور پر قادیانی مذہب کا دوسرا رخ، جو بالعموم نظروں سے مخفی رہتا ہے، نمایاں کردیا جائے تو خوب۔ اس کی نوعیت کا صحیح اندازہ ہو جائے اور مغالطہ کی بھی گنجائش نہ رہے۔ واقعہ یہ ہے کہ قادیانی مذہب کا ایک بڑا اصول ہے۔ جس سے عام تو کیا، خاص لوگ بھی بے خبر ہیں۔ وہ یہ کہ مرزاغلام احمد قادیانی کی مذہبی زندگی کے دو دور ہیں۔ پہلے دور میں تو وہ انکسار جتاتے ہیں۔ خوب خوش اعتقاد اور عقیدت مند نظر آتے ہیں۔ انبیاء اولیاء سب کو اپنا بڑا مانتے ہیں۔ سب کی عظمت کرتے ہیں، اتباع کا دم بھرتے ہیں۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

’’السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ! آپ کا والا نامہ پہنچا۔ خداوند کریم آپ کو خوش وخرم رکھے۔ آپ دقائق متصوفین میں سے سوالات پیش کرتے ہیں اور یہ عاجز مفلس ہے۔ محض حضرت ارحم الراحمین کی ستاری نے اس ہیچ اور ناچیز کو مجلس صالحین میں فروغ دیا ہے۔ ورنہ من آنم کہ من دانم کاروبار قادر مطلع سے سخت حیرانی ہے کہ نہ عابد نہ عالم نہ زاہد کیوں کر اخوان مؤمنین کی نظر میں بزرگی بخشتا ہے۔ اس کی عنایات کی کیا ہی بلند شان ہے اور اس کے کام کیسے عجیب ہیں ؎

پسندید گانے بہ جائے رسند زما کہتر انش چہ آمد پسند‘‘

(مرزاغلام احمد قادیانی کا مکتوب بنام میر عباس علی شاہ صاحب، مکتوبات احمدیہ ج۱ ص۱۰، مکتوب نمبر۸ جدید مکتوبات احمد ج۱ ص۵۱۹، مکتوب نمبر۹)

’’میرا کوئی دین بجز اسلام کے نہیں اور میں کوئی کتاب بجز قرآن کے نہیں رکھتا اور میرا کوئی بجز محمد مصطفیٰ ﷺ کے نہیں جو کہ خاتم النّبیین ہے۔ جس پر خدا کی بے شمار رحمتیں اور برکتیں نازل کی ہیں اور اس کے دشمنوں پر لعنت بھیجی ہے۔ گواہ رہ کہ میرا تمسک قرآن شریف ہے اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث جو کہ چشمہ حق ومعرفت ہے، میں پیروی کرتا ہوں اور تمام باتوں کو قبول کرتا ہوں جو کہ اس خیر القرون میں باجماع صحابہ ؓ صحیح قرار پائی ہیں۔ نہ ان پر کوئی زیادتی کرتا ہوں، نہ ان میں کوئی کمی اور اسی اعتقاد پر میں زندہ رہوں گا اور اسی پر میرا خاتمہ اور انجام ہوگا اور جو شخص ذرہ بھر بھی شریعت محمدیہ میں کمی بیشی کرے، یا کسی اجماعی عقیدے کا انکار کرے، اس پر خدا اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔‘‘ (مرزاغلام احمد قادیانی کا مکتوب عربی بنام مشائخ ہند، انجام آتھم ص۱۴۳،۱۴۴، خزائن ج۱۱ ص۱۴۳،۱۴۴)

ترجمہ...... ’’میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ اہل سنت جماعت کا عقیدہ ہے۔ ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا ومولانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ ﷺ پر ختم ہوگئی...... اس میری تحریر پر ہر ایک شخص گواہ رہے۔‘‘

(اعلان مؤرخہ ۲؍اکتوبر ۱۸۹۱ء مندرجہ تبلیغ رسالت ج۲ ص۲۰،۲۱، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۳۰،۲۳۱، جدید مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۱۴)

''ہم اس بات کے لئے بھی خدائے تعالیٰ کی طرف سے مامور ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کا سچا اور پاک اور راست باز نبی مانیں اور ان کی نبوت پر ایمان لاویں۔ سو ہماری کسی کتاب میں کوئی ایسا لفظ بھی نہیں ہے جو ان کی شان بزرگ کے برخلاف ہو۔''

(ایام صلح ٹائٹل، خزائن ج۱۴ص ۲۲۸)

''ہم اس بات پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ جو راست باز اور کامل لوگ شرف صحبت آنحضرت ﷺ سے مشرف ہوکر تکمیل منازل سلوک کر چکے ہیں۔ ان کے کمالات کی نسبت بھی ہمارے کمالات اگر ہمیں حاصل ہوں، بطور ظل کے واقع ہیں اور ان میں بعض ایسے جزئی فضائل ہیں جو اب ہمیں کسی طرح حاصل نہیں ہوسکتے۔'' (ازالہ اوہام حصہ اوّل ص۱۳۸، خزائن ج۳ ص۱۷۰)

''میرے لئے یہ کافی فخر ہے کہ میں ان لوگوں (صحابہ ؓ) کا مداح اور خاک پا ہوں، جو جزئی فضیلت خدا تعالیٰ نے انہیں بخشی ہے۔ وہ قیامت تک کوئی اور شخص نہیں پاسکتا۔ کب دوبارہ محمد ﷺ دنیا میں پیدا ہوں اور پھر کسی کو ایسی خدمت کا موقع ملے جو جناب شیخین علیہما السلام کو ملا۔'' (ملفوظات ج۱ ص۳۲۶، ملفوظات جدید ج۱ ص۲۱۷)

''غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالحین کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں۔ ان سب کا ماننا فرض ہے اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے۔''

(ایام الصلح ص۸۷، خزائن ج۱۴ ص۳۲۳)

لیکن دوسرے دور میں حالت بالکل برعکس ہے۔ اوّل تو علانیہ نبی بن جاتے ہیں، پھر بڑھتے بڑھتے تقریباً تمام انبیاء ومرسلین سے صراحتاً کنایتہً بڑھ جاتے ہیں۔ بڑے سے بڑے دعوے زبان پر لاتے ہیں۔ اچھے اچھوں کو نظروں سے گراتے ہیں اور اپنے واسطے انتہائی عقیدت کے طالب نظر آتے ہیں۔ دونوں حالتوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ قادیانی صاحبان اپنی تبلیغ میں تمام تر دور اوّل کی خوش عقیدگیاں پیش کرتے ہیں اور ان میں کافی تراوٹ ہے۔ ناواقف اور روادار مسلمان ان کی خوش عقیدگیوں سے خوش ہوکر خود ان کی عقیدت میں پھنس جاتے ہیں اور جب اچھی طرح متأثر ہوکر قابو میں آجاتے ہیں تو وہ ان کو دور دوم کے اعتقادات پر لاتے ہیں۔ جو چاہتے ہیں، منواتے ہیں۔ ایمان کی خوب گت بناتے ہیں۔ قادیانی تبلیغ کا یہ بڑا گر ہے۔ اچھے اچھے بے خبر ہیں۔ تحقیق کیجئے تو پتہ چلتا ہے کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور ہیں، دکھانے کے اور۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے مذہب کے دونوں دور، خود ان کے صاحبزادے مرزا محمود احمد موجودہ خلیفہ قادیان اپنی کتاب ''القول الفصل'' میں یوں واضح فرماتے ہیں: ''غرض کہ مذکورہ بالا حوالہ سے ثابت ہے کہ تریاق القلوب کی اشاعت تک (جو کہ اگست ۱۸۹۹ء سے شروع ہوئی اور اکتوبر ۱۹۰۲ء میں ختم ہوئی) آپ کا عقیدہ یہی تھا کہ آپ کو حضرت مسیح پر جزوی فضیلت ہے اور یہ کہ آپ کو جو نبی کہا جاتا ہے تو یہ ایک قسم کی جزوی نبوت ہے اور ناقص نبوت ہے۔ لیکن بعد میں جیسا کہ نقل کردہ عبارت کے فقرے دو اور تین سے ثابت ہے۔ آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے معلوم ہوا کہ آپ ہر ایک شان میں مسیح سے افضل ہیں اور کسی جزوی نبوت کے پانے والے نہیں، بلکہ نبی ہیں۔ ہاں! ایسے نبی جن کو آنحضرت ﷺ کے فیض سے نبوت ملی۔ پس ۱۹۰۲ء سے پہلے کسی کسی تحریر سے حجت پکڑنا بالکل جائز نہیں ہوسکتا۔''

(القول الفصل ص۲۲، انوار العلوم ج۲ ص۲۸۵)

بعد کو اس زمانی تقسیم میں کسی قدر ترمیم کی گئی۔ چنانچہ مرزا محمود اپنی کتاب ’’حقیقت النبوت‘‘ میں تحریر فرماتے ہیں: ’’اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے عقیدے میں تبدیلی کی ہے اور ۱۹۰۰ء ایک درمیانی عرصہ ہے جو دونوں خیالات کے درمیان برزخ کے طور پر حد فاصل ہے۔ پس…… یہ بات ثابت ہے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کے وہ حوالے جن میں آپ نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے، اب منسوخ ہیں اور ان سے حجت پکڑنی غلط ہے۔‘‘ (حقیقت النبوۃ ص۱۲۱، انوار العلوم ج۲ ص۴۴۳ تا ۴۴۵)

مرزا غلام احمد کی خوش عقیدگیوں کے مضامین تو مسلمانوں کو لبھانے اور پھسلانے کے واسطے قادیانی صاحبان بڑے شدومد سے شائع کرتے ہیں۔ چنانچہ اسی قسم کا ایک رسالہ ’’عقائد احمدیہ‘‘ کے نام سے حیدرآباد میں بھی شائع ہو چکا ہے۔ خوب سبز باغ دکھایا ہے۔ لیکن دور دوم کے اعتقادات جو قادیانی مذہب کی جان ہیں، روح رواں ہیں، قادیانیوں کا دین وایمان ہیں، وہ غیروں اور ارادت مندوں کے سامنے بھولے سے بھی بیان میں نہیں آتے۔ وہ دراصل پکے قادیانیوں کا حصہ ہیں۔ کچوں کے واسطے راز سربستہ ہیں۔ اگر کوئی بطور خود کتابوں کا مطالعہ کرے تو قادیانی لٹریچر میں ایک بڑا کمال ہے۔ اس درجہ تکرار، تضاد، ابہام اور التباس ہے کہ اکثر مباحث بھول بھلیاں نظر آتے ہیں۔ عقل حیران اور طبیعت پریشان ہو جاتی ہے۔ جب تک صبر واستقلال کے ساتھ غور وخوض نہ کیا جائے، اصل بات ہاتھ نہیں آتی۔ اسی ضرورت کے مدنظر خود بانی مذہب مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کی امت کے مشہور ومستند اکابر کی کتابوں میں صاف صاف اقتباسات تلاش کر کے وہ مخصوص اعتقادات جو لوگوں سے تقریباً مخفی ہیں، موزوں عنوانات وترتیب کے تحت اس کتاب میں پیش کرتے ہیں۔ ناظرین خود انصاف فرمالیں کہ یہ مذہب قرآن واسلام سے کس حد تک تعلق رکھتا ہے اور اس کی حقیقت کیا ہے۔

قادیانی مذہب کے مخصوص عقائد ثلاثہ مرزا محمود خلیفہ قادیان نہایت اختصار اور وضاحت سے اپنی کتاب ’’آئینہ صداقت‘‘ میں حسب ذیل بیان فرماتے ہیں۔ عاقل را اشارہ کافی ست: ’’یہ تبدیلی عقیدہ مولوی (محمد علی) صاحب تین امور کے متعلق بیان کرتے ہیں۔ اوّل یہ کہ میں نے حضرت مسیح موعود کے متعلق یہ خیال پھیلایا ہے کہ آپ فی الواقع نبی ہیں۔ دوم یہ کہ آپ ہی آیت: ’’اسمہ احمد‘‘ کی پیش گوئی مذکورہ قرآن مجید کے مصداق ہے۔ سوم یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے یہ عقائد ہیں۔ لیکن اس بات کو تسلیم نہیں کرتا کہ ۱۹۱۴ء یا اس سے تین چار سال پہلے سے میں نے یہ عقائد اختیار کئے ہیں۔‘‘ (آئینہ صداقت ص۳۵، انوار العلوم ج۲ ص۱۱۰)

قادیانی صاحبان تبلیغ اسلام کا بڑا دعویٰ کرتے ہیں اور اس کا مسلمانوں پر بڑا احسان دھرتے ہیں۔ لیکن انصاف سے دیکھئے تو بے سروپا عقائد مسلمانوں میں پھیلا رہے ہیں۔ اسلام سے ان کو ہٹا رہے ہیں، دین وایمان گنوا رہے ہیں۔ من مانے حاشیے چڑھا رہے ہیں۔ بچوں کا کھیل بنا رہے ہیں۔ تخریب دین کو تبلیغ دین بتا رہے ہیں۔ امت محمدی میں فساد بڑھا رہے ہیں۔ قادیانی مذہب کے مخصوص اعتقادات کی مزید تفصیل آئندہ صفحات میں ملاحظہ کیجئے تو بے ساختہ دل وزبان سے نکل جاتا ہے۔

’’نعوذ باللہ من ذلک۔ ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب‘‘

معروضہ: خادم محمد الیاس برنی

بیت السلام، حیدرآباد دکن، رجب شریف ۱۳۵۲ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید دوم

کن حالات کے تحت یہ کتاب ’’قادیانی مذہب‘‘ تالیف ہوئی، اس کی مختصر کیفیت تمہید اوّل میں درج ہے۔ شائع ہوتے ہی پہلا اڈیشن ہاتھوں ہاتھ چلا۔ دور دور تک پھیل گیا۔ خاص کر اعلیٰ اور تعلیم یافتہ طبقوں میں اس کی بہت مانگ ہوئی۔ گویا کہ مدت سے ایسی کتاب کی ضرورت محسوس ہورہی تھی۔ اچھے اچھے مبصرین نے اس تالیف کی متانت اور وضاحت کا اعتراف کیا۔ پریس ریویو میں بھی بالعموم اس خصوصیت کا اعتراف ہوا۔ مثلاً:

’’جناب برنی کا یہ رسالہ (قادیانی مذہب) مولویانہ لعن طعن سے قطعاً پاک ہے۔ قادیانی اور اہل سنت مباحثات کے متعلق ایسی متین کتاب غالباً نہیں دیکھی گئی جس کو مخالف وموافق سب ٹھنڈے دل سے پڑھ کر سکون قلب کے ساتھ رائے قائم کرسکتے ہیں۔

جناب مؤلف نے اس رسالہ میں اپنی طرف سے بہت کم لکھا ہے۔ زیادہ تر مرزا قادیانی اور ان کے مستند متبعین کی تحریریں ایک خاص ترتیب سے جمع کردی ہیں اور ان پر جو کچھ اظہار رائے کیا ہے، مختصر ہے اور تہذیب ومتانت کے ساتھ ہے۔ یہ مؤلف صاحب کے حسن نیت کی دلیل ہے کہ انہوں نے اس رسالے کو بلاقیمت شائع کیا اور کسی مالی منفعت کا ذریعہ نہیں بنایا۔‘‘

(رسالہ بلاغ، امرتسر، بابت اپریل ۱۹۳۴ء)

کتاب کی اشاعت کے ایک ماہ بعد قادیانی صاحبان کی طرف سے بھی جواب میں ایک رسالہ شائع ہوا: ’’الیاس برنی کا علمی محاسبہ‘‘ رسالہ کیا ہے، قادیانی ذہنیت کی پوری تصویر ہے۔ الزام واتہام کی ناکام تدبیر ہے۔ قادیانی صاحبان کا سیاسی کشف بھی عجیب وغریب ہے۔ اگر واقعی ان کے دلوں پر ایسے وساوس طاری ہیں تو حیرت ہے اور اگر یہ ان کی طرف سے دیدہ ودانستہ افتراء وبہتان ہے تو افسوس۔ ملاحظہ ہو:

’’آپ کی دیانت نے کس طرح اجازت دی کہ حکومت برطانیہ کی یاری وفاداری کو محل اعتراض ٹھہرا کر ’’زمیندار‘‘ لاہور کے ظفر علی خان نقاش...... اور ’’الجمعیۃ‘‘ دہلی کے مولوی کفایت اللہ کے نقش قدم پر چلیں اور دیوبندی، بدایونی، خلافتی، احراری اور کانگریسی تباہ کن تحریکات میں حیدرآبادی مسلمانوں کو گھسیٹیں۔ تعجب ہے کہ حکیم السیاست سلطان دکن تو تاج برطانیہ کا یار وفادار کہلانا باعث فخر سمجھیں مگر برنی صاحب اپنے رسالہ کے صفحات ص ۶۸، ۱۰۳ پر اس اقتدار اعلیٰ سے وفاداری کی تعلیم کے نیچے خط کھینچ کر لوگوں میں حقارت وبغاوت کے جذبات کی آگ مشتعل کریں۔‘‘ (پروفیسر الیاس برنی کا علمی محاسبہ، قادیانی رسالہ)

یہ رسالہ بنظر احتیاط حیدرآباد چھوڑ کر بنگلور سے شائع کیا گیا۔ تاہم حیدرآباد میں بہ کثرت تقسیم ہوا۔ اس کا جواب بھی ’’قادیانی جماعت‘‘ کے عنوان سے ہفتہ عشرہ کے اندر شائع ہوگیا اور بطور ضمیمہ اس کتاب کے آخر میں شریک ہے۔ کتاب کے ساتھ ان دو رسالوں نے بھی خوب کام دیا۔ خیالات واعتقادات کے سوا معاملات بھی بخوبی بے نقاب ہوگئے۔ بڑے بڑے نیک خیال چونک پڑے۔ عام طبقوں میں بیداری پیدا ہوگئی۔ مزید برآں ملک کے معتبر اور مقتدر اخبارات ورسائل نے بھی ہلچل ڈال دی۔ چنانچہ خاصی زد پڑی۔ ہوا پلٹ گئی۔

مرزا محمود خلیفہ قادیان سے بڑھ کر قادیانی جماعت کی اندرونی حالت سے کون واقف ہوسکتا ہے۔صاحب موصوف نے موجودہ حالت کا جو فوٹو کھینچا ہے، واقعی قابل عبرت ہے۔ملاحظہ ہو:

''آج کل احمدیوں کی جس قدر مخالفت ہورہی ہے، ابتداء میں بھی شاید اتنی نہ ہوئی ہو اور یہ صحیح بھی ہے۔مگر جماعت بوجہ ان فتوحات کے جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسے نصیب ہورہی ہیں، اسے محسوس نہیں کرتی۔اس کی حالت اس بچے کی سی ہے جس کی ماں رات کو فوت ہوگئی۔صبح کو جب اٹھا تو اسے پیار کرنے لگا اور ہنسنے لگا۔پھر بھی جب وہ اس کی طرف متوجہ نہ ہوئی تو اس نے محبت سے اس کے منہ پر چپت ماری اور یہی سمجھتا رہا کہ یوں ہی چپ ہے۔حتیٰ کہ جب اسے دفن کرنے کے لئے لے جانے لگے، تب اسے معلوم ہوا کہ اس کی نہایت ہی محبوب چیز ہمیشہ کے لئے اس سے چھڑا دی گئی ہے۔اسی طرح جماعت کے وہ ناواقف دوست جو سلسلہ کے حالات سے آگاہ نہیں اور مخالفت کی شدت جن آنکھوں کے سامنے نہیں، وہ یہی سمجھ رہے ہیں کہ کیا پرواہ ہے۔ہمارا کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے۔مگر جس جماعت کو میں یا جماعت کے دوسرے لوگ دیکھتے ہیں، وہ اس سے ناواقف ہیں۔سب بڑے اور چھوٹے اس وقت ہماری مخالفت پر کمربستہ ہیں۔احمدیت کی ابتداء میں انگریز مخالف نہ تھے۔سوائے چند ابتدائی ایام کے، کہ جب وہ مہدی کے لفظ سے گھبراتے مگر اب تو وہ بھی مخالف ہورہے ہیں۔بہت تھوڑے ہیں جو جماعت کی خدمات کو سمجھتے ہیں۔باقی تو باغیوں سے بھی زیادہ غصے سے ہمیں دیکھتے ہیں اور اگر انگریزوں کا فطری عدل مانع نہ ہو تو شاید وہ ہمیں پیس ہی دیں۔

پھر وہ لوگ جو پہلے سیاسی کاموں کی وجہ سے ہمارے مداح تھے، ان میں سے بھی کچھ تو کھلے طور پر اور کچھ مخفی طور پر ہماری مخالفت میں لگ گئے ہیں۔بعض تو صاف احراریوں سے مل گئے ہیں۔ان کی مجالس میں جاتے ہیں، ان کے لئے چندے جمع کرتے ہیں اور چند گنتی کے لوگوں کو چھوڑ کر باقی سب نے یہی طریق اختیار کر رکھا ہے۔

پھر خود ہمارے اندر منافقوں کا ایک جال ہے جو تھوڑے تھوڑے عرصے کے بعد ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔وہ کبھی جھوٹی خبریں شائع کرتے ہیں، کبھی جھوٹی باتیں بنا کر دوسروں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔قرآن کریم میں انہیں کے متعلق آیا ہے: ''والمرجفون فی المدینة'' کوئی اچھا کام نہیں جس پر وہ اعتراض نہ کریں، اور کوئی نیک آدمی نہیں جس پر الزام نہ لگائیں۔یہ اندرونی دشمن ہیں جو باہر والوں سے زیادہ خطرناک ہیں۔کیونکہ ان کی باتیں سننے والا سمجھتا ہے یہ بھی آخر احمدی ہیں، مخلص ہیں اور اس وجہ سے ان کے دھوکے میں آجاتا ہے۔ان کی ایسی حرکات سے اپنوں کے اندر بے چینی پیدا ہوتی ہے اور دشمن دلیر ہوتے ہیں۔ان سب چیزوں کو دیکھ کر میں تو ایسا محسوس کرتا ہوں کہ گویا ایک چھوٹی سی جماعت کو چاروں طرف سے ایک فوج گھیرے چلی آرہی ہے اور قریب ہے کہ اس کے نکلنے کے لئے ایک انچ بھی جگہ باقی نہ رہے۔ایک زلزلہ ہے جو اگرچہ ظاہر تو نہیں ہوا مگر زمین کے نیچے خوفناک آگ شعلہ زن ہے۔یہ صحیح ہے کہ الٰہی سلسلوں کے متعلق اللہ تعالیٰ کی سنت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ سب ہمارے لئے کچھ نہیں، لیکن اگر یہ فتنے جماعت کو کمزور بھی کردیں تو امانت جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے سپرد ہے، اس کے ضائع ہوجانے کا احتمال ضرور ہے اور جس طرح دودھ زمین پر گر جانے کے بعد اٹھایا نہیں جاسکتا، اسی طرح اللہ تعالیٰ کی امانت اور اس کا نور ایک دفعہ ضائع ہوجانے کے بعد پھر اسے حاصل نہیں کیا جاسکتا۔

پھراس کے لئے نئی جماعتیں ہی قائم ہوا کرتی ہیں اور نئے نبی مبعوث ہوتے ہیں۔''

(خطبہ جمعہ اخبار الفضل قادیان ج۲۱ نمبر ۱۱۰ص ۷،۸، مؤرخہ ۱۵؍مارچ ۱۹۳۴ء، خطبات محمود ج۱۵ ص ۶۸ تا ۷۰)

اوپر جو کچھ بیان ہوا، اس کا منشاء یہ ہے کہ کتاب کی اشاعت کے بعد سے اب تک اندرون سال جو حالات رونما ہوئے، ان کی مختصر کیفیت پیش نظر ہو جائے اور آئندہ تاریخ کے سلسلے میں کام آئے۔

پہلا ایڈیشن بہت روک کر تقسیم کیا۔ پھر بھی ہاتھوں ہاتھ نکل گیا۔ ملک کے گوشے گوشے میں پھیل گیا، بلکہ ہندوستان کے باہر تک چلا گیا۔ پھر بھی ہر طرف سے ''ھل من مزید'' کی صدائیں آتی رہیں۔ لامحالہ دوسرے ایڈیشن کا جلد اہتمام کرنا پڑا۔ یوں بھی پہلا ایڈیشن بدرجہ مجبوری عجلت میں شائع ہوا تھا۔ اسی لئے نسبتاً سرسری اور نامکمل تھا۔ چنانچہ خود قادیانی صاحبان کو بھی اس کے متعلق قلت تحقیق کی شکایت تھی۔ اب دوسرے ایڈیشن میں کتاب کچھ سے کچھ ہوگئی۔ نہ صرف یہ کہ کتاب کی غلطیاں اور طباعت کی خامیاں رفع ہوگئیں، بلکہ مضامین میں بھی بہت کافی اضافہ ہوا۔ نئے نئے عنوانات قائم ہوئے، جدید فصلیں شامل ہوئیں۔ چنانچہ پہلے صرف پانچ فصلیں تھیں، اب گیارہ ہیں اور عنوانات پچاس سے بھی کم تھے، اب ڈھائی سو کے قریب ہیں۔ ترتیب بھی بہت مسلسل اور مکمل ہوگئی۔ حوالہ جات بھی بخوبی واضح ہوگئے۔

اوّل! تو اکثر و بیشتر مضامین خود مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں سے منقول ہیں۔ دوم! ان کے صاحبزادگان مرزا محمود، خلیفہ قادیان اور میاں بشیر احمد ایم.اے کی کتابوں سے منقول ہیں۔ سوم! مرزا غلام احمد قادیانی کے مریدان خاص مثلاً مولوی محمد علی، امیر جماعت لاہور وغیرہ کی کتابوں سے منقول ہیں۔ غرض کہ تمام تر اقتباسات کا ماً خذ قادیانی جماعت کے بانی اور اکابر کی کتابیں ہیں۔ ان کے سوا جو اقتباسات دیگر تصانیف سے لئے گئے ہیں، وہ بھی اکثر اسی جماعت کے متعلقین سے وابستہ ہیں۔ معدودے چند اقتباسات غیر قادیانی کتابوں سے لئے ہیں۔ سو وہ بھی تمام تر علمی ہیں، مذہبی نہیں ہیں۔ تشریح و توضیح بھی صرف بحالت ضرورت بغایت اختصار شریک کی گئی۔ مقصود یہ کہ خود قادیانی صاحبان ہی کی زبان سے ان کا دین و ایمان بیان ہو۔

رہا قادیانی لٹریچر، اسے دیکھئے تو طول کلام التباس و ابہام، لفظی ہیر پھیر، اختلافات کے ڈھیر، کہیں اقرار کہیں انکار، کہیں دعویٰ کہیں فرار، مباحث ناہموار، پراگندہ تکرار، سخن سازی کی بھرمار، تاویلات کے انبار، اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقے جو مصروف کار ہیں اس چکر میں کیوں پڑنے لگے۔ تبلیغی لٹریچر کی رنگینی پسند آئی تو معترف و مداح بن گئے۔ کچھ عقائد سن پائے تو معترض اور مخالف بن گئے۔ مگر اصل کیفیت سے بہت کم واقف۔ چنانچہ اسی ضرورت کے مدنظر اصل کتابوں سے کافی مواد فراہم کر کے علمی پیرایہ میں یکجا ترتیب دے دی تا کہ ہر کوئی خود ہی تصفیہ کر سکے کہ اس مذہب کی کیا اصلیت ہے، کیا نوعیت ہے۔ اس کا کیا رجحان ہے، کیا امکان ہے۔ اس کی جماعت میں کیا علمیت ہے، کیا ذہنیت ہے۔ کیا خیالات ہیں، کیا جذبات ہیں؟ الحاصل دور حاضرہ کی مذہبی، قومی اور ملکی تحریکات میں اس کی کیا حیثیت ہے۔''وما علینا الا البلاغ''

معروضہ: خادم محمد الیاس برنی

بیت السلام، حیدرآباد دکن، ربیع الاوّل شریف ۱۳۵۳ھ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

تمہید سوم

یہ کتاب ’’قادیانی مذہب‘‘ سب سے اوّل رجب المرجب ۱۳۵۲ھ میں تالیف ہوئی اور کن حالات میں تالیف ہوئی اس کی کیفیت تمہید اوّل میں موجود ہے۔ اس کا دوسرا ایڈیشن ایک سال کے اندر ہی ربیع الاوّل شریف ۱۹۵۳ء میں شائع ہوگیا۔ اس ایڈیشن میں مضامین کا کس قدر اضافہ ہوا، تمہید دوم میں مختصر تشریح درج ہے۔ اس کی کیا خصوصیات تسلیم کی گئیں، ذیل میں چند تبصرے ملاحظہ ہوں:

’’مولانا الیاس برنی ایم.اے، ایل.ایل.بی (علیگ) مقیم حیدرآباد دکن نے کچھ عرصہ ہوا ’’قادیانی مذہب‘‘ کے نام سے ایک مختصر رسالہ شائع کیا تھا۔ اس رسالہ کو مزید مضامین کے اضافہ کے ساتھ زیر بحث موضوع پر ایک مبسوط تالیف کی صورت میں شائع کیا ہے۔

مولانا الیاس برنی نے قادیانی مذہب کی تردید کے لئے بالکل اچھوتا، مدلل اور اثر انگیز طریق اختیار کیا ہے۔ انہوں نے قادیانی مذہب کی بہت سی کتابوں کی ورق گردانی کر کے ان میں سے ضروری اور اہم تحریریں انتخاب کر لی ہیں اور ان کو نہایت عمدہ اور لطیف سلیقے اور پیرایہ کے ساتھ اس طرح مرتب کر دیا ہے کہ مطالعہ کے بعد قادیانی تحریک کے زیروبم، مدوجزر اور حقیقت پر خودبخود پوری روشنی پڑ جاتی ہے۔ خود مؤلف نے اپنی طرف سے بہت کم رائے زنی کی ہے۔ بلکہ قادیانی مذہب کے چہرے کو قادیانی تصانیف وتحریرات کے آئینہ میں دکھا دیا ہے اور کوئی تعجب نہیں کہ ایک جدید تعلیم یافتہ اہل قلم کی اس تصنیف نے قادیانی حلقوں پر سراسیمگی کی کیفیت طاری کر دی ہے۔ اس کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ انداز بیاں بہت ہی شریفانہ اور استدلال مخلصانہ ہے۔ قادیانی مذہب کے عہد بہ عہد ارتقاء اور اس کی حقیقت کے متعلق یہ کتاب ایک بیش قیمت ذریعہ معلومات ہے اور ارباب ذوق اس سے مستفید ہوکر قادیانیوں کو نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ شکست دے سکتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی مذہب ایک گورکھ دھندہ ہے، ایک مجموعہ تضاد اور ذخیرہ اضداد ہے اور اسی لئے ’’من عند غیر اللّٰہ‘‘ ہے۔‘‘ (اخبار مدینہ بجنور ج۲۳ نمبر۸۲، مؤرخہ ۱۷؍نومبر ۱۹۳۴ء)

’’قادیانی مذہب، مؤلفہ جناب الیاس برنی صاحب، پروفیسر جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن، تقطیع متوسط، ضخامت ۳۴۴ صفحہ، کتابت بہتر، کاغذ عمدہ، طباعت قابل تعریف۔

قادیانی مذہب کے مزعومات کی تردیدیں تو بے شمار علماء وفضلاء نے کی۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ خالص علمی رنگ میں پوری تحقیق اور تدقیق کے بعد کامل سنجیدگی اور متانت سے برنی صاحب نے جس طرح یہ کتاب لکھی ہے، ان ہی کا حق ہے۔

اس کتاب کے مطالعہ کے بعد قادیانیوں کی تدلیس وتلبیس پوری بے نقاب ہو جاتی ہے۔ دیانت تحریر کا یہ عالم کہ کوئی بات بغیر حوالہ کے نہیں کہی۔ دلچسپی کی یہ کیفیت کہ جب تک کتاب ختم نہ کر لیجئے، کتاب چھوڑنے کو جی ہی نہ چاہے۔ کتاب کیا ہے، قادیانی مذہب کا انسائیکلوپیڈیا ہے۔ مرزاغلام احمد قادیانی کے اباطیل کا دندان شکن جواب، قادیانیت کا مکمل مرقع، ایک ایسا آئینہ جس میں قادیانیوں کا ایک ایک خط وخال نمایاں۔

برنی صاحب اب تک ایک ماہر معاشیات کی حیثیت سے مشہور تھے۔ لیکن کتاب لکھ کر انہوں نے ثابت کر دیا کہ مذاہب کے مطالعہ اور ان کی تحقیق وتدقیق میں بھی انہوں نے پورا وقت صرف کیا ہے اور جو کچھ کہا ہے، خوب سوچ سمجھ کر اپنی ذمہ داریوں کا لحاظ کر کے۔

ہم اپیل کرتے ہیں کہ ہر وہ شخص جو قادیانیت سے کچھ بھی متاثر ہے، یا قادیانیوں کے راز دروں پردہ سے واقف ہونا چاہتا ہے، ضرور

اس کا مطالعہ کرے۔ضرورت ہے کہ اس کتاب کی قادیانیوں میں بھی تبلیغ کی جائے۔'' (اخبار خلافت بمبئی ج ۱۳ نمبر ۲۲۳، مؤرخہ ۳۰ر ستمبر ۱۹۳۴ء)

''قادیانی مذہب، مؤلفہ پروفیسر مولوی محمد الیاس برنی صاحب ایم.اے، ایل.ایل.بی تقطیع ۱۸x۲۲ /۸، ضخامت ۳۵۰ صفحہ، لکھائی چھپائی اور کاغذ نفیس۔

یہ کتاب بھی قادیانی مذہب کے اصلی چہرے پر سے نقاب اٹھانے کے لئے لکھی گئی ہے۔اس میں مرزا غلام احمد قادیانی بانی مذہب کے ان احوال واقوال کو جن سے مرزا قادیانی کی نبوت کی حقیقت منکشف ہوتی ہے، خود مرزا قادیانی اوران کے متبعین کی خاص تحریروں اور تقریروں سے اقتباس کر کے ایک جگہ جمع کر دیا گیا ہے جن کے پڑھنے سے ہر ایک منصف مزاج اور سمجھدار شخص اس نتیجے پر پہنچ سکتا ہے کہ مرزا قادیانی کا مذہب کس حد تک حامل صداقت وقابل اتباع ہے۔

اس کتاب میں بھی خلاف تہذیب اوردل آزار کلمات کے استعمال نہ کرنے کا پورا اہتمام کیا گیا ہے۔جو تعلیم یافتہ مسلمان قادیانی غلط فہمیوں کا شکار ہوکر قادیانیت کا دم بھرنے لگے ہیں، ان کی آنکھیں کھولنے کے لئے ایسی ہی کتابوں کی ضرورت ہے۔''

(اخبار منادی، دہلی مؤرخہ ۱۸ر اکتوبر ۱۹۳۴ء)

بہر حال دوسرا ایڈیشن پہلے سے بھی زیادہ مقبول رہا اور خوب مؤثر اور کارگر ثابت ہوا۔کچھ عرصے سے جو قادیانی مذہب کے متعلق ملک میں عام بیداری پیدا ہورہی ہے اور قادیانی جماعت کے کارناموں سے پبلک واقف ہورہی ہے تو اس کے آثار قادیانی صاحبان کو بہت ناخوشگوار نظر آتے ہیں۔چنانچہ قادیانی مذہب کے موجودہ حالت کا جو درد انگیز نقشہ خود خلیفہ قادیاں مرزا محمود نے بے تاب ہوکر کھینچا ہے، وہ تمہید دوم میں قابل ملاحظہ ہے۔قادیانی جماعت کی اس وقت ملک میں جو حیثیت خود قادیانی صاحب کو نظر آتی ہے، وہ ذیل میں ملاحظہ ہو:

''میں حیران ہوں کہ آخر ان حکام اوران احراریوں کا ہم نے کیا بگاڑا ہے۔میں نے مخلّی بالطبع ہوکر اس امر پر غور کیا ہے کہ ہم نے ان کو کیا نقصان پہنچایا ہے۔لیکن کوئی بات مجھے نظر نہیں آئی۔ہم نے ہر ایک کی خدمت کی ہے اور خدمت کرنے کے لئے اپنی عزت کی قربانی کی، ماریں کھائیں، گالیاں کھائیں۔احراری اب بھی کہتے ہیں کہ ہم مذہبی اختلاف کو برداشت کر سکتے ہیں۔(حالانکہ وہ اختلافات ناقابل برداشت ہیں) مگران کی حکومت سے وفاداری کو برداشت نہیں کر سکتے۔ہم نے حکومت کی خاطر اس قدر تکالیف اٹھائیں۔مگر اس سے کیا لیا...... ہمیں نہ تو ملک کی خدمت سے کچھ ملا اور نہ حکومت کی خدمت سے۔سوائے اس کے کہ گالیاں کھائیں، ماریں کھائیں۔

ہمارے آدمی کابل میں مارے گئے۔محض اس لئے کہ وہ جہاد کرنے کے مخالف تھے۔اٹلی کے ایک انجینئر نے جو حکومت افغانستان کا ملازم تھا، صاف لکھا ہے کہ امیر حبیب اللہ خاں نے صاحبزادہ سید عبداللطیف کو اس لئے مروادیا کہ وہ جہاد کے خلاف تعلیم دے کر مسلمانوں کے شیرازہ کو بکھیرتا ہے۔

پس ہم نے اپنی جانیں اس لئے قربان کیں کہ انگریزوں کی جانیں بچیں۔مگر آج بعض حکام سے ہمیں یہ بدلا ملا ہے کہ ہم سے باغی اور شورش پسند والا سلوک روا رکھا ہے...... دنیا ہمیں انگریزوں کا ایجنٹ سمجھتی ہے۔چنانچہ جب جرمنی میں احمدیہ عمارت کے افتتاح کی تقریب میں ایک جرمن وزیر نے شمولیت اختیار کی تو حکومت نے اس سے جواب طلب کیا کہ کیوں تم ایسی جماعت کی کسی تقریب میں شامل ہوئے ہو جو انگریزوں کی ایجنٹ ہے۔لیکن دوسری طرف حکومت ہم سے یہ سلوک کرتی ہے کہ کہتی ہے تم مرزا محمود احمد سول نافرمانی کرنے والے ہو اور جب یہ واقعات کسی عقلمند کے سامنے پیش ہوں گے تو وہ تسلیم کرے گا کہ حکومت کا رویہ صحیح نہیں...... ہم کو فخر تھا کہ ہم نے پوری کوشش کر کے ملک میں امن قائم رکھا ہے اور ملک میں ایسی داغ بیل ڈال دی ہے کہ فساد مٹ جائے مگر حکومت نے ہماری اس عمارت کو

گرا دیا ہے اور ہمارے نازک احساسات مجروح کئے گئے ہیں۔ ہمارے دل زخمی کر دیئے گئے ہیں۔ ہم نے کسی کا کچھ نہیں بگاڑا۔ کسی سے کچھ نہیں مانگا۔ مگر حکومت اور رعایا خواہ مخواہ ہماری مخالف ہے اور مسیح ناصری کا قول بالکل ہمارے حسب حال ہے کہ لومڑیوں کے بھٹ ہوتے ہیں اور ہوا کے پرندوں کے گھونسلے، مگر ابن آدم کے لئے سر دھرنے کی بھی جگہ نہیں۔''

(خطبہ جمعہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۵۴ ص ۱۲ کالم ۲،۳، مؤرخہ یکم نومبر ۱۹۳۴ء، خطبات محمود ج ۱۵ ص ۳۰۹ تا ۳۱۱)

اس سلسلے میں ایک اور امر بھی عبرت آموز ہے، وہ یہ کہ ہماری کتاب ''قادیانی مذہب'' شائع ہونے کے بعد ہی قادیانی صاحبان نے بڑے شدومد اور بڑی بلند آہنگی سے ہم پر سیاسی الزام لگانے کی کوشش کی تھی کہ کسی طرح زک دیں اور نقصان پہنچائیں۔ لیکن ''چاہ کن را چاہ درپیش'' چاہتے تھے کہ حکومت کو ہم سے بدظن کریں اور خود حکومت کی شکایتوں کا طومار باندھ رہے ہیں۔ ربیع الاوّل شریف ۱۳۵۲ھ سے ہم پر قادیانی التفات شروع ہوا اور خدا کی قدرت کہ ٹھیک ڈیڑھ سال بعد ماہ شعبان ۱۳۵۳ھ میں مرزا محمود خلیفہ قادیان اعلان فرماتے ہیں کہ اس ڈیڑھ سال سے ان پر کیا گزری ہے۔

کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے

اگر کہیں یہ صورت قادیانی صاحبان کے موافق ہوتی تو مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کی بڑی دلیل قرار پاتی۔ لیکن ''کردن خویش، آمدن پیش'' کا اچھا سبق ملا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

''میں نے یہ تفصیل اس لئے بتائی ہے کہ شاید بعض لوگوں کے دل میں خیال گزرتا ہو کہ حکومت سے ایک غلطی ہوئی ہے اسے جانے دینا چاہئے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ڈیڑھ سال سے ایسے واقعات متواتر ہو رہے ہیں اور میں نے اوپر صرف چند مثالیں بیان کی ہیں، ورنہ اور بہت سے واقعات اوپر کے نتائج کی تصدیق کرتے ہیں اور یہ ایک لمبا سلسلہ ہے جو جماعت پر مصائب اور مشکلات کے رنگ میں گزر رہا ہے۔''

(خطبہ جمعہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۵۸ ص ۱۸ کالم ۳، مؤرخہ ۱۱ نومبر ۱۹۳۴ء، خطبات محمود ج ۱۵ ص ۳۵۵)

یہ تو خارجی احوال وآثار ہیں۔ اندرونی طور پر بھی جماعت متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی اور نہ رہ سکتی تھی۔ اگرچہ پردہ داری کی پوری کوشش کی جاتی ہے۔ پھر بھی اصل کیفیت گاہے گاہے بے ساختہ زبان سے نکل ہی جاتی ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

''گزشتہ سال چندوں میں اسّی ہزار کی کمی تھی اور اس سال بھی بار بجائے کم ہونے کے بڑھ رہا ہے۔ پس جب کہ جماعت کے بعض افراد ماہواری چندہ بھی نہیں ادا کرتے اور اس معمولی قربانی کے کرنے کے لئے بھی تیار نہیں تو میں کس طرح سمجھ لوں کہ وہ بڑی قربانی پر آمادہ ہیں۔''

(خطبہ جمعہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۶۱ ص ۶ کالم ۳، مؤرخہ ۱۸ نومبر ۱۹۳۴ء، خطبات محمود ج ۱۵ ص ۳۶۶)

غرض کہ جماعت قادیان جو قادیانیوں کی مستند اور بڑی جماعت ہے، مسلمانوں کی عام بیداری سے پریشان نظر آتی ہے۔ رہی دوسری جماعت لاہور، اگرچہ قادیانیوں میں اس کا اعتبار کم ہے، پھر بھی یہ انہی کی ایک چھوٹی جماعت ہے۔ اس نے قادیانی تعلیم میں مصلحت آمیز ترمیم کر کے مسلمانوں کو ملتفت کرنے کی راہ نکالی اور اس میں کچھ کامیابی بھی ہوئی۔ لیکن اصل حالات منکشف ہونے پر مسلمان چونک پڑے اور لامحالہ اس جماعت کے بھی قدم اکھڑ گئے۔ چنانچہ جماعت قادیان کا مشہور اخبار ''الفضل'' اس معاملہ میں رقمطراز ہے: ''مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبایعین (یعنی امیر قادیانی جماعت لاہور) جب اپنے کارنامے گنانے شروع کرتے ہیں تو سب سے پہلے اور سب سے زیادہ زور کے ساتھ ووکنگ مشن کا ذکر کرتے ہیں...... مگر اب ووکنگ مشن والوں نے کھلم کھلا اعلان کر دیا ہے کہ ان کا اور ان کے مشن کا احمدیت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ چنانچہ انہوں نے بقول زمیندار (مؤرخہ ۹ مارچ ۱۹۳۵ء) اپنے رسالہ اسلامک ریویو کی مارچ کی

اشاعت میں صفحہ اوّل پر ’’کچھ اپنے متعلق‘‘ کے عنوان سے مندرجہ ذیل اعلان شائع کیا ہے۔

’’ارکان ووکنگ مسلم مشن اور لٹریری ٹرسٹ ووکنگ (انگلینڈ) نہ قادیانیوں سے تعلق رکھتے ہیں نہ احمدی تحریک سے متعلق ہیں۔ ہم آقائے نامدار سرورِ کائنات ﷺ کو آخری نبی اور خاتم النّبیین تسلیم کرتے ہیں اور جو کوئی شخص حضور محمد ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے، وہ ہمارے نزدیک دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ ہم فرقہ حنفیہ اسلامیہ سے تعلق رکھتے ہیں...... ہم غیر مبایعین (یعنی قادیانی جماعت لاہور) سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ جب ووکنگ مشن والے کھلم کھلا اعلان کر رہے ہیں کہ احمدیت سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے اور وہ فرقہ حنفیہ اسلامیہ سے تعلق رکھتے ہیں تو پھر ان کو احمدی قرار دینا صریح دھوکا دہی اور فریب کاری نہیں ہے تو اور کیا ہے۔‘‘

(الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۱۱۲ ص ۱، ۲، مؤرخہ ۱۳؍ مارچ ۱۹۳۵ء)

اسی سلسلے میں اخبار ’’الفضل‘‘ نے لاہوری جماعت کو طعن دیا ہے کہ: ’’خواجہ کمال الدین صاحب کے فرزند اور ان کے رفقاء کار نے احمدیت سے ارتداد کا اعلان کر دیا ہے۔ باغیان خلافت (یعنی لاہوری جماعت) کو اس سے عبرت حاصل کرنی چاہئے۔‘‘

(الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۱۱۴، مؤرخہ ۱۵؍ مارچ ۱۹۳۵ء)

حاصل کلام یہ کہ جماعت قادیان ہو یا جماعت لاہور، فی الجملہ قادیانی صاحبان متزلزل اور متفکر ہیں۔

رنگ بدلا نظر آتا ہے خدا خیر کرے

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ دو سال کے اندر ہی اندر کتاب ’’قادیانی مذہب‘‘ کا تیسرا ایڈیشن ماہ محرم ۱۳۵۴ھ میں تیار ہو گیا۔ اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ایک مختصر سا رسالہ تھا۔ پانچ فصلوں کے تقریباً پچاس عنوانات درج تھے۔ چھوٹی تقطیع، حجم تقریباً سو صفحے۔

دوسرا ایڈیشن البتہ ایک مستقل کتاب بن گیا ہے۔ گیارہ فصلیں، جن کے تحت تقریباً ڈھائی سو عنوانات، متوسط تقطیع، حجم تقریباً ۳۵۰ صفحے۔ موجودہ تیسرے ایڈیشن میں جس قدر اضافہ ہوا، وہ آنکھوں کے سامنے موجود ہے۔ تیرہ فصلوں[۱] کے تحت تقریباً چار سو عنوانات درج ہیں۔ بالفاظ دیگر ڈیڑھ سو جدید عنوانات شریک ہوئے اور ان سب کے ساتھ بطور امتیاز علامت (ج) درج ہے۔ اس کے سوا تقریباً چالیس سابقہ عنوانات کے تحت مزید اقتباسات درج ہوئے۔ ان کے سامنے بھی بطور امتیاز علامت (م) مرقوم ہے۔ خلاصہ یہی کہ تخمیناً ستر فیصدی مضامین تیسرے ایڈیشن میں اضافہ ہوئے۔

جن کتابوں سے اقتباسات لئے گئے، ان کی مکمل فہرست آخر میں بطور ضمیمہ شامل ہے۔ اس سے واضح ہوگا کہ یہ تالیف تمام تر قادیانی اکابر اور بالخصوص خود مرزاغلام احمد قادیانی کی کتابوں پر مبنی ہے۔ مختصر یہ کہ منجملہ ایک سو بیس کتب ورسائل واخبارات جن سے اقتباسات لئے گئے ہیں، ایک سو پانچ خود قادیانی صاحبان کی تصنیف وتالیف وتحریر ہیں اور ان میں بھی نصف یعنی پچاس سے زیادہ خود مرزاغلام احمد قادیانی کی کتابیں شامل ہیں۔ اس طرح صرف پندرہ کتابیں اور رسالے مسلمانوں کے شریک ہیں اور ان میں بھی پانچ فن طب سے متعلق ہیں۔ الحاصل یہ کتاب ’’قادیانی مذہب‘‘ کو خود بانی مذہب اور اکابر مذہب کی زبانی سے بیان کرتی ہے اور یہی طریق اسلم ہے۔ اس کے سوا تین رسالے ’’قادیانی جماعت‘‘، ’’قادیانی حساب‘‘ اور ’’قادیانی کتاب‘‘ جو بطور جواب کے لکھے گئے ہیں، اس ایڈیشن کے آخر میں بطور ضمیمہ شامل ہیں۔ ’’وما علینا الا البلاغ‘‘

معروضہ: خادم محمد الیاس برنی

بیت السلام، حیدرآباد دکن، ماہ محرم الحرام ۱۳۵۴ھ

[۱] اس نئے ایڈیشن میں (ج) اور (م) حذف کر دیئے گئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید چہارم

یہ کتاب ’’قادیانی مذہب‘‘ کچھ ایسی مقبول ہوئی کہ تیسرے سال کے اندر ہی اس کا چوتھا ایڈیشن نکل گیا اور تحقیق کا سلسلہ کچھ اس طرح پھیلا کہ ہر جدید ایڈیشن سابقہ ایڈیشن سے کیفیت اور کمیت میں بہت بڑھ گیا۔ اس چوتھے ایڈیشن کی خصوصیات بیان کرنے سے قبل ضرور ہے کہ تیسرے ایڈیشن کا حساب پڑتال لیں۔ اوّل یہ کہ ملک میں اس کے متعلق کیا رائے قائم ہوئی۔ دوم یہ کہ اس دوران میں کیا کیا آثار نمودار ہوئے۔ سابقہ ایڈیشنوں کی تمہیدات میں بھی یہ تنقیحات شریک رہی ہیں۔ اس طرح اس کتاب کے ارتقاء کے ساتھ ساتھ قادیانی تحریک کے پلٹے بھی پیش نظر ہو جائیں گے اور آئندہ تاریخ میں کام آئیں گے۔

بریلی، دیوبند، لکھنؤ، دہلی، لاہور اور دیگر مقامات کے سربرآوردہ علماء نے بہ یک زبان اس کتاب کی از حد تعریف کی اور اس کو بہترین محاسبہ تسلیم کیا۔ ان سے بڑھ کر جدید تعلیم یافتہ طبقوں نے اس کی قدر کی اور مذہبی مباحث کے پیش نظر اس کو نفسیاتی تحقیق کا ایک علمی کارنامہ شمار کیا اور اس سے جو اخلاقی، تمدنی اور سیاسی پہلو نمایاں ہوئے، ان کو دیکھ کر حیران رہ گئے کہ عدم توجہی میں کیا کیا ہوتا رہا اور نگہداشت کی کس درجہ ضرورت ہے۔ چنانچہ آج علماء سے بڑھ کر قومی لیڈر اس کتاب کی اہمیت محسوس کرتے ہیں۔ منجملہ اکابر ملت سر محمد اقبال نے تو دوسرے ہی ایڈیشن پر یہ رائے دی تھی کہ یہ کتاب ملک میں وسیع پیمانے پر شائع ہونے کے قابل ہے۔ اخبارات ورسائل نے تیسرے ایڈیشن پر جو تبصرے لکھے ہیں، ان میں سے چند بطور نمونہ ذیل میں درج کرتے ہیں: ’’مولانا الیاس برنی صاحب ایم.اے ناظم دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن نے قادیانی عقائد کی اصل صورت اس فرقہ کی مستند کتابوں سے مضامین اخذ کر کے دکھا دی ہے جس سے ہر شخص قادیانی دجل سے واقف ہوسکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کے علمی طبقہ میں اور جدید تعلیم یافتہ گروہ میں اس کتاب کی دھوم مچ گئی ہے۔ اگرچہ یہ کتاب مناظرہ کی نہیں ہے، لیکن مناظرے کے مقصد پر اس سے بہتر کتاب کسی نے نہ دیکھی ہوگی۔‘‘

(اخبار منادی دہلی، مؤرخہ ۲۳؍اگست ۱۹۳۵ء)

’’مولوی الیاس برنی معاشیات کے ایک مستند عالم ہیں، جن کی کتابیں اردو زبان میں اس فن پر شاید سب سے زیادہ ہیں۔ لیکن وہ ایک معاشی ہونے کے ساتھ ساتھ ایک متکلم اور مناظر بھی ہیں اور تعجب یہ ہے کہ وہ جتنے بلند پایہ معاشی ہیں، اتنے ہی دقیق النظر متکلم اور کامیاب مناظر بھی ہیں ان کی یہ کتاب رجب ۱۳۵۲ھ میں تالیف ہوئی۔ ایک سال کے اندر ہی ربیع الاوّل ۱۳۵۳ھ میں اس کا دوسرا ایڈیشن شائع ہوا اور محرم ۱۳۵۴ھ میں تیسرا ایڈیشن تیار ہوگیا۔ پہلے یہ کتاب سو صفحے کا ایک چھوٹا سا رسالہ تھا۔ دوسرے ایڈیشن میں ۳۵۰ صفحے ہوئے اور اب تقریباً ۶۰۰ صفحات ہیں۔

پروفیسر الیاس برنی جیسے سنجیدہ اور متین مصنف کی تصنیف میں لہجے کی متانت وسنجیدگی، رائے کا استحکام، نقل کی احتیاط اور ذاتیات سے علیحدگی کی جس قدر امید کی جاسکتی تھی، وہ اس کتاب میں پورے طور پر نمایاں ہے اور قادیانی مذہب کے متعلق ہر قسم کی معلومات بلا حاشیہ آرائی جس قدر مستند مواد سے اس کتاب میں جمع ہیں، وہ اور کتابوں میں دستیاب نہیں ہوسکتیں۔ اس کتاب کی اشاعت سے قادیانی فرقے میں اگر ہر مرتبہ ہلچل مچ گئی تو کچھ عجب نہیں اور یہی اس کی افادیت اور کامیابی کی سب سے روشن دلیل ہے۔‘‘

(رسالہ فاران بجنور، بابت ماہ جولائی ۱۹۳۵ء)

’’جناب الیاس برنی صاحب پروفیسر جامعہ عثمانیہ کے نام نامی اور اسم گرامی سے کون واقف نہ ہوگا۔ آپ نے دنیائے تالیف وتصنیف میں وہ کارہائے نمایاں کئے ہیں جن کا زمانہ مداح ہے۔ آپ نے مذہبیات میں بھی بڑی تفحص اور تجسس کی ہے اور’’قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ‘‘ نامی کتاب تالیف کی ہے۔ جس کا تیسرا ایڈیشن ہمارے پیش نظر ہے۔ قادیانی مذہب کے خلاف سینکڑوں کتابیں لکھی گئیں اور آئندہ بھی لکھی جائیں گی۔ لیکن اس بحر بے کراں میں غوطہ لگا کر جو درّ مکنوں پروفیسر صاحب نے نکالا ہے، وہ کم غواصوں کو نصیب ہوگا۔ شروع سے آخر تک کتاب مذکور پڑھ جائیے۔ آپ ایک لفظ بھی ایسا نہ پائیں گے جو پروفیسر صاحب نے اپنی طرف سے ایزاد کیا ہو۔ مرزا قادیانی آنجہانی کے خاندان اور پیدائش سے لے کر دم واپسیں تک کے واقعات بڑی کاوش اور محنت سے لکھے ہیں۔ مضمون مسلسل ہے۔ کہیں ایک لفظ بلکہ حرف کا بھی سکتہ نہ ہوگا۔ لیکن حیرت اور کمال تعجب کا مقام ہے کہ یہ تمام الفاظ خود مرزا قادیانی اور اس کے حواریوں کی کتابوں سے اخذ کئے گئے ہیں۔ ترتیب میں جو کمال پروفیسر صاحب نے کیا ہے، اس کی نظیر اگر ناممکن نہیں تو فی زمانہ محال ضرور ہے۔

کتاب کیا ہے، قادیانی مذہب کا انسائیکلوپیڈیا ہے۔ جو چیز آپ کو ہزاروں کتب اور رسائل پڑھنے سے مہیا نہ ہوسکے گی وہ آپ ’’قادیانی مذہب کے علمی محاسبہ‘‘ میں پائیں گے۔ ہم نے بھی قادیانی لٹریچر کا مطالعہ بہت کیا ہے۔ لیکن جو حوالہ جات پروفیسر صاحب نے ترتیب دیئے ہیں، ان میں سے بہت سے ایسے تھے جو ہماری نظر سے نہ گزرے تھے۔ انداز بیان نہایت ہی عالمانہ اور شریفانہ ہے۔ طرز تحریر دل پسند اور جاذب توجہ ہے۔ استدلال معقول اور دیانت سے مملو۔ کوئی بات بغیر حوالہ نہیں لکھی۔ جو مضمون بیان کرنا چاہتے تھے، اس کے فقرات والفاظ مرزا قادیانی آنجہانی کی کتب سے اخذ کئے ہیں تاکہ’’عطائے شما بہ لقائے شما‘‘ کا مصداق ہوسکے۔

قادیانی مذہب کی تاریخ کا لب لباب ہے جس کی نشوونما اور ارتقاء کو بتدریج بیان کیا ہے۔ مرزا قادیانی آنجہانی کے خیالات واعتقادات میں جو تبدیلیاں ماحول زمانہ کی روش کے ساتھ ساتھ ہوئیں، ان کا بیان نہایت خوش اسلوبی سے کیا گیا ہے اور قادیانی مذہب کے چہرے سے نقاب اتار کر دنیا کو اس کی اصلیت سے آگاہ کردیا ہے۔

اس مرقع میں کوئی لفظ ایسا نہیں جسے دل آزار یا خلاف تہذیب کہا جاسکے۔ دوست دشمن سب کے لئے یکساں مفید ہے۔ بہرحال پروفیسر صاحب اس علمی کارنامے کے لئے لاکھوں مبارک باد کے مستحق ہیں۔‘‘ (رسالہ صوفی منڈی بہاؤالدین، بابت ماہ جولائی ۱۹۳۵ء)

’’قادیانیت کی تردید میں اب تک علمائے اسلام نے دفتر کے دفتر تیار کر دیئے ہیں۔ لیکن عموماً وہ تحریریں مولویوں کے قلم سے نکلی ہوئی ہیں جو انگریزی تعلیم یافتہ طبقے کی ذہنیت سے کوئی مناسبت نہیں رکھتیں اور اس لئے اپنے مقصد میں بھی زیادہ مؤثر نہیں ثابت ہوئی ہیں۔ حال میں سر اقبال اور سر مرزا ظفر علی وغیرہم کی تحریروں کے باعث بحث کا رخ بدلا ہے اور اب ہمارا جدید طبقہ بھی ادھر متوجہ ہوچکا ہے۔ پروفیسر الیاس برنی صاحب اس سلسلے میں’’السابقون الاولون‘‘ میں شامل ہونے کا شرف رکھتے ہیں اور وہ ترتیب زمانی میں سر اقبال وغیرہم سے بھی اس باب میں متقدم ہیں۔ ان کی کتاب’’قادیانی مذہب‘‘ کا یہ جدید ایڈیشن بلحاظ اضافہ مضامین ایک جدید اور مستقل کتاب کے حکم میں ہے اور اس میں قادیانی مذہب کے اسرار کو ایک جدید طرز پر طشت ازبام کیا گیا ہے جو دلچسپ بھی ہے اور دلنشیں بھی۔

اس ضخیم کتاب میں مؤلف نے کمال یہ کیا ہے کہ خود بہت ہی کم لکھا ہے بلکہ خود مرزا غلام احمد قادیانی (بانی فرقہ) کی تحریروں سے ان کے اقتباسات لے لے کر انہیں ایک خاص ترتیب اور سلیقہ مندی سے پرودیا ہے جس سے مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوے اور تعلیمات اور خود ان کی زندگی کے سارے خط وخال نظر آتے ہیں۔ رومی اور چینی نقاشوں کے معرکہ کا مشہور قصہ یہ چلا آرہا ہے کہ چینی نقاشوں نے بڑی محنت سے دیوار پر نقش ونگار بنائے۔ رومی ہنرمندوں نے اور کچھ نہ کیا، صرف یہ کیا کہ مقابل کی دیوار کو صیقل کر کے آئینہ بنادیا اور جوں

ہی پردہ اٹھا، ساری چینی نقاشیاں ہو بہو رومی دیوار پر منعکس ہوگئیں۔ برنی صاحب کا فن نقاشی بھی کچھ اسی قسم کا واقع ہوا ہے۔ انہوں نے مرزا قادیانی کا چہرہ خود مرزا قادیانی کے آئینہ میں جلا کر دکھا دیا ہے اور خود الگ کھڑے ہوگئے ہیں۔

دلچسپی سے کتاب کا کوئی صفحہ خالی نہیں۔ عبارت کسی خشک علمی یا مذہبی کتاب کی نہیں، ناول یا افسانہ کی معلوم ہوتی ہے۔ جا بجا قلم کی شوخیاں اور مہذب ظرافتیں اس پر مستزاد ہیں۔'' (اخبار صدق لکھنؤ، مؤرخہ ۲۱؍جون ۱۹۳۵ء)

''الغرض پچاس سال کا ایک عظیم مغالطہ جس میں ہندوستان کے غریب تعلیم یافتہ مسلمان اور شاید حکومت انگریزی بھی مبتلا ہوگئی تھی، اب اس کا پردہ چاک ہو رہا ہے اور جس کا اس تحریک میں جہاں مقام تھا، وہ پہچانا جارہا ہے۔

صرف یہ ہی نہیں کہ قادیانی جماعت اور حکومت کے تعلقات اسی نوبت تک پہنچ چکے ہیں۔ بلکہ یکا یک قدرت کی طرف سے یہ عجیب معاملہ ہو رہا ہے کہ قادیانی بحث ومباحثہ، جسے اب تک خالص دیوبند اور فرنگی محل، بریلی اور سہارنپور کی جبہ ودستار والے مولویوں کا ایک مذہبی مشغلہ سمجھا جارہا تھا، جدید تعلیم یافتہ گروہ کی نگاہیں اس کی طرف اٹھ گئیں۔ ایک طرف جماعت احرار جس میں تعلیم یافتوں کی ایک معقول تعداد شریک ہے، وہ اس تحریک کے استیصال کے لئے آستین چڑھا چکی ہے تو دوسری طرف مولوی ظفر علی خان کا شبر یز خاصہ ان کے تعاقب میں سرپٹ چھٹا ہوا ہے اور حال میں علامہ سر اقبال ''ادام اللہ فضلہ وطول اللہ عمرہ'' کے اس حقیقت خیز ولولہ انگیز مقالے نے ہمالیہ سے راس کماری تک ہلچل ڈال دی ہے جس میں انہوں نے مسئلہ ختم نبوت کے فلسفیانہ پہلو کو قدرتی قانون پر منطبق کر کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت گزاری کا عظیم شرف حاصل کیا ہے۔''متع اللہ المسلمین بطول بقائہ''

لیکن جدید طبقے کی تمام کاوشوں میں سب سے زیادہ منظم، باضابطہ وسنجیدہ شکار واقع میں وہ عظیم وخطیر کارنامہ ہے، جس کے لئے قدرت کے ہاتھوں نے مسلم یونیورسٹی کے ایک ہونہار سپوت، عثمانیہ یونیورسٹی کے جلیل القدر استاد پروفیسر الیاس برنی ایم.اے، ایل.ایل.بی ناظم دارالترجمہ عثمانیہ یورنیورسٹی کو منتخب کیا۔ فاضل موصوف اب تک ملک میں اپنی معاشی اور ادبی خدمت کی بنیاد پر شہرت رکھتے تھے۔لیکن دو سال ہوئے کہ حیدرآباد میں ایک شر پیدا ہوا، جس سے خیر کا عظیم سمندر ابل پڑا۔

پروفیسر مذکور نے ایک تقریر کی تھی جس کا قادیانیوں سے دور کا بھی تعلق نہ تھا۔ زیادہ سے زیادہ انہوں نے اسلام کے نظریہ ختم نبوت کی عالمانہ مثال میں تشریح کی تھی۔لیکن قادیانیوں نے برنی صاحب کو بھی بے کس، بے زبان مولویوں پر قیاس کر کے ''ریش بابا'' کے ساتھ بھی بازی گری کا ارادہ کیا۔ حسب عادت ایک رسالہ شائع ہوا جس میں برنی صاحب سے مطالبہ کیا گیا کہ تم نے رسول اللہ ﷺ کی ختم نبوت کا تزکرہ اپنی تقریر میں کیوں کیا؟...... ظاہر ہے کہ ایک مسلمان اس مطالبہ پر جس حد تک برہم ہوسکتا ہے، برنی صاحب بھی ہوئے، لیکن بجائے کسی لفظ زق زق کے، خاموشی کے ساتھ انہوں نے قادیانی لٹریچر کی فراہمی کا کام شروع کر دیا اور بڑی تدبیروں سے انہوں نے جب اس جماعت کے پیشوا اور اس کے معتبر اہل قلم مرزا قادیانی کے مقربین وخلفاء کے وثائق جمع کر لئے تو بجائے مناظرانہ ومجادلانہ طریق کے خالص علمی رنگ میں انہوں نے ایک تحقیقی مقالہ ''قادیانی مذہب'' کتاب کی صورت میں شائع کیا۔ برنی صاحب کی قلم سے یہ کتاب کچھ ایسے انداز میں نکل پڑی کہ ہاتھوں ہاتھ ملک میں پھیل گئی اور ڈیڑھ سال کے عرصہ میں جدید اضافوں کے ساتھ اس کے دو ایڈیشن پیاپے نکالنے پڑے۔ بڑھتی ہوئی مانگ دیکھ کر پچھلے چند مہینوں میں پروفیسر صاحب مذکور نے اور بھی ہمت سے کام لیا۔ وقت اور روپیہ کی ایک بڑی مقدار اس کتاب کی ترتیب میں صرف کی۔ حال میں ۶۰۲ صفحات پر اس کتاب کا تیسرا ایڈیشن بڑی آب وتاب کے ساتھ پریس سے نکلا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ اب تک قادیانی تحریک کے متعلق جتنی کتابیں، رسالے، مضامین شائع ہوئے ہیں، ان سب سے اس کتاب کا رنگ بالکل نرالا ہے۔ بالخصوص چند خوبیاں خاص طور پر اس کے ساتھ مخصوص ہیں:

۱...... سب سے بڑی خصوصیت پروفیسر ممدوح نے اپنی کتاب کی یہ لکھی ہے کہ مرزاغلام احمد یا ان کی تحریک کے متعلق جو کچھ بھی لکھا جائے، جہاں تک ممکن ہو، خود مرزاغلام احمد قادیانی یا ان کے معتبر اصحاب وخلفاء کی کتابوں سے خود ان ہی کے الفاظ میں ہو۔ برنی صاحب نے بڑے اہتمام اور حزم کے ساتھ اپنے ارادے کو پایہ تکمیل تک پہنچایا ہے۔ خود راقم فرماتے ہیں: ''کل ایک سو بیس کتابوں سے مواد لیا گیا۔ جن میں سے ایک سو پانچ قادیانی ہیں اور صرف پندرہ غیر قادیانی۔ ان پندرہ میں سے بھی صرف چار قادیانی مذہب کی تردید میں ہیں۔ باقی پانچ فن طب سے متعلق ہیں۔ چند اخبارات ورسائل ہیں جن سے بعض واقعات نقل کئے گئے ہیں۔ رہیں ان میں ایک سو پانچ کتب قادیانی، ان میں سے نصف خاص مرزا قادیانی کی تصانیف ہیں۔ باقی نصف دیگر قادیانی صاحبان کی۔'' (قادیانی مذہب ص۵۹۹)

۲...... برنی صاحب نے اپنی طرف سے جو کچھ کام کیا ہے، وہ عنوانات اور سرخیوں کے قائم کرنے میں کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ قوت اجتہاد، دقت رسی، ژرف نگاہی کی جو داد ان عنوان بندیوں میں انہوں نے دی ہے یہ ان کا مخصوص حصہ ہے۔

۳...... اس کے سوا ترتیب ایسی رکھی ہے کہ تم اس کو منطقی استدلال، نفسیاتی تحلیل، تاریخی تسلسل اور تدریجی ارتقاء کی ایک سلیس اور دلچسپ کتاب جو چاہو قرار دو۔ ناظرین کی بشاشت طبع کو باقی رکھنے کے لئے سرخیوں میں ایسی جان بھری گئی ہے کہ پڑھنے والا ایک دفعہ شروع کرنے کے بعد اس وقت تک کسی دوسرے مشغلے میں اپنے کو لگا نہیں سکتا، جب تک اس کو ختم نہ کرلے۔

پروفیسر برنی سلمہ اللہ تعالیٰ نے بڑا کام سرانجام دیا ہے۔ ''فجزی اللہ عنی وعن الاسلام وعن رسول الاسلام ﷺ وعن القرآن خیر الجزاء'' سچ تو یہ ہے کہ اگر علماء کی جماعت شرح صدر اور وسعت قلب سے کام لے تو برنی صاحب کے اس کام کو ایک تجدیدی کام قرار دے سکتی ہے۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم'' (انگریزی نبوت کی انگریزی تنقید، مندرجہ اخبار صدق لکھنؤ، مؤرخہ یکم؍اگست ۱۹۳۵ء)

گوناگوں اسباب کی بدولت اس دوران میں جو آثار نمودار ہوئے وہ بھی قابل توجہ ہیں۔ ان کا ایک سادہ خاکہ خود قادیانی صاحبان کے بیان سے ذیل میں پیش کرتے ہیں۔

خود مرزاقادیانی نے اپنی کتابوں میں اور ان کے بعد قادیانی صاحبان نے اپنی تحریر وتقریر میں ہمیشہ اس بات پر زور دیا کہ سرکار انگریزی اور قادیانی تحریک میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ یہ دونوں ایک دوسرے کے ممد ومعاون ہیں۔ چنانچہ سیاسیات کی فصل ان مضامین سے لبریز ہے۔ لیکن نہ معلوم کیا صورتیں پیش آئیں کہ قادیانی صاحبان نے بے اعتنائی سے لے کر مظالم تک سرکار انگریزی کے خلاف شکایات شائع کرنی شروع کردیں۔ ان کا بھی کافی مواد سیاسیات کی فصل میں شریک ہے۔ قادیانی جذبات کے چند نمونے ذیل میں ملاحظہ ہوں:

''پہلے لوگ یہ سمجھتے تھے کہ گورنمنٹ احمدیوں کے ساتھ ہے۔ اس خیال کی وجہ سے کئی لوگ ہم پر ظلم کرنے سے رکے ہوئے تھے اور یہ صورت حالات اتنی واضح تھی کہ حکومت پنجاب کے ایک نہایت ہی اعلیٰ درجے کے افسر نے چوہدری ظفر اللہ خان صاحب سے جب کہ وہ ابھی حکومت ہند میں نہیں گئے تھے، کہا کہ اگر لوگوں کو یہ معلوم ہو کہ حکومت آپ کی حمایت یا کسی قسم کی رعایت کرنے کے لئے تیار نہیں تو آپ کو اس سے کتنا نقصان پہنچ سکتا ہے۔'' (خطبہ جمعہ الفضل قادیان ج۲۳ نمبر۱۴ص۷ کالم۱، مؤرخہ ۶؍اگست ۱۹۳۵ء، خطبات محمود ج۱۶ص۴۶۸)

’’دوسری بات جو پہلے نہ تھی، وہ حکام وقت کا موجودہ رویہ ہے۔ پہلے ہمارے دشمنوں کو کبھی کبھی سرکاری افسران کی طرف سے چشم نمائی بھی ہو جاتی تھی اوراس طرح وہ اپنی شرارتوں میں نہ حد سے گزرتے اور نہ شرارتوں کا سلسلہ کسی نظام میں زیادہ عرصے تک قائم رہ سکتا تھا۔لیکن اب مخالفت کی تنظیم سے گورنمنٹ بھی دب گئی ہے۔‘‘ (ضمیمہ اخبار الفضل قادیان ج۲۳ نمبر۶۹ ص۲ کالم۳، مؤرخہ ۱۹؍ستمبر ۱۹۳۵ء)

’’گورنمنٹ نے ایک خفیہ سرکلر جاری کیا جو قریباً تمام ضلعوں کے ڈپٹی کمشنروں کے نام بھیجا گیا کہ جماعت احمدیہ کی حالت گورنمنٹ کی نگاہ میں مشتبہ ہے۔اس لئے اس کے افراد کا خیال رکھنا چاہئے۔ یہ سرکلر تمام ضلعوں کے ڈپٹی کمشنروں کو یا اکثر اضلاع کے ڈپٹی کمشنروں کو بھیجا گیا۔ کیونکہ متفرق جگہوں سے اس سرکلر کی تصدیق ہوئی ہے۔ میں نام نہیں لے سکتا۔لیکن ایک جگہ سے تو اس سرکلر کے الفاظ تک ہمیں معلوم ہوگئے تھے۔اب اگر گورنمنٹ کے بعض افسروں کے خیال میں بھی تبدیلی ہوگئی ہے تو چونکہ حکومت کی طرف سے ایک سرکلر جاری ہو چکا ہے، اس لئے بالعموم افسر اس سرکلر کا خیال رکھیں گے اور ملازمتوں اور ٹھیکوں وغیرہ میں ہماری جماعت کے افراد کے حقوق کو پائمال کیا جائے گا۔ چنانچہ بعض جگہ ایسا ہوا بھی کہ بعض احمدی جو اچھے قابل تھے، ان کے حقوق کو افسران بالا کی طرف سے نظرانداز کر دیا گیا۔ جو پہلے حالات کے لحاظ سے ناممکن تھا۔‘‘ (الفضل قادیان ج۲۳ نمبر۱۱۵ ص۵ کالم۴، مؤرخہ ۱۳؍نومبر ۱۹۳۵ء، خطبات محمود ج۱۶ ص۶۶۹)

’’اسی طرح مجھے شملہ سے ایک خط آیا ہے کہ ہماری جماعت کے ایک معزز رکن، ایک ذمہ دار انگریز افسر سے ملنے گئے۔اس افسر نے کہا آیئے، کیسے آئے۔انہوں نے کہا کہ آپ ہمارے دوست ہیں، اس لئے ملنے آ گیا۔اس افسر نے کہ، یہ صحیح ہے میں آپ کا دوست تھا، مگر معلوم نہیں کہ آئندہ بھی ایسا رہ سکوں گا یا نہیں ...... اسی طرح انگلستان سے خطوط آئے ہیں۔ان میں ایسی رپورٹوں کا ذکر ہے جن میں بلاوجہ ہم پر الزام تراشے گئے ہیں۔‘‘ (الفضل قادیان ج۲۳ نمبر۶۹ ص۵ کالم۱، مؤرخہ ۱۹؍ستمبر ۱۹۳۵ء، خطبات محمود ج۱۶ ص۵۵۹)

’’اس وقت اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ بات کھول دی کہ کسی انسان پر اعتماد نہیں کرنا چاہئے اور یہ کہ جن کی جانیں بچانے کے لئے ہم اپنی جانیں پچاس سال تک قربان کرتے رہے، جن کی عزتیں بچانے کے لئے ہم پچاس سال تک اپنی عزتیں قربان کرتے رہے، ان پر بھی ہمارا اعتماد کرنا سخت غلطی ہے ...... ہمیں یہ جو اطمینان تھا کہ پرامن حکومت ہے اور شریف لوگوں کی حکومت ہے، گو ہمارا یہ خیال صحیح تھا اور میں اب بھی یہی سمجھتا ہوں کہ صحیح ہے۔ مگر پھر بھی ہمارا یہ اطمینان صحیح نہ تھا۔‘‘

(تقریر خلیفہ قادیان، اخبار الفضل قادیان ج۲۲ نمبر۱۸۸ ص۴، ۵، مؤرخہ ۱۲؍جون ۱۹۳۵ء، انوار العلوم ج۱۴ ص۸)

وہ جن کو ادّعا تھا اپنے عدل اور انصاف کا　　ہوا ہے راز فاش ان کی لاف اور گزاف کا
وہ جن کے لئے تم نے اپنے خون بھی بہا دیئے　　اور جن کی تقویت کے لئے مال و زر لٹا دیئے
وہ آج اپنے دشمنوں کا آپ رازدار ہے　　خلاف فعل اس کا ہر اک قول اور قرار ہے

(ملک عبدالرحمٰن خادم بی۔اے گجراتی قادیانی کی نظم، الفضل قادیان ج۲۳ نمبر۶ ص۲ کالم۱، مؤرخہ ۷؍جولائی ۱۹۳۵ء)

’’روم کی حکومت نے حضرت مسیح علیہ السلام کو صلیب پر لٹکا دیا، مگر وہ مسیحیت کو نہ مٹا سکی۔ اسی طرح انگریز مجھے سولی پر لٹکا سکتے ہیں۔ تم میں سے ہر ایک کو لٹکا سکتے ہیں ہم کو قید کر سکتے ہیں۔ مگر انگریزوں اور دنیا کی دوسری سب حکومتوں سے بھی یہ ممکن نہیں کہ احمدیت کو مٹا سکیں۔‘‘

(مرزا محمود خلیفہ قادیان کی تقریر، اخبار الفضل قادیان ج۲۲ نمبر۱۸۸ ص۶ کالم۳، مؤرخہ ۱۲؍جون ۱۹۳۵ء، انوار العلوم ج۱۴ ص۱۲)

قادیانی تحریک کے منصوبے اور مقاصد واضح ہوئے تو ملک میں بالعموم اور مسلمانوں میں بالخصوص بے چینی پیدا ہوئی کہ اس کو نظرانداز کرنا خالی ازخطر نہیں ہے اور انسداد کی ضرورت ہے۔ چنانچہ خود مرزا محمود خلیفہ قادیاں نے اس بیداری کا اچھا نقشہ کھینچا ہے۔ ملاحظہ ہو:

’’اللہ تعالیٰ اپنی مشیت کے ماتحت اور جماعت احمدیہ کے مخلصین کے اخلاص کو اور بھی زیادہ ظاہر کرنے کے ارادے سے نئے نئے لوگوں کو ہمارے مخالفوں کی صف میں لا کھڑا کر رہا ہے۔ پہلے احراری اٹھے اور انہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ ایک منظّم صورت میں جماعت احمدیہ کو کچلنا چاہتے ہیں۔ پھر امراء ان کی جماعت میں شامل ہوگئے اور ذاتی رسوخ اور ذاتی فوائد کے حصول کے لئے اور بعض افراد سے ذاتی بغض وعناد نکالنے کے لئے انہوں نے احرار کی مدد کرنی شروع کردی۔ پھر پیروں، گدی نشینوں اور اخبار نویسوں کی ایک جماعت ان کے اندر شامل ہوگئی۔ انہوں نے اس جنگ کو اخباروں اور تقریروں کے ذریعہ سے ملک کے ایسے گوشوں اور کونوں میں پہنچانا شروع کردیا۔ جہاں تک اس کا پہنچنا پہلے محال نظر آتا تھا۔ اس جوش وخروش کو دیکھ کر وہ منافقین کی جماعت جو ہمیشہ سے انبیاء کی جماعتوں کے ساتھ اسی طرح لگی رہی ہے۔ جیسے کھیتوں میں چوہے، اس نے بھی اپنا سر نکالا اور خیال کیا کہ اوہو! آج خوب موقع ہے، آؤ ہم بھی انہیں بتائیں کہ ہم کچھ بہادری کرسکتے ہیں۔ پس وہ منافق بھی چوہوں کی طرح ادھر ادھر بل کھودنے لگ گئے اور سر نکال کر اپنے وجود کا ثبوت دینے لگے۔

جمعیۃ العلماء اس وقت تک خاموش تھی۔ کیونکہ اس کے لیڈروں کو احراریوں کے سرکردہ لوگوں سے بغض وعناد ہے۔ مگر جب اس نے دیکھا کہ یہ مسئلہ خاص طور پر اہمیت اختیار کرتا جارہا ہے اور مسلمانوں کی ایک خاصی تعداد کی توجہ اس طرف ہے تو اس نے خیال کیا ایسا نہ ہو جماعت احمدیہ کے کچلنے کا سہرا احراریوں کے سر رہے۔ پس اس نے بھی اعلان کردیا کہ مسلمانان عالم کے سامنے اس وقت سب سے بڑا فتنہ جماعت احمدیہ کا ہے اور مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس کا استیصال کریں۔ جب اس زور شور سے اغیار نے جماعت احمدیہ کا مقابلہ ہوتے دیکھا تو ان میں سے آریہ سماج کے اخبار بھلا کہاں خاموش رہ سکتے تھے۔ وہ بھی اٹھے اور ہماری جماعت کی مخالفت میں لگ گئے۔ قادیان کے آریہ اور سکھ بھی ان میں شامل ہوگئے......

ہندوستان کے سیاسی لیڈر ابھی تک خاموش تھے بلکہ کہنا چاہئے کہ ان کا معتدبہ حصہ یہ کہہ رہا تھا کہ ہمیں فتنہ وفساد اور آپس کے تفرقہ سے بچنا چاہئے۔ اسی طرح اعلیٰ عہدہ دار خاموش تھے یا کم ازکم ظاہر میں خاموش تھے۔ لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ یہ طوفان مخالفت فرو ہونے میں نہیں آتا اور بڑھتا ہی چلا جاتا ہے تو انہوں نے کہا ہم پیچھے کیوں رہیں۔ اس خیال کا آنا تھا کہ سرمرزا ظفر علی صاحب نے ایک بیان شائع کردیا۔ پھر ڈاکٹر سر اقبال کو خیال آگیا کہ میں کیوں پیچھے رہوں اور اب آخر میں علامہ عبداللہ یوسف علی صاحب، جو ہمیشہ ان باتوں سے الگ رہتے تھے، بول پڑے اور سمجھا کہ اسلامیہ کالج کا پرنسپل ایسی باتوں میں کیوں دخل نہ دے اور کس لئے جماعت احمدیہ کے خلاف اپنی رائے کا اظہار نہ کرے۔ پھر اس موقعہ سے عیسائیوں نے بھی فائدہ اٹھایا اور وہ بھی ہمارے مخالفین کی صف میں شامل ہوگئے۔ غرض ہر قوم نے آج چاہا کہ ہمیں کچل دے۔ ایک طرف دنیا کی تمام طاقتیں جمع ہیں، احراری بھی ہیں، پیرزادے بھی، جمعیۃ العلماء بھی ہے، اہل حدیث بھی ہیں، دیوبندی بھی ہیں، قادیاں کے منافق بھی ہیں اور قادیان کے بعض آریہ اور سکھ بھی ہیں۔ پھر آریہ اخبارات بھی ہیں، پادری بھی ان کے ہمنوا ہیں۔ شاعر اور فلاسفر بھی ان کے ساتھ ہیں۔ سیاستدان بھی ان کے ساتھ ہیں۔ عہدہ دار بھی ان کے ساتھ ہیں اور حکومت بھی اپنا زور ان کی تائید میں خرچ کر رہی ہے۔ گویا دنیا اپنی تمام طاقتیں احمدیت کے کچلنے پر صرف کرنے کے لئے آمادہ ہورہی ہے...... ہمارے خیرخواہ مسلمانوں میں سے بعض اور دوسری قوموں میں سے کئی دفعہ کہلوا چکے ہیں کہ ان شدید مخالفت کے ایام میں میں خاموش رہوں مگر مجھے مداہنت کی ضرورت نہیں۔ میں تمام مخالفوں اور ان کے ہمنواؤں کو حضرت نوح علیہ السلام کے الفاظ ہی میں کہتا ہوں تم سارے مل جاؤ

اور اپنی تمام تدابیر احمدیت کو کچلنے کے لئے تیار کرو۔ قادیان کے ان منافقوں کو بھی اپنے ساتھ ملالو جو کھلم کھلا تمہاری تائید کر رہے ہیں اور ان منافقوں کو بھی اپنے ساتھ شامل کرلو جو نمازیں پڑھتے، روزے رکھتے اور جماعت کے دیگر کاموں میں حصہ لیتے ہیں۔ مگر اپنی پرائیویٹ مجلسوں میں (قادیانی) سلسلے کے نظام پر ہنسی اڑاتے اور اس کی تحقیر و تذلیل کرتے ہیں۔ تم سارے مل جاؤ اور دن رات منصوبے کرو اور اپنے منصوبوں کو کمال تک پہنچا دو اور اپنی ساری طاقتیں جمع کر کے احمدیت کو مٹانے کے لئے تل جاؤ۔ پھر بھی یاد رکھو! تم سب کے سب ذلیل و رسوا ہو کر مٹی میں مل جاؤ گے۔'' (الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۱۷۶ ص ۳ تا ۵، مؤرخہ ۳۰ مئی ۱۹۳۵ء، خطبات محمود ج ۱۶ ص ۳۱۳ تا ۳۱۹)

خود قادیانی جماعت کے خوددار لوگ قادیانی استبداد سے بیزار ہو چلے تو خلیفہ قادیان نے منافقوں کے نام سے ان پر بھی خوب لے دے کی۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

''ان سب باتوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہاں کے بعض منافق بھی تیس مار خاں بننے لگے ہیں۔ کچھ تو علی الاعلان ایسی باتیں کرتے اور کچھ یہ طاقت تو نہیں رکھتے اس لئے علیحدہ علیحدہ آپس میں باتیں کرتے رہتے ہیں کہ ہم سے کسی کو جماعت سے نکالیں تو سہی، ہم ایک جماعت ہیں...... منافق دو قسم کے ہیں۔ ایک تو وہ لوگ ہیں جو روپیہ یا عزت کی خاطر افسروں کو جا کر غلط باتیں بتاتے ہیں اور ایک وہ ہیں جو احرار سے ملتے ہیں۔ یہ بے غیرت اور بے شرم کہلاتے تو احمدی ہیں مگر ملتے ان لوگوں سے ہیں جو حضرت مسیح موعود کو گالیاں دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک حضرت مسیح موعود کو گالیاں دینا کوئی بات ہی نہیں اور میری مخالفت کے لئے وہ اسے برداشت کرنے کو تیار ہیں...... مجھے ایسے لوگوں کے نام بھی معلوم ہیں لیکن جیسا کہ میرا اصول ہے میں چاہتا ہوں کہ ان کو اصلاح کا کافی موقع دیا جائے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ جب تک شہادت شرعی موجود نہ ہو، میں شرعی سزا نہیں دیا کرتا۔''

(مرزا محمود خلیفہ قادیان کی تقریر، اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۱۸۸ ص ۶ کالم ۴، مؤرخہ ۱۲ر جون ۱۹۳۵ء، انوار العلوم ج ۱۴ ص ۱۳ تا ۱۵)

بالآخر خلیفہ قادیان نے حکومت کو، مسلمانوں کو اور خود اپنے نام نہاد منافقوں کو کھلا چیلنج دے دیا جو اعلان جنگ سے کم نہیں ہے۔ ملاحظہ ہو:

''حکومت سے کہہ دو کہ ہم خیر خواہ اور امن پسند ضرور ہیں مگر یہ کبھی گوارا نہیں کر سکتے کہ سلسلہ کی عزت کو کم کیا جائے۔ ادب سے لیکن کھول کر حکومت کو یہ سنا دو کہ ہم سے یہ امید نہ رکھی جائے کہ ہم سلسلہ کی بے عزتی حکام کے ہاتھوں ہوتی دیکھیں اور پھر بھی جی ہاں، جی ہاں کہتے ہوئے سر جھکائے رکھیں۔ ہم سے یہ کبھی نہ ہو سکے گا۔ مسلمانوں سے کہہ دو کہ تمہارے لئے ہم ہمیشہ قربانی کرتے آئے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ لیکن یہ کبھی نہ ہوگا کہ احمدیت میں اس وجہ سے کوئی کمزوری آنے دیں۔ جس دن تم احمدیت کے خلاف تلوار اٹھاؤ گے، اس دن بس دو ہی صورتیں ہمیں مطمئن کر سکیں گی۔ یا تو یہ کہ تم ایمان لے آؤ اور یا پھر یہ کہ پیٹھ دکھا کر بھاگ جاؤ۔ منافقوں کو اچھی طرح سن لینا چاہئے کہ ان کے بارے میں ہم کوئی نرمی یا کمزوری اختیار نہیں کریں گے۔ ان کا ہم سنگ دل انسان کی طرح مقابلہ کریں گے اور ان کی تباہی ہمارے لئے عید کا دن ہوگا۔''

(مرزا محمود خلیفہ قادیان کی تقریر، اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۱۸۸ ص ۱۰ کالم ۴، مؤرخہ ۱۲ر جون ۱۹۳۵ء، انوار العلوم ج ۱۴ ص ۲۴)

لیکن سب سے زیادہ قادیانی صاحبان جمعیۃ احرار سے ناراض ہیں۔ چنانچہ خلیفہ قادیان نے ان کو بھی چیلنج دیا۔ پیش گوئی کے اسباب تو جلد ظاہر ہوگئے۔ لیکن پیش گوئی کا مقصد حاصل نہ ہوسکا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

''آج ہمیں احرار سے بھی یہ کہہ دینا چاہئے کہ ہم نرم طبائع رکھتے ہیں، فسادی نہیں ہیں۔ لیکن تمہاری ایک ایک قربانی کے مقابلے

میں ہم دس دس پیش کر کے بھی خوش نہیں ہوں گے۔ ہم اس وقت تک آرام کا سانس نہیں لیں گے جب تک کہ تم لوگ یا تو توبہ نہ کرلو اور یا پھر تمہارے نظام کو ہم دنیا سے فنا نہ کر دیں اور تمہاری پارٹی کو توڑ نہ دیں۔ ہمارے آرام کی اب دو ہی صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ تم مومن بن جاؤ اور دوسری یہ کہ تم پراگندہ ہو جاؤ۔''

(مرزامحمود خلیفہ قادیان کی تقریر، اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۱۸۸ ص ۱۰ کالم ۳، مؤرخہ ۱۲؍جون ۱۹۳۵ء، انوار العلوم ج ۱۴ ص ۲۳)

''ابھی چند ہفتے ہوئے میں نے اسی منبر پر کھڑے ہو کر کہا تھا کہ زمین احرار کے پاؤں تلے سے نکلے جا رہی ہے اور میں ان کی شکست ان کے قریب آتے دیکھ رہا ہوں۔ اب دنیا نے دیکھ لیا کہ وہ زمین ان کے پاؤں سے نکل گئی۔''

(الفضل قادیان ج ۲۳ نمبر ۵۵ ص ۱۰ کالم ۴، مؤرخہ ۳؍ستمبر ۱۹۳۵ء، خطبات محمود ج ۱۶ ص ۵۵۲)

''ہماری جماعت کے لئے بے شک پچھلے ایام میں ایسا طویل ابتلا آیا ہے کہ بہت سے لوگ یہ خیال کرنے لگ گئے تھے کہ نہ معلوم خدا تعالیٰ کی مدد کب آئے گی اور عام طور پر کہا جانے لگا تھا کہ اس حملے کا سلسلہ بہت لمبا ہو گیا ہے مگر کسی کو کیا معلوم تھا۔ (البتہ مرزامحمود کو شاید معلوم تھا جب کہ انہوں نے کچھ دنوں پیش گوئی کی تھی کہ زمین احرار کے پاؤں تلے سے نکلی جا رہی ہے۔ للمؤلف) کہ خدا تعالیٰ نے اس فتنہ کا علاج امرتسر میں گوردوارے پر بندھک کمیٹی کے پاس رکھا ہوا ہے جو مسجد شہید گنج کے انہدام کے سلسلہ میں ظاہر ہو گیا اور جس نے مسلمانوں پر ثابت کر دیا کہ احرار جو ہماری مخالفت خدمت اسلام کے نام سے کر رہے تھے وہ جھوٹے تھے۔ اسلام کے لئے قربانی کرنا ان کا طریق نہیں۔ وہ تو اپنی ذاتی بڑائی کے لئے کام کرتے ہیں اور جب ذاتی بڑائی حاصل نہ ہوئی ہو تو وہ خدا تعالیٰ کے گھر کے لئے بھی قربانی کرنے کے لئے تیار نہیں۔ (لاہور میں سکھوں نے جو شہید گنج کی مسجد شہید کی تو قادیانی صاحبان متوقع اور منتظر تھے کہ احرار کٹ مریں گے اور قصہ پاک ہو جائے گا۔ لیکن احرار نے آئینی اور قانونی تدابیر کو مقدم سمجھا اور بعد کو عام اکابر کی بھی یہی رائے قرار پائی۔ اس لئے قادیانی صاحبان کو مایوسی ہوئی۔ للمؤلف)''

(الفضل قادیان ج ۲۳ نمبر ۹۴ ص ۶ کالم ۴، مؤرخہ ۱۹؍اکتوبر ۱۹۳۵ء، خطبات محمود ج ۱۶ ص ۶۰۷، ۶۰۸)

یوں تو خلیفہ قادیان کو دنیا جہان سے مخالفت کا شکوہ ہے۔ لیکن پھر بھی حکومت سے اور احرار سے بدگمانی کی کوئی حد معلوم نہیں ہوتی۔ رازداری کی خبر میں بھی کافی صراحت موجود ہے۔ ملاحظہ ہو:

''اب بھی خطرہ کچھ کم نہیں ہوا، صرف اس نے اپنی شکل بدل لی ہے۔ ورنہ خطرہ پہلے سے بڑھ گیا ہے۔ میں اس کی تفصیلات میں نہیں پڑسکتا۔ مگر یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ خطرہ پہلے سے زیادہ ہو گیا ہے۔ حکومت کی طرف سے بھی اور احرار کی طرف سے بھی۔ جب انہوں نے سمجھ لیا کہ یہ قوم (قادیانی) بے وقوف نہیں کہ یوں ہی آسانی سے اسے پکڑا جا سکے تو ان کے حملے نے اب عقلمندانہ شکل اختیار کر لی ہے۔''

(الفضل قادیان ج ۲۳ نمبر ۲۶ ص ۹ کالم ۴، مؤرخہ ۱۶؍جنوری ۱۹۳۶ء، خطبات محمود ج ۱۷ ص ۳۱)

لامحالہ خود قادیانی جماعت بھی عام طور پر ماحول سے متأثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی اور ڈھیلی پڑ گئی تو خلیفہ قادیان نے ان کی بھی خوب خبر لی اور اپنے ڈکٹیٹر بننے کا اعلان کر دیا۔ ملاحظہ ہو:

''گزشتہ سال کے خطبات کے بعد میں سمجھا تھا کہ اب کئی سال تک جماعت کو جگانے کی ضرورت پیش نہ آئے گی۔ مگر ابھی آٹھ ماہ ہی گزرے ہیں کہ سستی پیدا ہونے لگی ہے۔ ایک دو ہی دن ہوئے میں نے ایک اور رنگ میں بات کی تھی مگر ناظر صاحب بیت المال نے خیال کیا کہ میں نے کہا ہے کہ میں تحریک جدید کے لئے اس سال چندہ کی تحریک نہیں کروں گا اور وہ اس بناء پر بہت خوش ہوئے کہ اس تحریک سے چندہ عام کی ادائیگی میں سستی پیدا ہو گئی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کارکن جماعت کے سستوں کا بوجھ محسوس کرنے لگے ہیں۔ لیکن

میں نے گزشتہ سال یہ اعلان کر دیا تھا کہ اب میں سستوں کی پرواہ نہیں کروں گا اور جو مستعد ہیں، ان کو آگے لے جاؤں گا۔ ہم سونے والوں کو جگائیں گے مگر جو نہیں جاگیں گے، ان کو چھوڑتے جائیں گے۔

پچھلے سال میں نے بتایا تھا کہ میں نے جس قربانی کا مطالبہ کیا ہے، یہ بہت ہی کم ہے۔ آئندہ کے لئے جو اسکیم میرے مدنظر ہے وہ بہت بڑی قربانیوں کا تقاضا کرتی ہے اور اب یہی ہوگا کہ کمزوروں کے متعلق ہم یہ ہی کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے اور جو باقی ہیں، ان کو آگے بڑھا لے جاؤں گا اور اس صورت میں خواہ دس آدمی بھی میرے ساتھ ہوں، انجام کار فتح ان ہی کی ہوگی۔

پس ان معاملات میں اب میں نہ ناظروں کی پروا کروں گا، نہ انجمن کی، نہ افراد کی اور نہ جماعتوں کی اور نہ مشوروں سے کام کروں گا۔ اب تو یہی ہے کہ جو ہمارے ساتھ چل سکتا ہے چلے، اور جو نہیں چل سکتا وہ پیچھے رہ جائے۔ اب میں اس پوزیشن میں کوئی تبدیلی کرنے کو تیار نہیں ہوں ...... اب قربانی کا مطالبہ زیادہ سے زیادہ ہوگا۔ جو اس کو بوجھ سمجھتا ہے وہ نہ اٹھائے۔ حتیٰ کہ جو انگلی اٹھا کر بھی کوئی اعتراض کرے گا، میں اسے جماعت سے علیحدہ کر دوں گا۔''

(الفضل قادیان ج ۲۳ نمبر ۴۹ ص ۷ کالم ۲،۳، مؤرخہ ۲۷/اگست ۱۹۳۵ء، خطبات محمود ج ۱۶ ص ۵۲۹، ۵۳۰)

پھر خلیفہ قادیان نے اپنی جماعت کو جوش دلایا کہ موت تک کے واسطے تیار ہو جائیں۔ ملاحظہ ہو:

''برادران کرام! گزشتہ دو سال کے عرصہ میں ہم شاید سینکڑوں مرتبہ جمع ہوئے ہوں گے۔ تا اپنی مظلومیت اور بعض سرکاری حکام کی احرار نوازی کی داستان ذمہ دار ارکان حکومت تک پہنچائیں اور پھر زور اور طاقت کے ساتھ اسے پہنچانے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ حکومت کے متعلق کانگرسی اصحاب کا یہ مشہور قول بالکل درست ہے کہ وہ بہت اونچا سنتی ہے۔ ہمیں نہایت ہی افسوس ہے کہ مجلس احرار نے حکومت سے وفاداری رکھنے والی اور مصیبت میں اس کے کام آنے والی جماعتوں (یعنی قادیانیوں) کو اس سے منقطع کرنے کے لئے جو پروگرام تجویز کیا تھا، وہ ہمارے صوبہ کے بعض افسروں کی عاقبت نااندیشی اور کوتاہ نظری کے باعث بہت حد تک کامیاب ہوتا جا رہا ہے...... آپ لوگ قریباً دو سال سے جس وقت کے لئے تیار ہو رہے ہیں اور بوقت ضرورت جن قربانیوں کے لئے تیاری کے پرجوش وعدے کرتے رہتے ہیں، ان کا وقت آن پہنچا ہے۔ اب آپ کو شاید ایسے مواقع بہت کم ملیں گے کہ کسی جلسہ میں جمع ہو کر نعرے لگا دیں اور پرزور الفاظ میں سلسلے کی خاطر ہر قربانی کا وعدہ کر کے گھروں کو چلے جائیں۔ بلکہ اب وہ وقت آ گیا ہے کہ آپ کو عملاً قربانیاں کرنی پڑیں گی اور خدا کی راہ میں ممکن ہے آپ میں سے بعض کو جانیں دینی پڑیں۔ حکومت کی طرف سے انتہائی سزاؤں کا مورد بننا پڑے اور دشمنوں کی طرف سے ہر قسم کی ایذاؤں کا متحمل ہونا پڑے۔''

(قادیانیوں کی نیشنل لیگ قادیان کا ایک اجلاس عام، تقریر مرزا محمود الفضل قادیان ج ۲۳ نمبر ۴۰ ص ۱ کالم ۱ تا ۴، مؤرخہ ۱۶/اگست ۱۹۳۵ء)

(واضح باد کہ قادیانی مذہب کا پہلا ایڈیشن رجب ۱۳۵۲ھ میں تیار ہوا۔ گویا جمادی الاوّل ۱۳۵۴ھ تک تقریباً دو سال گزرے جس مدت کا تقریر میں ذکر ہے۔ للمؤلف برنی)

''قادیاں ۵/جولائی ۱۹۳۵ء آج حضور (یعنی مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان) نے مخالفین احمدیت کے انتہائی مظالم، ان کی ناقابل برداشت بدزبانیوں اور ایذارسانیوں کا ذکر فرماتے ہوئے نہایت ہی دردناک جمعہ کا خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس کے دوران میں سامعین کی ہچکیاں بندھ گئیں اور کوئی آنکھ آنسو بہانے سے باز نہ رہ سکی۔ یہ خطبہ ان شاء اللہ بہت جلد درج اخبار کیا جائے گا۔''

(الفضل قادیان ج ۲۳ نمبر ۶ ص ۲ کالم ۱، مؤرخہ ۷/جولائی ۱۹۳۵ء)

''تم (قادیانیوں) سے اگر کوئی پوچھے کہ اسلام کی زندگی کی کیا صورت ہے تو تمہاری طرف سے اس کا ایک ہی جواب ہونا چاہئے کہ: ''ہماری موت، موت، موت'' پس تم اس کے لئے تیار ہو جاؤ۔''

(مرزا محمود کی تقریر، اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۱۸۸ ص ۱۰ کالم ۳، مؤرخہ ۱۲؍جون ۱۹۳۵ء، انوار العلوم ج ۱۴ ص ۲۳)

لامحالہ اس دوران میں مالی دقتیں بھی نمودار ہوگئیں۔ اگرچہ اس قسم کی دقتیں بالعموم کم ظاہر ہونے پاتی ہیں، تاہم بحالت مجبوری اعلان میں آ گئیں:

''احباب کرام کو معلوم ہے کہ مخالفین سلسلہ عالیہ احمدیہ کی شرارتوں کی وجہ سے کچھ عرصہ سے مرکز پر بہت سے غیر معمولی اخراجات کا بوجھ بڑھ رہا ہے۔ جس کے باعث صدر انجمن احمدیہ اب پھر زیربار ہوگئی ہے اور معمولی بجٹ میں اسے اخراجات کا پورا کرنا مشکل ہو رہا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اب کچھ عرصے سے انجمن کے کارکنوں اور متعلقین کو ان کی تنخواہیں اور وظائف باقاعدگی کے ساتھ ماہ بہ ماہ ادا نہیں کئے جاسکتے اور بعض ضروری کاموں میں رکاوٹ واقع ہوئی ہے۔ اس مشکل کو حل کرنے کے لئے حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہ تجویز پسند فرمائی ہے کہ اس وقت ایک نئی تحریک تیس ہزار روپیہ قرض کے لئے جماعت کے ان خاص احباب سے کی جائے، جو حصول ثواب کی خاطر خوشی سے اس میں شریک ہونا چاہیں۔'' (اعلان، الفضل قادیان ج ۲۳ نمبر ۶۱ ص ۲ کالم ۱، مؤرخہ ۱۰؍ستمبر ۱۹۳۵ء)

''اب میں اس سوال کو لیتا ہوں کہ ہم نے اس تحریک پر گیارہ لاکھ روپیہ صرف کیا۔ اس میں قابل غور امر یہ ہے کہ یہ روپیہ آیا کہاں سے؟ ...... تو ہم پر ایک لاکھ چالیس ہزار قرض ہے۔ دو دو ماہ کی تنخواہیں لوگوں کو نہیں ملیں۔ پھر یہ گیارہ لاکھ روپیہ کہاں سے آ گیا۔''

(الفضل قادیان ج ۲۳ نمبر ۶۹ ص ۸ کالم ۲، ۳، مؤرخہ ۱۹؍ستمبر ۱۹۳۵ء، خطبات محمود ج ۱۶ ص ۵۶۹)

عام جماعت کے ساتھ ساتھ کارکن جماعت بھی شاید بددل ہوگئی کہ اس نے خلیفہ قادیان کے مقابل خودرائی اور خودسری شروع کردی۔ چنانچہ اس بارے میں خلیفہ قادیان کی شکایت قابل ہمدردی معلوم ہوتی ہے۔ ملاحظہ ہو:

''اگر ناظروں میں تعاون نہ ہو اور وہ میری باتوں کو نہ سنیں، جو تجویز میں پیش کروں، اس کے بجائے وہ اپنی تجاویز چلانا چاہیں، جو میں تدابیر بتاؤں ان کو چھوڑ کر وہ اپنی تدبیریں بروئے کار لائیں اور اگر کارکنوں میں تعاون نہ ہو، مبلغوں میں تعاون نہ ہو اور میں کچھ کہتا رہوں اور وہ کچھ کرتے رہیں تو یہ وہی بات ہوگی کہ ؎

من چہ می سرایم وطنبورۂ من چہ می سراید

مگر مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اخلاص کی کمی کی وجہ سے نہیں، بلکہ تربیت کے نقص کی وجہ سے اب تک میری مثال اور ناظروں اور کارکنوں کی مثال بالکل یہی ہے کہ ؎

من چہ می سرایم وطنبورۂ من چہ می سراید

میں کچھ کہتا ہوں وہ کچھ اور کرتے ہیں۔ میں کوئی اسکیم پیش کرتا ہوں وہ کوئی اور اسکیم چلاتے ہیں۔ میں کوئی اور پالیسی بتاتا ہوں وہ اپنی پالیسی کے پیچھے چلے جاتے ہیں ...... ضرورت اس بات کی ہے کہ جماعت محسوس کرے کہ خلیفہ وقت جو کچھ کہتا ہے اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ اگر تو وہ سمجھتی ہے کہ خلفیہ نے جو کچھ کہا، وہ غلط کہا اور اس کا نتیجہ اچھا نہیں نکل سکتا تو جو لوگ یہ سمجھتے ہوں، ان کا فرض ہے کہ خلیفہ کو سمجھائیں اور اس سے ادب کے ساتھ تبادلہ خیالات کریں۔''

(اخبار الفضل قادیان ج ۲۳ نمبر ۱۷۷ ص ۸ کالم ۱ تا ۳، مؤرخہ ۳۱؍جنوری ۱۹۳۶ء، خطبات محمود ج ۱۷ ص ۷۰، ۷۱)

یوں تو خلیفہ قادیان نے بہت کچھ جوش وخروش دکھایا۔لیکن ساتھ ہی بخوبی محسوس کرلیا کہ عام ناراضی کی تاب لانا محال ہے۔ترکیب کے ساتھ پہلو بدلنا ضرور ہے کہ یہ ظاہر بات بھی بنی رہے اور رفع شکایت بھی ہو جائے۔مرزا قادیانی کی نبوت اور مسلمانوں کی تکفیر، قادیانی جماعت کا یہ بنیادی مسلک ہے اور وہ ان دونوں پہلوؤں کو لازم وملزوم سمجھتے ہیں۔چنانچہ اس مسلک پر ان کو کس درجہ استقرار واصرار ہے، کتاب میں بکثرت شہادت موجود ہے۔مصلحت وقت کی خاطر خلیفہ قادیان نے بالآخر کفر کو کافی فرمادیا کہ نبوت بھی ضمناً ڈھیلی پڑ جائے۔عاقل را اشارہ کافی است۔توقع تھی کہ یہ تسلی کام دے جائے گی اور مسلمانوں کی شکایت وناراضی کسی نہ کسی حد تک رفع ہوجائے گی۔مگر مسلمان چونکہ قادیانی اعتقادات وجذبات سے بخوبی واقف ہوچکے ہیں، یہ تدبیر کچھ کارگر ثابت نہ ہوئی۔بہرحال تکفیر کی ترمیم قابل ملاحظہ ہے:

’’ہم میں اور ان (غیراحمدیوں) میں تو کفر کی تعریف میں اختلاف بھی بہت سا پایا جاتا ہے۔یہ لوگ کفر کے معنی سمجھتے ہیں کہ اسلام کا انکار، حالانکہ ہم یہ معنی نہیں کرتے، نہ کفر کی یہ تعریف کرتے ہیں۔ہم تو سمجھتے ہیں کہ اسلام کے ایک حد تک پائے جانے کے بعد انسان مسلمان کے نام سے پکارے جانے کا مستحق سمجھا جاسکتا ہے۔لیکن جب وہ مقام سے گر جاتا ہے تو وہ مسلمان کہلاسکتا ہے۔مگر کامل مسلم اسے نہیں سمجھا جاسکتا۔یہ تعریف جو ہم کفر واسلام کی کرتے ہیں اور پھر اس تعریف کی بناء پر ہم کبھی نہیں کہتے کہ ہر کافر دائمی جہنمی ہوتا ہے۔ہم تو یہودیوں اور عیسائیوں کو بھی اس قسم کے کافر نہیں سمجھتے۔بلکہ یقین رکھتے ہیں کہ دنیا میں جس قدر بھی کفار ہیں خواہ وہ یہودی ہیں یا عیسائی، دہریہ ہندو اور سکھ وغیرہ آخر خداتعالیٰ کا فضل ان کے شامل حال ہوگا اور خداتعالیٰ انہیں کہہ دے گا کہ جاؤ جنت میں داخل ہوجاؤ۔پس ان کے کفر اور ہمارے کفر میں بہت بڑا فرق ہے۔ان کا کفر تو ایسا ہے جیسا سرمہ والا سرمہ پیتا ہے۔وہ بھی جب کسی کو کافر کہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کرتا ہے کہ اسے پیس کر رکھ دیں۔کہتے ہیں وہ جہنمی ہے اور ابدی دوزخ میں پڑے گا۔لیکن ہم دوسروں کو کافر اصطلاحی طور پر کہتے ہیں۔ورنہ بالکل ممکن ہے کہ ایک شخص کفر کی حالت میں مرے لیکن خداتعالیٰ کسی خوبی کی وجہ سے جنت میں داخل کردے۔‘‘

(الفضل ج۲۲ نمبر۱۵۳، مؤرخہ یکم رمئی ۱۹۳۵ء، منقول الفضل قادیان ج۲۲ نمبر۱۸۹ ص۳ کالم۱، مؤرخہ ۱۳رجون ۱۹۳۵ء، خطبات محمود ج۱۶ ص۲۸۷،۲۸۸)

خلیفہ قادیان نے اپنے بچاؤ کی جو تدبیر نکالی، تو اس سے اپنے پرایوں کا اور شکوہ بڑھ گیا کہ اس درجہ غلط بیانی کی کیا گنجائش تھی۔ تکفیر کے معاملے میں قادیانی مسلک کس کو معلوم نہیں۔کتاب میں تو آئندہ بکثرت اقتباسات موجود ہیں۔فی الحال یہاں دو مختصر لیکن مستند حوالے ملاحظہ ہوں:

’’ایک شخص نے حضرت خلیفۃ المسیح (مولوی نورالدین) سے سوال کیا کہ حضرت مرزاصاحب کے ماننے کے بغیر نجات ہے یا نہیں۔فرمایا: اگر خدا کا کلام سچ ہے تو مرزاصاحب کے ماننے کے بغیر نجات نہیں ہوسکتی۔‘‘

(تشحیذ الاذہان ج۹ نمبر۱۱ ص۲۴، ماہ نومبر ۱۹۱۴ء، البدر ج۱۲ نمبر۲ ص۲ کالم۱، مؤرخہ ۱۱رجولائی ۱۹۱۲ء)

’’اب جب کہ یہ مسئلہ بالکل صاف ہے کہ مسیح موعود (مرزاغلام احمد قادیانی) کے ماننے کے بغیر نجات نہیں ہوسکتی تو کیوں خواہ مخواہ غیراحمدیوں کو مسلمان ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔‘‘

(کلمۃ الفصل مصنفہ بشیراحمد قادیانی، مندرجہ رسالہ ریویو اف ریلیجنز ج۱۴ نمبر۳ ص۱۲۹، بابت مارچ ۱۹۱۵ء)

قادیانی صاحبان کی لاہوری جماعت گو مختصر ہے لیکن نسبتاً زیادہ تعلیم یافتہ اور زمانہ شناس ہے۔اس لئے پہلے ہی تاڑ لیا کہ مرزاغلام احمد کی نبوت اور مسلمانوں کی تکفیر یہ چلنے والی بات نہیں ہے۔

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی کی وفات کے بعد جلد وہ ان عقائد سے دست کش ہوگئی اور اس پر قانع رہی کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود یا کم از کم مجدد اسلام منوایا جائے اور ان کے مریدین ومعتقدین کی ایک جماعت احمدی کہلائے اور اپنی صواب دید سے مرزا غلام احمد قادیانی کی تعلیم پھیلائے۔ چنانچہ لاہوری جماعت کے امیر مولوی محمد علی کا انگریزی ترجمہ قرآن اس مسلک کا بہت نمایاں نمونہ ہے۔ بہرحال یہ جماعت فی الجملہ مسلمانوں سے گھلی ملی رہی اور مسلمانوں سے اپنے کاموں میں بہت کافی مدد لیتی رہی۔ لیکن قادیانی منصوبے منکشف ہوئے تو مسلمان اس جماعت سے بھی کھٹکے۔ پس جس طرح خلیفہ قادیان نے مسلمانوں کی ناراضی کے خوف سے تکفیر میں ترمیم کرنی چاہی، امیر جماعت لاہور نے بھی کوشش کی کہ مسلمانوں کو غیر احمدی کہنا چھوڑ دیں۔ اگرچہ ''احمدی'' لقب اپنے واسطے مخصوص سمجھیں۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

''ایک معزز بزرگ نے جو ہماری جماعت کے بہت بڑے معاون ہیں لیکن جماعت میں شامل نہیں، حضرت امیر ایدہ اللہ (مولوی محمد علی) کی توجہ اس امر کی طرف منعطف کرائی ہے کہ جس صورت میں یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے اپنی جماعت کا احمدی نام رسول اللہ ﷺ کے اسم احمد کی بنا پر رکھا ہے، اپنے نام پر نہیں اور حقیقت بھی یہی ہے تو غیر از جماعت مسلمانوں کو ''غیر احمدی'' کے نام سے پکارنا کیونکر جائز ہوسکتا ہے۔ کیونکہ وہ بھی تو احمد مجتبیٰ ﷺ سے ایسی ہی عقیدت ووابستگی رکھتے ہیں جیسی کہ جماعت احمدیہ۔ انہیں غیر احمدی کہنا گویا رسول اللہ ﷺ سے ان کی غیریت ظاہر کرنا ہے۔ اس لئے غیر احمدی کے بجائے غیر از جماعت کے لفظ استعمال کئے جایا کریں تو قرین انصاف ومصلحت ہوگا۔

اس پر حضرت امیر ایدہ اللہ نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ اس سوال کو اخبار میں زیر بحث لایا جائے اور ذیل کے سوال پر احباب کی رائے معلوم کی جائے۔ اگر ہماری جماعت کا نام احمدی، رسول اللہ ﷺ کے اسم احمد کی طرف منسوب ہے تو گو ایک جماعت خصوصیت سے اس اسم کی مظہر ہوسکتی ہے۔ لیکن کسی دوسری جماعت کو غیر احمدی کہنا کہاں تک درست ہے، جس کا ظاہر مفہوم یہ ہوگا کہ گویا ایسے لوگوں کو احمد ﷺ سے کوئی نسبت نہیں ہے اور جس صورت میں ہماری جماعت کے کسی فرد کا یہ خیال نہیں تو آیا ایسی حالت میں کہ بعض احباب کو یہ لفظ ناگوار گزرتا ہے، کیا مناسب نہ ہوگا کہ ہم اس لفظ کے استعمال کو چھوڑ دیں۔ امید کہ احباب کرام اس بارے میں اپنی آراء اخبار میں بھیج کر اس سوال پر روشنی ڈالیں گے۔ خاکسار دوست محمد۔'' (پیغام صلح لاہور ج۲۳ نمبر۳۸ ص۵، مؤرخہ ۱۱؍جون ۱۹۳۵ء)

عام بیداری کے تحت ڈاکٹر سر محمد اقبال کی تحریک اور مسلمانوں کی تائید پر انجمن حمایت اسلام لاہور نے ۱۹۳۶ء کے اوائل میں ایک قرارداد منظور کی جس کی رو سے قادیانی صاحبان انجمن کی رکنیت سے علیحدہ ہوگئے اور آئندہ کے واسطے بھی ناقابل شرکت قرار پائے۔

اس موقع پر مولوی محمد علی قادیانی امیر جماعت لاہور نے اپنی بریت کے واسطے جو معذرت پیش کی وہ قابل غور ہے۔ ملاحظہ ہو:

''اگر آپ احمدی جماعت لاہور کے متعلق کوئی فتویٰ دینا چاہتے ہیں تو جماعت کے مطبوعہ عقائد آپ کے سامنے ہیں۔ تیس سال قبل کی میری ذاتی تحریرات سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ ان عقائد کی بناء پر جو فتویٰ دینا چاہیں، دیں۔ اگر ذاتی طور پر مجھ پر فتویٰ کا سوال ہے تو ایسا کفر کا فتویٰ، جس کو تیس سال قبل کی تحریروں سے سہارا دینے کی ضرورت ہو، شاید ہی مفید ثابت ہو۔''

(پیغام صلح لاہور ج۲۴ نمبر۸ ص۹ کالم۱، مؤرخہ ۳؍فروری ۱۹۳۶ء)

گویا کنایۃً مولوی محمد علی قادیانی تسلیم کرتے ہیں کہ تیس سال قبل خود مرزا غلام احمد قادیانی کی حیات اور صحبت میں ان کے جو عقائد تھے اور جن کو وہ شائع بھی کرتے تھے، تکفیر کا موجب ہوسکتے ہیں۔ لیکن اس دوران میں ان کے عقائد بالکل بدل گئے۔ گویا کہ وہ مسلمان ہوگئے۔ لیکن پھر بھی وہ مرزا قادیانی کے کامل متبع رہے اور اب بھی قادیانی جماعت لاہور کے امیر ہیں۔

معشوق ما بہ مشرب ہر کس موافق ست   باما شراب خورد و بہ زاہد نماز کرد

ڈاکٹر سر محمد اقبال کو بار بار یاد دلایا جاتا ہے کہ وہ حال تک قادیانی جماعت کے مخالف نہ تھے بلکہ ایک گونہ موافق اور مؤید تھے۔ چنانچہ مولوی محمد علی لاہوری قادیانی بھی مذکورہ بالا معذرت میں شکایۃً تحریر کرتے ہیں:

’’علامہ سر محمد اقبال جیسے بلند پایہ انسان جسے (یعنی خود مولوی محمد علی قادیانی کو) آج سے چار سال پیشتر ایک مسلمان کمیٹی کا صدر بنائیں، آج اسے کافر قرار دیں۔ مرزا محمود احمد صاحب (خلیفہ قادیان) کو کشمیر کمیٹی کا صدر بنانے میں سر محمد اقبال پیش پیش تھے اور جس جماعت کو سولہ سترہ سال پیشتر ٹھیٹھ اسلامی سیرت کا نمونہ بنائیں (یہ الفاظ علی گڑھ میں ڈاکٹر سر محمد اقبال نے احمدیوں کے متعلق کہے) اسے آج کافروں کی جماعت قرار دیں۔ پس مناسب یہ ہے کہ جو کچھ فتویٰ آپ دیں، وہ آج کی تحریرات پر دیں۔‘‘

(پیغام صلح لاہور ج ۲۴ نمبر ۸ ص ۹ کالم ۱، مؤرخہ ۳ر فروری ۱۹۳۶ء)

کیفیت یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے مذہب کو جس شکل میں پیش کیا وہ مدتوں ابہام، التباس اور تضاد کی بدولت چیستان اور معمّہ بنا رہا۔ حتیٰ کہ خود مرزا غلام احمد قادیانی کو اور ان کے صاحبزادے مرزا محمود خلیفہ قادیان کو اعتراف بلکہ اصرار ہے کہ مدت تک خود مرزا غلام احمد قادیانی کو ٹھیک پتہ نہ چل سکا کہ وہ کیا دعویٰ کر رہے ہیں اور کیا حیثیت رکھتے ہیں۔ بہ مشکل تمام آخر عمر میں مرزا غلام احمد قادیانی کچھ سمجھے کہ وہ واقعی نبی اور رسول ہیں۔ لیکن پھر بھی انہوں نے اس درجہ بات گول رکھی کہ اب تک قادیانیوں کی لاہوری جماعت باوجود مرزا غلام احمد قادیانی کی پیرو ہونے کے ان کے ادعائے نبوت ورسالت کی تاویل کرتی ہے۔

ان ہی الجھنوں کی بدولت مدت تک مسلمان متردد رہے کہ بالآخر مرزا غلام احمد کے مذہب پر کیا حکم لگائیں۔ بالخصوص جدید تعلیم یافتہ طبقے نے حسن ظن مقدم سمجھا۔ لیکن قادیانی صاحبان نے اس حسن ظن سے دل کھول کر فائدہ اٹھایا۔ حتیٰ کہ ان کا اصلی مسلک اور حقیقی مقصد بخوبی واضح ہوگیا اور مسلمانوں کو ان کے اقوال وافعال سے بخوبی ثابت ہوگیا۔

ترسم کہ بہ کعبہ نہ رسی اے اعرابی   کیں راہ کہ تو میروی بہ ترکستان ست

چنانچہ ڈاکٹر سر محمد اقبال نے بھی جو حال میں انگریزی مضامین لکھے ہیں، ان میں افسوس کیا ہے کہ مدت تک مسلمان دھوکے میں رہے اور حال میں ان پر قادیانی تحریک کی پوری حقیقت کھلی۔ اس صورت میں مسلمانوں کو شکایت کا حق ہے نہ کہ قادیانی صاحبان کو کہ حسن ظن اور حسن سلوک بے محل ثابت ہوا۔ تاہم جہاں تک عقائد کا تعلق ہے، ڈاکٹر سر محمد اقبال نے مولوی محمد علی قادیانی کی طرح کوئی رنگ نہیں بدلا۔ بلکہ آج سے ایک مدت قبل بھی ان کا وہی عقیدہ تھا جو آج ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب موصوف کا فتویٰ ملاحظہ ہو:

’’لمعات میں ڈاکٹر محمد اقبال صاحب پی۔ ایچ۔ ڈی بیرسٹرایٹ لاء کا ایک مضمون چھپا ہے جس میں وہ لکھتے ہیں جو شخص نبی کریم ﷺ کے بعد کسی ایسے نبی کے آنے کا قائل ہے جس کا انکار مستلزم کفر ہو، وہ خارج از دائرہ اسلام ہے۔ اگر قادیانی جماعت کا بھی یہی عقیدہ ہے تو وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے۔‘‘ (الفضل قادیان ج ۳ نمبر ۱۰۵ ص ۹ کالم ۳، مؤرخہ ۱۱ر اپریل ۱۹۱۶ء)

رہی یہ فرمائش کہ سابقہ تحریرات کو نظر انداز کر کے جدید تحریرات پر فتویٰ دیا جائے، اس کے واسطے لازم ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی وہ تعلیم اور وہ تصانیف جن پر سابقہ تحریرات مبنی ہیں، ان کے منسوخ ومتروک ہونے کا اعلان کر دیا جائے تاکہ نفاق رفع ہو۔ اس کے بعد شاید فتوے کی ضرورت ہی باقی نہ رہے۔

اس کتاب کے تیسرے ایڈیشن پر ملک میں کیا رائے قائم ہوئی اور اس دوران میں کیا کیا آثار نمودار ہوئے، مختصر کیفیت پیش ہوئی۔ ذیل میں چوتھے ایڈیشن کی خصوصیات بطور اجمال پیش کرتے ہیں۔

اس کتاب کے پہلے ایڈیشن میں پانچ مختصر فصلوں کے تحت تقریباً پچاس عنوانات درج تھے۔ تقطیع چھوٹی، حجم (۱۲۰) صفحہ، دوسرے ایڈیشن میں گیارہ فصلوں کے تحت تقریباً اڑھائی سو عنوانات درج ہوئے۔ تقطیع متوسط، حجم (۳۴۰) صفحہ۔ تیسرے ایڈیشن میں تیرہ فصلوں کے تحت چار سو عنوانات درج ہوئے۔ تقطیع متوسط، حجم (۶۲۵) صفحہ۔ خیال تھا کہ تیسرا ایڈیشن کتاب کی مستقل شکل قرار پائے گا۔ چنانچہ اس ایڈیشن میں اس کا اعلان بھی کر دیا تھا۔ لیکن خدا کی قدرت اس دوران میں قادیانی تحریک کے متعلق مستند معلومات کا اور بہت سا ذخیرہ ہاتھ آ گیا، جس کی پہلے سے کوئی توقع نہ تھی اور جس کو نظر انداز کرنا بھی کسی طرح ممکن نہ تھا۔ لہٰذا یہ کل جدید معلومات چوتھے ایڈیشن میں شریک کر دی گئیں۔ بعض اقتباسات، جن سے کئی کئی پہلو نکلتے ہیں۔ اپنے اپنے محل پر کئی کئی جگہ بھی درج ہوئے ہیں۔ لیکن یہ تکرار صرف چند اقتباسات کے واسطے مخصوص ہے۔ عام طور پر ہر اقتباس اپنے محل پر صرف ایک مرتبہ درج ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بہ تعداد کثیر، جدید عنوانات شریک ہوئے اور ان میں سے ہر ایک کے تحت کافی اقتباسات درج ہیں۔ ان کے علاوہ جابجا قدیم عنوانات کے تحت بھی مزید اقتباسات درج ہوئے۔ ضمیمہ جات میں بھی اسی طرح کچھ اضافہ ہوا۔ بغرض امتیاز جدید عنوانات کے ساتھ علامت (ج[1]) اور مزید اقتباسات درج ہونے کی صورت میں قدیم عنوانات کے ساتھ علامت (م) تحریر کر دی ہے تاکہ کوئی چاہے تو بہ یک نظر معلوم کر لے کہ تیسرے ایڈیشن کے مقابل چوتھے ایڈیشن میں کیا کیا اضافہ ہوا۔ علاوہ بریں چونکہ کیفیت اور کمیت کے لحاظ سے مضامین بہت بڑھ گئے۔ اس لئے کل کتاب کو ازسرنو بیس فصلوں میں تقسیم کر دیا۔ امید ہے کہ اس تقسیم سے تفہیم میں بہت سہولت رہے گی۔ اس طرح چوتھے ایڈیشن میں بیس فصلیں اور ان کے چار تمہیدیں اور چار ضمیمے داخل ہیں۔ چونکہ حجم کافی بڑھ گیا ہے۔ اس لئے متوسط تقطیع کے بجائے بڑی تقطیع پر کتاب طبع ہوئی، پھر بھی کافی ضخیم رہی۔

یہ سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ آخر یہ اضافوں کا سلسلہ کب تک جاری رہے گا اور کتاب کی آخری شکل کب قرار پائے گی۔ واقعہ یہ ہے کہ بظاہر تیسرا ایڈیشن مکمل شکل قرار پا چکا تھا۔ یہ محض تائید غیبی تھی کہ جس مواد کا وہم وگمان بھی نہ تھا، وہ خود بخود میسر آ گیا۔ لیکن کتاب اس نوبت پر آ گئی کہ آئندہ کسی متعدبہ اضافہ کی گنجائش اور ضرورت باقی نہیں رہی۔ یوں معمولی کمی بیشی دوسری بات ہے۔ لہٰذا اس چوتھے ایڈیشن کے مکمل ہونے میں کوئی شک نہیں ہوسکتا۔

سب سے اوّل عبدالخالق سلمہ اور ان کے ساتھ عبدالحلیم سلمہ، عبدالقدوس ہاشمی سلمہ، غلام دستگیر رشید سلمہ اور برادرم کمال احمد فاروقی سلمہ۔ یہ وہ عزیز نوجوان ہیں جنہوں نے اس کتاب کی تالیف، طباعت اور اشاعت میں ہاتھ بٹایا۔ اللہ تعالیٰ ان مخلصین کو دارین میں جزائے خیر عطاء فرمائے۔ آمین!

ملک وملت کے بہی خواہ قادیانی لٹریچر کے اس مجموعے کو مطالعہ فرماویں۔ قادیانی صاحبان کے عذرات وتاویلات کو سماعت فرماویں اور پوری تحقیق کے بعد انصاف فرماویں کہ فی الواقع قادیانی تحریک دین وایمان، تہذیب واخلاق، تمدن ومعاشرت اور قومیت وسیاست کے حق میں کیا حکم رکھتی ہے اور کیا انجام چاہتی ہے۔

معروضہ: خادم محمد الیاس برنی

بیت السلام، حیدرآباد دکن، ماہ شوال ۱۳۵۴ھ

---

[1] اب ان علامات (ج) اور (م) کو اس نئے ایڈیشن میں حذف کر دیا گیا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمہید پنجم

اس کتاب ''قادیانی مذہب'' کا چوتھا ایڈیشن ادھر شائع ہو، ادھر ختم ہوگیا۔ نصف سے زیادہ تو ہدیۃً تقسیم ہوا اور جو باقی بچا وہ ہاتھوں ہاتھ نکل گیا۔ بالخصوص اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقوں میں اس کی بہت مانگ رہی۔ اکابر ملت نے زبانی اور تحریری اعتراف فرمایا کہ جو اہم معلومات اس کتاب میں شائع ہوئیں۔ خاص و عام بیشتر ان معلومات سے بے خبر تھے اور یہ بے خبری ملک وملت کے حق میں سخت خطرناک تھی۔ اس کتاب سے قادیانی مذہب کی حقیقت کھل گئی۔ ترتیب وتفہیم کا جو اہتمام کیا گیا، وہ سراسر جدید اور اپنی نظیر آپ ہے۔ اس سے زیادہ مستند اور تشفی بخش طریق ممکن نہیں۔ یہ کتاب اپنی تحقیق و جامعیت کی بدولت قادیانیت کی قاموس بن گئی جو آئندہ تالیف وتصنیف میں مخزن معلومات کا کام دے گی۔

حامی دین متین امیر المومنین اعلیٰ حضرت نواب میر عثمان علی خاں بہادر آصف سابع سلطان العلوم شاہ دکن خلد اللہ ملکہ کی رعایا پروری اور مذہبی رواداری تو مشہور ومسلم ہے۔ چنانچہ قادیانیوں کو بھی اس سے مستفید ہونے کا پورا موقع ملا۔ آج سے بیس سال قبل جب کہ قادیانی جماعت حیدرآباد میں اپنے قدم جمارہی تھی، بقول خود اس کو پوری آزادی حاصل تھی۔ ملاحظہ ہو:

''مفتی محمد صادق صاحب اور مولوی سید سرور شاہ صاحب راستہ میں آنے والے شہروں میں فرصت کے مطابق تبلیغ کرتے ہوئے حیدرآباد پہنچ گئے ہیں اور انہوں نے تبلیغ شروع کردی ہے۔ مفتی صاحب نے اپنا قیام مولوی غلام اکبر خان صاحب وکیل (بعدش نواب اکبر یار جنگ بہادر رکن عدالت عالیہ) کے مکان میں کیا ہے جس میں ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ مولوی صاحب موصوف کے پاس شہر کے معزز لوگ آتے جاتے ہیں۔ اس لئے ان سے گفتگو کرنے کا انہیں موقع مل جاتا ہے۔ ۱۸؍تاریخ کے خط میں مفتی صاحب لکھتے ہیں کہ صبح سے بارہ بجے تک پانچ معزز اشخاص کو تبلیغ کی گئی اور انہوں نے پھر ملاقات کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ اس طرح ان شاء اللہ تبلیغ کا سلسلہ دن بدن ترقی کرتا جائے گا۔'' (الفضل قادیان ج۲ نمبر۰ ۷ ص۸ کالم۲، مؤرخہ ۲۶؍نومبر ۱۹۱۴ء)

''احمدی احباب اس خبر کو سن کر خوش ہوں گے کہ جس مقصد کے لئے جناب مفتی محمد صادق صاحب اور مولانا سید سرور شاہ صاحب کو حیدرآباد دکن روانہ کیا گیا تھا۔ اس میں خدائے تعالیٰ کے فضل سے ان کو کامیابی ہوئی ہے اور انہوں نے شاہ دکن کی خدمت میں (کتاب) ''تحفۃ الملوک'' پیش کردی ہے اور اعلیٰ حضرت والی دکن نے بھی خوشی سے اس تحفہ کو قبول فرمایا ہے۔''

(الفضل قادیان ج۲ نمبر۸۳ ص۸ کالم۳، مؤرخہ ۲۷؍دسمبر ۱۹۱۴ء)

''جس مقصد کے واسطے حضرت خلیفۃ المسیح فضل عمر ایدہ اللہ تعالیٰ (مرزا محمود احمد) نے ہم کو یہاں (حیدرآباد) بھیجا تھا وہ خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے بہت کچھ پورا ہوگیا ہے اور ہو رہا ہے۔ کتاب ''تحفۃ الملوک'' باوجود بعض رکاوٹوں کے ہز ہائنس شاہ دکن کے حضور پہنچی، پڑھی گئی اور قبول ہوئی اور اظہار خوشنودی کا پروانہ ہمیں ملا۔ اس کے بعد ارا کین ریاست میں وہی کتاب خوب تقسیم ہوئی۔ بالمشافہ بڑے بڑے نوابوں، اور ججوں اور اہلکاروں اور مشائخ سے گفتگو ہوئی اور پیام حق سب کو پہنچایا گیا۔ حضرت خاتم النّبیین کی پیشین گوئی کے مطابق مسیح موعود، مہدی مسعود کے آنے کی خبر سب کو دی گئی۔ ہر جگہ کم وبیش (قادیانی) سلسلہ کے متعلق گفتگو بھی ہوئی۔ تسیم کتب کے علاوہ کئی ایک محلوں میں بڑے بڑے شاندار جلسوں میں کئی ایک وعظ ہوئے۔ تین جگہ درس قرآن شریف جاری ہوا۔ اتفاقی طور پر بعض علماء کے ساتھ

بحثیں بھی ہوئیں اور ان بحثوں کے سننے کے واسطے بعض دفعہ کئی سو آدمی کا مجمع بھی ہو جاتا رہا۔ ان سب باتوں کے علاوہ متفرق طور پر بھی لوگوں کو تبلیغ ہوئی اور ہوتی رہتی ہے۔ کئی ایک آدمی سلسلہ بیعت میں بھی داخل ہوئے۔ شہر اور اس کے نواح میں احمدیت کا خوب چرچا پھیل گیا ہے۔ اکثروں کی بدگمانیاں دور ہو رہی ہیں اور لوگ حق کو قبول کرنے کے نزدیک آتے جاتے ہیں......

سب سے زیادہ خوشی کی بات یہ ہے کہ یہاں کے بادشاہ حضور نظام دکن ایک حد تک سلسلہ حقہ کے صحیح حالات سے واقف ہو گئے ہیں اور ہم کو یہ امید ہو گئی ہے کہ ہمارے خلاف بے جا تعصب کی باتیں ان کے منصف مزاج قلب پر کوئی اثر نہ کریں گی اور احمدیوں کو وہ تمام حقوق حاصل ہوں گے جو ایک عدل گستر بادشاہ کی رعایا کو حاصل ہوتے ہیں۔ خواہ وہ کسی مذہبی عقائد کے ہوں۔

پھر یہاں کے اکثر اراکین سلطنت سلسلہ حقہ (یعنی قادیانیت) کے حالات سے آگاہ ہو گئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے دعویٰ و دلائل سے ایک حد تک وہ واقف ہو چلے ہیں۔ ایک معزز نواب صاحب کے مکان پر درس قرآن شریف ہوتا ہے۔ ایک پبلک درس چوہدری نواب علی صاحب کے مکان پر ہوتا ہے۔''

(قادیانی مبلغ کی رپورٹ، الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۱۳۰ ص ۵، ۶، مؤرخہ ۲۲ر اپریل ۱۹۱۵ء)

''حیدر آباد میں جس کام کے واسطے ہم بھیجے گئے تھے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہت کچھ پورا ہو گیا ہے اور اب ہم اضلاع ریاست میں دورہ کر کے کتاب ''تحفۃ الملوک'' تقسیم کر رہے ہیں اور تبلیغ کر رہے ہیں۔'' (الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۱۴۷ ص ۷ کالم ۳، مؤرخہ یکم رجون ۱۹۱۵ء)

''حافظ روشن علی صاحب بہ ہمراہی سید بشارت احمد صاحب (وکیل) اضلاع ریاست میں تبلیغی دورہ اور حکام و معززین میں کتاب ''تحفۃ الملوک'' تقسیم کر رہے ہیں۔ مفتی محمد صادق صاحب شہر (حیدر آباد) میں تبلیغی کام کر رہے ہیں۔''

(الفضل قادیان ج ۳ نمبر ۱ ص ۶ کالم ۲، مؤرخہ ۲۳ رجون ۱۹۱۵ء)

غرض کہ قادیانی جماعت کو رسنے بسنے کا پورا موقع مل گیا اور انہوں نے ترکیب سے چاروں طرف خوب پیر پھیلائے۔ حکومت میں، ملازمت میں، تجارت میں، تمدن میں اور معاشرت میں۔ حتیٰ کہ ان کو یہ گھمنڈ ہو گیا۔ ان کا رسوخ سب طرف حاوی ہے۔ خاص و عام ان کے موافق و مؤید ہیں۔ لہٰذا کسی کی مجال نہیں کہ ان کے مقابل دم مار سکے۔ ظرف و استعداد کم ہو تو انسان نعمت سے بھی نقصان اٹھاتا ہے۔ تمتع میں حد سے زیادہ گزر جاتا ہے۔ چنانچہ اسلامی رواداری اور حسن سلوک سے قادیانیوں نے بھی ایسا ہی نقصان اٹھایا۔ ''از ماست کہ بر ماست'' یہی مثل ان پر صادق آئی۔ چنانچہ اس کتاب کی جس طرح ابتداء ہوئی، تمہید اوّل میں تفصیل موجود ہے اور جو نتائج پیدا ہوئے وہ بخوبی ظاہر ہیں۔

خدا شرے بر انگیزد کہ خیر مادران باشد

اعلیٰ حضرت نواب میر عثمان علی خاں بہادر سابع العلوم خلد اللہ ملکہ کی رواداری اور علم دوستی تو شہرۂ آفاق ہے۔ قادیانی اپنا تبلیغی لٹریچر بارگاہ خسروی میں پیش کرتے تھے۔ بطریق معمول کتاب تو قادیانی مذہب بھی پیش ہوئی اور اس کو شرف قبول عطاء ہوا۔ چوتھا ایڈیشن ملاحظہ اقدس سے گزرنے کے بعد ایک مکتوب مبارک خانگی طور پر خواجہ حسن نظامی کو سرفراز ہوا اور چونکہ یہ مکتوب مبارک اسلامی حکومت کے مذہبی مسلک کا صحیح نقشہ تھا کہ مذہبی آزادی کے کیا شرائط ہیں، رواداری کے کیا حدود ہیں، دینداری کی کیا ذمہ داری ہے اور اسلام کی کیا تعلیم ہے؟ خواجہ صاحب نے خانگی ہونے کے باوجود مکتوب مبارک کو بنظر ہدایت خاص و عام اپنے اخبار منادی میں شائع کرنے کی عزت حاصل کی۔ کلام الملوک ملوک الکلام، مکتوب مبارک سے ملک و ملت میں جس قدر بیداری اور ہدایت پھیلی، بڑی بڑی تقریروں اور تحریروں سے یہ بات پیدا ہونی دشوار تھی۔ چنانچہ ہم بھی اس ہدایت مآب مکتوب مبارک سے اس کتاب کو مزین کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

نقل مکتوب حضور نظام

حیدر آباد دکن، مؤرخہ ۱۸ر مئی ۱۹۳۶ء خواجہ حسن نظامی صاحب!

مولوی محمد الیاس برنی جو کہ یہاں پروفیسر ہیں، ان کو تو جانتے ہوں گے کہ یہ کس طرح سے اپنی حد تک مذہبی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ یعنی انہوں نے چند کتب قادیانی مذہب کی شرح سے متعلق لکھی ہیں تاکہ اس مذہب کے اسرار نہاں سے پردہ اٹھایا جائے تاکہ کم فہم واستعداد کے اشخاص ان کے گمراہ کن خیالات میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

اس ضمن میں یہ کہہ دینا ضروری ہے کہ ہر انسان جو چاہے اپنی حد تک کوئی بھی مذہب اختیار کرے، جس کو کہ وہ اچھا جانتا ہے اور جو چاہے اپنے عقائد رکھے۔ بشرطیکہ اس کا اثر دوسرے مذاہب کے اشخاص پر نہ پڑتا ہو اور جب کہ معاملہ ایسا ہو تو پھر کسی کو اعتراض کا حق نہیں ہے۔ مگر معاملہ جب قابل اعتراض ہو جاتا ہے کہ دوسروں سے مخاطب ہو کر کہا جائے کہ اگر کوئی شخص کہنے والے کے مذہب یا اعتقادات کی پیروی نہ کرے گا تو اس کے نزدیک وہ خارج از مذہب بلکہ کافر ہو جاوے گا۔

چنانچہ یہی پوائنٹ ہے جو کہ اس وقت شاید معرض بحث میں ہے جس پر خامہ فرسائی اور ہر کتب لکھنے کی بھرمار ہو رہی ہے اور یہ کسی حد تک درست ہے۔ بہر ختم نبوت ہو چکی اور یہ اسلام کا متفقہ فیصلہ ہے جو کہ اٹل ہے۔ ورنہ بعد رسول اللہ ﷺ اگر یہ سلسلہ خدا کو باقی رکھنا منظور ہوتا تو اس کے لئے بہت سے نفوس قدسیہ اس وقت موجود تھے۔ وہ کون؟ وہی جو کہ ’’لحمک لحمی ودمک دمی‘‘ سے مرکب ہے۔

پس ظاہر ہوا کہ جب نوبت یہاں تک نہیں پہنچی تو ماوشما کا کیا ذکر۔ الحاصل آج کل کی دنیا میں مذہب کی وقعت بازیچہ اطفال سے زیادہ نہیں ہے۔ برخلاف اس کے مذہب اسلام کی کیا خوبیاں ہیں اور اس میں کون کون سے اسرار وغوامض ہیں اور اس کو سمجھانے والے کس طرح سے ہم کو سمجھنے کی ہدایت فرما گئے ہیں۔ اس پر ہم عامل نہیں رہے ورنہ اسلام کی شان اس وقت اور ہی کچھ ہوتی۔ خیر اب بھی وقت باقی رہ گیا ہے کہ ہم تلافی مافات کرلیں تاکہ اس کے ذریعہ نجات اخروی حاصل ہو۔

شاباش خواجہ صاحب کہ میرا دوسرا خط بھی شائع کر دیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ میری خانگی تحریرات کو پبلک میں لانا اچھی چیز خیال کر رکھا ہے۔ حالانکہ وہ میرے ٹوٹے پھوٹے خیالات کا آئینہ ہوتے ہیں جو کہ میرے احباب کی حد سے متجاوز نہ ہونا چاہئیں۔ زیادہ والسلام!

(عثمان علی)

(اخبار منادی دہلی، بابت ۲۲ر مئی ۱۹۳۶ء)

واقعہ یہ ہے کہ یوں تو ابتداء ہی سے مسلمانوں نے قادیانی تحریک کی روک تھام کی تردید میں کتابیں لکھیں، مناظرے کئے، اخبارات میں مضامین لکھے۔ مثلاً مولانا محمد علی صاحب مرحوم مونگیری، نواب فضیلت جنگ، مولانا انوار اللہ خان صاحب مرحوم حیدرآبادی اور مولانا ثناء اللہ خاں صاحب امرتسری یا جدید تعلیم یافتہ مسلمانوں میں مولوی ظفر علی خاں صاحب کرم آبادی۔ ان جیسے اکابر ملت نے قادیانی تحریک کے انسداد میں بہت کام کیا۔ لیکن خود مرزاغلام احمد قادیانی اور ان کے متبعین نے ابہام والتباس کے زور سے اس تحریک کو ایسا چیستان اور معمہ بنا کر پیش کیا کہ لوگ الجھن سے گھبرا کر تحقیق سے بچنے لگے اور دیگر اسلامی فرقوں کی طرح اس کو بھی ایک اسلامی فرقہ سمجھنے لگے کہ گویا یہ بھی علماء اسلام کا کوئی فروعی اختلاف ہے۔ اس کے ساتھ ہی قادیانیوں نے تبلیغ اسلام کے نام سے کچھ تگ ودو شروع کی اور اشتہار بازی سے پورا کام کیا۔ ترکیب چل گئی۔ صحیح حالات کا انکشاف تو نہ ہوا، حسن ظن کی بناء پر تائید دین کے خیال سے مسلمان امراء، رؤسا قادیانی جماعتوں کی

قدر افزائی کرنے لگے، امداد دینے لگے۔ عام مسلمانوں کو متاثر کرنے کی غرض سے قادیانی جماعتیں ان قدر افزائیوں کی تشہیر کرتی رہیں کہ گویا مسلمانوں کے سرکردہ ان کے مداح اور مؤید ہیں تو پھر مسلمانوں کو ان سے اختلاف اور احتراز کرنے کی کیا گنجائش ہے۔ نتیجہ یہ کہ سربرآوردہ مسلمانوں کے اس حسن ظن اور حسن سلوک کا مسلمانوں کے دلوں پر بہت بار پڑا اور قادیانی جماعتوں نے رسوخ پھیلانے میں اس سے بہت کام لیا۔ مسلمانوں ہی کے اثر سے مسلمانوں کو دبایا۔ جہاں مسلمانوں نے آواز اٹھانی چاہی، بڑے بڑوں کی تائیدیں شائع کر کے منہ بند کر دیا۔ چنانچہ ایک لطیفہ ہوا۔ قادیانی جماعت لاہور کے اکابر نے ہماری کتاب کے چوتھے ایڈیشن پر اپنے اخبار ''پیغام صلح'' لاہور میں جو واویلا کیا تو حسب عادت اپنی کارگزری کے ثبوت میں ہز ہائینس نواب صاحب مانگرول کی تائیدی رائے شائع کی جو خدا جانے کن تدابیر سے کب حاصل کی گئی تھی۔ لیکن ان کو علم نہ تھا کہ عالی جناب نواب صاحب مانگرول اس دوران میں ہماری کتب ''قادیانی مذہب'' ملاحظہ فرما کر اصل حال سے واقف ہو چکے تھے اور قادیانیت کے متعلق صحیح رائے قائم فرما چکے تھے۔ چنانچہ ہم نے جواب میں رائے مبارک شائع کر دی تو قادیانی صاحبان اپنا سا منہ لے کر رہ گئے۔ یہ رائے مبارک بھی مسلمانوں کے واسطے باعث ہدایت اور قابل یادگار ہے۔

''میں نے آپ کی مرسلہ چاروں کتابیں (قادیانی مذہب) توجہ سے پڑھیں۔ نقش اوّل سے نقش ثانی اور ثانی سے ثالث اور ثالث سے رابع کو بہت بہتر پایا۔ حقیقت میں آپ نے نہایت توجہ اور غور وخوض کے بعد اس آخری نمبر کو تیار کیا اور اس کی اشاعت سے دین اسلام کی ایک نہایت اہم خدمت انجام دی۔ قوم مسلم کو ایک بڑے خطرے اور فتنہ سے آگاہ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ان خدمات دینی وقومی کا اجر جمیل عطاء فرماوے۔ جزاک اللہ احسن الجزاء'' (منجانب عالی جناب نواب صاحب مانگرول)

مزید برآں خواجہ نظامی صاحب نے اپنے روزنامچہ میں لکھا اور یہ روزنامچہ اخبار ''منادی'' میں بتاریخ ۳۰؍اکتوبر ۱۹۳۶ء شائع ہوا کہ انہوں نے نواب صاحب (مانگرول) کا ایک فرمان مانگرول کے شیخ الاسلام کے پاس دیکھا جس میں نواب صاحب نے شیخ الاسلام کو لکھا تھا کہ آپ قادیانی عقائد کی تردید میں جو کچھ کہتے اور لکھتے ہیں، میں اس کو اسلام کی ایک بڑی خدمت تصور کرتا ہوں۔

غرض کہ مسلمانوں کے اعلیٰ طبقوں میں بیداری پھیلی اور قادیانیت کی حقیقت کھلی تو لامحالہ قادیانی جماعتوں کی ہوا خیزی ہوئی۔ تار عنکبوت کی طرح تدابیر ٹوٹ گئیں اور ملمع کی طرح رسوخ اڑ گیا۔ قدرتاً یہ انقلاب قادیانیوں کو سخت گراں گزرا۔ اپنی عادت کے مطابق سخت کلامی پر اتر آئے۔ حتیٰ کہ ان کی لاہوری جماعت جو مسلمانوں کی خوشنودی کا خاص لحاظ رکھتی تھی اور ان سے بے تکلف امداد پاتی تھی، اس نے بھی مایوس ہو کر طعن وتشنیع کا مشغلہ اختیار کیا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

''آج کل اس جماعت کے عبرت انگیز تماشے اکثر دیکھنے میں آتے ہیں۔ چند خود غرض، خود پرست اور دشمنان ملت نے احمدیت کے خلاف جو طوفان مخالفت برپا کر رکھا ہے، اس کی ناپاک لہروں سے بڑے بڑے مولویوں کی عبائیں اور عمامے اور بڑے بڑے لیڈروں، شاعروں اور اخبار نویسوں کے طرہ ہائے افتخار آلودہ ہو رہے ہیں۔ اغراض وعزت کی قربان گاہ پر اصول بے محابا قربان کئے جارہے ہیں۔ ان لوگوں کے دلوں اور زبانوں میں کوئی مطابقت نہیں رہی اور یہ اپنے گزشتہ اقوال اعمال کو بھی فراموش کر گئے ہیں۔ ایسی ایسی بے جوڑ اور غیر معقول باتیں ان کی طرف سے کہی جارہی ہیں جنہیں سن کر تعجب ہوتا ہے۔ مسلمانوں کے اعلیٰ دماغوں کی باطل سے یہ مرعوبیت بے حد افسوسناک ہے۔

مخالفین احمدیت کا ایک گروہ ایسا بھی ہے جو سرکردہ مسلمان علماء قائدین کو احمدیت کے متعلق اظہار رائے پر مجبور کرتا ہے۔ اگر وہ خاموش رہیں یا اپنے دلی خیالات وعقائد کا اعلان کر دیں تو ان کو طرح طرح سے بدنام کیا جاتا ہے۔ اس لئے انہیں مجبوراً مخالفین کا ہم نوا ہونا پڑتا ہے۔ اپنے اخلاق واصول کی قربانی کرنی پڑتی ہے۔ ان کا یہ اخلاقی افلاس واقعی قابل رحم ہے۔ لیکن اگر یہ خدا پر بھروسہ اور اپنے ضمیر

کا احترام کرتے اور سچی بات واضح الفاظ میں کہہ دیتے تو انہیں یہ دقت پیش نہ آتی۔ ہمیں افسوس ہے کہ گزشتہ ماہ مولانا ابوالکلام آزاد کو بھی اس مصیبت کا سامنا کرنا پڑا۔ بعض لوگ عرصہ سے اس مصیبت میں گرفتار کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ مگر مولانا سکوت وخاموشی کے قلعہ میں پناہ گزین تھے۔ لیکن ہوشیار و پرفن حیلہ سازوں نے کچھ ایسے جال بچھائے کہ طائر آزاد اپنے نشیمن خاموشی سے نکل کر ان کے جال میں گرفتار ہوگیا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون!

اخبار ''زمیندار'' ۲۶؍جون ۱۹۳۶ء میں مولانا موصوف کے دو مکتوب شائع ہوئے ہیں، جن میں آپ نے احمدیت کی مخالفت فرماتے ہوئے مجددین اور حدیث کی ضرورت سے ہی انکار فرمادیا ہے۔ ان خطوں کو رقم فرمانے کی مولانا کو کیوں ضرورت پیش آئی...... اب ذرا مولانا ابوالکلام کے ارشاد ملاحظہ فرماویں۔ پہلے مکتوب میں فرماتے ہیں:

باقی رہے مرزا (غلام احمد قادیانی) صاحب کے دعاوی تو میں نہیں سمجھتا کہ کوئی شخص جس نے اسلام کے اصول ومبادیات کو سمجھا ہے اور عقل سلیم سے بے بہرہ نہیں، یہ دعاوی ایک لحہ کے لئے بھی تسلیم کر سکتا ہے۔'' (پیغام صلح لاہور ج۲۴ نمبر۲ ص۵ کالم۱، مؤرخہ ۳؍جولائی ۱۹۳۶ء)

اسی طرح دیگر اسلامی مفکرین ومصنّفین مثلاً ڈاکٹر سر محمد اقبال، مولانا سید سلیمان ندوی، مولانا عبدالماجد دریابادی وغیرہ کے متعلق شکایات کے دفتر کھلے کہ کبھی کچھ تو معترف تھے مگر اب کیسے محترز بلکہ مخالف ہوگئے۔ حالانکہ خود قادیانی منافقت اس انجام کی ذمہ دار ہے۔ اگر شکایت کریں تو مسلمان کر سکتے ہیں کہ ان کے حسن ظن اور حسن سلوک سے کس درجہ بے جا فائدہ اٹھایا کہ درپردہ خود ان کے دین وملت کی بیخ کنی شروع کر دی اور پھر یہ سینہ زوری کہ ان سے الٹی شکایت ہو رہی ہے۔

قادیانیوں نے یہ بھی اچھی طرح محسوس کر لیا کہ ان کے مقابل مسلمانوں میں جو بیداری پھیلی اور جنبش پیدا ہوئی ہے، وہ رکنے والی نہیں ہے، بلکہ دور کی خبر لائے گی۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

''مجھے یاد ہے ہم میں سے بعض کہا کرتے تھے کہ اب مولوی ثناء اللہ صاحب کی طاقت ٹوٹ گئی ہے۔ مگر اب میں ان سے پوچھتا ہوں کہ ان کی طاقت زیادہ تھی یا احرار کی۔ اسی طرح اب بعض یہ خیال کر رہے ہیں کہ احرار کی طاقت ٹوٹ گئی ہے۔ اب ہم سو جائیں مگر یاد رکھو تمہارے لئے سونا مقدر نہیں ہے۔ تم یا تو جاگو گے اور یا مرو گے۔'' (ہائے رے بے خوابی!)

موت کا ایک دن معین ہے نیند کیوں رات بھر نہیں آتی

(الفضل قادیان ج۲۳ نمبر۲۷۰ ص۴ کالم۲،۳، مؤرخہ ۲۲؍مئی ۱۹۳۶ء، خطبات محمود ج۱۷ ص۳۰۶)

''اب تو مسلم لیگ نے بھی جس کے ممبر آزاد خیال اور روادار سمجھے جاتے ہیں اور ہندوستان کی ذہنی روح تصور کئے جاتے ہیں، ایک حلف نامہ تیار کیا ہے کہ جو ان کی طرف سے اسمبلی کے لئے امیدوار کھڑا ہو وہ یہ حلف اٹھائے کہ میں اسمبلی میں جا کر احمدیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ اقلیت منظور کرانے کی کوشش کروں گا۔'' (پیغام صلح لاہور ج۲۴ نمبر۶۰، مؤرخہ ۱۹؍ستمبر ۱۹۳۶ء)

واقعات پر کہاں تک پردہ ڈالا جا سکتا ہے۔ بالآخر عاجز آ کر خود قادیانیوں کو تسلیم کرنا پڑا کہ:

''ایک وقت یہ تھا کہ سلسلہ (قادیانی) سب کو کھائے جا رہا تھا۔ دنیا کی نگاہیں بار بار اٹھتی تھیں کہ حقیقی عامل یہ جماعت پیدا ہوگئی ہے اور آج یہ حالت ہے کہ اچھے اچھے لوگ بھی جن کے دل ادھر کھنچے ہوئے تھے، وہ نفرت کرنے لگ گئے۔''

(پیغام صلح لاہور ج۲۴ نمبر۶۳، مؤرخہ ۳؍اکتوبر ۱۹۳۶ء)

ادھر مرزا قادیانی کی نبوت کا تو پردہ ایسا چاک ہوا اور اصلیت کھلنے پر دلوں کا وہ حال ہوا کہ خود قادیانی چلا اٹھے کہ:

''وہ چمکتا ہوا ستارہ جسے خدا نے دنیا کی ہدایت کے لئے پیدا کیا، لوگوں کی آنکھوں میں نور پیدا کرنے کی بجائے سردست تو حاسدوں کے دلوں میں ایک انگارہ بن کر جل رہا ہے۔ یعنی خدا کا مسیح دنیا کی تضحیک اور اس کے تمسخر کا مرکز بنا ہوا ہے۔''

(الفضل قادیان ج ۲۴ نمبر ۱۳۳ ص ۷، ۸، مؤرخہ ۳ ردسمبر ۱۹۳۶ء، خطبات محمود ج ۱۷ ص ۷۱۴)

''قادیانی اس حقیقت سے آگاہ ہوچکے ہیں کہ ان کی خانہ ساز نبوت کچھ دنوں کی مہمان ہے۔ جماعت احمدیہ (لاہوری جماعت) نے ان کے دعاوی کی حقیقت طشت از بام کر رکھی ہے۔ اس وقت وہ ناکامی پر پردہ ڈالنے کے لئے ادھرادھر اندھیرے میں ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں کہ شاید کسی تنکے کا سہارا ان کو ورطہ ہلاکت سے بچالے۔'' (پیغام صلح لاہور ج ۲۴ نمبر ۶۳ ص ۸ کالم ۱، مؤرخہ ۳ ر اکتوبر ۱۹۳۶ء)

''قادیانیوں کی خانہ ساز نبوت کا طلسم ٹوٹ چکا ہے۔ روز بروز یہ حقیقت دنیا پر واضح ہورہی ہے کہ نبی کریم کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا۔ نیا ہو یا پرانا۔ گزشتہ تیرہ سو سال کی مذہبی تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ آنحضرت کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہے اور آپ کے بعد جس قدر بھی متنبّی ہوئے ہیں، سب کے سب ذلیل وخوار ہوئے ہیں۔ جو اس باب کا بین ثبوت ہے کہ آپ خاتم النّبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔'' (پیغام صلح لاہور ج ۲۴ نمبر ۶۴ ص ۵ کالم ۱، مؤرخہ ۷ ر اکتوبر ۱۹۳۶ء)

بہرحال قادیانی مذہب اور اس کے پیروؤں کی حقیقت کھل گئی اور ایک جماعت نے اعتراف کرلیا کہ:

''جس مذہب (قادیانی) کو ایسی کمزور بنیادوں پر بنایا جارہا ہے، یہ کبھی نہیں بن سکتا۔ یہ سمجھنا کہ لاکھ کے قریب آدمی اس کو مانتے ہیں، محض سراب ہے۔ ان میں سے ننانوے ہزار ایسے ہوں گے جو مطلق سوچ وفکر سے کام نہیں لیتے۔ پیر پرستی میں انسان عقل وخرد کو جواب دے دیتا ہے اور مرید عقیدت کے پیش نظر پیر کے عیوب کی پردہ پوشی کرتے ہیں۔'' (پیغام صلح لاہور ج ۲۴ نمبر ۶۳ ص ۴ کالم ۲، مؤرخہ ۳ ر اکتوبر ۱۹۳۶ء)

قادیانیوں کی لاہوری جماعت مصلحت آمیزی میں بڑی ماہر تھی۔ وہ قادیانی تعلیم کو اس رنگ میں پیش کرتی تھی کہ مسلمانوں کو کوئی شک وشبہ پیدا نہ ہوسکے بلکہ ان ہی کی امداد واعانت سے قادیانی مشن چل سکے۔ مدتوں یہ دورنگی خوب چلی لیکن آخر تا کجے۔ راز فاش ہونا تھا، ہوگیا۔ مسلمانوں نے دست کشی اختیار کرلی تو لامحالہ اس جماعت پر بھی زد پڑی۔ گرچہ اندرونی حالات افشا نہیں ہونے دیئے جاتے، پھر بھی کبھی کبھی جھلک نظر پڑ جاتی ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

''ان لوگوں کا دعویٰ ہے کہ ہم احمدیت کو چند روز میں نیست ونابود کردیں گے۔ ان کی اس خام خیالی پر مجھے افسوس ہے۔ لیکن اس سے زیادہ افسوس اپنے بعض ان لوگوں پر ہے جن کے دل کمزور ہوگئے ہیں۔ میں یہ تو نہیں کہتا کہ ایمان یا حضرت مسیح موعود کے دعاوی پر یقین کے رنگ میں کمزور ہوگئے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آج کل احمدیت کی مخالفت کا بہت زور ہے۔ ہمارے مخالفین احمدیت کو مٹانے پر تلے ہوئے ہیں۔'' (قادیانی جماعت لاہور کے امیر مولوی محمد علی لاہوری قادیانی کا خطبہ جمعہ، پیغام صلح لاہور ج ۲۴ نمبر ۷۰، مؤرخہ ۳ ر نومبر ۱۹۳۶ء)

''موجودہ مشکلات کی وجہ سے ہمیں اپنے چند کارکنوں کو بھی جواب دینا پڑا۔ اس طرح انہیں تکلیف ہوئی اور ان کی تکلیف سے ہمیں بھی تکلیف پہنچی ہے۔ یہ نہیں کہ ہم ان کی تکلیف کو محسوس نہیں کرتے۔ کسی کا یہ خیال کرنا صحیح نہیں کہ انجمن کے چند سربرآوردہ ارکان اوپر چھریاں لے کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ کسی تکلیف کو محسوس کئے بغیر تخفیف کررہے ہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنی تمام ذمہ داریوں کو پوری طرح جانتے ہیں۔ ان کے ہاتھ میں ایک امانت دی گئی ہے۔ موجودہ حالات میں وہ دیکھتے ہیں کہ ہم اس حد تک قدم اٹھا سکتے ہیں۔ اس سے آگے نہیں جاسکتے۔ اسی وجہ سے انہوں نے نہایت افسوس کے ساتھ چند کارکنوں کو جواب دے دیا ہے۔ میں یہ بھی کہہ دینا چاہتا ہوں کہ اس بارہ میں ہم جس حد تک پہنچے ہیں، وہ بظاہر آخری حد معلوم نہیں ہوتی...... میں نہیں کہہ سکتا کہ آئندہ کن حالات سے دوچار ہونا پڑے گا۔ آپ اتنا سوچ لیں کہ اگر آپ خلوص کے ساتھ

اس جماعت کے اندر آئے ہیں تو کوئی دکھ اور تکلیف ان کے قدم کو پھسلانے کا موجب نہیں ہوسکتی اور جو بھی مشکلات آئیں، انہیں ہر حالت میں مردانہ وار برداشت کریں۔“ (قادیانی جماعت لاہور کے امیر مولوی محمد علی لاہوری قادیانی کا خطبہ جمعہ، پیغام صلح لاہور ج ۲۴ نمبر ۷۳، مؤرخہ ۱۵ر نومبر ۱۹۳۶ء)

رہی قادیانی جماعت قادیان، جو مذہباً ٹھیٹھ قادیانی ہے، وہاں تو اندرونی معاملات میں اور بھی رازداری ہے۔ تاہم حالت بے قراری ہو تو کبھی نہ کبھی بات منہ سے نکل ہی جاتی ہے۔ بعض تازہ ترین حالات خود مرزامحمود خلیفہ قادیان کی زبانی سنئے۔

میاں صاحب عالم بیداری کے مقابل اپنی جماعت کو ڈھارس بندھانا چاہتے ہیں۔ لیکن اس پر جو افسردگی اور بے حسی طاری ہوچکی ہے اس سے عاجز معلوم ہوتے ہیں۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

”میں نے بار بار جماعت کو توجہ دلائی کہ وہ اپنے آپ کو ان مشکلات اور ابتلاؤں کے لئے تیار کریں جو مستقبل میں ان کا انتظار کر رہے ہیں۔ مگر مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آرام یا آرام تو نہیں کہنا چاہئے، آرام طلبی جو موجودہ طرز رہائش کی وجہ سے دنیا میں خصوصاً ہندوستانیوں میں پیدا ہورہی ہے، اس کی وجہ سے اکثر دوست اس بات کی جو میں کہتا ہوں، اہمیت کو نہیں سمجھتے اور اپنے اندر تغیر پیدا کرنے کے لئے آمادہ و تیار نظر نہیں آتے...... میں نے متواتر توجہ دلائی ہے کہ آئندہ کے خطرات کو محسوس کرو، اپنے اندر تغیر پیدا کرو اور ان قربانیوں کی طاقت اپنے اندر پیدا کرو جن کے نتیجے میں محفوظ رہ سکو۔ مگر بعینہٖ اسی طرح جس طرح ایک افیونی کو جگایا جاتا ہے مگر وہ پھر سو جاتا ہے، پھر جگایا جاتا ہے اور پھر سو جاتا ہے۔ جماعت کے دوستوں کو جگایا جاتا اور ہوشیار کیا جاتا ہے اور وہ قربانی کے لئے تیار ہو جاتے ہیں، مگر پھر سو جاتے ہیں۔ انہیں سوچنا چاہئے کہ کب تک کوئی گلا پھاڑتا رہے گا۔ اگر یہی حالت رہی تو تم سمجھ سکتے ہو اس کا کیا انجام ہوگا۔“

(الفضل قادیان ج ۲۳ نمبر ۲۷۰ ص ۱،۲، مؤرخہ ۲۲ر مئی ۱۹۳۶ء، خطبات محمود ج ۱۷ ص ۲۹۸ تا ۳۰۱)

میاں صاحب کو قادیانی جماعت سے ظاہری نمائش اور بے عملی کی سخت شکایت ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

”پس میں اپنی جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ باتیں کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ تم باتیں کرتے ہو مگر کام نہیں کرتے۔ یہاں مجالس شوریٰ ہوتی ہیں۔ دھڑلے سے تقریریں کی جاتی ہیں۔ لوگ رو بھی پڑتے ہیں اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ ان کا کلیجہ باہر آنے لگا ہے۔ مگر جب یہاں سے جاتے ہیں تو سست ہو جاتے ہیں۔ لوگ چندے لکھواتے ہیں مگر دینے کے لئے نہیں بلکہ لوگوں میں نام پیدا کرنے کے لئے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم احمدیت کے لئے ہر چیز قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ مگر وہ قربانی کے وقت پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔“

(مرزامحمود خلیفہ قادیان کی تقریر، اخبار الفضل قادیان ج ۲۴ نمبر ۲ ص ۹ کالم ۱، مؤرخہ ۲ر جولائی ۱۹۳۶ء، انوار العلوم ج ۱۴ ص ۲۴۲)

قادیانی جماعت میں پھوٹ پڑ رہی ہے۔ بقول مرزامحمود خلیفہ قادیان ایک معتدبہ حصہ اس عام مرض میں مبتلا ہے اور خلیفہ قادیان کی بات نہیں سنتا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

”باقی رہیں دوسری قربانیاں، ان کا بھی یہی حال ہے۔ ابھی تک میں یہی سنتا ہوں کہ فلاں کی فلاں سے لڑائی ہے۔ حتیٰ کہ نماز بھی الگ پڑھی جاتی ہے۔ ایک دوست نے سنایا کہ ایک جگہ پانچ احمدی ہیں اور پانچوں الگ الگ نماز پڑھتے ہیں...... میں نے بارہا کہا ہے کہ خدا کی عبادت میں ایسا نہ کرو، مگر بعض لوگوں پر کوئی ایسی لعنت برسی ہے کہ ان پر کوئی اثر ہی نہیں ہوتا...... پھر میں نے توجہ دلائی ہے کہ صلح کرو اور آپس میں محبت پیدا کرو، مگر اس کی طرف بھی پوری توجہ نہیں کی جاتی۔ غرض جماعت کا ایک معتدبہ حصہ ایسا ہے۔ یہ نہیں کہ ساری کی ساری جماعت ایسی ہے، مگر غرباء میں بھی اور امراء میں بھی ایسے لوگ ہیں جو ہمارے ملک کے اس عام مرض میں مبتلا ہیں۔ یہ لوگ وعظ مزے لینے کے لئے سنتے ہیں، عمل کے لئے نہیں۔ اگر عمل کے لئے سنتے تو آج تک ولایت اور سلوک کی کئی منازل طے کر چکے ہوتے۔ (گویا واعظ

صاحب خود طے کر چکے ہیں۔للمؤلف) مگر وہ مزے کے لئے سنتے یا اخبار میں پڑھتے ہیں۔(وعظ ہوتے بھی ہیں مزیدار۔کیا کیا جائے اگر کسی کو بے اختیار مزہ آ جائے۔للمؤلف)'' (الفضل قادیان ج ۲۳ نمبر ۲۷۰ ص ۵ تا ۷، مؤرخہ ۲۲ مئی ۱۹۳۶ء، خطبات محمود ج ۱۷ ص ۳۰۸ تا ۳۱۰)

سرد مہری کی یہ نوبت ہے کہ خلیفہ قادیان کے زیر اہتمام حسب معمول قادیان میں سالانہ جلسہ ہوتا ہے تو مقامی قادیانی امداد سے جان چراتے ہیں۔نہ مہمانوں کو مکان دیتے ہیں، نہ کام میں ہاتھ بٹاتے ہیں۔خلیفہ قادیان بڑی ترکیب سے سب کو سمجھاتے مناتے ہیں۔چنانچہ ملاحظہ ہو:

''پس میرے لئے یہ بات ماننی ذرا مشکل ہے کہ دوست اپنے مکان خالی نہیں کرتے یا مہمانوں کے لئے اپنی خدمات پیش نہیں کرتے۔اس لئے میں سمجھتا ہوں شاید وہی بات ہے کہ افیونی اپنی ڈبیا بھول جاتا ہے اور مکان لینے والے اچھی طرح تمام لوگوں کے پاس نہیں پہنچے۔وگرنہ ایمان کے ماتحت تو اس قسم کا سوال ہی پیدا نہیں ہوسکتا بلکہ کامل ایمان تو بڑی چیز ہے...... پس میں تو منتظمین کو ہی ملامت کروں گا اور کہوں گا کہ ان کے کام میں کچھ نقص ہے اور انہوں نے صحیح طور پر کوشش نہیں کی، ورنہ ہر مکان میں ہر سال کچھ نہ کچھ مہمان ٹھہرتے ہیں اور ہر سال لوگ مکان دیتے اور ہر سال اپنی خدمات پیش کرتے ہیں۔اب تو نیشنل لیگ کور بھی قائم ہوچکی ہے۔جس کے والنٹیئروں نے حلفیں اٹھائی ہوئی ہیں کہ وہ سلسلہ کی خدمت کریں گے۔آخر یہ حلف انہوں نے مکھن لگا لگا کر چاٹنی تو نہیں۔اس کی کوئی نہ کوئی غرض ہونی چاہئے اور وہ غرض یہی ہے کہ وہ سلسلہ کی خدمت کریں۔غرض میں سمجھتا ہوں اگر کسی شخص میں کوئی کمزوری ہے تو میرا اتنا کہنا ہی اس کے لئے کافی ہے اور اگر افسروں نے کمزوری دکھائی ہے تو انہیں چستی سے کام لینا چاہئے اور یقین رکھنا چاہئے کہ یہ کام آخر ہو جائے گا۔'' (الفضل قادیان ج ۲۴ نمبر ۱۴۲ ص ۲ کالم ۱،۳، مؤرخہ ۱۳ دسمبر ۱۹۳۶ء، خطبات محمود ج ۱۷ ص ۷۳۱، ۷۳۳)

قادیانی جماعت اب پہلا سا چندہ بھی نہیں دیتی۔سال بہ سال کمی ہو رہی ہے۔مجبوراً خلیفہ قادیان نے بھی کارکنوں کو تخفیف کا نوٹس دے دیا۔چنانچہ ملاحظہ ہو:

''اس سال چندہ کی وصولی کی رفتار نسبتاً سست ہے اور اب جو کمی پیدا ہو رہی ہے اگر جاری رہی تو گزشتہ سال سے بھی کم چندہ وصول ہوگا۔'' (مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان کا اعلان، الفضل قادیان ج ۲۳ نمبر ۳۰۰ ص ۱ کالم ۲، مؤرخہ ۲۶ جون ۱۹۳۶ء)

''میں قادیان کے لوگوں کو خصوصاً توجہ دلاتا ہوں کہ میرا ہرگز یہ ارادہ نہیں کہ اگر چندہ میں کمی ہو تو ان کاموں کو جن کو شروع کیا جا چکا ہے، بند کر دیا جائے۔میں پہلے بھی اشارۃً بیان کر چکا ہوں کہ روپیہ کی کمی کی وجہ سے کام ہرگز بند نہیں کئے جاسکتے۔اگر روپیہ کی آمد میں کمی ہوئی تو کارکنوں کی تنخواہیں دس فیصدی کم کر دی جائیں گی اور اگر دس فیصدی کمی کر کے بھی گزارا نہ ہوا تو ان کی تنخواہوں میں بیس فیصدی کمی کر دی جائے گی اور اگر بیس فیصدی کمی بھی ضروریات کو پورا نہ کر سکی تو تیس فیصدی کمی کر دی جائے گی اور اگر تیس فیصدی کمی کافی ثابت نہ ہوئی تو چالیس بلکہ پچاس فیصدی کمی کر دی جائے گی۔صدر انجمن احمدیہ کے جو کارکن پہلے سے کام کر رہے ہیں یا وہ کارکن جنہوں نے اس تحریک جدید پر کام شروع کیا ہے، میں آج سے ان سب کو ہوشیار کر دیتا ہوں کہ اگر انہیں اپنی تنخواہوں میں یہ کمی منظور نہ ہو تو وہ بے شک اپنی نوکریوں کا باہر انتظام کر لیں۔(اس بیروزگاری کے زمانہ میں ان لوگوں کو نوکری اور کہاں مل سکے گی۔للمؤلف)''

(خطبہ جمعہ الفضل قادیان ج ۲۴ نمبر ۴۳ ص ۹ کالم ۱،۲، مؤرخہ ۱۹ اگست ۱۹۳۶ء، خطبات محمود ج ۱۷ ص ۵۱۹، ۵۲۰)

لیکن قادیانیوں کی پرانی چاٹ نہیں چھوٹی۔وہی فرمائشوں کا سلسلہ جاری ہے کہ حکومت میں ہماری سفارش کی جائے۔حالانکہ حکومت سے وہ سابقہ تعلقات باقی نہیں رہے اور خلیفہ قادیان ادھر سے سخت مایوس ہو چکے ہیں۔چنانچہ ملاحظہ ہو:

''افسوس کہ ہمارے دوستوں کی آنکھیں ابھی تک نہیں کھلیں۔میرے بار بار کے خطبات کے باوجود بعض دوست لکھتے رہتے ہیں

کہ ہماری سفارش کر دو۔ حالانکہ آج کل حکومت کے بعض افسر بھی جماعت احمدیہ کے شدید دشمن ہیں...... وہ ان باتوں کو شاید مبالغہ اور مذاق سمجھتے ہیں۔ جو باتیں مجھے معلوم ہیں، وہ تو بہت بڑی ہیں مگر جتنی میں نے بتائی ہیں، ان کا ہزاروں حصہ بھی اگر ایک شخص کے متعلق ثابت ہو تو میں موت کو اس کے پاس سفارش کرنے پر ترجیح دوں...... اس میں شبہ نہیں کہ اس قسم کی مثالیں محدود ہیں۔ نہ ہندوستان کی ساری گورنمنٹیں ایسی ہیں، نہ پنجاب گورنمنٹ کے سارے افسر ایسے ہیں۔ مگر سوال تو یہ ہے کہ ایسے وقت میں کون کہہ سکتا ہے کہ کون کیسا ہے؟ پس ان حالات میں مناسب یہی ہے کہ انسان غیرت سے کام لے اور کہے کہ ہم سفارش نہیں کراتے...... جماعت کے بعض لوگ اس بات کو نہیں سمجھتے۔ ہمارے ساتھ جو ہو رہا ہے اور جس کا میں نے بار ہا اپنے خطبات میں ذکر بھی کیا ہے، وہ ان سب باتوں کو مبالغہ مخول (مذاق) اور کھیل ہی سمجھتے ہیں۔ میں جب یہ حالت دیکھتا ہوں تو اگرچہ لفظوں سے تو نہیں کہتا مگر میرا دل چاہتا ہے کہ اگر جائز ہو تو خدا تعالیٰ سے کہوں کہ وہ جماعت کے ابتلاؤں کو اور بھی بڑھا دے، تا ایسے دوستوں کے حواس درست ہوں...... میں سمجھتا ہوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکومت کا ابتلاء اسی وجہ سے آیا ہے۔ تا اللہ تعالیٰ ہمیں بتا دے کہ انگریزی حکومت میں بھی ایسے کل پرزے آ سکتے ہیں جو ہمیں نقصان پہنچائیں۔ گو یہ آج تھوڑے ہیں مگر کسی کو کیا معلوم کہ کل زیادہ ہو جائیں۔ اگر آج حکومت پنجاب میں ہیں تو کل حکومت ہند میں بھی ہو سکتے ہیں۔''

(الفضل قادیان ج ۲۳ نمبر ۲۷۰ ص ۲،۳، مؤرخہ ۲۲؍ مئی ۱۹۳۶ء، خطبات محمود ج ۱۷ ص ۳۰۱ تا ۳۰۳)

بالآخر خلیفہ قادیان نے قادیانی جماعت میں گرم جوشی پیدا کرنے کی غرض سے ''تحریک جدید'' کے نام سے تین سال کا ایک نظام العمل شائع کیا اور اس کے تحت چندہ طلب کیا لیکن خلاف توقع قادیانیوں نے کوئی سرگرمی نہیں دکھائی اور چندہ بھی کم دیا تو خلیفہ قادیان کو بھی تاب نہیں رہی اور غصہ میں آ کر جماعت کو قطع و برید کی دھمکی دی۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

''آج سے تقریباً پونے دو سال پہلے جب میں نے تحریک جدید کا اعلان کیا تھا، جماعت میں ایک شور تھا، ایک غوغا تھا، ایک ہنگامہ تھا اور لوگ کہہ رہے تھے کہ ہم کو حکم دیجئے۔ ہم اپنا سب کچھ احمدیت کے لئے قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن آج جاؤ اور تحریک جدید کے مالی وعدوں کو دیکھ لو۔ رجسٹر موجود ہیں ان سے معلوم کر لو۔ پرانے خطوط محفوظ ہیں، انہیں نکال کر پڑھ لو...... میں یہ نہیں کہتا کہ وہ لوگ جنہوں نے تحریک جدید میں وعدہ کیا اور پھر اسے پورا نہیں کیا۔ منافق ہیں مگر گئی تھے، جنہوں نے پہلے سال وعدہ کیا اور پھر وعدہ پورا بھی کیا مگر دوسرے سال کی تحریک میں آ کر رہ گئے۔ ایسے لوگ یک سالہ مومن تھے۔ ان کی دوڑ پہلے سال میں ہی ختم ہو گئی۔ دوسرے سال کی دوڑ میں وہ شریک نہ ہو سکے...... اب ان شاء اللہ! تیسرے سال کی تحریک آنے والی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کئی ہیں جو اس میں بھی رہ جائیں گے۔ وہ دو سالہ مومن ہوں گے جو تیسری تحریک کے وقت گر جائیں گے۔ غرض کچھ لوگ اس سال گر گئے اور کچھ لوگ اگلے سال گر جائیں گے۔ پھر کچھ سہ سالہ مومن ہوں گے جو تین سال قربانیوں پر صبر کر سکتے ہیں، اس سے زیادہ نہیں۔ یہ سب لوگ جھڑتے چلے جائیں گے اور گرتے چلے جائیں گے۔ یہاں تک کہ صرف وہ مومن رہ جائیں گے جو حیاتی مومن ہوں گے...... اللہ تعالیٰ خبیث اور طیب میں ضرور فرق کر کے دکھلائے گا۔ (گویا چندہ کے حساب سے صرف حیاتی قادیانی طیب رہے باقی یک سالہ، دو سالہ، سہ سالہ قادیانی سب خبیث بن کر نکل گئے۔ للمؤلف) جو لوگ گھبرا رہے ہیں اور خیال کر رہے ہیں کہ اس ذریعہ سے میں جماعت کو چھوٹا کر رہا ہوں، وہ نادان ہیں۔ وہ جانتے ہی نہیں کہ جماعت ترقی کس طرح کرتی ہے۔ وہ سمجھتے ہی نہیں کہ جماعت کی مضبوطی اور کمزوری کا کیا معیار ہوا کرتا ہے۔ کیا ایک لمبی زنجیر جس کی بعض کڑیاں کمزور ہوں، وہ مضبوط ہوتی ہے یا وہ چھوٹی زنجیر جس کی ساری کڑیاں مضبوط اور پائیدار ہوں۔''

(مرزا محمود خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ، الفضل قادیان ج ۲۴ نمبر ۴۳ ص ۷،۸، مؤرخہ ۱۹؍ اگست ۱۹۳۶ء، خطبات محمود ج ۱۷ ص ۵۱۵ تا ۵۱۷)

''مجھے تحریک جدید کے مالی شعبے اور امانت فنڈ دونوں کی رپورٹوں سے معلوم ہوا ہے کہ ان دونوں شعبوں کے چندوں میں کمی آرہی ہے اور ایک سالہ اور دو سالہ مومن کمزوری دکھا رہے ہیں۔ مگر مجھے اس کی کوئی گھبراہٹ نہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ایسے لوگ گر جائیں اور ہمارا ساتھ چھوڑ دیں اور صرف ایسی ہی مخلص جماعت رہ جائے جو پورے طور پر اطاعت کرنے اور اپنی ہر چیز قربان کرنے کے لئے تیار ہو...... پس جو کمزور ہیں وہ میری تحریک کی اہمیت کو سمجھ لیں اور اس کے مطابق عمل کریں، ورنہ اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں کہ یا تو ایک دن مرتد ہوکر انہیں جماعت سے خارج کرنا پڑے گا یا خود انہیں جماعت سے الگ کر دیا جائے گا...... پس ایک بار پھر میں جماعت کے لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ سستی اور غفلت کو چھوڑ دیں، ورنہ اس بات کے لئے تیار رہیں کہ آج نہیں تو کل خدا تعالیٰ کی طرف سے انہیں ٹھوکر لگے گی اور ان پر ایسا ابتلاء آئے گا کہ وہ ایمان سے بالکل محروم کر دیئے جائیں گے۔''

رکھیو غالب مجھے اس تلخ نوائی میں معاف آج کچھ درد مرے دل میں سوا ہوتا ہے

(مرزا محمود خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ، الفضل قادیان ج ۲۴ نمبر ۴۳ ص ۹ تا ۱۱، مؤرخہ ۱۹/ اگست ۱۹۳۶ء، خطبات محمود ج ۱۷ ص ۵۱۹ تا ۵۲۴)

بظاہر تو خلیفہ قادیان کا اعلان مارشل لاء معلوم ہوتا تھا اور توقع تھی کہ قادیانی مرعوب ہوکر چندہ کی ادائی شروع کر دیں گے۔ لیکن شاید وہ اس دھمکی کے راز سے واقف تھے۔ معلوم ہوتا ہے کچھ اثر نہیں لیا۔ بالآخر حصول چندہ کے واسطے پھر منت لجاجت کا طریق اختیار کرنا پڑا۔ چنانچہ اس بارہ میں فنانشل سیکرٹری تحریک جدید قادیان نے جو تازہ ترین اپیل شائع کی ہے، وہ بہت سبق آموز ہے۔ اس کا عنوان ہے ''چندہ تحریک جدید میں تا حال حصہ نہ لینے والی جماعتوں سے متعلق اعلان'' اس میں درج ہے کہ:

''حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد پیش کرنے کے بعد گزارش ہے کہ اس وقت چار سو سے اوپر جماعتیں ایسی ہیں جن کے وعدے موصول نہیں ہوئے اور اس کی بڑی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ سیکرٹری اور پریذیڈنٹ صاحبان نے (جو غالباً سمجھدار ہوں گے۔ للمؤلف) نہ خود چندہ کا وعدہ کیا ہے اور نہ دوسرے سے لکھا پائے۔ (ہر چہ بر خود نہ پسندی بر دیگراں مپسند۔ للمؤلف) اس لئے کام کو پیچھے ڈالتے چلے جا رہے ہیں۔ ان حالات میں دوسرے مخلصین سے درخواست ہے کہ وہ اپنی جماعت کے ہر فرد سے معمولی طور پر وعدہ چندہ تحریک جدید سال سوم کی بابت دریافت فرمالیں اور جو وعدے ہوں فارم پر لکھ کر بھیج دیں تو وہی سیکرٹری اور وہی پریذیڈنٹ کے کام کا ثواب حاصل کر سکیں گے۔'' (چندہ کے ثواب کی کیسی ناقدری ہو رہی ہے کہ کوئی آمادہ نہیں ہوتا جو یہ کام اپنے ذمے لے۔ زور وزاری بیکار ثابت ہوئی زر نہ ہاتھ آنا تھا نہ آیا۔ للمؤلف) (الفضل قادیان ج ۲۵ نمبر ۱۳ ص ۴ کالم ۳، مؤرخہ ۱۷/ جنوری ۱۹۳۷ء)

نتیجہ یہ کہ قادیانی جماعت خود خلافت کو خفیف سمجھنے لگی۔ خلیفہ قادیان کی بات بے اثر ہوگئی۔ گلا پھاڑ پھاڑ کر سمجھائیں تو بھی نہیں سنتے۔ لامحالہ خلیفہ قادیان بھی ایسی جماعت سے بیزار ہوگئے اور ایک نئی جماعت کے واسطے دعا کرنے لگے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

''میں نے ہمیشہ بتایا ہے اور اب بھی دو سال سے متواتر بتاتا چلا آرہا ہوں کہ خلافت کی غرض وغایت کچھ نہ کچھ ضرور ہونی چاہئے اور جب کوئی شخص خلیفہ کی بیعت کرتا ہے تو اس کی بیعت کے بھی کوئی معنی ہونے چاہئیں۔ اگر تم بیعت کے بعد اور میرے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دینے کے بعد میری سنتے ہی نہیں اور اپنی ہی کہی چلے جاتے ہو تو ایسی بیعت کا فائدہ ہی کیا۔ اس صورت میں تو ایسی بیعت کو تہہ کر کے الگ پھینک دینا زیادہ فائدہ مند ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ انسان دنیا میں ذلیل ہو اور خدا تعالیٰ کی نظر میں بھی لعنتی بنے۔''

(الفضل قادیان ج ۲۵ نمبر ۱۳ ص ۴ کالم ۱، ۲، مؤرخہ ۱۷/ جنوری ۱۹۳۷ء)

''پس سچی قربانی کرو اور فضول اور لغو باتیں چھوڑ دو کہ خدا تعالیٰ فضول اور لغو باتوں سے خوش نہیں ہوتا۔ یہ باتیں میں نے اتنی بار

کہی ہیں کہ اب کہتے کہتے میرا گلا بھی اس قدر متورم اور زخمی ہو چکا ہے کہ خطبہ جمعہ اور اس کے بعد نماز میں قرأت بھی بلند آواز سے نہیں پڑھ سکتا اور گلا بیٹھ جاتا ہے۔ پس میں تو اب اللہ تعالیٰ سے یہی دعا کرتا ہوں کہ وہ اپنے فضل سے ایسے لوگ مجھے عطاء کرے جو سچے طور پر میری باتیں سن کر ان پر عمل کرنے والے ہوں۔ مجھے اس سے کیا فائدہ کہ لاکھوں آدمی میرے ساتھ ایسے ہوں جو میری باتوں پر عمل کرنے والے نہ ہوں۔ سچے مومن تو میرے ساتھ اگر دس بیس ہوں تو وہی لاکھوں آدمیوں سے میرے لئے زیادہ خوشی کا موجب ہو سکتے ہیں۔''

(مرزا محمود خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ، اخبار الفضل قادیان ج۲۳ نمبر۲۹۹ ص۹ کالم۳،۴، مؤرخہ۲۵؍جون ۱۹۳۶ء، خطبات محمود ج۱۷ ص۴۰۹)

یہی نہیں کہ قادیانی جماعت میں اندرونی ابتری پھیل گئی بلکہ چل چلاؤ شروع ہو گیا اور قادیانیت کو بچانا دشوار ہو گیا۔ شدت اضطراب میں پردہ اٹھ گیا۔ ورنہ ایسے راز بہت کم ظاہر ہوتے ہیں۔ بہرحال اس ہلچل کا ایک مختصر خاکہ ملاحظہ ہو:

''ہمیں نظر یہ آتا ہے کہ ہم دشمن کے عمل سے متاثر ہو رہے ہیں اور اس کی غلطیاں بار بار ہمارے اندر داخل ہونے کی کوشش کرتی ہیں۔ ہم میں سے جو کمزور لوگ ہیں، بسااوقات وہ ان غلطیوں کا شکار ہو جاتے اور دشمن کے بداثرات سے متاثر ہو جاتے ہیں...... دشمن ہمارے گھروں میں گھس گھس کر ہماری جماعت کے نوجوانوں اور کمزور طبع لوگوں میں نقص پیدا کرتا رہتا ہے اور ہمارا سارا وقت اس اندرونی نقص کی اصلاح ہی میں صرف ہو جاتا ہے۔'' (خطبہ جمعہ الفضل قادیان ج۲۳ نمبر۲۷۹ ص۳،۴، مؤرخہ۲؍جون ۱۹۳۶ء، خطبات محمود ج۱۷ ص۳۲۹،۳۳۰)

''غرض عقیدے کی جنگ میں جہاں ہم نے دشمن کو ہر میدان میں شکست دی اور نہ صرف میدانوں میں اسے شکست دی بلکہ ہم اس کے گھروں پر حملہ آور ہوئے اور ہم نے اسے ایسا لتاڑا اور ایسا لتاڑا کہ اب اس میں سر اٹھانے کی بھی تاب نہیں رہی۔ دشمن کے ہر گھر میں گھس کر ہم نے اس کے باطل عقائد کو کچلا اور اسے ایسی کھلی شکست دی کہ دشمن کے لئے اس سے زیادہ کھلی اور ذلت کی شکست اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ وہاں عمل کے میدان میں ہم دشمنوں میں محصور ہو گئے اور ہمارے لئے ان سے بھاگنے کی کوئی جگہ نہ رہی۔ ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا اور تیسرے کے بعد چوتھا اور چوتھے کے بعد پانچواں آدمی وہ ہم میں سے نقائص اور عیوب میں مبتلا کرتے چلے جاتے ہیں۔ ہم ایک جگہ سے بھاگتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ دوسری جگہ امن ملے گا۔ مگر وہاں بھی نقص آموجود ہوتا ہے۔ پھر وہاں سے بھاگ کر تیسری طرف جاتے ہیں تو وہاں بھی دشمن آموجود ہوتا ہے۔ تیسری جگہ سے بھاگ کر چوتھی طرف جاتے ہیں تو اس جگہ بھی دشمن ہمارے مقابلہ کے لئے موجود ہوتا ہے۔ گویا جس طرح چاروں طرف جب آگ لگ جاتی ہے تو انسان حیران رہ جاتا ہے اور وہ نہیں سمجھ سکتا کہ وہ کیا کرے۔ یہی اس وقت ہماری حالت ہے۔'' (خطبہ جمعہ، الفضل قادیان ج۲۳ نمبر۲۷۹ ص۵ کالم۱،۲، مؤرخہ۲؍جون ۱۹۳۶ء، خطبات محمود ج۱۷ ص۳۳۲،۳۳۳)

نتیجہ یہ کہ جو صداقت پسند تھے، حقیقت کھلنے پر وہ قادیانیت کے پھندے سے نکل نکل کر اسلام کی طرف لوٹنے لگے۔ قادیانیوں نے بہت پیچھا کیا لیکن جب بس نہ چلا تو صبر کر لیا کہ جاتے ہیں تو جانے دو، جو بچ رہے وہی غنیمت ہیں۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

''اب تو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ شیطان آتا ہے اور ہمارے ایک آدمی کو بہکا کر لے جاتا ہے۔ ہم سارا دن اس کی تلاش اور جستجو میں لگے رہتے ہیں۔ لیکن جب شام ہونے کے قریب ہوتی ہے اور ہم اسے تلاش کر کے واپس لا رہے ہوتے ہیں تو ہمیں آواز آتی ہے کہ ہم میں سے دو اور آدمیوں کو شیطان بہکا کر اپنے ساتھ لے گیا ہے۔ پھر ہم ان کی تلاش میں نکلتے ہیں تو آواز آتی ہے فلاں آدمی کو بھی شیطان پکڑ کر لے گیا ہے۔ غرض ہم میں اور شیطان میں ایک جنگ جاری ہے اور جنگ بھی ایسی کہ جس میں ہماری مثال دشمن سے بھاگے ہوئے شکست خوردہ لوگوں کی سی ہے۔ ہم ایک کو بچاتے ہیں تو دشمن دو کو لے جاتا ہے۔ ہم دو کو بچاتے ہیں تو وہ تین آدمی لے جاتا ہے۔ ہم تین کو بچاتے ہیں تو وہ چار کو لے جاتا ہے۔'' (خطبہ جمعہ الفضل قادیان ج۲۳ نمبر۲۷۹ ص۴،۵، مؤرخہ۲؍جون ۱۹۳۶ء، خطبات محمود ج۱۷ ص۳۳۲)

''ذاتی طور پر مجھے اس بات کا قطعاً درد محسوس نہیں ہوسکتا۔ اگر ہماری جماعت موجودہ تعداد سے گھٹ کر آدھی رہ جائے یا چوتھا حصہ رہ جائے یا اس سے بھی زیادہ گر جائے۔ کیونکہ میں اس یقین پر قائم ہوں کہ مخلصین وہ کچھ کر سکتے ہیں جو تعداد نہیں کر سکتی۔''

(مرزامحمود خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ، الفضل قادیان ج۲۴ نمبر۶۹ ص۳،۴، مؤرخہ ۱۹ر ستمبر ۱۹۳۶ء، خطبات محمود ج۱۷ ص۵۷۳)

ہندوستان میں قادیانی تحریک نے جو کام کیا اور اس کا جو انجام ہوا، آنکھوں کے سامنے موجود ہے۔ اس تحریک کو تھوڑا بہت جاری رکھنے کی ایک ہی صورت باقی رہ گئی، وہ یہ کہ دور دراز ممالک میں ایک ایک، دو دو قادیانی بھیج دیئے جاویں۔ وہ وہاں سے تبلیغ کی دل خوش کن خبریں لکھ کر بھیجتے رہیں تو قادیانیوں کی کچھ ڈھارس بندھے کہ گھر میں قدم اکھڑے تو باہر قادیانیت قدم جمارہی ہے۔ اس ترکیب سے چندہ بھی جمع ہوتا رہے گا اور بیروزگاری کے زمانہ میں کچھ قادیانی نوجوان بھی روزی سے لگ جائیں گے۔ بیک کرشمہ دو کار۔ چنانچہ تحریک جدید کے نام سے جو چندہ طلب کیا جارہا ہے، اس میں یہی سبز باغ دکھایا گیا ہے۔ دسمبر ۱۹۳۶ء کے سالانہ جلسہ کی روئیداد میں تحریر ہے کہ:

''حضور یعنی میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے ان تمام نئے تبلیغی مشنوں کا ذکر فرمایا جو ۱۹۳۶ء کے دوران میں غیرممالک میں تحریک جدید کے ماتحت قائم کئے گئے ہیں۔ سب سے پہلے حضور نے جنوبی امریکہ کے مشن کے حالات بیان فرمائے جو ارجنٹائن میں قائم کیا گیا ہے۔ پھر ہنگری، البانیہ، یوگوسلاویہ اور ہسپانیہ کے مشنوں کا ذکر کرتے ہوئے تحریک جدید کے مجاہدین کی قربانیوں اور ارشاد کا ذکر فرمایا۔

اس کے بعد فرمایا: چین کے اس علاقہ میں جہاں چینی حکومت ہے، سابق مبلغ کے علاوہ ایک اور مبلغ بھی بھیجا گیا ہے۔ پھر ایک اور مبلغ کو جو ڈاکٹر ہیں، تحریک جدید کے ماتحت الی سینا بھیجا گیا، جہاں سے حبشہ اور اٹلی کی جنگ ختم ہونے پر انہیں نکلنا پڑا اور اب وہ فلسطین آ گئے ہیں۔ حضور نے ان مشنوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اتنے ملکوں میں بغیر کسی ایسے بوجھ کے جو جماعت کو محسوس ہو، نہایت قلیل عرصہ میں تبلیغ کا کام جاری ہو جانا ہماری جماعت کے لئے ایک ایسی مبارک بات ہے کہ جس پر جتنی بھی وہ خوشی کرے کم ہے۔''

(الفضل قادیان ج۲۴ نمبر۱۵۴، مؤرخہ ۲۹ر دسمبر ۱۹۳۶ء)

شاید اسلامی ممالک میں بھی قادیانی بھیجے ہوں اور کسی مصلحت سے ان کا اظہار نہیں کیا گیا۔ صرف ضمناً فلسطین کا ذکر آ گیا جہاں غالباً پہلے سے قادیانی مشن قائم ہے۔ حالانکہ اسلامی ممالک پر تو شروع ہی سے توجہ رہی ہے۔ چنانچہ خود مرزاغلام احمد قادیانی تحریر فرماتے ہیں کہ:

''چونکہ میں نے دیکھا کہ بلاد اسلامی، روم ومصر وغیرہ کے لوگ ہمارے واقعات سے مفصل طور پر آگاہ نہیں ہیں اور جس قدر ہم نے اس گورنمنٹ سے آرام پایا اور اس کے عدل ورحم سے فائدہ اٹھایا، وہ اس سے بے خبر ہیں۔ اس لئے میں نے عربی اور فارسی میں بعض رسائل تالیف کر کے بلاد شام وروم اور مصر اور بخارا وغیرہ کی طرف روانہ کئے اور ان میں اس گورنمنٹ کے تمام اوصاف حمیدہ درج کئے اور بخوبی ظاہر کر دیا کہ اس محسن گورنمنٹ کے ساتھ جہاد قطعاً حرام ہے اور ہزار ہا روپیہ خرچ کر کے وہ کتابیں مفت تقسیم کیں اور بعض شریف عربوں کو وہ کتابیں دے کر بلاد شام اور روم کی طرف روانہ کیا اور بعض عربوں کو مکہ اور مدینہ کی طرف بھیجا اور بعض بلاد فارس کی طرف بھیجے گئے اور اسی طرح مصر میں بھی کتابیں بھیجیں اور یہ ہزار ہا روپے کا خرچ تھا جو محض نیک نیتی سے کیا گیا۔ (نیک نیتی تو صاف ظاہر ہے۔ للمؤلف)''

''شاید اس جگہ ایک نادان سوال کرے گا کہ اس قدر خیرخواہی غیرممکن ہے کہ ہزار ہا روپیہ اپنی گرہ سے خرچ کر کے اس گورنمنٹ کی خوبیوں کو تمام ملکوں میں پھیلایا جاوے۔ لیکن ایک عقلمند جانتا ہے کہ احسان ایک ایسی چیز ہے کہ جب ایک شریف اور ایماندار آدمی اس سے تمتع اٹھاتا ہے تو بالطبع اس میں عشق ومحبت کے رنگ میں ایک جوش پیدا ہوتا ہے کہ تا اس احسان کا معاوضہ دے۔ ہاں کمینہ آدمی اس طرف التفات نہیں کرتا۔ پس مجھے طبعی جوش نے ان کارروائیوں کے لئے مجبور کیا۔''

(اشتہار لائق توجہ گورنمنٹ جو جناب ملکہ معظّمہ قیصر ہند اور جناب گورنر جنرل ہند اور لیفٹیننٹ گورنر پنجاب اور دیگر معزز حکام کے ملاحظہ کے لئے شائع کیا گیا۔ منجانب خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی، مؤرخہ ۱۰ر دسمبر ۱۸۹۴ء)

(مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۱۲۶ تا ۱۲۸، جدید مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۴۶۱، ۴۶۲، تبلیغ رسالت ج ۳ ص ۱۹۶، ۱۹۷ مؤلفہ میر قاسم علی)

دوسرے ملکوں میں گھسنے کے سوا ہندوستان میں بھی قادیانیوں نے اپنا رخ بدلنا ضروری سمجھا۔ وہ یہ کہ کانگریس کی طرف جھکیں اور ہندوؤں کی طرف ہاتھ بڑھائیں۔ امید ہے کہ شاید حکومت کو کچھ لاج آئے یا مسلمانوں کے مقابل کچھ امداد مل جائے۔ اس مقصد کے واسطے پنڈت جواہر لال نہرو سب سے بہتر مرجع نظر آئے۔ چنانچہ قادیانی جماعت فرط جوش سے پنڈت جی کی طرف لپکی۔ اس انقلاب کی تفصیل تو بارھویں فصل کے آخر میں درج ہے۔ البتہ خود قادیانیوں کی لاہوری جماعت نے اس پر جو طنز کیا ہے، وہ قابل ملاحظہ ہے:

''موجودہ زمانہ کو انقلابات کا دور کہا جاتا ہے۔ سورج ہر روز ایک نئے انقلاب کی خبر لے کر طلوع ہوتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود بعض انقلابات ایسے ہوتے ہیں جو دنیا کو محو حیرت کر دیتے ہیں۔ گزشتہ ماہ لاہور میں پنڈت جواہر لال نہرو کا ''قادیانی استقبال'' اسی قسم کا ایک حیرت انگیز انقلاب ہے...... ۲۹ر مئی کو جب پنڈت جواہر لال نہرو صدر کانگریس لاہور تشریف لائے تو قادیانی جماعت کی طرف سے ان کا شاندار استقبال ہوا۔ اخبار ''الفضل'' میں اس کی تفصیل بصد فخر نمایاں طریق پر ''فخر وطن پنڈت جواہر لال نہرو کا لاہور میں شاندار استقبال'' کے عنوان سے شائع کی گئی۔'' (پیغام صلح لاہور ج ۲۴ نمبر ۴۰ ص ۳ کالم ۱، مؤرخہ ۲۳ر جون ۱۹۳۶ء)

چنانچہ ''الفضل'' قادیان میں جو استقبال کی تفصیل شائع ہوئی، اس میں درج ہے کہ:

''علی الصباح چھ بجے تمام باوردی (قادیانی) والنٹیئرز باقاعدہ مارچ کرتے ہوئے ریلوے اسٹیشن پر پہنچ گئے۔ یہ نظارہ حد درجہ جاذب توجہ اور روح پرور تھا۔ ہر شخص کی آنکھیں اس طرف اٹھ رہی تھیں۔ استقبال کا تقریباً تمام انتظام (قادیانی) کور کر رہی تھی اور کوئی آرگنائزیشن اس موقعہ پر نہ تھی، سوائے کانگریس کے ڈیڑھ دو درجن والنٹیئروں کے اسٹیشن سے لے کر جلسہ گاہ تک اور پلیٹ فارم پر انتظار کے لئے ہمارے والنٹیئر موجود تھے۔ پلیٹ فارم پر جناب چوہدری اسد اللہ خان صاحب (قادیانی) بیرسٹر ایم.ایل.سی قائداعظم آل انڈیا نیشنل لیگ کور بہ نفس نفیس موجود تھے اور باہر جہاں آ کر پنڈت جی نے کھڑا ہونا تھا، جناب شیخ صاحب موجود تھے۔ ہجوم بہت زیادہ تھا۔ بالخصوص پنڈت جی کی آمد کے وقت مجمع میں بے حد اضافہ ہو گیا اور لوگوں نے صفوں کو توڑنے کی کوشش کی۔ مگر ہمارے والنٹیئروں نے قابل تعریف ضبط اور نظم سے کام لیا اور حلقہ کو قائم رکھا۔ پنڈت جی کے اسٹیشن سے باہر آنے پر جناب شیخ بشیر احمد صاحب (قادیانی) ایڈووکیٹ صدر آل انڈیا نیشنل لیگ (قادیان) نے لیگ کی طرف سے آپ کے گلے میں ہار ڈالا۔ (قادیانی) کور کی طرف سے حسب ذیل ماٹو جھنڈیوں پر خوبصورتی سے آویزاں تھے:

(1) Beloved of the Nation Welcome you.

(2) We join in Civil Liberatiesunion.

(3) Long live Javahor Lal.

قادیانی کور کا مظاہرہ ایسا شاندار تھا کہ ہر شخص اس کی تعریف میں رطب اللسان تھا اور لوگ کہہ رہے تھے کہ ایسا شاندار نظارہ لاہور میں کم دیکھنے میں آیا ہے۔ کانگریسی لیڈر (قادیانی) کور کے ضبط اور ڈسپلن سے حد درجہ متأثر تھے اور بار بار اس کا اظہار کر رہے تھے۔ حتیٰ کہ

ایک لیڈر نے جناب شیخ صاحب سے کہا کہ آپ لوگ ہمارے ساتھ شامل ہو جائیں تو یقیناً ہماری فتح ہوگی۔‘‘

(الفضل قادیان ج ۲۳ نمبر ۲۷۸ ص ۲ کالم ۲ تا ۴، مؤرخہ ۳۱ مئی ۱۹۳۶ء)

چنانچہ اس پر قادیانیوں کی لاہوری جماعت نے اعتراض کیا کہ ’’پنڈت جی کے استقبال میں قادیانی رضا کاروں کی شرکت پر طرح طرح کی خیال آرائیاں اور چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔ زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ جناب خلیفہ قادیان کانگریس کے اشد ترین مخالف تھے اور قادیانی حضرات نے کانگریس کے مقابلہ میں حکومت کی امداد کی اور کار خاص کی خدمات انجام دیں۔ آج وہ کانگریس کے ایک انتہاء پسند اور اشترا کی خیالات رکھنے والے صدر کے استقبال میں حصہ لے رہے ہیں۔ افسوس قادیانیوں نے اپنے اصلی کام تبلیغ اسلام اور خدمت دین کو پس پشت پھینک دیا اور سیاسیات میں نہایت بھونڈے طریقے سے حصہ لینا شروع کر دیا۔‘‘ (پیغام صلح لاہور ج ۲۴ نمبر ۳۵، مؤرخہ ۳ر جون ۱۹۳۶ء)

اس انقلاب سے قبل قادیانی جماعت نے چاہا تھا کہ حکومت سے اپنی وفاداری کا سودا کرے۔ چنانچہ آج سے دو سال قبل مرزا محمود خلیفہ قادیان نے حکومت کو پیام دیا تھا کہ:

’’میں اس امر کے آثار دیکھتا ہوں کہ حکومت کو جلد وفادار جماعتوں کی امداد کی پھر ضرورت پیش آئے گی۔ میں یہ کسی الہام کی بناء پر نہیں کہتا بلکہ زمانہ کے حالات کو دیکھ کر عقل کی بناء پر کہتا ہوں۔ میں نے کانگریس کی تحریک کو خوب غور سے دیکھا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اب کانگریس ایک ایسی اسکیم تیار کر رہی ہے جس سے گو بظاہر یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ میدان سے ہٹ گئی۔ مگر عنقریب وہ گورنمنٹ کو ایسی مشکلات میں ڈال دے گی جس کے لئے پھر اسے وفاداروں کی ضرورت محسوس ہوگی اور ہم پھر اپنے جھگڑے کو ایک طرف رکھ کر اس کی مدد کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ مگر حکومت نے ہمیں سبق دے دیا ہے کہ اس سے سودا کئے بغیر تعلق نہیں رکھنا چاہئے۔ ہم خود بھی آئندہ حکومت سے سودا کریں گے اور دوسروں کو بھی سودا کرنے کا سبق پڑھائیں گے۔ سوائے اس صورت کے کہ حکومت ہم پر جو ظلم ہوا ہے، اسے دور کر دے تب ہمارے تعلقات پہلے کی طرح ہو جائیں گے۔ لیکن اگر ایسا نہ ہو تو ہماری مدد سودا کرنے کے بعد ہوگی اور ہم اپنی خدمات کا معاوضہ طلب کریں گے۔‘‘ (خطبہ جمعہ الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۵۸ ص ۲۰ کالم ۳، مؤرخہ ۱۱ر نومبر ۱۹۳۴ء، خطبات محمود ج ۱۵ ص ۳۶۰)

اس انقلاب کی دوسری وجہ جو مسلمانوں سے متعلق ہے، مرزا محمود خلیفہ قادیان اس کی یوں تشریح کرتے ہیں:

’’اگر پنڈت جواہر لال صاحب نہرو اعلان کر دیتے کہ احمدیت کو مٹانے کے لئے وہ اپنی تمام طاقتیں خرچ کر دیں گے جیسا کہ احرار نے کیا ہوا ہے تو اس قسم کا استقبال بے غیرتی ہوتا، لیکن اگر اس کے برخلاف یہ مثال موجود ہو کہ قریب کے زمانہ میں ہی پنڈت صاحب نے ڈاکٹر اقبال صاحب کے ان مضامین کا رد لکھا ہے جو انہوں نے احمدیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ قرار دیئے جانے کے لئے لکھے تھے اور نہایت عمدگی سے ثابت کیا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے احمدیت پر اعتراض اور احمدیوں کو علیحدہ کرنے کا سوال بالکل نامعقول اور خود ان کے گزشتہ رویہ کے خلاف ہے تو ایسے شخص کا جبکہ وہ صوبہ میں مہمان کی حیثیت سے آ رہا ہو، ایک سیاسی انجمن (یعنی قادیانیوں کی نیشنل لیگ۔ للمؤلف) کی طرف سے استقبال بہت اچھی بات ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ الفضل قادیان ج ۲۳ نمبر ۲۸۷ ص ۴ کالم ۳، ۴، مؤرخہ ۱۱ر جون ۱۹۳۶ء، خطبات محمود ج ۱۷ ص ۳۵۸)

سوال پیدا ہوتا ہے کہ پنڈت جواہر لال نہرو کو اسلام سے کیا واقفیت۔ مسلمانوں کے مذہبی معاملات سے کیا تعلق۔ قادیانی جماعت سے کیا دلچسپی اور ان کی طرفداری کی کیا ضرورت؟ اوّل تو خود علامہ سر محمد اقبال نے پنڈت جی کے اس رویہ کی توجیہہ کی ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

’’بہر حال میں پنڈت جی یا قارئین سے یہ بات پوشیدہ رکھنا نہیں چاہتا کہ پنڈت جی کے مضامین پڑھ کر میرے دل میں کچھ دیر

کے لئے بہت الجھن رہی۔ یہ جانتے ہوئے کہ پنڈت جی ایک وسیع القلب انسان ہیں اور مختلف تہذیبوں سے ہمدردی رکھتے ہیں۔ لامحالہ میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ انہوں نے جو سوالات اٹھائے ہیں انہیں وہ بالکل خلوص سے سمجھنا چاہتے ہیں۔ تاہم جس طریقہ سے انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے، اس سے کچھ اس قسم کی ذہنیت کا مظاہرہ ہوتا ہے جسے پنڈت جی کی طرف منسوب کرنا میرے لئے دشوار۔ میں خیال کرتا ہوں کہ قادیانیت کے متعلق میں نے جو بیان دیا تھا، جس میں جدید اصول کے مطابق صرف ایک مذہبی عقیدہ کی وضاحت کی گئی تھی۔ اس سے پنڈت جی اور قادیانی دونوں پریشان ہیں۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ مختلف وجوہ کی بناء پر دونوں اپنے دل میں مسلمانوں کی مذہبی اور سیاسی وحدت کے امکانات کو بالخصوص ہندوستان میں پسند نہیں کرتے۔ یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ ہندوستان کے قوم پرست جن کی سیاسی تصویرات نے ان کے احساس حقائق کو مردہ کر دیا ہے۔ اس بات کو گوارا نہیں کرتے کہ شمال مغربی ہند کے مسلمانوں کے دل میں خود اعتمادی اور خودمختاری کا خیال پیدا ہو۔ ان کا خیال ہے اور میری رائے میں غلط خیال ہے کہ ہندوستانی قومیت تک پہنچنے کا صرف یہی راستہ ہے کہ ملک کی مختلف تہذیبوں کو بالکل مٹا دیا جائے۔ جن کے باہمی تعامل سے ہندوستان میں ایک اعلیٰ اور پائیدار تہذیب ترقی پذیر ہوسکتی ہے۔ جس قومیت کی ان طریقوں سے تعمیر کی جائے گی۔ اس کا نتیجہ باہمی تلخی بلکہ تشدد کے سوا اور کیا ہوگا۔ اسی طرح یہ بات بھی بدیہی ہے کہ قادیانی بھی مسلمانان ہند کی سیاسی بیداری سے گھبرائے ہوئے ہیں۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ مسلمانان ہند کے سیاسی وقار کے بڑھ جانے سے ان کا یہ مقصد فوت ہو جائے گا کہ رسول عربی (فداہ امی وابی) کی امت میں سے قطع و برید کر کے ہندوستانی نبی کے لئے ایک جدید امت تیار کریں۔ حیرت کی بات ہے کہ میری اس کوشش سے کہ مسلمانان ہند کو یہ جتادوں کہ ہندوستان کی تاریخ میں اس وقت جب نازک دور سے وہ گزر رہے ہیں، اس میں ان کی اندرونی یکجہتی کس قدر ضرری ہے اور نیز ان افتراق پرور اور انتشار انگیز قواء سے محترز رہنا لازمی ہے جو اصلاحی تحریکوں کے روپ میں ظاہر ہوتے ہیں۔ پنڈت جی کو یہ موقع ملا کہ وہ اس قسم کی تحریکوں سے ہمدردی فرمائیں۔''

(ترجمہ) (ڈاکٹر سر محمد اقبال کے مضمون ''اسلام اور احمدیت'' مندرجہ رسالہ ''اسلام'' لاہور کا اقتباس ج۱ نمبر۱۶، مورخہ ۲۲ رجنوری ۱۹۳۶ء)

دوم قادیانیت کی حمایت کی اس سے بڑھ کر توجیہہ ڈاکٹر شنکر داس صاحب کے مضمون سے ہوتی ہے جس میں قومی نقطۂ نظر سے قادیانی تحریک پر بحث کی گئی ہے۔ جو اپریل ۱۹۳۲ء میں بندے ماترم اخبار میں شائع ہوا۔ چنانچہ ڈاکٹر شنکر داس صاحب لکھتے ہیں:

''سب سے اہم سوال جو اس وقت ملک کے سامنے درپیش ہے، وہ یہ ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں کے اندر کس طرح قومیت کا جذبہ پیدا کیا جائے۔ کبھی ان کے ساتھ سودے معاہدے اور پکٹ کئے جاتے ہیں۔ کبھی لالچ دے کر ساتھ ملانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ کبھی ان کے مذہبی معاملات کو سیاسیات کا جزو بنا کر پولیٹکل اتحاد کی کوشش کی جاتی ہے۔ مگر کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوتی۔ ہندوستانی مسلمان اپنے آپ کو ایک الگ قوم تصور کئے بیٹھے ہیں اور وہ دن رات عرب کے ہی گیت گاتے ہیں۔ اگر ان کا بس چلے تو وہ ہندوستان کو بھی عرب کا نام دے دیں۔

اس تاریکی میں، اس مایوسی کے عالم میں ہندوستانی قوم پرستوں اور محبان وطن کو ایک ہی امید کی شعاع دکھائی دیتی ہے اور وہ آشا کی جھلک احمدیوں کی تحریک ہے۔ جس قدر مسلمان احمدیت کی طرف راغب ہوں گے وہ قادیان کو اپنا مکہ تصور کرنے لگیں گے اور آخر میں محبّ ہند اور قوم پرست بن جائیں گے۔ مسلمانوں میں احمدیہ تحریک کی ترقی ہی عربی تہذیب اور پان اسلام ازم کا خاتمہ کرسکتی ہے۔ آؤ ہم احمدیہ تحریک کا قومی نگاہ سے مطالعہ کریں۔ پنجاب کی سرزمین میں ایک شخص مرزا غلام احمد قادیانی اٹھتا ہے اور مسلمانوں کو دعوت دیتا ہے کہ اے مسلمانو! خدا نے قرآن میں جس نبی کے آنے کا ذکر کیا ہے وہ میں ہی ہوں۔ آؤ! میرے جھنڈے تلے جمع ہو جاؤ۔ اگر نہیں آؤ گے تو خدا تمہیں قیامت کے روز نہیں بخشے گا اور تم دوزخی ہو جاؤ گے۔ میں مرزا قادیانی کے اس اعلان کی صداقت یا بطالت پر بحث نہ کرتے ہوئے

صرف یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ مرزائی مسلمان بننے سے مسلمانوں میں کیا تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔ ایک مرزائی مسلمان کا عقیدہ ہے کہ:

۱...... خدا سمے سمے پر لوگوں کی رہبری کے لئے ایک انسان پیدا کرتا ہے جو کہ اس وقت کا نبی ہوتا ہے۔

۲...... خدا نے عرب کے لوگوں میں ان کی اخلاقی گراوٹ کے زمانہ میں حضرت محمد (ﷺ) کو نبی بنا کر بھیجا۔

۳...... حضرت محمد (ﷺ) کے بعد خدا کو ایک نبی کی ضرورت محسوس ہوئی اور اس لئے مرزا قادیانی کو بھیجا کہ وہ مسلمانوں کی راہنمائی کریں۔

میرے قوم پرست بھائی سوال کریں گے کہ ان عقیدوں سے ہندوستانی قوم پرستی کا کیا تعلق ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ جس طرح ایک ہندو کے مسلمان ہو جانے پر اس کی شردھا اور عقیدت رام، کرشن، وید، گیتا اور رامائن سے اٹھ کر قرآن اور عرب کی بھومی میں منتقل ہو جاتی ہے، اسی طرح جب کوئی مسلمان احمدی بن جاتا ہے تو اس کا زاویہ نگاہ بدل جاتا ہے۔ حضرت محمد (ﷺ) میں اس کی عقیدت کم ہوتی چلی جاتی ہے۔ علاوہ بریں جہاں اس کی خلافت پہلے عرب اور ترکستان میں تھی، اب وہ خلافت قادیان میں آجاتی ہے اور مکہ مدینہ اس کے لئے روایتی مقامات مقدسہ رہ جاتے ہیں۔

اور کوئی بھی احمدی چاہے عرب، ترکستان، ایران یا دنیا کے کسی بھی گوشہ میں بیٹھا ہو، وہ روحانی شکتی کے لئے قادیان کی طرف منہ کرتا ہے۔ قادیانی کی سرزمین اس کے لئے نبیہ بھومی (سرزمین نجات) ہے اور اس میں ہندوستان کی فضیلت کا راز پنہاں ہے۔ ہر احمدی کے دل میں ہندوستان کے لئے پریم ہوگا۔ کیونکہ قادیان ہندوستان میں ہے۔ مرزا قادیانی بھی ہندوستانی تھے اور اب جتنے خلیفے اس فرقہ کی رہبری کر رہے ہیں وہ سب ہندوستانی ہیں۔

اعتراض ہوسکتا ہے کہ جب مرزا قرآن کو الہامی کتاب مانتے ہیں تو وہ اسلام سے الگ کیسے ہو سکتے ہیں؟

اس کا جواب ہے، سکھوں کی موجودہ ہندوؤں سے علیحدگی۔ گورو گرنتھ صاحب میں رام، کرشن، ندر، وشنو سب ہندو دیوی دیوتاؤں کا ورنن آتا ہے۔ مگر کیا سکھوں نے رام کرشن کی مورتیوں کا کھنڈن نہیں کیا۔ گوردواروں سے رامائن اور گیتا کا پاٹھ نہیں اٹھایا۔ کیا سکھ آپ کو ہندو کہلانے سے انکار نہیں کرتے۔ اسی طرح وہ زمانہ دور نہیں جب کہ احمدی برملا یہ کہیں کہ صاحب ہم محمدی مسلمان نہیں، ہم تو احمدی مسلمان ہیں۔ کوئی ان سے سوال کرے گا، کیا تم حضرت محمد (ﷺ) کی نبوت کو مانتے ہو تو وہ جواب دیں گے کہ ہم حضرت محمد، عیسیٰ، رام، کرشن سب کو اپنے اپنے وقت کا نبی تصور کرتے ہیں۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم ہندو، عیسائی، یا محمدی ہو گئے۔

یہی ایک وجہ ہے کہ مسلمان احمدیہ تحریک کو مشکوک نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ احمدیت ہی عربی تہذیب اور اسلام کی دشمن ہے۔ خلافت تحریک میں بھی احمدیوں نے مسلمانوں کا ساتھ نہیں دیا۔ کیونکہ وہ خلافت کو بجائے ترکی یا عربی میں قائم کرنے کے قادیان میں قائم کرنا چاہتے ہیں۔ یہ بات عام مسلمانوں کے لئے جو ہر وقت پان اسلام ازم و پان عربی سنگھٹن کے خواب دیکھتے ہیں، کتنی ہی مایوس کن ہو مگر ایک قوم پرست کے لئے باعث مسرت ہے۔‘‘

(مضمون ڈاکٹر شنکر داس مہرو، بی۔ ایس سی، ایم۔ بی۔ بی۔ ایس لاہور، ’’بندے‘‘ مؤرخہ ۲۲؍اپریل ۱۹۳۲ء، منقول از ’’ایمان‘‘ مؤرخہ ۲۰؍اپریل ۱۹۳۵ء)

واقعہ یہ ہے کہ ادھر مسلمانوں کی بیداری اور حکومت کی سرد مہری سے قادیانی مضطرب اور بددل ہوئے تو ان کو ہندوؤں اور کانگریس کی حمایت اور سرپرستی کی ضرورت محسوس ہوئی۔ ادھر جو سیاسی جماعت، اسلامی جمعیت مٹا کر ہندوستانی قومیت میں مسلمانوں کو جذب کرنا چاہتی ہے۔ اس کو اس کام کے واسطے قادیانی جماعت موزوں اور مستعد نظر آئی، لہٰذا معاملہ کی بات چیت شروع ہوئی۔ ورنہ کہاں قادیانی اور کہاں پنڈت جواہر لال نہرو۔ کل کی سی بات ہے کہ قادیانی جماعت حکومت کی ہوا خواہی کا دم بھرتی اور معاوضہ کی توقع رکھتی تھی تو

کانگریس کی مخالفت پر فخر کرتی تھی۔ چنانچہ خود اس جماعت کے خلیفہ قادیان مرزا محمود فرماتے ہیں:

’’میں نے پھر بھی کانگریس کی شورش کے وقت میں ایسا کام کیا ہے کہ کوئی انجمن یا کوئی فرد اس کی مثال پیش نہیں کرسکتا۔ اگر میں اس وقت الگ رہتا تو یقیناً ملک میں شورش بہت زیادہ ترقی کرجاتی اور یہ صرف میری ہی راہنمائی تھی جس کے نتیجہ میں دوسری اقوام کو بھی جرأت ہوئی اور ان میں سے کئی کانگریس کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوگئیں۔‘‘

(مرزا محمود خلیفہ قادیان کا گورنمنٹ اور آریوں سے خطاب مندرجہ، اخبار الفضل قادیان ج ۱۸ نمبر ۱۳۷، مؤرخہ ۲۸؍ مئی ۱۹۳۱ء، انوار العلوم ج ۱۲ ص ۷۰)

’’اس کے بعد ہر موقع پر جب کانگریس نے شورش کی، ہم نے حکومت کی مدد کی۔ گذشتہ گاندھی موومنٹ کے موقع پر ہم نے پچاس ہزار روپیہ خرچ کرکے ٹریکٹ اور اشتہار شائع کئے اور ہم ریکارڈ سے یہ بات ثابت کرسکتے ہیں۔ سینکڑوں تقریریں اس تحریک کے خلاف ہمارے آدمیوں نے کیں۔ اعلیٰ مشورے ہم نے دیئے۔ جنہیں اعلیٰ حکام نے پسندیدگی کی نظر سے دیکھا۔‘‘

(مرزا محمود خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ، الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۹۱ ص ۶ کالم ۲،۳، مؤرخہ ۲۹؍ جنوری ۱۹۳۵ء، خطبات محمود ج ۱۶ ص ۵۴)

علیٰ ہذا ناظر صاحب امور خارجہ قادیان کی ایک گشتی چٹھی بصیغہ راز جاری ہوئی تھی جس میں قادیانیوں کو ہدایت کی گئی تھی کہ:

’’اپنے علاقہ کی سیاسی تحریکات سے پوری طرح واقف رہنا چاہئے اور کانگریس کے اثر کے بڑھنے اور گھٹنے سے مرکز کو اطلاع دیتے رہیں۔ اگر کوئی سرکاری افسر سیاسی تحریکوں میں حصہ لیتا ہو یا کانگریسی خیالات رکھتا ہو تو اس کا بھی خیال رکھیں اور یہاں (قادیان) اطلاع دیں۔‘‘ (الفضل قادیان ج ۱۸ نمبر ۱۰ ص ۹ کالم ۱، مؤرخہ ۲۲؍ جولائی ۱۹۳۰ء)

چنانچہ قادیانیوں کی لاہوری جماعت جو اپنی حریف قادیانی جماعت کا حکومت میں رسوخ پیدا کرنا پسند نہیں کرتی تھی، اس سیاسی سرگرمی کا خاکہ اڑاتی تھی۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

’’آج کل کانگریس والوں کو جہاں گورنمنٹ سے مقابلہ ہے۔ وہاں قادیانیوں کا سامنا بھی ہے اور بیچارے سخت مشکل میں آئے ہیں...... گاؤں گاؤں گھوم پھر کر قادیانی مبلغین کانگریس کے پروپیگنڈے کو بے اثر بنا رہے ہیں۔ وعظوں اور لیکچروں کے ذریعہ گورنمنٹ برطانیہ کی وفاداری کا سبق دیا جارہا ہے اور ’’اولی الامر منکم‘‘ کی تفسیر کے دریا بہائے جارہے ہیں۔ غرض گورنمنٹ کی سختیوں اور قادیانیوں کی بوالعجبیوں نے کانگریس والوں کا تو ان دونوں یہ حال کر رکھا ہے:

غم و صیاد فکر باغبان ہے دو عملی میں ہمارا آشیاں ہے‘‘

(پیغام صلح لاہور مؤرخہ ۲۳؍ جون ۱۹۳۰ء)

جب تک قادیانی جماعت کا حکومت سے میل رہا، خود سیاسی لیڈر اس جماعت سے خائف اور بیزار تھے۔ چنانچہ پنڈت جواہر لال نہرو بھی اس جماعت کو سدراہ مانتے تھے اور ان کو کمزور کرنا مقدم سمجھتے تھے۔ چنانچہ ملاحظ ہو:

’’پھر یہ خیال کہ جماعت احمدیہ انگریزوں کی ایجنٹ ہے۔ لوگوں کے دلوں میں اس قدر راسخ تھا کہ بعض بڑے بڑے سیاسی لیڈروں نے مجھ سے سوال کیا کہ ہم علیحدگی میں آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ صحیح ہے کہ آپ کا انگریزی حکومت سے اس قسم کا تعلق ہے۔ ڈاکٹر سید محمود جو اس وقت کانگریس کے سیکرٹری ہیں، ایک دفعہ قادیان آئے اور انہوں نے بتایا کہ پنڈت جواہر لال نہرو جب یورپ کے سفر سے واپس آئے تو انہوں نے اسٹیشن پر اتر کر جو باتیں سب سے پہلے کہیں، ان میں سے ایک یہ تھی کہ میں نے اس سفر یورپ سے یہ سبق حاصل کیا ہے کہ اگر انگریزی حکومت کو ہم کمزور کرنا چاہتے ہیں تو ضروری ہے کہ اس سے پہلے احمدیہ جماعت کو کمزور کیا جائے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ

ہر شخص کا یہ خیال تھا کہ احمدی جماعت انگریزوں کی نمائندہ اور ان کی ایجنٹ ہے۔‘‘

(الفضل قادیان ج ۲۳ نمبر ۳۱ ص ۷، ۸، مؤرخہ ۶ر اگست ۱۹۳۵ء، خطبات محمود ج ۱۶ ص ۴۷۰)

خیر یوں سیاسی مصالح کی خاطر کانگریس کے لیڈر قادیانی جماعت کے سر پر ہاتھ رکھیں اور قادیانی جماعت ان کی رفاقت کا دم بھرے۔ جس طرح کل تک حکومت کی رفاقت کا دم بھرتی تھی لیکن یہ سودا پٹتا نظر نہیں آتا تھا۔ اوّل تو مسلمانوں سے جدا ہوکر قادیانیوں کی حیثیت کیا رہ جاتی ہے جو وہ سیاسیات میں وزن پیدا کریں۔ دوسرے یہ کہ ان کے عقائد معلوم ہونے پر ہندو بھی شاید گوارا نہ کریں کہ ان کے دھرم میں یہ اندرونی ریشہ دوانی شروع کریں۔ ہندوؤں کو عام طور پر علم نہیں ہے کہ قادیانی تحریک کے بانی مرزاغلام احمد قادیانی اپنے آپ کو سری کرشن مہاراج کا اوتار سمجھتے ہیں اور اوتار بھی ایسا جو قادیانیوں کے نزدیک خود سری کرشن مہاراج سے بڑھ کر امن پسند ہے۔ مرزاغلام احمد قادیانی جس طرح مسلمانوں کو اپنی امت بنانا چاہتے ہیں، ہندوؤں کو بھی اپنی امت میں داخل کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ چنانچہ بطور نمونہ ذیل میں چند قادیانی عقائد ملاحظہ ہوں:

’’اب واضح ہو کہ راجہ کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا ہے، درحقیقت ایک ایسا کامل انسان تھا جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی اور اوتار میں نہیں پائی جاتی اور اپنے وقت کا اوتار یعنی نبی تھا۔ جس پر خدا کی طرف سے روح القدس اترتا تھا۔ وہ خدا کی طرف سے فتح مند اور بااقبال تھا۔ جس نے آریہ ورت کی زمین کو پاپ سے صاف کیا۔ وہ اپنے زمانہ کا درحقیقت نبی تھا، جس کی تعلیم کو پیچھے سے بہت باتوں میں بگاڑ دیا گیا۔ وہ خدا کی محبت سے پر تھا اور نیکی سے دوستی اور شر سے دشمنی رکھتا تھا۔ خدا کا وعدہ تھا کہ آخری زمانہ میں اس کا بروز یعنی اوتار پیدا کرے سو یہ وعدہ میرے ظہور سے پورا ہوا۔ مجھے منجملہ اور الہاموں کے اپنی نسبت ایک یہ بھی الہام ہوا تھا کہ: ہے کرشن رودر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی گئی ہے۔‘‘ (مرزاغلام احمد قادیانی کا لیکچر سیالکوٹ مؤرخہ ۲ر نومبر ۱۹۰۴ء ص ۳۳، ۳۴، خزائن ج ۲۰ ص ۲۲۸، ۲۲۹)

’’اخیر پر یہ بھی واضح ہو کہ میرا اس زمانہ میں خداتعالیٰ کی طرف سے آنا محض مسلمانوں کی اصلاح کے لئے ہی نہیں ہے بلکہ مسلمانوں اور ہندوؤں اور عیسائیوں تینوں قوموں کی اصلاح منظور ہے اور جیسا کہ خدا نے مجھے مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود کر کے بھیجا ہے۔ ایسا ہی میں ہندوؤں کے لئے بطور اوتار کے ہوں اور میں عرصہ بیس برس سے یا کچھ زیادہ برسوں سے اس بات کو شہرت دے رہا ہوں کہ میں ان گناہوں کے دور کرنے کے لئے جن سے زمین پر ہوگئی ہے۔ جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں۔ ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا یا یوں کہنا چاہئے کہ روحانی حقیقت کی رو سے میں وہی (کرشن) ہوں۔‘‘ (مرزاغلام احمد قادیانی کا لیکچر سیالکوٹ مؤرخہ ۲ر نومبر ۱۹۰۴ء ص ۳۳، خزائن ج ۲۰ ص ۲۲۸)

’’جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں مجھے اور نام بھی دیئے گئے ہیں اور ہر ایک نبی کا مجھے نام دیا گیا ہے۔ چنانچہ جو ملک ہند میں کرشن نام ایک نبی گزرا ہے، جس کو رودر گوپال بھی کہتے ہیں (یعنی فنا کرنے والا اور پرورش کرنے والا) اس کا نام بھی مجھے دیا گیا ہے۔ پس جیسا کہ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار کرتے ہیں، وہ کرشن میں ہی ہوں اور یہ دعویٰ صرف میری طرف سے نہیں بلکہ خداتعالیٰ نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے کہ جو کرشن آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا تھا، وہ تو ہی ہے، آریوں کا بادشاہ۔‘‘

(حقیقت الوحی ص ۸۵، خزائن ج ۲۲ ص ۵۲۱، ۵۲۲)

’’اس سے جب کہ ہندوقوم نانا پرکار کے پاپوں میں لین ہوچکی ہے اور سارے وزن اپنے دھرم سے گر چکے تھے، بھگوان کرشن نے اپنے دعویٰ انوسار جو کہ آپ نے گیتا میں کیا تھا کہ میں لوگوں کی ہدایت اور پاپوں کے ناش کے لئے اس سنسار میں جنم لیا کروں گا، قادیانی کی

پوتر نگری میں ایک پرماتما کے اپاسک کے ہاں جنم لیا جن کا نام حضرت مرزا غلام احمد صاحب ہے۔ آپ نے پرماتما سے گیان حاصل کر کے سارے سنسار کو سنایا کہ اے بھائیو! پرماتما نے تمہارے ادھار کے لئے مجھ کو بھیجا ہے تاکہ میں تم کو پاپوں سے دور کر کے پرماتما کے آدر لے جاؤں اور ایشور کی کرپا سے لاکھوں انسانوں نے آپ کی اس آواز کو سویکار کر کے آپ کے دامن کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ کر دیا...... جماعت احمدیہ کا اعتقاد جو کہ بھگوان کرشن کے متعلق ہے، ظاہر ہے کہ وہ صادق وراست باز تھے اور پرماتما کی طرف سے گیان لے کر آئے تھے۔ چنانچہ بھگوان کرشن قادیانی (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی۔للمؤلف) اپنے ایک بھاشن میں فرماتے ہیں۔ واضح ہو کہ راجہ کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا ہے، درحقیقت ایک ایسا کامل انسان تھا جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی اور اوتار میں نہیں پائی جاتی اور اپنے وقت کا اوتار یعنی نبی تھا...... جس کی تعلیم کو پیچھے سے بہت سی باتوں میں بگاڑ دیا گیا۔ وہ خدا کی محبت سے پر تھا اور نیکی سے دوستی اور شر سے دشمنی رکھتا تھا۔'' (لیکچر سیالکوٹ مؤرخہ ۲؍نومبر ۱۹۰۴ء ص۳۳،۳۴، خزائن ج۲۰ ص۲۲۸،۲۲۹) ''شریمان آنند کند بھگوان کرشن قادیانی (یعنی مرزا قادیانی۔للمؤلف) نے اپنے اس بھاشن میں یہ بات اچھی طرح سپشٹ کر دی کہ بھگوان کرشن اپنے سمے کا اوتار اور پرماتما کا پیارا راست باز تھا اور جماعت احمدیہ کا ایک ایک بچہ ان کے متعلق یہی وچار رکھتا ہے اور جماعت احمدیہ جس طرح اور راست بازوں کی عزت کرتی ہے اور ان کی ہتک ہرگز برداشت نہیں کرتی، اسی طرح کرشن بھگوان کے متعلق بھی ہمارا یہی طریق عمل ہے۔''

(مہاشہ محمد عمر شرما قادیانی کا مضمون، الفضل قادیان ج۲۳ نمبر۲۳۲ ص۴ کالم۳،۴، مؤرخہ ۸؍اپریل ۱۹۳۶ء)

''ہم خداتعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ جلد وہ زمانہ آئے کہ ہمارے ہندو بھائیوں کے دلوں پر سے پردے اٹھ جائیں اور ان کو اپنی مذہبی غلطیوں پر بصیرت اور معرفت حاصل ہو جائے اور ان کے سینے اس سچائی کو قبول کرنے کے لئے کھل جائیں جو دین اسلام تعلیم دیتا ہے۔ ہم اس بات کو مانتے ہیں کہ آخری زمانہ میں ایک اوتار کے ظہور کے متعلق جو وعدہ انہیں دیا گیا تھا، وہ خدا کی طرف سے تھا اور اس کو ہندوستان کے مقدس نبی مرزا غلام احمد قادیانی کے وجود میں خداتعالیٰ نے پورا کر دکھایا ہے۔'' (مولوی محمد علی قادیانی، امیر جماعت لاہور کا مضمون، ریویو (مفہوم) ج۳ نمبر۱۱ ص۴۰۹ تا ۴۱۱، منقول رسالہ ''تبدیلی عقائد'' مولوی محمد علی ص۶۳، مؤلفہ محمد اسماعیل قادیانی، بابت ماہ نومبر ۱۹۰۴ء)

''ہندوستان کا مستقبل اس وسیع براعظم کے فرزندوں کے باہمی سمجھوتہ اور فرقہ وارانہ اختلافات کے حل پر منحصر ہے۔ پنڈت جواہر لال نہرو کی لامذہبیت ہماری بگڑی کو نہیں بنا سکتی۔ کیونکہ ہم فطرتاً مذہب پسند ہیں۔ آریہ سماج کی خشکی، ملاؤں کی خونخواری، نئی نئی بننے والی سوسائٹیوں کی صلح کن پالیسی بھارت کی قسمت کو نہیں پلٹ سکتی۔ ہمارے دکھوں کا علاج ہماری سیاسی غلامی کی آزادی، کرشن کی مرلی کی جدید دھن پر موقوف ہے۔ ہمارے زمانہ کا کرشن (مرزا غلام احمد قادیانی۔للمؤلف) وہ (سابق زمانہ کا کرشن۔للمؤلف) نہیں جو ارجن کو مادی تیر چلانے اور کوروں کو خاک میں ملانے کا وعظ کرے، بلکہ مرلی کی نئی دھن، زمین پر صلح اور اہل زمین کی طرف پیغام آشتی ہے۔ ہم نے آج سے ۳۲ سال قبل (یعنی ۱۹۰۴ء میں جب کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے کرشن ہونے کا دعویٰ کیا۔للمؤلف) اس جمال جہاں آرا (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) کو دیکھا اور درخواست کی: تنگ نجریا کینھو ہمری اور گوپال نظر التفات ہوئی بیڑا پار ہوا جو بھگت سورما کو بلاؤ سب کو ملنا چاہئے۔ اسی لئے جی چاہتا ہے کہ ہندو خوش ہوں کہ احمدی مسلمان (یعنی قادیانی۔للمؤلف) سری کرشن کو اللہ کا نبی مانتا ہے اور ہندوؤں کی محبوب ترین ہستی سے محبت رکھتا ہے (اور اس کے ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی کو کرشن جی کا اوتار مانتا ہے اور امن پسندی میں ان سے افضل جانتا ہے۔للمؤلف)''

(الفضل قادیان ج۲۴ نمبر۸۹ ص۷، مؤرخہ ۱۳؍اکتوبر ۱۹۳۶ء)

’’یادرکھو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) مہدی اور مسیح ہی نہیں بلکہ کرشن بھی ہیں۔ یعنی آپ ہندوؤں کے لئے بھی ہادی ہیں۔ اب ہم ان میں تبلیغ شروع کریں گے اور جب تک ہم ہندوؤں میں تبلیغ نہ کریں، حضرت مسیح موعود کرشن کیسے ثابت ہوسکتے ہیں۔ حضرت مسیح، موعود مسیح ہیں۔ آپ کی جماعت کو مسیحیوں پر غلبہ ملے گا۔ آپ مہدی ہیں۔ مسلمانوں کو دوبارہ ہدایت آپ کے ذریعے ملے گی۔ آپ کرشن ہیں، ہندوؤں میں آپ کی جماعت کو غلبہ اور آپ کی قبولیت پھیلے گی۔ ہمارے لئے حق پھیلانے کی راہیں کھل رہی ہیں۔ ہم ہندوؤں میں کام کریں گے اور وحشیوں تک میں دین پھیلائیں گے۔‘‘ (خطبہ جمعہ، الفضل قادیان ج ۱۰ نمبر ۷۱ ص ۶، مؤرخہ ۱۵؍ مارچ ۱۹۲۳ء، خطبات محمود ج ۸ ص ۴۰)

یوں قادیانیوں کو اختیار ہے کہ کانگریس کی طرف دوڑیں یا ہندوؤں سے رشتہ جوڑیں۔ لیکن کچھ نبھاؤ کی صورت ادھر بھی نظر نہیں آتی۔ کہیں وہی مثل نہ ہو کہ ’’ازیں سو رانده وازاں سو درمانده۔‘‘

حاصل کلام یہ کہ اس کتاب ’’قادیانی مذہب‘‘ کے چوتھے ایڈیشن کے بعد قادیانیت کے متعلق کیا کیا آثار نمودار ہوئے، خاص وعام مسلمانوں میں، قادیانی جماعتوں میں، جماعتوں کے تعلقات میں، اندرونی طور پر آپس میں، بیرونی طور پر مسلمانوں کے ساتھ، حکومت کے ساتھ، کانگریس کے ساتھ اور ہندوؤں کے ساتھ۔ یہ سب پہلو مختصر مگر واضح طور پر اس تمہید میں پیش کئے گئے۔ اسی طرح ہر ایڈیشن کے متعلق اکابر ملک وملت نے جو بکثرت پسندیدگی کے خطوط لکھے، ان کی قدر افزائی کا شکریہ واجب ہے۔ اخبار ورسائل میں بھی تبصرے شائع ہوئے۔ چنانچہ ذیل میں چند درج کرتے ہیں تاکہ رائے عامہ کا بھی رخ پیش نظر رہ سکے:

۱...... ’’آج سے تین سال قبل پروفیسر الیاس برنی ایم.اے (اب ناظم دارالترجمہ کا سرکار عالی) کو اپنی ایک تقریر ’’ختم نبوت‘‘ کے سلسلہ میں ’’قادیانی مذہب‘‘ کے نام سے ایک کتاب لکھنے پر مجبور ہونا پڑا تھا۔ اس کے بعد کچھ حالات وواقعات ایسے پیش آئے کہ پروفیسر صاحب کو یہ سلسلہ دراز کرنا پڑا۔ یہ تائید غیبی سمجھنا چاہئے کہ پروفیسر صاحب کو اس سلسلہ کے لئے اتنا مستند مواد دستیاب ہوگیا کہ آج تک اس کتاب کے چار ایڈیشن شائع ہوئے۔ پہلا ایڈیشن چھوٹی تقطیع کے (۱۲۰) صفحات پر، دوسرا ایڈیشن (متوسط تقطیع کے) ۳۴۰ صفحات پر اور تیسرا ایڈیشن متوسط تقطیع کے ۶۰۰ صفحات پر مشتمل تھا۔ اب اس کا چوتھا ایڈیشن بڑی تقطیع کے ۹۶۶ صفحات پر شائع ہوا ہے۔ اس طرح سے پروفیسر صاحب نے قادیانی مذہب کی ایک انسائیکلو پیڈیا تیار کردی ہے۔

یوں تو قادیانی مذہب سے متعلق غیر قادیانی صاحبان نے بہت سی کتابیں لکھیں۔ لیکن یہ کتاب ان سب سے مکمل اور مستند ہے۔ پروفیسر صاحب نے کتاب کی ترتیب میں بڑا کمال دکھایا ہے۔ یعنی خود اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھا بلکہ قادیانی مذہب کے تمام لٹریچر کو سامنے رکھ کر بڑے سلیقہ اور عمدگی کے ساتھ ترتیب دیا ہے کہ قادیانی مذہب کی پوری حقیقت بے نقاب ہوجاتی ہے اور قادیانی مذہب تضاد واضداد کا ایک مجموعہ معلوم ہونے لگتا ہے۔ اس کے مطالعہ کے بعد پھر کسی کتاب کے دیکھنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔

اس قسم کی کتابوں کی زبان بالعموم سخت اور دل آزار ہوا کرتی ہے۔ لیکن اس کتاب کا انداز بیان نہایت شریفانہ ہے جس کے مطالعہ سے دوست، دشمن کوئی بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ علمی تحقیق کے ساتھ سنجیدگی اور مخلصانہ استدلال نے کتاب کے اثر کو دوآتشہ کر دیا ہے۔ کتاب علمی ہونے کے باوجود جاسوسی ناول کی طرح بے حد دلچسپ ودلفریب ہے۔

یہ جدید ایڈیشن تقریباً چار سو صفحات کے اضافہ کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ اب یہ کتاب بڑی حد تک مکمل ہوگئی ہے۔ اضافہ کی گنجائش باقی نہیں رہی۔ اگر رہی ہے تو بہت ہی کم۔ ہاں! یہ اور بات ہے کہ تائید غیبی سے پروفیسر صاحب کو کوئی پراسرار قادیانی ڈائری ہاتھ لگ جائے۔

گزشتہ تین سال سے ’’قادیانی مذہب‘‘ کے مطالب عام ہو گئے ہیں۔ ہر شخص اس سے اچھی طرح واقف ہے، اس لئے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ اس کتاب کے پہلے دو ایڈیشن بلا قیمت تقسیم ہوئے تھے۔ تیسرے ایڈیشن کی قیمت دو روپیہ رکھی گئی تھی۔ اب چوتھے ایڈیشن کی قیمت تین روپیہ مقرر کی گئی ہے جو تقریباً ہزار صفحہ کی اچھی اچھی کتاب کی مناسبت سے بہت کم ہے۔‘‘

(مشیر، دکن، حیدرآباد ج ۵۲ نمبر ۱۲۰، مؤرخہ ۲۳ رمئی ۱۹۳۶ء)

۲...... ’’قادیانی مذہب، تالیف جناب صلاح الدین محمد الیاس برنی، پروفیسر جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن باضافہ وترتیب جدید، حجم تقریباً ایک ہزار صفحات، قیمت تین روپیہ۔

یہ جناب پروفیسر الیاس برنی کے اس مختصر سے رسالہ کا چوتھا ایڈیشن ہے جو ابتداء میں قادیانی مذہب کے نام سے شائع ہوا۔ مگر جس نے گزشتہ تین اشاعتوں میں قادیانیت کے ایک علمی محاسبہ کی حیثیت سے غیر معمولی وسعت اور ضخامت اختیار کر لی۔ مسلمانوں کے تعلیم یافتہ طبقوں نے ایک مدت تک احمدیت کے متعلق حسن ظن سے کام لیا اور حتی الوسع یہی سمجھنے کی کوشش کی کہ یہ ایک فروعی اور ضمنی اختلاف ہے جس کی ذمہ داری ہمارے سیاسی، اخلاقی اور ذہنی انحطاط پر عائد ہوتی ہے جو ان فساد انگیز حالات کے ختم ہونے پر خود بخود کافور ہو جائے گا۔ اس طرز عمل سے قادیانیوں کو جو فائدہ پہنچا، اس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں۔ افسوس یہ ہے کہ تعلیم یافتہ مسلمانوں کی اس بے اعتنائی سے قادیانی یا احمدی تحریک کا اصل مدعا لوگوں کی نظر سے پوشیدہ رہا۔ لیکن اب کچھ دنوں سے اس صورت حال کے خلاف ایک ردعمل رونما ہوا ہے۔ احمدیت کے ثمرات ملک کے سامنے ہیں اور اس کے بعض نتائج کو خود اس جماعت کا لاہوری فریق بھی قرآن پاک کے منافی سمجھتا ہے۔ حقیقت میں قادیانیت کی عمارت جس مسالے سے تیار ہوئی ہے، اس کو اسلام کے ساتھ دور کا واسطہ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ارباب غور وفکر کی ایک جماعت ان عجیب وغریب انکشافات، اعتقادات، اجتہادات وافتراقات پر انگشت بدنداں ہے جو بقول پروفیسر صاحب موصوف اس تحریک کی بدولت وجود میں آئے اور جن کا خود انہوں نے زیر نظر تالیف میں نہایت شرح وبسط سے جائزہ لیا ہے۔

انہوں نے لفظی نزاعات اور بحث ومناظرہ کی راہ سے ہٹ کر قادیانیت کا تجزیہ جس انداز سے کیا ہے، وہ بیک وقت اچھوتا بھی ہے اور دلچسپ بھی اور اس سے پروفیسر صاحب کی جدت طبع اور ذوق علم دونوں کا اظہار ہوتا ہے۔ سوائے چند تمہیدات وضمیمہ جات کے جہاں کتاب کی تالیف وترتیب کے متعلق بعض امور تشریح طلب تھے، ’’قادیانی مذہب‘‘ کے تمام ابواب وفصول ان اقتباسات پر مشتمل ہیں جو مؤلف نے بکمال محنت ودیانت مرزاغلام احمد اور ان کے نائبین ومریدین کی تصانیف، ان کے اشتہارات اور اخبارات اور رسائل سے اخذ کئے۔ پوری کتاب بیس فصلوں پر منقسم ہے اور ان میں یکے بعد دیگرے (۱) بانی تحریک، (۲) ان کے حالات زندگی اور گوناگوں دعاوی، (۳) قادیانیت کا تدریجی نشوونما، (۴) احمدیوں کا جماعتی افتراق، ان کے مخصوص عقائد، اجتہادات ونزاعات اور (۵) ملت کی طرف ان کا جو طرز عمل رہا ہے، اس پر خود اس جماعت ہی کے الفاظ میں ایک مکمل اور مبسوط تبصرہ موجود ہے۔ ہماری رائے میں پروفیسر الیاس برنی کی تصنیف قادیانیت کا ایک جامع قاموس ہے جس سے مسلمانوں کا کوئی گھر خالی نہیں ہونا چاہئے۔ جو حضرات ادیان ومذاہب کا مطالعہ علمی نہج پر کرتے ہیں، ان کے لئے یہ کتاب خاص طور پر مفید ثابت ہوگی۔ یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ باوجود اتنی ضخامت اور اعلیٰ درجہ کی طباعت وکتابت کے ’’قادیانی مذہب‘‘ کی قیمت نہایت کم رکھی گئی ہے۔ غالباً اس لئے کہ ہر شخص اس سے افادہ حاصل کر سکے۔ پروفیسر صاحب کا یہ ایثار قابل مبارک باد ہے۔‘‘

(طلوع اسلام لاہور بابت ماہ اگست ۱۹۳۶ء)

۳...... ’’قادیانی مذہب، مرتبہ پروفیسر حاجی محمد الیاس برنی ایم.اے، استاذ معاشیات جامعہ عثمانیہ، تقطیع ۲۰x۲۶/ ۸ حجم ۹۶۶ صفحات، کاغذ سپید، کتابت وطباعت بہتر، قیمت (۳روپے)

یہ کتاب برنی صاحب کی کوئی تصنیف نہیں ہے۔ بلکہ ان کی پرانی تالیف ’’قادیانی مذہب‘‘ کی جو پہلی مرتبہ ۱۳۵۳ھ میں شائع ہوئی تھی، مکمل تر اور شاید آخری شکل ہے۔ برنی صاحب محض ایک پروفیسر معاشیات نہیں ہیں۔ بلکہ اس سے زیادہ وہ مذہب وملت کا درد رکھنے والے خادم اسلام ہیں۔ اس سلسلہ میں انہوں نے نہایت مفید اور قابل قدر خدمات انجام دی ہیں۔ ادھر چند برسوں سے ان کی دینی حمیت نے انہیں وقت کی ایک اہم ترین ضرورت اور مذہب کی ایک بڑی خدمت یعنی قادیانی مذہب کے احتساب کی طرف متوجہ کردیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے آج سے چار سال پہلے ایک مختصر کتاب ’’قادیانی مذہب‘‘ لکھی، جس میں مرزاغلام احمد قادیانی اور ان کی امت کے اکابر کے قلم سے ان کی اور ان کے مذہب کی تصویر دکھائی تھی۔ اس کتاب کو اتنا حسن قبول حاصل ہوا کہ چار سال کے اندر اس کتاب کے چار ایڈیشن شائع ہوئے، جن میں سے ہر ایک جامعیت وتکمیل میں پہلے سے بڑھ کر تھا۔ موجودہ چوتھا ایڈیشن سب میں جامع تر اور مکمل تر ہے۔ اس کی جامعیت کا اندازہ کتاب کی ضخامت اور اس کے فصول مباحث کی کثرت سے ہوسکتا ہے۔ پوری کتاب میں بیس فصلیں اور چند ضمیمے ہیں۔ ہر فصل میں بکثرت مباحث ہیں۔ بعض بعض فصلوں کے مباحث کی تعداد سو سے اوپر ہے۔ پوری کتاب کے مباحث ایک ہزار سے بھی زیادہ ہیں۔ استیعاب کی یہ شان ہے کہ مرزاغلام احمد قادیانی کے خاندانی حالات اور ان کی پیدائش سے لے کر ان کی وفات تک کا کوئی واقعہ اور قادیانی مذہب کا کوئی رخ اور کوئی پہلو چھوٹنے نہیں پایا ہے۔ عجب نہیں کہ اس کتاب کو دیکھ کر قادیانی امت پکار اٹھی ہو: ’’مال ھٰذا الکتاب لا یغادر صغیرۃ ولا کبیرۃ الا احصٰھا‘‘

اس کتاب کی تالیف میں برنی صاحب نے قادیانی مذہب کا سارا لٹریچر کھنگال ڈالا ہے۔ اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ بعض ضروری تشریحات اور حواشی کے علاوہ مصنف نے خود اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھا ہے، بلکہ خود مرزاغلام احمد اور قادیانی مذہب کے اکابر کے قلم وزبان سے نبی قادیان اور ان کے مذہب کی تصویر کھینچ دی ہے۔ گویا مصنف نے قادیانیوں ہی کا بنایا ہوا آئینہ لاکر ان کے سامنے کھڑا کردیا ہے۔ جس میں ان کے تمام خط وخال صاف نظر آتے ہیں اور بہ یک نظر ان کی پوری تاریخ نگاہوں کے سامنے آجاتی ہے۔ جہاں خود کچھ لکھنے کی ضرورت پڑتی ہے، وہاں بھی تہذیب ومتانت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوٹا ہے جو مناظرانہ تحریروں میں عنقاء ہے۔ اس موضوع پر، بلکہ شاید مناظرے کی تاریخ میں اس نوعیت کی پہلی کتاب ہے۔ یہ طریقہ نہ صرف متین وسنجیدہ، بلکہ سب سے زیادہ مؤثر اور کامیاب بھی ہے۔ آج کل بہت سے ناواقف اور سادہ لوح مسلمانوں بلکہ بعض کوتاہ نظر تعلیم یافتہ تک قادیانی مذہب کی حقیقت سے بے خبر ہیں اور کم از کم ان کے تبلیغی ڈھونگ سے متأثر نظر آتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے اس کتاب کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ اس کو پڑھنے کے بعد قادیانی مذہب کی حقیقت بالکل آئینہ ہوجاتی ہے۔ خدا مصنف کو اس عمل حسنہ کی جزائے خیر دے۔‘‘ (معارف، اعظم گڑھ، بابت ماہ اکتوبر ۱۹۳۶ء)

۴...... ’’قادیانی مذہب، یہ بڑی تقطیع کے ۹۶۶ صفحات کی ایک کتاب ہے جو مولانا الیاس برنی ایم.اے، ایل.ایل.بی (علیگ) ناظم دارالترجمہ سرکار عالی، حیدرآباد دکن کی مصنفات کا شاہکار ہے۔ اس کتاب میں قادیانی مذہب کی حقیقت کو خود اس مذہب کے اکابرین کی مستند تحریرات کے آئینہ میں اس خوش سلیقگی کے ساتھ بے نقاب کیا ہے کہ اس کتاب کو غور اور گہری نظر سے مطالعہ کرنے والے پر اس مذہب کا پھر کوئی تبلیغی حربہ کارگر نہیں ہوسکتا۔ مذہبی مباحث میں پروفیسر برنی صاحب کا طرز نگارش اور اسلوب اظہار مدعا اتنا دلکش اور سنجیدہ ہے کہ اس حیثیت کی دوسری کتاب اب تک ہم نے نہیں دیکھی۔ کتاب کیا ہے، قادیانی

مذہب کی ایک انسائیکلو پیڈیا ہے، اور گویا پورے قادیانی لٹریچر کا عطر وخلاصہ ہے۔ پروفیسر صاحب کی قلم سے کوئی ایک لفظ بھی ایسا نہیں نکلا، جو متانت وثقاہت سے گراہوا اور کسی ذوق سلیم پر بار ہو۔ انہوں نے قادیانی مذہب کے تمام گوشوں پر روشنی ڈالی ہے اور اس مذہب کے اعتقادات واجتہادات وافتراقات کو خود اس مذہب کے اکابرین کی مستند تحریرات کے دامن میں پیش کیا ہے۔ صرف عنوانوں کے الفاظ ان کے ہیں۔ باقی سب کچھ قادیانی لٹریچر کے پورے حصے اور پوری عبارتیں معہ حوالہ کتاب اور صفحہ ہیں اور سب کچھ ایک دلکش نظم وترتیب کے ساتھ پیش کیا ہے۔ عنوانات میں بھی ہمیں یہ احتیاط اور تہذیب اور رواداری نظر آئی کہ ایسا کوئی لفظ قلم سے نکلنے نہیں دیا جس سے قادیانی مذہب والوں کی کوئی واقعی دل آزاری ہو۔ ہمارا خیال یہ ہے کہ صرف اس کتاب کو پڑھنا قادیانی تبلیغ کے سحر سامری کو باطل کر دے گا۔

برنی صاحب نے یہ وہ خدمت اسلام انجام دی ہے اور اس قدر محنت اور جگر کاوی سے کام لیا ہے کہ بے اختیار ان کے لئے دل سے دعا نکلتی ہے۔ تعلیم یافتہ نوجوانوں میں اس کتاب کو اگر پھیلا دیا جائے تو یقین ہے کہ دین سے بے خبر انگریزی تعلیم یافتہ لوگ قادیانی تبلیغ کے اثر سے قطعی محفوظ ہوں گے اور اس کتاب کو پڑھ کر اقرار کریں گے کہ اس بندۂ خدا کی کوشش نے ان کا دین بچالیا۔ اب کوئی قادیانی تبلیغی حکمت وتدابیر انہیں سواد اعظم سے اور حضور خاتم النّبیین کے قدموں سے جدا نہ کر سکے گی۔

اے حیدر آباد! خدا تجھ پر اپنی رحمت کا وہ سایہ دیرگاہ برقرار رکھے جس کا تیرے لئے اعلیٰ حضرت آصف جاہ ہفتم کی صورت ہمایوں میں ظہور رہا ہے اور جس کی بدولت تیری یہ شان ہے کہ تو گویا آج مدینۃ الاسلام ہے اور ہندوستان کے مسلمانوں کا دل ودماغ کھینچ کر تیرے دامن میں چلا گیا ہے اور دین کی کیسی کیسی خدمات ہیں کہ دور حاضرہ میں خدا نے اے حیدر آباد! تیرا حصہ کر دی ہیں۔''

(روزنامہ پیغام دہلی، مؤرخہ ۲۸؍مئی ۱۹۳۶ء)

۵...... ''قادیانی مذہب، یہ ایک کتاب کا نام ہے جو تقریباً ایک ہزار صفحہ کی ہے اور جناب مولانا الیاس برنی صاحب ایم.اے، ایل.ایل.بی، پروفیسر جامعہ عثمانیہ وناظم دارالترجمہ عثمانیہ کی شہرۂ آفاق تصنیف ہے۔ ظل سبحانی اعلیٰ حضرت حضور نظام کے مکتوب مبارک میں بھی مولانا برنی کا ذکر تھا۔ یہ کتاب قادیانی عقائد کے جزوکل کا ایک ایسا مکمل آئینہ ہے جو موجودہ زمانہ کے لٹریچر میں بے نظیر کہا جا سکتا ہے...... اس کی قیمت تین روپیہ بہت کم ہے۔ کیونکہ یہ قیمت لاگت سے بھی کم ہے۔ حسن نظامی۔''

(اخبار منادی دہلی، مؤرخہ ۱۹؍جون ۱۹۳۶ء)

گزشتہ تین چار سال کے دوران میں قادیانیت کو جو انجام دیکھنا پڑا وہ کبھی نہ دیکھنا لازم تھا۔ ایسی تحریکات کی قلعی دیر میں کھلتی ہے مگر کھلتی ضرور ہے۔ چنانچہ اس قادیانی تحریک نے بھی پچاس سال کی مہلت پائی۔ یوں تو اس کا تفصیلی کارنامہ کتاب میں درج ہے۔ لیکن اگر یہاں اس پر ایک طائرانہ نظر ڈالی جائے تو بے محل نہ ہوگا۔ قادیانیت کا ایک زمانہ تھا کہ بڑا زور وشور تھا۔ بڑا گھمنڈ تھا۔ مسلمانوں کو عاجز ولاچار سمجھ کر طعنے دیئے جاتے تھے، اپنی کامیابیوں پر شادیانے۔ چنانچہ اس رنگ میں خود مرزاغلام احمد قادیانی کے خیالات وجذبات بہت سبق آموز ہیں کہ ابتداء میں جب ڈھیل ملتی ہے تو کتنا دھوکا ہوتا ہے۔ ملاحظہ ہو:

''دیکھو صدہا دانشمند آدمی آپ لوگوں کی جماعت میں سے نکل کر ہماری جماعت میں ملتے جاتے ہیں۔ آسمان پر ایک شور برپا ہے اور فرشتے پاک دلوں کو کھینچ کر اس طرف لا رہے ہیں۔ اب اس آسمانی کارروائی کو کیا انسان روک سکتا ہے۔ بھلا اگر کچھ طاقت ہے تو روکو۔''

(ضمیمہ اربعین نمبر۴ ص۷، خزائن ج۱۷ ص۴۷۳)

''مخالف لوگ عبث اپنے تئیں تباہ کر رہے ہیں۔ میں وہ پودا نہیں ہوں کہ ان کے ہاتھ سے اکھڑ سکوں۔ اگر ان کے پہلے اور ان کے پچھلے، ان کے زندے اور ان کے مردے تمام جمع ہو جائیں اور میرے مارنے کے لئے دعائیں کریں تو میرا خدا ان تمام دعاؤں کو لعنت کی شکل پر بنا کر ان کے منہ پر مارے گا۔ (مخالف لوگ مسلمان ہیں اور مسلمانوں کے پہلے اور پچھلے، زندے اور مردے جو جو ہیں وہ بھی معلوم ہیں۔ اللہ رے بیباکی۔ للمؤلف)'' (ضمیمہ اربعین نمبر۴ ص ۷، خزائن ج ۱۷ ص ۴۷۳)

تجھے حمد و ثنا زیبا ہے پیارے — کہ تو نے کام سب میرے سنوارے
ترے احسان میرے سر پر ہیں بھارے — چمکتے ہیں وہ سب جیسے ستارے
گڑھے میں تو نے سب دشمن اتارے — ہمارے کر دیئے اونچے منارے
مقابل میں میرے یہ لوگ ہارے — کہاں مرتے تھے پر تو نے ہی مارے
شریروں پر پڑے ان کے شرارے — نہ ان سے رک سکے مقصد ہمارے
انہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی — فسبحان الذی اخزی الاعادی

(درثمین اردو ص ۴۶، منقول از اخبار الفضل قادیان ج ۲۴ نمبر ۵۵ ص ۸ کالم ۴، مؤرخہ ۳؍ ستمبر ۱۹۳۶ء)

مرزا محمود خلیفہ قادیان اپنے والد بزرگوار مرزا غلام احمد قادیانی سے بھی ان خیالات و جذبات میں آگے بڑھ گئے تھے کہ دنیا کا چارج لینا چاہتے تھے۔ دنیا کی تباہی کو اپنی کامیابی کا پیش خیمہ سمجھتے تھے اور عالمگیر حکومت کا خواب دیکھتے تھے۔ چنانچہ کل کی سی بات ہے کہ خلیفہ قادیانی فرماتے تھے:

''پس نہیں معلوم ہمیں کب خدا کی طرف سے دنیا کا چارج سپرد کیا جاتا ہے۔ ہمیں اپنی طرف سے تیار رہنا چاہئے کہ دنیا کو سنبھال سکیں۔ تم نے دنیا کو ادھر نہیں لانا بلکہ لانے والا خدا ہے۔ اس لئے تمہیں آنے والوں کے معلم بننے کے لئے ابھی سے کوشش کرنی چاہئے۔''

(خطبہ جمعہ، الفضل قادیان ج ۹ نمبر ۶۷، ۶۸، مؤرخہ ۲۷؍ فروری، ۲؍ مارچ ۱۹۲۲ء، خطبات محمود ج ۷ ص ۲۱۲)

''غرض ہر قوم، ہر طبقہ اور ہر ملک میں گھبراہٹ اور بے چینی پائی جاتی ہے۔ اگر کوئی ایسی جماعت ہے جو اپنے مذہب پر پکی اور امید ویقین سے پر ہے تو وہ احمدی جماعت ہے۔ وہ لوگ جو واقع میں حضرت مسیح موعود پر ایمان لاتے ہیں، وہ سمجھتے اور یقین رکھتے ہیں کہ سب کچلے جائیں گے۔ صرف ہم باقی رہ جائیں گے۔ ہر ایک کو موت نظر آرہی ہے اور صرف ہم کو زندہ دکھائی دے رہی ہے۔ کیونکہ ہمارے متعلق ہی کہا گیا ہے کہ ''آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔'' پس دوسری بادشاہتوں کو خطرہ ہے کہ وہ ٹوٹ جائیں گی مگر ہمیں امید ہے کہ بادشاہت دی جائے گی۔ حکمران ڈر رہے ہیں کہ ان کی حکومت جاتی رہے گی مگر ہم خوش ہیں کہ ہمارے ہاتھ میں دی جائے گی۔''

(مرزا محمود خلیفہ قادیان کا خطبہ عید الفطر، اخبار الفضل قادیان ج ۱۵ نمبر ۸۷ ص ۶ کالم ۱، ۲، مؤرخہ ۳؍ اپریل ۱۹۲۸ء، خطبات محمود ج ۱ ص ۱۵۸)

لیکن ان خوابوں کی تعبیر کیا نکلی۔ وہی نکلی جو ایسے خوابوں کی نکلا کرتی ہے۔ تفصیل سے تو کتاب لبریز ہے۔ مگر مختصر خلاصہ خود خلیفہ قادیان کی زبان سے سنئے۔ فرماتے ہیں:

''ہم کو فخر تھا کہ ہم نے پوری کوشش کر کے ملک میں امن قائم رکھا ہے اور ملک میں ایسی داغ بیل ڈال دی ہے کہ فساد مٹ جائے مگر حکومت نے ہماری اس عمارت کو گرا دیا ہے اور ہمارے نازک احساسات مجروح کئے گئے ہیں۔ ہمارے دل زخمی کر دیئے گئے ہیں۔ ہم

نے کسی کا کچھ نہیں بگاڑا، کسی سے کچھ نہیں مانگا۔ مگر حکومت اور رعایا خواہ مخواہ ہماری مخالف ہے اور مسیح ناصری کا قول بالکل ہمارے حسب حال ہے کہ لومڑیوں کے بھٹ ہوتے ہیں اور ہوا کے پرندوں کے گھونسلے، مگر ابن آدم کے لئے سر دھرنے کی بھی جگہ نہیں۔''

(خطبہ جمعہ الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۵۴ ص ۱۲ کالم ۳، مؤرخہ یکم نومبر ۱۹۳۴ء، خطبات محمود ج ۱۵ ص ۳۱۱)

''ابھی تو ہم اس شخص کی طرح پریشان پھر رہے ہیں جو بغیر سواری اور کسی ساتھی کے ایک مہیب اور پرخطر جنگل میں بہک جائے اور اسے اپنی منزل مقصود پر پہنچنے کا راستہ نہ ملے۔ ہم بھی حیران و پریشان ایک ایسی زمین میں پھر رہے ہیں جس میں نہ کوئی انیس ہے نہ جلیس، نہ سواری ہے نہ ٹھہرنے کا مقام۔ ایسی حالت کے ہوتے ہوئے خالی عقیدوں کو ہم نے کیا کرنا ہے اور ان سے دنیا میں کیا تغیر ہوسکتا ہے۔''

(خطبہ جمعہ، الفضل قادیان ج ۲۳ نمبر ۲۹۷ ص ۶ کالم ۳، مؤرخہ ۲ رجون ۱۹۳۶ء، خطبات محمود ج ۱۷ ص ۳۳۷)

''گویا جس طرح چاروں طرف جب آگ لگ جاتی ہے تو انسان حیران رہ جاتا ہے اور وہ نہیں سمجھ سکتا کہ وہ کیا کرے۔ یہی اس وقت ہماری حالت ہے۔''

(خطبہ جمعہ، الفضل قادیان ج ۲۳ نمبر ۲۹۷ ص ۵ کالم ۲، مؤرخہ ۲ رجون ۱۹۳۶ء، خطبات محمود ج ۱۷ ص ۳۳۳)

یوں تو چوتھا ایڈیشن بھی بڑی تقطیع کے ہزار صفحات پر شائع ہوا تھا اور بہت جامع تھا۔ اس میں بیس فصلوں کے تحت نوسو سے زیادہ عنوانات اور ان کے سوا چار تمہیدیں اور چار ضمیمے درج تھے۔ گرچہ کتاب بڑی حد تک مکمل ہوچکی تھی پھر بھی کچھ مباحث تشنہ رہ گئے تھے۔ ان کے متعلق یا تو اس وقت تک مضامین دریافت نہ ہوسکے یا ہوگئے تو ان کے حوالے تحقیق طلب تھے۔ کچھ متعلقہ مضامین بعد کو نمودار ہوئے۔ یہ سب بڑی تحقیق سے اس دوران میں مہیا کر لئے گئے۔ ان کی بدولت اس پانچویں ایڈیشن میں تقریباً دوسو جدید عنوانات کا اضافہ ہوا اور یہ سب عنوانات بجائے خود بہت ضروری اور اہم تھے۔ بالخصوص قادیانیوں کا ہندوؤں کے ساتھ مذہبی تعلق پانچویں فصل میں خوب واضح ہوگیا۔ علیٰ ہذا قادیانی جماعت لاہور کے امیر مولوی محمد علی کے عقائد ان ہی کی مفصل تحریروں سے پندرھویں فصل میں بخوبی واقف ہوگئے کہ کسی گریز یا تاویل کی گنجائش نہیں رہی۔ قادیانی جماعت قادیان کے خلیفہ مرزا محمود کے کارنامے بھی زیادہ نمایاں ہوگئے اور یوں بھی تقریباً تمام مباحث میں مزید عنوانات شریک ہونے سے بہت وضاحت پیدا ہوگئی۔ ان کے سوا یہ تمہید پنجم بھی اضافہ ہوئی۔ ایک ضمیمہ بھی جدید شریک ہوا جس میں قادیانیوں کی دونوں جماعتوں کی تفریق درج ہے۔ ان اضافوں کی وجہ سے کتاب کا حجم بھی کافی بڑھ گیا۔ اب اطمینان ہوگیا کہ کتاب نے ایک مکمل صورت اختیار کر لی۔ آئندہ کبھی اضافے ہوئے تو شاذ ہوسکیں گے۔ کسی معتد بہ اضافہ کی ضرورت اور گنجائش نہیں رہی۔ چار سال کے اندر اندر کام تکمیل کو پہنچ گیا اور پانچواں ایڈیشن شائع ہوگیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

کتاب کی موجودہ وسعت و جامعیت کا اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ اس میں تقریباً ڈیڑھ سو کتب و رسائل کے مضامین بطور اقتباس درج ہیں اور ان اقتباسات کے حوالے بھی ساتھ ساتھ اس تفصیل سے درج ہیں کہ جو کوئی چاہے اصل مآخذ نکال کر دیکھ لے، اطمینان کر لے۔ ان تمام کتب و رسائل کی مفصل فہرست بھی بطور ضمیمہ کتاب میں شامل کر دی گئی۔ جس سے واضح ہوگا کہ سوا سو سے زیادہ قادیانی کتب و رسائل اس تالیف میں شریک ہیں جن میں سے پچاس سے زیادہ خود مرزا غلام احمد قادیانی کی اور باقی قادیانی اکابر کی تصنیف و تالیف ہیں۔ خاص و عام کا اتفاق ہے کہ تحقیق و تنقید میں یہ کتاب آپ ہی اپنی نظیر ہے۔

اس زمانہ میں اس کتاب کی کس درجہ ضرورت تھی اور ضرورت ہے، ملک و ملت دونوں اس کا اندازہ کر چکے ہیں اور کریں گے۔

وما علینا الا البلاغ!

معروضہ: خادم محمد الیاس برنی

بیت السلام، حیدرآباد دکن، ماہ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ

نعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم
بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

حصہ اوّل

فصل پہلی

ذاتی حالات

(۱) مختصر سرگزشت

''اب میرے سوانح اس طرح پر ہیں کہ میرا نام غلام احمد، میرے والد کا نام غلام مرتضیٰ اور دادا صاحب کا نام عطاء محمد اور میرے پڑدادا کا نام گل محمد تھا اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے، ہماری قوم مغل برلاس ہے اور میرے بزرگوں کے پرانے کاغذات سے، جو اب تک محفوظ ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ملک میں سمرقند سے آئے تھے...... سکھوں کے ابتدائی زمانے میں میرے پردادا صاحب میرزا گل محمد ایک نامور اور مشہور رئیس اس نواح کے تھے...... اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب میرے پردادا صاحب فوت ہوئے تو بجائے ان کے میرے دادا صاحب یعنی مرزا عطاء محمد فرزند رشید ان کے گدی نشین ہوئے۔ ان کے وقت میں خدا تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت سے لڑائی میں سکھ غالب آئے...... اس وقت ہمارے بزرگوں پر بڑی تباہی آئی...... اور وہ پنجاب کی ایک ریاست میں پناہ گزیں ہوئے۔ تھوڑے عرصہ کے بعد ان ہی دشمنوں کے منصوبے سے میرے دادا صاحب کو زہر دی گئی۔ پھر رنجیت سنگھ کی سلطنت کے آخری زمانہ میں میرے والد صاحب مرحوم مرزا غلام مرتضیٰ قادیان میں واپس آئے اور مرزا صاحب موصوف کو اپنے والد صاحب کے دیہات میں سے پانچ گاؤں واپس ملے...... پھر بھی بلحاظ پرانے خاندان کے میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ اس نواح میں ایک مشہور رئیس تھے...... اب میرے ذاتی سوانح یہ ہیں کہ میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی ہے اور میں ۱۸۵۷ء میں سولہ برس کا یا سترہویں برس میں تھا اور ابھی ریش و برودت کا آغاز نہیں تھا۔ میری پیدائش سے پہلے میرے والد صاحب نے بڑے بڑے مصائب دیکھے۔ ایک دفعہ ہندوستان کا پیادہ پا سیر بھی کیا۔ لیکن میری پیدائش کے دنوں میں ان کی تنگی کا زمانہ فراخی کی طرف بدل گیا تھا......

بچپن کے زمانہ میں میری تعلیم اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا۔ جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا اور جب میری عمر تقریباً دس برس کے ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لئے مقرر کئے گئے جن کا نام فضل احمد تھا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ چونکہ میری تعلیم خدا تعالیٰ کے فضل کی ایک ابتدائی تخم ریزی تھی، اس لئے ان استادوں کے نام کا پہلا لفظ بھی فضل ہی تھا۔ مولوی صاحب موصوف جو ایک دیندار اور بزرگوار آدمی تھے، وہ بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے رہے اور میں نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو ان سے پڑھے اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ ان کا نام گل علی شاہ تھا۔ ان کو بھی میرے والد نے نوکر رکھ کر قادیان میں پڑھانے کے لئے مقرر کیا تھا اور ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو اور منطق اور حکمت

وغیرہ علوم مروجہ کو جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا، حاصل کیا اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب سے پڑھیں اور وہ فن طبابت میں بڑے حاذق طبیب تھے اور ان دنوں میں مجھے کتابوں کے دیکھنے کی طرف اس قدر توجہ تھی کہ گویا میں دنیا میں نہ تھا۔

میرے والد صاحب مجھے بار بار یہی ہدایت کرتے تھے کہ کتابوں کا مطالعہ کم کرنا چاہئے۔ کیونکہ وہ نہایت ہمدردی سے ڈرتے تھے کہ صحت میں فرق نہ آوے اور نیز ان کا یہ بھی مطلب تھا کہ میں اس شغل سے الگ ہو کر ان کے غموم وہموم میں شریک ہو جاؤں۔ آخر ایسا ہی ہوا۔ میرے والد صاحب اپنے بعض آباؤ اجداد کے دیہات کو دوبارہ لینے کے لئے انگریزی عدالتوں میں مقدمات کر رہے تھے۔ انہوں نے ان ہی مقدمات میں مجھے بھی لگایا اور ایک زمانہ دراز تک میں ان کاموں میں مشغول رہا۔ مجھے افسوس ہے کہ بہت سا وقت عزیز میرا ان بیہودہ جھگڑوں میں ضائع گیا اور اس کے ساتھ ہی والد صاحب موصوف نے زمینداری امور کی نگرانی میں مجھے لگا دیا۔ میں اس طبیعت اور فطرت کا آدمی نہیں تھا اس لئے اکثر والد صاحب کی ناراضگی کا نشانہ رہتا رہا...... ایسا ہی ان کے زیر سایہ ہونے کے ایام میں چند سال تک میری عمر کراہت طبع کے ساتھ انگریزی ملازمت میں بسر ہوئی (یعنی سیالکوٹ کی کچہری میں پندرہ روپے ماہوار کے محرر تھے) آخر چونکہ میرا جدا رہنا میرے والد پر بہت گراں تھا، اس لئے ان کے حکم سے جو عین میری منشاء کے موافق تھا، میں نے استعفیٰ دے کر اپنے تئیں اس نوکری سے جو میری طبیعت کے مخالف تھی، سبکدوش کر دیا اور پھر والد صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا...... اور جب میں حضرت والد صاحب مرحوم کی خدمت میں پھر حاضر ہوا تو بدستور ان ہی زمینداری کے کاموں میں مصروف ہو گیا، مگر اکثر حصہ وقت کا قرآن شریف کے تدبر اور تفسیروں اور حدیثوں کے دیکھنے میں صرف ہوتا تھا...... میری عمر قریباً چونتیس یا پینتیس برس کی ہوگی جب حضرت والد صاحب کا انتقال ہوا۔ مجھے ایک خواب میں بتلایا گیا تھا کہ اب ان کے انتقال کا وقت قریب ہے۔ میں اس وقت لاہور میں تھا جب مجھے یہ خواب آیا تھا۔ تب میں جلدی سے قادیان پہنچا اور ان کو مرض زحیر (پیچش) میں مبتلا پایا...... اور میرے والد صاحب اسی دن بعد غروب آفتاب فوت ہو گئے...... غرض میری زندگی قریب قریب چالیس برس کے زیر سایہ والد بزرگوار کے گزری۔ ایک طرف ان کا دنیا سے اٹھایا جانا تھا اور ایک طرف بڑے زور وشور سے سلسلہ مکالمات الٰہیہ کا مجھ سے شروع ہوا۔'' (کتاب البریہ ص۱۳۴ تا ۱۶۳ خلاصہ بقیہ حاشیہ، خزائن ج۱۳ ص۱۶۲ تا ۱۹۵)

(۲) خاندانی زوال

''میرے والد مرزا غلام مرتضٰی صاحب دربار گورنری میں کرسی نشین بھی تھے اور سرکار انگریزی کے ایسے خیرخواہ اور دل کے بہادر تھے کہ مفسدہ ۱۸۵۷ء میں پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر اور پچاس جوان جنگ جو بہم پہنچا کر اپنی حیثیت سے زیادہ اس گورنمنٹ عالیہ کو مدد دی تھی۔ غرض ہماری ریاست کے ایام دن بدن زوال پذیر ہوتے گئے۔ یہاں تک کہ آخری نوبت ہماری یہ تھی کہ ایک کم درجہ کے زمیندار کی طرح ہمارے خاندان کی حیثیت ہوگئی۔'' (تحفہ قیصریہ ص۱۸، ۱۹، خزائن ج۱۲ ص۲۷۰، ۲۷۱)

''اس کے بعد انگریز آئے تو انہوں نے ہماری خاندانی جاگیر ضبط کر لی اور صرف سات سو روپیہ سالانہ کی ایک اعزازی پنشن نقدی کی صورت میں مقرر کر دی جو ہمارے دادا صاحب کی وفات پر صرف ایک سو اسّی رہ گئی اور پھر تایا صاحب کے بعد بالکل بند ہوگئی۔''

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص۳۲، ۳۳، روایت نمبر۴۷، جدید ج۱ حصہ اوّل ص۳۶، ۳۷، روایت نمبر۴۸)

(۳) آبائی مکانات

''بیان کیا مجھ سے مولوی رحیم بخش صاحب ایم. اے نے کہ مرزا سلطان احمد صاحب نے بیان کیا کہ ایک دفعہ مسٹر میکانکی ڈپٹی

کمشنر گورداسپور قادیان دورہ پر آئے۔ راستے میں انہوں نے دادا صاحب (مرزا غلام مرتضٰی) سے کہا کہ آپ کے خیال میں سکھ حکومت اچھی تھی یا انگریزی حکومت اچھی ہے۔ دادا صاحب نے کہا کہ گاؤں چل کر جواب دوں گا۔ جب قادیان پہنچے تو دادا صاحب نے اپنے اور اپنے بھائیوں کے مکانات دکھا کر کہا کہ یہ سکھوں کے وقت کے بنے ہوئے ہیں۔ مجھے امید نہیں کہ آپ کے وقت میں میرے بیٹے ان کی مرمت بھی کر سکیں۔'' (سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۲۰۵، روایت نمبر ۲۰۲، جدید ج ۱ حصہ اوّل ص ۲۰۵، روایت نمبر ۲۰۷)

(۴) سندھی

''والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ ایمہ سے چند بوڑھی عورتیں آئیں تو انہوں نے باتوں باتوں میں کہا کہ سندھی ہمارے گاؤں میں چڑیاں پکڑا کرتا تھا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں نہ سمجھ سکی کہ سندھی سے کون مراد ہے۔ آخر معلوم ہوا کہ ان کی مراد حضرت صاحب سے ہے۔ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ دستور ہے کہ کسی منت ماننے کے نتیجہ میں بعض لوگ خصوصاً عورتیں اپنے کسی بچہ کا عرف سندھی رکھ دیتے ہیں۔ چنانچہ اسی وجہ سے آپ کی والدہ اور بعض عورتیں آپ کو بھی بچپن میں کبھی اس لفظ سے پکار لیتی تھیں۔'' (سندھی بہ فتح س)

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۳۶، روایت نمبر ۵۰، جدید ج ۱ حصہ اوّل ص ۴۰، روایت نمبر ۵۱)

(۵) لطیف اشارہ

''میں توام پیدا ہوا تھا اور میرے ساتھ ایک لڑکی تھی جس کا نام جنت تھا اور (مرزا قادیانی کا) یہ الہام کہ ''یا ادم اسکن انت وزوجک الجنة'' جو آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ (مصنفہ مرزا قادیانی) کے صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے، اس میں جو جنت کا لفظ ہے، اس میں یہ ایک لطیف اشارہ ہے کہ وہ لڑکی جو میرے ساتھ پیدا ہوئی، اس کا نام جنت تھا اور یہ لڑکی صرف سات ماہ تک زندہ رہ کر فوت ہوگئی تھی۔'' (تریاق القلوب ص ۱۵۶، ۱۵۷، خزائن ج ۱۵ ص ۴۷۹)

(۶) انثیت کا مادہ

''حضرت مرزا صاحب توام پیدا ہوئے تھے اور آپ کے ساتھ پیدا ہونے والا دوسرا بچہ لڑکی تھی جن کا نام جنت رکھا گیا تھا۔ وہ چند دنوں کے بعد فوت ہوگئی اور فی الواقع جنت ہی میں چلی گئی۔ مرزا صاحب نے اس معصومہ کے فوت ہونے پر اپنا خیال یہ ظاہر کیا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ اس طرح پر خدا تعالیٰ نے انثیت کا مادہ مجھ سے بہ کلی الگ کر دیا۔''

(حیات النبی ج اوّل ص ۵۰ مؤلفہ یعقوب علی قادیانی ملخص کتاب البریہ ص ۱۴۶ حاشیہ در حاشیہ، خزائن ج ۱۳ ص ۱۷۷)

(۷) بچپن کی بات

''بیان کیا مجھ سے والدہ نے کہ ایک دفعہ حضرت صاحب (مرزا قادیانی) سناتے تھے کہ جب میں بچہ ہوتا تھا تو ایک دفعہ بعض بچوں نے مجھے کہا کہ جاؤ گھر سے میٹھا لاؤ۔ میں گھر میں آیا اور بغیر کسی سے پوچھنے کے ایک برتن میں سے سفید بورا اپنی جیبوں میں بھر کر باہر لے گیا اور راستہ میں ایک مٹھی بھر کر منہ میں ڈال لی۔ بس پھر کیا تھا۔ میرا دم رک گیا اور بڑی تکلیف ہوئی۔ کیونکہ معلوم ہوا کہ جسے میں نے سفید بورا سمجھ کر جیبوں میں بھرا تھا، وہ بورا نہ تھا بلکہ پسا ہوا نمک تھا۔''

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۲۲۶، روایت نمبر ۲۳۹، جدید ج ۱ حصہ اوّل ص ۲۲۵، روایت نمبر ۲۴۴)

(۸) ادھر ادھر

''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلے گئے۔ جب آپ نے پنشن وصول کر لی تو وہ آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادیان لانے کے باہر لے گیا اور ادھر ادھر پھراتا رہا۔ پھر جب اس نے سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا۔ حضرت مسیح موعود اس شرم سے واپس گھر نہیں آئے اور چونکہ تمہارے دادا کا منشا رہتا تھا کہ آپ کہیں ملازم ہو جائیں۔ اس لئے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے ...... والدہ صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ ہمیں چھوڑ کر پھر مرزا امام الدین ادھر ادھر پھرتا رہا۔ آخر اس نے چائے کے ایک قافلہ پر ڈاکہ مارا اور پکڑا گیا، مگر مقدمہ میں رہا ہو گیا۔ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ معلوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے ہماری وجہ سے ہی اسے قید سے بچالیا، ورنہ خواہ وہ خود کیسا ہی آدمی تھا، ہمارے مخالف یہی کہتے کہ ان کا ایک چچازاد بھائی جیل خانہ میں رہ چکا ہے۔'' (سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۳۴، ۳۵، روایت نمبر ۴۸، جدید ج ۱ حصہ اوّل ص ۳۸، ۳۹، روایت نمبر ۴۹)

(۹) بھئی لوگ

''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ میں نے سنا کہ مرزا امام الدین اپنے مکان میں کسی کو مخاطب کر کے بلند آواز سے کہہ رہا تھا کہ بھئی (یعنی بھائی) لوگ (حضرت صاحب کی طرف اشارہ تھا) دکانیں چلا کر نفع اٹھا رہے ہیں۔ ہم بھی کوئی دکان چلاتے ہیں۔ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ پھر اس نے چوہڑوں کی پیری کا سلسلہ جاری کیا۔''

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۲۵، روایت نمبر ۳۸، جدید ج ۱ حصہ اوّل ص ۲۸، روایت نمبر ۳۹)

(۱۰) لازمہ شرافت وشجاعت

''جس زمانہ میں حضرت مسیح موعود کا بچپن جوانی کی طرف جا رہا تھا، عام طور پر لوگ ہتھیارات رکھتے تھے اور استعمال کرتے تھے اور گتکہ وغیرہ اور تلوار کے کرتب کی ورزشیں عام تھیں، لیکن حضرت مسیح موعود چونکہ یضع الحرب کے لئے آئے تھے اور ان کے زمانہ میں امن وآسائش کی راہیں کھل جانے والی تھیں۔ آپ نے ان امور کی طرف توجہ نہیں کی۔ بحالیکہ یہ امور لازمہ شرافت وشجاعت سمجھے جاتے تھے۔''

(حیات النبی جلد اوّل حصہ دوم ص ۱۳۸، مؤلفہ شیخ یعقوب علی قادیانی)

(۱۱) دایاں ہاتھ

''بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب (حال عبدالرحیم درد قادیانی) ایم.اے کے کہ ایک دفعہ والد صاحب (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) اپنے چوبارے کی کھڑکی سے گر گئے اور دائیں بازو پر چوٹ آئی۔ چنانچہ آخر عمر تک وہ ہاتھ کمزور رہا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ آپ کھڑکی سے اترنے لگے تھے۔ سامنے اسٹول رکھا تھا، وہ الٹ گیا اور آپ گر گئے اور دائیں ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی اور یہ ہاتھ آخر عمر تک کمزور رہا۔ اس ہاتھ سے آپ لقمہ تو منہ تک لے جاسکتے تھے مگر پانی کا برتن وغیرہ منہ تک نہیں اٹھا سکتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ نماز میں بھی آپ کو دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے سہارے سے سنبھالنا پڑتا تھا۔''

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۱۹۸، روایت نمبر ۱۸۲، جدید ج ۱ حصہ اوّل ص ۱۹۸، روایت نمبر ۱۸۷)

(۱۲) دندان مبارک

’’دندان مبارک آپ (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) کے آخر عمر میں کچھ خراب ہو گئے تھے۔ یعنی کیڑا بعض داڑھوں کو لگ گیا تھا جس سے کبھی کبھی تکلیف ہو جاتی تھی۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک داڑھ کا سرا ایسا نوک دار ہو گیا تھا کہ اس سے زبان میں زخم پڑ گیا تو ریتی کے ساتھ اس کو گھسوا کر برابر بھی کرایا تھا مگر کبھی کوئی دانت نکلوایا نہیں۔ مسواک آپ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ (شاید دیر میں شروع کی ورنہ کیڑا نہ لگتا...... للمؤلف)‘‘ (سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۱۲۵، روایت نمبر ۴۴۴، جدید ج ۱ حصہ دوم ص ۴۱۵، روایت نمبر ۴۴۷)

(۱۳) توبہ توبہ

’’خاکسار (مرزا بشیر احمد) کے ماموں ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ گھر میں ایک مرغی کے چوزہ کے ذبح کرنے کی ضرورت پیش آئی اور اس وقت گھر میں کوئی اور اس کام کو کرنے والا نہ تھا۔ اس لئے حضرت صاحب (مرزا قادیانی) اس چوزہ کو ہاتھ میں لے کر خود ذبح کرنے لگے۔ مگر بجائے چوزہ کی گردن پر چھری پھیرنے کے غلطی سے اپنی انگلی کاٹ ڈالی۔ جس سے بہت خون گیا اور آپ توبہ توبہ کرتے ہوئے چوزہ کو چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر وہ چوزہ کسی اور نے ذبح کیا...... حضرت مسیح موعود نے چونکہ کبھی جانور وغیرہ ذبح نہ کئے تھے، اس لئے بجائے چوزہ کی گردن کے انگلی پر چھری پھیر لی۔‘‘ (سیرت المہدی حصہ دوم ص ۴، جدید ج ۱ حصہ دوم ص ۲۸۵، روایت نمبر ۳۰۷)

’’والدہ صاحبہ (مرزا قادیانی کی والدہ) نے فرمایا کہ وہاں (ایمہ) حضرت صاحب (یعنی مرزا قادیانی) بچپن میں چڑیاں پکڑا کرتے تھے اور چاقو نہیں ملتا تھا تو سرکنڈے سے ذبح کر لیتے تھے۔‘‘ (سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۳۶، روایت نمبر ۵۰، جدید ج ۱ حصہ اوّل ص ۴۰، روایت نمبر ۵۱)

(۱۴) انگریزی دانی

’’اسی زمانہ میں (یعنی جب کہ مرزا غلام احمد سیالکوٹ کی کچہری میں ملازم تھے) مولوی الٰہی بخش صاحب کی سعی سے جو چیف محرر مدارس تھے۔ (اب اس عہدہ کا نام ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ہے) کچہری کے ملازم منشیوں کے لئے ایک مدرسہ قائم ہوا کہ رات کو کچہری کے ملازم منشی انگریزی پڑھا کریں۔ ڈاکٹر امیر شاہ صاحب جو اس وقت اسسٹنٹ سرجن پنشنر ہیں، استاد مقرر ہوئے۔ مرزا صاحب نے بھی انگریزی شروع کی اور ایک دو کتابیں انگریزی کی پڑھیں۔ (مرزا قادیانی کے انگریزی الہامات سے بھی بس اسی قدر لیاقت معلوم ہوتی ہے۔ للمؤلف)‘‘ (سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۱۳۷، روایت نمبر ۱۴۷، جدید ج ۱ حصہ اوّل ص ۱۴۱، روایت نمبر ۱۵۰)

(۱۵) مختاری

’’چونکہ مرزا صاحب ملازمت کو پسند نہیں فرماتے تھے اس واسطے آپ نے مختاری کے امتحان کی تیاری شروع کر دی اور قانونی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا۔ پر امتحان میں کامیاب نہ ہوئے اور کیوں کر ہوتے، وہ دنیوی اشغال کے لئے بنائے نہیں گئے تھے۔ سچ ہے: ہر کسے را بہر کارے ساختند۔‘‘ (سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۱۳۸، روایت نمبر ۱۴۷، جدید ج ۱ حصہ اوّل ص ۱۴۲، روایت نمبر ۱۵۰)

(۱۶) مدرسی

’’ان دنوں میں پنجاب یونیورسٹی نئی نئی قائم ہوئی تھی۔ اس میں عربی استاد کی ضرورت تھی۔ جس کی تنخواہ ایک سو روپیہ ماہوار تھی۔ میں نے ان کی (یعنی مرزا قادیانی کی) خدمت میں عرض کی کہ آپ درخواست بھیج دیں۔ چونکہ آپ کی لیاقت عربی زبان دانی کی نہایت

کامل ہے، آپ ضرور اس عہدے پر مقرر ہو جائیں گے۔فرمایا کہ میں مدرسی کو پسند نہیں کرتا۔کیونکہ اکثر لوگ پڑھ کر بعدازاں بہت شرارت کے کام کرتے ہیں۔'' (سیرت المہدی حصہ اوّل ص۱۳۹، روایت نمبر۱۴۷، جدید ج۱ حصہ اوّل ص۱۴۲، روایت نمبر۱۵۰)

(۱۷) ملازمت

''چونکہ تمہارے دادا کا منشا رہتا تھا کہ آپ (مرزا قادیانی) کہیں ملازم ہو جائیں۔اس لئے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہوگئے اور کچھ عرصہ تک وہاں ملازمت پر رہے۔پھر جب تمہاری دادی بیمار ہوئیں تو تمہارے دادا نے آدمی بھیجا کہ ملازمت چھوڑ کر آجاؤ۔جس پر حضرت صاحب فوراً روانہ ہوگئے...... خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کی سیالکوٹ کی ملازمت ۱۸۶۴ء تا ۱۸۶۸ء کا واقعہ ہے۔'' (سیرت المہدی حصہ اوّل ص۳۵، روایت نمبر۴۸، جدید ج۱ حصہ اوّل ص۳۹، روایت نمبر۴۹)

(۱۸) مرزا قادیانی کی سادگی

''حضور جب مسجد میں تشریف لاتے تو تمام لباس زیب تن فرما کر کوٹ، پگڑی اور ایک کھونڈا گویا ''خذوا زینتکم عند کل مسجد'' پر پورا عمل تھا۔جب ایک کھڑکی سے باہر نکلتے تو وہاں ہمارے مکرم حافظ ابراہیم صاحب نابینا علی العموم گیارہ بجے ہی سے بیٹھے ہوتے، وہ ضرور سب سے پہلے السلام علیکم کہتے یا اس کا جواب دیتے اور پھر لباس مبارک کو مس کر کے برکت حاصل کرتے اور دعا کے لئے عرض کر لیتے۔صرف ایک بار میں نے حضور کی زیارت ایسے لباس میں کی جب کہ شیخ رحمت اللہ صاحب وغیرہ احباب لاہور کے آنے پر حضور مسجد مبارک میں تشریف لے آئے۔سر پر ترکی ٹوپی تھی، جو بہت پرانی اور فرسودہ سی بغیر پھندنے کے اور مہندی لگائے ہوئے تھے۔غالباً اسی لئے صرف کرتا تھا، کوٹ نہ تھا۔شیخ صاحب نے عرض کیا، حضور گھڑی تو اچھی چلتی ہے۔آپ نے ایک رومال کو فرش پر رکھ کر اور ایک دو گانٹھیں کھول کر اس میں سے گھڑی نکالی۔معلوم ہوا کہ بند ہے۔چابی دی گئی۔وقت درست کیا گیا۔مولوی محمد علی صاحب نے آہستہ سے کہا، اب جس دن پھر آؤ گے چابی دے دینا۔حضور نے یہ معلوم کر کے مسرت ظاہر کی کہ ایک گھڑی ایسی ہے جسے سات روزہ چابی دی جاتی ہے۔'' (یاد ایام، قاضی محمد ظہور الدین قادیانی مندرجہ اخبار الحکم قادیان ج۳۷ نمبر۱۸،۱۹، مورخہ ۲۱ تا ۲۸ مئی ۱۹۳۴ء)

''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو قرآن مجید کے بڑے بڑے مسلسل حصے یا بڑی بڑی سورتیں یاد نہ تھیں۔بے شک آپ قرآن کے جملہ مطالب پر حاوی تھے، مگر حفظ کے رنگ میں قرآن شریف کا اکثر حصہ یاد نہ تھا۔'' (سیرت المہدی حصہ سوم ص۴۴، جدید ج۱ حصہ سوم ص۵۴۰، روایت نمبر۵۵۳)

(قادیانی عقیدے کے مطابق محمد رسول اللہ ﷺ کا دنیا میں دوبارہ آنا مقدر تھا۔پہلی بار آپ مکہ مکرمہ میں محمد ﷺ کی شکل میں تشریف لے آئے اور دوسری بار قادیان میں مرزا قادیانی کی بروزی شکل میں آئے۔پہلی بار جب آپ تشریف لائے تو آپ قرآن مجید کے حافظ تھے۔دوسری بار جب آئے تو قرآن مجید کیوں بھول گئے؟ عبدالرحمٰن باوا)

(۱۹) آپ حج کیوں نہیں کرتے؟

''شیخ ابوسعید محمد حسین بٹالوی کے خط کا جواب الحکم کی گذشتہ اشاعت میں کسی قدر بسط سے شائع ہو چکا ہے۔لیکن اتمام حجت اور ایک نکتہ معرفت کے لئے اتنا اور عرض کرنا ضروری سمجھا ہے کہ حضرت اقدس (مرزا قادیانی) کے حضور جب وہ خط پڑھا گیا اور یہ اعتراض پیش کیا گیا کہ آپ کیوں حج نہیں کرتے؟ تو فرمایا کہ میرا پہلا کام خنزیروں کا قتل اور صلیب کی شکست ہے۔ابھی تو میں خنزیروں کو قتل کر رہا ہوں۔بہت سے

خنزیر مرچکے ہیں اور بہت سے سخت جان ابھی باقی ہیں۔ان سے فرصت اور فراغت تو ہولے۔'' (ملفوظات ج۳ص۲۷۶،جدید ملفوظات ج۲ص۲۸۳)

(۲۰) رمضان کے روزے

''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحب نے کہ جب حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو دورے پڑنے شروع ہوئے تو آپ نے اس سال سارے رمضان کے روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا۔ دوسرا رمضان آیا تو آپ نے روزے رکھنے شروع کئے مگر آٹھ نو روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ ہوا۔اس لئے باقی چھوڑ دیئے اور فدیہ ادا کر دیا۔اس کے بعد جو رمضان آیا تو اس میں آپ نے دس گیارہ روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ کی وجہ سے روزے ترک کرنے پڑے اور آپ نے فدیہ ادا کر دیا۔اس کے بعد جو رمضان آیا تو آپ کا تیرھواں روزہ تھا کہ مغرب کے قریب آپ کو دورہ پڑا اور آپ نے روزہ توڑ دیا اور باقی روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا۔(عجیب بات ہے کہ مرزا قادیانی کو رمضان میں ہی دورے پڑتے تھے۔ناقل)......مگر پھر وفات سے دو تین سال قبل کمزوری کی وجہ سے روزے نہیں رکھ سکے اور فدیہ ادا فرماتے رہے۔خاکسار نے دریافت کیا کہ جب آپ نے ابتداً دوروں کے زمانہ میں روزے چھوڑے تو کیا پھر بعد ان کا قضا کیا؟ والدہ صاحب نے فرمایا کہ نہیں،صرف فدیہ ادا کر دیا تھا۔خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب شروع شروع میں حضرت مسیح موعود کو دوران سر اور بردا طراف کے دورے پڑنے شروع ہوئے تو اس زمانہ میں آپ بہت کمزور ہوگئے تھے اور صحت خراب رہتی تھی۔(خصوصاً رمضان میں۔ناقل)'' (سیرت المہدی حصہ اوّل ص۵۱،۵۲،روایت نمبر۷۹،جدید ج۱حصہ اوّل ص۵۹،روایت نمبر۸۱)

''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ لدھیانہ میں حضرت مسیح موعود نے رمضان کا روزہ رکھا ہوا تھا کہ دل گھٹنے کا دورہ ہوا اور ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہوگئے۔اس وقت غروب آفتاب کا وقت بہت قریب تھا۔مگر آپ نے فوراً روزہ توڑ دیا۔'' (اور توڑے ہوئے روزہ کی قضا کا معمول تو تھا ہی نہیں۔ناقل) (سیرۃ المہدی حصہ سوم ص۱۳۱ جدید حصہ سوم ص۶۳۷،روایت نمبر۶۹۷)

''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حج نہیں کیا۔اعتکاف نہیں کیا۔زکوٰۃ نہیں دی۔تسبیح نہیں رکھی۔میرے سامنے ضب یعنی گوہ کھانے سے انکار کیا۔صدقہ نہیں کھایا۔زکوٰۃ نہیں کھائی۔صرف نذرانہ اور ہدیہ قبول فرماتے تھے......خاکسار عرض کرتا ہے کہ حج نہ کرنے کی تو خاص وجوہات تھیں کہ شروع میں آپ کے لئے مالی لحاظ سے انتظام نہیں تھا،کیونکہ ساری جائیداد وغیرہ اوائل میں ہمارے دادا صاحب کے ہاتھ میں تھی اور بعد میں تایا صاحب کا انتظام رہا اور اس کے بعد حالات ایسے پیدا ہوگئے کہ ایک تو آپ جہاد کے کام میں منہمک رہے۔(غالباً جہاد منسوخ کرنے کے کام میں۔ناقل) دوسرے آپ کے لئے حج کا راستہ بھی مخدوش تھا۔(بقول قادیانی جماعت کے حرمین شریفین جانے پر جان کا خطرہ تھا) تاہم آپ کی خواہش رہتی تھی کہ حج کریں۔(لیکن مرتے دم تک مرزا قادیانی حج نہیں کر سکے اور یہ قدرت کی جانب سے حج سے محروم رکھنے کی ایک تدبیر تھی۔تاکہ مسیح کی ایک علامت بھی مرزا قادیانی میں نہ پائی جائے۔ناقل) اعتکاف ماموریت کے زمانہ سے قبل غالباً بیٹھے ہوں گے مگر ماموریت کے بعد بوجہ قلمی جہاد اور دیگر مصروفیت کے نہیں بیٹھ سکے۔کیونکہ یہ نیکیاں اعتکاف سے مقدم ہیں۔(مگر آنحضرت ﷺ نے تو کبھی اعتکاف ترک نہیں فرمایا۔ناقل)''

(سیرت المہدی حصہ سوم ص۱۱۹،جدید ج۱حصہ سوم ص۶۲۳،۶۲۴،روایت نمبر۶۷۲)

(۲۱) جیبی گھڑی

''بیان کیا مجھ سے عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ کسی شخص نے حضرت صاحب کو ایک جیبی گھڑی تحفہ دی۔حضرت صاحب

اس کو رومال میں باندھ کر جیب میں رکھتے تھے۔زنجیر نہیں لگاتے تھے اور جب وقت دیکھنا ہوتا تھا تو گھڑی نکال کر ایک کے ہندسہ سے یعنی عدد سے گن کر وقت کا پتہ لگاتے تھے اور انگلی رکھ رکھ کر ہندسے گنتے تھے اور منہ سے بھی گنتے تھے اور گھڑی دیکھتے ہی وقت نہ پہنچان سکتے تھے۔میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ آپ کا جیب سے گھڑی نکال کر اس طرح وقت شمار کرنا مجھے بہت ہی پیارا معلوم ہوتا تھا۔''

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۱۶۲، روایت نمبر ۱۶۱، جدید ج ۱ حصہ اوّل ص ۱۶۵، روایت نمبر ۱۶۵)

(۲۲) لباس

''آپ کا لباس آخر عمر میں چند سال سے بالکل گرم وضع کا ہی رہتا تھا۔یعنی کوٹ اور صدری اور پاجامہ گرمیوں میں بھی گرم رکھتے تھے اور یہ علالت طبع کے باعث تھا۔سردی آپ کو موافق نہ تھی اس لئے اکثر گرم کپڑے رکھا کرتے تھے۔البتہ گرمیوں میں نیچے کرتا ململ کا رہتا تھا۔بجائے گرم کرتے کے پاجامہ آپ کا معروف شرعی وضع کا ہوتا تھا......صدری گھر میں اکثر پہنے رہتے۔مگر کوٹ عموماً باہر جاتے وقت ہی پہنتے اور سردی کی زیادتی کے دنوں میں اوپر تلے دو دو کوٹ بھی پہنا کرتے بلکہ بعض اوقات پوستین بھی...... جرابیں آپ سردیوں میں استعمال فرماتے اور ان پر مسح فرماتے۔بعض اوقات زیادہ سردی میں دو دو جرابیں اوپر تلے چڑھا لیتے۔مگر بارہا جراب اس طرح پہن لیتے کہ وہ پیر پر ٹھیک نہ چڑھتی۔کبھی تو سرا آگے لٹکتا رہتا اور کبھی جراب کی ایڑی کی جگہ پیر کی پشت پر آ جاتی۔کبھی ایک جراب سیدھی، دوسری الٹی۔''

(سیرت المہدی حصہ دوم ص ۱۲۶، ۱۲۷، روایت نمبر ۴۴۴، جدید ج ۱ حصہ دوم ص ۴۱۷، ۴۱۸، روایت نمبر ۴۴۷)

''کپڑوں کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ کوٹ، صدری، ٹوپی، عمامہ رات کو اتار کر تکیہ کے نیچے ہی رکھ لیتے اور رات بھر تمام کپڑے جنہیں محتاط لوگ شکن اور میل سے بچانے کو الگ جگہ کھونٹی پر ٹانگ دیتے ہیں وہ بستر پر سر اور جسم کے نیچے ملے جاتے اور صبح کو ان کی ایسی حالت ہو جاتی کہ اگر کوئی فیشن کا دلدادہ اور سلوٹ کا دشمن ان کو دیکھ لے تو سر پیٹ لے۔''

(سیرت المہدی حصہ دوم ص ۱۲۸، روایت نمبر ۴۴۴، جدید ج ۱ حصہ دوم ص ۴۱۹، روایت نمبر ۴۴۷)

''صدری کی جیب میں یا بعض اوقات کوٹ کی جیب میں آپ کا رومال ہوتا تھا۔آپ ہمیشہ بڑا رومال رکھتے تھے......اسی کے کونوں میں آپ مشک اور ایسی ہی ضروری ادویہ جو آپ کے استعمال میں رہتی تھیں اور ضروری خطوط وغیرہ باندھ رکھتے تھے اور اسی رومال میں نقد وغیرہ جو نذر لوگ مسجد میں پیش کر دیتے تھے، باندھ لیا کرتے تھے۔''

(سیرت المہدی حصہ دوم ص ۱۲۷، روایت نمبر ۴۴۴، جدید ج ۱ حصہ دوم ص ۴۱۷، روایت نمبر ۴۴۷)

خاکسار عرض کرتا ہے کہ ''آپ (مرزا قادیانی) معمولی نقدی وغیرہ اپنے رومال میں جو بڑے سائز کا ململ کا بنا ہوا ہوتا تھا، باندھ لیا کرتے تھے اور رومال کا دوسرا کنارہ واسکٹ کے ساتھ سلوا لیتے یا کاج میں بندھوا لیتے تھے اور چابیاں آزار بند کے ساتھ باندھتے تھے جو بوجھ سے بعض اوقات لٹک آتا تھا اور والدہ صاحبہ بیان فرماتی ہیں کہ حضرت مسیح موعود عموماً ریشمی ازار بند استعمال فرماتے تھے۔کیونکہ آپ کو پیشاب جلدی جلدی آتا تھا اس لئے ریشمی ازار بند رکھتے تھے تاکہ کھلنے میں آسانی ہو اور گرہ بھی پڑ جائے تو کھولنے میں دقت نہ ہو۔سوتی آزار بند میں آپ سے بعض دفعہ گرہ پڑ جاتی تھی تو آپ کو بڑی تکلیف ہوتی تھی۔'' (سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۴۲، روایت نمبر ۶۳، جدید ج ۱ حصہ اوّل ص ۴۹، روایت نمبر ۶۵)

(۲۳) بوٹ کا تحفہ

''ایک دفعہ کوئی شخص آپ کے لئے گرگابی (جوتے) لے آیا۔آپ نے پہن لی۔مگر اس کے الٹے سیدھے پاؤں کا آپ کو پتہ

نہیں لگتا تھا۔ کئی دفعہ الٹی پہن لیتے تھے اور پھر تکلیف ہوتی۔ بعض دفعہ آپ کا الٹا پاؤں پڑ جاتا تو تنگ ہو کر فرماتے ان کی کوئی چیز بھی اچھی نہیں ہے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں نے آپ کی سہولت کے واسطے الٹے سیدھے پاؤں کی شناخت کے لئے نشان لگا دیئے تھے مگر باوجود اس کے آپ الٹا سیدھا پہن لیتے تھے۔'' (سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۵۳، روایت نمبر ۸۱، جدید ج ۱ حصہ اوّل ص ۶۰، روایت نمبر ۸۳)

(۲۴) خاص ادائیں

''نئی جوتی جب پاؤں میں کاٹتی تو جھٹ ایڑی بٹھا لیا کرتے تھے اور اسی سبب سے سیر کے وقت گرد اڑ کر پنڈلیوں پر پڑ جایا کرتی تھی جس کو لوگ اپنی پگڑیوں وغیرہ سے صاف کر دیا کرتے تھے۔ چونکہ حضور (مرزا قادیانی) کی توجہ دنیاوی امور کی طرف نہیں ہوا کرتی تھی، اس لئے آپ کی واسکٹ کے بٹن ہمیشہ اپنے چاکوں سے جدا ہی رہتے تھے اور اسی وجہ سے اکثر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سے شکایت فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے بٹن تو بڑی جلدی ٹوٹ جایا کرتے ہیں۔

شیخ رحمت اللہ صاحب یا دیگر احباب اچھے اچھے کپڑے کے کوٹ بنوا کر لایا کرتے تھے۔ حضور کبھی تیل سر مبارک میں لگاتے تو تیل والا ہاتھ سر مبارک اور داڑھی مبارک سے ہوتا ہوا بعض اوقات سینہ تک چلا جاتا۔ جس سے قیمتی کوٹ پر دھبے پڑ جاتے۔''

(اخبار الحکم قادیان ج ۳۸ نمبر ۶، مؤرخہ ۲۱؍فروری ۱۹۳۵ء ملخص سیرت المہدی حصہ دوم ص ۱۲۸، روایت نمبر ۴۴۴، جدید ج ۱ حصہ دوم ص ۴۱۸، روایت نمبر ۴۴۷)

(۲۵) مرزا قادیانی کی سیر

''میاں عبدالعزیز صاحب المعروف مغل سکنہ لاہور نے بیان کیا کہ حضور صبح کو نماز کے بعد مسجد میں بیٹھ کر احباب کو اپنے الہامات ورؤیا سنایا کرتے تھے اور پھر دوستوں میں سے کوئی رؤیا دیکھتا تو اسے بھی سنانے کے لئے فرماتے۔ پھر حضور گھر تشریف لے جاتے تھے اور آٹھ بجے کے قریب گھر سے باہر نکلتے۔ پہلے چوک میں مہمانوں کا انتظار کرتے۔ پھر حضرت مولوی نورالدین صاحب کو اطلاع بھجواتے۔ مولوی صاحب جو بھی کام کر رہے ہوتے، اسے وہیں چھوڑ کر حاضر ہو جاتے۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ شاید حضور کے حکم کا انتظار ہی کر رہے تھے۔ سیر قریباً تین میل ہوا کرتی تھی۔ ہم لوگ جب تھک جاتے تو سوچتے کہ اب واپسی کی کیا تدبیر کریں۔ عرض کرنے کی تو جرأت ہی نہیں ہوتی تھی۔ اس لئے ہم چند نوجوان ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر چل پڑتے اور پھر تھوڑی دور چل کر قادیان کی طرف رخ کر لیتے۔ حضور بھی پیچھے ہو لیتے۔ پھر ہم پیچھے ہو جاتے۔ راستہ میں احباب کی کثرت کی وجہ سے اس قدر گرد اڑتی کہ سر اور منہ مٹی سے بھر جاتے۔ حضور اکثر پگڑی کے شملہ کو بائیں جانب منہ کے آگے رکھ لیتے۔ حضور کے دائیں ہاتھ میں چھڑی ہوتی تھی جو بعض اوقات لوگوں کی ٹھوکر سے گر بھی جاتی مگر حضور پیچھے مڑ کر نہیں دیکھتے تھے۔ بلکہ جب کوئی چھڑی پکڑا دیتا تھا تو پکڑ لیتے۔ بعض اوقات حضور کے پاؤں کو بھی ٹھوکر لگ جاتی تھی۔

اگر دوران سیر کسی وقت پیشاب کی حاجت پیش آتی تو حضور احباب سے دور نکل جاتے۔ وٹوانی حضور بیٹھ کر ہی کیا کرتے تھے۔ ہم نے حضور کو کھڑے ہو کر وٹوانی کرتے نہیں دیکھا۔'' (الفضل قادیان ج ۲۷ نمبر ۲۵۰، مؤرخہ ۳۱؍اکتوبر ۱۹۳۹ء)

''اسی موقعہ پر حضور ایک مرتبہ سیر کے لئے باہر تشریف لائے۔ ساتھ بہت ہجوم تھا۔ حضور بڑ کے درخت کے قریب کھڑے ہو گئے۔ احباب چاروں طرف سینکڑوں کی تعداد میں کھڑے تھے۔ لوگوں کی کثرت کی وجہ سے گرد اڑ رہی تھی۔ حضور کی طبیعت ہجوم اور گرد کی وجہ سے نیز اس وجہ سے کہ دھوپ تھی اور گرمی کا آغاز تھا کچھ ناسازسی ہوئی۔ ایک دوست نے کہا کہ احباب جگہ کھلی چھوڑ دیں اور حضور کے نزدیک زیادہ ہجوم نہ کریں۔ اور ایک دوسرے پر نہ گریں۔ حضرت مفتی صادق صاحب بھی قریب تھے۔ حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ

لوگ بھی بیچارے کیا کریں۔ تیرہ سو سال کے بعد ایک نبی کا چہرہ دیکھنے کو ملا ہے۔ (سو اس کی یہ قدر ہو رہی ہے۔للمؤلف)''

(روایت قادیانی مندرجہ الفضل قادیان ج ۳۴ نمبر ۱۸۰ ص ۳ کالم ۱، مؤرخہ ۲؍ اگست ۱۹۴۶ء)

''اس طرح ابتداء میں حضرت مسیح موعود سیر کے لئے تشریف لے جاتے تو لوگ آپ کے ساتھ چلے جاتے۔ آپ کی باتیں سنتے۔ لیکن آخری جلسہ سالانہ کے موقع پر جب آپ سیر کے لئے نکلے تو لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ لوگوں کے پیر لگنے کی وجہ سے کبھی آپ کی چھڑی گر جاتی اور کبھی آپ کی جوتی اتر جاتی۔ (سیر کیا تھی خاصا تماشا تھا۔للمؤلف) آپ ریتی چھلہ تک تشریف لے گئے اور آپ نے فرمایا معلوم ہوتا ہے اب ہمارا کام ختم ہو گیا۔ اب تو جماعت اتنی بڑھ گئی ہے کہ سیر کرنا بھی مشکل ہو گیا ہے۔ اس جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد سات سو تھی۔ (تعداد تو کچھ ایسی زیادہ نہ تھی لیکن معلوم ہوتا تھا کہ اپنے مریدوں سے مرزا قادیانی کا ناک میں دم آ گیا تھا کہ سیر سے دل بیزار ہو گیا اور نادانستہ طور پر موت کی آرزو دل میں آنے لگتی۔للمؤلف)''

(مرزا محمود خلیفہ قادیان کا ارشاد، الفضل قادیان ج ۳۴ نمبر ۳۰۰ ص ۲،۳، مؤرخہ ۲۵؍ دسمبر ۱۹۴۶ء)

(۲۶) مرزا قادیانی کی شکر گزاری

''دعوے سے قبل کا واقعہ ہے کہ حضور (مرزا قادیانی) باغ میں تشریف لے گئے۔ ساتھ چند اور بھی دوست تھے۔ کسی دوست نے ایک پھل دار درخت پر حضرت اقدس کا عصا مبارک پھینکا۔ وہ عصا وہیں لٹک کر رہ گیا۔ دوستوں نے پتھروں اور ڈھیلوں سے ہر چند کوشش کی مگر وہ عصا نیچے نہ گرا۔ میں (حافظ نبی بخش قادیانی) نوجوان لڑکا تھا۔ میں اپنا تہبند کس کر درخت کے اوپر چڑھ گیا اور عصا مبارک اتار لیا۔ حضرت اقدس کو اس سے بہت خوشی ہوئی۔ بار بار فرماتے میاں نبی بخش تم نے بڑا کمال کیا۔ تم نے تو آج میرے والد صاحب کا سونٹا نیا لا کر مجھے دیا ہے۔ باغ سے واپس لوٹے تو راستے میں جو ملے ان سے بھی ذکر کیا کہ میاں نبی بخش نے مجھے آج نیا سونٹا لا کر دیا ہے۔ پھر مسجد میں آ کر بھی اسی شکر گزاری کا ذکر فرماتے رہے۔'' (ذکر حبیب از سردار مصباح الدین احمد قادیانی، مندرجہ الحکم قادیان خاص نمبر، مؤرخہ ۲۱؍ مئی ۱۹۳۴ء)

(۲۷) نامردی کا یقین

''بخدمت اخویم مخدوم مکرم مولوی حکیم نور الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ……

جس قدر ضعف دماغ کے عارضے میں یہ عاجز مبتلا ہے، مجھے یقین نہیں کہ آپ کو ایسا ہی عارضہ ہو۔ جب میں نے نئی شادی کی تھی تو مدت تک مجھے یقین رہا کہ میں نامرد ہوں۔ (پھر شادی کس بھروسہ کی۔ اوّل صحت درست کرنا لازم تھا۔ ورنہ فتنہ کا اندیشہ تھا۔للمؤلف) آخر میں نے صبر کیا (آپ سے زیادہ صبر آپ کی اہلیہ صاحبہ پر لازم ہوتا۔ پھر بھی معلوم ہوا کہ اولاد شادی کے بعد جلد ہی شروع ہو گئی۔ للمؤلف) اور دعا کرتا رہا تو اللہ جل شانہ نے اس دعا کو قبول فرمایا اور ضعف قلب تو اب بھی مجھے اس قدر ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔''

خاکسار: غلام احمد قادیان، مؤرخہ ۲۲؍ فروری ۱۸۸۷ء

(مکتوبات احمدیہ ج ۵ نمبر ۲ ص ۲۱، مکتوب نمبر ۱۴، جدید مکتوبات احمد ج ۲ ص ۲۷، مکتوب نمبر ۱۵)

''دوسرا بڑا نشان یہ ہے کہ جب شادی کے متعلق مجھ پر مقدس وحی نازل ہوئی تھی تو اس وقت میرا دل ودماغ اور جسم نہایت کمزور تھا اور علاوہ ذیابیطس اور دوران سر اور تشنج قلب کے دق کی بیماری کا اثر بھی بکلی دور نہ ہوا تھا۔ اس نہایت درجہ کے ضعف میں جب نکاح ہوا تو بعض لوگوں نے افسوس کیا۔ کیونکہ میری حالت مردمی کالعدم تھی اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی۔ چنانچہ مولوی محمد حسین بٹالوی

نے مجھے خط لکھا تھا جواب تک موجود ہے کہ آپ کو شادی نہیں کرنی چاہئے تھی۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی ابتلاء پیش آوے۔ مگر باوجود ان کمزوریوں کے خدا نے مجھے پوری قوت صحت اور طاقت بخشی اور چار لڑکے عطاء کئے۔'' (نزول المسیح ص ۲۰۹، خزائن ج ۱۸ص ۵۸۷)

(۲۸) ایک ابتلاء

''ایک ابتلاء مجھ کو اس (دہلی کی) شادی کے وقت یہ پیش آیا کہ بباعث اس کے کہ میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا اور میں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا اور دو مرضیں یعنی ذیابیطس اور دردسر مع دوران سر قدیم سے میرے شامل حال تھیں۔ جن کے ساتھ بعض اوقات تشنج قلب بھی تھا۔ اس لئے میری حالت مردمی کالعدم تھی اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی...... غرض اس ابتلاء کے وقت میں نے جناب الٰہی میں دعا کی اور مجھے اس نے دفع مرض کے لئے اپنے الہام کے ذریعہ سے دوائیں بتلائیں اور میں نے کشفی طور پر دیکھا کہ ایک فرشتہ وہ دوائیں میرے منہ میں ڈال رہا ہے۔ چنانچہ وہ دوائیں میں نے تیار کیں اور اس میں خدا نے اس قدر برکت ڈال دی کہ میں نے دلی یقین سے معلوم کیا کہ وہ پرصحت طاقت جو ایک پورے تندرست انسان کو دنیا میں مل سکتی ہے، وہ مجھے دی گئی اور چار لڑکے مجھے عطاء کئے گئے...... میں اس زمانہ میں اپنی کمزوری کی وجہ ایک بچہ کی طرح تھا اور پھر اپنے تئیں خداداد طاقت میں پچاس مرد کے قائم مقام دیکھا۔'' (تریاق القلوب ص ۳۵، ۳۶، خزائن ج ۱۵ص ۲۰۳، ۲۰۴)

(۲۹) مرزا قادیانی اور خواتین

''رات کا پہرہ: مائی رسول بی بی صاحبہ بیوہ حافظ حامد علی مرحوم نے بواسطہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹ مولوی فاضل مجھ سے بیان کیا کہ ایک زمانہ میں حضرت مسیح موعود کے وقت میں میں اور اہلیہ بابو شاہ دین رات کو پہرہ دیتی تھیں اور حضرت صاحب نے فرمایا ہوا تھا کہ اگر میں سوتے میں کوئی بات کیا کروں تو مجھے جگا دینا۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ میں نے آپ کی زبان پر کوئی الفاظ جاری ہوتے سنے اور آپ کو جگا دیا۔ اس وقت رات کے بارہ بجے تھے۔ ان ایام میں عام طور پر پہرہ پر مائی فجو، منشیانی اہلیہ منشی محمد دین گوجرانوالہ اور اہلیہ بابو شاہ دین ہوتی تھیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ مائی رسول بی بی صاحبہ میری رضاعی ماں ہیں (اور مرزا قادیانی کی کیا لگتی ہے؟ ناقل) اور حافظ حامد علی صاحب مرحوم کی بیوہ ہیں جو حضرت مسیح موعود کے پرانے خادم تھے۔ مولوی عبدالرحمٰن صاحب ان کے داماد ہیں۔''

(سیرت المہدی حصہ سوم ص ۲۱۳، جدید ج ۱ حصہ سوم ص ۷۲۵، روایت نمبر ۷۸۶)

(۳۰) چھٹا سوال و جواب

''سوال ششم: (از محمد حسین قادیانی) حضرت اقدس (مرزا قادیانی) غیر عورتوں سے ہاتھ پاؤں کیوں دبواتے ہیں؟

جواب: (از حکیم فضل دین قادیانی) وہ نبی معصوم ہیں۔ ان سے مس کرنا اور اختلاط منع نہیں، بلکہ موجب رحمت و برکات ہے۔''

(الحکم قادیان ج ۱۱ نمبر ۱۳ص ۱۳ کالم ۱، مؤرخہ ۱۷؍اپریل ۱۹۰۷ء)

(۳۱) زینب بیگم

''ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ مجھ سے میری لڑکی زینب بیگم نے بیان کیا کہ میں تین ماہ کے قریب حضرت اقدس (مرزا قادیانی) کی خدمت میں رہی ہوں۔ گرمیوں میں پنکھا وغیرہ اور اسی طرح کی خدمت کرتی تھی۔ بسا اوقات ایسا

ہوتا کہ نصف رات یا اس سے زیادہ مجھ کو پنکھا ہلاتے گزر جاتی تھی۔ مجھ کو اس اثناء میں کسی قسم کی تھکان و تکلیف محسوس نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ خوشی سے دل بھر جاتا تھا۔ دو دفعہ ایسا موقعہ آیا کہ عشاء کی نماز سے لے کر صبح کی اذان تک مجھے ساری رات خدمت کرنے کا موقع ملا۔ پھر بھی اس حالت میں مجھ کو نہ نیند، نہ غنودگی اور نہ تھکان معلوم ہوئی، بلکہ خوشی اور سرور پیدا ہوتا تھا۔ (یقیناً مرزا قادیانی بھی اسی ''سرور'' سے لطف اندوز ہوتے ہوں گے۔ ناقل)'' (سیرت المہدی حصہ سوم ص۲۷۲، ۲۷۳، جدید ج۱ حصہ سوم ص۷۸۹، روایت نمبر۹۱۰)

(۳۲) مسماۃ بھانو

''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت ام المؤمنین (مرزا قادیانی کی بیوی نصرت جہاں بیگم) نے ایک دن سنایا کہ حضرت صاحب (مرزا قادیانی) کے ہاں ایک بوڑھی ملازمہ مسماۃ بھانو تھی۔ وہ ایک رات جب کہ خوب سردی پڑ رہی تھی، حضور کو دبانے بیٹھی۔ چونکہ وہ لحاف کے اوپر سے دباتی تھی۔ اس لئے اسے یہ پتہ نہ لگا کہ جس چیز کو میں دبا رہی ہوں وہ حضور کی ٹانگیں نہیں ہیں بلکہ پلنگ کی پٹی ہے۔ تھوڑی دیر بعد حضرت صاحب نے فرمایا، بھانو آج بڑی سردی ہے۔ بھانو کہنے لگی، ''ہاں جی تد ے تے تہاڈی لتاں لکڑی وانگر ہویاں ایں۔'' یعنی جی ہاں جبھی تو آپ کی لاتیں لکڑی کی طرح سخت ہو رہی ہیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب نے جو بھانو کو سردی کی طرف توجہ دلائی تو اس میں بھی غالباً یہ جتانا مقصود تھا کہ آج شاید سردی کی شدت کی وجہ سے تمہاری حس کمزور ہو رہی ہے۔'' (سیرت المہدی حصہ سوم ص۲۱۰، جدید ج۱ حصہ سوم ص۷۲۲، روایت نمبر۷۸۰)

(۳۳) عورتوں سے بیعت

''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود عورتوں سے بیعت صرف زبانی لیتے تھے۔ ہاتھ میں ہاتھ نہیں لیتے تھے۔ نیز آپ بیعت ہمیشہ اردو الفاظ میں لیتے تھے...... خاکسار عرض کرتا ہے کہ حدیث سے پتہ لگتا ہے کہ آنحضرت ﷺ بھی عورتوں سے بیعت لیتے ہوئے ان کے ہاتھ کو نہیں چھوتے تھے۔ دراصل قرآن شریف میں جو یہ آتا ہے کہ عورت کو کسی غیر محرم پر اظہار زینت نہیں کرنا چاہئے۔ اسی کے اندر لمس کی ممانعت شامل ہے۔ کیونکہ جسم کے چھونے سے بھی زینت کا اظہار ہو جاتا ہے۔ (لیکن مرزا قادیانی تو تنہائی میں لیٹ کر جوان عورتوں سے بدن دبواتے تھے۔ اس لئے اس کو ''شریف آدمی'' کہنا غلط ہے، چہ جائیکہ...... نعوذ باللہ! نبی کہا جائے۔ ناقل)'' (سیرت المہدی حصہ سوم ص۱۵، جدید ج۱ حصہ سوم ص۵۰۸، روایت نمبر۴۷۷)

(۳۴) منکوحہ آسمانی خواب میں

''۲۵؍جولائی ۱۸۹۲ء مطابق ۲؍ذوالحجہ ۱۳۰۹ھ روز دوشنبہ آج میں نے بوقت صبح صادق ساڑھے چار بجے دن کے خواب میں دیکھا کہ ایک حویلی ہے۔ اس میں میری بیوی والدہ محمود اور ایک عورت بیٹھی ہے۔ تب میں نے ایک مشک سفید رنگ میں پانی بھرا ہے اور اس مشک کو اٹھا کر لایا ہوں اور وہ پانی لا کر ایک اپنے گھڑے میں ڈال دیا ہے۔ میں پانی کو ڈال چکا تھا کہ وہ عورت جو بیٹھی ہوئی تھی، یکایک سرخ اور خوش رنگ لباس پہنے ہوئے میرے پاس آ گئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جوان عورت ہے۔ پیروں سے سر تک سرخ لباس پہنے ہوئے شاید جالی کا کپڑا ہے۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ وہی عورت ہے جس کے لئے اشتہار دیئے تھے (یعنی آسمانی منکوحہ محمدی بیگم۔ ناقل) لیکن اس کی صورت میری بیوی کی صورت معلوم ہوئی۔ گویا اس نے کہا، یا دل میں کہا کہ میں آ گئی ہوں۔ میں نے کہا۔ یا اللہ آ جاوے اور پھر وہ عورت مجھ سے بغلگیر ہوئی۔ اس کے بغلگیر ہوتے ہی میری آنکھ کھل گئی۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک (کہ بیداری میں نہ سہی تو

خواب میں تو آسمانی منکوحہ سے بغلگیر ہونے کی سعادت میسر آئی۔ وائے قسمت یہ خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا۔ ناقل)
اس سے دو چار روز پہلے خواب میں دیکھا تھا کہ روشن بی بی میرے دالان کے دروازہ پر آ کھڑی ہوئی ہے اور میں دالان کے اندر بیٹھا ہوں۔ تب میں نے کہا کہ آ، روشن بی بی، اندر آ جا۔'' (تذکرہ ص ۱۹۷، طبع چہارم)

''۱۴/اگست ۱۸۹۲ء بمطابق ۲۰/محرم ۱۳۰۹ھ آج خواب میں نے دیکھا کہ محمدی (بیگم) جس کی نسبت پیش گوئی ہے۔ باہر کسی تکیہ میں (معہ) چند کس کے بیٹھی ہوئی ہے اور سر اس کا شاید منڈا ہوا ہے اور بدن سے ننگی ہے اور نہایت مکروہ شکل ہے۔ میں نے اس کو تین مرتبہ کہا ہے کہ تیرے سرمنڈی ہونے کے یہ تعبیر ہے کہ تیرا خاوند مر جائے گا۔ (افسوس کہ یہ خوش کن تعبیر صحیح نہ نکلی۔ ناقل) اور میں نے دونوں ہاتھ اس کے سر پر اتارے ہیں...... اور اسی رات والدہ محمود نے خواب میں دیکھا کہ محمدی (بیگم) سے میرا نکاح ہو گیا ہے اور ایک کاغذ مہران کے ہاتھ میں ہے، جس پر ہزار روپیہ مہر لکھا ہے اور شیرینی منگوائی گئی ہے اور پھر میرے پاس وہ خواب میں کھڑی ہے۔ (کیا مضائقہ ہے بیداری میں جو دولت نصیب نہ ہو اس کا خواب میں دیکھ لینا بھی بڑی دولت ہے۔ ناقل)'' (تذکرہ ص ۱۹۸، ۱۹۹، طبع چہارم)

''خاکسار عرض کرتا ہے کہ خوابوں کا مسئلہ بھی بڑا نازک ہے۔ کئی خوابیں انسان کی دماغی بناوٹ کا نتیجہ ہوتی ہیں اور اکثر لوگ ان کی حقیقت کو نہیں سمجھتے۔ (چنانچہ مرزا قادیانی کو محمدی بیگم کے خواب بھی شاید اسی دماغی بناوٹ کی وجہ سے آتے تھے۔ ناقل)''

(سیرت المہدی حصہ سوم ص ۱۱۶، جدید ج ۱ حصہ سوم ص ۶۲۰، روایت نمبر ۶۶۵)

(۳۵) نیم دیوانی کی حرکت

''حضرت مسیح موعود کے اندرون خانہ ایک نیم دیوانی سی عورت بطور خادمہ کے رہا کرتی تھی۔ ایک دفعہ اس نے کیا حرکت کی کہ جس کمرے میں حضرت صاحب (مرزا قادیانی) بیٹھ کر لکھنے پڑھنے کا کام کرتے تھے، وہاں ایک کونے میں کھرا تھا جس کے پاس پانی کے گھڑے رکھے تھے۔ وہاں کپڑے اتار کر اور ننگی بیٹھ کر نہانے لگ گئی۔ حضرت صاحب اپنے کام تحریر میں مصروف رہے اور کچھ خیال نہ کیا کہ وہ کیا کرتی ہے۔ جب وہ نہا چکی تو ایک اور خادمہ اتفاقاً آ نکلی۔ اس نے اس نیم دیوانی کو ملامت کی کہ حضرت صاحب کے کمرے میں اور موجودگی کے وقت تو نے یہ کیا حرکت کی۔ تو اس نے ہنس کر جواب دیا۔ انہوں کجھ دیدا ہے۔ یعنی اسے کیا دکھائی دیتا ہے۔''

(ذکر حبیب ص ۳۸، مؤلفہ مفتی محمد صادق قادیانی)

''حضرت اقدس (مرزا قادیانی) کی یہ عادت تھی کہ کوئی کچھ باتیں کرتا ہو، آپ دھیان نہیں کرتے۔ بلکہ آپ سے مخاطب ہو کر کوئی بات کرتا تب بھی آپ بات تو سن لیتے اور جواب بھی دے دیتے۔ مگر سنتے بھی نہ تھے اور آپ متوجہ بھی ہوتے اور توجہ بھی نہ کرتے اور کسی طرح دیکھتے بھی نہیں تھے۔ حالانکہ دیکھتے بھی تھے۔ پچاس ساٹھ کے قریب عورتیں اندر زنانہ میں ہوتی تھیں اور ان کی باتوں کا ایک شور و غل رہتا تھا۔ کوئی ہنستی، کوئی کھیلتی، کوئی لڑتی، لیکن اس طرف آپ کی توجہ نہ ہوتی اور کچھ پروا نہ کرتے۔ ایک عورت نہا کر اٹھی اور اس کا کپڑا دور رکھا تھا۔ وہ اٹھ کر کبڑی کبڑی نیوڑ ہی نیوڑ ہی جا کر کپڑا اٹھا لائی۔ دوسرے عورت نے کہا پنجابی زبان میں، اری فلانی مرزا جی بیٹھے ہیں تو برہنہ کپڑا اٹھا لائی۔ اس نے جواب دیا کہ مرزا جی تو اندھے ہیں یعنی کسی کی طرف دیکھتے نہیں۔''

(تذکرۃ المہدی حصہ اوّل ص ۲۵۵، جدید حصہ اوّل ص ۱۸۱، پیر سراج الحق نعمانی)

(۳۶) مجرب دوائیں

''مخدومی مکرمی اخویم مولوی (نور الدین) صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ...... دوا جس میں مروارید داخل ہیں، جو کسی قدر آپ لے گئے تھے، اس کے استعمال سے بفضلہٖ تعالیٰ مجھ کو بہت فائدہ ہوا۔ قوت باہ کو ایک عجیب فائدہ یہ دوا پہنچاتی ہے اور مقوی معدہ ہے اور کاہلی اور سستی کو دور کرتی ہے اور کئی عوارض کو نافع ہے۔ آپ ضرور استعمال کر کے مجھ کو اطلاع دیں۔ مجھ کو تو یہ بہت ہی موافق آ گئی۔ (فالحمدللہ علیٰ ذالک)

خاکسار: غلام احمد مؤرخہ ۳۰ر دسمبر ۱۸۸۶ء

(مکتوبات احمدیہ ج ۵ نمبر ۲ ص ۱۲، ۱۳، جدید مکتوبات احمد جلد دوم ص ۱۹، مکتوب نمبر ۹)

''مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نور الدین صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ مجھے نہایت تعجب ہے کہ دوا معلومہ سے آں مخدوم سے کچھ فائدہ محسوس نہ ہوا۔ شاید کہ یہ وہی قول درست ہو کہ ادویہ کو ابدان سے مناسبت ہے۔ بعض ادویہ بعض ابدان کے مناسب حال ہوتی ہیں اور بعض دیگر کے نہیں۔ مجھے یہ دوا بہت ہی فائدہ مند معلوم ہوئی ہے کہ چند امراض کاہلی وسستی ورطوبات معدہ اس سے دور ہو گئے ہیں۔ ایک مرض مجھے نہایت خوفناک تھی کہ صحبت کے وقت لیٹنے کی حالت میں نعوذ بکلی جاتا رہتا تھا۔ شاید قلت حرارت غریزی اس کا موجب تھی۔ وہ عارضہ بالکل جاتا رہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دوا حرارت غریزی کو بھی مفید ہے اور منی کو بھی غلیظ کرتی ہے۔ غرض میں نے تو اس میں آثار نمایاں پائے ہیں۔ واللہ اعلم وعلمہ احکم۔ اگر دوا موجود ہو اور آپ دودھ اور ملائی کے ساتھ کچھ زیادہ قدر شربت کر کے استعمال کریں تو میں خواہش مند ہوں کہ آپ کے بدن میں ان فوائد کی بشارت سنوں۔ کبھی کبھی دوا کی چھپی چھپی تاثیر بھی ہوتی ہے کہ جو ہفتے عشرے کے بعد محسوس ہوتی ہے۔ چونکہ دوا ختم ہو چکی ہے اور میں نے زیادہ زیادہ کھالی ہے۔ اس لئے ارادہ ہے کہ اگر خدا تعالیٰ چاہے تو دوبارہ تیار کی جائے، لیکن چونکہ گھر میں ایام امید ہونے کا کچھ گمان ہے جس کا میں نے ذکر بھی کیا تھا، ابھی تک وہ گمان پختہ ہوتا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کو راست کرے۔ اس جہت سے جلد تیار کرنے کی چنداں ضرورت میں نہیں دیکھتا، مگر میں شکرگزار ہوں کہ خدا تعالیٰ نے دوا کا بہانہ کر کے بعض خطرناک عوارض سے مجھ کو مخلصی عطاء کی۔ (فالحمدللہ علیٰ احسانہ)''

(مکتوبات احمدیہ ج ۵ نمبر ۲ ص ۱۳، ۱۴، جدید مکتوبات احمد جلد دوم ص ۲۰ مکتوب نمبر ۱۰)

''محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کسی قدر تریاق جدید کی گولیاں ہمدست مرزا خدا بخش صاحب آپ کی خدمت میں ارسال ہیں اور کسی قدر اس وقت دے دوں گا جب آپ قادیان آئیں گے۔ یہ دوا تریاق الٰہی سے فوائد میں بہت بڑھ کر ہے۔ اس میں بڑی بڑی قابل قدر دوائیں پڑی ہیں۔ جیسے مشک عنبر، نربسی، مروارید، سونے کا کشتہ، فولاد، یاقوت احمر، کونین، فاسفورس، کہربا، مرجان، صندل، کیوڑہ، زعفران۔ یہ تمام دوائیں قریب سو کے ہیں اور بہت سا فاسفورس اس میں داخل کیا گیا ہے۔ یہ دوا علاج طاعون کے علاوہ مقوی دماغ، مقوی جگر، مقوی معدہ، مقوی باہ اور مراق کو فائدہ کرنے والی اور مصفی خون ہے۔ مجھ کو اس کے تیار کرنے میں اوّل تامل تھا کہ بہت سے روپیہ پر اس کا تیار کرنا موقوف تھا۔ لیکن چونکہ حفظ صحت کے لئے یہ دوا مفید ہے اس لئے اس قدر خرچ گوارا کیا گیا...... خوراک اس کی اوّل استعمال میں دورتی سے زیادہ نہیں ہونی چاہئے تاکہ گرمی نہ کرے۔ نہایت درجہ مقوی اعصاب ہے اور خارش اور شبورات اور جذام اور ذیابیطس اور

انواع واقسام کے زہرناک امراض کے لئے مفید ہے اور قوت باہ میں اس کو ایک عجیب اثر ہے۔

خاکسار: مرزا غلام احمد عفی عنہ، مؤرخہ ۲۹؍اگست ۱۸۹۹ء''

(مکتوبات احمدیہ ج۵ نمبر۴ ص۱۰۴، ۱۰۵، مکتوب نمبر۳۱، جدید مکتوبات احمد جلد دوم ص۲۵۰، مکتوب نمبر۴۷)

''مخدومی مکرمی اخویم حکیم نورالدین

ایک میرے دوست سامانہ علاقہ پٹیالہ میں ہیں۔ جن کا نام مرزا محمد یوسف بیگ ہے۔ انہوں نے کئی دفعہ ایک معجون بنا کر بھیجی ہے جس میں کچلہ مدبر داخل ہوتا ہے۔ وہ معجون میرے تجربے میں آیا ہے کہ اعصاب کے لئے نہایت مفید ہے اور امراض رعشہ اور فالج اور تقویت دماغ اور قوت باہ کے لئے اور نیز قوت معدہ کے لئے فائدہ مند ہے۔ مدت سے میرے استعمال میں ہے۔ اگر آپ اس کو استعمال کرنا قرین مصلحت سمجھیں تو میں کسی قدر جو میرے پاس ہے، بھیج دوں۔'' مؤرخہ ۲۳؍جنوری ۱۸۸۸ء

(مکتوبات احمدیہ ج۵ نمبر۲ ص۵۵، جدید مکتوبات احمد جلد دوم ص۵۶، ۵۷، مکتوب نمبر۳۵)

(۳۷) خاندانی طبیب

''خاکسار عرض کرتا ہے کہ طبابت کا علم ہمارا خاندانی علم ہے اور ہمیشہ سے ہمارا خاندان اس علم میں ماہر رہا ہے۔ دادا صاحب نہایت ماہر اور مشہور حاذق طبیب تھے۔ تایا صاحب نے بھی طب پڑھی تھی۔ حضرت مسیح موعود بھی علم طب میں خاصی دسترس رکھتے تھے اور گھر میں ادویہ کا ایک ذخیرہ رکھا کرتے تھے جس سے بیماروں کو دوا دیتے تھے۔''

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص۳۵، روایت نمبر۴۹، جدید ج۱ حصہ اوّل ص۴۰، روایت نمبر۵۰)

''آپ (مرزا غلام احمد قادیانی) خاندانی طبیب تھے۔ آپ کے والد ماجد اس علاقہ میں نامی گرامی طبیب گزر چکے ہیں اور آپ نے بھی طب سبقاً سبقاً پڑھی ہے۔ مگر باقاعدہ مطب نہیں کیا۔ کچھ تو خود بیمار رہنے کی وجہ سے اور کچھ چونکہ لوگ علاج پوچھنے آجاتے تھے، آپ اکثر مفید اور مشہور ادویہ اپنے گھر میں موجود رکھتے تھے۔ نہ صرف یونانی بلکہ انگریزی بھی اور آخر میں تو آپ کی ادویات کی الماری میں زیادہ تر انگریزی ادویہ ہی رہتی تھیں۔ مفصل ذکر طبابت کے نیچے آئے گا۔ یہاں اتنا ذکر کردینا ضروری ہے کہ آپ کئی قسم کے مقوی دماغ ادویات کا استعمال فرمایا کرتے تھے۔ مثلاً کوکا، کولا، مچھلی کے تیل کا مرکب، ایسٹن سیرپ، کونین، فولاد وغیرہ اور خواہ کیسی ہی تلخ یا بدمزہ دوا ہو، آپ اس کو بے تکلف پی لیا کرتے۔'' (سیرت المہدی حصہ دوم ص۱۳۷، روایت نمبر۴۴۴، جدید ج۱ حصہ دوم ص۴۲۸، ۴۲۹، روایت نمبر۴۴۷)

(۳۸) توحید کا گر

''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی عادت تھی کہ آپ جب کسی بیماری میں دواؤں کا استعمال کرتے تو صرف ایک دوائی کھانے پر ہی اکتفاء نہ کرتے بلکہ بہت سی دوائیں کھالیتے اور فرمایا کرتے کہ یہ میں اس لئے کرتا ہوں تا جب شفاء حاصل ہوجائے تو دل میں یہ خیال پیدا نہ ہو کہ فلاں دوائی سے شفا ہوئی ہے اور اس طرح پر اس قدر اعتماد ہوجائے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے توجہ ہٹالے۔ یہ ایک توحید کا گر ہے جو حضرت مسیح موعود نے سکھایا۔ آپ خدا ہی کی طرف اپنی توجہ رکھنے کے لئے صرف ایک دو نہیں بلکہ اکٹھی بہت سی دوائیوں کا استعمال فرمایا کرتے تھے۔ (ماشاء اللہ! بہت سے شافی مقرر کرلیا کرتے تھے، پھر بھی توحید باقی؟ ناقل)''

(الفضل قادیان ج۱۹ نمبر۸۱، مؤرخہ ۷؍جنوری ۱۹۳۲ء)

(۳۹) پہلا دورہ

’’بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود (یعنی والد صاحب) کو پہلی دفعہ دوران سر اور ہسٹریا کا دورہ بشیر اوّل (ہمارا ایک بڑا بھائی ہوتا تھا جو ۱۸۸۸ء میں فوت ہوگیا تھا) کی وفات کے چند دن بعد ہوا تھا۔ رات کو سوتے ہوئے آپ کو اتھو آیا اور پھر اس کے بعد طبیعت خراب ہوگئی مگر یہ دورہ خفیف تھا۔ پھر اس کے کچھ عرصے بعد آپ ایک دفعہ نماز کے لئے باہر گئے اور جاتے ہوئے فرما گئے کہ آج کچھ طبیعت خراب ہے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ تھوڑی دیر کے بعد شیخ حامد علی (حضرت مسیح موعود کے ایک پرانے مخلص خادم تھے، اب فوت ہوچکے ہیں) نے دروازہ کھٹکھٹایا کہ جلدی پانی کی ایک گاگر گرم کر دو۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں سمجھ گئی کہ حضرت صاحب کی طبیعت خراب ہوگئی ہوگی۔ چنانچہ میں نے کسی ملازم عورت کو کہا کہ اس سے پوچھ، میاں کی طبیعت کا کیا حال ہے؟ شیخ حامد علی نے کہا کہ کچھ خراب ہوگئی ہے۔ میں پردہ کرا کر مسجد میں چلی گئی تو آپ لیٹے ہوئے تھے۔ میں جب پاس گئی تو فرمایا کہ میری طبیعت بہت خراب ہوگئی تھی لیکن اب افاقہ ہے۔ میں نماز پڑھا رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ کوئی کالی کالی چیز میرے سامنے سے اٹھی ہے اور آسمان تک چلی گئی۔ پھر میں چیخ مار کر زمین پر گر گیا اور غشی کی سی حالت ہوگئی۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں اس کے بعد سے آپ کو باقاعدہ دورے پڑنے شروع ہوگئے۔ خاکسار نے پوچھا، دورہ میں کیا ہوتا تھا۔ والدہ صاحبہ نے کہا، ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہوجاتے تھے اور بدن کے پٹھے کھنچ جاتے تھے۔ خصوصاً گردن کے پٹھے اور سر میں چکر ہوتا تھا اور اس حالت میں آپ اپنے بدن کو سہار نہیں سکتے تھے۔ شروع شروع میں یہ دورے بہت سخت ہوتے تھے۔ پھر اس کے بعد کچھ تو دوروں کی ایسی سختی نہیں رہی اور کچھ طبیعت عادی ہوگئی۔ خاکسار نے پوچھا کہ اس سے پہلے تو سر کی کوئی تکلیف نہیں تھی؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا، پہلے معمولی سر درد کے دورے ہوا کرتے تھے۔ خاکسار نے پوچھا، کیا پہلے حضرت صاحب خود نماز پڑھاتے تھے؟ والدہ صاحبہ نے کہا کہ ہاں، مگر پھر دوروں کے بعد چھوڑ دی۔‘‘ (سیرت المہدی حصہ اوّل ص۱۳، روایت نمبر ۱۸، جدید ج۱ حصہ اوّل ص ۱۴، ۱۵، روایت نمبر ۱۹)

(۴۰) سخت دورہ

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ’’اوائل میں ایک دفعہ حضرت مسیح موعود کو سخت دورہ پڑا۔ کسی نے مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد کو بھی اطلاع دے دی اور وہ دونوں آ گئے۔ پھر ان کے سامنے بھی حضرت صاحب کو دورہ پڑا۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں اس وقت میں نے دیکھا کہ مرزا سلطان احمد تو آپ کی چارپائی کے پاس خاموشی کے ساتھ بیٹھے رہے مگر مرزا فضل احمد کے چہرہ پر ایک رنگ آتا تھا اور ایک جاتا تھا اور وہ کبھی ادھر بھاگتا تھا اور کبھی ادھر۔ کبھی اپنی پگڑی اتار کر حضرت صاحب کی ٹانگوں کو باندھتا تھا اور کبھی پاؤں دبانے لگ جاتا تھا اور گھبراہٹ میں اس کے ہاتھ کانپتے تھے۔‘‘ (سیرت المہدی حصہ اوّل ص۲۲، روایت نمبر ۳۵، جدید ج۱ حصہ اوّل ص ۲۵، ۲۶، روایت نمبر ۳۶)

(۴۱) خطرناک

’’پھر آپ (یعنی مرزا قادیانی) نے فرمایا میں کیا کروں۔ میں نے تو خدا کے سامنے پیش کیا ہے کہ میں تیرے دین کی خاطر اپنے ہاتھ اور پاؤں میں لوہا پہننے کو تیار ہوں، مگر وہ کہتا ہے کہ نہیں میں تجھے ذلت سے بچاؤں گا اور عزت کے ساتھ بری کروں گا۔ پھر آپ محبت الٰہی پر تقریر فرمانے لگ گئے اور قریباً نصف گھنٹے تک جوش کے ساتھ بولتے رہے۔ لیکن پھر یک لخت بولتے بولتے آپ کو ابکائی آئی اور ساتھ ہی قے ہوئی جو خالص خون کی تھی، جس میں کچھ خون جما ہوا تھا اور کچھ بہنے والا تھا۔ حضرت نے قے سے سر اٹھا کر رومال سے اپنا منہ پونچھا اور آنکھیں بھی پونچھیں جو قے کی وجہ سے پانی لے آئی تھیں۔ مگر آپ کو یہ معلوم نہیں ہوا کہ قے میں کیا نکلا ہے۔ کیونکہ آپ نے یک لخت

جھک کر قے کی اور پھر سر اٹھا لیا۔ مگر میں اس کے دیکھنے کے لئے جھکا تو حضور نے فرمایا کیا ہے۔ میں نے عرض کیا، حضور قے میں خون نکلا ہے۔ تب حضور نے اس کی طرف دیکھا۔ پھر خواجہ صاحب اور مولوی محمد علی صاحب اور دوسرے لوگ کمرے میں آ گئے اور ڈاکٹر کو بلوایا گیا۔ ڈاکٹر انگریز تھا۔ وہ آیا اور قے دیکھ کر خواجہ صاحب کے ساتھ انگریزی میں باتیں کرتا رہا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ اس بڑھاپے کی عمر میں اس طرح خون کی قے آنا خطرناک ہے۔ پھر اس نے کہا کہ یہ آرام کیوں نہیں کرتے۔ خواجہ صاحب نے کہا، آرام کس طرح کریں۔ مجسٹریٹ صاحب قریب قریب کی پیشیاں ڈال کر تنگ کرتے ہیں۔ حالانکہ معمولی مقدمہ ہے جو یوں ہی طے ہو سکتا ہے۔ اس نے کہا، اس وقت آرام ضروری ہے۔ میں سرٹیفکیٹ لکھ دیتا ہوں۔ کتنے عرصہ کے لئے سرٹیفکیٹ چاہئے۔ پھر خود ہی کہنے لگا میرے خیال میں دو مہینے آرام کرنا چاہئے۔ خواجہ صاحب نے کہا، فی الحال ایک مہینہ کافی ہوگا۔ اس نے فوراً ایک مہینہ کے لئے سرٹیفکیٹ لکھ دیا اور لکھا کہ میں اس عرصہ میں ان کو کچہری میں پیش ہونے کے قابل نہیں سمجھتا۔'' (سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۸۰، روایت نمبر ۱۰۴، جدید ج ۱ حصہ اوّل ص ۸۷، روایت نمبر ۱۰۷)

(۴۲) مراق کا سلسلہ

''مراق کا مرض حضرت مرزا صاحب میں موروثی نہ تھا، بلکہ یہ خارجی اثرات کے ماتحت پیدا ہوا اور اس کا باعث سخت دماغی محنت، تفکرات، غم اور سوءِ ہضم تھا جس کا نتیجہ دماغی ضعف تھا اور جس کا اظہار مراق اور دیگر ضعف کی علامات مثلاً دوران سر کے ذریعہ ہوتا تھا۔'' (رسالہ ''ریویو آف ریلیجنز'' قادیان ج ۲۵ نمبر ۸ ص ۱۰، بابت اگست ۱۹۲۶ء)

''کبھی سیر کو جاتا ہوں اور کبھی نہیں جاتا۔ عموماً صبح کے وقت جاتا ہوں کبھی شام کو شاذ و نادر ہی جاتا ہوں۔ میری بیوی کو مراق کی بیماری ہے۔ کبھی کبھی وہ میرے ساتھ ہوتی ہے۔ کیونکہ طبی اصول کے مطابق اس کے لئے چہل قدمی مفید ہے۔ ان کے ساتھ چند خادم عورتیں بھی ہوتی ہیں اور پردے کا پورا التزام ہوتا ہے...... ہم باغ تک جاتے ہیں اور پھر واپس آ جاتے ہیں۔''

(مرزا قادیانی کا بیان عدالت، اخبار الحکم قادیان ج ۵ نمبر ۲۹ ص ۱۴، کالم ۳، مؤرخہ ۱۰ اراگست ۱۹۰۱ء، منقول از کتاب منظور الٰہی ص ۲۴۴)

''بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ حضرت صاحب (مرزا قادیانی) کے ایک حقیقی ماموں تھے (جن کا نام مرزا جمعیت بیگ تھا) ان کے ہاں ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہوئے اور ان کے دماغ میں کچھ خلل آ گیا تھا۔ لڑکے کا نام مرزا علی شیر تھا اور لڑکی کا حرمت بی بی۔ لڑکی حضرت صاحب کے نکاح میں آئی اور اسی کے بطن سے مرزا سلطان احمد اور فضل احمد پیدا ہوئے۔''

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۲۰۶، ۲۰۷، روایت نمبر ۲۰۷، جدید ج ۱ حصہ اوّل ص ۲۰۷، روایت نمبر ۲۱۲)

''مراق کے اسباب میں سب سے بڑا سبب ورثہ میں ملا ہوا طبعی میلان اور عصبی کمزوری ہے۔ عصبی امراض ہمیشہ ورثہ میں ملتے ہیں اور لمبے عرصے تک خاندان میں چلتے ہیں۔'' (بیاض نور الدین جلد اوّل منقول از اخبار پیغام صلح لاہور ج ۳۶ نمبر ۴۷، مؤرخہ یکم دسمبر ۱۹۴۸ء)

''جب خاندان میں اس کی ابتداء ہو چکی تو پھر اگلی نسل میں بے شک یہ مرض منتقل ہوا ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی (مرزا محمود) نے فرمایا کہ مجھ کو بھی کبھی کبھی مراق کا دورہ ہوتا ہے۔''

(مضمون ڈاکٹر شاہنواز قادیانی، ریویو آف ریلیجنز قادیان ج ۲۵ نمبر ۸ ص ۱۱، بابت اگست ۱۹۲۶ء)

''اکثر یہ مرض (مراق) تنہا رہنے یا زیادہ خوض علم میں کرنے یا محنت شدید یا ریاضت شدید یا مجاہدہ نفس سے پیدا ہوتا ہے۔''

(تذکرۃ الوفاق فی العلاج المراق مصنفہ حکیم اصغر حسین خان فرخ آبادی ص ۶۰)

(۴۳) مالیخولیا مراق

''مالیخولیا کی ایک قسم ہے جس کو مراق کہتے ہیں۔ یہ مرض تیز سودا سے جو معدہ میں جمع ہوتا ہے، پیدا ہوتا ہے اور جس عضو میں یہ مادہ جمع ہو جاتا ہے اس سے سیاہ بخارات اٹھ کر دماغ کی طرف چڑھتے ہیں۔ اس کی علامات یہ ہیں۔ ترش دخانی ڈکاریں آنا، ضعف معدہ کی وجہ سے کھانے کی لذت کم معلوم ہونا، ہاضمہ خراب ہو جانا، پیٹ پھولنا، پاخانہ پتلا ہونا، دھوئیں جیسے بخارات چڑھتے ہوئے معلوم ہونا۔ (ترجمہ)'' (شرح الاسباب والعلامات، امراض رأس، مالیخولیا، تصنیف برہان الدین نفیس)

''یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس مرض (مراق) کی علامات کا ظہور فتور قوت حیوانی یا روح حیوانی سے ہوتا ہے جو کہ جگر و معدے میں ہوتی ہے۔ مگر تحقیقات جدیدہ سے معلوم ہوا ہے کہ مرض عصبی ہے اور جیسا کہ عورت میں رحم کی مشارکت سے مرض اختناق الرحم (ہسٹریا) پیدا ہو جاتا ہے، اسی طرح اعضائے اندرونی کے فتور سے ضعف دماغ ہو کر مردوں میں مراق ہو جاتا ہے۔

علامات مرض: مریض ہمیشہ سست و متفکر رہتا ہے۔ اس میں خودی کے خیالات پیدا ہو جاتے ہیں۔ ہر ایک بات میں مبالغہ کرتا ہے...... بھوک نہیں لگتی، کھانا ٹھیک طور پر ہضم نہیں ہوتا۔'' (مخزن حکمت، مصنفہ شمس الاطباء حکیم ڈاکٹر غلام جیلانی، طبع دوم)

''فساد ہضم، کھٹی دخانی ڈکاریں، منہ میں زیادہ رال آئے، پیٹ پھولتا ہو، پیٹ میں قراقر، تناوٹ اور سوزش ہو، جھوٹی بھوک معلوم ہو، تالو کی طرف دھوئیں جیسے بخارات چڑھتے ہوئے معلوم ہوں، ہاضمہ اچھا ہو تو مرض میں تخفیف ہو۔ ہاضمے کی خرابی اور تخمّے سے مرض میں زیادتی ہو...... گاہے جسم کے اوپر کے حصے میں کپکپی اور لرزہ، ہاتھ پاؤں کی ہتھیلیوں یا تمام بدن کا ٹھنڈا ہو جانا۔ مرض کی کمی بیشی کے مطابق کمزوری لاحق ہونا۔ یہاں تک کہ کبھی غشی کی نوبت پہنچ جائے...... کبھی ایک چیز کے دو معلوم ہونا۔ کبھی آنکھوں کے سامنے بجلی سی کوندتی معلوم ہونا۔ آنکھوں کی کرختگی، پلکوں کا بوجھل ہونا، دماغ اور سر میں سوزش و گرمی، دردسر اور نسیان، یک بیک اچھو لگ جانا...... مرض مراق کے لوازم سے ہے لیکن ان سب کا ایک مریض میں پایا جانا ضروری نہیں۔ (ترجمہ)'' (اکسیر اعظم مصنفہ حکیم محمد اعظم خان جلد اوّل ص ۱۸۹)

''مالیخولیا اس مرض کو کہتے ہیں جس میں حالت طبعی کے خلاف خیالات و افکار متغیر بخوف وفساد ہو جاتے ہیں۔ اس کا سبب مزاج کا سوداوی ہو جانا ہوتا ہے۔ جس سے روح دماغی اندرونی طور پر متوحش ہوتی ہے اور مریض اس کی ظلمت سے پراگندہ خاطر ہو جاتا ہے یا پھر یہ مرض حرارت جگر کی شدت کی وجہ سے ہوتا ہے اور یہی چیز مراق ہوتی ہے۔ جب اس میں غذا کے فضلات اور آنتوں کے بخارات جمع ہو جاتے ہیں اور اس کے اخلاط جل کر سودا کی صورت میں تبدیل ہو جاتے ہیں تو ان اعضاء سے سیاہ بخارات اٹھ کر سر کی طرف چڑھتے ہیں۔ اس کو نفخہ مراقیہ، مالیخولیائے نافخ اور مالیخولیائے مراقی کہتے ہیں۔ (ترجمہ)'' (قانون شیخ الرئیس حکیم بوعلی سینا، فن اوّل، از کتاب ثالث)

''علاج: عمدہ خون پیدا کرنے والی غذائیں استعمال کرائی جائیں۔ مثلاً مچھلی، (پرندوں کا) زود ہضم گوشت اور کبھی کبھی سفید ہلکی شراب جو تیز اور پرانی نہ ہو...... اور عمدہ عمدہ خوشبوئیں جیسے مشک، عنبر، نافہ اور عود استعمال کرائیں۔ نیز فم معدہ کے لئے مقوی جوارشات کا استعمال کرائیں۔

مریض مالیخولیا کو لازم ہے کہ دل خوش کن کام میں مشغول رہے اور اس کے پاس وہ لوگ رہیں جو اس کی تعظیم و تکریم کرتے رہیں اور اس کو خوش رکھیں اور شراب تھوڑا تھوڑا پانی ملا کر اعتدال کے ساتھ پلائی جائے۔'' (قانون شیخ الرئیس حکیم بوعلی سینا، فن اوّل، از کتاب ثالث)

(۴۴) مالیخولیا کے کرشمے

’’مالیخولیا خیالات وافکار کے طریق طبعی سے متغیر بخوف وفساد ہو جانے کو کہتے ہیں......بعض مریضوں میں گاہے گاہے یہ فساد اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو غیب دان سمجھتا ہے اور اکثر ہونے والے امور کی پہلے ہی خبر دے دیتا ہے......اور بعض میں یہ فساد یہاں تک ترقی کر جاتا ہے کہ اس کو اپنے متعلق یہ خیال ہوتا ہے کہ میں فرشتہ ہوں۔‘‘

(شرح الاسباب والعلامات، امراض رأس، مالیخولیا، مصنفہ برہان الدین نفیس)

’’مریض کے اکثر اوہام اس کام سے متعلق ہوتے ہیں جس میں مریض زمانہ صحت میں مشغول رہا ہو۔ مثلاً......مریض صاحب علم ہو تو پیغمبری اور معجزات وکرامات کا دعویٰ کر دیتا ہے۔ خدائی کی باتیں کرتا ہے اور لوگوں کو اس کی تبلیغ کرتا ہے۔‘‘

(اکسیر اعظم، مصنفہ حکیم محمد اعظم خان جلد اوّل ص ۱۸۸)

(۴۵) ہسٹریا

’’ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹریا ہے۔ بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے۔ لیکن دراصل بات یہ ہے کہ آپ کو دماغی محنت اور شبانہ روز تصنیف کی مشقت کی وجہ سے بعض ایسی عصبی علامات پیدا ہو جایا کرتی تھیں جو ہسٹریا کے مریضوں میں بھی عموماً دیکھی جاتی ہیں۔ مثلاً کام کرتے کرتے یک دم ضعف ہو جانا، چکروں کا آنا، ہاتھ پاؤں کا سرد ہو جانا، گھبراہٹ کا دورہ ہو جانا، ایسا معلوم ہونا کہ ابھی دم نکلتا ہے یا کسی تنگ جگہ یا بعض اوقات زیادہ آدمیوں میں گھر کر بیٹھنے سے دل کا سخت پریشان ہونے لگنا، وغیرہ ذالک۔‘‘

(سیرت المہدی حصہ دوم ص ۵۵، روایت نمبر ۳۶۹، جدید ج ۱ حصہ دوم ص ۳۴۰، روایت نمبر ۳۷۲)

’’ہسٹریا کا بیمار جس کو اختناق الرحم کہتے ہیں، چونکہ عام طور پر یہ مرض عورتوں میں زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے اس کو رحم کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ ورنہ مردوں میں بھی یہ مرض ہوتا ہے۔ جن مردوں کو یہ مرض ہو، ان کو مراقی کہتے ہیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ، الفضل قادیان ج ۱۰ نمبر ۸۴ ص ۶ کالم ۱، مؤرخہ ۳۰؍اپریل ۱۹۲۳ء، خطبات محمود ج ۸ ص ۷۵)

’’یہ درست ہے کہ مرگی اور ہسٹریا میں بھی مراق کی علامات پائی جاتی ہیں مگر یہ نہیں کہ ہر مراقی کو مرگی یا ہسٹریا کا مرض ہوتا ہے۔‘‘

(بیاض نورالدین جلد اوّل منقول از اخبار پیغام صلح لاہور ج ۳۶ نمبر ۴۷، مؤرخہ یکم؍دسمبر ۱۹۴۸ء)

’’ایک مدعی الہام کے متعلق اگر یہ ثابت ہو جاوے کہ اس کو ہسٹریا، مالیخولیا، مرگی کا مرض تھا تو اس کے دعوے کی تردید کے لئے پھر کسی اور ضرب کی ضرورت نہیں رہتی۔ کیونکہ یہ ایسی چوٹ ہے جو اس کی صداقت کی عمارت کو بیخ وبن سے اکھاڑ دیتی ہے۔‘‘

(مضمون ڈاکٹر شاہ نواز قادیانی، ریویو آف ریلیجنز قادیان ج ۲۵ نمبر ۸ ص ۶، ۷، بابت ماہ اگست ۱۹۲۶ء)

(۴۶) دق اور سل

’’حضرت اقدس نے اپنی بیماری دق کا بھی ذکر کیا ہے۔ یہ بیماری آپ کو حضرت مرزا غلام مرتضٰی صاحب مرحوم کی زندگی میں ہوگئی تھی اور آپ قریباً چھ ماہ تک بیمار رہے۔ حضرت مرزا غلام مرتضٰی صاحب آپ کا علاج خود کرتے تھے اور آپ کو بکرے کے پائے کا شوربا کھلایا کرتے تھے۔ اس بیماری میں آپ کی حالت بہت نازک ہوگئی تھی۔‘‘ (حیات احمد مؤلفہ شیخ یعقوب علی عرفانی قادیانی ج ۲ نمبر ۱ ص ۷۹ حاشیہ)

''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے ایک دفعہ تمہارے دادا کی زندگی میں حضرت صاحب (مرزا قادیانی) کو سل ہوگئی اور چھ ماہ تک بیمار رہے اور بڑی نازک طبیعت ہوگئی۔ حتیٰ کہ زندگی سے ناامیدی ہوگئی...... والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ تمہارے دادا خود حضرت صاحب کا علاج کرتے تھے اور برابر چھ ماہ تک انہوں نے آپ کو بکرے کے پائے کا شوربا کھلایا تھا۔''

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص۴۲،۴۳، روایت نمبر۶۴، جدید ج۱ حصہ اوّل ص۴۹، روایت نمبر۶۶)

(۴۷) دو چادریں

''دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت ﷺ نے پیش گوئی کی تھی جو اس طرح وقوع میں آئی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر ہے۔ جب اترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی تو اسی طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں۔ ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی، یعنی مراق اور کثرت بول۔''

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی مندرجہ رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان ج۱ نمبر۲ ص۵، بابت ماہ جون ۱۹۰۶ء، ملفوظات ج۸ ص۴۴۵، جدید ج۵ ص۳۲،۳۳)

''دو مرض میرے لاحق حال ہیں۔ ایک بدن کے اوپر کے حصہ میں اور دوسری بدن کے نیچے کے حصہ میں۔ اوپر کے حصہ میں دوران سر ہے اور نیچے کے حصہ میں کثرت پیشاب ہے اور دونوں مرضیں اسی زمانہ سے ہیں جس زمانہ سے میں نے اپنا دعویٰ مامور من اللہ ہونے کا شائع کیا ہے۔ (شاید یہ دعوے کی برکت ہو۔ للمؤلف)'' (حقیقت الوحی ص۳۰۷، خزائن ج۲۲ ص۳۲۰)

''مسیح موعود دو زرد رنگ چادروں میں اترے گا۔ ایک چادر بدن کے اوپر کے حصہ میں ہوگی اور دوسری چادر بدن کے نیچے کے حصہ میں۔ سو میں نے کہا کہ یہ اس طرف اشارہ تھا کہ مسیح موعود دو بیماریوں کے ساتھ ظاہر ہوگا۔ کیونکہ تعبیر کے علم میں زرد کپڑے سے مراد بیماری ہے اور وہ دونوں بیماریاں مجھ میں ہیں۔ یعنی ایک سر کی بیماری اور دوسری کثرت پیشاب اور دستوں کی بیماری۔ (عیسیٰ مسیح کا معجزہ تھا کہ بیمار کو تندرست، بلکہ مردوں کو زندہ کرتے تھے اور مسیح موعود یعنی بزعم خود مرزا قادیانی کی نشانی خود امراض ہیں۔ خاص کر سر کی بیماری اور پیشاب اور دستوں کی بیماری۔ لیکن کیا عجب یہ چودھویں صدی کا کمال ہو جس سے اچھے اچھوں نے پناہ مانگی۔ للمؤلف)''

(تذکرہ الشہادتین ص۴۳،۴۴، خزائن ج۲۰ ص۴۶)

''مسیح موعود کی نسبت حدیثوں میں دو زرد رنگ چادروں کا ذکر ہے۔ ایسے ہی میرے لاحق حال دو بیماریاں ہیں۔ ایک بیماری بدن کے اوپر کے حصہ میں ہے جو اوپر کی چادر ہے اور وہ دوران سر ہے جس کی شدت کی وجہ سے بعض وقت میں زمین پر گر جاتا ہوں اور دل کا دوران خون کم ہو جاتا ہے اور ہولناک صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ (بعض دیگر دماغی امراض خاص کر مرگی میں یہ کیفیت گزرتی ہے۔ دردسر میں تو بیشتر تکلیف رہتی ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے اپنی خرابی صحت میں ہسٹریا کا مرض بھی ظاہر کیا۔ للمؤلف) اور دوسری بیماری بدن کے نیچے کے حصہ میں ہے جو مجھے کثرت پیشاب کی مرض ہے جس کو ذیابیطس کہتے ہیں اور معمولی طور پر مجھے ہر روز پیشاب بکثرت آتا ہے اور پندرہ یا بیس دفعہ تک نوبت پہنچ جاتی ہے اور بعض اوقات قریب سو دفعہ کے دن رات میں آتا ہے اور اس سے بھی ضعف بہت ہو جاتا ہے۔''

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۲۰۱، خزائن ج۲۱ ص۳۷۲)

(۴۸) پیشاب کا انتظام

''اس پر مجھے یاد آیا کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس عاجز کو دو بار ایسی خدمت کرنے کا موقعہ نصیب ہوا۔ ایک تو سفر جہلم۔ میری

عادت تھی کہ سفر میں یہ کوشش کرتا تھا کہ رات کے وقت میں بھی مجھے حضور کے پاس ہی سورہنے کی جگہ ملے۔ چنانچہ جہلم میں حضور کی چارپائی کے نزدیک ہی فرش پر لیٹنے کا مجھے موقعہ مل گیا اور جب سب لوگ سوئے ہوئے تھے تو مجھ آہٹ ہوئی کہ حضور چارپائی سے اٹھے ہیں۔ میں نے عرض کی کہ کیا چاہیئے۔ حضور نے فرمایا کہ پیشاب کی حاجت ہے۔ سردی کا موسم تھا۔ میں جلدی سے ایک مٹی برتن لایا اور مٹی کے ڈھیلے لایا۔ حضور پیشاب سے فارغ ہوئے تو میں برتن اٹھا کر باہر لے گیا۔ دوسری دفعہ لاہور میں جب حضور نے حضرت میاں چراغ الدین صاحب مرحوم کے مکان پر قیام کیا تب بھی رات کے وقت حضور کو پیشاب کی حاجت ہوئی۔ میں جاگ رہا تھا۔ ایک مٹی کا برتن لایا۔ جب حضور فارغ ہوئے تو میں نے ہاتھ بڑھایا اور مٹی کے برتن کو پکڑا کر باہر لے جاؤں۔ مگر اس دفعہ حضور نے مجھے اجازت نہ دی کہ میں ایسا کروں اور ایک کھڑکی سے، جو اس کمرے میں تھی، خود ہی پیشاب باہر گرا دیا۔'' (مفتی محمد صادق کا بیان، اخبار الفضل قادیان ج ۲۸ نمبر ۲۷۷، مؤرخہ ۶؍ دسمبر ۱۹۴۰ء)

(۴۹) دو بیماریاں

'' مجھے دو بیماریاں مدت دراز سے تھیں۔ ایک شدید دردسر، جس سے میں نہایت بے تاب ہو جاتا تھا اور ہولناک عوارض پیدا ہو جاتے تھے اور یہ مرض قریباً پچیس برس تک دامن گیر رہی اور اس کے ساتھ دوران سر بھی لاحق ہو گیا اور طبیبوں نے لکھا کہ ان عوارض کا آخری نتیجہ مرگی ہوتی ہے۔ چنانچہ میرے بڑے بھائی مرزا غلام قادر قریباً دو ماہ تک اسی مرض میں مبتلا ہو کر آخر مرض صرع میں مبتلا ہو گئے اور اسی سے ان کا انتقال ہو گیا۔ لہٰذا میں دعا کرتا رہا کہ خدا تعالیٰ ان امراض سے مجھے محفوظ رکھے۔ ایک دفعہ عالم کشف میں مجھے دکھائی دیا کہ ایک بلا سیاہ رنگ چارپائے کی شکل پر جو بھیڑ کے قد کی مانند اس کا قد تھا اور بڑے بڑے بال تھے اور بڑے بڑے پنجے تھے، میرے پر حملہ کرنے لگی اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہی صرع ہے۔ تب میں نے اپنا داہنا ہاتھ زور سے اس کے سینے پر مارا اور کہا کہ دور ہو، تیرا مجھ میں حصہ نہیں۔ تب خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ بعد اس کے وہ خطرناک عوارض جاتے رہے اور وہ درد شدید بالکل جاتی رہی۔ صرف دوران سر کبھی کبھی ہوتا ہے تا دو زرد رنگ چادروں کی پیش گوئی میں خلل نہ آوے۔ دوسری مرض ذیابیطس تخمیناً بیس برس سے ہے جو مجھے لاحق ہے، جیسا کہ اس نشان کا پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے اور ابھی تک بیس دفعہ کے قریب ہر روز پیشاب آتا ہے اور امتحان سے بول میں شکر پائی گئی۔ ایک دن مجھے خیال آیا کہ ڈاکٹروں کے تجربہ کی رو سے انجام ذیابیطس کا یا تو نزول الماء ہوتا ہے یا کاربنکل یعنی سرطان کا پھوڑا نکلتا ہے جو مہلک ہوتا ہے سو اسی وقت نزول الماء کی نسبت مجھے الہام ہوا...... یعنی تین عضو پر رحمت نازل کی گئی۔ آنکھ اور دو اور عضو پر اور پھر جب کاربنکل کا خیال میرے دل میں آیا تو الہام ہوا السلام علیکم۔ سو ایک عمر گزری کہ میں ان بلاؤں سے محفوظ ہوں۔ فالحمد للہ'' (حقیقت الوحی ص ۳۶۳، ۳۶۴، خزائن ج ۲۲ ص ۳۷۶، ۳۷۷)

(۵۰) بیس برس

'' مجھے دو مرض دامن گیر ہیں۔ ایک جسم کے اوپر کے حصہ میں کہ سردرد اور دوران سر اور دوران خون کم ہو کر ہاتھ پیر سرد ہو جانا۔ نبض کم ہو جانا اور دوسرے جسم کے نیچے کے حصہ میں کہ پیشاب کثرت سے آنا اور اکثر دست آتے رہنا۔ یہ دونوں بیماریاں قریباً بیس برس سے ہیں۔'' (نسیم دعوت ص ۶۸، خزائن ج ۱۹ ص ۴۳۵)

'' یہ دونوں بیماریاں کبھی دعا سے ایسی رخصت ہو جاتی ہیں کہ گویا دور ہو گئیں۔ مگر پھر شروع ہو جاتی ہیں۔ ایک دفعہ میں نے دعا کی کہ یہ بیماریاں بالکل دور کر دی جائیں تو جواب ملا کہ ایسا نہیں ہوگا...... مسیح موعود کے لئے یہ بھی ایک علامت ہے۔ کیونکہ لکھا ہے کہ وہ دو زرد چادروں میں اترے گا۔'' (پیغام صلح لاہور ج ۳۶ نمبر ۴۷، مؤرخہ یکم؍ دسمبر ۱۹۴۸ء)

(۵۱) دائم المرض

’’میں ایک دائم المرض آدمی ہوں ...... ہمیشہ سر درد اور دوران سر اور کمی خواب اور تشنج دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے......وہ بیماری ذیابیطس ہے کہ ایک مدت سے دامن گیر ہے اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں۔‘‘ (ضمیمہ اربعین نمبر۳،۴ص۴، خزائن ج۱۷ص۴۷۰،۴۷۱)

’’مخدومی مکرمی اخویم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حالت صحت اس عاجز کی بدستور ہے۔ کبھی غلبہ دوران سر اس قدر ہو جاتا ہے کہ مرض کی جنبش شدید کا اندیشہ ہوتا ہے اور کبھی یہ دوران کم ہوتا ہے۔ لیکن کوئی وقت دوران سر سے خالی نہیں گزرتا۔ مدت ہوئی نماز تکلیف سے بیٹھ کر پڑھی جاتی ہے۔ بعض اوقات درمیان میں توڑنی پڑتی ہے۔ اکثر بیٹھے بیٹھے رینگن ہو جاتی ہے اور زمین پر قدم اچھی طرح نہیں جمتا۔ قریب چھ سات ماہ یا زیادہ عرصہ گزر گیا ہے کہ نماز کھڑے ہو کر نہیں پڑھی جاتی اور نہ بیٹھ کر اس وضع پر پڑھی جاتی ہے جو مسنون ہے اور قرأت میں شاید قل ہو اللہ بہ مشکل پڑھ سکوں کیونکہ ساتھ ہی توجہ کرنے سے تحریک بخارات کی ہوتی ہے۔‘‘ خاکسار: غلام احمد قادیان، مؤرخہ ۵ رفروری ۱۸۹۱ء‘‘

(مکتوبات احمدیہ ج۵ نمبر۲ ص۸۸، مکتوب نمبر۶۴، جدید مکتوبات احمد جلد دوم ص۱۰۱، مکتوب نمبر۶۵)

(۵۲) چشم نیم باز

’’مولوی شیر علی صاحب نے بیان کیا کہ باہر مردوں میں بھی حضرت صاحب (مرزا قادیانی) کی یہی عادت تھی کہ آپ کی آنکھیں ہمیشہ نیم بند رہتی تھیں......ایک دفعہ حضرت مرزا صاحب معہ چند خدام کے فوٹو کھنچوانے لگے تو فوٹو گرافر آپ سے عرض کرتا تھا کہ حضور ذرا آنکھیں کھول کر رکھیں ورنہ تصویر اچھی نہیں آئے گی اور آپ نے اس کے کہنے پر ایک دفعہ تکلف کے ساتھ آنکھوں کو کچھ زیادہ کھولا بھی مگر وہ پھر اسی طرح نیم بند ہو گئیں۔‘‘ (سیرت المہدی حصہ دوم ص۷۷، روایت نمبر۴۰۳،۴۰۴، جدید ج۱ حصہ دوم ص۳۶۴، روایت نمبر۴۰۶،۴۰۷)

(۵۳) عصبی کمزوری

’’حضرت صاحب (مرزا قادیانی) کی تمام تکالیف مثلاً دوران سر، دردسر، کمی خواب، تشنج دل، بدہضمی، اسہال، کثرت پیشاب اور مراق وغیرہ کا صرف ایک ہی باعث تھا اور وہ عصبی کمزوری تھا۔‘‘ (رسالہ ’’ریویو آف ریلیجنز‘‘ قادیان ج۲۶ نمبر۵ ص۲۶، بابت مئی ۱۹۲۷ء)

(۵۴) مرض اعصابی

’’مخدومی مکرمی اخویم (مولوی نور الدین صاحب) السلام علیکم ورحمۃ اللہ......

یہ عاجز پیر کے دن ۹ر مارچ ۱۸۹۱ء کو معہ اپنے عیال کے لدھیانہ کی طرف جائے گا اور چونکہ سردی اور دوسرے تیسرے روز بارش بھی ہو جاتی ہے اور اس عاجز کی مرض اعصابی ہے۔ سرد ہوا اور بارش سے بہت ضرر پہنچتا ہے۔ اس وجہ سے یہ عاجز کسی صورت سے اس قدر تکلیف اٹھا نہیں سکتا کہ اس حالت میں لدھیانہ پہنچ کر پھر جلدی لاہور میں آوے۔ طبیعت بیمار ہے، لاچار ہوں۔ اس لئے مناسب ہے کہ اپریل کے مہینہ میں کوئی تاریخ مقرر کی جاوے......والسلام‘‘

(مکتوبات احمدیہ ج۵ نمبر۲ ص۹۰، مکتوب نمبر۶۶، جدید مکتوبات احمد جلد دوم ص۱۰۸،۱۰۹، مکتوب نمبر۶۷)

(۵۵) خرابی حافظہ

’’مکرمی اخویم سلمہ میرا حافظہ بہت خراب ہے۔ اگر کئی دفعہ کسی کی ملاقات ہو تب بھی بھول جاتا ہوں۔ یاددہانی عمدہ طریقہ ہے۔ حافظہ کی یہ ابتری ہے کہ بیان نہیں کرسکتا۔‘‘ خاکسار: غلام احمد، ازصدرانبالہ حاطہ ناگ پھنی‘‘

(مکتوبات احمدیہ ج۵ نمبر۳ ص۲۱، مکتوب نمبر۳۹، جدید مکتوبات احمد جلد دوم ص۴۸۳، مکتوب نمبر۴۱)

(۵۶) مقدمہ کی فکر

’’چوتھے وہ لمبا اور تکلیف دہ فوجداری مقدمہ جو کرم دین ساکن بھیں، ضلع جہلم کی طرف سے اوّل اوّل جہلم اور پھر اس کے بعد گورداسپور میں چلا گیا تھا اور بالآخر بعدالت اے.ای ہری سیشن جج امرتسر ۷؍جنوری ۱۹۰۵ء کو فیصل ہوا اور آپ (یعنی مرزاغلام احمد قادیانی) بری کئے گئے۔‘‘ (سیرت المہدی حصہ اوّل ص۲۲۴، روایت نمبر۲۳۷، جدید ج۱ حصہ اوّل ص۲۲۳، روایت نمبر۲۴۲)

’’بیان کیا مجھ سے مولوی ذوالفقار علی خان صاحب نے کہ جن دنوں میں گورداسپور میں کرم دین کا مقدمہ تھا، ایک دن حضرت صاحب (مرزا قادیانی) کچہری کی طرف تشریف لے جانے لگے اور حسب معمول پہلے دعا کے لئے اس کمرہ میں گئے جو اس غرض کے لئے پہلے مخصوص کر لیا تھا۔ میں اور مولوی محمد علی صاحب وغیرہ باہر انتظار میں کھڑے تھے اور مولوی صاحب کے ہاتھ میں اس وقت حضرت صاحب کی چھڑی تھی۔ حضرت صاحب دعا کر کے باہر نکلے تو مولوی صاحب نے آپ کو چھڑی دی۔ حضرت صاحب نے چھڑی ہاتھ میں لے کر اسے دیکھا اور فرمایا، یہ کس کی چھڑی ہے۔ عرض کیا گیا کہ حضور ہی کی ہے جو حضور اپنے ہاتھ میں رکھا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا، اچھا! میں نے تو سمجھا تھا کہ یہ میری نہیں ہے۔‘‘ (سیرت المہدی حصہ اوّل ص۲۲۷، روایت نمبر۲۴۱، جدید ج۱ حصہ اوّل ص۲۲۶، روایت نمبر۲۴۶)

(۵۷) بے توجہی

’’ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود اپنی جسمانی عادات میں ایسے سادہ تھے کہ بعض دفعہ جب حضور جراب پہنتے تھے تو بے توجہی کے عالم میں اس کی ایڑی پاؤں کے تلے کی طرف نہیں بلکہ اوپر کی طرف ہو جاتی تھی اور بارہا ایک کاج کا بٹن دوسرے کاج میں لگا ہوتا تھا اور بعض اوقات کوئی دوست حضور کے لئے گرگابی (جوتہ) ہدیۃً لاتا تو آپ بسا اوقات دایاں پاؤں بائیں میں ڈال لیتے تھے اور بایاں دائیں میں۔ چنانچہ اسی تکلیف کی وجہ سے آپ دیسی جوتی پہنتے تھے۔ اسی طرح کھانا کھانے کا یہ حال تھا کہ خود فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں تو اس وقت پتہ لگتا ہے کہ کیا کھا رہے ہیں کہ جب کھاتے کھاتے کوئی کنکر وغیرہ کا ریزہ دانت کے نیچے آجاتا ہے۔‘‘

(سیرت المہدی حصہ دوم ص۵۸، روایت نمبر۳۷۵، جدید ج۱ حصہ دوم ص۳۴۴، روایت نمبر۳۷۸)

(۵۸) جیب کے ڈھیلے

’’آپ (یعنی مرزاغلام احمد قادیانی) کو شیرینی سے بہت پیار ہے اور مرض بول بھی عرصہ سے آپ کو لگی ہوئی ہے۔ اس زمانہ میں آپ مٹی کے ڈھیلے بعض وقت جیب میں ہی رکھتے تھے اور اسی جیب میں گڑ کے ڈھیلے بھی رکھ لیا کرتے تھے۔ اسی قسم کی اور بہت سی باتیں ہیں جو اس بات پر شاہد ناطق ہیں کہ آپ کو اپنے یار ازل کی محبت میں ایسی محویت تھی کہ جس کے باعث سے اس دنیا سے بالکل بے خبر ہو رہے

تھے۔ (البتہ کھانے میں مرغ، بٹیر، مقویات میں مشک، عنبر، مفرح، عنبری اور خاص مجربات اور مشاغل میں سرکار عظمت مدار کی توصیف وتائید اور دین میں تاویلات اور نبوت کے دعوے۔ دنیا کی طرف صرف اسی قدر توجہ باقی رہ گئی تھی اس سے زیادہ نہیں۔للمؤلف)''
(مرزا قادیانی کے حالات مرتبہ معراج الدین عمر قادیانی، تتمہ براہین احمدیہ جلد اوّل ص ۶۷، طبع اوّل)

(۵۹) مصروفیت اور مراق

''میرا تو یہ حال ہے کہ باوجود اس کے کہ دو بیماریوں میں ہمیشہ سے مبتلا رہتا ہوں پھر بھی آج کل میری مصروفیت کا یہ حال ہے کہ رات کو مکان کے دروازے بند کر کے بڑی بڑی رات تک بیٹھا اس کام کو کرتا رہتا ہوں۔ حالانکہ زیادہ جاگنے سے مراق کی بیماری ترقی کرتی جاتی ہے اور دوران سر کا دورہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ مگر میں اس بات کی پرواہ نہیں کرتا اور اس کام کو کئے جاتا ہوں۔''
(مندرجہ اخبار الحکم قادیان ج۵ نمبر۴۰ ص۶ کالم ۱ مؤرخہ ۳۱؍اکتوبر ۱۹۰۱ء، ملفوظات ج۲ ص۳۷۶، جدید ملفوظات ج۱ ص۵۶۵، از کتاب منظور الٰہی ص۳۴۸)

(۶۰) انہماک

''مجھے اسہال کی بیماری ہے اور ہر روز کئی کئی دست آتے ہیں۔ مگر جب پاخانے کی حاجت بھی ہوتی ہے تو مجھے رنج ہی ہوتا ہے کہ ابھی کیوں حاجت ہوئی اور ایسا ہی روٹی کے لئے جب کئی مرتبہ کہتے ہیں تو بڑا جبر کر کے جلد جلد چند لقمے کھا لیتا ہوں۔ بظاہر تو میں روٹی کھاتا ہوا دکھائی دیتا ہوں مگر میں سچ کہتا ہوں کہ مجھے پتہ نہیں ہوتا کہ وہ کہاں جاتی ہے اور کیا کھاتا ہوں۔ میری توجہ اور خیال اسی طرف لگا ہوا ہوتا ہے۔'' (مندرجہ اخبار الحکم قادیان ج۵ نمبر۶۰ ص۶ کالم ۱،۲، مؤرخہ ۳۱؍اکتوبر ۱۹۰۱ء، ملفوظات ج۲ ص۳۷۶، ۳۷۷، جدید ملفوظات ج۱ ص۵۶۵، منقول از کتاب منظور الٰہی ص۳۴۹، مؤلفہ منظور الٰہی قادیانی)

(۶۱) اوہو

''ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ میں حضور (مرزا قادیانی) صاحب کے پاس یکہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ آپ میری طرف بہت جھک گئے۔ میں ذرا کھسک گیا۔ آپ اور میری طرف ہو گئے، میں اور ایک طرف ہو گیا۔ حتیٰ کہ اتنی تھوڑی سی جگہ پر میں رہ گیا کہ ایک جگہ پر یکہ کا پہیہ جو کسی گڑھے میں پڑا اس دھکے سے میں نیچے جا پڑا اور جلدی سے اٹھ کر پیشاب کے لئے بیٹھ گیا۔ تا حضرت صاحب محسوس نہ کریں کہ میں گرا ہوں۔ مگر آپ نے فرمایا، اوہو! مفتی صاحب آپ گر گئے، جگہ تو بہت ہے اور آپ پیچھے ہٹ گئے، شاید یہ بھی کوئی امتحان ہی تھا۔ اللہ بہتر جانتا ہے۔'' (تقریر مفتی محمد صادق قادیانی، اخبار الفضل قادیان ج۱۲ نمبر۷۷ ص۷ کالم ۱، مؤرخہ ۱۷؍جنوری ۱۹۲۵ء)

(۶۲) پیر کتے مار

''ایک دفعہ قادیان میں آوارہ کتے بہت ہو گئے اور ان کی وجہ سے شور وغل رہتا تھا۔ پیر سراج الحق (قادیانی) صاحب نے بہت سے کتوں کو زہر دے کر مار ڈالا۔ اس پر بعض لڑکوں نے پیر صاحب کو چڑانے کے واسطے ان کا نام پیر کتے مار رکھ دیا۔ پیر صاحب حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی خدمت میں شاکی ہوئے کہ لوگ مجھے کتے مار کہتے ہیں۔ حضرت صاحب نے تبسم کے ساتھ فرمایا کہ اس میں کیا حرج ہے۔ دیکھئے حدیث میں میرا نام ''سور مار'' لکھا ہے۔ کیونکہ مسیح کی تعریف میں آیا ہے کہ ''یقتل الخنزیر'' پیر صاحب اس پر بہت خوش ہو کر چلے آئے۔'' (ذکر حبیب ص۱۶۲، مفتی صادق قادیانی)

(۶۳) روٹی کے ٹکڑے

''حضرت مسیح موعود جب کھانا کھایا کرتے تھے تو بمشکل ایک پھلکا آپ کھاتے اور جب آپ اٹھتے تو روٹی کے ٹکڑوں کا بہت ساچورہ آپ کے سامنے سے نکلتا۔ آپ کی عادت تھی کہ روٹی توڑتے اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کرتے جاتے۔ پھر کوئی ٹکڑا اٹھا کر منہ میں ڈال لیتے اور باقی ٹکڑے دسترخوان پر رکھے رہتے۔ معلوم نہیں حضرت مسیح موعود ایسا کیوں کیا کرتے تھے۔ مگر کئی دوست کہا کرتے کہ حضرت صاحب یہ تلاش کرتے ہیں کہ ان روٹی کے ٹکڑوں میں سے کون سا تسبیح کرنے والا ہے اور کون سا نہیں۔'' (ملخص سیرت المہدی جدید ج ۱ حصہ دوم ص ۴۲۱، ۴۲۲، روایت نمبر ۴۴۷، خطبہ جمعہ، اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۱۰۵ ص ۷، ۸، مؤرخہ ۳ر مارچ ۱۹۳۵ء، خطبات محمود ج ۱۶ ص ۱۴۹)

(۶۴) دوران سر

''پان عمدہ بیگمی اور ایک انگریزی وضع کا پاخانہ جو ایک چوکی ہوتی ہے اور اس میں ایک برتن ہوتا ہے، اس کی قیمت معلوم نہیں آپ ساتھ لاویں۔ قیمت یہاں سے دی جاوے گی۔ مجھے دوران سر کی بہت شدت سے مرض ہوگئی ہے۔ پیروں پر بوجھ دے کر پاخانہ پھرنے سے مجھے سر کو چکر آتا ہے۔'' (خطوط امام بنام غلام ص ۶ کالم ۲، حکیم محمد حسین قریشی قادیانی، مالک دواخانہ رفیق الصحت لاہور)

(۶۵) دماغی بیہوشی

''پہلے بھی کئی دفعہ ایسا ہوا کہ جب حضور سخت دماغی محنت کیا کرتے تو اچانک آپ کے دماغ پر ایک کمزوری کا حملہ ہوتا اور بے ہوش ہو جاتے۔ ایک دفعہ کا واقعہ مجھے یاد ہے جب کہ عیسائی دشمنوں نے حضور پر مقدمہ اقدام قتل کا بنایا اور مسلمان مولوی صاحبان عیسائیوں کی تائید میں گواہیاں دینے کے لئے آئے تو جس دن بٹالہ میں پیشی تھی، اس سے قبل رات عشاء کی نماز کے بعد حضور جواب دعویٰ لکھنے بیٹھے اور مجھے حکم فرمایا کہ میں حضور کے مسودہ کو خوشخط لکھتا جاؤں۔ اندر کے صحن میں حضور بیٹھ گئے۔ لالٹین اور بتیاں روشن کی گئیں...... حضرت صاحب مسودہ لکھتے رہے اور میں نقل کرتا رہا۔ اسی حالت میں ساری رات گزر گئی اور صبح کی اذان ہوگئی۔ اس وقت اچانک حضرت صاحب کو دماغ میں تکلیف محسوس ہوئی جس سے لیٹ گئے اور بیہوش ہوگئے۔ لوگ باہر سے بلائے گئے۔ بہت دیر تک بدن کو دبانے اور ملنے کے بعد ہوش میں آئے۔'' (منظر وصال، مفتی محمد صادق قادیانی، مندرجہ اخبار الحکم قادیان خاص نمبر، مؤرخہ ۲۱ر مئی ۱۹۳۴ء)

(۶۶) خرابی صحت

''عرصہ تین چار ماہ سے میری طبیعت نہایت ضعیف ہوگئی ہے۔ بجز دو وقت ظہر و عصر کے نماز کے لئے بھی نہیں جاسکتا اور اکثر بیٹھ کر نماز پڑھتا ہوں اور اگر ایک سطر بھی کچھ لکھوں یا فکر کروں تو خطرناک دوران سر شروع ہو جاتا ہے اور دل ڈوبنے لگتا ہے۔ جسم بالکل بیکار ہو رہا ہے اور جسمانی قویٰ ایسے مضمحل ہوگئے ہیں کہ خطرناک حالت ہے۔ گویا مسلوب القویٰ ہوں اور آخری وقت ہے۔ ایسا ہی میری بیوی دائم المریض ہے۔ امراض رحم و جگر دامن گیر ہیں۔'' (ارشاد مرزا قادیانی مندرجہ اخبار البدر قادیان ج ۲ نمبر ۲۱ ص ۲ کالم ۲، مؤرخہ ۲۴ر مئی ۱۹۰۶ء، آئینہ احمدیت حصہ اوّل ص ۱۸۶، جدید آئینہ احمدیت حصہ اوّل ص ۳۹۱، مؤلفہ دوست محمد قادیانی)

(۶۷) سخت بیمار

''بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب (حال عبدالرحیم درد قادیانی) ایم.اے کہ ایک

دفعہ والد صاحب (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) سخت بیمار ہو گئے اور حالت نازک ہو گئی اور حکیموں نے ناامیدی کا اظہار کر دیا اور نبض بھی بند ہو گئی۔ مگر زبان جاری رہی۔ والد صاحب نے کہا کہ کیچڑ لا کر میرے اوپر اور نیچے رکھ۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور اس سے حالت رو با صلاح ہو گئی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے لکھا ہے کہ یہ مرض قولنج زحیری کا تھا اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دکھایا تھا کہ پانی اور ریت منگوا کر بدن پر ملی جاوے۔ سو ایسا کیا گیا تو حالت اچھی ہو گئی۔ مرزا سلطان احمد صاحب کو ریت کے متعلق ذہول ہو گیا ہے۔'' (سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۲۰۳، روایت نمبر ۱۹۵، جدید ج ۱ حصہ اوّل ص ۲۰۳، روایت نمبر ۲۰۰)

''ایک مرتبہ میں قولنج زحیری سے سخت بیمار ہوا اور سولہ دن پاخانہ کی راہ سے خون آتا رہا اور سخت درد تھا جو بیان سے باہر ہے۔''

(حقیقت الوحی ص ۲۳۴، خزائن ج ۲۲ ص ۲۴۶)

(۶۸) مرغوبات

بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ: ''حضرت صاحب (مرزا قادیانی) جب بڑی مسجد میں جاتے تھے تو گرمی کے موسم میں کنوئیں سے پانی نکلوا کر ڈول سے ہی منہ لگا کر پانی پیتے تھے اور مٹی کی تازہ ٹنڈیا تازہ آبخورہ میں پانی پینا آپ کو پسند تھا اور میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ حضرت صاحب اچھے تلے ہوئے کرارے پکوڑے پسند کرتے تھے۔ کبھی کبھی مجھ سے منگوا کر مسجد میں ٹہلتے ٹہلتے کھایا کرتے تھے اور سالم مرغ کا کباب بھی پسند تھا...... گوشت کی خوب بھنی ہوئی بوٹیاں بھی مرغوب تھیں...... حضرت صاحب نے ایک دفعہ یہ بھی فرمایا تھا کہ گوشت زیادہ نہیں کھانا چاہئے۔ جو شخص چالیس دن لگاتار کثرت کے ساتھ صرف گوشت ہی کھاتا رہتا ہے، اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ دال، سبزی، ترکاری کے ساتھ بدل بدل کر گوشت کھانا چاہئے۔''

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۱۶۳، روایت نمبر ۱۶۳، جدید ج ۱ حصہ اوّل ص ۱۶۵، ۱۶۶، روایت نمبر ۱۶۷)

''پرندوں کا گوشت آپ کو مرغوب تھا، اس لئے بعض اوقات جب طبیعت کمزور ہوتی تو تیتر، فاختہ وغیرہ کے لئے شیخ عبدالرحیم صاحب نومسلم کو ایسا گوشت مہیا کرنے کو فرمایا کرتے تھے۔ مرغ اور بٹیروں کا گوشت بھی آپ کو پسند تھا۔ مگر بٹیرے جب سے کہ پنجاب میں طاعون کا زور ہوا، کھانے چھوڑ دیئے تھے بلکہ منع کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس کے گوشت میں طاعون پیدا کرنے کی خاصیت ہے...... مرغ کا گوشت ہر طرح کا آپ کھا لیتے تھے۔ سالن ہو یا بھنا ہوا، کباب ہو یا پلاؤ، مگر اکثر ایک ران پر ہی گزارا کر لیتے تھے اور وہی آپ کو کافی ہو جاتی تھی...... پلاؤ بھی آپ کھاتے تھے مگر ہمیشہ نرم اور گداز اور گلے گلے ہوئے چاولوں کا اور میٹھے چاول تو کبھی خود کہہ کر پکوا لیا کرتے تھے، مگر گڑ کے اور وہی آپ کو پسند تھے۔ عمدہ کھانے یعنی کباب، مرغ پلاؤ یا انڈے اور اسی طرح فیرنی، میٹھے چاول وغیرہ تب ہی آپ کہہ کر پکوایا کرتے تھے جب ضعف معلوم ہوتا۔ جن دنوں میں تصنیف کا کام کم ہوتا یا صحت اچھی ہوتی تو ان دنوں میں معمولی کھانا ہی کھاتے تھے...... دودھ، بالائی، مکھن یہ اشیاء بلکہ بادام روغن تک صرف قوت کے قیام اور ضعف کے دور کرنے کو استعمال فرماتے تھے اور ہمیشہ معمولی مقدار میں۔ بعض لوگوں نے آپ کے کھانے پر اعتراض کئے ہیں۔ مگر ان بیوقوفوں کو یہ خبر نہیں کہ ایک شخص جو عمر میں بوڑھا ہے اور اسے کئی امراض لگے ہوئے ہیں اور باوجود ان کے وہ تمام جہاں سے مصروف پیکار ہے...... وہ شخص ان مقوی غذاؤں کو صرف بطور قوت لایموت اور سدرمق کے طور پر استعمال کرتا ہے تو کون عقل کا اندھا ایسا ہوگا کہ اس خوراک کو لذائذ حیوانی اور حظوظ نفسانی سے تعبیر کرے۔ خدا تعالیٰ ہر مؤمن کو بدظنی سے بچائے...... میوہ جات آپ کو پسند تھے اور اکثر خدام بطور تحفہ کے لایا بھی کرتے تھے۔ گاہے بگاہے خود بھی

منگواتے تھے۔ پسندیدہ میووں میں سے آپ کو انگور، بمبئی کا کیلا، ناگپوری سنگترے، سیب، سردے اور سرولی آم زیادہ پسند تھے۔ باقی میوے بھی گاہے ماہے جو آتے رہتے تھے، کھا لیا کرتے تھے...... زمانہ موجودہ کے ایجادات مثلاً برف اور سوڈا لیمونیڈ، جنجر وغیرہ بھی گرمی کے دنوں میں پی لیا کرتے تھے۔ بلکہ شدت گرمی میں برف بھی امرتسر، لاہور سے خود منگوالیا کرتے تھے۔ بازاری مٹھائیوں سے بھی آپ کو کسی قسم کا پرہیز نہ تھا۔ نہ اس بات کی پرچول تھی کہ ہندو کی ساختہ ہے یا مسلمانوں کی۔ لوگوں کی نذرانہ کے طور پر آوردہ مٹھائیوں میں سے بھی کھا لیتے تھے اور خود بھی روپیہ دو روپیہ کی مٹھائی منگوا کر رکھا کرتے تھے۔ مٹھائی بچوں کے لئے ہوتی تھی۔''

(سیرت المہدی حصہ دوم ص۱۳۲ تا ۱۳۵، روایت نمبر۴۴۴، جدید ج۱ حصہ دوم ص۴۲۳ تا ۴۲۶، روایت نمبر۴۴۷)

''بلکہ ولایتی بسکٹوں کو بھی جائز فرماتے تھے۔ اس لئے کہ ہمیں کیا معلوم کہ اس میں چربی ہے۔ کیونکہ بنانے والے کا ادعا تو مکھن ہے۔ پھر ہم ناحق بدگمانی اور شکوک میں کیوں پڑیں۔'' (سیرت المہدی حصہ دوم ص۱۳۲، روایت نمبر۴۴۴، جدید ج۱ حصہ دوم ص۴۲۳، روایت نمبر۴۴۷)

(۶۹) شکار کی ضرورت

''عام طور پر آپ کو (شکار سے) کوئی شوق اور دلچسپی نہ تھی۔ ہاں طیور کے گوشت کو پسند فرماتے تھے اور دراصل حضرت صاحبزادگان میں شکار کا شوق بھی حضرت مسیح موعود کی اس خواہش کے پورا کرنے کے لئے آیا جو حضرت والد صاحب قبلہ کی خوشنودی اور دعا کے حاصل کرنے کا ایک ذریعہ تھا۔ ان ایام میں حضرت مسیح موعود کی غذا بالکل کم ہوگئی تھی اور کوئی چیز نہیں کھاتے تھے۔ پرند کا شوربا آپ پسند کرتے تھے۔ اس لئے عام طور پر خدام کوشش کرتے تھے کہ کوئی پرند کا شکار کر کے لائیں۔ اسی سلسلے میں حضرت صاحبزادہ صاحب بھی سعی کرتے۔'' (حیات النبی ج۱ نمبر۲ ص۱۳۹، مؤلفہ شیخ یعقوب علی عرفانی قادیانی)

(۷۰) کثرت کی آفت

''ایک زمانہ وہ تھا کہ حضرت مسیح موعود باہر مہمانوں میں بیٹھ کر کھانا کھایا کرتے تھے اور ابتداء میں بعض دفعہ آپ کے ساتھ ایک آدمی بعض دفعہ دو آدمی اور بعض دفعہ چھ سات آدمی ہوتے تھے۔ آخر ہوتے ہوتے یہ تعداد پندرہ بیس تک جا پہنچے تو آپ نے کھانا باہر مہمانوں کے ساتھ کھانا چھوڑ دیا کہ اب یہ تکلیف مالایطاق ہے۔ پھر یہ بات نہ رہی اور آپ نے گھر میں بیٹھ کر کھانا شروع کر دیا۔ (تنہائی میں مرزا قادیانی کو یوں بھی کھانا حسب دلخواہ اچھا ملتا ہوگا۔ چنانچہ ذکر ہے کہ مرزا قادیانی کو پرندوں کا گوشت بہت مرغوب تھا۔ مثلاً تیتر، مرغ، بٹیر وغیرہ...... للمؤلف)'' (مرزا محمود خلیفہ قادیان کا ارشاد، اخبار الفضل قادیان ج۳۴ نمبر۳۰۰ ص۲ کالم۴، مؤرخہ ۲۵؍دسمبر ۱۹۴۶ء)

(۷۱) درستی صحت

''مجھے دماغی کمزوری اور دوران سر کی وجہ سے بہت سی ناطاقتی ہوگئی تھی۔ یہاں تک کہ مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ اب میری حالت بالکل تالیف وتصنیف کے لائق نہیں رہی اور ایسی کمزوری تھی کہ گویا بدن میں روح نہیں تھی۔ اس حالت میں مجھے الہام ہوا: ''اترد الیک انوار الشباب'' یعنی جوانی کے نور تیری طرف واپس کئے۔ بعد اس کے چند روز میں ہی مجھے محسوس ہوا کہ میری گمشدہ قوتیں پھر واپس آتی جاتی ہیں اور تھوڑے دنوں کے بعد مجھ میں اس قدر طاقت ہوگئی کہ میں ہر روز دو دو جزو نو تالیف کتاب کو اپنے ہاتھ لکھ سکتا ہوں اور نہ صرف لکھنا بلکہ سوچنا اور فکر کرنا جو نئی تالیف کے لئے ضروری ہے، پورے طور پر میسر آ گیا۔ ہاں دو مرض میرے لاحق حال ہیں۔ ایک بدن

کے اوپر کے حصہ میں اور دوسرے بدن کے نیچے کے حصہ میں۔ اوپر کے حصہ میں دوران سر ہے اور نیچے کے حصہ میں کثرت پیشاب ہے۔ یہ دونوں مرضیں اسی زمانہ سے ہیں جس زمانہ سے میں نے اپنا دعویٰ مامور من اللہ ہونے کا شائع کیا ہے۔ میں نے ان کے لئے بھی دعائیں کیں۔ مگر منع میں جواب پایا اور میرے دل میں القا کیا گیا کہ یہ ابتداء سے مسیح موعود کے لئے یہ نشان مقرر ہے کہ وہ دو زرد چادروں کے ساتھ دو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اترے گا۔ سو یہ وہی دو زرد چادریں ہیں جو میری جسمانی حالت کے ساتھ شامل کی گئیں۔'' (حقیقت الوحی ص ۳۰۶، ۳۰۷، خزائن ج ۲۲ ص ۳۱۹، ۳۲۰)

(۷۲) روغن بادام

''ایسی حالت میں روغن بادام سر اور پیروں کی ہتھیلیوں پر ملنا اور پینا فائدہ مند محسوس ہوتا ہے۔ اس لئے میں مولوی یار محمد صاحب کو بھیجتا ہوں کہ آپ خاص تلاش سے ایسا روغن بادام کہ جو تازہ ہو اور کہنہ نہ ہو اور نیز اس کے ساتھ کوئی ملونی نہ ہو، ایک بوتل خرید کر بھیج دیں۔ پانچ روپیہ قیمت اس کی ارسال ہے۔'' (خطوط امام بنام غلام ص ۵ کالم ۲)

''بادام روغن میری بیماری کے لئے خریدا جاوے گا۔ نیا اور تازہ ہو اور عمدہ ہو۔ یہ آپ کا خاص ذمہ ہے۔''

(خطوط امام بنام غلام ص ۷ کالم ۲)

(۷۳) مشک

''آپ براہ مہربانی ایک تولہ مشک خالص جس میں ریشہ جھلی اور صوف نہ ہوں اور تازہ خوشبودار ہو، بذریعہ ویلو پے ایبل پارسل ارسال فرمادیں۔ کیونکہ پہلی مشک ختم ہو چکی ہے اور باعث دورہ مرض ضرورت رہتی ہے۔'' (خطوط امام بنام غلام ص ۶ کالم ۱)

''پہلی مشک ختم ہو چکی ہے۔ اس لئے پچاس روپیہ بذریعہ منی آرڈر آپ کی خدمت میں ارسال ہیں۔ آپ دو تولہ مشک خالص دو شیشیوں میں علیحدہ علیحدہ یعنی تولہ تولہ ارسال فرمائیں۔'' (خطوط امام بنام غلام ص ۲ کالم ۲)

''آپ بے شک ایک تولہ مشک بقیمت (۳۶) روپے خرید کر کے بذریعہ وی پی بھیج دیں۔ ضرور بھیج دیں۔''

(خطوط امام بنام غلام ص ۳ کالم ۱)

''پہلی مشک جو لاہور سے آپ نے بھیجی تھی وہ اب نہیں رہی۔ آپ جاتے ہی ایک تولہ مشک خالص جس میں چھچھڑا نہ ہو اور بخوبی جیسا کہ چاہئے خوشبودار ہو ضرور ویلو پی ایبل کرا کر بھیج دیں۔ جس قدر قیمت ہو مضائقہ نہیں۔ مگر مشک اعلیٰ درجہ کی ہو۔ چھچھڑا نہ ہو اور جیسا کہ عمدہ اور تازہ مشک میں تیز خوشبو ہوتی ہے وہی اس میں ہو۔'' (خطوط امام بنام غلام ص ۶ کالم ۱، ۲)

''مخدومی مکرمی حضرت مولوی صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ......

اور اس عاجز کی طبیعت آج بہت علیل ہو رہی ہے۔ ہاتھ پاؤں بھاری اور زبان بھی بھاری ہو رہی ہے۔ مرض کے غلبے سے نہایت لاچاری ہے۔ مجھ کو ایک مرتبہ آن مکرم نے کسی قدر مشک دیا تھا۔ وہ نہایت خالص تھا اور مجھ کو بہت فائدہ اس سے ہوا تھا۔ اب میں نے کچھ عرصہ ہوا، لاہور سے مشک منگوائی تھی اور استعمال بھی کی مگر بہت کم فائدہ ہوا۔ بازاری چیزیں مغشوش ہوتی ہیں، خاص کر مشک۔ یہ تو مغشوش ہونے سے خالی نہیں ہوتی۔ چونکہ میری طبیعت گری جاتی ہے اور ایک سخت کام کی محنت سر پر ہے۔ اس لئے تکلیف دیتا ہوں کہ ایک خاص توجہ اس طرف فرمائیں اور مشک کو ضرور دستیاب کریں۔ بشرطیکہ وہ بازاری نہ ہو۔ کیونکہ بازاری کا تو چند دفعہ تجربہ ہو چکا ہے۔ اگر چہ

مشک دو ماشہ یا تین ماشہ ہو وہ بالفعل کفایت کرے گا مگر عمدہ ہو۔ اگر اصلی نافہ جو مصنوعی نہ ہو مل جائے تو نہایت خوب ہے مگر جلد ہو۔''

خاکسار: غلام احمد از قادیان، مؤرخہ ۲۴ر اگست ۱۸۹۲ء

(مکتوبات احمدیہ ج۵ نمبر۲ ص۱۲۰، ۱۲۱، مکتوب نمبر۸۷، جدید مکتوبات احمد جلد دوم ص۱۳۴، مکتوب نمبر۹۱)

''مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ......

کل سے میری طبیعت علیل ہوگئی ہے۔ کل شام کے وقت مسجد میں اپنے تمام دوستوں کے روبرو جو حاضر تھے، سخت درجہ کا عارضہ لاحق حال ہوا اور یک دفعہ تمام بدن سرد اور نبض کمزور اور طبیعت میں سخت گھبراہٹ شروع ہوگئی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا زندگی میں ایک دو دم باقی ہیں۔ بہت نازک حالت ہوکر پھر صحت کی طرف عود ہوا مگر اب تک کلی اطمینان نہیں۔ کچھ کچھ آثار عود مرض کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فضل ورحم فرمائے۔ ایسے وقتوں میں ہمیشہ مشک کام آتی ہے۔ اس وقت مشک جو بمبئی سے آپ نے منگوا کر بھیجی تھی، گھر سے منگوائی گئی تھی۔ لیکن طبیعت کی سخت سرگردانی اور دل کے اضطراب کی وجہ سے وہ مشک کھولنے کے وقت زمین پر متفرق ہوکر گر گئی اور گرمی کے سبب سے خشک تھی اور ہوا چل رہی تھی، ضائع ہوگئی۔ اس لئے مجھے دوبارہ آپ کو تکلیف دینی پڑی۔ یہ مشک بہت عمدہ تھی۔ اس دکان سے ایک تولہ مشک لے کر جہاں تک ممکن ہو، جلد ارسال فرمائیں کہ دورہ مرض کا سخت اندیشہ اور خدا تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ ہے۔'' خاکسار: غلام احمد قادیان

(مکتوبات احمدیہ ج۵ نمبر۱ ص۲۸، مکتوب نمبر۱۷، جدید مکتوبات احمد جلد دوم ص۳۹۹، مکتوب نمبر۷۰)

''سر کے دورے اور سردی کی تکلیف کے لئے سب سے زیادہ آپ مشک یا عنبر استعمال فرمایا کرتے تھے اور ہمیشہ نہایت اعلیٰ قسم کا منگوایا کرتے تھے۔ یہ مشک خریدنے کی ڈیوٹی آخری ایام میں حکیم محمد حسین صاحب لاہوری موجد مفرح عنبری کے سپرد تھی۔ عنبر اور مشک دونوں مدت تک سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراسی کی معرفت بھی آتے رہے۔ مشک کی تو آپ کو اس قدر ضرورت رہتی کہ بعض اوقات سامنے رومال میں باندھ رکھتے تھے کہ جس وقت ضرورت ہوئی، فوراً نکال لیا۔''

(سیرت المہدی حصہ دوم ص۱۳۷، روایت نمبر۴۴۴، جدید ج۱ حصہ دوم ص۴۲۹، روایت نمبر۴۴۷)

(۷۴) عنبر

''مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ......

عنایت نامہ پہنچا۔ اب بفضلہٖ تعالیٰ میری طبیعت ٹھہر گئی ہے۔ دورہ مرض سے امن ہے۔ حقیقت میں یہ عمر جب انسان ساٹھ پینسٹھ سال کا ہو جاتا ہے مرنے کے لئے ایک بہانہ چاہتی ہے۔ جیسا کہ ایک بوسیدہ دیوار۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس قدر سخت حملوں سے وہ بچا لیتا ہے۔ کل کی تاریخ عنبر بھی پہنچ گیا۔ میری طرف سے آپ اس مہربان دوست کی خدمت میں شکریہ ادا کر دیں، جنہوں نے میری بیماری کا حال سن کر اپنی عنایت اور ہمدردی محض للہ ظاہر کی۔ خدا تعالیٰ ان کو اس خدمت کا اجر بخشے اور ساتھ ہی آپ کو، آمین ثم آمین۔'' (مکتوب نمبر۶۷)

''عنبر سفید درحقیقت بہت ہی نافع معلوم ہوا۔ تھوڑی خوراک سے دل کو قوت دیتا ہے اور دوران خون تیز کر دیتا ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ ایسی بیماری دامن گیر ہے کہ ان چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے۔''

(مکتوبات احمدیہ ج۵ نمبر۱ ص۲۶، ۲۷، مکتوب نمبر۶۸، جدید مکتوبات احمد جلد دوم ص۳۹۶، ۳۹۷، مکتوب نمبر۶۷، ۶۸)

''عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ......

میں بباعث علالت طبع چند روز جواب لکھنے سے معذور رہا۔ میری کچھ ایسی حالت ہے کہ ایک دفعہ ہاتھ پیر سرد ہو کر اور نبض ضعیف ہو کر غشی کے قریب قریب حالت ہو جاتی ہے اور دوران خون یک دفعہ ٹھہر جاتا ہے جس میں اگر خدائے تعالیٰ کا فضل نہ ہو تو موت کا اندیشہ ہوتا ہے۔ تھوڑے دنوں میں یہ حالت دو دفعہ ہو چکی ہے۔ آج رات پھر اس کا سخت دورہ ہوا۔ اس حالت میں صرف عنبر یا مشک فائدہ کرتا ہے۔ رات دس خوراک کے قریب مشک کھایا۔ پھر بھی دیر تک مرض کا جوش رہا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ صرف خدائے تعالیٰ کے بھروسے پر زندگی ہے ورنہ دل جو رئیس بدن ہے، بہت ضعیف ہو گیا ہے۔'' خاکسار: مرزا غلام احمد، مؤرخہ ۲۰؍جون ۱۸۹۹

(مکتوبات احمدیہ ج۵ نمبر۴ ص۹۸، مکتوب نمبر۲۸، جدید مکتوبات احمد جلد دوم ص۲۴۵، مکتوب نمبر۴۴)

(۷۵) مفرح عنبری

''یاقوت، مروارید، مرجان، یشب، کہربا، کستوری، زعفران وغیرہ کا ہر دلعزیز مرکب مفرح عنبری بڑی محنت سے تیار ہو گیا ہے۔ قیمت ایک ڈبہ (۵ روپے)'' (خطوط امام بنام غلام، اشتہار مندرجہ سرورق ص۲)

''میں (حکیم محمد حسین) اپنے مولا کریم کے فضل سے اس کو بھی اپنے لئے بے اندازہ فخر و برکت کا موجب سمجھتا ہوں کہ حضور (مرزا قادیانی) اس ناچیز کی تیار کردہ مفرح عنبری کا بھی استعمال فرماتے تھے۔ حضور کو چونکہ دورہ مرض کے وقت اکثر مشک و دیگر مقوی دل ادویات کی ضرورت رہتی تھی جو اکثر میری معرفت جایا کرتی تھیں۔'' (خطوط امام بنام غلام ص۸،۹، از حکیم محمد حسین قریشی قادیانی)

(۷۶) افیون

''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ حافظ حامد علی صاحب مرحوم خادم حضرت مسیح موعود بیان کرتے تھے کہ جب حضرت صاحب نے دوسری شادی کی تو ایک عمر تک تجرد میں رہنے اور مجاہدات کرنے کی وجہ سے آپ نے اپنے قویٰ میں ضعف محسوس کیا۔ اس پر وہ الہامی نسخہ جو ''زد جام عشق'' کے نام سے مشہور ہے، بنوا کر استعمال کیا۔ چنانچہ وہ نسخہ نہایت ہی بابرکت ثابت ہوا۔ حضرت خلیفہ اوّل (حکیم نورالدین) بھی فرماتے تھے کہ میں نے یہ نسخہ ایک بے اولاد امیر کو کھلایا تو خدا کے فضل سے اس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا۔ جس پر اس نے ہیرے کے کڑے ہمیں نذر دیئے۔ نسخہ زد جام عشق یہ ہے۔ جس میں ہر حرف سے دوا کے نام کا پہلا حرف مراد ہے۔ زعفران، دارچینی، جائفل، افیون، مشک، عقرقرحا، شنگرف، قرنفل یعنی لونگ، ان سب کو ہم وزن کوٹ کر گولیاں بناتے ہیں اور روغن سم الفار میں چرب کر کے رکھتے ہیں اور روزانہ ایک گولی استعمال کرتے ہیں۔'' (سیرت المہدی حصہ دوم ص۵۰،۵۱، جدید ج۱ حصہ سوم ص۵۴۸، روایت نمبر۵۶۹)

''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود نے سل دق کے مریض کے لئے ایک گولی بنائی تھی۔ اس میں کونین اور کافور کے علاوہ افیون، بھنگ اور دھتورہ وغیرہ زہریلی ادویہ بھی داخل کی تھیں اور فرمایا کرتے تھے کہ دوا کے طور پر علاج کے لئے جان بچانے کے لئے ممنوع چیز بھی جائز ہو جاتی ہے۔ خاکسار (مرزا بشیر احمد ایم.اے) عرض کرتا ہے کہ شراب کے لئے بھی حضرت مسیح موعود کا یہی فتویٰ تھا۔'' (سیرت المہدی حصہ سوم ص۱۱۱، جدید ج۱ حصہ سوم ص۶۱۵، روایت نمبر۶۵۵)

''مجھے اس وقت اپنا سرگزشت قصہ یاد آیا ہے اور وہ یہ کہ مجھے کئی سال سے ذیابیطس کی بیماری ہے۔ پندرہ بیس مرتبہ روز پیشاب

آ تا ہے اور بعض وقت سوسو دفعہ ایک ایک دن میں پیشاب آیا ہے۔ بوجہ اس کے کہ پیشاب میں شکر ہے، کبھی کبھی خارش کا عارضہ بھی ہو جاتا ہے اور کثرت پیشاب سے بہت ضعف تک نوبت پہنچتی ہے۔ ایک دفعہ مجھے ایک دوست نے یہ صلاح دی کہ ذیابیطس کے لئے افیون مفید ہوتی ہے۔ پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کر دی جائے۔ میں نے جواب دیا کہ یہ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ ہمدردی فرمائی۔ لیکن اگر میں ذیابیطس کے لئے افیون کھانے کی عادت کر لوں تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تھا اور دوسرا افیونی۔'' (نسیم دعوت ص ۶۷، خزائن ج ۱۹ ص ۴۳۴، ۴۳۵)

''افیون دواؤں میں اس کثرت سے استعمال ہوتی ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) فرمایا کرتے تھے کہ بعض اطباء کے نزدیک وہ نصف طب ہے۔ پس دواؤں کے ساتھ افیون کا استعمال بطور دوا، نہ کہ بطور نشہ کسی رنگ میں بھی قابل اعتراض نہیں۔ ہم میں سے ہر ایک شخص نے علم کے ساتھ یا بغیر علم کے ضرور کسی نہ کسی وقت افیون کا استعمال کیا ہوگا...... حضرت مسیح موعود نے تریاق الٰہی دوا خدا تعالیٰ کی ہدایت کے ماتحت بنائی اور اس کا ایک بڑا جزو افیون تھا اور یہ دوا کسی قدر اور افیون کی زیادتی کے بعد حضرت خلیفہ اوّل (حکیم نور الدین) کو حضور (مرزا قادیانی) چھ ماہ سے زائد تک دیتے رہے اور خود بھی وقتاً فوقتاً مختلف امراض کے دوروں کے وقت استعمال کرتے رہے۔''

(مضمون مرزا محمود خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج ۱۷ نمبر ۶ ص ۲ کالم ۱، مؤرخہ ۱۹ رجولائی ۱۹۲۹ء)

''جب آپ (یعنی مرزا قادیانی) پہلی بار میرے مطبع میں تشریف لائے تو آپ تکیہ دار موڑھے پر بیٹھ گئے اور ایک موڑھے پر میں بیٹھ گیا اور مجھ سے کتاب کے متعلق باتیں ہوتی رہیں۔ میں نے آپ کی آنکھوں کو خوابیدہ دیکھ کر دھوکہ کھایا کہ شاید آپ پوست یا افیون استعمال کرتے ہیں۔ جیسا کہ رئیسوں کا حال عموماً دیکھنے میں آیا مگر جب میں حضرت کی تقریر یا گفتگو سنتا تھا اور ''براہین احمدیہ'' کے مضامین پر غور کرتا تھا تو سخت حیرت ہوتی تھی کہ افیون وغیرہ کے استعمال کرنے والے کی تو یہ حالت نہیں ہوتی۔ ایسی تصنیف اور تحریر ایسا آدمی کب کر سکتا ہے۔ پھر حضرت صاحب تشریف لے گئے...... اب مجھے اپنی پہلی غلطی اور دھوکہ کھا جانے پر افسوس ہوا اور ندامت ہوئی اور خوب معلوم ہوا کہ یہ نشہ معرفت الٰہی کا نشہ ہے، نہ افیون وغیرہ کا، جسے میں اس وقت سمجھا تھا۔ (مرزا قادیانی تو افیون کے اس درجہ قائل تھے کہ گویا افیون نصف طب ہے۔ یوں بھی قادیانی تحریروں میں افیون کا تذکرہ پایا گیا۔ افیون کا عیب اور کمال یہی ہے کہ تخیل کو مضبوط اور وسیع کر دیتی ہے اور اس کے نشہ میں وہ باتیں سوجھتی ہیں کہ عقل حیران رہ جائے۔ آدمی تیز اور طباع ہو تو پھر سونے پر سہاگہ...... للمؤلف)''

(شیخ نور احمد قادیانی، مالک مطبع ریاض ہند کا بیان، الفضل قادیان ج ۳۴ نمبر ۱۹۴، مؤرخہ ۲۰ راگست ۱۹۴۶ء)

''آج سے تیس سال قبل بہت سے لوگ ایسے تھے جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے متعلق کہتے تھے۔ انہیں اردو بھی نہیں آتی اور عربی دوسروں سے لکھا کر اپنے نام سے شائع کرتے ہیں۔ بعض لوگ کہتے مولوی نور الدین آپ کو کتابیں لکھ کر دیتے ہیں۔ خود حضرت مسیح موعود کو بھی یہ دعویٰ نہ تھا کہ آپ نے ظاہری علوم کہیں پڑھے۔ آپ فرمایا کرتے، میرا ایک استاد تھا جو افیم کھایا کرتا تھا اور حقہ لے کر بیٹھ رہتا تھا۔ کئی دفعہ پینک میں اس سے اس کے حقہ کی چلم ٹوٹ جاتی۔ ایسے استاد نے پڑھانا کیا تھا۔ غرض آپ کو لوگ جاہل اور بے علم سمجھتے تھے۔ کئی لوگ اس بات کے مدعی تھے کہ آپ کو کئی سال پڑھانے کی قابلیت رکھتے ہیں۔''

(ارشاد مرزا محمود خلیفہ قادیان، الفضل قادیان، ج ۱۶ نمبر ۶۲ ص ۸ کالم ۳، مؤرخہ ۵ رفروری ۱۹۲۹ء)

''مجھے بچپن میں بیماری کی وجہ سے افیون دیتے تھے۔ چھ ماہ متواتر دیتے رہے۔'' (منہاج الطالبین ص ۴۷، انوار العلوم ج ۹ ص ۲۲۰)

''۲۸؍جون بروز جمعہ صبح کے وقت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ مجھے ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب اور میاں ناصر احمد صاحب کو ساتھ لے کر خواجہ (کمال الدین) صاحب کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ خواجہ صاحب نے اپنا قصہ سنانا شروع کیا۔ جو علاج کراتے ہیں اور جو عارضے رہے ہیں، سب کا ذکر ہوتا رہا۔ خواجہ صاحب افیون بھی آج کل کھاتے ہیں۔ ایک رتی سے شروع کی تھی۔ ابھی یہ خیال ہے کہ چھ ماہ اور کھائیں تاکہ اعصاب مضبوط ہو جائیں۔''

(ڈائری مرزا محمود خلیفہ قادیان، نوشتہ عبدالرحیم درد قادیانی، الفضل قادیان ج ۱۷ نمبر ۲، مؤرخہ ۵؍جولائی ۱۹۲۹ء)

(۷۷) سنکھیا

''جب مخالفت زیادہ بڑھی اور حضرت مسیح موعود کو قتل کی دھمکیوں کے خطوط موصول ہونے شروع ہوئے تو کچھ عرصے تک آپ نے سنکھیا کے مرکبات استعمال کئے تاکہ خدانخواستہ آپ کو زہر دیا جائے تو جسم میں اس کے مقابلے کی طاقت ہو۔''

(ارشاد مرزا محمود خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۹۴ ص ۴ کالم ۳، مؤرخہ ۵؍فروری ۱۹۳۵ء)

(۷۸) دو بوتل برانڈی

''حضور (مرزا قادیانی) نے مجھے لاہور سے بعض اشیاء لانے کے لئے ایک فہرست لکھ کر دی۔ جب میں چلنے لگا تو پیر منظور محمد صاحب نے مجھے روپیہ دے کر کہا کہ دو بوتل برانڈی کی میری اہلیہ کے لئے پلومر کی دکان سے لیتے آئیں۔ میں نے کہا کہ اگر فرصت ہوئی تو لیتا آؤں گا۔ پیر صاحب فوراً حضرت اقدس کی خدمت میں گئے اور کہا کہ حضور مہدی حسین میرے لئے برانڈی کی بوتل نہیں لائیں گے۔ حضور ان کو تاکید فرمادیں۔ حقیقتاً میرا ارادہ لانے کا نہ تھا۔ اس پر حضور اقدس (مرزا قادیانی) نے مجھے بلا کر فرمایا کہ میاں مہدی حسین! جب تک تم برانڈی کی بوتلیں نہ لے لو، لاہور سے روانہ نہ ہونا۔ میں نے سمجھ لیا کہ اب میرے لئے لانا لازمی ہے۔ میں نے پلومر کی دکان سے دو بوتلیں برانڈی کی غالباً چار روپیہ میں خرید کر پیر صاحب کو لادیں۔ ان کی اہلیہ کے لئے ڈاکٹروں نے بتلائی ہوں گی۔''

(اخبار الحکم قادیان ج ۳۹ نمبر ۲۵، مؤرخہ ۷؍نومبر ۱۹۳۶ء)

(۷۹) ٹانک وائن

''محبی خویم حکیم محمد حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ......

اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے۔ آپ اشیاء خریدنی خود خریدیں اور ایک بوتل ٹانک وائن کی پلومر کی دکان سے خرید دیں۔ مگر ٹانک وائن چاہئے۔ اس کا لحاظ رہے۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام (مرزا غلام احمد)'' (خطوط امام بنام غلام ص ۵ کالم ۱)

''ٹانک وائن کی حقیقت لاہور میں پلومر کی دکان سے ڈاکٹر عزیز احمد صاحب کی معرفت معلوم کی گئی۔ ڈاکٹر صاحب جواباً تحریر فرماتے ہیں، حسب ارشاد پلومر کی دکان سے دریافت کیا گیا، جواب حسب ذیل ملا:

ٹانک وائن ایک قسم کی طاقتور اور نشہ دینے والی شراب ہے جو ولایت سے سربند بوتلوں میں آتی ہے۔ اس کی قیمت ڈیڑھ روپیہ ہے۔'' (۲۱؍ستمبر ۱۹۳۳ء) (سودائے مرزا طبع دوم ص ۳۹ حاشیہ، حکیم محمد علی، پرنسپل طبیہ کالج امرتسر)

(۸۰) ٹانک وائن کا فتویٰ

''پس ان حالات میں اگر حضرت مسیح موعود برانڈی اور رم کا استعمال بھی اپنے مریضوں سے کرواتے یا خود بھی مرض کی حالت میں کر لیتے تو وہ خلاف شریعت نہ تھا۔ چہ جائیکہ ٹانک وائن جو ایک دوا ہے۔ اگر اپنے خاندان کے کسی ممبر یا دوست کے لئے جو کسی لمبے مرض سے اٹھا ہو اور کمزور ہو یا بالفرض محال خود اپنے لئے بھی منگوائی ہو اور استعمال بھی کی ہو تو اس میں کیا حرج ہو گیا۔ آپ کو ضعف کے دورے ایسے شدید پڑتے تھے کہ ہاتھ پاؤں سرد ہو جاتے تھے، نبض ڈوب جاتی تھی۔ میں نے خود ایسی حالت میں آپ کو دیکھا ہے۔ نبض کا پتہ نہیں ملتا تھا تو اطباء یا ڈاکٹروں کے مشورے سے آپ نے ٹانک وائن کا استعمال اندریں حالات کیا ہو تو عین مطابق شریعت ہے۔ آپ تمام تمام دن تصنیفات کے کام میں لگے رہتے تھے۔ راتوں کو عبادت کرتے تھے۔ بڑھاپا بھی پڑتا تھا تو اندریں حالات اگر ٹانک وائن بطور علاج پی بھی لیا ہو تو کیا قباحت لازم آ گئی۔'' (از ڈاکٹر بشارت احمد قادیانی، فریق لاہوری، پیغام صلح ج ۲۳ نمبر ۱۵ ص ۳ کالم ۲، مؤرخہ ۴؍ مارچ ۱۹۳۵ء)

(۸۱) گھر کا بھیدی

''مرزا شیر علی صاحب جو حضرت مسیح موعود کے سالے اور (ان کے فرزند) مرزا فضل احمد صاحب کے خسر تھے، انہیں لوگوں کو حضرت مسیح موعود کے پاس جانے سے روکنے کا بڑا شوق تھا۔ راستہ میں ایک بڑی لمبی تسبیح لے کر بیٹھ جاتے۔ تسبیح کے دانے پھیرتے رہتے اور منہ سے گالیاں دیتے چلے جاتے۔ بڑا لٹیرا ہے، لوگوں کو لوٹنے کے لئے دکان کھول رکھی ہے۔ بہشتی مقبرہ کی سڑک پر دارالضعفاء کے پاس بیٹھے رہتے ...... بڑی لمبی سفید داڑھی تھی۔ سفید رنگ تھا۔ تسبیح ہاتھ میں لئے بڑے شاندار آدمی معلوم ہوتے تھے اور مغلیہ خاندان کی پوری یادگار تھے۔ تسبیح لئے بیٹھے رہتے۔ جو کوئی نیا آدمی آتا، اسے اپنے پاس بلا کر بٹھا لیتے اور سمجھانا شروع کر دیتے کہ مرزا صاحب سے میری قریبی رشتہ داری ہے۔ آخر میں نے کیوں نہ اسے مان لیا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ میں اس کے حالات سے اچھی طرح واقف ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ یہ ایک دکان ہے جو لوگوں کو لوٹنے کے لئے کھولی گئی ہے...... میں مرزا کے قریبی رشتہ داروں میں سے ہوں۔ میں اس کے حالات سے خوب واقف ہوں۔ اصل میں آمدنی کم تھی۔ بھائی نے جائیداد سے بھی محروم کر دیا۔ اس لئے یہ دکان کھول لی ہے۔ آپ لوگوں کے پاس کتابیں اور اشتہار پہنچ جاتے ہیں۔ آپ سمجھتے ہیں کہ پتہ نہیں کتنا بڑا بزرگ ہوگا۔ پتہ تو ہم کو ہے جو دن رات اس کے پاس رہتے ہیں۔ یہ باتیں میں نے آپ کی خیرخواہی کے لئے آپ کو بتائیں ہیں۔''

(خلیفہ قادیان کی تقریر مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۳۴ نمبر ۹۱ ص ۴ کالم ۳،۴، مؤرخہ ۱۷؍ اپریل ۱۹۴۶ء، انوار العلوم ج ۱۸ ص ۲۳۷، ۲۳۸)

(۸۲) مجاہدات

''مخدومی مکرمی اخویم مولوی صاحب......

یہ بات مسلم اور واضح رہے کہ راست باز انسان کے لئے ایسے امور کی غرض سے کسی قدر مجاہدہ ضروری ہے۔ الکرامات ثمرۃ المجاہدات۔ علالت طبع بہت حرج انداز ہے۔ اگر یہ مقابلہ صحت اور طاقت دماغی کے ایام میں ہوتا تو یقین تھا کہ تھوڑے دن کافی ہوتے۔ مگر اب طبیعت تحمل شدائد مجاہدات نہیں رکھتی اور ادنیٰ درجہ کی محنت اور خوض اور توجہ سے جلد بگڑ جاتی ہے۔ خاکسار: غلام احمد، مؤرخہ ۳۱؍ مارچ ۱۸۹۱ء'' (مکتوبات احمدیہ ج ۵ نمبر ۲ ص ۱۰۳، مکتوب نمبر ۷۵، جدید مکتوبات احمد جلد دوم ص ۱۱۶، مکتوب نمبر ۷۷)

(۸۳) توجہات

''مخدومی مکرمی اخویم (مولوی نورالدین) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ......
دوروز سے میں نے شخص معلوم کے لئے توجہ کرنا شروع کیا تھا۔ مگر افسوس کہ اس عرصہ میں میرے گھر کے لوگ یک دفعہ سخت علیل ہوگئے۔ یعنی تیز تپ ہوگیا۔ جس کی وجہ سے مجھے ان کی طرف توجہ کرنی پڑی۔ کل ارادہ ہے کہ ان کو مسہل دوں۔ بعد ان کی صحت کے پھر توجہ میں مصروف ہوں گا...... والسلام (خاکسار غلام احمد)'' (مکتوبات احمدیہ ج۵ نمبر۲ ص۴۶، مکتوب نمبر۳۱، جدید مکتوبات احمد جلد دوم ص۵۰، مکتوب نمبر۳۲)

''یہ عقد ہمت اور توجہ شمشیر تیز سے زیادہ تر اثر رکھتی ہے۔ میری رائے میں نبیوں کی تمام کامیابی کا بڑا بھارا موجب یہی توجہ باطنی تھی۔ خاکسار: مرزا غلام احمد قادیانی از قادیان، مؤرخہ ۲۹؍فروری ۱۸۸۸ء''

(مکتوبات احمدیہ ج۵ نمبر۲ ص۵۸، مکتوب نمبر۳۶، جدید مکتوبات احمد جلد دوم ص۶۲، مکتوب نمبر۳۸)

''میری طبیعت آپ کے بعد پھر بیمار ہوگئی۔ ابھی ریزش کا نہایت زور ہے۔ دماغ بہت ضعیف ہوگیا ہے۔ آپ کے دوست ٹھاکر رام کے لئے ایک دن بھی توجہ کرنے کے لئے مجھے نہیں ملا۔ صحت کا منتظر ہوں۔ والسلام! خاکسار: غلام احمد، مؤرخہ یکم؍جنوری ۱۸۹۰ء''

(مکتوبات احمدیہ ج۵ نمبر۲ ص۷۶، مکتوب نمبر۵۵، جدید مکتوبات احمد جلد دوم ص۹۱، مکتوب نمبر۵۷)

(۸۴) پنجابی حلق

''بے شک یہ درست ہے کہ پنجابی حلق ہر ایک لفظ کو پوری طرح ادا نہیں کرسکتا۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود پر ایک شخص نے اعتراض کیا کہ یہ تو قرآن کا صحیح تلفظ عربی لہجہ میں ادا نہیں کرسکتا۔ ایسا شخص کہاں مسیح ہوسکتا ہے۔ اس کی یہ بات سن کر سید عبداللطیف صاحب شہید نے اس پر ہاتھ اٹھایا۔ مگر مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور حضرت مسیح نے بھی انہیں روک دیا۔''

(تقریر مرزا محمود خلیفہ قادیان، الفضل قادیان، ج۱۷ نمبر۶۲ ص۹ کالم۳، مؤرخہ ۷؍فروری ۱۹۳۰ء)

''حضرت مسیح موعود کے پاس ایک دفعہ ایک لکھنؤ کا آدمی آیا۔ آپ نے قرآن کریم کا ذکر کیا تو کہنے لگا، اچھے مسیح موعود بنے ہو کہ 'ق' اور 'ک' میں بھی فرق نہیں جانتے۔'' (خطبہ جمعہ مرزا محمود خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج۱۶ نمبر۲۲ ص۷ کالم۳، مؤرخہ ۱۴؍ستمبر ۱۹۲۸ء)

(۸۵) نماز

''اب پنجاب میں حاجی (ریاض الدین احمد) صاحب فقط وحشت دل کا علاج کرنے اور سیر سپاٹے کو گئے تھے۔ دل میں آئی کہ چلو ذرا مرزا غلام احمد قادیانی سے بھی مل لیں۔ دیکھیں کس قماش کے بزرگ ہیں۔ لاہور سے روانہ ہوکر قادیان میں پہنچے۔ مرزا صاحب مرحمت واخلاق سے ملے۔ اپنے کانگری گیشن کے رکن اعظم حکیم نورالدین صاحب مرحوم سے ملایا اور پھر مرزا صاحب نے اپنے حجرے میں، جو مسجد سے ملحق تھا، اپنی خلوت خاص میں جگہ دی۔ اتنے میں نماز کا وقت آگیا۔ حکیم نورالدین صاحب نے محراب مسجد میں کھڑے ہوکر نماز پڑھائی اور مرزا صاحب اپنے حجرے ہی میں کھڑے ہوگئے۔ نماز کی ایک رکعت ہوئی تھی کہ کیا دیکھتے ہیں مرزا صاحب نیت توڑ کے گھر کے اندر چلے گئے اور حاجی صاحب سخت حیران! کیا افتاد پیش آئی جو مرزا صاحب کو نماز کی نیت توڑ دینے پر مجبور ہونا پڑا۔ نماز کے بعد حاضرین مسجد سے یہ واقعہ بیان کیا اور اس کا سبب پوچھا۔ معلوم ہوا کہ یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں ہے۔ مرزا صاحب پر نماز میں جب وحی نازل ہوتی ہے تو آپ بے تاب ہوکے اندر چلے جاتے ہیں۔'' (دلگداز لکھنؤ، بابت مارچ ۱۹۱۶ء)

بیان کیا ہے کہ: ’’حضرت ایک رکعت کے بعد نماز کی نیت توڑ کر گھر کے اندر چلے گئے۔ اگر کسی بیماری کے غلبہ کی وجہ سے ایسا ہوا ہو تو محل اعتراض نہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کی پیش گوئی کے مطابق دوران سر اور بر د اطراف کا مرض تھا اور یہ وہ زرد چادریں تھیں جو روز ازل سے خدا نے اپنے مسیحا کے لئے بطور خلعت خاص مقدر فرمائی تھیں۔‘‘ (الفضل قادیان ج ۳ نمبر ۱۰۷ ص ۳،۴ کالم ۲، مؤرخہ ۱۸؍اپریل ۱۹۱۶ء)

(۸۶) زنانی نماز

’’حضور (مرزا قادیانی) کسی تکلیف کی وجہ سے جب مسجد نہ جا سکتے تھے تو اندر عورتوں میں نماز باجماعت پڑھاتے تھے اور حضرت بیوی صاحبہ (مرزا قادیانی کی اہلیہ) صف میں نہیں کھڑی ہوتی تھیں بلکہ حضرت صاحب (مرزا قادیانی) کے ساتھ کھڑی ہوتی تھیں۔‘‘

(تقریر مفتی محمد صادق قادیانی، الفضل قادیان ج ۱۲ نمبر ۷۷ ص ۸ کالم ۱، مؤرخہ ۱۷؍جوری ۱۹۲۵ء)

’’حضور (مرزا قادیانی) اپنی عمر کے آخری سالوں میں جب دوران سر وغیرہ تکالیف کے سبب مغرب، عشاء اور فجر گھر پر ہی پڑھنے لگے تو حضور گھر میں عورتوں کو جماعت سے نماز پڑھایا کرتے تھے۔ کبھی کھڑے ہو کر اور کبھی بیٹھ کر اور حضور کے پیچھے اکثر گھر کی مستورات ہوا کرتی تھیں۔ ایسے موقعوں پر میں نے بھی بڑی کثرت سے بالخصوص ۱۹۰۵ء میں کئی ماہ تک باغ میں زلزلہ کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں جن میں مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں حضور کے دائیں طرف کھڑا ہوتا تھا اور مستورات پیچھے ہوتی تھیں۔‘‘

(میر محمد اسحاق قادیانی کی روایت، الفضل قادیان ج ۲۴ نمبر ۱۰۸، مؤرخہ ۴؍نومبر ۱۹۳۶ء)

(۸۷) اسٹیشن کی سیر

بیان کیا حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اوّل نے کہ: ’’ایک دفعہ حضرت مسیح موعود کسی سفر میں تھے۔ اسٹیشن پر پہنچے تو ابھی گاڑی آنے میں دیر تھی۔ آپ بیوی صاحبہ کے ساتھ اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر ٹہلنے لگ گئے۔ یہ دیکھ کر مولوی عبدالکریم صاحب، جن کی طبیعت غیور اور جوشیلی تھی، میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ بہت لوگ اور پھر غیر لوگ ادھر ادھر پھرتے ہیں۔ آپ حضرت سے عرض کریں کہ بیوی صاحبہ کو کہیں الگ بٹھا دیا جاوے۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں میں نے کہا، میں تو نہیں کہتا، آپ کہہ کر دیکھ لیں۔ ناچار مولوی عبدالکریم خود حضرت صاحب کے پاس گئے اور کہا کہ حضور لوگ بہت ہیں۔ بیوی کو الگ ایک جگہ بٹھا دیں۔ حضرت نے فرمایا، جاؤ جی میں ایسے پردہ کا قائل نہیں ہوں۔ مولوی صاحب فرماتے تھے کہ اس کے بعد مولوی عبدالکریم صاحب سر نیچے ڈالے میری طرف آئے۔ میں نے کہا، مولوی صاحب! جواب لے آئے؟‘‘ (سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۶۳، روایت نمبر ۷۵، جدید ج ۱ حصہ اوّل ص ۵۶، ۵۷، روایت نمبر ۷۷)

(۸۸) مرزا قادیانی کا نسب نامہ

’’اب میرے سوانح اس طرح پر ہیں کہ میرا نام غلام احمد، میرے والد صاحب کا نام غلام مرتضٰی اور دادا صاحب کا نام عطاء محمد تھا...... اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے، ہماری قوم مغل برلاس ہے اور میرے بزرگوں کے پرانے کاغذات سے، جو اب تک محفوظ ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ملک میں سمرقند سے آئے تھے۔‘‘ (کتاب البریہ ص ۱۳۴ حاشیہ، خزائن ج ۱۳ ص ۱۶۲، ۱۶۳)

’’ملک ہندوستان کے صوبہ پنجاب میں لاہور سے گوشہ شمال مشرق میں ایک گاؤں قادیان نام ہے جو ضلع گورداسپور میں واقع ہے۔ یہ ایک چھوٹا سا گمنام گاؤں تھا۔ دنیا میں اس کو کوئی بھی نہیں پہچانتا تھا۔ بجز اس ضلع کے آدمیوں کے، جس میں وہ واقع ہے۔ یہاں

مرزا غلام مرتضٰی صاحب رئیس اعظم (مرزا غلام احمد قادیانی کے والد) سکونت پذیر تھے جو قوم کے مغل گوت کے برلاس کہلاتے تھے۔‘‘

(عسل مصفّٰی جلد دوم ص۱۲۹، مؤلفہ مرزا خدا بخش قادیانی)

’’یاد رہے کہ اس خاکسار کا خاندان بظاہر مغلیہ خاندان ہے۔ کوئی تذکرہ ہمارے خاندان کی تاریخ میں یہ نہیں دیکھا گیا کہ وہ بنی فارس کا خاندان تھا۔ ہاں! بعض کاغذات میں یہ دیکھا گیا ہے کہ ہماری بعض دادیاں شریف اور مشہور سادات میں سے تھیں۔ اب خدا کی کلام سے معلوم ہوا کہ دراصل ہمارا خاندان فارسی خاندان ہے۔ سو اس پر ہم پورے یقین سے ایمان لاتے ہیں۔ کیونکہ خاندانوں کی حقیقت جیسا کہ خدا تعالیٰ کو معلوم ہے، کسی دوسرے کو ہرگز معلوم نہیں۔‘‘ (اربعین نمبر۲ ص۱۸، خزائن ج۱۷ ص۳۶۵ حاشیہ)

’’میرے پاس فارسی ہونے کے بجز الہام الٰہی کے اور کچھ ثبوت نہیں۔‘‘ (تحفہ گولڑویہ ص۱۸، خزائن ج۱۷ ص۱۱۶)

’’میں نے اپنے آباؤ اجداد کی سوانح حیات کی کتابوں میں پڑھا اور اپنے والد سے سنا ہے کہ میرے آباؤ اجداد مغلوں کی نسل سے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی ہے کہ وہ فارسی النسل تھے۔ اقوام ترکی سے نہیں تھے اور اس کے ساتھ ہی میرے رب نے مجھے یہ بھی بتایا ہے کہ میری بعض نانیاں بنی فاطمہ اور اہل بیت نبوی میں سے تھیں اور اللہ نے کمال حکمت و مصلحت سے (میرے اجداد میں) حضرت اسحاق اور حضرت اسماعیل کی نسل کو جمع کر دیا۔‘‘ (ضمیمہ حقیقت الوحی ترجمہ الخاتمۃ ص۷۷، الاستفتاء، خزائن ج۲۲ ص۷۰۳)

’’اس پیش گوئی کو شیخ محی الدین ابن عربی نے بھی اپنی کتاب ’’فصوص‘‘ میں لکھا ہے...... کہ وہ صینی الاصل ہوگا۔ (متن)

اس سے مطلب یہ ہے کہ خاندان میں ترک کا خون ملا ہوا ہوگا۔ ہمارا خاندان، جو اپنی شہرت کے لحاظ سے مغلیہ خاندان کہلاتا ہے، اس کی پیش گوئی کا مصداق ہے۔ کیونکہ اگرچہ سچ وہی ہے کہ جو خدا نے فرمایا کہ یہ خاندان فارسی الاصل ہے۔ مگر یہ تو یقینی اور مشہود و محسوس ہے کہ اکثر مائیں اور دادیاں ہماری مغلیہ خاندان سے ہیں اور وہ صینی الاصل ہیں۔ یعنی چین کی رہنے والی۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۲۰۱، خزائن ج۲۲ ص۲۰۹ حاشیہ)

’’ایک حدیث سے جو ’’کنز العمال‘‘ میں موجود ہے، سمجھا جاتا ہے کہ اہل فارس یعنی بنی فارس بنی اسحاق میں سے ہیں۔ پس اس طرح پر وہ آنے والا مسیح اسرائیلی ہوا اور بنی فاطمہ کے ساتھ امہاتی تعلق رکھنے کی وجہ سے جیسا کہ مجھے حاصل ہے، فاطمی بھی ہوا۔ پس گویا وہ نصف اسرائیلی ہوا اور نصف فاطمی ہوا۔ جیسا کہ حدیثوں میں آیا ہے۔ ہاں! میرے پاس فارسی ہونے کے لئے بجز الہام الٰہی کے اور کچھ ثبوت نہیں۔‘‘ (تحفہ گولڑویہ ص۱۸، خزائن ج۱۷ ص۱۱۶)

(اپنے خیال میں مرزا غلام احمد ضروری سمجھتے تھے کہ مختلف پیش گوئیاں نسل و خاندان کے لحاظ سے اپنے اوپر منطبق کریں اور اسی سعی لاحاصل میں مرزا قادیانی کو جس درجہ تاویلات کو طول دینا پڑا، وہ کافی سبق آموز ہے۔ للمؤلف)

(۸۹) ہیضہ کا فیصلہ

’’بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب السلام علیٰ من اتبع الہدیٰ...... اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے تا خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمے و مخاطبے سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو

میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے، جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ (واقعہ یہ ہے کہ خود مرزا قادیانی مرض ہیضہ میں مبتلا ہو کر یکا یک انتقال کر گئے اور حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری بعد میں بھی مدت دراز تک بخیر و عافیت قادیانیت کی سرکوبی میں مشغول رہے۔ للمؤلف)''

(تبلیغ رسالت ج ۱۰ ص ۱۱۸، مجموعہ اشتہارات جلد سوم ص ۵۷۸، جدید مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۷۰۵)

اس اشتہار کی اشاعت کے ہفتہ عشرہ بعد ہی ۲۵ ؍اپریل ۱۹۰۷ء کو اخبار بدر قادیان میں مرزا غلام احمد کی روزانہ ڈائری میں شائع ہوا کہ: ''ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا یہ دراصل ہماری (یعنی مرزا قادیانی کی) طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی۔ (بعد کے واقعہ سے بھی یہی ظاہر ہوا۔ للمؤلف)''

(اخبار البدر قادیان ج ۶ نمبر ۱۷ ص ۷ کالم ۲، مؤرخہ ۲۵ ؍اپریل ۱۹۰۷ء، ملفوظات ج ۹ ص ۲۶۸، جدید ملفوظات ج ۵ ص ۲۰۶)

(۹۰) مرزا قادیانی کی وفات

''برادران! جیسا کہ آپ سب صاحبان کو معلوم ہے کہ حضرت امامنا و مولانا مسیح موعود و مہدی موعود (مرزا قادیانی) کو اسہال کی بیماری بہت دیر سے تھی اور جب آپ کوئی دماغی کام زور سے کرتے تو بڑھ جاتی تھی۔ حضور کو یہ بیماری بسبب کھانا نہ ہضم ہونے کے تھی اور چونکہ دل سخت کمزور تھا اور نبض ساقط ہو جایا کرتی تھی۔ اس دفعہ لاہور کے قیام میں بھی حضور کو دو تین دن پہلے یہ حالت ہوئی لیکن ۲۵ ؍تاریخ مئی کی شام کو جب کہ آپ سارا دن ''پیغام صلح'' کا مضمون لکھنے کے بعد سیر کو تشریف لے گئے تو واپسی پر حضور کو پھر اس بیماری کا دورہ شروع ہو گیا اور وہی دوائی جو کہ پہلے مقوی معدہ استعمال فرماتے تھے، مجھے حکم بھیجا تو بنوا کر بھیج دی گئی۔ مگر اس سے کوئی فائدہ نہ ہوا اور قریباً گیارہ بجے ایک اور دست آنے پر طبیعت از حد کمزور ہوگئی اور مجھے اور حضرت خلیفہ نور الدین صاحب کو طلب فرمایا۔ مقوی ادویہ دی گئیں اور اس خیال سے کہ دماغی کام کی وجہ سے یہ مرض شروع ہوئی، نیند آنے سے آرام آ جائے گا۔ ہم واپس اپنی جگہ پر چلے گئے۔ مگر تقریباً دو اور تین بجے کے درمیان ایک اور بڑا دست آ گیا جس سے نبض بالکل بند ہوگئی اور مجھے اور حضرت مولانا خلیفۃ المسیح مولوی نور الدین صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب کو بلوایا اور برادرم ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو بھی گھر سے طلب کیا اور جب وہ تشریف لائے تو مرزا یعقوب بیگ صاحب کو اپنے پاس بلا کر کہا کہ مجھے سخت اسہال کا دورہ ہو گیا ہے، آپ کوئی دوا تجویز کریں۔ علاج شروع کیا گیا۔ چونکہ حالت نازک ہوگئی تھی اس لئے ہم پاس ہی ٹھہرے رہے اور علاج با قاعدہ ہوتا رہا، مگر نبض واپس نہ آئی۔ یہاں تک کہ سوا دس بجے ۲۶ ؍مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت اقدس کی روح اپنے محبوب حقیقی سے جا ملی۔''

(اعلان منجانب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ قادیانی، مندرجہ ضمیمہ الحکم قادیان مؤرخہ ۲۸ ؍مئی ۱۹۰۸ء، غیر معمولی)

(۹۱) ایک سخت بیماری

''اگر آپ احمدؑ (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) کی ڈائری کو (اخبار) بدر کے پرچوں سے ملاحظہ کریں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ آپ کی موت ناگہانی ہوئی۔ آپ آخر دن تک اپنی معمولی صحت کی حالت میں رہے۔ اس شام سے پہلے جب آپ بیمار ہوئے، آپ سارا دن ایک رسالہ لکھنے میں مشغول رہے جس کا نام ''پیغام صلح'' ہے اور تاریخ مقرر کی گئی کہ اس پیغام کو ٹاؤن ہال میں ایک بڑا مجمع کے

سامنے پڑھا جاوے اور اس دن کی شام کو حسب معمول سیر کے لئے باہر تشریف لے گئے اور کسی آدمی کو خبر نہ تھی کہ یہ آپ کا آخری سیر تھا۔ رات کو وہ ایک سخت بیماری میں (یعنی دست اور قے میں۔ للمؤلف) مبتلا ہوگئے اور صبح دس بجے کے قریب آپ کا وصال ہوگیا۔ آپ کی وفات کی خبر احمدی جماعت کے لئے بالکل ناگہانی تھی۔ چنانچہ جس جگہ خبر پہنچی لوگوں کو اس کی صداقت پر اعتبار نہ آیا۔''

(رسالہ ''ریویو آف ریلیجنز'' قادیان ج ۱۳ نمبر ۶ ص ۲۳۱، بابت ماہ جون ۱۹۱۴ء)

''حضرت مسیح موعود ۲۶؍اپریل ۱۹۰۸ء کو لاہور تشریف لے گئے۔ اسی روز بوقت ۴ بجے صبح آپ پر یہ وحی ہوئی جو آپ کی وفات پر دلالت کرتی تھی۔ ''مباش ایمن از بازی روزگار'' اس وحی کے بعد قادیان میں کوئی موقع نہ ملا کہ آپ پر اللہ تعالیٰ کا کلام نازل ہو اس لئے قادیان میں یہ آخری وحی تھی۔''

(الحکم قادیان خاص نمبر ج ۳۷ نمبر ۱۹، مؤرخہ ۲۱ تا ۲۸؍مئی ۱۹۳۴ء)

''بمقام لاہور آپ کا (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کا) قیام قریباً ایک ماہ تک رہا اور اس عرصہ میں آپ نے کئی تقریریں فرمائیں۔ ملنے والوں اور نئے نئے ملاقاتیوں کے ساتھ گفتگوئیں کیں اور روزمرہ نمازوں میں شامل ہوتے رہے اور ہر روز سیر کے واسطے جاتے رہے۔ جس روز حضور کا واقعہ وصال ہوا، اس سے ایک روز پہلے حضور نے ایک رسالہ لکھا جس کا نام ''پیغام صلح'' رکھا۔ یہ پیغام آپ نے اس غرض سے لکھا تھا کہ لاہور ٹاؤن ہال میں مختلف مذاہب کے وکلاء کو ایک عام جلسہ میں مدعو کر کے سنایا جاوے۔ جب وہ یہ پیغام لکھ چکے تو شام کے وقت وہ سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ مگر واپسی پر ان کی طبیعت ناساز ہوگئی۔ بیمار ہوگئے۔ (یعنی دست اور قے کی بیماری میں مبتلا ہوگئے۔ للمؤلف) اور دوسرے دن قریباً ساڑھے دس بجے کے وقت راہی ملک بقاء ہوگئے۔''

(ریویو آف ریلیجنز قادیان ج ۱۳ نمبر ۹ ص ۳۴۱، بابت ماہ ستمبر ۱۹۱۴ء)

''باوجود اس کے کہ زمانہ وفات کے قریب ہونے کی خبر متواتر وحیوں سے ملتی رہی مگر پھر بھی جب حضرت حجۃ اللہ علی الارض خلیفۃ فی حلل الانبیاء حضرت احمد (مرزا قادیانی) کے حسب وعدہ الٰہیہ متوفی ہوکر حیات طیبہ سے رفیع المرتبہ ہونے کا وقت آیا تو بالکل اچانک ہی آگیا۔ جس مشن کے پورا کرنے اور جس عظیم الشان کام کے انصرام کے لئے آپ کی بعثت ہوئی تھی، اس کام میں وہ برابر اخیر وقت تک نہایت مستعدی سے مصروف رہے۔ یہاں تک کہ بیماری (دست اور قے) کے شدید حملے نے عاجز کر دیا اور قریباً ۱۲ گھنٹے کی بیماری کے بعد آپ کا انتقال ہوگیا۔''

(ریویو آف ریلیجنز قادیان ج ۱۳ نمبر ۹ ص ۱۴۱، بابت ماہ ستمبر ۱۹۱۴ء)

(۹۲) موت کی ہلچل

''یوم الوصال کی صبح کو گو علالت کی خبر مل چکی تھی مگر یہ معلوم نہ تھا کہ یہ صبح ہمارے لئے شام فراق بننے والی ہے۔ مجھے سماچار پریس میں بھیج دیا گیا لیکن میں اپنے قلب میں کچھ اس طرح اضطراب پاتا کہ نہیں سمجھتا تھا کہ مجھے کیا ہوگیا۔ بجائے بارہ بجے کے سوا نو بجے ہی واپس چلا آیا۔ آتے ہی کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ سراسیمہ پریشان اور حیران پھر رہے ہیں۔ ایک دوسے پوچھا مگر کچھ جواب نہیں ملا۔ (شاید ہیضہ کے آثار میں گومگو کا عالم ہو۔ للمؤلف) آخر معلوم ہوا کہ حضور اس وقت نازک حالت میں ہیں۔ (گویا نزع کی عام صورت نہیں۔ للمؤلف) تھوڑی دیر بعد انگریز ڈاکٹر آیا مگر آتے ہی چلا گیا۔ (آخر تک موت کی خاص صورت ظاہر ہے۔ للمؤلف) اور ادھر ایک دوست کو (انا للّٰہ وانا الیہ راجعون) پڑھتے سن لیا۔ کلیجہ پکڑے دل مسوس کر رہ گیا۔''

(قاضی اکمل قادیانی کا مضمون ''یاد امام'' الحکم قادیان خاص نمبر ج ۳۷ نمبر ۱۸، ۱۹، مؤرخہ ۲۱ تا ۲۸؍مئی ۱۹۳۴ء)

(۹۳) مرض الموت

''خاکسار مختصراً عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود ۲۵ رمئی ۱۹۰۸ء یعنی پیر کی شام کو بالکل اچھے تھے۔ رات کو عشاء کی نماز کے بعد خاکسار باہر سے مکان میں آیا تو میں نے دیکھا کہ آپ والدہ صاحبہ کے ساتھ پلنگ پر بیٹھے ہوئے کھانا کھا رہے تھے۔ میں اپنے بستر پر جا کر لیٹ گیا اور پھر مجھے نیند آ گئی۔ رات کے پچھلے پہر صبح کے قریب مجھے جگایا گیا یا شاید لوگوں کے چلنے پھرنے اور بولنے کی آواز سے میں خود بیدار ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) اسہال کی بیماری سے سخت بیمار ہیں اور حالت نازک ہے اور ادھر ادھر معالج اور دوسرے لوگ کام میں لگے ہوئے ہیں۔ جب میں نے پہلی نظر حضرت مسیح موعود کے اوپر ڈالی تو میرا دل بیٹھ گیا۔ کیونکہ میں نے ایسی حالت آپ کی اس سے پہلے نہ دیکھی تھی اور میرے دل پر یہی اثر پڑا کہ یہ مرض الموت ہے۔''

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۷، ۸، روایت نمبر ۱۱، جدید ج ۱ حصہ اوّل ص ۹، روایت نمبر ۱۲)

(۹۴) وقت آخر

''خاکسار نے والدہ صاحب کی یہ روایت جو شروع میں درج کی گئی ہے، جب دوبارہ والدہ صاحبہ کے پاس برائے تصدیق بیان کی اور حضرت مسیح موعود کی وفات کا ذکر آیا تو والدہ صاحب نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کو پہلا دست کھانا کھانے کے وقت آیا تھا۔ مگر اس کے بعد تھوڑی دیر تک ہم لوگ آپ کے پاؤں دباتے رہے اور آپ آرام سے لیٹ کر سو گئے اور میں بھی سو گئی۔ لیکن کچھ دیر کے بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالباً ایک دو دفعہ رفع حاجت کے لئے آپ پاخانہ تشریف لے گئے۔ اس کے بعد آپ نے زیادہ ضعف محسوس کیا تو آپ نے ہاتھ سے مجھے جگایا۔ میں اٹھی تو آپ کو اتنا ضعف تھا کہ آپ میری چارپائی پر لیٹ گئے اور میں آپ کے پاؤں دبانے کے لئے بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا، تم اب سو جاؤ۔ میں نے کہا، نہیں میں دباتی ہوں۔ اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا مگر اب اس قدر ضعف تھا کہ آپ پاخانہ نہ جا سکتے تھے، اس لئے میں نے چارپائی کے پاس ہی انتظام کر دیا اور آپ وہیں بیٹھ کر فارغ ہوئے اور پھر اٹھ کر لیٹ گئے اور میں پاؤں دباتی رہی۔ مگر ضعف بہت ہو گیا تھا۔ اس کے بعد ایک اور دست آیا اور پھر آپ کو ایک قے آئی۔ جب آپ قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ لیٹتے لیٹتے پشت کے بل چارپائی پر گر گئے اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت دگرگوں ہو گئی۔ اس پر میں نے گھبرا کر کہا، ''اللہ یہ کیا ہونے لگا ہے'' تو آپ نے فرمایا، یہ وہی ہے جو میں کہا کرتا تھا۔ خاکسار نے والدہ صاحبہ سے پوچھا کہ کیا آپ سمجھ گئیں تھیں کہ حضرت صاحب کا کیا منشاء ہے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ ہاں۔''

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۹، روایت نمبر ۱۱، جدید ج ۱ حصہ اوّل ص ۱۰، ۱۱، روایت نمبر ۱۲)

(۹۵) ہیضہ کا واقعہ

''آج کل ہمارے (مرزا قادیانی) گھر کے لوگ بمقام چھاؤنی انبالہ صدر بازار اپنے والدین کے پاس یعنی اپنے والد میر ناصر نواب صاحب نقشہ نویس دفتر نہر کے پاس بود و باش رکھتے ہیں۔''

(اشتہارات مرزا قادیانی مؤرخہ ۲۱ رمارچ ۱۸۸۶ء، مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۱ ص ۷۲، مجموعہ اشتہارات جلد اوّل ص ۱۱۳، جدید مجموعہ اشتہارات جلد اوّل ص ۹۸)

''ابتداء میں جب کہیں حضرت صاحب (مرزا قادیانی) باہر تشریف لے جاتے تھے تو مجھے گھر کی حفاظت اور قادیان کی خدمت

کے لئے چھوڑ جاتے تھے اور آخر زمانہ میں جب کہیں سفر کرتے تھے اور گھر کے لوگ ہمراہ ہوتے تھے تو بندہ بھی ہمرکاب ہوتا تھا۔ چنانچہ آپ لاہور تشریف لے گئے جس سفر میں آپ کو سفر آخرت پیش آیا تب بھی بندہ آپ کے ہمراہ تھا اور اس شام کی سیر میں بھی شریک تھا جس کے دوسرے روز آپ نے قبل از دوپہر انتقال فرمایا۔ (انا للّٰہ و انا الیہ راجعون)

اب بڑی اور سخت تبدیلی میرے حال میں پیدا ہوئی اور ایسی سخت مصیبت نازل ہوئی کہ جس کی تلافی بہت مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا میری تکلیف کو کوئی نہیں جان سکتا۔ حضرت صاحب (مرزا قادیانی) جس رات کو بیمار ہوئے اس رات میں اپنے مقام پر جا کر سو چکا تھا۔ جب آپ کو بہت تکلیف ہوئی تو مجھے جگایا گیا تھا۔ جب میں حضرت صاحب (مرزا قادیانی) کے پاس پہنچا اور آپ کا حال دیکھا تو آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا، میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے کوئی ایسی صاف بات میرے خیال میں نہیں فرمائی۔ یہاں تک کہ دوسرے روز دس بجے کے بعد آپ کا انتقال ہوگیا۔‘‘

(مرزا غلام احمد قادیانی کے خسر میر ناصر قادیانی کے خودنوشتہ حالات، حیات ناصر ص۱۴، مرتبہ شیخ یعقوب علی عرفانی قادیانی)

’’ہانگ کانگ سے ایک مبلغ نے لکھا ہے کہ یہاں بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کی وفات مرض ہیضہ سے ہوئی۔ (ہیضہ کی خبر بھی ہیضہ کی طرح دور دور تک پھیل گئی۔ للمؤلف) نیز اور باتیں بھی اعتراضی رنگ میں وفات کے متعلق کرتے ہیں۔ (شاید یہ کہ روایت ہے کہ آخری وقت منہ کی راہ سے غلاظت خارج ہوئی۔ استغفر اللہ۔ للمؤلف) اسی لئے کسی صحابی سے اس وقت کے حالات لکھوا کر بھیجے جائیں۔ لہٰذا ناظم صاحب تحریک جدید کے حکم کی تعمیل میں عاجز نے مفصلہ ذیل مضمون لکھا ہے جو فائدہ عام کے واسطے درج اخبار کیا جاتا ہے۔ محمد صادق، مؤرخہ ۲۱ر نومبر ۱۹۳۷ء

وصال سے دو گھنٹہ قبل حضور بات نہ کر سکتے تھے۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم اور ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب معالم تھے۔ کاغذ قلم دوات منگا کر حضور نے لکھا، خشکی بہت ہے بات نہیں کی جاتی۔ ایسے ہی کچھ اور بھی الفاظ تھے جو پڑھے نہ گئے۔ (گویا آخر وقت کلمہ بھی زبان سے نہ نکلتا ہوگا۔ دل کا حال کسی کو کیا معلوم، بظاہر بدحواسی معلوم ہوتی تھی کہ تحریر بھی پڑھنے میں نہ آ سکی۔ مرض ہیضہ میں بھی خشکی کی بہت شکایت ہو جاتی ہے۔ حقیقت حال سے اللہ ہی بہتر واقف ہے۔ البتہ بظاہر بڑی عبرت معلوم ہوتی ہے۔ للمؤلف)‘‘

(مفتی محمد صادق قادیانی کا مضمون، الفضل قادیان ج۲۵ نمبر۲۷۴، مؤرخہ ۲۴ر نومبر ۱۹۳۷ء)

(۹۶) مرزا قادیانی کی وفات پر لاہوریوں کا ردعمل

’’جب حضرت مسیح موعود کی وفات کی خبر مخالفوں تک پہنچی تو ایک آن واحد میں لاہور کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک بجلی کی طرح پھیل گئی اور پھر ہماری آنکھوں نے مسلمان کہلانے والوں کی طرف سے وہ نظارہ دیکھا جو ہمارے مخالفوں کے لئے قیامت تک ایک ذلت اور کمینگی کا داغ رہے گا۔ حضرت مسیح موعود کی وفات سے نصف گھنٹہ کے اندر اندر وہ لمبی اور فراخ سڑک جو ہمارے مکان کے سامنے تھی، شہر کے بدمعاش اور کمینہ لوگوں سے بھر گئی اور ان لوگوں نے ہمارے سامنے کھڑے ہو کر خوشی کے گیت گائے اور مسرت کے ناچ ناچے اور شادمانی کے نعرے لگائے اور فرضی جنازے بنا بنا کر نمائشی ماتم کے جلوس نکالے۔‘‘

(سلسلہ احمدیہ ج۱ ص۱۸۵ قدیم ایڈیشن، جدید ایڈیشن ج۱ ص۱۷۹)

(۹۷) نعوذ باللہ

''چند روز ہوئے مجھے ایک قادیانی بزرگ سے، جو لاہور میں سکونت پذیر ہیں، لاہور سے باہر ایک جگہ ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ اثنائے گفتگو میں میرے منہ سے یہ نکل گیا کہ خواجہ (کمال الدین) صاحب مرحوم موت کے وقت بہت خوش تھے۔ وہ بزرگ جھٹ بول اٹھے کہ یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ محمود (یعنی مرزا محمود خلیفہ قادیان) کا دشمن موت کے وقت خوش ہو۔ موت کے وقت خواجہ کے منہ سے پاخانہ نکل رہا تھا۔ میں نے اس بزرگوار سے دریافت کیا کہ آپ نے خواجہ صاحب کو دیکھا۔ ارشاد ہوا، دیکھا تو نہیں مگر میں جو کہتا ہوں سچ ہے۔ میں نے آیہ: ''لاتقف مالیس لک بہ علم'' کی طرف توجہ دلائی۔ مگر بے سود۔ مجھے بہت تعجب ہوا۔ بالکل ایسے ہی الفاظ (کہ موت کے وقت منہ سے پاخانہ نکل رہا تھا۔ للموٴلف) مخالفین حضرت اقدس مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کے متعلق کہتے ہیں اور لاکھ تردید کرو نہیں مانتے۔ (نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا۔ للموٴلف)''

(چوہدری محمد اسماعیل قادیانی کا بیان، پیغام صلح لاہور ج ۲۷ نمبر ۱۳ ص ۷ کالم ۱، موٴرخہ ۳؍ مارچ ۱۹۳۹ء)

''اور جو شخص کہے کہ میں خدا کی طرف سے ہوں اور اس کے الہام اور کلام سے مشرف ہوں، حالانکہ وہ نہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے نہ اس کے الہام اور کلام سے مشرف ہے وہ بہت بری موت سے مرتا ہے اور اس کا انجام نہایت ہی بد اور قابل عبرت ہوتا ہے۔''

(الفضل قادیان ج ۲۸ نمبر ۵۰ ص ۱ کالم ۲، موٴرخہ ۲؍ مارچ ۱۹۴۰ء)

(۹۸) عبرت ناک موت

''محمد عاشق نائب صدر مجلس احرار قصور جو حضرت مسیح موعود کی شان میں بے حد بد زبانی کیا کرتا تھا، ۲۹؍ جولائی کو ہیضہ سے نہایت عبرت ناک موت مر گیا۔ قصور کے دوسرے احرار کو عبرت حاصل کرنی چاہئے۔'' (الفضل قادیان ج ۲۴ نمبر ۳۰ ص ۲ کالم ۱، موٴرخہ ۴؍ اگست ۱۹۳۶ء)

(۹۹) عبرت

مرزا غلام احمد قادیانی اپنی تحریرات میں ہیضے کو قہر الٰہی کا ایک نشان قرار دیتے تھے جو سرکشوں پر بطور عذاب نازل ہوتا ہے۔ چنانچہ بعض مسلمانوں مثلاً مولوی ثناء اللہ صاحب سے جو ان کے مقابلے ہوئے، ان میں بھی انہوں نے یہی بددعا کی کہ جو کاذب ہو، اس پر ہیضے وغیرہ کی شکل میں موت نازل ہو اور آج قادیانی صاحبان کا ہیضہ کے متعلق یہی عقیدہ ہے۔ خدا کی قدرت کہ اسی مرض ہیضہ میں خود مرزا غلام احمد قادیانی نے انتقال کیا اور ہیضہ بھی ایسا تیز کہ اچھے خاصے تھے۔ تصنیف وتالیف میں مشغول تھے۔ شام کو سیر وتفریح کر کے آئے۔ رات کو بیوی صاحبہ کے ساتھ کھانا کھایا۔ یکایک دست اور قے شروع ہوئے۔ ہزار علاج کیا۔ چند گھنٹوں میں خاتمہ ہوگیا۔ مقام عبرت ہے۔

قادیانی صاحبان اس واقعہ سے دل میں تو شرماتے ہیں۔ لیکن زبان سے جھٹلاتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی گویا اسہال کے مرض میں فوت ہوئے، ہیضہ سے فوت نہیں ہوئے۔ چنانچہ ہم نے اس کتاب کے پہلے ایڈیشن میں سیدھی بات لکھ دی تھی کہ مرزا غلام احمد قادیانی ہیضہ میں مبتلا ہو کر فوت ہوئے۔ لیکن قادیانی صاحبان اس پر بہت چراغ پا ہوئے کہ گویا مرزا غلام احمد قادیانی ہیضہ سے فوت ہوئے تو سارا مطلب فوت ہوگیا۔ چنانچہ پہلی کتاب (تصدیق احمدیت، مصنفہ سید بشارت احمد قادیانی) میں یہ تنبیہ کی گئی کہ حضور (مرزا قادیانی)

کے وصال کا باعث ہیضہ قرار دینا صریح جھوٹ بلکہ قانونی جرم ہے۔ دوسری کتاب (ہمارا مذہب، مصنفہ علی محمد قادیانی) شائع ہوئی تو اس میں الزام دیا گیا کہ جناب محقق برنی صاحب بالقابہ نے حضرت مسیح موعود کی وفات کے متعلق لکھا ہے کہ ہیضہ سے واقع ہوئی۔ مگر یہ منجملہ آپ کی افتراؤں کے ایک نہایت ہی ناپاک افتراء ہے۔ شاید ناپاکی ہیضہ سے پیدا ہوئی۔

چونکہ قادیانی صاحبان بوجہ معلومہ ہیضہ کے نام سے بہت چڑتے ہیں۔ بعد کے ایڈیشنوں میں ہم نے اس کی صراحت لکھ دی کہ مرزا غلام احمد دست اور قے کے مرض میں فوت ہوئے۔ لیکن مثل مشہور ہے ''جوئندہ یابندہ'' حق کا اظہار ہونا تھا بالآخر خود مرزا غلام احمد قادیانی کے قول سے یہ امر ثابت ہوگیا کہ ان کو مرض ہیضہ لاحق ہوا تھا جو باعث وفات ہوا اور مرزا غلام احمد بھی کون، جو قادیانی اعتراف کے بموجب ''قادیانی طبیب'' تھے اور علم طب میں خاصی دسترس رکھتے تھے۔ چنانچہ اس بارہ میں مرزا غلام احمد کے خسر میر ناصر نواب کی عینی شہادت اس پانچویں ایڈیشن میں اوپر درج ہے۔ کیا اب توقع کی جاسکتی ہے کہ قادیانی صاحبان ہیضہ کے واقعہ کو تسلیم کرلیں یا اب بھی ان کو عذر ہی رہے گا اور خدانخواستہ مرزا غلام احمد کا آخری قول جھٹلانے میں بھی دریغ نہ ہوگا۔

اس بارہ میں قادیانی صاحبان دو عذر بڑے شدومد سے پیش کرتے ہیں۔ اوّل یہ کہ تیماردار ڈاکٹر اور اطباء نے مرزا غلام احمد کی وفات کا سبب اسہال قرار دیا۔ دوم یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا جنازہ لاہور سے قادیان لائے تو کچھ سفر ریل میں طے ہوا۔ گویا ہیضہ کے مرض میں ریل کے سفر کی اجازت کیسے مل سکتی تھی۔ لیکن ان عذرات کی حقیقت بخوبی ظاہر ہے۔ یہ تیماردار ڈاکٹر اور طبیب کون تھے۔ خود مرزا غلام احمد کے مرید اور معتقد جو کسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی سے ہیضہ منسوب کرنا گوارہ نہیں کرسکتے۔ لہٰذا گول بات کہہ دی کہ اسہال سے موت واقع ہوئی۔ حالانکہ اسہال تمام عمر آئے، اسہال میں تمام کام انجام پائے۔ گویا اسہال طبیعت ثانی بن چکے تھے۔ پھر یہ کس قسم کے اسہال تھے یکایک اچھی صحت میں شروع ہوئے۔ ان کے ساتھ قے بھی آئی اور آناً فاناً کام تمام ہوگیا۔ رہا ریل میں جنازہ لے جانے کا معاملہ، ایک جماعت کا مذہبی پیشوا جو ذی اثر اور ذی استطاعت ہو، جو خصوصیت سے حکومت کا مؤید اور مداح رہا ہو، حکومت سے روابط رکھتا ہو، اگر کسی قریب مقام تک اس کا جنازہ ریل میں لے جانے کی اجازت مل جائے اور روک ٹوک نہ ہو تو کون سی بڑی بات ہے اور ایسی رعایت میں کیا مضائقہ ہے۔

خود مرزا غلام احمد قادیانی کی وفات تو یوں ہوئی۔ اس کے سوا قادیانی اکابر اور مخلصین، جو مرزا غلام احمد کے بڑے بڑے صحابہ شمار ہوتے تھے، مثلاً مولوی عبدالکریم، حکیم نورالدین، میاں عبداللہ سنوری، یہ بھی جن حالات میں اور جن امراض میں فوت ہوئے، وہ خالی از عبرت نہیں تھے۔ چنانچہ یہ واقعات آئندہ کتاب میں درج ہیں۔

قادیانی صاحبان کا یہ قدیم مسلک ہے کہ کوئی مسلمان جو ان کی آنکھ میں کھٹکتا ہو، اگر اسے کوئی معمولی حادثہ بھی پیش آجائے تو اس کو بڑھا چڑھا کر مشتہر کرتے ہیں اور خوشیاں مناتے ہیں کہ گویا ان کو آسمانی نصرت حاصل ہوئی۔ چنانچہ اس ذہنیت کا اکثر مظاہرہ ہوتا رہتا ہے جو ہمیشہ مضحکہ خیز ہوتا ہے۔ قادیانی صاحبان جو مسلمانوں کو بہت عبرت دلانا چاہتے ہیں، کبھی تو انصاف سے دل میں سوچیں کہ خود ان کو عبرت حاصل کرنے کی کس درجہ ضرورت ہے اور کس درجہ عبرت آموز واقعات ان کو پیش آچکے ہیں اور پیش آرہے ہیں۔ ورنہ:

ہم اگر کچھ بھی کہیں گے تو شکایت ہو گی

فصل دوسری

نبوت کی تمہید

(۱) نبی رسول

’’انبیاء اس لئے آتے ہیں کہ تا ایک دین سے دوسرے دین میں داخل کریں اور ایک قبلہ سے دوسرا قبلہ مقرر کرادیں اور بعض احکام منسوخ کریں اور بعض نئے احکام لائیں۔‘‘ مؤرخہ ۱۰؍دسمبر ۱۸۹۳ء

(مکتوبات احمدیہ ج۵ نمبر۴ ص۳۱، مکتوب نمبر۶، جدید مکتوبات احمد جلد دوم ص۱۷۸، مکتوب نمبر۸)

’’جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا اس دعویٰ میں ضرور ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی ہستی کا اقرار کرے اور نیز یہ بھی کہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر وحی نازل ہوتی ہے اور نیز خلق اللہ کو وہ کلام سنادے جو اس پر خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے اور ایک امت بنادے جو اس کو نبی سمجھتی ہو اور اس کی کتاب کو کتاب اللہ جانتی ہے۔‘‘ (آئینہ کمالات اسلام ص۳۴۴، خزائن ج۵ ص۳۴۴)

(۲) ختم نبوت پر ایمان واصرار

’’کیا تو نہیں جانتا کہ پروردگار رحیم وصاحب فضل نے ہمارے نبی ﷺ کا بغیر کسی استثناء کے خاتم النّبیین نام رکھا اور ہمارے نبی نے اہل طلب کے لئے اس کی تفسیر اپنے قول: ’’لانبی بعدی ‘‘میں واضح طور پر فرمادی اور اگر ہم اپنے نبی ﷺ کے بعد کسی نبی کا ظہور جائز قرار دیں تو گویا ہم باب وحی بند ہو جانے کے بعد اس کا کھلنا جائز قرار دیں گے اور یہ صحیح نہیں جیسا کہ مسلمانوں پر ظاہر ہے اور ہمارے رسولؐ کے بعد نبی کیوں کر آسکتا ہے۔ درآنحالیکہ آپ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ فرمادیا۔‘‘ (ترجمہ) (حمامۃ البشریٰ ص۲۰، خزائن ج۷ ص۲۰۰)

’’آنحضرت ﷺ نے بار بار فرمادیا تھا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور حدیث: ’’لانبی بعدی ‘‘ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا اور قرآن شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے، اپنی آیت کریمہ: ’’ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین ‘‘سے بھی اس بات کی تصدیق کرتا تھا کہ فی الحقیقت ہمارے نبی ﷺ پر نبوت ختم ہوچکی ہے۔‘‘

(کتاب البریہ ص۱۸۴، ۱۸۵، خزائن ج۱۳ ص۲۱۷، ۲۱۸ حاشیہ)

’’ہر یک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدائے تعالیٰ صادق الوعد ہے اور جو آیت خاتم النّبیین میں وعدہ دیا گیا ہے اور جو حدیثوں میں بتصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرئیل بعد وفات رسول اللہ ﷺ ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے، یہ تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی ﷺ کے بعد ہرگز نہیں آسکتا۔‘‘ (ازالہ اوہام حصہ دوم ص۵۷۷، خزائن ج۳ ص۴۱۲)

’’قرآن کریم بعد خاتم النّبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا۔ خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا ہو۔ کیونکہ رسول کا علم دین بتوسط جبرئیل ملتا ہے اور باب نزول جبرئیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ رسول تو آوے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو۔‘‘

(ازالہ اوہام حصہ دوم ص۷۶۱، خزائن ج۳ ص۵۱۱)

’’رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبرئیل حاصل کرے اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رسالت تابقیامت منقطع ہے۔‘‘ (ازالہ اوہام حصہ دوم ص۶۱۴، خزائن ج۳ ص۴۳۲)

’’حسب تصریح قرآن کریم رسول اسی کو کہتے ہیں جس نے احکام وعقائد دین جبرئیل کے ذریعے سے حاصل کئے ہوں۔ لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی ہے۔ کیا یہ مہر اس وقت ٹوٹ جائے گی؟‘‘ (ازالہ اوہام حصہ دوم ص۵۳۴، خزائن ج۳ ص۳۸۷)

’’قرآن شریف میں مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کا تو کہیں بھی ذکر نہیں۔ لیکن ختم نبوت کا بکمال تصریح ذکر ہے اور پرانے یا نئے نبی کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے نہ حدیث میں نہ قرآن میں یہ تفریق موجود ہے اور حدیث: ’’لانبی بعدی‘‘ میں بھی نفی عام ہے۔ پس یہ کس قدر جرأت اور دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے اور بعد اس کے جو وحی نبوت منقطع ہو چکی تھی، پھر سلسلہ وحی نبوت کا جاری کر دیا جائے۔ کیونکہ جس میں شان نبوت باقی ہے، اس کی وحی بلاشبہ نبوت کی وحی ہوگی۔‘‘ (ایام صلح ص۱۴۶، خزائن ج۱۴ ص۳۹۲،۳۹۳)

’’اور اللہ کو شایاں نہیں کہ خاتم النّبیین کے بعد نبی بھیجے اور نہیں شایاں کہ سلسلہ نبوت کو دوبارہ از سر نو شروع کر دے۔ بعد اس کے کہ اسے قطع کر چکا ہو اور بعض احکام قرآن کریم کے منسوخ کر دے اور ان پر بڑھا دے۔‘‘ (ترجمہ)

(آئینہ کمالات اسلام ص۳۷۷، خزائن ج۵ ص۳۷۷)

’’اور ظاہر ہے کہ یہ بات مستلزم محال ہے کہ خاتم النّبیین کے بعد پھر جبرئیل علیہ السلام کی وحی رسالت کے ساتھ زمین پر آمد ورفت شروع ہو جائے اور ایک نئی کتاب اللہ، گو مضمون میں قرآن شریف سے توارد رکھتی ہو، پیدا ہو جائے اور جو امر مستلزم محال ہو، وہ محال ہوتا ہے۔‘‘ (فتدبر) (ازالہ اوہام حصہ دوم ص۵۸۳، خزائن ج۳ ص۴۱۴)

’’اور اللہ تعالیٰ کے اس قول: ’’ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النّبیین‘‘ میں بھی اشارہ ہے۔ پس اگر ہمارے نبی ﷺ اور اللہ کی کتاب قرآن کریم کو تمام آنے والوں زمانوں اور ان زمانوں کے لوگوں کے علاج اور دوا کی رو سے مناسب نہ ہوتی تو اس عظیم الشان نبی کریم کو ان کے علاج کے واسطے قیامت تک ہمیشہ کے لئے نہ بھیجتا اور ہمیں محمد ﷺ کے بعد کسی نبی کی حاجت نہیں۔ کیونکہ آپ کے برکات ہر زمانہ پر محیط اور آپ کے فیض اولیاء اور اقطاب اور محدثین کے قلوب پر، بلکہ کل مخلوقات پر وارد ہیں۔ خواہ ان کو اس کا علم بھی نہ ہو کہ انہیں آنحضرت ﷺ کی ذات پاک سے فیض پہنچ رہا ہے۔ پس اس کا احسان تمام لوگوں پر ہے۔‘‘ (ترجمہ)

(حمامتہ البشریٰ ص۴۹، خزائن ج۷ ص۲۴۳،۲۴۴)

’’میں ایمان لاتا ہوں اس پر کہ ہمارے نبی محمد ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور ہماری کتاب قرآن کریم ہدایت کا وسیلہ ہے...... اور میں ایمان لاتا ہوں اس بات پر کہ ہمارے رسول آدم کے فرزندوں کے سردار اور رسولوں کے سردار ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ نبیوں کو ختم کر دیا۔‘‘ (ترجمہ) (آئینہ کمالات اسلام ص۲۱، خزائن ج۵ ص۲۱)

’’میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ اہل سنت جماعت کا عقیدہ ہے۔ ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا ومولانا حضرت محمد ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت ورسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہو۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰ ﷺ پر ختم ہوگئی۔‘‘ (مندرجہ تبلیغ رسالت ج۲ ص۲۰، مجموعہ اشتہارات جلد اوّل ص۲۳۰،۲۳۱، جدید مجموعہ اشتہارات جلد اوّل ص۲۱۴)

’’ان تمام امور میں میرا وہی مذہب ہے جو دیگر اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے...... اب میں مفصلہ ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار اس خانہ خدا مسجد (جامع مسجد دہلی) میں کرتا ہوں کہ میں جناب خاتم الانبیاء ﷺ کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔‘‘ (مرزا غلام احمد قادیانی کا تحریری بیان جو بتاریخ ۲۳؍اکتوبر ۱۸۹۱ء جامع مسجد دہلی کے جلسے میں دیا گیا) (مجموعہ اشتہارات جلد اوّل ص ۲۵۵، جدید مجموعہ اشتہارات جلد اوّل ص ۲۳۲، تبلیغ رسالت ج ۲ ص ۴۴)

’’کیا ایسا بد بخت مفتری جو خود رسالت و نبوت کا دعویٰ کرتا ہے، قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت: ’’ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النّبیین ‘‘ کو خدا کا کلام یقین رکھتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت ﷺ کے بعد رسول اور نبی ہوں۔‘‘ (انجام آتھم ص ۲۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۷ حاشیہ)

’’میں جانتا ہوں کہ ہر وہ چیز جو مخالف ہے قرآن کے، وہ کذب والحاد و زندقہ ہے۔ پھر میں کس طرح نبوت کا دعویٰ کروں جب کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں۔‘‘ (ترجمہ) (حمامتہ البشریٰ ص ۷۹، خزائن ج ۷ ص ۲۹۷)

’’میں نہ نبوت کا مدعی ہوں اور نہ معجزات اور ملائکہ اور لیلتہ القدر وغیرہ سے منکر...... اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔‘‘

(مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۲ ص ۲۰، مجموعہ اشتہارات جلد اوّل ص ۲۳۰، جدید مجموعہ اشتہارات جلد اوّل ص ۲۱۴)

’’مجھے کب جائز ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافروں کی جماعت سے جاملوں۔‘‘ (ترجمہ)

(حمامتہ البشریٰ ص ۷۹، خزائن ج ۷ ص ۲۹۷)

’’اے لوگو!...... دشمن قرآن نہ بنو اور خاتم النّبیین کے بعد وحی نبوت کا نیا سلسلہ جاری نہ کرو۔ اس خدا سے شرم کرو جس کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے۔‘‘ (آسمانی فیصلہ ص ۱۵، خزائن ج ۴ ص ۳۳۵)

(۳) ختم نبوت کے منافی

’’ظاہر ہے کہ اگرچہ ایک ہی دفعہ وحی کا نزول فرض کیا جائے اور صرف ایک ہی فقرہ حضرت جبرئیل لاویں اور پھر چپ ہو جاویں، یہ امر بھی ختم نبوت کا منافی ہے۔ کیونکہ جب ختمیت کی مہر ہی ٹوٹ گئی اور وحی رسالت پھر نازل ہونی شروع ہوگئی تو پھر تھوڑا یا بہت نازل ہونا برابر ہے۔ ہر یک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدائے تعالیٰ صادق الوعد ہے اور جو آیت خاتم النّبیین میں وعدہ دیا گیا ہے اور جو حدیثوں میں بتصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرائیل بعد وفات رسول اللہ ﷺ ہمیشہ کے لئے وحی نبوت کے لانے سے منع کیا گیا ہے، یہ تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی ﷺ کے بعد ہرگز نہیں آسکتا۔‘‘ (ازالہ اوہام حصہ دوم ص ۵۷۷، خزائن ج ۳ ص ۴۱۱، ۴۱۲)

(۴) شوکت اور کسر شان

’’اگر غور سے دیکھا جائے تو ہمارے نبی کریم کو جو آپ کے بعد کسی دوسرے کے نبی نہ کہلانے سے شوکت ہے اور حضرت موسیٰ کے بعد اور لوگوں کے بھی نبی کہلانے سے ان کی کسر شان، کیونکہ حضرت موسیٰ بھی ایک نبی تھے اور ان کے بعد ہزاروں اور بھی نبی آئے تو ان کی نبوت کی خصوصیت اور عظمت کوئی نہیں ثابت ہوتی، برعکس اس کے آنحضرت ﷺ کی ایک عظمت اور آپ کی نبوت کا پاس اور ادب کیا گیا ہے کہ آپ کے بعد کسی دوسرے کو اس نام سے کسی طرح بھی شریک نہ کیا گیا۔‘‘ (الحکم قادیان ج ۷ نمبر ۱۴ ص ۹ کالم ۲، مؤرخہ ۱۷؍اپریل

۱۹۰۳ء ملخص تشحیذ الاذہان ج ۱۲ نمبر ۸ ص ۸، بابت ماہ اگست ۱۹۱۷ء، ملفوظات ج ۵ ص ۳۴۸، ۳۴۹، جدید ملفوظات ج ۳ ص ۲۵۲)

(۵) بنی اسرائیل کا خاتم الانبیاء

''خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ بن مریم کو بنی اسرائیل میں مبعوث فرمایا اور ان کو بنی اسرائیل کا خاتم الانبیاء بنایا۔''

(خطبہ الہامیہ ص ۴۳، خزائن ج ۱۶ ص ۷۹)

''خدا کے غضب نے عیسیٰ مسیح کو اسرائیلی نبوت کے لئے آخری اینٹ کر دیا ہے۔''

(تشحیذ الاذہان قادیان ج ۱۲ نمبر ۸ ص ۱۸، بابت ماہ اگست ۱۹۱۷ء)

(۶) ولایت کے مقام سے نبوت کے نام تک ترقی

''ان پر واضح رہے کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور ''لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ'' کے قائل ہیں اور آنحضرت ﷺ کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں اور وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت، جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور باتباع آنجناب ﷺ اولیاء اللہ کو ملتی ہے، اس کے ہم قائل ہیں اور اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگائے وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑتا ہے...... غرض نبوت کا دعویٰ اس طرف بھی نہیں صرف ولایت اور مجددیت کا دعویٰ ہے۔''

(مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۶ ص ۲، ۳، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۲۹۷، ۲۹۸، جدید مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۲)

''اور خدا کلام اور خطاب کرتا ہے اس امت کے ولیوں کے ساتھ اور ان کو انبیاء کا رنگ دیا جاتا ہے مگر وہ حقیقت میں نبی نہیں ہوتے۔ کیونکہ قرآن کریم نے شریعت کی تمام حاجتوں کو مکمل کر دیا ہے۔'' (ترجمہ) (مواہب الرحمٰن ص ۶۶، خزائن ج ۱۹ ص ۲۸۵)

''میرا نبوت کا کوئی دعویٰ نہیں۔ یہ آپ کی غلطی ہے یا آپ کسی خیال سے کہہ رہے ہیں۔ کیا یہ ضروری ہے کہ جو الہام کا دعویٰ کرتا ہے وہ نبی بھی ہو جائے۔ میں تو محمدی اور کامل طور پر اللہ اور رسول کا متبع ہوں اور ان نشانوں کا نام معجزہ رکھنا نہیں چاہتا۔ بلکہ ہمارے مذہب کی رو سے ان نشانوں کا نام کرامات ہے جو اللہ و رسول کی پیروی سے دیئے جاتے ہیں۔'' (جنگ مقدس ص ۶۷، خزائن ج ۶ ص ۱۵۶)

''اوّل اس عاجز کی اس بات کو یاد رکھیں کہ ہم لوگ معجزے کا لفظ اس محل پر بولا کرتے ہیں جب کوئی خوارق عادت کسی نبی یا رسول کی طرف منسوب ہو۔ لیکن یہ عاجز نہ نبی ہے اور نہ رسول ہے۔ صرف اپنے نبی معصوم محمد مصطفیٰ ﷺ کا ایک ادنیٰ خادم اور پیرو ہے اور اسی رسول مقبول کی برکت اور متابعت سے یہ انوار و برکات ظاہر ہو رہے ہیں، سو اس جگہ کرامت کا لفظ موزوں ہے نہ معجزے کا۔''

(مرزا غلام احمد قادیانی کا ارشاد، الحکم قادیان ج ۵ نمبر ۲۳ ص ۵ کالم ۳، مؤرخہ ۲۴ رجون ۱۹۰۱ء، منقول از قمر الہدیٰ ص ۵۷، ۵۸)

''صاحب انصاف طلب کو یاد رکھنا چاہئے کہ اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعویٰ نہیں کیا اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کو استعمال کرنا اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اس کو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں ہے مگر میں اس کو بھی پسند نہیں کرتا کہ اس میں عام مسلمانوں کو دھوکا لگ جانے کا احتمال ہے۔'' (انجام آتھم ص ۲۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۷ حاشیہ)

''یہ سچ ہے کہ وہ الہام جو خدا نے اس بندہ پر نازل فرمایا اس میں اس بندہ کی نسبت نبی اور رسول اور مرسل کے لفظ بکثرت موجود ہیں۔ سو یہ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں۔ ''ولکل ان یصطلح'' سو خدا کی اصطلاح ہے جو اس نے ایسے لفظ استعمال کئے۔ ہم اس بات کے قائل اور معترف ہیں کہ نبوت کے حقیقی معنوں کی رو سے بعد آنحضرت ﷺ نہ کوئی نیا نبی آ سکتا ہے اور نہ پرانا۔ قرآن ایسے نبیوں

کے ظہور سے مانع ہے۔ مگر مجازی معنوں کی رو سے خدا کا اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی کے لفظ سے یا مرسل کے لفظ سے یاد کرے۔‘‘

(سراج منیر ص۳، خزائن ج۱۲ ص۵)

’’حال یہ ہے کہ اگر چہ عرصہ بیس سال سے متواتر اس عاجز کو الہام ہوا ہے۔ اکثر دفعہ ان میں رسول یا نبی کا لفظ آ گیا ہے۔ لیکن وہ شخص غلطی کرتا ہے جو ایسا سمجھتا ہے کہ اس نبوت اور رسالت سے مراد حقیقی نبوت ورسالت ہے…… چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں، اسلام میں فتنہ پڑتا ہے اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے۔ اس لئے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئیں۔‘‘

(مرزا قادیانی کا خط، الحکم قادیان ج۳ نمبر۲۹ ص۶ کالم۱، مؤرخہ ۱۷؍اگست ۱۸۹۹ء، منقول از مسیح موعود اور ختم نبوت، مولوی محمد علی لاہوری قادیانی ص۶)

(۷) محدثیت سے نبوت تک ترقی

’’ہمارے سید ورسول اللہ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور بعد آنحضرت ﷺ کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ اس لئے اس شریعت میں نبی کے قائم مقام محدث رکھے گئے۔‘‘ (شہادت القرآن ص۲۸، خزائن ج۶ ص۳۲۳،۳۲۴)

’’میں نبی نہیں ہوں بلکہ اللہ کی طرف سے محدث اور اللہ کا کلیم ہوں تاکہ دین مصطفیٰ کی تجدید کروں۔‘‘ (ترجمہ)

(آئینہ کمالات اسلام ص۳۸۳، خزائن ج۵ ص۳۸۳)

’’میں نے ہرگز نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ میں نے انہیں کہا ہے کہ میں نبی ہوں۔ لیکن ان لوگوں نے جلدی کی اور میرے قول کے سمجھنے میں غلطی کی…… میں نے لوگوں سے سوائے اس کے جو میں نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے اور کچھ نہیں کہا کہ میں محدث ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے اسی طرح کلام کرتا ہے جس طرح محدثین سے۔‘‘ (ترجمہ) (حمامتہ البشریٰ ص۷۹، خزائن ج۷ ص۲۹۶،۲۹۷)

’’لوگوں نے میرے قول کو نہیں سمجھا ہے اور کہہ دیا کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ہے اور اللہ جانتا ہے کہ ان کا قول قطعاً جھوٹ ہے۔ جس میں سچ کا شائبہ نہیں اور نہ اس کی کوئی اصل ہے…… ہاں! میں نے یہ ضرور کہا ہے کہ محدث میں تمام اجزائے نبوت پائے جاتے ہیں لیکن بالقوۃ، بالفعل نہیں تو محدث بالقوۃ نبی ہے اور اگر نبوت کا دروازہ بند نہ ہو جاتا تو وہ بھی نبی ہو جاتا۔‘‘ (حمامتہ البشریٰ ص۸۱، خزائن ج۷ ص۳۰۰)

’’نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدائے تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ محدثیت بھی ایک شعبہ قویہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے۔‘‘ (ازالہ اوہام حصہ اوّل ص۴۲۲، خزائن ج۳ ص۳۲۰)

’’اس (محدثیت) کو اگر ایک مجازی نبوت قرار دیا جاوے یا ایک شعبہ قویہ نبوت کا ٹھہرایا جائے تو کیا اس سے نبوت کا دعویٰ لازم آ گیا؟‘‘ (ازالہ اوہام حصہ اوّل ص۴۲۲، خزائن ج۳ ص۳۲۱)

’’محدث جو مرسلین میں سے امتی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر نبی بھی۔ امتی وہ اس وجہ سے کہ وہ بکلی تابع شریعت رسول اللہ اور مشکوٰۃ رسالت سے فیض پانے والا ہوتا ہے اور نبی اس وجہ سے کہ خدا تعالیٰ نبیوں کا سا معاملہ اس سے کرتا ہے اور محدث کا وجود انبیاء اور امم میں بطور برزخ کے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ وہ اگرچہ کامل طور پر امتی ہے۔ مگر ایک وجہ سے نبی بھی ہوتا ہے اور محدث کے لئے ضرور ہے کہ وہ کسی نبی کا مثیل ہو اور خدائے تعالیٰ کے نزدیک وہی نام پاوے جو اس نبی کا نام ہے۔‘‘ (ازالہ اوہام حصہ دوم ص۵۶۹،۵۷۰، خزائن ج۳ ص۴۰۷)

’’ماسوا اس کے اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدا تعالیٰ کی طرف سے اس امت کے لئے محدث ہو کر آیا ہے اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے۔ گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں مگر تاہم جزئی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کا

ایک شرف رکھتا ہے۔ امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے اور بعینہٖ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں با آواز بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے اور نبوت کے معنی بہ جز اس کے اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں۔'' (توضیح المرام ص۱۸، خزائن ج۳ص۶۰)

''یہ کہنا کہ نبوت کا دعویٰ کیا ہے کس قدر جہالت، کس قدر حماقت اور کس قدر حق سے خروج ہے۔ اے نادانو! میری مراد نبوت سے یہ نہیں کہ میں نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ کے مقابل کھڑا ہو کر نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں۔ صرف مراد میری نبوت سے کثرت مکالمت ومخاطبت الٰہیہ ہے جو آنحضرت ﷺ کی اتباع سے حاصل ہے۔ سو مکالمہ ومخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں۔ پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی۔ یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ ومخاطبہ رکھتے ہیں، میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں۔ ولکل ان یصطلح'' (تتمہ حقیقت الوحی ص۶۸، خزائن ج۲۲ص۵۰۳)

(۸) نبی اللہ

''مسیح موعود جو آنے والا ہے، اس کی علامت یہ لکھی ہے کہ وہ نبی اللہ ہوگا۔ یعنی خداتعالیٰ سے وحی پانے والا۔ لیکن اس جگہ نبوت تامہ کاملہ مراد نہیں۔ کیونکہ نبوت تامہ کاملہ پر مہر لگ چکی ہے بلکہ وہ نبوت مراد ہے جو محدثیت کے مفہوم تک محدود ہے جو مشکوٰۃ نبوت محمدیہ سے نور حاصل کرتی ہے۔ سو یہ نعمت خاص طور پر اس عاجز کو دی گئی ہے۔'' (ازالہ اوہام حصہ دوم ص۱۰۷، خزائن ج۳ص۴۷۸)

(۹) استعارہ اور مجاز

''جاننا چاہئے کہ خداتعالیٰ نے اپنی تمام نبوتوں اور رسالتوں کو قرآن شریف اور آنحضرت ﷺ پر ختم کر دیا ہے اور ہم محض دین کے خادم بن کر دنیا میں آئے اور دنیا میں بھیجے گئے۔ نہ اس لئے کہ اسلام کو چھوڑ کر کوئی اور دین بنادیں۔ ہمیشہ شیاطین کی راہ زنی سے اپنے تئیں بچانا چاہئے اور اسلام سے سچی محبت رکھنی چاہئے اور آنحضرت ﷺ کی عظمت کو پھیلانا چاہئے۔ ہم خادم دین اسلام ہیں اور یہی ہمارے آنے کی علت غائی ہے اور نبی اور رسول کے لفظ استعارہ اور مجاز کے رنگ میں ہیں۔ رسالت لغت عرب میں بھیجے جانے کو کہتے ہیں اور نبوت یہ ہے کہ خدا سے علم پا کر پوشیدہ باتوں یا پوشیدہ حقائق اور معارف کو بیان کرنا۔ سو اس حد تک مفہوم کو ذہن میں رکھ کر دل میں اس کے معنے کے موافق اعتقاد کرنا مذموم نہیں ہے۔ مگر چونکہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ بھی معنی ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفاضہ کسی نبی کے خداتعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے ہوشیار رہنا چاہئے کہ اس جگہ بھی یہی معنی نہ سمجھ لیں۔ کیونکہ ہماری کوئی کتاب بجز قرآن شریف نہیں ہے اور ہمارا کوئی رسول بجز محمد مصطفیٰ ﷺ کے نہیں ہے اور ہمارا کوئی دین بجز اسلام کے نہیں ہے اور ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ ہمارا نبی ﷺ خاتم الانبیاء اور قرآن شریف خاتم الکتب ہے۔ سو دین کو بچوں کا کھیل نہیں بنانا چاہئے اور یاد رکھنا چاہئے کہ ہمیں بجز خادم اسلام ہونے کے اور کوئی دعویٰ بالمقابل نہیں اور جو شخص ہماری طرف یہ منسوب کرے، وہ ہم پر افتراء کرتا ہے۔ ہم اپنے نبی کریم کے ذریعے فیض برکات پاتے ہیں اور قرآن کے ذریعے سے ہمیں فیض معارف ملتا ہے۔ سو مناسب ہے کہ کوئی شخص اس ہدایت کے خلاف کچھ بھی دل میں نہ رکھے، ورنہ وہی خداتعالیٰ کے نزدیک اس کا جواب دہ ہوگا۔ اگر ہم اسلام کے خادم نہیں ہیں تو ہمارا سب کاروبار عبث ہے اور مردود اور قابل مواخذہ

ہے۔(چنانچہ بالآخر یہی انجام ہوا۔للمؤلف) خاکسار: مرزا غلام احمد قادیان، مؤرخہ ۷؍اگست ۱۸۹۹ء‘‘

(مکتوبات احمدیہ ج۵ نمبر۴ ص۱۰۲،۱۰۳، مکتوب نمبر۳۰، جدید مکتوبات احمد ج۲ ص۲۴۹، مکتوب نمبر۴۶)

(۱۰) نبوت سے معذرت

’’صاحب انصاف طلب کو یاد رکھنا چاہئے کہ اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعویٰ نہیں کیا اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کو استعمال کرنا اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اس کو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں، مگر میں اس کو بھی پسند نہیں کرتا کہ اس میں عام مسلمانوں کو دھوکا لگ جانے کا احتمال ہے۔‘‘ (انجام آتھم ص۲۷، خزائن ج۱۱ ص۲۷ حاشیہ)

(۱۱) راضی نامہ

’’جو مباحثہ لاہور میں مولوی عبدالحکیم صاحب اور مرزا غلام احمد قادیانی کے درمیان چند روز سے بابت مسئلہ دعوائے نبوت مندرجہ کتب مرزا قادیانی کے ہو رہا تھا، آج مولوی صاحب کی طرف سے تیسرا پرچہ جواب الجواب کے جواب میں لکھا جا رہا تھا۔ اثنائے تحریر میں مرزا قادیانی کی عبارت مندرجہ ذیل کے بیان کرنے پر جلسہ عام میں فیصلہ ہوگیا جو عبارت درج ذیل ہے۔ المرقوم ۳؍فروری ۱۸۹۲ء، مطابق ۳؍رجب المرجب ۱۳۰۹ھ

العبد برکت علی وکیل چیف کورٹ پنجاب	العبد محی الدین المعروف صوفی	العبد خاکسار رحیم بخش	العبد فضل دین
العبد رحیم اللہ	العبد ابو یوسف محمد مبارک علی	العبد حبیب اللہ	العبد بخط گورمکھی

’’الحمدللّٰہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ خاتم النبیین...... امابعد ’’تمام مسلمانوں کی خدمت میں گزارش ہے کہ اس عاجز کے رسالہ ’’فتح الاسلام‘‘ و’’توضیح المرام‘‘ و’’ازالہ اوہام‘‘ میں جس قدر ایسے الفاظ موجود ہیں کہ محدث ایک معنی میں نبی ہوتا ہے یا یہ کہ محدثیت جزوی نبوت ہے یا یہ کہ محدثیت نبوت ناقصہ ہے۔ یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں۔ بلکہ صرف سادگی سے ان کے لغوی معنوں کی رو سے بیان کئے گئے ہیں۔ ورنہ حاشاوکلا مجھے نبوت حقیقی کا ہرگز دعویٰ نہیں ہے بلکہ جیسا کہ میں کتاب ’’ازالہ اوہام‘‘ ص۱۳۷ میں لکھ چکا ہوں۔ میرا اس بات پر ایمان ہے کہ ہمارے سید ومولیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں، سو میں تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ ان لفظوں سے ناراض ہیں اور ان کے دلوں پر یہ الفاظ شاق ہیں تو وہ ان الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے اس کے محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں۔ کیونکہ کسی طرح مجھ کو مسلمانوں میں تفرقہ اور نفاق ڈالنا منظور نہیں ہے۔ جس حالت میں ابتداء سے میری نیت میں جس کو اللہ جل شانہ خوب جانتا ہے، اس لفظ نبی سے مراد نبوت حقیقی نہیں ہے۔ بلکہ صرف محدث مراد ہے جس کے معنی آنحضرت ﷺ نے مکلم مراد لئے ہیں...... تو پھر مجھے اپنے مسلمان بھائیوں کی دل جوئی کے لئے اس لفظ کو دوسرے پیرایہ میں بیان کرنے سے کیا عذر ہوسکتا ہے۔ سو دوسرا پیرایہ یہ ہے کہ بجائے لفظ نبی کے محدث کا لفظ ہر ایک جگہ سمجھ لیں اور اس کو یعنی لفظ نبی کو کاٹا ہوا خیال فرمالیں۔‘‘ (مندرجہ تبلیغ رسالت ج۲ ص۹۴ تا ۹۶، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۳۱۲ تا ۳۱۴، جدید مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۵۷،۲۵۸)

واضح ہو کہ یہ معذرت اس زمانہ کی ہے جب کہ مرزا قادیانی ڈرتے ڈرتے نبوت کی طرف ہاتھ بڑھا رہے تھے اور جب کوئی ٹوکتا تھا تو فوراً دست کش ہو جاتے تھے کہ گویا نبوت سے کوئی تعلق ہی نہ تھا۔ اس ترکیب سے ابتدائی زمانہ گزار دیا اور جوں جوں ہم خیال معتقد پیدا ہوتے گئے، نبوت کے ولولے میں جان پڑتی گئی۔ حتیٰ کہ ۱۹۰۱ء میں ایک رسالہ (غلطی کا ازالہ) لکھ کر نبوت کا اعلان کر دیا۔ گرچہ پھر بھی گرفت کے خوف سے معذرت کی گنجائش رکھی۔ اس کے بعد جب لوگوں کو سہار ہو گئی تو دعویٰ اس درجہ بڑھا کہ مرزا قادیانی کی نبوت کے الہامات و آثار ہزار نبی بنانے کے واسطے کافی ہو گئے۔ (للمؤلف)

(۱۲) کئی مہدی

''رسول کریم ﷺ کی پیش گوئیوں سے پتہ چلتا ہے کہ آئندہ بھی کئی تغیرات ہوں گے۔ مہدی کے متعلق جو پیش گوئیاں ہیں، ان سے معلوم ہوتا ہے کہ کئی مہدی ہوں گے۔ ان مہدیوں میں سے ایک مہدی تو خود حضرت مرزا صاحب ہیں اور آئندہ بھی کئی مہدی آ سکتے ہیں۔'' (مکالمہ مرزا محمود خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج ۱۴ نمبر ۶۸، مؤرخہ ۲۷ فروری ۱۹۲۷ء)

(۱۳) مسیح موعود کی اہمیت

''اوّل تو یہ جاننا چاہئے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہمارے ایمانیات کی کوئی جز و یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو۔ بلکہ صدہا پیش گوئیوں میں سے یہ ایک پیش گوئی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ جس زمانہ تک یہ پیش گوئی بیان نہیں کی گئی تھی، اس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہیں تھا اور جب بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہو گیا۔''

(ازالہ اوہام ص ۱۴۰، خزائن ج ۳ ص ۱۷۱)

''اگر یہ اعتراض پیش کیا جائے کہ مسیح کا مثل بھی نبی چاہئے، کیونکہ مسیح نبی تھا تو اس کا اوّل جواب تو یہی ہے کہ آنے والے مسیح کے لئے ہمارے سید و مولیٰ نے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی۔ بلکہ صاف طور پر یہی لکھا ہے کہ وہ ایک مسلمان ہوگا اور عام مسلمانوں کے موافق شریعت فرقانی کا پابند ہوگا اور اس سے زیادہ کچھ بھی ظاہر نہیں کرے گا میں مسلمان ہوں اور مسلمانوں کا امام ہوں۔''

(توضیح المرام ص ۱۷، ۱۸، خزائن ج ۳ ص ۵۹، ۶۰)

(۱۴) مثیل مسیح بننے پر قناعت

''اور مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح ابن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں اور ایک کو دوسرے سے بشدت مناسبت و مشابہت ہے۔''

(مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۱ ص ۱۵، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۴، جدید مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۸)

''جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق و اقطار میں پھیل جائے گا۔ لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کے رو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے۔ گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں اور بحدی اتحاد ہے کہ نظر کشفی میں نہایت ہی باریک امتیاز ہے۔'' (براہین احمدیہ ص ۴۹۹، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳)

''مجھے مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ نہیں اور نہ میں تناسخ کا قائل ہوں۔ بلکہ مجھے تو فقط مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ ہے جس طرح محدثیت نبوت سے مشابہ ہے۔ایسا ہی میری روحانی حالت مسیح ابن مریم کی روحانی حالت سے اشد درجہ کی مناسبت رکھتی ہے۔''

(اشتہار مرزا قادیانی مندرجہ تبلیغ رسالت ج۲ص۲۱، مجموعہ اشتہارات ج۱ص۲۳۱، جدید مجموعہ اشتہارات ج۱ص۲۱۵)

''اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے، جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں، یہ کوئی نیا دعویٰ نہیں جو آج ہی میرے منہ سے سنا گیا ہو، بلکہ یہ وہی پرانا الہام ہے جو میں نے خدائے تعالیٰ سے پاکر ''براہین احمدیہ'' کے کئی مقامات پر بتصریح درج کر دیا تھا۔جس کے شائع کرنے پر سات سال سے بھی کچھ زیادہ عرصہ گزر گیا ہوگا۔ میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں۔ جو شخص یہ الزام میرے پر لگاوے، وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے۔ بلکہ میری طرف سے عرصہ سات یا آٹھ سال سے برابر یہی شائع ہو رہا ہے کہ میں مثیل مسیح ہوں۔یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعض روحانی خواص طبع اور عادت اوراخلاق وغیرہ کے خدائے تعالیٰ نے میری فطرت میں بھی رکھے ہیں۔'' (ازالہ اوہام حصہ اوّل ص۱۹۰، خزائن ج۳ص۱۹۲)

''یہ بات سچ ہے کہ اللہ جل شانہ کی وحی اور الہام سے میں نے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے...... میں اسی الہام کی بناء پر اپنے تئیں وہ موعود مثیل سمجھتا ہوں جس کو دوسرے لوگ غلط فہمی کی وجہ سے مسیح موعود کہتے ہیں۔ مجھے اس بات سے انکار بھی نہیں کہ میرے سوا کوئی اور مثیل مسیح بھی آنے والا ہو۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۱ص۲۰۷، جدید مجموعہ اشتہارات ج۱ص۱۷۶، ۱۷۷)

''میں اس سے ہرگز انکار نہیں کرسکتا اور نہ کروں گا کہ شاید مسیح موعود کوئی اور بھی ہو اور شاید یہ پیش گوئیاں جو میرے حق میں روحانی طور پر ہیں، ظاہری طور پر اس پر جمتی ہوں اور شاید سچ مچ دمشق میں کوئی مثیل مسیح نازل ہو۔''

(مجموعہ اشتہارات ج۱ص۲۰۸، جدید مجموعہ اشتہارات ج۱ص۱۷۷)

''اس عاجز کی طرف سے بھی یہ دعویٰ نہیں کہ مسیحیت کا میرے وجود پر ہی خاتمہ ہے اور آئندہ کوئی مسیح نہیں آئے گا بلکہ میں تو مانتا ہوں اور بار بار کہتا ہوں کہ ایک کیا دس ہزار سے بھی زیادہ مسیح آسکتا ہے اور ممکن ہے کہ ظاہری جلال واقبال کے ساتھ بھی آوے اور ممکن ہے کہ اوّل وہ دمشق میں ہی نازل ہو۔'' (ازالہ اوہام حصہ اوّل ص۲۹۴، ۲۹۵، خزائن ج۳ص۲۵۱)

''میں نے صرف مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور میرا یہ بھی دعویٰ نہیں کہ صرف مثیل ہونا میرے پر ہی ختم ہوگیا ہے۔ بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ آئندہ زمانوں میں میرے جیسے اور دس ہزار بھی مثیل مسیح آجائیں۔ ہاں! اس زمانہ کے لئے میں مثیل مسیح ہوں اور دوسرے کی انتظار بے سود ہے...... پس اس بیان کی رو سے ممکن اور بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ صادق آسکیں۔ کیونکہ یہ عاجز اس دنیا کی حکومت اور بادشاہت کے ساتھ نہیں آیا۔ درویشی اور غربت کے لباس میں آیا ہے اور جب کہ یہ حال ہے تو پھر علماء کے لئے اشکال ہی کیا ہے۔ممکن ہے کہ کسی وقت ان کی یہ مراد بھی پوری ہو جائے۔''

(ازالہ اوہام حصہ اوّل ص۱۹۹، ۲۰۰، خزائن ج۳ص۱۹۷، ۱۹۸)

(۱۵) ذریت کی بشارت

''بالآخر ہم یہ بھی ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ ہمیں اس سے انکار نہیں کہ ہمارے بعد کوئی اور بھی مسیح کا مثیل بن کر آوے۔ کیونکہ نبیوں کے مثیل ہمیشہ دنیا میں ہوتے رہتے ہیں۔ بلکہ خدائے تعالیٰ نے ایک قطعی اور یقینی پیش گوئی میں میرے پر ظاہر کر رکھا ہے کہ میری ہی ذریت سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کو کئی باتوں میں مسیح سے مشابہت ہوگی۔ وہ آسمان سے اترے گا اور زمین والوں کی راہ سیدھی کر دے گا۔ وہ

اسیروں کو رستگاری بخشے گا اور ان کو جو شبہات کی زنجیروں میں مقید ہیں، رہائی دے گا۔ فرزند دلبند، گرامی وارجمند، مظہر الحق والعلاء، کان اللّٰہ نزل من السماء'' (ازالہ اوہام حصہ اوّل ص۱۵۵،۱۵۶، خزائن ج۳ ص۱۷۹،۱۸۰)

(۱۶) دمشق تا قادیان

''اب یہ بھی جاننا چاہئے کہ دمشق کا لفظ جو مسلم کی حدیث میں وارد ہے، یعنی صحیح مسلم میں یہ جو لکھا ہے کہ حضرت مسیح دمشق کے منارہ سفید شرقی کے پاس اتریں گے۔ یہ لفظ ابتداء سے محقق لوگوں کو حیران کرتا چلا آیا ہے...... واضح ہو کہ دمشق کے لفظ کی تعبیر میں میرے پر منجانب اللہ یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اس جگہ ایسے قصبے کا نام دمشق رکھا گیا ہے جس میں ایسے لوگ رہتے ہیں جو یزیدی الطبع اور یزید پلید کی عادات اور خیالات کے پیرو ہیں، جن کے دلوں میں اللہ اور رسول کی کچھ محبت نہیں اور احکام الٰہی کی کچھ عظمت نہیں۔ جنہوں نے اپنی نفسانی خواہشوں کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور اپنے نفس امارہ کے حکموں کے ایسے مطیع ہیں کہ مقدسوں اور پاکوں کا خون بھی ان کی نظر میں سہل اور آسان امر ہے اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور خدائے تعالیٰ کا موجود ہونا ان کی نگاہوں میں ایک پیچیدہ مسئلہ ہے جو انہیں سمجھ نہیں آتا اور چونکہ طبیب کو بیماروں ہی کی طرف آنا چاہئے۔ اس لئے ضرور تھا کہ مسیح ایسے لوگوں میں ہی نازل ہو۔ غرض مجھ پر یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ دمشق کے لفظ سے دراصل وہ مقام مراد ہے جس میں یہ دمشق والی مشہور خاصیت پائی جاتی ہے...... خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ ظاہر فرمادیا ہے کہ یہ قصبہ قادیان بوجہ اس کے کہ اکثر یزیدی الطبع لوگ اس میں سکونت رکھتے ہیں، دمشق سے ایک مناسبت اور مشابہت رکھتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ تشبیہات میں پوری پوری تطبیق کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بلکہ بسا اوقات ایک ادنیٰ مماثلت کی وجہ سے بلکہ صرف ایک جزو میں مشارکت کے باعث ایک چیز کا نام دوسری چیز پر اطلاق کر دیتے ہیں...... سوخدائے تعالیٰ نے اسی عام قاعدہ کے موافق اس قصبہ قادیان کو دمشق سے مشابہت دی اور اس بارہ میں قادیان کی نسبت مجھے یہ بھی الہام ہوا کہ ''اخرج منه الیزیدیون''یعنی اس میں یزیدی لوگ پیدا کئے گئے ہیں۔ اب اگرچہ میرا یہ دعویٰ تو نہیں اور نہ ایسی کامل تصریح سے خدائے تعالیٰ نے میرے پر کھول دیا ہے کہ دمشق میں کوئی مثیل مسیح پیدا نہیں ہوگا۔ بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ کسی آئندہ زمانہ میں خاص کر دمشق میں بھی کوئی مثیل مسیح پیدا ہو جائے مگر خدائے تعالیٰ خوب جانتا ہے اور وہ اس بات کا شاہد حال ہے کہ اس نے قادیان کو دمشق سے مشابہت دی ہے۔'' (ازالہ اوہام حصہ اوّل ص۶۳ تا ۷۳، خزائن ج۳ ص۱۳۴ تا ۱۳۸ حاشیہ)

(۱۷) بھید کھل گیا

''مگر جب وقت آ گیا تو وہ اسرار مجھے سمجھائے گئے۔ تب میں نے معلوم کیا کہ میرے اس دعویٰ مسیح موعود ہونے میں کوئی نئی بات نہیں ہے۔ یہ وہی دعویٰ ہے جو ''براہین احمدیہ'' میں بار بار بتصریح لکھا گیا ہے۔'' (کشتی نوح ص۴۷، خزائن ج۱۹ ص۵۱)

''اور یہی عیسیٰ ہے جس کی انتظار تھی اور الہامی عبارتوں میں مریم اور عیسیٰ سے میں ہی مراد ہوں۔ میری نسبت ہی کہا گیا ہے کہ ہم اس کو نشان بنادیں گے اور نیز کہا گیا کہ یہ وہی عیسیٰ بن مریم ہے جو آنے والا تھا جس میں لوگ شک کرتے ہیں۔ یہی حق ہے اور آنے والا یہی ہے اور شک محض نافہمی سے ہے۔'' (کشتی نوح ص۴۸، خزائن ج۱۹ ص۵۲)

''سو چونکہ خدا جانتا تھا کہ اس نکتہ پر علم ہونے سے یہ دلیل ضعیف ہو جائے گی۔ اس لئے گو اس نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصے میں میرا نام مریم رکھا۔ پھر جیسا کہ ''براہین احمدیہ'' سے ظاہر ہے دو برس تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشوونما پاتا رہا۔ پھر...... مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے

زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم ص ۵۵۶ میں درج ہے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا اور خدا نے ''براہین احمدیہ'' کے وقت میں اس سر خفی کی مجھے خبر نہ دی۔'' (کشتی نوح ص ۴۶، ۴۷، خزائن ج ۱۹ ص ۵۰)

''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ ماننا شرک ہے۔ لیکن پہلے ''براہین احمدیہ'' میں خود یہ عقیدہ بیان کر چکے ہیں۔ اب اگر کوئی شخص کہے کہ پھر آپ بھی شرک کے مرتکب ہوئے ہیں تو ہمارا یہی جواب ہوگا کہ ہرگز نہیں۔ آپ نے اس وقت یہ خیال ظاہر کیا تھا۔ جب قرآن کریم اور الہام الٰہی سے وضاحت نہیں ہوئی تھی۔ شرک کے مرتکب وہ ہیں جو اس وضاحت کے بعد ایسا کرتے ہیں۔'' (الفضل قادیان ج ۲۶ نمبر ۱۵۵ ص ۹ کالم ۳، مؤرخہ ۹ر جولائی ۱۹۳۸ء)

(۱۸) دعوے کی دلیل

''مکاشفات اکابر اولیاء بالاتفاق اس بات پر شاہد ہیں کہ مسیح موعود کا ظہور چودھویں صدی سے پہلے چودھویں صدی کے سر پر ہوگا اور اس سے تجاوز نہیں کرے گا۔ چنانچہ ہم نمونہ کے طور پر کسی قدر اس رسالہ میں لکھ بھی آئے ہیں اور ظاہر ہے کہ اس وقت بجز اس عاجز کے اور کوئی شخص دعویدار اس منصب کا نہیں ہوا۔'' (ازالہ اوہام حصہ دوم ص ۶۸۵، خزائن ج ۳ ص ۴۶۹)

''ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ اس وقت جو ظہور مسیح موعود کا وقت ہے کسی نے بجز اس عاجز کے دعویٰ نہیں کیا کہ میں مسیح موعود ہوں۔ بلکہ اس مدت تیرہ سو برس میں کبھی کسی مسلمان کی طرف سے ایسا دعویٰ نہیں ہوا کہ میں مسیح موعود ہوں۔''

(ازالہ اوہام حصہ دوم ص ۶۸۴، خزائن ج ۳ ص ۴۶۹)

''آنے والے مسیح موعود کا نام جو صحیح مسلم وغیرہ میں زبان مقدس حضرت نبوی سے نبی اللہ نکلا ہے، وہ ان ہی مجازی معنوں کی رو سے ہے جو صوفیاء کرام کی کتابوں میں مسلم اور ایک معمولی محاورہ مکالمات الٰہیہ کا ہے، ورنہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا۔''

(انجام آتھم ص ۲۸، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸ حاشیہ)

(۱۹) مشابہت

''ہم اپنی کتابوں میں بہت جگہ بیان کر چکے ہیں کہ یہ عاجز جو حضرت عیسیٰ بن مریم کے رنگ میں بھیجا گیا ہے بہت سے امور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مشابہت رکھتا ہے۔ یہاں تک کہ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش میں ایک ندرت تھی اس عاجز کی پیدائش میں بھی ایک ندرت ہے اور وہ یہ کہ میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی اور یہ امر انسانی پیدائش میں نادرات سے ہے۔ کیونکہ اکثر ایک ہی بچہ پیدا ہوا کرتا ہے۔'' (تحفہ گولڑویہ ص ۶۸، خزائن ج ۱۷ ص ۲۰۲ حاشیہ)

''اس امت کے مسیح موعود کے لئے ایک اور مشابہت حضرت عیسیٰ سے ہے اور وہ یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پورے طور پر بنی اسرائیل میں سے نہ تھے بلکہ صرف ماں کی وجہ سے اسرائیلی کہلاتے تھے۔ ایسا ہی اس عاجز کی بعض دادیاں سادات میں سے ہیں۔ گو باپ سادات میں سے نہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے خدا نے جو یہ پسند کیا کہ کوئی اسرائیلی حضرت مسیح کا باپ نہ تھا۔ اس میں یہ بھید تھا کہ خدا تعالیٰ بنی اسرائیل کی کثرت گناہوں کی وجہ سے ان پر سخت ناراض تھا۔'' (لیکچر سیالکوٹ ص ۱۷، خزائن ج ۲۰ ص ۲۱۵)

''چودھویں خصوصیت یسوع مسیح میں یہ تھی کہ وہ باپ کے نہ ہونے کی وجہ سے بنی اسرائیل میں سے نہ تھا۔ مگر بایں ہمہ موسوی

سلسلہ کا آخری پیغمبر تھا جو موسیٰ کے بعد چودھویں صدی میں پیدا ہوا۔ ایسا ہی میں بھی خاندان قریش میں سے نہیں ہوں اور چودھویں صدی میں مبعوث ہوا ہوں اور سب سے آخر ہوں۔'' (تذکرۃ الشہادتین ص۴۳، خزائن ج۲۰ ص۴۵)

''سو یقیناً سمجھو کہ نازل ہونے والا ابن مریم یہی ہے جس نے عیسیٰ ابن مریم کی طرح اپنے زمانے میں کسی ایسے شیخ والدروحانی کو نہ پایا جو اس کی روحانی پیدائش کا موجب ٹھہرتا۔ تب خدائے تعالیٰ خود اس کا متولی ہوا، اور تربیت کی کنار میں لیا اور اس اپنے بندے کا نام ابن مریم رکھا...... پس مثالی صورت کے طور پر یہی عیسیٰ بن مریم ہے جو بغیر باپ کے پیدا ہوا۔ کیا تم ثابت کر سکتے ہو کہ اس کا کوئی والدروحانی ہے۔ کیا تم ثبوت دے سکتے ہو کہ تمہارے سلاسل اربعہ میں سے کسی سلسلے میں یہ داخل ہے۔ پھر اگر یہ ابن مریم نہیں تو کون ہے؟''

(ازالہ اوہام حصہ دوم ص۶۵۹، خزائن ج۳ ص۴۵۶)

(۲۰) مسیحیت کے پردہ میں نبوت

''مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افتراء کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے۔''

(ایک غلطی کا ازالہ ص۳، خزائن ج۱۸ ص۲۱۰)

''میرا دعویٰ یہ ہے کہ میں وہ مسیح موعود ہوں جس کے بارے میں خدا تعالیٰ کی تمام پاک کتابوں میں پیش گوئیاں ہیں کہ وہ آخری زمانے میں ظاہر ہوگا۔'' (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۱۱۸، خزائن ج۱۷ ص۲۹۵)

''جس آنے والے مسیح موعود کا حدیثوں سے پتہ لگتا ہے اس کا ان ہی حدیثوں سے یہ نشان دیا گیا ہے کہ وہ نبی بھی ہوگا اور امتی بھی۔'' (حقیقت الوحی ص۲۹، خزائن ج۲۲ ص۳۱)

''اسی لحاظ سے صحیح مسلم میں بھی مسیح موعود کا نام نبی رکھا گیا۔ اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے۔ اگر کہو اس کا نام محدث رکھنا چاہئے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنے کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے۔ مگر نبوت کے معنی اظہار امر غیب ہے۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص۳، خزائن ج۱۸ ص۲۰۹)

''اب واضح ہو کہ احادیث نبویہ میں یہ پیش گوئی کی گئی ہے کہ آنحضرت ﷺ کی امت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جو عیسیٰ اور ابن مریم کہلائے گا اور نبی کے نام سے موسوم کیا جائے گا۔ یعنی اس کثرت سے مکالمہ ومخاطبہ کا شرف اس کو حاصل ہوگا اور اس کثرت سے امور غیبیہ اس پر ظاہر ہوں گے کہ بجز نبی کے کسی پر ظاہر نہیں ہو سکتے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''فلا یظهر علٰی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول '' یعنی خدا اپنے غیب پر کسی کو پوری قدرت اور غلبہ نہیں بخشتا جو کثرت اور صفائی سے حاصل ہو سکتا ہے۔ بجز اس شخص کے جو اس کا برگزیدہ رسول ہو اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ ومخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں۔ تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطاء نہیں کی گئی۔ اگر کوئی منکر ہو تو بار ثبوت اس کی گردن پر ہے۔'' (حقیقت الوحی ص۳۹۰،۳۹۱، خزائن ج۲۲ ص۴۰۶)

''اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزوی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی۔ اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ مگر اس طرح سے ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔'' (حقیقت الوحی ص۱۴۹،۱۵۰، خزائن ج۲۲ ص۱۵۳،۱۵۴)

(۲۱) امتی نبی

’’اسی وجہ سے حضرت مسیح موعود نے اپنی کتب میں بار ہا اپنے متعلق یہ ذکر فرمایا ہے کہ میں امتی نبی ہوں۔ یعنی محمد ﷺ کے نقطہ نگاہ سے میں امتی ہوں۔ مگر تم لوگوں کے نقطہ نگاہ سے میں نبی ہوں۔ جہاں میرے اور تمہارے تعلق کا سوال آئے گا، وہاں تمہیں میری حیثیت وہی تسلیم کرنی پڑے گی جو ایک نبی کی ہوتی ہے۔ جس طرح نبی پر ایمان لانا ضروری ہوتا ہے، اسی طرح مجھ پر ایمان لانا ضروری ہوگا۔ جس طرح نبی کے احکام کی اتباع فرض ہوتی ہے، اسی طرح میرے احکام کی اتباع تم پر فرض ہوگی۔‘‘

(خطبہ جمعہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۸ نمبر ۱۷۳ ص ۳ کالم ۴، مؤرخہ یکم ر اگست ۱۹۴۰ء، خطبات محمود ج ۲۱ ص ۲۷۱)

(۲۲) گول مول بات

’’اوائل ۱۹۰۸ء کا واقعہ ہے کہ مکرمی جناب خان ذوالفقار علی خان صاحب نے جوان دنوں رخصت پر قادیان تشریف لائے ہوئے تھے، حضور اقدس کی خدمت میں عرض کیا کہ نواب صاحب رامپور نے جو شیعہ ہیں، حضور کے بارے میں چند سوالات کئے جن کے یوں جواب دیئے گئے۔ منجملہ ان سوالات کے ایک یہ تھا کہ آیا ’’حضور رسالت کے مدعی ہیں۔‘‘ خان صاحب نے جواب دیا کہ حضور کا ایک شعر ہے:

من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب ہاں ملہم ہستم و ز خداوند منذرم

اس کے متعلق حضور نے فرمایا کہ اس کی تشریح کر دینا تھا کہ ایسا رسول ہونے سے انکار کیا گیا ہے جو صاحب کتاب ہو۔ دیکھو جو امور سماوی ہوتے ہیں ان کے بیان کرنے میں ڈرنا نہیں چاہئے اور کسی قسم کا خوف کرنا اہل حق کا قاعدہ نہیں۔ امر حق کے پہنچانے میں کسی قسم کا اخفانہ رکھنا چاہئے۔ (البتہ گول بات کہنے میں مضائقہ نہیں کہ حسب موقع اسے جدھر چاہیں لڑھکا سکیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کے آخر وقت تک بھی غریب خان صاحب رامپوری یہ راز نہ سمجھ سکے۔ ورنہ ایسا صاف جواب نواب صاحب کو نہ دیتے کہ میر صاحب کی ڈانٹ سنتے۔ عجب نہیں اس وقت تک خود بھی اس مغالطہ میں مبتلا ہوں کہ نبوت کا دعویٰ نہیں ہے۔ جیسا کہ جواب سے ظاہر ہے اور بعد کو شاید افغانی اصول ’’زرمی خورم بابا زرمی خورم‘‘ کے مطابق قادیانیت پر جم بیٹھے ہوں۔ للمؤلف)‘‘

(الفضل قادیان ج ۳۳ نمبر ۲۰۵ ص ۶ کالم ۱، مؤرخہ یکم ر ستمبر ۱۹۴۵ء، بحوالہ ملفوظات ج ۱۰ ص ۱۲۶، ۱۲۷، جدید ملفوظات ج ۵ ص ۴۴۶)

(۲۳) نبوت وولایت

’’خاتم النّبیین اور لا نبی بعدی کے متعلق علمائے متقدمین ومتاخرین کا مذہب بیان کرتے ہوئے حضرت محی الدین ابن عربی، امام شعرانی، ملا علی قاری، سید عبدالکریم جیلانی، شاہ ولی اللہ دہلوی اور بعض دوسرے علماء کے الفاظ نقل کئے گئے ہیں جن کا ماحصل صرف اس قدر ہے کہ خاتم النّبیین اور لا نبی بعدی میں نبوت تشریعی کو ممتنع ٹھہرایا گیا ہے اور نبوت عامہ جس میں شریعت نہ ہو، جاری قرار دی گئی ہے۔

یہ بالکل صحیح ہے۔ لیکن کاش اس کے ساتھ یہ بھی بتایا جاتا کہ وہ تمام علماء نبوت عامہ اور غیر تشریعی نبوت کو ولایت سے بڑھ کر یقین نہ کرتے تھے بلکہ ولایت ہی کا دوسرا نام انہوں نے نبوت عامہ یا غیر تشریعی نبوت قرار دیا تھا۔‘‘

(پیغام صلح ج ۳۸ نمبر ۱۱ ص ۴ کالم ۴، مؤرخہ ۱۵ ر مارچ ۱۹۵۰ء)

فصل تیسری

نبوت کی تحصیل

(۱) ختم نبوت کی حقیقت

’’محمدی ختم نبوت کی اصل حقیقت کو دنیا میں کماحقہ کوئی نہیں جو سمجھ سکتا ہو، سوائے اس کے جو خود حضرت خاتم الانبیاء کی طرح خاتم الاولیاء ہے۔ کیونکہ کسی چیز کی اصل حقیقت کا سمجھنا اس کے اہل پر موقوف ہوتا ہے اور یہ ایک ثابت شدہ امر ہے کہ ختمیت کا اہل یا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں یا حضرت مسیح موعود۔‘‘ (تشحیذ الاذہان ج ۱۲ نمبر ۸ ص ۱، بابت ماہ اگست ۱۹۱۷ء، بعنوان ’’محمدی ختم نبوت کی اصل حقیقت‘‘)

’’محمدی ختم نبوت سے باب نبوت بکلی بند نہیں ہوا۔ کیونکہ باب نزول جبرئیل بہ پیرایہ وحی الٰہی بند نہیں ہوا۔‘‘

(مفہوم تشحیذ الاذہان قادیان ج ۱۲ نمبر ۸ ص ۲، بابت ماہ اگست ۱۹۱۷ء)

(۲) ختم نبوت کی تاویل، اپنی نبوت کی تشکیل

’’اور بالآخر یاد رہے کہ اگر ایک امتی کو جو محض پیروی آنحضرت ﷺ سے درجہ وحی اور الہام اور نبوت کا پاتا ہے، نبی کے نام کا اعزاز دیا جائے تو اس سے مہر نبوت نہیں ٹوٹتی۔ کیونکہ وہ امتی ہے اور اس کا اپنا وجود کچھ نہیں اور اس کا اپنا کمال نبی متبوع کا کمال ہے اور وہ صرف نبی نہیں کہلاتا ہے بلکہ نبی بھی اور امتی بھی۔ مگر کسی ایسے نبی کا دوبارہ آنا، جو امتی نہیں ہے، ختم نبوت کے منافی ہے۔‘‘

(چشمہ مسیحی ص ۶۹، خزائن ج ۲۰ ص ۳۸۳ حاشیہ)

’’نیز خاتم النّبیین ہونا ہمارے نبی ﷺ کا کسی دوسرے نبی کے آنے سے مانع ہے۔ ہاں! ایسا نبی جو مشکوٰۃ نبوت محمدیہ سے نور حاصل کرتا ہے اور نبوت تامہ نہیں رکھتا، جس کو دوسرے لفظوں میں محدث بھی کہتے ہیں اور اس تحدید سے باہر ہے کیونکہ وہ بباعث اتباع اور فنافی الرسول ہونے کے جناب ختم المرسلین کے وجود میں ہی داخل ہے، جیسے جز کل میں داخل ہوتی ہے۔‘‘

(ازالہ اوہام ص ۵۷۵، خزائن ج ۳ ص ۴۱۰، ۴۱۱)

’’کسی حدیث صحیح سے اس بات کا پتہ نہیں ملے گا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی ایسا نبی آنے والا ہے جو امتی نہیں یعنی آپ کی پیروی سے فیضیاب نہیں۔‘‘ (حقیقت الوحی ص ۲۸، خزائن ج ۲۲ ص ۳۰)

’’جو شخص نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اور یہ اعتقاد نہیں رکھتا کہ وہ آنحضرت ﷺ کی امت سے ہے اور جو کچھ پایا، اسی کے فیضان سے پایا...... وہ لعنتی ہے اور خدا کی لعنت اس پر اور اس کے انصار پر اور اس کے پیروؤں پر اور اس کے مددگاروں پر۔‘‘ (ترجمہ)

(مواہب الرحمٰن ص ۶۸، ۶۹، خزائن ج ۱۹ ص ۲۸۷)

’’پہلے زمانوں میں جو کوئی نبی ہوتا تھا وہ کسی گزشتہ نبی کی امت نہیں کہلاتا تھا۔ گو اس کے دین کی نصرت کرتا تھا اور اس کو سچا جانتا تھا۔ مگر آنحضرت ﷺ کو یہ ایک خاص فخر دیا گیا ہے کہ وہ ان معنوں سے خاتم الانبیاء ہیں کہ ایک تو تمام کمالات نبوت ان پر ختم ہیں اور دوسرے یہ کہ ان کے بعد کوئی نئی شریعت لانے والا رسول نہیں اور نہ کوئی ایسا نبی ہے جو ان کی امت سے باہر ہو۔‘‘

(چشمہ معرفت ص ۹، خزائن ج ۲۳ ص ۳۸۰)

''خدا نے اس زمانے میں محسوس کیا کہ یہ ایسا فاسد زمانہ آ گیا ہے جس میں ایک عظیم الشان مصلح کی ضرورت ہے اور خدا کی مہر نے یہ کام کیا کہ آنحضرت ﷺ کی پیروی کرنے والا اس درجہ کو پہنچا کہ ایک پہلو سے وہ امتی ہے اور ایک پہلو سے نبی۔ کیونکہ اللہ جل شانہ نے آنحضرت ﷺ کو صاحب خاتم بنایا۔ یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النّبیین ٹھہرا۔ یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔''

(حقیقت الوحی ص ۹۶، ۹۷، خزائن ج ۲۲ ص ۹۹، ۱۰۰ حاشیہ)

''اور سب کے بعد ہمارے نبی ﷺ سے ایسا ہم کلام ہوا کہ آپ ﷺ پر سب سے زیادہ روشن اور پاک وحی نازل کی۔ ایسا ہی اس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشا مگر یہ شرف مجھے آنحضرت ﷺ کی پیروی سے حاصل ہوا...... کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آ سکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہوسکتا ہے، مگر وہی جو پہلے سے امتی ہو، پس اس بناء پر میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔''

(تجلیات الٰہیہ ص ۲۴، ۲۵، خزائن ج ۲۰ ص ۴۱۱، ۴۱۲)

''آپ کے فیضان سے ایک ایسی نبوت ملتی ہے جو پہلے کسی نبی کی اطاعت سے نہیں ملتی تھی اور اس نبوت کا پانے والا امتی نبی کہلاتا ہے...... پہلی امتوں میں محدث یا جزوی نبی تو ہوتے تھے لیکن پہلے نبیوں میں اس قدر طاقت نہ تھی کہ ان کے فیضان سے امتی نبی ہو سکے، جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی امت میں صرف محدثیت ہی جاری نہیں بلکہ اس سے اوپر نبوت کا سلسلہ بھی جاری ہے...... پس یہ بات بالکل روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ مگر نبوت صرف آپ کے فیضان سے مل سکتی ہے۔ براہ راست نہیں مل سکتی اور پہلے زمانے میں نبوت براہ راست مل سکتی تھی، کسی نبی کے اتباع سے نہیں مل سکتی تھی۔ کیونکہ وہ اس قدر صاحب کمال نہ تھے، جیسے آنحضرت ﷺ اور جب کہ نبوت کا دروازہ علاوہ محدثیت کے امت محمدیہ میں کھلا ثابت ہوگیا تو یہ بھی ثابت ہوگیا کہ مسیح موعود بھی نبی اللہ تھے۔''

(حقیقت النبوۃ ص ۲۸، انوار العلوم ج ۲ ص ۵۴۲)

''میرا یقین ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ میرا یقین ہے کہ آپ کے بعد کوئی شخص نہیں آ سکتا جو آپ کی دی ہوئی شریعت میں سے ایک شوشہ بھی منسوخ کر سکے۔ میرا پیارا وہ محبوب آقا سید الانبیاء ایسی عظیم الشان شان رکھتا ہے کہ ایک شخص اس کی غلامی میں داخل ہوکر کامل اتباع اور وفاداری کے بعد نبیوں کا رتبہ حاصل کرسکتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ آنحضرت ﷺ ہی کی ایسی شان اور عزت ہے کہ آپ کی سچی غلامی میں نبی پیدا ہوسکتا ہے۔ یہ میرا ایمان ہے اور پورے یقین سے کہتا ہوں۔''

(تقریر مرزا محمود خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج ۱ نمبر ۴۰ ب، ص ۲ کالم ۱، مؤرخہ ۲۱ ؍مارچ ۱۹۱۴ء)

(۳) مہر کا فلسفہ

''جس کمال انسان پر قرآن شریف نازل ہوا...... اور وہ خاتم الانبیاء بنے مگر ان معنوں سے نہیں کہ آئندہ اس سے کوئی روحانی فیض نہیں ملے گا بلکہ ان معنوں سے کہ وہ صاحب خاتم ہے، بجز اس کے مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا...... اور بجز اس کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں۔ ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کے لئے امتی ہونا لازمی ہے اور اس کی ہمت اور ہمدردی نے امت کو ناقص حال پر چھوڑنا نہیں چاہا۔ (گویا مرزا غلام احمد نبی نہ مانے جائیں تو امت محمدیہ ناقص اور نبی کریم ﷺ کی ہمت و ہمدردی بھی ناقص قرار پاتی ہے۔ للمؤلف)''

(حقیقت الوحی ص ۲۷، ۲۸، خزائن ج ۲۲ ص ۲۹، ۳۰)

’’خاتم النّبیین کے بارے میں حضرت مسیح (مرزا قادیانی) نے فرمایا کہ خاتم النّبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ کی مہر کے بغیر کسی کی نبوت کی تصدیق نہیں ہوسکتی۔ جب مہر لگ جاتی ہے تو وہ کاغذ سند ہو جاتا ہے اور مصدقہ سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح آنحضرت کی مہر اور تصدیق جس نبوت پر نہ ہو، وہ صحیح نہیں ہے۔‘‘ (ملفوظات احمدیہ حصہ پنجم ص ۲۹۰، مرتبہ محمد منظور الٰہی قادیانی لاہوری)

’’طریق کلام کے مطابق دوسرے الفاظ میں خاتم النّبیین کے الفاظ رسول اللہ کے الفاظ کی نسبت بڑے درجے پر دلالت کرنے والے ہونے چاہئیں اور وہ یہی معنی ہیں کہ آپ نبیوں کی مہر ہیں۔ یعنی آپ کے بعد ایسے انبیاء پیدا ہوں گے جن کی نبوت کا معیار صرف آپ کے نقش قدم پر چلنا ہوگا اور آپ کی شریعت کو قائم کرنا ہوگا۔‘‘ (مکتوب مرزا محمود خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج ۱۴ نمبر ۸۵، مؤرخہ ۲۹؍اپریل ۱۹۲۷ء)

’’پس یقیناً ہمارے مخالف مولوی صاحبان نے خاتم النّبیین کے معنی سمجھنے میں سخت غلطی کی ہے۔ آپ خاتم النّبیین ہیں مگر ان معنوں میں کہ آپ کا وجود باجود مہر نبیوں کی جو شخص آپ کے قولی اور فعلی نمونہ کو کامل طور پر اپنے اندر پیدا کر لے گا، اور اتباع اور اطاعت میں ایسا صراط مستقیم پر چلے گا کہ ایک قدم بھی ادھر ادھر نہ ہوگا، ایسے شخص کی نبوت پر آپ کا وجود باجود ایک مہر ہے۔ کیوں سرکاری مہروں کے لئے ضروری ہے کہ کاغذات بھی ہوں۔ ورنہ مہروں کو بنانا ہی لغو ٹھہرے گا، پس جس صورت میں خدائے تعالیٰ نے آنحضرت کو نبیوں کی مہر قرار دیا ہے تو ضرور ہے کہ اس رتبہ میں نبی بھی ہوں جو آپ کی اتباع اور آپ کی تصدیق سے نبوت کا درجہ حاصل کریں۔ جیسا کہ محاورے میں ہم بولتے ہیں کہ فلاں شخص نے یہ بات کہہ کر اپنے اس قول پر مہر لگا دی ہے۔ یعنی اپنے منہ سے اس کی تصدیق کر دی ہے۔ یہی مطلب اس آیۃ کریمہ کا ہے۔‘‘ (الفضل قادیان ج ۳ نمبر ۶۸ ص ۶ کالم ۱، مؤرخہ ۸؍دسمبر ۱۹۱۵ء)

’’ہمیں اس سے انکار نہیں کہ رسول کریم ﷺ خاتم النّبیین ہیں۔ مگر ’’ختم‘‘ کے معنی وہ نہیں جو ’’احسان‘‘ کا سواد اعظم سمجھتا ہے اور جو رسول کریم ﷺ کی شان اعلیٰ وارفع کے سراسر خلاف ہے کہ آپ نے نبوت کی نعمت عظمیٰ سے اپنی امت کو محروم کر دیا بلکہ یہ ہیں کہ آپ نبیوں کی مہر ہیں۔ اب وہی نبی ہوگا جس کی آپ تصدیق کریں گے۔ کیونکہ آپ نبیوں کے مصدق ہیں۔ گویا کسی نبی کی اس وقت تک نبوت ثابت نہیں ہوسکتی جب تک آپ کی تصدیق اس کے ساتھ نہ ہو۔ انہی معنوں میں ہم رسول کریم ﷺ کو خاتم النّبیین سمجھتے ہیں۔‘‘

(الفضل قادیان ج ۲۷ نمبر ۲۱۸ ص ۱، ۲، مؤرخہ ۲۲؍ستمبر ۱۹۳۹ء)

’’کہا گیا ہے کہ مبایعین (قادیانی صاحبان) آنحضرت ﷺ کو خاتم النّبیین نہیں مانتے۔ لیکن مجھے افسوس آتا ہے ان لوگوں پر جو یہ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا اور باوجود اس کے آنحضرت ﷺ کو خاتم النّبیین بھی کہتے ہیں۔ وہ خاتم یعنی مہر ہی کیا ہوئی جو کسی کاغذ پر نہ لگی اور اس نے کسی کاغذ کی تصدیق نہ کی۔ اس طرح نبی کریم خاتم النّبیین کیا ہوئے جب کسی انسان پر آپ کی نبوت کی مہر نہ لگی اور آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوا۔ اگر آپ کی امت میں کوئی نبی نہیں ہے تو آپ خاتم النّبیین بھی نہیں ہیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ، الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۱۵۱ ص ۷ کالم ۲، مؤرخہ ۱۰؍جون ۱۹۱۵ء، خطبات محمود ج ۴ ص ۳۶۷)

’’حضرت خلیفہ اوّل (حکیم نورالدین) کے قلم مبارک سے ایک سائل کے جوابات شائع ہوئے ہیں، ان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا صریح ثبوت موجود ہے۔ وہ سوال اور جواب حسب ذیل ہے:

سوال: خاتم النّبیین رسول اللہ تھے تو پھر نبی ہونے کا دعویٰ کس طرح درست ہوسکتا ہے؟

جواب: خاتم مہر کو کہتے ہیں۔ جب نبی کریم مہر ہوئے، اگر ان کی امت میں کسی قسم کا نبی نہیں ہوگا تو وہ مہر کس طرح ہوئے یا مہر کس پر لگے گی۔‘‘ (الحکم قادیان ج ۹ نمبر ۶ ص ۱۱ کالم ۲، مؤرخہ ۱۷؍فروری ۱۹۰۵ء، مندرجہ الفضل قادیان ج ۹ نمبر ۹۱ ص ۹ کالم ۲، مؤرخہ ۲۲؍مئی ۱۹۲۲ء)

(۴) نبی بننے کی ترکیب

’’میرا اس تمام بیان سے یہ مطلب ہے کہ نبوت کوئی الگ چیز نہیں کہ وہ مل جائے تو انسان نبی ہو جاتا ہے بلکہ اصل بات یہی ہے جیسا کہ میں اوپر قرآن کریم سے ثابت کر آیا ہوں کہ انسانی ترقی کے آخری درجے کا نام نبی ہے جو انسان محبت الٰہی میں ترقی کرتا ہوا صالحین سے شہداء میں اور شہداء سے صدیقوں میں شامل ہو جاتا ہے، وہ آخر جب اس درجے سے بھی ترقی کرتا ہے تو صاحب سرالٰہی (نبی) بن جاتا ہے۔‘‘ (حقیقت النبوۃ ص۱۵۳،۱۵۴، انوار العلوم ج۲ص۴۷۳)

’’پہلے نبیوں کی امت کے لوگ ایک حد تک پہلے نبی کی تربیت کے نیچے ترقی پاتے پاتے رک جاتے تھے اور اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر نظر فرماتا تھا اور جن کو اس قابل پاتا کہ وہ نبی بن سکیں، ان کو اپنے فضل سے بڑھاتا اور براہ راست نبی بنا دیتا تھا۔ لیکن ہمارے آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ایسے مقام بلند پر کھڑا کیا اور آپ نے استادی کا ایسا اعلیٰ درجہ حاصل کر لیا کہ آپ اپنے شاگردوں کو اس امتحان میں کامیاب کرا سکتے ہیں...... ان کے (یعنی گزشتہ انبیاء کے) مدرسہ کا آخری امتحان نبوت نہ تھا۔ بلکہ ولایت تھا۔ پھر نبوت بلا واسطہ موہبت سے ملتی تھی۔ لیکن ہمارے آنحضرت کو ایسا درجہ استادی ملا کہ آپ کے مدرسے کو کالج تک بڑھا دیا گیا اور آپ کی شاگردی میں انسان نبی بھی بن سکتا ہے۔‘‘ (القول الفصل ص۱۵، انوار العلوم ج۲ص۲۷۷)

’’یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے۔ حتیٰ کہ محمد رسول اللہ ﷺ سے بھی بڑھ سکتا ہے مگر دیکھنا یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ اس میدان میں سب سے آگے بڑھ گئے اور خدا نے آئندہ کے متعلق بھی گواہی دے دی کہ آپ آئندہ آنے والی نسلوں سے بھی آگے بڑھے ہوئے ہیں۔ پیغامی (فریق لاہوری) یہی کہہ کر لوگوں کو ہمارے خلاف بھڑکاتے ہیں کہ اس لئے رسول کریم کے بعد امت محمدیہ میں نبی نہیں آ سکتا...... (لیکن) اگر روحانی ترقی کی تمام راہیں ہم پر بند ہیں تو اسلام کا کچھ بھی فائدہ نہیں اور پھر اس میں کوئی خوبی بھی نہیں کہ ایک کو بڑھا دیا جائے اور دوسرے کو بڑھنے نہ دیا جائے۔ ہاں! خوبی یہ ہے کہ موقع سب کو دیا جائے، پھر آگے جو بڑھ جائے۔‘‘ (ارشاد مرزا محمود خلیفہ قادیان، ڈائری الفضل قادیان ج۱۰ نمبر۵ ص۵ کالم۳، مؤرخہ ۱۷؍جولائی ۱۹۲۲ء)

(۵) نبوت کا کمال

’’اگر کوئی کہنے والا یہ کہے کہ اس امت میں سے کوئی نبی کیسے ہو سکتا ہے، جب کہ اللہ نے نبوت پر مہر لگا دی ہے؟ تو جواب یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے اس شخص کا نام نبی صرف اور صرف اس لئے رکھا تا کہ وہ ہمارے سید و مولیٰ خیر الوریٰ ﷺ کی نبوت کے کمال کو ثابت کرے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ کی نبوت کا کمال امت کے کمال کے ثبوت کے بعد متحقق نہیں ہوتا۔ اس کے بغیر یہ محض دعویٰ ہے۔ جس پر اہل عقل کے نزدیک کوئی دلیل نہیں۔ کسی فرد پر نبوت کے ختم ہونے کے اس کے سوا کوئی معنی نہیں کہ اس فرد پر نبوت کے کمالات اپنی انتہاء کو پہنچیں اور نبی کا فیض رسانی کا کمال نبوت کے عظیم کمالات میں سے ہے اور یہ کمال امت میں موجود نمونے کے بغیر ثابت نہیں ہو سکتا۔‘‘ (ترجمہ) (ضمیمہ حقیقت الوحی الاستفتاء ص۱۷، خزائن ج۲۲ص۶۳۷)

(۶) ختم نبوت کی ہتک

’’تیرہ سو برس تک نبوت کے لفظ کا اطلاق تو آپ کی نبوت کی عظمت کے پاس سے نہ کیا اور اس کے بعد اب مدت دراز کے

گزرنے سے لوگوں کے چونکہ اعتقاد اس امر پر پختہ ہوگئے تھے کہ آنحضرت ﷺ ہی خاتم الانبیاء ہیں اور اب اگر کسی دوسرے کا نام نبی رکھا جاوے تو اس سے آنحضرت ﷺ کی شان میں کوئی فرق بھی نہیں آتا، اس لئے اب نبوت کا لفظ مسیح کے لئے ظاہراً بھی بول دیا...... آپ کے جانشینوں اور آپ کی امت کے خادموں پر صاف صاف نبی اللہ بولنے کے واسطے دو امور مدنظر رکھنے ضروری تھے، اوّل عظمت آنحضرت ﷺ، دوم عظمت اسلام۔ سو آنحضرت ﷺ کی عظمت کے پاس کی وجہ سے ان لوگوں پر تیرہ سو برس تک نبی کا لفظ نہ بولا گیا تاکہ آپ کی ختم نبوت کی ہتک نہ ہو۔ کیونکہ اگر آپ کے بعد ہی آپ کی امت کے خلیفوں اور صلحاء لوگوں پر نبی کا لفظ بولا جانے لگتا، جیسے حضرت موسیٰ کے بعد لوگوں پر بولا جاتا رہا تو اس میں آپ کی ختم نبوت کی ہتک تھی اور کوئی عظمت نہ تھی۔ سو خدا تعالیٰ نے ایسا کیا کہ اپنی حکمت اور لطف سے آپ کے بعد تیرہ سو برس تک اس لفظ کو آپ کی امت پر سے اٹھا دیا تا آپ کی نبوت کی عظمت کا حق ادا ہو جائے اور پھر چونکہ اسلام کی عظمت چاہتی تھی کہ اس میں بھی بعض ایسے افراد ہوں جن پر آنحضرت ﷺ کے بعد لفظ نبی اللہ بولا جاوے اور تا پہلے سلسلے سے اس کی مماثلت پوری ہو۔ آخری زمانے میں مسیح موعود کے واسطے آپ کی زبان سے نبی اللہ کا لفظ نکلوا دیا اور اس طرح پر نہایت حکمت اور بلاغت سے دو متضاد باتوں کو پورا کیا اور موسوی سلسلے کی مماثلت بھی قائم رکھی اور عظمت اور نبوت آنحضرت بھی قائم رکھی۔''

(مندرجہ اخبار الحکم قادیان ج ٧ نمبر ١٤ص ٩ کالم ٣، مؤرخہ ١٧؍اپریل ١٩٠٣ء، ملفوظات ج ٥ص ٣٥٠، ٣٥١، جدید ملفوظات ج ٣ص ٢٥٣، ٢٥٤)

(٧) نبوت کی دعا

''افسوس کہ حال کے نادان مسلمانوں نے اپنے اس نبی مکرم کا کچھ قدر نہیں کیا اور ہر ایک بات میں ٹھوکر کھائی۔ وہ ختم نبوت کے ایسے معنی کرتے ہیں جس سے آنحضرت ﷺ کی ہجو نکلتی ہے نہ تعریف۔ گویا آنحضرت ﷺ کے نفس پاک میں افاضہ اور تکمیل نفوس کے لئے کوئی قوت نہ تھی اور وہ صرف خشک شریعت کو سکھلانے آئے تھے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اس امت کو یہ دعا سکھلاتا ہے:''اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم ''پس اگر یہ امت پہلے نبیوں کی وارث نہیں اور اس انعام میں سے ان کو کچھ حصہ نہیں تو یہ دعا کیوں سکھلائی گئی۔''　　(حقیقت الوحی ص ١٠٠، ١٠١، خزائن ج ٢٢ص ١٠٤ حاشیہ)

''یہاں نبی کا لفظ آجانے سے بعض لوگوں کو یہ ٹھوکر لگی ہے کہ خود مقام نبوت بھی اس دعا کے ذریعے سے مل سکتا ہے اور گویا ہر مسلمان ہر روز بار بار مقام نبوت کو ہی اس دعا کے ذریعے سے طلب کرتا ہے۔ یہ ایک اصولی غلطی ہے۔ نبوت موہبت ہے اس لئے کہ نبوت محض موہبت ہے اور نبوت میں انسان کی جدوجہد اور اس کی سعی کو کوئی دخل نہیں۔ ایک وہ چیزیں ہیں جو موہبت سے ملتی ہیں اور ایک وہ جو انسان کی جدوجہد سے ملتی ہیں۔ نبوت اوّل میں سے ہے...... پس مقام نبوت کے لئے دعا کرنا ایک بے معنی فقرہ ہے اور اسی شخص کے منہ سے نکل سکتا ہے جو اصول دین سے ناواقف ہے۔''

(مولوی محمد علی لاہوری قادیانی، امیر جماعت لاہوری تفسیر، جدید بیان القرآن، تشریح آیت:''اھدنا الصراط المستقیم''ص ٥، ٦)

(٨) ختم نبوت پر الزام، عبرت کا مقام

''ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو وہ مردہ ہے۔ یہودیوں، عیسائیوں، ہندوؤں کے دین کو جو ہم مردہ کہتے ہیں تو اسی لئے کہ ان میں اب کوئی نبی نہیں ہوتا۔ اگر اسلام کا بھی یہی حال ہوتا تو پھر ہم بھی قصہ گو ٹھہرے۔ کس لئے اس کو دوسرے

دینوں سے بڑھ کر کہتے ہیں۔ آخر کوئی امتیاز بھی ہونا چاہئے۔ صرف سچے خوابوں کا آنا تو کافی نہیں کہ یہ تو چوہڑے چماروں کو بھی آجاتے ہیں۔ مکالمہ، مخاطبہ الٰہیہ ہونا چاہئے اور وہ بھی ایسا کہ جس میں پیش گوئیاں ہوں...... ہم پر کئی سالوں سے وحی نازل ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے کئی نشان اس کے صدق کی گواہی دے چکے ہیں۔ اس لئے ہم نبی ہیں۔ امر حق کے پہنچانے میں کسی قسم کا اخفاء نہ رکھنا چاہئے۔''

(حقیقت النبوۃ ص۲۷۲، مندرجہ اخبار البدر قادیان ج۷ نمبر۹ ص۲، مؤرخہ ۵؍مارچ ۱۹۰۸ء، ملفوظات ج۱۰ ص۱۲۷، ۱۲۸، جدید ملفوظات ج۵ ص۴۴۷)

''پس ایک امتی کو ایسا نبی قرار دینے سے کوئی محذور لازم نہیں آتا۔ بالخصوص اس حالت میں کہ وہ امتی اپنے اس نبی متبوع سے فیض پانے والا ہو۔ بلکہ فساد اس حالت میں لازم آتا ہے کہ اس امت کو آنحضرت ﷺ کے بعد قیامت تک مکالمات الٰہیہ سے بے نصیب قرار دیا جائے۔ وہ دین، دین نہیں ہے اور نہ وہ نبی، نبی ہے جس کی متابعت سے انسان خدا تعالیٰ سے اس قدر نزدیک نہیں ہوسکتا کہ مکالمات الٰہیہ سے مشرف ہو سکے۔ وہ دین لعنتی اور قابل نفرت ہے جو یہ سکھاتا ہے کہ صرف چند منقولی باتوں پر انسانی ترقیات کا انحصار ہے اور وحی الٰہی آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے اور خدائے حی وقیوم کی آواز سننے اور اس کے مکالمات سے قطعی نومیدی ہے اور اگر کوئی آواز بھی غیب سے کسی کے کان تک پہنچتی ہے تو وہ ایسی مشتبہ آواز ہے کہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ خدا کی آواز ہے یا شیطان کی۔ سو ایسا دین بہ نسبت اس کے کہ اس کو رحمانی کہیں، شیطانی کہلانے کا زیادہ مستحق ہوتا ہے۔ (لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ للمؤلف)''

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۳۸، ۱۳۹، خزائن ج۲۱ ص۳۰۶)

''اور آنحضرت ﷺ کو جو خاتم الانبیاء فرمایا گیا ہے، اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ آپ کے بعد دروازہ مکالمات ومخاطبات الٰہیہ کا بند ہے۔ اگر یہ معنی ہوتے تو یہ امت ایک لعنتی امت ہوتی جو شیطان کی طرح ہمیشہ سے خدا سے دور ومہجور ہوتی۔ بلکہ یہ معنی ہیں کہ براہ راست خدا تعالیٰ سے فیض وحی پانا بند ہے اور یہ نعمت بغیر اتباع آنحضرت ﷺ کسی کو ملنا محال اور ممتنع ہے اور یہ خود آنحضرت ﷺ کا فخر ہے کہ ان کی اتباع میں یہ برکت ہے کہ جب ایک شخص پورے طور پر آپ کی پیروی کرنے والا ہو تو وہ خدا تعالیٰ کے مکالمات ومخاطبات سے مشرف ہو جائے...... یہ کس قدر لغو اور باطل عقیدہ ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ بعد آنحضرت ﷺ کے وحی الٰہی کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا ہے اور آئندہ کو قیامت تک اس کی کوئی بھی امید نہیں۔ صرف قصوں کی پوجا کرو۔ پس کیا ایسا مذہب کچھ مذہب ہوسکتا ہے جس میں براہ راست خدا تعالیٰ کا کچھ بھی پتہ نہیں لگتا۔ جو کچھ ہیں، قصے ہی اور کوئی اگرچہ اس کی راہ میں جان بھی فدا کرے، اس کی رضا جوئی میں فنا ہو جائے اور ہر ایک چیز پر اس کو اختیار کر لے تب بھی وہ اس پر اپنی شناخت کا دروازہ نہیں کھولتا اور مکالمات ومخاطبات سے اس کو مشرف نہیں کرتا۔ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس زمانے میں مجھ سے زیادہ بیزار ایسے مذہب سے اور کوئی نہ ہوگا۔ (دریں چہ شک) میں ایسے مذہب کا نام شیطانی مذہب رکھتا ہوں نہ کہ رحمانی۔''

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۸۳، خزائن ج۲۱ ص۳۵۳، ۳۵۴)

''وہ نبوت چل سکے گی جس پر آپ کی مہر ہوگی۔ ورنہ اگر نبوت کا دروازہ بالکل بند سمجھا جاوے تو نعوذ باللہ اس سے تو انقطاع فیض لازم آتا ہے اور اس میں تو نحوست ہے اور نبی کی ہتک شان ہوتی ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے اس امت کو یہ جو کہا کہ: ''کنتم خیر امۃ'' یہ جھوٹ تھا۔ نعوذ باللہ اگر یہ معنی کئے جائیں کہ آئندہ کے واسطے نبوت کا دروازہ ہر طرح سے بند ہے تو پھر ''خیر الامۃ'' کے بجائے ''شر الامم'' ہوئی...... اس طرح تو ماننا پڑے کہ نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ کی قوت قدسی کچھ بھی نہ تھی اور آپ حضرت موسیٰ سے مرتبے میں گرے ہوئے تھے کہ ان کے بعد تو ان کی امت میں سے سینکڑوں نبی آئے مگر آپ کی امت سے خدا تعالیٰ کو نفرت ہے کہ ان میں سے کسی

ایک کے ساتھ مکالمہ بھی نہ کیا۔ کیونکہ جس کے ساتھ محبت ہوتی ہے، آخر اس سے کلام تو کیا ہی جاتا ہے۔''

(الحکم قادیان ج۷ نمبر۱۴ ص۸ کالم۲،۳، مؤرخہ ۱۷؍اپریل ۱۹۰۳ء، ملفوظات ج۵ ص۳۴۴، جدید ملفوظات ج۳ ص۲۴۹)

''حضرت مسیح موعود کا یہ فرمانا کہ رسول اللہ ﷺ کے افاضہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے مقام نبوت پر پہنچایا۔ ثابت کرتا ہے کہ آپ کو واقع میں نبی بنا دیا گیا، ورنہ کسی اور معنے کی رو سے آنحضرت ﷺ کے افاضہ کمال ثابت نہیں ہوتا۔''

(حقیقت النبوۃ ص۱۲۲، انوار العلوم ج۲ ص۵۳۶)

''پس یہ ممکن نہ تھا کہ وہ قوم جس کے لئے فرمایا گیا کہ: ''کنتم خیر امۃ اخرجت للناس'' اور جن کے لئے یہ دعا سکھائی گئی کہ: ''اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم'' ان کے تمام افراد اس مرتبہ عالیہ سے محروم رہتے اور کوئی ایک فرد بھی اس مرتبہ کو نہ پاتا اور ایسی صورت میں صرف یہی خرابی نہیں تھی کہ امت محمدیہ ناقص اور ناتمام رہتی اور سب کے سب اندھوں کی طرح رہتے۔ بلکہ یہ بھی نقص تھا کہ آنحضرت ﷺ کی قوت فیضان پر داغ لگتا تھا اور آپ کی قوت قدسیہ ناقص ٹھہرتی تھی۔''

(الوصیۃ ص۱۱، خزائن ج۲۰ ص۳۱۲)

''یہ خدائے تعالیٰ پر بدظنی ہے کہ اس نے مسلمانوں کو یہود ونصاریٰ کی بدی کا تو حصہ دار ٹھہرا دیا ہے۔ یہاں تک کہ ان کا نام یہود بھی رکھ دیا۔ مگر ان کے رسولوں اور نبیوں کے مراتب میں سے اس امت کو کوئی حصہ نہ دیا۔ پھر یہ امت خیر الامم کس وجہ سے ہوئی؟ بلکہ شر الامم ہوئی کہ ہر ایک نمونہ شر کا ان کو ملا مگر نیکی کا نمونہ نہ ملا۔ کیا ضرور نہیں کہ اس امت میں بھی کوئی نبیوں اور رسولوں کے رنگ میں نظر آوے جو بنی اسرائیل کے تمام نبیوں کا وارث اور ان کا ظل ہو؟''

(کشتی نوح ص۴۷، خزائن ج۱۹ ص۴۷)

''اور یہی محبت تو ہے جو مجھے اس بات پر مجبور کرتی ہے کہ باب نبوت کے بکلی بند ہونے کے عقیدے کو جہاں تک ہو سکے باطل کروں کہ اس میں آنحضرت ﷺ کی ہتک ہے...... کہ یہ مان لیا جائے کہ آپ کے بعد کوئی نبی ہی نہیں آئے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کا فیضان ناقص اور آپ کی تعلیم کمزور ہے کہ اس پر چل کر انسان اعلیٰ سے اعلیٰ انعامات نہیں پا سکتا۔ دنیا میں وہی استاد لائق کہلاتا ہے جس کے شاگرد لائق ہوں اور وہی افسر معزز کہلاتا ہے جس کے ماتحت معزز ہوں۔ یہ بات ہرگز فخر کے قابل نہیں کہ آپ کے شاگردوں میں سے کسی نے اعلیٰ مراتب نہیں پائے بلکہ آپ کی عزت بڑھانے والی یہ بات ہے کہ آپ کے شاگردوں میں سے ایک ایسا لائق ہو گیا جو دوسرے استادوں سے بھی بڑھ گیا۔ آنحضرت ﷺ کے بعد بعثت انبیاء کو بالکل مسدود قرار دینے کا یہ مطلب ہے کہ آنحضرت ﷺ نے دنیا کو فیض نبوت سے روک دیا اور آپ کی بعثت کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس انعام کو بند کر دیا۔ اب بتاؤ کہ اس عقیدہ سے آنحضرت ﷺ رحمۃ اللعالمین ثابت ہوتے ہیں یا اس کے خلاف۔ (نعوذ باللہ من ذالک) اگر اس عقیدہ کو تسلیم کیا جائے تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ آپ (رسول اللہ ﷺ) نعوذ باللہ دنیا کے لئے ایک عذاب کے طور پر آئے تھے اور جو شخص ایسا خیال کرتا ہے وہ لعنتی مردود ہے۔''

(حقیقت النبوۃ ص۱۸۶، ۱۸۷، انوار العلوم ج۲ ص۵۰۳، ۵۰۴)

''ہم کہتے ہیں کہ ساری امت صحابہ سے لے کر مسیح موعود تک (یا بقول مرزا محمود کے مرزا قادیانی کو الگ کر لو پھر باقی تیرہ صدیوں کے) کل صلحاء مع صحابہ کبار، کل آئمہ محدثین یہ سب آنحضرت ﷺ کو دنیا کے لئے لعنت خیال کرتے تھے اور کیا واقعی یہ لوگ (نعوذ باللہ من ذالک) لعنتی اور مردود تھے۔ وہ صحابی جن کو کہا گیا: ''انت منی بمنزلۃ ھارون من

موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی ‘‘ وہ جس کو کہا گیا: ’’لو کان بعدی نبی لکان عمر ‘‘ وہ اپنے دلوں کیا یہ نہ سمجھتے تھے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبی نہیں ہوسکتا۔ اگر سمجھتے تھے تو میاں صاحب کی محک پر وہ کیا ہوئے اور پھر وہ جس نے خود یہ لفظ کہے، وہ میاں صاحب کے نزدیک کیا ہوا۔ افسوس کہ دین کو بچوں کا کھیل بنالیا گیا۔ ختم نبوت کا مسئلہ وہ ہے جس پر امت کا اجماع ہے۔ آنحضرت ﷺ کے بعد نبی کا آنا کسی نے نہیں مانا...... اور پھر میں پوچھتا ہوں کہ جس صورت میں میاں صاحب یہ بھی مانتے ہیں کہ اس امت میں نبی کا نام پانے کے لئے صرف مسیح موعود ہی مخصوص ہوئے تو اب ظاہر ہے کہ مسیح موعود کے بعد اگر کوئی نبی ہو تو یہ خصوصیت جاتی رہی۔ ایسا ہی میاں صاحب آیت: ’’اخرین منھم لما یلحقوا بھم ‘‘ سے بھی یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ مسیح موعود کے سوا کوئی رسول نہیں۔ جیسا کہ انہوں نے ص ۲۳۱ ’’حقیقت النبوۃ‘‘ پر لکھا ہے: ’’بلکہ بعض جگہ صاف الفاظ میں اپنی ہی جماعت کی نسبت آخرین کے لفظ پر حصر کیا ہے اور اگر آپ سے پہلے بھی کوئی رسول اسی قسم کا مانا جائے جیسے کہ آپ تھے تو اس کی جماعت بھی ’’اخرین منھم ‘‘ کے ماتحت اصحاب رسول اللہ بن جائے گی۔ لیکن چونکہ اس امت میں سوائے حضرت مسیح موعود کی جماعت کے کسی جماعت کو آخرین نہیں قرار دیا گیا۔ معلوم ہوا کہ رسول بھی صرف مسیح موعود ہیں۔‘‘ تو اس صورت میں آخری رسول مسیح موعود ہوئے اور اس امت میں پھر سلسلہ رسالت ختم ہوا۔ کیا اب مسیح موعود نعوذ باللہ من ذلک میاں صاحب کے الفاظ میں دنیا کے لئے عذاب ہوئے یا نہیں اور آنحضرت کا اس سے کیا بچاؤ ہوا۔ اگر ایک رسول آپ کے بعد آ گیا جو اس زمانے میں جو قیامت تک ممتد ہے، نہ آنے کے برابر ہے اور پھر کیا وہ قرآن جس کے بعد کوئی کتاب نہیں، وہ اسی اعتراض کے ماتحت نہیں جس کے ماتحت آنحضرت ﷺ آخری نبی ہونے کی وجہ سے ہیں۔ کیا قرآن دنیا کے لئے عذاب ہے جو اس کے بعد کوئی کتاب نہیں۔‘‘ (النبوۃ فی الاسلام ص ۱۰۵ تا ۱۰۷ حاشیہ، مصنفہ مولوی محمد علی لاہوری قادیانی)

(۹) مسلمانوں کا دھوکا

’’میرے نزدیک درود کے ذریعے دعاء سکھانے میں بہت بڑی حکمت ہے اور وہ یہ کہ مسلمانوں کو یہ دھوکا لگنے والا تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی امت کو جو کچھ ملا، وہ محمد ﷺ کی ذریت کو نہیں مل سکتا۔ حضرت ابراہیم کے متعلق تو خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ ہم تمہاری ذریت میں نبوت رکھتے ہیں مگر مسلمانوں نے یہ دھوکا کھانا تھا کہ امت محمدیہ اس نعمت سے محروم کر دی گئی ہے اور اس طرح رسول کریم ﷺ کی ہتک ہوتی تھی۔ اس لئے یہ دعا سکھائی گئی کہ جو کچھ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی امت کو ملا، اس سے بڑھ کر رسول کریم ﷺ کی امت کو ملے اور اس میں نبوت بھی آ گئی۔ پس جب کوئی مسلمان درود کی دعا پڑھتا ہے تو گویا یہ کہتا ہے کہ: ’’واجعلنا فی ذریۃ النبوۃ ‘‘ کا جو انعام حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ہوا تھا وہ حضرت محمد ﷺ پر بھی ہو...... پس درود میں یہ دعا کی جاتی ہے کہ جو کچھ حضرت ابراہیم کی امت کو دیا گیا، اس سے بڑھ کر ہمیں دے اور یہ اسی طرح ہوسکتا ہے کہ رسول کریم ﷺ کی امت میں جو نبی آئے وہ ابراہیمی سلسلہ کے نبیوں سے بڑھ کر ہو۔ ہاں! ان میں یہ بھی فرق ہوگا کہ رسول کریم ﷺ کی روحانی ذریت میں نبوت رکھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جسمانی ذریت ہیں۔‘‘

(درود شریف کی تفسیر، از محمود خلیفہ قادیان مندرجہ درود شریف ص ۱۳۲، ۱۳۳، مؤلفہ محمد اسماعیل قادیانی)

(۱۰) صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے

’’اپنے تئیں صرف ظاہری صورت اسلام سے دھوکا مت دو اور خدا کی کلام کو غور سے پڑھو کہ وہ تم سے کیا چاہتا ہے۔ وہ وہی امر تم

سے چاہتا ہے جس کے بارے میں سورۂ فاتحہ میں تمہیں دعا سکھلائی گئی ہے یعنی یہ دعا کہ:'' اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم ''پس جب کہ خدا تمہیں یہ تاکید کرتا ہے کہ پنج وقت یہ دعا کرو کہ وہ نعمتیں جو نبیوں اور رسولوں کے پاس ہیں، وہ تمہیں بھی ملیں۔ پس تم بغیر نبیوں رسولوں کے ذریعہ کے وہ نعمتیں کیونکر پا سکتے ہو۔ لہٰذا ضرور ہوا کہ تمہیں یقین اور محبت کے مرتبے پر پہنچانے کے لئے خدا کے انبیاء وقتاً بعد وقت آتے رہیں جن سے تم وہ نعمتیں پاؤ۔ اب کیا تم خدا تعالیٰ کا مقابلہ کرو گے اور اس کے قدیم قانون کو توڑ دو گے۔'' (لیکچر سیالکوٹ ص۳۲، خزائن ج۲۰ ص۲۲۷)

''قرآن کریم نبوت کو رحمت بھی قرار دیتا ہے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم سے فرماتے ہیں: اے قوم! اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کو یاد کرو جو اس نے تم پر کیں اور وہ یہ ہیں کہ اس نے تم میں سے نبی بنائے اور تمہیں دنیوی سلطنت بھی عطاء کی۔ پس نبوت جب کہ رحمت الٰہی ہے اور یہ بھی ثابت ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ اپنی سنت میں تبدیلی نہیں کرتا تو عقلاً ونقلاً کسی شخص کے لئے یہ کہنا جائز نہیں کہ ضرورت کے وقت رسول کریم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ افسوس ہے کہ غیر احمدی علماء جن غلطیوں میں پڑ گئے، ان میں سے ایک اہم ترین غلطی یہ ہے کہ انہوں نے خیال کر لیا کہ رسول کریم ﷺ پر سلسلہ نبوت خدا تعالیٰ نے بند کر دیا اور اب خواہ کتنی ہی ضرورت داعی ہو کوئی نبی اس کی طرف سے مبعوث نہیں کیا جاسکتا۔ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ رسول کریم ﷺ کو رحمۃ اللعالمین سمجھتے ہوئے کیوں اس افسوس ناک غلطی کا ارتکاب کرتے ہیں۔'' (الفضل قادیان ج۲۱ نمبر۱۳۳ ص۵ کالم۱،۲، مؤرخہ ۸؍مئی ۱۹۳۴ء)

''بہرحال یہ خیال کہ رسول کریم ﷺ کے بعد دروازۂ نبوت بند ہو چکا ہے، بالکل باطل اور لغو خیال ہے۔ قرآن اور احادیث اور امت محمدیہ کے بہترین افراد اس عقیدے کی لغویت کا اعلان کر رہے ہیں اور درحقیقت امت محمدیہ کی شان بھی اسی میں ہے کہ اس میں جہاں صلحاء و اولیاء شہداء اور اصدقاء پیدا ہوں، وہاں ایسے بھی انسان ہوں، جو خدا سے شرف مکالمہ ومخاطبہ حاصل کر کے نبی بن جائیں تا امت محمدیہ حقیقی معنوں میں خیر الامم کہلا سکے۔ تعجب ہے کہ ہمارے مخالف کہنے کو تو کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ افضل الرسل ہیں اور یہ کہ امت محمدیہ تمام امتوں پر فوقیت رکھتی ہے مگر عقیدہ وہ رکھتے ہیں جس کے ماتحت نہ صرف امت محمدیہ خیر الامم نہیں کہلا سکتی بلکہ رسول کریم ﷺ کی قوت قدسیہ پر بھی حرف آتا ہے۔ اگر امت موسویہ میں باوجود کمتر درجہ ہونے کے اللہ تعالیٰ کے انبیاء آسکتے ہیں تو کیوں امت محمدیہ میں ضرورت کے وقت نبی نہیں آسکتے۔ حق یہی ہے کہ رسول کریم ﷺ کی شان اور امت محمدیہ کی فوقیت اسی میں ہے کہ ضرورت کے وقت امت محمدیہ میں نبی پیدا ہوں جو رسول کریم ﷺ کے خادم ہو کر بنی اسرائیل کے نبیوں سے بڑھ کر ہوں تا معلوم ہو کہ جس کے خادم ایسے ہیں، ان کا آقا کس شان کا مالک ہے۔'' (الفضل قادیان ج۱۹ نمبر۵۰، مؤرخہ ۲۵؍اکتوبر ۱۹۳۱ء)

''جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی امت میں صرف محدثیت ہی جاری نہیں بلکہ اس سے اوپر نبوت کا بھی سلسلہ جاری ہے...... پس یہ بات بالکل روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا ہے...... اور جب کہ نبوت کا دروازہ علاوہ محدثیت کے امت محمدیہ میں کھلا ثابت ہوگیا تو یہ بھی ثابت ہوگیا کہ مسیح موعود بھی نبی اللہ تھے۔'' (حقیقت النبوۃ ص۲۲۸،۲۲۹، انوار العلوم ج۲ ص۵۴۲)

''میں مرزا قادیانی کو نبی قرار دینا نہ صرف اسلام کی ہی بیخ کنی سمجھتا ہوں بلکہ میرے نزدیک خود مرزا قادیانی پر بھی اس سے بہت بڑی زد پڑتی ہے۔ اگر تم آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ بند نہیں مانتے تو میرے نزدیک یہ بڑی خطرناک راہ ہے اور تم خطرناک غلطی کے مرتکب ہوتے ہو۔''

(خطبہ جمعہ مولوی محمد علی، امیر جماعت لاہور، پیغام صلح لاہور ج۲ نمبر۱۱۹، مؤرخہ ۶؍اپریل ۱۹۱۵ء، الفضل قادیان ج۲ نمبر۱۴۴ ص۴ کالم۱، مؤرخہ یکم؍مئی ۱۹۱۵ء)

(۱۱) پیغمبروں کا سلسلہ

’’۲۶؍فروری ۱۹۰۱ء حضرت مسیح موعود نے فرمایا: ’’اھدنا الصراط المستقیم‘‘ کی دعا سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ظلی سلسلہ پیغمبروں کا اس امت میں قائم کرنا چاہتا ہے مگر جیسا کہ قرآن کریم میں سارے انبیاء کا ذکر نہیں اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کا ذکر کثرت سے ہے۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس امت میں بھی مثیل موسیٰ یعنی آنحضرت ﷺ اور مثیل عیسیٰ یعنی امام مہدی سب سے عظیم الشان اور خاص ذکر کے قابل ہیں۔‘‘

(اخبار الحکم قادیان ج۵ نمبر۱۰ ص۸ کالم ۲،۳، مؤرخہ ۱۷؍مارچ ۱۹۰۱ء، منقول از منظور الٰہی ص۲۳۱، ملفوظات ج۲ ص۲۲۳، جدید ملفوظات ج۱ ص۴۵۵)

(۱۲) مسئلہ نبوت

’’ایک اور بڑی اصلاح جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے مسلمانوں کے خیالات میں فرمائی وہ مسئلہ نبوت کے متعلق تھی۔کئی صدیوں کے تنزل کے زمانہ میں ہمتوں کے پست ہو جانے کی وجہ سے اور بعض قرآنی آیات اور احادیث کا غلط مطلب سمجھنے کے نتیجہ میں مسلمانوں میں یہ خیال پیدا ہوگیا تھا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے اور اب کوئی شخص نبوت کے مقام پر فائز نہیں ہوسکتا......حضرت مسیح موعود نے دلائل کے ساتھ ثابت کیا کہ یہ عقیدہ بالکل خلاف تعلیم اسلام اور خلاف عقل ہے۔‘‘ (سلسلہ احمدیہ جلد اوّل ص۲۷۱)

(۱۳) آئندہ نبی

’’اس لئے ہم اس امت میں صرف ایک ہی نبی کے قائل ہیں۔آئندہ کا حال پردۂ غیب میں ہے......اس پر بحث کرنا انبیاء کا کام ہے نہ ہمارا۔پس ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اس وقت تک اس امت میں کوئی اور شخص نبی نہیں گزرا کیونکہ اس وقت تک نبی کی تعریف کسی اور انسان پر صادق نہیں آتی۔‘‘ (حقیقت النبوۃ ص۱۳۸، انوار العلوم ج۲ ص۴۶۰، ۴۶۱)

’’آپ کا چوتھا سوال یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے بعد کوئی اور نبی آئے گا یا آ سکتا ہے؟ اگر کوئی اور نبی نیا مبعوث ہو تو احمدی لوگ اس پر ایمان لائیں گے یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے بعد نبی آ سکتا ہے۔آئے گا کے متعلق میں قطعی طور پر کچھ نہیں کہہ سکتا۔ہاں! حضرت مسیح موعود کی کتب سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ایسا نبی آئے گا۔جب وہ نبی آئے گا، اس پر ایمان لانا احمدیوں کے لئے ضروری ہوگا۔‘‘ (مکتوب مرزا محمود خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج۱۴ نمبر۸۵، مؤرخہ ۲۹؍اپریل ۱۹۲۷ء)

’’سوال: حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے بعد بھی جب نبی آنے کا امکان ہے تو آپ کو آخری زمانے کا نبی کہنے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: آخری زمانے کا نبی اصطلاح ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے توسط کے بغیر کسی کو نبوت کا درجہ حاصل نہیں ہوسکتا۔اب کوئی ایسا نبی نہیں آ سکتا جو یہ کہے کہ رسول کریم ﷺ سے براہ راست تعلق پیدا کر کے نبی بن سکا۔حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں میری اتباع کے بغیر کسی کو قرب الٰہی حاصل نہیں ہوسکتا۔پس آئندہ خواہ کوئی نبی ہو، اس کے لئے حضرت مسیح موعود پر ایمان لانا ضروری ہے۔‘‘

(ارشاد مرزا محمود خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج۲۰ نمبر۱۳۰ ص۷ کالم۱، مؤرخہ ۲؍مئی ۱۹۳۳ء)

’’کئی جاہل لوگ (قادیانی صاحبان) جب مجھ سے ملتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں السلام یا نبی اللہ۔میں انہیں سمجھاتا ہوں اور بتاتا ہوں کہ میں نبی نہیں۔میں تو نبی کا نائب ہوں۔‘‘ (خطبہ جمعہ، الفضل قادیان ج۱۶ نمبر۶۳ ص۷ کالم۲، مؤرخہ ۸؍فروری ۱۹۲۹ء، خطبات محمود ج۱۲ ص۳۳)

(۱۴) انبیاء عظام

''خاتم النّبیین آنے والے نبیوں کے لئے روک نہیں ہے۔ انبیاء عظام حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے خادموں میں پیدا ہوں گے اور وہ ہمیشہ اسلام کے محافظ اور شائع کرنے والے ہوں گے۔ ان کا کام صرف یہی ہوگا کہ جب اسلام کے چہرہ منور اور جسم صفاء پر نفسانیت اور تیرگی علم کے باعث علماء کجرو گرد وغبار ڈال دیں گے تو وہ اس کو صاف کردیا کریں گے۔''

(الفضل قادیان، خاتم النّبیین نمبر ج ۱۵ ص ۱۵ کالم ۳ نمبر ۹۶، ۹۷، مؤرخہ ۱۲ر جون ۱۹۲۸ء)

(۱۵) ہزاروں نبی

''انہوں نے ...... یہ سمجھ لیا ہے کہ خدا کے خزانے ختم ہوگئے ...... ان کا یہ سمجھنا خدا تعالیٰ کی قدر کو ہی نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے۔ ورنہ ایک نبی کیا میں تو کہتا ہوں ہزاروں نبی ہوں گے۔'' (انوار خلافت ص ۶۲، انوار العلوم ج ۳ ص ۱۲۴)

''اگر میری گردن کے دونوں طرف بھی تلوار رکھ دی جائے اور مجھے کہا جائے کہ تم یہ کہو کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو میں اسے کہوں گا تو جھوٹا ہے، کذاب ہے۔ آپ کے بعد نبی آسکتے ہیں اور ضرور آسکتے ہیں۔'' (انوار خلافت ص ۶۵، انوار العلوم ج ۳ ص ۱۲۷)

''ہمارا یہ بھی یقین ہے کہ اس امت کی اصلاح اور درستی کے لئے ہر ضرورت کے موقع پر اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء بھیجتا رہے گا۔''

(ارشاد مرزا محمود خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج ۱۲ نمبر ۱۲۴ ص ۵ کالم ۳، مؤرخہ ۱۲ر مئی ۱۹۲۵ء)

''اب سوال یہ ہے کہ اس مسئلہ کی آنحضرت ﷺ کے بعد کیا ضرورت ہے۔ کیونکہ آپ کے بعد کوئی نبی تو آنا نہیں مگر اس کے متعلق یہ معلوم ہونا چاہئے کہ نبی ضرور آئیں گے۔ نہ آنے کی کوئی وجہ نہیں۔ اوّل اس لئے کہ مسلمان معصوم نہیں ہوگئے کہ ان سے غلطیاں اور بداعتقادیاں اور بدعملیاں ظاہر ہونا ناممکن ہیں۔ جب یہ ناممکن نہیں تو نبیوں کا آنا ضروری ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر مصلحین کی ضرورت نہ تھی تو مجددین کی کیوں پیش گوئی فرمائی گئی۔'' (تقریر حافظ روشن علی، جلسہ سالانہ قادیان، الفضل قادیان ج ۱۰ نمبر ۵۱ ص ۵ کالم ۱، مؤرخہ ۴ر جنوری ۱۹۲۳ء)

''سوال: کیا آئندہ بھی نبیوں کا آنا ممکن ہے؟

جواب: ہاں! قیامت تک رسول آتے رہیں گے۔ اگر یہ خیال ہے کہ دنیا میں خرابی پیدا ہوتی رہے گی تو پھر یہ ماننا پڑے گا کہ رسول بھی آتے رہیں گے۔ جب تک بیماری ہے، تب تک ڈاکٹر کی بھی ضرورت ہے۔ اگر یہ مانیں کہ کفر تو دنیا میں موجود ہوگا لیکن ہدایت کا سامان نہ ہوگا تو پھر بجائے رسول کریم ﷺ کا احسان ماننے کے آپ کی طرف ظلم منسوب ہوگا کہ آپ نے ہدایت کا راستہ بند کردیا لیکن محمد رسول اللہ ﷺ تو رحمت للعالمین ہیں۔ ان کی رحمت تمام زمانوں اور تمام قوموں پر وسیع ہے۔ لیکن اگر یہ مانا جائے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا تو اس صورت میں رحمۃ للعالمین نہیں ٹھہریں گے۔'' (ارشاد مرزا محمود خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج ۱۴ نمبر ۶۸، مؤرخہ ۲۷ر فروری ۱۹۲۷ء)

''خدارا غور کرو کہ اگر یہ عقیدہ میاں (مرزا محمود) صاحب کا درست ہے کہ نبی آتے رہیں گے اور ہزاروں نبی آئیں گے جیسا کہ انہوں نے بالصراحت ''انوار خلافت'' میں لکھ دیا ہے تو یہ ہزاروں گروہ ایک دوسرے کو کافر کہنے والے ہوں گے یا نہیں اور اسلامی وحدت کہاں ہوگی۔ یہ بھی مان لو کہ وہ سارے نبی احمدی جماعت میں ہی ہوں گے تو پھر احمدی جماعت کے کتنے ٹکڑے ہوں گے۔ آخر گزشتہ سنتوں سے تم اتنے ناواقف نہیں ہو کہ کس طرح نبی کے آنے پر ایک گروہ اس کے ساتھ اور ایک خلاف ہوتا ہے۔ وہ خدا جو محمد رسول اللہ ﷺ

کے ہاتھ پر کل دنیا کی قوموں کو ایک کرنے کا ارادہ ظاہر کر چکا ہے، کیا اب وہ مسلمانوں کو اس طرح ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا کہ ایک دوسرے کو کافر کہہ رہے ہوں اور آپس میں کوئی تعلقات اخوت اسلامی کے نہ رہ گئے ہوں۔ یاد رکھو کہ اگر اسلام کو کل ادیان پر غالب کرنے کا وعدہ سچا ہے تو یہ مصیبت کا دن اسلام پر کبھی نہیں آ سکتا کہ ہزاروں ٹولیاں نبی اپنی اپنی علیحدہ علیحدہ لئے پھرتے ہوں اور ہزار ہا ڈیڑھ اینٹ کی مسجدیں ہوں جن کے پجاری اپنی اپنی جگہ ایمان اور نجات کے ٹھیکے دار بنے ہوئے ہوں اور دوسرے تمام مسلمانوں کو کافر، بے ایمان قرار دے رہے ہوں۔'' (ردتکفیر اہل قبلہ ص۴۹، ۵۰، مصنفہ مولوی محمد علی لاہوری قادیانی، امیر جماعت لاہور)

''یاد رکھو جس دن تمہارے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہوا کہ حضرت مسیح موعود سے علیحدہ ہو کر بھی ہم کچھ کر سکتے ہیں وہی دن تمہاری تباہی کا دن ہوگا۔ اسی لمحہ سے نئے نبی کی ضرورت محسوس ہوگی جو آ کر نئی جماعت بنائے گا اور تم برباد کئے جاؤ گے۔ وہی بات سچ ہے جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے کہی اور جو آپ کے خلاف کوئی دوسرا کہے، وہ غلط ہے۔''

(خطبہ جمعہ، الفضل قادیان ج۱۲ نمبر۴ ص۹ کالم۱، مؤرخہ۱۵؍جولائی ۱۹۲۴ء، خطبات محمود ج۸ ص۴۵۸)

(۱۶) نبوت کا ایقان واعلان

''جس بناء پر میں اپنے تئیں نبی کہلاتا ہوں، وہ صرف اس قدر ہے کہ میں خداتعالیٰ کی ہم کلامی سے مشرف ہوں اور وہ میرے ساتھ بکثرت بولتا اور کلام کرتا ہے اور میری باتوں کا جواب دیتا ہے اور بہت سی غیب کی باتیں میرے پر ظاہر کرتا اور آئندہ زمانوں کے وہ راز میرے پر کھولتا ہے کہ جب تک انسان کو اس کے ساتھ خصوصیت کا قرب نہ ہو، دوسرے پر وہ اسرار نہیں کھولتا اور ان ہی امور کی کثرت کی وجہ سے اس نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے، تو میں کیوں کر انکار کر سکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں۔ اس وقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں۔''

(مرزا قادیانی کا خط مؤرخہ ۲۳؍مئی ۱۹۰۸ء بنام اخبار عام لاہور، حقیقت النبوۃ ص۲۷۰، ۲۷۱، انوار العلوم ج۲ ص۵۸۰، ۵۸۱)

''چند روز ہوئے ہیں کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے، وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا۔ حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔ حق یہ ہے کہ خداتعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ، پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہو سکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص۱، خزائن ج۱۸ ص۲۰۶)

''پس میں جبکہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیش گوئی کے قریب خدا کی طرف سے پا کر بچشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہوگئیں تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں اور جب کہ خود خداتعالیٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں تو میں کیونکر رد کروں یا کیونکر اس کے سوا کسی دوسرے سے ڈروں۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص۳، خزائن ج۱۸ ص۲۱۰)

''اور خداتعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے...... لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں وہ نہیں مانتے۔'' (چشمہ معرفت ص۳۱۷، خزائن ج۲۳ ص۳۳۲)

’’خدا نے میرے ہزار ہا نشانوں سے میری وہ تائید کی ہے کہ بہت ہی کم نبی گزرے ہیں جن کی یہ تائید کی گئی۔ لیکن پھر بھی جن کے دلوں پر مہریں ہیں، وہ خدا کے نشانوں سے کچھ بھی فائدہ نہیں اٹھاتے۔‘‘ (تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۴۹، خزائن ج ۲۲ ص ۵۸۷)

’’اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔‘‘ (تتمہ حقیقت الوحی ص ۶۸، خزائن ج ۲۲ ص ۵۰۳)

’’تیسری بات جو اس وحی سے ثابت ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ بہرحال جب تک طاعون دنیا میں رہے گا، گو ستر برس تک رہے، قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا۔ کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے اور یہ تمام امتوں کے لئے نشان ہے...... سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔‘‘ (دافع البلاء ص ۱۰، ۱۱، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۰، ۲۳۱)

’’(ایک انگریز اور لیڈی جو شکاگو سے قادیان آئے) ان کے اس سوال پر کہ آپ نے جو دعویٰ کیا ہے، اس کی سچائی کے دلائل کیا ہیں۔ (مرزا قادیانی نے جواب دیا) میں کوئی نیا نبی نہیں۔ مجھ سے پہلے سینکڑوں نبی آچکے ہیں...... جن دلائل سے کوئی سچا نبی مانا جاسکتا ہے وہی دلائل میرے صادق ہونے کے ہیں۔ میں بھی منہاج نبوت پر آیا ہوں۔‘‘ (اخبار الحکم قادیان مؤرخہ ۱۰؍اپریل ۱۹۰۸ء، منقول از اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۸۵ ص ۶ کالم ۲، مؤرخہ ۱۵؍جنوری ۱۹۳۵ء، ملفوظات ج ۱۰ ص ۲۱۷، جدید ملفوظات ج ۵ ص ۵۱۶)

’’میں کوئی نیا نبی نہیں ہوں پہلے بھی کئی نبی گزرے ہیں جنہیں تم لوگ سچا مانتے ہو۔‘‘

(الفضل قادیان ج ۱۸ نمبر ۷ ص ۷ کالم ۲، مؤرخہ ۱۵؍جولائی ۱۹۳۰ء)

’’غور کا مقام ہے کہ ہم موسیٰ کو تو صرف اس لئے نبی کہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں اس کو نبی کہا ہے۔ عیسیٰ کو نبی اللہ صرف اس لئے جانیں کہ قرآن کریم میں اس کی نسبت نبی کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ مگر جب مسیح موعود (یعنی مرزا قادیانی) کا سوال آوے تو ہم اصول کو چھوڑ کر لفظی تاویلات میں پڑ جائیں۔ موسیٰ اور عیسیٰ کی نبوت کا ہمارے پاس کوئی ثبوت نہیں۔ سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کے کلام نے ان کو بطور نبی کے پیش کیا ہے۔ پس جب اسی خدا کے کلام (یعنی مرزا قادیانی کی وحی) میں مسیح موعود کو کئی دفعہ نبی کے نام سے پکارا گیا ہے تو ہم کون ہیں کہ اس کی نبوت کا انکار کریں۔‘‘ (کلمۃ الفصل مصنفہ مرزا بشیر احمد، مندرجہ رسالہ ریویو ج ۱۴ نمبر ۳ ص ۱۱۴، بابت ماہ مارچ ۱۹۱۵ء)

’’اگر کوئی شخص مخلّی بالطبع ہو کر اس بات پر غور کرے گا تو سے اس خیال کی لغویت خود ہی معلوم ہو جائے گی اور روز روشن کی طرح اس پر ظاہر ہو جائے گا کہ مسیح موعود ضرور نبی ہے۔ کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں کہ ایک شخص کا نام قرآن کریم نبی رکھے۔ آنحضرت ﷺ نبی رکھیں، کرشن نبی رکھے، زرتشت نبی رکھے، دانیال نبی رکھے اور ہزاروں سالوں سے اس کے آنے کی خبریں دی جارہی ہوں، لیکن باوجود ان سب شہادتوں کے وہ پھر بھی غیر نبی کا غیر نبی ہی رہے۔‘‘ (حقیقت النبوۃ ص ۱۹۸، ۱۹۹، انوار العلوم ج ۲ ص ۵۱۴)

(۱۷) حصول نبوت کے دو طریق

’’میں حضرت مرزا صاحب کی نبوت کی نسبت لکھ آیا ہوں کہ نبوت کے حقوق کے لحاظ سے وہ ویسی ہی نبوت ہے جیسے اور نبیوں کی۔ صرف نبوت کے حاصل کرنے کے طریقوں میں فرق ہے۔ پہلے انبیاء نے بلاواسطہ نبوت پائی اور آپ نے بالواسطہ۔‘‘

(القول الفصل ص ۳۳، انوار العلوم ج ۲ ص ۲۹۳)

’’کلاصہ کلام یہ کہ مجازی نبی کے لفظ سے یہ بات ہرگز ثابت نہیں کہ آپ (یعنی مرزا قادیانی) شریعت اسلام کے مطابق نبی نہ تھے بلکہ اس کے صرف یہ معنی ہیں کہ آپ نے حقیقی نبی کی جو اصطلاح مقرر فرمائی ہے اور خود ہی اس کے معنی بتا دیئے ہیں، وہ اصطلاح آپ پر صادق نہیں آتی اور اس اصطلاح کی رو سے آپ کے مجازی نبی ہونے کے صرف یہ معنی ہیں کہ آپ کوئی نئی شریعت نہیں لائے اور نہ براہ راست نبی بنے ہیں۔ نہ یہ کہ آپ نبی ہی نہیں۔‘‘ (حقیقت النبوۃ ص۱۷۴، انوار العلوم ج۲ ص۴۹۳)

’’پس علی وجہ الحقیقت نبوت کا مدعی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک وہ شخص ہے جو براہ راست نبی ہونے کا مدعی ہو اور آنحضرت ﷺ کو چھوڑ کر کوئی الگ دین بنائے اور اس کے مقابلہ میں جو نبوت آنحضرت ﷺ کی پیروی اور متابعت کی برکت سے حاصل ہو، وہ علی طریق المجاز ہوگی۔ پس طریق المجاز اور وجہ الحقیقت ہونا صرف طریق حصول نبوت کے مختلف ہونے کے لحاظ سے ہے نہ اس وجہ سے کہ جس شخص کو علی طریق المجاز آنحضرت ﷺ کی پیروی کی برکت سے نبوت ملے گی، وہ نبی نہیں ہوگا۔‘‘

(منکرین خلافت کا انجام ص۱۵، مصنفہ جلال الدین شمس قادیانی)

(۱۸) گھٹیا قسم کی نبوت

’’یہ جو بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ظلی یا بروزی گھٹیا قسم کی نبوت ہے، یہ محض ایک نفس کا دھوکا ہے، جس کی کوئی حقیقت نہیں...... وہ نادان جو مسیح موعود کی ظلی نبوت کو ایک گھٹیا قسم کی نبوت سمجھتا ہے، یا اس کے معنے ناقص نبوت کے کرتا ہے وہ ہوش میں آوے اور اپنے اسلام کی فکر کرے۔ کیونکہ اس نے اس نبوت کی شان پر حملہ کیا ہے جو تمام نبوتوں کی سرتاج ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ لوگوں کو کیوں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی نبوت پر ٹھوکر لگتی ہے اور کیوں بعض لوگ آپ کی نبوت کو ناقص نبوت سمجھتے ہیں۔ کیونکہ میں تو یہ دیکھتا ہوں کہ آپ آنحضرت ﷺ کے بروز ہونے کی وجہ سے ظلی نبی تھے اور اس ظلی نبوت کا پایہ بہت بلند ہے۔‘‘

(کلمۃ الفصل مصنفہ بشیر احمد، مندرجہ رسالہ ریویو ج۱۴ نمبر۳ ص۱۱۳، بابت ماہ مارچ ۱۹۱۵ء)

(۱۹) جواب اعتراض

’’اگر کوئی نادان کہے کہ وہ (مرزا قادیانی) تو مجددوں میں سے ایک مجدد تھے، خدا کے نبی کیونکر ہو سکتے ہیں تو میں کہوں گا یوں تو تمام انبیاء مجدد ہی ہوتے ہیں۔ چنانچہ افضل الرسل محمد رسول اللہ علیہ السلام کو بھی ہمارے امام (مرزا غلام احمد قادیانی) نے مجدد ہی لکھا ہے۔ (دیکھو لیکچر سیالکوٹ ص۳)‘‘ (اخبار الفضل قادیان ج۲ نمبر۹۶ ص۳ کالم۲، مؤرخہ ۲۶؍جنوری ۱۹۱۵ء)

پھر حضرت مسیح موعود نے آنحضرت ﷺ کو بھی بروزی نبی قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا: ’’چونکہ تکمیل ہدایت کے لئے آپ ﷺ نے دو بروزوں میں ظہور فرمایا تھا۔ ایک بروز موسوی، دوسرے بروز عیسوی۔‘‘ (تحفہ گولڑویہ ص۹۷، خزائن ج۱۷ ص۲۵۶)

’’اب کیا حضرت نبی کریم بروز موسوی وعیسوی ہونے کی وجہ سے معاذ اللہ نبی نہ تھے...... پس حضرت مسیح موعود کا یہ فرمانا کہ آنحضرت ﷺ بھی خود بروزی نبی تھے، یشوعا بھی خود بروزی نبی تھا، حضرت یحییٰ بھی مجازی اور بروزی نبی تھے۔ کیا تمہارے لئے حجت ہے یا نہیں اور اگر ان نبیوں کو بوجہ بروزی ہونے کے تم لوگ واقعی نبی مانتے ہو تو کیا وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود جس کے نبی اللہ ہونے کے بارے میں خدا اور رسول کی تصدیق موجود ہے بوجہ بروزی اور ظلی ہونے کے نبی نہ ہوں۔ وہ بھی یقیناً نبی تھے۔‘‘

(الفضل قادیان ج۳ نمبر۹ ص۸ کالم۱، مؤرخہ ۱۳؍جولائی ۱۹۱۵ء)

(۲۰) نبوت کی تقسیم

’’جس طرح حقیقی اور مستقل نبوتیں نبوت کی اقسام ہیں، اسی طرح ظلی اور بروزی نبوت بھی نبوت کی ایک قسم ہے۔ اگر ہم حقیقی یا مستقل نبیوں کو ہمیشہ صرف نبی کے نام سے پکارتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ ظلی نبی کو نبی کے نام سے نہ پکار سکیں۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے جیسے اگر شیر تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک سفید، ایک سرخ اور ایک زرد۔ تو ہم سفید اور سرخ شیر کو تو شیر کہیں۔ مگر زرد شیر کو شیر کے نام سے نہ پکاریں۔ ظاہر ہے کہ شیر کا زرد ہونا اسے شیر ہونے کی حیثیت سے نیچے نہیں گرادیتا۔ اسی طرح مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) کا ظلی نبی ہونا مسیح موعود سے نبوت کو نہیں چھینتا بلکہ صرف نبوت کی قسم ظاہر کرتا ہے اور اگر ایک چیز کی قسم بتانے سے اس چیز کی ہستی باطل ہو جاتی ہے تو نعوذ باللہ نبی کریم کی نبوت بھی باطل ٹھہرتی ہے۔ کیونکہ آپ کی نبوت بھی تشریعی نبوت تھی جو نبوت کی ایک قسم ہے۔ پس یہ ایک بچوں کا سا خیال ہے کہ: ’’لانفرق بین احد من رسلہ ‘‘ میں حقیقی اور مستقل نبی تو شامل ہیں مگر ظلی نبی نہیں۔ کیونکہ جس طرح حقیقی اور مستقل نبوتیں نبوت کی قسمیں ہیں، اسی طرح ظلی نبوت بھی نبوت کی ایک قسم ہے اور جو حقیقی اور مستقل نبیوں کو حقوق حاصل ہیں، وہی ظلی نبی کو بھی حاصل ہیں۔ کیونکہ نفس نبوت میں کوئی فرق نہیں...... اس جگہ میں یہ بات بھی بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس مضمون میں جہاں کہیں بھی حقیقی نبوت کا ذکر ہے، وہاں اس سے مراد ایسی نبوت ہے جس کے ساتھ کوئی نئی شریعت ہو۔ ورنہ حقیقی کے لغوی معنوں کے لحاظ سے تو ہر ایک نبوت حقیقی ہی ہوتی ہے جعلی یا فرضی نہیں اور مسیح موعود بھی حقیقی نبی تھا اور جہاں کہیں بھی مستقل نبوت کا ذکر ہے، وہاں ایسی نبوت مراد ہے جو کسی کو بلاواسطہ بغیر اتباع کسی نبی سابقہ کے ملی ہو۔ ورنہ مستقل کے لغوی معنوں کے لحاظ سے تو ہر ایک نبوت مستقل ہوتی ہے، عارضی نہیں اور مسیح موعود بھی مستقل نبی تھا۔‘‘ (کلمۃ الفصل مصنفہ بشیر احمد، مندرجہ رسالہ ریویو ج۱۴ نمبر۳ ص۱۱۷ تا ۱۱۹، بابت ماہ مارچ ۱۹۱۵ء)

(۲۱) اقسام نبوت

’’مولوی صاحب (نذیر احمد قادیانی) کا ارشاد ہے کہ ظلی، بروزی، امتی، مجازی وغیرہ اصطلاحات اقسام نبوت کو سمجھانے کے لئے ہیں۔ یعنی پہلے انبیاء براہ راست انبیاء بنتے تھے اور اب متابعت سے نبی ہوں گے۔ اس کے جواب میں گزارش ہے کہ یہ تعریف نہ قرآن شریف میں ہے، نہ حدیث میں اور نہ ہی سابقہ انبیاء نے ایسا فرمایا ہے۔ ہم نے پہلے بھی گزارش کی تھی کہ ایک وقت اگر براہ راست نبوت عطاء ہوتی تھی تو یہ تعریف یا تشریح انبیاء سابقہ کو کرنی مناسب تھی اور پھر ان کو بھی اپنی نبوت کی کچھ اصطلاحات مقرر کرنی چاہئے تھیں۔ مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا اور چونکہ قرآن شریف کے بعد ایک نیا دور نبیوں کا شروع ہونے والا تھا۔ اس لئے ان اصطلاحات کو اگر وہ خود یا نبی کریم بیان فرماتے تو نہایت انسب تھا۔ چونکہ وہاں یہ خیال پیدا نہیں ہوا، اس لئے اس کی کوئی اصلیت نہیں پائی جاتی۔ اگر لوگوں میں غلط فہمی کا گمان تھا جیسا کہ مولوی صاحب نے لکھا ہے تو سب سے پہلے قرآن شریف کو اس غلطی کی اصطلاح کی ضرورت تھی۔ اس کے برعکس آپ کا یہ ارشاد کہ عقلمندوں کے لئے ان اصطلاحات کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔ یہ ایک مضحکہ خیز بیان ہے۔ اگر ان اصطلاحات کا ذکر ہے تو آپ پیش کیوں نہیں کرتے۔ آپ الفاظ پیش کردیجئے، ہم بلا بحث تسلیم کرلیں گے۔ غضب ہے کہ ایک طرف آپ لکھتے ہیں کہ عقلمندوں کے لئے ان اصطلاحات کا ذکر قرآن مجید میں ہے اور چند سطور اس سے آگے چل کر یہ بھی لکھ دیا ہے کہ خداتعالیٰ کے نزدیک چونکہ سب نبی نبی ہوتے ہیں اس لئے وہ نبی کی اصطلاح کو تشریح الفاظ کے اضافہ کے ساتھ استعمال نہیں فرماتا۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا‘‘

(پیغام صلح لاہور ج۲۴ نمبر۶۰ ص۲ کالم۳، مؤرخہ ۱۹؍ستمبر ۱۹۳۶ء)

(۲۲) ظلم عظیم

''اگر یہ کہا جاوے کہ اس آیت میں تو صرف رسولوں پر ایمان لانے کا سوال ہے۔ مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کا کوئی ذکر نہیں تو ایسا کہنا ایک ظلم عظیم ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں (یعنی مرزا قادیانی کی وحی میں۔ للمؤلف) مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے متعلق بیسیوں جگہ نبی اور رسول کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا: ''دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔'' یا جیسے فرمایا: ''یا ایھا النبی اطعموا الجائع والمعتر'' یا جس طرح فرمایا: ''انی مع الرسول اقوم'' اور مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے بھی اپنی کتابوں میں اپنے دعویٰ رسالت ونبوت کو بڑی صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ جیسا کہ آپ لکھتے ہیں کہ: ''ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔'' دیکھو (بدر مؤرخہ ۵ر مارچ ۱۹۰۸ء) یا جیسا کہ آپ نے لکھا ہے کہ: ''میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں۔ اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر اس سے انکار کرسکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں۔ اس وقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں۔'' (دیکھو خط حضرت مسیح موعود، بہ طرف ایڈیٹر اخبار عام لاہور) یہ خط حضرت مسیح موعود نے اپنی وفات سے صرف تین دن پہلے یعنی ۲۳ر مئی ۱۹۰۸ء کو لکھا اور آپ کا یوم وصال ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء کو اخبار عام میں شائع ہوا۔ پھر اسی پر بس نہیں کہ مسیح موعود نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ بلکہ نبیوں کے سرتاج محمد مصطفیٰ ﷺ نے آنے والے مسیح کا نام نبی اللہ رکھا۔ جیسا کہ صحیح مسلم سے ظاہر ہے پس ان تین عظیم الشان شہادتوں کے ہوتے ہوئے کون ہے جو مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی نبوت سے انکار کرے؟'' (کلمۃ الفصل مصنفہ بشیر احمد، مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ج ۱۴ نمبر ۳ ص ۱۱۰، ۱۱۱، بابت ماہ مارچ ۱۹۱۵ء)

(۲۳) مرزا قادیانی حقیقی نبی

''درحقیقت خدا کی طرف سے خدا تعالیٰ کی مقرر کردہ اصطلاح کے مطابق قرآن کریم کے بنائے ہوئے معنوں کی رو سے نبی ہو اور نبی کہلانے کا مستحق ہو، تمام کمالات نبوت اس میں اس حد تک پائے جاتے ہوں جس حد تک نبیوں میں پائے جانے ضروری ہیں تو میں کہوں گا کہ ان معنوں کی رو سے حضرت مسیح موعود حقیقی نبی تھے۔'' (القول الفصل ص ۱۲، انوار العلوم ج ۲ ص ۲۷۴)

''پس شریعت اسلام نبی کے جو معنی کرتی ہے اس کے معنی سے حضرت صاحب (مرزا قادیانی) ہرگز مجازی نبی نہیں ہیں۔ بلکہ حقیقی نبی ہیں۔'' (حقیقت النبوۃ ص ۱۷۴، انوار العلوم ج ۲ ص ۴۹۳)

''حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) رسول اللہ اور نبی اللہ جو کہ اپنی ہر ایک شان میں اسرائیلی مسیح سے کم نہیں اور ہر طرح بڑھ چڑھ کر ہے۔'' (کشف الاختلاف ص ۷، مصنفہ سرور شاہ قادیانی)

''حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں، میں نے اپنی کتاب ''انوار اللہ'' میں ایک سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود بموجب حدیث صحیح حقیقی نبی ہیں اور ایسے ہی نبی ہیں۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام وحضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آنحضرت ﷺ نبی ہیں، ''لا نفرق بین احد من رسلہ'' ہاں! صاحب شریعت جدیدہ نبی نہیں۔ جیسے کہ پہلے بھی بعض صاحب شریعت نبی نہیں تھے...... یہ کتاب حضرت مسیح موعود نے پڑھ کر فرمایا کہ آپ نے ہماری طرف سے حیدرآباد دکن میں حق تبلیغ ادا کر دیا ہے۔''

(الفضل قادیان ج ۳ نمبر ۳۸، ۳۹ ص ۶ کالم ۲، ۳، مؤرخہ ۱۹، ۲۱ر ستمبر ۱۹۱۵ء)

''غرضیکہ یہ ثابت شدہ امر ہے کہ مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) اللہ تعالیٰ کا ایک رسول اور نبی تھا اور وہی نبی تھا جس کو نبی کریم ﷺ نے نبی اللہ کے نام سے پکارا اور وہی نبی تھا جس کو خود اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی میں ''یا ایھا النبی '' کے الفاظ سے مخاطب کیا۔'' (کلمۃ الفصل ص۱۱۴، مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ج۱۴ نمبر۳ ص۱۱۴، بابت ماہ مارچ ۱۹۱۵ء)

''محترم ڈاکٹر صاحب! اگر آپ حضرات (یعنی لاہوری جماعت) صرف مسئلہ خلافت کے منکر ہوتے تو مجھے رنج نہ ہوتا۔ کیونکہ آپ سے پہلے بھی ایک گروہ خوارج کا موجود ہے مگر غضب تو یہ ہے کہ آپ حضرت اقدس (مرزا قادیانی) کو مسیح موعود، مہدی نبی نہیں مانتے۔ اگر حضرت مرزا صاحب نبی نہیں تھے تو مسیح موعود بھی نہ تھے۔ (نعوذ باللہ) اور اس لئے آپ کا ماننا نہ ماننا برابر ہوا اور ضروری حقیقی نبی تھے اور قسم خدا کی ضرور بالضرور نبی تھے اور آپ کے مخالف حضرات کا بھی وہی حشر ہوگا جو دیگر انبیاء کے مخالفین کا۔ میں اس عقیدہ پر علی وجہ البصیرت قائم ہوں۔'' (مکتوب محمد عثمان خان قادیانی، الہدیٰ نمبر ا ص۵۴، حکیم محمد حسین قادیانی لاہوری)

''میں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ میں حضرت مسیح موعود کے زمانے کا احمدی ہوں اور میں نے ۱۸۹۹ء میں بیعت کی تھی۔ میں ان معنوں میں حضرت مسیح موعود کو خدا کا نبی اور رسول یقین کیا کرتا تھا جن معنوں میں رسول کریم ﷺ نے آپ کا نام اپنی پیش گوئی میں نبی اللہ رکھا ہے اور میں اس دعویٰ نبوت حضرت مسیح موعود پر یقین رکھتا ہوں۔ میرے سامنے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب اور مولوی محمد احسن صاحب آپس میں بحث کررہے تھے تو دوران مباحثہ میں آوازیں بلند ہوگئیں اور اونچا اونچا بولنا شروع ہوگیا تو حضرت مسیح موعود نے فرمایا: ''لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی '' اس کے بعد مولوی عبدالکریم صاحب تو بالکل خاموش ہوگئے اور مولوی محمد احسن صاحب کچھ آہستہ آہستہ بولتے رہے۔'' (حافظ محمد ابراہیم قادیانی کا حلفیہ بیان، فرقان قادیان ج ا نمبر۱۰ ص۱۰، بابت اکتوبر ۱۹۴۲ء)

''مجھے سیدنا حضرت مسیح موعود کے دست مبارک پر اظہار اسلام کی سعادت نصیب ہوئی۔ ۱۸۹۵ء میں بیعت کا شرف ملا۔ فالحمد للہ! میں حضور پر نور کو صحیح طور پر اور اصل معنوں میں اللہ کا رسول اور نبی یقین کرتا تھا نہ کہ محض استعارہ اور مجاز کے رنگ میں۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود کی زبان مبارک سے بارہا براہ راست اپنے کانوں سنا۔ حضور کی موجودگی میں حضور کو نبی اللہ اور خدا کا رسول کے نام سے ذکر کیا گیا۔ ذکر کرنے والوں میں سے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب خصوصیت سے پیش پیش تھے اور بعض احباب کے استفسار پر حضور نے مہر تصدیق ثبت فرمائی۔'' (جناب بھائی عبدالرحمان قادیانی کی شہادت، فرقان قادیان ج ا نمبر۱۰ ص۱۶، بابت اکتوبر ۱۹۴۲ء)

''میں حلفی بیان دیتا ہوں کہ خدا ایک اور محمد رسول اللہ اس کے سچے نبی خاتم النّبیین ہیں اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب اسی طرح نبی اللہ ہیں جس طرح دوسرے ایک لاکھ ۲۴ ہزار نبی اللہ تھے۔ ذرہ فرق نہیں۔ فقط۔''

(جناب بابو غلام محمد قادیانی، ریٹائرڈ فورمین لاہور کی حلفیہ شہادت، فرقان قادیان ج ا نمبر۱۰ ص۱۲، بابت اکتوبر ۱۹۴۲ء)

(۲۴) حقیقی نبی اور رسول

''اکثر لوگ دریافت کرتے ہیں کہ آیا فی الواقع میاں صاحب (مرزا محمود خلیفہ قادیان) حضرت مسیح موعود کو حقیقی نبی مانتے ہیں اور انہوں نے ایسا کہاں لکھا ہے۔ مختصر طور پر اس کا جواب یہ ہے کہ میاں صاحب فی الواقع حضرت مسیح موعود کو حقیقی نبی مانتے ہیں۔ کیونکہ...... ''الفضل'' مؤرخہ ۱۷؍جنوری ۱۹۱۵ء میں ان کا ایک خط چھپا ہے جس میں انہوں نے صاف طور پر آیت: ''فمن اظلم

ممن افتری علی اللہ کذبا او کذب بایاتہ‘‘ پر بحث کرتے ہوئے یہ الفاظ لکھے ہیں، اس آیت میں نبیوں اور رسولوں کے الہام کا ذکر ہے اور وہی مراد ہیں۔ حضرت مسیح موعود چونکہ اس گروہ میں شامل تھے اس لئے ان کا انکار بھی اس آیت کے ماتحت آتا تھا۔ اب اس عبارت کا منشاء سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت مسیح موعود فی الواقع رسل اور انبیاء میں شامل ہیں۔ مجددوں کو الگ کردینے اور حضرت مسیح موعود کو نبیوں اور رسولوں میں شامل کرنے سے صاف طور پر میاں صاحب کا یہ عقیدہ پایا جاتا ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود کو حقیقی نبی اور رسول مانتے ہیں نہ مجازی۔‘‘ (مولوی محمد علی لاہوری قادیانی، امیر جماعت لاہور کا رسالہ’’نبوت کاملہ تامہ اور جزئی نبوت میں فرق‘‘ ص ۱۹، منقول از رسالہ تبدیلی عقائد، مولوی محمد علی ص ۸۷، مؤلفہ محمد اسماعیل قادیانی)

(۲۵) اطلاع عام

’’میں پبلک اور حکام کی اطلاع کے لئے یہ بات واضح کردینا چاہتا ہوں کہ ہم حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو اللہ تعالیٰ کا مقدس نبی، جری اللہ فی حلل الانبیاء اور بنی نوع انسان کا نجات دہندہ مانتے ہیں اور تمام وہ عقیدتمندی اور محبت جو کسی ہندو کو حضرت کرشن یا حضرت رام چندر جی سے یا کسی عیسائی کو حضرت مسیح ناصری سے یا کسی یہودی کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوسکتی ہے، وہ اپنے پورے کمال کے ساتھ ہم حضرت مسیح موعود کے ساتھ رکھتے ہیں۔‘‘

(چوہدری فتح محمد قادیانی ایم.اے کی تقریر بہ مقام قادیان، بتاریخ ۸؍جولائی ۱۹۳۵ء، الفضل قادیان ج ۲۳ نمبر ۱۰ص ۳ کالم ۳،۴، مؤرخہ ۱۲؍جولائی ۱۹۳۵ء)

(۲۶) عقیدوں کی تبدیلیاں

’’سیدنا حضرت مسیح موعود کی کتب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی اور وفات کے بارہ میں آپ کے عقیدہ میں تبدیلی ہوئی، یعنی پہلے ایک زمانہ تک حضرت مسیح موعود ان کو زندہ سمجھتے رہے اور پھر ان کے فوت شدہ ہونے کا اعلان کیا۔ اسی طرح اپنی نبوت کے بارہ میں بھی حضور کے خیالات میں تغیر ہوا۔ یعنی ایک زمانہ تک آپ اپنے آپ کو نبی خیال نہیں فرماتے تھے۔ لیکن پھر اپنے آپ کو نبی یقین کرنے لگے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ حضور (مرزا قادیانی) کی پہلے زمانہ کی تحریرات یہ ظاہر کرتی ہیں کہ آپ نبوت کے مدعی نہیں۔ لیکن آخری زمانہ کی تحریرات وتقریرات یہ ثابت کرتی ہیں۔ آپ نبوت کے دعویدار تھے...... ہماری تحقیق یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود نے مسئلہ نبوت میں اپنے عقیدہ کو ۱۹۰۱ء کے قریب تبدیل کیا ہے اور یہ امر اس قدر واضح ہے کہ اس میں شک کرنے کی گنجائش ہی باقی نہیں ہے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل امور ہمارے اس دعوے کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں۔

حضرت مسیح سے افضل ہونے کا دعویٰ: اوّل، ایک زمانہ میں حضور اپنے آپ کو حضرت مسیح علیہ السلام سے افضل نہیں سمجھتے تھے بلکہ اگر کوئی امر آپ کی فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو اسے جزئی فضیلت قرار دیتے ہوئے فرماتے کہ ایک غیر نبی کو نبی پر جزئی فضیلت ہوسکتی ہے۔ لیکن اس کے بعد آپ پر ایسا زمانہ آیا جب آپ نے فرمایا کہ میں ہر شان میں مسیح سے افضل ہوں اور ان دونوں باتوں میں تطبیق دیتے ہوئے فرمایا کہ پہلے میں سمجھتا تھا کہ میں نبی نہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کی وحی نے مجھے اس خیال پر نہ رہنے دیا اور بار بار نبی کا خطاب دیا تو میں نے اپنے آپ کو مسیح سے افضل قرار دیا۔ چنانچہ جب حضور (مرزا قادیانی) کے ان دو بیانات پر جن میں سے ایک میں آپ نے فرمایا تھا کہ حضرت مسیح پر مجھے جزئی فضیلت ہے اور دوسرے میں فرمایا کہ میں ہر شان میں مسیح علیہ السلام سے بڑھ کر ہوں۔ تناقض کا اعتراض ہوا تو حضرت نے اس کے

جواب میں تحریر فرمایا کہ: ''اس بات کو توجہ کر کے سمجھ لو کہ یہ اسی قسم کا تناقض ہے کہ جیسے براہین احمدیہ میں میں نے یہ لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا۔ مگر بعد میں یہ لکھا کہ آنے والا مسیح میں ہی ہوں۔ اس تناقض کا بھی یہی سبب تھا کہ اگرچہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا اور یہ بھی فرمایا کہ تیرے آنے کی خبر خدا اور رسول نے دی تھی۔ مگر چونکہ ایک گروہ مسلمانوں کا اس عقائد پر جما ہوا تھا اور میرا بھی یہی اعتقاد تھا کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر سے نازل ہوں گے۔ اس لئے میں نے خدا کی وحی کو ظاہر پر حمل کرنا نہ چاہا۔ بلکہ اس وحی کی تاویل کی اور اپنا اعتقاد وہی رکھا جو عام مسلمانوں کا تھا اور اسی کو براہین احمدیہ میں شائع کیا۔ لیکن بعد اس کے اس بارہ میں بارش کی طرح وحی نازل ہوئی کہ وہ مسیح موعود جو آنے والا تھا تو ہی ہے اور...... کہ درحقیقت مسیح ابن مریم فوت ہو گیا...... اسی طرح صدہا نشانیوں اور آسمانی شہادتوں اور قرآن شریف کی قطعیۃ الدلالت آیات اور نصوص صریحہ حدیثیہ نے مجھے اس بات کے لئے مجبور کر دیا کہ میں اپنے تئیں مسیح موعود ہوں...... اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔''

(حقیقت الوحی ص۱۴۸ تا ۱۵۰، خزائن ج۲۲ ص۱۵۲ تا ۱۵۴)

''اس جگہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے جس وضاحت سے نبوت کے بارہ میں اپنے عقیدہ کی تبدیلی بیان فرمائی، اس کے متعلق کسی تشریح کی ضرورت نہیں۔'' (الفضل قادیان ج۲۸ نمبر۱۳۴، مؤرخہ ۱۳؍جون ۱۹۴۰ء)

''ہم (یعنی لاہوری جماعت) اور جماعت قادیان دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ مرزا قادیانی نے جب ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو نبی ہونے سے انکار کیا اور اپنا دعویٰ محدثیت قرار دیا اور نبوت کو آنحضرت ﷺ پر ختم قرار دیا اور آپ کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والے کو مفتری اور کذاب قرار دیا۔ اختلاف ہم میں اور جماعت قادیان کے پیشوا میں یہ ہے کہ ہم کہتے ہیں حضرت مسیح موعود ۱۸۹۱ء سے لے کر اپنی وفات تک اسی عقیدے پر قائم رہے اور جماعت قادیان کا پیشوا لکھتا ہے کہ آپ نے ۱۹۰۱ء میں اپنا عقیدہ تبدیل کر لیا تھا۔ خود نبوت کا دعویٰ کیا اور آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا قرار دیا۔ (تعجب کی کیا بات ہے۔ اگر مرزا قادیانی جیسے موقع شناس دس سال میں اتنی بھی تبدیلی اور ترقی نہ کرتے تو پھر دعویٰ سے کیا حاصل تھا۔ یوں لاہوری جماعت مصلحتاً تجاہل عارفانہ سے کام لے تو دوسری بات ہے ورنہ واقعہ وہی ہے جو جماعت قادیان نے جرأت بلکہ دیانت سے ظاہر کر دیا۔ للمؤلف)''

(پیغام صلح لاہور ج۳۴ نمبر۳۴ ص۲ کالم۱، مؤرخہ ۲۱؍اگست ۱۹۴۶ء)

(۲۷) تناقض کا خلاصہ

''کسی سچیار اور عقلمند اور صاف دل انسان کے کلام میں ہرگز تناقض نہیں ہوتا۔ ہاں! اگر کوئی پاگل یا مجنوں یا ایسا منافق ہو کہ خوشامد کے طور پر ہاں میں ہاں ملا دیتا ہو، اس کا کلام بے شک متناقض ہو جاتا ہے۔'' (ست بچن ص۳۰، خزائن ج۱۰ ص۱۴۲)

''اس شخص کی حالت ایک مخبط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے۔''

(حقیقت الوحی ص۱۸۴، خزائن ج۲۲ ص۱۹۱)

''جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے۔'' (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۱۱، خزائن ج۲۱ ص۲۷۵)

فصل چوتھی

نبوت کی تکمیل

(۱) ختم نبوت کی تجدید

''ان حوالوں سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ اس امت میں سوائے مسیح موعود کے اور کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ سوائے مسیح موعود کے اور کسی فرد کی نبوت پر آنحضرت ﷺ کی تصدیقی مہر نہیں اور اگر بغیر تصدیقی مہر آنحضرت ﷺ کے اور کسی کو بھی نبی قرار دیا جائے تو اس کے دوسرے معنی یہ ہوں گے کہ وہ نبوت صحیح نہیں۔'' (تشحیذ الاذہان قادیان ج۱۲ نمبر۸ ص۲۵، بابت ماہ اگست ۱۹۱۷ء)

''پس اس وجہ سے (اس امت میں) نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں...... اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا...... جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا۔ وہ پیش گوئی پوری ہو جائے۔''

(حقیقت الوحی ص۳۹۱، خزائن ج۲۲ ص۴۰۶، ۴۰۷)

''اس جگہ یہ سوال طبعاً ہوسکتا ہے کہ حضرت موسیٰ کی امت میں بہت سے نبی گزرے ہیں۔ پس اس حالت میں موسیٰ کا افضل ہونا لازم ہوتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جس قدر نبی گزرے ہیں ان سب کو خدا نے براہ راست چن لیا تھا۔ حضرت موسیٰ کا اس میں کچھ بھی دخل نہیں تھا۔ لیکن اس امت میں آنحضرت ﷺ کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیاء ہوئے ہیں اور ایک وہ بھی ہوا جو امتی بھی ہے اور نبی بھی۔ اس کثرت فیضان کی کسی نبی میں نظیر نہیں مل سکتی۔'' (حقیقت الوحی ص۲۸، خزائن ج۲۲ ص۳۰ حاشیہ)

''اور ہمارے نبی ﷺ پر نبوت ختم کی گئی ہے۔ اس لئے آپ کے بعد اس کے سوا کوئی نبی ہیں جسے آپ کے نور سے منور کیا گیا ہو اور جو بارگاہ کبریائی سے آپ کا وارث بنایا گیا ہو۔ معلوم ہو کہ ختمیت ازل سے محمد ﷺ کو دی گئی، پھر اس کو دی گئی جسے آپ کی روح نے تعلیم دی اور اپنا ظل بنایا۔ اس لئے مبارک ہے وہ جس نے تعلیم دی اور وہ جس نے تعلیم حاصل کی، پس بلاشبہ حقیقی ختمیت مقدر تھی چھٹے ہزار میں جو رحمان کے دنوں میں سے چھٹا دن ہے۔'' (خطبہ الہامیہ ص ب، خزائن ج۱۶ ص۳۱۰)

''اسی طرح مسیح موعود چھٹے ہزار میں پیدا کیا گیا۔'' (خطبہ الہامیہ ص ج، خزائن ج۱۶ ص۳۱۷)

''آنحضرت ﷺ کے بعد صرف ایک ہی نبی کا ہونا لازم ہے اور بہت سارے انبیاء کا ہونا خداتعالیٰ کی بہت سی مصلحتوں اور حکمتوں میں رخنہ واقع کرتا ہے۔'' (تشحیذ الاذہان قادیان ج۱۲ نمبر۸ ص۱۱، بابت ماہ اگست ۱۹۱۷ء)

''ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین ...... اس آیت میں ایک پیش گوئی مخفی ہے اور وہ یہ کہ اب نبوت پر قیامت تک مہر لگ گئی ہے اور بجز بروزی وجود کے، جو خود آنحضرت ﷺ کا وجود ہے، کسی میں یہ طاقت نہیں کہ جو کھلے کھلے طور پر نبیوں کی طرح خدا سے کوئی علم غیب پاوے اور چونکہ وہ بروز محمدی جو قدیم سے موعود تھا، وہ میں ہوں۔ اس لئے بروزی رنگ کی نبوت مجھے عطاء کی گئی اور اس نبوت کے مقابل پر اب تمام دنیا بے دست وپا ہے۔ کیونکہ نبوت پر مہر ہے۔ ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا، سو وہ ظاہر ہوگیا۔ اب بجز اس کھڑکی کے اور کوئی کھڑکی نبوت کے چشمہ سے پانی لینے کے لئے باقی نہیں۔''

(ایک غلطی کا ازالہ ص۶، خزائن ج۱۸ ص۲۱۵، مندرجہ تبلیغ رسالت ج۱ ص۲۳، ۲۴، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۴۴۰، جدید مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۵۳۰)

(۲) مرزا قادیانی خاتم النّبیین

''آنحضرت ﷺ کے بعد صرف ایک ہی نبی کا ہونا لازم ہے اور بہت سارے انبیاء کا ہونا خدا تعالیٰ کی بہت سی مصلحتوں اور حکمتوں میں رخنہ واقع کرتا ہے۔''　(تشحیذ الاذہان قادیان ج۱۲ نمبر۸ ص۱۱، بابت ماہ اگست ۱۹۱۷ء)

''پس ثابت ہوا کہ امت محمدیہ میں ایک سے زیادہ نبی کسی صورت میں بھی نہیں آسکتے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اپنی امت میں سے صرف ایک نبی اللہ کے آنے کی خبر دی ہے جو مسیح موعود ہے اور اس کے سوا قطعاً کسی کا نام نبی اللہ یا رسول اللہ نہیں رکھا اور نہ کسی اور نبی کے آنے کی آپ نے خبر دی ہے۔ بلکہ ''لا نبی بعدی'' فرما کر اوروں کی نفی کر دی اور کھول کر بیان فرما دیا کہ مسیح موعود کے سوا میرے بعد قطعاً کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا...... اس امت میں نبی صرف ایک ہی آسکتا ہے جو مسیح موعود (مرزا قادیانی) ہے اور قطعاً کوئی نہیں آسکتا۔ جیسا کہ دیگر احادیث پر نظر کرنے سے یہ امر محقق ہو چکا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے صرف مسیح موعود کا نام نبی اللہ رکھا ہے اور کسی کو یہ نام ہرگز نہیں دیا۔''　(تشحیذ الاذہان قادیان ج۹ نمبر۳ ص۳۱، ۳۲، بابت ماہ مارچ ۱۹۱۴ء)

''پس اس لئے امت محمدیہ میں صرف ایک شخص نے نبوت کا درجہ پایا اور باقیوں کو یہ رتبہ نصیب نہیں ہوا۔ کیونکہ ہر ایک کا کام نہیں کہ اتنی ترقی کر سکے۔ بے شک اس امت میں بہت سارے ایسے لوگ پیدا ہوئے جو علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے حکم کے ماتحت انبیائے بنی اسرائیل کے ہم پلہ تھے۔ لیکن ان میں سوائے مسیح موعود کے کسی نے بھی نبی کریم کی اتباع کا اتنا نمونہ نہیں دکھایا کہ نبی کریم کا کامل ظل کہلا سکے۔ اس لئے نبی کہلانے کے لئے صرف مسیح موعود مخصوص کیا گیا۔''

(کلمۃ الفصل مصنفہ بشیر احمد، مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ج۱۴ نمبر۳ ص۱۱۶، بابت ماہ مارچ ۱۹۱۵ء)

''ہلاک ہوگئے وہ جنہوں نے ایک برگزیدہ رسول کو قبول نہ کیا۔ مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا۔ میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔''

(کشتی نوح ص۵۶، خزائن ج۱۹ ص۶۱)

(۳) بروزی کمالات گویا مرزا قادیانی خود محمد رسول اللہ کی ذات

''غرض خاتم النّبیین کا لفظ ایک الٰہی مہر ہے جو آنحضرت ﷺ کی نبوت پر لگ گئی ہے۔ اب ممکن نہیں کہ کبھی یہ مہر ٹوٹ جائے۔ ہاں! یہ ممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ دنیا میں بروزی رنگ میں آجائیں اور بروزی رنگ میں اور کمالات کے ساتھ اپنی نبوت کا بھی اظہار کریں اور یہ بروز خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک قرار یافتہ عہد تھا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: واخرین منہم لما یلحقوا بھم''　(ایک غلطی کا ازالہ ص۶، خزائن ج۱۸ ص۲۱۴، ۲۱۵، مندرجہ تبلیغ رسالت ج۱۰ ص۲۳، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۴۳۹، ۴۴۰، جدید ج۲ ص۵۲۹)

''ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ حقیقی اور واقعی طور پر تو یہ امر ہے کہ ہمارے سید و مولا آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد مستقل طور پر کوئی نبوت نہیں اور نہ کوئی شریعت ہے اور اگر کوئی ایسا دعویٰ کرے تو بلاشبہ وہ بے دین اور مردود ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ابتداء سے ارادہ کیا تھا کہ آنحضرت ﷺ کے کمالات متعدیہ کے اظہار و اثبات کے لئے کسی شخص کو آنجناب کی پیروی اور متابعت کی وجہ سے وہ مرتبہ کثرت مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ بخشے کہ جو اس کے وجود میں عکسی طور پر نبوت کا رنگ پیدا کر دے۔ سو اس طور سے خدا نے میرا نام

نبی رکھا۔یعنی نبوت محمد یہ میرے آئینہ نفس میں منعکس ہوگئی اور ظلی طور پر نہ اصلی طور پر مجھے یہ نام دیا گیا۔تا میں آنحضرت ﷺ کے فیوض کا کامل نمونہ ٹھہروں۔'' (چشمہ معرفت ص ۳۲۵،خزائن ج ۲۳ ص ۳۴۰ حاشیہ)

''مگر میں کہتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد، جو درحقیقت خاتم النّبیین تھے، مجھے رسول اور نبی کے لفظ سے پکارے جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں اور نہ اس سے مہر ختمیت ٹوٹتی ہے۔کیونکہ میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیۃ:''واخرین منھم لما یلحقوا بھم ''بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت ﷺ کا وجود قرار دیا ہے۔پس اس طور سے آنحضرت ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا۔کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا اور چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں۔پس اس طور سے خاتم النّبیین کی مہر نہیں ٹوٹی۔کیونکہ محمد ﷺ کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی۔یعنی بہرحال محمد ﷺ ہی نبی رہے نہ اور کوئی۔یعنی جب کہ میں بروزی طور پر آنحضرت ﷺ ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں۔تو پھر کون سا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص ۴،۵،خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۲،مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۱۰ ص ۲۰،مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۴۳۷،جدید ج ۲ ص ۵۲۷)

''یہ (مسلمان) کیا منہ لے کر دوسرے مذاہب کے بالمقابل اپنا دین پیش کر سکتے ہیں......تاوقتیکہ وہ مسیح موعود کی صداقت پر ایمان نہ لائیں جو فی الحقیقت وہی ختم المرسلین تھا کہ خدائی وعدے کے مطابق دوبارہ آخرین میں مبعوث ہوا......وہ وہی فخر اوّلین وآخرین ہے جو آج سے تیرہ سو برس پہلے رحمۃ للعالمین بن کر آیا تھا اور اب اپنی تکمیل تبلیغ کے ذریعہ ثابت کرگیا کہ واقعی اس کی دعوت جمیع ممالک وملل عالم کے لئے تھی۔'' (الفضل قادیان ج ۳ نمبر ۱۴ ص ۳ کالم ۳،مؤرخہ ۲۶؍ستمبر ۱۹۱۵ء)

''مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا ہے اور اسی بناء پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا۔مگر بروزی صورت میں میرا نفس درمیان نہیں ہے۔بلکہ محمد مصطفیٰ ﷺ ہے۔اسی لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا۔پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی۔محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی۔''

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۶،خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۶،مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۱۰ ص ۲۵،مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۴۴۲،جدید مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۵۳۱)

''پس چونکہ میں اس کا رسول یعنی فرستادہ ہوں۔مگر بغیر کسی نئی شریعت اور نئے دعوے اور نئے نام کے بلکہ اسی نبی کریم خاتم الانبیاء کا نام پاکر اور اسی میں ہوکر اور اسی کا مظہر بن کر آیا ہوں۔'' (نزول المسیح ص ۲،خزائن ج ۱۸ ص ۳۸۰،۳۸۱)

''اس نکتہ کو یاد رکھو کہ میں رسول اور نبی نہیں ہوں۔یعنی باعتبار نئی شریعت اور نئے دعوے اور نئے نام کے اور میں رسول اور نبی ہوں۔یعنی باعتبار ظلیت کاملہ کے۔میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے اور میں کوئی علیحدہ شخص نبوت کا دعویٰ کرنے والا ہوتا تو خدا تعالیٰ میرا نام محمد اور احمد اور مصطفیٰ اور مجتبیٰ نہ رکھتا۔'' (نزول المسیح ص ۳،خزائن ج ۱۸ ص ۳۸۱ حاشیہ)

''بروز کے معنی حضرت مسیح موعود نے خود لکھے ہیں کہ اصل اور بروز میں فرق نہیں ہوتا۔یہی وجہ ہے کہ آپ جب آنحضرت ﷺ کے ساتھ غلامی کی نسبت بیان کرتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ من یک قطرہ آب زلال محمدم۔لیکن جب آپ بروز کی رنگ میں جلوہ نما ہوتے تو فرماتے:''من فرق بینی وبین المصطفی فما عرفنی ومارائی ''کہ جو مجھ میں اور آنحضرت ﷺ میں ذرا بھی فرق کرتا ہے،اس نے نہ مجھے دیکھا اور نہ مجھے پہچانا۔''

(تقریر سرور شاہ قادیانی،الفضل قادیان ج ۳ نمبر ۸۳ ص ۸ کالم ۲،مؤرخہ ۲۶؍جنوری ۱۹۱۶ء)

’’تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد ﷺ کو اتارا تاکہ اپنے وعدہ کو پورا کرے۔‘‘ (کلمۃ الفصل مصنفہ بشیر احمد، مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ج ۱۴ نمبر ۳ ص ۱۰۵، بابت ماہ مارچ ۱۹۱۵ء)

’’اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النّبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا۔ جیسا کہ آیۃ: ’’و اخرین منھم‘‘ سے ظاہر ہے کہ پس مسیح موعود خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔‘‘
(کلمۃ الفصل مصنفہ بشیر احمد، مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ج ۱۴ نمبر ۳ ص ۱۵۸، بابت ماہ مارچ ۱۹۱۵ء)

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل غلام احمد کو دیکھے قادیان میں
(از قاضی محمد ظہور الدین اکمل قادیانی، اخبار البدر قادیان ج ۲ نمبر ۴۳ ص ۱۴ کالم ۱، مؤرخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

’’اور ہمارے نزدیک تو کوئی دوسرا آیا ہی نہیں۔ نہ نیا نبی نہ پرانا۔ بلکہ خود محمد رسول اللہ ﷺ ہی کی چادر دوسرے کو پہنائی گئی ہے اور وہ خود ہی آئے ہیں۔‘‘ (ارشاد مرزا، اخبار الحکم قادیان ج ۵ نمبر ۴۴ ص ۲ کالم ۳، مؤرخہ ۳۰ نومبر ۱۹۰۱ء، ملفوظات ج ۲ ص ۴۰۴، جدید ج ۱ ص ۵۸۵)

’’اب معاملہ صاف ہے۔ اگر نبی کریم کا انکار کفر ہے تو مسیح موعود کا انکار بھی کفر ہونا چاہئے۔ کیونکہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) نبی کریم سے کوئی الگ چیز نہیں بلکہ وہی ہے اور اگر مسیح موعود کا منکر کافر نہیں تو نعوذ باللہ نبی کریم کا منکر بھی کافر نہیں۔ کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں تو آپ کا انکار کفر ہو مگر دوسری بعثت میں جس میں بقول حضرت مسیح موعود آپ کی روحانیت اقوی اور اکمل اور اشد ہے، آپ کا انکار کفر نہ ہو۔‘‘ (کلمۃ الفصل مصنفہ بشیر احمد مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ج ۱۴ نمبر ۳ ص ۱۴۶، ۱۴۷، بابت ماہ مارچ ۱۹۱۵ء)

’’پس ان معنوں میں مسیح موعود (جو آنحضرت کے بعث ثانی کے ظہور کا ذریعہ ہے) کے احمد اور نبی اللہ ہونے سے انکار کرنا گویا آنحضرت کے بعث ثانی اور آپ کے احمد اور نبی اللہ ہونے سے انکار کرنا ہے جو منکر کو دائرہ اسلام سے خارج اور پکا کافر بنا دینے والا ہے۔ نیز مسیح موعود کو احمد نبی اللہ تسلیم نہ کرنا اور آپ کو امتی قرار دینا، یا امتی گروہ میں داخل سمجھنا گویا آنحضرت کو سید المرسلین اور خاتم النّبیین ہیں، امتی قرار دینا اور امتیوں میں داخل کرنا ہے جو کفر عظیم اور کفر بعد کفر ہے۔‘‘ (الفضل قادیان ج ۳ نمبر ۳ ص ۷ کالم ۱، مؤرخہ ۲۹ جون ۱۹۱۵ء)

’’اور آنحضرت کی بعثت اوّل میں آپ کے منکروں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا لیکن آپ کی بعثت ثانی میں آپ کے منکروں کو داخل اسلام سمجھنا یہ آنحضرت کی ہتک اور آیات سے استہزاء ہے۔ حالانکہ خطبہ الہامیہ میں حضرت مسیح موعود نے آنحضرت کی بعث اوّل وثانی کی باہمی نسبت کو ہلال اور بدر کی نسبت سے تعبیر فرمایا ہے جس سے لازم آتا ہے کہ بعث ثانی کے کافر کفر میں بعث اوّل کے کافروں سے بہت بڑھ کر ہیں...... مسیح موعود کی جماعت ’’و اخرین منھم‘‘ کی مصداق ہونے سے آنحضرت کے صحابہ میں داخل ہے۔‘‘ (الفضل قادیان ج ۳ نمبر ۱۰ ص ۶ کالم ۱، مؤرخہ ۱۵ جولائی ۱۹۱۵ء)

(۴) فنافی الرسول اور بروز میں فرق

’’البتہ یہ ضرور یاد رکھنا چاہئے کہ فنافی الرسول اور بروز میں بڑا فرق ہے۔ جس طرح مثیل اور بروز میں فرق ہے۔ فنافی الرسول اس حالت کا نام ہے۔ جب کہ کسی شخص کے اندر امتی ہونے کا مفہوم اور پیروی کے معنے اکمل اور اتم درجہ تک پائے جائیں۔ لیکن جب اس

حالت سے گزر کر اسے نبوت محمدیہ کی چادر پہنائی جائے اور اس کے آئینہ ظلیت میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا انعکاس ہو تو اس وقت وہ حالت بروز کہلاتی ہے۔ گو فنافی الرسول ہونا صدیقیت کا مقام ہے۔ پس اسی لئے فنافی الرسول کے مقام تک تو امت محمدیہ میں سے سینکڑوں پہنچے مگر بروز کے مقام کے لئے مسیح موعود ہی مخصوص تھے۔ جن کو احادیث میں آنحضرت ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے نبی اللہ کہا۔''

(الفضل قادیان ج۱۹ نمبر۴۸، مؤرخہ ۲۰؍اکتوبر ۱۹۳۱ء)

(۵) بروز اور اوتار

''پھر مثیل اور بروز میں بھی فرق ہے۔ بروز میں وجود بروزی اپنے اصل کی پوری تصویر ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ نام بھی ایک ہو جاتا ہے۔ لیکن مثیل میں نام کا ایک ہونا شرط نہیں۔ مثلاً آنحضرت ﷺ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مثیل تھے۔ مگر بروز نہ تھے۔ کیونکہ خدا نے آپ کا نام موسیٰ نہیں رکھا لیکن حضرت مسیح موعود کو تمام انبیاء کے نام دیئے گئے اور آپ ان کے بروز ہو کر نبوت کے مقام پر پہنچے۔ پس فنافی الرسول اور مثیل ہونا بروز سے علیحدہ چیزیں ہیں۔ البتہ بروز اور اوتار ہم معنے ہیں۔'' (الفضل قادیان ج۱۹ نمبر۴۸، مؤرخہ ۲۰؍اکتوبر ۱۹۳۱ء)

(۶) مسیح موعود محمد است وعین محمد است

(عنوان، الفضل قادیان مؤرخہ ۱۷؍اگست ۱۹۱۵ء) ''ادھر بچہ پیدا ہوتا ہے اور ادھر اس کے کان میں اذان دی جاتی ہے اور شروع ہی میں اس کو خدا اور خدا کے رسول پاک کا نام سنایا جاتا ہے۔ بعینہٖ یہ بات میرے ساتھ ہوئی۔ میں ابھی احمدیت میں بطور بچہ ہی کے تھا جو میرے کانوں میں یہ آواز پڑی کہ ''مسیح موعود محمد است وعین محمد است'' ...... میں اس سے بالکل بے بہرہ تھا کہ مسیح موعود پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ ''منم محمد واحمد کہ مجتبیٰ باشد'' پھر میں اس سے بالکل بے علم تھا کہ خدا کا برگزیدہ نبی اپنے آپ کو بروز محمد کہتا ہے اور بڑے زور سے دعویٰ کرتا ہے کہ ''میں بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں'' (ایک غلطی کا ازالہ) پھر مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ میں خدا کے اولوالعزم نبی حضرت مسیح موعود کو ماننے سے خدا کے نزدیک صحابہ کی جماعت میں شامل ہو گیا ہوں۔ حالانکہ وہ خدا کا نبی ...... الہامی الفاظ میں کہہ چکا تھا کہ جو میری جماعت میں شامل ہوا در حقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا۔ (خطبہ الہامیہ ص ۱۷۱، خزائن ج ۱۶ ص ۲۵۸) پھر مجھے ہرگز یہ معلوم نہ تھا کہ خدا تعالیٰ اپنی وحی پاک میں مسیح موعود کو ''محمد رسول اللہ'' کر کے مخاطب کرتا ہے۔ میرے کانوں نے یہ الفاظ سنے تھے کہ حضرت مسیح موعود کا آنا بعینہٖ محمد رسول اللہ کا دوبارہ آنا ہے۔ حالانکہ یہ بات قرآن سے صراحۃً ثابت ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ دوبارہ مسیح موعود کی بروزی صورت اختیار کر کے آئیں گے۔ جیسے کہ ''واخرین منھم'' سے ثابت ہے۔ خدا کے ارادے نے میرے دل پر کسی بزرگ کے منہ سے ''مسیح موعود محمد است وعین محمد است'' کے الفاظ کندہ کروائے۔ وہ فرد کامل تھا جس کی تعریف میں حضرت مسیح موعود نبی اللہ نے خود بھی صفحوں کے صفحے لکھے ہیں ...... یعنی وہ میرا پیارا اور میری احمدیت کے عین بچپن کے زمانہ میں خضر راہ بننے والا حضرت شاہزادہ عبداللطیف شہید کابل تھا۔ جس نے قادیان سے واپس آتے ہوئے ...... مسجد گٹی والی (لاہور) میں ...... دوران تقریر میں بڑے زور سے فرمایا کہ ''مسیح موعود محمد است وعین محمد است'' ...... وہ خدا کا پیارا (مرزا قادیانی) جو اپنے منہ سے اپنے آپ کو بروز محمد کہتا تھا اور جو کہتا تھا کہ ''میرا وجود خدا کے نزدیک محمد رسول اللہ کا ہی وجود قرار پایا ہے۔'' (ایک غلطی کا ازالہ) اس لئے مجھ میں اور محمد مصطفیٰ میں کوئی دوئی یا مغائرت باقی نہیں رہی۔ (خطبہ الہامیہ) ...... اور جو کہتا تھا کہ میں خدا سے ہوں اور مسیح مجھ

سے ہے اور جو کہتا تھا کہ جمیع انبیاء کی صفات کاملہ کا مظہر بن کر آیا ہوں جس کے آگے موسیٰ اور عیسیٰ وہی حیثیت رکھتے ہیں جو آنحضرت ﷺ کے آگے رکھتے ہیں...... مسیح موعود کے عین محمد ہونے کی اوّل دلیل یہ ہے کہ جو حضرت مسیح موعود الہامی شان کے الفاظ میں یوں تحریر فرماتے ہیں ''اور خدا نے مجھ پر اس رسول کریم کا فیض نازل فرمایا اور اس کو کامل بنایا اور نبی کریم کے لطف اور جود کو میری طرف کھینچا۔ یہاں تک کہ میرا وجود اس کا وجود ہوگیا۔ پس وہ جو میری جماعت میں شامل ہوا، درحقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا اور یہی معنی ''و اخرین منهم '' کے بھی ہیں...... اور جو شخص مجھ میں اور محمد مصطفیٰ میں تفریق کرتا ہے، اس نے مجھ کو نہیں دیکھا ہے اور نہیں پہچانا ہے۔ (خطبہ الہامیہ ص ۱۷۱، خزائن ج ۱۶ ص ۲۵۸، ۲۵۹) پس ہمارا اصحابہ کی جماعت میں شامل ہونا مسیح موعود کے عین محمد ہونے پر ایک پختہ اور بدیہی دلیل ہے۔ پھر یہ الفاظ کہ ''جو شخص مجھ میں اور محمد مصطفیٰ میں تفریق کرتا ہے اس نے مجھ کو نہیں دیکھا اور نہیں پہچانا۔'' صاف پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ مسیح موعود کو فضائل اور نعماء حضرت احدیت کے لحاظ سے عین محمد اگر نہ مانا جاوے تو سب کہنا باطل ہوجاتا ہے۔''

(الفضل قادیان ج ۳ نمبر ۲۴ ص ۸ کالم ۲، ۳، مؤرخہ ۱۷ اگست ۱۹۱۵ء)

(۷) ایک دفعہ پھر

''وہ جس نے مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) اور نبی کریم میں تفریق کی، اس نے بھی مسیح موعود کی تعلیم کے خلاف قدم مارا۔ کیونکہ مسیح موعود صاف فرماتا ہے کہ: ومن فرق بینی وبین المصطفی فما عرفنی ومارای (دیکھو: خطبہ الہامیہ ص ۱۷۱، خزائن ج ۱۶ ص ۲۵۹) اور وہ جس نے مسیح موعود کی بعثت کو نبی کریم کی بعثت ثانی نہ جانا اس نے قرآن کو پس پشت ڈال دیا۔ کیونکہ قرآن پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ محمد رسول اللہ ایک دفعہ پھر دنیا میں آئے گا۔''

(کلمۃ الفصل مصنفہ بشیر احمد، مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ج ۱۴ نمبر ۳ ص ۱۰۵، بابت ماہ مارچ ۱۹۱۵ء)

(۸) ذرہ بھر

''حضرت مسیح موعود نام، کام اور مقام کے اعتبار سے گویا آنحضرت ﷺ کا ہی وجود ہیں اور آپ میں اور آنحضرت ﷺ میں ایک ذرہ بھر بھی فرق نہیں۔ سوائے اس کے کہ مسیح موعود شاگرد اور آنحضرت ﷺ استاد ہیں۔ لیکن یہ فرق نام، کام اور مقام کے اعتبار سے نہیں بلکہ ذریعہ یا وجہ حصول نبوت کے اعتبار سے ہے۔ اب میں اس مضمون میں یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود نے بصراحت اس امر کو لکھا ہے کہ مسیح موعود درحقیقت محمدی حقیقت کا مظہر تام اور آپ کے وجود کا آئینہ ہے اور جیسا کہ آنحضرت ﷺ اپنی قوت قدسیہ اور افاضہ روحانیہ کے ساتھ اوّلین میں مبعوث ہوئے ہیں۔ ایسا ہی وہ آخرین میں بھی اسی قوت قدسیہ اور افاضہ روحانیہ کے ساتھ مبعوث ہوئے اور جیسا کہ فیض آنحضرت ﷺ کا صحابہ پر جاری ہوا، ایسا ہی بغیر کسی فرق ایک ذرہ کے مسیح موعود کی جماعت پر فیض ہوگا۔ چنانچہ آپ (مرزا قادیانی) فرماتے ہیں، ''پس جب کہ یہ امر نص صریح قرآن شریف سے ثابت ہے کہ جیسا کہ آنحضرت ﷺ کا فیض صحابہ پر جاری ہوا۔ ایسا ہی بغیر کسی امتیاز اور تفریق کے مسیح موعود کی جماعت پر فیض ہوگا تو اس صورت میں آنحضرت ﷺ کا ایک اور بعث ماننا پڑا جو آخری زمانہ میں مسیح موعود کے وقت میں ہزار ششم میں ہوگا اور اس تقریر سے یہ بات بپایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ آنحضرت ﷺ کے دو بعث ہیں یا تبدیل الفاظ یوں کہہ سکتے ہیں کہ ایک بروزی رنگ آنحضرت ﷺ کا دوبارہ آنا دنیا میں وعدہ دیا گیا تھا جو مسیح موعود اور مہدی معہود کے ظہور سے پورا ہوا۔'' (تحفہ گولڑویہ ص ۹۴، خزائن ج ۱۷ ص ۲۴۸، ۲۴۹ حاشیہ) اس حوالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کی جماعت درحقیقت

آنحضرت ﷺ کے ہی صحابہ میں کی ایک جماعت ہے اور جیسا کہ آنحضرت ﷺ کا فیض صحابہ پر جاری ہوا، ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے مسیح موعود کی جماعت پر بھی آنحضرت ﷺ کا فیض ہوا۔ پس یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر ہو رہا ہے کہ حضرت مسیح موعود کی جماعت کا عین صحابہ میں کی ایک جماعت ہونا اور آپ کی جماعت پر عین بعین وہی آنحضرت ﷺ کا فیض جاری ہونا جو صحابہ پر ہوا تھا۔ اس امر کی پختہ دلیل ہے کہ مسیح موعود در حقیقت محمد اور عین محمد ہیں اور آپ میں اور آنحضرت ﷺ میں باعتبار نام، کام اور مقام کے کوئی دوئی یا مغائرت نہیں۔''

(الفضل قادیان ج ۳ نمبر ۷۶ ص ۷ کالم ۲، ۳، مؤرخہ یکم رجنوری ۱۹۱۶ء)

(۹)　مرزا قادیانی خود محمد رسول اللہ

''پس جب کہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) نبی کریم کی دوسری بعث کے مورد ہیں اور آپ کی جماعت بغیر کسی فرق ایک ذرہ کے خاص نبی کریم ہی کی فیض یافتہ ہے تو پھر حضرت مسیح موعود کا نبی اللہ اور رسول اللہ ہونا متحقق ہے۔ پس اے مسیح کو خدا کا نبی نہ یقین کرنے والو! خدارا سوچو جب حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) بغیر فرق ایک ذرہ کے روحانی حقیقت کی رو سے خود محمد رسول اللہ ﷺ بھی ہیں تو ایک منٹ کے لئے بھی حضرت نبی کریم کو غیر نبی مقرر کرنا اور آپ سے نبوت کو منفک شدہ ماننا ایک صریح کفر نہیں تو اور کیا ہے اور اگر حضرت مسیح موعود نبی کریم ﷺ کی بعث ثانی کے مورد ہیں اور یقیناً ہیں اور اگر حضرت نبی کریم ﷺ خدا کے نبی ہیں اور آپ کی نبوت کا دامن قیامت تک وسیع ہے اور یقیناً ہے تو یقیناً مسیح موعود کا نبی اور رسول ہونا بھی محقق ہے۔ منکران نبوت کہتے ہیں کہ مسیح موعود کو حقیقی معنوں میں نبی ماننے سے حضرت نبی کریم ﷺ کی ہتک لازم آتی ہے۔ مگر میں علی وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ مسیح موعود کو حقیقی معنوں میں نبی اللہ اور رسول اللہ نہ ماننا صریح طور پر کفر کا ارتکاب کرنا ہے اور حضرت نبی کریم ﷺ کی نبوت پر ایک خطرناک حملہ کرنا ہے۔ کیونکہ خطبہ الہامیہ میں مسیح موعود فرما چکے ہیں:

''اور جان کہ ہمارے نبی کریم ﷺ جیسا کہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے ایسا ہی مسیح موعود کی بروزی صورت اختیار کر کے چھٹے ہزار کے اخیر میں مبعوث ہوئے...... پس جس نے ان سے انکار کیا، اس نے حق کا اور نص قرآن کا انکار کیا، بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی روحانیت چھٹے ہزار کے اخیر میں یعنی ان دونوں میں بہ نسبت ان سالوں کی اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے۔ بلکہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہے۔'' تم مسلمانوں کے بچے ہو۔ تم نے قرآن کو خدا کا کلام مانا ہے۔ تم نے حضرت نبی کریم کو افضل الانبیاء تسلیم کیا ہے۔ پھر اگر تمہارے ہی ہاتھوں سے نبی کریم ﷺ کی یہ عزت ہو جو تم اس کو آج غیر نبی قرار دے رہے ہو تو تمہارے لئے شرم کا مقام ہے۔ وہ نبی جو آج سے تیرہ سو سال پہلے عرب کی مبارک زمین میں مبعوث ہو چکا ہے، وہی نبی مسیح موعود کی بروزی صورت اختیار کر کے ویسا ہی مبعوث ہوتا ہے جیسا کہ پہلے مبعوث ہوتا تھا۔ اس کو تم لوگ غیر نبی کہتے ہو۔ آؤ خدا سے ڈر جاؤ۔ پس اے مسلمانوں کی اولاد خدارا اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو اور محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت سے منکر مت ہو۔ تم سے کلمہ طیبہ (لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ) کئی دفعہ پڑھوایا جا چکا ہے تا تم کسی وقت محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت سے منکر نہ ہو جانا۔ یہ ایسا نہ سمجھنا کہ گویا کسی ایک منٹ کے لئے بھی محمد رسول اللہ، رسول اللہ نہیں رہے۔ پھر سوچو کہ اگر محمد رسول اللہ پہلی بعث میں نبی اللہ اور رسول اللہ تھے تو دوسری بعث میں جو اپنی شان میں بہت بڑھ کر ہوتی ہے، وہی محمد رسول اللہ کیوں نبی اور رسول نہیں رہا۔ وہ نبی اور رسول ہے اور یقیناً ہے۔ پس تم محمد رسول اللہ ﷺ کے ظل اتم اور بروز اکمل مسیح موعود کو غیر نبی کہہ کر در حقیقت اپنے کفر پر آپ ہی مہر لگاتے ہو۔''

(فاروق قادیان ج ۲۱ نمبر ۲۶، ۲۷، مؤرخہ ۲۱ راکتوبر ۱۹۳۶ء)

(۱۰) دونوں ایک

’’پس جب کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک حضرت مسیح موعود کا وجود خاص آنحضرت ﷺ کا ہی وجود ہے یعنی خدا کے دفتر میں حضرت مسیح موعود اور آنحضرت ﷺ آپس میں کوئی دوئی یا مغائرت نہیں رکھتے بلکہ ایک ہی شان، ایک ہی مرتبہ، ایک ہی منصب اور ایک ہی نام رکھتے ہیں۔ گویا لفظوں میں باوجود دو ہونے کے ایک ہی ہیں۔ تو یہ کس قدر حق سے خروج ہوگا کہ حضرت مسیح موعود کے عین محمد ہونے سے انکار کریں اور چونکہ حضرت مسیح موعود آنحضرت ﷺ کا بروزی وجود رکھتے ہیں۔ اس لئے ممکن نہیں کہ حضرت مسیح موعود کو آنحضرت ﷺ سے غیر یقین کیا جائے۔ جیسے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) فرماتے ہیں۔ ’’اب نبوت پر قیامت تک مہر لگ گئی ہے اور بجز بروزی وجود کے جو خود آنحضرت ﷺ کا وجود ہے کسی میں یہ طاقت نہیں جو کھلے کھلے طور پر نبیوں کی طرح خدا سے کوئی علم غیب پاوے اور چونکہ وہ بروزی محمدی جو قدیم سے موعود تھا، وہ میں ہوں۔ اس لئے بروزی رنگ کی نبوت مجھے عطاء کی گئی اور اس نبوت کے مقابل پر اب تمام دنیا بے دست وپا ہے۔‘‘ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۶، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۵، مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۱۰ ص ۲۳، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۴۴۰، جدید مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۵۳۰)

’’الغرض مسیح موعود کی تحریروں سے یہ بات پختہ طور پر ثابت ہو رہی ہے کہ حضرت مسیح موعود یقیناً محمد تھے اور آپ کو چونکہ آنحضرت ﷺ کا بروزی وجود عطاء کیا گیا تھا اس لئے آپ عین محمد تھے اور آپ میں جمیع کمالات محمدیہ کامل طور پر منعکس تھے۔ پس اس لئے آپ کے عین محمد ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں اور ایسا ہونا قدیم سے مقدر تھا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد ایک بروز محمد جمیع کمالات محمدی کے ساتھ آخری زمانہ میں مبعوث ہوگا۔‘‘ (الفضل قادیان ج ۳ نمبر ۳۷ ص ۷ کالم ۲، مؤرخہ ۱۶؍ستمبر ۱۹۱۵ء)

(۱۱) کسی نے بھی

’’آج تک کے مسلمانوں میں سے کسی نے بھی یہ بات آنحضرت ﷺ کی شان کے متعلق بیان نہیں کی اور نہ ہی اس حقیقت سے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) سے پہلے کوئی شخص واقف اور شناسا ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی دو بعثتیں ہیں۔ تمام دنیائے اسلام میں صرف آپ ہی کا ایک وجود ہے جس نے آنحضرت ﷺ کی شان کا اظہار آپ کی دو بعثوں کی حیثیت میں کیا۔ چنانچہ آپ (یعنی مرزا قادیانی) (تحفہ گولڑویہ ص ۹۴) پر تحریر فرماتے ہیں: ’’آنحضرت ﷺ کے دو بعث ہیں یا بہ تبدیل الفاظ یوں کہہ سکتے ہیں کہ ایک بروزی رنگ میں آنحضرت ﷺ کا دوبارہ آنا دنیا میں وعدہ دیا گیا تھا جو مسیح موعود اور مہدی موعود (مرزا قادیانی) کے ظہور سے پورا ہوا۔‘‘ پھر (مرزا قادیانی) (تحفہ گولڑیہ ص ۹۶) پر فرماتے ہیں: ’’جیسا کہ مومن کے لئے دوسرے احکام الٰہی پر ایمان لانا فرض ہے ایسا ہی اس بات پر ایمان لانا بھی فرض ہے کہ آنحضرت ﷺ کے دو بعث ہیں۔‘‘ پھر (تحفہ گولڑویہ ص ۹۹) پر فرماتے ہیں: ’’غرض آنحضرت ﷺ کے دو بعث مقرر تھے۔ ایک بعث تکمیل ہدایت کے لئے، دوسرا بعث تکمیل اشاعت ہدایت کے لئے۔‘‘

(الفضل قادیان ج ۱۸ نمبر ۸۶ ص ۱۰ کالم ۱، مؤرخہ ۲۴؍جنوری ۱۹۳۱ء)

(۱۲) وہی نبی

’’پس حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) وہی نور ہیں جس کا سب نوروں کے آخر میں آنا مقدر ہو چکا تھا اور وہی نبی ہیں جس کا آنا سب سے آخر ہوا۔ اس لئے ہو نہیں سکتا کہ وہ سوائے آنحضرت ﷺ کے بروزی وجود کے کسی اور حیثیت میں پیش کئے جا سکیں۔ کیونکہ آخری ہونا ہمارے نبی ﷺ کی ہی شان ہے۔ پس اس لئے خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو ظلی طور پر آنحضرت ﷺ ہی کا تمام کمال یعنی

نام، کام اور مقام عنایت کیا تا اس کا آنا کسی غیر کا آنا نہ سمجھا جائے۔ بلکہ خود آنحضرت ﷺ کا ہی آنا متصور ہو۔‘‘

(الفضل قادیان ج ۳ نمبر ۵۵ ص ۳ کالم ۲، مؤرخہ ۲۸؍ اکتوبر ۱۹۱۵ء)

(۱۳) انشراح صدر

’’پس ہم نہایت ہی انشراح صدر سے اس بات پر یقین لاتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود بروزی طور پر (نہ تناسخ کے طور پر) وہی نبی خاتم الانبیاء ہیں جن کا آخری زمانہ میں آنا مقدر ہو چکا تھا اور یہ کہ حضرت مسیح موعود واقعی وہی جامع جمیع کمالات محمد یہ مع نبوت ہیں جس کا آنا خدا کے مقدس نوشتوں میں ایک قرار یافتہ عہد کے طور پر درج ہے اور آپ روحانی حقیقت کے اعتبار سے وہی حضرت خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ ہیں جو زمین حجاز میں اب سے ۱۳۰۰ برس پہلے پیدا ہوئے تھے۔ (ﷺ) پس حضرت مسیح موعود کا اپنا کلام بھی ہم کو ان الفاظ پر پورا یقین لانے کے لئے صراحتہً مجبور کر رہا ہے جو حضرت شاہزادہ عبداللطیف شہید کابل نے اپنی کمال معرفت حاصل کرنے کے بعد فرمائے تھے کہ:

مسیح　موعود　محمد　است　و　عین　محمد　است‘‘

(الفضل قادیان ج ۳ نمبر ۵۵ ص ۴ کالم ۱، مؤرخہ ۲۸؍ اکتوبر ۱۹۱۵ء)

(۱۴) یا یوں کہو

’’گزشتہ مضمون (مندرجہ الفضل مؤرخہ ۱۶؍ ستمبر ۱۹۱۵ء) میں، میں نے محض بفضل الٰہی اس بات کو پایہ ثبوت تک پہنچایا ہے کہ حضرت مسیح موعود باعتبار نام، کام، آمد، مقام مرتبہ کے آنحضرت ﷺ کا ہی وجود ہیں یا یوں کہو کہ آنحضرت ﷺ جیسا کہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے تھے ایسا ہی اس وقت جمیع کمالات کے ساتھ مسیح موعود کی بروزی صورت میں مبعوث ہوئے ہیں۔ یا یوں کہو کہ جیسا آنحضرت ﷺ کو پانچویں ہزار میں محمدیت کی چادر پہنائی گئی تھی، ویسا ہی آج مسیح موعود کو پھر بروزی طور پر وہی محمدیت کی چادر پہنائی گئی ہے یا یوں کہو کہ مسیح موعود ایک ایسا آئینہ ہے جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے یا یوں کہو کہ حضرت مسیح موعود ایک ایسا واسطہ ہے جس کے ذریعہ سے محمدی قوت اور جلال پھر از سر نو دنیا پر ظاہر ہوا۔ الغرض ان تمام باتوں کا لب لباب وہی الفاظ ہیں جو کہ میرے مضمون کے لئے اصل شاہراہ کا کام دے رہے ہیں۔ یعنی یہ کہ۔

مسیح　موعود　محمد　است　و　عین　محمد　است

پس حضرت مسیح موعود وہی نور ہیں جس کا سب نوروں کے آخر میں آنا مقدر ہو چکا تھا اور وہی نبی ہیں جس کا آنا سب سے آخر ہوا ہے۔ اس لئے ہو نہیں سکتا کہ وہ سوائے آنحضرت ﷺ کے بروزی وجود کے کسی اور حیثیت میں پیش کئے جاسکیں۔ کیونکہ آخری ہونا ہمارے نبی ﷺ کی ہی شان ہے۔ پس اس لئے خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو ظلی طور پر آنحضرت ﷺ ہی کا تمام کمال یعنی نام، کام اور مقام عنایت کیا تا اس کا آنا کسی غیر کا آنا نہ سمجھا جاوے۔ بلکہ خود آنحضرت ﷺ کا ہی آنا متصور ہو۔‘‘

(الفضل قادیان ج ۳ نمبر ۵۵ ص ۳ کالم ۱، ۲، مؤرخہ ۲۸؍ اکتوبر ۱۹۱۵ء)

(۱۵) محمد مصطفیٰ

’’اس رویئت اور معرفت سے مراد وہ مرتبہ رویئت و معرفت ہے جس کی نسبت حضرت مسیح موعود نے خطبہ الہامیہ میں فرمایا ہے کہ:

’’من فرق بینی وبین المصطفی ما عرفنی ومارائی ‘‘یعنی جس نے میرے اور حضرت محمد

مصطفیٰ کے درمیان فرق کیا اور دونوں کو الگ الگ سمجھا اس نے نہ مجھے شناخت کیا اور پہچانا اور نہ ہی دیکھا اور سمجھا۔ پس حضور کے اس ارشاد کے مطابق حضور کا دیکھنا اور پہچاننا ان ہی معنوں میں ہے کہ حضور (مرزا قادیانی) کو محمد مصطفیٰ ہی یقین کیا جائے۔''

(الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۱۵۶ ص ۷ کالم ۳، مؤرخہ ۲۱؍جون ۱۹۱۵ء)

(۱۶) مصطفیٰ میرزا

صدی چودھویں کا ہوا سر مبارک — کہ جس پر وہ بدرالدجیٰ بن کے آیا
محمد پئے چارہ سازی امت — ہے اب احمد مجتبیٰ بن کے آیا
حقیقت کھلی بعث ثانی کی ہم پر — کہ جب مصطفیٰ میرزا بن کے آیا

(الفضل قادیان ج ۱۳ نمبر ۱۱۴، مؤرخہ ۲۸؍مئی ۱۹۲۶ء)

(۱۷) محمد رسول اللہ

''ہم نے میرزا کو بحیثیت مرزا نہیں مانا بلکہ اس لئے کہ خدا نے اسے محمد رسول اللہ فرمایا۔ کوئی نیا نبی نہیں آیا نہ پرانے نبیوں میں سے بلکہ محمد کی نبوت محمد ہی کے پاس رہی۔ (ﷺ) یہی وجہ ہے کہ حضور (مرزا قادیانی) نے اپنی نبوت کو ظلی ومجازی نبوت کہا اور حقیقی ومستقل نبوت نہ کہا۔ بعض لوگ اس نکتہ کو نہیں سمجھتے...... میرا ایمان ہے کہ اگر مرزا صاحب مستقل اور حقیقی نبی ہوتے تو ہرگز ہرگز یہ درجہ نہ پاتے اور جو محمد رسول اللہ ﷺ ہو کر پایا...... تم پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔ کیونکہ اگر تم اپنی ساری جائیدادیں، سارے اموال اور جانیں قربان کر دیتے تو بھی صحابہ کرام میں شامل نہ ہو سکتے۔ یہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ غوث، قطب، ولی جتنے بزرگ امت محمدیہ میں گزرے ہیں، ان کا ایمان صحابی کے ایمان کے برابر نہیں ہو سکتا...... اللہ نے تمہیں محمد رسول کا چہرہ مبارک دکھا کر اس کی صحبت سے مستفاد کر کے صحابہ کرام کے گروہ میں شامل کر دیا۔''

(تقریر سرور شاہ قادیانی، الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۸۴ ص ۷ کالم ۲،۳، مؤرخہ ۲۹؍دسمبر ۱۹۱۴ء)

(۱۸) نبی اللہ رسول اللہ

''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے اپنے آپ کو کھلے طور پر نبی اللہ اور رسول اللہ پیش کیا ہے اور اپنے آپ کو زمرۂ انبیاء ومرسلین میں شامل فرمایا ہے اور جن آیات قرآنیہ کو اپنے دعوے میں پیش کیا ہے، ان صریح طور پر الفاظ ''رسول'' یا ''رسلہ'' کے موجود ہیں جن کا حضور (مرزا قادیانی) نے اپنے آپ کو مصداق ٹھہرایا ہے۔ پس آیات قرآنیہ بینہ کے لفظ ''رسول'' کا اپنے آپ کو مصداق ٹھہرانا صاف اور صریح اس امر کی بیّن دلیل ہے کہ حضرت مسیح موعود من حیث النبوت ان ہی معنوں میں نبی اللہ اور رسول اللہ تھے جن معنوں میں ان آیات سے دیگر انبیاء سابقین مراد لئے جاتے ہیں۔''

(الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۳۸ ص ۵ کالم ۱، مؤرخہ ۱۳؍ستمبر ۱۹۱۴ء)

(۱۹) وہ ایک ہے

''میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اگر یہ لوگ اس زمانہ کے رسول (مرزا قادیانی) کے خیالات اور تعلیم اور وہ کلام ربانی جو اس رسول (مرزا قادیانی) پر نازل ہوتا ہے، چھوڑ دیں گے تو وہ اور کون سی باتیں ہیں جن کی اشاعت کرنا چاہتے ہیں۔ کیا اسلام کوئی دوسری چیز ہے جو اس رسول (مرزا قادیانی) سے علیحدہ ہو کر بھی مل سکتا ہے۔ کیا احمد (مرزا قادیانی) سے علیحدہ ہو کر محمد ﷺ کا رستہ مل سکتا ہے۔ کیا احمد

(مرزا قادیانی) اور محمد ﷺ میں کچھ فرق ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے پیدا کیا، جس نے محمد اور احمد (مرزا قادیانی) میں فرق جانا اس نے ہرگز حضور (مرزا قادیانی) کو نہیں پہچانا۔ اس کا زبان سے اقرار محض لاف زنی ہے جس نے احمد (مرزا قادیانی) کو چھوڑا اس نے محمد ﷺ کو بھی چھوڑا۔ وہ ہرگز ہرگز ''و اخرین منهم لما یلحقوا بهم'' کا مصداق نہیں۔ وہی احمد (مرزا قادیانی) ہے۔ وہی محمد ﷺ ہے جو اس وقت ہم میں (قادیان میں) موجود ہے۔ پھر جو احمد کی تعلیم کو علیحدہ کرنا چاہتا ہے وہ محمد ﷺ کی اشاعت نہیں کرسکتا۔ کیونکہ دراصل وہ ایک ہے۔'' (منشی حبیب الرحمٰن قادیانی کا خط، بخدمت مرزا (محمود) الفضل قادیان ج ۲۳ نمبر ۱۶۷ ص ۴ کالم ۴، مؤرخہ ۱۷؍جنوری ۱۹۳۶ء)

(۲۰) فخر اوّلین وآخرین

''اے مسلمان کہلانے والو! اگر تم واقعی اسلام کا بول بالا چاہتے اور باقی دنیا کو اپنی طرف بلاتے ہو تو پہلے خود سچے اسلام کی طرف آجاؤ جو مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) میں ہوکر ملتا ہے۔ اسی کے طفیل آج بر وتقویٰ کی راہیں کھلتی ہیں۔ اسی کی پیروی سے انسان فلاح ونجات کی منزل مقصود پر پہنچ سکتا ہے۔ وہ وہی فخر اوّلین وآخرین ہے جو آج سے تیرہ سو برس پہلے رحمۃ للعالمین بن کر آیا تھا اور اب اپنی تکمیل تبلیغ کے ذریعہ ثابت کرگیا کہ واقعی اس کی دعوت جمیع ممالک وملل عالم کے لئے تھی۔ فصلی اللّٰہ علیه وسلم''

(الفضل قادیان ج ۳ نمبر ۴۱ ص ۳ کالم ۳، مؤرخہ ۲۶؍ستمبر ۱۹۱۵ء)

(۲۱) قادیانی اسلام

سیدنا حضرت احمد جری اللّٰہ پر سلام

(عنوان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مؤرخہ ۳۰؍جون ۱۹۲۰ء)

اے امام الوریٰ سلام علیک ۔۔۔ مہ بدر الدجیٰ سلام علیک
مہدی عہد و عیسیٰ موعود ۔۔۔ احمد مجتبیٰ سلام علیک
مطلع قادیاں پہ تو چمکا ۔۔۔ ہو کے شمس الہدیٰ سلام علیک
تیرے آنے سے سب نبی آئے ۔۔۔ مظہر الانبیاء سلام علیک
مسقط وحی مہبط جبرائیل ۔۔۔ سدرۃ المنتہیٰ سلام علیک
کفر کی شب کو کر دیا کافور ۔۔۔ مثل شمس الضحیٰ سلام علیک
مانتے ہیں تری رسالت کو ۔۔۔ اے رسول خدا سلام علیک

(الفضل قادیان ج ۷ نمبر ۱۰۰ ص ۲ کالم ۳، مؤرخہ ۳۰؍جون ۱۹۲۰ء)

(۲۲) کلمہ شریف

''اگر ہم بفرض محال یہ بات مان بھی لیں کہ کلمہ شریف میں نبی کریم کا اسم مبارک اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ آخری نبی ہیں تو تب بھی کوئی حرج واقع نہیں ہوتا اور ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ کیوں مسیح موعود نبی کریم سے کوئی الگ چیز نہیں۔ جیسا کہ وہ (مرزا قادیانی) خود فرماتا ہے: ''صار وجودی وجوده'' نیز ''من فرق بینی وبین المصطفی

فما عرفنی وما رائی ’’اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النّبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا۔ جیسا کہ آیت:’’اخرین منھم ‘‘سے ظاہر ہے۔پس مسیح موعود(مرزا قادیانی) خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں۔ہاں!اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔‘‘

(کلمۃ الفصل مصنفہ بشیر احمد مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ج۱۴ نمبر۴ ص۱۵۸، بابت ماہ اپریل ۱۹۱۵ء)

(۲۳) مرزا غلام احمد پر صلوات

’’پس آیۃ:’’یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما ‘‘کی رو سے ان احادیث کی رو سے جن میں آنخضرت ﷺ پر درود بھیجنے کی تاکید پائی جاتی ہے۔حضرت مسیح موعود(مرزا قادیانی) پر درود بھیجنا بھی اسی طرح ضروری ہے جس طرح آنخضرت ﷺ پر درود بھیجنا ازبس ضروری ہے۔اس کے لئے کسی مزید دلیل اور ثبوت کی ضرورت نہیں۔تاہم ذیل میں چند فقرات حضرت مسیح موعود(مرزا قادیانی) کی وحی الٰہی کے بطور نمونہ نقل کئے جاتے ہیں جن میں آپ پر درود بھیجنا آپ کی جماعت کا ایک فرض قرار دیا گیا ہے۔(رسالہ درود شریف مؤلفہ محمد اسماعیل قادیانی ص۱۳۶) تمہیں اصحاب الصفہ(کی ایک عظیم الشان جماعت) دی جائے گی اور تمہیں کیا معلوم کہ اصحاب الصفہ کس شان کے لوگ ہیں۔تم ان کی آنکھوں سے بہ کثرت آنسو بہتے دیکھو گے اور وہ تم پر درود بھیجیں گے۔(ترجمہ) (رسالہ درود شریف، بحوالہ اربعین نمبر۲ ص۴، خزائن ج۱۷ ص۳۵۰) وہ لوگ تم پر درود بھیجیں گے جو(اس جماعت میں) مثیل انبیاء بنی اسرائیل پیدا ہوں گے۔(الہام مرزا غلام احمد قادیانی، مندرجہ رسالہ درود شریف ص۱۳۷، مؤلفہ محمد اسماعیل قادیانی) خدا عرش پر تیری تعریف کرتا ہے۔ہم تیری تعریف کرتے ہیں اور تیرے پر درود بھیجتے ہیں۔(رسالہ درود شریف، بحوالہ اربعین نمبر۲ ص۶، ۱۴، نمبر۳ ص۲۴ تا۲۶) سلام علی ابراھیم۔ابراہیم پر سلام(یعنی اس عاجز پر)(اربعین نمبر۲ ص۲۱، خزائن ج۱۷ ص۳۶۸) از روئے سنت اسلام واحادیث نبویہ ضروری ہے کہ تصریح سے آپ(مرزا) کی آل کو بھی درود میں شامل کیا جائے۔اسی طرح بلکہ اس سے بدرجہا بڑھ کر یہ بات ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعود پر بھی تصریح سے درود بھیجا جائے اور اس اجمال درود پر اکتفانہ کیا جاوے جو آنخضرت ﷺ پر درود بھیجنے کے وقت آپ کو بھی پہنچ جاتا ہے...... چنانچہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:’’بعض بےخبر ایک یہ اعتراض بھی میرے پر کرتے ہیں کہ اس شخص کی جماعت اس پر فقرہ(علیہ الصلوٰۃ والسلام) اطلاق کرتے ہیں اور ایسا کرنا حرام ہے۔اس کا جواب یہ ہے کہ میں مسیح موعود ہوں اور دوسروں کا صلوٰۃ یا سلام کہنا تو ایک طرف خود آنخضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اس کو پائے، میرا سلام اس کو کہے اور احادیث اور تمام شروح احادیث میں مسیح موعود کی نسبت صدہا جگہ صلوٰۃ وسلام کا لفظ لکھا ہوا موجود ہے۔پھر جب کہ میری نسبت نبی علیہ السلام نے یہ لفظ کہا، صحابہ نے کہا، بلکہ خدا نے کہا تو میری جماعت کا میری نسبت یہ فقرہ بولنا کیوں حرام ہوگیا۔‘‘(رسالہ درود شریف، بحوالہ اربعین نمبر۲ ص۳، خزائن ج۱۷ ص۳۴۹) حضرت مسیح موعود(مرزا قادیانی) کے اس ارشاد سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ پر درود بھیجنے کی یہی صورت نہیں کہ آنخضرت ﷺ پر اور آپ پر ملا کر ہی درود بھیجا جائے۔بلکہ ایسے طور پر آپ پر درود بھیجنا بھی جائز ہے کہ بظاہر اس میں تصریح کے ساتھ آنخضرت ﷺ کا ذکر نہ ہو۔جیسا کہ یہ جائز ہے کہ جب کسی نبی کا ذکر آئے اور اس موقع پر اس نبی پر درود اور سلام بھیجا جائے تو اس میں آنخضرت ﷺ کا ذکر نہ کیا جائے۔نیز یاد رہے کہ کسی نبی پر اس طرح پر الگ طور پر درود وسلام بھیجنا سنت مؤمنین اور سنت اسلام کے خلاف ہے اور یہ بات انبیاء سے مخصوص ہے کہ ان کے لئے’’علیہ الصلوٰۃ

والسلام'' کے الفاظ استعمال کئے جائیں۔ (رسالہ درود شریف ص۱۴۱، مؤلفہ محمد اسماعیل قادیانی) پیر سراج الحق صاحب نے مجھے یہ بھی بتایا ہے کہ ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل (حکیم نورالدین) مسجد مبارک میں مغرب کی نماز پڑھا رہے تھے اور میں حضرت مسیح موعود کے ساتھ صف میں حضور کی بائیں طرف کھڑا تھا۔ جب نماز ختم ہوئی تو حضور نے میری ران پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ مجھے اس وقت یہ الہام ہوا ہے ''صلی اللہ علیک وعلی محمد'' (رسالہ درود شریف ص۱۴۳، مؤلفہ محمد اسماعیل قادیانی) حضور (مرزا قادیانی) تحریر فرماتے ہیں کہ:

''نہ معلوم ان لوگوں کی عقلوں پر کیا پتھر پڑے کہ جس شخص کو تمام نبی ابتدائے دنیا سے آنحضرت ﷺ تک عزت دیتے آئے ہیں، اس کو ایک ایسا ذلیل سمجھتے ہیں کہ صلوٰۃ وسلام بھی اس پر کہنا حرام ہے۔ یہی وجہ تو ہے کہ ہم بار بار ان لوگوں کو متنبہ کرتے ہیں کہ خدا سے ڈرو اور سمجھو کہ جس شخص کو مسیح موعود کر کے بیان فرمایا گیا ہے وہ کچھ معمولی آدمی نہیں ہے۔ بلکہ خدا کی کتابوں میں اس کی عزت انبیاء علیہم السلام کے ہم پہلو رکھی گئی ہے۔'' (اربعین نمبر۲ ص۲۲، خزائن ج۱۷ ص۳۶۹) اس اقتباس سے ظاہر ہے کہ جو لوگ حضرت مسیح موعود کے نام کے ساتھ صلوٰۃ اور سلام کا استعمال ترک کر رہے ہیں، وہ یقیناً زیر الزام ہیں اور حضرت مسیح موعود کی قدر و منزلت ان کے دلوں سے بالکل نکل چکی ہے۔'' (الفضل قادیان ج۲۸ نمبر۱۶۸ ص۴ کالم۴، مؤرخہ ۲۶؍جولائی ۱۹۴۰ء)

(۲۴) مرزا قادیانی کی وحی والہام

آنچہ من بشنوم زوحی خدا بخدا پاک دانمش ز خطا
ہمچو قرآں منزہ اش دانم از خطاہا ہمیں است ایمانم
بخدا ہست ایں کلام مجید از دہان خدائے پاک و وحید
آں یقینے کہ بود عیسیٰ را بر کلامے کہ شد برو القا
واں یقین کلیم بر تورات واں یقیں ہائے سید السادات
کہ نیم زاں ہمہ بروئے یقین ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

(درثمین (فارسی) ص۱۷۲، مجموعہ کلام مرزا قادیانی، نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

''اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی۔ جس کی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے، وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اپنا کلام نازل کیا تھا۔ (ایک غلطی کا ازالہ ص۳، خزائن ج۱۸ ص۲۱۰) میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں، اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔ (حقیقت الوحی ص۲۱۱، خزائن ج۲۲ ص۲۲۰) میں خدا تعالیٰ کے ان تمام الہامات پر، جو مجھے ہو رہے ہیں، ایسا ہی ایمان رکھتا ہوں جیسا کہ تورات اور انجیل اور قرآن مقدس پر ایمان رکھتا ہوں۔ (تبلیغ رسالت ج۸ ص۶۴، اشتہار مؤرخہ ۴؍اکتوبر ۱۸۹۹ء، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۱۵۴، جدید مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۳۰۶) مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ تورات اور انجیل اور قرآن کریم پر۔ (اربعین نمبر۴ ص۱۹، خزائن ج۱۷ ص۴۵۴) ان حوالہ جات سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود اپنے الہامات کو کلام الٰہی

قرار دیتے ہیں اور ان کا مرتبہ بلحاظ کلام الٰہی ہونے کے ایسا ہی ہے جیسا کہ قرآن مجید اور تورات اور انجیل کا۔‘‘
(الفضل قادیان ج۲۲ نمبر۸۴، مؤرخہ ۱۳؍جنوری ۱۹۳۵ء، منکرین خلافت کا انجام مصنفہ جلال الدین قادیانی ص۴۹)

(۲۵) قرآن وحدیث

’’اور ہم اس کے جواب میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اس دعویٰ کی حدیث بنیاد نہیں۔ بلکہ قرآن اور وہ وحی ہے جو میرے پر نازل ہوئی۔ ہاں! تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردّی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔‘‘ (اعجاز احمدی ص۳۰، خزائن ج۱۹ ص۱۴۰)

’’اور جو شخص حکم ہو کر آیا ہے، اس کا اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرہ میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پا کر رد کر دے۔‘‘ (تحفہ گولڑویہ ص۱۰، خزائن ج۱۷ ص۵۱ حاشیہ)

’’ایک شخص نے نہایت گستاخی اور بے ادبی سے لکھا ہے کہ جنہیں احادیث ہم اپنے محدود وناقص علم سے صحیح سمجھیں، ان کے مقابلہ میں مسیح موعود کی وحی (ہاں! وہ وحی جس کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ یہ وحی دوسرے انبیاء ﷩ کی وحی کی طرح شبہات سے پاک ومنزہ ہے) رد کر دینے کے قابل ہے۔ اس نادان نے اتنا بھی نہیں سوچا کہ اس طرح تو اسے مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے دعاوی صادقہ سے بھی انکار کرنا پڑے گا۔ وہ احادیث جن سے آپ کا دعویٰ ثابت ہوتا ہے، ’’لا مھدی الا عیسیٰ بن مریم‘‘ اور ’’علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل‘‘ اور ’’تنکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان‘‘ یہ سب محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں۔ مگر خدا کے مامور نے جب اپنے دعویٰ کا صدق الہامات کے ذریعے پیش گوئیوں اور دیگر نشانات سے ثابت کر دیا تو پھر ہم نے آپ کو حکم وعدل مان لیا اور جس حدیث کو آپ نے صحیح کہا وہ ہم نے صحیح سمجھی اور جسے آپ نے متشابہ قرار دیا، اسے ہم نے حکم کے تابع کر لیا اور جس حدیث کے بارے میں فرمایا یہ چھوڑ دینے کے قابل ہے، وہ چھوڑ دی۔ کیونکہ حدیث تو راویوں کے ذریعہ ہم تک پہنچی اور ہم کو معلوم نہیں آنحضرت ﷺ نے درحقیت کیا فرمایا، مگر خدا کا زندہ رسول (مرزا قادیانی) جو ہم میں موجود تھا، اس نے خدا سے یقینی علم پا کر ہمیں امر حق پر اطلاع دی اور جب وہ اتباع کامل نبوی سے نبی ہوا تو ہم نے مان لیا کہ آپ کے قول وفعل کے خلاف اگر کوئی حدیث بیان کی جائے گی تو ہم اسے قابل تاویل سمجھیں گے۔ اس لئے کہ جو باتیں ہم نے مسیح موعود سے سنیں، وہ اس راوی کی روایت سے زیادہ معتبر ہیں، جسے حدیث نبوی بتایا جاتا ہے۔‘‘ (الفضل قادیان ج۲ نمبر۱۳۳ ص۶ کالم۱،۲، مؤرخہ ۲۹؍اپریل ۱۹۱۵ء)

’’قرآن کریم اور الہامات مسیح موعود دونوں خدا تعالیٰ کے کلام ہیں۔ دونوں میں اختلاف ہو ہی نہیں سکتا۔ اس لئے مقدم رکھنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا...... حدیث تو بیسیوں راویوں کے پھیر سے ہمیں ملی ہے اور الہام براہ راست۔ اس لئے (مرزا قادیانی) کا الہام مقدم ہے نہ اس لئے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے قول سے معتبر ہے۔ بلکہ اس لئے کہ اس کے راویوں سے معتبر ہیں...... مسیح موعود سے جو باتیں ہم نے سنی ہیں، وہ حدیث کی روایت سے معتبر ہیں۔ کیونکہ حدیث ہم نے آنحضرت ﷺ کے منہ سے نہیں سنی۔ سچی حدیث اور مسیح موعود کا قول مخالف نہیں ہوسکتے۔‘‘ (ارشاد مرزامحمود، خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج۲ نمبر۱۳۳ ص۶ کالم۲،۳، مؤرخہ ۲۹؍اپریل ۱۹۱۵ء)

(۲۶) نزول جبرائیل

’’جو لوگ نبیوں اور رسولوں پر حضرت جبرائیل ﷤ کا وحی لانا ضروری شرط نبوت قرار دیتے ہیں، ان کے واسطے یہ امر واضح ہے

کہ حضرت صاحب (مرزا قادیانی) کے پاس نہ صرف ایک بار جبرائیل آیا۔ بلکہ بار بار رجوع کرتا تھا اور وحی خداوندی لاتا رہا۔ قرآن میں نزول جبرائیل بہ پیرایہ وحی صرف حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے واسطے ثابت ہے...... ورنہ دوسرے انبیاء کے واسطے جبرائیل کا نزول ازروئے قرآن شریف ثابت نہیں...... اعلیٰ درجہ کی وحی کے ساتھ فرشتہ ضرور آتا ہے، خواہ اس کو کوئی دوسرا فرشتہ کہو یا جبرائیل کہو اور چونکہ حضرت احمد (مرزا قادیانی) بھی نبی اور رسول تھے اور آپ پر اعلیٰ درجہ کی وحی کا یعنی وحی رسالت کا نزول ہوتا رہا ہے۔ لہٰذا آپ کی وحی کے ساتھ فرشتہ ضرور آتا تھا اور خداتعالیٰ نے اس فرشتہ کا نام تک بتادیا ہے کہ وہ فرشتہ جبرائیل ہی ہے۔''

(رسالہ احمدی نمبر۵ تا۷ ص۳۰، موسومہ النبوۃ فی الالہام، مؤلفہ قاضی محمد یوسف قادیانی پشاوری)

''میری (مرزا محمود کی) عمر جب نو یا دس برس کی تھی میں اور ایک اور طالب علم ہمارے گھر میں کھیل رہے تھے۔ وہیں ایک الماری میں ایک کتاب پڑی تھی جس پر نیلا جزدان تھا۔ وہ ہمارے دادا صاحب کے وقت کی تھی۔ نئے نئے ہم پڑھنے لگے تھے۔ اس کتاب کو جو کھولا تو اس میں لکھا ہوا تھا کہ اب جبرئیل نازل نہیں ہوتا۔ میں نے کہا یہ غلط ہے۔ میرے ابا پر تو نازل ہوتا ہے۔ مگر اس لڑکے نے کہا کہ جبرئیل نہیں آتا۔ کیونکہ اس کتاب میں لکھا ہے۔ ہم میں بحث ہوگئی۔ آخر ہم دونوں مرزا صاحب کے پاس گئے اور دونوں نے اپنا اپنا بیان پیش کیا۔ آپ نے فرمایا، کتاب میں غلط لکھا ہے۔ جبرئیل اب بھی آتا ہے۔''

(تقریر مرزا محمود خلیفہ قادیان، ڈائری الفضل قادیان ج۹ نمبر۷۹، مؤرخہ ۱۰؍اپریل ۱۹۲۲ء)

''جاءنی ائل واختار، وادار اصبعہ واشار۔ ان وعدہ اللّٰہ اتی فطوبی لمن وجد ورائی یعنی میرے پاس ائیل آیا (اس جگہ ائیل خداتعالیٰ نے جبرئیل کا نام رکھا ہے اس لئے کہ بار بار رجوع کرتا ہے۔ حاشیہ) اور اس نے مجھے چن لیا اور اپنی انگلی کو گردش دی اور اشارہ کیا کہ خدا کا وعدہ آ گیا۔ پس مبارک وہ جو اس کو پاوے اور دیکھے۔''

(حقیقت الوحی ص۱۰۳، خزائن ج۲۲ ص۱۰۶، نیز تذکرہ یعنی وحی مقدس، مجموعہ الہامات ومکاشفات مرزا قادیانی ص۴۴۹، طبع چہارم)

''آمد نزد من جبرئیل علیہ السلام ومرا برگزید وگردش داد انگشت خود را اشارت کرد۔ خدا ترا از دشمنان نگہ خواہد داشت۔''

(مواہب الرحمٰن ص۶۴، خزائن ج۱۹ ص۲۸۲)

(۲۷) وحی اللہ

''حضرت مسیح موعود اپنی وحی اپنی جماعت کو سنانے پر مامور ہیں۔ جماعت احمدیہ کو اس وحی اللہ پر ایمان لانا اور اس پر عمل کرنا فرض ہے۔ کیونکہ وحی اللہ اسی غرض کے واسطے سنائی جاتی ہے۔ ورنہ اس کا سنانا اور پہنچانا ہی بے سود اور لغو فعل ہوگا۔ جب کہ اس پر ایمان لانا اور اس پر عمل کرنا مقصود بالذات نہ ہو۔ یہ شان بھی صرف انبیاء ہی کو حاصل ہے کہ ان کی وحی پر ایمان لایا جاوے۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو بھی قرآن شریف میں یہی حکم ملا اور ان ہی الفاظ میں ملا اور بعدہ حضرت احمد (مرزا قادیانی) کو ملا۔ پس یہ امر بھی آپ کی (مرزا قادیانی) کی نبوت کی دلیل ہے۔''

(رسالہ احمدی نمبر۵ تا۷ ص۲۸ بابت ۱۹۱۹ء، موسومہ نبوت فی الالہام مؤلفہ قاضی محمد یوسف قادیانی)

(۲۸) صاحب کتاب

''بحث اگر کچھ ہوسکتی ہے تو وہ ''ما انزل الیہ من ربہ'' پر ہوسکتی ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں آیا ہے۔ ''یا ایھا

الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ''اور نبی کی کتاب یہی ہوتی ہے کہ ''ما انزل ''کو جمع کرلیا جاوے۔ چونکہ حضرت مرزا صاحب سب انبیاء کے مظہر اور بروز ہیں تو ان کا ''ما انزل الیہ من ربہ ''بہ برکت حضرت محمد ﷺ وقرآن شریف اس قدر زیادہ ہے کہ کسی نبی کے ''ما انزل الیہ ''سے کم نہیں بلکہ اکثروں سے زیادہ ہوگا...... فالحمد للہ! کہ حضرت مرزا صاحب کا ایک لحاظ سے صاحب کتاب ہونا ثابت ہوگیا۔'' (الفضل قادیان ج۶ نمبر۶۲ ص۸ کالم۲،۳، مؤرخہ ۱۵؍فروری ۱۹۱۹ء)

(۲۹) الکتاب المبین

''خدا تعالیٰ نے حضرت احمد (مرزا قادیانی) کے بہیئت مجموعہ الہامات کو الکتاب المبین فرمایا ہے اور جدا جدا الہامات کو آیات سے موسوم کیا ہے۔ حضرت صاحب (مرزا قادیانی) کو یہ الہام متعدد دفعہ ہوا ہے۔ پس آپ کی وحی بھی جدا جدا آیت کہلاسکتی ہے۔ جب کہ خدا تعالیٰ نے ان کو ایسا نام دیا ہے اور مجموعہ الہامات کو الکتاب المبین کہہ سکتے ہیں۔ پس جس شخص یا اشخاص کے نزدیک نبی اور رسول کے واسطے کتاب لانا ضروری شرط ہے خواہ وہ کتاب شریعت کاملہ ہو یا کتاب المبشر ات والمنذ رات ہو تو ان کو واضح ہو کہ ان کی اس شرط کو بھی خدا نے پورا کردیا ہے اور حضرت صاحب (مرزا قادیانی) کے مجموعہ الہامات کو مبشرات اور منذرات ہیں الکتاب المبین کے نام سے موسوم کیا ہے۔ پس آپ اس پہلو سے بھی نبی ثابت ہیں۔ ولو کرہ الکافرون''

(رسالہ احمدی نمبر۵،۶،۷ ص۴۳،۴۴، بابت ۱۹۱۹ء، موسومہ النبوۃ فی الالہام مؤلفہ قاضی محمد یوسف قادیانی)

(۳۰) الٰہی کلام

''حقیقی عید ہمارے لئے ہی ہے مگر ضرورت اس بات کی ہے کہ اس الٰہی کلام کو پڑھا جائے اور سمجھا جائے جو حضرت مسیح موعود پر اترا۔ بہت کم لوگ ہیں جو اس کلام کو پڑھتے اور اس کا دودھ پیتے ہیں۔ دوسری کتابیں خواہ کتنی پڑھی جائیں جو سرور اور یقین قرآن شریف سے پیدا ہوتا ہے، وہ کسی اور سے نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح وہ سرور اور لذت جو حضرت مسیح موعود کے الہاموں کے پڑھنے سے حاصل ہوتی ہے، اور کسی کتاب کو پڑھنے سے نہیں ہوسکتی۔ جو ان الہاموں کو پڑھے گا، وہ کبھی مایوس اور ناامیدی میں نہ گرے گا۔ مگر جو پڑھتا نہیں یا پڑھ کر بھول جاتا ہے خطرہ ہے کہ اس کا یقین اور امید جاتی رہے۔ وہ مصیبتوں اور تکلیفوں سے گھبرا جائے گا۔ کیونکہ وہ سرچشمہ امید سے دور ہوگیا۔ اگر وہ خدا تعالیٰ کا کلام پڑھتا رہتا اور دیکھتا کہ خدا تعالیٰ نے کیا کیا وعدے دیئے ہیں اور پھر ان پر دل سے یقین رکھتا تو ایسا مضبوط ہوجاتا کہ کوئی مصیبت اسے ڈرا نہ سکتی۔ پس حقیقی عید سے فائدہ اٹھانے کے لئے ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعود کے الہامات پڑھے جائیں۔''

(خطبہ عید مرزا محمود احمد مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج۱۵ نمبر۸۷ ص۶ کالم۲،۳، مؤرخہ ۳؍اپریل ۱۹۲۸ء، خطبات محمود ج۱ ص۱۵۹)

(۳۱) قادیان کا قرآن

''اور خدا کا کلام اس قدر مجھ پر نازل ہوا ہے کہ اگر وہ تمام لکھا جائے تو بیس جزو سے کم نہیں ہوگا۔''

(حقیقت الوحی ص۳۹۱، خزائن ج۲۲ ص۴۰۷)

''جناب میاں محمود احمد صاحب (خلیفہ قادیان) اور ان کے حاشیہ نشین جب نبوت کی پٹڑی جما چکے تو اب کتاب کی فکر ہوئی۔ کیونکہ نبی اور کتاب آخر لازم وملزوم چیزیں ہیں۔ گو عارضی طور پر طوطے کی طرح مریدوں کو یہ رٹا بھی دیا گیا تھا کہ حضرت ہارون کو کتاب

نہیں دی گئی اور فلاں نبی کو کتاب نہیں دی گئی۔ لیکن اندر سے دل نہیں مانتا تھا کہ آخر وہ نبی ہی کیا جو کتاب نہیں لایا۔ بلکہ میاں محمود احمد صاحب نے تو صاف طور پر فرما بھی دیا کہ کوئی نبی نہیں ہوسکتا جو شریعت نہ لائے ...... اور مرید بھی اب تک بھٹکتے پھرتے تھے ...... وہ عاجز آکر کبھی براہین احمدیہ کو کتاب بتادیتے تھے تو کبھی خطبہ الہامیہ کو اور کبھی البشریٰ کو ...... اس لئے اب کے سالانہ جلسہ پر جناب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے کتاب کی اہمیت کو جتاتے ہوئے خود قادیان میں حضرت مسیح موعود کے الہامات کو جمع کرنے کا حکم دیا اور ساتھ ہی مریدوں کو اس کی تلاوت کے لئے بھی ارشاد فرمایا تاکہ ان کے قلوب طمانیت اور سکینت حاصل کرسکیں ...... اس لئے جناب میاں (محمود احمد) صاحب نے فرمایا تھا کہ ''اب کوئی قرآن نہیں سوائے اس قرآن کے جو مسیح موعود نے پیش کیا۔'' اور یہ بالکل درست معلوم ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے کہ مسیح موعود کی وحی جب عین قرآن ہے جس کا کوئی محمودی انکار نہیں کرسکتا۔ تو پھر اب جو قرآن محمودی حضرات پیش کریں گے۔ ضرور ہے کہ وہ پرانے قرآن کا جو محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا اور نئے قرآن کا جو حضرت مسیح موعود پر یا دوسرے لفظوں میں محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت ثانی میں نازل ہوا۔ دونوں کا مجموعہ ہونا چاہئے۔ گویا عیسائیوں کی طرح عہد نامہ قدیم کے ساتھ عہد نامہ جدید بھی شامل ہوگا۔ تب یہ قدیم وجدید قرآن مل کر وہ قرآن بنے گا جس کے لئے میاں صاحب فرماتے ہیں کہ وہ ''یھدی من یشاء'' والا قرآن ہوگا ...... اگر حضرت مسیح موعود عین محمد ہیں اور آپ کی بعثت رسول اللہ ﷺ ہی کی بعثت ثانی ہے تو حضرت مسیح موعود کی وحی بھی عین قرآن ہونی چاہئے اور جو وحی بھی آپ پر نازل ہوئی، وہ قرآن جدید ہے اور قرآن کو جو خاتم الکتب کہا گیا تھا تو اس کا مطلب فقط اس قدر مانا جائے گا کہ اس کتاب کی مہر سے آئندہ خدا کی کتابیں یا دوسرے لفظوں میں قرآن کے مزید حصے نازل ہوا کریں گے اور کوئی وجہ نہیں کہ جو مجموعہ میاں صاحب حضرت مسیح موعود کے الہامات کا اب شائع کرائیں گے اس کا نام بجائے البشریٰ کے قرآن جدید نہ رکھا جائے یا القرآن ہی نام رکھ دیا جائے۔ کیونکہ یہ وہی قرآن ہے جو پیرایہ جدید میں جلوہ گر ہوا ہے۔''

(اجرائے نبوت کا فتنہ عظیم، ڈاکٹر بشارت احمد قادیانی مندرجہ پیغام صلح لاہور ج ۲۲ نمبر ۳۵ ص ۴ کالم ۱،۲، مؤرخہ ۱۱ر جون ۱۹۳۴ء)

''یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ قادیانی احباب حضرت مسیح موعود کے الہامات کا مجموعہ شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں جس کے لئے مولوی شیر علی صاحب نے اخبار میں اعلان بھی کیا ہے۔ اس بارہ میں اتنی گزارش ہے کہ جیسا کہ اکثر پرانے احباب کو علم ہے کہ حضرت صاحب اپنے الہامات کو اپنی کاپی میں لکھ لیا کرتے تھے اور پھر باہر تشریف لاکر احباب کو بھی سنادیا کرتے تھے۔ اس طرح آپ کے اکثر الہامات اخبارات سلسلہ میں آپ کی مختلف تالیفات میں اور آپ کے خطوں میں محفوظ ہوگئے ہیں۔ ان میں سے اکثر کی تشریحات بھی آپ کی تحریروں اور تقریروں سے مل سکتی ہیں۔ باقی اگر کوئی رہ گئے ہوں تو وہ آپ کی کاپیوں اور دیگر کاغذات سے جو غالباً آپ کے فرزندوں کے پاس محفوظ ہوں گے، مل جائیں گے۔ آپ کے الہامات کو چھبیس سال کے بعد زبانی روایات کی بناء پر خصوصاً موجودہ اختلاف سلسلہ کی موجودگی میں شائع کرنا ایک نامناسب اقدام ہے۔ سرمایہ کافی ہو تو آپ کے الہامات ومکاشفات کو بہترین صورت میں شائع کیا جاسکتا ہے۔ ورنہ موجودہ حالات میں جب کہ مفت خورے بہت ہیں اور قیمتاً لینے والے کم، ایسا کام تکمیل کو پہنچنا دشوار ہے۔''

(پیغام صلح لاہور ج ۲۲ نمبر ۲۹ ص ۷ کالم ۳، مؤرخہ ۱۱ر مئی ۱۹۳۴ء)

(۳۲) قادیانی دین

''اللہ تعالیٰ نے اس آخری صداقت کو قادیان کے ویرانہ میں نمودار کیا اور حضرت مسیح موعود کو جو فارسی النسل ہیں، اس اہم کام

کے لئے منتخب فرمایا اور فرمایا۔ میں تیرے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ زور آور حملوں سے تیری تائید کروں گا اور جو دین تو لے کر آیا ہے اسے تمام دیگر ادیان پر بذریعہ دلائل و براہین غالب کروں گا اور اس کا غلبہ دنیا کے آخر تک قائم رکھوں گا۔‘‘

(الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۹۳ ص ۵ کالم ۲، مؤرخہ ۳؍فروری ۱۹۳۵ء)

(۳۳) میری امت

’’جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا اس دعویٰ میں ضرور ہے کہ وہ خداتعالیٰ کی ہستی کا اقرار کرے اور نیز یہ بھی کہے کہ خداتعالیٰ کی طرف سے میرے پر وحی نازل ہوتی ہے اور نیز خلق اللہ کو وہ کلام سناوے۔ جو اس پر خداتعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے اور ایک امت بناوے۔ جو اس کو نبی سمجھتی اور اس کی کتاب کو کتاب اللہ جانتی ہے۔‘‘ (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۴۴، خزائن ج ۵ ص ۳۴۴)

’’(مرزاغلام احمد نے) فرمایا کہ پہلا مسیح صرف مسیح تھا۔ اس لئے اس کی امت گمراہ ہوگئی اور موسوی سلسلہ کا خاتمہ ہوا۔ اگر میں بھی مسیح ہوتا تو ایسا ہی ہوتا لیکن میں مہدی اور محمد (ﷺ) کا بروز بھی ہوں۔ اس لئے میری امت کے دو حصے ہوں گے۔ ایک وہ جو مسیحیت کا رنگ اختیار کریں گے اور یہ تباہ ہو جائیں گے۔ دوسرے وہ جو مہدویت کا رنگ اختیار کریں گے۔ یہ قیامت تک رہیں گے۔‘‘

(ارشاد مرزاغلام احمد قادیانی، الفضل قادیان ج ۳ نمبر ۸۳ ص ۱۰ کالم ۲، مؤرخہ ۲۶؍جنوری ۱۹۱۶ء)

(۳۴) قادیانی صحابہ

’’پس ہر احمدی کو جس نے احمدیت کی حالت میں حضور (یعنی مرزاقادیانی) کو دیکھا یا حضور نے اسے دیکھا صحابی کہا جائے۔ کیونکہ جب تم علی الاعلان کسی کو صحابی کہو گے تو گویا تم نے کوٹھوں پر چڑھ کر حضرت مسیح موعود (مرزاقادیانی) کی نبوت کا اعلان کر دیا اور اگر تم منارہ پر چڑھ کر کسی کے صحابی ہونے کا اعلان کرو گے تو دوسرے لفظوں میں تم نے منارہ پر چڑھ کر حضرت مسیح موعود (مرزاقادیانی) کی نبوت کی منادی کر دی۔ کیوں جتنی دفعہ یہ لفظ بولا جائے گا اتنی ہی دفعہ حضرت مسیح (مرزاقادیانی) کی نبوت کی دنیا میں منادی ہوگی۔‘‘

(الفضل قادیان ج ۲۴ نمبر ۶۴ ص ۵ کالم ۳، مؤرخہ ۱۳؍ستمبر ۱۹۳۶ء)

(۳۵) نبی تشریعی یا غیرتشریعی

’’جن پر خدا کا کلام نازل ہوتا ہے وہ معمولی انسان نہیں ہوتے بلکہ ان کی ہستیاں دنیا سے جدا ہوتی ہیں اور ان کے لئے خداتعالیٰ یہاں تک کہتا ہے کہ اگر کوئی میرا قرب حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ یہ کہ ان کے ذریعہ حاصل کرو اور ایسے انسان شرعی ہوں یا غیرشرعی ایک ہی مقام پر ہوتے ہیں۔ اگر کسی کو غیرشرعی کہتے ہیں تو اس کا صرف یہ مطلب ہے کہ وہ کوئی نیا حکم نہیں لایا ہے، ورنہ کوئی نبی ہو ہی نہیں سکتا جو شریعت نہ لائے۔ ہاں! بعض نئی شریعت لاتے ہیں اور بعض پہلی شریعت ہی دوبارہ لاتے ہیں۔

پس شرعی نبی کا مطلب یہ ہے کہ وہ پہلے کلام لائے۔ رسول کریم ﷺ تشریعی نبی ہیں جس کے یہ معنی ہیں کہ آپ قرآن پہلے لائے اور حضرت مسیح موعود غیرتشریعی نبی ہیں تو اس کے یہ معنی ہیں کہ آپ پہلے قرآن نہیں لائے۔ ورنہ قرآن آپ بھی لائے۔ اگر نہ لائے تھے تو خداتعالیٰ نے کیوں کہا کہ اسے قرآن دے کر کھڑا کیا گیا…… چنانچہ حضرت مسیح موعود بڑی وضاحت سے فرماتے ہیں۔ مولوی لوگ حدیثیں لئے پھرتے ہیں۔ مگر حدیثوں کا یہ کام نہیں کہ میرے متعلق فیصلہ کریں۔ بلکہ میرا کام ہے کہ میں بتاؤں فلاں حدیث درست ہے اور فلاں

غلط ...... پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ جب کوئی نبی آ جائے تو پہلے نبی کا علم بھی اسی کے ذریعہ ملتا ہے۔ یوں اپنے طور پر نہیں مل سکتا اور ہر بعد میں آنے والا نبی پہلے نبی کے لئے بمنزلہ سوراخ کے ہوتا ہے۔ پہلے نبی کے آگے دیوار کھینچ دی جاتی ہے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ سوائے آنے والے نبی کے ذریعہ دیکھنے کے۔ یہی وجہ ہے کہ اب کوئی قرآن نہیں سوائے اس قرآن کے جو حضرت مسیح موعود نے پیش کیا اور کوئی حدیث نہیں سوائے اس حدیث کے جو حضرت مسیح موعود کی روشنی میں نظر آئے اور کوئی نبی نہیں سوائے اس کے جو حضرت مسیح موعود کی روشنی میں دکھائی دے۔ اسی طرح رسول کریم ﷺ کا وجود اسی ذریعہ سے نظر آئے گا کہ حضرت مسیح موعود کی روشنی میں دیکھا جائے اگر کوئی چاہے کہ آپ سے آپ علیحدہ ہو کر کچھ دیکھ سکے تو اسے کچھ نظر نہ آئے گا۔ ایسی صورت میں اگر کوئی قرآن کو بھی دیکھے گا تو وہ اس کے لئے ’’یھدی من یشاء‘‘ والا قرآن نہ ہوگا بلکہ ’’یضل من یشاء‘‘ والا قرآن ہوگا ...... اسی طرح اگر حدیثوں کو اپنے طور پر پڑھیں گے تو وہ مداری کے پٹارے سے زیادہ وقعت نہ رکھیں گے۔ حضرت مسیح موعود فرمایا کرتے تھے کہ حدیثوں کی کتابوں کی مثال تو مداری کے پٹارے کی ہے۔ جس طرح مداری جو چاہتا ہے اس میں سے نکال لیتا ہے، اسی طرح ان سے جو چاہو نکال لو۔‘‘

(خطبہ جمعہ مرزا محمود احمد قادیان، مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۲ نمبر ۴ ص ۷،۸، مؤرخہ ۱۵؍جولائی ۱۹۲۴ء، خطبات محمود ج ۸ ص ۴۵۴ تا ۴۵۷)

’’جناب میاں (مرزا محمود) صاحب نے اربعین کا حوالہ دے کر جو فرمایا کہ: ’’خدا نے دوبارہ بعض احکام قرآن دے کر مسیح موعود کو ایک رنگ میں تشریعی نبی قرار دیا ہے۔‘‘ یہ بھی حضرت صاحب کو صاحب شریعت نبی منوانے کی ایک ابتداء ہے۔‘‘

(المہدی نمبر ۴،۵، ص ۱۴۴، حکیم محمد حسین قادیانی لاہوری)

(۳۶) مرزا قادیانی کی شریعت

’’یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا۔ وہی صاحب شریعت ہوگیا ...... میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔ مثلاً یہ الہام ’’قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذلک ازکی لھم‘‘ یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اس پر تئیس برس کی مدت بھی گزر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ’’ان ھذا لفی الصحف الاولی صحف ابراھیم وموسیٰ‘‘ یعنی قرآنی تعلیم توریت میں بھی موجود ہے۔‘‘ (اربعین نمبر ۴ ص ۶، خزائن ج ۱۷ ص ۴۳۵،۴۳۶)

’’چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے پر ہوتی ہے، فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا ...... اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات ٹھہرایا۔ جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے۔‘‘

(اربعین نمبر ۴ ص ۶، خزائن ج ۱۷ ص ۴۳۵ حاشیہ)

(۳۷) جہاد

’’جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالیٰ آہستہ آہستہ کم کرتا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ کے وقت میں اس قدر شدت تھی کہ ایمان

لانا بھی قتل سے بچا نہیں سکتا تھا اور شیر خوار بچے بھی قتل کئے جاتے تھے۔ پھر ہمارے نبی ﷺ کے وقت میں بچوں اور بڈھوں اور عورتوں کا قتل کرنا حرام کیا گیا اور پھر بعض قوموں کے لئے بجائے ایمان کے صرف جزیہ دے کر مواخذہ سے نجات پانا قبول کیا گیا اور پھر مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا۔'' (اربعین نمبر۴ص۱۳، خزائن ج۱۷ص۴۴۳ حاشیہ)

''آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا، خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا اور اپنا نام غازی رکھتا ہے، وہ اس رسول کریم ﷺ کی نافرمانی کرتا ہے جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرمادیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے۔ سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں۔ ہماری طرف سے امان اور صلح کاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا۔'' (تبلیغ رسالت ج۹ص۴۷، مجموعہ اشتہارات ج۳ص۲۹۵، جدید مجموعہ اشتہارات ج۲ص۴۰۸)

''اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال ‏ دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آ گیا مسیح جو دیں کا امام ہے ‏ دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے ‏ اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد ‏ منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد''

(تبلیغ رسالت ج۹ص۴۹،۵۰، مجموعہ اشتہارات ج۳ص۲۹۷،۲۹۸، جدید مجموعہ اشتہارات ج۲ص۴۱۰، ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۳۶، خزائن ج۱۷ص۷۷)

(۳۸) دس نبی اور ایک بندے کا انتخاب

''خدا کے راست باز نبی رامچندر پر سلامتی ہو
خدا کے راست باز نبی کرشن پر سلامتی ہو
خدا کے راست باز نبی بدھ پر سلامتی ہو
خدا کے راست باز نبی زرتشت پر سلامتی ہو
خدا کے راست باز نبی کنفیوشس پر سلامتی ہو
خدا کے راست باز نبی ابراہیم پر سلامتی ہو
خدا کے راست باز نبی موسیٰ پر سلامتی ہو
خدا کے راست باز نبی مسیح پر سلامتی ہو
خدا کے راست باز نبی محمد پر سلامتی ہو
خدا کے راست باز نبی احمد پر سلامتی ہو
خدا کے راست باز بندہ بابانانک پر سلامتی ہو''

(چوہدری ظفر اللہ خان قادیانی کا ٹریکٹ جو مارچ ۱۹۳۳ء بتقریب یوم التبلیغ شائع ہوا، پیغام صلح لاہور ج۲۱ نمبر۲۲ص۴ کالم۱، مؤرخہ ۱۱؍اپریل ۱۹۳۳ء)

(۳۹) معترضین کو دھمکی

''اب کس قدر تعجب کی جگہ ہے کہ میرے مخالف میرے پر وہ اعتراض کرتے ہیں جس کی رو سے ان کو اسلام ہی سے ہاتھ دھونا پڑتا

ہے۔ اگر ان کے دل میں تقویٰ ہوتی تو ایسے اعتراض کبھی نہ کرتے جن میں دوسرے نبی شریک غالب ہیں۔''

(اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح ص ۵، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۲)

''میں بار بار کہتا ہوں کہ اگر یہ تمام مخالف مشرق اور مغرب کے جمع ہو جائیں تو میرے پر کوئی ایسا اعتراض نہیں کر سکتے کہ جس اعتراض میں گزشتہ نبیوں میں سے کوئی نبی شریک نہ ہو۔''　(تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۳۷، خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۵)

''اگر یہی بات ہے تو ان لوگوں کا ایمان آج بھی نہیں اور کل بھی نہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کا کوئی معاملہ مجھ سے ایسا نہیں جس میں کوئی نبی شریک نہ ہو اور کوئی اعتراض میرے پر ایسا نہیں کہ کسی اور نبی پر وہی اعتراض وارد نہ ہوتا ہو۔''

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۲۹، خزائن ج ۲۲ ص ۵۶۵)

''مخالفین احمدیت کی بھی عجیب حالت ہے۔ وہ اعتراض کرتے ہیں۔ مگر اتنا نہیں سوچتے کہ ہمارا اعتراض صرف حضرت مرزا صاحب پر نہیں بلکہ آنحضرت ﷺ پر بھی پڑتا ہے۔ گویا حضرت مرزا صاحب کی مخالفت میں وہ آنحضور پر اعتراض کرنے سے بھی خوف نہیں کرتے۔''　(الفضل قادیان ج ۱۴ نمبر ۶۵ ص ۹ کالم ۳، مؤرخہ ۱۵ر فروری ۱۹۲۷ء)

''اگر معترض کو حضرت مسیح موعود کے الہام ''انت منی بمنزلة ولدی'' اور ''انت منی بمنزلة اولادی'' پر اعتراض ہے اور وہ اعترض مخالفت کی وجہ سے نہیں بلکہ انصاف کی بناء پر ہے تو اسے یہ چاہئے کہ اوّل یہ اعتراض پہلی تمام کتب مقدسہ پر کرے اور پھر قرآن اور احادیث نبویہ پر کرے۔''　(الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۱۱۰ ص ۴ کالم ۲، مؤرخہ ۲۸ر فروری ۱۹۱۵ء)

''میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ الحمد سے لیکر والناس تک سارا قرآن چھوڑنا پڑے گا۔ پھر سوچو کیا میری تکذیب آسان امر ہے۔ یہ میں از خود نہیں کہتا۔ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حق یہی ہے کہ جو مجھے چھوڑے گا اور میری تکذیب کرے گا، وہ زبان سے نہ کرے مگر اپنے عمل سے اس نے سارے قرآن کی تکذیب کر دی اور خدا کو چھوڑ دیا۔ اسی کی طرف میرے ایک الہام میں بھی اشارہ ہے۔ ''انت منی وانا منک'' بے شک میری تکذیب سے خدا کی تکذیب لازم آتی ہے اور میرے اقرار سے خدا تعالیٰ کی تصدیق ہوتی اور اس کی ہستی پر قوی ایمان پیدا ہوتا ہے اور پھر میری تکذیب میری تکذیب نہیں یہ رسول اللہ ﷺ کی تکذیب ہے۔ اب کوئی اس سے پہلے کہ میری تکذیب اور انکار کے لئے جرأت کرے، ذرا اپنے دل میں سوچ اور اس سے فتویٰ طلب کرے کہ وہ کس کی تکذیب کرتا ہے۔''

(تقریر مرزا قادیانی، الفضل قادیان ج ۳ نمبر ۸ ص ۷ کالم ۲، مؤرخہ ۱۱ر جولائی ۱۹۱۵ء)

(۴۰) رسول اللہ پر اعتراض

''آج ۱۳۰۰ سال کے بعد حضرت مسیح موعود کے دشمن آپ پر وہی اعترض کرتے ہیں جو کہ رسول کریم ﷺ پر آپ کے دشمنوں نے کئے اور ان میں اتنی مطابقت اور مشابہت ہوتی ہے کہ حیرت آتی ہے۔ حضرت مسیح موعود کے دشمن جب آپ پر اعتراض کرتے تو آپ فرماتے۔ یہی اعتراض آج سے ۱۳۰۰ سال پہلے رسول کریم ﷺ پر آپ کے مخالفین نے کئے تھے۔ جب وہ باتیں رسول کریم ﷺ کے لئے قابل اعتراض نہ تھیں۔ بلکہ آپ کی صداقت کی دلیل تھیں تو وہ میرے لئے کیوں قابل اعتراض بن گئی ہیں۔ پس جو جواب رسول کریم ﷺ

نے ان کا دیا، وہی جواب میں تمہیں دیتا ہوں۔ جب حضرت مسیح موعود جواب میں یہ طریق اختیار فرماتے اور لوگوں پر اس طریق سے حجت قائم کرتے تو مخالفین شور مچاتے کہ یہ رسول کریم ﷺ کی برابری کرتا ہے۔ (گویا اگر کسی جھوٹے شخص پر وہی اعتراض کیا جائے جو کبھی کسی سچے پر کیا گیا تھا تو اس اعتراض کی بدولت جھوٹ بھی سچ ہو جاتا ہے۔ قادیانی منطق کا یہ نکتہ قادیانی ذہنیت کا آئینہ دار ہے۔ للمؤلف)''

(مرزا محمود خلیفہ کی تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۴۵ء، مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۳۴ نمبر ۹۱ ص ۳ کالم ۲،۳، مؤرخہ ۱۷/اپریل ۱۹۴۶ء، انوار العلوم ج ۱۸ ص ۲۳۴)

(۴۱) مرزا قادیانی کے ننانوے (۹۹) نام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ۹۹/ اسماء الحسنہ، از حضرت میر محمد اسماعیل صاحب

کل بستر علالت پر لیٹے لیٹے خیال آیا کہ خدائے تعالیٰ کے ۹۹ نام احادیث میں آئے ہیں اور آنحضرت ﷺ کے بھی ۹۹ نام کتابوں میں موجود ہیں۔ اب دیکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے کتنے الہامی نام ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیئے ہیں۔ میں نے وہ سب جمع کئے تو ۹۹ ہی بن گئے۔ ان ناموں میں بھی ایک علم ہے۔ اس لئے اسے احباب کے فائدہ کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔

(۱) احمد۔ (۲) محمد۔ (۳) مہدی۔ (۴) یٰسین۔ (۵) رسول۔ (۶) مرسل۔ (۷) نبی اللہ۔ (۸) نذیر۔ (۹) مجدد وقت۔ (۱۰) محدث اللہ۔ (۱۱) گورنر جنرل۔ (۱۲) حکم۔ (۱۳) عدل۔ (۱۴) امام۔ (۱۵) امام مبارک۔ (۱۶) غلام احمد۔ (۱۷) مرزا غلام احمد قادیانی۔ (۱۸) مرزا۔ (۱۹) عیسیٰ۔ (۲۰) مسیح۔ (۲۱) مسیح موعود۔ (۲۲) مسیح اللہ۔ (۲۳) مسیح الزمان۔ (۲۴) الشیخ المسیح۔ (۲۵) مسیح ابن مریم۔ (۲۶) مسیح محمدی۔ (۲۷) روح اللہ۔ (۲۸) مریم۔ (۲۹) ابن مریم۔ (۳۰) آدم۔ (۳۱) نوح۔ (۳۲) ابراہیم۔ (۳۳) اسماعیل۔ (۳۴) یعقوب۔ (۳۵) یوسف۔ (۳۶) موسیٰ۔ (۳۷) ہارون۔ (۳۸) داؤد۔ (۳۹) سلیمان۔ (۴۰) یحییٰ۔ (۴۱) جری اللہ فی حلل الانبیاء۔ (۴۲) عبداللہ۔ (۴۳) عبدالقادر۔ (۴۴) سلطان عبدالقادر۔ (۴۵) عبدالحکیم۔ (۴۶) عبدالرحمان۔ (۴۷) عبدالرافع۔ (۴۸) محمد مفلح۔ (۴۹) ذوالقرنین۔ (۵۰) سلمان۔ (۵۱) علی۔ (۵۲) منصور۔ (۵۳) حجۃ اللہ القادر۔ (۵۴) سلطان احمد مختار۔ (۵۵) حب اللہ۔ (۵۶) خلیل اللہ۔ (۵۷) اسد اللہ۔ (۵۸) شفیع اللہ۔ (۵۹) آریوں کا بادشاہ۔ (۶۰) کرشن۔ (۶۱) رودر گوپال۔ (۶۲) امین الملک جے سنگھ بہادر۔ (۶۳) برہمن اوتار۔ (۶۴) آواہن۔ (۶۵) مبارک۔ (۶۶) سلطان القلم۔ (۶۷) مسرور۔ (۶۸) النجم الثاقب۔ (۶۹) رحی الاسلام۔ (۷۰) حمی الاسلام۔ (۷۱) غالب۔ (۷۲) مبشر۔ (۷۳) خیر الانام۔ (۷۴) اسعد۔ (۷۵) شیر خدا۔ (۷۶) شاہد۔ (۷۷) خلیفۃ اللہ السلطان۔ (۷۸) نور۔ (۷۹) امین۔ (۸۰) رجل من فارس۔ (۸۱) سراج منیر۔ (۸۲) متوکل۔ (۸۳) اشجع الناس۔ (۸۴) ولی۔ (۸۵) قمر۔ (۸۶) شمس۔ (۸۷) اوّل المؤمنین۔ (۸۸) سلامتی کا شہزادہ۔ (۸۹) مقبول۔ (۹۰) مرد سلامت۔ (۹۱) الحق۔ (۹۲) ذوالبرکات۔ (۹۳) البدر۔ (۹۴) حجر اسود۔ (۹۵) مدینۃ العلم۔ (۹۶) طیب۔ (۹۷) مقبول الرحمان۔ (۹۸) کلمۃ الازل۔ (۹۹) غازی۔

(احمدیہ جنتری ۱۹۴۷ء ص ۱۸،۱۹، مضمون میر اسماعیل قادیانی، مرتبہ محمد یامین تاجر، مطبوعہ قادیان، روزنامہ الفضل ج ۲۵ نمبر ۲۹۰ ص ۴، مؤرخہ ۱۴/دسمبر ۱۹۳۷ء)

فصل پانچویں

فضیلت کی تفصیل

(الف) مسلمانوں کے مقابل

(۱) تیرہ سو سال

’’جو فہم قرآن کریم کا حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو خدا تعالیٰ نے دیا اور اصولی طور پر آپ نے ہمیں جس کی تعلیم دی ہے، وہ اتنا بڑا خزانہ ہے کہ موجودہ زمانے کی ضرورتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ درمیان کے تیرہ سو سال کے تمام علوم اس کے سامنے ہیچ ہیں۔‘‘ (مرزا محمود خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ، اخبار الفضل قادیان ج۲۶ نمبر۲۶۳ ص۳ کالم۴، مؤرخہ ۱۵؍نومبر ۱۹۳۸ء، خطبات محمود ج۱۹ ص۷۷۶)

’’یہ شرک کی بہت عمدہ تعریف ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود نے اس سے بھی اوپر تعریف بیان کی ہے جس کی نظیر پچھلے تیرہ سو سال میں نہیں ملتی۔‘‘ (مسیح موعود کے کارنامے، تقریر خلیفہ قادیان جلسہ سالانہ ص۳۰، طبع اوّل مطبوعہ قادیان، انوار العلوم ج۱۰ ص۱۲۸)

’’بلکہ میرا یہاں تک مذہب ہے کہ تیرہ سو سال میں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ سے آج تک امت محمدیہ میں کوئی ایسا انسان نہیں گزرا جو آنحضرت ﷺ کا ایسا فدائی، ایسا مطیع اور ایسا فرمانبردار ہو جیسا کہ حضرت مسیح موعود تھے۔ (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی۔للمؤلف)‘‘

(حقیقت النبوۃ ص۵، انوار العلوم ج۲ ص۳۴۹)

(۲) امت محمدی کے تمام اولیاء پر فضیلت

’’اسلام میں اگرچہ ہزارہا ولی اور اہل اللہ گزرے ہیں مگر ان میں کوئی موعود نہ تھا۔ لیکن وہ جو مسیح کے نام پر آنے والا تھا، وہ موعود تھا (یعنی خود غلام احمد قادیانی)۔‘‘ (تذکرۃ الشہادتین ص۲۹، خزائن ج۲۰ ص۳۱)

’’میں ولایت کے سلسلہ کو ختم کرنے والا ہوں۔ جیسا کہ ہمارے سید آنحضرت ﷺ نبوت کے سلسلہ کو ختم کرنے والے تھے اور وہ خاتم الانبیاء ہیں اور میں خاتم الاولیاء ہوں۔ میرے بعد کوئی ولی نہیں مگر وہ جو مجھ سے ہوگا اور میرے عہد پر ہوگا۔‘‘

(خطبہ الہامیہ ص۳۵، خزائن ج۱۶ ص۶۹،۷۰)

’’اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ اور مخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں، تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطاء نہیں کی گئی اور اگر کوئی منکر ہو تو بار ثبوت اس کی گردن پر ہے۔ غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں، ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۳۹۱، خزائن ج۲۲ ص۴۰۶)

’’اور خدا تعالیٰ نے آج سے چھبیس (۲۶) برس پہلے میرا نام براہین احمدیہ میں محمد اور احمد رکھا ہے اور آنحضرت ﷺ کا بروز مجھے قرار دیا ہے۔ اسی وجہ سے براہین احمدیہ میں لوگوں کو مخاطب کر کے فرمادیا ہے، ’’قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ‘‘ اور یہ دعویٰ امت محمدیہ میں سے آج تک کسی اور نے ہرگز نہیں کیا کہ خدا تعالیٰ نے میرا یہ نام رکھا ہے

اور خدا تعالیٰ کی وحی سے صرف میں اس نام کا مستحق ہوں۔'' (تتمہ حقیقت الوحی ص ۶۷، ۶۸، خزائن ج ۲۲ ص ۵۰۲، ۵۰۳)

''بلکہ میرا یہاں تک مذہب ہے کہ تیرہ سو سال میں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ سے آج تک امت محمدیہ میں کوئی ایسا انسان نہیں گزرا جو آنحضرت ﷺ کا ایسا فدائی اور مطیع اور ایسا فرمانبردار ہو جیسا کہ حضرت مسیح موعود تھے۔'' (حقیقت النبوۃ ص ۵، انوار العلوم ج ۲ ص ۳۴۹)

(۳) حضرت مجدد الف ثانی

''حضرت مجدد الف ثانی اپنے مکتوب میں آپ ہی تحریر فرماتے ہیں کہ جو لوگ میرے بعد آنے والے ہیں جن پر حضرت احدیت کی خاص خاص عنایات ہیں، ان سے افضل نہیں ہوں اور نہ وہ میرے پیرو ہیں۔ سو یہ عاجز بیان کرتا ہے نہ فخر کے طریق پر بلکہ واقعی طور پر شکراً نعمۃ اللہ کہ اس عاجز کو خدا تعالیٰ نے ان بہتوں پر افضلیت بخشی ہے کہ جو حضرت مجدد صاحب سے بھی بہتر ہیں اور مراتب اولیاء سے بڑھ کر نبیوں سے مشابہت دی ہے۔'' (حیات احمد ج ۲ نمبر ۲ ص ۹۷، مؤلفہ شیخ یعقوب علی عرفانی قادیانی)

(۴) حضرت غوث الاعظم اور مرزا قادیانی

''سید عبدالقادر جیلانی نے اپنے اپ کو اپنے حال کی کیفیات بیان کرنے تک رکھا۔ کیونکہ وہ مامور نہیں تھے، مجدد تھے اور مجددیت کے مقام پر کھڑے تھے۔ اس لئے انہوں نے اپنے اندر کی کیفیت بیان کر دی کہ یہ کچھ میرے اندر گزر رہا ہے اور میں نے یہ کچھ دیکھا ہے۔ وہ مجدد تھے۔ مخاطبہ مکالمہ الٰہیہ سے مشرف تھے اور اپنے زمانہ میں لوگوں کے لئے رحمت تھے۔ مگر توحید کو اصولی طور پر بیان کرنا ان کے لئے نہ تھا۔ بلکہ حضرت مسیح موعود کے لئے رکھا گیا تھا جو مامور کر کے بھیجے گئے۔ اس لئے آپ سے پہلے لوگ ایسا نہ کر سکتے تھے کہ توحید کے اصول بھی بیان کرتے۔ توحید کا حال اور خاص کر وہ حال جو ان کے ساتھ گزر رہا تھا، وہی بیان کر سکتے تھے اور یہ حضرت مسیح موعود کا ہی کام تھا کہ توحید کی اصل اور اس کے اصول اور اس کی غرض بیان فرماتے۔ پس یہ فرق ہے جو حضرت مسیح موعود اور گزشتہ صوفیاء حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے درمیان توحید بیان کرنے کے متعلق ہے۔''

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان الفضل قادیان ج ۱۳ نمبر ۴۶ ص ۷ کالم ۳، مؤرخہ ۲۰؍ اکتوبر ۱۹۲۵ء، خطبات محمود ج ۹ ص ۲۸۲، ۲۸۳)

(۵) توحید کی تعلیم

''شاید کوئی کہے کہ تم اپنے قول سے آپ پکڑے گئے۔ اگر عبدالقادر جیلانی اور محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی توحید کے متعلق وہ بات بیان کی جو حضرت مرزا صاحب نے بیان کی اور خدا سے علم حاصل کر کے کی تو پھر حضرت مرزا صاحب میں ان سے بڑھ کر کون سی بات ہے۔ لیکن ہم نے کب کہا ہے کہ ان کا علم خدا سے حاصل کردہ نہ تھا۔ بے شک ان کا علم خدا سے ہی حاصل کیا ہوا تھا، لیکن نور نبوت نہ ہونے کی وجہ سے ان کا علم کامل نہ تھا۔ اس لئے ابن عربی تو وحدت وجود کی طرف نکل گئے اور سید عبدالقادر حال کی کیفیات بیان کرنے تک محدود ہو گئے۔ اس سے آگے ایک قدم بھی نہ اٹھا سکے اور ہرگز اصول بتانے کی طرف نہ آئے جن سے دوسرے لوگ بھی فائدہ اٹھا سکتے۔ لیکن حضرت مسیح موعود نے اصول بیان کئے اور آپ میں اور ان میں یہی تو فرق ہے کہ حضرت مسیح موعود نے آ کر توحید کے اصول اور مقاصد بیان فرمائے۔ مگر ان لوگوں نے ایسا نہ کیا۔ پس ان میں فرق حال اور اصول کا ہے اور یہ اتنا بڑا فرق ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے یہ نہیں کیا جا سکتا کہ حضرت مسیح موعود نے مبعوث ہو کر توحید کو اس سے زیادہ پیش نہیں کیا جتنا کہ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا۔'' (خطبہ جمعہ الفضل قادیان ج ۱۳ نمبر ۴۶ ص ۷ کالم ۲، مؤرخہ ۲۰؍ اکتوبر ۱۹۲۵ء، خطبات محمود ج ۹ ص ۲۸۱)

(۶) مجدد اعظم

’’چنانچہ علماء امتی کا انبیاء بنی اسرائیل کے ارشاد کی روسے آپ کی امت کے مجددین میں سے ہر ایک مجدد کسی نہ کسی نبی کے کمالات کا وارث ہوا اور حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) جو مجدد اعظم ہیں،’’جری اللہ فی حلل الانبیاء‘‘ کی شان کے ساتھ سب انبیاء کے کمالات کے مجموعی طور پر وارث بنائے گئے۔ بلکہ اس لحاظ سے کہ آنحضرت ﷺ بھی آل ابراہیم سے ہیں مسیح موعود آل محمد میں سے ہونے کی وجہ سے’’کما صلیت‘‘اور’’کما بارکت علی ابراهیم وعلیٰ ال ابراهیم‘‘ کے الفاظ سے آنحضرت ﷺ کے کمالات اور برکات کے بھی ظلی طور پر کامل وارث ہوئے۔‘‘

(رسالہ درود شریف ص۱۲، مؤلفہ محمد اسماعیل قادیانی)

(۷) صحابہ کرام اور قادیانی صاحبان

’’حوالہ جات مندرجہ بالا ان لوگوں پر حجت ہیں جو اصحاب مسیح موعود کی عیب چینیاں کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کی صحابہ آنحضرت سے کیا نسبت ہے یا ان سے گھٹیا درجہ کے ہیں اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ ان اصحاب نے آنحضرت ﷺ سے تربیت پائی اور ان لوگوں نے مسیح موعود (مرزا قادیانی) سے۔ دونوں میں فرق بیّن ہے۔ حالانکہ حوالہ جات مافوق الذکر سے ثابت ہے کہ مسیح موعود کو ہی خاتم الانبیاء اور محمد رسول اللہ فرمایا اور مسیح موعود (مرزا قادیانی) و مصطفیٰ میں تفریق کرنے سے منع کیا۔ کیونکہ مسیح موعود بھی جامع جمیع کمالات محمد یہ ہے۔ پھر صحابہ مسیح موعود کو آنحضرت ﷺ کے ہاتھ کے تربیت یافتہ اور آنحضرت کے صحابہ قرار دیا۔ پس ان دونوں گروہوں میں تفریق کرنی یا ایک کو دوسرے سے مجموعی رنگ میں افضل قرار دینا ٹھیک نہیں۔ یہ دونوں فرقے درحقیقت ایک ہی جماعت میں ہیں۔ صرف زمانہ کا فرق ہے۔ وہ بعثت اولیٰ کے تربیت یافتہ ہیں۔ یہ بعثت ثانی کے۔‘‘ (الفضل قادیان ج۵ نمبر۹۲ ص۵ کالم۲، مؤرخہ ۲۸ر مئی ۱۹۱۸ء)

’’ایک نبی ہم میں (قادیانی صاحبان میں) بھی خدا کی طرف سے آیا اگر اس کی اتباع کریں گے تو وہی پھل پائیں گے جو صحابہ کرام کے لئے مقرر ہو چکے ہیں۔‘‘ (مندرجہ اخبار البدر قادیان ج۱۰ نمبر۱۲ ص۷، مؤرخہ ۱۹ر جنوری ۱۹۱۱ء، آئینہ صداقت ص۵۳، انوار العلوم ج۶ ص۱۲۵)

(۸) خدا کا کلام

’’سب سے بڑا فضل اور انعام یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کسی سے کلام کرے۔ لیکن اس سے دوسرے درجہ پر یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے کلام کرنے والے انسان کے ساتھ تعلق ہو۔ کیونکہ نبیوں کو خدا تعالیٰ سے بلاواسطہ تعلق ہوتا ہے اور نبیوں کے ماننے والوں کا بالواسطہ۔ لیکن میں تو دیکھتا ہوں کہ ہماری جماعت کے بعض آدمیوں کے ساتھ خدا تعالیٰ بلاواسطہ کلام کرتا ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ الفضل قادیان ج۳ نمبر۱۱، مؤرخہ ۱۸ر جولائی ۱۹۱۵ء، خطبات محمود ج۴ ص۳۸۷)

’’رسول کریم ﷺ کے سامنے کچا لہسن رکھا گیا تو آپ نے نہ کھایا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ ہم بھی نہ کھائیں۔ فرمایا، تم سے خدا کلام نہیں کرتا، تم کھا سکتے ہو۔‘‘ (منہاج الطالبین ص۱۳، انوار العلوم ج۹ ص۱۶۴)

(۹) حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پر فضیلت

’’امام حسین رضی اللہ عنہ پر فضیلت کے بارہ میں فرمایا کہ ان پر میری فضیلت سن کر یوں ہی غصہ میں آجاتے ہیں۔ قرآن کریم نے کہاں امام حسین رضی اللہ عنہ کا نام لیا ہے۔ زید رضی اللہ عنہ کا ہی نام لیا ہے۔ اگر ایسی ہی بات تھی تو چاہئے تھا کہ امام حسین کا نام بھی لے دیا جاتا اور پھر

''ما کان محمد ابا احد من رجالکم'' کہہ کر اور بھی ابوت کا خاتمہ کر دیا۔ اگر ''الّا حسین'' اس آیت کے ساتھ کہہ دیا جاتا تو شیعہ کا ہاتھ کہیں تو پڑ جاتا۔''

(ملفوظات ج ۳ ص ۳۲۱، ۳۲۲، جدید ملفوظات ج ۲ ص ۲۲۴، ملفوظات احمدیہ طبع لاہور ج ۴ ص ۱۹۱، ۱۹۲، مرتبہ منظور الٰہی قادیانی)

''افسوس یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ قرآن نے تو امام حسین کو رتبہ ابنیت کا بھی نہیں دیا بلکہ نام تک مذکور نہیں۔ ان سے تو زید ہی اچھا رہا۔ جس کا نام قرآن شریف میں موجود ہے۔ ان کو آنحضرت ﷺ کا بیٹا کہنا قرآن شریف کے نص صریح کے برخلاف ہے۔ جیسا کہ آیت ''ما کان محمد ابا احد من رجالکم'' سے سمجھا جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ رجال میں سے تھے، عورتوں میں سے تو نہیں تھے۔ حق تو یہ ہے کہ اس آیت نے اس تعلق کو جو امام حسین کو آنحضرت ﷺ سے بوجہ پسر دختر ہونے کے تھا، نہایت ہی ناچیز کر دیا ہے...... غرض حسین کو نبیوں پر فضیلت دینا بیہودہ خیال ہے۔ ہاں! یہ سچ ہے کہ وہ بھی خدا کے راستباز بندوں میں سے تھے۔ لیکن ایسے بندے تو کروڑہا دنیا میں گزر چکے ہیں اور خدا جانے آگے کس قدر ہوں گے۔ پس بلاوجہ ان کو تمام انبیاء کا سردار بنا دینا خدا کے پاک رسولوں کی سخت ہتک کرنا ہے۔ ایسا ہی خدا تعالیٰ نے اور اس کے پاک رسول نے بھی مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا ہے اور تمام خدا تعالیٰ کے نبیوں نے اس کی تعریف کی ہے اور اس کو تمام انبیاء کے صفات کاملہ کا مظہر ٹھہرایا ہے۔ اب سوچنے کے لائق ہے کہ امام حسین کو اس سے کیا نسبت ہے...... کیا یہ سچ نہیں ہے کہ قرآن اور احادیث اور تمام نبیوں کی شہادت سے مسیح موعود حسین سے افضل ہے اور جامع کمالات متفرقہ ہے۔ پھر اگر درحقیقت میں وہی مسیح موعود ہوں تو خود سوچ لو کہ حسین کے مقابل مجھے کیا درجہ دینا چاہئے اور اگر میں وہ نہیں ہوں تو خدا نے صدہا نشان کیوں دکھلائے اور کیوں وہ ہر دم میری تائید میں ہے۔'' (نزول المسیح ص ۴۵ تا ۵۰، خزائن ج ۱۸ ص ۴۲۳ تا ۴۲۸)

''اورانہوں نے کہا کہ اس شخص نے (یعنی مرزا قادیانی نے) امام حسن اور حسین سے اپنے تئیں اچھا سمجھا۔ میں کہتا ہوں کہ ہاں (بے شک) اور میرا خدا عنقریب ظاہر کر دے گا۔'' (اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح ص ۵۲، خزائن ج ۱۹ ص ۱۶۴)

''اور بخدا اسے (یعنی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو) مجھ سے کچھ زیادت نہیں اور میرے پاس خدا کی گواہیاں ہیں۔ پس تم دیکھ لو۔''

(اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح ص ۸۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۹۳)

''اور میں خدا کا کشتہ ہوں۔ لیکن تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے۔ پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے۔''

(اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح ص ۸۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۹۳)

''مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے۔ کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے۔''

(اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح ص ۶۹، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۱)

''مگر حسین (کو دیکھو تو) پس تم دشت کربلا کو یاد کر لو۔ اب تک تم روتے ہو پس سوچ لو۔''

(اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح ص ۶۹، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۱)

''اور میں خدا کے فضل سے اس کے کنارہ عاطفت میں ہوں، پرورش پا رہا ہوں اور ہمیشہ لئیموں کے حملہ سے جو پلنگ صورت میں بچایا جاتا ہوں۔'' (اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح ص ۶۹، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۱)

''اور اگر دشمن تلواروں اور نیزوں کے ساتھ میرے پاس آویں۔ پس بخدا میں بچایا جاؤں گا اور مجھے فتح ملے گی۔''

(اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح ص ۶۹، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۱)

''تم نے اس کشتہ (حسین رضی اللہ عنہ) سے نجات چاہی کہ جو نومیدی سے مرگیا۔ پس تم کو خدا نے جو غیور ہے، ہر ایک مراد سے نومید کیا۔ وہ خدا جو ہلاک کرنے والا ہے۔'' (اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح ص۸۱، خزائن ج۱۹ص۱۹۳)

''کیا تو اس (حسین رضی اللہ عنہ) کو تمام دنیا سے زیادہ پرہیزگار سمجھتا ہے اور یہ تو بتلاؤ کہ اس سے تمہیں دینی فائدہ کیا پہنچا۔ اے مبالغہ کرنے والے۔'' (اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح ص۶۸، خزائن ج۱۹ص۱۸۰)

''اور میرا مقام یہ ہے کہ میرا خدا عرش پر سے میری تعریف کرتا ہے اور عزت دیتا ہے۔''

(اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح ص۶۹، خزائن ج۱۹ص۱۸۱)

''اور مجھے جناب الٰہی میں جو میرا خالق ہے ایک عزت ہے۔ پس خوشی ہو اس قوم کے لئے جنہوں نے میری اطاعت کی اور مجھے اختیار کیا۔'' (اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح ص۷۲، خزائن ج۱۹ص۱۸۴)

''اے قوم شیعہ! اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے۔ کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک (مرزا قادیانی) ہے کہ اس حسین سے بڑھ کر ہے اور اگر میں اپنی طرف سے یہ باتیں کہتا ہوں تو میں جھوٹا ہوں۔ لیکن اگر میں ساتھ اس کے خدا کی گواہی رکھتا ہوں تو تم خدا سے مقابلہ مت کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم اس سے لڑنے والے ٹھہرو۔ اب میری طرف دوڑو کہ وقت ہے۔ جو شخص اس وقت میری طرف دوڑتا ہے، میں اس کو اس سے تشبیہ دیتا ہوں کہ جو عین طوفان کے وقت جہاز پر بیٹھ گیا۔ لیکن جو شخص مجھے نہیں مانتا، میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ طوفان میں اپنے تئیں ڈال رہا ہے اور کوئی بچنے کا سامان اس کے پاس نہیں۔'' (دافع البلاء ص۱۳، خزائن ج۱۸ص۲۳۳)

''اور تو مجھے گالی دیتا ہے اور میں نہیں جانتا کہ کیوں مجھے گالیاں دیتا ہے۔ کیا امام حسین کے سبب سے تجھے رنج پہنچا، پس تو برا فروختہ ہوا۔'' (اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح ص۶۷، خزائن ج۱۹ص۱۷۹)

(۱۰) صد حسین

''حضرت مسیح موعود نے فرمایا۔

کربلا است سیر ہر آنم صد حسین است در گریبانم''

(الفضل قادیان ج۱۳ نمبر۸۰ ص۷ کالم۲، مؤرخہ ۲۶؍جنوری ۱۹۲۶ء، خطبات محمود ج۱۰ ص۲۶، نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ص۴۷۷)

''کہ میرے گریبان میں سو حسین ہیں۔ لوگ اس کے معنے یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے فرمایا۔ میں سو حسین کے برابر ہوں لیکن میں کہتا ہوں اس سے بڑھ کر اس کا یہ مفہوم ہے کہ سو حسین کی قربانی کے برابر میری ہر گھڑی کی قربانی ہے۔ وہ شخص جو اہل دنیا کی فکروں میں گھلا جاتا ہے جو ایسے وقت میں کھڑا ہوتا ہے جب کہ ہر طرف تاریکی اور ظلمت پھیلی ہوئی ہے اور اسلام کا نام مٹ رہا ہے۔ وہ دن رات دنیا کا غم کھاتا ہوا اسلام کو قائم کرنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ اس کی قربانی سو حسین کے برابر نہ تھی۔ پس یہ تو ادنیٰ سوال ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) امام حسین کے برابر تھے یا ادنیٰ۔ حضرت امام حسین ولی تھے مگر ان کو وہ غم اور صدمہ کس طرح پہنچ سکتا تھا جو اسلام کو مٹتا دیکھ کر حضرت مسیح موعود کو ہوا۔'' (خطبہ جمعہ الفضل قادیان ج۱۳ نمبر۸۰ ص۷ کالم۲، مؤرخہ ۲۶؍جنوری ۱۹۲۶ء، خطبات محمود ج۱۰ ص۲۶)

(۱۱) حضرت علی اور اہل بیت

(عنوان مندرجہ اخبار الفضل مؤرخہ ۱۸؍اپریل ۱۹۱۶ء)

’’یہ سوال کہ حضرت علی نبی کیوں نہ ہوئے اور دیگر اہل بیت نے یہ مرتبہ کیوں نہ پایا۔اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت علی یا دیگر اہل بیت کامل طور پر آنحضرت ﷺ کے علوم اور معارف کے وارث ہوتے اور ضرورت زمانہ بھی متقاضی ہوتی تو ضرور وہ بھی نبوت کا درجہ پاتے۔‘‘ (الفضل قادیان ج۳ نمبر۱۰۷ ص۷ کالم۲، مؤرخہ ۱۸؍اپریل ۱۹۱۶ء)

(۱۲) وارث رسول اللہ

’’آنحضرت ﷺ کا صرف یہ مقصود تھا کہ وہ فرزندوں کی طرح اس (نبی ﷺ) کا وارث ہوگا۔اس کے نام کا وارث، اس کے خلق کا وارث، اس کے علم کا وارث، اس کی روحانیت کا وارث اور ہر ایک پہلو سے اپنے اندر اس کی تصویر دکھلائے گا اور وہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ سب کچھ اس سے لے گا اور اس میں فنا ہوکر اس کے چہرے کو دکھائے گا۔پس جیسا کہ ظلی طور پر اس کا نام لے گا، اس کا خلق لے گا۔اس کا علم لے گا۔ایسا ہی اسی کا نبی لقب بھی لے گا۔کیونکہ بروزی تصویر پوری نہیں ہوسکتی۔جب تک یہ تصویر ہر ایک پہلو سے اپنے اصل کے کمال اپنے اندر نہ رکھتی ہو۔‘‘

(ایک غلطی کا ازالہ ص۵، خزائن ج۱۸ ص۲۱۴، مندرجہ تبلیغ رسالت ج۱۰ ص۲۱،۲۲، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۴۳۹، جدید مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۵۲۸،۵۲۹)

(۱۳) اکلوتا بیٹا

’’ہاں! وہ محمد ﷺ کا اکلوتا بیٹا (مرزا غلام احمد قادیانی) جس کے زمانہ پر رسولوں نے ناز کیا تھا، جب وہ زمین پر اترا تو امت محمدیہ کی بھیڑیں اس کے لئے بھیڑیے بن گئیں۔اس پر پتھر برسائے گئے۔اس کو مقدمات میں گھسیٹا گیا۔اس کے قتل کے منصوبے کئے گئے۔اس پر کفر کے فتوے لگائے گئے۔اس کو اسلام کا دشمن قرار دیا۔‘‘ (کلمۃ الفصل مصنفہ بشیر احمد، مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ج۱۴ نمبر۳ ص۱۰۱، بابت ماہ مارچ ۱۹۱۵ء)

(۱۴) فی الواقع

’’حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) جو فی الواقع نبی اور رسول اور جری اللہ فی حلل الانبیاء کی شان رکھنے والے ہیں، وہ بھی آنحضرت ﷺ کے روحانی فرزند ہیں...... کیونکہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) جن کا ظہور تمام نبیوں کے ظہور کے قائم مقام ہے اور جن کا وجود تمام نبیوں کے وجود کا مظہر ہے، ان کا آنحضرت ﷺ کے توسط سے روحانی تولد بمنزلہ تمام انبیاء کے روحانی تولد کے ہے، جس سے آنحضرت ﷺ کا خاتم النّبیین بمعنی ابوالانبیاء ہونا ثابت ہوجاتا ہے۔‘‘ (الفضل قادیان ج۱۷ نمبر۶۵ ص۱۱ کالم۳، مؤرخہ ۱۸؍فروری ۱۹۳۰ء)

(۱۵) بدبخت

’’بدبخت ہیں وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ ہم مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی روحانی اولاد ہیں اور ہمیں مسیح موعود کی اولاد کی کیا پرواہ ہے۔اگر وہ مسیح موعود کی روحانی اولاد ہوسکتے ہیں تو کیوں یہ بات مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی جسمانی اولاد کو حاصل نہیں ہوسکتی۔ان کے لئے دو باتیں جمع ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے......ایک دفعہ ایسا ہوا کہ ایک خادمہ جس نے ان کو (صاحبزادہ بشیر احمد کو) اٹھایا ہوا تھا، اس کو کسی شخص نے کوئی کام کرنے کے لئے کہا۔اس نے کہا میں ابھی یہ کام نہیں کرسکتی۔اس نے اس کے منہ پر تھپڑ مارا۔حضرت مسیح موعود کو جب اس کی خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا، میری یہ اولاد شعائر اللہ میں داخل ہے۔اس عورت کو جس نے بچہ کو اٹھایا ہوا تھا، جس نے مارا ہے۔اس نے شعائر اللہ کی ہتک کی ہے۔پس جو خدا تعالیٰ کے نشانات ہوں، ان کی تعظیم کرنی چاہئے۔‘‘

(تقریر مفتی محمد صادق قادیانی جلسہ سالانہ اخبار الفضل قادیان ج۱۱ نمبر۵۳، مؤرخہ ۸؍جنوری ۱۹۲۴ء)

(۱۶) زندہ اور مردہ علی

’’پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو۔ اب نئی خلافت لو۔ ایک زندہ علی (مرزا قادیانی) تم میں موجود ہے، اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی رضی اللہ عنہ کی تلاش کرتے ہو۔‘‘

(ملفوظات ج ۲ ص ۱۴۲، جدید ملفوظات ج ۱ ص ۴۰۰، ملفوظات احمدیہ طبع لاہور ج ۱ ص ۱۳۱، مندرجہ الحکم قادیان ج ۴ نمبر ۴۱ ص ۲، مؤرخہ ۱۰؍نومبر ۱۹۰۰ء)

(۱۷) کامل فرزند روحانی

’’بے شک جسمانی طور پر فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک نسل چلی لیکن کامل و اکمل روحانی وجسمانی فرزند سب سے برافرختہ گوہر اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے روحانی کمالات کا اتم اور اکمل طور پر وارث ایک ہی ہوا اور وہ حضرت مسیح موعود ہیں۔‘‘ (الفضل قادیان ج ۲۸ نمبر ۱۲۳، مؤرخہ ۳۰؍مئی ۱۹۴۰ء)

(۱۸) مردے

’’۱۴؍مئی ۱۹۰۰ء شام کے وقت سید محمد رضوی صاحب وکیل ہائیکورٹ حیدرآباد دکن نے حضرت مسیح موعود سے عرض کیا کہ کیا مردوں سے استعانت مانگنی جائز ہے۔ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا، بات یہ ہے کہ مردوں سے مدد مانگنے کے طریق کو ہم نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ یہ ضعیف الایمان لوگوں کا کام ہے کہ مردوں کی طرف رجوع کرتے ہیں اور زندوں سے دور بھاگتے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی زندگی میں لوگ ان کی نبوت کا انکار کرتے رہے اور جس روز انتقال کر گئے تو کہا کہ آج نبوت ختم ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے کہیں بھی مردوں کے پاس جانے کی ہدایت نہیں فرمائی بلکہ ’’کونوا مع الصادقین‘‘ کا حکم دے کر زندوں کی صحبت میں رہنے کا حکم دیا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اپنے دوستوں کو بار بار یہاں آنے اور رہنے کی تاکید کرتے ہیں۔‘‘

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی مندرجہ منظور الٰہی ص ۲۰۰، ۲۰۱، مؤلفہ منظور الٰہی قادیانی، ملفوظات ج ۲ ص ۵۳، جدید ملفوظات ج ۱ ص ۳۳۹)

(۱۹) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر فضیلت

’’صدیق یعنی بہت ہی سچ بولنے والا انسان شہید سے اوپر ہوتا ہے اور اپنے ہر قول کی تائید اپنے عمل سے کرتا ہے اور اس کی فطرت نبیوں کی سی فطرت ہوتی ہے اور اس کے کام نبیوں کے سے کام ہوتے ہیں۔ لیکن کسی قدر کمی اور نقص کی وجہ سے وہ درجہ نبوت کے پانے سے روکا جاتا ہے۔ ورنہ اسی حد تک پہنچا ہوا ہوتا ہے کہ قریب ہے کہ وہ نبی ہو ہی جائے۔ بلکہ جزوی نبوت اسے مل جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے تجدید دین کا کام لیتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی جو صدیق تھے، تجدید دین کا کام کرنا پڑا...... اور یہ محدث کا آخری درجہ ہوتا ہے اور یہ درجہ امت محمدیہ میں سینکڑوں ہزاروں لوگوں نے پایا۔‘‘ (حقیقت النبوۃ ص ۱۵۲، ۱۵۳، انوار العلوم ج ۲ ص ۴۷۲، ۴۷۳)

’’میں وہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے درجہ پر ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کیا، وہ تو بعض انبیاء سے بہتر ہے۔‘‘

(معیار الاخیار اشتہار مرزا قادیانی، مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۹ ص ۳۰، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۸، جدید مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۳۹۶)

(۲۰) ابوبکر وعمر

’’مجھے اہل بیت مسیح موعود سے خاص محبت اور عاشقانہ تعلق تھا۔ مجھے اس وقت بھی تمام خاندان مسیح موعود کے ساتھ دلی ارادت ہے اور میں ان سب کی کفش برداری اپنا فخر سمجھتا ہوں۔ مجھے اس خاندان کے طفیل سے بڑے بڑے نفع ہوئے ہیں۔ میں ان کے احسانات کا شکر ادا نہیں کرسکتا۔ میرے ایک محبّ تھے جو اس وقت مولوی فاضل بھی ہیں اور اہل بیت مسیح موعود کے خاص رکن رکین ہیں۔ انہوں نے مجھے ایک دفعہ فرمایا کہ سچ تو یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بھی اتنی پیش گوئیاں نہیں جتنی کہ مسیح موعود کی ہیں۔ پھر انہوں نے ایک اور بھی ایسا ہی دکھ دینے والا فقرہ بولا کہ ابوبکر وعمر کیا تھے۔ وہ تو حضرت غلام احمد کی جوتیوں کے تسمہ کھولنے کے بھی لائق نہ تھے۔ ان فقروں نے مجھے ایسا دکھ دیا اوران کے سننے سے مجھے ایسی تکلیف ہوئی کہ میری نظر میں جو توقیر اور عزت اہل بیت مسیح موعود میں سے ہونے کی ان کی نسبت تھی، وہ سب جاتی رہی۔‘‘ (المہدی نمبر۲،۳ص۵۷، مؤلفہ حکیم محمد حسین قادیانی لاہوری)

(۲۱) تمام انبیاء علیہم السلام پر فضیلت

’’انبیاء گرچہ بودہ اند بسے | من بعرفان نہ کمترم ز کسے
آنچہ داد ست ہر نبی را جام | داد آن جام را مرا بتمام
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقیں | ہر کہ گوید دروغ ہست لعین‘‘

(درثمین (فارسی) ص۱۷۱،۱۷۲، نزول المسیح ص۹۹،۱۰۰، خزائن ج۱۸ص۴۷۷،۴۷۸)

’’یہ ظاہر بات ہے کہ پہلے زمانوں میں جو نبی ہوتے تھے، ان کے لئے یہ ضروری نہ تھا کہ ان میں وہ تمام کمالات رکھے جاویں جو نبی کریم ﷺ میں رکھے گئے ہیں۔ بلکہ ہر ایک نبی کو اپنی استعداد اور کام کے مطابق کمالات عطاء ہوئے تھے۔ کسی کو بہت، کسی کو کم، مگر مسیح موعود کو تو تب نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدیہ کے تمام کمالات کو حاصل کرلیا اور اس قابل ہوگیا کہ ظلی نبی کہلائے۔ پس ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا۔‘‘

(کلمۃ الفصل مصنفہ بشیر احمد مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ج۱۴ نمبر۳ ص۱۱۳، بابت ماہ مارچ ۱۹۱۵ء)

’’اس کے (یعنی آنحضرت ﷺ کے) شاگردوں میں سے علاوہ بہت سے محدثوں کے ایک نے نبوت کا بھی درجہ پایا اور نہ صرف یہ کہ نبی بنا بلکہ اپنے مطاع کے کمالات کو ظلی طور پر حاصل کر کے بعض اولوالعزم نبیوں سے بھی آگے نکل گیا۔‘‘

(حقیقت النبوۃ ص۲۵۷، انوار العلوم ج۲ص۵۶۸)

’’پس مسیح موعود کی ظلی نبوت کوئی گھٹیا نبوت نہیں۔ بلکہ خدا کی قسم اس نبوت نے جہاں آقا کے درجہ کو بلند کیا، وہاں غلام کو بھی اس مقام پر کھڑا کر دیا، جس تک انبیاء بنی اسرائیل کی پہنچ نہیں۔ مبارک وہ جو اس نکتہ کو سمجھے اور ہلاکت کے گڑھے میں گرنے سے اپنے آپ کو بچالے۔‘‘ (کلمۃ الفصل مصنفہ بشیر احمد مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ج۱۴ نمبر۳ ص۱۱۴، بابت ماہ مارچ ۱۹۱۵ء)

’’پس اب کیا یہ پرلے درجہ کی بے غیرتی نہیں کہ جہاں ہم ’’لانفرق بین احد من رسلہ‘‘ داؤد اور سلیمان اور زکریا اور یحییٰ علیہم السلام کو شامل کرتے ہیں، وہاں مسیح موعود جیسے عظیم الشان نبی کو چھوڑ دیا جاوے۔‘‘

(کلمۃ الفصل مصنفہ بشیر احمد، مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ج۱۴ نمبر۳ ص۱۱۷، بابت ماہ مارچ ۱۹۱۵ء)

''حضرت مسیح موعود نبی تھے۔ آپ کا درجہ مقام کے لحاظ سے رسول کریم ﷺ کے شاگرد اور آپ کا ظل ہونے کا تھا۔ دیگر انبیاء علیہم السلام میں سے بہتوں سے آپ بڑے تھے۔ ممکن ہے سب سے بڑے ہوں۔'' (الفضل قادیان ج۱۴ نمبر ۸۵، مؤرخہ ۲۹؍اپریل ۱۹۲۷ء)

انبیاء کے کمالات کے تذکرہ میں (مرزا قادیانی) فرمایا کہ: ''کمالات متفرقہ جو تمام دیگر انبیاء میں پائے جاتے تھے، وہ سب کے سب حضرت رسول کریم میں ان سب سے بڑھ کر موجود تھے اور اب وہ سارے کمالات حضرت رسول کریم سے ظلی طور پر ہم کو عطاء کئے گئے اور اسی لئے ہمارا نام آدم، ابراہیم، موسیٰ، نوح، داؤد، یوسف، سلمان، یحییٰ، عیسیٰ وغیرہ ہے...... پہلے تمام انبیاء ظل تھے۔ حضرت نبی کریم کی خاص خاص صفات کے اور اب ہم (مرزا غلام احمد) ان تمام صفات میں حضرت نبی کریم ﷺ کے ظل ہیں...... نبی کریم نے گویا سب لوگوں سے چندہ وصول کیا اور وہ لوگ تو اپنے اپنے مقامات اور حالات پر رہے۔ لیکن حضرت نبی کریم کے پاس کروڑوں روپے ہوگئے اور آپ سب سے بڑھ کر دولت مند ہوگئے۔'' (ملفوظات ج۳ ص۲۷۰، جدید ملفوظات ج۲ ص۲۰۱، ملفوظات احمدیہ طبع لاہور ج۴ ص۱۴۲، مرتبہ منظور الٰہی قادیانی)

''واتانی مالم یوت احد من العالمین مجھ کو وہ چیز دی گئی ہے کہ دنیا و آخرت میں کسی ایک شخص کو بھی نہیں دی گئی۔'' (ضمیمہ حقیقت الوحی الاستفتاء ص۸۷، خزائن ج۲۲ ص۷۱۵)

(۲۲) کئی نبیوں سے افضل

''اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو جو بلحاظ مدارج کئی نبیوں سے بھی افضل ہیں اور صرف محمد ﷺ کے نائب ہوکر ایسے مقام پر پہنچے کہ نبیوں کو بھی اس مقام پر رشک ہے۔'' (خطبہ جمعہ الفضل قادیان ج۲۰ نمبر۹۳ ص۷ کالم۲، مؤرخہ ۵؍فروری ۱۹۳۳ء، خطبات محمود ج۱ ص۲۱۶)

(۲۳) کچھ اور ہی رنگ

''لاریب اسرائیلی عورتوں نے کئی ایسے بیٹے جنے جو نبی کہلائے۔ مگر خدا کی قسم آمنہ کے بطن سے جو بیٹا پیدا ہوا اس کے مقابل اگر اسرائیل خاندان کے سارے بیٹے بھی ترازو میں رکھے جاویں تو تب بھی اسماعیلی پلڑا ضرور جھکا رہے گا۔ اسی طرح اور ٹھیک اسی طرح بے شک تورات کو بہت سے نبی خدمت کے لئے عطاء ہوئے۔ لیکن قرآن کی خدمت کے لئے جو نبی امت محمدیہ میں پیدا کیا گیا (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) وہ اپنی شان میں کچھ اور ہی رنگ رکھتا ہے۔''

(کلمۃ الفصل مصنفہ بشیر احمد مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ج۱۴ نمبر۳ ص۱۱۶، ۱۱۷، بابت ماہ مارچ ۱۹۱۵ء)

(۲۴) تین سوال

''آپ کا دوسرا سوال یہ ہے کہ کیا حضرت مرزا صاحب نبی تھے اور ان کا درجہ بھی رسول کریم ﷺ یا دیگر انبیاء علیہم السلام کے برابر ہے۔ حضرت مرزا صاحب کی نبوت کے لئے قرآن شریف میں بھی کہیں ذکر ہے۔ اس سوال کا جو درحقیقت تین سوالوں پر مشتمل ہے، یہ جواب ہے:

الف...... حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نبی تھے۔

ب...... آپ کا درجہ مقام کے لحاظ سے رسول کریم کا شاگرد، آپ کا ظل ہونے کا تھا۔ دیگر انبیاء علیہم السلام میں سے بہتوں سے آپ بڑے تھے۔ ممکن ہے سب سے بڑے ہوں۔

ج...... آپ کی نبوت کا ذکر قرآن کریم میں متعدد جگہ پر آیا ہے۔لیکن اسی صورت میں جس طرح کہ پہلے انبیاء کا ذکر پہلی کتب میں ہوا کرتا تھا۔'' (مکتوب مرزا محمود خلیفہ قادیان،الفضل قادیان ج۱۴ نمبر ۸۵، مؤرخہ ۲۹/اپریل ۱۹۲۷ء)

(۲۵) آپ کا درجہ

''سوال: کیا صاحب شریعت نبی کو غیر شرعی نبی پر فضیلت نہیں ہوتی۔صاحب شریعت نبی تو معلم ہوتا ہے۔

(مرزا محمود خلیفہ قادیان نے) فرمایا،اگر صاحب شریعت نبی غیر شرعی نبی کا معلم ہوتو اسے اس پر فضیلت ہوگی ورنہ ایک غیر شرعی نبی صاحب شریعت نبی سے بڑھ سکتا ہے۔جب حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ پہلے سب انبیاء بھی رسول کریم ﷺ سے فیضان حاصل کر رہے تھے۔ادھر اپنے متعلق فرماتے ہیں کہ میں جمیع کمالات محمدیہ کا بروز ہوں جو آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا تو صاف ظاہر ہوگیا کہ آپ کا درجہ رسول کریم ﷺ کے سوا باقی تمام انبیاء سے بلند ہے۔'' (الفضل قادیان ج۲۰ نمبر ۱۴۵،مؤرخہ ۶/جون ۱۹۳۳ء)

(۲۶) تمام کمالات

''اس بات سے کون انکار کرسکتا ہے کہ عیسیٰ کے لئے یہ ضروری نہ تھا کہ وہ نبی کریم کے تمام کمالات حاصل کر لینے کے بعد نبی بنایا جاتا۔داؤد اور سلیمان کے لئے یہ ضروری نہ تھا کہ ان کو نبی کا خطاب تب دیا جاتا جب وہ آنحضرت ﷺ کے تمام کمالات سے پورا حصہ لے لیتے اور پھر میں تو یہ بھی کہوں گا کہ موسیٰ کے لئے بھی یہ ضروری نہ تھا کہ اسے اس وقت تک نبوت نہ ملے جب تک وہ محمد ﷺ کی خوبیوں کو اپنے اندر جمع نہ کر لے۔کیونکہ ان سب لوگوں کا کام خصوصیات زمانی اور مکانی کی وجہ سے ایک تنگ دائرہ میں محدود تھا۔لیکن مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) چونکہ تمام دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث کیا گیا تھا۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسے ہرگز نبوت کا خلعت نہیں پہنایا۔جب تک اس نے نبی کریم کی اتباع میں چل کر آپ کے تمام کمالات کو حاصل نہ کرلیا۔''

(کلمۃ الفصل مصنفہ بشیر احمد مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ج۱۴ نمبر۳ ص۱۱۳،۱۱۴، بابت ماہ مارچ ۱۹۱۵ء)

(۲۷) حضرت آدم علیہ السلام پر فضیلت

''اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کر کے انہیں تمام ذی روح انس وجن پر سردار، حاکم اور امیر بنایا۔جیسا کہ آیت:''اسجدوا لآدم'' سے معلوم ہوتا ہے کہ پھر شیطان نے انہیں بہکایا اور جنتوں سے نکلوادیا اور حکومت اس اژدھے کی طرف لوٹائی گئی۔اس جنگ وجدال میں آدم کو ذلت ورسوائی نصیب ہوئی اور جنگ کبھی اس رخ اور کبھی اس رخ ہوتی ہے اور رحمٰن کے ہاں پرہیزگاروں کے لئے نیک انجام ہے۔اس لئے اللہ نے مسیح موعود کو پیدا کیا تا کہ آخر زمانہ میں شیطان کو شکست دے اور یہ وعدہ قرآن میں لکھا تھا۔''(ترجمہ)

(ما الفرق بین آدم و المسیح الموعود ضمیمہ خطبہ الہامیہ ص ت،خزائن ج۱۶ ص۳۱۲ حاشیہ)

''آدم اس لئے آیا کہ نفوس کو اس دنیا کی زندگی کی طرف بھیجے اور ان میں اختلاف اور عداوت کی آگ بھڑکائے اور مسیح امام اس لئے آیا کہ ان کو دارفنا کی طرف لوٹائے اور ان میں سے اختلاف ومخاصمت تفرقہ اور پراگندگی کو دور کرے اور انہیں اتحاد ومحویت،نفی غیر اور باہمی اخلاص کی طرف کھینچے اور مسیح اللہ کے اسم کا مظہر ہے جو خاتم سلسلہ مخلوقات ہے یعنی آخر جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے قول ''ھو الاخر'' میں اشارہ کیا گیا ہے۔کیونکہ وہ کائنات کے آخر ہونے کی نشانی ہے۔''(ترجمہ)

(ما الفرق بین آدم و المسیح الموعود ضمیمہ خطبہ الہامیہ ص الف،خزائن ج۱۶ ص۳۰۸)

(۲۸) دائرہ گول

’’لاجرم خدا نے مجھ کو آدم بنایا اور مجھ کو وہ سب چیزیں بخشیں اور مجھ کو خاتم النّبیین اور سید المرسلین کا بروز بنایا اور بھید اس میں یہ ہے کہ خدا نے ابتداء سے ارادہ فرمایا تھا کہ اس آدم کو پیدا کرے گا، آخری زمانہ میں خاتم الخلفاء ہوگا، جیسا کہ زمانہ کے شروع میں اس آدم کو پیدا کیا جو اس کا پہلا خلیفہ تھا اور یہ سب کچھ اس لئے کیا کہ فطرت کا دائرہ گول ہو جائے۔‘‘ (خطبہ الہامیہ ص ۱۶۷،۱۶۸، خزائن ج ۱۶ ص ۲۵۴،۲۵۵)

(۲۹) انوکھا عقیدہ

’’میرا اپنا عقیدہ یہی ہے کہ حضرت مسیح موعود اس دور کے خاتم ہیں اور اگلے دور کے آدم بھی آپ ہی ہیں۔ کیونکہ پہلا دور سات ہزار سال کا آپ پر ختم ہوا اور اگلا دور آپ سے شروع ہوا۔ اسی لئے آپ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ’’جری اللہ فی حلل الانبیاء ‘‘اس کے یہی معنی ہیں کہ آپ آئندہ نبیوں کے حلوں میں آئے ہیں، جس طرح پہلے انبیاء کے ابتدائی نقطہ حضرت آدم علیہ السلام تھے، اسی طرح حضرت مسیح موعود جو اس زمانہ کے آدم ہیں، آئندہ آنے والے انبیاء کے ابتدائی نقطہ ہیں۔‘‘

(مرزا محمود کا فرمودہ درس قرآن ضمیمہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۵ نمبر ۶۴ ص ۴۹ کالم ۲، مؤرخہ ۱۴؍فروری ۱۹۲۸ء)

(۳۰) آدم اوّل و ثانی

’’فقعوا لہ ساجدین کے بھی یہی معنی ہیں کہ آدم اوّل کے متعلق فرشتوں کو حکم ہوا کہ اس کے فرمانبردار اور غلام ہو جاؤ۔ جب آدم اوّل کے متعلق فرشتوں کو یہ حکم ہوا تو آدم ثانی (حضرت مسیح موعود) جو آدم اوّل سے شان میں بڑھا ہوا تھا، اس کے لئے کیوں یہ نہ کہا جاتا کہ آگ تمہاری غلام بلکہ تمہارے غلاموں کی غلام ہے۔‘‘ (ملائکۃ اللہ ص ۶۵، انوار العلوم ج ۵ ص ۵۲۵)

(۳۱) آدم کا جوڑا

’’خدا کے فضل کا ذکر ہوتا تو والدہ صاحبہ کہتیں میرے آنے پر ہی خدا کی یہ برکت نازل ہوئی ہے۔ اس قسم کا فقرہ میں نے والدہ صاحبہ کے منہ سے کم از کم سات آٹھ دفعہ سنا اور جب بھی سنتا، گراں گزرتا۔ میں اسے حضرت مسیح موعود کی بے ادبی سمجھتا۔ لیکن اب درست معلوم ہوتا ہے اور حضرت مسیح موعود بھی اس فقرہ سے لذت پاتے تھے۔ کیونکہ وہ برکت اسی الہام کے ماتحت ہوئی کہ ’’یا ادم اسکن انت وزوجک الجنۃ ‘‘ایک آدم تو نکاح کے بعد جنت سے نکالا گیا تھا۔ لیکن اس زمانہ کے آدم (مرزا قادیانی) کے لئے نکاح جنت کا موجب بنایا گیا۔ چنانچہ نکاح کے بعد ہی آپ کے ماموریت کا سلسلہ جاری ہوا۔ خدا تعالیٰ نے بڑی عظیم الشان پیش گوئیاں کرائیں اور آپ کے ذریعے دنیا میں نور نازل کیا اور اس طرح آپ کی جنت وسیع ہوتی گئی۔ اس فرق کی وجہ یہ ہے کہ پہلے آدم کے لئے جوڑا منتخب کیا گیا، وہ صرف جسمانی لحاظ سے تھا مگر اس آدم کے لئے جو چنا گیا، یہ روحانی لحاظ سے بھی تھا۔‘‘

(خطبہ نکاح فرمودہ خلیفہ قادیان مندرجہ الفضل قادیان ج ۱۷ نمبر ۶۹، مؤرخہ ۷؍مارچ ۱۹۳۰ء، خطبات محمود ج ۳ ص ۲۷۰،۲۷۱)

’’ضرور تھا کہ مرتبہ آدمیت کی حرکت دوری زمانہ کے انتہاء پر ختم ہوتی، سو یہ زمانہ جو آخر الزمان ہے، اس میں خدا تعالیٰ نے ایک شخص کو حضرت آدم علیہ السلام کے قدم پر پیدا کیا، جو یہی راقم ہے اور اس کا نام بھی آدم رکھا...... خدا نے خود روحانی باپ بن کر اس آدم کو پیدا کیا اور ظاہری پیدائش کی رو سے اسی طرح نر اور مادہ پیدا کیا، جس طرح کہ پہلا آدم پیدا کیا تھا۔ یعنی اس نے مجھے بھی، جو آخری آدم ہوں،

جوڑا پیدا کیا۔ جیسا کہ الہام ’’یا ادم اسکن انت وزوجک الجنة‘‘ میں اس کی طرف ایک لطیف اشارہ ہے...... یعنی میں توام پیدا ہوا تھا اور میرے ساتھ ایک لڑکی تھی جس کا نام جنت تھا...... اور یہ لڑکی صرف سات ماہ تک زندہ رہ کر فوت ہوگئی تھی...... چنانچہ وہ واقعات جو حضرت آدم پر گزرے، منجملہ ان کے یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش زوج کے طور پر تھی یعنی ایک مرد اور ایک عورت ساتھ تھی اور اسی طرح پر میری پیدائش ہوئی۔‘‘ (تریاق القلوب ص ۱۵۶، ۱۵۷، خزائن ج ۱۵ ص ۴۷۶ تا ۴۷۹)

(۳۲) حضرت نوح علیہ السلام پر فضیلت

’’اور خدا تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔ مگر میں ان لوگوں کو کس سے مثال دوں۔ وہ اس خیرہ طبع انسان کی طرح ہیں جو روز روشن کو دیکھ کر پھر بھی اس بات پر ضد کرتا ہے کہ رات ہے، دن نہیں۔‘‘ (تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۳۷، خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۵)

(۳۳) حضرت یوسف علیہ السلام پر فضیلت

’’پس اس امت کا یوسف یعنی یہ عاجز (مرزا غلام احمد قادیانی) اسرائیلی یوسف سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ یہ عاجز قید کی دعا کر کے بھی قید سے بچایا گیا۔ مگر یوسف بن یعقوب قید میں ڈالا گیا اور اس امت کے یوسف (مرزا غلام احمد قادیانی) کی بریت کے لئے پچیس برس پہلے ہی خدا نے آپ گواہی دے دی اور، اور بھی نشان دکھلائے مگر یوسف بن یعقوب اپنی بریت کے لئے انسانی گواہی کا محتاج ہوا۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۷۶، خزائن ج ۲۱ ص ۹۹)

(۳۴) حضرت عیسیٰ پر فضیلت

’’اس جگہ کسی کو یہ وہم نہ گزرے کہ اس تقریر میں اپنے نفس کو حضرت مسیح پر فضیلت دی ہے۔ کیونکہ یہ ایک جزوی فضیلت ہے جو غیر نبی کو نبی پر ہوسکتی ہے۔‘‘ (تریاق القلوب ص ۱۵۷، خزائن ج ۱۵ ص ۴۸۱)

’’مجھے کہتے ہیں کہ مسیح موعود ہونے کا کیوں دعویٰ کیا۔ مگر میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس نبی کی کامل پیروی سے ایک شخص عیسیٰ سے بڑھ کر بھی ہوسکتا ہے۔ اندھے کہتے ہیں یہ کفر ہے، میں کہتا ہوں کہ تم خود ایمان سے بے نصیب ہو۔ پھر کیا جانتے ہو کہ کفر کیا چیز ہے۔ کفر خود تمہارے اندر ہے۔ اگر تم جانتے کہ اس آیت کے کیا معنے ہیں کہ ’’اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم‘‘ تو ایسا کفر منہ پر نہ لاتے۔ خدا تو تمہیں یہ ترغیب دیتا ہے کہ تم اس رسول کی کامل پیروی کی برکت سے تمام رسولوں کے متفرق کمالات اپنے اندر جمع کر سکتے ہو اور تم صرف ایک نبی کے کمالات حاصل کرنا کفر جانتے ہو۔‘‘

(چشمہ مسیحی ص ۲۴، ۲۵، خزائن ج ۲۰ ص ۳۵۴، ۳۵۵)

’’خلاصہ کلام یہ کہ چونکہ میں ایک ایسے نبی کا تابع ہوں جو انسانیت کے تمام کمالات کا جامع تھا اور اسی کی شریعت اکمل اور اتم بھی اور تمام دنیا کی اصلاح کے لئے تھی، اس لئے مجھے وہ قوتیں عنایت کی گئیں جو تمام دنیا کی اصلاح کے لئے ضروری تھیں تو پھر اس امر میں کیا شک ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو وہ فطرتی طاقتیں نہیں دی گئیں جو مجھے دی گئیں۔ کیونکہ وہ ایک خاص قوم کے لئے آئے تھے اور اگر وہ میری جگہ ہوتے تو اپنی اس فطرت کی وجہ سے وہ کام انجام نہ دے سکتے جو خدا کی عنایت نے مجھے انجام دینے کو قوت دی۔ ’’وھذا تحدث نعمتہ اللّٰہ ولا فخر‘‘...... انسانی مراتب پردہ غیب میں ہیں، اس بات میں بگڑنا اور منہ بنانا اچھا نہیں۔ کیا جس قادر مطلق نے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کیا، وہ ایسا ہی ایک اور انسان یا اس سے بہتر پیدا نہیں کرسکتا؟'' (حقیقت الوحی ص۱۵۳، خزائن ج۲۲ ص۱۵۷)

''خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس سے پہلے مسیح سے اپنی شان میں بہت بڑھ کر ہے۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کرسکتا ہوں، وہ ہرگز نہ کرسکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں، وہ ہرگز دکھلا نہ سکتا۔'' (حقیقت الوحی ص۱۴۸، خزائن ج۲۲ ص۱۵۲)

''پھر جب کہ خدا نے اور اس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو اس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے۔ پھر تو یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ کیوں تم مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو۔''

(حقیقت الوحی ص۱۵۵، خزائن ج۲۲ ص۱۵۹)

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم عیسیٰ کجاست تا بہ نہد پابہ منبرم

(ازالہ اوہام ص۱۵۸، خزائن ج۳ ص۱۸۰)

(۳۵) خدا، مرزا، مسیح

''ہاں! آپ کا (مرزا قادیانی کا) یہ مذہب ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اس ناپاک الزام سے بری ہے۔ اس نے کبھی خدائی کا دعویٰ نہیں کیا۔ میں اسے اپنا ایک بھائی سمجھتا ہوں۔ اگرچہ خداتعالیٰ کا فضل مجھ پر اس سے بہت ہی زیادہ ہے اور وہ کام جو میرے سپرد کیا گیا ہے، اس کے کام سے بہت ہی بڑھ کر ہے، تاہم میں اس کو اپنا ایک بھائی سمجھتا ہوں اور میں نے اسے بارہا دیکھا ہے۔ چنانچہ ایک بار میں نے اور حضرت مسیح نے ایک ہی پیالہ میں گائے کا گوشت کھایا تھا۔ اس لئے میں اور وہ ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے ہیں۔ غرض اس طرح پر حضرت صاحب (مرزا قادیانی) نے بلحاظ اپنے کام اور ماموریت کے اور خداتعالیٰ کے ان فضلوں اور احسانوں کے، جو آپ کے شامل حال ہیں، تحدیث بالنعمۃ اور تبلیغ کے طور پر ذکر فرمایا اور یہاں تک لکھ دیا کہ میں خدا سے ہوں اور مسیح مجھ سے ہے۔''

(ملفوظات احمدیہ حصہ چہارم ص۱۹۹، مرتبہ محمد منظور الٰہی قادیانی لاہوری، مفہوم مکتوبات احمدیہ ج۳ ص۱۱۸، جدید مکتوبات احمد ج۱ ص۲۶۵، مکتوب نمبر۱۴)

''مسیح ابن مریم مجھ سے ہے اور میں خدا سے ہوں۔ مبارک وہ جو مجھے پہچانتا ہے اور بدقسمت وہ جس کی آنکھوں سے میں پوشیدہ ہوں۔'' (مرزا غلام احمد قادیانی کا مکتوب بنام ڈوئی، مندرجہ مکتوبات احمدیہ ج۳ ص۱۱۸، جدید مکتوبات احمد ج۱ ص۲۶۵، مکتوب نمبر۱۴)

(۳۶) آدم اور عیسیٰ پر فضیلت

''خداتعالیٰ نے آپ (مرزا غلام احمد قادیانی) کا نام آدم رکھا ہے تاکہ جس طرح پہلے آدم کو شیطان نے جنت سے نکالا تھا، آپ اس شیطان کو دنیا سے نکالیں۔ پھر خداتعالیٰ نے آپ کا نام عیسیٰ رکھا ہے تاکہ پہلے عیسیٰ کو یہودیوں نے سولی پر لٹکا دیا تھا مگر آپ اس زمانہ کے یہودی صفت لوگوں کو سولی پر لٹکائیں۔'' (تقدیر الٰہی ص۲۹، خلیفہ قادیان کی تقریر بر مسئلہ تقدیر، انوار العلوم ج۴ ص۴۸۲)

(۳۷) آدم، مسیح اور نوح پر فضیلت

''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے لکھا ہے: ہر نبی کی دوسری بعثت اس کی پہلی بعثت سے زیادہ شاندار ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا، پہلا آدم آیا اور اسے شیطان نے جنت سے نکال دیا۔ مگر دوسرا آدم اس لئے آیا ہے تا انسانوں کو دوبارہ جنت میں داخل کرے۔ پھر فرمایا، پہلا مسیح آیا اور اسے دشمنوں نے دکھ دیا اور صلیب پر لٹکایا۔ مگر یہ دوسرا مسیح اس لئے نہیں آیا کہ صلیب پر لٹکایا جائے۔ بلکہ اس لئے آیا

ہے تا وہ صلیب کو توڑے اور اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔ پس خدا کے اس رحیمانہ سلوک کو دیکھتے ہوئے خیال آتا تھا کہ باوجودیکہ حضرت مسیح موعود کا نام اللہ تعالیٰ نے نوح رکھا ہے۔ پھر بھی آپ سے ایسا سلوک ہوگا جو پہلے نوح سے بڑھ کر ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایک طرف جب حضرت مسیح موعود کا نام نوح رکھا تو دوسری طرف آپ کے (سب سے بڑے) بیٹے کو ہدایت سے محروم کر دیا۔ تا بتائے کہ یہ نوح سے ساتھ مشابہت کی وجہ سے ہے۔ مگر پھر اس بیٹے کو ہدایت نصیب کی تا ظاہر کر دے کہ پہلا نوح آیا اور اس کا بیٹا ہدایت سے محروم رہا۔ مگر یہ دوسرا نوح آیا تو اس کا بیٹا بھی اگرچہ ایک عرصہ تک ہدایت سے دور رہا۔ مگر خدا نے اسے ہدایت میں داخل کر کے ظاہر کر دیا کہ پہلے نوح کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ کا سلوک تھا، اس سے بڑھ کر اس کا سلوک دوسرے نوح کے ساتھ ہے۔''

(خطبہ جمعہ، الفضل قادیان ج۱۹ نمبر۵ ص۵ کالم۳، مؤرخہ ۱۱؍جولائی ۱۹۳۱ء، خطبات محمود ج۱۳ ص۲۱۰، ۲۱۱)

(۳۸) موسیٰ اور عیسیٰ پر فضیلت

''حضرت مسیح موعود کے مرتبہ کی نسبت مولانا (محمد احسن امروہی قادیانی اپنے مکتوب موسومہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان میں) لکھتے ہیں کہ پہلے انبیاء اولوالعزم میں بھی اس عظمت شان کا کوئی شخص نہیں گزرا، اور فرماتے ہیں کہ حدیث میں تو ہے کہ اگر موسیٰ وعیسیٰ زندہ ہوتے تو آنحضرت کے اتباع کے بغیر ان کو چارہ نہ ہوتا۔ مگر میں کہتا ہوں کہ مسیح موعود کے وقت میں بھی موسیٰ وعیسیٰ ہوتے تو مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی ضرور اتباع کرنی پڑتی۔'' (الفضل قادیان ج۳ نمبر۹۸ ص۱۳، ۱۴ کالم۳، مؤرخہ ۱۸؍مارچ ۱۹۱۶ء)

(۳۹) انبیاء کی ہتک

''تم کہتے ہو میں نے حضرت موسیٰ یا حضرت عیسیٰ کی ہتک کی ہے۔ یاد رکھو میرا (مرزا قادیانی کا) مقصد یہ ہے کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کی عزت قائم کروں۔ اوّل تو یہ ہے ہی غلط کہ میں کسی نبی کی ہتک کرتا ہوں۔ ہم سب کی عزت کرتے ہیں۔ لیکن اگر ایسا کرنے میں کسی کی ہتک ہوتی ہے تو بیشک ہو۔ میں نے جو دعوے کئے ہیں وہ اپنی عظمت وشان کے اظہار کے لئے نہیں بلکہ رسول کریم ﷺ کی شان کی بلندی کے اظہار کے لئے کئے ہیں۔ مجھے خدا کے بعد بس وہی پیارا ہے۔ لیکن اگر تم اسے کفر سمجھتے ہو تو مجھ جیسا کافر تم کو دنیا میں نہیں ملے گا۔

حضرت مسیح موعود کی اتباع میں، میں بھی کہتا ہوں کہ مخالف لاکھ چلاّئیں کہ فلاں بات سے حضرت عیسیٰ کی ہتک ہوتی ہے۔ اگر رسول اللہ ﷺ کی عزت قائم کرنے کے لئے حضرت عیسیٰ یا کسی اور کی ہتک ہوتی ہے تو ہمیں ہرگز اس کی پرواہ نہیں ہوگی۔ بے شک آپ لوگ ہمیں سنگسار کریں یا قتل کریں۔ آپ کی دھمکیاں اور ظلم ہمیں رسول کریم ﷺ کی عزت کے دوبارہ قائم کرنے سے نہیں روک سکتے۔''

(مرزا محمود خلیفہ قادیان کی تقریر لائل پور، الفضل قادیان ج۲۱ نمبر۱۳۸ ص۱۲ کالم۳، مؤرخہ ۲۰؍مئی ۱۹۳۴ء)

(۴۰) مرزا قادیانی کا خلق

''انک لعلی خلق عظیم راقم مضمون ہذا (سردار مصباح الدین احمد قادیانی) کے ذوق کے مطابق حضرت اقدس (مرزا قادیانی) کے عظیم الشان معجزات میں سے ایک معجزہ حضور کے اخلاق کا بھی ہے۔ جس بلند پایہ اخلاق کا آپ سے ظہور ہوا اس کی مثال سوائے آپ کے متبوع ومقتدیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات بابرکات کے دنیا کے کسی انسان کی زندگی میں نہیں ملتی۔''

(ذکر حبیب، سردار مصباح الدین احمد قادیانی، الحکم قادیان خاص نمبر، مؤرخہ ۲۱؍مئی ۱۹۳۴ء)

(۴۱) محمد رسول اللہ مرزا غلام احمد

''مسیح موعود کی جماعت ''واخرین منھم'' کی مصداق ہونے سے آنحضرت کے صحابہ میں داخل ہے اور ظاہر ہے کہ آنحضرت کے صحابہ سے ہونے کے لئے صحابہ نے آنحضرت کا وجود نبوت پایا ہو۔ پس صحابہ بننے کی شان ایک امتی پر ایمان لانے کا نتیجہ نہیں ہوسکتی اور احمدی بننے کا مرتبہ احمد پر ایمان لانے سے حاصل ہوسکتا ہے۔ نہ کسی غلام احمد پر...... ایک غلطی کا ازالہ (اشتہار) میں حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ ''محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم'' کے الہام میں محمد رسول اللہ سے مراد میں ہوں اور محمد رسول اللہ خدا نے مجھے کہا ہے۔ اب اس الہام سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں:

۱...... یہ کہ آپ (مرزا قادیانی) محمد ہیں اور آپ کا محمد ہونا بلحاظ رسول اللہ ہونے کے ہے نہ کسی اور لحاظ سے۔

۲...... آپ کے صحابہ آپ کی اس حیثیت سے محمد رسول اللہ کے ہی صحابہ ہیں جو ''اشداء علی الکفار'' اور ''رحماء بینھم'' کی صفت کے مصداق ہیں۔''

(الفضل قادیان ج۳ نمبر۱۰ ص۶ کالم۲، مؤرخہ ۱۵؍جولائی ۱۹۱۵ء)

(۴۲) اسمہ احمد کے مصداق مرزا غلام احمد قادیانی

''اب یہاں سوال ہوتا ہے کہ وہ کون سا رسول ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آیا اور اس کا نام احمد ہے۔ میرا اپنا دعویٰ ہے اور میں نے یہ دعویٰ یوں ہی نہیں کر دیا بلکہ حضرت مسیح موعود کی کتابوں میں بھی اسی طرح لکھا ہوا ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح اوّل نے بھی یہ ہی فرمایا ہے کہ مرزا صاحب احمد ہیں۔ چنانچہ ان کے درس کے نوٹوں میں یہی چھپا ہوا ہے اور میرا ایمان ہے کہ اس آیت ''اسمہ احمد'' کے مصداق حضرت مسیح موعود ہی ہیں۔''

(انوار خلافت ص۲۱، انوار العلوم ج۳ ص۶۶)

''جب اس آیت ''اسمہ احمد'' میں ایک رسول کا، جس کا اسم ذات احمد ہو، ذکر ہے، دو کا نہیں اور اس شخص کی تعیین ہم حضرت مسیح موعود پر کرتے ہیں تو اس سے خود نتیجہ نکل آیا کہ دوسرا اس کا مصداق نہیں اور جب ہم یہ ثابت کر دیں کہ حضرت مسیح موعود اس پیش گوئی کے مصداق ہیں تو یہ بھی ثابت ہوگیا کہ دوسرا کوئی شخص اس کا مصداق نہیں۔''

(الفضل قادیان ج۴ نمبر۴۳،۴۴ ص۵ کالم۳، مؤرخہ ۲تا۵؍دسمبر ۱۹۱۶ء)

''آپ کا یہ سوال کہ (اسمہ احمد میں) بشارت تو احمد کی ہے اور مرزا صاحب غلام احمد ہیں۔ جواباً عرض ہے کہ...... مطلق غلام احمد نہ عربی ہے۔ کیونکہ اس حالت میں غلام احمد ہوتا اور نہ یہ نام فارسی بن سکتا ہے۔ کیونکہ اس صورت میں غلام احمد ہوتا اور نہ یہ نام اردو ہوسکتا ہے۔ کیونکہ اس صورت میں احمد کا غلام ہونا چاہئے تھا۔ اصل بات یہ ہے کہ...... چونکہ حضرت صاحب کے خاندان میں غلام کا لفظ اصل نام کے ساتھ اضافہ کے طور پر اس ملک کے رواج کے مطابق چلا آتا تھا، اس واسطے آپ کے نام کے ساتھ بھی لگا دیا گیا...... احادیث میں آتا ہے کہ مسیح جوان ہوگا اور غلام کے معنی جوان کے ہیں، جس سے یہ بتایا گیا کہ اس کے کام نوجوانوں کے سے ہیں۔''

(الفضل قادیان ج۳ نمبر۱۰۷ ص۸ کالم۳، مؤرخہ ۱۸؍اپریل ۱۹۱۶ء)

''پہلا مسئلہ یہ ہے کہ آیا حضرت مسیح موعود کا نام احمد تھا یا آنحضرت ﷺ کا اور کیا سورۂ صف کی آیت، جس میں ایک رسول کی، جس کا نام احمد ہوگا، بشارت دی گئی ہے۔ آنحضرت ﷺ کے متعلق ہے یا حضرت مسیح موعود کے متعلق۔

میرا یہ عقیدہ ہے کہ یہ آیت ''اسمہ احمد'' مسیح موعود کے متعلق ہے اور احمد آپ ہی ہیں۔ لیکن ان کے خلاف کہا جاتا ہے کہ احمد نام رسول کریم ﷺ کا ہے اور آپ کے سوا کسی اور شخص کو احمد کہنا آپ کی ہتک ہے۔ لیکن میں جہاں تک غور کرتا ہوں، میرا یقین بڑھتا جاتا ہے اور میں ایمان رکھتا ہوں کہ احمد کا جو لفظ، جو قرآن کریم میں آیا ہے، وہ حضرت مسیح موعود کے متعلق ہی ہے۔''

(انوار خلافت ص۱۸، انوار العلوم ج۳ ص۸۳)

''(خدا تعالیٰ نے) اسم احمد کو تو حضرت عیسیٰ سے روایت کی اور اسم محمد کو حضرت موسیٰ سے تاکہ پڑھنے والا جان لے کہ جلالی نبی یعنی حضرت موسیٰ نے وہ نام اختیار کیا جو اس کی مثال کے موافق تھا یعنی محمد جو اسم جلالی ہے اور اسی طرح حضرت عیسیٰ نے اسم احمد کو اختیار کیا جو اسم جمالی ہے۔ کیونکہ وہ خود جمالی نبی تھا اور اس کو جنگ وجدال میں سے کچھ نہ ملا تھا۔ پس خلاصہ مدعا یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک نے اپنے کامل مثیل کے ظہور کی پیش گوئی کی۔ پس اس نکتہ کو خوب یاد رکھو۔ یہ بات تم کو نجات دلائے گی، ہر ایک کے شک اور وہم سے اور جلال وجمال کی حقیقت تم پر واضح ہو جائے گی اور شکوک کے رفع ہونے کے بعد اصلیت کھل جائے گی۔ جس وقت تم نے یہ بات مان لی تو تم ہر ایک دجال کے شر سے خدا کی پناہ ہور ہو گے اور ہر ایک ضلالت سے نجات پاؤ گے۔'' (ترجمہ) (اعجاز المسیح ص۱۲۴، خزائن ج۱۸ ص۱۲۸)

''تم خوب توجہ کر کے سن لو کہ اب اسم محمد کی تجلی ظاہر کرنے کا وقت نہیں، یعنی اب جلالی رنگ کی کوئی خدمت باقی نہیں۔ کیونکہ مناسب حد تک وہ جلال ظاہر ہو چکا۔ سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں، اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر میں ہوں۔ اب اسم احمد کا نمونہ ظاہر کرنے کا وقت ہے۔ یعنی جمالی طور کی خدمات کے ایام ہیں اور اخلاقی کمالات کے ظاہر کرنے کا زمانہ ہے۔'' (اربعین نمبر۴ ص۱۴، ۱۵، خزائن ج۱۷ ص۴۴۵، ۴۴۶)

(۴۳) تعریف کرو

''میرے رب نے میرا نام احمد رکھا ہے، پس میری تعریف کرو اور مجھے دشنام مت دو اور اپنے امر کو نا امیدی کے درجہ تک مت پہنچاؤ اور جس نے میری تعریف کی اور کوئی قسم تعریف کی نہ چھوڑی تو اس نے سچ بولا اور جھوٹ کا ارتکاب نہ کیا اور جس نے اس بیان کو جھٹلایا، پس اس نے جھوٹ بولا ہے اور اپنے خدا کے غصے کو بھڑکایا ہے۔'' (ترجمہ) (خطبہ الہامیہ ص۲۰، ۲۱، خزائن ج۱۶ ص۵۳)

''خلاصہ کلام یہ کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا اللہ تعالیٰ نے بار بار اپنے الہام میں احمد نام رکھا ہے۔ اس لئے آپ کا منکر کافر ہے۔ کیونکہ احمد کے منکر کے لئے قرآن میں لکھا ہے: واللّٰہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون''

(کلمۃ الفصل مصنفہ بشیر احمد مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ج۱۴ نمبر۳ ص۱۴۱، بابت ماہ مارچ ۱۹۱۵ء)

(۴۴) احمد رسول، مرزا قادیانی

''واللّٰہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کو پورا کر کے چھوڑے گا گو کہ کفار نا پسند ہی کریں۔ یہ آیت بھی احمد رسول کی ایک علامت ہے اور اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت مسیح موعود کے متعلق ہے۔ کیونکہ اس میں بتایا گیا ہے کہ احمد کا وقت اتمام نور کا وقت ہے اور گو قرآن کریم سے ہمیں یہ تو معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم ﷺ کے ہاتھ پر شریعت کامل کر دی گئی، مگر اتمام نور آپ کے وقت میں معلوم نہیں ہوتا۔ بلکہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسیح موعود کے وقت میں ہوگا اور رسول کریم ﷺ کے وقت میں اس کی بنیاد ڈالی گئی تھی۔'' (انوار خلافت ص۴۵، ۴۶، انوار العلوم ج۳ ص۱۰۹)

(۴۵) احمد کون ہے اور کون نہیں

’’مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد‘‘ آیت مرقومہ الصدر کے الفاظ میں مسیح نے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک پیش گوئی کی ہے کہ میں ایک ایسے رسول کی بشارت دینے والا ہوں جس کا آنا میرے بعد ہوگا، اس کا نام احمد ہے۔ پیش گوئی میں آنے والے رسول کا اسم احمد بتلایا گیا ہے۔ جس کے مصداق آنحضرت (محمد رسول اللہ ﷺ) اس لئے نہیں ہوسکتے کہ قرآنی وحی میں کسی مقام سے آپ کا نام نامی احمد ثابت نہیں ہوتا۔ ہاں محمد آپ کا اسم گرامی ضرور ہے جیسا کہ آپ قبل از دعویٰ نبوت محمد کے نام سے ہی مشہور تھے اور ایسا ہی قرآنی وحی میں بھی بار بار آپ کو محمد ہی کے نام سے یاد فرمایا گیا اور تورات میں بھی آپ کی پیش گوئی میں آپ کا نام محمد ہی بتایا گیا۔ جیسا کہ سورۂ فتح میں اس کی تصدیق موجود ہے۔ جہاں فرمایا: ’’محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم‘‘ لیکن اسم احمد کا ذکر تمام قرآن میں ایک جگہ صرف سورۂ صف میں ہی پایا جاتا ہے اور وہ بھی حکایۃ مسیح کی پیش گوئی کے الفاظ میں جس کا مصداق حضرت مسیح موعود کے الہامات میں بار بار آپ کو ہی قرار دیا اور بار بار اس بات کا اظہار کیا گیا ہے کہ آنے والا احمد رسول جس کا ذکر مسیح کی پیش گوئی ہے وہ آپ (مرزا قادیانی) ہی ہیں اور اگر احمد والی پیش گوئی کے مصداق آنحضرت (محمد رسول اللہ ﷺ) ہی تھے تو ضرور تھا کہ آپ کی وحی بھی آپ کو احمد ٹھہرا کر اس امر کی تصدیق کرتی۔‘‘

(الفضل قادیان ج۳ نمبر۲۵ ص۵ کالم۱، مؤرخہ ۱۹؍اگست ۱۹۱۵ء)

(۴۶) محمد اور احمد

’’پھر پیش گوئی ان الفاظ میں ہے: ’’ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد‘‘ کہ اس موعود رسول کا نام احمد ہوگا۔ اب دیکھنا چاہئے کہ نبی کریم کی والدہ نے آپ کا کیا نام رکھا۔ سو ظاہر ہے کہ محمد رکھا، احمد نہیں۔ لوگ اگر مخاطب کرتے ہیں تو محمد کے نام سے درود بھیجنا اگر بتایا گیا تو محمد پر۔ قرآن میں بھی جہاں کہیں خدا نے آپ کا نام لیا ہے تو محمد ہی لیا ہے۔ پس یہ کس طرح تسلیم کرلیا جاوے کہ آپ کا نام احمد تھا۔ ہاں! احمدیت کی صفت آپ میں ضروری پائی جاتی تھی۔ آپ خدا کی بڑی حمد کرنے والے تھے۔ مگر اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ کا نام بھی احمد تھا۔ مثلاً میرا نام عبداللہ نہیں لیکن معنے کے لحاظ سے میں عبداللہ بھی ہوں۔ پس معنی کے لحاظ سے اس پیش گوئی کے مصداق آنحضرت ﷺ ہوسکتے ہیں۔ ورنہ نام کے لحاظ سے اس کے مصداق حضرت مرزا صاحب ہیں۔‘‘

(الفضل قادیان ج۳ نمبر۱۰۷ ص۸ کالم۲، مؤرخہ ۱۸؍اپریل ۱۹۱۶ء)

(۴۷) محمد عربی، احمد ہندی

یا صدق محمد عربی ہے یا احمد ہندی کی ہے وفا — باقی تو پرانے قصے ہیں زندہ ہیں یہی افسانے دو

(مرزا محمود خلیفہ قادیان کا کلام، الفضل قادیان ج۲۳ نمبر۱۲ ص۳، مؤرخہ ۱۴؍جولائی ۱۹۳۵ء)

(۴۸) محمد اور احمد کی تقسیم

’’ان تمام الہامات میں اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کو احمد کے نام سے پکارا ہے۔ دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) بیعت لیتے وقت یہ اقرار لیا کرتے تھے کہ آج میں احمد کے ہاتھ پر اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا

ہوں۔ پھر اسی پر بس نہیں بلکہ آپ نے اپنی جماعت کا نام بھی احمدی جماعت رکھا۔ پس یہ بات یقینی ہے کہ آپ احمد تھے...... اس جگہ کسی کو یہ وہم نہ گزرے کہ ہم نعوذ باللہ نبی کریم ﷺ کو احمد نہیں مانتے۔ ہمارا ایمان ہے کہ آپ احمد تھے۔ بلکہ ہمارا تو یہاں تک خیال ہے کہ آپ کے سوائے کوئی احمد نہیں ہے اور نہ کوئی احمد ہوسکتا ہے۔ مگر سوال تو یہ ہے کہ کیا آپ اپنی پہلی بعثت میں بھی احمد تھے؟ نہیں بلکہ آپ اپنی پہلی بعثت میں محمدیت کی جلالی صفت میں ظاہر ہوئے تھے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ سورۂ صف میں کسی ایسے رسول کی پیش گوئی کی گئی ہے جو احمد ہے۔ پس ثابت ہوا کہ یہ پیش گوئی نبی کریم کی پہلی بعثت کے متعلق نہیں بلکہ آپ کی دوسری بعثت یعنی مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کے متعلق ہے۔ کیونکہ مسیح موعود جمالی صفت کا مظہر یعنی احمد ہے...... اس حقیقت کو حضرت مسیح موعود نے اپنی کتاب ''اعجاز المسیح'' میں بھی بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے اور کھول کھول کر بتایا ہے کہ نبی کریم کے دو بعث ہیں۔ بعث اوّل میں اسم محمد کی تجلی تھی مگر بعث دوم اسم احمد کی تجلی کے لئے ہے...... ان تمام حوالہ جات سے یہ بات یقینی اور قطعی طور پر ثابت ہے کہ سورۂ صف میں جس احمد رسول کے متعلق عیسیٰ علیہ السلام نے پیش گوئی کی ہے، وہ احمد مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) ہی ہے جس کی بعثت حسب وعدہ الٰہی ''واخرین منھم'' خود نبی کریم کی بعثت ہے۔'' (کلمۃ الفصل مصنفہ بشیر احمد مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ج۱۴ نمبر۳ ص۱۳۹ تا ۱۴۱، بابت ماہ مارچ ۱۹۱۵ء)

(۴۹) محمد اور احمد، دو ظہور

''سیدنا حضرت مسیح موعود نے اپنی کتب بالخصوص شہادت القرآن، تحفہ گولڑویہ اور خطبہ الہامیہ میں بیان فرمایا ہے کہ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے دو ظہور اللہ تعالیٰ کے ہاں مقرر تھے۔ ظہور اوّل اسم محمد اور ظہور دوم اسم احمد کے ماتحت۔ ظہور اوّل جو اسم محمد کے ماتحت تھا، وہ آج سے قریباً چودہ سو سال قبل مکہ معظّمہ میں ہوا...... ظہور ثانی جو اسم احمد کے ماتحت، تیرھویں صدی ہجری میں جو حضرت احمد قادیانی کی صورت میں ہوا۔ آیت ''واخرین منھم لما یلحقوا بھم'' کے ماتحت ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود ایک غلطی کے ازالہ میں فرماتے ہیں، میں وہی خاتم الانبیاء ہوں جو بروز ثانی کی شکل میں جلوہ گر ہوا۔'' (الفضل قادیان ج۲۸ نمبر۱۱۵، مؤرخہ ۲۱ مئی ۱۹۴۰ء)

''آنحضرت ﷺ کے دو بعث ہیں یا بہ تبدیل الفاظ یوں کہہ سکتے ہیں کہ ایک بروزی رنگ میں آنحضرت ﷺ کا دوبارہ آنا دنیا میں وعدہ دیا گیا تھا جو مسیح موعود اور مہدی معہود (مرزا قادیانی) کے ظہور سے پورا ہوا۔'' (تحفہ گولڑویہ ص۹۴، خزائن ج۱۷ ص۲۴۹ حاشیہ)

''آنحضرت ﷺ کے لئے دو بعث مقدر تھے، (۱) ایک بعث تکمیل ہدایت کے لئے۔ (۲) دوسرا بعث تکمیل اشاعت ہدایت کے لئے۔'' (تحفہ گولڑویہ ص۹۹، خزائن ج۱۷ ص۲۶۰)

''جیسا کہ مؤمن کے لئے دوسرے احکام الٰہی پر ایمان لانا فرض ہے ایسا ہی اس بات پر بھی ایمان فرض ہے کہ آنحضرت ﷺ کے دو بعث ہیں۔'' (تحفہ گولڑویہ ص۹۶، خزائن ج۱۷ ص۲۵۴)

''چونکہ آنحضرت ﷺ کا حسب آیت ''واخرین منھم'' دوبارہ تشریف لانا بجز صورت بروز غیر ممکن تھا، اس لئے آنحضرت ﷺ کی روحانیت نے ایک ایسے شخص (مرزا قادیانی) کو اپنے لئے منتخب کیا جو خلق اور خو اور ہمت اور ہمدردی خلائق میں اس کے مشابہ تھا اور مجازی طور پر اپنا نام احمد اور محمد اس (مرزا قادیانی) کو عطاء کیا، تا یہ سمجھا جائے کہ گویا اس (مرزا قادیانی) کا ظہور بعینہٖ آنحضرت کا ظہور تھا۔'' (تحفہ گولڑویہ ص۱۰۱، خزائن ج۱۷ ص۲۶۳)

(۵۰) مرزا قادیانی ابراہیم اور احمد

’’اور یہ جو فرمایا کہ:’’واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی ‘‘یہ قرآن شریف کی آیت ہے اور اس مقام میں اس کے یہ معنی ہیں کہ یہ ابراہیم جو بھیجا گیا ہے، تم اپنی عبادتوں اور عقیدوں کو اس کی طرز پر بجالاؤ اور ہر ایک امر میں اس کے نمونہ پر اپنے تئیں بناؤ اور جیسا کہ آیت’’مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد ‘‘میں یہ اشارہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا آخر زمانہ میں ایک مظہر ظاہر ہوگا گویا وہ اس کا ایک ہاتھ ہوگا جس کا نام آسمان پر احمد ہوگا اور وہ حضرت مسیح کے رنگ میں جمالی طور پر دین کو پھیلائے گا۔ ایسا ہی یہ آیت’’واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی ‘‘اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ جب امت محمدیہ میں بہت فرقے ہوجائیں گے تب آخر زمانہ میں ایک ابراہیم پیدا ہوگا اور ان سب فرقوں میں وہ فرقہ نجات پائے گا کہ اس ابراہیم کا پیرو ہوگا۔‘‘ (اربعین نمبر۳ ص۳۱،۳۲، خزائن ج۱۷ ص۴۲۰،۴۲۱)

(۵۱) بڑے سے بڑا درجہ

’’یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کرسکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پاسکتا ہے۔ حتیٰ کہ محمد ﷺ سے بڑھ بھی سکتا ہے۔‘‘

(الفضل قادیان ج۱۰ نمبر۵ ص۵ کالم۳، مؤرخہ ۱۷؍جولائی ۱۹۲۲ء)

(۵۲) پہلو بہ پہلو

’’ہر ایک نبی کو اپنی استعداد اور کام کے مطابق کمالات عطاء ہوتے تھے۔ کسی کو بہت، کسی کو کم۔ مگر مسیح موعود کو تو تب نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدیہ کے تمام کمالات کو حاصل کرلیا اور اس قابل ہوگیا کہ ظلی نبی کہلائے۔ پس ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا۔‘‘

(کلمۃ الفصل مصنفہ بشیر احمد مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ج۱۴ نمبر۳ ص۱۱۳، بابت ماہ مارچ ۱۹۱۵ء)

(۵۳) حضرت سید المرسلین پر فضیلت

’’پس میرا ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود اس قدر رسول کریم ﷺ کے نقش قدم پر چلے کہ وہی ہوگئے لیکن کیا استاد اور شاگرد کا ایک مرتبہ ہوسکتا ہے۔ گو شاگرد علم کے لحاظ سے استاد کے برابر بھی ہوجائے۔ تاہم استاد کے سامنے زانوئے ادب خم کر کے ہی بیٹھے گا۔ یہی نسبت آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعود میں ہے۔‘‘ (ذکر الٰہی ص۱۹، تقریر مرزا محمود خلیفہ قادیان، انوار العلوم ج۳ ص۴۱۶،۴۱۷)

’’آنحضرت ﷺ معلم ہیں اور مسیح موعود ایک شاگرد۔ (ہاں اس قسم کے شاگرد جس طرح رسول اللہ ﷺ کے صحابہ تھے یا کسی اور قسم کے۔ ناقل) شاگرد خواہ استاد کے علوم کا وارث پورے طور پر بھی ہوجائے یا بعض صورتوں میں بڑھ بھی جاوے مگر استاد بہرحال استاد ہی رہتا ہے اور شاگرد شاگرد ہی۔‘‘

(تقریر مرزا محمود خلیفہ قادیان، الحکم قادیان، مؤرخہ ۱۸؍اپریل ۱۹۱۴ء، منقول از المہدی نمبر۲،۳ ص۴۹، حکیم محمد حسین قادیانی لاہوری)

’’لہ خسف القمر المنیر وان لی غسا القمر المشرقان اتنکر‘‘

''اس (محمد ﷺ) کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے (یعنی مرزا قادیانی کے لئے) چاند اور سورج دونوں کا۔اب کیا تو انکار کرے گا؟'' (اعجاز احمدی ص ۷۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۳)

''اب معاملہ صاف ہے اگر نبی کریم کا انکار کفر ہے تو مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا انکار بھی کفر ہونا چاہئے۔کیونکہ مسیح موعود نبی کریم سے کوئی الگ چیز نہیں ہے بلکہ وہی ہے اور اگر مسیح موعود کا منکر کافر نہیں تو نعوذ باللہ نبی کریم کا منکر بھی کافر نہیں، کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں تو آپ کا انکار کفر ہو۔مگر دوسری بعثت میں جس میں بقول حضرت مسیح موعود آپ کی روحانیت اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے، آپ کا انکار کفر نہ ہو۔'' (کلمۃ الفصل مصنفہ بشیر احمد مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ج ۱۴ نمبر ۳ ص ۱۴۶، ۱۴۷، بابت ماہ مارچ ۱۹۱۵ء)

''قرآن شریف کے لئے تین تجلیات ہیں۔وہ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ذریعہ سے نازل ہوا اور صحابہ ؓ کے ذریعہ سے اس نے زمین پر اشاعت پائی اور مسیح موعود کے ذریعہ سے بہت سے پوشیدہ اسرار اس کے کھلے...... آنحضرت ﷺ کے وقت میں اس کے تمام احکام کی تکمیل ہوئی اور صحابہ ؓ کے وقت میں اس کے ہر ایک پہلو کی اشاعت کی تکمیل ہوئی اور مسیح موعود کے وقت میں اس کے روحانی فضائل اور اسرار کے ظہور کی تکمیل ہوئی۔'' (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۵۲، خزائن ج ۲۱ ص ۶۶)

''ہمارے نبی کریم ﷺ کی روحانیت نے پانچویں ہزار میں اجمالی صفات کے ساتھ ظہور فرمایا اور وہ زمانہ اس روحانیت کی ترقیات کا انتہا نہ تھا بلکہ اس کے کمالات کے معراج کے لئے پہلا قدم تھا۔پھر اس روحانیت نے چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اس وقت (مرزا قادیانی کے زمانہ میں) پوری طرح سے تجلی فرمائی۔'' (خطبہ الہامیہ ص ۱۷۷، خزائن ج ۱۶ ص ۲۶۶)

''اور ظاہر ہے کہ فتح مبین کا وقت ہمارے نبی کریم کے زمانہ میں گزر گیا اور دوسری فتح باقی رہی کہ پہلے غلبہ سے بہت بڑی اور زیادہ ظاہر ہے اور مقدر تھا کہ اس کا وقت مسیح موعود کا وقت ہو اور اسی کی طرف خدا تعالیٰ کے اس قول میں اشارہ ہے۔سبحان الذی اسریٰ'' (خطبہ الہامیہ ص ۱۹۳، ۱۹۴، خزائن ج ۱۶ ص ۲۸۸)

''غرض اس زمانہ کا نام جس میں (ہم) ہیں زمان البرکات ہے۔لیکن ہمارے نبی ﷺ کا زمانہ زمان التائیدات اور دفع الافات تھا۔''

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی مؤرخہ ۲۸ رمئی ۱۹۰۰ء، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۹۲ حاشیہ، جدید، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۴۰۶، تبلیغ رسالت ج ۹ ص ۴۴)

''اسی بناء پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر آنحضرت ﷺ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے موبمو منکشف نہ ہوئی ہو اور نہ دجال کے ستر باع کے گدھے کی اصل کیفیت کھلی ہو اور نہ یاجوج و ماجوج کی عمیق تہ تک وحی الٰہی نے اطلاع دی ہو اور نہ دابۃ الارض کی ماہیت کما ہی ظاہر فرمائی گئی۔(گویا یہ حقائق مرزا غلام احمد پر منکشف ہوئے۔للمؤلف)''

(ازالہ اوہام حصہ دوم ص ۶۹۱، خزائن ج ۳ ص ۴۷۳)

''محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل غلام احمد کو دیکھئے قادیاں میں''

(از قاضی محمد ظہور الدین اکمل قادیانی، البدر قادیان ج ۲ نمبر ۴۳ ص ۱۴ کالم ۱، مؤرخہ ۲۵ راکتوبر ۱۹۰۶ء)

(۵۴) بڑی شان

''قاضی اکمل صاحب (قادیانی) کی ایک نظم ۲۵؍اکتوبر ۱۹۰۶ء کے اخبار بدر (قادیان) میں شائع ہوئی تھی۔ اس نظم میں ایک شعر تھا ؎

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں

......قاضی (اکمل) صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ نظم انہوں نے حضرت مسیح موعود کے حضور پڑھی۔ حضور نے اس کو پسند فرمایا اور حضرت اقدس کے پسند فرمانے کے بعد کسی احمدی کا کیا حق ہے کہ اس کے کسی شعر کو قابل اعتراض ٹھہرائے۔ گو اخبار بدر کا وہ پرچہ جس میں یہ نظم شائع ہوئی ہے، قاضی صاحب کے اس بیان کے متعلق خاموش ہے، لیکن میں قاضی صاحب کے اس بیان کو درست تسلیم نہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں پاتا......''

(مرزا قادیانی کی زندگی میں ان کے انتقال سے تقریباً دو سال پہلے محولہ نظم اور مندرجہ بالا شعر اخبار البدر قادیان میں شائع ہوا اور خود مرزا قادیانی کے بھی مضمون اور حالات اس اخبار میں شائع ہوتے تھے۔ یعنی یہ تمام تر قادیانی اخبار تھا۔ پھر کیا شک ہوسکتا ہے کہ قاضی اکمل قادیانی کے بیان کے مطابق مرزا قادیانی نے اس شعر پر کوئی اعتراض نہیں کیا بلکہ پسند فرمایا۔ چنانچہ خود ان کی تحریروں میں بھی برتری کے اشارے کنائے پائے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ اپنے آپ کو بدر اور رسول اللہ کو ہلال قرار دیا اور اس کی تمثیل میں بھی قادیانیوں نے ہلال اور بدر کا ایک جماعتی جھنڈا وضع کیا۔ رہی تاویل سو معذرتی تاویلوں کی قادیانیوں کے پاس کوئی کمی نہیں اور یہ بھی قادیانی فن ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خوب تعریف وتوصیف کردی جاتی ہے تاکہ وہ اپنی جسارتوں کے مقابل تلافی کا کام دے اور ان سب ترکیبوں کا ماحصل یہ کہ ایک طرف مرزا قادیانی کی عظمت وفوقیت قادیانیوں کے دل میں بٹھاتے جائیں اور دوسری طرف مسلمانوں کے اعتراض سے بھی بچے رہیں۔ چنانچہ یہ دورنگی بخوبی ظاہر ہوچکی ہے اور فریب کھل گیا ہے۔ للمؤلف) (پیغام صلح لاہور ج ۳۲ نمبر ۴۷ ص ۷ کالم ۱، مؤرخہ ۳۰؍نومبر ۱۹۴۴ء)

(۵۵) ہلال وبدر

''اسلام ہلال کی طرح شروع ہوا اور مقدر تھا کہ انجام کار آخر زمانہ میں بدر ہو جائے۔ خداتعالیٰ کے حکم سے پس خداتعالیٰ کی حکمت نے چاہا کہ اسلام اس صدی میں بدر کی شکل اختیار کرے جو شمار کی رو سے بدر کی طرح مشابہ ہو۔ (یعنی چودھویں صدی) پس ان ہی معنوں کی طرف اشارہ ہے۔ خداتعالیٰ کے اس قول میں کہ لقد نصرکم اللّٰہ ببدر'' (خطبہ الہامیہ ص ۱۸۴، خزائن ج ۱۶ ص ۲۷۵، ۲۷۶)

''آنحضرت کے بعثت اوّل میں آپ کے منکروں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا لیکن ان کی بعثت ثانی میں آپ کے منکروں کو داخل اسلام سمجھنا یہ آنحضرت کی ہتک اور آیات اللہ سے استہزاء ہے۔ حالانکہ خطبہ الہامیہ میں حضرت مسیح موعود نے آنحضرت کی بعثت اوّل وثانی کی باہمی نسبت کو ہلال اور بدر کی نسبت سے تعبیر فرمایا ہے۔ جس سے لازم آتا ہے کہ بعثت ثانی کے کافر، کفر میں بعثت اوّل کے کافروں سے بڑھ کر ہیں۔'' (الفضل قادیان ج ۳ نمبر ۱۰ ص ۶ کالم ۱، مؤرخہ ۱۵؍جولائی ۱۹۱۵ء)

(۵۶) خطبہ الہامیہ

''اسی شب حضرت اقدس کو خطبہ الہامیہ سنانے کا خداتعالیٰ کی طرف سے حکم ملا۔ صبح عید کے دن حضرت اقدس نے یہ خطبہ سنا دیا۔ اس وقت مولوی عبدالکریم صاحب اور مولوی نورالدین خلیفہ اوّل لکھتے جاتے تھے۔ جب حضرت اقدس سنا چکے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں ڈرتا تھا کہ اتنا لمبا خطبہ میں زبانی کس طرح سنا سکوں گا۔ مگر خداتعالیٰ کا شکر ہے کہ مجھے توفیق ملی اور میں خداتعالیٰ کا پیغام سنا سکا۔ میں نے

اس خطبہ کے متعلق یہ خیال کیا تھا کہ اگر میں نے پوری طرح سے اس خطبہ کے سنانے میں کامیابی حاصل کی تو میں سمجھوں گا کہ جن احباب کے لئے نام بنام میں نے دعائیں کی ہیں، وہ قبول ہوگئی ہیں۔ اتنا فرما کر آپ سجدۂ شکر میں گر گئے اور بڑی دیر تک سجدہ میں دعا فرماتے رہے۔ احباب حاضرین نے بھی اس سجدۂ شکر میں جہاں جہاں بیٹھے تھے، اس جگہ متابعت کی۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ! (مرزا قادیانی کا حافظہ واقعی قابل تعریف تھا۔ صاحب موصوف کو ڈر تھا کہ اتنا لمبا خطبہ وہ زبانی کس طرح سنا سکیں گے۔ مگر سنا ہی دیا، البتہ حافظہ کی خوبی سے الہام کا دعویٰ باطل ہوگیا۔ اگرچہ اس کی تائید میں سناتے وقت خطبہ دوسروں سے قلمبند کرایا گیا۔ تو گویا پلّے سے لکھ کر حفظ نہیں کیا گیا۔ تاہم پہلے سے پہلے لمبے خطبے کے ڈر نے سارا بھید کھول دیا۔ للمؤلف)'' (الفضل قادیان ج۲۹ نمبر۲۰۹ ص۳ کالم۲، مؤرخہ ۱۲؍ستمبر ۱۹۴۱ء)

اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ خطبہ الہامیہ وہ خطبہ ہے جو خدا کی طرف سے ایک معجزہ کے رنگ پر مسیح موعود کو عطاء ہوا جیسا کہ اس کا نام ظاہر کرتا ہے۔ پس اس کتاب کو عام کتابوں کی طرح نہ سمجھنا چاہئے۔ کیونکہ اس کا ہر ایک فقرہ الہامی شان رکھتا ہے۔ پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱۷۱ پر حضرت اقدس (مرزا قادیانی) تحریر فرماتے ہیں کہ ''جو شخص مجھ میں اور مصطفیٰ میں تفریق کرتا ہے اس نے مجھ کو نہیں دیکھا ہے اور نہیں پہچانا ہے۔'' اسی طرح ص۱۸۱ میں لکھا ہے کہ: ''جس نے اس بات سے انکار کیا کہ نبی علیہ السلام کی بعثت چھٹے ہزار سے تعلق نہیں رکھتی ہے کہ جیسا کہ پانچویں ہزار سے تعلق رکھتی تھی پس اس نے حق کا اور نص قرآن کا انکار کیا۔ بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی روحانیت چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی ان دونوں میں (بہ شکل مرزا قادیانی) بہ نسبت ان سالوں کے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے۔''

(کلمۃ الفصل مصنفہ بشیر احمد مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ج۱۴ نمبر۳ ص۱۳۰، ۱۳۱، بابت ماہ مارچ ۱۹۱۵ء)

(۵۷) چودھویں کا چاند

''اب دیکھو کہ صحابہ کو بدر میں نصرت دی گئی اور فرمایا گیا کہ یہ نصرت ایسے وقت میں دی گئی جب کہ تم تھوڑے تھے۔ اس بدر میں کفر کا خاتمہ ہوگیا۔ بدر پر ایسے عظیم الشان نشان کے اظہار میں آئندہ کی بھی ایک خبر رکھی گئی تھی اور وہ یہ کہ بدر چودھویں کے چاند کو بھی کہتے ہیں۔ اس سے چودھویں صدی میں اللہ تعالیٰ کی نصرت کے اظہار کی طرف بھی ایما ہے اور یہ چودھویں صدی وہی صدی ہے جس کے لئے عورتیں تک کہتی تھیں کہ چودھویں صدی خیر و برکت کی آئے گی۔ خدا کی باتیں پوری ہوئیں اور چودھویں صدی میں اللہ تعالیٰ کے منشاء کے موافق اسم احمد کا بروز ہوا اور وہ میں ہوں جس کی طرف اس واقعہ بدر میں پیش گوئی تھی جس کے لئے رسول اللہ ﷺ نے سلام کہا۔ مگر افسوس کہ جب وہ دن آیا اور چودھویں کا چاند نکلا تو اس کو دوکاندار خودغرض کہا گیا۔''

(مندرجہ ملفوظات احمدیہ ج۳ ص۱۶۳، طبع احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور، ملفوظات ج۲ ص۱۹۰، جدید ملفوظات ج۱ ص۴۳۱)

''آپ نے (غلام رسول قادیانی مقرر نے) ہلال و بدر کی مثال سے یہ دقیق مسئلہ کمال خوبی کے ساتھ ہر کس و ناکس کے اچھی طرح ذہن نشین کر دیا کہ چودھویں کا چاند (مسیح موعود) وہی تو ہے جو چاند رات کے وقت تھا (یعنی رسول کریم) پس اس کا پہلی حالت سے بڑھ چڑھ کر شاندار ہونا محل اعتراض کیونکر ہوسکتا ہے۔'' (الفضل قادیان ج۳ نمبر۷۶ ص۴ کالم۱، مؤرخہ یکم؍جنوری ۱۹۱۶ء)

(۵۸) مرزا قادیانی کا خدائی عہد

''واذ اخذ اللہ میثاق النبیین ...... الخ'' جب اللہ تعالیٰ نے سب نبیوں سے عہد لیا (النّبیین میں سب انبیاء علیہم السلام شریک ہیں۔ کوئی نبی بھی مستثنیٰ نہیں۔ آنحضرت ﷺ بھی اس النّبیین کے لفظ میں داخل ہیں) کہ جب کبھی تم کو کتاب اور حکمت

دوں (یعنی کتاب سے مراد توریت وقرآن کریم ہے اور حکمت سے مراد سنت ومنہاج نبوت وحدیث شریف ہے) پھر تمہارے پاس ایک رسول آئے۔ مصدق ہو ان سب چیزوں کا جو تمہارے اس کتاب وحکمت سے ہیں (یعنی وہ رسول مسیح موعود ہے جو قرآن وحدیث کی تصدیق کرنے والا ہے اور وہ صاحب شریعت جدیدہ نہیں)...... یعنی اے نبیو! تم سب ضرور اس پر ایمان لانا اور ہر ایک طرح سے اس کی مدد فرض سمجھنا۔ (’’جب تمام انبیاء علیہم السلام کو مجملاً حضرت مسیح موعود پر ایمان لانا اور اس کی نصرت کرنا فرض ہوا تو ہم کون ہیں جو نہ مانیں۔‘‘)

(الفضل قادیان ج ۳ نمبر ۳۸،۳۹ ص ۶ کالم ۲، مؤرخہ ۱۹،۲۱؍ستمبر ۱۹۱۵ء)

’’چنانچہ الفضل (قادیان) ۱۹،۲۰؍ستمبر ۱۹۱۹ء میں اس دھڑلے سے مضمون نکلا اور پھر اس کے بعد طرح طرح سے اس کا اعادہ کیا گیا اور کھلم کھلا ڈنکے کی چوٹ پر اس امر کا اعلان کیا جاتا رہا کہ اس پیشین گوئی میں جس رسول کا وعدہ ہے اور جس کے متعلق اقرار کر لیا گیا ہے کہ ہر ایک نبی اس پر ایمان لائے اور اس کی نصرت کرے وہ مسیح موعود ہے اور یہ نہ سمجھا کہ اس طرح تو پھر لازم آئے گا کہ ’’لو کان محمد حیا لما وسعه الا اتباع المسیح الموعود ‘‘اگر محمد رسول اللہ ﷺ زندہ ہوتے تو انہیں چارہ نہ تھا سوائے اس کے کہ وہ مسیح موعود کی اتباع کرتے۔ یعنی مسیح موعود متبوع اور آقا ہوتے اور محمد رسول اللہ ﷺ نعوذ باللہ متبع اور غلام ہوتے۔ یہ نتیجہ ایسا دقیق تو نہیں کہ انسان سمجھ نہ سکے۔ مگر جب ایک قوم اپنے نبی کو سب نبیوں سے بڑھانا چاہتی ہو تو پھر سب کچھ حلال ہو جاتا ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ کو ان نبیوں کے ذیل میں شامل کر دیا۔ جس سے ایمان لانے اور نصرت کرنے کا اقرار کر لیا گیا تھا۔ گویا محمد رسول اللہ ﷺ آج زندہ ہوتے تو مسیح موعود پر ایمان لاتے اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے اور ہر قسم کی اتباع اور نصرت کے لئے آپ کے احکام کی پیروی کو ذریعہ نجات سمجھتے۔ کیا اس سے بڑھ کر محمد رسول اللہ ﷺ کی ہتک متصور ہے؟ کیا اس سے صاف نظر نہیں آتا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے مقابلہ میں حضرت مسیح موعود کی پوزیشن کو بدرجہا بلند کرنے اور ان کو ایک آقا کی حیثیت دے دینے میں نہایت جرأت سے کام لیا گیا؟‘‘

(ڈاکٹر بشارت احمد قادیانی لاہوری کا مضمون، پیغام صلح لاہور ج ۲۲ نمبر ۴۳ ص ۹ کالم ۳، مؤرخہ ۷؍جون ۱۹۳۴ء)

(۵۹) عہد منظوم

خدا نے لیا عہد سب انبیاء سے — کہ جب تم کو دوں میں کتاب اور حکمت
پھر آئے تمہارا مصدق پیغمبر — تو ایمان لاؤ کرو اس کی نصرت
کہا گیا یہ اقرار کرتے ہو محکم — وہ بولے مقر ہے ہماری جماعت
کہا حق تعالیٰ نے شاہد رہو تم — یہی میں بھی دیتا رہوں گا شہادت
جو اس عہد کے بعد کوئی پھرے گا — بنے گا وہ فاسق اٹھائے گا ذلت
لیا تھا جو میثاق سب انبیاء سے — وہی عہد حق نے لیا مصطفیٰ سے
وہ نوح و خلیل و کلیم و مسیحا — سبھی سے یہ پیمان محکم لیا تھا
مبارک وہ امت کا موعود آیا — وہ میثاق ملت کا مقصود آیا
کریں اہل اسلام اب عہد پورا — بنے آج ہر ایک عبداً شکوراً

(الفضل قادیان ج ۱۱ نمبر ۷۶ ص ۱ کالم ۲،۳، مؤرخہ ۲۶؍فروری ۱۹۲۴ء)

(۶۰) سفید بال

’’خاکسار (مرزا بشیر احمد ایم.اے) عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود بیان فرمایا کرتے تھے کہ ابھی ہماری عمر تیس سال ہی کی تھی کہ بال سفید ہونے شروع ہوگئے تھے اور میرا خیال ہے کہ پچپن سال کی عمر تک آپ کے سارے بال سفید ہوچکے ہوں گے۔اس کے مقابلہ میں آنحضرت ﷺ کے حالات زندگی کے مطالعہ سے پتہ لگتا ہے کہ وفات کے وقت آپ کے صرف چند بال سفید تھے۔ دراصل اس زمانہ میں مطالعہ اور تصنیف کے مشاغل انسان کی دماغی طاقت پر بہت زیادہ بوجھ ڈالتے ہیں۔‘‘

(سیرت المہدی حصہ دوم ص۱۱، روایت نمبر۳۱۶، جدید ج۱ حصہ دوم ص۲۹۳،۲۹۴، روایت نمبر۳۱۷)

(۶۱) ذہنی ارتقاء

’’حضرت مسیح موعود کا ذہنی ارتقاء آنحضرت ﷺ سے زیادہ تھا...... اس زمانہ میں تمدنی ترقی زیادہ ہوئی ہے اور یہ جزوی فضیلت ہے جو حضرت مسیح موعود کو آنحضرت ﷺ پر حاصل ہے۔ نبی کریم ﷺ کی ذہنی استعدادوں کا پورا ظہور بوجہ تمدن کے نقص کے نہ ہوا اور نہ قابلیت تھی۔اب تمدن کی ترقی سے حضرت مسیح موعود کے ذریعہ (بعثت ثانی) ان کا پورا ظہور ہوا ہے۔اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ آپ کو موقع ملا اور ذہنی طاقتوں کی نشوونما ہوگئی۔ چنانچہ آج کل باریک اقسام گناہ کی نکل آئی ہیں اور کئی باریک نیکیاں بھی ظاہر ہورہی ہیں۔ مقابلہ زیادہ سخت ہے۔لوگ اعلیٰ تربیت کی وجہ سے اعتراض کرتے ہیں جن کا جواب بغیر ذہنی ترقی کے مشکل تھا۔تلوار کے جہاد کے بجائے قلمی جہاد کا وقت ہے۔‘‘ (مضمون ڈاکٹر شاہنواز خاں قادیانی، ریویو آف ریلیجنز قادیان، بابت ماہ مئی ۱۹۲۹ء)

(۶۲) توہین رسول

۱...... ’’سوال نمبر۵، ایسے موقع پر مسلمان معراج پیش کردیتے ہیں۔
حضرت اقدس (مرزا قادیانی) نے فرمایا کہ معراج جس وجود سے ہوا تھا وہ یہ گگنے موتنے والا وجود تو نہ تھا۔‘‘

(ملفوظات ج۹ ص۴۵۹، جدید ملفوظات ج۵ ص۳۴۰)

۲...... ’’آنحضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب...... عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھالیتے تھے حالانکہ مشہور تھا کہ سور کی چربی اس میں پڑتی ہے۔‘‘ (مرزا قادیانی کا مکتوب، الفضل قادیان ج۱۱ نمبر۶۶ ص۹ کالم۳، مؤرخہ ۲۲؍فروری ۱۹۲۴ء)

۳...... ’’اس جگہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ اگر جسم خاکی کا آسمان پر جانا محالات میں سے ہے تو پھر آنحضرت ﷺ کا معراج اس جسم کے ساتھ کیونکر جائز ہوگا۔تو اس کا جواب یہ ہے کہ سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا۔‘‘ (ازالہ اوہام حصہ اوّل ص۴۷، خزائن ج۳ ص۱۲۶ حاشیہ)

۴...... ’’ایسا ہی لوگ یہ سمجھ رہے تھے کہ مسیح وفات کے بعد آنحضرت ﷺ کی قبر میں دفن کیا جائے گا۔لیکن وہ اس بے ادبی کو نہیں سمجھتے تھے کہ ایسے نالائق اور بے ادب کون آدمی ہوں گے جو آنحضرت ﷺ کی قبر کو کھودیں گے اور یہ کس قدر لغو حرکت ہے کہ رسول مقبول کی قبر کھودی جاوے اور پاک نبی کی ہڈیاں لوگوں کو دکھائی جاویں۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۱۰۷، خزائن ج۳ ص۴۷۸)

۵...... ’’ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ حضرت مسیح کو اتنی بڑی خصوصیت آسمان پر زندہ چڑھنے اور اتنی مدت تک زندہ رہنے اور پھر دوبارہ اترنے کی جو دی گئی ہے، اس کے ہر ایک پہلو سے ہمارے نبی ﷺ کی توہین ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ کا ایک بڑا تعلق جس کا کچھ

حد وحساب نہیں، حضرت مسیح سے ہی ثابت ہوتا ہے۔ مثلاً آنحضرت ﷺ کی سو برس تک بھی عمر نہ پہنچی مگر حضرت مسیح اب قریباً دو ہزار برس سے زندہ موجود ہیں اور خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے چھپانے کے لئے ایک ایسی ذلیل جگہ تجویز کی جو نہایت متعفن اور تنگ اور تاریک اور حشرات الارض کی نجاست کی جگہ تھی۔ مگر حضرت مسیح کو آسمان پر جو بہشت کی جگہ اور فرشتوں کی ہمسائیگی کا مکان ہے، بلالیا۔ اب بتاؤ محبت کس سے زیادہ کی؟ عزت کس کی زیادہ کی؟ قرب کا مکان کس کو دیا؟ اور پھر دوبارہ آنے کا شرف کس کو بخشا؟'' (تحفہ گولڑویہ ص۷۰، خزائن ج۱۷ ص۲۰۵ حاشیہ در حاشیہ)

(۶۳) دو عورتیں

''بہرحال حضرت اقدس (مرزا قادیانی) نے ایسی شفیق اور مہربان ماں کی گود میں پرورش پائی تھی جو اپنی صفات عالیہ کے لحاظ سے خواتین اسلام میں ایک ممتاز حیثیت رکھتی ہیں۔ اس خاتون کی عزت و وقار کا کیا کہنا جس کے بطن مبارک سے وہ عظیم الشان انسان پیدا ہوا جو نبیوں کا موعود تھا اور جس کو آنحضرت ﷺ نے اپنا سلام کہا اور خدا تعالیٰ نے جس کے مدارج اور مناقب میں فرمایا: انت منی وانا منک اس عظیم الشان انسان (مرزا قادیانی) کی ماں دنیا میں ایک ہی عورت ہے جو آمنہ خاتون کے بعد اپنے بخت رسا پر ناز کر سکتی ہے۔ دنیا کی عورتوں میں جو ممتاز خواتین ہیں ان میں حضرت آمنہ خاتون اور حضرت چراغ بی بی صاحبہ ہی دو عورتیں ہیں جنہوں نے ایسے عظیم الشان انسان دنیا کو دیئے جو ایک عالم کی نجات اور رستگاری کا موجب ہوئے۔''

(حیات النبی جلد اوّل نمبر دوم ص۱۴۲، ۱۴۳، مؤلفہ شیخ یعقوب علی عرفانی قادیانی)

(۶۴) سارے نبیوں کی بیٹی

''آج ۷؍جون ۱۹۱۵ء مطابق ۲۳؍رجب المرجب ۱۳۳۳ھ دو شنبہ مبارک ہے۔ جب کہ خدا کے برگزیدہ نبی مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی صاحبزادی امتہ الحفیظ (جن کو خدا تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں دخت کرام فرمایا ہے اور جو خدا کے نشانوں میں ایک نشان ہیں۔ (حقیقت الوحی ص۲۱۸، خزائن ج۲۲ ص۲۲۸) کا نکاح مکرم معظم جناب خان صاحب محمد علی خاں صاحب کے صاحبزادے میاں عبداللہ خاں سے ہوا۔'' (الفضل قادیان ج۲ نمبر۱۵۱ ص۱، مؤرخہ ۱۰؍جون ۱۹۱۵ء)

''دخت کرام کے دوسرے لفظوں میں یہ معنی ہوئے کہ چونکہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) پر تمام انبیاء کا مفہوم صادق آتا ہے، اس لئے گویا عزیزہ امتہ الحفیظ (مرزا قادیانی کی صاحبزادی) سارے انبیاء کی بیٹی ہیں۔''

(الفضل قادیان ج۲ نمبر۱۵۶ ص۵ کالم۲، مؤرخہ ۲۱؍جون ۱۹۱۵ء)

(۶۵) وہ، وہ، وہ

''وہ جس کا ظہور خاص خدا کا ظہور تھا۔ وہ جس کی مسکراہٹ میں صد جلوہ طور تھا۔ وہ جس کی چشم نیم باز میں جنت کی سوکھڑکی کھلی تھی۔ وہ جس کی صحبت قدسیہ کی ایک ایک گھڑی زاہد شب زندہ دار کی صد سالہ عبادت سے قیمتی تھی۔ وہ جس کے وجود میں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کی شان جلوہ گر تھی۔ وہ جس کی قوت ملکیہ دافع ہر شور و شر تھی۔ وہ جسے خدا نے اپنے ولد کے مقام پر فرمایا بلکہ بمنزلہ توحید و تفرید بتایا جس کو آیت: ''انت معی وانا معک'' اور ''انت منی وانا منک'' سے مخاطب فرما کر اپنا مظہر اتم بنایا۔''

(الفضل قادیان ج۲ نمبر۱۴۶ ص۳ کالم۱، مؤرخہ ۳۰؍مئی ۱۹۱۵ء)

’’وہ جو خدا کے لئے بمنزلہ اولاد ہے۔ وہ جس کا ظہور خدا اپنا ظہور قرار دیتا ہے۔ جس نے چار پانچ لاکھ انسانوں کو مسلمان بنا دیا۔ (حالانکہ پنجاہ سالہ کوششوں کے بعد ۱۹۳۱ء کی مردم شماری میں تمام ہندوستان میں قادیانیوں کی تعداد ۵۷ ہزار سے کم نکلی اور یہ بھی تمام تر وہ مسلمان ہیں جو اس چکر میں آ گئے۔ للمؤلف)‘‘ (تشحیذ الاذہان قادیان ج۶ نمبر۱۱ ص۴۰۸، بابت ماہ نومبر ۱۹۱۱ء)

(۶۶) قادیانی اعتقاد

’’پھر ہمارا اعتقاد ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی صداقت کے لئے اس قدر نشانات ظاہر ہوئے کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی نبوت بھی ان سے ثابت ہو سکتی ہے۔ پھر ہم کہتے کہ وہ ’’جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء‘‘ تھا۔ یعنی تمام انبیاء عالم کا نمونہ آپ کی ذات قدسی صفات میں جمع تھا۔‘‘ (الفضل قادیان ج۵ نمبر۳۱ ص۱۰ کالم۲، مؤرخہ ۱۶؍اکتوبر ۱۹۱۷ء)

(۶۷) قرآن کریم میں مرزا قادیانی کی مزید بشارات

’’چنانچہ وہ مکالمات الٰہیہ جو براہین احمدیہ میں شائع ہو چکے ہیں، ان میں سے ایک یہ وحی اللہ ہے: ’’ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ‘‘ (دیکھو براہین احمدیہ ص۴۹۸) اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا ہے۔ پھر...... اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے: ’’محمد رسول اللّٰہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم‘‘ اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی...... اسی طرح براہین احمدیہ میں اور کئی جگہ رسول کے لفظ سے اس عاجز کو یاد کیا گیا۔‘‘

(ایک غلطی کا ازالہ ص۱، خزائن ج۱۸ ص۲۰۷، مندرجہ تبلیغ رسالت ج۱۰ ص۱۴، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۴۳۱، جدید مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۵۲۳)

’’قل یا ایھا الناس انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعا (ای مرسل من اللّٰہ) کہہ (اے غلام احمد) اے تمام لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول ہو کر آیا ہوں۔‘‘

(البشریٰ جلد دوم ص۵۶، مجموعہ الہامات مرزا غلام احمد قادیانی، اشتہار معیار الاخیار مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۷۰، جدید مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۳۹۰)

’’مجھے بتلایا گیا تھا تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے: ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ‘‘

(اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح ص۷، خزائن ج۱۹ ص۱۱۳)

’’وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین یعنی ہم نے تمام دنیا پر رحمت کر کے تجھے بھیجا ہے۔‘‘

(اربعین نمبر۳ ص۳۲، خزائن ج۱۷ ص۴۲۱ حاشیہ)

’’وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ اور یہ (مرزا غلام احمد) اپنی طرف سے نہیں بولتا بلکہ جو کچھ تم سنتے ہو یہ خدا کی وحی ہے۔‘‘ (اربعین نمبر۳ ص۳۶، ۳۷، خزائن ج۱۷ ص۴۲۶، ۴۲۷)

’’ما رمیت اذ رمیت ولکن اللّٰہ رمیٰ‘‘ (حقیقت الوحی ص۷۰، خزائن ج۲۲ ص۷۳)

’’الرحمن علم القرآن‘‘ (حقیقت الوحی ص۷۰، خزائن ج۲۲ ص۷۳)

’’قل انی امرت وانا اول المؤمنین‘‘ (حقیقت الوحی ص۷۰، خزائن ج۲۲ ص۷۳)

’’ھو الذی ارسل رسوله بالھدی ودین الحق لیظھره علی الدین کله‘‘
(حقیقت الوحی ص۷۱، خزائن ج۲۲ ص۷۴)

’’داعیا الی اللّٰه وسراجا منیرا‘‘ (حقیقت الوحی ص۷۵، خزائن ج۲۲ ص۷۸)

’’دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی‘‘ (حقیقت الوحی ص۷۶، خزائن ج۲۲ ص۷۹)

’’سبحان الذی اسری بعبده لیلا‘‘ (حقیقت الوحی ص۷۸، خزائن ج۲۲ ص۸۱)

’’قل ان کنتم تحبون اللّٰه فاتبعونی یحببکم اللّٰه‘‘ (حقیقت الوحی ص۷۹، خزائن ج۲۲ ص۸۲)

’’ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللّٰه یداللّٰه فوق ایدیھم‘‘
(حقیقت الوحی ص۸۰، خزائن ج۲۲ ص۸۳)

’’سلام علی ابراھیم‘‘ (حقیقت الوحی ص۸۷، خزائن ج۲۲ ص۹۰)

’’فاتخذوا من مقام ابراھیم مصلی‘‘ (حقیقت الوحی ص۸۸، خزائن ج۲۲ ص۹۱)

’’انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفرلک اللّٰه ماتقدم من ذنبک وما تاخر‘‘
(حقیقت الوحی ص۹۴، خزائن ج۲۲ ص۹۷)

’’انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا‘‘
(حقیقت الوحی ص۱۰۱، خزائن ج۲۲ ص۱۰۵)

’’انا اعطیناک الکوثر‘‘ (حقیقت الوحی ص۱۰۲، خزائن ج۲۲ ص۱۰۵)

’’اراد اللّٰه ان یبعثک مقاما محمودا‘‘ (حقیقت الوحی ص۱۰۲، خزائن ج۲۲ ص۱۰۵)

’’یٰسٓ انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم‘‘ (حقیقت الوحی ص۱۰۷، خزائن ج۲۲ ص۱۱۰)

(۶۸) مرزا قادیانی کے بشارتی نام

’’صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور انجیل اور دانی ایل اور دوسرے نبیوں کی کتابوں میں بھی جہاں میرا ذکر کیا گیا ہے وہاں میری نسبت نبی کا لفظ بولا گیا ہے اور بعض نبیوں کی کتابوں میں میری نسبت بطور استعارہ فرشتہ کا لفظ آ گیا ہے اور دانی ایل نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے اور عبرانی میں لفظی معنے میکائیل کے ہیں۔ خدا کی مانند۔‘‘ (اربعین نمبر۳ ص۲۵، خزائن ج۱۷ ص۴۱۳ حاشیہ)

’’ہے کرشن جی رودر گوپال‘‘
(البشریٰ جلد اوّل ص۵۶، مجموعہ الہامات مرزا قادیانی، تذکرہ ص۳۸۱، طبع چہارم)

’’امین الملک جے سنگھ بہادر‘‘
(البشریٰ جلد دوم ص۱۱۸، مجموعہ الہامات مرزا قادیانی، تذکرہ ص۶۷۲، طبع چہارم)

(۶۹) مرزا قادیانی کے گواہ

’’میرے لئے زمین نے بھی گواہی دی اور آسمان نے بھی۔ اس طرح پر میرے لئے آسمان بھی بولا اور زمین بھی کہ میں خلیفۃ اللّٰہ

ہوں۔مگر پیشین گوئیوں کے مطابق ضرور تھا کہ انکار بھی کیا جاتا۔اس لئے جن کے دلوں پر پردے ہیں، وہ قبول نہیں کرتے۔میں جانتا ہوں کہ ضرور خدا میری تائید کرے گا جیسا کہ ہمیشہ اپنے رسولوں کی تائید کرتا رہا ہے۔کوئی نہیں کہ میرے مقابل پر ٹھہر سکے۔کیونکہ خدا کی تائید ان کے ساتھ نہیں۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص۴،خزائن ج۱۸ص۲۱۰،مندرجہ تبلیغ رسالت ج۱۰ص۱۸،مجموعہ اشتہارات ج۳ص۴۳۵،جدید مجموعہ اشتہارات ج۲ص۵۲۶)

(۷۰) مرزا قادیانی کی جامعیت

''دنیا میں کوئی نبی نہیں گزرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا۔سو جیسا کہ براہین احمدیہ میں خدا نے فرمایا ہے کہ میں آدم ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحٰق ہوں، میں یعقوب ہوں، میں اسماعیل ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ابن مریم ہوں، میں محمد ﷺ ہوں۔یعنی بروزی طور پر جیسا کہ خدا نے اسی کتاب میں یہ سب نام مجھے دیئے اور میری نسبت ''جری اللہ فی حلل الانبیاء'' فرمایا،یعنی خدا کا رسول نبیوں کے پیرایوں میں سو ضرور ہے کہ ہر ایک نبی کی شان مجھ میں پائی جاوے۔''

(تتمہ حقیقت الوحی ص۸۴،۸۵،خزائن ج۲۲ص۵۲۱)

''کمالات متفرقہ جو تمام انبیاء میں پائے جاتے تھے وہ سب حضرت رسول کریم ﷺ میں ان سب سے بڑھ کر موجود تھے اور اب وہ سارے کمالات حضرت رسول کریم ﷺ سے ظلی طور پر ہم کو عطاء کئے گئے۔اس لئے ہمارا نام آدم، ابراہیم، موسیٰ، نوح، داؤد، یوسف، سلیمان، یحییٰ، عیسیٰ وغیرہ ہے...... پہلے تمام انبیاء ظل تھے نبی کریم کی خاص خاص صفات میں اور اب ہم ان تمام صفات میں نبی کریم کے ظل ہیں۔'' (مندرجہ اخبار الحکم قادیان ج۶ نمبر۱۵ص۷،۸،مؤرخہ ۲۴؍اپریل ۱۹۰۲ء، ملفوظات ج۳ص۲۷۰، جدید ملفوظات ج۲ص۲۰۱،منقول از جماعت مبایعین کے عقائد صحیحہ ص۴۴،رسالہ منجانب قادیانی جماعت قادیان)

''اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جس قدر نیک اور راست باز مقدس نبی گزر چکے ہیں،ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کئے جائیں،سو وہ میں ہوں۔'' (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۹۰،خزائن ج۲۱ص۱۱۷،۱۱۸)

''علاوہ اس کے ہمیں یہ بھی تو دیکھنا چاہئے کہ مسیح موعود تمام انبیاء کا مظہر ہے۔جیسا کہ اس کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''جری اللہ فی حلل الانبیاء'' اس لئے اس کے آنے سے گویا امت محمدیہ میں تمام گزشتہ نبی پیدا کئے گئے۔پس نبیوں کی تعداد کے لحاظ سے بھی محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ سے بڑھ کر رہا۔کیونکہ علاوہ ان نبیوں اور رسولوں کے جو توریت کی خدمت کے لئے موسیٰ کو عطاء ہوئے تھے،اس امت میں وہ تمام نبی بھی مبعوث کئے گئے جو موسیٰ سے پہلے گزر چکے تھے بلکہ خود موسیٰ بھی خود دوبارہ دنیا میں بھیجے گئے اور یہ سب کچھ مسیح موعود کے وجود باجود میں پورا ہوا۔''

(کلمۃ الفصل مصنفہ بشیر احمد مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ج۱۴ نمبر۳ص۱۱۷، بابت ماہ مارچ ۱۹۱۵ء)

''آخری زمانہ کے لئے خدا نے مقرر کیا ہوا تھا کہ وہ ایک عام رجعت کا زمانہ ہوگا۔تا یہ امت مرحومہ دوسری امتوں سے کسی بات میں کم نہ ہو۔پس اس نے مجھے پیدا کر کے ہر ایک گزشتہ نبی سے مجھے اس نے تشبیہ دی کہ وہی میرا نام رکھ دیا۔چنانچہ آدم، ابراہیم، نوح، موسیٰ، داؤد، سلیمان، یوسف، یحییٰ وغیرہ یہ تمام نام براہین احمدیہ میں میرے رکھے گئے اور اس صورت میں گویا تمام انبیاء گزشتہ اس امت میں دوبارہ پیدا ہوگئے۔یہاں تک کہ سب کے آخر میں مسیح پیدا ہوگیا اور جو میرے مخالف تھے ان کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا۔'' (نزول المسیح ص۴،خزائن ج۱۸ص۳۸۲ حاشیہ)

(۷۱) واحد وجود

''آنحضرت ﷺ کی امت کا ایک فرد اور واحد وجود ایسا بھی ہوگا جو آپ کی اتباع سے تمام انبیاء کا واحد مظہر اور بروز ہوگا اور جس کے ایک ہی وجود سے سب انبیاء کا جلوہ ظاہر ہوگا اور اگر وہ حسب ذیل تمام سے اپنے نطق حقیقت کو بیان فرمائے تو کچھ خلاف نہ ہوگا۔یعنی ؎

زندہ شد ہر نبی بہ آمدنم ہر رسولے نہاں بہ پیراہنم

اور یہ کہ ؎

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں نیز ابراہیم ہوں، نسلیں ہیں میری بے شمار

اور یہ کہ ؎

منم مسیح زمان و منم کلیم خدا منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

(الفضل قادیان ج ۱۷ نمبر ۶۵ ص ۱۱ کالم ۲، مؤرخہ ۱۸ رفروری ۱۹۳۰ء)

(۷۲) قرضہ یکمشت

''سائل: حضرت موسیٰ کے بعد حضرت عیسیٰ تک بہت نبی آئے۔اگر آنحضرت کے بعد نبوت جائز ہوتی تو مرزا صاحب سے پہلے مجدد بھی نبی ہوتے۔اس لئے ثابت ہوا کہ مرزا صاحب بھی نبی نہیں۔

مجیب: بے شک اس امت کا حق بھی تھا کہ مسیح موعود کے زمانہ سے پہلے نبی ان میں پیدا ہوتے مگر خدا جو عالم الغیب ہے، وہ جانتا تھا کہ اس امت مرحومہ کو دجال کے عظیم الشان فتنے کا سامنا ہونے والا ہے اور تمام نبیوں کی امتیں گمراہی میں پڑ کر اسلام پر حملہ آور ہونے والی ہیں۔اس واسطے مصلحت الٰہی یہی ہوئی کہ اس امت مرحومہ کو سارا قرضہ اس عظیم الشان فتنے کے زمانہ میں یکمشت دے دیا جائے۔ چنانچہ ''واذ الرسل اقتت'' کے ماتحت خدا تعالیٰ نے ''جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء'' تمام نبیوں کے قائم مقام ایک نبی مبعوث فرمایا جو یہودیوں کے لئے موسیٰ، عیسائیوں کے لئے عیسیٰ اور ہندوؤں کے لئے کرشن اور مسلمانوں کے لئے محمد اور احمد ہے۔

اس عظیم الشان فتنے کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے مناسب سمجھا کہ امت محمدیہ کو موسیٰ کی امت کی طرح متفرق طور پر نبی نہ دیئے جائیں بلکہ ان کے مقابلہ میں مجدد دیئے اور اس فساد کے زمانہ میں نبیوں کا قرضہ یکمشت ادا کر دیا جیسا کہ مختلف نبیوں کی امتوں نے یکمشت اسلام پر حملہ کیا اور یہ خدا کا احسان ہے کہ اس نے ایسا کیا۔'' (الفضل قادیان ج ۳ نمبر ۱۱ ص ۸، ۹ کالم ۳، مؤرخہ ۶ رمئی ۱۹۱۶ء)

(۷۳) تمام طاقتیں

''میں نے اس مضمون کو قبل از عشاء حضرت امام ہمام خلیفۃ اللہ مسیح موعود کی خدمت میں پیش کیا۔آپ نے فرمایا......ان سب کی صدق اور حقیقت ثابت کرنے کے لئے آج اس زمانہ میں ایک شخص موجود ہے جس کا یہ دعویٰ ہے کہ اسے وہ تمام طاقتیں کامل طور پر خدا تعالیٰ کی طرف سے عطاء ہوئی ہیں جو انبیاء علیہم السلام کو ملی تھیں۔ جو عجائبات خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم اور موسیٰ علیہما السلام کے ہاتھ پر منکروں کو دکھائے، وہی عجائبات زندہ اور قادر خدا آج اس کے ہاتھوں پر دکھانے کو موجود اور تیار ہے، کوئی ہے جو آزمائش کے لئے قدم اٹھائے۔''

(نور الدین ص ۱۲۰، حکیم نور الدین خلیفہ اوّل قادیان)

(۷۴) اگر حضور ملکہ معظّمہ

’’اگر حضور ملکہ معظّمہ میرے تصدیق دعویٰ کے لئے مجھ سے نشان دیکھنا چاہیں تو میں یقین رکھتا ہوں کہ ابھی ایک سال پورا نہ ہو کہ وہ ظاہر ہو جاوے اور نہ صرف یہی بلکہ دعا کر سکتا ہوں کہ یہ تمام زمانہ عافیت اور صحت سے بسر ہو۔ لیکن اگر کوئی نشان ظاہر نہ ہوا اور میں جھوٹا نکلوں تو میں اس سزا میں راضی ہوں کہ حضور ملکہ معظّمہ کے پایہ تخت کے آگے پھانسی دیا جاؤں۔ یہ سب الحاح اس لئے ہے کہ کاش ہماری محسنہ ملکہ معظّمہ کو اس آسمان کے خدا کی طرف خیال آجائے جس سے اس زمانہ میں عیسائی مذہب بے خبر ہے۔‘‘

(تحفہ قیصریہ ص۲۴، خزائن ج۱۲ ص۲۷۶ حاشیہ)

(۷۵) خواہ زندہ مرجائے

’’مخدومی مکرمی اخویم مولوی نور الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ...... ڈاکٹر صاحب کا خط پہنچا۔ ڈاکٹر صاحب ایسے امور کے دکھلانے کے لئے مجھے مجبور کرتے ہیں جو میرا نور قلب شہادت نہیں دیتا کہ میں ان کے لئے جناب الٰہی میں دعا کروں۔ گو یہ عاجز خدا تعالیٰ کی قدرتوں کو غیر محدود جانتا ہے مگر ساتھ ہی یہ بھی یقین رکھتا ہے کہ ہر ایک قدرتی کام وابستہ باوقات ہے اور جب کسی امر کے ہو جانے کا وقت آتا ہے تو اس امر کے لئے دل میں جوش پیدا ہو جاتا ہے اور امید بڑھ جاتی ہے۔ اب ایسی باتوں کی طرف جو ڈاکٹر صاحب کا منشاء ہے کہ کوئی مردہ زندہ ہو جائے یا کوئی مادرزاد اندھا اچھا ہو جائے پیدا نہیں ہوتا۔ ہاں! اس بات کے لئے جوش پیدا ہوتا ہے کہ کوئی امر انسانی طاقتوں سے بالاتر ہو خواہ مردہ زندہ ہو اور خواہ زندہ مرجائے۔ یہی بات پہلے بھی میں نے ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں لکھی تھی کہ آپ صرف یہی شرط رکھیں کہ ایسا امر ظاہر ہو جو انسانی طاقتوں سے برتر ہو اور کچھ شک نہیں کہ جو امر انسانی طاقتوں سے برتر ہو، وہی خارق عادت ہے۔ مگر ڈاکٹر صاحب نے خواہ مخواہ مردہ وغیرہ کی شرطیں لگادی ہیں۔ والسلام!

خاکسار: غلام احمد، لدھیانہ، مؤرخہ ۱۲/ اپریل ۱۸۹۱ء‘‘ (مکتوبات احمدیہ ج۵ نمبر۲ ص۱۰۵، ۱۰۶، جدید مکتوبات احمد جلد دوم ص۱۱۸)

’’نشان، معجزہ، کرامت اور خرق عادت ایک چیز ہے۔‘‘ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۵۰، خزائن ج۲۱ ص۶۳)

(۷۶) مرزا قادیانی کے معجزات ونشانات

’’بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے میرا جواب یہ ہے کہ اس نے میرا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے اس قدر معجزات دکھائے ہیں کہ بہت ہی کم نبی ایسے آئے ہیں جنہوں نے اس قدر معجزات دکھائے ہوں۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس نے اس قدر معجزات کا دریا رواں کر دیا ہے کہ باستثناء ہمارے نبی ﷺ کے باقی تمام انبیاء علیہم السلام ہمیں ان کا ثبوت اس کثرت کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے اور خدا نے اپنی حجت پوری کر دی ہے۔ اب چاہے کوئی قبول کرے یا نہ کرے۔‘‘ (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۳۶، خزائن ج۲۲ ص۵۷۴)

’’ان چند سطروں میں جو (میری) پیش گوئیاں ہیں وہ اس قدر نشانوں پر مشتمل ہیں جو دس لاکھ سے زیادہ ہوں گے اور نشان بھی کھلے کھلے ہیں۔‘‘ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۵۶، خزائن ج۲۱ ص۷۲)

’’میری تائید میں اس (خدا) نے وہ نشان ظاہر فرمائے ہیں کہ...... اگر میں ان کو فرداً فرداً شمار کروں تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۶۷، خزائن ج۲۲ ص۷۰)

’’تین ہزار معجزات...... جو ہمارے نبی ﷺ سے ظہور میں آئے۔‘‘ (تحفہ گولڑویہ ص۴۰، خزائن ج۱۷ ص۱۵۳)

''اور خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہوسکتی ہے۔لیکن چونکہ یہ آخری زمانہ تھا اور شیطان کا مع اپنی تمام ذریت کے آخری حملہ تھا اس لئے خدا نے شیطان کو شکست دینے کے لئے ہزار نشان ایک جگہ جمع کر دیئے۔لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں، وہ نہیں مانتے۔'' (چشمہ معرفت ص۳۱۷، خزائن ج۲۳ ص۳۳۲)

''میرے خدا نے عین صدی کے سر پر مجھے مامور فرمایا اور جس قدر دلائل میرے سچا ماننے کے لئے ضروری تھے وہ سب دلائل تمہارے لئے مہیا کر دیئے اور آسمان سے لے کر زمین تک میرے لئے نشان ظاہر کئے اور تمام نبیوں نے ابتداء سے آج تک میرے لئے خبریں دی ہیں۔'' (تذکرۃ الشہادتین ص۶۲، خزائن ج۲۰ ص۶۴)

(۷۷) جیسا کہ

''جیسا کہ وحی تمام انبیاء علیہم السلام کی حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آنحضرت ﷺ تک از قبیل اضغاث احلام وحدیث النفس نہیں ہے ایسا ہی یہ وحی بھی ان شبہات سے پاک اور منزہ ہے اور اگر کہو کہ اس وحی کے ساتھ جو اس سے پہلے انبیاء علیہم السلام کو ہوئی تھی معجزات اور پیش گوئیاں ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس جگہ اکثر گزشتہ نبیوں کی نسبت بہت زیادہ معجزات اور پیش گوئیاں موجود ہیں۔ بلکہ بعض گزشتہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات اور پیش گوئیوں کو ان معجزات اور پیش گوئیوں سے کچھ نسبت ہی نہیں اور نیز ان کی پیش گوئیاں اور معجزات اس وقت محض بطور قصوں اور کہانیوں کے ہیں۔مگر یہ معجزات اور پیش گوئیاں ہزارہا لوگوں کے لئے واقعات چشم دید ہیں اور اس مرتبہ اور شان کے ہیں کہ اس سے بڑھ کر متصور نہیں۔'' (نزول المسیح ص۸۱،۸۲، خزائن ج۱۸ ص۴۶۰)

(۷۸) مرزا قادیانی کا زمانہ

''اے عزیزو! تم نے وہ وقت پایا ہے جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے اور اس شخص (مرزا قادیانی) کو یعنی مسیح موعود کو تم نے دیکھ لیا جسکے دیکھنے کے لئے بہت سے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی۔اس لئے اب اپنے ایمانوں کو خوب مضبوط کرو اور اپنی راہیں درست کرو۔'' (اربعین نمبر۴ ص۱۳، خزائن ج۱۷ ص۴۴۲)

''یہ ایک ایسا مبارک وقت ہے کہ تم میں وہ خدا کا فرستادہ موجود ہے جس کا صدہا سال سے امتیں انتظار کر رہی تھیں اور ہر روز خدا تعالیٰ کی تازہ وحی تازہ بشارتوں سے بھری ہوئی نازل ہو رہی ہے۔(الراقم خاکسار مرزا غلام احمد)''

(''مکاشفات'' کا آخری سرورق، مؤلفہ منظور الٰہی قادیانی، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۴۹۷، جدید مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۶۱۳)

''اور میرے وقت میں فرشتوں اور شیاطین کا آخری جنگ ہے اور خدا اس وقت وہ نشان دکھائے گا جو اس نے کبھی دکھائے نہیں، گویا خدا زمین پر خود اتر آئے گا......یعنی انسانی مظہر کے ذریعہ سے اپنا جلال ظاہر کرے گا اور اپنا چہرہ دکھلائے گا۔''

(حقیقت الوحی ص۱۵۴، خزائن ج۲۲ ص۱۵۸)

''دیکھو تم ایسے زمانہ میں پیدا کئے گئے ہو جس کی تیرہ سو سال سے لوگ خواہش کرتے چلے آئے ہیں۔امام شافعی، ابن حزن، (ابن حزم) ابن حجر، ابن قیم، محی الدین ابن عربی، عبدالقادر جیلانی، شہاب الدین سہروردی، یہ لوگ اور حضرت ابوبکر ؓ، حضرت عمر ؓ، حضرت عثمان ؓ، حضرت علی ؓ جن کے متعلق مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ آئمہ سے بڑھ کر ہیں۔ان سب سے بڑھ کر حضرت مسیح موعود

(مرزا قادیانی) ہیں اور پہلے جن کا ذکر کیا گیا ہے، وہ وہ ہیں جو حسرتیں کرتے فوت ہوگئے ہیں کہ ہمیں مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا زمانہ میسر ہو۔'' (خطبہ جمعہ الفضل قادیان ج ۱۲ نمبر ۴ ص ۹ کالم ۱، ۲، مؤرخہ ۱۵ر جولائی ۱۹۲۴ء، خطبات محمود ج ۸ ص ۴۵۹)

''ہمارا زمانہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے حصول کا زمانہ ہے۔ رسول کریم ﷺ کے زمانہ کے بعد تیرہ سو سال تک جو کسی کو نہیں مل سکا وہ آج حاصل ہوسکتا ہے۔ اگر کوئی حاصل نہ کرے تو اور بات ہے ورنہ جنت کی نعماء اور اللہ تعالیٰ کے قرب کی راہیں جس رنگ میں (۱۳) سو سال کے بعد آج کھلی ہیں اس طرح (۱۳) سو سال میں کسی کے لئے نہیں کھلیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ کے زمانہ کو چھوڑ کر آپ سید ولد آدم اور تمام نبیوں کے سردار تھے۔ آدم سے لے کر آج تک خدا تعالیٰ کے قرب کی وہ راہیں کسی کے لئے نہیں کھلیں جو ہمارے لئے کھلی ہیں۔'' (مرزا محمود خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ، الفضل قادیان ج ۳۳ نمبر ۲۹۴ ص ۴ کالم ۲، ۳، مؤرخہ ۱۷ر دسمبر ۱۹۴۵ء، خطبات ج ۲۶ ص ۴۷۹، ۴۸۰)

''ان حوالوں سے پتہ لگتا ہے کہ مسیح موعود کوئی معمولی شان کا انسان نہیں ہے بلکہ امت محمدیہ میں اپنے درجہ کے لحاظ سے سب پر فوقیت لے گیا ہے۔ یہ ہی وجہ ہے کہ نبی کا لقب پانے کے لئے صرف وہی چنا گیا اور باقی کسی کو یہ درجہ عطاء نہ ہوا۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہم کو وہ زمانہ دیا جس پر اللہ تعالیٰ کے تمام نبی ناز کرتے آئے ہیں اور جس کے پانے کے کے لئے اس امت کے بڑے بڑے ابدال دعائیں کرتے کرتے اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔'' (کلمۃ الفصل مصنفہ بشیر احمد مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ج ۱۴ نمبر ۳ ص ۱۳۱، بابت ماہ مارچ ۱۹۱۵ء)

(۷۹) زندہ ہوا

''حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ اسلام زندہ ہوا۔ قرآن کریم زندہ ہوا۔ محمد ﷺ کا نام زندہ ہوا۔ خدا کی توحید زندہ ہوئی۔ ہر نیکی زندہ ہوئی۔ ہر نبی زندہ ہوا۔ ہر راست باز نے دوبارہ حیات پائی۔ پس حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کوئی معمولی انسان نہ تھے۔ آپ نے رسولوں اور ان کی تعلیموں کو زندہ کیا ہے۔ پہلے مسیح نے تو بقول غیر احمدیاں چند ماچھیوں کو زندہ کیا تھا۔ مگر اس (مرزا قادیانی) نے نبیوں کو زندہ کیا ہے۔ پھر بھی کہتے ہیں اس نے کیا کیا ہے۔ وہ کون سی خوبی اور کون سی صداقت ہے جو کسی نبی میں پائی جاتی ہے مگر حضرت مرزا صاحب میں نہیں۔'' (تقریر مرزا محمود، خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج ۱۱ نمبر ۸۹ ص ۱۰ کالم ۱، مؤرخہ ۱۶ر مئی ۱۹۲۴ء، انوار العلوم ج ۸ ص ۷۸)

(۸۰) قادیانی معروضہ

''اگر آج قادیان کا مقدس نبی اس زمین پر زندہ ہوتا تو میں عرض کرتا پیارے احمد، سیدنا مسیح موعود! تو خدا کا نبی، خدا کا رسول، محمد عربی ﷺ کا بروز، لشکر اسلام کا فاتح سپہ سالار اور آسمانی بادشاہت کا پر جلال سلطان ہے۔ تیرے آنے سے ہر نبی زندہ ہوا۔ تیرے آنے سے مردوں میں جان پڑی۔'' (الفضل قادیان ج ۸ نمبر ۲۰ ص ۱ کالم ۲، مؤرخہ ۱۶ر ستمبر ۱۹۲۰ء)

(۸۱) سچ پوچھو تو

''اگر سچ پوچھو تو ہمیں قرآن کریم پر، رسول اللہ ﷺ پر بھی اسی کے ذریعہ ایمان حاصل ہوا۔ ہم قرآن کریم کو خدا کا کلام اس لئے یقین کرتے ہیں کہ اس کے ذریعہ آپ کی نبوت ثابت ہوتی ہے۔ ہم محمد ﷺ کی نبوت پر اس لئے ایمان لاتے ہیں کہ اس سے آپ کی نبوت کا ثبوت ملتا ہے۔ نادان ہم پر اعتراض کرتا ہے کہ ہم کیوں اس کے کلام کو خدا کا کلام یقین کرتے ہیں۔ وہ نہیں جانتا کہ قرآن پر یقین ہمیں اس کے کلام کی وجہ سے حاصل ہوا ہے اور محمد ﷺ کی نبوت پر یقین اس کی نبوت کی وجہ سے ہوا ہے۔''

(تقریر مرزا محمود خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج ۱۳ نمبر ۳، مؤرخہ ۱۱ر جولائی ۱۹۲۵ء)

(۸۲) رسول قدنی

(عنوان، الفضل قادیان مؤرخہ ۱۶؍اکتوبر ۱۹۲۲ء)

اے میرے پیارے مری جاں رسول قدنی
تیرے صدقے ترے قربان رسول قدنی

انت منی وانا منک خدا فرمائے
میں بتاؤں تیری کیا شان رسول قدنی

عرش اعظم پر تری حمد خدا کرتا ہے
ہم ہیں ناچیز سے انسان رسول قدنی

دستخط قادر مطلق تری مسلوں پہ کرے
اللہ اللہ یہ تری شان رسول قدنی

آسماں اور زمیں تو نے بنائے ہیں نئے
تیرے کشفوں پہ ہے ایمان رسول قدنی

پہلی بعثت میں محمد ہے تو اب احمد ہے
تجھ پہ پھر اترا ہے قرآن رسول قدنی

سرمہ چشم تری خاک قدم بنواتے
غوث اعظم، شہ جیلان رسول قدنی

اپنے اکمل کو بچا لیجئے کہ ہے زوروں پر
اس کے عصیاں کا طغیان رسول قدنی

(الفضل قادیان ج ۱۰ نمبر ۳۰ ص ۱، ۲، مؤرخہ ۱۶؍اکتوبر ۱۹۲۲ء)

(۸۳) حضرت مسیح موعود کی شان

(عنوان الفضل قادیان مؤرخہ ۲۴؍ستمبر ۱۹۱۸ء)

’’سیدنا حضرت مسیح موعود کی زبان مبارک سے آپ کے تمام دعاوی، آپ کی وحی اور تحریرات سے منتخب کر کے جناب قاضی محمد یوسف صاحب فاروقی احمدی سیکرٹری انجمن احمدیہ پشاور نے نہایت عمدگی کے ساتھ نظم کر دیئے ہیں اور حوالہ جات بھی ساتھ دے دیئے ہیں۔ امید ہے احباب بہت دلچسپی سے پڑھیں گے۔ (ایڈیٹر)

اے امیر المنکرین ہم احمد موعود ہیں
کان دھر کر تم سنو ہم عیسیٰ معہود ہیں

ہم بروز آدم و نوح و خلیل اللہ ہیں
مظہر زرتشت و موسیٰ، کرشن اور داؤد ہیں

ہم مثیل لوط، اسحاق اور اسماعیل ہیں
ہم مثال یوسف و یعقوب و صالح ہود ہیں

ہم ہیں عکس ایلیا و حزقیل و دانیال
ہم ہی تصویر محمد حامد و محمود ہیں

ہم نبی اللہ ہیں اور مظہر جملہ رسل
جو نہ مانیں گے ہمیں وہ کافر و مردود ہیں

منکرین انبیاء ہوتے کبھی مومن نہیں
بلکہ ہوتے بوجہل فرعون یا نمرود ہیں

سب نبی دیتے رہے ہیں جن کے آنے کی خبر
وہ ہیں ہم حکم خدا سے وقت پر موجود ہیں

ہم سنانے آئے ہیں پیغام حق پر قوم کو
اسود و احمر ہمارے سب کے سب مقصود ہیں

ابن مریم مر گئے ہیں وہ خدا ہرگز نہ تھے
جھوٹ کہتے ہیں جو کہتے ہیں کہ وہ معبود ہیں

جاتے ہیں جو آسمان پر وہ کبھی آتے نہیں
کیوں لگے اس فکر میں منکر عبث بے سود ہیں

حق تعالیٰ نے بنایا ہم کو اس کا جانشین
آ گئے ہم وقت پر اور مانتے مسعود ہیں

جو ہمیں مانیں مسیح اور اپنے جھگڑوں میں حکم
وہ ہمارے متبع ہیں وہ ہمیں مودود ہیں
ہم جو آئے پھر ہوا تجدید حکم اســــجـــدوا
ہو کے آدم سب ملائک کے بنے مسجود ہیں
حق تعالیٰ نے کیا ہے ہم پہ پس لطف وکرم
حد سے بڑھ کر اس کے ہم پر فضل ہیں اور جود ہیں
جب سے اللہ نے دیا ہے ہم کو یہ قرب مقام
تب سے حاسد کی نگہ میں روز و شب محسود ہیں
وہ ہمیں دیتے ہیں دکھ ہم چاہتے ہیں ان کا سکھ
وہ خیال نقص میں ہیں ہم بفکر سود ہیں
جو ہمارے در پہ آئے ہو گئے مقبول حق
جو یہاں سے پھر گئے وہ اس کے ہاں مطرود ہیں
ہم سے پیچھے ہٹ رہے ہیں فاسق و فاجر تمام
بڑھ رہے ہیں اس طرف جو صالح و مسعود ہیں
وہ قلوب مسلمین جو تھے کبھی عرش خدا
کفر کے پردوں میں اب لپٹے ہوئے منصور ہیں
نقد ایماں کھو چکے ہیں کافر و مسلم بنام
جو نشان مومن کے ہیں وہ ہر جگہ مفقود ہیں
وہ خدا کے فضل جو مخصوص ہیں مومن کے ساتھ
اب ہمارے منکروں پر حشر تک مسدود ہیں
انبیاء ہونے ہمارے بعد ہوں یا اولیاء
اب ہمارے اتباع ہیں تا ابد محدود ہیں
ہم نے اپنی زندگی میں وحی حق سے دی خبر
جن امور سر و اخفی کی وہ اب مشہود ہیں
جانشیں اوّل اپنے ہو چکے ہیں نور دین
بعد ان کے جانشین فضل عمر محمود ہیں
مشرق و مغرب سے سوئے قادیان آئیں گے میر
جو شجر حق نے لگایا یا اس کے ظل معروف ہیں
مومنوں میں آتش فتنہ جلایا تھا ضرور
بعض ان اصحاب نے جو ساکن اخدود ہیں
ابتلاء میں سے مومنوں کا کچھ کبھی بگڑا نہیں
آگ میں پڑ کر وہ خوشبو دینے والے عود ہیں
جو مخالف تھے بڑے سب مٹ گئے ان کے نشان
صفحہ ہستی سے ان کے نقش اب مفقود ہیں
سعدی رڈولی پگٹ جمونی آتھم ہیں کہاں
خاک میں سب مل گئے اور ناک خاک آلود ہیں
فتنہ گر اعدا جو اب ہیں ان کو بھی تم دیکھنا
چند سالوں میں جہاں سے ہوتے یہ نابود ہیں
یہ درد جو نظم میں منظوم یوسف نے کئے
یہ ہماری وحی اور تحریر میں موجود ہیں

(مندرجہ بالا نظم میں مرزا غلام احمد کے جو دعاوی پیش کئے گئے ہیں، ان کے ثبوت میں مرزا غلام احمد کی کتابوں کے بکثرت حوالے دیئے گئے ہیں جو اس نظم کے تحت اخبار میں درج ہیں لیکن بخوف طوالت یہاں ترک کر دیئے گئے ہیں۔للمؤلف)

(الفضل قادیان ج۶ نمبر ۲۵ ص ۹، ۱۰، مؤرخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۱۸ء)

(۸۴) یا نبی اللہ، یارسول اللہ

صدی گزری ہے فرقت میں تنہائی
بھلا اتنی بھی کیا لمبی جدائی
مرے آقا! میری اک عرض سن لو
نہیں رکتی منہ پر بات آئی
ہوئے بدنام الفت میں تمہاری
رکھایا نام اپنا میرزائی

ہزاروں آفتیں اس راہ میں دیکھیں مگر لب پہ شکایت تک نہ آئی
یہی بدلہ تھا کیا مہر و وفا کا؟ کہ اتنی ہو گئی بے اعتنائی
وہ صورت، دیکھتے تھے جس کو ہر روز کچھ ایسی آپ نے ہم سے چھپائی
کہ آنا خواب تک میں بھی قسم ہے نہ تھی گویا کبھی بھی آشنائی
ترحم یا نبی اللہ ترحم دہائی یا رسول اللہ دہائی
درد نم خون شد دریا و جاناں زبانم سوخت از ذکر جدائی
کہیں ہم کس سے یہ درد نہانی بجز تیرے مسیح قادیانی

(الفضل قادیان ج ۲۶ نمبر ۶۷ ص ۴، مؤرخہ ۲۳؍ مارچ ۱۹۳۹ء)

(۸۵) مزار پرانوار حضرت احمد مختار

(عنوان، الفضل قادیان مؤرخہ ۱۸؍ دسمبر ۱۹۲۲ء)

’’جلسہ پر آنے والے بعض دوست یکوں کے اڈے ہی سے باہر دارالعلوم میں چلے جاتے ہیں جہاں ان کے قیام کا انتظام ہوتا ہے۔ بے شک ایسا ہی ہونا چاہئے۔ لیکن ایام جلسہ میں یا اس کے بعد وطن واپس جانے سے پیش تر کچھ نہ کچھ وقت مقبرہ بہشتی میں حضرت مسیح موعود کے مزار پرانوار پر حاضر ہونے کا ضرور نکالنا چاہئے …… پھر کیا حال ہے اس شخص کا جو قادیان دارالامان میں آئے اور دو قدم چل کر مقبرہ بہشتی میں حاضر نہ ہو…… اس میں وہ روضہ مطہرہ ہے جس میں اس خدا کے برگزیدہ کا جسم مبارک مدفون ہے جسے افضل الرسل نے اپنا سلام بھیجا اور جس کی نسبت حضرت خاتم النّبیین نے فرمایا: ’’یدفن معی فی قبری ‘‘ اس اعتبار سے مدینہ منورہ کے گنبد خضراء کے انوار کا پورا پورا پرتو اس گنبد بیضا پر پڑ رہا ہے اور آپ گویا ان برکات سے حصہ لے سکتے ہیں جو رسول کریم ﷺ کے مرقد منور سے مخصوص ہیں۔ کیا ہی بدقسمت ہے وہ شخص جو احمدیت کے حج اکبر میں اس تمتع سے محروم رہے۔‘‘ (صیغہ تربیت قادیان)

(الفضل قادیان ج ۱۰ نمبر ۴۸ ص ۶ کالم ۲، ۳، مؤرخہ ۱۸؍ دسمبر ۱۹۲۲ء)

(ب) ہندوؤں کے مقابل

(۸۶) ہندو اور مرزا قادیانی

’’ایک بڑا تخت مربع شکل کا ہندوؤں کے درمیان بچھا ہوا ہے جس پر میں بیٹھا ہوا ہوں۔ ایک ہندو کسی کی طرف اشارہ کر کے کہتا ہے: ’’کرشن جی کہاں ہیں؟‘‘ جس سے سوال کیا گیا وہ میری طرف اشارہ کر کے کہتا ہے کہ یہ ہے۔ پھر تمام ہندو روپیہ وغیرہ نذر کے طور پر دینے لگے۔ اتنے میں ہجوم میں سے ایک ہندو بولا، ہے کرشن جی رودر گوپال۔‘‘ (تذکرہ ص ۳۸۱، طبع چہارم)

’’دو دفعہ ہم نے رؤیا میں دیکھا کہ بہت سے ہندو ہمارے آگے سجدہ کرنے کی طرح جھکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اوتار ہیں اور کرشن ہیں اور پھر ہمارے آگے نذریں دیتے ہیں اور پھر ایک دفعہ الہام ہوا: ہے کرشن رودر گوپال تیری مہما ہو، تیری استتی گیتا میں موجود ہے۔‘‘ (ملفوظات احمدیہ حصہ چہارم ص ۱۴۲، مرتبہ منظور الٰہی لاہوری، ملفوظات ج ۳ ص ۲۷۰، ۲۷۱، جدید ملفوظات ج ۲ ص ۲۰۱)

’’برہمن اوتار سے مقابلہ کرنا اچھا نہیں۔‘‘ (تذکرہ ص۶۲۰، طبع چہارم)

(۸۷) سری کرشن اوتار

’’ہندو جو سناتن دھرمی ہیں، یعنی جو لوگ شاستر اور پورانوں کو نہیں مانتے اور ان کی پیروی کرتے ہیں، ان کی عقیدت و مذہب میں سری کرشن مہاراج کوئی دیوتا اولیاء یا پیغمبر وغیرہ نہیں ہیں بلکہ ایشور، پرماتما کا اوتار ہیں...... ایک بڑی زبردست فلسفہ کی ان کی تصنیف کتاب بھگوت گیتا ہے۔ جس کو عام لوگ نہیں سمجھ سکتے۔ عام فاضل سمجھتے ہیں...... گیتا کی فلاسفی اتنی مقبول عام ہوئی کہ جس کا جواب کسی دوسری کتاب میں نہیں ملتا...... لیکن یہ کہیں درج نہیں ہے کہ میں ایشور کا قاصد ہوں یا تمہارے سمجھانے کو یا ایک نیا مذہب پھیلانے کو آیا ہوں۔ بلکہ ہر جگہ یہی کہا ہے کہ میں ایشور ہوں اور دنیا سے پاپی لوگوں کا ناش کرنے آیا ہوں...... ہندو اصلی سناتن دھرمی ان کے اوتار ماننے سے ہرگز انکار نہیں کریں گے۔ خواہ کتنا ہی کسی صورت سے ثابت کیا جائے۔ فقط بھگونت کشور کرہستی بے راگی۔‘‘

(اخبار منادی دہلی، مؤرخہ ۲۷؍مئی ۱۹۳۸ء)

(۸۸) میں نے سمجھا

’’کشفی طور پر ایک مرتبہ مجھے ایک شخص دکھایا گیا۔ گویا وہ سنسکرت کا ایک عالم آدمی ہے جو کرشن کا نہایت درجہ معتقد ہے اور میرے سامنے کھڑا ہوا اور مجھے مخاطب کر کے بولا ’’ہے رودر گوپال تیری استت گیتا میں لکھی ہے۔‘‘ اسی وقت میں نے سمجھا کہ تمام دنیا ایک رودر گوپال کا انتظار کر رہی ہے۔ کیا ہندو کیا مسلمان اور کیا عیسائی مگر اپنے اپنے لفظوں اور زبانوں میں اور سب نے یہی وقت ٹھہرایا ہے اور اس کی یہ دونوں صفتیں قائم کی ہیں۔ یعنی سوروں کو مارنے والا اور گائیوں کی حفاظت کرنے والا اور وہ میں ہوں جس کی نسبت ہندوؤں میں پیش گوئی کرنے والے قدیم سے زور دیتے آئے ہیں کہ وہ آریہ ورت میں یعنی اسی ملک ہند میں پیدا ہوگا اور انہوں نے اس کے مسکن کے نام بھی لکھے ہیں۔ مگر وہ تمام نام استعارہ کے طور پر ہیں جن کے نیچے ایک اور حقیقت ہے اور لکھتے ہیں کہ وہ برہمن کے گھر میں جنم لے گا۔ یعنی وہ جو برہم کو سچا اور واحد لاشریک سمجھتا ہے۔ یعنی مسلمان۔‘‘ (تحفہ گولڑویہ ص۱۳۰،۱۳۱، خزائن ج۱۷ ص۳۱۷،۳۱۸ حاشیہ)

(۸۹) راجہ کرشن

’’اب واضح ہو کہ راجہ کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا ہے، درحقیقت ایک ایسا کامل انسان تھا جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی اور اوتار میں نہیں پائی جاتی اور اپنے وقت کا اوتار یعنی نبی تھا جس پر خدا کی طرف سے روح القدس اترتا تھا۔ وہ خدا کی طرف سے فتح مند اور بااقبال تھا جس نے آریہ ورت کی زمین کو پاپ سے صاف کیا۔ وہ اپنے زمانے کا درحقیقت نبی تھا جس کی تعلیم کو پیچھے سے بہت باتوں میں بگاڑ دیا گیا۔ وہ خدا کی محبت سے پر تھا اور نیکی سے دوستی اور شر سے دشمنی رکھتا تھا۔ خدا کا وعدہ تھا کہ آخری زمانہ میں اس کا بروز یعنی اوتار پیدا کرے۔ سو یہ وعدہ میرے ظہور سے پورا ہوا۔ مجھے منجملہ اور الہاموں کے اپنی نسبت ایک یہ بھی الہام ہوا تھا کہ ہے کرشن رودر گوپال، تیری مہما گیتا میں لکھی گئی ہے۔‘‘ (لیکچر سیالکوٹ ص۳۳،۳۴، خزائن ج۲۰ ص۲۲۸،۲۲۹)

(۹۰) مرزا کرشن

’’آخر پھر یہ بھی واضح ہو کہ میرا اس زمانہ میں خداتعالیٰ کی طرف سے آنا محض مسلمانوں کی اصلاح کے لئے ہی نہیں ہے بلکہ

مسلمانوں اور ہندوؤں اور عیسائیوں تینوں قوموں کی اصلاح منظور ہے اور جیسا کہ خدا نے مجھے مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود کر کے بھیجا ہے، ایسا ہی میں ہندوؤں کے لئے بطور اوتار کے ہوں اور میں عرصہ بیس برس سے یا کچھ زیادہ برسوں سے اس بات کو شہرت دے رہا ہوں کہ میں ان گناہوں کے دور کرنے کے لئے جن سے زمین پر ہوگئی ہے، جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں میں ہوں، ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا۔ یا یوں کہنا چاہئے کہ روحانی حقیقت کی رو سے میں وہی (کرشن) ہوں۔'' (لیکچر سیالکوٹ ص۳۳، خزائن ج۲۰ ص۲۲۸)

''جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں مجھے اور نام بھی دیئے گئے ہیں اور ہر ایک نبی کا مجھے نام دیا گیا ہے۔ چنانچہ جو ملک ہند میں کرشن نام ایک نبی گزرا ہے جس کو رودر گوپال بھی کہتے ہیں، (یعنی فنا کرنے والا اور پرورش کرنے والا) اس کا نام بھی مجھے دیا گیا ہے۔ پس جیسا کہ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار کرتے ہیں، وہ کرشن میں ہی ہوں اور یہ دعویٰ صرف میری طرف سے نہیں بلکہ خداتعالیٰ نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے کہ جو کرشن آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا تھا، وہ تو ہی ہے، آریوں کا بادشاہ۔''

(تتمہ حقیقت الوحی ص۸۵، خزائن ج۲۲ ص۵۲۱، ۵۲۲)

(۹۱) وہی ہمارا کرشن

''اے ہندو بھائیو! اس زمانہ کا اوتار کسی خاص قوم کا نہیں، وہ مہدی بھی ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کی نجات کا پیغام لایا ہے۔ وہ عیسیٰ بھی ہے کیونکہ عیسائیوں کی ہدایت کا سامان لایا ہے۔ وہ نہ کلنک اوتار بھی ہے کیونکہ وہ تمہارے لئے، ہاں اے ہندو بھائیو! تمہارے لئے خداتعالیٰ کی محبت کی چادر کا تحفہ لایا ہے...... اس نہ کلنک اوتار کا نام مرزاغلام احمد ہے جو قادیان ضلع گورداسپور میں ظاہر ہوئے تھے۔ خدا نے ان کے ہاتھ پر ہزاروں نشان دکھائے ہیں اور ان کے ذریعہ سے وہ پھر دنیا کو انصاف اور عدل سے بھرنا چاہتا ہے۔ جو لوگ ان پر ایمان لاتے ہیں، ان کو خداتعالیٰ بڑا نور بخشتا ہے اور ان کی دعائیں سنتا ہے اور ان کی سفارش پر لوگوں کی تکلیفوں کو دور کرتا ہے اور عزتیں بخشتا ہے۔ آپ کو چاہئے کہ ان کی تعلیم کو پڑھ کر نور حاصل کریں۔''

(مرزامحمود خلیفہ قادیان کا مضمون ''وہی ہمارا کرشن''، الفضل قادیان ج۲۳ نمبر۲۲۷، مؤرخہ ۲؍اپریل ۱۹۳۶ء)

(۹۲) موجودہ زمانہ کا اوتار

''اس سمے جب کہ ہندو قوم نانا پرکار کے پاپوں میں لین ہو چکی ہے اور سارے ورن اپنے دھرم سے گر چکے تھے، بھگوان کرشن اپنے دعوے انوسار جو کہ آپ نے گیتا میں کیا تھا کہ میں لوگوں کی ہدایت اور پاپوں کے ناش کے لئے اس سنسار میں جنم لیا کروں گا۔ قادیان کی پوترنگری میں ایک پرماتما کے اپاسک کے ہاں جنم لیا جن کا نام حضرت مرزاغلام احمد ہے۔ آپ نے پرماتما سے گیان حاصل کر کے سارے سنسار کو سنایا کہ اے بھائیو پرماتما نے تمہارے ادھار کے لئے مجھ کو بھیجا ہے تاکہ میں تم کو پاپوں سے دور کر کے پرماتما کے آور لے جاؤں اور ایشور کی کرپا سے لاکھوں انسانوں نے آپ کی اس آواز کو سویکار کر کے آپ کے دامن کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ کر دیا...... جماعت احمدیہ کا اعتقاد جو کہ بھگوان کرشن کے متعلق ہے، ظاہر ہے کہ ہم ان کو صادق راست باز اور پرماتما کی طرف سے گیان لے کر آئے تھے۔ چنانچہ بھگوان کرشن قادیانی اپنے ایک بھاشن میں فرماتے ہیں: اب واضح ہو کہ راجہ کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا ہے، درحقیقت ایک ایسا کامل انسان تھا، جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی یا اوتار میں نہیں پائی جاتی۔ وہ اپنے زمانہ کا درحقیقت نبی تھا جس کی تعلیم کو پیچھے سے

بہت سی باتوں میں بگاڑ دیا گیا۔ وہ خدا کی محبت سے پر تھا اور نیکی سے دوستی اور شر سے دشمنی رکھتا تھا۔
(لیکچر سیالکوٹ ص۳۳، ۳۴، خزائن ج۲۰ ص۲۲۸، ۲۲۹)

شریمان آنند بھگوان کرشن قادیانی نے اپنے اس بھاشن میں یہ بات اچھی طرح سپشٹ کر دی ہے کہ بھگوان کرشن اپنے سمے کا اوتار اور پرماتما کا پیارا، راست باز تھا اور جماعت احمدیہ کا ایک ایک بچہ ان کے متعلق یہی وچار رکھتا ہے اور جماعت احمدیہ جس طرح اور راست بازوں کی عزت کرتی ہے اور ان کی ہتک ہرگز برداشت نہیں کرتی، اسی طرح کرشن بھگوان کے متعلق بھی ہمارا یہی طریق عمل ہے۔
(وجہ ظاہر ہے مرزا قادیانی خود کرشن کا اوتار ہونے کے مدعی ہیں۔ للمؤلف)''
(مہاشہ محمد عمر شرما قادیانی کا مضمون، الفضل قادیان ج۲۳ نمبر۲۳۲ ص۴ کالم ۱ تا۳، مؤرخہ ۱۸؍اپریل ۱۹۳۶ء)

(۹۳) یوم ولادت حضرت کرشن علیہ السلام

(عنوان، الفضل قادیان مؤرخہ ۱۳؍اگست ۱۹۳۶ء)

''حضرت کرشن علیہ السلام کے یوم ولادت (جنم اشٹمی) کی تقریب پر جماعت احمدیہ حلقہ مزنگ لاہور نے ایک جلسہ ۹؍اگست ۱۹۳۶ء بوقت ساڑھے آٹھ بجے شب کیا۔ جس کا اعلان بذریعہ اشتہارات کیا گیا تھا اور سناتن دھرم پرتی ندھی سبھا سے درخواست کی گئی کہ وہ اپنا کوئی نمائندہ حضرت کرشن کے حالات سنانے کے لئے ہمارے جلسہ میں بھیجیں...... آخر میں جناب ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم (قادیانی) نے اپنی صدارتی تقریر میں فرمایا: ہم نے یہ جلسہ اس لئے منعقد کیا ہے کہ ہم اپنے عمل سے ثابت کر دیں کہ ہم واقع میں حضرت کرشن کو نبی مانتے ہیں۔ ہم حضرت کرشن کے متعلق کوئی ایسا کلمہ نہیں سن سکتے جس سے ان کی ہتک ہوتی ہو اور یہ بحث کہ ان کے عقائد کیا تھا۔ اس کا آسان طریق یہ ہے کہ جو عقائد معقول ثابت ہوں، وہ آپ کی طرف منسوب کئے جائیں اور جو عقائد غیر معقول ہوں، ان کے متعلق یقین کر لیا جائے کہ یہ بعد میں لوگوں نے ان کی طرف غلط طور پر منسوب کر دیئے ہیں۔'' (الفضل قادیان ج۲۴ نمبر۳۸ ص۲ کالم ۱، ۲، مؤرخہ ۱۳؍اگست ۱۹۳۶ء)

(۹۴) حضرت مسیح اور کرشن علیہما السلام

(عنوان، ریویو قادیان نومبر۱۹۰۴ء)

''ہم خداتعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ جلد وہ زمانہ آوے کہ ہمارے ہندو بھائیوں کے دلوں پر سے پردے اٹھ جائیں اور ان کو اپنی مذہبی غلطیوں پر بصیرت اور معرفت حاصل ہو جائے اور ان کے سینے اس سچائی کو قبول کرنے کے لئے کھل جاویں جو دین اسلام تعلیم کرتا ہے۔ ہم اس بات کو مانتے ہیں کہ آخری زمانہ میں ایک اوتار کے ظہور کے متعلق جو وعدہ انہیں دیا گیا تھا، وہ خدا کی طرف سے تھا اور اس کو ہندوستان کے مقدس نبی مرزاغلام احمد قادیانی کے وجود میں خداتعالیٰ نے پورا کر دکھایا۔''
(مولوی محمد علی لاہوری قادیانی، امیر جماعت لاہور، ریویو آف ریلیجنز قادیان ج۳ نمبر۱۱ ص۴۱۰، ۴۱۱، بابت ماہ نومبر۱۹۰۴ء)

(۹۵) مرلی کی نئی دھن

''ہندوستان کا مستقبل اس وسیع براعظم کے فرزندوں کے باہمی سمجھوتہ اور فرقہ وارانہ اختلافات کے حل پر منحصر ہے۔ پنڈت جواہر لال نہرو کی لامذہبیت ہماری بگڑی کو نہیں بنا سکتی۔ کیونکہ ہم فطرتاً مذہب پسند ہیں۔ آریہ سماج کی خشکی، ملاؤں کی خونخواری، نئی نئی بننے والی سوسائٹیوں کی صلح کن پالیسی بھارت کی قسمت کو نہیں پلٹ سکتی۔ ہمارے دکھوں کا علاج، ہماری سیاسی غلامی کی آزادی، کرشن کی مرلی کی

جدید دھن پر موقوف ہے۔ ہمارے زمانہ کا کرشن (مرزاغلام احمد قادیانی۔للمؤلف) وہ (سابق زمانہ کا کرشن۔للمؤلف) نہیں جو ارجن کو مادی تیر چلانے اور کوروں کو خاک میں ملانے کا وعظ کرے۔ بلکہ مرلی کی نئی دھن زمین پر صلح اور اہل زمین کی طرف پیغام آشتی ہے۔ہم نے آج سے ۳۲ سال قبل (یعنی ۱۹۰۴ء میں جب کہ مرزاغلام احمد نے کرشن ہونے کا دعویٰ کیا اور دعوے کا اعلان کیا۔للمؤلف) اس جمال جہاں آرا (یعنی مرزاغلام احمد قادیانی۔للمؤلف) کو دیکھا اور درخواست کی ''تنک نجریا کیھو ہمرہی اور گوپال'' نظر التفات ہوئی بیڑا پار ہوا جو بھگت سوور ما کو ملا، وہ سب کو ملنا چاہئے۔اسی لئے جی چاہتا ہے کہ ہندو خوش ہو کہ احمدی مسلمان سرک کرشن کو اللہ کا نبی مانتا ہے اور ہندوؤں کی محبوب ترین ہستی سے محبت رکھتا ہے (اور اس کے ساتھ مرزاغلام احمد قادیانی صاحب کو کرشن جی کا اوتار مانتا ہے اور ان سے افضل جانتا ہے)'' (الفضل قادیان ج۲۴ نمبر ۸۹ ص ۷ کالم ۱، مؤرخہ ۱۳؍اکتوبر ۱۹۳۶ء)

''اس زمانہ کے نبی حضرت مرزاغلام احمد قادیانی صاحب نے بڑے زور سے اپنی جماعت کو یہ تعلیم دی ہے کہ وہ کرشن کو نبی مانیں۔ (مصلحت ظاہر ہے خود مرزاغلام احمد کرشن جی کا اوتار ہونے کے مدعی ہیں۔للمؤلف)'' (الفضل قادیان ج۲۴ نمبر ۳۸ ص ۲ کالم ۱، مؤرخہ ۱۳؍اگست ۱۹۳۶ء)

(۹۶) یادرکھو

''یادرکھو حضرت مسیح موعود (مرزاقادیانی) مہدی اور مسیح ہی نہیں بلکہ کرشن بھی ہیں۔یعنی آپ ہندوؤں کے لئے بھی ہادی ہیں۔اب ہم ان میں تبلیغ شروع کریں گے اور جب تک ہم ہندوؤں میں تبلیغ نہ کریں، حضرت مسیح موعود کرشن کیسے ثابت ہوسکتے ہیں۔حضرت مسیح موعود مسیح ہیں۔آپ کی جماعت کو مسیحیوں پر غلبہ ملے گا۔آپ مہدی ہیں، مسلمانوں کو دوبارہ ہدایت آپ کے ذریعے ملے گی۔آپ کرشن ہیں، ہندوؤں میں آپ کی جماعت کو غلبہ اور آپ کی قبولیت پھیلے گی۔ ہمارے لئے حق پھیلانے کی راہیں کھل رہی ہیں۔ہم ہندوؤں میں کام کریں گے اور وحشیوں تک میں دین پھیلائیں گے۔'' (خطبہ جمعہ الفضل قادیان ج۱۰ نمبر ۷۱ ص ۶ کالم ۱،۲، مؤرخہ ۱۵؍مارچ ۱۹۲۳ء، خطبات محمود ج۸ ص ۴۰)

(۹۷) ہندوعورتوں سے نکاح جائز

''(مرزامحمود خلیفہ قادیان نے) فرمایا کہ ہندو اہل کتاب ہیں اور سکھ بھی۔کیونکہ وہ مسلمانوں کا ہی بگڑا ہوا فرقہ ہے۔''

(مرزامحمود خلیفہ قادیان کی ڈائری، الفضل قادیان ج۱۰ نمبر ۵ ص ۵ کالم ۲، مؤرخہ ۱۷؍جولائی ۱۹۲۲ء)

''ہندوستان میں ایسی مشرکات جن سے نکاح ناجائز ہے، بہت کم ہیں۔مجارٹی ایسے لوگوں کی ہے جن کی عورتوں سے نکاح جائز ہے۔اس لئے مسلمانوں کے لئے اس مسئلہ پر عمل کرنے میں زیادہ دقتیں نہیں۔سوائے سکھوں اور جینیوں کے۔عیسائیوں کی عورتوں اور ان تمام لوگوں کی عورتوں سے جو وید پر ایمان رکھتے ہیں (یعنی ہندوؤں کی عورتوں سے) نکاح جائز ہے۔''

(مرزامحمود خلیفہ قادیان کا فتویٰ، الفضل قادیان ج۱۷ نمبر ۶۵ ص ۸ کالم ۳، مؤرخہ ۱۸؍فروری ۱۹۳۰ء)

(۹۸) چوکھی نبوت

''خداتعالیٰ نے ''جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء'' تمام نبیوں کے قائم مقام ایک نبی مبعوث فرمایا جو یہودیوں کے لئے موسیٰ، عیسائیوں کے لئے عیسیٰ اور ہندوؤں کے لئے کرشن اور مسلمانوں کے لئے محمد اور احمد ہے۔''

(الفضل قادیان ج۳ نمبر ۱۱۱ ص ۹ کالم ۱، مؤرخہ ۶؍مئی ۱۹۱۶ء)

فصل چھٹی

انکشافات

(الف) متفرقات

(۱) شیطان کا فریب

’’جو شخص ایسا کلمہ منہ سے نکالے جس کی کوئی اصل صحیح شرع میں نہ ہو۔ خواہ وہ ملہم ہو یا مجتہد ہو، تو اس کے ساتھ شیطان کھیل رہا ہے۔‘‘ (ترجمہ) (آئینہ کمالات اسلام ص۲۱، خزائن ج۵ ص۲۱)

’’آنحضرت ﷺ کو دیکھو کہ جب آپ پر فرشتہ جبرائیل ظاہر ہوا تو آپ ﷺ نے فی الفور یقین نہ کیا کہ یہ خدا کی طرف سے ہے بلکہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس ڈرتے ڈرتے آئے اور فرمایا کہ ’’خشیت علی نفسی ‘‘ یعنی مجھے اپنے نفس کی نسبت بڑا اندیشہ ہوا ہے کہ کوئی شیطانی مکر نہ ہو۔ لیکن جو لوگ بغیر تزکیہ نفس کے جلدی سے ولی بننے کی خواہش کرتے ہیں وہ جلدی سے شیطان کے فریب میں آجاتے ہیں۔‘‘ (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۴۰، خزائن ج۲۲ ص۵۷۸)

’’کلمہ اللّٰہ موسی علی جبل و کلمہ الشیطان عیسی علی جبل فانظر الفرق بینہما ان کنت من الناظرین خدا ایک پہاڑ پر موسیٰ سے ہم کلام ہوا اور ایک پہاڑ پر شیطان عیسیٰ سے ہم کلام ہوا۔ سو اس دونوں قسم کے مکالمہ میں غور کرا گر غور کرنے کا مادہ ہے۔‘‘ (نور الحق حصہ اوّل ص۵۰، خزائن ج۸ ص۶۸ حاشیہ)

’’الہام رحمانی بھی ہوتا ہے شیطانی بھی اور جب انسان اپنے نفس اور خیال کو دخل دے کر کسی بات کے استکشاف کے لئے بطور استخارہ یا استخبارہ وغیرہ کے توجہ کرتا ہے خاص کر اس حالت میں کہ جب اس کے دل میں یہ تمنا مخفی ہوتی ہے کہ میری مرضی کے موافق کسی کی نسبت کوئی برا یا بھلا کلمہ بطور الہام مجھے معلوم ہو جائے تو شیطان اس وقت اس کی آرزو میں دخل دیتا ہے اور کوئی کلمہ اس کی زبان پر جاری ہو جاتا ہے اور دراصل وہ شیطانی کلمہ ہوتا ہے۔ یہ دخل کبھی انبیاء اور رسولوں کی وحی میں بھی ہو جاتا ہے۔ مگر وہ بلاتوقف نکالا جاتا ہے...... اب خیال کرنا چاہئے کہ جس حالت میں قرآن کریم کی رو سے الہام اور وحی میں دخل شیطان ممکن ہے اور پہلی کتابیں توراۃ وانجیل اس دخل کی مصدق ہیں اور اسی بناء پر الہام ولایت یا الہام عامہ مومنین بجز موافقت ومطابقت قرآن کریم کے حجت بھی نہیں۔‘‘

(ازالہ اوہام حصہ دوم ص۶۲۹، خزائن ج۳ ص۴۳۹ تا ۴۴۹)

’’سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ شیطانی الہام مجھے بھی ہوا تھا۔ شیطان نے کہا کہ اے عبدالقادر تیری عبادتیں قبول ہوئیں، اب جو کچھ دوسروں پر حرام ہے تیرے پر حلال ہے اور نماز سے بھی اب تجھے فراغت ہے جو چاہے کر۔ تب میں نے کہا، اے شیطان دور ہو۔ وہ باتیں میرے لئے کب روا ہو سکتی ہیں جو نبی علیہ السلام پر روا نہیں ہوئیں۔ تب شیطان مع اپنے سنہری تخت کے میری آنکھوں کے سامنے سے گم ہو گیا۔ اب جب کہ سید عبدالقادر جیسے اہل اللہ اور مرد فرد کو شیطانی الہام ہوا تو دوسرے عامتہ الناس جنہوں نے ابھی اپنا سلوک بھی تمام نہیں کیا، وہ کیوں کر اس سے بچ سکتے ہیں اور ان کو وہ نورانی آنکھیں کہاں حاصل ہیں۔ تا سید عبدالقادر اور حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح شیطانی الہام کو شناخت کر لیں۔‘‘ (ضرورۃ الامام ص۱۷، خزائن ج۱۳ ص۴۸۷، ۴۸۸)

(۲) بہت سے لوگ

’’میں نے بہت سے لوگ دیکھے ہیں جو ہر آواز کو جو انہیں آ جائے الہام ہی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ اضغاث احلام بھی ہوتے ہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ جو آوازیں انہیں سنائی دیتی ہیں وہ بناوٹی ہیں۔ نہیں، ان کو آوازیں آتی ہوں گی۔ مگر ہم ہر آواز کو خدا تعالیٰ کی آواز قرار نہیں دے سکتے۔ جب تک اس کے ساتھ وہ انوار اور برکات نہ ہوں جو اللہ تعالیٰ کے پاک کلام کے ساتھ ہوتے ہیں۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ ان الہام کے دعوے کرنے والوں کو اپنے الہاموں کو اس کسوٹی پر پرکھنا چاہئے اور اس بات کو بھی انہیں فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ بعض آوازیں نری شیطانی ہوتی ہیں۔ اس لئے ان آوازوں پر ہی فریفتہ ہو جانا دانشمند انسان کا کام نہیں، بلکہ جب تک اندرونی نجاست اور گند دور نہ ہو اور تقویٰ کی اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل نہ ہو اور اس درجہ اور مقام پر انسان نہ پہنچ جائے جو دنیا ایک مرے ہوئے کیڑے سے بھی حقیر اور ذلیل نظر آئے اور اللہ تعالیٰ ہی ہر قول و فعل میں مقصود ہو اس مقام پر قدم نہیں پڑ سکتا۔ جہاں پہنچ کر انسان اپنے اللہ کی آواز سنتا ہے اور وہ آواز حقیقت میں اسی کی ہوتی ہے کیونکہ اس وقت یہ تمام نجاستوں سے پاک ہو گیا ہوتا ہے۔‘‘ (الفضل قادیان ج ۱۸ نمبر ۱۳۰ ص ا کالم ۲،۳، مؤرخہ ۱۲ رمئی ۱۹۳۱ء)

(۳) فتنہ عظیم

’’اس زمانے میں جس طرح اور صدہا طرح کے فتنے اور بدعتیں پیدا ہوگئی ہیں، اسی طرح یہ بھی ایک بزرگ فتنہ پیدا ہوگیا ہے کہ اکثر لوگ اس بات سے بے خبر ہیں کہ کس درجہ اور کس حالت میں کوئی خواب یا الہام قابل اعتبار ہوسکتا ہے اور کن حالتوں میں یہ اندیشہ ہے کہ وہ شیطان کا کلام ہو نہ خدا کا اور حدیث النفس ہو نہ حدیث الرب۔ یاد رکھنا چاہئے کہ شیطان انسان کا سخت دشمن ہے۔ وہ طرح طرح کی راہوں سے انسان کو ہلاک کرنا چاہتا ہے اور ممکن ہے کہ ایک خواب سچی بھی ہو اور پھر بھی وہ شیطان کی طرف سے ہو اور ممکن ہے ایک الہام سچا ہو اور پھر بھی وہ شیطان کی طرف سے ہو۔ کیونکہ اگر چہ شیطان بڑا جھوٹا ہے۔ لیکن کبھی سچی بات بتلا کر دھوکا دیتا ہے تا ایمان چھین لے...... افسوس کہ اکثر لوگ ایسے ہیں کہ ابھی شیطان کے پنجہ میں گرفتار ہیں۔ مگر پھر بھی اپنی خوابوں اور الہاموں پر بھروسہ کر کے اپنے ناراست اعتقادوں اور ناپاک مذہبوں کو ان خوابوں اور الہاموں سے فروغ دینا چاہتے ہیں، بلکہ بطور شہادت ایسی خوابوں اور الہاموں کو پیش کرتے ہیں......اور بعض ایسے بھی ہیں کہ چند خوابیں یا الہام ان کے جو ان کے نزدیک سچے ہو گئے ہیں، ان کی بناء پر وہ اپنے تئیں اماموں یا پیشواؤں یا رسولوں کے رنگ میں پیش کرتے ہیں۔‘‘ (حقیقت الوحی ص ۱،۲، خزائن ج ۲۲ ص ۳،۴)

’’پس یہ کمال شقاوت اور نادانی اور بدبختی ہے کہ یہ سمجھ لیا جائے کہ انسانی کمال بس اسی پر ختم ہے کہ کسی کو کوئی سچی خواب آ جائے یا سچا الہام ہو جائے بلکہ انسانی کمال کے لئے اور بہت سے لوازم اور شرائط ہیں اور جب تک وہ متحقق نہ ہوں تب تک یہ خوابیں اور الہام بھی مکر اللہ میں داخل ہیں۔ خدا ان کے شر سے ہر ایک سالک کو محفوظ رکھے۔‘‘ (حقیقت الوحی ص ۸، خزائن ج ۲۲ ص ۱۱)

’’بعض فاسق اور فاجر اور زانی اور ظالم اور غیر متدین اور چور اور حرام خور اور خدا کے احکام کے مخالف چلنے والے بھی ایسے دیکھے گئے ہیں کہ ان کو بھی کبھی کبھی سچی خوابیں آتی ہیں اور یہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ بعض عورتیں جو قوم کی چوہڑی یعنی بھنگن تھی، جنکا پیشہ مردار کھانا اور ارتکاب جرائم کا کام تھا، انہوں نے ہمارے روبرو بعض خوابیں بیان کیں اور وہ سچی نکلیں۔ اس سے بھی عجیب تر یہ کہ بعض زانیہ عورتیں اور قوم کے کنجر، جن کا دن رات زنا کاری کام تھا، ان کو دیکھا گیا کہ بعض خوابیں انہوں نے بیان کیں اور وہ پوری ہوگئیں اور بعض ایسے ہندوؤں کو بھی دیکھا کہ نجاست شرک سے ملوث اور اسلام کے سخت دشمن ہیں۔ بعض خوابیں ان کی جیسا کہ دیکھا تھا، ظہور میں آ گئیں۔‘‘ (حقیقت الوحی ص ۲،۳، خزائن ج ۲۲ ص ۵)

''اور بقول مشہور کہ نیم ملا خطرہ ایمان۔ وہ اپنی معرفت ناقصہ کی وجہ سے خطرہ کی حالت میں ہے۔ ہاں! ایسے لوگوں کو بھی کسی قدر کچھ معارف اور حقائق معلوم ہو جاتے ہیں۔ مگر اس دودھ کی طرح جس میں کچھ پیشاب بھی پڑا ہوا اور اس پانی کی طرح جس میں کچھ نجاست بھی ہو...... چونکہ اس کی فطرت میں ابھی شیطان کا حصہ باقی ہے۔ اس لئے شیطانی القاء سے بچ نہیں سکتا اور چونکہ نفس کے جذبات بھی دامن گیر ہیں۔ اس لئے حدیث النفس سے بھی محفوظ نہیں رہ سکتا۔ اصل بات یہ ہے کہ وحی اور الہام کی کمال صفائی، صفائی نفس پر موقوف ہے۔ جس کے نفس میں ابھی کچھ گند باقی ہے، ان کی وحی اور الہام میں بھی گند باقی ہے۔'' (حقیقت الوحی ص۱۳، خزائن ج۲۲ ص۱۵،۱۶)

''آسمانی نشانوں سے حصہ لینے والے تین قسم کے آدمی ہوتے ہیں۔ اوّل وہ جو کوئی ہنر اپنے اندر نہیں رکھتے اور کوئی تعلق خدا تعالیٰ سے ان کا نہیں ہوتا۔ صرف دماغی مناسبت کی وجہ سے ان کو بعض سچی خوابیں آ جاتی ہیں اور سچے کشف ظاہر ہو جاتے ہیں...... پھر دوسری قسم کے خواب بین یا ملہم وہ لوگ ہیں جن کو خدا تعالیٰ سے کسی قدر تعلق ہے مگر کامل تعلق نہیں...... پھر تیسری قسم کے ملہم وخواب بین وہ لوگ ہیں...... جو شہوات نفسانیہ کا چولا آتش محبت الٰہی میں جلا دیتے ہیں اور خدا کے لئے تلخی کی زندگی اختیار کر لیتے ہیں۔''

(حقیقت الوحی ص۲۰ تا ۲۲، خزائن ج۲۲ ص۲۲ تا ۲۴)

''اب میں بموجب آیت کریمہ ''وامّا بنعمة ربک فحدث'' اپنی نسبت بیان کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اس تیسرے درجہ میں داخل کر کے وہ نعمت بخشی ہے کہ جو میری کوشش سے نہیں بلکہ شکم مادر میں ہی مجھے عطاء کی گئی ہے۔ میری تائید میں اس نے وہ نشان ظاہر فرمائے ہیں کہ آج کی تاریخ سے جو ۱۶؍جولائی ۱۹۰۶ء ہے، اگر میں ان کو فرداً فرداً شمار کروں تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں اور اگر کوئی میری قسم کا اعتبار نہ کرے تو میں اس کو ثبوت دے سکتا ہوں۔'' (حقیقت الوحی ص۶۷، خزائن ج۲۲ ص۷۰)

(۴) مالیخولیا کے کرشمے

''مالیخولیا کے بعض مریض بظاہر صحیح الدماغ معلوم ہوتے ہیں مگر جب ان کی طول طویل اور بے سروپا باتیں سنی جائیں تو حاذق طبیب سمجھ لیتا ہے کہ وہ مالیخولیا میں مبتلا ہے۔'' (بعنوان ''حکیم نورالدین کی تحقیقات'' ملخص سودائے مرزا، حکیم محمد علی ص۱۲)

''طرح طرح کے ایسے خیال ان کے دل میں آتے ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔''

(تحقیقات ڈاکٹر شاہ نواز قادیانی اسسٹنٹ سرجن، ریویو آف ریلیجنز قادیان ج۲۶ نمبر۵ ص۲۲، بابت ماہ مئی ۱۹۲۷ء)

''بعض مریضوں میں یہ فساد گاہے اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو غیب دان سمجھتا ہے اور بسا اوقات آئندہ ہونے والے واقعات کی خبر پہلے ہی سے دے دیتا ہے اور بعض میں فساد یہاں تک ترقی کر جاتا ہے کہ اس کو اپنے متعلق یہ خیال ہوتا ہے کہ میں فرشتہ ہوں۔'' (شرح اسباب وعلامات باب امراض دماغ ص۷۰، مصنفہ حکیم برہان الدین نفیس)

''بعض عالم اسی مرض میں مبتلا ہو کر دعوے پیغمبری کرنے لگتے ہیں اور اپنے بعض اتفاقی واقعات کو معجزات قرار دینے لگتے ہیں۔''

(مخزن حکمت طبع پنجم ج۲ ص۱۳۵۲، مصنفہ شمس الاطباء حکیم ڈاکٹر غلام جیلانی)

''تیماپور ملک دکن کے ایک صاحب مولوی عبداللہ (قادیانی) آج کل ایک ابتلاء میں مبتلا ہیں اور اس بات کے مدعی ہیں کہ اصل مہدی موعود وہی ہیں اور حضرت صاحب مسیح تھے...... اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ مفتری نہیں ہیں لیکن دماغی حالت کی وجہ سے بیمار ومعذور ہیں۔'' (تشحیذ الاذہان، مرزا محمود خلیفہ قادیان ج۶ نمبر۱۱ ص۴۱۴،۴۱۵، بعنوان مولوی عبداللہ تیماپوری)

(۵) مرزا قادیانی کی توجیہ

مرزا غلام احمد قادیانی کے ایک حوصلہ مند مرید چراغ دین نامی نے بھی مرزا غلام احمد قادیانی کے ماتحت رسالت کا دعویٰ کیا تو مرزا غلام احمد قادیانی کو بہت ناگوار گزرا اور صاحب موصوف نے ارشاد فرمایا:

''نفس امارہ کی غلطی نے اس کو (یعنی چراغ دین کو) خودستائی پر آمادہ کیا ہے۔ پس آج کی تاریخ سے وہ ہماری جماعت سے منقطع ہے۔ جب تک کہ مفصل طور پر اپنا توبہ نامہ شائع نہ کرے اور اس ناپاک رسالت کے دعوے سے ہمیشہ کے لئے مستعفی نہ ہو جائے۔

المشتہر خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی مؤرخہ ۲۳؍اپریل ۱۹۰۲ء''

(دافع البلاء ص۲۲، خزائن ج۱۸ ص۲۴۲، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۴۷۴، جدید مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۵۶۱)

''اس دعوے کی نفسیات کی مرزا قادیانی نے جو تشریح فرمائی ہے وہ خاص طور پر قابل غور ہے۔ ملاحظہ ہو۔

ایسے خیالات خشک مجاہدات کا نتیجہ یا تمنا اور آرزو کے وقت القائے شیطان ہوتا ہے اور یا خشکی اور سوداوی مواد کی وجہ سے کبھی الہامی آرزو کے وقت ایسے خیالات کا دل پر القا ہو جاتا ہے اور چونکہ ان کے نیچے کوئی روحانیت نہیں ہوتی۔ اس لئے الٰہی اصطلاح میں ایسے خیالات کا نام جبیز ہے اور علاج توبہ اور استغفار اور ایسے خیالات سے اعراض کلی ہے ورنہ جبیز کی کثرت سے دیوانگی کا اندیشہ ہے۔ خدا ہر ایک کو اس بلا سے محفوظ رکھے۔ (آمین ثم آمین۔ للمؤلف) المشتہر مرزا غلام احمد قادیانی، مؤرخہ ۲۳؍اپریل ۱۹۰۲ء''

(دافع البلاء ص۲۳، خزائن ج۱۸ ص۲۴۳، حاشیہ نمبر۱)

(۶) عجیب الہام

''رات کو ایک اور عجیب الہام ہوا اور وہ یہ ہے کہ ''قل لضیفک انی متوفیک، قل لا خیک انی متوفیک'' یہ الہام بھی چند مرتبہ ہوا۔ اس کے معنی بھی دو ہیں، ایک تو یہ کہ جو تیرا مورد فیض یا بھائی ہے اس کو کہہ دے کہ میں تیرے پر اتمام نعمت کروں گا۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ میں وفات دوں گا۔ معلوم نہیں کہ یہ شخص کون ہے اس قسم کے تعلقات کے کم وبیش کئی لوگ ہیں اس عاجز پر اس قسم کے الہامات اور مکاشفات اکثر وارد ہوتے رہتے ہیں۔''

(مندرجہ حیات احمد ج۲ نمبر۲ ص۲۷، مرتبہ یعقوب علی قادیانی، مکتوبات احمدیہ ج۱ ص۶۷، ۶۸، جدید مکتوبات احمد جلد اوّل ص۵۸۲، مکتوب نمبر۳۵)

(۷) عالم کشف

''آج اس موقعہ کے اثناء میں جب کہ یہ عاجز بغرض تصحیح کاپی کو دیکھ رہا تھا کہ بعالم کشف چند ورق ہاتھ میں دیئے گئے اور ان پر لکھا ہوا تھا کہ فتح کا نقارہ بجے۔ پھر ایک نے مسکرا کر ان ورقوں کی دوسری طرف ایک تصویر دکھلائی اور کہا کہ دیکھو کیا کہتی ہے تصویر تمہاری۔ جب اس عاجز نے دیکھا تو وہ اسی عاجز کی تصویر تھی اور سبز پوشاک تھی مگر نہایت رعب ناک جیسے سپہ سالار مسلح فتح یاب ہوتے ہیں اور تصویر کے یمین و یسار میں۔ حجۃ اللہ القادر وسلطان احمد مختار لکھا تھا اور یہ سوموار کا روز انیسویں ذی الحجہ سن ۱۳۰۰ھ، مؤرخہ ۲۲؍اکتوبر ۱۸۸۳ء اور ششم کاتک ۱۹۴۰ء بکرم ہے۔''

(براہین احمدیہ حصہ چہارم ص۵۱۵، ۵۱۶، خزائن ج۱ ص۶۱۵ حاشیہ در حاشیہ نمبر۳)

(۸) خیالی کرشمے

(ایک زبردست الہام اور کشف) آج ۲/جون ۱۹۰۰ء کو بروز شنبہ بعد دوپہر دو بجے کے وقت مجھے تھوڑی سی غنودگی کے ساتھ ایک ورق جو نہایت سفید تھا، دکھلایا گیا۔ اس کی آخری سطر میں لکھا تھا، ''اقبال'' میں خیال کرتا ہوں کہ آخر سطر میں یہ لفظ لکھنے سے انجام کی طرف اشارہ تھا، یعنی انجام بااقبال ہے۔ پھر ساتھ ہی یہ الہام ہوا۔

قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے

اس کے بعد ۲/جون ۱۹۰۰ء کو بوقت ساڑھے گیارہ بجے یہ الہام ہوا۔

کافر جو کہتے تھے وہ نگوں سار ہو گئے جتنے تھے سب کے سب ہی گرفتار ہو گئے

(مندرجہ تبلیغ رسالت ج۹ص ۵۰، مجموعہ اشتہارات جلد سوم ص ۲۹۸ جدید مجموعہ اشتہارات ج۲ص ۴۱۰ حاشیہ)

(۹) غلام احمد کی جے

''پھر دیکھا کہ میرے مقابل پر کسی آدمی نے یا چند آدمیوں نے پتنگ چڑھائی ہے اور وہ پتنگ ٹوٹ گئی اور میں نے اس کو زمین کی طرف گرتے دیکھا۔ پھر کسی نے کہا، غلام احمد کی جے۔'' (تذکرہ ص ۷۲۳، طبع چہارم)

(۱۰) غلام احمد قادیانی کا کشف

''لطیفہ۔ چند روز کا ذکر ہے کہ اس عاجز نے اس طرف توجہ کی کہ کیا اس حدیث کا جو''الایات بعد المأتین'' ہے، ایک یہ بھی منشاء ہے کہ تیرھویں صدی کے اواخر میں مسیح موعود کا ظہور ہوگا اور کیا اس حدیث کے مفہوم میں بھی یہ عاجز داخل ہے تو مجھے کشفی طور پر اس مندرجہ ذیل نام کے اعداد حروف کی طرف دلائی گئی کہ دیکھ یہی مسیح ہے کہ جو تیرھویں صدی کے پورے ہونے پر ظاہر ہونے والا تھا۔ پہلے سے یہی تاریخ ہم نے نام میں مقرر کر رکھی تھی اور وہ یہ نام ہے غلام احمد قادیانی۔ اس نام کے عدد پورے تیرہ سو ہیں اور اس قصبہ قادیان میں بجز اس عاجز کے اور کسی شخص کا غلام احمد نام نہیں بلکہ میرے دل میں ڈالا گیا ہے کہ اس وقت بجز اس عاجز کے تمام دنیا میں غلام احمد قادیانی کسی کا بھی نام نہیں۔'' (ازالہ اوہام حصہ اوّل ص ۱۸۵، ۱۸۶، خزائن ج ۳ص ۱۸۹)

''لطیفہ پر لطیفہ۔ مرزا قادیانی کو کشف ہوا کہ ان کے سوا تمام دنیا میں غلام احمد قادیانی کسی کا بھی نام نہیں اور واقعہ یہ ہے کہ ضلع گورداسپور میں تین قادیان ہیں جن میں سے ایک قادیان میں مرزا غلام احمد رہتے تھے اور ایک قادیان میں دوسرے صاحب اسی نام کے غلام احمد رہتے جو مرزا غلام احمد کے ہم عصر تھے، لیکن سب سے بڑھ کر تیسرا لطیفہ قادیانی صاحبان کی یہ تاویل ہے کہ دوسرے قادیان میں کوئی غلام احمد تھے تو ہوا کریں۔ مرزا غلام احمد کی طرح غلام احمد قادیانی ان کا مرکب نام تو نہ تھا۔ گویا وہ بے چارے قادیان کے غلام احمد تھے اور مرزا غلام احمد، غلام احمد قادیانی تھے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

''پس آپ کا (یعنی مرزا قادیانی کا) منشاء اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ دنیا میں آپ کے (مرزا قادیانی کے) سوا کوئی دوسرا شخص غلام احمد قادیانی کے مرکب نام سے موسوم نہیں، اس لئے اگر ضلع گورداسپور اور لدھیانہ میں قادیان نام کے کوئی اور گاؤں بھی ہیں اور وہاں غلام احمد کے نام سے کوئی اور شخص بھی رہتا تھا تو اس سے آپ کے دعوے کی تغلیط نہیں ہوتی۔ کیونکہ آپ نے نہ قادیان نام کے کسی اور گاؤں کی نفی کی ہے اور نہ وہاں غلام احمد کے نام سے کسی شخص کی موجودگی کا انکار کیا ہے۔ انکار اگر ہے تو غلام احمد قادیانی کے مرکب نام رکھنے

والے شخص کا ہے۔‘‘ (آئینہ احمدیت ص ۸، مصنفہ دوست محمد قادیانی ۱۹۳۴ء میں قادیانی جماعت لاہور نے شائع کیا، جدید آئینہ احمدیت ص ۱۶)

(۱۱) تیرہ سو کا عدد

’’جس نے دعویٰ کیا اس کا نام بھی یعنی غلام احمد قادیانی اپنے حروف کے اعداد سے اشارہ کر رہا ہے۔ یعنی تیرہ سو کا عدد جو اس نام سے نکلتا ہے وہ بتلا رہا ہے کہ تیرھویں صدی کے ختم ہونے پر یہی مجدد آیا۔ جس کا نام تیرہ سو کا عدد پورا کرتا ہے۔‘‘

(تریاق القلوب ص ۱۶، خزائن ج ۱۵ ص ۱۵۷، ۱۵۸)

’’آپ کے پورے نام ’’غلام احمد قادیانی‘‘ کے اعداد بہ حساب جمل (۱۳۰۰) نکلتے ہیں اور اس میں یہ بھید تھا کہ تیرھویں صدی کے سر پر آپ نے ہی مجدد بننا ہے۔‘‘

(مضمون معراج دین عمر قادیانی، بعنوان حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی کے مختصر حالات، تتمہ براہین احمدیہ ج ۱ ص ۶۲، طبع اوّل)

(۱۲) تمام وکمال اصلاح

’’تخمیناً پچیس برس کے قریب عرصہ گزر گیا ہے کہ میں گورداسپور میں تھا کہ مجھے یہ خواب آئی کہ میں ایک جگہ چارپائی پر بیٹھا ہوں اور اسی چارپائی پر بائیں طرف میرے مولوی عبداللہ صاحب مرحوم غزنوی بیٹھے ہیں۔ جن کی اولاد اب امرتسر میں رہتی ہے۔ اتنے میں میرے دل میں محض خداتعالیٰ کی طرف سے ایک تحریک پیدا ہوئی کہ مولوی صاحب موصوف کو چارپائی سے نیچے اتار دوں، چنانچہ میں نے اپنی جگہ کو چھوڑ کر مولوی صاحب کی جگہ کی طرف رجوع کیا، یعنی جس حصہ چارپائی پر وہ بائیں طرف بیٹھے ہوئے تھے اس حصہ میں، میں نے بیٹھنا چاہا۔ تب انہوں نے جگہ چھوڑ دی اور وہاں سے کھسک کر پائنتی کی طرف چند انگلی کے فاصلے پر ہو بیٹھے۔ تب پھر میرے دل میں ڈالا گیا کہ اس جگہ سے بھی میں ان کو اٹھا دوں۔ پھر میں ان کی طرف جھکا تو وہ اس جگہ کو بھی چھوڑ کر پھر چند انگلی کی مقدار پر پیچھے ہٹ گئے۔ پھر میرے دل میں ڈالا گیا کہ اس جگہ سے بھی ان کو اور زیادہ پائنتی کی طرف کیا جائے۔ تب پھر وہ چند انگلی پائنتی کی طرف کھسک کر ہو بیٹھے۔ القصہ میں ایسا ہی ان کی طرف کھسکتا گیا اور وہ پائنتی کی طرف کھسکتے گئے، یہاں تک کہ ان کو آخرکار چارپائی سے اترنا پڑا اور وہ زمین پر جو محض خاک تھی اور اس پر چٹائی وغیرہ کچھ نہ تھی، اتر کر بیٹھ گئے۔ اتنے میں تین فرشتے آسمان سے آئے۔ ایک کا نام ان میں سے خیراتی تھا۔ وہ بھی ان کے ساتھ زمین پر بیٹھ گئے اور میں چارپائی پر بیٹھا رہا۔ تب میں نے ان فرشتوں اور مولوی عبداللہ صاحب کو کہا کہ آؤ میں ایک دعا کرتا ہوں تم آمین کہو۔ تب میں نے یہ دعا کی کہ ’’رب اذھب عنی الرجس وطھرنی تطھیرا‘‘ اس کے بعد وہ تینوں فرشتے آسمان کی طرف اٹھ گئے اور مولوی عبداللہ صاحب بھی آسمان کی طرف اٹھ گئے اور میری آنکھ کھل گئی اور آنکھ کھلتے ہی میں نے دیکھا کہ ایک طاقت بالا مجھ کو ارضی زندگی سے بلندتر کھینچ کر لے گئی اور وہ ایک ہی رات تھی جس میں خدا نے بتام وکمال میری اصلاح کر دی اور مجھ میں وہ تبدیلی واقع ہوئی کہ جو انسان کے ہاتھ سے یا انسان کے ارادہ سے نہیں ہو سکتی۔‘‘

(حیات النبی ج ۱ ص ۹۵، ۹۶، مؤلفہ یعقوب علی ترابی قادیانی، تریاق القلوب ص ۹۴، خزائن ج ۱۵ ص ۳۵۱، ۳۵۲)

(۱۳) قرآن میں قادیان

’’اور یہ بھی مدت سے الہام ہو چکا ہے کہ ’’انا انزلناہ قریباً من القادیان‘‘ اس جگہ مجھے یاد آیا ہے کہ جس روز وہ الہام مذکورہ بالا جس میں قادیان میں نازل ہونے کا ذکر ہے ہوا تھا، اس روز کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم

مرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر با آواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا ''انا انزلناہ قریباً من القادیان ''تو میں نے سن کر بہت تعجب کیا کہ قادیان کا نام قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے......تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے اور میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے، مکہ اور مدینہ اور قادیان۔ یہ کشف تھا جو کئی سال ہوئے کہ مجھے دکھلایا گیا تھا۔'' (ازالہ اوہام ص ۷۳ تا ۷۷، خزائن ج ۳ ص ۱۳۸ تا ۱۴۱ حاشیہ)

(۱۴) تینوں مقامات

''ہم مدینہ منورہ کی عزت کر کے خانہ کعبہ کی ہتک کرنے والے نہیں ہو جاتے۔ اسی طرح ہم قادیان کی عزت کر کے مکہ معظّمہ یا مدینہ منورہ کی توہین کرنے والے نہیں ہو سکتے۔ خدا تعالیٰ نے ان تینوں مقامات کو مقدس کیا اور ان تینوں مقامات کو اپنی تجلیات کے اظہار کے لئے چنا۔'' (تقریر مرزا محمود خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج ۲۳ نمبر ۵۵ ص ۷ کالم ۴، مؤرخہ ۳ ستمبر ۱۹۳۵ء، خطبات محمود ج ۱۶ ص ۵۴۴)

(۱۵) خدائی مشاغل

اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی سے کہا: ''میں نماز پڑھوں گا اور روزہ رکھوں گا، جاگتا ہوں اور سوتا ہوں۔''

(الحکم قادیان ج ۷ نمبر ۵ ص ۱۶ کالم ۱، مؤرخہ ۱۳ فروری ۱۹۰۳ء، منقول از البشریٰ ج ۲ ص ۷۹، مجموعہ الہامات مرزا غلام احمد قادیانی، تذکرہ ص ۴۶۰، طبع چہارم)

خدا نے فرمایا: ''میں روزہ رکھوں گا اور افطار بھی کروں گا۔''

(مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۱۰ ص ۱۳۲، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۹۲، جدید مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۷۲۰، تذکرہ ص ۴۲۰، طبع چہارم)

''انی مع الاسباب اٰتیک بغتۃ انی مع الرسول اجیب اخطی و اصیب انی مع الرسول محیط میں اسباب کے ساتھ اچانک تیرے پاس آؤں گا۔ خطا کروں گا اور بھلائی کروں گا۔ میں اپنے رسول کے ساتھ محیط ہوں۔'' (البشریٰ جلد دوم ص ۷۹، مجموعہ الہامات مرزا غلام احمد قادیانی، تذکرہ ص ۴۶۲، طبع چہارم)

(۱۶) خدائی تعلقات

''انت منی بمنزلۃ ولدی تو مجھ سے بمنزلہ میرے فرزند کے ہے۔'' (حقیقت الوحی ص ۸۶، خزائن ج ۲۲ ص ۸۹)

''اسمع ولدی اے میرے بیٹے سن!'' (البشریٰ جلد اوّل ص ۴۹، مجموعہ الہامات مرزا غلام احمد قادیانی)

''یا قمر یا شمس انت منی و انا منک اے چاند اے سورج! تو مجھ سے ظاہر ہوا اور میں تجھ سے۔''

(حقیقت الوحی ص ۷۴، خزائن ج ۲۲ ص ۷۷، تذکرہ ص ۳۱، طبع چہارم)

''انت منی و انا منک، ظهورک ظهوری تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں، تیرا ظہور میرا ظہور ہے۔'' (تذکرہ ص ۷۰۴، طبع چہارم)

''انت منی بمنزلہ بروزی اور تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میں ہی ظاہر ہو گیا یعنی تیرا ظہور بعینہٖ میرا ظہور ہو گیا۔'' (تذکرہ ص ۶۰۴، طبع چہارم)

''انت من ماءنا وھم من فشل تو ہمارے پانی میں سے ہے اور وہ لوگ (بزدلی) فشل سے۔''

(انجام آتھم ص ۵۵، ۵۶، خزائن ج ۱۱ ص ۵۵، ۵۶، تذکرہ ص ۶۰۴، طبع چہارم)

''یحمدک اللّٰہ من عرشہ یحمدک اللّٰہ ویمشی الیک خداعرش پر سے تیری تعریف کرتا ہے۔خدا تیری تعریف کرتا ہے اور تیری طرف چلا آتا ہے۔'' (انجام آتھم ص ۵۵،خزائن ج ۱۱ص ۵۵،تذکرہ ص ۷۹، طبع چہارم)

''خدا قادیان میں نازل ہوگا۔'' (البشریٰ جلداوّل ص ۵۶،مجموعہ الہامات مرزاغلام احمد قادیانی)

''انا نبشرک بغلام مظہر الحق والعلی کان اللّٰہ نزل من السماء ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جس کے ساتھ حق کا ظہور ہوگا،گویا آسمان سے خدا اترے گا۔'' (حقیقت الوحی الاستفتاء ص ۸۵،خزائن ج ۲۲ص ۷۱۲)

(۱۷) تو مجھ سے، میں تجھ میں سے

''میں نے تجھ سے ایک خرید وفروخت کی ہے۔یعنی ایک چیز میری تھی جس کو تو مالک بنایا گیا اور ایک چیز تیری تھی جس کا میں مالک بن گیا۔تو بھی اس خرید وفروخت کا اقرار کر اور کہہ دے کہ خدا نے مجھ سے خرید وفروخت کی،تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ اولاد،تو مجھ میں سے ہے اور میں تجھ میں سے ہوں۔'' (مرزاغلام احمد قادیانی کا الہام،مندرجہ دافع البلاء ص ۸،خزائن ج ۱۸ص ۲۲۸)

(۱۸) آواہن

''میرا لوٹا ہوا مال تجھے ملے گا۔ میں تجھے عزت دوں گا اور تیری حفاظت کروں گا۔ یہ ہوگا، یہ ہوگا، یہ ہوگا اور پھر انتقال ہوگا۔ تیرے پر میرے کامل انعام ہیں......آواہن (خدا تیرے اندر اتر آیا)......تو مجھ میں اور تمام مخلوقات میں واسطہ ہے۔''

(کتاب البریہ ص ۷۵،۷۶،خزائن ج ۱۳ص ۱۰۱،۱۰۲)

(۱۹) الہامی حمل

''اسی طرح میری کتاب اربعین نمبر۴ص ۱۹میں بابوالٰہی بخش صاحب کی نسبت یہ الہام ہے......یعنی بابوالٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے۔مگر خداتعالیٰ تجھے اپنے انعام دکھلائے گا جو متواتر ہوں گے اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہوگیا ہے ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے۔'' (تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۴۳،خزائن ج ۲۲ص ۵۸۱)

''حضرت مسیح موعود نے ایک موقعہ پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی قوت کا اظہار فرمایا تھا سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے۔''

(ٹریکٹ نمبر۳۴،اسلامی قربانی ص ۱۲مؤلفہ قاضی یار محمد قادیانی،ریاض الہند پریس،امرتسر)

''مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں۔بذریعہ اس الہام کے......مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔'' (کشتی نوح ص ۴۷،خزائن ج ۱۹ص ۵۰)

''اس بارہ میں قرآن شریف میں بھی ایک اشارہ ہے اور وہ میرے لئے بطور پیش گوئی کے ہے،یعنی اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں اس امت کے بعض افراد کو مریم سے تشبیہ دیتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ وہ مریم عیسیٰ سے حاملہ ہوگئی اور اب ظاہر ہے کہ اس امت میں بجز میرے کسی نے اس بات کا دعویٰ نہیں کیا کہ میرا نام خدا نے مریم رکھا اور پھر اس مریم میں عیسیٰ کی روح پھونک دی ہے اور خدا کا کلام باطل نہیں۔ضرور ہے کہ اس امت میں کوئی اس کا مصداق ہو اور خود غور کر کے دیکھ لو اور دنیا میں تلاش کرلو کہ قرآن شریف کی اس آیت کا بجز میرے کوئی دنیا میں مصداق نہیں۔پس یہ پیش گوئی سورۂ تحریم میں خاص میرے لئے ہے اور وہ آیت یہ ہے:ومریم ابنت عمران التی احصنت

فرجها فنفخنا فيه من روحنا (سورۂ تحریم)'' (حقیقت الوحی ص ۳۳۷، ۳۳۸، خزائن ج ۲۲ ص ۳۵۰، ۳۵۱ حاشیہ)

(۲۰) خط کے دستخط

''۱۰؍جنوری ۱۹۰۶ء ایک رؤیا میں دیکھا کہ بہت سے ہندو آئے ہیں اور ایک کاغذ پیش کیا کہ اس پر دستخط کردو۔ میں نے کہا میں نہیں کرتا۔ انہوں نے کہا کہ پبلک نے کردیئے ہیں۔ میں نے کہا میں پبلک میں نہیں یا کہا کہ پبلک سے باہر ہوں۔ ایک اور بات بھی کہنے کو تھا، کیا خدا نے اس پر دستخط کردیئے ہیں۔ مگر یہ بات نہیں کی تھی کہ بیداری ہوگئی۔'' (مندرجہ مکاشفات ص ۴۸، مؤلفہ منظور الٰہی قادیانی، تذکرہ ص ۵۹۰، طبع چہارم)

(۲۱) خدا کی روشنائی کے دھبے

''ایک میرے مخلص عبداللہ نام پٹواری غوث گڈھ علاقہ ریاست پٹیالہ کے دیکھتے ہوئے اور ان کی نظر کے سامنے یہ نشان الٰہی ظاہر ہوا کہ اوّل مجھ کو کشفی طور پر دکھلایا گیا کہ میں نے بہت سے احکام قضاء وقدر کے اہل دنیا کی نیکی بدی کے متعلق اور نیز اپنے لئے اور اپنے دوستوں کے لئے لکھے ہیں اور پھر تمثل کے طور پر میں نے خدا تعالیٰ کو دیکھا اور وہ کاغذ جناب باری کے آگے رکھ دیا کہ وہ اس پر دستخط کر دیں۔ مطلب یہ تھا کہ یہ سب باتیں جن کے ہونے کے لئے میں نے ارادہ کیا ہے ہو جائیں۔ سو خدا تعالیٰ نے سرخی کی سیاہی سے دستخط کر دیئے اور قلم کی نوک پر جو سرخی زیادہ تھی، اس کو جھاڑا اور معاً جھاڑنے کے ساتھ ہی اس سرخی کے قطرے میرے کپڑوں اور عبداللہ کے کپڑوں پر پڑے اور چونکہ کشفی حالت میں انسان بیداری سے حصہ رکھتا ہے اس لئے مجھے جب کہ ان قطروں سے جو خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے گرنے اطلاع ہوئی۔ ساتھ ہی میں نے بہ چشم خود ان قطروں کو بھی دیکھا اور میں رقت دل کے ساتھ اس قصے کو میاں عبداللہ کے پاس بیان کر رہا تھا کہ اتنے میں اس نے بھی وہ تربتر قطرے کپڑوں پر پڑے ہوئے دیکھ لئے اور کوئی ایسی چیز ہمارے پاس موجود نہ تھی جس سے اس سرخی کے گرنے کا کوئی احتمال ہوتا اور وہی سرخی تھی جو خدا تعالیٰ نے اپنی قلم سے جھاڑی تھی۔ اب تک بعض کپڑے میاں عبداللہ کے پاس موجود ہیں جن پر وہ بہت سی سرخی پڑی تھی۔'' (تریاق القلوب ص ۳۴، خزائن ج ۱۵ ص ۱۹۷، حقیقت الوحی ص ۲۵۵، خزائن ج ۲۲ ص ۲۶۷، باختلاف الفاظ)

(۲۲) خدا کی انگریزی شان

''ایک دفعہ کی حالت یاد آئی ہے کہ انگریزی میں اوّل یہ الہام ہوا ''آئی لو یو۔'' یعنی میں تم سے محبت رکھتا ہوں۔ پھر یہ الہام ہوا ''آئی ایم ود یو۔'' یعنی میں تمہارے ساتھ ہوں۔ پھر الہام ہوا ''آئی شیل ہیلپ یو۔'' یعنی میں تمہاری مدد کروں گا۔ (انگریزی محاورہ کی رو سے اگر آئی کے ساتھ شیل کی جگہ وِل ہوتا تو الہام اور بھی قوی ہو جاتا۔ للمؤلف) پھر الہام ہوا ''آئی کین ویٹ آئی وِل ڈو۔'' یعنی میں کر سکتا ہوں جو چاہوں گا۔ پھر اس کے بعد بہت ہی زور سے جس سے بدن کانپ گیا یہ الہام ہوا۔ ''وی کین ویٹ وی وِل ڈو۔'' یعنی ہم کر سکتے ہیں جو چاہیں گے اور اس وقت ایک ایسا لہجہ اور تلفظ معلوم ہوا کہ گویا ایک انگریز ہے جو سر پر کھڑا ہو کر بول رہا ہے۔''

(براہین احمدیہ حصہ چہارم ص ۴۸۰، ۴۸۱، خزائن ج ۱ ص ۵۷۱، ۵۷۲ حاشیہ درحاشیہ نمبر ۳)

(۲۳) انگریزی فرشتہ

''ایک فرشتہ کو میں نے بیس برس کے نوجوان کی شکل میں دیکھا صورت اس کی مثل انگریزوں کے تھی اور میز کرسی لگائے ہوئے بیٹھا ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ آپ بہت ہی خوبصورت ہیں۔ اس نے کہا کہ ہاں میں درشنی آدمی ہوں۔'' (تذکرہ ص ۳۱ طبع اوّل، البدر ج ۳ نمبر ۲۷ ص ۴ کالم ۱، مؤرخہ ۱۶؍جولائی ۱۹۰۴ء، بہ تبدیلی الفاظ تذکرہ ص ۲۵، طبع چہارم، الحکم قادیان ج ۸ نمبر ۲۲ ص ۱۲ کالم ۱، مؤرخہ ۱۰؍جولائی ۱۹۰۴ء)

(۲۴) گویا حضرت ملکہ معظّمہ

’’رویا دیکھا کہ گویا حضرت ملکہ معظّمہ قیصرہ ہند سلمہا اللہ تعالیٰ ہمارے گھر میں رونق افروز ہوئی ہیں۔ اسی اثناء میں، میں نے مولوی عبدالکریم صاحب کو، جو میرے پاس بیٹھے ہیں، کہا کہ حضرت ملکہ معظّمہ کمال شفقت سے ہمارے ہاں قدم رنجہ فرما ہوئی ہیں اور دو روز قیام فرمایا ہے۔ ان کا کوئی شکریہ بھی ادا کرنا چاہئے۔‘‘

(مکاشفات ص ۱۷، مرتبہ منظور الٰہی قادیانی، تذکرہ ص ۳۳۷، طبع چہارم، الحکم قادیان ج ۳ نمبر ۲۴ ص ۳ کالم ۲، مؤرخہ ۱۰؍جولائی ۱۸۹۹ء)

(۲۵) دیکھ لیجئے

’’۸؍دسمبر ۱۹۰۲ء دوشنبہ نماز عصر سے قبل حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) نے رؤیا سنائی کہ میں دیکھتا ہوں کہ ایک جگہ پر وضو کرنے لگا تو معلوم ہوا کہ وہ زمین پولی ہے اور اس کے نیچے ایک غار سی چلی جاتی ہے۔ میں نے اس میں پاؤں رکھا تو دھنس گیا اور خوب یاد ہے کہ پھر میں نیچے ہی نیچے چلا گیا۔ پھر ایک جست کر کے میں اوپر آ گیا اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں ہوا میں تیر رہا ہوں اور ایک گڑھا ہے مثل دائرے کے گول اور اس قدر بڑا جیسے یہاں سے نواب صاحب کا گھر اور میں اس پر ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر تیر رہا ہوں۔ سید محمد احسن صاحب کنارہ پر تھے۔ میں نے ان کو بلا کر کہا کہ دیکھ لیجئے کہ عیسیٰ تو پانی پر چلتے تھے اور میں ہوا پر تیر رہا ہوں اور میرے خدا کا فضل ان سے بڑھ کر مجھ پر ہے۔ (شاید حضرت عیسیٰ بھی خواب ہی میں پانی پر چلتے تھے؟ للمؤلف) حامد علی میرے ساتھ ہے اور اس گڑھے پر ہم نے کئی پھیرے کئے، نہ ہاتھ نہ پاؤں ہلانے پڑتے ہیں، اور بڑی آسانی سے ادھر ادھر تیر رہے ہیں۔‘‘

(مکاشفات ص ۲۵، مؤلفہ منظور الٰہی قادیانی، تذکرہ ص ۴۴۵، طبع چہارم، البدر جلد اوّل نمبر ۷ ص ۵۵ کالم ۱، مؤرخہ ۱۲؍دسمبر ۱۹۰۲ء)

(۲۶) انشاپردازی

’’یہ بات بھی اس جگہ بیان کر دینے کے لائق ہے کہ میں خاص طور پر خدائے تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو انشاء پردازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں۔ کیونکہ جب میں عربی میں یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے۔‘‘

(نزول المسیح ص ۵۶، خزائن ج ۱۸ ص ۴۳۴)

(۲۷) الہامی شعر

’’کچھ دن گزرے ہیں کہ اس عاجز کو ایک عجیب خواب آیا۔ وہ یہ ہے کہ ایک مجمع زاہدین اور عابدین ہے اور ہر ایک شخص کھڑا ہو کر اپنے مشرب کا حال بیان کرتا ہے اور مشرب کے بیان کرنے کے وقت ایک شعر موزوں اس کے منہ سے نکلتا ہے۔ جس کا آخر لفظ قعود اور سجود اور شہود وغیرہ آتا ہے۔ جیسے یہ مصرع: تمام شب گزرانیم در قیام وسجود۔

چند زاہدین اور عابدین نے ایسے ایسے شعر اپنی تعریف میں پڑھے ہیں، پھر آخر پر اس عاجز نے اپنے مناسب حال سمجھ کر ایک شعر پڑھنا چاہا ہے۔ مگر اس وقت وہ خواب کی حالت جاتی رہی اور جو شعر اس خواب کی مجلس میں پڑھنا تھا، وہ بہ طور الہام زبان پر جاری ہو گیا اور وہ یہ ہے:

طریق زہد و تعبد نہ دانم اے زاہد خدائے من قدمم راند براہ داؤد‘‘

(حیات احمد ج ۲ نمبر ۲ ص ۸۶، مؤلفہ شیخ یعقوب علی عرفانی قادیانی)

(۲۸) الہامات کی زبان

’’اور یہ بالکل غیر معقول اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو جس کو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ اس میں تکلیف مالا یطاق ہے۔‘‘ (چشمہ معرفت ص۲۰۹، خزائن ج۲۳ ص۲۱۸)

’’زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے کہ بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں بھی ہوتے ہیں جن سے مجھے کچھ بھی واقفیت نہیں۔ جیسے انگریزی یا سنسکرت یا عبرانی وغیرہ۔‘‘ (نزول المسیح ص۵۷، خزائن ج۱۸ ص۴۳۵)

’’مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد ہذا چونکہ اس ہفتے میں بعض کلمات انگریزی وغیرہ الہام ہوئے ہیں اور اگرچہ بعض ان میں سے ایک ہندولڑکے سے دریافت کئے ہیں، مگر قابل اطمینان نہیں اور بعض من جانب اللہ بطور ترجمہ الہام ہوا تھا اور بعض کلمات شاید عبرانی ہیں ان سب کی تحقیق تنقیح ضرور ہے۔ تا بعد تنقیح جیسا کہ مناسب ہو آخر جزو میں کہ اب تک چھپی نہیں درج کئے جائیں۔ آپ جہاں تک ممکن ہو بہت جلد دریافت کر کے صاف خط میں جو پڑھا جاوے اطلاع بخشیں اور وہ کلمات یہ ہیں، پریشن، عمر براطوس یا پلاطوس۔ یعنی پڑطوس لفظ ہے یا پلاطوس لفظ ہے۔ بباعث سرعت الہام دریافت نہیں ہوا اور عمر عربی لفظ ہے۔ اس جگہ براطوس اور پریشن کے معنی دریافت کرنے ہیں کہ کیا ہیں اور کس زبان کے یہ لفظ ہیں۔ پھر دو لفظ اور ہیں: ’’ھو شعنا نعسا‘‘ معلوم نہیں کس زبان کے ہیں اور انگریزی یہ ہیں اوّل عربی فقرہ ہے۔ ’’یا داود عامل بالناس رفقا واحساناً‘‘ یومسٹ ڈو ہاٹ آئی ٹولڈ یو۔ تم کو وہ کرنا چاہئے جو میں نے فرمایا ہے۔ یہ اردو عبارت بھی الہامی ہے۔ پھر بعد اس کے ایک اور انگریزی الہام ہے اور ترجمہ اس کا الہامی نہیں بلکہ اس ہندولڑکے نے بتلایا ہے۔ فقرات کی تقدیم تاخیر کی صحت بھی معلوم نہیں اور بعض الہامات میں فقرات کا تقدم تاخر بھی ہو جاتا ہے۔ اس کو غور سے دیکھ لینا چاہئے اور وہ الہام یہ ہیں۔ دو آل من شڈ بی اینگری بٹ گاڈ از ود یو ہی شیل ہیلپ یو وَرڈس آف گاڈ ناٹ کین ایکسچینج۔

ترجمہ: اگر تمام آدم ناراض ہوں گے لیکن خدا تمہارے ساتھ ہوگا، وہ تمہاری مدد کرے گا۔ اللہ کے کام بدل نہیں سکتے۔ پھر بعد اس کے ایک دو اور الہام انگریزی ہیں جن میں سے کچھ تو معلوم ہے اور وہ یہ ہے۔ آئی شیل ہیلپ یو۔ مگر بعد اس کے یہ ہے، یو ہیو ٹو گو امرتسر۔ پھر ایک فقرہ ہے جس کے معنی معلوم نہیں اور وہ یہ ہے، ہی ہل ٹس ان دی ضلع پشاور۔ یہ فقرات ہیں، ان کی تنقیح سے لکھیں اور براہ مہربانی جلد تر جواب بھیج دیں تا اگر ممکن ہو تو اخیر جزو میں بعض فقرات بموضع مناسب درج ہو سکیں۔‘‘

(مکتوبات احمدیہ ج۱ ص۶۸، ۶۹، جدید مکتوبات احمد ج۱ ص۵۸۳، ۵۸۴، مکتوب نمبر۳۶)

(۲۹) نیا اسم

’’انی انا الصاعقۃ (مرزا قادیانی کا یہ الہام سن کر) مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے فرمایا کہ یہ اللہ کا نیا اسم ہے، آج تک کبھی نہیں سنا۔ حضرت اقدس (مرزا قادیانی) نے فرمایا بے شک۔‘‘ (تذکرہ ص۴۴۷، ۴۴۸، طبع چہارم)

’’خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ یلاش خدا ہی کا نام ہے۔ یہ ایک نیا الہامی لفظ ہے کہ اب تک میں نے اس کو اس صورت پر قرآن اور حدیث میں نہیں پایا اور نہ کسی لغت کی کتاب میں دیکھا۔ اس کے معنی میرے پر یہ کھولے گئے کہ یا لاشریک۔‘‘

(تحفہ گولڑویہ ص۶۹، خزائن ج۱۷ ص۲۰۳ حاشیہ)

(۳۰) انگریزی الہامات

میں تم سے محبت کرتا ہوں۔	*I love you.*
میں تمہارے ساتھ ہوں۔	*I am with you.*
ہاں میں خوش ہوں۔	*Yes, I am happy.*
زندگی دکھ ہے۔(یعنی موجودہ زندگی تمہاری تکالیف کی زندگی ہے)	*Life is pain.*
میں تمہاری مدد کروں گا۔	*I shall help you.*
میں کرسکتا ہوں جو چاہوں گا۔	*I can, what i will do.*
ہم کرسکتے ہیں جو چاہیں گے۔	*We cah, what will do.*
خدا تمہاری طرف ایک لشکر کے ساتھ چلا آتا ہے۔	*God is coming by His army.*
وہ دشمن کو ہلاک کرنے کے لئے تمہارے ساتھ ہے۔	*He is with you to Kill enemy.*
وہ دن آتے ہیں کہ خدا تمہاری مدد کرے گا۔	*The days shall come when God shall help you.*
خدائے ذوالجلال آفرینندہ زمین وآسمان۔	*Glory be to the Lord, God maker of earth and heaven.*

(حقیقت الوحی ص۳۰۳،۳۰۴، خزائن ج۲۲ص۳۱۶،۳۱۷)

تمہیں امرتسر جانا پڑے گا۔ص۳	*You have to go Amritsar.*
وہ ضلع پشاور میں ٹھہرتا ہے۔ص۴	*He halts in the Zila Peshawar.*
ایک اور کلام اور دو لڑکیاں۔ص۱۰۶	*Word and two girls.*
معقول آدمی۔ص۸۴	*Fair man.*

(البشریٰ جلد دوم، مجموعہ الہامات مرزا غلام احمد قادیانی)

"Though all men should be angry, but God is with you. He shall help you, words of God can not exchange.

اگر تمام آدمی ناراض ہوں گے مگر خدا تمہارے ساتھ ہے۔وہ تمہاری مدد کرے گا۔خدا کی باتیں بدل نہیں سکتیں۔''

(براہین احمدیہ حصہ چہارم ص۵۵۴، خزائن ج۱ص۶۶۰،۶۶۱ حاشیہ درحاشیہ نمبر۴)

پھر بعد اس کے دو فقرے انگریزی ہیں جن کے الفاظ کی صحت بباعث سرعت الہام ابھی تک معلوم نہیں اور وہ یہ ہیں:

"I shall give you a large party of Islam.

چونکہ اس وقت یعنی آج کے دن اس جگہ کوئی انگریزی خواں نہیں اور نہ اس کے پورے معنی کھلے ہیں۔اس لئے بغیر معنوں کے لکھا گیا۔''

(براہین احمدیہ حصہ چہارم ص۵۵۷، خزائن ج۱ص۶۶۴، حاشیہ درحاشیہ نمبر۴)

(۳۱) نرالی بشارت

’’جس دل پر در حقیقت آفتاب وحی الٰہی تجلی فرماتا ہے اس کے ساتھ ظن اور شک کی تاریکی ہرگز نہیں رہتی۔‘‘

(نزول المسیح ص۸۹، خزائن ج۱۸ص۴۶۷)

’’لیکن اگر کوئی کلام یقین کے مرتبہ سے کم تر ہو تو وہ شیطانی کلام ہے نہ ربانی۔‘‘ (نزول المسیح ص۱۰۸، خزائن ج۱۸ص۴۸۶)

’’(۱) بشیر الدولہ۔ (۲) عالم کباب۔ (۳) شادی خان۔ (۴) کلمۃ اللہ خاں (نوٹ از حضرت مسیح موعود) بذریعہ الہام الٰہی معلوم ہوا کہ میاں منظور محمد صاحب کے گھر میں یعنی محمدی بیگم کا ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جس کے یہ نام ہوں گے۔ یہ نام بذریعہ الہام الٰہی معلوم ہوئے۔

(نوٹ از مؤلف البشریٰ) اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ یہ پیش گوئی کب اور کس رنگ میں پوری ہوگی۔ گو حضرت اقدس نے اس کا وقوعہ محمدی بیگم کے ذریعہ سے فرمایا تھا مگر چونکہ وہ فوت ہو چکی ہے اس لئے اب تخصیص نام نہ رہی۔ بہرصورت یہ پیش گوئی متشابہات میں سے ہے۔‘‘ (البشریٰ ج۲ص۱۱۶، بابو منظور الٰہی قادیانی لاہوری، مجموعہ الہامات مرزا غلام احمد قادیانی)

(۳۲) وحی الٰہی

’’پہلے یہ وحی الٰہی ہوئی تھی کہ وہ زلزلہ جو نمونہ قیامت ہوگا بہت جلد آنے والا ہے اور اس کے لئے یہ نشان دیا گیا تھا کہ پیر منظور محمد لدھیانوی کی بیوی محمدی بیگم کو لڑکا پیدا ہوگا اور وہ لڑکا اس زلزلہ کے لئے ایک نشان ہوگا۔ اس لئے اس کا نام بشیر الدولہ ہوگا۔ کیونکہ وہ ہماری ترقی سلسلہ کے لئے بشارت دے گا۔ اسی طرح اس کا نام عالم کباب ہوگا۔ کیونکہ اگر لوگ توبہ نہیں کریں گے تو بڑی بڑی آفتیں دنیا میں آئیں گی۔ ایسا ہی اس کا نام کلمۃ اللہ اور کلمۃ العزیز ہوگا۔ کیونکہ وہ خدا کا کلمہ ہوگا۔ جو وقت پر ظاہر ہوگا اور اس کے لئے اور نام بھی ہوں گے۔ مگر بعد اس کے میں نے دعا کی کہ اس زلزلہ نمونہ قیامت میں کچھ تاخیر ڈال دی جائے۔ اس دعا کا اللہ تعالیٰ نے وحی میں خود ذکر فرمایا اور جواب بھی دیا ہے...... یعنی خدا نے دعا قبول کر کے اس زلزلہ کو کسی اور وقت پر ڈال دیا ہے اور یہ وحی الٰہی قریباً چار ماہ سے اخبار بدر اور الحکم میں چھپ کر شائع ہو چکی ہے اور چونکہ زلزلہ نمونہ قیامت آنے میں تاخیر ہوگئی اس لئے ضرور تھا کہ لڑکا پیدا ہونے میں بھی تاخیر ہوتی۔ لہٰذا پیر منظور محمد کے گھر میں ۱۷؍جولائی ۱۹۰۶ء میں بروز سہ شنبہ لڑکی پیدا ہوئی...... مگر یہ ضرور ہوگا کہ (کم) درجہ کے زلزلے آتے رہیں گے اور ضرور ہے کہ زمین نمونہ قیامت زلزلہ سے رکی رہے۔ جب تک کہ وہ موعود لڑکا پیدا ہو۔ یاد رہے کہ یہ خدا تعالیٰ کی بڑی رحمت کی نشانی ہے کہ لڑکی پیدا کر کے آئندہ بلا یعنی زلزلہ نمونہ قیامت کی نسبت تسلی دے دی...... اور اگر ابھی لڑکا پیدا ہو جاتا تو ہر ایک زلزلہ اور ہر ایک آفت کے وقت سخت غم اور اندیشہ دامن گیر ہوتا کہ شاید وہ وقت آ گیا اور تاخیر کچھ اعتبار نہ ہوتا۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۱۰۰، ۱۰۱، خزائن ج۲۲ص۱۰۳ حاشیہ)

(۳۳) قادیانی اسرار

’’اشتہار ۱۰؍جولائی ۱۸۸۷ء کی پیش گوئی کا انتظار کریں جس کے ساتھ یہ بھی الہام ہے...... اور تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ بات سچ ہے۔ کہہ ہاں مجھے اپنے رب کی قسم ہے کہ یہ سچ ہے اور تم اس بات کو وقوع میں آنے سے روک نہیں سکتے۔ ہم نے خود اس سے تیرا عقد نکاح باندھ دیا ہے۔ میری باتوں کو کوئی بدلا نہیں سکتا اور نشان دیکھ کر منہ پھیر لیں گے اور قبول نہیں کریں گے اور کہیں گے کہ یہ کوئی پکا فریب یا پکا جادو ہے۔ ۲۸، ۲۷، ۱۴، ۲، ۲۷، ۲، ۲۶، ۲، ۲۸، ۱، ۲۳، ۱۵، ۱۱، ۱، ۲، ۲۷، ۱۴، ۱۰، ۱، ۲۸، ۲۷، ۴۷، ۱۶، ۱۱، ۳۴، ۱۴، ۱۱، ۷، ۱، ۵، ۳۴، ۲۳، ۳۴، ۱۱، ۱۴، ۷، ۲۳، ۱۴، ۱، ۱، ۱۴، ۵، ۲۸، ۷، ۳۴، ۱، ۷، ۳۴، ۱۱، ۱۶، ۱، ۱۴، ۷، ۲، ۱، ۷، ۵، ۱، ۱۴، ۱۴، ۲، ۲۸، ۱، ۷، والسلام علی

من فھم اسرارنا وتبع الھدیٰ الناصح المشفق۔خاکسار غلام احمد قادیانی۔مؤرخہ ۲۷/دسمبر ۱۸۹۱ء‘‘
(مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۳۰۱، جدید مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۴۷، مندرجہ تبلیغ رسالت ج۲ ص۸۵)

(۳۴) گپت الہام

’’۲۷/دسمبر ۱۸۹۱ء، ۲۸، ۲۷، ۱۴، ۲، ۲۷، ۲، ۲۶، ۲، ۲۸، ۱، ۲۳، ۱۵، ۱۱، ۱، ۲، ۲۷، ۱۴، ۱۰، ۱، ۲۸، ۲۷، ۴۷، ۱۶، ۱۱، ۳۴، ۱۴، ۱۱، ۷، ۱، ۲۸، ۲، ۱۴، ۲، ۱۴، ۱، ۱۴، ۱، ۵، ۷، ۱، ۲، ۷، ۱۴، ۱، ۱۶، ۱۱، ۳۴، ۷، ۱، ۳۴، ۷، ۲۸، ۵، ۱۴، ۱، ۱، ۱۴، ۲۳، ۷، ۱۴، ۱۱، ۳۴، ۲۳، ۳۴، ۵، ۱، ۷‘‘
(البشریٰ ج۲ ص۱۷، مجموعہ الہامات مرزا غلام احمد قادیانی، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۳۰۱، جدید مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۴۷)

(۳۵) پتھر کی بھینس

’’مجھے ۲۱/رمضان المبارک ۱۳۱۶ھ جمعہ کی رات کو جس میں انتشار روحانیت مجھے محسوس ہوتا تھا اور میرے خیال میں تھا کہ یہ لیلۃ القدر ہے اور آسمان سے نہایت آرام اور آہستگی سے مینہ برس رہا تھا۔ایک رؤیا ہوا۔یہ رؤیا ان کے لئے ہے جو ہماری گورنمنٹ عالیہ کو ہمیشہ میری نسبت شک میں ڈالنے کے لئے کوشش کرتے ہیں۔میں نے دیکھا کہ کسی نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ اگر تیرا خدا قادر خدا ہے تو تو اس سے درخواست کر کہ یہ پتھر جو تیرے سر پر ہے،بھینس بن جائے۔تب میں نے دیکھا کہ ایک وزنی پتھر میرے سر پر ہے۔جس کو کبھی میں پتھر اور کبھی لکڑی خیال کرتا ہوں۔تب میں نے یہ معلوم کرتے ہی اس پتھر کو زمین پر پھینک دیا، پھر بعد اس کے میں نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ اس پتھر کو بھینس بنا دیا جائے اور میں اس دعا میں محو ہو گیا۔جب بعد اس کے میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ پتھر بھینس بن گیا ہے۔سب سے پہلے میری نظر اس کی آنکھوں پر پڑی۔اس کی بڑی روشن اور لمبی آنکھیں تھیں۔تب میں یہ دیکھ کر کہ خدا نے پتھر کو جس کی آنکھیں نہیں تھیں۔ایسی خوبصورت بھینس بنا دیا جس کی ایسی لمبی اور روشن آنکھیں ہیں اور خوبصورت اور مفید جان دار ہے۔خدا کی قدرت کو یاد کر کے وجد میں آ گیا اور بلا توقف سجدہ میں گرا۔‘‘ (حقیقت المہدی ص۱۰، خزائن ج۱۴ ص۴۴۳، ۴۴۴، تذکرہ ص۳۲۸، طبع چہارم)

(۳۶) بندر اور سؤر

’’تب آپ نے (یعنی مخالف نے)’’نزول المسیح‘‘ (روحانی خزائن ج۱۸ ص۴۱۵) میں سے حضرت مرزا صاحب کا وہ رؤیا پڑھا جس میں حضور نے لکھا ہے کہ میں نے دیکھا کہ میں ایک جنگل میں ہوں اور میرے اردگرد بہت سے درندے بندر اور سؤر وغیرہ ہیں اور اس سے استدلال یہ کیا کہ یہ احمدی جماعت کے لوگ ہیں۔‘‘ (پیغام صلح لاہور ج۲۲ نمبر۲۱ ص۱۵ کالم۳، مؤرخہ ۷/اپریل ۱۹۳۴ء)

(۳۷) بندر اور سؤر ہو گئے

’’یہودی لوگ جو مورد لعنت ہو کر بندر اور سؤر ہو گئے تھے۔ان کی نسبت بھی تو بعض تفسیروں میں لکھا ہے۔وہ بظاہر انسان تھے۔لیکن ان کی باطنی حالت بندروں اور سؤروں کی طرح ہو گئی تھی اور حق کے قبول کرنے کی توفیق بکلی ان سے سلب ہو گئی تھی اور مسخ شدہ لوگوں کی یہی تو علامت ہے کہ اگر حق کھل بھی جائے تو اس کو قبول نہیں کر سکتے۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۳۹۷، جدید مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۳۲۵)

(۳۸) بلی کو پھانسی

’’میں نے دیکھا کہ ایک بلی ہے اور گویا کہ ایک کبوتر ہمارے پاس ہے۔وہ اس پر حملہ کرتی ہے۔بار بار ہٹانے سے باز نہیں آتی تو

آخر میں نے اس کا ناک کاٹ دیا ہے اور خون بہہ رہا ہے۔ پھر بھی باز نہ آئی تو میں نے اسے گردن سے پکڑ کر اس کا منہ زمین سے رگڑنا شروع کیا۔ بار بار رگڑتا تھا۔ لیکن پھر بھی سر اٹھاتی جاتی تھی۔ تو آخر میں نے کہا کہ آؤ اسے پھانسی دے دیں۔''

(مکاشفات ص۳۳، مؤلفہ منظور الٰہی قادیانی، تذکرہ ص۴۸۳، طبع چہارم)

(۳۹) ہندوؤں کا خواب

''ہندوؤں کے بارے میں (مرزا قادیانی نے) فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس عالم گیر طوفان وبا (طاعون) میں یہ ہندوؤں کی قوم بھی اسلام کی طرف توجہ کرے گی۔ چنانچہ جب ہم نے باہر مکان بنوانے کی تجویز کی تھی تو ایک ہندو نے ہم کو آ کر کہا تھا کہ ہم تو قوم سے علیحدہ ہو کر آپ ہی کے پاس باہر رہا کریں گے۔ دو دفعہ ہم نے رؤیا میں دیکھا کہ بہت سے ہندو ہمارے آگے سجدہ کرنے کی طرح جھکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اوتار ہیں اور کرشن ہیں اور ہمارے آگے نذریں دیتے ہیں اور ایک دفعہ الہام ہوا ہے، کرشن رودر گوپال تیری مہما ہو۔ تیری استتی گیتا میں موجود ہے۔ لفظ رودر کے معنی نذیر اور گوپال کے معنی بشیر کے ہیں۔''

(ملفوظات ج۳ ص۲۷۰، ۲۷۱، جدید ملفوظات ج۲ ص۲۰۱، ملفوظات احمدیہ حصہ چہارم ص۱۴۲، مرتبہ منظور الٰہی قادیانی)

(۴۰) خواب خرگوش

''(غالباً) نومبر ۱۹۰۶ء میں رؤیا دیکھا کہ میں گھوڑے پر سوار ہوں اور کسی طرف جا رہا ہوں اور جاتے ہوئے آگے بالکل تاریکی ہوگئی تو میں (یعنی مرزا قادیانی) واپس آ گیا اور میرے ساتھ کچھ عورتیں بھی ہیں۔ واپس آتے ہوئے بھی راستہ میں گرد و غبار کے سبب بہت تاریکی ہوگئی اور گھوڑے کی باگ کو میں نے ٹٹول کر ہاتھ میں پکڑا ہوا ہے۔ چند قدم چل کر روشنی ہوئی۔ آگے دیکھا کہ ایک بڑا چبوترہ ہے۔ اس پر اتر پڑا۔ وہاں چند ایک لڑکے ہیں، انہوں نے شور مچایا کہ مولوی عبدالکریم آ گئے۔ پھر میں نے دیکھا کہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم آ رہے ہیں۔ ان کے ساتھ میں نے مصافحہ کیا اور السلام علیکم کہا۔ مولوی صاحب مرحوم نے ایک چیز نکال کر مجھے بطور تحفہ دی اور کہا بشپ جو پادریوں کا افسر ہے، وہ بھی اسی سے کام چلاتا ہے۔ وہ چیز اس طرح سے ہے جیسے کہ خرگوش ہوتا ہے۔ بادامی رنگ۔ اس کے آگے ایک بڑی نالی لگی ہوئی ہے اور نالی کے آگے ایک قلم لگا ہوا ہے۔ اس نالی کے اندر ہوا بھری جاتی ہے جس سے وہ قلم بغیر محنت بہ آسانی چلنے لگتا ہے۔ میں نے کہا میں نے تو یہ قلم نہیں منگوایا۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ مولوی محمد علی صاحب نے منگوایا ہوگا۔ میں نے کہا کہ اچھا میں مولوی صاحب کو دے دوں گا۔ اس کے بعد بیداری ہوگئی۔''

(الفضل قادیان ج۱۶ نمبر۲۱ ص۱۰ کالم۲، ۳، مؤرخہ ۱۱؍ستمبر ۱۹۲۸ء، تذکرہ ص۶۸۰، ۶۸۱، طبع چہارم)

(۴۱) ہاتھی سے فرار

''رؤیا (مرزا قادیانی نے) فرمایا ہم ایک جگہ جا رہے ہیں۔ ایک ہاتھی دیکھا اس سے بھاگے اور ایک اور کوچہ میں چلے گئے۔ لوگ بھی بھاگے جاتے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ ہاتھی کہاں ہے۔ لوگوں نے کہا کہ وہ کسی اور کوچہ میں چلا گیا ہے۔ ہمارے نزدیک نہیں آیا۔ پھر نظارہ بدل گیا، گویا گھر میں بیٹھے ہیں۔ قلم پر میں نے دو نوک لگائے ہیں جو ولایت سے آئے ہیں۔ پھر میں کہتا ہوں یہ بھی نامرد ہی نکلا۔ اس کے بعد الہام ہوا۔ ان شاء اللہ عزیز ذوانتقام۔''

(تذکرہ ص۵۰۴، طبع چہارم)

(۴۲) شیر کا شکار

''(مرزا صاحب نے) فرمایا میں نے دیکھا کہ زار روس کا سونٹا میرے ہاتھ آ گیا ہے۔ وہ بڑا لمبا اور خوبصورت ہے۔ پھر میں

نے غور سے دیکھا تو وہ بندوق ہے اور یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ بندوق ہے بلکہ اس میں پوشیدہ نالیاں بھی ہیں۔ گویا بظاہر سونٹا معلوم ہوتا ہے اور وہ بندوق بھی ہے اور پھر دیکھا کہ خوارزم بادشاہ جو بوعلی سینا کے وقت میں تھا، ان کی تیر کمان میرے ہاتھ میں ہے۔ بوعلی سینا بھی میرے پاس ہی کھڑا ہے اور اس تیر کمان سے ایک شیر کو بھی شکار کیا۔'' (تذکرہ ص ۴۵۸، ۴۵۰، طبع چہارم)

''رات کو خواب میں دیکھا کہ گویا زار روس کا سونٹا میرے ہاتھ میں ہے اور اس میں پوشیدہ طور پر بندوق کی نالی بھی ہے۔ دونوں کام نکالتا ہے اور پھر دیکھا کہ وہ بادشاہ جس کے پاس بوعلی سینا تھا اس کی کمان میرے پاس ہے اور میں نے اس کمان سے ایک شیر کی طرف تیر چلایا اور شاید بوعلی سینا بھی میرے پاس کھڑا ہے اور وہ بادشاہ بھی۔ (یہ مرزا قادیانی کی کشفی تاریخ ہے۔ ورنہ شیخ بوعلی سینا ۴۲۸ھ میں وفات پاچکا تھا اور خوارزم شاہی سلطنت کے ساتوں بادشاہوں کی کل مدت ۴۹۰ھ سے ۶۲۸ھ تک ہے۔ للمؤلف)''

(تذکرہ ص ۴۵۸، ۴۵۹، طبع چہارم)

(۴۳) موسیٰ کا تخیل

''میں مصر کے دریائے نیل پر کھڑا ہوں اور میرے ساتھ بہت سے بنی اسرائیل ہیں اور میں اپنے آپ کو موسیٰ سمجھتا ہوں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم بھاگے چلے آتے ہیں۔ نظر اٹھا کر پیچھے دیکھا تو معلوم ہوا کہ فرعون ایک لشکر کثیر کے ساتھ ہمارے تعاقب میں ہے اور اس کے ساتھ بہت سامان مثل گھوڑے وگاڑیوں ورتھوں کے ہیں اور وہ ہمارے بہت قریب آگیا ہے۔ میرے ساتھی بنی اسرائیل بہت گھبرائے ہوئے ہیں اور اکثر ان میں سے بے دل ہوگئے ہیں اور بلند آواز سے چلاتے ہیں کہ اے موسیٰ ہم پکڑے گئے۔ تو میں نے بلند آواز سے کہا، ''کلا ان معی ربی سیھدین'' اتنے میں میں بیدار ہوگیا اور زبان پر یہی الفاظ جاری تھے۔''

(تذکرہ ص ۴۵۴، طبع چہارم)

(۴۴) خاکسار پیپر منٹ

''حضور (مرزا قادیانی) کی طبیعت ناساز تھی۔ حالت کشفی میں ایک شیشی دکھائی گئی جس پر لکھا ہوا تھا، خاکسار پیپر منٹ۔''

(اخبار الحکم قادیان ج ۹ نمبر ۷ ص ۱۲ کالم ۴، مؤرخہ ۲۴ رفروری ۱۹۰۵ء، مکاشفات ص ۳۸، مؤلفہ منظور الٰہی قادیانی، تذکرہ ص ۵۲۷، طبع چہارم)

(۴۵) کولا وائن

''۵ رمئی ۱۹۰۶ء رؤیا۔ ایک شخص نے ایک دوائی کولا وائن کی ایک بوتل دی جو سرخ رنگ کی دوائی ہے اور بوتل بند کی ہوئی ہے اور اس پر رسیاں لپٹی ہوئی ہیں۔ ظاہر دیکھنے میں تو بوتل ہی نظر آتی ہے۔ مگر جس شخص نے دی ہے وہ یہ کہتا ہے کہ یہ کتاب دیتا ہوں۔''

(مکاشفات ص ۵۲، مؤلفہ منظور الٰہی قادیانی، تذکرہ ص ۶۱۲، طبع چہارم)

(۴۶) درد دندان

''نشان (نبوت) ایک دفعہ مجھے دانت میں سخت درد ہوئی۔ ایک دم قرار نہ تھا۔ کسی شخص سے میں نے دریافت کیا کہ اس کا کوئی علاج ہے۔ اس نے کہا کہ علاج دندان اخراج دندان اور دانت نکالنے سے میرا دل ڈرا۔ تب اس وقت مجھے غنودگی آگئی اور میں زمین پر بے تابی کی حالت میں بیٹھا ہوا تھا اور چارپائی پاس بچھی تھی۔ میں نے بے تابی کی حالت میں اس چارپائی کی پائنتی پر اپنا سر رکھ دیا اور تھوڑی سی

نیند آ گئی۔ جب میں بیدار ہوا تو درد کا نام ونشان نہ تھا اور زبان پر یہ الہام جاری تھا، اذا مرضت فھو یشفین‘‘

(حقیقت الوحی ص ۳۵، خزائن ج ۲۲ ص ۲۴۶، ۲۴۷)

(۴۷) عدالتی الہام

’’ایک دفعہ جب میں گورداسپور میں ایک فوجداری کے مقدمہ کی وجہ سے (جو کرم دین جہلمی نے میرے پر دائر کیا تھا) موجود تھا۔ مجھے الہام ہوا: ’’یسئلونک عن شانک قل اللّٰہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون ‘‘یعنی تیری شان کے بارہ میں پوچھیں گے کہ تیری کیا شان اور کیا مرتبہ ہے۔ کہہ وہ خدا ہے جس نے مجھے یہ مرتبہ بخشا ہے۔ پھر ان کو اپنی لہو ولعب میں چھوڑ دے۔ سو میں نے یہ الہام اپنی اس جماعت کو جو گورداسپور میں میرے ہمراہ تھی جو چالیس آدمی سے کم نہیں ہوں گے سنا دیا...... پھر بعد اس کے جب ہم کچہری میں گئے تو فریق ثانی کے وکیل نے مجھ سے یہی سوال کیا کہ آپ کی شان اور آپ کا مرتبہ ایسا ہے جیسا کہ تریاق القلوب کتاب میں لکھا ہے۔ میں نے جواب دیا کہ ہاں خدا کے فضل سے یہی مرتبہ ہے۔ اسی نے یہ مرتبہ مجھے عطاء کیا ہے۔ تب وہ الہام جو خدا کی طرف سے صبح کے وقت ہوا تھا، قریباً عصر کے وقت پورا ہو گیا اور ہماری تمام جماعت کے زیادت ایمان کا موجب ہوا۔‘‘

(حقیقت الوحی ص ۲۶۵، ۲۶۶، خزائن ج ۲۲ ص ۲۷۷، ۲۷۸)

(۴۸) بیداری اور خواب

’’خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کو اپنے دشمنوں کی طرف سے چھ مقدمات پیش آئے۔ چار فوجداری، ایک دیوانی اور ایک مالی...... اور یہ مقدمات ان مقدمات کے علاوہ ہیں جو جائیداد وغیرہ کے متعلق دادا صاحب (مرزا قادیانی کے والد) کی زندگی میں اور ان کے بعد پیش آتے رہے۔‘‘ (سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۲۲۳، روایت نمبر ۲۳۷، جدید ج ۱ حصہ اوّل ص ۲۲۲، روایت نمبر ۲۴۲)

’’۱۳؍مئی ۱۹۰۵ء خواب میں دیکھا جیسا ہم ایک عدالت میں ہیں اور ایک مقدمہ ہے۔ شبہ گزرتا ہے کہ مجسٹریٹ ایک شخص ڈپٹی قائم علی ہے اور اس کے سررشتہ دار ہمارے بھائی غلام قادر صاحب مرحوم ہیں اور ہم تینوں ایک ہی جگہ بیٹھے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا ہم مدعی ہیں اور مدعا علیہ کو بلوانا ہے۔ مجسٹریٹ نے سررشتہ دار کے کان میں کچھ کہا جس کو ہم نے بھی سن لیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ یہ پچیس روپیہ طلبانہ داخل کر دیں اور فریق ثانی کو بلوایا جاوے۔ ہم نے جیب سے پچیس روپیہ دے دیئے اور فریق مخالف کو طلب کیا گیا۔‘‘

(مکاشفات ص ۴۰، مؤلفہ منظور الٰہی قادیانی، تذکرہ ص ۵۸۴ طبع چہارم)

’’یہ خواب آئی میں نے دیکھا کہ عبداللہ سنوری میرے پاس آیا ہے اور وہ ایک کاغذ پیش کر کے کہتا ہے کہ اس کاغذ پر میں نے حاکم سے دستخط کرانا ہے اور جلدی جانا ہے۔ میری عورت سخت بیمار ہے اور کوئی مجھے پوچھتا نہیں۔ دستخط نہیں ہوتے۔ اس وقت میں نے عبداللہ کے چہرے کی طرف دیکھا تو زرد رنگ اور سخت گھبراہٹ اس کے چہرے پر ٹپک رہی ہے۔ میں نے اس کو کہا کہ یہ لوگ روکھے ہوتے ہیں۔ نہ کسی کی سفارش مانیں اور نہ کسی کی شفاعت۔ میں تیرا کاغذ لے جاتا ہوں۔ آگے جب کاغذ لے کر گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص مٹھن لال نام جو کسی زمانہ بٹالہ میں اکسٹرا اسسٹنٹ تھا، کرسی پر بیٹھا ہوا کچھ کام کر رہا ہے اور گرد اس کے عملہ کے لوگ ہیں۔ میں نے جا کر کاغذ اس کو دیا اور کہا کہ یہ ایک میرا دوست ہے اور پرانا دوست ہے اور واقف ہے۔ اس پر دستخط کر دو۔ اس نے بلاتأمل اسی وقت لے کر دستخط کر دیئے۔ پھر میں نے واپس آ کر وہ کاغذ ایک شخص کو دیا اور کہا خبردار ہوش سے پکڑو، ابھی دستخط گیلے ہیں اور پوچھا کہ عبداللہ کہاں

ہے۔انہوں نے کہا کہ کہیں باہر گیا ہے۔بعد اس کے آنکھ کھل گئی اور ساتھ پھر غنودگی کی حالت ہوگئی۔تب میں نے دیکھا کہ اس وقت میں کہتا ہوں مقبول کو بلاؤ۔اس کے کاغذ پر دستخط ہوگئے ہیں۔‘‘ (مکاشفات ص۴۳، مؤلفہ منظور الٰہی قادیانی، تذکرہ ص۵۶۰،۵۶۱، طبع چہارم)

’’۱۷،۱۸؍نومبر ۱۹۰۱ء کی درمیانی شب رؤیا دیکھا کہ ایک سپاہی وارنٹ لے کر آیا ہے اور اس نے میرے ہاتھ پر ایک رسی سی لپیٹی ہے تو میں اسے کہہ رہا ہوں کہ یہ کیا ہے۔ مجھے تو اس سے ایک لذت اور سرور آرہا ہے۔وہ لذت ایسی ہے کہ میں اسے بیان نہیں کر سکتا۔ پھر اسی اثناء میں میرے ہاتھ میں معاً ایک پروانہ دیا گیا ہے۔کسی نے کہا کہ یہ اعلیٰ عدالت سے آیا ہے۔وہ پروانہ بہت ہی خوشخط لکھا ہوا تھا اور میرے بھائی مرزا غلام قادر صاحب مرحوم کا لکھا ہوا تھا۔ میں نے اس پروانہ کو جب پڑھا تو اس میں لکھا ہوا تھا، عدالت عالیہ نے اسے بری کیا ہے۔‘‘ (مکاشفات ص۲۱، مؤلفہ منظور الٰہی قادیانی، تذکرہ ص۴۱۳، طبع چہارم)

’’خواب میں مجھ کو دکھلایا گیا کہ ایک دوکاندار کی طرف میں نے کسی قدر قیمت بھیجی تھی کہ وہ ایک عمدہ اور خوشبودار چیز بھیج دے۔ اسی نے قیمت رکھ کر ایک بدبودار چیز بھیج دی۔وہ چیز دیکھ کر مجھے غصہ آیا اور میں نے کہا جاؤ، دوکاندار کو کہو کہ وہی چیز دے ورنہ میں اس دغا کی اس پر نالش کروں گا اور پھر عدالت سے کم سے کم چھ ماہ کی اس کو سزا ملے گی اور امید تو زیادہ کی ہے۔تب دوکاندار نے شاید یہ کہلا بھیجا کہ یہ میرا کام نہیں یا میرا اختیار نہیں اور ساتھ ہی یہ کہلا بھیجا کہ ایک سودائی پھرتا ہے، اس کا اثر میرے دل پر پڑ گیا اور میں بھول گیا اور اب وہی چیز دینے کو تیار ہوں۔‘‘ (مکاشفات ص۱۰، مؤلفہ منظور الٰہی قادیانی، تذکرہ ص۲۳۱، طبع چہارم)

’’۲۸؍مئی ۱۹۰۵ء رؤیا۔شیخ رحمت اللہ صاحب کی ایک گھڑی میرے پاس ہے اور ایک ایسی چیز جیسے ترازو کے دو پلڑے ہوتے ہیں۔مثل جھیوروں کی بہنگھی کے۔میں ایک ڈولی میں بیٹھا ہوا ہوں۔پھر کسی نے میاں شریف احمد کو اس میں بٹھا دیا اور اس کو چکر دینا شروع کیا۔اتنے میں گھڑی گر گئی اور اس جگہ قریب ہی گری ہے۔میں کہتا ہوں کہ اس کو تلاش کرو، ایسا نہ ہو کہ محمد حسین نالش کر دے۔‘‘

(مکاشفات ص۴۱، مؤلفہ منظور الٰہی قادیانی، تذکرہ ص۵۵۲، طبع چہارم)

(۴۹) ایک اہلکار

’’حضرت مرزا صاحب سیالکوٹ میں جا کر اہلمد متفرقات کی آسامی پر ملازم ہوئے۔یہ ۱۸۶۸ء تک کا واقعہ ہے...... دنیا کے تمام علاقوں میں سے سیالکوٹ کے علاقہ ہی کو یہ عزت حاصل ہوئی کہ آپ نے وہاں اپنی عمر کے چند سال بطور ایک اہلکار کے گزارے...... لالہ بھیم سین صاحب وکیل جن کے نانا ڈپٹی مٹھن لال صاحب بٹالہ میں اکسٹرا اسسٹنٹ تھے، ان کے بڑے رفیق تھے۔‘‘

(حیات النبی ج۱ ص۵۸،۵۹، مؤلفہ شیخ یعقوب علی عرفانی قادیانی)

(۵۰) محافظ دفتر

’’ایک مرتبہ اس عاجز نے خواب میں دیکھا کہ ایک عالی شان حاکم یا بادشاہ کا ایک خیمہ لگا ہوا ہے اور لوگوں کے مقدمات فیصل ہو رہے ہیں اور ایسا معلوم ہوا کہ بادشاہ کی طرف سے یہ عاجز محافظ دفتر کا عہدہ رکھتا ہے اور جیسے دفتروں میں مثلیں ہوتی ہیں، بہت سی مثلیں پڑی ہوئی ہیں اور اس عاجز کے تحت میں ایک شخص نائب محافظ دفتر کی طرح ہے۔اتنے میں ایک اردلی دوڑتا ہوا آیا کہ مسلمانوں کی مثل پیش ہونے کا حکم ہے، وہ جلد نکالو۔‘‘ (تذکرہ ص۶۰،۶۱، طبع چہارم)

(۵۱) مرزا حاضر ہے

’’میں ایک دفعہ کیا دیکھتا ہوں کہ میں کچہری میں گیا ہوں۔ دیکھا تو اللہ تعالیٰ ایک حاکم کی صورت پر کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اور ایک طرف ایک سررشتہ دار ہے کہ ہاتھ میں ایک مسل لئے ہوئے پیش کررہا ہے۔ حاکم نے مسل اٹھا کر کہا کہ مرزا حاضر ہے تو میں نے باریک نظر سے دیکھا کہ ایک کرسی اس کے ایک طرف خالی پڑی ہوئی معلوم ہوئی۔ اس نے مجھے کہا کہ اس پر بیٹھو اور مسل اس کے ہاتھ میں لی ہوئی ہے۔ اتنے میں میں بیدار ہوگیا۔‘‘ (ملفوظات ج۵ ص۵۲، جدید ملفوظات ج۳ ص۵۱، مکاشفات ص۲۸، ۲۹، مؤلفہ منظور الٰہی قادیانی)

(۵۲) خدائی لیڈر

’’مولوی عبدالکریم صاحب جب گھر آئے تو انہوں نے غیرت کے جوش میں اپنی بیوی کو بہت کچھ سخت سست کہا۔ حتیٰ کہ ان کی یہ غصہ کی آواز نیچے مسیح موعود نے اپنے مکان میں بھی سن لی۔ چنانچہ اس واقعہ کے متعلق اسی شب حضرت صاحب (مرزا قادیانی) کو یہ الہام ہوا کہ یہ طریق اچھا نہیں اس سے روک دیا جائے مسلمانوں کے لیڈر عبدالکریم کو۔ لطیفہ یہ ہوا کہ صبح مولوی صاحب مرحوم تو اپنی اس بات پر شرمندہ تھے اور لوگ انہیں مبارک بادیں دے رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام مسلمانوں کا لیڈر رکھا ہے۔‘‘

(سیرت المہدی حصہ دوم ص۷۸، روایت نمبر۴۰۸، جدید ج۱ حصہ دوم ص۳۶۵، روایت نمبر۴۱۱)

(۵۳) اکیس، اکیس، اکیس

’’رؤیا میں میں نے مولوی عبدالکریم صاحب کو دیکھا اور فوت شدہ خیال کر کے ان سے کہا کہ میری عمر اتنی ہو کہ سلسلہ کی تکمیل کے واسطے کافی وقت مل جائے۔ اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ تحصیلدار۔ میں نے انہیں کہا کہ آپ غیر متعلق بات کیوں کرتے ہیں۔ جس امر کے لئے کہا ہے اس کے لئے دعا کریں تو انہوں نے سینہ تک ہاتھ اٹھائے۔ مگر آگے نہ اٹھائے اور کہا اکیس اکیس اور یہ ہی کہتے ہوئے چلے گئے۔‘‘ (صادقوں کی روشنی ص۷، ۸، انوار العلوم ج۱ ص۹۲)

(۵۴) ایک بزرگ سے کشتم کشتا

’’مرزا کو رؤیا ہوئی کہ میں ایک قبر پر بیٹھا ہوں۔ صاحب قبر میرے سامنے بیٹھا ہے۔ میرے دل میں خیال آیا کہ آج بہت سی دعائیں امور ضروری کے متعلق مانگ لوں اور یہ شخص آمین کہتا جاوے۔ آخر میں نے دعائیں مانگنا شروع کیں۔ جن میں سے بعض دعائیں یاد ہیں اور بعض بھول گئیں۔ ہر ایک دعا پر وہ شخص بڑی شرح صدر سے آمین کہتا تھا۔ ایک دعا یہ ہے کہ الٰہی! میرے سلسلے کو ترقی ہو اور تیری نصرت اور تائید اس کے شامل حال ہو اور بعض دعائیں اپنے دوستوں کے حق میں تھیں۔ اتنے میں خیال آیا کہ یہ دعا بھی مانگ لوں کہ میری عمر ۹۵ سال ہو جاوے۔ میں نے دعا کی اس نے آمین نہ کہی۔ میں نے وجہ پوچھی وہ خاموش ہو رہا۔ پھر میں نے اس سے سخت تکرار اور اصرار شروع کیا۔ یہاں تک کہ اس سے ہاتھا پائی کرتا تھا۔ بہت عرصہ کے بعد اس نے کہا اچھا دعا کرو میں آمین کہوں گا۔ چنانچہ میں نے دعا کی کہ میری عمر ۹۵ برس کی ہو جاوے۔ اس نے آمین کہی۔ (لیکن افسوس کہ دعا قبول نہیں ہوئی۔ پانچ سال کے بعد ۱۹۰۸ء میں مرزا غلام احمد فوت ہوگئے۔ شاید بزرگ صاحب نے آمین دل سے نہ کہی ہو۔ للمؤلف)‘‘ (کشف مرزا غلام احمد قادیانی مندرجہ اخبار الحکم قادیان ج۷ نمبر۴۶، ۴۷ ص۱۵ کالم۱، مؤرخہ ۱۷، ۲۴؍ دسمبر ۱۹۰۳ء، مکاشفات ص۴۴، مؤلفہ منظور الٰہی قادیانی، تذکرہ ص۴۹۷، طبع چہارم)

(۵۵) عمر کی بشارت

’’میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی ہے اور میں ۱۸۵۷ء میں سولہ برس یا سترھویں برس میں تھا اور ابھی ریش و بردت کا آغاز نہیں تھا۔‘‘ (کتاب البریہ ص ۱۴۶، روحانی خزائن ج ۱۳ ص ۱۷۷ ا حاشیہ)

’’بیان کیا مجھ سے مولوی شیر علی صاحب نے کہ حضرت مسیح موعود فرماتے تھے کہ جب سلطان احمد پیدا ہوا اس وقت ہماری عمر صرف سولہ سال کی تھی۔‘‘ (سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۲۵۶، روایت نمبر ۱۷۸، جدید جلد اوّل حصہ اوّل ص ۲۵۵، روایت نمبر ۲۸۳)

’’۱۶؍ مئی ۱۹۰۱ء اللہ تعالیٰ حاضر ہے میں سچ کہوں گا۔ میری عمر ساٹھ سال کے قریب ہے۔ (مرزا غلام احمد قادیانی کا بیان جو اس نے عدالت گورداسپور میں بطور گواہ مدعا علیہ مرزا نظام الدین کے مقدمہ میں دیا)‘‘

(منقول از کتاب منظور الٰہی ص ۲۴۱، منظور الٰہی قادیانی لاہوری، مندرجہ الحکم قادیان ج ۵ نمبر ۲۸ ص ۷ کالم ۱، مؤرخہ ۳۱؍ جولائی ۱۹۰۱ء)

’’واراد واموتنا واشاعوا فیه خبراً، فبشرنا ربنا بثمانین سنة من العمر او هو اکثر عدداً وموت ماخواستند ودراں پیش گوئی کردند پس خدائے ما مارا بشارت ہشتاد سال عمر داد بلکہ شاید ازیں زیادہ و مارا گروہے (یعنی بشارت ہوئی کہ عمر اسّی سال ہوگی یا اس سے زیادہ)‘‘ (مواہب الرحمٰن ص ۲۱، خزائن ج ۱۹ ص ۲۳۹)

’’چونکہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ دشمن میری موت کی تمنا کریں گے تا یہ نتیجہ نکالیں کہ جھوٹا تھا تب ہی جلد مر گیا۔ اس لئے پہلے ہی اسے اس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا: ’’ثمانین حولا او قریبا من ذالک او تزید علیه سنینا وتری نسلا بعیدا ‘‘ یعنی تیری عمر اسّی برس کی ہوگی، یا دو چار کم یا چند سال زیادہ اور تو اس قدر عمر پائے گا کہ ایک دور کی نسل کو دیکھ لے گا اور یہ الہام قریباً پینتیس برس سے ہو چکا ہے۔ (یعنی قریباً ۱۸۶۵ء میں، لیکن درحقیقت مرزا قادیانی نے صرف ۶۸ سال عمر پائی۔ اندازہ غلط نکلا۔ اللہ تعالیٰ کو فضول بیچ میں ڈالا۔ للمؤلف)‘‘ (اربعین نمبر ۳ ص ۲۹، ۳۰، خزائن ج ۱۷ ص ۴۱۸، ۴۱۹)

’’اور پھر آخر میں اردو میں فرمایا کہ میں تیری عمر کو بھی بڑھا دوں گا۔ یعنی دشمن جو کہتا ہے کہ صرف جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں۔ یا ایسا ہی جو دوسرے دشمن پیش گوئی کرتے ہیں۔ ان سب کو میں جھوٹا کروں گا اور تیری عمر کو بڑھا دوں گا۔ تا معلوم ہو کہ میں خدا ہوں اور ہر ایک امر میرے اختیار میں ہے۔ (لیکن تعجب کہ مئی ۱۹۰۸ء میں انتقال ہوگیا اور مخالفین کی بات سچی نکلی۔ للمؤلف)‘‘ (مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۱۰ ص ۱۳۱، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۹۱، جدید مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۷۲۰)

(لیکن واقعہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے مئی ۱۹۰۸ء میں وفات پائی۔ گویا فی الحقیقت صرف اڑسٹھ سال عمر ہوئی۔ للمؤلف)

(۵۶) پیش گوئیاں

’’اگر مسیح کے اصلی کاموں کو ان حواشی سے الگ کر کے دیکھا جائے جو محض افتراء کے طور پر یا غلط فہمی کی وجہ سے گھڑے گئے ہیں تو کوئی اعجوبہ نظر نہیں آتا۔ بلکہ مسیح کے معجزات اور پیش گوئیاں پر جس قدر اعتراض اور شکوک پیدا ہوتے ہیں، میں نہیں سمجھ سکتا کہ کسی اور نبی کے خوارق یا پیش خبریوں میں کبھی ایسے شبہات پیدا ہوئے ہوں۔ کیا تالاب کا قصہ مسیحی معجزات کی رونق دور نہیں کرتا؟ اور پیش گوئیوں کا حال اس سے بھی زیادہ تر ابتر ہے۔ کیا یہ بھی کچھ پیش گوئیاں ہیں کہ زلزلے آئیں گے۔ مری پڑے گی۔ لڑائیاں ہوں گی۔ قحط پڑیں گے۔‘‘

(ازالہ اوہام حصہ اوّل ص ۶، ۷، خزائن ج ۳ ص ۱۰۵، ۱۰۶)

’’اس درماندہ انسان (مسیح) کی پیش گوئیاں کیا تھیں۔صرف یہی کہ زلزلے آئیں گے۔قحط پڑیں گے۔لڑائیاں ہوں گی۔پس ان دلوں پر خدا کی لعنت جنہوں نے ایسی ایسی پیش گوئیاں اس کی خدائی پر دلیل ٹھہرائیں اور ایک مردہ کو اپنا خدا بنالیا۔کیا ہمیشہ زلزلے نہیں آتے۔کیا ہمیشہ قحط نہیں پڑتے۔کیا کہیں نہ کہیں لڑائی کا سلسلہ شروع نہیں رہتا۔پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیش گوئی کیوں نام رکھا۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۴،خزائن ج۱۱ص۲۸۸ حاشیہ)

’’دنیا میں بجز انبیاء کے اور بھی ایسے لوگ بہت نظر آتے ہیں کہ ایسی ایسی خبریں پیش از وقوع بتلایا کرتے ہیں کہ زلزلے آویں گے،وباء پڑے گی۔لڑائیاں ہوں گی۔قحط پڑے گا۔ایک قوم دوسری قوم پر چڑھائی کرے گی،یہ ہوگا،وہ ہوگا۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ چہارم ص۴۶۷،۴۶۸،خزائن ج۱ص۵۵۸،۵۵۹)

’’اور یہ سب خبریں ایسی ہیں جن کے ساتھ اقتدار اور قدرت الوہیت شامل ہے یہ نہیں کہ نجومیوں کی طرح صرف ایسی ہی خبریں ہوں کہ زلزلے آویں گے۔قحط پڑیں گے۔قوم پر قوم چڑھائی کرے گی۔وبائیں پھیلیں گی،مری پڑے گی۔وغیرہ وغیرہ۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ سوم ص۲۴۵،خزائن ج۱ص۲۷۱ حاشیہ)

’’میرے پر خدا تعالیٰ نے ظاہر کیا تھا کہ سخت بارشیں ہوں گی اور گھروں میں ندیاں چلیں گی اور بعد اس کے سخت زلزلے آئیں گے۔چنانچہ ان بارشوں سے پہلے وہ وحی الٰہی اخبار بدر اور الحکم میں شائع کردی گئی تھی۔چنانچہ ویسا ہی ظہور میں آیا اور کثرت بارشوں سے کئی گاؤں ویران ہوگئے اور وہ پیش گوئی پوری ہوگئی۔مگر دوسرا حصہ اس کا یعنی سخت زلزلے ابھی ان کی انتظار ہے۔سو منتظر رہنا چاہئے۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۳۶۴،خزائن ج۲۲ص۳۷۸)

(۵۷) طاعون کا حکم

’’(مرزاغلام احمد قادیانی نے) فرمایا رات کو میں نے ایک خواب دیکھی کہ ایک شخص نے مجھے ایک پروانہ دیا ہے۔وہ لمبا سا کاغذ ہے۔میں نے پڑھا تو لکھا ہوا تھا کہ عدالت سے چار جگہ کے لئے طاعون کا حکم جاری کیا گیا ہے اس پروانہ سے پایا جاتا ہے کہ اس کا اجراء میں نے کیا ہے۔جیسے کاغذات محافظ دفتر کے پاس ہوتے ہیں ویسے ہی وہ میرے پاس ہے۔میں نے کہا کہ یہ حکم ایک عرصہ سے ہے اور اس کی تعمیل آج تک نہ ہوئی۔اب میں اس کا کیا جواب دوں گا۔اس سے مجھے ایک خوف طاری ہوا اور تمام رات میں اسی خرخشہ میں رہا اور اس پر روشن خط میں لفظ طاعون کا لکھا تھا۔گویا حکم میرے نام آتا ہے اور میں جاری کرتا ہوں۔‘‘

(مکاشفات ص۳۰،مؤلفہ منظور الٰہی قادیانی،تذکرہ ص۴۶۵،طبع چہارم)

(۵۸) طاعون کی آمد

’’(نبوت کا) چھیالیسواں نشان یہ ہے کہ اس زمانے میں جب کہ بجز ایک مقام کے پنجاب کے تمام اضلاع میں طاعون کا نام ونشان نہ تھا۔خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی کہ تمام پنجاب میں طاعون پھیل جائے گی اور ہر ایک مقام طاعون سے آلودہ ہوجائے گا اور بہت مری پڑے گی اور ہزار ہا لوگ طاعون کا شکار ہوجائیں گے اور کئی گاؤں ویران ہوجائیں گے اور مجھے دکھایا گیا کہ ہر ایک جگہ اور ہر ایک ضلع میں طاعون کے سیاہ درخت لگائے گئے ہیں۔چنانچہ یہ پیش گوئی کئی ہزار اشتہار اور رسالوں کے ذریعہ سے میں نے اس ملک میں شائع کی پھر تھوڑی مدت کے بعد ہر ایک ضلع میں طاعون پھوٹ پڑی۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۲۲۰،خزائن ج۲۲ص۲۳۰)

(۵۹) قادیانی زلزلہ

’’مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے خبر ملی کہ ایک زلزلہ اور آنے والا ہے جو قیامت کا نمونہ ہوگا۔ اس خبر کے سنتے ہی میرے بدن پر لرزہ پڑ گیا......‘‘ (مندرجہ تبلیغ رسالت ج۱۰ص۹۶، مجموعہ اشتہارات ج۳ص ۵۳۸، جدید مجموعہ اشتہارات ج۲ص ۶۴۸)

’’مجھے اب تک قطعی طور پر یہ بھی معلوم نہیں کہ اس زلزلہ سے درحقیقت ظاہری زلزلہ مراد ہے یا کوئی اور شدید آفت ہے جو زلزلے کا رنگ اپنے اندر رکھتی ہے۔ بہرحال اس سے خوف کرنا لازم اور احتیاط کرنا ضروری سمجھ کر میں اب تک خیموں میں باہر جنگل میں گزارہ کرتا ہوں اور خیموں کے خریدنے اور عمارتوں کے بنانے میں ایک ہزار روپیہ کے قریب ہمارا خرچ بھی ہو چکا ہے اور اس قدر خرچ کون اٹھا سکتا ہے۔ بجز اس کے کہ جو سچے دل سے آنے والے حادثہ پر یقین رکھتا ہے۔ مجھے بعد میں زلزلہ کی نسبت یہ بھی الہام ہوا تھا کہ پھر بہار آئی۔ خدا کی بات پھر پوری ہوئی۔ مجھے اس پر غور کرنے سے اجتہادی طور پر خیال گزرتا ہے کہ ظاہر الفاظ وحی الٰہی کے یہ چاہتے ہیں کہ یہ پیش گوئی بہار کے ایام میں پوری ہوگی۔ شاید ان تحریکات کے لئے بہار کے ایام کو کچھ خصوصیت ہو اور ممکن ہے کہ اس وحی کے اور معنی ہوں اور بہار سے مراد کچھ اور ہو۔‘‘

(مرزا قادیانی کا اشتہار مؤرخہ ۱۱؍مئی ۱۹۰۵ء، مندرجہ تبلیغ رسالت ج۱۰ص۹۷، مجموعہ اشتہارات ج۳ص ۵۳۹، جدید مجموعہ اشتہارات ج۲ص ۶۴۸،۶۴۹ حاشیہ)

موعودہ قیامت خیز زلزلہ کا مرزا قادیانی کو آخر عمر تک انتظار رہا۔ مگر شاید بھول میں پڑ گیا۔ نہ آیا اور مرزا غلام احمد فوت ہو گئے۔ اس کے بعد ۱۹۱۴ء میں جب یورپ کی جنگ عظیم چھڑی تو مرزا محمود خلیفہ قادیان کو من مانا موقع مل گیا اور شد و مد سے اعلان ہوا کہ:

’’اس پیش گوئی میں زلزلے کا لفظ ہے۔ لیکن اس سے مراد جنگ عظیم تھی ...... جب حضرت مسیح موعود نے اس پیش گوئی کو شائع کیا تو اس وقت یہ نوٹ بھی لکھ دیا کہ گو ظاہر الفاظ زلزلے ہی کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ مگر ممکن ہے کہ یہ معمولی زلزلہ نہ ہو۔ بلکہ کوئی اور شدید آفت ہو جو قیامت کا نظارہ دکھلا دے۔‘‘ (دعوۃ الامیر ص۲۳۱،۲۳۲، انوار العلوم ج۷ص ۵۴۹)

لیکن قادیانی صاحبان کی توجہات کا سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ گزشتہ دفعہ ۱۵؍جنوری ۱۹۳۴ء کو صوبہ بہار میں زلزلہ آیا تو وہ اسی پیش گوئی کا مصداق قرار پایا اور اب ۳۱؍مئی ۱۹۳۵ء کے کوئٹہ کے زلزلے پر بھی خوشی منائی جارہی ہے کہ: ’’یہ ایک تازہ نشان ہے۔ حضرت مسیح موعود کی صداقت کا۔‘‘ (الفضل قادیان ج۲۲ نمبر ۱۸۱ ص ا کالم ا، مؤرخہ ۵؍جون ۱۹۳۵ء)

(۶۰) زلزلے کے معنی

’’(مرزا قادیانی کے) ایک صحابی نے خواب سنایا جس میں دیکھا کہ زلزلہ آیا ہے۔ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے فرمایا، یہی طاعون زلزلہ ہے۔‘‘ (البدر جلد اوّل نمبر ۹۰)

’’جب خود حضرت مسیح موعود کو ایک عظیم الشان زلزلہ یعنی جنگ عظیم کی خبر دی گئی تو اس وقت حضرت مسیح موعود نے تحریر فرمایا، اس سے مراد ممکن ہے کہ یہ معمولی زلزلہ نہ ہو بلکہ کوئی شدید آفت ہو جو قیامت کا نظارہ دکھلا دے۔ جس کی نظیر کبھی اس زمانے نے نہ دیکھی ہو اور جانوں اور عمارتوں پر سخت تباہی آوے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے زلزلہ سے مراد سخت تباہی مچانے اور ہلا دینے والی آفت ہوتی ہے جیسے طاعون یا جنگ اور بعض دفعہ ظاہری زلزلہ بھی۔‘‘ (الفضل قادیان ج۱۹ نمبر ۱۴۸، مؤرخہ ۱۴؍جون ۱۹۳۲ء)

(۶۱) مرزا قادیانی کی دلیل

’’حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) نے آیت: ’’وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا‘‘ کو

اپنی صداقت کی دلیل ٹھہرا کر اپنا رسول ہونا تحریر فرمایا ہے اور یورپ اور امریکہ اور اٹلی وغیرہ میں زلازل اور طوفانوں کے آنے کا باعث بھی اپنی بعثت ٹھہرائی ہے۔ لیکن مولوی محمد علی صاحب (امیر جماعت لاہور) اس امر کو مذہب کا کھیل بنانا قرار دیتے ہیں اور یہ لکھ کر کہ اگر یورپ اور اٹلی وغیرہ میں عذابوں کا آنا کسی نئے رسول کے آنے کی وجہ سے ہے تو اسے (یعنی رسول کو) ہندوستان میں نہیں بلکہ یورپ واٹلی میں آنا چاہئے تھا۔ صریح طور پر حضرت اقدس (مرزا قادیانی) کی تکذیب کی ہے اور ان کا یہ اعتراض بعینہٖ وہی ہے جو ڈاکٹر عبدالحکیم مرتد نے (یعنی ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب نے، جو مدتوں مرزا قادیانی کے معتقد اور مرید رہے۔ لیکن بالآخر اصلیت سمجھ کر بہ توفیق الٰہی قادیانیت سے تائب ہو کر مسلمان ہو گئے۔ للمؤلف) حضرت مسیح موعود پر کیا تھا۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ...... زلزلہ سانس فرانسکو میں آئے یا فارموسا میں یا کولمبیا میں یا اٹلی میں کہیں طاعون ہو، کہیں کالرا پھیلے، اس کو تکذیب میں مرزا کا نتیجہ بتلایا جائے۔ کیا دنیا میں سوائے اس ایک جرم کے اور کوئی جرم جناب خداوندی میں قابل سزا نہیں رہا۔'' (منکرین خلافت کا انجام، جلال الدین شمس قادیانی ص۹۰، الذکر الحکیم نمبر۴ ص۴۸، مؤلفہ ڈاکٹر عبدالحکیم مطبوعہ عزیزی)

''جو لوگ ان الفاظ سے یہ مراد لیتے ہیں کہ دنیا میں کبھی کوئی عذاب نہیں آتا۔ جب تک کہ پہلے ایک رسول اس وقت مبعوث نہ کیا جائے۔ وہ غلطی کرتے ہیں...... پھر اگر رسول کی ضرورت ہے تو عین اس مقام پر ہے جہاں عذاب آئے۔ مثلاً جنگ کا عذاب یورپ میں آئے یا کوئی بھاری زلزلہ اٹلی میں آئے اور اس سے دلیل یہ لی جائے کہ ضرور ہے کہ اس وقت کوئی رسول مبعوث ہو گیا ہو تو پھر ایسے رسول کا ہندوستان میں مبعوث ہونا خدائے حکیم کا فعل نہیں ہو سکتا جس میں حکمت کچھ بھی نہیں۔ وہ رسول یورپ میں یا اٹلی میں آنا چاہئے تھا۔

پھر دوسری دقت یہ ہے کہ ہر رسول کے لئے ایک وقت مقرر کرنا پڑے گا کہ اگر اس کے بعد اتنے عرصے تک عذاب آئے تو وہ اس کی بعثت کی وجہ سے ہوگا اور اگر اس میعاد کے بعد آئے تو نیا رسول چاہئے اور اب جو عذاب آرہے ہیں اگر ان کے لئے کوئی نیا رسول پیدا ہونا ضروری ہو چکا ہے تو اب آئندہ رسول کی کب ضرورت ہوگی۔ آیا یہ قانون تیرہ سو سال کا بن جائے گا۔ ایسی باتیں کرنا گویا لوگوں کو یہ بتانا ہے کہ مذہب علم نہیں بلکہ کھیل ہے۔'' (بیان القرآن ج۲ ص۷۸۵، طبع جدید، زیر آیت وما کنا معذبین...... مصنفہ مولوی محمد علی لاہوری قادیانی)

''اسی طرح (نبوت ورسالت کے اجراء پر) بعض وقت ''وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا'' کو بطور دلیل پیش کیا جاتا ہے کہ چونکہ اس زمانہ میں عذاب آرہے ہیں اس لئے ضرور ہے کہ رسول مبعوث ہوا ہو تو سوال یہ ہے کہ اس وقت تو بہر حال رسول کوئی موجود نہیں حالانکہ عذاب آج بھی آرہے ہیں۔ اگر یہ کسی گذشتہ رسول کی وجہ سے ہیں تو پھر آنحضرت ﷺ ہی وہ رسول کیوں نہیں۔ کیا آنحضرت ﷺ کی رسالت کا زمانہ ختم ہو گیا ہے۔ یا اللہ تعالیٰ نے کوئی حد بندی کہیں لگائی ہے کہ تیرہ سو سال تک جو عذاب آئے گا وہ رسول اللہ ﷺ کے انکار کی وجہ سے آئے گا اور اس کے بعد کسی اور رسول کے انکار کی وجہ سے آئے گا اور پھر اگر مسیح موعود رسول ہیں تو یہی معلوم ہونا چاہئے کہ ان کی وجہ سے کتنی مدت تک عذاب آئیں گے تاکہ اس کے بعد کسی اور نبی کی تلاش کی جائے۔''

(النبوۃ فی الاسلام ص۱۰۳، مصنفہ مولوی محمد علی لاہوری قادیانی)

(۶۲) آتھم کا غم

(مرزا غلام احمد قادیانی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو عیسائیوں سے بھی خوب چلی۔ مناظرے ہوئے۔ اشتہار بازی ہوئی۔ گالی گلوچ تو کوئی بات ہی نہ تھی۔ فوجداری تک نوبت پہنچی۔ مقدمے چلے۔ ان تمام معرکوں میں سب سے زیادہ مشہور عبداللہ آتھم کا قصہ ہے کہ اوّل مرزا قادیانی نے اس سے مناظرہ کیا۔ پھر یہ پیش گوئی کی کہ اتنے عرصے کے اندر فلاں تاریخ تک وہ مر جائے گا۔ ضعیف اور سن

رسیدہ ہونے کے باوجود پیش گوئی کی تاریخ پر نہ مرا۔ بلکہ کافی عرصے تک وہ بعد کو زندہ رہا۔ مرزا قادیانی نے تاویلات کا بہت زور لگایا۔ لیکن کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے …… للمؤلف)

''مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ معہ کارڈ پہنچا۔ اب تو صرف چند روز پیش گوئی میں رہ گئے ہیں۔ دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو امتحان سے بچاوے۔ شخص معلوم فیروز پور میں ہے اور تندرست اور فربہ ہے۔ خدا تعالیٰ اپنے ضعیف بندوں کو ابتلاء سے بچاوے۔ آمین ثم آمین۔ باقی خیریت ہے۔ مولوی صاحب کو بھی لکھیں کہ اس دعا میں شریک رہیں۔ والسلام!'' (خاکسار غلام احمد از قادیان، مؤرخہ ۲۲؍اگست ۱۸۹۴ء)

نوٹ (از مؤلف مکتوبات احمد) یہ آتھم کی پیش گوئی کے متعلق ہے۔ حضرت اقدس (مرزا قادیانی) کا ایمان خدا تعالیٰ کی بے نیازی اور استغناء ذاتی پر قابل رشک ہے۔ آپ کو مخلوق کے ابتلاء کا خیال ہے۔ (عرفانی)

(مکتوبات احمدیہ ج۵ نمبر۳ ص۱۲۸، مکتوب نمبر ۲۱۷، جدید مکتوبات احمد ج۲ ص۶۰۵، مکتوب نمبر ۲۲۱)

''بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ جب آتھم کی میعاد میں صرف ایک دن باقی رہ گیا تو حضرت مسیح موعود نے مجھ سے اور میاں حامد علی صاحب مرحوم سے فرمایا کہ اتنے چنے (مجھے تعداد یاد نہیں رہی کہ کتنے چنے آپ نے بتائے تھے) لے لو اور ان پر فلاں سورت کا وظیفہ اتنی تعداد میں پڑھو۔ (مجھے وظیفے کی تعداد بھی یاد نہیں رہی) میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ مجھے وہ سورت یاد نہیں رہی۔ مگر اتنا یاد ہے کہ وہ کوئی چھوٹی سی سورت تھی جیسے ''الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل …… الخ'' ہے اور ہم نے یہ وظیفہ قریباً ساری رات صرف کر کے ختم کیا تھا۔ وظیفہ ختم کرنے پر ہم وہ دانے حضرت صاحب کے پاس لے گئے کیونکہ آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ وظیفہ ختم ہونے پر یہ دانے میرے پاس لے آنا۔ اس کے بعد حضرت صاحب ہم دونوں کو قادیان سے باہر غالباً شمال کی طرف لے گئے اور فرمایا، یہ دانے کسی غیر آباد کنویں میں ڈالے جائیں گے اور فرمایا کہ جب میں دانے کنویں میں پھینک دوں تو ہم سب کو سرعت کے ساتھ منہ پھیر کر واپس لوٹ آنا چاہئے اور مڑ کر نہیں دیکھنا چاہئے۔ چنانچہ حضرت صاحب نے ایک غیر آباد کنویں میں ان دانوں کو پھینک دیا اور پھر جلدی سے منہ پھیر کر سرعت کے ساتھ واپس لوٹ آئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ جلدی جلدی واپس چلے آئے اور کسی نے منہ پھیر کر پیچھے کی طرف نہیں دیکھا۔'' (سیرت المہدی حصہ اوّل ص۱۵۹،۱۶۰، روایت نمبر ۱۵۶، جدید ج۱ ص۱۶۲،۱۶۳، روایت نمبر ۱۶۰)

''آتھم کی پیش گوئی کا آخری دن آ گیا اور جماعت میں لوگوں کے چہرے پژمردہ ہیں اور دل سخت منقبض ہیں۔ بعض لوگ ناواقفی کے باعث مخالفین سے اس کی موت پر شرطیں لگا چکے ہیں۔ ہر طرف سے اداسی اور مایوسی کے آثار ظاہر ہیں۔ لوگ نمازوں میں چیخ چیخ کر رو رہے ہیں کہ اے خداوند ہمیں رسوا مت کریو۔ غرض ایسا کہرام مچ رہا ہے کہ غیروں کے رنگ بھی فق ہو رہے ہیں۔''

(سیرۃ مسیح موعود جلد اوّل ص۹، مؤلفہ شیخ یعقوب علی عرفان قادیانی)

''۵؍ستمبر ۱۸۹۴ء کو جس دن عبداللہ آتھم والی پیش گوئی کے پورا ہونے کا انتظار تھا، آپ (یعنی ماسٹر قادر بخش) قادیان میں تھے کہ آج سورج غروب نہیں ہوگا کہ آتھم مر جائے گا۔ مگر جب سورج غروب ہوگیا تو لوگوں کے دل ڈولنے لگے۔ آپ (یعنی ماسٹر قادر بخش) فرماتے تھے کہ اس وقت مجھے کوئی گھبراہٹ نہیں تھی، ہاں! فکر اور حیرانی ضرور تھی۔ لیکن جس وقت حضور نے تقریر فرمائی اور ابتلاؤں کی حقیقت بتلائی تو طبیعت بشاش اور انشراح صدر پیدا ہوگیا اور ایمان تازہ ہوگیا۔ (ماسٹر قادر بخش) فرماتے تھے کہ میں نے امرتسر جا کر عبداللہ آتھم کو خود دیکھا۔ عیسائی اسے گاڑی میں بٹھائے ہوئے بڑی دھوم دھام سے بازاروں میں لئے پھرتے تھے۔ لیکن اسے دیکھ کر یہ سمجھ گیا کہ واقع

میں یہ مر گیا ہے اور یہ صرف اس کا جنازہ ہے جسے لئے پھرتے ہیں، آج نہیں تو کل مر جائے گا۔‘‘

(رحیم بخش ایم۔اے ولد ماسٹر قادر بخش کا مضمون، الحکم قادیان ج ۲۵، نمبر ۳۴، مؤرخہ ۷؍ستمبر ۱۹۲۳ء)

’’(آتھم کا خط) میں خدا کے فضل سے تندرست ہوں اور آپ کی توجہ ص ۸۱، ۸۲ میرزا صاحب کی بنائی ہوئی کتاب نزول مسیح موعود کی طرف دلاتا ہوں جو میری نسبت اور دیگر صاحبان کی موت کی نسبت پیش گوئی ہے۔ اس سے شروع کر کے جو کچھ گزرا ہے ان کو معلوم ہے۔ اب میرزا صاحب کہتے ہیں کہ آتھم نے اپنے دل میں چونکہ اسلام قبول کرلیا اس لئے نہیں مرا۔ خیر ان کو اختیار ہے جو چاہیں سو تاویل کریں۔ کون کسی کو روک سکتا ہے۔ میں دل سے اور ظاہراً پہلے بھی عیسائی تھا اور اب بھی عیسائی ہوں اور خدا کا شکر کرتا ہوں۔

جب میں امرتسر جلسہ عیسائی بھائیوں میں شامل ہونے کے لئے آیا تھا، وہاں پہلے تو بعض اشخاص نے ظاہر کر دیا تھا کہ آتھم مر گیا۔ نہیں آوے گا۔ جب مجھے ریلوے پلیٹ فارم پر دیکھا گیا تو یہ کہنے لگے کہ یہ آتھم کی شکل کا ربڑ بنا ہوا ہے۔ انگریز حکمت والے ہیں، ربڑ کے آدمی میں کل لگا دی ہے۔ ایسی ایسی باتوں کا جواب خاموشی ہے۔ میں راضی، خوشی اور تندرست ہوں اور ویسے مرنا تو ایک دن ضرور ہے۔ زندگی اور موت صرف رب العالمین کے ہاتھ میں ہے۔ اب میری عمر ۶۸ سال سے زیادہ ہے اور جو کوئی چاہے پیش گوئی کر سکتا ہے کہ ایک سو سال کے اندر اندر جو باشندے اس دنیا میں موجود ہیں سب مر جائیں گے۔ (ظاہر ہے کہ عام طور پر انسان کی عمر سو سال سے زیادہ نہیں ہوتی۔ گویا مرزا غلام احمد قادیانی نے آتھم کے بڑھاپے پر نظر کر کے موت کی پیش گوئی کی اور بڑی ادّعا کے ساتھ پیش گوئی کی مگر پیش گوئی غلط ثابت ہوئی اور ایسی صورت میں مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی دعا میں اپنے آپ کو مردود و معلون قرار دیا تھا۔ چنانچہ یہ دعا اپنی جگہ درج ہے۔ للمؤلف)‘‘

(عبداللہ آتھم کا خط جو اخبار وفادار لاہور میں ماہ ستمبر ۱۸۹۴ء میں شائع ہوا۔ منقول از راست بیانی بر شکست قادیانی ص ۵۶، مرتبہ مولوی امام الدین گجراتی)

’’حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں جب آتھم کی پیش گوئی پر مخالفوں نے شور مچایا کہ وہ پوری نہیں ہوئی تو ایک دن نواب صاحب بہاول پور کے دربار میں بھی، جو غالباً موجودہ نواب صاحب کے دادا تھے۔ اس موضوع پر باتیں ہونے لگیں اور تمسخر اڑایا جانے لگا کہ پیش گوئی پوری نہیں ہوئی۔ نواب صاحب کے پیر حضرت غلام فرید صاحب چاچڑاں والے بھی تشریف فرما تھے۔ وہ خاموش بیٹھے رہے۔ مگر کچھ عرصہ بعد نواب صاحب بھی اس گفتگو میں دخل دینے لگے تو وہ جوش میں آ گئے اور فرمانے لگے کہ تم لوگوں کو شرم نہیں آتی کہ ایک عیسائی کی تائید اور مسلمان کے خلاف باتیں کرتے ہو۔ تم لوگ کہتے ہو کہ آتھم زندہ ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ وہ مر چکا ہے اور مجھے تو وہ مردہ ہی نظر آتا ہے۔ (اگرچہ دیکھنے میں زندہ ہے۔ للمؤلف)‘‘ (الفضل قادیان ج ۲۸ نمبر ۶۷، مؤرخہ ۲۳؍مارچ ۱۹۴۰ء)

’’مولانا مکرم سلمکم اللہ تعالیٰ السلام علیکم!

آج ۷؍ستمبر ہے اور پیش گوئی کی میعاد مقررہ ۵؍ستمبر ۱۸۹۴ء تھی۔ گو پیش گوئی کے الفاظ کچھ ہی ہوں۔ لیکن آپ نے جو الہام کی تشریح کی ہے وہ یہ ہے:

’’میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیش گوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بہ سزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ مجھ کو ذلیل کیا جاوے۔ روسیاہ کیا جاوے۔ میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جاوے۔ مجھ کو پھانسی دیا جاوے۔ ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا۔ ضرور کرے گا۔ ضرور کرے گا۔ زمین و آسمان ٹل جائیں پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی۔ (جنگ مقدس ص ۱۸۹، خزائن ج ۶ ص ۲۹۲، ۲۹۳) اب کیا یہ پیش گوئی آپ کی تشریح کے موافق پوری ہوگئی۔ نہیں ہرگز نہیں۔ عبداللہ آتھم اب تک صحیح و سالم

موجود ہے اور اس کو بہ سزائے موت ہاویہ میں نہیں گرایا گیا...... میرے خیال میں اب کوئی تاویل نہیں ہوسکتی۔ دوسرے اگر کوئی تاویل ہوسکتی ہے تو بڑی مشکل بات ہے کہ ہر پیش گوئی کے سمجھنے میں غلطی ہو۔ لڑکے کی پیش گوئی میں تفاول کے طور پر ایک لڑکے کا نام بشیر رکھا، وہ مرگیا۔ تو اس وقت بھی غلطی ہوئی۔ اب اس معرکہ کی پیش گوئی کے اصلی مفہوم کے سمجھنے میں تو غضب ڈھایا...... راقم محمد علی خاں از مالیر کوٹلہ۔''

(نواب محمد علی خاں قادیانی کا خط ''مولانا نورالدین کے نام'' مندرجہ آئینہ حق نما ص ۱۰۰، ۱۰۱، مؤلفہ یعقوب علی عرفانی قادیانی)

''بعض نادان کہتے ہیں کہ آتھم اپنی میعاد میں نہیں مرا۔ لیکن وہ جانتے ہیں کہ مرتو گیا۔ (بے شک میعاد غیر میعاد کی بحث فضول ہے۔ بالآخر مرتو گیا۔ اگر مرزا قادیانی کی پیش گوئی نہ ہوتی تو پھر وہ کیسے مرتا۔ ہرگز نہ مرتا۔ کبھی نہ مرتا۔ للمؤلف)''

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۱۸، خزائن ج ۲۲ ص ۵۵۴)

(ب) پسر موعود کی پیش گوئی

(۶۳) پسر موعود کا الہام اور اس کا اعلان

''پہلی پیش گوئی بالہام اللہ تعالیٰ واعلامہ عزوجل، خدائے رحیم کریم بزرگ وبرتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے۔ (جل شانہ عزاسمہ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔ اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا...... سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطاء ہوتا ہے...... سو تجھے بشارت ہو ایک وجیہ اور ایک پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت ونسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے اور وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری وباطنی سے پر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند ''مظہر الاول والاخر مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء'' جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔''وکان امر مقضیا'' الراقم خاکسار غلام احمد مؤلف براہین احمدیہ مؤرخہ ۲۰ ؍فروری ۱۸۸۶ء''

(مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۰۰ تا ۱۰۲، جدید مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۹۵، ۹۶، مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۱ ص ۵۸ تا ۶۰)

(۶۴) عظیم الشان نشان آسمانی

''اس جگہ آنکھیں کھول کر دیکھ لینا چاہئے کہ یہ صرف پیش گوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشان آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جل شانہ نے ہمارے نبی کریم رؤف ورحیم محمد مصطفیٰ ﷺ کی صداقت وعظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے اور درحقیقت یہ نشان ایک مردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ واولیٰ واکمل وافضل واتم ہے۔ کیونکہ مردہ کے زندہ کرنے کی حقیقت یہی ہے کہ جناب الٰہی میں دعا

کر کے ایک روح کو واپس منگوایا جائے ...... جس کے ثبوت میں معترضین کو بہت سی کلام ہے اور پھر ...... یہ بھی منقول ہے کہ ایسا مردہ صرف چند منٹ کے لئے زندہ رہتا تھا ...... اور بفرض محال اگر ایسی روح کئی سال جسم میں باقی بھی رہتی تب بھی ایک ناقص روح کسی رذیل یا دنیا پرست کی جو احد من الناس ہے، دنیا کو کیا فائدہ پہنچا سکتی تھی۔ مگر اس جگہ بفضل تعالیٰ واحسانہ وبرکت حضرت ختم الانبیاء ﷺ خداوند کریم نے اس عاجز کی دعا قبول کر کے ایسی بابرکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا جس کی ظاہری و باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔ (یہاں مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر خوب چوٹیں کی ہیں۔ وجہ یہ کہ لوگ مرزا قادیانی کو چھیڑتے تھے کہ مسیح ہونے کا دعویٰ ہے تو کچھ مسیحائی دکھائیے۔ کس ترکیب سے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی آڑ لے کر مسلمانوں کی عقیدت ابھارنے کی کوشش کی ہے۔ یہ بھی قابل دید ہے۔ للمؤلف)''

(مرزا قادیانی کا اشتہار، واجب الاظہار ۲۲؍مارچ ۱۸۸۶ء، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۱۴، ۱۱۵، جدید مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۹۹، مندرجہ تبلیغ رسالت ج۱ ص۷۳، ۷۴)

(۶۵) ایک فرزند صالح

''چونکہ اس عاجز کے اشتہار مؤرخہ ۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء پر جس میں ایک پیش گوئی درباره تولد ایک فرزند صالح ہے، جو بہ صفات مندرجہ اشتہار پیدا ہوگا۔ دو شخص سکنہ قادیان ...... نے یہ دروغ بے فروغ برپا کیا ہے کہ ہماری دانست میں عرصہ ڈیڑھ ماہ سے صاحب مشتہر کے گھر میں لڑکا پیدا ہو گیا ہے۔ حالانکہ یہ قول نام بردگان کا سراسر افتراء اور دروغ وبمقتضائے کینہ وحسد وعناد جبلی ہے۔ جس سے وہ نہ صرف مجھ پر بلکہ تمام مسلمانوں پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ (گویا مرزا قادیانی کی بات تمام مسلمانوں کی بات ہے۔ للمؤلف) اس لئے ہم ان کے اس قول دروغ کا رد واجب سمجھ کر عام اشتہار دیتے ہیں کہ ابھی تک جو ۲۲؍مارچ ۱۸۸۶ء ہے، ہمارے گھر میں کوئی لڑکا بجز پہلے دو لڑکوں کے، جن کی عمر ۲۰، ۲۲ سال سے زیادہ ہے، پیدا نہیں ہوا۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی ۹ برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا۔ خواہ دیر سے۔ بہر حال اس عرصہ کے اندر پیدا ہو جائے گا۔''

(اشتہار واجب الاظہار من جانب مرزا قادیانی ۲۲؍مارچ ۱۸۸۶ء، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۱۳، جدید مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۹۸، مندرجہ تبلیغ رسالت ج۱ ص۷۲)

(۶۶) نکتہ چینی اور دوبارہ توجہ

''واضح ہو کہ اس خاکسار کے اشتہار ۲۲؍مارچ ۱۸۸۶ء پر بعض صاحبوں نے ...... یہ نکتہ چینی کی ہے کہ ۹ برس کی حد جو پسر موعود کے لئے بیان کی گئی ہے، یہ بڑی گنجائش کی جگہ ہے۔ ایسی لمبی میعاد تک تو کوئی نہ کوئی لڑکا پیدا ہو سکتا ہے۔ سو اوّل تو اس کے جواب میں یہ واضح ہو کہ جن صفات خاصہ کے ساتھ لڑکے کی بشارت دی گئی ہے، کسی لمبی میعاد سے گو نو برس سے بھی دو چند ہوتی۔ اس کی عظمت اور شان میں کچھ فرق نہیں آ سکتا ...... ماسوا اس کے اب بعد اشاعت اشتہار مندرجہ بالا دوبارہ اس امر کے انکشاف کے لئے جناب الٰہی میں توجہ کی گئی تو آج ۸؍اپریل ۱۸۸۶ء میں اللہ جل شانہ کی طرف سے اس عاجز پر اس قدر کھل گیا کہ ایک لڑکا بہت ہی قریب ہونے والا ہے۔ جو ایک مدت حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ غالباً ایک لڑکا ابھی ہونے والا ہے۔ یا بالضرور اس کے قریب حمل میں۔ لیکن یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ جواب پیدا ہوگا، یہ وہی لڑکا ہے یا وہ کسی اور وقت میں نو برس کے عرصہ میں پیدا ہوگا اور پھر بعد اس کے یہ بھی الہام ہوا کہ انہوں نے کہا کہ آنے والا یہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ تکیں۔ چونکہ یہ عاجز ایک بندہ ضعیف مولیٰ کریم جل شانہ کا ہے۔ اس لئے اسی قدر ظاہر کرتا ہے جو من جانب اللہ ظاہر کیا گیا۔ آئندہ جو اس سے زیادہ منکشف ہوگا وہ بھی شائع کیا جاوے گا۔''

(اشتہار صداقت آثار من جانب مرزا قادیانی، ۸؍اپریل ۱۸۸۶ء، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۱۶، ۱۱۷، جدید مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۰۱، ۱۰۲، مندرجہ تبلیغ رسالت ج۱ ص۷۵، ۷۶)

(۶۷) لڑکی کی ولادت اور ذوالوجوہ فقرہ

’’سو واضح ہو کہ بعض مخالف ناخدا ترس جن کے دلوں کو زنگ تعصب وبخل نے سیاہ کر رکھا ہے، ہمارے اشتہار مطبوعہ ۸؍اپریل کو یہودیوں کی طرح محرف ومبدل کر کے اور کچھ کے کچھ معنی بنا کر سادہ لوح لوگوں کو سناتے ہیں اور نیز اپنی طرف سے اشتہارات شائع کرتے ہیں۔ تا دھوکہ دے کر ان کے یہ ذہن نشین کریں کہ جو لڑکا پیدا ہونے کی پیش گوئی تھی اس کا وقت گزر گیا اور وہ غلط نکلی۔ ہم اس کے جواب میں صرف ’’لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین ‘‘ کہنا کافی سمجھتے ہیں۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات ج۱ص۱۲۵، جدید مجموعہ اشتہارات ج۱ص۱۰۸، ۱۰۹، مندرجہ تبلیغ رسالت ج۱ص۸۴)

’’ایک صاحب ملازم دفتر اگیزامینر ریلوے لاہور...... اپنے خط مرسلہ ۱۳؍جون ۱۸۸۶ء میں اس عاجز کو لکھتے ہیں کہ تمہاری پیش گوئی جھوٹی نکلی اور دختر پیدا ہوئی اور تم حقیقت میں بڑے فریبی اور مکار اور دروغ گو آدمی ہو...... بھلا کوئی اس بزرگ سے پوچھے کہ وہ فقرہ یا لفظ کہاں ہے جو کسی اشتہار میں اس عاجز کے قلم سے نکلا ہے۔ جس کا یہ مطلب ہے کہ لڑکا اسی حمل میں پیدا ہوگا۔ اس سے ہرگز تخلف نہیں کرے گا۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۱ص۱۳۰، ۱۳۱، جدید مجموعہ اشتہارات ج۱ص۱۱۳، مندرجہ تبلیغ رسالت ج۱ص۹۰)

ہاں! اس اشتہار (۸؍اپریل ۱۸۸۶ء) میں ایک یہ فقرہ ذوالوجوہ درج ہے کہ مدت حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ مگر کیا اسی قدر فقرہ سے یہ ثابت ہوگیا کہ مدت حمل سے ایام باقی ماندہ حمل موجودہ مراد ہیں۔ کوئی اور مدت مراد نہیں اگر اس فقرہ کے سر پر اس کا لفظ ہوتا تو بھی اعتراض کرنے کے لئے کچھ گنجائش نکل سکتی۔ مگر جب الہامی عبارت کے سر پر اس کا لفظ (جو مخصص وقت ہوسکتا ہے) وارد نہیں تو پھر خوامخواہ اس فقرے سے وہ معنی نکالنا جو اس صورت میں نکالے جاتے جو اس کا لفظ فقرہ مذکور کے سر پر ہوتا۔ اگر بے ایمانی اور بددیانتی نہیں تو اور کیا ہے۔ دانشمند آدمی جس کی عقل اور فہم میں کچھ آفت نہیں اور جس کے دل پر کسی تعصب یا شرارت کا حجاب نہیں، وہ سمجھ سکتا ہے کہ کسی ذوالوجوہ فقرے کے معنی کرنے کے وقت سب وہ احتمالات مدنظر رکھنے چاہئیں جو اس فقرے سے پیدا ہوسکتے ہیں۔ سو فقرہ مذکورہ بالا یعنی یہ کہ ’’مدت حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا۔‘‘ ایک ذوالوجوہ فقرہ ہے جس کی ٹھیک ٹھیک وہی تشریح ہے جو میر عباس علی شاہ صاحب لدھیانوی نے اپنے اشتہار ۸؍جون ۱۸۸۶ء میں کی ہے۔ (ابھی تک میر عباس علی شاہ صاحب لدھیانوی، مرزاقادیانی کے بڑے معتقد اور خاص الخاص مرید تھے۔ مگر بعد کو بہ توفیق الٰہی تائب ہوکر مسلمان ہوگئے۔ بلکہ سابقہ واقفیت کی بناء پر مرزاقادیانی کی تردید میں تحریریں شائع کر کے تلافی مافات کر دی۔ للمؤلف)

(اشتہار محک اخیار واشرار مرزاقادیانی، یکم؍ستمبر ۱۸۸۶ء، مجموعہ اشتہارات ج۱ص۱۲۵، ۱۲۶، جدید مجموعہ اشتہارات ج۱ص۱۰۹، تبلیغ رسالت ج۱ص۸۴، ۸۵)

(۶۸) میر عباس علی شاہ صاحب کا اشتہار

’’پہلا اشتہار جس کو مرزاقادیانی نے ۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء کو بہ مقام ہوشیار پور شائع کیا تھا، اس میں کوئی تاریخ درج نہیں کہ وہ لڑکا جس کے صفات اشتہار میں درج ہیں، کب اور کس سال میں پیدا ہوگا۔ دوسرا اشتہار جو ۲۲؍مارچ ۱۸۸۶ء کو مرزاقادیانی کی طرف سے شائع کیا گیا یہ بہت مفید اشتہار ہے۔ اس میں بتصریح کھول دیا گیا ہے کہ وہ لڑکا نو برس کے اندر پیدا ہو جائے گا۔ اس میعاد سے تخلف نہیں کرے گا۔ لیکن تیسرا اشتہار جو مرزاقادیانی کی طرف سے ۸؍اپریل ۱۸۸۶ء کو جاری ہوا، اس کی الہامی عبارت ذوالوجوہ اور کچھ گول گول ہے اور اس میں کوئی تصریح نہیں کہ وہ (پسر موعود) کب اور کس تاریخ میں پیدا ہوگا۔ ہاں! اس میں ایک یہ فقرہ ہے کہ ایک لڑکا بہت ہی قریب ہونے والا ہے جو مدت حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ اب ظاہر ہے کہ یہ فقرہ کہ مدت حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا، ایک ذوالوجوہ فقرہ ہے۔ اگر

الہامی عبارت کے سر پر لفظ اس کا ہونا یعنی عبارت یوں ہوتی کہ اس مدت حمل سے تجاوز نہیں کرے گا، ضرور اس میں پیدا ہو جائے گا تو بلاشبہ مواخذہ کی جگہ تھی۔ مگر اب تو ناحق کی نکتہ چینی ہے...... الہامات ربانی یا قوانین سلطانی کی عبارتیں اس پایہ اور عزت کی ہوتی ہیں جن کے لفظ لفظ پر بحث کرنا چاہئے۔ سو الہامی عبارت میں اس کا لفظ متروک ہونا (جس سے حمل موجودہ میں پیش گوئی محدود ہو جاتی) صریح بتلا رہا ہے کہ اس جگہ حمل موجودہ مراد نہیں لیا گیا۔ بلکہ اس فقرہ کے دو معنے ہیں، تیسرے اور کوئی ہو ہی نہیں سکتے۔ اوّل یہ کہ مدت موعودہ حمل سے تجاوز نہیں کرسکتا۔ یعنی نو برس سے کیونکہ اس خاص لڑکے کے حمل کے لئے وہی مدت موعود ہے۔ (لیکن میر صاحب کی یہ تاویل ۸؍اپریل ۱۸۸۶ء کی پیش گوئی پر ذرا بھی چسپاں نہیں ہوتی...... للمؤلف) دوسرے یہ معنی کہ مدت معہودہ حمل سے تجاوز نہیں کرسکتا۔ سو مدت معہودہ حمل کی اکثر طبیبوں کے نزدیک ڈھائی برس بلکہ بعض کے نزدیک انتہائی مدت حمل کی تین برس تک بھی ہے۔ بہرحال ان دونوں وجوہ میں سے کسی وجہ کی رو سے پیش گوئی کی صحت پر جرح نہیں ہوسکتی۔ اسی لئے مرزا قادیانی نے اسی اشتہار ۸؍اپریل میں قیاسی طور پر یہ بھی صاف لکھ دیا تھا کہ غالباً وہ لڑکا اب یا اس کے بعد قریب حمل میں پیدا ہوگا اور پھر اس اشتہار کی اخیر سطر میں مرزا قادیانی نے یہ بھی تحریر کر دیا کہ میں اسی قدر ظاہر کرتا ہوں جو مجھ پر من جانب اللہ ظاہر کیا گیا اور آئندہ جو اس سے زیادہ منکشف ہوگا وہ بھی شائع کیا جائے گا۔ سو مرزا قادیانی نے اپنے اسی اشتہار میں بتلا بھی دیا کہ اس اشتہار کا الہامی فقرہ مجمل اور ذوی الوجوہ ہے جس کی تشریح اگر خدا نے چاہا پیچھے سے کی جائے گی۔'' (اشتہار واجب الاظہار منجانب سید عباس علی شاہ صاحب لدھیانوی، مؤرخہ ۸؍جون ۱۸۸۶ء، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۲۷ تا ۱۲۹ حاشیہ، جدید مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۱۱، ۱۱۲، مندرجہ تبلیغ رسالت ج۱ ص۸۶ تا ۸۸)

(۶۹) وہ لڑکا

''اے ناظرین! میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ لڑکا جس کے تولد کے لئے میں نے اشتہار ۸؍اپریل ۱۸۸۶ء میں پیش گوئی کی تھی اور خدا تعالیٰ سے اطلاع پاکر اپنے کھلے کھلے بیان میں لکھا تھا کہ اگر وہ حمل موجودہ میں پیدا نہ ہوا تو دوسرے حمل میں، جو اس کے قریب ہے، ضرور پیدا ہو جائے گا۔ آج ۱۶؍ذیقعدہ ۱۳۰۴ھ مطابق ۷؍اگست ۱۸۸۷ء میں بارہ بجے رات کے بعد ڈیڑھ بجے کے قریب وہ مولود مسعود پیدا ہوگیا۔ فالحمد للہ علی ذلک'' (اس لڑکے کا نام بشیر احمد رکھا گیا۔ للمؤلف)

(اشتہار خوشخبری منجانب مرزا قادیانی، ۷؍اگست ۱۸۸۷ء، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۴۱، جدید مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۲۲، مندرجہ تبلیغ رسالت ج۱ ص۹۹، ۱۰۰)

(۷۰) مزید لڑکے کا جدید وعدہ

''سب ضرورتوں کو خدا تعالیٰ نے پورا کر دیا تھا۔ اولاد بھی عطاء کی اور ان میں سے وہ لڑکا بھی جو دین کا چراغ ہوگا۔ (یعنی بشیر احمد۔ للمؤلف) بلکہ ایک اور لڑکا ہونے کا قریب مدت تک وعدہ دیا جس کا نام محمود احمد ہوگا اور اپنے کاموں میں اولوالعزم نکلے گا۔''

(اشتہار پانزدہم منجانب مرزا قادیانی، جولائی ۱۸۸۸ء مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۶۲، جدید مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۴۰، مندرجہ تبلیغ رسالت ج۱ ص۱۲۰)

(۷۱) انتقال اور مخالین وموافقین

''مخدومی مکرمی مولوی نورالدین صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

میرا لڑکا بشیر احمد تئیس روز بیمار رہ کر آج بقضائے رب عزوجل انتقال کر گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس واقعہ سے جس قدر مخالفین کی زبانیں دراز ہوں گی اور موافقین کے دلوں میں شبہات پیدا ہوں گے، اس کا اندازہ نہیں ہوسکتا...... والسلام!

(انتقال کے بعد یہ لڑکا بشیر اوّل کے نام سے تعبیر ہونے لگا۔للمؤلف)''

(مکتوبات احمدیہ ج۵ نمبر۲ ص ۱۲۷، ۱۲۸، مکتوب نمبر۴۶، جدید مکتوبات احمد ج۲ ص ۱۷، مکتوب نمبر۴۷)

(۷۲) کوئی ضروری امر نہیں

''خدا تعالیٰ نے بعض الہامات میں یہ ہم پر ظاہر کیا تھا کہ یہ لڑکا جو فوت ہوگیا ہے، (بشیر اوّل) ذاتی استعدادوں میں اعلیٰ درجہ کا ہے اور دنیوی جذبات بکلی اس کی فطرت سے مسلوب اور دین کی چمک اس میں بھری ہوئی ہے اور روشن فطرت اور عالی گوہر اور صدیقی روح اپنے اندر رکھتا ہے اور اس کا نام باران رحمت اور مبشر اور بشیر اور ید اللہ بجلال و جمال وغیرہ اسماء بھی ہیں۔سو جو کچھ خدا تعالیٰ نے اپنے الہامات کے ذریعہ سے اس کی صفات ظاہر کیں یہ سب اس کی صفات استعداد کے متعلق ہیں جن کے لئے ظہور فی الخارج کوئی ضروری امر نہیں۔'' (سبز اشتہار ص ۷، ۸، خزائن ج۲ ص ۴۵۳، ۴۵۴)

(۷۳) لوگوں کا ابتلاء

''خلیفہ اوّل (حکیم نورالدین) فرمایا کرتے تھے کہ ایک ہی شخص ہے جس نے مجھے شکست دی ہے اور وہ میاں محمد خاں صاحب ہیں۔بشیر اوّل کے فوت ہونے پر لوگوں نے حضرت صاحب (مرزا قادیانی) کو بہت سے خطوط لکھے۔مولوی (نورالدین) نے لکھا، اگر اس وقت میرا اپنا بیٹا مر جاتا تو میں کچھ پرواہ نہ کرتا۔مگر بشیر اوّل فوت نہ ہوتا اور لوگ اس ابتلاء سے بچ رہتے اور ساتھ ہی لکھا کہ اگر اس قسم کا کوئی اور خط بھی آیا ہو تو اس سے آگاہ فرمادیں۔اس پر حضرت (مرزا قادیانی) نے مولوی صاحب کو دو خط بھیجے جن میں سے ایک میاں محمد خاں صاحب کا تھا۔انہوں نے لکھا تھا کہ اگر میرا ہزار بیٹا ہوتا اور وہ میرے سامنے قتل کر دیا جاتا تو مجھے اس کا افسوس نہ ہوتا۔ہاں! بشیر کی وفات سے لوگوں کو ابتلاء نہ آتا۔'' (مرزا محمود خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج۸ نمبر۱۵ ص۲ کالم۲، مؤرخہ ۳۰؍اگست ۱۹۲۰ء)

''اس عاجز کے لڑکے بشیر احمد کی وفات سے...... جو اپنی عمر کے سولہویں مہینہ میں بوقت نماز صبح اپنے معبود حقیقی کی طرف واپس بلایا گیا۔عجیب طور کا شور و غوغا خام خیال لوگوں میں اٹھا۔'' (یکم؍دسمبر ۱۸۸۸ء) (مجموعہ اشتہارات ج۱ ص ۱۶۳، جدید مجموعہ اشتہارات ج۱ ص ۱۴۱)

(۷۴) طوفان عظیم

''جب شروع ۱۸۸۶ء میں حضرت مسیح موعود نے خدائی حکم کے ماتحت ہوشیار پور جا کر وہاں چالیس دن خلوت کی اور ذکر خدا میں مشغول رہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے آپ کو ایک عظیم الشان بیٹے کی بشارت دی جس نے اپنے مسیحی نفس سے مصلح عالم بن کر دنیا کے چاروں کونوں میں شہرت پانی تھی۔یہ الہام اس قدر جلال اور شان وشوکت کے ساتھ ہوا کہ جب حضور نے ۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں اس کا اعلان فرمایا تو اس کی وجہ سے ملک میں ایک شور برپا ہوگیا اور لوگ نہایت شوق کے ساتھ اس پسر موعود کی راہ دیکھنے لگے اور سب نے اپنے اپنے خیال کے مطابق اس پسر موعود کے متعلق امیدیں جمالیں۔بعض نے اس پسر موعود کو مہدی معہود سمجھا، جس کا اسلام میں وعدہ دیا گیا تھا اور جس نے دنیا میں مبعوث ہو کر اسلام کے دشمنوں کو ناپید اور مسلمانوں کو ہر میدان میں غالب کرنا تھا۔بعض نے اور اسی قسم کی امیدیں قائم کیں اور بعض تماشائی کے طور پر پیش گوئی کے جلال اور شان وشوکت کو دیکھ کر ہی حیرت میں پڑ گئے تھے اور بغیر کوئی امید قائم کئے اس انتظار میں تھے کہ دیکھئے پردہ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے۔غیر مذاہب والوں کو بھی اس خبر نے چونکا دیا تھا۔غرض اس وحی الٰہی کی اشاعت رجوع عام کا باعث ہوئی۔ان دنوں حضور کے ہاں بچہ پیدا ہونے والا تھا۔مگر اللہ نے بھی ایمان کے رستہ میں ابتلاء رکھے ہوتے

ہیں۔ سوقدرت خدا کہ چند ماہ کے بعد یعنی مئی ۱۸۸۶ء میں بچہ پیدا ہوا تو وہ لڑکی تھی۔ اس پر خوش اعتقادوں میں مایوسی اور بداعتقادوں اور دشمنوں میں ہنسی اور استہزاء کی ایک ایسی لہر اٹھی کہ جس نے ملک میں ایک زلزلہ پیدا کر دیا۔ اس وقت تک بیعت کا سلسلہ تو تھا ہی نہیں کہ مریدین الگ نظر آتے۔ پس عام لوگوں میں چہ میگوئی ہورہی تھی کہ یہ کیا ہوا۔ کوئی کچھ کہتا تھا کوئی کچھ۔ حضور نے بذریعہ اشتہار اور خطوط اعلان فرمایا کہ وحی الٰہی میں یہ نہیں بتایا گیا تھا کہ اس وقت جو بچہ کی امیدواری ہے تو یہی وہ پسر موعود ہوگا اور اس طرح لوگوں کی تسلی کی کوشش کی۔ چنانچہ اس پر اکثر لوگ سنبھل گئے اور پیش گوئی کے ظہور کے منتظر رہے۔ کچھ عرصے بعد یعنی اگست ۱۸۸۷ء میں حضرت کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ جس کا نام بشیر احمد رکھا گیا۔ اس لڑکے کی پیدائش پر بڑی خوشی منائی گئی اور کئی لوگ جو متزلزل ہوگئے تھے پھر سنبھل گئے اور لوگوں نے سمجھا کہ یہی وہ موعود لڑکا ہے اور خود حضرت صاحب کو بھی یہ خیال تھا۔ گو آپ نے اس کے متعلق کبھی قطعی یقین ظاہر نہیں کیا۔ مگر یہ ضرور فرماتے رہے کہ قرائن سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ یہی وہ لڑکا ہے۔ واللہ اعلم!

غرض بشیر اوّل کی پیدائش رجوع عام کا باعث ہوئی۔ مگر قدرت خدا کہ ایک سال کے بعد یہ لڑکا اچانک فوت ہوگیا۔ بس پھر کیا تھا، ملک میں ایک طوفان عظیم برپا ہوا اور سخت زلزلہ آیا۔ حتیٰ کہ میاں عبداللہ صاحب سنوری کا خیال ہے کہ ایسا زلزلہ عامۃ الناس کے لئے نہ اس سے قبل کبھی آیا تھا اور نہ اس کے بعد آیا...... بہرحال یہ یقینی بات ہے کہ اس واقعہ پر ملک میں ایک سخت شور اٹھا اور کئی خوش اعتقادوں کو ایسا دھکا لگا کہ وہ پھر نہ سنبھل سکے۔ مگر تعجب ہے کہ مولوی محمد حسین بٹالوی اس واقعہ کے بعد بھی خوش اعتقاد رہا۔ حضرت صاحب نے لوگوں کو سنبھالنے کے لئے اشتہاروں اور خطوط کی بھرمار کر دی اور لوگوں کو سمجھایا کہ میں نے کبھی یہ یقین ظاہر نہیں کیا تھا کہ یہی وہ لڑکا ہے۔ ہاں! یہ میں نے کہا تھا کہ چونکہ خاص اس لڑکے کے متعلق بھی مجھے بہت سے الہام ہوئے ہیں جن میں اس کی بڑی ذاتی فضیلت بتائی گئی تھی۔ اس لئے میرا یہ خیال تھا کہ شاید یہی وہ موعود لڑکا ہو۔ مگر خدا کی وحی میں جو اس معاملہ میں اصل اتباع کے قابل ہے، ہرگز کوئی تعیین نہیں کی گئی تھی۔ غرض لوگوں کو بہت سنبھالا گیا۔ چنانچہ بعض لوگ سنبھل گئے۔ لیکن اکثروں پر مایوسی کا عالم تھا اور مخالفین میں پرلے درجے کا استہزاء کا جوش تھا۔ اس کے بعد پھر عامۃ الناس میں پسر موعود کی آمد آمد کا شد و مد سے انتظار نہیں ہوا جو اس سے قبل تھا۔ (حقیقت کھل گئی اور پھر وہ پسر موعود آیا بھی نہیں۔ البتہ تاویلات کا سلسلہ آخر تک جاری رہا۔ للمؤلف)''

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۸۷ تا ۸۹، روایت نمبر ۱۱۳، جدید ج ۱ ص ۹۴، ۹۵، روایت نمبر ۱۱۶)

(۷۵) درحقیقت دو لڑکے

''ناظرین پر منکشف ہو کہ بعض مخالفین پسر متوفی (بشیر اوّل) کی وفات کا ذکر کر کے اپنے اشتہارات و اخبارات میں طنز سے لکھتے ہیں کہ یہ وہی بچہ ہے جس کی نسبت اشتہار مؤرخہ ۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء اور ۸؍اپریل ۱۸۸۶ء اور ۷؍اگست ۱۸۸۷ء میں یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔'' (مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۶۳، جدید مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۴۱)

''خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ بھی ظاہر کیا کہ ۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء کی پیش گوئی حقیقت میں دو سعید لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی اور اس عبارت تک کہ ''مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے'' پہلے بشیر کی نسبت پیش گوئی ہے (جو بتاریخ ۴؍نومبر ۱۸۸۸ء اس اعلان سے ایک ماہ قبل انتقال کر چکا۔ للمؤلف) کہ جو روحانی طور پر نزول رحمت کا موجب ہوا اور اس کے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے۔ (جس کے آئندہ پیدا ہونے کی امید ہے۔ للمؤلف)''

(سبز اشتہار ص ۱۷، خزائن ج ۲ ص ۴۶۳ حاشیہ، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۷۹، جدید مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۵۲)

’’۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء کو اشتہار میں کہ جو بظاہر ایک لڑکے کی بابت پیش گوئی سمجھی گئی تھی وہ درحقیقت دو لڑکوں کی بابت پیش گوئی تھی۔ (ایک وہ جو فوت ہوچکا، ایک وہ جو آئندہ تولد ہوگا۔للمؤلف)‘‘

(مرزا قادیانی کا خط مؤرخہ ۴؍دسمبر ۱۸۸۸ء، بنام حکیم نورالدین، مندرجہ رسالہ تشحیذ الاذہان ج۳ نمبر۱۰ ص۴۱۳، مکتوبات احمد ج۲ ص۵۷، مکتوب نمبر۴۸)

(۷۶) بالفعل محض تفاول

’’خدائے عزوجل نے جیسا کہ اشتہار ۱۰؍جولائی ۱۸۸۸ء، اشتہار یکم؍دسمبر ۱۸۸۸ء میں مندرج ہے۔ اپنے لطف وکرم سے وعدہ دیا تھا کہ بشیر اوّل کی وفات کے بعد ایک دوسرا بشیر دیا جائے گا۔ جس کا نام محمود بھی ہوگا اور اس عاجز کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ وہ اولوالعزم ہوگا اور حسن واحسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ وہ قادر ہے جس طور سے چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ سو آج ۱۲؍جنوری ۱۸۸۹ء میں مطابق ۹؍جمادی الاوّل ۱۳۰۶ھ روز شنبہ اس عاجز کے گھر میں بفضلہ تعالیٰ ایک لڑکا پیدا ہوگیا ہے۔ جس کا نام بالفعل محض تفاول کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائے گی۔ مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے یا وہ کوئی اور ہے۔ لیکن میں جانتا ہوں اور محکم یقین سے جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدے کے موافق مجھ سے معاملہ کرے گا اور اگر ابھی اس موعود لڑکے کے پیدا ہونے کا وقت نہیں آیا تو دوسرے وقت میں وہ ظہور پذیر ہوگا اور اگر مدت مقررہ سے ایک دن بھی باقی رہ جائے گا۔ تو خدائے عزوجل اس دن کو ختم نہیں کرے گا۔ جب تک اپنے وعدہ کو پورا نہ کرلے۔ مجھے ایک خواب میں اس مصلح موعود کی نسبت زبان پر شعر جاری ہوا تھا۔

اے فخر رسل قرب تو معلومم شد دیر آمدہ زراہ دور آمدہ

پس اگر حضرت باری جل شانہ کے ارادہ میں دیر سے مراد اس قدر دیر ہے کہ جو اس پسر کے پیدا ہونے میں جس کا نام بطور تفاول بشیرالدین محمود رکھا گیا ہے۔ ظہور میں آئی تو تعجب نہیں کہ یہی لڑکا موعود ہو۔ ورنہ وہ بفضلہ تعالیٰ دوسرے وقت پر آئے گا۔ (دودھ کا جلا چھاچھ کو پھونک پھونک کر پیتا ہے۔ مرزا قادیانی بشیر اوّل کا انجام دیکھ چکے تھے۔ اس لئے بشیر ثانی کے معاملہ کو گول مول رکھنا لازم تھا۔ للمؤلف)‘‘ (مرزا قادیانی کا اشتہار منقول از رسالہ ریویو قادیان ج۱۳ نمبر۵ ص۱۷۶، بابت ماہ مئی ۱۹۱۴ء، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۹۱، ۱۹۲ حاشیہ، جدید مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۶۰، ۱۶۱)

(۷۷) تین چار

’’ایک اور الہام ہے جو فروری ۱۸۹۶ء میں شائع ہوا تھا اور وہ یہ ہے کہ خدا تین کو چار کرے گا۔ اس وقت ان تین لڑکوں کے جواب موجود ہیں۔ نام ونشان نہ تھا اور اس الہام کے معنی یہ تھے کہ تین لڑکے ہوں گے اور پھر ایک اور ہوگا۔ جو تین کو چار کر دے گا۔ سو ایک بڑا حصہ اس کا پورا ہوگیا۔ یعنی خدا نے تین لڑکے مجھ کو اس نکاح سے عطاء کئے جو تینوں موجود ہیں۔ صرف ایک کا انتظار ہے جو تین کو چار کرنے والا ہوگا۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۱۴، ۱۵، خزائن ج۱۱ ص۲۹۸، ۲۹۹)

(۷۸) چوتھا لڑکا

’’میرا چوتھا لڑکا جس کا نام مبارک احمد ہے، اس کی نسبت پیش گوئی اشتہار ۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی...... سو خدا تعالیٰ نے میری تصدیق کے لئے اور تمام مخالفوں کی تکذیب کے لئے...... اس پسر چہارم کی پیش گوئی کو ۱۴؍جون ۱۸۹۹ء میں جو مطابق ۴؍صفر ۱۳۱۷ھ

تھی، بروز چہارشنبہ پورا کر دیا۔ یعنی وہ مولود مسعود چوتھا لڑکا تاریخ مذکورہ میں پیدا ہوگیا۔ (۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار والی پیش گوئی ۲۲؍مارچ ۱۸۸۶ء کے اعلان کے مطابق حسب وعدہ الٰہی زیادہ سے زیادہ ۹ سال کے عرصے میں پوری ہونی قرار پائی تھی۔ لیکن مرزا قادیانی کے موجودہ بیان کے مطابق ۱۸۹۹ء میں چودھویں سال پوری ہوئی۔ صرف پانچ سال کا فرق پڑا، کچھ زیادہ نہیں۔ للمؤلف)''

(تریاق القلوب ص۴۳، خزائن ج۱۵ ص۲۲۱)

(بہرحال مرزا غلام احمد قادیانی اس درجہ خوش تھے کہ نوعمری (۳۰؍اگست ۱۹۰۷ء) ہی میں اس لڑکے کا نکاح بھی ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ قادیانی کی دختر مریم سے کر دیا تھا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو: (بدر قادیان ج۶ نمبر۳۶ ص۴، مؤرخہ ۵؍ستمبر ۱۹۰۷ء) للمؤلف)

(۷۹) ولادت سے قبل کلام

''اور اسی لڑکے (مبارک احمد) نے پیدائش سے پہلے یکم؍جنوری ۱۸۹۷ء میں بطور الہام یہ کلام مجھ سے کیا اور مخاطب بھائی تھے کہ ''مجھ میں اور تم میں ایک دن کی میعاد ہے۔'' یعنی اے میرے بھائیو! میں پورے ایک دن کے بعد تمہیں ملوں گا۔ ایک جگہ ایک دن سے مراد دو برس تھے اور تیسرا برس وہ ہے جس میں پیدائش ہوئی اور یہ عجیب بات ہے کہ حضرت مسیح نے تو صرف مہد میں ہی باتیں کیں، مگر اس لڑکے نے پیٹ میں ہی دو مرتبہ باتیں کیں اور پھر بعد اس کے ۱۴؍جون ۱۸۹۹ء کو وہ پیدا ہوا اور جیسا کہ وہ چوتھا لڑکا تھا، اسی مناسبت کے لحاظ سے اس نے اسلامی مہینوں میں سے چوتھا مہینہ لیا۔ یعنی ماہ صفر اور ہفتہ کے دنوں میں سے چوتھا دن لیا، یعنی چہارشنبہ اور دن کے گھنٹوں میں سے دوپہر کے بعد چوتھا گھنٹہ لیا اور پیش گوئی ۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء کے مطابق پیر کے دن اس کا عقیقہ ہوا اور اس کی پیدائش کے دن یعنی بروز چہارشنبہ چوتھے گھنٹے میں کئی دن کے امساک باراں کے بعد خوب بارش ہوئی۔ (چوتھے گھنٹہ اور بارش کو تو مرزا قادیانی جانیں، لیکن تقویم اسلامی کے حساب سے نہ چہارشنبہ چوتھا دن ہے نہ ماہ صفر چوتھا مہینہ، البتہ قادیانی تحویل ان کو چوتھا بنالے تو دوسری بات ہے۔ للمؤلف)''

(تریاق القلوب ص۴۱، خزائن ج۱۵ ص۲۱۷، ۲۱۸)

(۸۰) ایک دفعہ پیش گوئی یاد آ گئی

''اور عجیب تر یہ کہ چاروں لڑکوں کے پیدا ہونے کی خبر جو سب سے پہلے اشتہار ۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء میں دی تھی، اس وقت ہر چہار لڑکوں میں سے ابھی ایک بھی پیدا نہیں ہوا تھا اور اشتہار مذکور میں خداتعالیٰ نے صریح طور پر پسر چہارم کا نام مبارک رکھ دیا ہے۔ دیکھو: ص۳، اشتہار ۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء، دوسرے کالم کی سطر ۷۔ سو جب اس لڑکے کا نام مبارک احمد رکھا گیا تب اس نام رکھنے کے بعد یک دفعہ وہ پیش گوئی ۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء کی یاد آ گئی۔''

(تریاق القلوب ص۴۲، خزائن ج۱۵ ص۲۱۸)

(۸۱) دعاء قبول صحت کی بشارت

''۲۷؍اگست ۱۹۰۷ء صاحبزادہ میاں مبارک صاحب جو سخت تپ سے بیمار ہیں اور بعض دفعہ بیہوشی تک نوبت پہنچ جاتی ہے اور ابھی تک بیمار ہیں، ان کی نسبت آج الہام ہوا، قبول ہوگئی۔ نو دن کا بخار ٹوٹ گیا۔ یعنی یہ دعاء قبول ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ میاں صاحب موصوف کو شفا دے۔ یہ پختہ طور پر یاد نہیں رہا کہ کس دن بخار شروع ہوا تھا۔ لیکن خداتعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے میاں کی صحت کی بشارت دی۔''

(مرزا قادیانی کا اعلان، بدر قادیان ج۶ نمبر۳۵ ص۴ کالم۲، مؤرخہ ۲۹؍اگست ۱۹۰۷ء، تذکرہ ص۷۲۷، ۷۲۸، طبع چہارم)

(۸۲) آخری وقت

’’حضرت مسیح موعود کو مبارک احمد سے بہت محبت تھی۔ جب مبارک احمد بیمار ہوا تو دوائی وغیرہ میں ہی پلایا کرتا تھا۔ میں نے دیکھا کہ آخری وقت میں حضرت مولوی (حکیم نورالدین) صاحب جو بڑے حوصلہ اور قوی دل کے انسان تھے اور سخت سے سخت گھبراہٹ کے موقعوں پر بھی گھبرایا نہیں کرتے تھے وہ بھی گھبرا گئے۔ انہوں نے نبض پر ہاتھ رکھا تو چھوٹ چکی تھی۔ انہوں نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا، حضور کستوری لائیے۔ حضرت مسیح موعود چابی لے کر قفل کھول ہی رہے تھے کہ مبارک احمد فوت ہوگیا۔ یہ دیکھ کر حضرت مولوی صاحب یکدم گر گئے۔ میں نے دیکھا وہ سخت گھبراہٹ میں تھے۔ انہیں زیادہ خیال یہ تھا کہ حضرت مسیح موعود کو مبارک احمد سے بہت محبت ہے۔ اس کی وفات کی وجہ سے انہیں شدید صدمہ ہوگیا۔ لیکن حضرت مسیح موعود نے جب یہ سنا کہ مبارک فوت ہوگیا ہے تو آپ کاغذ قلم دوات لے کر بیٹھ گئے اور چند خط لکھ کر دیئے کہ ڈاک میں ڈال دو۔ ان خطوں میں مضمون یہ تھا کہ مبارک احمد فوت ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ کی دین تھی، اس نے لے لی۔ رنج وفکر کی بات نہیں۔ اللہ کی رضا پر راضی رہنا چاہئے۔ غرض دوسروں کو صبر کی تلقین کے خطوط اس وقت روانہ کئے اور یہاں کے لوگوں کو فرمایا بے شک مبارک احمد سے ہمیں بہت محبت تھی۔ لیکن اس لئے ہمیں محبت تھی کہ ہمیں خیال تھا بعض الہامات اس کی ذات سے پورے ہونے والے ہیں۔‘‘ (خطبہ جمعہ الفضل قادیان ج۲۰ نمبر۴۷ ص۱۰ کالم۲،۳، مؤرخہ ۱۸؍اکتوبر ۱۹۳۲ء، خطبات محمود ج۱۳ ص۶۰۰)

’’۱۹۰۷ء میں ہمارا چھاٹا بھائی یعنی حضرت مسیح موعود کا چھوٹا لڑکا مبارک احمد بیمار ہوگیا اور اسی بیماری میں بیچارہ اس جہان فانی سے رخصت ہوا۔ مبارک احمد کی بیماری میں حضرت مسیح موعود کو اس کی تیمارداری اور علاج معالجہ میں اس قدر شغف تھا کہ گویا آپ نے اپنی ساری توجہ اس میں جما رکھی تھی اور ان ایام میں تصنیف وغیرہ کا سلسلہ بھی عملاً بند ہوگیا تھا۔‘‘

(مرزا بشیر احمد کا بیان الفضل قادیان ج۲۸ نمبر۲۴۷، مؤرخہ ۳۰؍اکتوبر ۱۹۴۰ء)

(۸۳) خوش ہونا چاہئے

’’خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب ہمارا چھوٹا بھائی مبارک احمد بیمار ہوا تو حضرت مسیح موعود دن رات اس کی تیمارداری میں مصروف رہتے تھے اور بڑے فکر اور توجہ کے ساتھ اس کے علاج میں مشغول رہتے تھے اور چونکہ حضرت صاحب کو اس سے بہت محبت تھی اس لئے لوگوں کا خیال تھا کہ اگر خدانخواستہ وہ فوت ہوگیا تو حضرت صاحب کو بڑا صدمہ گزرے گا۔ لیکن جب وہ صبح کے وقت فوت ہوا تو فوراً حضرت صاحب بڑے اطمینان کے ساتھ بیرونی احباب کو خطوط لکھنے بیٹھ گئے کہ مبارک فوت ہوگیا ہے اور ہم کو اللہ کی قضا پر راضی ہونا چاہئے اور مجھے بعض الہاموں میں بھی بتایا گیا تھا کہ یا یہ لڑکا بہت خدا رسیدہ ہوگا یا بچپن میں فوت ہو جائے گا۔ سو ہم کو اس لحاظ سے خوش ہونا چاہئے کہ خدا کا کلام پورا ہوا۔‘‘ (سیرت المہدی حصہ اوّل ص۱۵۸، روایت نمبر۱۵۴، جدید ج۱ حصہ اوّل ص۱۶۰،۱۶۱، روایت نمبر۱۵۸)

’’ایسے ہی صاحبزادہ مبارک احمد کا جب انتقال ہوا تو آپ نے رضا بالقضاء کا پورا نمونہ دکھلایا۔ حالانکہ آپ ان کی خاطر کئی دن اور کئی راتیں نہ سوئے تھے اور آپ کو وہ بچہ بہت ہی عزیز تھا اور آپ اس کی صحت کے لئے بہت ہی بے تاب رہے۔ مگر جب اس کا انتقال ہوگیا تو آپ نے مطلق جزع فزع نہ کیا۔‘‘ (ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ قادیانی کا مضمون، پیغام صلح لاہور ج۳۶ نمبر۲۹، مؤرخہ ۲۸؍جولائی ۱۹۴۸ء)

(۸۴) پیش گوئی کا انجام

’’خود حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے مصلح موعود کی پیش گوئی کو پہلے بشیر اوّل پر لگایا۔ مگر واقعات نے اس اجتہاد کو غلط

ثابت کر دیا۔ کیونکہ وہ بچہ فوت ہو گیا۔ پھر حضور نے اس پیش گوئی کو مبارک احمد پر لگایا اور بار بار مختلف کتابوں میں آپ نے اس اجتہاد کو صریح لفظوں میں لکھ کر شائع فرمایا۔ مگر واقعات نے اس اجتہاد کو بھی غلط ثابت کر دیا کیونکہ وہ بھی فوت ہو گیا۔''

(پیغام صلح ج ۲۴ نمبر ۵۶ ص ۷، ۸، مؤرخہ ۳؍ ستمبر ۱۹۳۶ء)

(۸۵) شادی

''حضرت والدہ صاحبہ نے مجھ سے بیان کیا کہ جب مبارک احمد فوت ہو گیا اور مریم بیگم جس کے ساتھ اس کی شادی ہوئی تھی، بیوہ رہ گئی تو حضرت صاحب نے گھر میں ایک دفعہ یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ یہ لڑکی ہمارے گھر میں ہی آ جاوے تو اچھا ہے۔ یعنی ہمارے بچوں میں سے ہی کوئی اس کے ساتھ شادی کر لے تو بہتر ہے۔ (مرزا غلام احمد، مبارک احمد کو پسر موعود قرار دے چکے تھے۔ اسی اطمینان پر نوعمری میں اس کی شادی کر دی تھی۔ للمؤلف)''

(سیرت المہدی حصہ دوم ص ۶۲، روایت نمبر ۳۸۱، جدید ج ۱ حصہ دوم ص ۳۴۸، روایت نمبر ۳۸۴)

(۸۶) اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

''خدا کی قدرتوں پر قربان جاؤں کہ جب مبارک احمد فوت ہوا ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے یہ الہام کیا: ''انا نبشرک بغلام حلیم ینزل منزل المبارک'' یعنی ایک حلیم لڑکے کی ہم تجھے خوشخبری دیتے ہیں جو بمنزلہ مبارک احمد کے ہوگا اور اس کا قائم مقام اور اس کا شبیہ ہوگا۔ پس خدا نے نہ چاہا کہ دشمن خوش ہو، اس لئے اس نے بمجرد وفات مبارک احمد کے ایک دوسرے لڑکے کی بشارت دے دی تا یہ سمجھا جائے کہ مبارک احمد فوت نہیں ہوا بلکہ زندہ ہے۔ (لیکن یہ بشارت بھی خالی گئی اور بعد کو مرزا قادیانی کے گھر میں کوئی لڑکا پیدا نہیں ہوا۔ للمؤلف)''

(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۸۷، جدید مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۷۱۷، مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۱۰ ص ۱۲۷)

(۸۷) تین چار کا چکر

''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے کاموں میں کیسا اخفاء ہوتا ہے۔ پسر موعود کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ مگر ہمارے موجودہ سارے لڑکے ہی کسی نہ کسی طرح تین کو چار کرنے والے ہیں۔ چنانچہ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ میاں (حضرت خلیفۃ المسیح ثانی) کو تو حضرت صاحب نے اس طرح تین کو چار کرنے والا قرار دیا کہ مرزا سلطان احمد اور فضل کو بھی شمار کر لیا اور بشیر اوّل متوفی کو بھی...... تمہیں (یعنی خاکسار راقم الحروف کو) اس طرح پر کہ صرف زندہ لڑکے شمار کر لئے اور بشیر اوّل متوفی کو چھوڑ دیا۔ شریف احمد کو اس طرح پر قرار دیا کہ اپنی پہلی بیوی کے لڑکے مرزا سلطان احمد اور فضل احمد چھوڑ دیئے اور میرے سارے لڑکے زندہ اور متوفی شمار کر لئے اور مبارک کو اس طرح پر کہ میرے صرف زندہ لڑکے شمار کر لئے اور بشیر اوّل متوفی کو چھوڑ دیا۔''

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۵۹، روایت نمبر ۹۰، جدید ج ۱ حصہ اوّل ص ۶۶، ۶۷، روایت نمبر ۹۲)

(۸۸) ماحصل

(پسر موعود کی بشارت کی تفصیلات درج کرنے کا منشاء یہ ہے کہ مشتے نمونہ از خروارے اندازہ ہو جائے کہ مرزا قادیانی کی عظیم الشان پیش گوئیاں کس انداز سے پیش ہو کر کس طور سے پوری ہوتی تھیں۔ ابہام، التباس، تاویل اور تضاد کی بہترین مثالیں ہیں اور اس لحاظ سے ضرور قابل یادگار رہیں۔ للمؤلف)

(۸۹) گول بات

’’ایک شخص نے حضرت خلیفۃ المسیح (مرزامحمود) کی خدمت میں مندرجہ ذیل الفاظ لکھے، مسیح موعود نے جس لڑکے کی بشارت دی تھی وہ آپ ہیں اور کیا جناب کا دعویٰ ہے۔اس کا جواب حضور نے اپنے دست مبارک سے یہ لکھا:

مکرم السلام علیکم! حضرت مسیح موعود (مرزاغلام احمد قادیانی) نے ایک خاص لڑکے کی کئی جگہ پیش گوئی کی ہے۔ایک میری پیدائش سے پہلے کی ہے۔جس میں مصلح موعود کا لفظ آتا ہے۔ایک الوصیت میں ہے۔ پہلے اشتہارات میں یہ نہیں لکھا کہ مصلح الہام الٰہی سے دعویٰ کرے گا۔الوصیت والے موعود کی نسبت لکھا ہے کہ قرب وحی سے مخصوص ہوگا۔اگر یہ دونوں ایک ہیں تب تو مصلح موعود کے لئے وحی سے دعویٰ کرنا ضروری ہے اور اگر دو شخص ہیں یا ایک ہی شخص کی دو مختلف وقتوں میں حالتیں ہیں۔تب مصلح موعود کے لئے یہ تو دعویٰ وحی سے ضروری ہے اور نہ بلاوحی کے، اور ہوسکتا ہے کہ وہ دعویٰ بھی نہ کرے۔آنحضرت ﷺ نے کئی پیش گوئیاں امت کے بڑے بڑے آدمیوں کی نسبت فرمائیں۔بعض نے ان کے مستحق ہونے کا دعویٰ بھی نہ کیا۔ہاں! لوگوں نے سمجھ کر ان پر چسپاں کیں۔مثلاً محمد مہدی فاتح قسطنطنیہ کی نسبت پیش گوئی موجود ہے۔اس کا دعویٰ ثابت نہیں اور بھی ہیں۔پس میں مصلح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا۔اگر میں ہوں تو الحمدللہ! دعوے سے فائدہ نہیں۔اگر میں نہیں تو اس احتیاط سے میں ایک غلطی سے محفوظ ہوگیا۔بعض لوگ مجھے وہ موعود سمجھتے ہیں۔میں ان کو بھی نہیں روکتا۔ہر ایک شخص کا اپنا خیال وتحقیق ہے اور خلاف شریعت نہیں۔‘‘ (الفضل قادیان ج۳ نمبر۸۵ ص۸ کالم۳، مؤرخہ ۲؍فروری ۱۹۱۶ء)

(۹۰) تاویلوں کے چکر

(مرزاغلام احمد قادیانی اپنی پیش گوئی کو کس قدر چکر دیتے تھے، کتنی پیچ دیتے تھے۔اگر، مگر، لگاتے تھے، کتنے پہلو نکالتے تھے تاکہ پیش گوئی پوری نہ ہونے کی صورت میں گریز اور تاویل کی راہ ملے اور بات گرفت میں نہ آئے۔ بلکہ خود پڑھنے والا ہی حیران اور عاجز ہو جائے۔اس کی مثال وہ پیش گوئی ہے جو مرزاغلام احمد قادیانی نے مصلح موعود کے تعلق سے کی ہے۔ چنانچہ یہ پیش گوئی مندرجہ ذیل کتب میں بیان ہوئی ہے۔للمؤلف)

’’(سبز اشتہار، براہین احمدیہ حصہ پنجم، نزول المسیح ص۱۹۲، ۱۹۶، فتح اسلام ص۲۰، ۹۷، حقیقت الوحی ص۲۱۷، ۳۱۲، ۳۶۰، ازالہ اوہام ص۱۵۶، ۶۳۵، تذکرہ ص۱۴۹، ۱۶۵، ۴۸۵، البدر نمبر۴ ص۲، ۵، تریاق القلوب ص۴۲، ۶۵، تحفہ گولڑویہ ص۵۶، درثمین ص۱۴، ۴۰، انجام آتھم ص۱۵، آئینہ کمالات اسلام ص۳۰۵، ۵۷۸، سراج منیر ص۳۴)‘‘ (فہرست الفضل قادیان ج۳۴ نمبر۳۶ ص۵ کالم۲، ۳، مؤرخہ ۱۱؍فروری ۱۹۴۶ء)

(۹۱) المصلح موعود

’’الحمدللہ! کہ حضرت امیرالمؤمنین (مرزامحمود، خلیفہ قادیان) نے ۲۸؍جنوری ۱۹۴۴ء کو روز جمعۃ المبارک خدا سے خبر پاکر المصلح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔خداتعالیٰ نے تصدیق کی۔کیا ہی مبارک وہ لوگ ہیں جو آپ کی غلامی کو صدفخر سمجھتے ہیں۔(خانہ خالی را دیومی گیرد۔ مصلح موعود کی پیش گوئی مرزاقادیانی نے پہلے بشیراوّل پر چسپاں کی۔مگر اس کا انتقال ہوگیا اور مبارک احمد پیدا ہوا۔اس پر بھی یہ پیش گوئی چسپاں کی گئی۔مگر اس کا بھی انتقال ہوگیا تو مرزاقادیانی نے سکوت اختیار کیا۔اس طرح مدت تک المصلح الموعود کی جگہ خالی پڑی رہی۔ بالآخر میاں صاحب (مرزامحمود خلیفہ قادیان) نے اس پر قبضہ پالیا اور اللہ تعالیٰ سے تصدیق بھی حاصل کر لی۔مبارک سلامت ہونے لگی۔ للمؤلف)‘‘ (مضمون الفضل قادیان ج۳۴ نمبر۳۶ ص۵ کالم۴، مؤرخہ ۱۱؍فروری ۱۹۴۶ء)

فصل ساتویں

ارشادات

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین

(۱) دوبارہ نزول

''حضرت اقدس مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے فرمایا یہ وجوہات جو مفسرین ومحدثین نے لکھے ہیں ممکن ہیں کہ یہ ہوں۔ لیکن دراصل الحمد شریف کا نام ہی سبع مثانی ہے اور اس کا سبع مثانی ہونا یہ ہے کہ سورۂ فاتحہ کا دوبارہ نزول ہوا ہے۔ ایک آنحضرت ﷺ پر اور دوسری بار مسیح موعود (مرزا قادیانی) پر۔ چنانچہ ہم پر اس کا دوبارہ نزول ہوا اور مسیح موعود کا ثبوت اس سورۃ سے واضح تر ہے اور ہماری تحریریں اور تفسیریں اس پر گواہ ہیں۔ توریت میں بھی سات آوازیں یا سات گرج لکھی ہیں اور وہ مقفل مانا گیا ہے۔ ہمارے زمانے میں وہ قفل کھولا گیا۔'' (الفضل قادیان ج۱۹ نمبر۲۱ ص۶ کالم۳، مؤرخہ ۱۸/اگست ۱۹۳۱ء)

(۲) قیوم العالمین کا قادیانی تخیل

''اس بیان مذکورہ بالا کی تصویر دکھانے کے لئے تخیلی طور پر فرض کر سکتے ہیں کہ قیوم العالمین ایک ایسا وجود اعظم ہے جس کے لئے بے شمار ہاتھ، بے شمار پیر اور ہر ایک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لاانتہاء عرض اور طول رکھتا ہے اور تیندوے کی طرح اس وجود اعظم کی تاریں بھی ہیں۔ جو صفحہ ہستی کے تمام کناروں تک پھیل رہی ہیں اور کشش کا کام دے رہی ہے۔ یہ وہی اعضاء ہیں جن کا دوسرے لفظوں میں عالم نام ہے۔ جب قیوم عالم کوئی حرکت جزوی یا کلی کرے گا تو اس کی حرکت کے ساتھ اس کے اعضاء میں حرکت پیدا ہو جانا ایک لازمی امر ہوگا۔'' (توضیح المرام ص۷۵، خزائن ج۳ ص۹۰)

(۳) وحدت وجود

''(مرزا غلام احمد نے) میر عباس علی کے استفسار پر ''وحدت وجود'' کی تردید میں ایک مبسوط خط ۱۳/فروری ۱۸۸۴ء بمطابق ۱۴/ربیع الثانی ۱۳۰۱ھ کو لکھا جس میں وجودیوں کے اعتقادات کے پرخچے اڑا دیئے۔ وحدت وجود کے مسئلہ پر جب آپ (مرزا قادیانی) نے قلم اٹھایا تو یوں ہی خیالی طور پر نہیں، بلکہ آپ نے ایک محقق کی حیثیت سے اس مسئلہ کے تمام پہلوؤں پر غور کر لیا تھا اور کافی مطالعہ کر کے یہ فیصلہ کیا تھا چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ: ''اس عاجز نے ہر چند ایک مدت دراز تک غور کی اور کتاب اللہ اور احادیث نبوی کو بہ تدبر و تفکر تمام دیکھا اور محی الدین ابن عربی وغیرہ کی تالیفات پر بھی نظر ڈالی کہ جو اس طور کے خیالات سے بھری ہوئی ہیں اور خود عقل خداداد کی روح سے بھی خوب سوچا اور فکر کیا۔ لیکن آج تک اس دعویٰ کی بنیاد پر کوئی دلیل اور صحیح حدیث ہاتھ نہیں آئی اور کسی نوع کی برہان اس کی صحت پر قائم نہیں ہوئی۔ بلکہ اس کے ابطال پر براہین قویہ اور حجج قطعیہ قائم ہوئے ہیں۔ جو کسی طرح اٹھ نہیں سکتیں۔''

(حیات احمد ج۲ نمبر۲ ص۹۵،۹۶، مرتبہ شیخ یعقوب علی عرفانی قادیانی)

(۴) عیسیٰ علیہ السلام کی حقیقت

’’وہ دو نبی ہیں۔ ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے۔ دوسرے مسیح ابن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔‘‘
(توضیح المرام ص۳، خزائن ج۳ ص۵۲)

’’(اللہ تعالیٰ نے) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد چودھویں صدی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو (جن کو آپ لوگ یسوع کہتے ہیں) اسی سلسلہ کا مؤید بنا کر بھیجا۔‘‘ (ملفوظات احمدیہ حصہ اوّل ص۲۸۸، مرتبہ منظور الٰہی لاہوری قادیانی، ملفوظات ج۲ ص۲۷۹، جدید ملفوظات ج۱ ص۴۹۵)

’’بعض جاہل مسلمان کسی عیسائی کی بدزبانی کے مقابل جو آنحضرت ﷺ کی شان میں کرتا ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت کچھ سخت الفاظ کہہ دیتے ہیں۔‘‘ (اشتہار مرزا قادیانی مؤرخہ ۸؍اکتوبر ۱۹۰۵ء، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۴۴، جدید ج۲ ص۶۵۳)

’’اگر ایک مسلمان عیسائی عقیدہ پر اعتراض کرے تو اس کو چاہئے اعتراض میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان اور عظمت کا پاس رکھے۔‘‘ (اشتہار مرزا قادیانی مؤرخہ ۲۰؍ستمبر ۱۸۹۷ء، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۴۷۱، جدید، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۱۷۲، مندرجہ تبلیغ رسالت ج۶ ص۱۶۹)

’’غرض جس ابن مریم کی قرآن شریف نے ہم کو خبر دی ہے وہ اسی ازلی ابدی ہدایت کا پابند تھا جو ابتداء سے بنی آدم کے لئے مقرر کی گئی ہے۔ لہٰذا اس کی نبوت کے لئے قرآنی ثبوت کافی ہے۔ گو انجیل کی رو سے کتنے ہی شکوک وشبہات اس کی نبوت کے بارے میں پیدا ہوں۔‘‘ (نور القرآن ص۳۲، خزائن ج۹ ص۳۷۱،۳۷۲)

’’غرض قرآن شریف نے حضرت مسیح کو سچ قرار دیا ہے۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان کی (یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی) پیش گوئیوں پر یہود کے سخت اعتراض ہیں جو ہم کسی طرح ان کو دفع نہیں کر سکتے۔ صرف قرآن کے سہارے سے ہم نے مان لیا ہے اور سچے دل سے قبول کیا ہے اور بجز اس کے ان کی نبوت پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں۔‘‘ (اعجاز احمدی ص۱۳،۱۴، خزائن ج۱۹ ص۱۲۱)

’’اور یہود تو حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے معاملہ میں اور ان کی پیش گوئیوں کے بارہ میں ایسے قوی اعتراض رکھتے ہیں کہ ہم بھی ان کا جواب دینے میں حیران ہیں، بغیر اس کے کہ یہ کہہ دیں کہ ضرور عیسیٰ نبی ہے۔ کیونکہ قرآن نے اس کو نبی قرار دیا ہے اور کوئی دلیل اس کی نبوت پر قائم نہیں ہوسکتی۔ بلکہ ابطال نبوت پر کئی دلائل قائم ہیں۔ یہ احسان قرآن کا ان پر ہے کہ ان کو بھی نبیوں کے دفتر میں لکھ دیا۔‘‘
(اعجاز احمدی ص۱۳، خزائن ج۱۹ ص۱۲۰)

’’مفتری ہے وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا بلکہ مسیح تو مسیح میں اس کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں۔ کیونکہ پانچوں ایک ہی ماں کے بیٹے ہیں۔ نہ صرف اسی قدر بلکہ میں تو حضرت مسیح کی دونوں حقیقی ہمشیروں کو بھی مقدسہ سمجھتا ہوں۔ کیونکہ یہ سب بزرگ مریم بتول کے پیٹ سے ہیں اور مریم کی وہ شان ہے کہ جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا، پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔‘‘ (کشتی نوح ص۱۶، خزائن ج۱۹ ص۱۸)

’’آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اس وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے۔ ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگاوے اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہوسکتا ہے۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۷، خزائن ج۱۱ ص۲۹۱ حاشیہ)

’’کنجریوں سے تیل ملوانا کوئی معمولی بات ہے۔ یسوع کا ان سے کیا تعلق تھا۔ اگر پادری صاحبان کہیں کہ اس کنچنی نے توبہ کر لی ہوگی تو ہم کہتے ہیں کہ کنچنی کی توبہ کا کیا اعتبار، دن کو تو توبہ کرتی ہے اور رات کو جا کر مونڈھے پر بیٹھ کر بدکاری میں مبتلا ہو جاتی ہے۔‘‘

(ملفوظات احمدیہ حصہ ششم ص۳۷۳، مرتبہ منظور الٰہی قادیانی، ملفوظات ج۴ ص۸۸، جدید ملفوظات ج۲ ص۴۲۲، ۴۲۳)

’’ہاں! آپ کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔ ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آ جاتا تھا۔ اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے۔ مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں۔ کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔ یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۵، خزائن ج۱۱ ص۲۸۹ حاشیہ)

’’کیا تمہیں خبر نہیں کہ مردمی اور رجولیت انسان کی صفات محمودہ میں سے ہے۔ ہیجڑا ہونا کوئی اچھی صفت نہیں ہے۔ جیسے بہرا اور گونگا ہونا، کسی خوبی میں داخل نہیں۔ ہاں! یہ اعتراض بہت بڑا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام مردانہ صفات کی اعلیٰ ترین صفت سے بےنصیب محض ہونے کے باعث ازدواج سے سچی اور کامل حسن معاشرت کا کوئی عملی نمونہ نہ دے سکے۔‘‘

(مکتوبات احمدیہ ج۳ ص۲۸، مکتوب نمبر۳، جدید مکتوبات احمد ج۱ ص۱۹۲، مکتوب نمبر۹)

(۵) مرزا قادیانی کی معذرت

’’ہم ناظرین پر ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ حضرت مسیح علیہ السلام پر نہایت نیک عقیدہ ہے اور ہم دل سے یقین رکھتے ہیں کہ وہ خدائے تعالیٰ کے سچے نبی اور اس کے پیارے تھے اور ہمارا اس بات پر ایمان ہے کہ وہ جیسا کہ قرآن شریف ہمیں خبر دیتا ہے، اپنی نجات کے لئے ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ پر دل و جان سے ایمان لائے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے صدہا خادموں میں سے ایک مخلص خادم وہ بھی تھے۔ پس ہم ان کی حیثیت کے موافق ہر طرح ان کا ادب ملحوظ رکھتے ہیں، لیکن عیسائیوں نے جو ایک ایسا یسوع پیش کیا ہے جو خدائی کا دعویٰ کرتا تھا اور بجز اپنے نفس کے تمام اوّلین و آخرین کو لعنتی سمجھتا تھا...... سو ہم نے اپنی کلام میں ہر جگہ عیسائیوں کا فرضی یسوع مراد لیا ہے اور خدائے تعالیٰ کا ایک عاجز بندہ عیسیٰ ابن مریم جو نبی تھا جس کا ذکر قرآن شریف میں ہے۔ وہ ہمارے درشت مخاطبات میں ہرگز مراد نہیں۔‘‘ (نور القرآن ٹائٹل، خزائن ج۹ ص۳۷۴، ۳۷۵)

(۶) نبی مارنے والا وجود

’’اصل میں ہمارا (یعنی مرزا قادیانی کا) وجود دو باتوں کے لئے ہے، ایک تو ایک نبی (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کو مارنے کے لئے، دوسرا شیطان کو مارنے کے لئے۔‘‘ (ملفوظات ج۱۰ ص۶۰ حاشیہ، جدید ملفوظات ج۵ ص۳۹۸)

’’حضرت عیسیٰ مر چکے ہیں...... مگر شیطان کا مرنا ابھی باقی ہے۔‘‘ (ملفوظات ج۱۰ ص۶۰، جدید ملفوظات ج۵ ص۳۹۸، ۳۹۹)

(۷) مریم کی عصمت

’’مریم کی ماں نے عہد کیا تھا کہ وہ بیت المقدس کی خدمت کرے گی اور تارکہ رہے گی۔ نکاح نہ کرے گی اور خود مریم نے بھی یہ عہد کیا تھا کہ میں ہیکل کی خدمت کروں گی۔ باوجود اس عہد کے پھر وہ کیا بلا اور آفت پڑی کہ یہ عہد توڑا گیا اور نکاح کیا گیا۔ ان تاریخوں میں جو یہودی مصنفوں نے لکھی ہیں اور باتوں کو چھوڑ کر اگر یہی دیکھا جاوے تو یہ لکھا ہے کہ یوسف کو مجبور کیا گیا کہ وہ نکاح کرے اور اسرائیلی بزرگوں نے اسے کہا کہ ہر طرح تمہیں نکاح کرنا ہوگا۔ اب اس واقعہ کو مدنظر رکھ کر دیکھو کہ کس قدر اعتراض واقع ہوتے ہیں۔‘‘

(اخبار الحکم قادیان ج ۶ نمبر ۱۵ ص ۵ کالم ۲، مؤرخہ ۲۴؍اپریل ۱۹۰۲ء، الفضل قادیان ج ۲۱ نمبر ۱۲۷ ص ۱ کالم ۲، مؤرخہ ۲۴؍اپریل ۱۹۳۴ء، ملفوظات ج ۳ ص ۱۶۸، جدید ملفوظات ج ۳ ص ۱۲۳)

’’غرض اس جگہ ایک معترض کا حق ہے کہ وہ یہ گمان کرے کہ اس نکاح کی یہی وجہ تھی کہ قوم کے بزرگوں کو مریم کی نسبت ناجائز حمل کا شبہ پیدا ہوگیا تھا۔ اگرچہ ہم قرآن شریف کی تعلیم کی رو سے یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ حمل محض خدا کی قدرت سے تھا تا خدا تعالیٰ یہودیوں کو قیامت کا نشان دے...... القصہ حضرت مریم کا نکاح محض شبہ کی وجہ سے ہوا تھا۔ ورنہ جو عورت بیت المقدس کی خدمت کرنے کے لئے نذر ہو چکی تھی اس کے نکاح کی کیا ضرورت تھی۔ افسوس اس نکاح سے بڑے فتنے پیدا ہوئے اور یہود نابکار نے ناجائز تعلقات کے شبہات شائع کئے۔‘‘ (چشمہ مسیحی ص ۲۷، ۲۸، خزائن ج ۲۰ ص ۳۵۶)

’’اور مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کرلیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم توریت عین حمل میں کیوں کر نکاح کیا گیا اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا اور تعدّد ازواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی۔ یعنی باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی کے ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آوے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آ گئیں۔ اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے، نہ قابل اعتراض۔‘‘

(کشتی نوح ص ۱۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸)

’’حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں۔‘‘

(ازالہ اوہام حصہ اوّل ص ۳۰۳، ۳۰۴، خزائن ج ۳ ص ۲۵۴، ۲۵۵ حاشیہ)

(۸) لعنت، لعنت

’’فرمایا توراۃ کی رو سے جو زنا کا نطفہ ہو وہ ملعون ہوتا ہے اور جو صلیب دیا جائے وہ بھی ملعون ہوتا ہے۔ تعجب ہے کہ عیسائیوں نے اپنی نجات کے واسطے کفارہ کا مسئلہ گھڑنے کے واسطے یہ تسلیم کرلیا کہ یسوع صلیب پر جا کر ملعون ہوگیا۔ جب ایک لعنت کو انہوں نے یسوع کے واسطے روا رکھا ہے تو پھر دوسری لعنت کو بھی کیوں روا نہیں رکھ لیتے۔ تاکہ کفارہ زیادہ پختہ ہوجائے۔ جب لعنت کا لفظ آ گیا تو پھر کیا ایک اور کیا دو۔ مگر قرآن شریف نے ان دونوں لعنتوں کا رد کیا ہے اور دونوں کا جواب دیا ہے کہ ان کی پیدائش بھی پاک تھی اور ان کا مرنا عام لوگوں کی طرح تھا، صلیب پر نہ تھا۔‘‘ (ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی، ملفوظات احمدیہ حصہ اوّل ص ۳۲۴، مرتبہ منظور الٰہی قادیانی لاہوری)

’’آنحضرت ﷺ کے حضرت مسیح اور ان کی والدہ پر بہت بڑے احسانات ہیں کہ آپ نے انہیں ہر ایک قسم کے الزام سے بری کیا۔ جو ان کے مخالف یہودی ان پر لگاتے تھے، ورنہ وہ خود تو جس دن سے پیدا ہوئے اسی دن سے مخالفین کی لعنت کے مورد تھے۔ یہودیوں نے ان کے ساتھ کوئی کمی نہیں چھوڑی۔ ابتداء بھی ان کی لعنت سے ہے اور انتہاء بھی لعنت سے۔ اگر بنظر غور دیکھا جائے تو ان کا مصدق تو کوئی بھی نظر نہیں آتا۔ یہودی لوگ تو خیر لعنت کرتے ہی تھے، لیکن خود ان کے اپنے حواری بھی لعنت کرنے سے باز نہ رہ سکے۔ حواریوں میں سے ایک نے تین باران پر لعنت کی...... یہ صرف حضرت نبی کریم ہی تھے جو بڑے زور سے ان کے مصدق بنے اور مخالفین کے ہر قسم کے الزامات سے ان کی بریت کی۔ اس سے بڑھ کر اور کیا احسان ہوسکتا ہے کہ بجائے لعنت کے رحمت کا خطاب انہیں دلا دیا اور اب ۹۵ کروڑ مسلمان ان پر رحمۃ اللہ کا لفظ بولتے ہیں۔‘‘ (ملفوظات احمدیہ ج ۷ ص ۴۶۱، مرتبہ منظور الٰہی قادیانی لاہوری)

(۹) حضرت عیسیٰ کی پیدائش

''اخویم مکرم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ سیدنا حضرت قبلہ مولانا مولوی حکیم نورالدین صاحب مرحوم ومغفور نے ۱۹۱۱ء کے سالانہ جلسہ قادیان پر اخویم شیخ محمد جان صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ وزیرآباد کے مندرجہ ذیل استفسار پر اپنے قلم سے مندرجہ ذیل سطور لکھ دیں، یہ نقل اس کی مطابق اصل ہے۔ اگر عکس کی ضرورت ہو تو اصل شیخ محمد جان سے منگوالیں۔ (راقم قمرالدین، از جہلم)

سوال: بخدمت حضرت خلیفۃ المسیح، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

حضور، اگر کوئی حضور کے مریدوں میں ہوکر حضرت مسیح علیہ السلام کو بن باپ نہ مانے تو اس کے ایمان میں کوئی نقص ہے یا نہیں۔ ایک سائل کا یہ سوال ہے اس پر کچھ فرمایا جائے۔ (خاکسار محمد جان، ۲۷؍دسمبر ۱۹۱۱ء)

اس پر آپ نے فرمایا کہ کسی کے پاس قلم ودوات ہے تو کسی نے کہا میرے پاس پنسل ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے قلم دوات چاہئے۔ جب قلم دوات آئی تو آپ نے فرمایا۔

جواب: منجانب حضرت خلیفۃ المسیح مہدی وقت حضرت نورالدین اعظم

جہاں تک میری سمجھ ہے یہ مسئلہ کسی عقیدہ میں داخل نہیں نہ قرآن کریم نہ حدیث میں اس کے متعلق صریح حکم موجود ہے کہ یہ عقیدہ رکھو۔ اگر کسی کی تحقیق اس کو مجبور کرے تو وہ معذور ہے۔ یہ میرا خیال ہے۔ نورالدین۔'' (المہدی نمبر۲،۳ ص۶۳، مؤلفہ محمد حسین قادیانی لاہوری)

''اور جس حالت میں برسات کے دنوں میں ہزارہا کیڑے مکوڑے خودبخود پیدا ہوجاتے ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام بھی بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے تو پھر حضرت عیسیٰ کی اس پیدائش سے کوئی بزرگی ان کی ثابت نہیں ہوتی، بلکہ بغیر باپ کے پیدا ہونا بعض قویٰ سے محروم ہونے پر دلالت کرتا ہے۔'' (چشمہ مسیحی ص۲۷،۲۸، خزائن ج۲۰ ص۳۵۶)

''ایک صاحب نے عرض کیا بے نظیر چیز تو دنیا میں سوائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے اور کوئی نظر نہیں آتی۔

فرمایا! ہم تو اسے بھی بے نظیر نہیں مانتے بلکہ اور بھی کئی ایسی پیدائشوں کا علم ہے۔ دوسو مشہور لوگوں کے نام تو انسائیکلوپیڈیا والے نے گنائے ہیں۔ ہلاکو خاں اور چین کے شاہی خاندان منچو کے ایک بادشاہ کی پیدائش بھی اسی طرح بیان کی گئی ہے۔''

(ارشاد مرزا محمود خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج۱۷ نمبر۱۰۵ ص۶ کالم۱، مؤرخہ ۳؍جون ۱۹۳۰ء)

(۱۰) سوال وجواب

''بعض لوگ موحدین کے فرقہ میں سے بحوالہ آیات قرآنی یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضرت مسیح ابن مریم انواع واقسام کے پرندے بنا کر اوران میں پھونک مار کر زندہ کردیا کرتے تھے۔ چنانچہ اسی بناء پر اس عاجز پر اعتراض کیا ہے کہ جس حالت میں مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ ہے تو پھر آپ بھی کوئی مٹی کا پرندہ بنا کر پھر اس کو زندہ کر کے دکھائیے...... ان تمام اوہام باطلہ کا جواب یہ ہے کہ وہ آیات جن میں ایسا لکھا ہے متشابہات میں سے ہے...... اور موحد صاحب کا یہ عذر کہ ہم ایسا اعتقاد نہیں رکھتے کہ اپنی ذاتی طاقت سے حضرت عیسیٰ خالق طیور تھے، بلکہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ یہ طاقت خداتعالیٰ نے اپنے اذن اور ارادہ سے ان کو دے رکھی تھی...... یہ سراسر مشرکانہ باتیں ہیں اور کفر سے بدتر۔'' (ازالہ اوہام حصہ اوّل ص۲۹۶،۲۹۷، خزائن ج۳ ص۲۵۱،۲۵۲)

(۱۱) عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات

’’عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں، مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا اور اس دن سے کہ آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرام کار اور حرام کی اولاد ٹھہرایا۔ اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم ص۶، خزائن ج۱۱ ص۲۹۰ حاشیہ)

’’وہ لوگ جو فرعون کے وقت مصر میں ایسے ایسے کام کرتے تھے، جو سانپ بنا کر دکھا دیتے تھے اور کئی قسم کے جانور طیار کر کے ان کو زندہ جانوروں کی طرح چلا دیتے تھے وہ حضرت مسیح کے وقت عام طور پر یہودیوں کے ملکوں میں پھیل گئے تھے اور یہودیوں نے ان کے بہت سے ساحرانہ کام سیکھ لئے تھے...... سو کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور پر ایسے طریق (یعنی سحر اور جادوگری) پر اطلاع دے دی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسا پرندہ پرواز کرتا ہے۔‘‘

(ازالہ اوہام حصہ اوّل ص۳۰۲، ۳۰۳، خزائن ج۳ ص۲۵۴ حاشیہ)

’’یہ حضرت مسیح کا معجزہ (پرندے بنا کر ان میں پھونک مار کر اڑانا) حضرت سلیمان کے معجزہ کی طرح صرف عقلی تھا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ ان دنوں میں ایسے امور کی طرف لوگوں کے خیالات جھکے ہوئے تھے کہ وہ شعبدہ بازی کی قسم میں سے دراصل بے سود اور عوام کو فریفتہ کرنے والے تھے۔‘‘ (ازالہ اوہام حصہ اوّل ص۳۰۲، خزائن ج۳ ص۲۵۴ حاشیہ)

’’اس سے کچھ تعجب نہیں کرنا چاہئے کہ حضرت مسیح نے اپنے دادا سلیمان کی طرح اس وقت کے مخالفین کو یہ عقلی معجزہ دکھلایا ہو اور ایسا معجزہ دکھانا عقل سے بعید بھی نہیں۔ کیونکہ حال کے زمانہ میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ اکثر صنّاع ایسی ایسی چڑیاں بنا لیتے ہیں کہ وہ بولتی بھی ہیں اور ہلتی بھی ہیں اور دم بھی ہلاتی ہیں اور میں نے سنا ہے کہ بعض چڑیاں کل کے ذریعہ سے پرواز بھی کرتی ہیں۔ بمبئی اور کلکتے میں ایسے کھلونے بہت بنتے ہیں اور یورپ و امریکہ کے ملکوں میں بکثرت ہیں اور ہر سال نئے نئے نکلتے آتے ہیں۔‘‘

(ازالہ اوہام حصہ اوّل ص۳۰۴، خزائن ج۳ ص۲۵۵ حاشیہ)

’’ممکن ہے کہ آپ نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شب کور وغیرہ اچھا کیا ہو یا کسی اور ایسی بیماری کا علاج کیا ہو، مگر آپ کی بدقسمتی سے اسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے۔ خیال ہو سکتا ہے کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہوں گے۔ اسی تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری حقیقت کھلتی ہے اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا ہو تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اس تالاب کا معجزہ ہے اور آپ کے ہاتھ میں سوائے مکر اور فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم ص۷، خزائن ج۱۱ ص۲۹۱ حاشیہ)

’’یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر اور ان میں پھونک مار کر انہیں سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا۔ نہیں بلکہ صرف عمل الترب (یعنی مسمریزم) تھا جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہو گیا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مسیح ایسے کام کے لئے اس تالاب کی مٹی لاتا تھا۔ جس میں روح القدس کی تاثیر رکھی گئی تھی، بہرحال یہ معجزہ صرف ایک کھیل کی قسم میں سے تھا اور وہ مٹی درحقیقت ایک مٹی ہی رہتی تھی جیسے سامری کا گوسالہ۔‘‘ (ازالہ اوہام حصہ اوّل ص۳۲۲، خزائن ج۳ ص۲۶۳ حاشیہ)

''اناجیل اربعہ کے دیکھنے سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح جو کام اپنی قوم کو دکھلاتا تھا وہ دعا کے ذریعہ سے ہرگز نہیں تھے اور قرآن شریف میں بھی کسی جگہ یہ ذکر نہیں کہ مسیح بیماروں کو چنگا کرنے یا پرندوں کے بنانے کے وقت دعا کرتا تھا، بلکہ وہ اپنی روح کے ذریعہ سے جس کو روح القدس کے فیضان سے برکت بخشی گئی تھی۔ ایسے ایسے کام اقتداری طور پر دکھاتا تھا۔ چنانچہ جس نے کبھی اپنی عمر میں غور سے انجیل پڑھی ہوگی وہ ہمارے اس بیان کی بہ یقین تمام تصدیق کرے گا اور قرآن شریف کی آیات بھی باآواز بلند یہی پکار رہی ہیں کہ مسیح کے ایسے عجائب کاموں میں اس کو طاقت بخشی گئی تھی اور خدا تعالیٰ نے صاف فرمادیا ہے کہ وہ ایک فطرتی طاقت تھی جو ہر یک فرد بشر کی فطرت میں مودع ہے۔ مسیح سے اس کی کچھ خصوصیت نہیں۔ چنانچہ اس بات کا تجربہ اسی زمانہ میں ہو رہا ہے۔''

(ازالہ اوہام حصہ اوّل ص۲۰،۲۱، خزائن ج۳ ص۲۶۲،۲۶۳ حاشیہ)

(۱۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر افتراء

''یہ بات بالکل غیر معقول ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی ایسا نبی آنے والا ہے کہ جب لوگ نماز کے لئے مساجد کی طرف دوڑیں گے تو وہ کلیسا کی طرف بھاگے گا اور جب لوگ قرآن شریف پڑھیں گے تو وہ انجیل کھول بیٹھے گا اور جب لوگ عبادت کے وقت بیت اللہ کی طرف منہ کریں گے تو وہ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوگا اور شراب پئے گا اور سؤر کا گوشت کھائے گا اور اسلام کے حلال وحرام کی کچھ پرواہ نہیں رکھے گا۔ کیا کوئی عقل تجویز کرسکتی ہے کہ اسلام کے لئے یہ مصیبت کا دن بھی باقی ہے۔'' (حقیقت الوحی ص۲۹، خزائن ج۲۲ ص۳۱)

(۱۳) مرزا قادیانی کی مسیحائی

''۳۱؍جولائی ۱۹۰۱ء صاحبزادہ مبارک احمد صاحب یکایک سخت بیمار ہوگئے اور چند بار غش آیا۔ آخری مرتبہ ایسی غشی طاری ہوگئی کہ بدن بے حس اور سرد ہوگیا۔ سب عورتوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ دیا۔ حضرت مسیح موعود اس وقت دعا میں مصروف تھے۔ آپ کی خدمت میں عرض کی گئی کہ آپ تکلیف نہ اٹھائیں، لڑکا فوت ہوچکا ہے۔ آپ نے فرمایا میں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ دیا ہے۔ بایں ہمہ آپ نے عرق گلاب لاکر صاحبزادے کے منہ پر چھینٹے مارے۔ جس کے بعد انہیں کچھ حرکت ہوئی اور پھر تھوڑے عرصہ کے بعد وہ ہوش میں آگئے۔ حضرت مسیح موعود نے باہر آکر بیان فرمایا کہ لڑکے کی نبض مفقود ہوچکی تھی اور علامات موت بالکل ظاہر ہوچکی تھیں۔ آنکھیں پتھرا گئی تھیں۔ میں نے عرق گلاب چھڑکا اور دعا کی کہ الٰہی زیادہ خوف شماتت اعداء کا ہے۔ اس سے بچ جائیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے لڑکے کو مردہ حالت سے زندہ کیا۔ حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں چونکہ علمائے یہود کی برکت جاتی رہی تھی اور موٹے اور سطحی خیال کے لوگ تھے۔ کسی مرگی والے کو شفا ہوئی ہوگی۔ انہوں نے یہی سمجھ لیا۔''

(روایات الحکم قادیان ج۵ نمبر۳۰ ص۱۶ کالم۱، مؤرخہ ۱۷؍اگست ۱۹۰۱ء، کتاب منظور الٰہی ص۲۶۷، مؤلفہ منظور الٰہی قادیانی)

(۱۴) مسیح ابن مریم اور مرزا غلام احمد قادیانی

''میں ایسے شخص کا سخت دشمن ہوں کہ جو کسی عورت کے پیٹ سے پیدا ہوکر پھر خیال کرتا ہے کہ میں خدا ہوں۔ گو میں مسیح ابن مریم کو اس تہمت سے پاک قرار دیتا ہوں کہ اس نے کبھی خدائی کا دعویٰ کیا، تاہم میں دعویٰ کرنے والے کو تمام گنہگاروں سے بدتر سمجھتا ہوں۔ میں جانتا ہوں اور مجھے دکھایا گیا ہے کہ مسیح ابن مریم اس تہمت سے بری اور راست باز ہے اور اس نے کئی دفعہ مجھ سے ملاقات کی۔ لیکن ہر

ایک دفعہ اپنی عاجزی اور عبودیت ظاہر کی۔ ایک دفعہ میں نے اور اس نے عالم کشف میں جو گویا بیداری کا عالم تھا، ایک جگہ بیٹھ کر ایک ہی پیالہ میں گائے کا گوشت کھایا اور اس نے اپنی فروتنی اور محبت سے میرے پر ظاہر کیا کہ وہ میرا بھائی ہے اور میں نے بھی محسوس کیا کہ وہ میرا بھائی ہے۔ تب سے میں اس کو اپنا ایک بھائی سمجھتا ہوں۔ سو جو کچھ میں نے دیکھا ہے اس کے موافق میرا یہی عقیدہ ہے کہ وہ میرا بھائی ہے۔ گو مجھے حکمت اور مصلحت الٰہی نے اس کی نسبت زیادہ کام سپرد کیا ہے اور اس کی نسبت زیادہ فضل و کرم کے وعدے دیئے ہیں۔ مگر پھر بھی میں اور وہ روحانیت کی رو سے ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے ہیں۔ اسی بناء پر میرا آنا اسی کا آنا ہے جو مجھ سے انکار کرتا ہے...... اور مسیح ابن مریم مجھ میں سے ہے اور میں خدا سے ہوں۔ مبارک وہ جو مجھے پہچانتا ہے اور بدقسمت وہ جس کی آنکھوں سے میں پوشیدہ ہوں۔''

(مکتوبات احمدیہ ج ۳ ص ۱۱۸، جدید مکتوبات احمد ج ۱ ص ۲۶۵، مکتوب نمبر ۱۴)

(۱۵) یسوع مسیح سے پیار مسیحی ملکہ کا دربار

''جس قدر عیسائیوں کو حضرت یسوع مسیح سے محبت کرنے کا دعویٰ ہے وہی دعویٰ مسلمانوں کو بھی ہے۔ گویا آنجناب کا وجود عیسائیوں اور مسلمانوں میں ایک مشترکہ جائیداد کی طرح ہے اور مجھے سب سے زیادہ حق ہے۔ کیونکہ میری طبیعت یسوع میں مستغرق ہے اور یسوع کی مجھ میں۔ اسی دعویٰ کی تائید میں آسمانی نشان ظاہر ہو رہے ہیں...... اور اس جگہ اس قدر لکھنے کی میں نے اس لئے جرأت کی ہے کہ حضرت یسوع مسیح کی سچی محبت اور سچی عظمت جو میرے دل میں ہے اور نیز وہ باتیں جو میں نے یسوع مسیح کی زبان سے سنیں اور وہ پیغام جو اس نے مجھے دیا۔ ان تمام امور نے مجھے تحریک کی کہ میں جناب ملکہ معظّمہ کے حضور میں یسوع کی طرف سے ایلچی ہو کر باادب التماس کروں کہ...... کیا خوب ہو کہ جناب کو اس چھپی ہوئی توہین پر بھی نظر ڈالنے کے لئے توجہ پیدا ہو جو یسوع مسیح کی شان میں کی جاتی ہے۔ (کم از کم مرزا غلام احمد قادیانی کی تصانیف انجام آتھم، ازالہ اوہام اور کشتی نوح میں یسوع مسیح کی جو گت بنائی گئی ہے ان کے اور ان کے والدہ مریم علیہا السلام کے حق میں جو بدگوئی اور بدزبانی روا رکھی ہے، اس پر ضرور توجہ ہو کہ یہ تحریرات بھی ملکہ معظّمہ کی نظر سے چھپی ہوئی ہیں۔ للمؤلف)''

(تحفہ قیصریہ ص ۲۳، خزائن ج ۱۲ ص ۲۷۵)

(۱۶) مسیحی سرکار قادیانی اقرار

''غرض مسیح موعود کا نام جو آسمان سے میرے لئے مقرر کیا گیا ہے اس کے معنی اس سے بڑھ کر اور کچھ نہیں کہ مجھے تمام اخلاقی حالتوں میں خدائے قیوم نے حضرت مسیح علیہ السلام کا نمونہ ٹھہرایا ہے۔ تا امن اور نرمی کے ساتھ لوگوں کو روحانی زندگی بخشوں میں نے اس نام کے معنی یعنی مسیح موعود کے صرف آج ہی اس طور سے نہیں کئے بلکہ آج سے انیس برس پہلے کتاب براہین احمدیہ میں بھی یہی معنی کئے ہیں۔''

(کشف الغطاء ص ۸۲، خزائن ج ۱۴ ص ۱۹۲، ۱۹۳)

(۱۷) مسمریزم کی تشریح

''اور یہ جو میں نے مسمریزمی طریق کا عمل الترب نام رکھا جس میں حضرت مسیح بھی کسی درجہ تک مشق رکھتے تھے۔ یہ الہامی نام ہے اور خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا کہ یہ عمل الترب ہے۔'' (ازالہ اوہام حصہ اوّل ص ۳۱۲، خزائن ج ۳ ص ۲۵۹ حاشیہ)

''اب یہ بات قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم باذن وحکم الٰہی الیسع نبی کی طرح اس عمل الترب (مسمریزم) میں کمال رکھتے تھے۔'' (ازالہ اوہام حصہ اوّل ص ۳۰۸، خزائن ج ۳ ص ۲۵۷ حاشیہ)

’’بہر حال مسیح کی یہ ترببی کارروائیاں زمانہ کے مناسب حال بطور خاص مصلحت کے تھیں، مگر یاد رکھنا چاہئے کہ یہ عمل ایسا قدر کے لائق نہیں جیسا کہ عوام الناس اس کو خیال کرتے ہیں۔ اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان عجوبہ نمائیوں میں حضرت ابن مریم سے کم نہ رہتا۔‘‘ (ازالہ اوہام حصہ اوّل ص ۳۰۹، خزائن ج ۳ ص ۲۵۷، ۲۵۸ حاشیہ)

’’عمل مسمریزم کا یہی اصول ہے کہ توجہ ڈال کر اپنا اثر دوسرے پر ڈالا جاتا ہے، چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ (یعنی مرزا محمود خلیفہ قادیان) نے فرمایا کہ مجھ کو بھی یہ علم آتا ہے۔‘‘ (الفضل قادیان ج ۱۳ نمبر ۱۱۲ ص ۸ کالم ۲، مؤرخہ ۲۱ مئی ۱۹۲۶ء)

(۱۸) بروز اوتار

’’راجہ کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا۔ درحقیقت ایک ایسا کامل انسان تھا جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی اور اوتار میں نہیں پائی جاتی اور اپنے وقت کا اوتار یعنی نبی تھا۔ جس پر خدا کی طرف سے روح القدس اترتا تھا۔ خدا کا وعدہ تھا کہ آخری زمانہ میں اس کا بروز یعنی اوتار پیدا کرے۔ سو یہ وعدہ میرے ظہور سے پورا ہوا۔‘‘ (لیکچر سیالکوٹ ص ۳۳، ۳۴، خزائن ج ۲۰ ص ۲۲۸، ۲۲۹)

’’حضرت مسیح علیہ السلام کو دو مرتبہ یہ موقعہ پیش آیا کہ ان کی روحانیت نے قائم مقام طلب کیا۔ اوّل جب کہ ان کے فوت ہونے پر چھ سو برس گزر گیا اور یہودیوں نے اس بات پر حد سے زیادہ اصرار کیا کہ وہ نعوذ باللہ مکار اور کاذب تھا اور اس کا ناجائز طور پر تولد تھا...... تب ہمارے نبی ﷺ مبعوث ہوئے۔ جن کی بعثت کی اغراض کثیرہ میں سے ایک یہ بھی غرض تھی کہ ان تمام بے جا الزاموں سے مسیح کا دامن پاک ثابت کریں اور اس کے حق میں صداقت کی گواہی دیں۔‘‘ (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۴۲، خزائن ج ۵ ص ۳۴۲)

’’پھر دوسری مرتبہ مسیح کی روحانیت اس وقت جوش میں آئی کہ جب نصاریٰ میں دجالیت کی صفت اتم اور اکمل طور پر آگئی اور جیسا کہ لکھا ہے کہ دجال نبوت کا دعویٰ بھی کرے گا اور خدائی کا بھی۔ ایسا ہی انہوں نے کیا۔ نبوت کا دعویٰ اس طرح پر کیا کہ کلام الٰہی میں اپنی طرف سے وہ دخل دیئے۔ وہ قواعد مرتب کئے اور وہ تنسیخ ترمیم کی جو ایک نبی کا کام تھا۔‘‘ (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۴۳، خزائن ج ۵ ص ۳۴۳)

’’اسی جگہ یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ ہمارے نبی ﷺ کی روحانیت بھی اسلام کے اندرونی مفاسد کے غلبہ کے وقت ہمیشہ ظہور فرماتی رہتی ہے اور حقیقت محمدیہ کا حلول ہمیشہ کسی کامل متبع میں ہو کر جلوہ گر ہوتا ہے اور جو احادیث میں آیا ہے کہ مہدی پیدا ہوگا۔ اس کا نام میرا ہی نام ہوگا۔ اس کا خلق میرا ہی خلق ہوگا۔ اگر یہ حدیثیں صحیح ہیں تو یہ اسی نزول روحانیت کی طرف اشارہ ہے۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام ص ۳۴۶، خزائن ج ۵ ص ۳۴۶)

’’اور چونکہ آنحضرت ﷺ کا حسب آیت: ’’واخرین منھم ‘‘ دوبارہ تشریف لانا بجز صورت بروز غیر ممکن تھا۔ اس لئے آنحضرت ﷺ کی روحانیت نے ایک ایسے شخص کو (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کو) اپنے لئے منتخب کیا جو خلق اور خو اور ہمت اور ہمدردی خلائق میں اس کے مشابہ تھا اور مجازی طور پر اپنا نام احمد اور محمد اس کو عطاء کیا تا یہ سمجھا جائے کہ گویا اس کا ظہور بعینہ آنحضرت ﷺ کا ظہور تھا۔‘‘ (تحفہ گولڑویہ ص ۱۰۱، خزائن ج ۱۷ ص ۲۶۳)

’’پس مسیح موعود خود محمد رسول اللہ ہے۔ جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔‘‘

(کلمۃ الفصل مصنفہ بشیر احمد مندرجہ رسالہ ریویو آف قادیان ج ۱۴ نمبر ۴ ص ۱۵۸)

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(از قاضی محمد ظہور الدین اکمل قادیانی، البدر قادیان ج ۲ نمبر ۴۳ ص ۱۴ کالم ۱، مؤرخہ ۲۵؍اکتوبر ۱۹۰۶ء)

''اس ذات بابرکات (محمد)ﷺ سے بھی تو تعلق پیدا کیجئے، جو اپنی پہلے زمانہ والی تلوار اور نیزہ کو بند کر کے ایک زرق برق والی جمالی پوشاک زیب تن کر کے آپ ہی کے ملک (ہندوستان) میں تیرہ سو سال کے بعد دوبارہ تشریف لایا ہے۔ (مراد مرزا غلام احمد قادیانی)'' (الفضل قادیان ج ۲۴ نمبر ۱۵۰ ص ۵ کالم ۳، مؤرخہ ۲۴؍دسمبر ۱۹۳۶ء)

(۱۹) تین مرتبہ دنیا میں نازل

''اور یہ بھی کھلا کہ یوں مقدر ہے کہ ایک زمانہ کے گزرنے کے بعد کہ خیر اور اصلاح اور غلبہ توحید کا زمانہ ہوگا۔ پھر دنیا میں فساد اور شرک اور ظلم عود کرے گا اور بعض بعض کو کیڑوں کی طرح کھائیں گے اور جاہلیت غلبہ کرے گی اور دوبارہ مسیح کی پرستش شروع ہو جائے گی اور مخلوق کو خدا بنانے کی جہالت بڑے زور سے پھیلے گی اور یہ سب فساد عیسائی مذہب سے اس آخری زمانہ کے آخری حصہ میں دنیا میں پھیلیں گے۔ تب پھر مسیح کی روحانیت سخت جوش میں آ کر جلالی طور پر نزول چاہے گی۔ تب ایک قہری شبیہ میں اس کا نزول ہو کر اس زمانہ کا خاتمہ ہو جائے گا۔ تب آخر ہوگا اور دنیا کی صف لپیٹ دی جائے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسیح کی امت کی نالائق کرتوتوں کی وجہ سے مسیح کی روحانیت کے لئے یہی مقدر تھا کہ تین مرتبہ دنیا میں نازل ہو۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۴۶، خزائن ج ۵ ص ۳۴۶)

(۲۰) مرزا قادیانی اوتار

''اس وقت خدا نے جیسا کہ حقوق عباد کے تلف کے لحاظ سے میرا نام مسیح رکھا اور مجھے خو اور بو اور رنگ اور روپ کے لحاظ سے حضرت عیسیٰ مسیح کا اوتار کر کے بھیجا۔ ایسا ہی اس نے حقوق خالق کے تلف کے لحاظ سے میرا نام محمد واحمد رکھا اور مجھے توحید پھیلانے کے لئے تمام خو اور بو اور رنگ اور روپ اور جامہ محمدی پہنا کر حضرت محمد ﷺ کا اوتار بنا دیا۔ سو میں ان معنوں کر کے عیسیٰ مسیح بھی ہوں اور محمد مہدی بھی…… یہ وہ طریق ظہور ہے جس کو اسلامی اصطلاح میں بروز کہتے ہیں۔'' (گورنمنٹ انگریزی اور جہاد ص ۶، ۷، خزائن ج ۱۷ ص ۲۷، ۲۸)

(۲۱) قادیانی نجوم

''ان دونوں حسابوں کی رو سے آنحضرت ﷺ کا زمانہ جس کی خدا تعالیٰ نے سورۂ والعصر میں قسم کھائی الف خامس ہے، یعنی ہزار پنجم جو مریخ کے اثر کے ماتحت ہے اور یہی سر ہے جو آنحضرت ﷺ کو ان مفسدین کے قتل اور خونریزی کے لئے حکم فرمایا گیا۔ جنہوں نے مسلمانوں کو قتل کیا اور قتل کرنا چاہا اور ان کے استیصال کے درپے ہوئے اور یہی خدا تعالیٰ کے حکم اور اذن سے مریخ کا اثر ہے۔ غرض آنحضرت ﷺ کے بعث اوّل کا زمانہ ہزار پنجم تھا جو اسم محمد کا مظہر تجلی تھا۔ یعنی بعث اوّل جلالی نشان ظاہر کرنے کے لئے تھا۔ مگر بعث دوم جس کی طرف آیت کریمہ ''و اخرین منهم لما يلحقوا بهم'' میں اشارہ ہے۔ وہ مظہر تجلی اسم احمد ہے جو اسم جمالی ہے۔''

(تحفہ گولڑویہ ص ۹۵، ۹۶، خزائن ج ۱۷ ص ۲۵۳)

(۲۲) اسم احمد کا مظہر

’’یہ باریک بھید یاد رکھنے کے لائق ہے کہ آنحضرت ﷺ کی بعث دوم میں تجلی اعظم جو اکمل اور اتم ہے وہ صرف اسم احمد کی تجلی ہے۔ کیونکہ بعث دوم آخر ہزار ششم میں ہے اور ہزار ششم کا تعلق ستارہ مشتری کے ساتھ ہے جو کوکب ششم منجملہ خنس کنس ہے اور اس ستارہ کی یہ تاثیر ہے کہ مامورین کی خونریزی سے منع کرتا اور عقل اور دانش اور مواد استدلال کو بڑھتا ہے۔ اس وقت کے مبعوث پر تو ستارہ مشتری ہے۔ نہ پرتو مریخ، اسی وجہ سے بار بار اس کتاب میں لکھا گیا ہے کہ ہزار ششم فقط اسم احمد کا مظہر اتم ہے جو جمالی تجلی کو چاہتا ہے۔‘‘

(تحفہ گولڑویہ ص ۹۶، خزائن ج ۱۷ ص ۲۵۳ حاشیہ)

(۲۳) قادیانی تعلیم

’’بعض تعلیمات سلسلہ احمدیہ کی آپ کو ایسی نظر آئیں گی جو بظاہر مسلمانوں کے عقیدہ کے خلاف ہیں اور جو اس مشہور تعلیم کے بھی خلاف ہیں، جو قرآن کریم کی طرف منسوب کی جاتی ہیں۔ لیکن حضرت مسیح موعود نے کوئی نئی تعلیم نہیں دی۔ صرف مسلمانوں کی غلطیوں کی اصلاح کی ہے۔ ہاں! بعض باتیں آپ نے نئی بھی بیان کی ہیں۔ لیکن وہ بھی قرآن کریم سے باہر نہیں، بلکہ قرآن کریم سے ہی ہیں۔ لیکن چونکہ وہ اس زمانہ سے مخصوص تھیں دنیا کو اس سے پہلے ان کی معرفت عطاء نہیں کی گئی تھی۔‘‘

(تحفہ لارڈ اردن ص ۲۴، مصنف میاں محمود احمد خلیفہ قادیان، انوار العلوم ج ۱۲ ص ۴۸)

(۲۴) ملائکہ اور شیطان

اگر کوئی کہے کہ شیطان و ملائکہ دکھاؤ تو کہنا چاہئے کہ تمہارے اندر یہ خواص کہ بیٹھے بٹھائے آناً فاناً بدی کی طرف متوجہ ہو جانا یہاں تک کہ خدائے تعالیٰ کی ذات سے بھی منکر ہو جانا اور کبھی نیکی میں ترقی کرنا اور انتہاء درجہ کی انکساری وفروتنی و عجز و نیاز میں گر جانا یہ اندرونی کشش جو تمہارے اندر موجود ہے ان سب کے محرک جو قویٰ ہیں، وہ ان دو الفاظ ملک و شیطان کے وجود میں مجسم ہیں۔ (مندرجہ الحکم قادیان ج ۷ نمبر ۲۰ ص ۱۳ کالم ۲، مؤرخہ ۳۱ مئی ۱۹۰۳ء، ملفوظات ج ۵ ص ۴۳۶، جدید ملفوظات ج ۳ ص ۳۱۳، منقول از اخبار الفضل ج ۲۱ نمبر ۱۴۴ ص ۱ کالم ۳)

(۲۵) جنت اور دوزخ کی حقیقت

’’حضرت مسیح موعود نے یہ تعلیم دی کہ گو جنت کے انعام دائمی ہیں اور کبھی ختم نہیں ہوگا، مگر دوزخ کا عذاب دائمی نہیں ہے۔ بلکہ ایک لمبے زمانہ کے بعد ختم ہو جائے گا۔‘‘ (سلسلہ احمدیہ ج ۱ ص ۲۸۸)

(۲۶) شیطان بھی جنت میں

’’بعض لوگ اس موقع پر کہہ دیتے ہیں کہ خواہ کچھ ہوا گر اکثر لوگوں کو سزا ملنی ہے تو پھر شیطان جیتا۔ میں کہتا ہوں نہیں، پھر بھی خدا ہی جیتا اور وہ اس طرح کہ خدا تعالیٰ کا ایک قانون یہ بھی ہے کہ سزا بھگت کر سارے کے سارے انسان جنت میں چلے جائیں گے۔ چنانچہ قرآن کریم کہتا ہے...... میں نے انسانوں کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میرے بندے بن جائیں۔ اب یہ کس طرح ممکن ہے کہ لوگ خدا کے بندے بن کر بھی سزا میں پڑے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ ایک وقت سب کے سب دوزخ سے نکالے جائیں گے۔ چنانچہ دوسری آیات اور

احادیث سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی وقت سب کے سب جنت میں چلے جائیں گے۔اس لئے سارے خدا کے عبد ہو گئے اور خدا ہی جیتا۔ پھر شیطان بھی کہاں بیٹھا رہے گا، وہ بھی جنت میں چلا جائے گا......اب وہ جو کہتے ہیں شیطان جیتا، وہ شیطان کو جنت میں دیکھ کر شرمائیں گے کہ ہم تو اسے جتا رہے تھے، یہ خود بھی یہیں آ گیا۔'' (منہاج الطالبین ص۴۳،۴۴، مصنفہ مرزا محمود انوار العلوم ج۹ ص۱۹۲)

(۲۷) معجزہ کی تعریف

(عنوان، الحکم قادیان مؤرخہ ۷/دسمبر ۱۹۳۴ء) ''ایک دفعہ منشی محمد اڑوڑے خان صاحب نے حضرت اقدس سے پوچھا کہ حضور معجزہ کسے کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: معجزہ کی مثال ایسی ہے کہ گرمی شدید پڑ رہی ہو۔ایک پیر کے مرید ہوں وہ مرید اپنے پیر سے کہیں کہ دعا کرو کہ ٹھنڈی ہوا چل جائے۔وہ دعا کرے اور پھر اس کے بعد ٹھنڈی ہوا بھی چل پڑے۔اس سے مریدوں کا ن تو ایمان بڑھتا ہے کہ ہمارے پیر نے دعا کی اور ٹھنڈی ہوا چل گئی۔مگر مخالف اس پر اعتراض کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ہوا کا کام تو چلنا ہی ہے یہ کیا معجزہ ہے؟ معجزہ کی مثال ایسی ہی ہے۔'' (الحکم قادیان ج۷ ۳ نمبر ۴۴، مؤرخہ ۷/دسمبر ۱۹۳۴ء)

(۲۸) کمزوری پر پردہ

''یہ باتیں قطعی طور پر اسلام اور احمدیت کے خلاف ہیں اور احمدیت کی جڑ پر تبر کا حکم رکھتی ہیں کیونکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ معجزات تو ایسے ہی ہوتے ہیں۔لیکن (غلام احمد قادیانی) صاحب نے اپنی کمزوری پر پردہ ڈالنے کے لئے اس سے انکار کر دیا اور اگر ہم قرآن سے ایسے معنی کریں گے تو دشمن کو یہ کہنے کا موقع ملے گا کہ قرآن سے تو ایسے معجزات خود ان کے نزدیک بھی ثابت ہیں۔مرزا قادیانی نے صرف اپنی کمزوری کو چھپانے کے لئے ان سے انکار کیا۔پھر جماعت کے بعض لوگ جن کا علم وسیع نہیں سمجھیں گے کہ یہ ٹھیک ہے جو پیغامی (لاہوری فریق) کہتے ہیں۔حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نبی نہ تھے۔کیونکہ نبی تو ایسے معجزات دکھاتے ہیں اور وہ حضرت مسیح موعود نے نہیں دکھائے۔کچھ تو اس ابتلاء میں پڑ جائیں گے کہ حضرت مسیح موعود نبی نہ تھے اور جو نبوت پر یقین رکھتے ہیں ان میں سے کئی آپ کے معجزات کو بیان کرنے میں مبالغہ آرائی شروع کر دیں گے اور آہستہ آہستہ وہ معجزات وہی رنگ اختیار کر لیں گے جو پہلے انبیاء کے معجزوں کو دے دیا گیا ہے اور بوجہ جھوٹ ہونے کے خدا تعالیٰ کے نزدیک لعنت کا باعث بن جائیں گے۔''

(خطبہ جمعہ مرزا محمود خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج۱۸ نمبر۲ ص۶، کالم۲،۳، مؤرخہ ۳/جولائی ۱۹۳۰ء، خطبات محمود ج۱۲ ص۴۵۰)

(۲۹) معجزہ شق القمر کی تاویل

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:''اقتربت الساعة وانشق القمر وان یروا ایة یعرضوا ویقولوا سحر مستمر'' یعنی قیامت نزدیک آئی اور چاند پھٹ گیا اور جب یہ لوگ خدا کا کوئی نشان دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ایک پکا جادو ہے۔اب ظاہر ہے کہ اگر شق القمر ظہور میں نہ آیا ہوتا تو ان کا حق تھا کہ وہ کہتے کہ ہم نے تو کوئی نشان نہیں دیکھا اور نہ اس کو جادو کہا۔اس سے ظاہر ہے کہ کوئی امر ضرور ظہور میں آیا تھا۔جس کا نام شق القمر رکھا گیا۔بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ ایک عجیب قسم کا خسوف تھا جس کی قرآن شریف نے پہلے خبر دی تھی اور یہ آیتیں بطور پیش گوئیوں کے ہیں۔اس صورت میں شق کا لفظ محض استعارہ کے رنگ میں ہوگا، کیونکہ خسوف کسوف میں جو حصہ پوشیدہ ہوتا ہے گویا وہ پھٹ کر علیحدہ ہو جاتا ہے ایک استعارہ ہے۔'' (چشمہ معرفت ص۲۲۳، خزائن ج۲۳ ص۲۳۲)

''یہ آیت یعنی''وان یروا ایة یعرضوا ویقولوا سحر مستمر ''یہ سورۃ قمر کی آیت ہے شق القمر کے معجزہ کے بیان میں۔ اس وقت کافروں نے شق القمر کے نشان کو ملاحظہ کر کے جو ایک قسم کا خسوف تھا یہی کہا تھا کہ اس میں کیا انوکھی بات ہے۔ قدیم سے ایسا ہی ہوتا آیا ہے۔ کوئی خارق عادت امر نہیں۔'' (نزول المسیح ص ۱۲۸، ۱۲۹، خزائن ج ۱۸ ص ۵۰۶، ۵۰۷)

''ایک صاحب نے (مرزا غلام احمد قادیانی سے) پوچھا شق القمر کی نسبت حضور کیا فرماتے ہیں۔ فرمایا: ہماری رائے میں یہی ہے کہ وہ ایک قسم کا خسوف تھا۔ ہم نے اس کے متعلق اپنی کتاب چشمہ معرفت میں لکھ دیا ہے۔''

(اخبار بدر قادیان ج ۷ نمبر ۱۹، ۲۰ ص ۵ کالم ۳، مؤرخہ ۲۴ رمئی ۱۹۰۸ء، ملفوظات ج ۱۰ ص ۳۷۵، جدید ملفوظات ج ۵ ص ۶۳۴)

(۳۰) قادیان کی مسجد

''دوسرا کھلا نشان خانہ کعبہ کے متعلق یہ ہے کہ:''من دخله کان امنا (القرآن)''یعنی یہ ایک امن کا مقام ہے۔ یہ بھی خصوصیت ساری دنیا میں صرف خانہ کعبہ کو ہی حاصل ہے کہ وہ امن کا مقام ہے۔''

(نکات القرآن، مولوی محمد علی لاہوری قادیانی حصہ سوم ص ۲۶۷)

مرزا قادیانی الہام کی بناء پر یہی صفت اپنی قادیانی مسجد کی قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:''بیت الفکر سے مراد اس جگہ وہ چوبارہ ہے جس میں یہ عاجز کتاب کی تالیف کے لئے مشغول رہا ہے اور رہتا ہے اور بیت الذکر سے مراد وہ مسجد ہے جو اس چوبارہ کے پہلو میں بنائی گئی ہے اور آخری فقرہ کو مذکورہ بالا''ومن دخله کانا امنا''اسی مسجد کی صفت میں بیان فرمایا ہے۔''

(براہین احمدیہ حصہ چہارم ص ۵۵۸، ۵۵۹، خزائن ج ۱ ص ۶۶۷، حاشیہ در حاشیہ)

(۳۱) ارض حرم

''جو احباب واقعی مجبوریوں کے سبب اس موقعہ (جلسہ سالانہ) پر قادیان نہیں آ سکے وہ تو خیر معذور ہیں...... لیکن جنہوں نے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے عہد واثق کا پاس کیا اور...... ارض حرم (قادیان) کے انوار و برکات سے بہرہ اندوز ہونے، امام محترم کی زیارت کرنے اور برادران دینی سے بعد مدت ملنے کے شوق میں ہر قسم کی تکالیف و زیر باریاں گوارا کر کے بھی دارالامان مہدی میں ٹھیک وقت پر آن ہی پہنچے ان کی للّٰہیت ان کا اخلاص فی الواقعہ قابل تحسین ہے۔ اقامت نماز کے وقت جب ہجوم خلائق مسجد مبارک میں نہیں سما سکتا تو گلیوں، دکانوں اور راستوں تک میں نمازی ہی نمازی نظر آتے ہیں اور ارض حرم کے چار مصلوں کی حقیقت ظاہر کرنے والا یہ نظارہ بھی ہر سال دیکھنے میں آتا ہے۔'' (الفضل قادیان ج ۳ نمبر ۷۴ ص ۲ کالم ۲، مؤرخہ ۲۶ ردسمبر ۱۹۱۵ء)

زمین قادیان اب محترم ہے ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

(درثمین اردو ص ۵۲، مجموعہ کلام مرزا غلام احمد قادیانی، مرتبہ شیخ محمد اسماعیل قادیانی)

(۳۲) قادیان کا ظلی حج

''چونکہ حج پر وہی لوگ جا سکتے ہیں جو مقدرت رکھتے اور امیر ہوں۔ حالانکہ الٰہی تحریکات پہلے غرباء میں ہی پھیلتی اور پنپتی ہیں اور غریب کو حج سے شریعت نے معذور رکھا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایک اور ظلی حج مقرر کیا۔ وہ قوم جس سے وہ اسلام کی ترقی کا کام لینا

چاہتا ہے اور تا وہ غریب یعنی ہندوستان کے مسلمان اس میں شامل ہوسکیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان مندرجہ الفضل قادیان ج۲۰ نمبر۶۶ ص۵ کالم۲،۳، مؤرخہ یکم ردسمبر۱۹۳۲ء، خطبات محمود ج۱۳ ص۶۲۹)

’’حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا جو یہ الہام ہے کہ ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔ اس کے متعلق ہم تو یہ کہتے ہیں کہ یہ دونوں نام قادیان کے ہیں۔ مگر غیر مبالعین (لاہوری جماعت) مدینہ لاہور کو اور مکہ قادیان کو قرار دیتے ہیں۔ اسی بات پر وہ قائم رہیں تو قادیان کے جلسہ سالانہ میں شمولیت کو ظلی حج کہنا کوئی ناجائز نہیں ہے۔ اگر میں یہ کہتا کہ مکہ معظمہ کا حج موقوف ہوگیا اور اس کے بجائے قادیان آنا حج کا درجہ رکھتا ہے تب وہ اعتراض کر سکتے تھے مگر مکہ معظّمہ کا حج تو قائم ہے۔‘‘

(تقریر جلسہ سالانہ خلیفہ قادیان، مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج۲۰ نمبر۸۰ ص۴ کالم۲، مؤرخہ۵ رجنوری۱۹۳۳ء، انوار العلوم ج۱۲ ص۵۷۵،۵۷۶)

’’آج جلسہ کا پہلا دن ہے اور ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے۔ حج خدا تعالیٰ نے مومنوں کی ترقی کے لئے مقرر کیا تھا۔ آج احمدیوں کے لئے دینی لحاظ سے حج تو مفید ہے۔ مگر اس سے جو اصل غرض یعنی قوم کی ترقی تھی وہ انہیں حاصل نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ حج کا مقام ایسے لوگوں کے قبضہ میں ہے جو احمدیوں کو قتل کر دینا بھی جائز سمجھتے ہیں۔ اس لئے خدائے تعالیٰ نے قادیان کو اس کام کے لئے مقرر کیا ہے۔ ہمارے آدمیوں میں سے جن کو خدا تعالیٰ توفیق دیتا ہے حج کرتے ہیں۔ مگر وہ فائدہ جو حج سے مقصود ہے وہ سالانہ جلسہ پر ہی آکر اٹھاتے ہیں۔ جیسا کہ حج میں رفث فسوق اور جدال منع ہیں۔ ایسا ہی اس جلسہ میں بھی منع ہیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان مندرجہ رسالہ ’’برکات خلافت‘‘ ص ہ، ز، مجموعہ تقاریر جلسہ سالانہ۱۹۱۴ء، خطبات محمود ج۴ ص۲۵۴ تا۲۵۶)

’’جیسے احمدیت کے بغیر پہلا یعنی مرزا قادیانی کو چھوڑ کر جو اسلام باقی رہ جاتا ہے وہ خشک اسلام ہے۔ اس طرح اس ظلی حج کو چھوڑ کر مکہ والا حج بھی خشک رہ جاتا ہے۔ کیونکہ وہاں پر آج کل حج کے مقاصد پورے نہیں ہوتے۔‘‘

(قادیانی جماعت کے ایک بزرگ کا ارشاد، پیغام صلح ج۲۱ نمبر۲۲ ص۵ کالم۱، مؤرخہ۱۹؍اپریل۱۹۳۳ء)

’’جو قادیان نہیں آتا یا کم از کم ہجرت کی خواہش نہیں رکھتا۔ اس کی نسبت شبہ ہے کہ اس کا ایمان درست ہو۔ قادیان کی نسبت اللہ تعالیٰ نے ’’انہ اوی القریۃ‘‘ (تذکرہ ص۳۱۴، طبع چہارم) یہ بالکل درست ہے کہ یہاں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ والی برکات نازل ہوتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) فرماتے تھے:

زمین قادیان اب محترم ہے　　ہجوم خلق سے ارض حرم ہے‘‘

(منصب خلافت ص۳۴،۳۵، انوار العلوم ج۲ ص۴۹)

’’اس زمانے میں خدا تعالیٰ نے قادیان کو تمام بستیوں کی ام قرار دیا ہے...... حضرت مسیح موعود نے اس کے متعلق بڑا زور دیا ہے اور فرمایا ہے کہ جو بار بار یہاں نہیں آتے مجھے ان کے ایمان کا خطرہ ہے۔ پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا وہ کاٹا جائے گا۔ تم ڈرو کہ تم میں سے نہ کوئی کاٹا جائے۔ پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا۔ آخر ماؤں کا دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہے۔ کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے یہ دودھ سوکھ گیا کہ نہیں۔‘‘　　(حقیقت الرؤیا ص۴۵،۴۶، انوار العلوم ج۴ ص۱۳۵،۱۳۶)

(۳۳) حج نفل سے بڑھ کر حج

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارا وہ جلسہ سالانہ شروع ہونے والا ہے۔ جس کی بنیاد حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے اللہ تعالیٰ

کے ارشاد کے ماتحت رکھی اور جس میں شامل ہونے کی یہاں تاکید کی کہ آپ نے فرمایا: ’’اس جگہ نفلی حج سے ثواب زیادہ ہے اور غافل رہنے میں نقصان اور خطرہ۔ کیونکہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکم ربانی۔‘‘ (آئینہ کمالات اسلام ص۳۵۲، خزائن ج۵ ص۳۵۲)

’’شیخ یعقوب علی صاحب بھی بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے یہاں (قادیان) آنے کو حج قرار دیا ہے۔ ایک واقعہ مجھے بھی یاد ہے۔ صاحبزادہ عبداللطیف مرحوم شہید حج کے ارادہ سے کابل سے روانہ ہوئے تھے۔ وہ جب یہاں حضرت مسیح موعود (مرزا) کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے حج کرنے کے متعلق اپنے ارادہ کا اظہار کیا۔ اس پر حضرت مسیح موعود (مرزا) نے فرمایا اس وقت اسلام کی خدمت کی بے حد ضرورت ہے اور یہی حج ہے۔ چنانچہ پھر صاحبزادہ صاحب حج کے لئے نہ گئے اور یہیں رہے۔ کیونکہ اگر وہ حج کے لئے چلے جاتے تو احمدیت نہ سیکھ سکتے۔‘‘

(تقریر جلسہ سالانہ خلیفہ قادیان اخبار الفضل قادیان ج۲۰ نمبر۸۰ ص۴ کالم۲،۳، مؤرخہ ۵؍جنوری ۱۹۳۳ء، انوار العلوم ج۱۲ ص۵۷۶)

(۳۴) حج کرنے میں کیا فائدہ

’’السلام علیکم! تمہارا خط ہم کو ملا، بڑا افسوس ہے کہ تم نہیں سمجھتے ہو اس ارادہ کو جو ہم نے تمہارے لئے کیا تھا۔ تم اسلام کا چھلکا طلب کرتے ہو اور ہم نے ارادہ کیا تھا کہ تم کو اسلام کا مغز اور اس کا روح دیا جائے۔ اگر تم خداتعالیٰ سے ڈرتے تو جس بارے میں خدا نے مجھے بھیجا ہے اس میں فکر کرتے۔ جان لو کہ کسی کو کوئی عمل بغیر میری شناخت اور میرے دلائل کی واقفیت کے فائدہ نہیں دیتا۔ تمہارے لئے بہتر ہے کہ عید کے بعد (قادیان سے) جانے کے خیال سے توبہ کرو اور کچھ مدت ہمارے پاس رہو اور وہ علم حاصل کرو جو خداتعالیٰ نے ہم کو دیا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ تم کو صحت ایمان کے بغیر حج کرنے میں کیا فائدہ ہوگا۔‘‘

(مرزاغلام احمد قادیانی کا مکتوب موسومہ محمد قدسی، نہج المصلّٰی، مجموعہ فتاویٰ احمدیہ جلد اص۲۷۰، مؤلفہ فضل محمد قادیانی)

(۳۵) عذر حج

’’شیخ ابوسعید محمد حسین بٹالوی کے خط کا جواب الحکم کی گزشتہ اشاعت میں کسی قدر بسط سے شائع ہوچکا ہے۔ لیکن اتمام حجت اور ایک نکتہ معرفت کے لئے اتنا اور عرض کرنا ضروری سمجھا ہے کہ حضرت اقدس (مرزا قادیانی) کے حضور جب وہ خط پڑھا گیا اور یہ اعتراض پیش کیا گیا کہ آپ کیوں حج نہیں کرتے؟ تو فرمایا کہ میرا پہلا کام خنزیروں کا قتل اور صلیب کی شکست ہے۔ ابھی تو میں خنزیروں کو قتل کر رہا ہوں۔ بہت سے خنزیر مر چکے ہیں اور بہت سے سخت جان ابھی باقی ہیں۔ ان سے فرصت اور فراغت تو ہولے۔‘‘

(ملفوظات ج۳ ص۳۷۲، جدید ملفوظات ج۲ ص۲۸۳، ملخص ملفوظات احمدیہ حصہ پنجم ص۲۶۳،۲۶۴، مرتبہ منظور الٰہی قادیانی)

’’اس حدیث کے مطابق مرزا قادیانی پر حج فرض نہ تھا۔ کیونکہ آپ کی صحت درست نہ تھی (اور یہ قدرت کی جانب سے مرزا قادیانی کو حج سے محروم رکھنے کی پہلی تدبیر تھی۔ ناقل) ہمیشہ بیمار رہتے تھے۔ حجاز کا حاکم آپ کا مخالف تھا کیونکہ ہندوستان کے مولویوں نے مکہ معظمہ سے مرزا قادیانی کے واجب القتل ہونے کے فتاوے منگائے تھے۔ اس لئے حکومت حجاز آپ کی مخالف ہوچکی تھی۔ (اور قدرت کی جانب سے مرزا قادیانی کو حج سے روکنے کی دوسری تدبیر تھی۔ ناقل) وہاں جانے پر آپ کو جان کا خطرہ تھا۔ لہٰذا آپ نے قرآن شریف کے اس حکم پر عمل کیا۔ ’’لا تلقوا بایدکم الی التہلکۃ…… الخ‘‘ کہ اپنی جان کو جان بوجھ کر ہلاکت میں

مت پھنساؤ۔ مختصر یہ کہ حج کی مقررہ شرائط آپ میں نہیں پائی گئیں۔ اس لئے آپ پر حج فرض نہ ہوا۔ (خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے مرزاقادیانی کو توفیق نہیں دی تاکہ مسیح کی ایک علامت بھی مرزاقادیانی میں نہ پائی جائے۔ناقل)''

(الفضل قادیان ج۱۷ نمبر۲۱ ص۷ کالم۳، مؤرخہ ۱۰ر ستمبر ۱۹۲۹ء)

(۳۶) قادیان میں مسجد اقصیٰ

''یہ پانچواں فائدہ ہے قادیان آنے کا...... یہاں (قادیان) ہی وہ مسجد اقصیٰ ہے جس کی نسبت رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اس میں نماز پڑھنے کی بہت بڑی فضیلت ہے۔ پھر یہاں (قادیان) ہی وہ مسجد ہے۔ جس میں خدا کا مسیح اترا۔ پھر یہاں (قادیان) ہی وہ مسجد ہے، جہاں راتوں رات رسول کریم ﷺ تشریف لائے اور اس تاریکی کے زمانہ میں آکر اترے۔ اس اندھیری رات میں رسول کریم ﷺ اپنے گھر سے نکلے اور اس جگہ (یعنی قادیان) آگئے۔'' (اصلاح نفس، انوار العلوم ج۵ ص۴۵۰)

''پس اس پہلو کے رو سے جو اسلام کے انتہاء زمانہ تک آنحضرت ﷺ کا سیر کشفی ہے۔ مسجد اقصیٰ سے مراد مسیح موعود کی مسجد ہے۔ جو قادیان میں واقع ہے...... پس کچھ شک نہیں جو قرآن شریف میں قادیان کا ذکر ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔''

(مندرجہ تبلیغ رسالت ج۹ ص۴۰، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۸۹، جدید ج۲ ص۴۰۴، خطبہ الہامیہ ص ج، خزائن ج۱۶ ص۲۱ حاشیہ)

''اور اسی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اللہ عزاسمہ نے اپنے اس قول میں ''سبحان الذی اسری بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الیٰ المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حولہ ''اور مسجد اقصیٰ وہی ہے جس کو بنایا مسیح موعود نے۔'' (ترجمہ) (مندرجہ تبلیغ رسالت ج۹ ص۴۵، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۹۳، جدید مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۴۰۷ حاشیہ)

''اب اس مسجد کی تکمیل کے لئے ایک اور تجویز قرار پائی ہے اور وہ یہ ہے کہ مسجد کی شرقی طرف جیسا کہ احادیث رسول اللہ ﷺ کا منشاء ہے۔ ایک نہایت اونچا منارہ بنایا جائے۔''

(مندرجہ تبلیغ رسالت ج۹ ص۳۴، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۸۳، جدید مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۴۰۰، ضمیمہ خطبہ الہامیہ ص ب، خزائن ج۱۶ ص۱۶)

''دوسرا مطلب اس منارہ سے یہ ہوگا کہ اس منارہ کی دیوار کے کسی بہت اونچے حصہ پر ایک بڑا لالٹین نصب کر دیا جائے گا...... یہ روشنی انسانوں کی آنکھیں روشن کرنے کے لئے دور دور جائے گی۔''

(مندرجہ تبلیغ رسالت ج۹ ص۳۴، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۸۳، جدید ج۲ ص۴۰۰، ضمیمہ خطبہ الہامیہ ص ب، خزائن ج۱۶ ص۱۶)

''تیسرے وہ گھنٹہ جو اس منارہ کے کسی حصہ دیوار میں نصب کرایا جائے گا۔ اس کے نیچے یہ حقیقت مخفی ہے کہ تالوگ اپنے وقت کو پہچان لیں۔ یعنی سمجھ لیں کہ آسمان کے دروازوں کے کھلنے کا وقت آگیا۔ اب سے زمینی جہاد بند ہوگیا اور لڑائیوں کا خاتمہ ہوگیا...... سو آج سے دین کے لئے لڑنا حرام کیا گیا۔''

(مندرجہ تبلیغ رسالت ج۹ ص۳۵، ۳۶، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۸۴، جدید مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۴۰۱، ضمیمہ خطبہ الہامیہ ص ب، ت، خزائن ج۱۶ ص۱۷)

(۳۷) بحث سے گریز

''کیا میں نے اس کو (یعنی مہر علی شاہ کو) اس لئے بلایا تھا کہ میں اس سے ایک منقولی بحث کر کے بیعت کرلوں۔ جس حالت میں،

میں بار بار کہتا ہوں کہ خدا نے مجھے مسیح موعود مقرر کر کے بھیجا ہے اور مجھے بتلا دیا ہے کہ فلاں حدیث سچی ہے اور فلاں جھوٹی ہے اور قرآن کے صحیح معنوں سے مجھے اطلاع بخشی ہے تو پھر میں کس بات میں اور کس غرض کے لئے ان لوگوں سے منقولی بحث کروں۔ جب کہ مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن مجید پر، تو کیا انہیں مجھ سے یہ توقع ہوسکتی ہے کہ میں ان کے ظنیات بلکہ موضوعات کے ذخیرہ کو سن کر اپنے یقین کو چھوڑ دوں۔ جس کی حق الیقین پر بنا ہے اور وہ لوگ بھی اپنی ضد کو چھوڑ نہیں سکتے۔ کیونکہ میرے مقابل پر جھوٹی کتابیں شائع کر چکے ہیں اور اب ان کو رجوع اشد من الموت ہے، تو پھر ایسی حالت میں بحث سے کون سا فائدہ مترتب ہوسکتا تھا اور جس حالت میں، میں نے اشتہار دے دیا کہ آئندہ کسی مولوی وغیرہ سے منقولی بحث نہیں کروں گا تو انصاف اور نیک نیتی کا تقاضا یہ تھا کہ ان منقولی بحثوں کا میرے سامنے نام بھی نہ لیتے۔ کیا میں اپنے عہد کو توڑ سکتا تھا۔ اگر مہر علی شاہ کا دل فاسد نہیں تھا تو اس نے ایسی بحث کی مجھ سے کیوں درخواست کی۔ جس کو میں عہد مستحکم کے ساتھ ترک کر بیٹھا تھا۔'' (اربعین نمبر۴ ص۱۹،۲۰، خزائن ج۱۷ ص۴۵۴،۴۵۵)

''اور اگرچہ میں کئی سال ہوگئے کہ اپنی کتاب انجام آتھم میں شائع کر چکا ہوں کہ میں اس گروہ مخالف سے ہرگز مباحثات نہیں کروں گا۔ کیونکہ اس کا نتیجہ بجز گندی گالیوں اور اوباشانہ کلمات سننے کے اور کچھ ظاہر نہیں ہوا۔ مگر میں ہمیشہ طالب حق کے شبہات دور کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اگرچہ آپ نے اس رقعہ میں دعویٰ تو کر دیا ہے کہ میں طالب حق ہوں۔ مگر مجھے تامل ہے کہ اس دعویٰ پر آپ قائم رہ سکیں۔ کیونکہ آپ لوگوں کی عادت ہے کہ ہر ایک بات کو کشاں کشاں بیہودہ اور لغو مباحثات کی طرف لے آتے اور میں خدا تعالیٰ کے سامنے وعدہ کر چکا ہوں کہ ان لوگوں سے مباحثات ہرگز نہیں کروں گا۔''

(مرزا قادیانی کا مکتوب بنام مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری، الفضل قادیان ج۳۴ نمبر۱۷۷ ص۳ کالم۱، مؤرخہ ۳۰؍جولائی ۱۹۴۶ء)

''لاہور میں جو تقریر آپ نے سب سے آخری اور جو ۲۵؍مئی ۱۹۰۸ء کو قبل عصر فرمائی اس کے بعد آپ کو تقریر کا کوئی موقعہ نہیں ملا۔'' ''مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے حضرت اقدس کی خدمت میں بذریعہ اپنے کسی خاص مقصد کے ایک خط بھیجا۔ جس میں بعض مسائل مختلفہ پر زبانی گفتگو کرنے کی اجازت چاہی اور وعدہ کیا کہ میں بہت نرمی اور پاس ادب سے گفتگو کروں گا۔ حضرت اقدس نے قبل عصر حضرت مولانا سید محمد احسن صاحب سے ان کے متعلق دریافت کیا کہ وہ اخلاق کے کیسے ہیں۔ مغلوب الغضب اور فوراً جوش میں آ جانے والے یا بھڑک اٹھنے والی طبیعت کے تو نہیں ہیں؟ (دراصل دل پر رعب طاری معلوم ہوتا ہے اور غالباً نہ ملنے کے عذر کی تلاش ہے۔ مگر سوء اتفاق کہ اشارہ پھر بھی ساتھیوں نے ساتھ نہ دیا اور مطلوبہ عذر ہاتھ نہ آسکا۔ نتیجہ یہ کہ گریز نمایاں ہوگیا۔ للمؤلف) اس کے جواب میں بعض اصحاب نے عرض کیا کہ حضور ایسے تو نہیں ان کی طبیعت میں نرمی پائی جاتی ہے۔ البتہ اگر بعض عوام کا ہجوم ان کے ہمراہ ہوگا تو اندیشہ ہے۔ حضرت اقدس خود چونکہ پیغام صلح کے لکھنے میں مصروف تھے اور فرصت نہ تھی۔ (اس عذر کی بناوت صاف ظاہر ہے۔ للمؤلف) اس لئے حضرت اقدس نے مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب سے فرمایا کہ آپ ان کو خط کا جواب لکھ دیں۔ اصل خط ان کا ہم بھیج دیں گے اور بے شک نرمی سے اور آہستگی سے ان سے ان مسائل میں گفتگو کریں۔ البتہ اس بات کا خیال رکھیں کہ ان کے ہمراہ سوائے دو چار معزز اور شریف آدمیوں کے اور زیادہ ہجوم نہ ہو اور آپ بھی علیحدگی میں بیٹھ کر گفتگو کریں۔ اس میں کوئی حرج کی بات نہیں۔ (پہلو کی کمزوری ظاہر ہے۔ للمؤلف)'' (ملفوظات ج۱۰ ص۴۵۳،۴۵۴، جدید ملفوظات ج۵ ص۶۹۱)

(۳۸) حیران

’’مسیح موعود کی زندگی میں ایک دفعہ ایک انگریز اور ایک لیڈی امریکہ سے ملاقات کے لئے آئے۔ مولوی محمد علی صاحب ایم.اے اور میں نے ترجمانی کی۔ حضرت اقدس سے اس انگریز نے سلسلہ کلام کا آغاز کرتے ہوئے پوچھا۔ کیا آپ نبی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ہاں! اس نے کہا کوئی نشان دکھایئے۔ آپ نے فرمایا: آپ کا آنا بھی میری صداقت کا نشان ہے۔ اس پر وہ حیران سا ہو گیا اور اسی حیرانی کے عالم میں اس نے مجھ سے پوچھا۔ میں یہ بات سمجھا نہیں کہ ہمارا آنا کیوں کر آپ کی نبوت کا ثبوت ہو گیا۔ اس پر حضرت مسیح موعود نے فرمایا: نبی وہ ہوتا ہے جو خدا سے خبر پا کر کوئی بات پہلے بتائے اور وہ پوری ہو جائے۔ میں نے آج سے ایک عرصہ پہلے خدا سے خبر پا کر یہ بیان کیا تھا کہ دور دور سے چل کر لوگ میرے پاس آئیں گے اور آج آپ امریکہ سے چل کر مجھے دیکھنے کے لئے آئے ہیں۔ پھر کیا میں خدا کا نبی نہیں ہوں۔‘‘

(تقریر مفتی محمد صادق، الفضل قادیان ج۱۳ نمبر ۷۶ مؤرخہ ۱۲ر جنوری ۱۹۲۶ء، ملخص از ملفوظات ج۱۰ ص۲۱۳، ۲۱۴، جدید ملفوظات ج۵ ص۵۱۳، ۵۱۴)

(۳۹) علی گڑھ میں سکوت

’’بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ لدھیانہ میں پہلی دفعہ بیعت لے کر یعنی ابتداء ۱۸۸۹ء میں حضرت صاحب (مرزا قادیانی) علی گڑھ تشریف لے گئے تھے۔ میں اور میر عباس علی اور شیخ حامد علی ساتھ تھے۔ حضرت صاحب، سید تفضّل حسین صاحب تحصیلدار کے مکان پر ٹھہرے۔ علی گڑھ میں لوگوں نے حضرت صاحب سے عرض کر کے حضور کے ایک لیکچر کا انتظام کیا تھا اور حضور نے منظور کر لیا تھا۔ جب اشتہار ہو گیا اور سب تیاری ہو گئی اور لیکچر کا وقت قریب آیا تو حضرت صاحب نے سید تفضّل حسین صاحب سے فرمایا کہ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا ہے کہ میں لیکچر نہ دوں۔ اس لئے میں اب لیکچر نہیں دوں گا۔ انہوں نے کہا: حضور! اب تو سب کچھ ہو چکا ہے۔ لوگوں میں بڑی ہتک ہوگی۔ حضرت صاحب نے فرمایا: خواہ کچھ ہو ہم خدا کے حکم کے مطابق کریں گے۔ پھر اور لوگوں نے حضرت صاحب سے بڑے اصرار سے عرض کیا۔ مگر حضرت صاحب نے نہ مانا اور فرمایا کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ میں خدا کے حکم کو چھوڑ دوں۔ اس کے حکم کے مقابل میں میں کسی ذلت کی پرواہ نہیں کرتا۔ غرض حضرت صاحب نے لیکچر نہیں دیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ اسی سفر میں مولوی محمد اسماعیل علی گڑھی نے حضور کی مخالفت کی اور آخر آپ کے خلاف ایک کتاب لکھی مگر جلد ہی اس جہاں سے گزر گیا۔‘‘

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص۶۴، ۶۵، روایت نمبر ۹۷، جدید ج۱ حصہ اوّل ص۷۱، ۷۲، روایت نمبر ۹۹)

(۴۰) حافظہ نباشد

’’ان اختلافات کے طوفان کے وقت میں حضرت مسیح موعود ظاہر ہوئے اور آپ نے ان سب غلطیوں سے مذہب کو پاک کر دیا ہے۔ سب سے پہلے میں شرک کو لیتا ہوں۔ آپ نے شرک کو پورے طور پر رد کیا اور توحید کو اپنے پورے جلال کے ساتھ ظاہر کیا۔ آپ سے پہلے مسلمان علماء تین قسم کا شرک مانتے تھے...... (۲) علماء تسلیم کرتے تھے کہ کسی میں خدائی صفات تسلیم کرنا بھی شرک ہے۔ مگر یہ صرف منہ سے کہتے تھے۔ بڑے سے بڑے توحید پرست وہابی بھی حضرت مسیح کو ایسی صفات دیتے تھے جو خدا سے ہی تعلق رکھتی ہیں۔ مثلاً یہ کہتے کہ وہ آسمان پر کئی سو سال سے بیٹھے ہیں نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں نہ ان پر کوئی تغیر آتا ہے۔‘‘

(حضرت مسیح موعود کے کارنامے ص۲۹، ۳۰، انوار العلوم ج۱۰ ص۱۲۷)

’’وکلمہ ربہ علی طور سینین وجعلہ من المحبوبین ھذا ھو موسیٰ فتی اللّٰہ الذی اشار اللّٰہ فی کتابہ الیٰ حیاتہ وفرض علینا ان نؤمن بانہ حی فی السماء ولم یمت ولیس من المیتین اوراس (حضرت موسیٰ) کا خدا کوہ سینا میں اس سے ہم کلام ہوا اور اس کو پیارا بنایا۔ یہ وہی موسیٰ مرد خدا ہے جس کی نسبت قرآن میں ارشاد ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہم پر فرض ہو گیا کہ ہم اس بات پر ایمان لاویں کہ وہ زندہ آسمان میں موجود ہے اور مردوں میں سے نہیں۔‘‘ (نورالحق حصہ اوّل ص۵۰، خزائن ج۸ ص۶۸،۶۹)

’’کیا یہ ہوسکتا ہے کہ ایک شخص موحد کہلائے خدا تعالیٰ کو ایک سمجھے اور پھر یہ بھی عقیدہ رکھے کہ سینکڑوں سالوں سے حضرت عیسیٰ زندہ آسمان پر بغیر کسی جسمانی تغیر کے جوں کے توں بیٹھے ہیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان الفضل قادیان ج۱۳ نمبر۳۹ ص۵ کالم۳، مؤرخہ ۳؍اکتوبر ۱۹۲۵ء، خطبات محمود ج۹ ص۲۶۹)

(۴۱) چنیں چناں

’’جو شخص امتی کی حقیقت پر نظر غور ڈالے گا وہ بداہت سمجھ لے گا کہ حضرت عیسیٰ کو امتی قرار دینا ایک کفر ہے۔‘‘

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۹۲، خزائن ج۲۱ ص۳۶۴)

’’قرآن سے ثابت ہے کہ ہر ایک نبی آنحضرت ﷺ کی امت میں داخل ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ’’لتؤمنن بہ ولتنصرنہ‘‘ پس اس طرح تمام انبیاء علیہم السلام آنحضرت ﷺ کی امت ہوئے۔‘‘

(تشحیذ الاذہان قادیان ج۱۲ نمبر۸ ص۲۸، بابت ماہ اگست ۱۹۱۷ء)

(۴۲) معلومات کی وسعت وصحت

’’امام الزمان کو مخالفوں اور عام سائلوں کے مقابل پر اس قدر الہام کی ضرورت نہیں جس قدر علمی قوت کی ضرورت ہے۔ کیونکہ شریعت پر ہر ایک قسم کے اعتراض کرنے والے ہوتے ہیں۔ طبابت کی رو سے بھی ہیئت کی رو سے بھی، طبعی کی رو سے بھی جغرفیہ کی رو سے بھی اور کتب مسلمہ اسلام کے رو سے بھی اور عقلی بناء پر بھی۔‘‘ (ضرورۃ الامام ص۱۰، خزائن ج۱۳ ص۴۸۰)

۱...... ’’تاریخ کو دیکھو آنحضرت ﷺ وہی ایک یتیم لڑکا تھا جس کا باپ پیدائش سے چند دن بعد ہی فوت ہو گیا۔‘‘

(پیغام صلح ص۳۸، خزائن ج۲۳ ص۴۶۵)

(تاریخ اسلام سے اتنی ناواقفیت، عام طور پر سب کو معلوم ہے کہ احادیث میں مذکورہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی ولادت مبارک سے قبل ہی حضرت کے والد رحلت فرماچکے تھے۔ للمؤلف)

۲...... ’’تاریخ دان لوگ جانتے ہیں کہ آپ کے (یعنی آنحضرت ﷺ کے) گھر میں گیارہ لڑکے پیدا ہوئے تھے اور سب کے سب فوت ہو گئے تھے۔‘‘ (چشمہ معرفت ص۲۸۶، خزائن ج۲۳ ص۲۹۹)

(حالانکہ آنحضرت ﷺ کی کل اولاد بھی گیارہ نہ تھی۔ مرزا قادیانی کی تاریخ سب سے جدا معلوم ہوتی ہے۔ للمؤلف)

۳...... ’’کہتے ہیں کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس ایک نوکر چائے کی پیالی لایا۔ جب قریب آیا تو غفلت سے وہ پیالی آپ کے سر پر گر

پڑی۔آپ نے تکلیف محسوس کر کے ذرا تیز نظر سے غلام کی طرف دیکھا۔‘‘

(ملفوظات احمدیہ حصہ اول ص ۳۴۶، ۳۴۷ مرتبہ منظور الٰہی لاہوری قادیانی، ملفوظات ج اص ۱۷۹، ۱۸۰، جدید ملفوظات ج اص ۱۱۵)

(حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں عرب میں ضرور چائے کا رواج ہوگا اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بھی ضرور اس کے عادی ہوں گے؟ للمؤلف)

’’یہ عجیب بات ہے کہ حضرت مسیح نے تو صرف مہد میں ہی باتیں کیں۔ مگر اس لڑکے نے پیٹ میں ہی دو مرتبہ باتیں کیں اور پھر بعد اس کے ۱۴؍جون ۱۸۹۹ء کو وہ پیدا ہوا اور جیسا کہ وہ چوتھا لڑکا تھا۔ اسی مناسبت کے لحاظ سے اس نے اسلامی مہینوں میں سے چوتھا مہینہ لیا۔ یعنی ماہ صفر اور ہفتہ کے دنوں میں سے چوتھا دن لیا۔ یعنی چہار شنبہ اور دن کے گھنٹوں میں سے دوپہر کے بعد چوتھا گھنٹہ لیا۔‘‘

(تریاق القلوب ص ۴۱، خزائن ج ۱۵ ص ۲۱۷، ۲۱۸)

’’وہ چوتھا لڑکا جس کا ان کتابوں میں چار مرتبہ وعدہ دیا گیا تھا۔ صفر ۱۳۱۷ھ کی چوتھی تاریخ میں بروز چہار شنبہ پیدا ہوگیا۔ عجیب بات ہے کہ اس لڑکے کے ساتھ چار کے عدد کو ہر ایک پہلو سے تعلق ہے۔‘‘ (تریاق القلوب ص ۴۳، خزائن ج ۱۵ ص ۲۲۳)

(سخن سازی کا جذبہ دیکھئے کہ ماہ صفر جو اسلامی مہینوں میں سے دوسرا مہینہ ہے اور چہار شنبہ جو ہفتہ میں پانچواں دن ہے، چوتھے لڑکے سے ملانے کے لئے چوتھا مہینہ اور چوتھا دن بن گیا۔ اس کی وجہ شاید یہ بھی ہو کہ مرزا قادیانی کے نزدیک ایسے فرق کچھ قابل شمار نہیں ہوتے ورنہ بات نہیں بنتی۔ للمؤلف)

(۴۳) سچا جھوٹ

’’مولوی محمد علی مونگیری اور ان کے اعوان وانصار جن کی غرض اس صوبہ بہار میں بالخصوص یہ ہے کہ جس طرح ہو احمدیوں کے خلاف عوام کو بہکایا جائے۔ اپنی صحیفوں ٹریکٹوں اور نیز اپنے بیانات میں ہمیشہ عوام کو یہ دکھلاتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے اخبار بدر میں معاذ اللہ یہ جھوٹ لکھا ہے کہ جناب رسول مقبول ﷺ کے گیارہ بیٹے فوت ہوئے۔ ہر چندان کو اچھی طرح سمجھایا گیا کہ یہ جھوٹ نہیں ہوسکتا اور کسی طرح اس پر جھوٹ کی تعریف صادق نہیں آتی اور نیز کہنے والے کی غرض ہرگز جھوٹ بیان کرنے کی نہیں ہے مگر عناد وتعصب نے انہیں سمجھنے کا کبھی موقعہ نہیں دیا۔‘‘ (الفضل قادیان ج ۹ نمبر ۹۳، ۹۴، مؤرخہ ۲۹؍مئی ۱۹۲۲ء)

(۴۴) جھوٹا سچ

’’میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں یہی ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلاؤں اور آنحضرت ﷺ کی جلالت اور عظمت اور شان دنیا پر ظاہر کر دوں۔ پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آوے تو میں جھوٹا ہوں۔ پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے۔ وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتی۔ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا، جو مسیح موعود اور مہدی معہود کو کرنا چاہئے تھا تو پھر میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو پھر سب لوگ گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔ والسلام بقلم خود مرزا غلام احمد قادیانی۔‘‘

(اخبار البدر قادیان ج ۲ نمبر ۲۹ ص ۴ کالم ۲ مؤرخہ ۱۹؍جولائی ۱۹۰۶ء، مکتوبات احمد ج اوّل ص ۴۹۸، مکتوب نمبر ۲۹)

فصل آٹھویں

تعلقات

(۱) اراکین خاندان

۱...... مرزا غلام احمد قادیانی، محمدی بیگم کی خواستگار۔

۲...... محمدی بیگم، ایک نوعمر لڑکی۔

۳...... مرزا احمد بیگ، محمدی بیگم کے والد اور مرزا قادیانی کے ماموں زاد بھائی۔

۴...... عمرالنساء والدہ محمدی بیگم، مرزا قادیانی کی چچازاد ہمشیرہ اور مرزا امام الدین کی حقیقی ہمشیرہ۔

۵...... مرزا امام الدین، مرزا قادیانی کے چچازاد بھائی اور محمدی بیگم کے حقیقی ماموں۔

۶...... فضل احمد اور سلطان احمد، مرزا غلام احمد قادیانی کے لڑکے۔

۷...... عزت بی بی، فضل احمد کی اہلیہ (مرزا احمد بیگ کی بھانجی)

۸...... مرزا علی شیر بیگ، عزت بی بی کے والد، مرزا قادیانی کے سمدھی۔

۹...... والدہ عزت بی بی، مرزا احمد بیگ کی ہمشیرہ، مرزا قادیانی کی سمدھن۔

۱۰...... مرزا سلطان محمد، محمدی بیگم کا شوہر، مرزا قادیانی کا کامیاب رقیب۔

۱۱...... پھجے دی ماں، مرزا قادیانی کی پہلی بیوی۔

۱۲...... نصرت جہاں بیگم، مرزا قادیانی کی دوسری بیوی۔

(۲) بڑی بشارت

’’خدائے تعالیٰ نے پیش گوئی کے طور پر اس عاجز (مرزا غلام احمد قادیانی) پر ظاہر فرمایا کہ مرزا احمد بیگ ولد مرزا گاماں بیگ ہوشیار پوری کی دختر کلاں (محمدی بیگم) انجام کار تمہارے نکاح میں آئے گی اور وہ لوگ بہت عداوت کریں گے اور بہت مانع آئیں گے اور کوشش کریں گے کہ ایسا نہ ہو۔ لیکن آخرکار ایسا ہی ہوگا اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ ہر طرح سے اس کو تمہاری (یعنی مرزا قادیانی) کی طرف لائے گا۔ باکرہ ہونے کی حالت میں یا بیوہ کر کے (اس کا تصفیہ بعد کو ہو جائے گا۔ للمؤلف) اور ہر ایک روک کو درمیان سے اٹھاوے گا اور اس کام کو ضرور پورا کرے گا۔ کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔‘‘ (ازالہ اوہام ص ۳۹۶، خزائن ج ۳ ص ۳۰۵)

(۳) بشارت پر بشارت

’’اس پیش گوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے پہلے سے ایک پیش گوئی فرمائی ہے کہ ’’یتزوج ویولد لہ‘‘ یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں۔ کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے۔ اس میں کچھ خوبی نہیں، بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے۔ جس کی نسبت اس عاجز (مرزا قادیانی) کی پیش گوئی موجود ہے۔ (خاص اولاد کی مشہور پیش گوئی یوں ہے۔

فرزند دلبند گرامی ارجمند مظھر الاول والآخر مظھر الحق والعلاء کان اللّٰہ نزل من السماء (مندرجہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۰۱) غالباً یہی خاص اولاد پیش نظر ہے۔للمؤلف)''

''گویا اس جگہ رسول اللہ ﷺ ان سیاہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرمارہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔ (گویا حدیث شریف کی رو سے مرزاغلام احمد قادیانی کا محمدی بیگم سے نکاح ہونا لازم ہے اور یہ مسیح موعود ہونے کا خاص ثبوت ہوگا۔للمؤلف)'' (ضمیمہ انجام آتھم ص۵۳، خزائن ج۱۱ ص۳۳۷ حاشیہ)

(۴) خداداد موقع

''(محمدی بیگم کے اعزاء) مجھ سے کوئی نشان آسمانی مانگتے تھے تو اس وجہ سے کئی دفعہ ان کے لئے دعا کی گئی تھی۔ سو وہ دعا قبول ہوکر خدا تعالیٰ نے یہ تقریب قائم کی کہ والد اس دختر کا ایک اپنے ضروری کام کے لئے ہماری طرف ملتجی ہوا۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ نامبردہ (مرزااحمد بیگ) کی ایک ہمشیرہ ہماری ایک چچازاد بھائی غلام حسین نام کو بیاہی گئی تھی۔ غلام حسین عرصہ پچیس سال سے کہیں چلا گیا اور مفقود الخبر ہے۔ اس کی زمین ملکیت جس کا حق ہمیں پہنچتا ہے۔ نامبردہ (مرزااحمد بیگ) کی ہمشیرہ کے نام کاغذات سرکاری میں درج کرادی گئی تھی۔ اب حال کے بندوبست میں جو ضلع گورداسپور میں جاری ہے نامبردہ یعنی ہمارے خط کے مکتوب الیہ (مرزااحمد بیگ) نے اپنی ہمشیرہ کی اجازت سے یہ چاہا کہ وہ زمین جو چار ہزار یا پانچ ہزار روپے قیمت کی ہے، اپنے بیٹے محمد بیگ کے نام بطور ہبہ منتقل کرادیں۔ چنانچہ ان کی ہمشیرہ کی طرف سے یہ ہبہ نامہ لکھا گیا۔ چونکہ وہ ہبہ نامہ بجز ہماری رضامندی کے بیکار تھا۔ اس لئے مکتوب الیہ (مرزااحمد بیگ) نے بہ تمام تر عجز وانکساری ہماری طرف رجوع کیا۔ تاہم اس ہبہ پر راضی ہوکر اس ہبہ نامہ پر دستخط کردیں اور قریب تھا کہ دستخط کردیتے لیکن یہ خیال آیا کہ جیسا کہ ایک مدت سے بڑے بڑے کاموں میں ہماری عادت ہے جناب الٰہی میں استخارہ کرلینا چاہئے۔ سو یہی جواب مکتوب الیہ کو دیا گیا۔ (مرزااحمد بیگ) پھر مکتوب الیہ کے متواتر اصرار سے استخارہ کیا گیا۔ وہ استخارہ کیا تھا گویا آسمانی نشان کی درخواست کا وقت آپہنچا تھا۔ جس کو خدائے تعالیٰ نے اس پیرایہ میں ظاہر کردیا۔ اس خدائے قادر وحکیم مطلق نے مجھے فرمایا کہ اس شخص (مرزااحمد بیگ) کی دختر کلاں (محمدی بیگم) کے نکاح کے لئے سلسلہ جنبانی کر اور ان کو کہہ دے کہ تمام سلوک اور مروت تم سے اسی شرط سے کیا جائے گا اور یہ نکاح تمہارے لئے موجب برکت اور ایک رحمت کا نشان ہوگا اور ان تمام برکتوں سے حصہ پاؤ گے۔ جو اشتہار ۲۰؍فروری ۱۸۸۸ء میں درج ہے۔ لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہوگا اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہوجائے گا اور ان کے گھر پر تفرقہ اور تنگی اور مصیبت پڑے گی اور درمیانی زمانہ میں بھی اس دختر کے لئے کئی کراہت اور غم کے امر پیش آئیں گے۔ (۱۰؍جولائی ۱۸۸۸ء)''

(مندرجہ تبلیغ رسالت ج۱ ص۱۱۵، ۱۱۶، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۵۷، ۱۵۸، جدید مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۳۶)

(۵) لالچ اور دھمکی

''اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل کی کہ اس شخص (احمد بیگ) کی بڑی لڑکی کے نکاح کے لئے درخواست کر اور اس سے کہہ دے کہ پہلے وہ تمہیں دامادی میں قبول کرے اور پھر تمہارے نور سے روشنی حاصل کرے اور کہہ دے کہ مجھے اس زمین کے ہبہ کرنے کا حکم مل گیا ہے۔ جس کے تم خواہش مند ہو۔ بلکہ اس کے ساتھ اور زمین بھی دی جائے گی اور دیگر مزید احسانات تم پر کئے جائیں گے۔ بشرطیکہ تم اپنی بڑی

لڑکی کا مجھ سے نکاح کر دو۔ میرے اور تمہارے درمیان یہی عہد ہے۔ تم مان لو گے تو میں بھی تسلیم کر لوں گا۔ اگر تم قبول نہ کرو گے تو خبردار رہو۔ مجھے خدا نے یہ بتلایا ہے کہ اگر کسی اور شخص سے اس لڑکی کا نکاح ہوگا تو نہ اس لڑکی کے لئے یہ نکاح مبارک ہوگا اور نہ تمہارے لئے۔ ایسی صورت میں تم پر مصائب نازل ہوں گے، جن کا نتیجہ موت ہوگا۔ پس تم نکاح کے بعد تین سال کے اندر مر جاؤ گے۔ بلکہ تمہاری موت قریب ہے اور ایسا اس لڑکی کا شوہر بھی اڑھائی سال کے اندر مر جائے گا۔ یہ حکم اللہ ہے۔ پس جو کرنا ہے کر لو۔ میں نے تم کو نصیحت کر دی ہے۔ پس وہ (مرزا احمد بیگ) تیوری چڑھا کر چلا گیا۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص۵۷۲،۵۷۳، خزائن ج۵ ص۵۷۲،۵۷۳)

''خدا تعالیٰ نے اس عاجز کے مخالف اور منکر رشتہ داروں کے حق میں نشان کے طور پر یہ پیش گوئی ظاہر کی ہے کہ ان میں سے جو ایک شخص احمد بیگ نام ہے۔ اگر وہ اپنی بڑی لڑکی اس عاجز کو نہیں دے گا تو تین برس کے عرصہ تک بلکہ اس سے قریب فوت ہو جائے گا اور وہ جو نکاح کرے گا، وہ روز نکاح سے اڑھائی برس کے عرصہ میں فوت ہوگا اور آخر وہ عورت اس عاجز کی بیویوں میں داخل ہوگی۔ (۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء)'' (مندرجہ تبلیغ رسالت ج۱ ص۶، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۰۲، جدید مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۹۶ حاشیہ)

(۶) خدا کی طرف سے حکم

''مکرمی مخدومی اخویم مرزا احمد بیگ سلمہ اللہ تعالیٰ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ! ابھی ابھی مراقبہ سے فارغ ہی ہوا تھا تو کچھ غنودگی سی ہوئی اور خدا کی طرف سے یہ حکم ہوا کہ احمد بیگ کو مطلع کر دے کہ وہ بڑی لڑکی کا رشتہ منظور کرے۔ یہ اس کے حق میں ہماری جانب سے خیر و برکت ہوگا اور ہمارے انعام و اکرام بارش کی طرح اس پر نازل ہوں گے اور تنگی اور سختی اس سے دور کر دی جائے گی اور اگر انحراف کیا تو مورد عتاب ہوگا اور ہمارے قہر سے نہ بچ سکے گا اور میں نے اس کا حکم پہنچا دیا تاکہ اس کے رحم و کرم سے حصہ پاؤ اور اس کی بے بہا نعمتوں کے خزانے تم پر کھولے جائیں اور میں اپنی طرف سے تو صرف یہی عرض کرتا ہوں کہ میں آپ کا ہمیشہ ادب و لحاظ ہی ملحوظ رکھتا ہوں اور آپ کو ایک دیندار اور ایماندار بزرگ تصور کرتا ہوں اور آپ کے حکم کو اپنے لئے فخر سمجھتا ہوں اور ہبہ نامہ پر جب لکھو حاضر ہو کر دستخط کر جاؤں اور اس کے علاوہ میری املاک خدا کی اور آپ کی ہے اور میں نے عزیز محمد بیگ کے لئے پولیس میں بھرتی کرانے کی اور عہدہ دلانے کی خاص کوشش و سفارش کر لی ہے تاکہ وہ کام میں لگ جاوے اور اس کا رشتہ میں نے ایک بہت امیر آدمی جو میرے عقیدتمندوں میں ہے تقریباً کر دیا ہے اور اللہ کا فضل آپ کے شامل حال ہو۔ فقط خاکسار: غلام احمد عفی عنہ لدھیانہ اقبال گنج

مؤرخہ ۲۰ رفروری ۱۸۸۸ء''

(نوشتہ غیب ص۱۰۰،۱۰۱، مؤلفہ ایم. ایس خالد وزیر آبادی)

''تب میں نے اللہ تعالیٰ کے ایما اور اشارہ سے اس کو (یعنی مرزا احمد بیگ کو) خط لکھا اور اس میں لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اے عزیز سنئے! آپ کو کیا ہو گیا ہے کہ آپ میری سنجیدہ بات کو لغو سمجھتے ہیں اور میرے کھرے کو کھوٹا خیال کرتے ہیں۔ بخدا میرا یہ ارادہ نہیں کہ میں آپ کو تکلیف دوں۔ ان شاء اللہ! آپ مجھے احسان کرنے والوں میں سے پائیں گے اور میں یہ عہد استوار کے ساتھ لکھ رہا ہوں کہ اگر آپ نے میرے خاندان کے خلاف مرضی میری بات کو مان لیا تو میں اپنی زمین اور باغ میں میں آپ کو حصہ دوں گا اور اس رشتہ کی وجہ سے آپس کی نزاع اور اختلاف رفع ہو جائے گا اور خدا میرے کنبہ اور خاندان کے قلوب کی اصلاح کر دے گا۔ اگر آپ نے میرا قول اور بیان مان لیا تو مجھ پر مہربانی اور احسان اور میرے ساتھ نیکی ہوگی۔ میں آپ کا شکرگزار ہوں اور آپ کی درازی عمر کے لئے ارحم الراحمین کے جناب میں دعا کروں گا اور آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کی لڑکی کو اپنی زمین اور مملوکات کا

ایک تہائی حصہ دوں گا اور میں سچ کہتا ہوں کہ اس میں سے جو کچھ مانگیں گے میں آپ کو دوں گا۔ صلہ رحم عزیزوں سے محبت اور رشتہ کے حقوق کے بارے میں آپ کو مجھ جیسا کوئی شخص نہیں ملے گا۔ آپ مجھے مصیبتوں میں اپنا دستگیر اور بار اٹھانے والا پائیں گے۔ اس لئے انکار میں اپنا وقت ضائع نہ کیجئے اور شک وشبہ میں نہ پڑے۔ میں اپنا یہ خط اپنے پروردگار کے حکم سے لکھ رہا ہوں، اپنی رائے سے نہیں۔ آپ میرے اس خط کو اپنے صندوق میں محفوظ رکھئے۔ یہ خط بڑے سچے اور امین کی جانب سے ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں اس میں سچا ہوں اور جو کچھ میں نے وعدہ کیا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور میں نے جو کہا ہے وہ میں نے نہیں کہا بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے اپنے الہام سے کہلوایا ہے اور یہ مجھے میرے پروردگار کی وصیت تھی۔ اس لئے میں نے اسے پورا کیا۔ ورنہ مجھے آپ کی یا آپ کی لڑکی کی کچھ حاجت نہیں تھی...... اگر میعاد گزر جائے اور سچائی ظاہر نہ ہو تو میرے گلے میں رسّی اور پاؤں میں زنجیر ڈالنا اور مجھے ایسی سزا دینا کہ تمام دنیا میں کسی کو نہ دی گئی ہو۔ یہ خط میں نے احمد بیگ کو ۱۳۰۴ھ میں لکھا تھا۔'' (ترجمہ)　　(آئینہ کمالات اسلام ص۵۷۳، ۵۷۴، خزائن ج۵ ص۵۷۳، ۵۷۴)

(۷) اس راقم کا ایک خط

''اخبار ''نور افشاں'' ۱۰؍مئی ۱۸۸۸ء میں جو اس راقم (غلام احمد قادیانی) کا ایک خط متضمن درخواست نکاح چھاپا گیا ہے۔ اس خط کو صاحب اخبار نے اپنے پرچہ میں درج کر کے عجیب طرح کی زبان درازی کی ہے اور ایک صفحہ اخبار کا سخت گوئی اور دشنام دہی میں ہی سیاہ کیا ہے۔ اب یہ جاننا چاہئے کہ جس خط کو ۱۰؍مئی ۱۸۸۸ء کے ''نور افشاں'' میں فریق مخالف نے چھپوایا ہے۔ وہ خط محض ربانی اشارہ سے لکھا گیا تھا۔ پھر ان دنوں میں جو زیادہ تصریح اور تفصیل کے لئے بار بار توجہ کی گئی تو معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے یہ مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ (مرزا احمد بیگ) کی دختر کلاں (محمدی بیگم) کو جس کی نسبت درخواست کی گئی تھی ہر ایک روک دور کرنے کے بعد انجام کار اسی عاجز (مرزا قادیانی) کے نکاح میں لاوے گا اور بے دینوں کو مسلمان بناوے گا اور گمراہوں میں ہدایت پھیلاوے گا۔ (گویا مرزا قادیانی کی پیش گوئی ضرور پوری ہوگی۔ حالانکہ پوری نہ ہوئی۔ للمؤلف)'' (مرزا قادیانی کا اشتہار مؤرخہ ۱۰؍جولائی ۱۸۸۸ء، مندرجہ تبلیغ رسالت ج۱ ص۱۱۱ تا ۱۱۶، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۵۳ تا ۱۵۸، جدید مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۳۳ تا ۱۳۷)

(۸) خاندانی سرد مہری ...... پہلا خط

''مشفقی مکرمی اخویم مرزا احمد بیگ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، قادیان میں جب واقعہ ہائلہ محمود فرزند آں مکرم کی خبر سنی تھی تو بہت درد اور رنج اور غم ہوا۔ لیکن بوجہ اس کے یہ عاجز بیمار تھا اور خط نہیں لکھ سکتا تھا، اس لئے عزا پرسی سے مجبور رہا۔ صدمہ وفات فرزندان حقیقت میں ایک ایسا صدمہ ہے کہ شاید اس کے برابر دنیا میں اور کوئی صدمہ نہ ہوگا۔ خصوصاً بچوں کی ماؤں کے لئے تو سخت مصیبت ہوتی ہے۔ خداوند تعالیٰ آپ کو صبر بخشے اور اس کا بدل صاحب عمر عطاء فرماوے اور عزیزی مرزا محمد بیگ کو عمر دراز بخشے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ کوئی بات اس کے آگے انہونی نہیں۔ آپ کے دل میں گو اس عاجز کی نسبت کچھ غبار ہو، لیکن خداوند علیم جانتا ہے اس عاجز کا دل بکلی صاف ہے اور خدائے قادر مطلق سے آپ کے لئے خیر وبرکت چاہتا ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ میں کس طریق اور کن لفظوں میں بیان کروں تا میرے دل کی محبت اور خلوص اور ہمدردی، جو آپ کی نسبت مجھ کو ہے، آپ پر ظاہر ہو جائے۔ مسلمانوں کے ہر ایک نزاع کا آخری فیصلہ قسم پر ہوتا ہے۔ جب ایک مسلمان خدا تعالیٰ کی قسم کھا جاتا ہے تو دوسرا مسلمان اس کی نسبت فی الفور دل صاف کر لیتا ہے۔ سو مجھے خدائے

تعالیٰ قادر مطلق کی قسم ہے، میں اس بات میں بالکل سچا ہوں کہ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا تھا کہ آپ کی دختر کلاں کا رشتہ اس عاجز سے ہوگا۔ اگر دوسری جگہ ہوگا تو خدا تعالیٰ کی تنبیہیں وارد ہوں گی اور آخر اسی جگہ ہوگا کیونکہ آپ میرے عزیز اور پیارے تھے۔ اس لئے میں نے عین خیر خواہی سے آپ کو جتلایا کہ دوسری جگہ اس رشتے کا کرنا ہرگز مبارک نہ ہوگا۔ میں نہایت ظالم طبع ہوتا جو آپ پر ظاہر نہ کرتا اور میں اب بھی عاجزی اور ادب سے آپ کی خدمت میں ملتمس ہوں کہ اس رشتہ سے آپ انحراف نہ فرماویں کہ یہ آپ کی لڑکی کے لئے نہایت درجہ موجب برکت ہوگا اور خدا تعالیٰ ان برکتوں کا دروازہ کھولے گا جو آپ کے خیال میں نہیں۔ کوئی غم اور فکر کی بات نہیں ہوگی۔ جیسا کہ یہ اس کا حکم ہے۔ جس کے ہاتھ میں زمین وآسمان کی کنجی ہے تو پھر کیوں اس میں خرابی ہوگی اور آپ کو شاید معلوم ہوگا یا نہیں کہ یہ پیش گوئی اس عاجز کی ہزارہا لوگوں میں مشہور ہو چکی ہے اور میرے خیال میں شاید دس لاکھ سے زیادہ آدمی ہوگا کہ جو اس پیش گوئی پر اطلاع رکھتا ہے اور ایک جہان کی اس طرف نظر لگی ہوئی ہے اور ہزاروں پادری شرارت سے نہیں بلکہ حماقت سے منتظر ہیں کہ یہ پیش گوئی جھوٹی نکلے تو ہمارا پلہ بھاری ہو۔ لیکن یقیناً خدا تعالیٰ ان کو رسوا کرے گا اور اپنے دین کی مدد کرے گا۔ میں نے لاہور میں جا کر معلوم کیا کہ ہزاروں مسلمان مساجد میں نماز کے بعد اس پیش گوئی کے ظہور کے لئے بصدق دل دعا کرتے ہیں۔ سو یہ ان کی ہمدردی اور محبت ایمانی کا تقاضا ہے اور یہ عاجز جیسے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لایا ہے، ویسے ہی خدا تعالیٰ کے ان الہامات پر، جو متواتر اس عاجز پر ہوئے، ایمان لاتا ہے اور آپ سے ملتمس ہے کہ آپ اپنے ہاتھ سے اس پیش گوئی کے پورا ہونے کے لئے معاون بنیں تا کہ خدا تعالیٰ کی برکتیں آپ پر نازل ہوں۔ خدا تعالیٰ سے کوئی بندہ لڑائی نہیں کرسکتا اور جو امر آسمان پر ٹھہر چکا ہے، زمین پر وہ ہرگز بدل نہیں سکتا۔ خدا تعالیٰ آپ کو دین اور دنیا کی برکتیں عطاء کرے اور اب آپ کے دل میں وہ بات ڈالے جس کا اس نے آسمان پر سے مجھے الہام کیا ہے۔ آپ کے سب غم دور ہوں اور دین ودنیا دونوں آپ کو خدا تعالیٰ عطاء فرماوے۔ اگر میرے اس خط میں کوئی ناملائم لفظ ہو تو معاف فرمادیں۔ والسلام! (خاکسار: احقر عباد اللہ غلام احمد عفی عنہ، مؤرخہ ۱۷ر جولائی ۱۸۹۰ء بروز جمعہ)'' (کلمہ فضل رحمانی ص۱۲۳ تا ۱۲۵، مؤلفہ قاضی فضل احمد)

دوسرا خط

''مشفقی مرزا علی شیر بیگ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مجھ کو آپ سے کسی طرح سے فرق نہ تھا اور میں آپ کو ایک غریب طبع اور نیک خیال آدمی اور اسلام پر قائم سمجھتا ہوں۔ لیکن اب جو آپ کو ایک خبر سناتا ہوں آپ کو اس سے بہت رنج گزرے گا۔ مگر میں محض للہ ان لوگوں سے تعلق چھوڑنا چاہتا ہوں جو مجھے ناچیز بتاتے ہیں اور دین کی پرواہ نہیں رکھتے۔ آپ کو معلوم ہے کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے بارے میں ان لوگوں کے ساتھ کس قدر میری عداوت ہو رہی ہے۔ اب میں نے سنا ہے کہ عید کی دوسری یا تیسری تاریخ کو اس لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے۔ آپ کے گھر کے لوگ اس مشورہ میں ساتھ ہیں۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس نکاح کے شریک میرے سخت دشمن ہیں۔ بلکہ میرے کیا دین اسلام کے دشمن ہیں۔ عیسائیوں کو ہنسانا چاہتے ہیں۔ ہندوؤں کو خوش کرنا چاہتے ہیں اور اللہ رسول کے دین کی کچھ بھی پرواہ نہیں رکھتے اور اپنی طرف سے میری نسبت ان لوگوں نے پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ اس کو خوار کیا جائے، ذلیل کیا جائے، روسیاہ کیا جائے۔ یہ اپنی طرف سے ایک تلوار چلانے لگے ہیں۔ اب مجھ کو بچا لینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ اگر میں اس کا ہوں گا تو ضرور مجھے بچائے گا۔ اگر آپ کے گھر کے لوگ سخت مقابلہ کر کے اپنے بھائی کو سمجھاتے تو کیوں نہ سمجھ سکتا۔ کیا میں چوہڑا یا چمار تھا جو مجھ کو لڑکی دینا عار یا ننگ تھی، بلکہ وہ تو اب تک ہاں میں ہاں ملاتے رہے اور اپنے بھائی کے لئے مجھے چھوڑ دیا اور اب اس لڑکی کے نکاح کے لئے سب ایک

ہوگئے۔ یوں تو مجھے کسی کی لڑکی سے کیا غرض۔ کہیں جائے، مگر یہ تو آزمایا گیا کہ جن کو میں خویش سمجھتا تھا اور جن کی لڑکی کے لئے چاہتا تھا کہ اس کی اولاد ہو اور وہ میری وارث ہو، وہی میرے خون کے پیاسے، وہی میری عزت کے پیاسے ہیں اور چاہتے ہیں کہ خوار ہو اور اس کا روسیاہ ہو۔ خدا بے نیاز ہے جس کو چاہے روسیاہ کرے، مگر اب تو وہ مجھے آگ میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ میں نے خط لکھے کہ پرانا رشتہ مت توڑو۔ خدا تعالیٰ سے خوف کرو۔ کسی نے جواب نہ دیا، بلکہ میں نے سنا ہے کہ آپ کی بیوی نے جوش میں آ کر کہا کہ ہمارا کیا رشتہ ہے؟ صرف عزت بی بی نام کے لئے فضل احمد کے گھر میں ہے۔ بے شک وہ طلاق دے دیوے، ہم راضی ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ یہ شخص کیا بلا ہے۔ ہم اپنے بھائی کے خلاف مرضی نہیں کریں گے یہ شخص کہیں مرتا بھی نہیں۔ پھر میں نے رجسٹری کرا کر آپ کی بیوی صاحبہ کے نام خط بھیجا۔ مگر کوئی جواب نہ آیا اور بار بار کہا کہ اس سے کیا ہمارا رشتہ باقی رہ گیا ہے۔ جو چاہے کرے ہم اس کے لئے اپنے خویشوں سے اپنے بھائیوں سے جدا نہیں ہو سکتے۔ مرتا مرتا رہ گیا۔ ابھی مرا ہی ہوتا۔ یہ باتیں آپ کی بیوی صاحبہ کی مجھے پہنچی ہیں۔ بے شک میں ناچیز ہوں، ذلیل ہوں، خوار ہوں مگر خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں میری عزت ہے۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اب جب میں ایسا ذلیل ہوں تو میرے بیٹے سے تعلق رکھنے کی کیا حاجت ہے۔ لہٰذا میں نے ان کی خدمت میں خط لکھ دیا ہے کہ اگر آپ اپنے ارادہ سے باز نہ آویں اور اپنے بھائی کو اس نکاح سے روک نہ دیں پھر جیسا کہ آپ کی خود منشاء ہے میرا بیٹا فضل احمد بھی آپ کی لڑکی کو اپنے نکاح میں رکھ نہیں سکتا۔ بلکہ ایک طرف جب محمدی کا کسی شخص سے نکاح ہوگا تو دوسری طرف فضل احمد آپ کی لڑکی کو طلاق دے دے گا۔ اگر نہیں دے گا تو میں اس کو عاق اور لاوارث کروں گا اور اگر میرے لئے احمد بیگ سے مقابلہ کرو گے اور یہ ارادہ اس کو بند کرا دو گے تو میں بدل و جان حاضر ہوں اور فضل احمد کو جواب میرے قبضے میں ہے ہر طرح سے درست کر کے آپ کی لڑکی کی آبادی کے لئے کوشش کروں گا اور میرا مال ان کا مال ہوگا۔ لہٰذا آپ کو بھی لکھتا ہوں کہ آپ اس وقت کو سنبھال لیں اور احمد بیگ کو پورے زور سے خط لکھیں کہ باز آجائے اور اپنے گھر کے لوگوں کو تاکید کریں کہ وہ بھائی کو لڑائی کر کے روک دیوے ورنہ مجھے خدا تعالیٰ کی قسم ہے کہ اب ہمیشہ کے لئے یہ تمام رشتے ناطے توڑ دوں گا۔ اگر فضل احمد میرا فرزند اور وارث بننا چاہتا ہے تو اسی حالت میں آپ کی لڑکی کو گھر میں رکھے گا جب آپ کی بیوی کی خوشی ثابت ہو۔ ورنہ جہاں میں رخصت ہوا ایسا ہی سب رشتے ناطے ٹوٹ گئے۔ یہ باتیں خطوں کی معرفت مجھے معلوم ہوئی ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ کہاں تک درست ہیں۔ واللہ اعلم! (راقم خاکسار: غلام احمد از لدھیانہ، اقبال گنج، ۴؍مئی ۱۸۹۱ء)'' (کلمہ فضل رحمانی ص ۱۲۵ تا ۱۲۷، مؤلفہ قاضی فضل احمد)

دوسرے خط کا جواب

''اخویم مرزا غلام احمد زاد عنایۃ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ، گرامی نامہ پہنچا۔ غریب طبع یا نیک جو کچھ بھی آپ تصور کریں، آپ کی مہربانی ہے۔ ہاں! مسلمان ضرور ہوں۔ مگر آپ کی خود ساختہ نبوت کا قائل نہیں ہوں اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے سلف صالحین کے طریقے پر ہی رکھے اور اسی پر میرا خاتمہ بالخیر کرے۔ باقی رہا تعلق چھوڑنے کا مسئلہ، تو بہترین تعلق خدا کا ہے۔ وہ نہ چھوٹے اور باقی اس عاجز مخلوق کا ہوا تو پھر کیا، نہ ہوا تو پھر کیا اور احمد بیگ کے متعلق میں کر ہی کیا سکتا ہوں۔ وہ ایک سیدھا سادہ مسلمان آدمی ہے۔ جو کچھ ہوا آپ کی طرف ہی سے ہوا۔ نہ آپ فضول ایمان کو گنواتے اور الہام بافی کرتے اور نہ مرنے کی دھمکیاں دیتے اور نہ وہ کنارہ کش ہوتا۔ یہ ٹھیک ہے کہ خویش ہونے کی حیثیت سے آپ نے رشتہ طلب کیا، مگر آپ خیال فرمائیں کہ اگر آپ کی جگہ احمد بیگ ہو، اور احمد بیگ کی جگہ آپ ہوں تو خدا لگتی کہنا کہ تم کن کن باتوں کا خیال کر کے رشتہ دو گے۔ اگر احمد بیگ سوال کرتا اور وہ مجمع الامراض ہونے کے علاوہ پچاس سال سے زیادہ عمر کا ہوتا اور اس پر وہ مسیلمہ

کذاب کے کان بھی کتر چکا ہوتا (یعنی مسیلمہ کذاب کی طرح نبوت کا جھوٹا مدعی ہوتا۔للمؤلف) تو آپ رشتہ دیتے؟ (انصاف تو یہ ہے کہ مرزا شیر علی بیگ کی حجت کا جواب مرزا قادیانی نہ دے سکا۔للمؤلف) آپ کو، خط لکھتے وقت یوں آپے سے باہر نہیں ہونا چاہئے۔لڑکیاں سبھی کے گھروں میں ہیں اور نظام عالم ان ہی باتوں سے قائم ہے۔ کچھ حرج نہیں اگر آپ طلاق دلوائیں گے تو یہ بھی ایک پیغمبری کی نئی سنت دنیا پر قائم کر کے بدنامی کا سیاہ داغ مول لیں گے۔ باقی روٹی تو خدا اس کو بھی کہیں سے دے ہی دے گا۔تر نہ سہی خشک۔مگر وہ خشک بہتر ہے جو پسینہ کی کمائی سے پیدا کی جاتی ہے۔(بڑا لطیف طنز ہے۔للمؤلف) میں بھائی احمد بیگ کو لکھ رہا ہوں، بلکہ آپ کا خط بھی اس کے ساتھ شامل کر دیا گیا ہے۔مگر میں ان کی موجودگی میں کچھ نہیں کر سکتا اور میری بیوی کا کیا حق ہے کہ وہ اپنی بیٹی کے لئے بھائی کی لڑکی کو ایک دائم المریض آدمی کو جو مراق سے خدائی تک پہنچ چکا ہو کس طرح لڑے۔ ہاں! اگر وہ خود مان لیں تو میں اور میری بیوی حارج نہ ہوں گے۔ آپ خود ان کو لکھیں۔مگر درشت اور سخت الفاظ آپ کا قلم گرانے سے عادی ہو چکا ہے۔اس سے جہاں تک ہو سکے احتراز کریں اور منت وسماجت سے کام لیں۔

(خاکسار:علی شیر بیگ از قادیان، مؤرخہ ۴؍مئی ۱۸۹۱ء)'' (نوشتہ غیب ص۱۲۶ تا ۱۲۸، مؤلفہ خالد وزیر آبادی)

تیسرا خط

''والدہ عزت بی بی کو معلوم ہو کہ مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ چند روز تک (محمدی) مرزا احمد بیگ کی لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے اور میں خدا کی قسم کھا چکا ہوں کہ اس نکاح سے رشتے ناطے توڑ دوں گا اور کوئی تعلق نہیں رہے گا۔اس لئے نصیحت کی راہ سے لکھتا ہوں کہ اپنے بھائی مرزا احمد بیگ کو سمجھا کر یہ ارادہ موقوف کراؤ اور جس طرح بھی تم سمجھا سکتے ہو اس کو سمجھا دو اور اگر ایسا نہیں ہوگا تو آج میں نے مولوی نوردین صاحب اور فضل احمد کو خط لکھ دیا ہے کہ اگر تم اس ارادہ سے باز نہ آؤ تو فضل احمد عزت بی بی کے لئے طلاق نامہ لکھ کر بھیج دے اور اگر فضل احمد طلاق نامہ لکھنے میں عذر کرے تو اس کو عاق کیا جائے اور اپنے بعد اس کو وارث نہ سمجھا جائے اور ایک پیسہ وراثت کا اس کو نہ ملے۔سو امید رکھتا ہوں کہ شرطی طور پر اس کی طرف سے طلاق نامہ لکھا آجاوے گا۔جس کا یہ مضمون ہوگا کہ اگر مرزا احمد بیگ محمدی کا نکاح کسی غیر کے ساتھ کرنے سے باز نہ آوے تو پھر اسی روز سے جو محمدی کا کسی اور سے نکاح ہو جائے۔عزت بی بی کو تین طلاق ہیں۔سو اس طرح پر لکھنے سے اس طرف تو محمدی کا کسی دوسرے سے نکاح ہوگا اور اس طرف عزت بی بی پر فضل احمد کی طلاق پڑ جائے گی۔سو یہ شرطی طلاق ہے اور مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ اب بجز قبول کرنے کے کوئی راہ نہیں اور اگر فضل احمد نے نہ مانا تو میں فی الفور اس کو عاق کر دوں گا اور پھر وہ میرے وراثت سے ایک دانہ نہیں پا سکتا اور اگر آپ اس وقت اپنے بھائی کو سمجھا لو تو آپ کے لئے بہتر ہوگا۔مجھے افسوس ہے کہ میں نے عزت بی بی کی بہتری کے لئے ہر طرح سے کوشش کرنا چاہا تھا اور میری کوشش سے سب نیک بات ہو جاتی۔مگر آدمی پر تقدیر غالب ہے۔یاد رہے کہ میں نے کوئی کچی بات نہیں لکھی۔مجھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ میں ایسا ہی کروں گا اور خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے۔جس دن نکاح ہوگا، اس دن عزت بی بی کا نکاح باقی نہیں رہے گا۔(راقم: مرزا غلام احمد از لدھیانہ، اقبال گنج ۴؍مئی ۱۸۹۱ء)''

(منقول از نوشتہ غیب ص۱۲۸، ۱۲۹، مؤلفہ خالد وزیر آبادی، کلمہ فضل رحمانی ص۱۲۷، ۱۲۸، مؤلفہ قاضی فضل احمد)

تیسرے خط کا تتمہ

''از طرف عزت بی بی (مرزا قادیانی کے چھوٹے فرزند مرزا فضل احمد کی اہلیہ) بطرف والدہ ماجدہ۔

سلام مسنون کے بعد، اس وقت میری بربادی اور تباہی کی طرف خیال کرو۔مرزا صاحب کسی طرح مجھ سے فرق نہیں کرتے۔اگر

تم اپنے بھائی، میرے ماموں (یعنی محمدی بیگم کے والد) کو سمجھاؤ، تو سمجھا سکتے ہو۔ اگر نہیں تو پھر طلاق ہوگی اور ہزار طرح کی رسوائی ہوگی۔ اگر منظور نہیں تو خیر! مجھے اس جگہ سے لے جاؤ۔ پھر میرا اس جگہ ٹھہرنا مناسب نہیں۔

اس خط پر مرزاغلام احمد قادیانی کی طرف سے یہ ریمارک ہے، جیسا کہ عزت بی بی نے تاکید سے کہا ہے۔ اگر (مرزا سلطان محمد سے محمدی بیگم کا) نکاح رک نہیں سکتا تو پھر بلاتوقف عزت بی بی کے لئے کوئی قادیان سے آدمی بھیج دو۔ تا کہ ان کو لے جائے۔ (اللہ رے زورظلم! للمؤلف) (عزت بی بی بذریعہ خاکسار غلام احمد، رئیس قادیان مؤرخہ ۶ رمئی ۱۸۹۱ء)''

(منقول از نوشتہ غیب ص ۱۳۱،۱۳۲، مؤلفہ خالد وزیر آبادی، کلمہ فضل رحمانی ص ۱۲۸، مؤلفہ قاضی فضل احمد)

چوتھا خط

''مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نوردین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ...... محمد بیگ کا لڑکا جو آپ کے پاس ہے آن مکرم کو معلوم ہوگا کہ اس کا والد مرزا احمد بیگ بوجہ اپنی بے سمجھی اور حجاب کے اس عاجز سے سخت عداوت و کینہ رکھتا ہے اور ایسا ہی اس کی والدہ بھی۔ (باایں ہمہ مرزا قادیانی صاحب ہی کی سفارش سے یہ لڑکا ایک شدید مرض کے علاج میں حکیم نورالدین صاحب کے پاس بھیجا گیا) چونکہ خداتعالیٰ نے بوجہ اپنے بعض مصالح کے اس لڑکے کی ہمشیرہ (محمدی بیگم) کی نسبت وہ الہام ظاہر فرمایا تھا کہ جو بذریعہ اشتہارات شائع ہو چکا ہے۔ اس وجہ سے ان لوگوں کے دلوں میں حد سے زیادہ جوش مخالفت ہے اور مجھے معلوم نہیں کہ وہ امر جس کی نسبت مجھے اس شخص کی ہمشیرہ کی نسبت اطلاع دی گئی ہے، کیونکر اور کس راہ سے وقوع میں آئے گا اور بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی نرمی کارگر نہ ہوگی۔ ''ویفعل اللہ ما یشاء'' کرتا ہے جو اللہ چاہتا ہے۔ لیکن تاہم کچھ مضائقہ نہیں کہ ان لوگوں کی سختی کے عوض میں نرمی اختیار کر کے ''ادفع بالتی ھی احسن'' کا ثواب حاصل کیا جائے۔ اس لڑکے محمد بیگ کے کتنے خطوط اس مضمون کے پہنچے کہ مولوی (نورالدین) صاحب پولیس کے محکمہ میں مجھ کو نوکر کرا دیں۔ آپ براہ مہربانی اس کو بلا کر نرمی سے سمجھا دیں کہ تیری نسبت انہوں نے (یعنی مرزا قادیانی نے) بہت کچھ سفارش لکھی ہے اور تیرے لئے جہاں تک گنجائش اور مناسب وقت ہو کچھ فرق نہ ہوگا۔ غرض آں مکرم میری طرف سے اس کے ذہن نشین کر دیں کہ وہ (یعنی مرزا قادیانی) تیری نسبت بہت تاکید کرتے ہیں۔ اگر محمد بیگ آپ کے ساتھ آنا چاہے تو ساتھ لے آویں...... زیادہ خیریت ہے۔ والسلام! (اس مکتوب سے مرزا قادیانی کی ذہنیت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ محمدی بیگم کے بھائی کو ملازمت کا لالچ دے کر ہموار کیا جائے کہ تمہارا بہت خیال ہے۔ مناسب وقت یعنی محمدی بیگم کی مرزا قادیانی سے شادی ہو جائے تو ضرور پوری کوشش کی جائے گی۔ اس لئے واجب کہ مرزا قادیانی کے واسطے تم اپنی ہمشیرہ کے معاملہ میں پوری کوشش کرو۔ للمؤلف) (خاکسار: غلام احمد، لدھیانہ، محلہ اقبال گنج، مؤرخہ ۲۱ رمارچ ۱۸۹۱ء)''

(منقول از نوشتہ غیب ص ۱۱۱،۱۱۲، مکتوبات احمدیہ ج ۵ نمبر ۲ ص ۱۰۱،۱۰۲، مکتوب نمبر ۷۳، جدید مکتوبات احمد ج ۲ ص ۱۱۳،۱۱۴، مکتوب نمبر ۷۵)

(۹) ماموں کی خط و کتابت

''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ لیکھرام کے قتل کے واقعہ پر جب حضرت مسیح موعود کے گھر کی تلاشی ہوئی تو پولیس کے افسر بعض کاغذات اپنے خیال میں مشتبہ سمجھ کر ساتھ لے گئے اور چند دن کے بعد ان کاغذات کو واپس لے کر پھر بعض افسر قادیان آئے اور چند خطوط کی بابت جس میں کسی ایک خاص امر کا کنایتاً ذکر تھا، حضرت صاحب (مرزا قادیانی) سے سوال کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ حضرت صاحب نے

فوراً بتادیا کہ یہ خطوط محمدی بیگم کے رشتے کے متعلق ہیں اور امر معلومہ سے مراد یہی امر ہے اور یہ خط مرزا امام الدین نے میرے نام بھیجے تھے۔ جو میرا چچازاد بھائی ہے اور محمدی بیگم کا حقیقی ماموں ہے۔'' (سیرت المہدی حصہ دوم ص۱۴۶، ۱۴۷، روایت نمبر۴۶۰ جدید ج۱ حصہ دوم ص۴۳۹، روایت نمبر۴۶۳)

''اس معاملہ میں لڑکی کے ماموں (مرزا امام الدین) لیڈر تھے اور مرزا احمد بیگ (لڑکی کا والد) ان کا تابع تھا اور بالکل ان کے زیر اثر ہو کر ان کے اشارہ پر چلتا تھا۔'' (سیرت المہدی حصہ اوّل ص۱۷۶، روایت نمبر۱۷۵، جدید ج۱ حصہ اوّل ص۱۷۸، روایت نمبر۱۷۹)

(۱۰) انعام کا وعدہ

''بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ حضرت صاحب جالندھر جاکر قریباً ایک ماہ ٹھہرے تھے اور ان دنوں میں محمدی بیگم کے ایک حقیقی ماموں (مرزا امام الدین) نے محمدی بیگم کا حضرت صاحب سے رشتہ کرادینے کی کوشش کی تھی۔ مگر کامیاب نہیں ہوا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے کہ جب محمدی بیگم کا والد مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری زندہ تھا اور ابھی محمدی بیگم کا مرزا سلطان احمد سے رشتہ نہیں ہوا تھا۔ محمدی بیگم کا یہ ماموں جالندھر اور ہوشیار پور کے درمیان یکّہ میں آیا جایا کرتا تھا اور وہ حضرت صاحب سے کچھ انعام کا بھی خواہاں تھا اور چونکہ محمدی کے نکاح کا عقدہ زیادہ تر اسی شخص کے ہاتھ میں تھا، اس لئے حضرت صاحب نے اس سے کچھ انعام کا وعدہ بھی کرلیا تھا۔ خاکسار (مرزا بشیر احمد) عرض کرتا ہے کہ یہ شخص اس معاملہ میں بدنیت تھا اور حضرت صاحب سے فقط کچھ روپیہ اڑانا چاہتا تھا۔ کیونکہ بعد میں یہی شخص اور اس کے دوسرے ساتھی اس لڑکی کے دوسری جگہ بیاہے جانے کا موجب ہوئے۔ مگر مجھے والدہ صاحبہ سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت صاحب نے بھی اس شخص کو روپیہ دینے کے متعلق بعض حکیمانہ احتیاطیں ملحوظ رکھی ہوئی تھیں۔ (ان ہی احتیاطوں نے غالباً کام بگاڑ دیا۔ للمؤلف)'' (سیرت المہدی حصہ اوّل ص۱۷۴، روایت نمبر۱۷۵، جدید ج۱ حصہ اوّل ص۱۷۶، ۱۷۷، روایت نمبر۱۷۹)

(۱۱) خیر خبر

''مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، میں آپ سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے نکاح کی نسبت جو آپ نے خبر دی تھی کہ بیس روز سے نکاح ہوگیا ہے۔ قادیان میں اس خبر کی کچھ اصلیت معلوم نہیں ہوتی۔ یعنی نکاح ہوجانا کوئی شخص بیان نہیں کرتا۔ لہٰذا مکلّف ہوں کہ دوبارہ اس امر کی نسبت اچھی طرح تحقیقات کر کے تحریر فرماویں کہ نکاح اب تک ہوا یا نہیں۔ اگر نہیں ہوا تو کیا وجہ ہے۔ مگر بہت جلد جواب ارسال فرماویں اور نیز سلطان احمد کے معاملہ میں ارقام فرماویں کہ اس نے کیا جواب دیا ہے۔ والسلام! (خاکسار: غلام احمد از قادیان، مؤرخہ ۲۸؍ستمبر ۱۸۹۱ء)'' (مکتوبات احمدیہ ج۵ نمبر۳ ص۱۴۲، ۱۴۳، ملفوف نمبر۲۴۲، جدید مکتوبات احمد ج۲ ص۵۸۲، مکتوب نمبر۱۸۷)

(۱۲) رقیب کی خودسری

''احمد بیگ کے داماد (مرزا سلطان محمد) کا یہ قصور تھا کہ اس نے تخویف کا اشتہار دیکھ کر اس کی پرواہ نہ کی۔ خط پر خط بھیجے گئے۔ ان سے کچھ نہ ڈرا۔ پیغام بھیج کر سمجھایا گیا۔ کسی نے اس طرف ذرا التفات نہ کی اور احمد بیگ سے ترک تعلق نہ چاہا، بلکہ وہ سب گستاخی اور استہزاء میں شریک ہوئے۔ سو یہی قصور تھا کہ پیش گوئی کو سن کر پھر ناطہ کرنے پر راضی ہوئے اور شیخ بٹالوی کا یہ کہنا کہ نکاح کے بعد طلاق کے لئے ان کو فہمائش کی گئی تھی، یہ سراسر افتراء ہے بلکہ ابھی تو ان کا ناطہ بھی نہیں ہوچکا تھا۔ جب کہ ان کو حقیقت سے اطلاع دی گئی تھی اور اشتہار تو کئی برس پہلے شائع ہوچکے تھے۔'' (اشتہار مرزا قادیانی انعامی چار ہزار، مندرجہ تبلیغ رسالت ج۳ ص۱۶۶، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۹۵، جدید مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۴۳۷ حاشیہ نمبر۲)

(۱۳) چہ میگوئیاں

’’یہ کہنا کہ پیش گوئی کے بعد احمد بیگ کی لڑکی کے نکاح کے لئے کوشش کی گئی اور طمع دی گئی اور خط لکھے گئے۔ یہ عجیب اعتراض ہیں۔ سچ ہے انسان شدت تعصب کی وجہ سے اندھا ہو جاتا ہے۔ (شدت غرض میں بھی یہی حال ہو جاتا ہے۔للمؤلف) کوئی مولوی اس بات سے بے خبر نہ ہوگا کہ اگر وحی الٰہی کوئی بات بطور پیش گوئی ظاہر فرماوے اور ممکن ہو کہ انسان بغیر کسی فتنہ اور ناجائز طریق کے اس کو پورا کر سکے تو اپنے ہاتھ سے اس پیش گوئی کا پورا کرنا نہ صرف جائز بلکہ مسنون ہے۔‘‘ (حقیقت الوحی ص ۱۹۱، خزائن ج ۲۲ ص ۱۹۸)

(۱۴) خانہ بربادی

’’ناظرین کو یاد ہوگا کہ اس عاجز نے ایک دینی خصومت کے پیش آجانے کی وجہ سے ایک نشان کے مطالبے کے وقت اپنے ایک قریبی مرزا احمد بیگ ولد مرزا گاماں بیگ ہوشیار پوری کی دختر کلاں کی نسبت بحکم والہام الٰہی یہ اشتہار دیا تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہی مقدر اور قرار یافتہ ہے کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی۔ خواہ پہلے ہی باکرہ ہونے کی حالت میں آجائے اور یا خدا تعالیٰ بیوہ کر کے اس کو میری طرف لے آوے۔ چنانچہ تفصیل ان کل امور مذکورہ بالا کی اس اشتہار میں درج ہے۔ اب باعث تحریر اشتہار ہذا یہ ہے کہ میرا بیٹا سلطان احمد نام، جو نائب تحصیلدار لاہور میں ہے اور اس کی تائی صاحبہ جنہوں نے اس کو بیٹا بنایا ہوا ہے، وہی اس مخالفت پر آمادہ ہو گئے ہیں اور یہ سارا کام اپنے ہاتھ میں لے کر اس تجویز میں ہیں کہ عید کے دن یا اس کے بعد اس لڑکی کا کسی سے نکاح کیا جائے۔ اگر یہ اوروں کی طرف سے مخالفانہ کارروائی ہوتی تو ہمیں درمیان میں دخل دینے کی کیا ضرورت اور کیا غرض تھی۔ امر ربی تھا اور وہی اس کو اپنے فضل و کرم سے ظہور میں لاتا۔ مگر اس کام کے مدارالمہام وہ لوگ ہو گئے، جن پر اس عاجز کی اطاعت فرض تھی اور ہر چند سلطان احمد کو سمجھایا اور بہت تاکیدی خط لکھے کہ تو اور تیری والدہ اس کام سے الگ ہو جائیں۔ ورنہ میں تم سے جدا ہو جاؤں گا اور تمہارا کوئی حق نہیں رہے گا۔ مگر انہوں نے میرے خط کا جواب تک نہ دیا اور بکلی مجھ سے بیزاری ظاہر کی۔ اگر ان کی طرف سے ایک تیز تلوار کا بھی مجھے زخم پہنچتا تو بخدا میں اس پر صبر کرتا۔ لیکن انہوں نے دینی مخالفت کر کے اور دینی مقابلہ سے آزار دے کر مجھے بہت ستایا اور اس حد تک میرے دل کو توڑ دیا کہ میں بیان نہیں کر سکتا اور عمداً چاہا کہ میں سخت ذلیل کیا جاؤں۔ سلطان احمد ان دو بڑے گناہوں کا مرتکب ہوا۔

اوّل...... یہ کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کے دین کی مخالفت کرنی چاہی اور چاہا کہ دین اسلام پر تمام مخالفوں کا حملہ ہو اور یہ اپنی طرف سے اس نے ایک بنیاد رکھی ہے۔ اس امید پر کہ یہ جھوٹے ہو جائیں گے اور دین کی ہتک ہوگی اور مخالفوں کی فتح۔ اس نے اپنی طرف سے مخالفانہ تلوار چلانے میں کچھ فرق نہیں کیا۔

دوم...... سلطان احمد نے مجھے، جو میں اس کا باپ ہوں، سخت ناچیز قرار دیا اور میری مخالفت پر کمر باندھی اور قولی اور فعلی طور پر اسی مخالفت کو کمال تک پہنچایا اور میرے دینی مخالفوں کو مدد دی اور اسلام کی ہتک بہ دل و جان منظور رکھی۔

سو چونکہ اس نے دونوں طور کے گناہوں کو اپنے اندر جمع کیا، اپنے خدا کا تعلق بھی توڑ دیا اور اپنے باپ کا بھی اور ایسا ہی اس کی دونوں والدہ نے کیا۔ سو جب کہ انہوں نے کوئی تعلق مجھ سے باقی نہ رکھا، اس لئے میں نہیں چاہتا کہ اب ان کا کسی قسم کا تعلق مجھ سے باقی رہے اور ڈرتا ہوں کہ ایسے دینی دشمنوں سے پیوند رکھنے میں معصیت نہ ہو۔ لہٰذا میں آج کی تاریخ کہ دوسری مئی ۱۸۹۱ء ہے۔ عوام اور خواص پر بذریعہ اشتہار ہذا ظاہر کرتا ہوں کہ اگر یہ لوگ اس ارادہ سے باز نہ آئے اور وہ تجویز جو اس لڑکی کے ناطہ اور نکاح کرنے کی اپنے ہاتھ سے یہ

لوگ کررہے ہیں اس کو موقوف نہ کردیا اور جس شخص کو انہوں نے نکاح کے لئے تجویز کیا ہے اس کو رد نہ کیا۔ بلکہ اسی شخص کے ساتھ نکاح ہو گیا تو اسی نکاح کے دن سے سلطان احمد عاق اور محروم الارث ہوگا اور اسی روز سے اس کی والدہ پر میری طرف سے طلاق ہے اور اگر اس کا بھائی فضل احمد جس کے گھر میں مرزا احمد بیگ والد لڑکی کی بھانجی ہے، اپنی اس بیوی کو اسی دن جو اس کو نکاح کی خبر ہو طلاق نہ دیوے تو پھر وہ بھی عاق اور محروم الارث ہوگا اور آئندہ ان سب کا کوئی حق میرے پر نہیں رہے گا اور اس نکاح کے بعد تمام تعلقات خویشی وقرابت وہمدردی دور ہو جائے گی اور کسی نیکی، بدی، رنج، راحت، شادی اور ماتم میں ان سے شراکت نہیں رہے گی۔ کیونکہ انہوں نے آپ تعلق توڑ دیئے اور توڑنے پر راضی ہوگئے۔ سو اب ان سے کچھ تعلق رکھنا قطعاً حرام اور ایمانی غیوری کے برخلاف اور ایک دیوثی کا کام ہے۔ مؤمن دیوث نہیں ہوتا۔

چوں نہ بود خویش را دیانت و تقویٰ قطع رحم بہ از مودت قربیٰ‘‘

(مرزا غلام احمد قادیانی کا اشتہار مؤرخہ ۲؍مئی ۱۸۹۱ء، مندرجہ تبلیغ رسالت ج۲ ص۹ تا ۱۱، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۱۹،تا ۲۲۱، جدید مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۸۶، ۱۸۷)

(۱۵) ترکی تمام شد

’’بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب محمدی بیگم کی شادی دوسری جگہ ہوگئی اور قادیان کے تمام رشتہ داروں نے حضرت صاحب (مرزا قادیانی) کی سخت مخالفت کی اور خلاف کوشش کرتے رہے اور سب نے احمد بیگ والد محمدی بیگم کا ساتھ دیا اور خود کوشش کر کے لڑکی کی شادی دوسری جگہ کرادی تو حضرت صاحب نے مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد دونوں کو الگ الگ خط لکھا کہ ان سب لوگوں نے میری سخت مخالفت کی ہے۔ اب ان کے ساتھ ہمارا کوئی تعلق نہیں رہا اور ان کے ساتھ اب ہماری قبریں بھی اکٹھی نہیں ہوسکتیں۔ لہٰذا اب تم اپنا آخری فیصلہ کرو۔ اگر تم نے میرے ساتھ تعلق رکھنا ہے تو پھر ان سے قطع تعلق کرنا ہوگا اور اگر ان سے تعلق رکھنا ہے تو پھر میرے ساتھ تمہارا کوئی تعلق نہیں رہ سکتا۔ میں اس صورت میں تم کو عاق کرتا ہوں۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ مرزا سلطان احمد کا جواب آیا کہ مجھ پر تائی صاحبہ کے احسانات ہیں ان سے قطع تعلق نہیں کرسکتا۔ (بنابراں مرزا قادیانی نے ان کو عاق کردیا۔ للمؤلف) مگر مرزا فضل احمد نے لکھا کہ میرا تو آپ کے ساتھ ہی تعلق ہے۔ ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ حضرت صاحب نے مرزا فضل احمد کو جواب دیا کہ اگر یہ درست ہے تو اپنی بیوی بنت مرزا علی شیر کو (جو سخت مخالف تھی اور مرزا احمد بیگ کی بھانجی تھی) طلاق دے دو۔ مرزا فضل احمد نے فوراً طلاق نامہ لکھ کر حضرت صاحب کے پاس روانہ کردیا۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ پھر فضل احمد باہر سے آکر ہمارے پاس ہی ٹھہرتا تھا۔ مگر اپنی دوسری بیوی کی فتنہ پردازی سے آخر آہستہ آہستہ ادھر جا ملا۔‘‘ (سیرت المہدی حصہ اوّل ص۲۲، ۲۳، روایت نمبر ۳۶، جدید ج۱ حصہ اوّل ص۲۶، روایت نمبر ۳۷)

(۱۶) بیٹے کا جنازہ

’’مرزا فضل احمد صاحب کے جنازہ کے ساتھ سید ولایت شاہ صاحب موصوف بھی قادیان میں تھے۔ یہ معلوم نہیں کہ ساتھ گئے تھے یا پہلے ہی وہاں موجود تھے۔ وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ مرزا فضل احمد صاحب کے دفن کرنے اور جنازہ پڑھنے سے قبل حضرت مرزا غلام احمد صاحب (یعنی مسیح موعود) نہایت کرب واضطراب کے ساتھ باہر ٹہل رہے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ کو اس کی وفات سے حد درجہ تکلیف ہوئی ہے۔ اسی امر سے جرأت پکڑ کر میں خود حضور کے پاس گیا اور عرض کیا کہ حضور وہ آپ کا لڑکا تھا۔ بے شک اس نے حضور کو خوش نہیں کیا۔ لیکن آخر آپ کا لڑکا تھا۔ آپ معاف فرمائیں اور اس کا جنازہ پڑھیں (یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ دوسرا فرزند مرزا سلطان احمد صاحب نے انہیں حضرت کے حضور بھیجا ہو) اس پر حضرت صاحب نے فرمایا نہیں شاہ صاحب، وہ میرا فرمانبردار تھا۔ اس

نے مجھے کبھی ناراض نہیں کیا۔لیکن اس نے اپنے اللہ کو راضی نہیں کیا تھا۔(یعنی وہ قادیانی نہیں بنا تھا۔للمؤلف) اس لئے میں اس کا جنازہ نہیں پڑھتا، آپ جائیں اور پڑھیں۔شاہ صاحب کہتے تھے کہ اس پر میں واپس آ گیا اور جنازہ میں شریک ہوا۔(الحاصل مرزا قادیانی نے اپنے بیٹے کی نماز جنازہ اس لئے نہیں پڑھی کہ وہ ان کے دعوؤں کو نہیں مانتا تھا۔اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ مرزا قادیانی کا نماز جنازہ نہ پڑھنا اس کے حق میں باعث زحمت ہوا یا باعث رحمت کہ مرحوم، رحمۃ للعالمین سے وابستہ رہا۔للمؤلف)''

(صاحبزادہ مرزا بشیر احمد قادیانی کا مضمون اخبار الفضل قادیان ج۲۹ نمبر ۱۴۷۹۹۸، مؤرخہ ۲۲/اپریل، ۲/جولائی ۱۹۴۱ء)

''میرے قیام کے دوران مرزا فضل احمد صاحب ابن حضرت مسیح موعود کا جنازہ ملتان سے قادیان لایا گیا۔(ملتان میں آپ سب انسپکٹر پولیس تھے۔وہیں بیمار ہوئے اور وہیں فوت ہوئے) حضرت اقدس کو مخالف رشتہ داروں نے اطلاع دی۔حضرت اقدس نے کہلا بھیجا کہ جاؤ دفن کر دو۔حضور جنازہ میں شامل نہیں ہوئے اور نہ ہی جماعت کے کسی فرد کو جنازہ میں شامل ہونے کا حکم دیا۔جہاں تک مجھے یاد ہے مسجد مبارک میں بیٹھے ہوئے تقریر فرمائی تھی جس کا مفہوم یہ تھا کہ جو خدا تعالیٰ کا نہیں بنتا وہ ہمارا بیٹا نہیں ہوسکتا۔آپ سب لوگ جو اللہ تعالیٰ کے لئے اپنا گھر بار چھوڑ کر یہاں آئے ہیں ہماری اولاد ہیں۔'' (اخبار الفضل قادیان ج۳۱ نمبر ۱۶۰ص ۳ کالم ۳، مؤرخہ ۷/جولائی ۱۹۴۳ء)

''آپ کا ایک بیٹا (مرزا فضل احمد) فوت ہوگیا۔جو آپ کی زبانی طور پر تصدیق بھی کرتا تھا۔جب وہ مرا تو مجھے یاد ہے آپ ٹہلتے جاتے اور فرماتے کہ اس نے کبھی شرارت نہ کی تھی، بلکہ میرا فرمانبردار ہی رہا ہے۔ایک دفعہ میں سخت بیمار ہوا اور شدت مرض میں مجھے غش آ گیا۔جب مجھے ہوش آیا تو میں نے دیکھا کہ وہ میرے پاس کھڑا نہایت درد سے رو رہا تھا۔آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ یہ میری بڑی عزت کیا کرتا تھا۔لیکن آپ نے اس کا جنازہ نہ پڑھا۔حالانکہ وہ اتنا فرمانبردار تھا کہ بعض احمدی بھی اتنے نہ ہوں گے۔محمدی بیگم کے متعلق جب جھگڑا ہوا تو اس کی بیوی اور اس کے رشتہ دار بھی ان کے ساتھ شامل ہوگئے۔حضرت صاحب نے اس کو فرمایا کہ تم اپنی بیوی کو طلاق دے دو۔اس نے طلاق لکھ کر حضرت صاحب کو بھیج دی کہ آپ کی جس طرح مرضی ہے اسی طرح کریں۔لیکن باوجود اس کے جب وہ مرا تو آپ نے اس کا جنازہ نہ پڑھا۔'' (انوار خلافت ص۹۱، انوار العلوم ج۳ ص۱۴۹)

(۱۷) یاس میں آس

''احمد بیگ کی دختر (محمدی بیگم) کی نسبت جو پیش گوئی ہے وہ اشتہار میں درج ہے اور ایک مشہور امر ہے۔وہ مرزا امام الدین کی ہمشیرہ زادی ہے جو خط بنام مرزا احمد بیگ کلمہ فضل رحمانی میں ہے۔وہ میرا ہے (یہ خط اوپر درج ہو چکا ہے۔للمؤلف) اور سچ ہے وہ عورت (محمدی بیگم) میرے ساتھ بیاہی نہیں گئی۔مگر میرے ساتھ اس کا بیاہ ضرور ہوگا۔جیسا کہ پیش گوئی میں درج ہے وہ سلطان محمد سے بیاہی گئی۔جیسا کہ پیش گوئی میں تھا۔میں سچ کہتا ہوں کہ اسی عدالت میں جہاں ان باتوں پر جو میری طرف سے نہیں ہیں۔بلکہ خدا کی طرف سے ہیں۔ہنسی کی گئی ہے۔ایک وقت آتا ہے کہ عجیب اثر پڑے گا اور سب کے ندامت سے سر نیچے ہوں گے......عورت اب تک زندہ ہے میرے نکاح میں وہ عورت ضرور آئے گی۔امید کیسی یقین کامل ہے یہ خدا کی باتیں ہیں ٹلتی نہیں، ہوکر رہیں گی۔''

(مرزا غلام احمد قادیانی کا حلفیہ بیان عدالت ضلع گورداسپور میں، کتاب منظور الٰہی ص۲۴۴، ۲۴۵، مرتبہ منظور الٰہی قادیانی)

''میں نے بڑی عاجزی سے خدا سے دعا کی تو اس نے مجھے الہام کیا کہ میں ان (تیرے خاندان کے) لوگوں کو ان میں سے ایک نشانی دکھاؤں گا۔خدا تعالیٰ نے ایک لڑکی (محمدی بیگم) کا نام لے کر فرمایا کہ وہ بیوہ کی جاوے گی اور اس کا خاوند اور باپ یوم نکاح سے تین سال تک فوت ہو جائیں گے اور پھر ہم اس لڑکی کو تیری طرف لائیں گے اور کوئی اس کو روک نہ سکے گا۔(حالانکہ یہ الہام تمام تر غلط ثابت

ہوا۔للمؤلف)''(ترجمہ) (کرامات صادقین سرورق آخر نمبر(ل)،خزائن ج۷ص۱۶۲)

''احمد بیگ کی بڑی لڑکی ایک جگہ بیاہی جائے گی اور خدا اس کو پھر تیری طرف واپس لائے گا۔یعنی آخر وہ تیرے نکاح میں آئے گی اور خدا سب روکیں درمیان سے اٹھا دے گا۔خدا کی باتیں ٹل نہیں سکتیں۔''

(اشتہار مؤرخہ ۶؍ستمبر ۱۸۹۴ء،مندرجہ تبلیغ رسالت ج۳ص۱۱۳،مجموعہ اشتہارات ج۲ص۴۱،جدید مجموعہ اشتہارات ج۱ص۳۹۷)

(۱۸) دنیا بامید قائم

''پھر میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ یہ معاملہ(محمدی بیگم کے نکاح کا)اتنے ہی پر ختم ہوگیا اور جو ظہور میں آیا۔یہی نتیجہ آخری ہے اور پیش گوئی کی حقیقت اسی پر ختم ہوگئی۔بلکہ اصل معاملہ ابھی اسی طرح باقی ہے۔اس کو کوئی بھی کسی حیلے سے رد نہیں کر سکتا اور یہ تقدیر خدائے بزرگ کی طرف سے تقدیر مبرم(قطعی اور یقینی)ہے۔عنقریب اس کا وقت آئے گا۔قسم خدا کی جس نے حضرت محمد رسول اللہ کو بھیجا اور خیر الرسل اور خیر الوریٰ بنایا کہ یہ بالکل سچ ہے۔تم جلد ہی دیکھ لو گے اور میں اس خبر کو اپنے سچ یا جھوٹ کا معیار بناتا ہوں اور میں نے جو کہا ہے یہ خدا سے خبر پا کر کہا ہے۔''(ترجمہ) (انجام آتھم ص۲۲۳،خزائن ج۱۱ص۲۲۳)

''اشتہار ۱۰؍جولائی ۱۸۸۷ء کی پیش گوئی کا انتظار کریں جس کے ساتھ یہ بھی الہام ہے......اور تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ بات سچ ہے۔کہہ ہاں!مجھے اپنے رب کی قسم ہے کہ یہ سچ ہے اور تم اس بات کو وقوع میں آنے سے روک نہیں سکتے۔ہم نے خود اس سے تیرا عقد نکاح باندھ دیا ہے۔میری باتوں کو کوئی بدلا نہیں سکتا۔''

(الہام مرزا قادیانی مؤرخہ ۲۷؍ستمبر ۱۸۹۱ء،مندرجہ تبلیغ رسالت ج۲ص۸۵،مجموعہ اشتہارات ج۱ص۳۰۱،جدید مجموعہ اشتہارات ج۱ص۲۴۷)

(۱۹) رعایتی توسیع

مرزا غلام احمد قادیانی نے بڑے دعویٰ سے پیش گوئی کی تھی کہ محمدی بیگم کا خاوند مرزا سلطان محمد شادی کے بعد اڑھائی سال کے اندر ضرور مر جائے گا۔کافی مہلت تھی مگر نہ مرا۔بالآخر مرزا قادیانی نے رحم کھا کر اس کی زندگی میں بلا تعین وقت توسیع منظور کرالی۔مگر اس شرط کے ساتھ کہ مرزا قادیانی کی زندگی ہی میں جگہ خالی کر دے اور خیر وخوبی سے مرزا قادیانی کی موعودہ شادی ہو جائے۔(للمؤلف)

''لیکن اب بہتیرے جاہل اس میعاد گزرنے کے بعد ہنسی کریں گے اور اپنی بدنصیبی سے صادق(یعنی مرزا قادیانی)کا نام کاذب رکھیں گے۔لیکن وہ دن جلد آتے جاتے ہیں کہ جب یہ لوگ شرمندہ ہوں گے اور حق ظاہر ہوگا اور سچائی کا نور چمکے گا اور خداتعالیٰ کے غیر متبدل وعدے پورے ہو جائیں گے۔کیا کوئی زمین پر ہے جو ان کو روک سکے......اے بدفطرتو!اپنی فطرتیں دکھلاؤ،لعنتیں بھیجو،ٹھٹھے کرو اور صادقوں کا نام کاذب اور دروغ گو رکھو،لیکن عنقریب دیکھو گے کہ کیا ہوتا ہے۔''

(مرزا قادیانی کا اعلان مؤرخہ ۶؍ستمبر ۱۸۹۴ء،مندرجہ تبلیغ رسالت ج۳ص۱۱۶،مجموعہ اشتہارات ج۲ص۴۴،جدید مجموعہ اشتہارات ج۱ص۳۹۹)

''عذاب کی میعاد ایک تقدیر معلق ہوتی ہے جو خوف اور رجوع سے دوسرے وقت پر جا پڑتی ہے۔جیسا کہ تمام قرآن اس پر شاہد ہے۔لیکن نفس پیش گوئی یعنی اس عورت کا اس عاجز کے نکاح میں آنا،یہ تقدیر مبرم ہے۔(یعنی قطعی ویقینی ہے)جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی۔کیونکہ اس کے لئے الہام الٰہی میں یہ فقرہ موجود ہے کہ''لا تبدیل لکلمات اللہ''یعنی میری یہ بات ہرگز نہیں ٹلے گی۔پس اگر ٹل جائے تو خدا کا کلام باطل ہوتا ہے۔'' (مرزا قادیانی کا اعلان مؤرخہ ۶؍ستمبر ۱۸۹۴ء،مندرجہ تبلیغ رسالت ج۳ص۱۱۵،مجموعہ اشتہارات ج۲ص۴۳،جدید مجموعہ اشتہارات ج۱ص۳۹۸،۳۹۹)

(۲۰) ناکامی کی تلخی

’’چاہیئے تھا کہ ہمارے نادان مخالف (اس پیش گوئی کے) انجام کے منتظر رہتے اور پہلے ہی سے اپنی بدگوہری ظاہر نہ کرتے۔ بھلا جس وقت یہ سب باتیں پوری ہوجائیں گی تو کیا اس دن یہ احمق مخالف جیتے ہی رہیں گے اور کیا اس دن یہ تمام لڑنے والے سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہوجائیں گے۔ ان بیوقوفوں کو کوئی بھاگنے کی جگہ نہیں رہے گی اور نہایت صفائی سے ناک کٹ جائے گی اور ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو بندروں اور سوروں کی طرح کردیں گے۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۵۴، خزائن ج۱۱ص ۳۳۷)

’’یادرکھو اس پیش گوئی کی دوسری جزو پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ اے احمقو! یہ انسان کا افتراء نہیں۔ یہ کسی خبیث مفتری کا کاروبار نہیں۔ یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے۔ وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتیں۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۳۸، خزائن ج۱۱ص ۳۳۸)

’’میں (مرزا قادیانی) بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ (سلطان محمد) کی تقدیر مبرم (قطعی) ہے اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی اور اگر میں سچا ہوں تو خدا تعالیٰ ضرور اس کو بھی ایسا ہی پورا کردے گا۔‘‘ (انجام آتھم ص۳۱، خزائن ج۱۱ص ۳۱ حاشیہ)

’’اور میں بالآخر دعا کرتا ہوں کہ اے خدائے قادر وعلیم! اگر آتھم کا عذاب مہلک میں گرفتار ہونا اور احمد بیگ کی دختر کلاں کا آخر اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ پیش گوئیاں تیری طرف سے ہیں تو ان کو ایسے طور سے ظاہر فرما جو خلق اللہ پر حجت ہو اور کور باطن حاسدوں کا منہ بند ہوجائے اور اگر اے خداوندا یہ پیش گوئیاں تیری طرف سے نہیں ہیں۔ تو مجھے نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہلاک کر۔ اگر میں تیری نظر میں مردود اور ملعون اور دجال ہی ہوں جیسا کہ مخالفوں نے سمجھا ہے۔‘‘ (اشتہار مرزا قادیانی، انعامی چار ہزار روپیہ مؤرخہ ۲۷؍اکتوبر ۱۸۹۴ء، مندرجہ تبلیغ رسالت ج۳ ص۱۸۶، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۱۱۵، ۱۱۶، جدید مجموعہ اشتہارات ج۱ص ۴۵۲)

(۲۱) کسی کی یاد

’’جب یہ پیش گوئی معلوم ہوئی اور ابھی پوری نہیں ہوئی تھی (جیسا کہ اب تک بھی جو ۱۶؍اپریل ۱۸۹۱ء سے پوری نہیں ہوئی) تو اس کے بعد اس عاجز (مرزا قادیانی) کو ایک سخت بیماری آئی۔ یہاں تک کہ قریب موت کے نوبت پہنچ گئی۔ بلکہ موت کو سامنے دیکھ کر وصیت بھی کردی گئی۔ اس وقت گویا پیش گوئی آنکھوں کے سامنے آگئی اور یہ معلوم ہورہا تھا کہ اب آخری دم ہے اور کل جنازہ نکلنے والا ہے۔ تب میں نے اس پیش گوئی کی نسبت خیال کیا کہ شاید اس کے اور معنی ہوں گے جو میں سمجھ نہیں سکا۔ تب اسی حالت قریب الموت میں مجھے الہام ہوا: ’’الحق من ربک فلاتکونن من الممترین ‘‘یعنی یہ بات تیری رب کی طرف سے سچ ہے تو کیوں شک کرتا ہے۔ اس وقت مجھ پر یہ بھید کھلا کہ کیوں خدا تعالیٰ نے اپنے رسول کریم کو قرآن میں کہا تو شک مت کر۔ سو میں نے سمجھ لیا کہ درحقیقت یہ آیت ایسے ہی نازک وقت سے خاص ہے۔ جیسے یہ وقت تنگی اور نومیدی کا میرے پر ہے اور میرے دل میں یقین ہوگیا کہ جب نبیوں پر بھی ایسا ہی وقت آجاتا ہے جو میرے پر آیا تو خدا تعالیٰ تازہ یقین دلانے کے لئے ان کو کہتا ہے کہ تو کیوں شک کرتا ہے اور مصیبت نے تجھے کیوں نوامید کردیا۔ تو ناامید مت ہو۔‘‘ (ازالہ اوہام حصہ اوّل ص۳۹۸، ۳۹۹، خزائن ج۳ص ۳۰۵، ۳۰۶)

(۲۲) آخری مایوسی

کوئی امید بر نہیں آتی کوئی صورت نظر نہیں آتی

’’اور یہ امر کہ الہام میں یہ بھی تھا کہ اس عورت (محمدی بیگم) کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ یہ درست ہے مگر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ اس نکاح کے ظہور کے لئے جو آسمان پر پڑھا گیا ہے۔ خدا کی طرف سے ایک شرط بھی تھی جو اسی وقت شائع کی گئی تھی اور وہ یہ کہ ’’ایتھا المراءۃ توبی توبی فان البلاء علی عقبک‘‘ پس جب ان لوگوں نے اس شرط کو پورا کر دیا تو نکاح فسخ ہوگیا۔ یا تاخیر میں پڑ گیا۔‘‘ (تاہم فی الحال تاخیر کی امید بہتر ہے۔

بس ہجوم ناامیدی خاک میں مل جائے گی وہ جو اک لذت ہماری سعی لاحاصل میں ہے۔ للمؤلف)

(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۳۲،۱۳۳، خزائن ج۲۲ ص۵۷۰)

(۲۳) خاندانی ورثہ

ہم نے مانا کہ تغافل نہ کرو گے لیکن خاک ہو جائیں گے ہم، تم کو خبر ہونے تک

بھلا یہ کیونکر ممکن تھا کہ جو آرزو مرزا قادیانی دنیا سے ساتھ لے گئے ان کے مخلص اس آرزو سے دست بردار ہو جاتے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کے رفیق مخلص اور جانشین صادق حکیم نورالدین خلیفہ اوّل قادیان نے مردہ امید میں پھر جان ڈال دی۔ مرزا قادیانی نے بھی اس جدت طرازی کی ضرور داد دی ہوگی۔ چنانچہ غور فرمائیے۔

’’اب تمام اہل اسلام کو جو قرآن کریم پر ایمان لائے اور لاتے ہیں۔ ان آیات کا یاد دلانا مفید سمجھ کر لکھتا ہوں کہ جب مخاطبت میں مخاطب کی اولاد، مخاطب کے جانشین اور اس کے مماثل داخل ہو سکتے ہیں تو احمد بیگ کی لڑکی یا اس لڑکی کی لڑکی کیا داخل نہیں ہو سکتی اور کیا آپ کے علم فرائض میں بنات البنات (لڑکیوں کی لڑکیوں) کو حکم بنات نہیں مل سکتا اور کیا مرزا کی اولاد مرزا کی عصبہ نہیں۔ میں نے بارہا عزیز میاں محمود کو کہا کہ اگر حضرت کی وفات ہو جاوے اور یہ لڑکی نکاح میں نہ آوے تو میری عقیدت میں تزلزل نہیں آسکتا۔‘‘

(وہ عقیدت ہی کیا جس میں تزلزل آسکے۔ ایسے عقیدتمند اور نکتہ رس مرید تو قسمت ہی سے ملتے ہیں۔ لیکن واقعات کو کیا کیجئے

کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے للمؤلف)

(حکیم نورالدین کا مضمون ’’وفات مسیح موعود‘‘، ریویو آف ریلیجنز، قادیان ج۷ نمبر۶،۷ ص۲۷۹، بابت ماہ جون، جولائی ۱۹۰۸ء)

(۲۴) اقرار و معذرت

’’لیکن مولوی محمد علی صاحب قادیانی کی عقیدت میں ایسی جسارت نہ تھی جو بات تھی بلاتامل مان لی۔‘‘ یہ بھی سچ ہے کہ مرزا قادیانی نے کہا تھا کہ نکاح ہوگا اور یہ بھی سچ ہے کہ نکاح نہیں ہوا۔‘‘ لیکن مولوی صاحب نے ساتھ ہی ایک معقول معذرت بھی شریک کر دی کہ ایک ہی بات کو لے کر باقی سب باتوں کو چھوڑ دینا ٹھیک نہیں۔ کسی امر کا فیصلہ مجموعی طور پر کرنا چاہئے۔ جب تک سب کو نہ لیا جائے ہم نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتے۔ صرف ایک پیش گوئی کو لے کر بیٹھ جانا اور باقی پیش گوئیوں کو چھوڑ دینا۔ جن کی صداقت پر ہزاروں گواہیاں موجود ہیں۔ یہ طریق انصار اور راہ صواب نہیں۔ صحیح نتیجہ پر پہنچنے کے لئے یہ دیکھنا چاہئے کہ تمام پیش گوئیاں پوری ہوئیں یا نہیں۔‘‘

(اخبار پیغام صلح لاہور ج۸ نمبر۵۵ ص۵ کالم۳، مؤرخہ ۱۶؍جنوری ۱۹۲۱ء)

قادیانی معذرت یہ ہے کہ بعض پیش گوئیاں پوری ہو جانے کی صورت میں بعض پیش گوئیاں پوری نہ ہونے میں چنداں مضائقہ نہیں۔ مگر قابل لحاظ یہ امر ہے کہ سب پیش گوئیاں اپنی قوت، اہمیت اور صراحت میں یکساں نہیں ہوتیں۔ یہ شادی کی پیشگوئی بہرصورت

پوری ہوجاتی کہ اس کی تکمیل آسمان پر اور تشہیر زمین پر بخوبی ہوچکی تھی اور خود مرزا قادیانی نے اس کو اپنے صدق وکذب کا معیار قرار دیا تھا۔ مزید برآں اس کی دھن میں گھر برباد ہوا۔ قدیم بیوی کو طلاق ملی جوان لڑکے عاق ہوئے۔ گھر کنبے میں نفاق پڑا۔ علالت میں حالت مرگ تک پہنچی تو بھی پیش گوئی دل سے جدا نہ ہوسکی۔ لیکن وائے قسمت پوری ہونی تھی نہ ہوئی۔

ہوئی مدت کہ غالب مر گیا پر یاد آتا ہے وہ ہر اک بات پر کہنا کہ یوں ہوتا تو کیا ہوتا (للمؤلف)

(۲۵) پھجے دی ماں

''بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود کو اوائل سے ہی مرزا فضل احمد کی والدہ سے جن کو لوگ عام طور پر ''پھجے دی ماں'' کہا کرتے تھے بےتعلقی سی تھی۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت صاحب کے رشتہ داروں کو دین سے سخت بے رغبتی تھی۔ (غالباً مرزا قادیانی کے معتقد نہ ہوں گے۔ للمؤلف) اور ان کا ان کی طرف میلان تھا اور وہ اسی رنگ میں رنگین تھیں۔ اس لئے حضرت مسیح موعود نے ان سے مباشرت ترک کر دی تھی۔ (بہرحال دولڑکے مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد تو اسی بیوی سے پیدا ہوئے۔ للمؤلف) ہاں! آپ اخراجات وغیرہ باقاعدہ دیا کرتے تھے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میری شادی کے بعد حضرت صاحب نے انہیں کہلا بھیجا کہ آج تک تو جس طرح ہوتا رہا سو ہوتا رہا۔ اب میں نے دوسری شادی کر لی ہے۔ اس لئے اب اگر دونوں بیویوں میں برابری نہیں رکھوں گا تو میں گنہگار رہوں گا۔ اس لئے اب دو باتیں ہیں یا تو تم مجھ سے طلاق لے لو اور یا مجھے اپنے حقوق چھوڑ دو۔ میں تم کو خرچ دیئے جاؤں گا۔ انہوں نے کہلا بھیجا کہ اب میں بڑھاپے میں کیا طلاق لوں گی۔ بس مجھے خرچ ملتا رہے۔ میں اپنے باقی حقوق چھوڑتی ہوں۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں: چنانچہ پھر ایسا ہی ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ محمدی بیگم کا سوال اٹھا اور آپ کے رشتہ داروں نے مخالفت کر کے محمدی بیگم کا نکاح دوسری جگہ کرا دیا اور فضل احمد کی والدہ نے ان سے قطع تعلق نہ کیا۔ بلکہ ان کے ساتھ رہیں۔ تب حضرت صاحب نے ان کو طلاق دے دی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کا یہ طلاق دینا آپ کے اس اشتہار کے مطابق تھا جو آپ نے ۲؍مئی ۱۸۹۱ء کو شائع کیا تھا اور جس کی سرخی تھی۔ ''اشتہار نصرت دین وقطع تعلق از اقارب مخالف دین۔''

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص۲۶،۲۷، روایت نمبر۴۰، جدید ج۱ حصہ اوّل ص۳۰، روایت نمبر۴۱)

(۲۶) دوسری بیوی

''خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت والدہ صاحبہ کا نام نصرت جہاں بیگم ہے اور والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ ان کا مہر میر صاحب کی تجویز پر گیارہ سو روپے مقرر ہوا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ ہمارے نانا صاحب کا نام میر ناصر نواب ہے۔ میر صاحب خواجہ میر درد صاحب دہلوی کے خاندان سے ہیں اور پنجاب کے محکمہ نہر میں ملازم تھے اور قریباً عرصہ پچیس سال سے پنشن پر ہیں۔ شروع شروع میں میر صاحب نے حضرت مسیح موعود کی کچھ مخالفت کی تھی۔ لیکن جلد ہی تائب ہوکر بیعت میں شامل ہوگئے۔''

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص۲۳۸، روایت نمبر۲۵۸، جدید ج۱ حصہ اوّل ص۳۳۸، روایت نمبر۲۶۳)

اس دوسری شادی کے وقت مرزا قادیانی کی عمر پچاس سال سے متجاوز تھی اور صحت کا کیا ذکر گویا دائم المریض تھے۔ نامردی کا بھی شبہ ہوتا تھا۔ تاہم اولاد کی تعداد کافی رہی۔ یعنی دس، حالانکہ پہلی بیوی سے کل دو ہی لڑکے پیدا ہوئے اور ان میں بھی بڑا لڑکا سلطان احمد مرزا قادیانی کی نوعمری ہی میں پیدا ہوگیا تھا۔ غرض کہ عجیب سلسلہ رہا۔ (للمؤلف)

(۲۷) مہر

’’خاکسار (مرزا بشیر احمد) عرض کرتا ہے کہ جب ہماری ہمشیرہ مبارکہ بیگم کا نکاح حضرت صاحب (مرزا قادیانی) نے نواب محمد علی خاں صاحب کے ساتھ کیا تو مہر چھپن ہزار روپے مقرر کیا گیا تھا اور حضرت صاحب نے مہر نامہ کی باقاعدہ رجسٹری کروا کے اس پر بہت سے لوگوں کو شہادتیں ثبت کروائی تھیں اور جب حضرت صاحب کی وفات کے بعد ہماری چھوٹی ہمشیرہ امۃ الحفیظ بیگم کا نکاح خان محمد عبداللہ خاں صاحب کے ساتھ ہوا تو مہر پندرہ ہزار مقرر کیا گیا اور یہ مہر نامہ بھی باقاعدہ رجسٹری کرایا گیا تھا۔ لیکن ہم تینوں بھائیوں میں سے جن کی شادیاں حضرت صاحب (مرزا قادیانی) کی زندگی میں ہوگئی تھیں۔ کسی کا مہر نامہ تحریر ہو کر رجسٹری نہیں ہوا اور مہر ایک ایک ہزار روپیہ مقرر ہوا تھا۔‘‘ (سیرت المہدی حصہ دوم ص۵۳، روایت نمبر۳۶۷، جدید ج۱ حصہ دوم ص۳۳۸، روایت نمبر۳۶۹)

(۲۸) اولاد

’’۲۱ر ستمبر ۱۹۰۱ء...... خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ مجھے کبھی اولاد کی خواہش نہیں ہوئی تھی۔ حالانکہ خدا تعالیٰ نے پندرہ یا سولہ برس کی عمر کے درمیان ہی اولاد دے دی تھی۔ یہ سلطان احمد اور فضل احمد قریباً اسی عمر میں پیدا ہوگئے تھے۔‘‘

(ملفوظات ج۲ ص۳۷۲، جدید ملفوظات ج۱ ص۵۶۲، منقول از منظور الٰہی ص۳۴۳، مرتبہ منظور الٰہی قادیانی)

’’خاکسار (مرزا بشیر احمد) عرض کرتا ہے کہ بڑی بیوی سے حضرت مسیح موعود کے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ یعنی مرزا سلطان احمد صاحب اور مرزا فضل احمد۔ حضرت صاحب ابھی گویا بچہ ہی تھے کہ مرزا سلطان احمد پیدا ہوگئے تھے۔ (اسے مرزا قادیانی کی نبوت کا معجزہ یا حکیم نورالدین کی کرامت ہی قرار دیا جاسکتا ہے۔ للمؤلف) اور ہماری والدہ صاحب سے حضرت مسیح موعود کی مندرجہ ذیل اولاد پیدا ہوئی۔

نمبر شمار	نام	ولادت	وفات
۱	عصمت	۱۸۸۶ء	۱۸۹۱ء
۲	بشیر احمد	۱۸۸۷ء	۱۸۸۸ء
۳	مرزا بشیر الدین محمود احمد	۱۸۸۹ء	(۱۹۶۵ء)
۴	شوکت	۱۸۹۱ء	۱۸۹۲ء
۵	خاکسار مرزا بشیر احمد	۱۸۹۳ء	۱۹۶۳ء
۶	مرزا شریف احمد	۱۸۹۵ء	(۱۹۶۱ء)
۷	مبارکہ بیگم	۱۸۹۷ء	(۱۹۷۷ء)
۸	مبارک احمد	۱۸۹۹ء	۱۹۰۷ء
۹	امۃ النصیر	۱۹۰۳ء	۱۹۰۳ء
۱۰	امۃ الحفیظ	۱۹۰۴ء	(۱۹۸۷ء)

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص۴۰، روایت نمبر۵۸، جدید ج۱ حصہ اوّل ص۴۷، روایت نمبر۵۹)

(۲۹) تیسری شادی کی آرزو

’’مخدومی مکرمی اخویم مولوی نورالدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، جو عنایات خداوند کریم جل شانہ کے اس عاجز کے شامل حال ہیں ان کے بارے میں ہمیشہ یہی دل چاہتا ہے کہ جو اپنے دوستوں سے کچھ اس میں بیان کرتا رہوں اور بحکم ’’واما بنعمۃ ربک فحدث‘‘ تحدیث نعمت کا ثواب حاصل کروں۔ سو آج آپ سے بھی جو میرے مخلص دوست ہیں ایک واقعہ پیش گوئی کا بیان کرتا ہوں۔ شاید چار ماہ کا عرصہ ہوا کہ اس عاجز پر ظاہر کیا گیا تھا کہ ایک فرزند قوی الطاقتین۔ کامل الظاہر والباطن تم کو عطاء کیا جاوے گا۔ اس کا نام بشیر ہوگا۔ سو اب تک میرا قیاسی طور پر خیال تھا کہ شاید وہ فرزند مبارک اسی اہلیہ سے ہوگا۔ اب زیادہ تر الہام اس بات میں ہو رہے ہیں کہ عنقریب ایک اور نکاح تمہیں کرنا پڑے گا اور جناب الٰہی میں یہ بات قرار پا چکی ہے کہ ایک پارسا طبع اور نیک سیرۃ اہلیہ تمہیں عطاء ہوگی۔ وہ صاحب اولاد ہوگی۔ اس میں تعجب کی بات یہ ہے کہ جب الہام ہوا تو ایک کشفی عالم میں چار پھل مجھ کو دیئے گئے۔ تین ان میں سے تو آم کے پھل تھے۔ مگر ایک پھل سبز رنگ کا بہت بڑا تھا۔ وہ اس جہاں کے پھلوں سے مشابہ نہیں تھا۔ اگرچہ ابھی یہ الہامی بات نہیں مگر میرے دل میں یہ پڑا ہے کہ وہ پھل جو اس جہان کے پھلوں میں سے نہیں ہے وہی مبارک لڑکا ہے۔ کیونکہ کچھ شک نہیں کہ پھلوں سے مراد اولاد ہے اور جب کہ ایک پارسا طبع اہلیہ کی بشارت دی گئی ہے اور ساتھ ہی کشفی طور پر چار پھل دیئے گئے۔ جن میں سے ایک پھل الگ وضع کا ہے سو یہی سمجھا جاتا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

ان دنوں میں اتفاقاً نئی شادی کے لئے دو شخصوں نے تحریک کی تھی۔ مگر جب ان کی نسبت استخارہ کیا گیا تو ایک عورت کی نسبت جواب ملا کہ اس کی قسمت میں ذلت ومحتاجگی بے عزتی ہے اور اس لائق نہیں کہ تمہاری اہلیہ ہو اور دوسری کی نسبت اشارہ ہوا کہ اس کی شکل اچھی نہیں۔ گویا یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ صاحب صورت وصاحب سیرت لڑکا جس کی بشارت دی گئی ہے وہ برعایت مناسبت ظاہری اہلیہ جمیلہ وپارسا طبع سے پیدا ہو سکتا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

اب مخالفین آنکھوں کے اندھے اعتراض کرتے ہیں کہ کیوں اب کی دفعہ لڑکا پیدا نہیں ہوا۔ ان کے ابطال میں ایک دوست نے اشتہارات شائع کئے ہیں۔ مگر میری دانست میں اس لڑکے کے تولد سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ تیسری شادی ہو جاوے۔ کیونکہ اس تیسری شادی میں اولاد ہونے کے اشارات پائے جاتے ہیں۔ غالباً اس تیسری شادی کا وقت نزدیک ہے۔ اب دیکھیں کہ کس جگہ ارادہ ازلی نے اس کا ظہور مقرر کر رکھا ہے۔ الہامات اس بارے میں کثرت سے ہوئے ہیں اور ربانی ارادہ میں کچھ جوش سا پایا جاتا ہے۔ ’’واللہ یفعل مایشاء وھو علی کل شئ قدیر‘‘ والسلام...... (خاکسار: غلام احمد عفی عنہ از قادیان، مؤرخہ ۸؍جون ۱۸۸۶ء)‘‘ (مکتوبات احمدیہ ج۵ نمبر۲ ص۵،۶، جدید مکتوبات احمد ج۲ ص۱۲،۱۳، مکتوب نمبر۴)

’’مخدومی مکرمی اخویم مولوی نورالدین صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، عنایت نامہ پہنچا۔ اس عاجز نے جو آپ کی طرف لکھا تھا وہ صرف دوستانہ طور پر بعض اسرار الہامیہ پر مطلع کرنے کی غرض لکھا گیا۔ کیونکہ اس عاجز کی یہ عادت ہے کہ اپنے احباب کو ان کی قوت ایمانی بڑھانے کی غرض سے کچھ کچھ امور غیبیہ بتلا دیتا ہے اور اصل حال اس عاجز کا یہ ہے کہ جب سے اس تیسرے نکاح کے لئے اشارہ غیبی ہوا ہے تب سے خود طبیعت متفکر ومتردد ہے اور حکم الٰہی سے گریز کی جگہ نہیں مگر بالطبع کارہ ہے اور ہرچند اوّل اوّل یہ چاہا کہ یہ امر غیبی موقوف رہے۔ لیکن متواتر الہامات وکشوف اس بات پر دلالت کر رہے ہیں کہ یہ تقدیر مبرم ہے۔ والسلام! (خاکسار: غلام احمد عفی عنہ،

مؤرخہ ۲۰؍جون ۱۸۸۶ء)'' (مکتوبات احمدیہ ج۵ نمبر۲ ص۸، جدید مکتوبات احمد ج۲ ص۱۵، مکتوب نمبر۵)

''براہین احمدیہ میں بھی اس وقت سے سترہ برس پہلے اس پیش گوئی کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے جو اس وقت میرے پر کھولا گیا ہے اور وہ یہ الہام ہے جو براہین کے ص۴۹۶ میں مذکورہ ہے۔''یا ادم اسکن انت وزوجک الجنۃ یا مریم اسکن انت وزوجک الجنۃ یا احمد اسکن انت وزوجک الجنۃ ''اس جگہ تین جگہ زوج کا لفظ آیا ہے اور تین نام اس عاجز کے رکھے گئے۔ پہلا نام آدم یہ وہ ابتدائی نام ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے اس عاجز کو روحانی وجود بخشا۔ اس وقت پہلی زوجہ کا ذکر فرمایا۔ پھر دوسری زوجہ کے وقت میں مریم نام رکھا۔ کیونکہ اس وقت مبارک اولاد دی گئی جس کو مسیح سے مشابہت ملی...... اور تیسری زوجہ جس کی انتظار ہے اس کے ساتھ احمد کا لفظ شامل کیا گیا اور یہ لفظ احمد اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس وقت حمد اور تعریف ہوگی۔ یہ ایک چھپی ہوئی پیش گوئی ہے جس کا سر اس وقت خدا تعالیٰ نے مجھ پر کھول دیا۔ غرض یہ تین مرتبہ زوج کا لفظ تین مختلف نام کے ساتھ جو بیان کیا گیا ہے وہ اسی پیش گوئی کی طرف اشارہ تھا۔ (یہ تحریر ۲۲؍جنوری ۱۸۹۷ء میں شائع ہوئی۔ للمؤلف)''

(ضمیمہ انجام آتھم ص۵۴، خزائن ج۱۱ ص۳۳۸)

(۳۰) ایک کنواری ایک بیوہ

''ایک دفعہ جس کو قریباً اکیس برس کا عرصہ ہوا ہے مجھ کو یہ الہام ہوا...... اور اس زمانہ کے قریب ہی یہ بھی الہام ہوا تھا کہ بکر و ثیب یعنی ایک کنواری اور ایک بیوہ تمہارے نکاح میں آئے گی۔ (اکیس برس بعد الہام یاد آیا اور امید تھی کہ محمدی بیگم کنواری نہیں تو بیوہ ہو کر عقد میں آئے گی۔ مگر مرزا قادیانی کی وفات تک وہ سہاگن بنی رہی اور بیوہ نہ ہوئی۔ للمؤلف)'' (تریاق القلوب ص۷۰، خزائن ج۱۵ ص۲۸۷، حاشیہ)

''تخمیناً اٹھارہ برس کے قریب عرصہ گزرا ہے کہ مجھے کسی تقریب سے مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر رسالہ اشاعۃ السنہ کے مکان پر جانے کا اتفاق ہوا۔ اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ آج کل کوئی الہام ہوا ہے۔ میں نے اس کو یہ الہام سنایا جس کو میں کئی دفعہ اپنے مخلصوں کو سنا چکا تھا اور وہ یہ ہے کہ ''بکر و ثیب''جس کے یہ معنی ان کے آگے اور نیز ہر ایک کے آگے میں نے ظاہر کئے کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا۔ ایک بکر ہوگی اور دوسری بیوہ۔ چنانچہ یہ الہام جو بکر کے متعلق تھا، پورا ہوگیا اور اس وقت بفضلہٖ تعالیٰ چار پسر اس بیوی سے موجود ہیں اور بیوہ کے الہام کی انتظار ہے۔'' (تذکرہ ص۳۹، طبع چہارم، تریاق القلوب ص۳۴، خزائن ج۱۵ ص۲۰۱)

''نوٹ از مرتب تذکرہ: یہ الہام الٰہی اپنے دونوں پہلوؤں سے حضرت ام المؤمنین (مرزا قادیانی کی بیوی نصرت جہاں بیگم) کی ذات میں ہی پورا ہوا ہے جو بکر یعنی کنواری آئیں اور ثیب یعنی بیوہ رہ گئیں۔ (یہ تاویل قادیانی تاویلات کا اچھا نمونہ ہے۔ یعنی مرزا قادیانی کی بیوی بیوہ ہوگئیں۔ تو گویا مرزا قادیانی کا بیوہ سے نکاح ہوگیا اور اس طرح پیش گوئی پوری ہوگئی۔ مرزا قادیانی کی اکثر پیش گوئیاں اسی انداز سے پوری ہوئیں اور اسی طرح کی تاویلات قادیانی جماعت کا ایمانی سرمایہ ہیں۔ للمؤلف)'' (تذکرہ ص۳۹ حاشیہ، طبع چہارم)

(۳۱) خواتین مبارکہ

''پھر خدائے کریم جل شانہ نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد پائے گا تیری نسل بہت ہوگی۔''

(مرزا قادیانی کا الہام مؤرخہ ۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء، مندرجہ تبلیغ رسالت ج۱ ص۶۰، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۰۲، جدید مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۹۶)

''اس عاجز نے ۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں یہ پیش گوئی خداتعالیٰ کی طرف سے بیان کی تھی کہ اس نے مجھے بشارت دی ہے کہ بعض بابرکت عورتیں اس اشتہار کے بعد بھی تیرے نکاح میں آئیں گی اوران سے اولاد پیدا ہوگی۔''

(مرزا قادیانی کا اشتہار ستمبر ۱۸۸۶ء، مندرجہ تبلیغ رسالت ج۱ ص۸۹، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۳۰، جدید مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۱۳)

واقعہ یہ ہے کہ مرزاغلام احمد قادیانی کی دو شادیاں ہوئیں۔ پہلی بیوی کو تو مندرجہ بالا الہام کے اعلان کے کچھ عرصہ بعد طلاق مل گئی تھی اور دوسری بیوی جو آخر تک باقی رہی وہ اس اعلان کے وقت بھی موجود تھی۔ چنانچہ ۱۸۸۶ء میں پہلی لڑکی عصمت پیدا ہوئی۔ مزید برآں مرزاقادیانی نے بہت کوشش کی کہ محمدی بیگم کے ساتھ بھی شادی ہوجائے۔ حتیٰ کہ پہلے سے اعلان کردیا کہ اس سے آسمان پر نکاح ہوگیا اور زمین پر بھی ضرور ہوگا۔ چنانچہ اس کی تفصیل کتاب میں موجود ہے۔ لیکن وائے قسمت کہ نکاح ہونا تھا نہ ہوا۔ پھر نہ معلوم اور کون ''خواتین مبارکہ'' تھیں جن کے ملنے کی اور جن سے نسل بڑھنے کی مرزاقادیانی کو بشارت ملی تھی اور نہ معلوم کس طرح ان سے نسل بڑھی۔ بظاہر تو صرف وہی ایک بیوی تھی جس سے بعد میں اولاد ہوتی رہی اور جو اعلان الہام کے وقت موجود تھی۔ (للمؤلف)

(۳۲) نامردی کا یقین

''بخدمت اخویم مخدوم مکرم مولوی حکیم نورالدین سلمہ اللہ تعالیٰ ...... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

۱...... جس قدر ضعف دماغ کے عارضہ میں یہ عاجز مبتلا ہے مجھے یقین نہیں کہ آپ کو ایسا ہی عارضہ ہو۔ جب میں نے نئی شادی کی تھی تو مدت تک مجھے یقین رہا کہ میں نامرد ہوں۔ (پھر شادی کس بھروسہ پر کی۔ اوّل صحت درست کرنا لازم تھا۔ ورنہ فتنہ کا اندیشہ تھا۔ للمؤلف) آخر میں نے صبر کیا۔ (آپ سے زیادہ صبر آپ کی اہلیہ صاحبہ پر لازم ہوا۔ پھر بھی معلوم ہوا کہ اولاد شادی کے بعد جلد ہی شروع ہوگئی۔ للمؤلف، نورالدین کے کمالات کا بیان۔ فقیر) اور دعا کرتا رہا تو اللہ جل شانہ نے اس دعا کو قبول فرمایا اور ضعف قلب تو اب بھی مجھے اس قدر ہے کہ میں بیان نہیں کرسکتا۔ (خاکسار: غلام احمد قادیانی، ۲۲؍فروری ۱۸۸۷ء)

(مکتوبات احمدیہ ج۵ نمبر۲ ص۲۱، مکتوب نمبر۱۴، جدید مکتوبات احمد ج۲ ص۲۷، مکتوب نمبر۱۵)

۲...... ایک میرے دوست سامانہ علاقہ پٹیالہ میں ہیں جن کا نام مرزامحمد یوسف بیگ ہے۔ انہوں نے کئی دفعہ ایک معجون بنا کر بھیجی ہے جس میں کچلہ مدبر داخل ہوتا ہے۔ وہ معجون میرے تجربہ میں آیا ہے کہ اعصاب کے لئے نہایت مفید ہے اور امراض رعشہ وفالج اور تقویت دماغ اور قوت باہ اور نیز تقویت معدہ کے لئے فائدہ مند ہے۔ مدت سے میرے استعمال میں ہے۔ اگر آپ اس کو استعمال کرنا قرین مصلحت سمجھیں تو میں کسی قدر جو میرے پاس ہے بھیج دوں...... (خاکسار: مرزاغلام احمد قادیانی، ۲۳؍جنوری ۱۸۸۸ء)'' (مکتوبات احمدیہ ج۵ نمبر۲ ص۵۵، جدید مکتوبات احمد ج۲ ص۵۶،۵۷، مکتوب نمبر۳۵)

(۳۳) محک امتحان

''بدخیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیش گوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں ہوسکتا۔''

(مرزاقادیانی کا اشتہار مؤرخہ ۱۰؍جولائی ۱۸۸۸ء، مندرجہ تبلیغ رسالت ج۱ ص۱۱۸، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۵۹، جدید مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۳۸، آئینہ کمالات اسلام ص۲۸۸، خزائن ج۵ ص۲۸۸)

فصل نویں

معاملات

(۱) دہلی کی شادی

’’(۸۷) ستائیسواں نشان (نبوت) یہ پیش گوئی ہے کہ میری اس شادی کے بارے میں جو دہلی میں ہوئی تھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے یہ الہام ہوا تھا کہ: ’’الحمد لله الذی جعل لکم الصهر والنسب ‘‘یعنی اس خدا کو تعریف ہے جس نے تمہیں دامادی اور نسب دونوں طرف سے عزت دی یعنی تمہاری نسب کو بھی شریف بنایا اور تمہاری بیوی بھی سادات میں سے آئے گی۔ یہ الہام شادی کے لئے ایک پیش گوئی تھی۔ جس سے مجھے یہ فکر پیدا ہوا کہ شادی کے اخراجات کو کیونکر میں انجام دوں گا کہ اس وقت میرے پاس کچھ نہیں اور نیز کیونکر میں ہمیشہ کے لئے اس بوجھ کا متحمل ہوسکوں گا تو میں نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ ان اخراجات کی مجھ میں طاقت نہیں۔ تب یہ الہام ہوا کہ ؎

ہرچہ باید نو عروسی را ہمہ سامان کنم   وآنچہ درکار شما باشد عطائے آن کنم

یعنی جو کچھ تمہیں شادی کے لئے درکار ہوگا تمام سامان اس کا میں آپ کروں گا اور جو کچھ تمہیں وقتاً فوقتاً حاجت ہوتی رہے گی آپ دیتا رہوں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا۔ شادی کے لئے جو کسی قدر مجھے روپیہ درکار تھا ان ضروری اخراجات کے لئے منشی عبدالحق صاحب اکاؤنٹنٹ لاہوری نے پانچ سو روپیہ مجھے قرضہ دیا اور ایک اور صاحب حکیم محمد شریف نام ساکن کلانور نے جو امرتسر میں طبابت کرتے تھے دوسو روپیہ یا تین سو روپیہ مجھے بطور قرض دیا۔ اس وقت منشی عبدالحق صاحب اکاؤنٹنٹ نے مجھے کہا کہ ہندوستان میں شادی کرنا ایسا ہے جیسا کہ ہاتھی کو اپنے دروازہ پر باندھنا۔ میں نے ان کو جواب دیا کہ ان اخراجات کا خدا نے خود وعدہ فرمادیا ہے۔ پھر شادی کرنے کے بعد سلسلہ فتوحات کا شروع ہوگیا اور یا وہ زمانہ تھا کہ بباعث تفرقہ وجوہ معاش پانچ سات آدمی کا خرچ بھی میرے پر ایک بوجھ تھا اور یا اب وہ وقت آ گیا بحساب اوسط تین سو آدمی ہر روز مع عیال واطفال اور ساتھ اس کے کئی غرباء اور درویش اس لنگر خانہ میں روٹی کھاتے ہیں اور یہ پیش گوئی لالہ شرمپت آریہ اور ملاوامل آریہ ساکنان قادیان کو بھی قبل از وقت سنائی گئی تھی اور شیخ حامد علی اور چند اور واقف کاروں کو اس سے اطلاع دی گئی تھی اور منشی عبدالحق اکاؤنٹنٹ لاہوری اگرچہ اس وقت مخالفین کے زمرہ میں ہیں۔ مگر میں امید نہیں رکھتا کہ وہ اسی سچی شہادت کا اخفا کریں۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۲۳۵،۲۳۶، خزائن ج۲۲ ص۲۴۷،۲۴۸)

(۲) املاک، آمدنی اور خرچ

’’اگر میری تائید میں خدا کا فیصلہ نہ ہو تو میں اپنی کل املاک منقولہ وغیرہ جو دس ہزار روپیہ کی قیمت سے کم نہیں ہوں گی عیسائیوں کو دے دوں گا۔‘‘ (اشتہار مؤرخہ ۱۴؍ستمبر ۱۸۹۶ء، مندرجہ تبلیغ رسالت ج۵ ص۲۴، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۲۵۱، جدید مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۵۷۵)

’’مرزا غلام احمد پر امسال ۷۲۰۰ روپیہ اس کی سالانہ آمدنی قرار دے کر ایک سو ستاسی روپیہ آٹھ آنہ انکم ٹیکس قرار دیا گیا۔ اس کی عذرداری پر اس کا اپنا بیان خاص موضع قادیان میں جب کہ کم ترین بتقریب دورہ اس طرف گیا، لیا گیا اور تیراں کس گواہان کی شہادت قلمبند

کی گئی۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے بیان حلفی میں لکھوایا کہ اس کو تعلقہ داری زمین اور باغ کی آمدنی ہے، تعلقہ داری کی سالانہ تخمیناً بیاسی روپیہ دس آنے کی زمین کی تخمیناً تین سو روپیہ سالانہ کی اور باغ کی سالانہ تخمیناً دو سو تین سو روپیہ، چار سو اور حد درجہ پانچ سو روپیہ کی آمدنی ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ اس کو کسی قسم کی اور آمدنی نہیں ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ بھی بیان کیا کہ اس کو تخمیناً پانچ ہزار دو سو روپیہ سالانہ مریدوں سے اس سال پہنچا ہے۔ ورنہ اوسط سالانہ آمدنی تقریباً چار ہزار روپیہ کے ہوتی ہے۔ وہ پانچ مدوں میں جن کا اوپر ذکر کیا گیا خرچ ہوتی ہے اور اس کے ذاتی خرچ میں نہیں آتی۔ خرچ اور آمدنی کا حساب باضابطہ کوئی نہیں ہے۔ صرف یادداشت سے تخمیناً لکھوایا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ بھی بیان کیا کہ اس کی ذاتی آمدنی باغ زمین اور تعلقہ داری کی اس کے خرچ کے لئے کافی ہے اور اس کو کچھ ضرورت نہیں ہے کہ وہ مریدوں کا روپیہ ذاتی خرچ میں لاوے۔'' (ضرورۃ الامام ص۴۵، خزائن ج۱۳ ص۵۱۶)

''اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ مہدی مسعود (مرزا غلام احمد قادیانی) اپنی زندگی میں اپنے اہل وعیال اور اقارب کو اسی آمد میں سے خرچ دیتے تھے جو جماعت کی طرف سے آپ کی خدمت میں پیش ہوتی تھی یا کسی اور سبیل سے۔ یہ بات ہر ایک فرد جانتا ہے کہ حضور (مرزا قادیانی) اسی آمد سے خرچ دیا کرتے تھے۔ پس آپ کے بعد انجمن (احمدیہ قادیان) کا یہ فرض ہے کہ ان کو اسی آمد میں سے اسی انداز پر دیں جس طرح حضرت مسیح موعود دیتے تھے۔ کیونکہ انجمن مسیح موعود سے بڑھ کر امین نہیں ہوسکتی۔''

(اظہار حقیقت ص۱۳، مؤرخہ ۲۸؍نومبر ۱۹۱۳ء، جس کو قادیانیوں کی انجمن انصاراللہ قادیان نے شائع کیا)

(۳) ٹیچی

''۱۴۷ نشان۔ ایک دفعہ مارچ ۱۹۰۵ء کے مہینے میں بوقت قلت آمدنی لنگر خانہ کے مصارف میں بہت دقت ہوئی۔ کیونکہ کثرت سے مہمانوں کی آمد تھی اور اس کے مقابل پر روپیہ کی آمدنی کم۔ اس لئے دعا کی گئی۔ ۵؍مارچ ۱۹۰۵ء کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا، میرے سامنے آیا اور اس نے بہت سا روپیہ میرے دامن میں ڈال دیا۔ میں نے اس کا نام پوچھا اس نے کہا نام کچھ نہیں۔ میں نے کہا آخر کچھ تو نام ہوگا۔ اس نے کہا میرا نام ہے ٹیچی، ٹیچی، پنجابی زبان میں وقت مقررہ کو کہتے ہیں۔ یعنی عین ضرورت کے وقت پر آنے والا تب میری آنکھ کھل گئی۔ بعد اس کے خدا تعالیٰ کی طرف سے کیا، ڈاک کے ذریعہ سے اور کیا براہ راست لوگوں کے ہاتھوں سے اس قدر مالی فتوحات ہوئیں جن کا خیال وگمان نہ تھا اور کئی ہزار روپیہ آ گیا۔ چنانچہ جو شخص اس کی تصدیق کے لئے صرف ڈاکخانہ کے رجسٹر ہی ۵؍مارچ ۱۹۰۵ء سے اخیر سال تک دیکھے اس کو معلوم ہوگا کہ کس قدر روپیہ آیا تھا۔''

(حقیقت الوحی ص۳۳۲، خزائن ج۲۲ ص۳۴۵، ۳۴۶)

(۴) رانی، درشنی

''اس عاجز (مرزا قادیانی) کو بھی اس بات کا ذاتی تجربہ ہے کہ بعض اوقات خواب یا کشف میں روحانی امور جسمانی شکل پر متشکل ہوکر مثل انسان نظر آجاتے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ جب میرے والد صاحب غفراللہ لہ جو ایک معزز رئیس اور اپنی نواح میں عزت کے ساتھ مشہور تھے، انتقال کر گئے تو ان کے فوت ہونے کے بعد دوسرے یا تیسرے روز ایک عورت نہایت خوبصورت خواب میں میں نے دیکھی جس کا حلیہ ابھی تک میری آنکھوں کے سامنے ہے اور اس نے بیان کیا کہ میرا نام رانی ہے اور مجھے اشارت سے کہا کہ میں اس گھر کی عزت اور وجاہت ہوں اور کہا کہ میں چلنے کو تھی مگر تیرے لئے رہ گئی...... انہی دنوں میں میں نے ایک نہایت خوبصورت مرد دیکھا اور میں نے اسے

کہا کہ تم ایک عجیب خوبصورت ہو۔اس نے اشارہ سے میرے پر ظاہر کیا کہ میں تیرا بخت بیدار ہوں اور میرے اس سوال کے جواب میں کہ تو عجیب خوبصورت آدمی ہے۔اس نے یہ جواب دیا کہ ہاں میں درشنی آدمی ہوں۔'' (حیات النبی ج۱ص۸۶،۸۷،شیخ یعقوب علی عرفانی قادیانی)

(۵) منی آرڈر کی وحی

''۱۶۱نشان۔ایک دفعہ صبح کے وقت وحی الٰہی سے میرے زبان پر جاری ہوا عبداللہ خاں ڈیرہ اسماعیل خاں اور تفہیم ہوئی کہ اس نام کا ایک شخص آج کچھ روپیہ بھیجے گا۔میں نے چند ہندوؤں کے پاس جو سلسلہ وحی کے جاری رہنے کے منکر ہیں......اس الہام الٰہی کو ذکر کیا اور میں نے بیان کیا کہ اگر آج یہ روپیہ نہ آیا تو میں حق پر نہیں۔ان میں سے ایک ہندو بشن داس نام قوم کا برہمن، جو آج کل ایک جگہ کا پٹواری ہے بول اٹھا کہ میں اس بات کا امتحان کروں گا اور میں ڈاکخانہ میں جاؤں گا۔ان دنوں میں قادیان میں ڈاک دوپہر کے بعد دو بجے آتی تھی۔وہ اسی وقت ڈاکخانہ میں گیا اور نہایت حیرت زدہ ہوکر جواب لایا کہ درحقیقت عبداللہ خان نام ایک شخص نے جو ڈیرہ اسماعیل خان میں اکسٹرا اسسٹنٹ ہے کچھ روپیہ بھیجا ہے اور وہ ہندو نہایت متعجب اور حیران ہوکر بار بار مجھ سے پوچھتا تھا کہ یہ امر آپ کو کس نے بتایا اور اس کے چہرہ سے حیرانی اور مبہوت ہونے کے آثار ظاہر تھے۔'' (حقیقت الوحی ص۲۶۳،۲۶۴،خزائن ج۲۲ص۲۷۵،۲۷۶)

''مجی عزیزی اخویم ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ...... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آج کی ڈاک میں مبلغ پچاس (۵۰) روپیہ مرسلہ آپ کے مجھ کو مل گئے۔جزاکم اللہ خیرا۔عجیب اتفاق ہے کہ مجھ کو آج کل اشد ضرورت تھی۔آج ۴رنومبر ۱۸۹۸ء میں خواب میں مجھ کو دکھلایا گیا کہ ایک شخص روپیہ بھیجتا ہے۔(اگر ایک شخص کے بجائے رشید صاحب ہی کو خواب میں دکھلا دیا جاتا تو خواب اور بھی کرامت بن جاتا۔بہرحال روپیہ دیکھ لیا اور یہی کافی ہے اور شاید دن میں بھی یہ خیال دل میں آتا رہا کہ کاش کہیں سے روپیہ آجاتا۔تاہم مرزا قادیانی کے ایسے خواب بھی اس کی نبوت کے ہزارہا نشانوں میں شامل رہتے ہیں۔للمؤلف) میں بہت خوش ہوا اور یقین رکھتا تھا کہ آج (۵۰) روپیہ آئے گا۔چنانچہ آج ہی ۴رنومبر ۱۸۹۸ء کو آپ کا (۵۰) روپیہ آگیا۔فالحمد للہ وجزاکم اللہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ روپیہ بھیجنا درگاہ الٰہی میں قبول ہے۔چنانچہ آج جو جمعہ کا روز ہے۔میں نے آپ کے لئے درگاہ الٰہی میں نماز جمعہ میں دعا کی امید کہ ان شاء اللہ پھر کئی دفعہ کروں گا۔مجھے آپ سے دلی محبت ہے۔اب دل بہت چاہتا ہے کہ آپ نزدیک آجائیں۔اللہ تعالیٰ اسباب پیدا کرے باقی خیریت ہے۔والسلام! (خاکسار: غلام احمد عفی عنہ،۴رنومبر ۱۸۹۸ء، بروز جمعہ)'' (مرزا قادیانی کا مکتوب اخبار الفضل قادیان ج۳۴،نمبر۲۰۱،مؤرخہ ۲۸راگست ۱۹۴۶ء)

(۶) ایک روپیہ کی شیرینی

''خلاصہ یہ ہے کہ ایک دفعہ مجھے الہام ہوا کہ بست ویک روپیہ آنے والے ہیں۔چنانچہ یہ الہام بھی ان ہی آریوں کو بتلایا گیا۔جن کا کئی دفعہ ذکر ہو چکا ہے اور الہام میں یہ تفہیم ہوئی تھی کہ وہ روپیہ آج ہی آئے گا۔چنانچہ اس روز وزیر سنگھ نامی ایک بیمار نے آکر مجھے ایک روپیہ دیا اور پھر مجھے خیال آیا کہ باقی بیس روپیہ شاید ڈاک کی معرفت آئیں گے۔چنانچہ ڈاکخانہ میں اپنا ایک معتبر بھیجا گیا۔وہ جواب لایا کہ ڈاک منشی کہتا ہے کہ میرے پاس آج صرف پانچ روپیہ ڈیرہ غازیخان سے آئے ہیں جن کے ساتھ ایک کارڈ بھی ہے۔اس خبر کے سننے سے بہت حیرانی ہوئی کیونکہ میں آریوں کو اس پیش گوئی سے اطلاع دے چکا تھا کہ آج اکیس روپیہ آئیں گے اور ان کو معلوم تھا کہ ایک روپیہ آچکا ہے اور مجھے ڈاک منشی کی اس خبر سے اس قدر اضطراب ہوا جس کا بیان نہیں ہوسکتا۔کیونکہ اس کی اس خبر سے کہ صرف پانچ روپیہ

ڈیرہ غازیخان سے آئے ہیں۔ زیادہ روپیہ سے قطعاً نومیدی ہوگئی اور مجھے علامات سے معلوم ہوا کہ آریہ لوگ جن کو یہ اطلاع دی گئی تھی دل میں بہت خوش ہوئے ہیں کہ آج ہمیں تکذیب کا موقع مل گیا اور میں نہایت اضطراب میں تھا کہ ایک دفعہ مجھے یہ الہام ہوا بست ویک آئے ہیں۔ اس میں شک نہیں۔ میں نے آریوں کو یہ الہام سنایا وہ اور بھی زیادہ ہنسی کا موجب ہوا۔ کیونکہ ایک ملازم سرکاری نے جو سب پوسٹ ماسٹر تھا علانیہ طور پر کہہ دیا تھا کہ صرف پانچ روپیہ آئے ہیں۔ بعد اس کے اتفاقاً ایک آریہ ان آریوں میں سے ڈاکخانہ میں گیا اور اس کو ڈاک منشی نے اس کے استفسار سے یا خود بخود کہا کہ دراصل بیس روپیہ آئے ہیں اور پہلے یوں ہی میرے منہ سے نکل گیا تھا کہ پانچ روپیہ آئے ہیں۔ اور ساتھ اس کے منشی الٰہی بخش صاحب اکاؤنٹنٹ کا ایک کارڈ بھی تھا اور یہ روپیہ ۶؍ستمبر ۱۸۸۳ء کو پہنچا۔ جس دن یہ الہام ہوا پس اس مبارک دن کی یادداشت کے لئے اور نیز آریوں کو گواہ بنانے کے لئے ایک روپیہ کی شیرینی تقسیم کی گئی جس کو ایک آریہ لایا اور آریوں کو اور نیز دوسروں کو دی گئی۔ تا آریوں نہیں تو شیرینی کھا کر ہی اس نشان کو یاد رکھیں۔'' (حقیقت الوحی ص ۳۰۵،۳۰۶، خزائن ج ۲۲ ص ۳۱۸،۳۱۹)

(۷) نام کے دام

''حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں ایک عربی سوالی یہاں آیا۔ آپ نے اسے ایک معقول رقم دے دی۔ بعض نے اس پر اعتراض کیا تو فرمایا یہ جہاں بھی جائے گا، ہمارا ذکر کرے گا۔ خواہ دوسروں سے زیادہ وصول کرنے کے لئے ہی کرے مگر دور دراز مقامات پر ہمارا نام پہنچا دے گا۔'' (اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۱۰۳، ص ۹ کالم ۱، مؤرخہ ۲۶؍فروری ۱۹۳۵ء)

(۸) پچاس ہزار خواب والہام

''یاد رہے کہ خدا تعالیٰ کی مجھ سے یہ عادت ہے کہ اکثر جو نقد روپیہ آنے والا ہو یا اور چیزیں تحائف کے طور پر ہوں۔ ان کی خبر قبل از وقت بذریعہ الہام یا خواب کے مجھ کو دے دیتا ہے اور اس قسم کے نشان پچاس ہزار سے کچھ زیادہ ہوں گے۔''

(حقیقت الوحی ص ۳۳۳، خزائن ج ۲۲ ص ۳۴۶)

(۹) ٹیکس کا مقدمہ

''بتیسواں (۳۲) نشان (نبوت)۔ ٹیکس کے مقدمہ میں پیش گوئی ہے جو بعض شریر لوگوں نے سرکار انگریزی میں میری نسبت یہ مخبری کی تھی کہ ہزار ہا روپیہ کی ان کو آمدنی ہے۔ ٹیکس لگانا چاہئے اور خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا کہ اس میں وہ لوگ نامراد رہیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا۔ (غالباً مرزا غلام احمد ٹیکس سے بچ گئے۔ للمؤلف)'' (حقیقت الوحی ص ۲۱۶، خزائن ج ۲۲ ص ۲۲۶)

(۱۰) تلی ہوئی مچھلی

''نوے واں (۹۰) نشان (نبوت)۔ ایک دفعہ قانون ڈاک کی خلاف ورزی کا مقدمہ میرے پر چلایا گیا جس کی سزا پانچ سو روپیہ جرمانہ یا چھ ماہ کی قید تھی اور بظاہر سبیل رہائی معلوم نہیں ہوتی تھی۔ تب بعد دعا خواب میں خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا کہ وہ مقدمہ رفع دفع کر دیا جائے گا۔ اس مقدمہ کا مخبر ایک عیسائی رلیا رام نام تھا جو امرتسر میں وکیل تھا اور میں نے خواب میں یہ بھی دیکھا کہ اس نے میری طرف ایک سانپ بھیجا ہے اور میں نے اس سانپ کو مچھلی کی طرح تل کر اس کی طرف واپس بھیج دیا ہے۔ چونکہ وہ وکیل تھا اس لئے میرے مقدمہ کی نظیر گویا اس کے لئے کار آمد تھی اور تلی ہوئی مچھلی کا کام دیتی تھی۔ چنانچہ وہ مقدمہ پہلی پیشی میں ہی خارج ہوگیا۔'' (حقیقت الوحی ص ۲۳۷، خزائن ج ۲۲ ص ۲۴۸)

(۱۱) ہاتھی کے سر پر تیل

’’۴؍نومبر ۱۹۰۲ء۔ ایک دوست نے آپ کے روبرو اپنا ایک خواب سنایا کہ اس نے رات کو خواب میں ہاتھی دیکھا تھا اور یہ کہ حضرت صاحب (مرزا قادیانی) اس کے سر پر تیل لگا رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے اس کی تعبیر فرمائی کہ رات کے وقت خواب میں ہاتھی دیکھنا عمدہ ہوتا ہے اور تیل لگانا چونکہ زینت کا کام ہے اس لئے یہ بھی اچھا ہے۔‘‘ (ملفوظات احمدیہ حصہ ہفتم ص ۴۵۰، مرتبہ محمد منظور الٰہی لاہوری قادیانی)

(۱۲) گھر کی بات

’’۱۷۷ نشان۔ میرے مکان کے ملحق دو مکان تھے جو میرے قبضہ میں نہیں تھے اور یہ بباعث تنگی مکان توسیع مکان کی ضرورت تھی۔ ایک دفعہ مجھے کشفی طور پر دکھلایا گیا جو اس زمین پر ایک بڑا چبوترہ ہے اور مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ اس جگہ ایک لمبا دالان بن جائے اور مجھے دکھایا گیا کہ اس زمین کے مشرقی حصہ نے ہماری عمارت بننے کے لئے دعا کی ہے اور مغربی حصہ کی زمین افتادہ نے آمین کہی ہے۔ چنانچہ فی الفور یہ کشف اپنی جماعت کے صدہا آدمیوں کو سنایا گیا اور اخباروں میں درج کیا گیا۔ بعد اس کے ایسا اتفاق ہوا کہ وہ دونوں مکان بذریعہ خریداری اور وراثت کے ہمارے حصہ میں آ گئے اور ان کے بعض حصوں میں مکانات مہمانوں کے لئے بنائے گئے۔ حالانکہ ان سب کا ہمارے قبضہ میں آنا محال تھا اور کوئی خیال نہیں کر سکتا تھا کہ ایسا وقوع میں آئے گا۔‘‘ (حقیقت الوحی ص ۳۷۹، خزائن ج ۲۲ ص ۳۹۳)

(۱۳) ریل کا سفر

’’اوائل میں حضرت صاحب (مرزا قادیانی) انٹر کلاس میں سفر کیا کرتے تھے اور اگر حضرت بیوی صاحبہ ساتھ ہوتی تھیں تو ان کو اور دیگر مستورات کو زنانہ تھرڈ کلاس میں بٹھا دیا کرتے تھے اور حضرت صاحب کا طریق تھا کہ زنانہ سواریوں کو خود ساتھ جا کر اپنے سامنے زنانہ گاڑی میں بٹھاتے تھے اور پھر اس کے بعد خود اپنی گاڑی میں اپنے خدام کے ساتھ بیٹھ جاتے تھے...... اور آخری سالوں میں حضور عموماً ایک سالم سیکنڈ کلاس کمرہ اپنے لئے ریزرو کروالیا کرتے تھے اور اسی میں حضرت بیوی صاحبہ اور بچوں کے ساتھ سفر فرماتے تھے اور حضور کے اصحاب دوسری گاڑی میں بیٹھتے تھے۔ مگر مختلف اسٹیشنوں پر اتر اتر کر وہ حضور سے ملتے رہتے تھے۔‘‘

(سیرت المہدی حصہ دوم ص ۱۰۱، روایت نمبر ۴۲۷، جدید ج ۱ حصہ دوم ص ۳۸۹، روایت نمبر ۴۳۰)

(۱۴) ریل کا الہام

’’ایک دفعہ ہم ریل گاڑی پر سوار تھے اور لدھیانہ کی طرف جا رہے تھے کہ الہام ہوا۔ نصف ترا نصف عمالیق را اور اس کے ساتھ یہ تفہیم ہوئی کہ امام بی بی جو ہمارے جدی شرکاء میں سے ایک عورت تھی مر جائے گی اور اس کی زمین نصف ہمیں اور نصف دیگر شرکاء کو مل جائے گی۔ یہ الہام ان دوستوں کو جو اس وقت ہمارے ساتھ تھے سنا دیا گیا تھا۔ چنانچہ بعد میں ایسا ہی ہوا کہ عورت مذکورہ مر گئی اور اس کی نصف زمین ہمیں اور نصف بعض دیگر شرکاء کو ملی۔‘‘ (نزول المسیح ص ۲۱۳، ۲۱۴، خزائن ج ۱۸ ص ۵۹۱، ۵۹۲)

(۱۵) بیعت

’’جب کبھی بیعت اور پیری مریدی کا تذکرہ ہوتا تو مرزا قادیانی فرمایا کرتے تھے کہ انسان کو خود سعی اور محنت کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ’’والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا‘‘ مولوی محبوب علی صاحب اس سے کشیدہ ہو جایا کرتے تھے اور فرمایا

کرتے تھے کہ بیعت کے بغیر راہ نہیں ملتی۔’’ (سیرت المہدی حصہ اوّل ص۲۵۳، روایت نمبر۲۷۵، جدید ج۱ حصہ اوّل ص۳۵۳، روایت نمبر۲۸۰)

’’بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ سنوری نے کہ جب ابھی حضور نے سلسلہ بیعت شروع نہیں فرمایا تھا۔ میں نے ایک دفعہ حضرت سے عرض کیا کہ حضور میری بیعت لیں۔ آپ نے فرمایا پیر کا کام بھنگی کا سا کام ہے۔ اسے اپنے ہاتھ سے مرید کے گند نکال نکال کر دھونے پڑتے ہیں اور مجھے اس کام سے کراہت آتی ہے۔’’ (سیرت المہدی حصہ اوّل ص۸۲،۸۳، روایت نمبر۱۰۸، جدید ج۱ حصہ اوّل ص۸۹،۹۰، روایت نمبر۱۱۱)

’’لوگ ایک عرصہ سے آپ کو بیعت لینے کے لئے عرض کر رہے تھے۔ آپ نے ہمیشہ ایسے طالبین کو یہ کہا کہ میں اس غرض کے لئے ابھی مامور نہیں ہوں اور آخر جب خدا تعالیٰ کی وحی نے آپ کو بیعت لینے کے لئے مامور فرمایا تو آپ نے بیعت کے لئے اعلان کر دیا۔’’ (حیات احمد ج۲ نمبر۲ ص۵ حاشیہ، مرتبہ شیخ یعقوب علی عرفانی قادیانی)

’’میر عنایت علی صاحب لدھیانوی نے مجھ سے بیان کیا کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت صاحب کو بیعت لینے کا حکم آیا تو سب سے پہلی دفعہ لدھیانہ میں بیعت ہوئی۔ ایک رجسٹر بیعت کنندگان تیار کیا گیا۔ جس کی پیشانی پر لکھا گیا بیعت توبہ برائے حصول تقویٰ وطہارت، اور نام مع ولدیت وسکونت لکھے جاتے تھے۔ اوّل نمبر حضرت مولوی نورالدین صاحب بیعت میں داخل ہوئے۔ دوم میر عباس علی صاحب ان کے بعد شاید خاکسار (میر عنایت علی صاحب) ہی سوئم نمبر پر جاتا۔ لیکن میر عباس علی صاحب نے مجھ کو قاضی خواجہ علی صاحب کے بلانے کے لئے بھیج دیا کہ ان کو بلا لاؤ غرض ہمارے دونوں کے آتے آتے سات آدمی بیعت میں داخل ہوگئے۔ ان کے بعد نمبر آٹھ پر قاضی صاحب بیعت میں داخل ہوئے اور نمبر نو میں خاکسار داخل ہوا۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ شاہ صاحب اور کسی بیعت کرنے والے کو اندر بھیج دیں۔ چنانچہ میں نے چوہدری رستم علی صاحب کو اندر داخل کر دیا اور دسویں نمبر پر وہ بیعت ہوگئے۔ اس طرح ایک ایک آدمی باری باری بیعت کے لئے اندر جاتا تھا اور دروازہ بند کر دیا جاتا تھا۔’’

(سیرت المہدی حصہ دوم ص۱۰،۱۱، روایت نمبر۱۱۵، جدید ج۱ حصہ دوم ص۲۹۳، روایت نمبر۳۱۶)

’’ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب میں ۱۹۰۰ء میں پہلی دفعہ قادیان میں آیا تو حضور (نے)...... مجھے مخاطب فرما کر اپنے دعوے کی صداقت میں تقریر فرمائی۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے آپ کی صداقت کے متعلق تو کوئی شبہ نہیں رہا۔ لیکن اگر بیعت نہ کی جاوے اور آپ پر ایمان رکھا جاوے کہ آپ صادق ہیں تو کیا حرج ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایسے ایمان سے آپ مجھ سے روحانی فیض حاصل نہیں کر سکتے۔ بیعت سنت انبیاء ہے اور اس سنت میں بہت بڑے فوائد اور حکمتیں ہیں ...... نیز مولوی شیر علی صاحب (قادیانی) نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت صاحب (مرزا قادیانی) نے بیعت کے فوائد پر تقریر فرماتے ہوئے فرمایا کہ یہ فائدہ بیعت کا کوئی کم ہے کہ انسان کے پہلے سارے گناہ بخشے جاتے ہیں۔’’

(سیرت المہدی حصہ دوم ص۶۴،۶۵، روایت نمبر۳۸۶، جدید ج۱ حصہ دوم ص۳۵۰،۳۵۱، روایت نمبر۳۸۹)

’’مولوی محمد اسماعیل صاحب مولوی فاضل نے مجھ سے بیان کیا کہ جب میں ۱۹۰۸ء میں حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے قادیان آیا تو اس وقت نماز ظہر کے قریب کا وقت تھا اور مہمان خانہ میں وضو کر کے مسجد مبارک میں حاضر ہوا۔ اس وقت حضرت مسیح موعود مسجد میں ہی تشریف رکھتے تھے اور حضور کے بہت سے اصحاب حضرت کے پاس بیٹھے تھے۔ میں بھی مجلس کے پیچھے ہو کر بیٹھ گیا...... جب حوالہ جات کے متعلق گفتگو بند ہوئی تو میں بیعت کی خواہش ظاہر کر کے حضرت مسیح موعود کی طرف آگے بڑھنے لگا۔ جس پر سید

احمد نور صاحب کابلی نے کسی قدر بلند آواز سے کہا کہ یہ شخص مسلمان ہونا چاہتا ہے۔ اسے رستہ دے دیا جاوے۔ میں دل میں حیران ہوا کہ مسلمان ہونے کے کیا معنی ہیں۔ لیکن پھر ساتھ ہی خیال آیا کہ واقعی حضرت مسیح موعود کی بیعت میں داخل ہونا مسلمان ہونا نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ چنانچہ میں حضرت مسیح موعود کی بیعت سے مشرف ہو گیا۔''

(سیرت المہدی حصہ دوم ص۹۹،۱۰۰، روایت نمبر ۴۲۶، جدید ج۱ حصہ دوم ص۳۸۷،۳۸۸، روایت نمبر ۴۲۹)

''۱۲؍ستمبر ۱۹۰۱ء مولوی جان محمد صاحب مدرس ڈسکہ ضلع سیالکوٹ نے حضرت مسیح موعود سے عرض کی کہ آپ کی بیعت کرنے کے بعد پہلی بیعت اگر کسی بزرگ سے کی ہو وہ قائم رہتی ہے یا نہیں۔ اس کے جواب میں حضرت مسیح موعود نے فرمایا۔ جب انسان میرے ہاتھ پر بیعت توبہ کرتا ہے تو پہلی ساری بیعتیں ٹوٹ جاتی ہیں۔ انسان دو کشتیوں میں کبھی پاؤں نہیں رکھ سکتا۔ اگر کسی کا مرشد اب زندہ بھی ہو تب بھی وہ ایسے حقائق ومعارف ظاہر نہ کرے گا جو خدا تعالیٰ یہاں ظاہر کر رہا ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے ساری بیعتوں کو توڑ ڈالا ہے۔ صرف مسیح موعود ہی کی بیعت کو قائم رکھا ہے جو خاتم الخلفاء ہو کر آیا ہے۔''

(الحکم قادیان ج۶ نمبر۳۰، منقول از کتاب منظور الٰہی ص۳۲۹، مؤلفہ منظور الٰہی لاہوری قادیانی)

(۱۶) قادیانی مبالغے

''خدا نے میری جماعت سے پنجاب اور ہندوستان کے شہروں کو بھر دیا۔ چند سال میں ایک لاکھ سے بھی زیادہ اشخاص نے میری بیعت کی۔'' (تحفۃ الندوہ ص۸، خزائن ج۱۹ ص۱۰۱)

''میں (مرزا غلام احمد قادیانی) حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ کم از کم ایک لاکھ آدمی میری جماعت میں ایسے ہیں کہ سچے دل سے میرے پر ایمان لائے ہیں اور اعمال صالحہ بجالاتے ہیں اور باتیں سننے کے وقت اس قدر روتے ہیں کہ ان کے گریبان تر ہو جاتے ہیں۔''

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص۱۴۶،۱۴۷، روایت نمبر۱۵۳، جدید ج۱ حصہ اوّل ص۱۵۰، روایت نمبر۱۵۷)

''میں اپنی جماعت کے لوگوں کو جو مختلف مقامات پنجاب اور ہندوستان میں موجود ہیں جو بفضلہٖ تعالیٰ کئی لاکھ تک ان کا شمار پہنچ گیا ہے۔'' (اعلان مرزا غلام احمد قادیانی، مؤرخہ ۷؍مئی ۱۹۰۷ء، مندرجہ تبلیغ رسالت ج۱۰ ص۱۲۲، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۸۳، جدید ج۲ ص۷۰۸)

''ہر ایک پہلو سے خدا نے مجھ کو برومند کیا۔ چنانچہ ہزارہا شکر کا یہ مقام ہے کہ قریباً چار لاکھ انسان اب تک میرے ہاتھ پر اپنے گناہوں سے اور کفر سے توبہ کر چکے ہیں۔'' (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۱۷، خزائن ج۲۲ ص۵۵۳)

۲۰؍مئی ۱۹۰۹ء کے بدر ج۸ نمبر۳۰ میں ایک ایڈیٹوریل بعنوان ''یاد ایام سلف نے ہائے کیا تڑپا دیا'' چھپا ہے۔ اس کے آخر میں یہ سطور ہیں: ''(اے مسیح موعود) تیری ہمت تیرا استقلال تیرا عزم اس سے ظاہر ہے کہ اور نبیوں کے لئے تو صرف یہ بات منوانے کی ہوتی تھی کہ میں نبی ہوں۔ مگر تیرے لئے دو مشکلیں تھیں۔ اوّل یہ کہ کوئی نبی آ سکتا ہے۔ دوم یہ کہ میں نبی ہوں۔ آخر تو نے چار لاکھ انسان کے جزو ایمان میں یہ بات داخل کر دی۔'' (البدر قادیان ج۸ نمبر۳۰ ص۴ کالم۲، مؤرخہ ۲۰؍مئی ۱۹۰۹ء)

''کیا اس عبارت کو پڑھ کر ذرا بھی شبہ اس بات میں رہ سکتا ہے کہ ۱۹۰۹ء میں چار لاکھ کی جماعت حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود کو نبی مانتی تھی۔'' (الفضل قادیان ج۱۱ نمبر۶۷ ص۴ کالم۲، مؤرخہ ۲۶؍فروری ۱۹۲۴ء)

’’جماعت کی تعداد اندازاً بتا سکتا ہوں۔ چار پانچ لاکھ کی جماعت ہے۔ غیر مبایعین (لاہوری جماعت) کے ساتھ ایک ہزار آدمی ہوگا۔‘‘ (مرزا محمود خلیفہ قادیان کا بیان باجلاس سب جج عدالت گورداسپور، الفضل قادیان ج۹ نمبر ۱۰۱،۱۰۲ص ۶، مؤرخہ ۲۶،۲۹؍جون ۱۹۲۲ء)

’’ہم چار لاکھ احمدی صفائے قلب کے ساتھ آپ (ہندوؤں) کے ہاتھ میں ہاتھ دینے کو تیار ہیں۔ اگر آپ شرائط مندرجہ ’’پیغام‘‘ پر کاربند ہونے کو تیار ہیں۔‘‘ (خواجہ کمال الدین کا اعلان، پیغام صلح ص۲، مؤرخہ ۱۵؍جون ۱۹۰۸ء)

’’خواجہ حسن نظامی صاحب کا دعویٰ ہے کہ میاں صاحب (مرزا محمود خلیفہ قادیان) بیس ہزار مریدین کی فہرست کبھی نہیں دے سکتے۔ کیونکہ خواجہ صاحب کے نزدیک کل ہندوستان میں احمدیوں کی تعداد اٹھارہ ہزار سے زیادہ نہیں ہے۔ معلوم نہیں خواجہ صاحب کو ایسے کون سے یقینی وجوہ ہاتھ آ گئے ہیں کہ انہوں نے چار پانچ لاکھ کی جماعت کو اٹھارہ ہزار کی جماعت کہہ دیا۔ ہاں! اس میں شک نہیں کہ میاں صاحب کا یہ دعویٰ کہ وہ چار پانچ لاکھ کے امام ہیں۔ قطعاً بے بنیاد ہے...... ہم تو صرف یہی دیکھیں گے کہ میاں صاحب کا یہ دعویٰ کہ وہ چار پانچ لاکھ کی جماعت کے امام ہیں یا یہ کہ ۹۵ فیصدی جماعت میں سے ان کے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں یا ان کا یہ بیان کہ اس حصہ جماعت کی تعداد جنہوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی۔ کل دو فیصدی ہے کہاں تک صحیح ہے یا کون سی بات ان میں سے سچی ہے اور کون سی جھوٹی...... کیونکہ میاں صاحب اور ان کے مریدین آئے دن یہ اعلان کرتے پھرتے ہیں کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام (لاہور) جماعت احمدیہ کے کسی بھی حصہ کے قائم مقام نہیں۔‘‘ (پیغام صلح ج۵ نمبر ۵۹ ص۲ کالم ۱، مؤرخہ ۶؍فروری ۱۹۱۸ء)

’’مقدمہ اخبار مباہلہ میں قادیانی گواہوں نے قادیانیوں کی تعداد دس لاکھ بیان کی تھی۔ ۱۹۳۰ء میں کوکب دری کے قادیانی مؤلف کے قول کے مطابق بیس لاکھ قادیانی دنیا میں موجود تھے۔ ستمبر ۱۹۳۲ء میں بھیرہ (پنجاب) کے مناظرہ میں مولوی مبارک احمد صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ قادیان نے قادیانیوں کی تعداد پچاس لاکھ بیان کی۔ حال ہی میں عبدالرحیم درد قادیانی مبلغ نے انگلستان میں مسٹر فلبی کے سامنے بیان کیا تھا کہ پنجاب کے مسلمانوں میں غالب اکثریت قادیانیوں کی ہے۔ پنجاب میں قریباً ڈیڑھ کروڑ مسلمان آباد ہیں۔ اس حساب سے بقول عبدالرحیم صاحب گویا ۷۵ لاکھ سے بھی زیادہ قادیانی پنجاب میں موجود ہیں۔‘‘ (شمس الاسلام بھیرہ پنجاب ج۵ نمبر ۱۰)

لیکن سرکاری مردم شماری کا خدا بھلا کرے کہ سارا بھانڈا پھوٹ گیا اور بالآخر لاچار ہوکر مرزا محمود خلیفہ قادیان کو اصلی تعداد تسلیم کرنا پڑی۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

’’جس وقت ہماری تعداد آج کی تعداد سے بہت کم یعنی سرکاری مردم شماری کی رو سے اٹھارہ سو تھی۔ اس وقت اخبار بدر کے خریداروں کی تعداد چودہ سو تھی۔ اس وقت سرکاری مردم شماری کی رو سے پنجاب میں احمدیوں کی تعداد چھپن ہزار ہے اور اگر پہلی نسبت کا لحاظ رکھا جائے تو ہمارے اخبار کے صرف پنجاب میں چار ہزار سے زائد خریدار ہونے چاہئیں۔‘‘

(خطبہ خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج۲۲ نمبر ۱۶ مؤرخہ ۵؍اگست ۱۹۳۴ء، خطبات محمود ج۱۵ ص۲۰۵)

’’ہماری جماعت مردم شماری کی رو سے پنجاب میں چھپن ہزار ہے گو یہ بالکل غلط ہے۔ (بے شک غلط ہے سرکاری رپورٹ ۱۹۳۱ء میں مجموعی تعداد ۵۵ ہزار درج ہے۔ جس میں لاہوری جماعت کے کئی ہزار لوگ بھی شامل ہیں۔ اس طرح مرزا محمود احمد قادیانی کی جماعت کی تعداد پچاس ہزار بھی نہیں رہتی۔ للمؤلف)...... مگر فرض کرلو کہ یہ تعداد درست ہے اور فرض کرلو کہ باقی تمام ہندوستان میں ہماری جماعت کے بیس ہزار افراد رہتے ہیں۔ تب بھی یہ پچھتّر چھہتر ہزار آدمی بن جاتے ہیں۔‘‘

(خطبہ خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج۲۱ نمبر ۱۵۲ مؤرخہ ۲۱؍جون ۱۹۳۴ء، خطبات محمود ج۱۵ ص۱۸۶)

گویا پچاس سال کی سعی اور تبلیغ کے بعد تمام ہندوستان میں خود مرزامحمود خلیفہ قادیان کے حساب سے قادیانیوں کی فرضی تعداد زیادہ سے زیادہ پچھتّر ہزار قرار پاتی ہے، کیا مضائقہ ہے پچھتّر لاکھ اور پچھتّر ہزار میں۔ صرف دو نقطوں کا فرق ہے۔ کچھ زیادہ فرق نہیں ہے۔ خود مرزا غلام احمد قادیانی بھی ایسے فرق کو فرق نہیں سمجھتے تھے۔ چنانچہ براہین احمدیہ حصہ پنجم کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ: ’’پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا گیا اور چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے۔ اس لئے پانچ حصوں سے وعدہ پورا ہوگیا۔‘‘ (حساب کا کیسا سچا اصول ہے۔ للمؤلف)

(۱۷) مرزاقادیانی کے مرید

’’اس گروہ میں بہت سے سرکار انگریزی کے ذی عزت عہدہ دار ہیں۔ جوڈپٹی کلکٹر اور اکسٹرا اسسٹنٹ اور تحصیلدار وغیرہ معزز عہدوں والے آدمی ہیں۔ ایسا ہی پنجاب اور ہندوستان کے کئی رئیس اور جاگیردار اور اکثر تعلیم یافتہ ایف.اے، بی.اے اور ایم.اے اور بڑے بڑے تاجر اس جماعت میں داخل ہیں۔ غرض ایسے لوگ جو عقل اور علم اور عزت اور اقبال رکھتے تھے یا بڑے بڑے عہدوں پر سرکار انگریزی کی طرف سے مامور تھے، یا رئیس اور جاگیردار اور تعلق دار اور نوابوں کی اولاد تھے اور یا ہندوستان کے قطبوں اور غوثوں کی نسل تھے جن کے بزرگوں کو لاکھوں انسان اعلیٰ درجہ کے ولی اور قطب سمجھتے تھے وہ لوگ اسی جماعت میں داخل ہوئے اور ہوتے جاتے ہیں۔‘‘

(کتاب البریہ ص۱۷۱، خزائن ج۱۳ ص۲۰۴،۲۰۵ حاشیہ)

’’خداتعالیٰ نے مجھے اس اصول پر قائم کیا ہے کہ محسن گورنمنٹ کی جیسا کہ یہ گورنمنٹ برطانیہ ہے سچی اطاعت کی جائے اور سچی شکرگزاری کی جائے سو میں اور میری جماعت اس اصول کے پابند ہیں۔ چنانچہ میں نے اس مسئلہ پر عمل درآمد کرانے کے لئے بہت سی کتابیں عربی اور فارسی اور اردو میں تالیف کیں اور ان میں تفصیل سے لکھا کہ کیونکہ مسلمانان برٹش انڈیا اس گورنمنٹ برطانیہ کے نیچے آرام سے زندگی بسر کرتے ہیں اور کیونکر آزادگی سے اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے پر قادر ہیں اور تمام فرائض منصبی بے روک ٹوک بجالاتے ہیں، پھر اس مبارک اور امن بخش گورنمنٹ کی نسبت کوئی خیال بھی جہاد کا دل میں لانا کس قدر ظلم اور بغاوت ہے۔ یہ کتابیں ہزارہا روپیہ کے خرچ سے طبع کرائی گئیں اور پھر اسلامی ممالک میں شائع کی گئیں اور میں جانتا ہوں کہ یقیناً ہزارہا مسلمانوں پر ان کتابوں کا اثر پڑا ہے۔ بالخصوص وہ جماعت جو میرے ساتھ تعلق بیعت و مریدی رکھتی ہے۔ وہ ایک ایسی سچی مخلص اور خیرخواہ اس گورنمنٹ کی بن گئی ہے کہ میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ اس کی نظیر دوسرے مسلمانوں میں نہیں پائی جاتی۔ وہ گورنمنٹ کے لئے ایک وفادار فوج ہے۔ جن کا ظاہر و باطن گورنمنٹ برطانیہ کی خیرخواہی سے بھرا ہوا ہے۔‘‘ (تحفہ قیصریہ ص۱۱،۱۲، خزائن ج۱۲ ص۲۶۳،۲۶۴)

(۱۸) فرمان واجب الاذعان

’’یہ اشتہار کوئی معمولی تحریر نہیں بلکہ ان لوگوں کے ساتھ جو مرید کہلاتے ہیں یہ آخری فیصلہ کرتا ہوں۔ مجھے خدا نے بتلایا ہے۔ میرا ان ہی سے پیوند ہے۔ یعنی وہی خدا کے دفتر میں مرید ہیں جو اعانت اور نصرت میں مشغول ہیں۔ مگر بہتیرے ایسے ہیں کہ گویا خداتعالیٰ کو دھوکا دینا چاہتے ہیں۔ سو ہر ایک شخص کو چاہئے کہ اس نئے انتظام کے بعد نئے سرے عہد کرکے اپنی خاص تحریر سے اطلاع دے کہ وہ ایک فرضی حتمی کے طور پر اس قدر چندہ ماہواری بھیج سکتا ہے...... اس اشتہار کے شائع ہونے سے تین ماہ تک ہر ایک بیعت کرنے والے کے جواب کا انتظار کیا جائے گا کہ وہ کیا کچھ ماہواری چندہ اس سلسلہ کی مدد کے لئے قبول کرتا ہے اور اگر تین ماہ تک کسی کا جواب نہ آیا تو سلسلہ بیعت سے اس کا

نام کاٹ دیا جائے گا اور مشتہر کر دیا جائے گا۔ اگر کسی نے ماہواری چندہ کا عہد کر کے تین ماہ تک چندہ کے بھیجنے سے لاپروائی کی تو اس کا نام بھی کاٹ دیا جائے گا اور اس کے بعد کوئی مغرور اور لاپرواجو انصار میں داخل نہیں اس سلسلہ میں ہرگز نہیں رہے گا۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ (المشتہر: مرزا غلام احمد مسیح موعود از قادیان مؤرخہ ۵؍مارچ ۱۹۰۲ء)''

(مجموعہ اشتہارات ج۳ ص ۴۶۸، ۴۶۹، جدید مجموعہ اشتہارات ج۲ ص ۵۵۵، ۵۵۶)

(۱۹) گورداسپور میں مقدمہ

''حضرت مسیح موعود کا وہ زمانہ مجھے یاد ہے جب کہ آپ پر مقدمہ گورداسپور میں ہو رہا تھا اور اس میں روپیہ کی ضرورت تھی۔ حضرت صاحب نے دوستوں میں تحریک بھیجی کہ چونکہ اخراجات بڑھ رہے ہیں، لنگر خانہ دو جگہ پر ہو گیا ہے۔ ایک قادیان میں اور ایک یہاں گورداسپور میں۔ اس کے علاوہ اور مقدمہ پر خرچ ہو رہا ہے۔ لہٰذا دوست امداد کی طرف توجہ کریں۔''

(مندرجہ الفضل قادیان ج۱۴ نمبر ۵۵ ص۳ کالم ۳، مؤرخہ ۱۱؍جنوری ۱۹۲۷ء، تقریر سالانہ جلسہ مؤرخہ ۲۷؍دسمبر ۱۹۲۶ء، انوار العلوم ج۹ ص ۴۰۳)

''عنوان: حضرت مسیح موعود کی طرف سے اشتہار ہے کہ ہر ایک بیعت کنندہ حسب توفیق ماہواری یا ہر سہ ماہی چندہ لنگر خانہ کا روانہ کرتا رہے۔ ورنہ ہر تین ماہ کے بعد اس کا نام بیعت کنندوں سے خارج ہو جائے گا۔''

(البدر ج۲ نمبر ۲۵ ص ۲۰۰ کالم آخر، مؤرخہ ۱۰؍جولائی ۱۹۰۳ء)

(۲۰) فتوے

''بیان کیا مجھ سے عبداللہ سنوری نے کہ ایک دفعہ انبالہ کے ایک شخص نے حضرت صاحب سے فتویٰ دریافت کیا کہ میری ایک بہن کنچنی تھی۔ اس نے اس حالت میں بہت سا روپیہ کمایا۔ پھر وہ مرگئی اور مجھے اس کا ترکہ ملا۔ مگر بعد میں مجھے اللہ تعالیٰ نے توبہ اور اصلاح کی توفیق دی۔ اب میں اس مال کا کیا کروں۔ حضرت صاحب نے جواب دیا کہ ہمارے خیال میں اس زمانہ میں ایسا مال اسلام کی خدمت میں خرچ ہو سکتا ہے۔ (اور اسلام کی خدمت خود مرزا غلام احمد کے سپرد تھی۔ ان سے زیادہ اس مال کا مستحق اور کون ہو سکتا تھا۔ للمؤلف)''

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۲۴۳، روایت نمبر ۲۶۷، جدید ج۱ حصہ اوّل ص ۲۴۳، روایت نمبر ۲۷۲)

(۲۱) چندہ کا مطالبہ

''قوم کو چاہئے کہ ہر طرح سے اس سلسلہ کی خدمت بجا لاوے۔ مالی طرح پر بھی خدمت کی بجا آوری میں کوتاہی نہیں ہونی چاہئے۔ دیکھو دنیا میں کوئی سلسلہ بغیر چندہ کے نہیں چلتا۔ رسول کریم ﷺ، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ سب رسولوں کے وقت چندے جمع کئے گئے۔ پس ہماری جماعت کے لوگوں کو بھی اس امر کا خیال ضروری ہے۔ اگر یہ لوگ التزام سے ایک ایک پیسہ بھی سال بھر میں دیویں تو بھی بہت کچھ ہو سکتا ہے۔ ہاں! اگر کوئی ایک پیسہ بھی نہیں دیتا تو اسے جماعت میں رہنے کی کیا ضرورت ہے۔''

(مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج۱۷ نمبر ۶۷، مؤرخہ ۲۵؍فروری ۱۹۳۰ء، ملفوظات ج۶ ص ۳۸، ۳۹، جدید ملفوظات ج۳ ص ۳۵۸)

(۲۲) مرزا قادیانی کے فتوحات

میں تھا غریب و بے کس و گمنام بے ہنر کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیان کدھر

لوگوں کی اس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی — میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی
اب دیکھتے ہو کیسا رجوع جہاں ہوا — اک مرجع خواص یہی قادیان ہوا

(درثمین اردو ص ۱۰۷، ۱۰۸، مرتبہ محمد اسماعیل قادیانی، براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۱، خزائن ج ۲۱ ص ۲۰)

’’ہماری معاش اور آرام کا تمام مدار ہمارے والد صاحب کی محض ایک مختصر آمدنی پر منحصر تھا اور بیرونی لوگوں میں سے ایک شخص بھی مجھے نہیں جانتا تھا اور میں گمنام انسان تھا جو قادیان جیسے ویران گاؤں میں زاویہ گمنامی میں پڑا ہوا تھا۔ پھر بعد اس کے خدا نے اپنی پیش گوئی کے موافق ایک دنیا کو میری طرف رجوع دے دیا اور ایسی متواتر فتوحات سے مالی مدد کی کہ جس کا شکریہ بیان کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں۔ مجھے اپنی حالت پر خیال کر کے اس قدر بھی امید نہ تھی کہ دس روپے ماہوار بھی آئیں گے۔ مگر خداتعالیٰ جو غریبوں کو خاک میں سے اٹھاتا اور متکبروں کو خاک میں ملاتا ہے۔ اسی نے ایسی میری دست گیری کی کہ میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ اب تک تین لاکھ کے قریب روپیہ آچکا ہے اور شاید اس سے زیادہ ہو...... اگر اس میرے بیان کا اعتبار نہ ہو تو بیس برس ڈاک کے سرکاری رجسٹروں کو دیکھو تا معلوم ہو کہ کس قدر آمدنی کا دروازہ اس تمام مدت میں کھولا گیا ہے۔ حالانکہ یہ آمدنی صرف ڈاک کے ذریعہ تک محدود نہیں رہی۔ بلکہ ہزارہا روپیہ کی آمدنی اس طرح ہی ہوتی ہے کہ لوگ خود قادیان میں آکر دیتے ہیں اور نیز ایسی آمدنی جو لفافوں میں نوٹ بھیجے جاتے ہیں۔‘‘

(حقیقت الوحی ص ۲۱۱، ۲۱۲، خزائن ج ۲۲ ص ۲۲۰، ۲۲۱)

’’تیسری پیش گوئی یہ تھی کہ لوگ کثرت سے آئیں گے۔ سو اس قدر کثرت سے آئے کہ اگر ہر روزہ آمدن اور خاص وقتوں کے مجمعوں کا اندازہ لگایا جائے تو کئی لاکھ تک اس کی تعداد پہنچتی ہے...... اب تک کئی لاکھ انسان قادیان میں آچکے ہیں اور اگر خطوط بھی اس کے ساتھ شامل کئے جائیں...... تو شاید یہ اندازہ کروڑ تک پہنچ جائے گا۔‘‘ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۵۷، ۵۸، خزائن ج ۲۱ ص ۷۴، ۷۵)

(مرزاغلام احمد قادیانی نے ۱۸۸۰ء سے علمی اور مذہبی زندگی شروع کی جب کہ براہین احمدیہ کا اعلان کیا اور ۱۹۰۸ء میں انتقال ہوا۔ گویا کل (۲۷) سال یہ مشغلہ رہا۔ ظاہر ہے کہ مرزاقادیانی کی تحریک نے بتدریج ترقی شروع کی۔ ابتداء میں چند سال کام ہلکا رہا بعد کو فروغ ہوا۔ تاہم اگر کل ستائیس سال مساوی مان لئے جائیں تو بھی مرزاقادیانی کے بیان کے مطابق خطوں اور مہمانوں کا روزانہ اوسط بلاناغہ ایک ہزار پڑتا ہے اور اگر حسب واقعہ سال غیر مساوی مانے جائیں تو آخری سالوں کا روزانہ اوسط کئی ہزار پڑنا چاہئے۔ خوب حساب ہے۔ للمؤلف)

(۲۳) تحصیل وتشفی

’’محبّ یکرنگ مکرمی اخویم حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب اللہ رکھا سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کل کی ڈاک میں بذریعہ تار مبلغ پانچ سو روپے مرسلہ آں مکرم مجھ کو پہنچ گیا۔ خداتعالیٰ آپ کو ان للّٰہی خدمات کا دونوں جہان میں وہ اجر بخشے جو اپنے مخلص اور وفادار بندوں کو بخشتا ہے۔ آمین ثم آمین! یہ بات فی الواقع سچ ہے کہ مجھ کو آپ کے روپیہ سے اس قدر دینی کام میں مدد پہنچ رہی ہے کہ اس کی نظیر میرے پاس بہت ہی کم ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے چاہتا ہوں کہ آپ کو ان خدمات کا وہ بہ رحمت پاداش بخشے کہ تمام حاجات دارین پر محیط ہو اور اپنی محبت میں ترقیات عطاء فرمائے۔ محض اللہ تعالیٰ کے لئے اس پرآشوب زمانہ میں جو دل سخت ہو رہے ہیں آگے سے آگے بڑھانا کچھ تھوڑی بات نہیں ہے۔ ان شاءاللہ القدیر آپ

ایک بڑے ثواب کا حصہ پانے والے ہیں۔ کچھ تھوڑے دن ہوئے کہ مجھ کو خواب آیا تھا کہ ایک جگہ میں بیٹھا ہوں۔ یک دفعہ کیا دیکھتا ہوں کہ غیب سے کسی قدر روپیہ میرے سامنے موجود ہوگیا ہے۔ میں حیران ہوں کہ کہاں سے آیا۔ آخر میری یہ رائے ٹھہری کہ خدا تعالیٰ کے فرشتہ نے ہماری حاجات کے لئے یہاں رکھ دیا ہے۔ پھر ساتھ الہام ہوا۔''انی مرسل الیک ھدیۃ'' کہ میں تمہاری طرف ہدیہ بھیجتا ہوں اور ساتھ ہی میرے دل میں پڑا کہ اس کی یہ ہی تعبیر ہے کہ ہمارے مخلص دوست حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب اس فرشتہ کے رنگ میں متمثل کئے گئے ہوں گے اور غالباً وہ روپیہ بھیجیں گے اور میں نے اس خواب کو عربی زبان میں اپنی کتاب میں لکھ لیا۔ چنانچہ کل اس کی تصدیق ہوگئی۔ الحمدللہ! یہ قبولیت کی نشانی ہے کہ مولیٰ کریم نے خواب اور الہام سے تصدیق فرمائی...... والسلام! (خاکسار: مرزاغلام احمد قادیانی، مؤرخہ ۱۷؍ مارچ ۱۸۹۵ء)'' (مکتوبات احمدیہ ج۵ نمبر اص ۳، جدید مکتوبات احمد ج۲ ص ۳۴۳، ۳۴۴، مکتوب نمبر۵)

''مخدومی مکرمی حبی فی اللہ حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ،کل کی ڈاک میں مبلغ ایک سو روپیہ مرسلہ آں محبّ مجھ کو پہنچا۔ اس کے عجائبات میں سے ایک یہ ہے کہ اس روپیہ کے پہنچنے سے تخمیناً سات گھنٹے پہلے مجھ کو خدائے عزوجل نے اس کی اطلاع دی۔ سو آپ کی خدمت کے لئے یہ اجر کافی ہے کہ خدائے تعالیٰ آپ سے راضی ہے۔ اس کی رضا کے بعد اگر تمام جہان ریزہ ریزہ ہو جائے تو کچھ پرواہ نہیں، یہ کشف اور الہام آپ ہی کے بارے میں مجھ کو دو دفعہ ہوا ہے۔ فالحمدللہ...... والسلام! (خاکسار: مرزاغلام احمد، مؤرخہ ۲؍ اکتوبر ۱۸۹۶ء)''

(مکتوبات احمدیہ ج۵ نمبر اص ۵، مکتوب نمبر۹، جدید، مکتوبات احمدیہ ج۲ ص ۳۴۸، مکتوب نمبر۱۰)

''مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ،عنایت نامہ پہنچا جو کچھ آپ نے لکھا ہے۔ آپ کے صدق واخلاص پر قوی نشانی ہے۔ میں نے جو خط لکھا تھا اس کے لکھنے کے لئے یہ تحریک پیدا ہوئی تھی جو چند ہفتے ہوئے ہیں مجھے الہام ہوا تھا۔''غثم لہ دفع البلاء من مالہ دفعۃ ''اس میں تفہیم یہ ہوئی تھی کہ کوئی شخص کسی مطلب کے حصول پر بہت سا حصہ اپنے مال میں بطور نذر بھجوائے گا۔ میں نے اس الہام کو اپنی کتاب میں لکھ لیا تھا۔ بلکہ اپنے گھر کے قریب دیوار پر مسجد کی، نہایت خوشخط یہ الہام لکھ کر چسپاں کر دیا۔ اس الہام میں نہ کسی مدت کا ذکر ہے کہ کب ہوگا اور نہ کسی انسان کا ذکر ہے کہ کس شخص کو ایسی کامیابی ہوگی یا ایسی مسرت ظہور میں آئے گی۔ لیکن چونکہ میرا دل آں مکرم کی کامیابی کی طرف لگا ہوا ہے۔ اس لئے طبیعت نے یہی چاہا کہ کسی وقت اس کے مصداق آپ ہی ہوں اور خدا تعالیٰ ایسا کرے کہ اللہ جل شانہ کے نزدیک لاکھ دو لاکھ روپیہ کچھ بڑی بات ہے۔ دعاؤں میں اثر ہوتے ہیں مگر صبر سے ان کا ظہور ضرور ہوتا ہے...... میں آپ کے شدت اخلاص کی وجہ سے اس میں لگا ہوا ہوں کہ اعلیٰ درجہ کی زندہ دعا آپ کے حق میں ہو جاوے اور جس طرح سے شکاری ایک جگہ سے دام اٹھاتا ہے اور دوسری جگہ بچھاتا ہے تا کسی طرح شکار مارنے میں کامیاب ہو جائے۔ اسی طرح میں ہر طرح سے دعا میں روحانی حیلوں کو استعمال میں لاتا ہوں۔ اگر میں زندہ رہا تو ان شاء اللہ القدیر والموفق میں اس بات کو اسی قادر کے فضل وکرم اور توفیق سے دکھلاؤں گا کہ زندہ دعا اس کو کہتے ہیں۔ باقی خیریت ہے...... والسلام! (خاکسار: مرزاغلام احمد عفی عنہ، مؤرخہ ۳؍ اکتوبر ۱۸۹۸ء)''

(مکتوبات احمدیہ ج۵ نمبر اص ۲۰، جدید مکتوبات احمد ج۲ ص ۳۸۳، مکتوب نمبر ۵۳)

’’مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، پہلے خط کے روانہ کرنے کے بعد آج مبلغ سو روپیہ مرسلہ آں مکرم بذریعہ ڈاک مجھ کو ملا۔ میں آپ کے اس صدق واخلاص سے نہایت امیدوار ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ضائع نہیں کرے گا۔ مجھے آپ کے روپیہ سے اپنے کاروبار میں اس قدر مدد ملتی ہے کہ میں بیان نہیں کرسکتا۔ جزاکم اللہ خیرالجزاء! یہی عملی حالت ہے کہ جو خداتعالیٰ کے فضل وکرم پر بہت ہی امید دلاتی ہے۔ چونکہ مجھے اپنے سلسلہ طبع تک میں ایسی حاجتیں پیش آتی رہتی ہیں اور مجھے اس سے زیادہ دنیا میں کوئی غم نہیں کہ جو میں بوجہ نہ میسر آنے مالی سرمایہ کے طبع کتب دینیہ سے مجبور رہ جاؤں۔ اس لئے میں ایک یہی حکمت عملی آپ کے متعلق دیکھتا ہوں کہ آپ دل میں ایک نذر مقرر کر چھوڑیں کہ اگر ایک عمدہ کامیابی امور تجارت میں آپ کو میسر آئے تو آپ یک مشت نذر اس کارخانہ کے لئے ارسال فرمادیں۔ کیا تعجب ہے کہ خداتعالیٰ آپ کے اس صدق واخلاص پر نظر کر کے وہ کامیابی آپ کے نصیب کرے کہ جو فوق العادت ہو اور اس ذریعہ سے اس اپنے سلسلہ کو بھی کافی مدد پہنچ جاوے۔ کیونکہ اب یہ سلسلہ مشکلات میں پھنسا ہوا ہے اور شاید یہ کام طبع کتب کا آگے کو بند ہو جائے۔ آپ کی طرف سے جو مدد آتی ہے وہ لنگر خانہ میں خرچ ہو جاتی ہے اور مجھے جس قدر آپ کے کاروبار کے لئے توجہ ہے یہ ایک دلی خواہش ہے جو خداتعالیٰ نے مجھ میں پیدا کی ہے اور یہ یقین جانتا ہوں کہ یہ خالی نہیں جائے گا۔ کیا تعجب کہ اس نیت کے پختہ کرنے پر خداتعالیٰ فوق العادت کے طور پر آپ سے کوئی رحمت کا معاملہ کرے۔ میں تو جانتا ہوں، آپ نہایت خوش نصیب ہیں۔ آپ کی دنیا بھی اچھی ہے اور آخرت بھی۔ کیونکہ آپ اس طرف دل سے اور پورے اعتقاد سے جھک گئے ہیں۔ سو اگر تمام دنیا کا کاروبار تباہی میں آجائے تب بھی میں یقین نہیں کرتا کہ آپ ضائع کئے جائیں۔ والسلام! (خاکسار: مرزاغلام احمد، مؤرخہ ۲۱؍اکتوبر ۱۸۹۸ء)‘‘

(مکتوبات احمدیہ ج۵ نمبر۱ ص۲۱، جدید مکتوبات احمد ج۲ ص۳۸۵، مکتوب نمبر۵۵)

’’مخدومی مکرم اخویم سیٹھ صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ کا عنایت نامہ مع مبلغ ایک سو روپیہ آج مجھ کو ملا۔ ’’جزاکم اللہ خیر الجزاء۔ آمین!‘‘ جس قدر یہ عاجز آپ کو تسلی اور اطمینان کے الفاظ لکھتا ہے یہ لغو اور بیہودہ نہیں ہے، بلکہ بوجہ آپ کے نہایت درجہ کے اخلاص کے اس درجہ پر آپ کے لئے دعا ظہور میں آتی ہے کہ دل گواہی دیتا ہے کہ یہ دعائیں خالی نہیں جائیں گی...... باقی خیریت ہے۔ والسلام! مبلغ ایک سو روپیہ سیٹھ دال جی صاحب کی طرف سے بھی پہنچ گیا تھا۔ میری طرف سے دعا اور شکر ان کو پہنچا دینا۔ (خاکسار: مرزاغلام احمد، مؤرخہ ۲۲؍نومبر ۱۸۹۸ء)‘‘ (مکتوبات احمدیہ ج۵ نمبر۱ ص۲۲، جدید مکتوبات احمد ج۲ ص۳۸۸، مکتوب نمبر۵۸)

’’مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، عنایت نامہ آں مکرم اور نیز مبلغ ایک سو روپیہ مجھ کو پہنچا۔ جزاکم اللہ خیر الجزاء! میں آپ کے لئے دعا میں مشغول ہوں، آپ کا ہر ایک خط جس میں تفرقہ خاطر اور خوف وخطر کا ذکر ہوتا ہے۔ پہلی دفعہ تو میرے پر ایک دردناک اثر ہوتا ہے۔ مگر پھر بعد اس کے جب اللہ جل شانہ کی طاقت اور قدرت اور اس کے وہ الطاف کریمانہ جو میرے پر ہیں بلاتوقف یاد آجاتے ہیں تو وہ غم دور ہو کر نہایت یقینی امیدیں دل میں پیدا ہو جاتی ہیں۔ آپ کے لئے میرے دل میں عجب جوش تضرع اور دعا ہے۔ اگر عمیق مصالح جس کا علم بشر کو نہیں ملتا توقف کو نہ چاہتیں تو خداتعالیٰ کے فضل وکرم سے امید تھی کہ اس قدر توقف

ظہور میں نہ آتا۔ بہرحال میں آپ کی بلاؤں کی دفع کے لئے ایسا کھڑا ہوں جیسا کوئی شخص لڑائی میں کھڑا ہوتا ہے۔ خداداد قوت استقلال اور ثابت قدمی اور صدق ویقین ہتھیاروں سے اور عقد ہمت کی پیش قدمی سے اسی میدان میں خداتعالیٰ سے کامیابی چاہتا ہوں...... میں پہلے اس کے اطلاع دے چکا ہوں کہ میرے پر ایک فوجداری مقدمہ سرکار کی طرف سے دائر ہوگیا ہے...... میں نے اوّل خیال کیا تھا کہ شاید آن مکرم کی تحریک سے مدراس میں کسی قدر چندہ ہو، مگر پھر مجھے خیال آتا ہے کہ ہر ایک انسان اس ہمدردی کے لائق نہیں جب تک انسان سلسلہ میں داخل ہوکر جاں نثار مرید نہ ہو، تب تک ایسے واقعات روح پر قوی اثر نہیں کرتے۔ دلوں کا خدا مالک ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے باوجود اس تفرقہ کے اور ایسی حالت کے جو قریب قریب تباہی کے ہے آپ کو وہ اخلاص بخشا ہے کہ جو وفادار جان نثار جواں مردمیں ہوتا ہے۔ میں نے پہلے بھی لکھا تھا اور اب بھی لکھتا ہوں کہ بوجہ اس کے کہ آپ ہر وقت مالی امداد میں مشغول ہیں، اس لئے ایسے چندہ سے آپ مستثنیٰ ہیں۔ آپ کا بہت سا چندہ پہنچ چکا ہے۔ والسلام! (خاکسار: مرزاغلام احمد عفی عنہ، ۱۸۹۸ء)''

(مکتوبات احمدیہ ج۵ نمبر۱ ص۲۳،۲۴، جدید مکتوبات احمد ج۲ ص۳۹۱،۳۹۳، مکتوب نمبر۶۲)

''مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، عنایت نامہ پہنچا مجھ کو سخت افسوس ہے جس کو میں بھول نہیں سکتا کہ مجھ کو قبل اس حادثہ وفات، وقت اس کامل دعا کا موقع نہیں ملا جو اکثر کرشمہ قدرت دکھلاتی ہے۔ میں دعا تو کرتا رہا مگر وہ اضطراب جو سینہ میں ایک جلن پیدا کرتی ہے اور دل کو بے چین کر دیتی ہے وہ اس کے لئے کامل طور پر پیدا نہ ہوئی کہ آپ کے عنایت نامہ جات جو حال میں آئے تھے، یہ فقرہ بھی درج ہوتا رہا کہ اب کسی قدر آرام ہے اور آخری خط آپ کا جو نہایت اضطراب سے بھرا ہوا تھا اس تار کے بعد آیا جس میں وفات کی خبر تھی۔ اس خانہ ویرانی سے جو دوبارہ وقوع میں آگئی رنج اور غم تو بہت ہے اور نہ معلوم آپ پر کیا کیا قلق اور رنج گزرا ہوگا، لیکن خداوند کریم ورحیم کے اس میں کوئی بڑی حکمت ہوگی...... باقی خیریت ہے۔ والسلام! (خاکسار: مرزاغلام احمد، مؤرخہ ۱۶ر ستمبر ۱۸۹۹ء)''

(مکتوبات احمدیہ ج۵ نمبر۱ ص۲۹، جدید مکتوبات احمد ج۲ ص۴۰۳، مکتوب نمبر۴۷)

''مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، عنایت نامہ پہنچا۔ موجودہ حالات سے آپ دل گیر نہ ہوں اور نہ کسی گھبراہٹ کو اپنے دل آنے دیں۔ میں اپنی دعاؤں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ ہرگز خطا نہیں جائیں گی۔ اگر ایک پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائے تو میں اس کو ممکن جانتا ہوں مگر وہ دعائیں جو آپ کے لئے کی گئی ہیں وہ ٹلنے والی نہیں۔ ہاں! میرے خدائے کریم وقدیر کی یہ عادت ہے کہ وہ اپنے ارادوں کو جو دعاؤں کی قبولیت کے بعد ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ اکثر دیر اور آہستگی سے ظاہر کرتا ہے۔ تا جو بدبخت اور شتاب کار ہیں وہ بھاگ جائیں...... آپ کو کہتا ہوں کہ صبر سے انتظار کریں ایسا نہ ہو کہ آپ تھک جائیں اور وہ جو آپ کے لئے تخم بویا گیا ہے وہ سب برباد ہو جائے۔ سوخلاصہ تمام نصیحتوں کا یہی ہے کہ آپ وہ قوت ایمانی دکھلا دیں کہ اگر اس قدر انقلاب اور انصاب مصائب ہوکر سر رکھنے کی جگہ باقی نہ رہے تب بھی افسردہ نہ ہوں ؎

زکار بستہ میندیش و دل شکستہ مدار — کہ آب چشمہ حیواں دروں تاریکی است

والسلام! مرزاغلام احمد، مؤرخہ ۲۲ر مئی ۱۹۰۲ء''

(مکتوبات احمدیہ ج۵ نمبر۱ ص۳۳،۳۴، مکتوب نمبر۸۲، جدید مکتوبات احمد ج۲ ص۴۱۱،۴۱۲، مکتوب نمبر۸۳)

’’مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ،عنایت نامہ پہنچا۔ یہ سچ ہے کہ بنا ہوا کام بگڑنے سے وسائل معاش کے کم یا معدوم ہونے کی حالت میں بے شک انسان کو صدمہ پہنچتا ہے۔ مگر وہ جو بگاڑتا ہے اور وہی بنانے پر قادر ہے۔ پس دنیا میں شکستہ دلوں کے اور تباہ شدہ لوگوں کے خوش ہونے کے لئے ایک ہی ذریعہ ہے کہ اس خدائے ذوالجلال کو ایمانی یقین کے ساتھ یاد کریں کہ جیسا کہ وہ ایک دم میں تخت پر سے خاک مذلت میں ڈالتا ہے۔ ایسا ہی وہ خاک پر سے ایک لحظہ میں تخت پر بٹھاتا ہے...... وہ کریم ورحیم ہے۔ ان لوگوں کو ضائع نہیں کرتا جو اس کے آستانہ پر گرتے ہیں۔ والسلام! (خاکسار: مرزاغلام احمد، مؤرخہ ۷؍جولائی ۱۹۰۲ء)‘‘

(مکتوبات احمدیہ ج۵ نمبر۱ ص۳۵، مکتوب نمبر۸۴، جدید مکتوبات احمد ج۲ ص۴۱۴، مکتوب نمبر۸۵)

’’مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ،عنایت نامہ پہنچا۔ غم واندوہ کی کثرت اور بارگراں قرضہ اگرچہ (لفظ پڑھے نہیں جاسکے) ایسی حالت میں جب کہ انسان اپنی کمزوری اور بے سامانی اور عدم موجودگی اسباب کا مطالعہ کر رہا ہو بہت آزردہ چیز ہے۔ لیکن پھر اگر دوسرے پہلو میں کہ ’’خداداری چہ غم داری‘‘ سوچا ہے تو ایسے غم کہ بہت مجبوریوں کے ساتھ لاحق ہوں تاہم ایک غفلت کا شعبہ ثابت ہوں گے۔ یعنی قادر حقیقی کے عجائب درعجائب قدرتوں پر ایمان نہیں ہوتا جو ہونا چاہئے۔ یہ خیال درحقیقت ایک تسلی اور شکر اور ہزارہا امیدوں کے سلسلہ کا موجب ہے کہ ہمارا خدا قادر خدا ہے...... اس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔ یہ ایسی باتیں نہیں ہیں کہ محض طفل تسلی کے طور پر دل خوش کن باتیں ہوں...... باقی سب طرح خیریت ہے۔ خدا آپ کا حافظ ہو زیادہ خیریت۔ والسلام! (خاکسار: مرزاغلام احمد عفی عنہ، مؤرخہ ۳۱؍اگست ۱۹۰۲ء)‘‘ (مکتوبات احمدیہ ج۵ نمبر۱ ص۳۶، ۳۷، مکتوب نمبر۸۷، جدید مکتوبات احمد ج۲ ص۴۱۸، مکتوب نمبر۸۸)

’’مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ،عنایت نامہ مجھ کو ملا۔ آپ بہت مضبوطی سے اپنی استقامت پر قائم ہیں۔ کیونکہ جو آپ کے لئے کوشش کی گئی ہے وہ ضائع نہیں جائے گی۔ ضرور ہے کہ اوّل یہ ابتلاء انتہاء تک پہنچ جائے۔ عسر کے ساتھ یسر ہوتی ہے اور غم کے بعد خوشی، ایسا نہ ہو کہ آپ بشریت کے وہم سے مغلوب ہو کر سلسلہ امید کو ہاتھ سے چھوڑ دیں کہ ایسا کرنا دعا کی برکت کو کم کر دیتا ہے۔ میں بڑی سرگرمی سے آپ کے لئے مشغول ہوں۔ مگر قریباً پندرہ روز سے ریزش کی شدت سے بیمار ہوں اور ضعف بہت ہے۔ اس لئے میں خط لکھنے سے مجبور ومعذور رہتا ہوں۔ اکثر بباعث ضعف میرے دل پر ایسے عوارض کا ہجوم ہوتا ہے کہ میں بہت کمزور ہو جاتا ہوں۔ خدا آپ کو استقامت بخشے اور آپ کے دل میں صبر ڈالے۔ صبر وہ کیمیا ہے جس کا سونا کبھی ختم ہونے میں نہیں آتا۔ خدا ابتلاء کے طور پر آگ میں ڈالتا ہے۔ مگر صابر اور وفادار کو پھر محبت سے پکڑ لیتا ہے اور دوسری حالت اس کی پہلی سے اچھی ہوتی ہے۔ والسلام! (خاکسار: مرزاغلام احمد عفی عنہ، مؤرخہ ۶؍دسمبر ۱۹۰۲ء)‘‘ (مکتوبات احمدیہ ج۵ نمبر۱ ص۳۷، ۳۸، مکتوب نمبر۹۰، جدید ج۲ ص۴۲۲ تا ۴۲۴، مکتوب نمبر۹۳)

’’مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ،مدت ہوئی آں مکرم کا کوئی خط میرے پاس نہیں پہنچا۔ نہایت تردّد اور تفکر ہے۔ خدا تعالیٰ آفات سے محفوظ رکھے۔ اس طرف طاعون کا اس قدر زور ہے کہ نمونہ قیامت ہے۔ گرمی کے ایام میں بھی زور چلا جاتا

ہے۔میں آپ کے لئے برابر دعا کر رہا ہوں۔خدا تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے آخر کار یہ پریشانی دور کرے گا۔مناسب ہے کہ آپ ارسال خطوط میں سستی نہ کریں کہ اس سے تفکر پیدا ہوتا ہے۔خدا حافظ ہو، چند روز سے میری طبیعت بعارضہ زحیر علیل ہے۔ان شاء اللہ القدیر شفاء ہو جائے گی۔والسلام!(خاکسار: مرزا غلام احمد، مؤرخہ ۲۰ رمئی ۱۹۰۲ء)''

(مکتوبات احمدیہ ج۵ نمبر اص ۳۹، مکتوب نمبر ۹۱، جدید مکتوبات احمدیہ ج۲ص ۴۱۰، مکتوب نمبر ۱۸۱)

(۲۴) بھاری نذر

''جنوری ۱۹۰۸ء کا واقعہ ہے کہ ضلع کانپور(یو.پی) کے ایک رئیس ولی محمد نام جو ایک عرصہ سے احمدی ہو چکے تھے اور اپنے بیمار بیٹے کی صحت کے واسطے حضرت مسیح موعود کی خدمت میں خطوط لکھا کرتے تھے۔انہوں نے حضور کو لکھا کہ میں مدت سے دعا کرا رہا ہوں مگر اب تک میرے بیٹے کے حق میں دعا قبول نہیں ہوئی۔حالانکہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر دعا کی قبولیت کا وعدہ ہے۔ولی محمد صاحب کے خط کے ساتھ ہی اسی جگہ کے ایک احمدی یوسف علی صاحب اٹاوی کا خط بھی اسی مضمون کا آیا کہ اس رئیس کے بیٹے کو اب تک صحت نہیں ہوئی اور مخالف طعن کرتے ہیں ہر دو خطوط کے جواب میں حضرت مسیح موعود نے فرمایا۔جواب لکھ دیں کہ خدا کی یہ عادت نہیں کہ ہر ایک دعا قبول کرلے جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے، ایسا کبھی نہیں ہوا۔ہاں! مقبولوں کی دعائیں بہ نسبت دوسروں کے بہت قبول ہوتی ہیں۔خدا کا مقابلہ میں کسی کا زور نہیں، اگر وہ رئیس ایسا ہی بے دل ہے تو چاہئے کہ اس سلسلہ کی تائید میں کوئی بھاری نذر مقرر کرلے جو اس کی انتہائی طاقت کے برابر ہو اور اس سے اطلاع دے اور یاد دلاتا رہے۔(مفتی محمد صادق قادیان، مؤرخہ ۲۰ راکتوبر ۱۹۳۷ء)''

(الفضل قادیان ج۲۵ نمبر ۲۴۶ ص۲ کالم۲، مؤرخہ ۲۲ راکتوبر ۱۹۳۷ء)

(۲۵) خانگی زندگی

''اور جس روز مسجد کے چندہ کے واسطے گجرات یا کڑیانوالے کی طرف جا رہے تھے اور جناب نواب خاں صاحب تحصیلدار کے ٹانگہ پر ہم تینوں سوار کوچبان اور جناب خواجہ (کمال الدین) صاحب آگے تھے۔میں (یعنی سید سرور شاہ) اور جناب (یعنی مولوی محمد علی) پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے......تو خواجہ صاحب نے یہ فرما کر کہ راستہ باتوں کے ساتھ طے ہوا کرتا ہے اور میرا ایک سوال ہے جس کا جواب مجھے نہیں آتا۔میں اسے پیش کرتا ہوں۔آپ اس کا جواب دیں۔سوال شروع کیا......صحیح اور یقینی مضمون اس کا یہ تھا کہ پہلے ہم اپنی عورتوں کو یہ کہہ کر کہ انبیاء اور صحابہ والی زندگی اختیار کرنی چاہئے کہ وہ کم اور خشک کھاتے اور خشن پہنتے تھے اور باقی بچا کر اللہ کی راہ میں دیا کرتے تھے۔اسی طرح ہم کو بھی کرنا چاہئے۔غرض ایسے وعظ کر کے کچھ روپیہ بچاتے تھے اور پھر وہ قادیان بھیجتے تھے۔لیکن جب ہماری بیبیاں خود قادیان گئیں، وہاں پر رہ کر اچھی طرح کا حال معلوم کیا تو واپس آکر ہمارے سر چڑھ گئیں کہ تم بڑے جھوٹے ہو، ہم نے تو قادیان میں جا کر خود انبیاء اور صحابہ کی زندگی کو دیکھ لیا ہے۔جس قدر آرام کی زندگی اور تعیش وہاں پر عورتوں کو حاصل ہے اس کا تو عشر عشیر بھی باہر نہیں، حالانکہ ہمارا روپیہ اپنا کمایا ہوا ہوتا ہے اور ان کے پاس جو روپیہ جاتا ہے وہ قومی اغراض کے لئے قومی روپیہ ہوتا ہے۔لہٰذا تم جھوٹے ہو جو جھوٹ بول کر اس عرصہ دراز تک ہم کو دھوکہ دیتے رہے ہو اور آئندہ ہم ہرگز تمہارے دھوکہ میں نہ آویں گی۔پس اب وہ ہم کو روپیہ نہیں دیتیں کہ ہم قادیان بھیجیں۔اس پر خواجہ (کمال الدین) صاحب نے خود ہی فرمایا تھا کہ ایک جواب تم لوگوں کو دیا کرتے ہو، تمہارا وہ جواب میرے آگے نہیں چل سکتا۔کیونکہ میں خود واقف ہوں اور پھر بعض زیورات اور بعض کپڑوں کی خرید کا مفصل ذکر کیا......ان اعتراضات کے باعث

مجھے ایسا محسوس ہورہا تھا کہ غضب خدا نازل ہورہا ہے اور میں متواتر دعا میں مشغول تھا اور بار بار جناب الٰہی میں یہ عرض کرتا تھا کہ مولا کریم! میں اس قسم کی باتوں کے خلاف ہوں، میں اس مجلس سے بھی علیحدہ ہوجاتا، مگر مجبور ہوں۔ بس تیرا غضب جو نازل ہورہا ہے۔ اس سے مجھے بچانا۔'' (کشف الاختلاف ص۱۲ تا۱۴، مصنفہ سرور شاہ قادیانی)

''لدھیانہ کا ایک شخص تھا جس نے ایک دفعہ مسجد میں مولوی محمد علی صاحب خواجہ کمال الدین صاحب اور شیخ رحمت اللہ صاحب کے سامنے کہا کہ جماعت مقروض ہوکر اور اپنے بیوی بچوں کا پیٹ کاٹ کر چندہ میں روپیہ بھیجتی ہے۔ مگر یہاں بیوی صاحبہ کے زیورات اور کپڑے بن جاتے ہیں اور ہوتا ہی کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود کو جب اس کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا اس پر حرام ہے کہ وہ ایک حبہ بھی کسی سلسلے کے لئے بھیجے اور پھر دیکھے کہ خدا کے سلسلہ کا کیا بگاڑ سکتا ہے اور آپ نے فرمایا کہ آئندہ اس سے کبھی چندہ نہ لیا جائے۔ حالانکہ وہ پرانا احمدی تھا اور حضرت مسیح موعود کے دعویٰ سے بھی پہلے آپ سے تعلق رکھتا تھا۔ (جب ہی تو بے تکلفی کا مزا چکھا۔ للمؤلف) (۳۱؍اگست ۱۹۳۸ء)''

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج۲۶ نمبر۲۰۰ ص۷ کالم۱، مؤرخہ ۳۱؍اگست ۱۹۳۸ء، خطبات محمود ج۱۹ ص۵۳۷)

(۲۶) بڑا اعتراض

''سب سے بڑا اعتراض جو اس (ڈاکٹر عبدالحکیم) نے مسیح موعود (مرزا قادیانی) پر کیا۔ وہ مال کے متعلق تھا کہ لوگوں سے روپیہ لیتے ہیں اور جس طرح چاہتے ہیں خرچ کرتے ہیں، چنانچہ اس نے اپنی کتب میں بہت جگہ یہی واویلا کیا ہے۔ جیسا کہ الذکر الحکیم نمبر۶ کے ص۳، ۵، ۸، ۱۰، ۱۱، ۲۵، ۴۰، ۴۳، ۸۳، ۸۴ وغیرہ میں ذکر ہے کہ اپنی کتابوں کے شائع کرنے کے لئے چندے جمع کر لیتے ہیں اور جس طرح ہوسکتا ہے مکروفریب کر کے لوگوں سے مال جمع کر لیتے ہیں اور اسے جس طرح چاہتے ہیں جا وبیجا صرف کرتے ہیں۔ کوئی حساب نہیں۔'' (الفضل قادیان ج۸ نمبر۵۴ ص۷ کالم۳، مؤرخہ ۲۰؍جنوری ۱۹۲۱ء)

(۲۷) کنچنی کا مال

''بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ انبالہ کے ایک شخص نے حضرت صاحب (مرزا قادیانی) سے فتویٰ دریافت کیا کہ میری ایک بہن کنچنی تھی۔ اس نے اس حالت میں بہت سارا روپیہ کمایا۔ پھر وہ مرگئی اور مجھے اس کا ترکہ ملا۔ مگر بعد میں مجھے اللہ تعالیٰ نے توبہ اور اصلاح کی توفیق دی۔ اب میں اس مال کا کیا کروں؟ حضرت صاحب نے جواب دیا کہ ہمارے خیال میں اس زمانہ میں ایسا مال اسلام کی خدمت میں خرچ ہوسکتا ہے۔ (اور اسلام کی روح خود مرزا قادیانی تھے۔ ان سے بہتر مال کا مصرف اور کون ہوسکتا تھا۔ ناقل)'' (سیرت المہدی حصہ اوّل ص۲۴۳، روایت نمبر۲۶۷، جدید ج۱ حصہ اوّل ص۲۴۳، روایت نمبر۲۷۲)

(۲۸) حساب کی کھٹ پٹ

''مولوی محمد حسین صاحب (بٹالوی) مل گئے۔ ان کا رسالہ اشاعۃ السنۃ اس زمانہ میں میرے مطبع میں چھپا کرتا تھا۔ انہوں نے بعد سلام مسنون مجھ سے کہا کہ میرے مکان پر چلو۔ کچھ ضروری بات کرنی ہے۔ میں ان کے مکان پر گیا تو...... مولوی صاحب نے کہا تم قادیان جاتے ہو۔ میرا ایک پیغام مرزا قادیانی کو دے دینا کہ مجھے اپنی آمدنی کا حساب دیں اور میں کئی خط لکھ چکا ہوں، جواب نہیں دیتے۔ پبلک کا روپیہ فضول خرچ ہورہا ہے۔ کہاں کہاں روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ (غالباً یہ وہی روپیہ ہے جو ابتداء میں مرزا قادیانی نے کتابوں کے نام سے وصول کیا اور شائع نہ ہوئی تو چندہ دینے والوں سے خوب جھک جھک ہوئی۔ للمؤلف) میں نے کہا آپ کیوں حساب مانگتے ہیں۔ کہا،

اس میں آپ کی شراکت ہے۔ انہوں نے کہا میری شراکت تو نہیں لیکن میں جو رسالہ اشاعۃ السنۃ میں ان کی تعریف لکھی ہے۔ اس کو دیکھ کر لوگ رجوع ہو گئے اور میں نے ہی ان کو یہاں تک چڑھایا ہے اور اسی سے ان کے پاس بکثرت روپیہ کی آمد ہو گئی ہے۔ اگر یہ حساب نہ دیں گے تو جیسے میں نے ان کو چڑھایا ہے ویسے ہی گراؤں گا۔ (ہاتھی کے دانت کھانے کے اور ہیں دکھانے کے اور، اور جب دکھاوے کے دانت نکل آئیں تو ان کو توڑنا بہت دشوار ہے۔ مگر مولوی بٹالوی صاحب دانتوں کا فرق نہیں سمجھے۔ اس لئے دھوکہ کھا گئے۔ للمؤلف) میں نے کہا اگرچہ تمہارا یہ مطالبہ فضول ہے، مگر میں تمہارا یہ پیغام حضرت کی خدمت میں عرض کر دوں گا، میں قادیان پہنچا۔ مولوی صاحب کا پیغام بھی سنا دیا۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ ہم نے مولوی صاحب کو جواب دے دیا ہے کہ ہمارے پاس خدا کے لئے روپیہ آتا ہے اور خدا کے لئے ہی ہم خرچ کر دیتے ہیں۔ ہم نے کوئی حساب نہیں رکھا۔ نہ ہماری مولوی صاحب یا کسی اور سے شراکت ہے۔ ان کا یہ کہنا اور لکھنا فضول ہے۔ مولوی صاحب زر پرست دنیادار ہیں۔ سوائے دنیا اور زر پرستی کے کچھ سوجھتا ہی نہیں۔ یہ ان کے لئے خطرناک راہ ہے۔ (البتہ مرزا قادیانی نے جو راہ اختیار کی وہ ہر طرح سے محفوظ ہے۔ للمؤلف) (قادیانی روایات، الفضل قادیان ج ۳۴ نمبر ۲۰۱، مؤرخہ ۲۸؍اگست ۱۹۴۶ء)

(۲۹) لنگر کا قصہ

’’پھر جناب (مولوی محمد علی لاہوری) کو یاد ہوگا کہ جب میں (یعنی مولوی سرور شاہ قادیانی) نے جناب کو کہا تھا کہ آج مجھے پختہ ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے گھر میں بہت اظہار رنج فرمایا ہے کہ باوجود میرے بتانے کے کہ خدا کا منشا یہی ہے کہ میرے وقت میں لنگر کا انتظام میرے ہی ہاتھ میں رہے اور اگر اس کے خلاف ہوا تو لنگر بند ہو جاوے گا۔ مگر یہ خواجہ وغیرہ ایسے ہیں کہ بار بار مجھے کہتے ہیں کہ لنگر کا انتظام ہمارے سپرد کر دو اور مجھ پر بدظنی کرتے ہیں اور یہ سنا کر میں نے بوجہ محبت آپ (یعنی مولوی محمد علی) کو یہ کہا تھا کہ آپ آئندہ کبھی اس معاملہ میں شریک نہ ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ حضرت اقدس کی زیادہ ناراضگی کا موجب ہو جائے اور آپ کو نقصان پہنچے۔‘‘

(کشف الاختلاف ص۱۴، مصنفہ سرور شاہ قادیانی)

’’اور خواجہ (کمال الدین) صاحب بار بار تاکید کرتے تھے کہ ضرور کہنا اور یہ باتیں کر رہے تھے کہ دفعتہً آپ (یعنی مولوی محمد علی) کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ مولوی صاحب اب مجھے وہ طریق معلوم ہو گیا ہے جس سے لنگر کا انتظام فوراً حضرت صاحب (مرزا قادیانی) ہمارے سپرد کر دیں...... اس پر آپ نے یہ کہا کہ خواجہ صاحب میں تو اب ہرگز نہیں پیش کروں گا۔ تو خواجہ صاحب نے یہ سنتے ہی آنکھیں سرخ کر لیں اور غصہ والی شکل اور غضب والے لہجہ سے کہنا شروع کیا کہ قومی خدمت ادا کرنے میں بڑے بڑے مشکلات پیش آیا کرتے ہیں اور کبھی حوصلہ پست نہ کرنا چاہئے اور یہ کیسی غضب کی بات ہے کہ آپ جانتے ہیں کہ قوم کا روپیہ کس محنت سے جمع ہوتا ہے اور جن اغراض قومی کے لئے وہ اپنا پیٹ کاٹ کر روپیہ دیتے ہیں، وہ روپیہ ان اغراض میں صرف نہیں ہوتا بلکہ بجائے اس کے شخصی خواہشات میں صرف ہوتا ہے اور پھر روپیہ بھی اس قدر کثیر ہے کہ اس وقت جس قدر قومی کام آپ نے شروع کئے ہوئے ہیں اور روپیہ کی کمی کی وجہ سے پورے نہیں ہو سکے اور ناقص حالت میں پڑے ہوئے ہیں۔ اگر یہ لنگر کا روپیہ اچھی طرح سے سنبھالا جائے تو اکیلے اسی سے وہ سارے کام پورے ہو سکتے ہیں۔ آپ اچھے خادم قوم ہیں کہ یہ جانتے ہوئے پھر ایک ذرا سی بات سے کہتے ہیں کہ میں آئندہ ہرگز پیش نہیں کروں گا۔ میں تو کہتا ہوں کہ میں ضرور پیش کروں گا۔ اس پر آپ نے کہا کہ میں ساتھ چلا جاؤں گا، مگر بات نہیں کروں گا۔ تو خواجہ صاحب نے کہا کہ میں بھی ساتھ ہی جانے کے لئے کہتا ہوں۔ بات تو میں نہیں کراتا۔ بات تو میں خود کروں گا۔ غرض کہ اس طرح کے بہت سے واقعات ہیں

جن سے اس بات کا صاف صاف پتہ چلتا ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے زمانہ میں ہی مالی اعتراض کا درس خواجہ صاحب نے شروع کر دیا تھا۔'' (کشف الاختلاف ص۱۵،۱۶، مصنفہ سرور شاہ قادیانی)

(۳۰) اسراف کا طعنہ

''جو شخص کچھ مدد دے کر مجھے اسراف کا طعنہ دیتا ہے وہ میرے پر حملہ کرتا ہے۔ ایسا حملہ قابل برداشت نہیں۔ اصل تو یہ ہے کہ مجھے کسی کی بھی پرواہ نہیں۔ اگر تمام جماعت کے لوگ متفق ہو کر چندہ بند کر دیں یا مجھ سے منحرف ہو جائیں تو وہ جس نے مجھ سے وعدہ کیا ہوا ہے وہ اور جماعت ان سے بہتر پیدا کر دے گا جو صدق واخلاص رکھتی ہوگی۔ (گویا اسراف کا طعنہ نہ دے گی۔ للمؤلف) جیسا کہ اللہ تعالیٰ مجھے مخاطب کر کے فرماتا ہے...... یعنی خدا تیری اپنے پاس سے مدد کرے گا۔ تیری وہ مدد کریں گے جن کے دلوں میں ہم آپ وحی کریں گے اور الہام کریں گے۔ پس اس کے بعد میں ایسے لوگوں کو ایک مرے ہوئے کیڑے کی طرح بھی نہیں سمجھتا جن کے دلوں میں بدگمانیاں پیدا ہوتی ہیں۔ میں ایسے خشک دل لوگوں کو چندہ کے لئے مجبور نہیں کرتا جن کا ایمان ہنوز ناتمام ہے۔ مجھے وہ لوگ چندہ دے سکتے ہیں جو اپنے سچے دل سے مجھے خلیفۃ اللہ سمجھتے ہیں اور میرے تمام کاروبار خواہ ان کو سمجھیں یا نہ سمجھیں ان پر ایمان لاتے اور ان پر اعتراض کرنا موجب سلب ایمان سمجھتے ہیں۔ میں تاجر نہیں کہ کوئی حساب رکھوں۔ میں کسی کمیٹی کا خزانچی نہیں کہ کسی کو حساب دوں۔ (شروع شروع میں جب براہین احمدیہ کے نام سے چندہ آتا تھا تب تو حساب باقاعدہ رہتا تھا بلکہ شائع بھی ہوتا تھا۔ للمؤلف) میں بلند آواز سے کہتا ہوں کہ ہر ایک شخص جو ایک ذرہ بھی میری نسبت اور میرے مصارف کی نسبت اعتراض دل میں رکھتا ہے اس پر حرام ہے کہ ایک کوڑی میری طرف بھیجے۔ مجھے کسی کی پرواہ نہیں جب کہ خدا مجھے بکثرت کہتا ہے۔ گویا ہر روز کہتا ہے کہ میں ہی بھیجتا ہوں جو آتا ہے اور کبھی میرے مصارف پر وہ اعتراض نہیں کرتا، تو دوسرا کون ہے جو مجھ پر اعتراض کرے۔ (شروع شروع میں جب مرزا قادیانی آریوں اور عیسائیوں سے مناظرے کرتے تھے تو مسلمانوں میں ہر دل عزیز ہو گئے، چنانچہ جب مرزا قادیانی نے ایک کتاب براہین احمدیہ شائع کرنے کا اعلان کیا تو علماء نے اور بالخصوص مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی نے چندہ کے واسطے پرزور تحریک وسفارش کی۔ اثر یہ ہوا کہ چندہ بافراط آنے لگا۔ اس نبوت پر مرزا قادیانی نے مولانا ممدوح کو جھٹکا دیا۔ رقم پر دائمی قبضہ کر لیا اور کتاب کو بھی لیت ولعل میں ڈال دیا۔ صرف کچھ حصہ شائع کر دیا۔ چنانچہ کیفیت دوسری جگہ درج ہے۔ للمؤلف)'' (اخبار الحکم ج۹ نمبر۱۱ ص۹ کالم۱،۲، مؤرخہ ۳۱؍مارچ ۱۹۰۵ء، ملفوظات ج۷ ص۳۲۵،۳۲۶، جدید ملفوظات ج۴ ص۲۴۹،۲۵۰ حاشیہ)

(۳۱) مالی مناقشے

''باقی آپ (یعنی مولوی حکیم نورالدین قادیانی خلیفہ اوّل) سے میں (یعنی مرزا محمود احمد ابن مرزا غلام احمد قادیانی) یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ابتلاء اگر حضرت صاحب (مرزا قادیانی) زندہ رہتے تو ان کے عہد میں بھی آتا۔ کیونکہ یہ لوگ (یعنی خواجہ کمال الدین اور مولوی محمد علی لاہوری) اندر ہی اندر تیاری کر رہے تھے۔ چنانچہ نواب صاحب نے بتایا کہ ان سے انہوں نے کہا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ حضرت صاحب (مرزا قادیانی) سے حساب لیا جائے۔ چنانچہ حضرت صاحب نے اپنی وفات سے پہلے جس دن وفات پائی اسی دن بیماری سے کچھ ہی پہلے کہا کہ خواجہ (کمال الدین) اور مولوی محمد علی وغیرہ مجھ پر بدظنی کرتے ہیں کہ میں قوم کا روپیہ کھا جاتا ہے۔ (نقل مطابق اصل) ان کو ایسا نہ کرنا چاہئے تھا۔ ورنہ انجام اچھا نہ ہوگا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ آج خواجہ صاحب مولوی محمد علی کا ایک خط لے کر آئے اور کہا کہ مولوی محمد علی نے لکھا ہے کہ لنگر کا خرچ تو تھوڑا سا ہوتا ہے۔ باقی ہزاروں روپیہ جو آتا ہے۔ وہ کہاں جاتا ہے اور گھر میں آ کر آپ

نے بہت غصہ ظاہر کیا کہ کیا یہ لوگ ہم کو حرام خور سمجھتے ہیں۔ ان کو اس روپیہ سے کیا تعلق، اگر آج میں الگ ہو جاؤں تو سب آمدن بند ہو جائے۔ پھر خواجہ صاحب نے ایک ڈیپوٹیشن کے موقعہ پر جو عمارت مدرسہ کا چندہ لینے گیا تھا، مولوی محمد علی سے کہا کہ حضرت صاحب (مرزا قادیانی) آپ تو خوب عیش وآرام سے زندگی بسر کرتے ہیں اور ہمیں یہ تعلیم دیتے ہیں کہ اپنے خرچ گھٹا کر بھی چندہ دو۔ جس کا جواب مولوی محمد علی نے یہ دیا کہ ہاں اس کا انکار تو نہیں ہوسکتا مگر بشریت ہے۔ کیا ضرور...... میرا ان باتوں کے لکھنے سے یہ مطلب ہے کہ یہ ابھی بات شروع نہیں ہوئی تھی بلکہ حضرت اقدس کے زمانہ سے ہے وہ (یعنی مرزا قادیانی) لنگر کا چندہ اپنے پاس رکھتے تھے۔ آپ نے وہ بھی ان (یعنی خواجہ کمال الدین وغیرہ) کے حوالے کیا۔ اب ان کو خیال سوجھا کہ چلو اور بھی سب کچھ چھینو۔ باقی رہا ان کا تقویٰ وہ تو ان کے بلوں اور بجٹوں سے بہت کچھ ظاہر ہوسکتا ہے کہ جس پر شور مچا رہے ہیں وہ کام روزمرہ خود کرتے ہیں۔''

(مرزا محمود کا خط بنام مولوی نورالدین خلیفہ اوّل، مندرجہ حقیقت اختلاف ص۵۲،۵۳، مصنفہ مولوی محمد علی لاہوری قادیان، امیر جماعت لاہور)

''اس خط کے آخری فقرہ سے میاں صاحب کی گھبراہٹ جوان کو اس وجہ سے پیدا ہوئی کہ سب کچھ انجمن کے ہاتھ میں چلا گیا ہے اور جا رہا ہے۔ کس قدر عیاں ہے۔ حضرت مولوی (نورالدین) صاحب مرحوم کا بھی اسے بڑا قصور قرار دیا گیا ہے کہ انہوں نے لنگر کا چندہ بھی انجمن کے حوالہ کر دیا اور اب ان کو خیال سوجھا کہ چلو سب کچھ ہی چھینو...... مگر یہ سب کچھ چھین کر ہم کہاں لے جا رہے تھے۔ کیا اپنی جائیداد بڑھا رہے تھے یا قوم پر ہی صرف کر رہے تھے...... ہاں! میاں صاحب (مرزا محمود) کی ذاتی جائیداد بہت بڑھ گئی ہے اور مریدوں کے بھی مکانات بن گئے ہیں۔'' (حقیقت اختلاف ص۲۷، مصنفہ مولوی محمد علی لاہوری قادیانی)

''میں (مولوی محمد علی لاہوری) اس سے انکار نہیں کرتا کہ میاں صاحب (مرزا محمود) نے چند مقامات پر مبلغین بھیجنے کا اچھا کام کیا ہے، مگر حق تو یہ ہے کہ اس راہ میں بھی سابق وہی شخص ہے جسے میاں صاحب منافق کہہ رہے ہیں اور میں اس سے بھی انکار نہیں کرتا کہ سالانہ جلسہ پر بہت سے آدمی جمع ہو جاتے ہیں اور اس سے بھی انکار نہیں کرتا کہ قادیان میں بہت سے احمدیوں نے سکونت اختیار کر لی ہے اور مکانات بنا لئے ہیں اور اس سے بھی انکار نہیں کرتا کہ سلسلہ پیری مریدی میں میاں صاحب نے نمایاں ترقی کی ہے اور نذر و نیاز کی آمدنی بھی بڑھ گئی ہے اور جناب میاں صاحب کی ذاتی جائیداد بھی بہت بڑھ گئی ہے۔'' (حقیقت اختلاف ص۳۰،۳۱، مصنفہ مولوی محمد علی لاہوری قادیانی)

(۳۲) مجوزہ بیت المال

''دوسرا مطالبہ جو دراصل پہلے ہی مطالبہ پر مبنی ہے میں یہ کرتا ہوں کہ جماعت کے مخلص افراد کی ایک جماعت ایسی نکلے جو اپنی آمد کا ۱/۵ سے ۱/۳ حصہ تک سلسلہ کے مفاد کے لئے تین سال تک بیت المال میں جمع کرائے۔ اس کی صورت یہ ہو کہ جس قدر وہ مختلف چندوں میں دیتے ہیں یا دوسرے ثواب کے کاموں پر خرچ کرتے ہیں یا دارالانوار کمیٹی کا حصہ یا حصے انہوں نے لئے ہیں۔ (اخبارات وغیرہ کی قیمتوں کے علاوہ) وہ سب رقم اس حصہ میں سے کاٹ لیں اور باقی رقم اس تحریک کی امانت میں صدر انجمن احمدیہ کے پاس جمع کرا دیں۔ مثلاً ایک شخص کی پانچ سو روپیہ آمد ہے اور وہ موصی بھی ہے اور دارالانوار کا ایک حصہ بھی اس نے لیا ہوا ہے۔ وہ دس بارہ روپے ماہوار اور ثواب کے کاموں میں بھی خرچ کرتا ہے۔ اس شخص نے ۱/۵ دینے کا عہد کر لیا اور یہ سو روپے کی رقم ہوئی۔ وصیت ایسے شخص کی پچاس ہوئی۔ (بہشتی مقبرہ کے واسطے) دارالانوار کمیٹی کے ۲۵ ہوئے۔ چندہ کشمیر اور دوسرے کار ہائے ثواب مثلاً بارہ روپے ہوئے۔ یہ کل رقم ۸۷ ہوئی۔ باقی تیرہ روپے ماہوار اس شخص کو انجمن میں اس تحریک کی امانت میں جمع کراتے رہنے چاہئیں...... اس مطالبے کے ماتحت جو آنا چاہئے اسے

چاہئے کہ جلد سے جلد مجھے اطلاع دے...... مقررہ تین سال کے بعد جتنی رقم جمع ہوگی وہ یا تو نقد یا رقم کے برابر جائیداد کی صورت میں اسے واپس دے دی جائے گی ...... جو کمیٹی میں اس رقم کی حفاظت کے لئے مقرر کروں گا اس کا فرض ہوگا کہ ہر شخص پر ثابت کرے کہ اگر کسی کی جائیداد کی صورت میں روپیہ واپس کیا جارہا ہے تو وہ جائیداد فی الواقع اس رقم میں خریدی گئی ہے۔‘‘

(خطبہ خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج۲۲ نمبر۶۶ ص۱۲،۱۳، مؤرخہ ۲۹؍نومبر۱۹۳۴ء، خطبات محمود ج۱۵ ص۴۳۱،۴۳۲)

(۳۳) تحریص وترغیب

’’ہم (مرزا قادیانی) نے کشف میں دیکھا کہ قادیان ایک بڑا عظیم الشان شہر بن گیا اور انتہائی نظر سے بھی پرے تک بازار نکل گئے۔ اونچی اونچی دومنزلی چومنزلی یا اس سے بھی زیادہ اونچے اونچے چبوتروں والی دکانیں عمدہ عمارت کی بنی ہوئی ہیں اور موٹے موٹے سیٹھ بڑے بڑے پیٹ والے جن سے بازار کو رونق ہوتی ہے، بیٹھے ہیں اور ان کے آگے جواہرات اور لعل اور موتیوں اور ہیروں، روپوں اور اشرفیوں کے ڈھیر لگ رہے ہیں اور قسما قسم کی دکانیں خوبصورت اسباب سے جگمگا رہی ہیں۔ یکے، بگھیاں، ٹمٹم، فٹن، پالکیاں، گھوڑے، شہر میں، پیدل اس قدر بازار میں آتے جاتے ہیں کہ مونڈھے سے مونڈھا بھڑ کر چلتا ہے اور راستہ بمشکل ملتا ہے۔‘‘

(از مضمون پیر سراج الحق مندرجہ الحکم ج۶ نمبر۱۶ ص۱۲،۱۳، مؤرخہ ۳۰؍اپریل ۱۹۰۲ء، تذکرہ ص۴۱۹،۴۲۰، طبع چہارم)

’’جو شخص سب کو چھوڑ کر اس جگہ (قادیان) آکر آباد نہیں ہوتا اور کم سے کم یہ کہ یہ تمنا دل میں نہیں رکھتا۔ اس کی حالت کی نسبت مجھ کو بڑا اندیشہ ہے کہ وہ پاک کرنے والے تعلقات میں ناقص نہ رہے۔‘‘ (تریاق القلوب ص۶۰، خزائن ج۱۵ ص۲۶۲،۲۶۳)

’’پھر ایک اور بڑا ذریعہ تزکیہ نفوس کا ہے جو مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے کہا ہے اور میرا یقین ہے کہ وہ بالکل درست ہے۔ ہر ہر حرف اس کا سچا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر شخص جو قادیان نہیں آتا، یا کم از کم ہجرت کی خواہش نہیں رکھتا۔ اس کی نسبت شبہ ہے کہ اس کا ایمان درست ہو...... قادیان کی نسبت اﷲتعالیٰ نے ’’انہ اوی القریۃ‘‘ فرمایا۔ یہ بالکل درست ہے کہ یہاں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ والی برکت نازل ہوتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود بھی فرماتے تھے ؎

زمین قادیاں اب محترم ہے ہجوم خلق سے ارض حرم ہے‘‘

(منصب خلافت ص۳۳، انوار العلوم ج۲ ص۴۹)

(۳۴) معاملہ کی بات

’’قادیان میں اراضی خریدنے کے خواہشمند احباب مطلع رہیں کہ ہمارے انتظام میں ہر وقت ہر قسم اور ہر موقع کی زمین موجود رہتی ہے۔ تفصیلات بذریعہ خط وکتابت معلوم کی جائیں۔ (خاکسار: (صاحبزادہ) مرزا بشیر احمد قادیان)‘‘

(الفضل قادیان ج۹ نمبر۱۰۰، مؤرخہ ۲۲؍جون ۱۹۲۲ء)

’’قادیان کی نئی آبادی کے مختلف محلہ جات میں مختلف موقعوں پر قطعات اراضی قابل فروخت موجود ہیں۔ خواہشمند احباب خاکسار کے ساتھ خط وکتابت فرمائیں۔ (خاکسار: مرزا بشیر احمد)‘‘

(الفضل قادیان ج۱۳ نمبر۸۸ ص۱۰، مؤرخہ ۲۳؍فروری ۱۹۲۶ء، بعنوان قادیان میں سکنی اراضیات)

’’حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اﷲتعالیٰ بنصرہ العزیز کی کوٹھی واقع دارالانوار قادیان کے احاطہ کے ساتھ بالکل ملحق جانب شمال

کچھ رقبہ مملوکہ مرزا عزیز احمد صاحب و مرزا رشید احمد صاحب قابل فروخت موجود ہے۔ جس کے فروخت کرنے کا مالکان کی طرف سے اختیار دیا گیا ہے...... نہایت با موقع اور اعلیٰ درجہ کی زمین ہے۔ قیمت یک مشت وصول کی جائے گی۔ فقط! (خاکسار: مرزا بشیر احمد قادیان)''
(الفضل قادیان ج۲۲ نمبر ۱۷، مؤرخہ ۷؍اگست ۱۹۳۴ء)

(۳۵) بہشتی مقبرہ

''حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) نے فرمایا کہ نماز سے کوئی بیس یا پچیس منٹ پیشتر میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک زمین خریدی ہے کہ اپنی جماعت کی میتیں وہاں دفن کیا کریں تو کہا گیا کہ اس کا نام مقبرہ بہشتی ہے یعنی جو اس میں دفن ہوگا وہ بہشتی ہوگا۔ ۱۸؍نومبر ۱۹۰۲ء'' (مکاشفات ص۲۳، مرتبہ منظور الٰہی قادیانی)

''فاوحی الی ربی واشار الیٰ ارض وقال انها الارض تحتها الجنة فمن دفن فيها دخل الجنة وانه من الامنين میرے رب نے مجھے وحی کی اور ایک قطعہ زمین کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ یہ ایسا قطعہ زمین ہے جس کے نیچے جنت ہے جو اس میں دفن کیا جائے گا وہ جنت میں داخل ہوگا اور وہ امن دیئے جانے والوں میں سے ہوگا۔'' (ضمیمہ حقیقت الوحی، الاستفتاء ص۵۲، خزائن ج۲۲ ص۶۷۵، حاشیہ)

''کشفی رنگ میں وہ مقبرہ مجھے دکھلایا گیا جس کا نام خدا نے بہشتی مقبرہ رکھا ہے اور پھر الہام ہوا: ''کل مقابر الارض لا تقابل هذه الارض'' یعنی زمین ہند کے تمام قبرستان اس زمین سے مقابلہ نہیں کر سکتے۔''

(تذکرہ ص۱۰۷، طبع چہارم، مکاشفات ص۵۹، مرتبہ منظور الٰہی لاہوری قادیانی)

''حضرت مسیح موعود مقبرہ بہشتی کے متعلق حسب ذیل ارشادات رسالہ الوصیت میں فرماتے ہیں۔ ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھلائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی۔ تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے۔ اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ: ''انزل فيها كل رحمة'' یعنی ہر قسم کی رحمت اس قبرستان میں اتاری گئی ہے اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اس سے حصہ نہیں۔

آگے چل کر اس میں داخل ہونے کی شرائط بیان فرمائی گئی ہیں اور ان شرائط کے بعد یہ اضافہ فرمایا ہے۔

میری نسبت اور میرے اہل و عیال کی نسبت خدا نے استثناء رکھا ہے۔ باقی ہر ایک مرد یا عورت ہو ان کو ان شرائط کی پابندی لازم ہوگی اور شکایت کرنے والا منافق ہوگا۔'' (الفضل قادیان ج۲۴ نمبر ۵۴ ص۴ کالم۴، مؤرخہ ۲؍ستمبر ۱۹۳۶ء)

''ایک جگہ مجھے دکھلائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں...... چونکہ اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے۔ بلکہ یہ بھی فرمایا کہ ''انزل فيها كل رحمة'' اس لئے خدا نے میرا دل اپنی وحی خفی سے اس طرف مائل کیا کہ ایسے قبرستان کے لئے ایسے شرائط لگا دیئے جائیں کہ وہی لوگ اس میں داخل ہوسکیں جو اپنے صدق اور کامل راست بازی کی وجہ سے ان شرائط کے پابند ہوں۔ پہلی شرط یہ ہے کہ ہر ایک شخص جو اس قبرستان میں مدفون ہونا چاہتا ہے وہ اپنی حیثیت کے لحاظ سے ان مصارف (تکمیل احاطہ وغیرہ) کے لئے چندہ داخل کرے...... دوسری شرط یہ ہے کہ تمام جماعت میں سے اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو یہ وصیت کرے جو اس کی موت کے بعد دسواں

حصہ اس کے تمام ترکہ کا حسب ہدایت اس سلسلہ کے اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن میں خرچ ہوگا اور ہر ایک صادق کامل الایمان کو اختیار ہوگا کہ اپنی وصیت میں اس سے بھی زیادہ لکھ دے...... تیسری شرط یہ ہے کہ اس قبرستان میں دفن ہونے والا متقی ہو اور محرمات سے پرہیز کرتا ہو اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو۔ سچا اور صاف مسلمان ہو۔ ہر ایک میت جو قادیان کی زمین میں فوت نہیں ہوئی ان کو بجز صندوق قادیان میں لانا جائز نہ ہوگا اور نیز ضروری ہوگا کہ کم سے کم ایک ماہ پہلے اطلاع دیں...... اگر کوئی صاحب خدانخواستہ طاعون کے مرض سے فوت ہوں...... ان کی نسبت یہ ضروری حکم ہے کہ وہ دو برس تک صندوق میں رکھ کر کسی علیحدہ مکان میں امانت کے طور پر دفن کئے جائیں۔ اگر کوئی صاحب دسویں حصہ جائیداد کی وصیت کریں اور اتفاقاً ان کی موت ایسی ہو کہ مثلاً کسی دریا میں غرق ہو کر ان کا انتقال ہو، یا کسی اور ملک میں وفات پاویں جہاں سے میت کو لانا متعذر ہو تو ان کی وصیت قائم رہے گی اور خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسا ہی ہوگا کہ گویا وہ اسی قبرستان میں دفن ہوئے ہیں اور جائز ہوگا کہ ان کی یادگار میں اسی قبرستان میں ایک کتبہ اینٹ یا پتھر پر لکھ کر نصب کیا جائے اور اس پر واقعات لکھے جائیں...... اگر خدانخواستہ کوئی ایسا شخص جو رسالہ الوصیت کی رو سے وصیت کرتا ہے مجذوم ہو، جس کی جسمانی حالت اس لائق نہ ہو جو وہ قبرستان میں لایا جائے تو ایسا شخص حسب مصالح ظاہر مناسب نہیں ہے کہ اس قبرستان میں لایا جائے...... میری نسبت اور میرے اہل وعیال کی نسبت خدا نے استثناء رکھا ہے۔ باقی ہر ایک مرد یا عورت ہو ان کو شرائط کی پابندی لازم ہوگی اور شکایت کرنے والا منافق ہوگا۔"

(الوصیت ص۱۵ تا ۳۸، خزائن ج۲۰ ص۳۱۶، ۳۲۷)

"حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے جو وصیت نہیں کرتا وہ منافق ہے اور وصیت کا کم از کم چندہ ۱۰/۱ حصہ مال رکھا ہے۔"

(منہاج الطالبین ص۱۶، انوار العلوم ج۹ ص۱۶۶)

(۳۶) لوگ ترستے مرگئے

"مقبرہ بہشتی اس سلسلہ کا ایک ایسا مرکزی نقطہ ہے اور ایسا عظیم الشان انسٹیٹیوشن یعنی محکمہ ہے جس کی اہمیت ہر دوسرے محکمہ سے بڑھ کر ہے۔ یہ وہ نعمت ہے جس کو آدم کے وقت سے اس وقت تک کے لوگ ترستے مرگئے۔ گویا یہ معلوم ہوتا ہے کہ آدم اوّل کو جب شیطان نے ایک عارضی بہشت سے نکالا تھا تو اس کی تلافی کے لئے چھ ہزار سال کے بعد پھر آدم ثانی کی معرفت یہ محکمہ دائمی جنت میں داخل ہونے کا اللہ تعالیٰ نے نسل انسانی کے لئے کھولا ہے۔ اگلے زمانہ میں انبیاء اپنے بعض خاص خاص مقبروں کو بہشت میں داخل ہونے کی بشارت دیا کرتے تھے اور یہاں تو یہ نظر آتا ہے کہ گویا بہشت کا دروازہ ہی کھل گیا ہے۔ صرف ذرا کھڑے ہونے اور قدم اٹھانے کی دیر ہے۔"

(الفضل قادیان ج۲۴ نمبر۱۵ اص۴ کالم۲، ۳، مؤرخہ ۱۵ر ستمبر ۱۹۳۶ء)

(۳۷) ابوبکر کے ہم پلہ

"آج تمہارے لئے ابوبکر وعمر سی فضیلت حاصل کرنے کا موقع ہے اور وہ بہشتی مقام موجود ہے جہاں تم وصیت کر کے اپنے پیارے آقا المسیح الموعود کے قدموں میں دفن ہو سکتے ہو اور چونکہ حدیثوں میں آیا ہے کہ مسیح موعود رسول کریم کی قبر میں دفن ہوگا۔ اس لئے تم اس مقبرہ میں دفن ہو کر خود رسول اکرم کے پہلو میں دفن ہوگے اور تمہارے لئے اس خصوصیت میں ابوبکر کے ہم پلہ ہونے کا موقع ہے۔"

(افسر بہشتی مقبرہ کا اعلان، الفضل قادیان ج۲ نمبر۹۹ ص۶ کالم۳، مؤرخہ ۲ر فروری ۱۹۱۵ء)

(۳۸) وصیتوں کے قصے

''بقایا داران حصہ آمد کے متعلق اخبار الفضل میں متواتر کئی دفعہ اعلان ہو چکا ہے کہ یہ اعلان مساجد میں پڑھ کر سنا دیا جائے مگر معلوم ہوا ہے کہ بعض جماعتوں کے عہدہ داران نے ابھی تک ایسا نہیں کیا۔ اب مزید توجہ کے لئے مندرجہ ذیل اعلان کیا جاتا ہے کہ اس آواز کو ہر موصی تک پہنچا دیں۔

بموجب ارشاد حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ فیصلہ کیا گیا ہے کہ جو موصی وصیت کا چندہ واجب ہونے کی تاریخ کے چھ ماہ بعد تک رقم وصیت ادا نہ کرے گا نہ دفتر سے اپنی معذوری بتا کر مہلت حاصل کرے گا۔ اس کی وصیت انجمن کارپرداز ان مصالح قبرستان کو منسوخ کرنے کا کامل اختیار اور جس قدر روپیہ وہ وصیت میں ادا کر چکا ہے۔ اس کے واپس لینے کا موصی کو حق نہ ہوگا۔ سوائے اس شخص کے جو احمدیت سے مرتد ہو جائے اور جو وصیتیں اس وقت تک ہو چکی ہیں ان کے لئے یہ قاعدہ مقرر کیا جاتا ہے کہ جو موصی وصیت کا چندہ واجب ہونے کے چھے ماہ بعد تک چندہ ادا نہیں کرتا۔ اس کی وصیت منسوخ کی جائے اور آئندہ اس سے جب تک وہ توبہ نہ کر لے کسی قسم کا چندہ وصول نہ کیا جائے۔ سوائے اس صورت کے کہ وہ اپنی معذوری ثابت کر کے خود اپنی وصیت کی ادائیگی کے لئے انجمن سے مہلت حاصل کر چکا ہو۔ (سیکرٹری مقبرہ بہشتی قادیان)'' (الفضل قادیان ج ۲۴ نمبر ۶۲ ص ۷ کالم ۴، مؤرخہ ۱۱ ستمبر ۱۹۳۶ء)

''بقایا داران موصیان حصہ آمد کے متعلق کئی دفعہ اعلان ہو چکا ہے کہ آخر اکتوبر ۱۹۳۶ء تک جن موصیان حصہ آمد کا بقایا ادا نہ ہوگا یا ادائیگی بقایا کے متعلق نظارت ہذا سے انہوں نے مہلت حاصل نہ کر لی ہو، ان کی وصایا بمراد منسوخی مجلس کارپرداز میں پیش کر دی جائیں گی۔ مذکورہ بالا اعلانات کے بعد بعض موصیوں کی طرف سے خطوط آئے ہیں کہ ہماری وصایا منسوخ کر دی جائیں۔ ہم بعد میں دوبارہ وصیتیں کر دیں گے۔ اس کے متعلق واضح کر دیا جاتا ہے کہ ایسے موصیوں کی دوبارہ وصایا نہیں لی جائیں گی۔ جو بقایا کی وجہ سے منسوخ کرائیں گے۔ (سیکرٹری مقبرہ بہشتی قادیان)'' (الفضل قادیان ج ۲۴ نمبر ۷۵ ص ۹ کالم ۳، مؤرخہ ۵ ستمبر ۱۹۳۶ء)

(۳۹) عملی مثال گھناؤنی اور شرمناک

''اگر یہ واقعہ صحیح ہے کہ ایک ایسے قادیانی احمدی کو جس پر بہشتی مقبرہ کی شرائط صادق نہ آتی تھیں، غلطی سے ان میں دفن کر دیا گیا اور بعد میں غلطی معلوم ہونے پر اس کی نعش اکھاڑ کر پھر دوسرے قبرستان میں دفن کی گئی تو یہ عملی مثال احرار کے فعل شنیع سے بھی (کہ انہوں نے قادیانی میت کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونے سے روکا۔ للمؤلف) بڑھ کر گھناؤنی اور شرمناک ہے۔''

(پیغام صلح ج ۲۴ نمبر ۴۹ ص ۲ کالم ۳، مؤرخہ ۳ راگست ۱۹۳۶ء)

(۴۰) بہشتی مقبرہ سے خارج

''ایک غیر مبائع (لاہوری قادیانی) کے متعلق ایک صاحب نے سوال کیا کہ آیا وہ مقبرہ بہشتی میں داخل ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ (مرزا محمود) نے لکھوایا کہ دلوں کا حال اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ ہمارا کام ظاہر کو دیکھنا ہے۔ حضرت مسیح موعود نے شرط لگائی ہے کہ وصیت کنندہ ظاہری عیوب سے پاک ہو اور ہمارے نزدیک بیعت سے باہر رہنا گناہ ہے۔ اس لئے غیر مبائع (لاہوری قادیانی) مقبرہ میں نہیں دفن ہو سکتا۔'' (مکتوب مرزا محمود خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج ۹ نمبر ۹۹ ص ۷ کالم ۱، مؤرخہ ۱۹ رجون ۱۹۲۲ء)

(۴۱) طاعون کی دعا

’’حمامۃ البشریٰ میں جو کئی سال طاعون پیدا ہونے سے پہلے شائع کی تھی میں نے یہ لکھا تھا کہ میں نے طاعون پھیلنے کے لئے دعا کی ہے۔سو وہ دعا قبول ہو کر ملک میں طاعون پھیل گئی۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۲۲۴،خزائن ج۲۲ص ۲۳۵)

(۴۲) طاعون کا فلسفہ

’’۳۰؍نومبر ۱۹۰۲ء......میں (مرزا قادیانی) نے براہین احمدیہ کے آخری اوراق کو دیکھا تو ان میں الہام درج تھا۔دنیا میں ایک نذیر آیا اور دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔پر خدا اس کو قبول کرے گا اور زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کرے گا۔اس پر مجھے خیال آیا کہ اس وقت دنیا کہاں تھی اور اس وقت ہمارا دعویٰ بھی نہ تھا۔لیکن اس الہام میں ایک پیش گوئی تھی، جو اس وقت طاعون پر صادق آرہی ہے اور زور آور حملوں سے طاعون مراد ہے۔‘‘ (ملفوظات احمدیہ حصہ ہفتم ص۵۲۲،مرتبہ منظور الٰہی لاہوری قادیانی)

’’ہوشیار پور اور جالندھر کے اضلاع میں ابھی چند ہی وارداتیں طاعون کی ہوئی تھیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر پیش گوئی کی تھی کہ یہ وبا پنجاب کے دوسرے اضلاع میں بھی پھیل جائے گی۔۱۷؍اکتوبر ۱۹۰۲ء‘‘

(ملفوظات احمدیہ حصہ ششم ص۳۵۴،مرتبہ منظور الٰہی لاہوری قادیانی)

’’اسی طرح سے طاعون سے محفوظ رہنے کا جو نشان مجھے دیا گیا ہے، میں اس سے کیونکر انکار کرسکتا ہوں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ بدوں ٹیکہ طاعون مجھے اس بیماری سے بچایا گیا ہے۔۲۵؍نومبر ۱۹۰۲ء‘‘ (ملفوظات احمدیہ حصہ ہفتم ص۵۰۸،مرتبہ منظور الٰہی لاہوری قادیانی)

’’شیخ نور احمد صاحب نے عرض کی کہ اب بھی کئی مخالف یہی کہتے ہیں کہ ان کو طاعون کیوں نہیں آتی۔حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ قرآن کریم سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ بدکار لوگ انبیاء سے خود ہی عذاب طلب کیا کرتے تھے کہ کم بخت لوگ یہ نہیں کہتے کہ آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں نیکی کی ہدایت دے بلکہ الٹا طاعون ہی مانگتے ہیں۔۲۹؍نومبر ۱۹۰۲ء‘‘

(ملفوظات احمدیہ حصہ ہفتم ص۵۲۱،مرتبہ منظور الٰہی لاہوری قادیانی)

’’اگر خدانخواستہ کوئی شخص ہماری جماعت سے اس مرض سے وفات پاجائے تو گو وہ ذلت کی موت ہوئی۔لیکن ہم پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا۔کیونکہ ہم نے خود اشتہار دے رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہماری جماعت سے وعدہ ہے کہ وہ متقی کو اس سے بچالے گا۔اس لئے تم کو چاہئے کہ اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرو تاکہ دوسروں کے طعن اور خدا کے عذاب سے محفوظ رہو۔۱۶؍نومبر ۱۹۰۲ء‘‘

(ملفوظات احمدیہ حصہ ہفتم ص۴۹۲،مرتبہ منظور الٰہی لاہوری قادیانی)

’’اگر ہماری جماعت کا کوئی شخص طاعون سے مرجائے اور اس وجہ سے ہماری جماعت کو ملزم گردانا جائے تو ہم کہیں گے کہ یہ محض دھوکہ اور مغالطہ ہے۔کیونکہ طاعونی موت ثابت کرتی ہے کہ وہ فی الحقیقت جماعت سے الگ تھا ورنہ ایک موت تو دوسری موت کا کفارہ ہو جاتی ہے۔اگر اس کے نفسانی جذبات اور خواہشات پر موت آچکی ہوتی اور وہ دنیا کے فریبوں اور مکاریوں سے علیحدہ ہوچکا ہوتا تو پھر کوئی وجہ نہ تھی کہ دوبارہ ہلاک کیا جاتا۔۱۷؍اکتوبر ۱۹۰۲ء‘‘ (ملفوظات احمدیہ حصہ ششم ص۳۵۸،مرتبہ منظور الٰہی لاہوری قادیانی)

’’قمیص تو ہم دے دیں گے لیکن سچی بات یہ ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کے فضل ورحمت کی قمیص انسان نہ پہنے کوئی دوسری چیز

حفاظت نہیں کر سکتی۔ دیکھو میں جانتا ہوں کہ گو اللہ تعالیٰ نے بار بار وعدہ فرمایا ہے کہ وہ میری اور میری جماعت کی اس ذلت کی موت سے محافظت فرمائے گا۔لیکن اس حفاظت کے وعدہ کے ساتھ تقویٰ کی شرط ہے۔محض رسمی طور پر مسلمان کہلانا یا رسمی طور پر بیعت کر لینا کسی کام نہیں آ سکتا۔۱۶؍نومبر ۱۹۰۲ء'' (ملفوظات احمدیہ حصہ ہفتم ص ۴۹۱، مرتبہ منظور الٰہی لاہوری قادیانی)

(۴۳) ایمان واسباب

''۲۵؍نومبر ۱۹۰۲ء......ایک مومن کا جس قدر ایمان اللہ تعالیٰ کی قدرتوں پر ہوتا ہے اسی قدر وہ اسباب پرستی پر بھروسہ کرنے سے دور رہتا ہے اور یہ ہے بھی سچ۔کیونکہ جب انسان کا ایمان اللہ تعالیٰ پر کامل ہو جاتا ہے تو اس کی ایمانی نظر میں اسباب کا سلسلہ بالکل معدوم ہو جاتا ہے اور اس کا سارا بھروسہ اور توکل اللہ تعالیٰ پر ہی ہو جاتا ہے۔'' (ملفوظات احمدیہ حصہ ہفتم ص ۵۰۷،۵۰۸، مرتبہ منظور الٰہی لاہوری قادیانی)

''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود کو صفائی کا بہت خیال ہوتا تھا۔خصوصاً طاعون کے ایام میں اتنا خیال رہتا تھا کہ فینائل لوٹے میں حل کر کے خود اپنے ہاتھ سے گھر کے پاخانوں اور نالیوں میں جا کر ڈالتے تھے۔خاکسار عرض کرتا ہے کہ بعض اوقات حضرت مسیح موعود گھر میں ایندھن کا بڑا ڈھیر لگوا کر آگ بھی جلوایا کرتے تھے، تاکہ ضرر رساں جراثیم مر جائیں اور آپ نے ایک بہت بڑی آہنی انگیٹھی بھی منگوائی ہوئی تھی جسے کوئلہ ڈال کر اور گندھک وغیرہ رکھ کر کمروں کے اندر جلایا جاتا تھا اور اس وقت دروازے بند کر دیئے جاتے تھے۔اس کی اتنی گرمی ہوتی تھی کہ جب انگیٹھی کے ٹھنڈا ہو جانے کے ایک عرصہ بعد بھی کمرہ کھولا جاتا تھا تو پھر بھی وہ اندر سے بھٹی کی طرح تپتا تھا۔'' (سیرت المہدی حصہ دوم ص ۵۹، روایت نمبر ۳۷۹، جدید ج ۱ حصہ دوم ص ۳۴۵، روایت نمبر ۳۸۲)

(۴۴) باغ میں قیام

''مخدومی مکرم اخویم سیٹھ صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، عنایت نامہ پہنچا۔بدریافت خیر وعافیت خوشی ہوئی۔الحمدللہ اس جگہ بھی بفضلہ تعالیٰ سب طرح سے خیریت ہے۔میں اس وقت تک معہ اپنی جماعت کے باغ میں ہوں۔اگرچہ اب قادیان میں طاعون نہیں ہے۔لیکن میں اس خیال سے کہ جو زلزلہ کی نسبت مجھے اطلاع دی گئی ہے، اس کی نسبت میں توجہ کر رہا ہوں۔اگر معلوم ہوا کہ وہ واقعہ جلد تر آنے والا ہے تو اس واقعہ کے ظہور کے بعد قادیان میں جاؤں...... بہرحال دس یا پندرہ جون تک ان شاءاللہ میں اسی جگہ باغ میں ہوں۔آپ تشریف لے آویں۔ان شاءاللہ تعالیٰ اس جگہ کوئی تکلیف نہ ہوگی اور آنے سے پہلے مجھے اطلاع دیں...... والسلام! (خاکسار: مرزاغلام احمد، مؤرخہ ۱۲؍مئی ۱۹۰۵ء)'' (مکتوبات احمدیہ ج ۵ نمبر ۱ ص ۳۹، مکتوب نمبر ۹۳، جدید مکتوبات احمدیہ ج ۲ ص ۴۲۴، مکتوب نمبر ۹۴)

''۴؍اپریل ۱۹۰۵ء کو جو خطرناک زلزلہ آیا اس موقع پر حضرت مسیح موعود کو زلزلہ کے متعلق کثرت سے الہامات ہوئے۔آپ خدا تعالیٰ کے کلام کا ادب واحترام کرتے ہوئے باغ میں تشریف لے گئے۔کئی بے وقوف کہہ دیا کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود طاعون سے ڈر کر باغ میں چلے گئے اور تعجب ہے کہ میں نے بعض احمدیوں کے منہ بھی یہ بات سنی ہے۔حالانکہ طاعون کے ڈر سے حضرت مسیح موعود نے کبھی اپنا گھر نہیں چھوڑا۔اس وقت چونکہ زلازل کے متعلق آپ کو کثرت سے الہامات ہو رہے تھے۔اس لئے آپ نے یہی مناسب خیال فرمایا کہ کچھ عرصہ باغ میں رہیں۔''

(خطبہ جمعہ مرزا محمود خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج ۲۰ نمبر ۱۳۴ ص ۶ کالم ۲، مؤرخہ ۱۱؍مئی ۱۹۳۳ء، خطبات محمود ج ۱۴ ص ۱۱۳،۱۱۴)

(۴۵) طاعونی جہاد

’’جن لوگوں کو خدا کا خوف نہیں ہے وہ ایسی نکتہ چینیاں کرتے ہیں جن کے رو سے آنحضرت ﷺ بھی ان کے اعتراض کے نیچے آجاتے ہیں۔ چنانچہ بعض نادان کہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے بعض لوگ بھی طاعون سے ہلاک ہوگئے ہیں...... ہم ایسے متعصبوں کو یہ جواب دیتے ہیں کہ ہماری جماعت میں سے بعض لوگوں کا طاعون سے فوت ہونا بھی ایسا ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ کے بعض صحابہ لڑائیوں میں شہید ہوتے تھے۔‘‘ (تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۳۱، خزائن ج ۲۲ ص ۵۶۸ حاشیہ)

(۴۶) طاعون کی برکت

’’اسی طرح میں کہتا ہوں اور بڑے دعوے اور زور سے کہتا ہوں کہ اگر ایک شخص ہماری جماعت میں سے طاعون سے مرتا ہے تو بجائے اس کے سو آدمی یا زیادہ ہماری جماعت میں داخل ہوتا ہے اور یہ طاعون ہماری جماعت کو بڑھاتی جاتی ہے اور ہمارے مخالفوں کو نابود کرتی جاتی ہے۔ ہر ایک مہینہ میں کم سے کم پانچ سو آدمی اور کبھی ہزار دو ہزار آدمی بذریعہ طاعون ہماری جماعت میں داخل ہوتا ہے۔ پس ہمارے لئے طاعون رحمت ہے اور ہمارے مخالفوں کے لئے زحمت اور عذاب ہے اور اگر دس پندرہ سال تک ملک میں ایسی ہی طاعون رہی تو میں یقین رکھتا ہوں کہ تمام ملک احمدی جماعت سے بھر جائے گا...... پس مبارک وہ خدا ہے جس نے دنیا میں طاعون کو بھیجا تا اس کے ذریعہ سے ہم بڑھیں اور پھولیں اور ہمارے دشمن نیست و نابود ہوں۔‘‘ (حقیقت الوحی ص ۱۳۱ تا ۱۳۳، خزائن ج ۲۲ ص ۵۶۸ تا ۵۷۰ حاشیہ)

(۴۷) سلسلہ کی ترقی

’’چنانچہ اگر اشاعت سلسلہ کی تاریخ کا بغور مطالعہ کیا جاوے تو صاف نظر آتا ہے کہ جس سرعت کے ساتھ طاعون کے زمانہ میں سلسلہ کی ترقی ہوئی۔ ایسی سرعت اس وقت تک اور کسی زمانہ میں نہیں ہوئی نہ طاعون کے دور دورہ سے قبل اور نہ اس کے بعد چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی بیان فرماتے تھے کہ جن دونوں میں اس بیماری کا پنجاب میں زور تھا۔ اس دنوں میں بعض اوقات پانچ پانچ سو آدمیوں کی بیعت کے خطوط ایک ایک دن میں حضرت صاحب کی خدمت میں پہنچتے تھے۔‘‘

(سیرت المہدی حصہ دوم ص ۴۷، روایت ۳۵۶، جدید ج ۱ حصہ دوم ص ۳۳۲، روایت نمبر ۳۵۸)

(۴۸) طاعون کا مجرب علاج

’’چونکہ آئندہ اس بات کا سخت اندیشہ ہے کہ طاعون ملک میں پھیل جائے اور ہمارے گھر میں جس میں بعض حصوں میں مرد بھی مہمان رہتے ہیں اور بعض حصوں میں عورتیں۔ سخت تنگی واقع ہے اور آپ لوگ سن چکے ہیں کہ اللہ جل شانہ نے ان لوگوں کے لئے جو اس گھر کی چاردیوار کے اندر ہوں گے۔ حفاظت خاص کا وعدہ فرمایا ہے اور اب وہ گھر جو غلام حیدر متوفی کا تھا۔ جس میں ہمارا حصہ ہے۔ اس کی نسبت ہمارے شریک راضی ہوگئے ہیں کہ ہمارا حصہ دیں اور قیمت پر باقی حصہ بھی دے دیں۔ میرے دانست میں یہ حویلی جو ہماری حویلی کا ایک جزو ہوسکتی ہے دو ہزار تک تیار ہوسکتی ہے۔ چونکہ خطرہ ہے کہ طاعون کا زمانہ قریب ہے اور یہ گھر وحی الٰہی کی خوشخبری کی رو سے اس طوفان طاعون میں بطور کشتی کے ہوگا۔ نہ معلوم کس کس کو اس کی بشارت کے وعدہ سے حصہ ملے گا۔ اس لئے یہ کام بہت جلدی کا ہے۔ خدا پر بروسہ کر کے جو خالق اور رازق ہے اور اعمال صالحہ کو دیکھتا ہے۔ کوشش کرنی چاہئے میں نے بھی دیکھا کہ یہ ہمارا گھر بطور کشتی کے تو ہے، مگر آئندہ اس کشتی میں نہ کسی مرد کی گنجائش ہے نہ عورت کی۔ اس لئے توسیع کی ضرورت پڑی۔‘‘ (کشتی نوح ص آخری ورق، خزائن ج ۱۹ ص ۸۶)

(۴۹) طاعون کی قادیانی قدردانی

’’میں نے جو اپنی نسبت خوابیں اور الہامات دیکھے ہیں ان سے حیران ہوں۔ دو مرتبہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گویا مجھے مرض طاعون ہوگئی ہے اور ورم طاعون نمودار ہے اور آج بھی یہی خواب آئی ہے۔ اسی کے قریب قریب ایک الہام بھی ہے، جو کسی رنج اور بلا پر دلالت کرتا ہے اور مبصرین نے طاعون سے مراد کبھی تو طاعون اور کبھی خارش اور حکام کی طرف سے کوئی عذاب و تکلیف اور کبھی کوئی اور فتنہ رنج وہ مراد لیا۔ معلوم نہیں کہ اس خواب کی کیا تعبیر ہے۔ (خواب کی تعبیر یہ ہے کہ مرض طاعون کی شدت ہے اور مرزا قادیانی نے اس کو عذاب الٰہی قرار دیا ہے۔ اپنے منکرین کے حق میں، لیکن ممکن ہے کہ خود بھی اسی مرض میں مبتلا ہو جائے۔ لہٰذا تقاضہ احتیاط یہ ہے کہ اس کو خواب میں شامل کر لیا جائے کہ اس صورت میں بھی کم از کم اپنا کشف مسلم رہے اور اگر مرض نہ لگے تو اس کی تاویل بھی موجود ہے۔ ایسی پیش بندیاں مرزا قادیانی کا بڑا کمال ہیں۔ للمؤلف)‘‘ (تذکرہ ص۳۱۵،۳۱۶، طبع چہارم)

’’جب طاعون کا سلسلہ شروع ہوا تو آپ (مرزا قادیانی) نے اس (بھیڑ) کا گوشت کھانا چھوڑ دیا۔ کیونکہ آپ فرماتے تھے کہ اس میں طاعونی مادہ ہوتا ہے۔‘‘ (سیرت المہدی حصہ اوّل ص۳۸، روایت نمبر۵۵، جدید ج۱ حصہ اوّل ص۴۵، روایت نمبر۵۶)

’’وبائی ایام حضرت مسیح موعود اس قدر احتیاط فرمایا کرتے تھے کہ اگر کسی کارڈ کو بھی، جو وباوالے شہر سے آتا چھوتے تو ہاتھ ضرور دھو لیتے۔‘‘ (ریویو بابت ماہ اگست ۱۹۲۸ء ص۵، منقول از الفضل قادیان ج۲۵ نمبر۱۲۲ ص۵، مؤرخہ ۲۸؍مئی ۱۹۳۷ء)

’’میں چاہتا ہوں کہ کسی قدر دوائے طاعون آپ کے لئے روانہ کروں۔ کیونکہ وہ نہ صرف طاعون کے لئے بلکہ اور بہت سے امراض کے لئے مفید ہے۔ غالباً ان شاء اللہ! اس ہفتہ کے اندر اندر روانہ کروں گا۔ آپ ہر روز قریب چار رتی کھا لیا کریں اور کسی قدر دودھ پی لیا کریں۔ باقی ہر طرح سے خیریت ہے۔ اس ملک میں پھر طاعون کے خطرات معلوم ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ والسلام!‘‘

(مرزا قادیانی کا مکتوب مؤرخہ ۲۲؍جولائی ۱۸۹۴ء، بنام ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین، الفضل قادیان ج۳۴ نمبر۱۹۴، مؤرخہ ۲۰؍اگست ۱۹۴۶ء)

’’جب ہندوستان میں پیش گوئی کے مطابق طاعون کا مرض پھیلا اور پنجاب میں بھی اس کے کیس ہونے لگے تو حضرت مسیح موعود نے اس کے لئے ایک دوائی تیار کی جس میں کونین، جدوار، کافور، کستوری، مروارید اور بہت سی قیمتی ادویہ ڈالی گئیں اور کھرل کر کے چھوٹی چھوٹی گولیاں بنالی گئیں جو سیاہ رنگ کی تھیں۔ اس کا نام تریاق الٰہی رکھا گیا۔ جب وہ گولیاں تیار ہوگئیں تو آپ نے ان کو ایک ٹین میں بھر کر اپنی نشست گاہ کے کمرے میں رکھ لیا۔ میرا خیال ہے کہ وہ گولیاں ایسی قیمتی تھیں کہ فی گولی ایک روپیہ سے کم خرچ نہ ہوا ہوگا۔ لیکن وہ سب کی سب آپ نے مفت تقسیم کیں۔ میں نے دیکھا کہ اپنے دوست کیا بلکہ بعض مخالف ہندو بھی آکر مانگتے کہ حضور ہمیں تھوڑا سا تریاق الٰہی دیں تو آپ مٹی بھر کر ان کو خندہ پیشانی کے ساتھ عطاء کر دیتے۔ (ایک ترکیب سے تھوڑی گولیاں بھی مٹی بھر کر دی جاسکتی ہیں یا گولیاں بہت ارزاں تھیں۔ للمؤلف)‘‘ (مفتی محمد صادق قادیانی کی تقریر، الفضل قادیان ج۳۴ نمبر۸۰ ص۴ کالم۳، مؤرخہ ۴؍اپریل ۱۹۴۶ء)

(۵۰) طاعون کی تواضع

’’اس جگہ طاعون سخت تیزی پر ہے۔ ایک طرف انسان بخار میں مبتلا ہوتا ہے اور صرف چند گھنٹوں میں مر جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ کب تک یہ ابتلاء دور ہو...... مکرر یہ کہ آتے وقت ایک بڑا بکس فینائل کا جو سولہ یا بیس روپیہ کا آتا ہے ساتھ لے آویں۔ اس کی قیمت اس جگہ دے دی جاوے گی اور علاوہ اس کے آپ بھی اپنے گھر کے لئے فینائل بھیج دیں اور ڈس انفیکٹ کے لئے رس کپور اس

قدر بھیج دیں جو چند کمروں کے لئے کافی ہو۔‘‘ (مکتوبات احمدیہ ج۵ نمبر۴ ص۱۱۲،۱۱۳، مکتوب نمبر۳۶، جدید، مکتوبات احمدیہ ج۲ ص۲۵۸، مکتوب نمبر۵۳)

’’اس وقت تک خدا کے فضل وکرم اور جودواحسان سے ہمارے گھر اور آپ کے گھر میں بالکل خیروعافیت ہے۔ بڑی غوثان کو تپ ہوگیا تھا۔ اس کو گھر سے نکال دیا ہے۔ لیکن میری دانست میں اس کو طاعون نہیں ہے۔ احتیاطاً نکال دیا ہے اور ماسٹر محمد دین کو تپ ہوگیا اور گلٹی بھی نکل آئی۔ اس کو بھی باہر نکال دیا ہے...... آج ہمارے گھر میں ایک مہمان عورت کو جو دہلی سے آئی تھی بخار ہوگیا ہے...... میں تو دن رات دعا کررہا ہوں اور اس قدر زور اور توجہ سے دعائیں کی گئی ہیں کہ بعض اوقات میں ایسا بیمار ہوگیا کہ یہ وہم گزرا کہ شاید دوتین منٹ جان باقی ہے اور خطرناک آثار ظاہر ہوگئے۔ (قبل از مرگ واویلا۔ للمؤلف) اگر آتے وقت لاہور سے ڈس انفیکٹ کے لئے کچھ رس کپور اور کسی قدر فینائل لے آویں اور کچھ گلاب اور سرکہ لے آویں تو بہتر ہوگا۔ ۶؍اپریل ۱۹۰۴ء‘‘

(مکتوبات احمدیہ ج۵ نمبر۴ ص۱۱۵،۱۱۶، مکتوب نمبر۳۹، جدید مکتوبات احمد ج۲ ص۲۶۷، مکتوب نمبر۵۹)

(۵۱) قادیانی میت

’’جو خدانخواستہ اس بیماری (طاعون) سے مرجائے وہ شہید ہے۔ اس کے واسطے ضرورت غسل کی نہیں اور نہ نیا کفن پہنانے کی ضرورت ہے۔ اس کے وہی کپڑے رہنے دو اور ہوسکے تو اس پر ایک سفید چادر ڈال دو اور چونکہ مرنے کے بعد میت کے جسم میں زہر کا اثر زیادہ ترقی پکڑتا ہے۔ اس واسطے سب لوگ اس کے گرد جمع نہ ہوں۔ حسب ضرورت دوتین آدمی اس کی چارپائی کو اٹھائیں اور باقی سب دور کھڑے ہوکر مثلاً ایک سو گز کے فاصلہ پر جنازہ پڑھیں۔ جنازہ ایک دعا ہے اور اس کے واسطے ضروری نہیں کہ انسان میت کے سر کھڑا ہو۔ جہاں قبرستان دور ہو مثلاً لاہور میں سامان ہوسکے تو کسی گاڑی یا چھکڑے پر لاد کر میت کو لے جاویں۔‘‘

(ارشاد مرزاغلام احمد قادیانی، الفضل قادیان ج۲ نمبر۱۱۶ ص۵ کالم۲، مؤرخہ ۲۱؍مارچ ۱۹۱۵ء)

’’سوال: اگر خدانخواستہ ہمارا کوئی احمدی بھائی پلیگ سے فوت ہوجائے تو اس کے نہلانے کے متعلق کیا حکم ہے۔ آیا حضرت صاحب (مرزاقادیانی) کا پہلا فتویٰ یعنی نہ نہلانا ہی ہے یا نہلانا چاہئے اور نیز اس کے کفن کے متعلق کیا حکم ہے۔ اسے کفنانا چاہئے یا نہیں۔

جواب: اگر احتیاط سے نہلایا جائے یعنی نہلانے والا ہاتھ نہ لگائے اور ہاتھ پر کپڑا باندھ لے یا دستانہ پہن لے پھر فوراً گرم پانی اور صابن سے خود نہائے تو نہلانا اچھا ہے اور اگر یہ احتیاطیں نہ ہوسکیں یا میت کی حالت زیادہ خراب ہو تو نہ نہلانا بہتر ہے۔‘‘

(مکتوبات مرزامحمود خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج۹ نمبر۸۴، مؤرخہ ۲۷؍اپریل ۱۹۲۲ء)

(۵۲) قادیانی تحریک اور طاعون

’’موت ہر ایک انسان کو آنی ہے۔ لیکن چونکہ طاعون حضرت صاحب (مرزاقادیانی) کی پیش گوئی کے ماتحت آئی ہے۔ اس لئے اگر کوئی احمدی اس میں مبتلا ہوتا ہے تو لوگوں کو ابتلاء آتا ہے۔ کیونکہ یہ مرض غیروں کے لئے بطور عذاب کے ہے۔ اگرچہ اس میں ہمارے بعض آدمیوں کا مبتلا ہونا کوئی بات نہیں ہے۔ دیکھو صحابہ کے وقت میں تلوار کفار کے لئے بطور عذاب کے تھی۔ مگر اس تلوار کی جنگ میں صحابہ بھی مارے جاتے تھے۔ مگر ان کے لئے عذاب نہ تھی۔ کیونکہ اس وقت تلوار سے مرنا دشمنوں کے لئے تباہی تھی۔ صحابہ کے لئے تباہی نہ تھی۔ کیونکہ صحابہ مرنے سے کم نہیں ہوتے تھے، بلکہ بڑھتے تھے اور دشمن مرتے تھے اور کم ہوتے چلے جاتے تھے۔ پس جب مرنے سے کوئی قوم بڑھ جائے وہ اس کے لئے عذاب نہیں ہوسکتا۔ پھر بھی جو ناواقف لوگ ہوتے ہیں وہ ابتلاء میں پڑ جاتے ہیں کہ جب یہ مرض بطور

عذاب کے ہے تو احمدی کیوں مبتلاء ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کو ابتلاء سے بچانے کے لئے دعاؤں کی ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت کو محفوظ رکھے...... طاعون خدا کا ایک عذاب ہے جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی تائید کے لئے بھیجی گئی ہے۔ اگر ہماری جماعت کی رفتار ترقی کو دیکھا جائے تو ثابت ہوگا کہ ساٹھ ستر فیصدی آدمی طاعون کی وجہ سے سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں۔ مجھ کو یاد ہے کہ طاعون کے دنوں میں پانچ پانچ سو، ہزار ہزار آدمی کی بیعت کے خطوط حضرت صاحب کے پاس روزانہ آتے تھے تو چونکہ یہ احمدیت کی صداقت کا ایک نشان ہے اور جب تک جماعت کی حفاظت نشان کے طور پر نہ ہو یہ نشان کامل تجلی کے ساتھ ظاہر نہیں ہوسکتا۔ اس لئے دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ امتیازی طور پر ہماری جماعت کو اس مرض سے بچائے...... پس جماعت کے لوگوں کو دعاؤں کے ساتھ ہی اس نشان پر زور دینا چاہئے تاکہ احمدیت خوب پھیلے۔ جانتے ہو اگر گرم لوہے پر چوٹ مارو تو اس کو جس شکل میں چاہو ڈھال لو۔ لیکن ٹھنڈے لوہے پر کچھ اثر نہیں ہوا کرتا۔ ان دنوں چونکہ دل پگھلے ہوئے ہیں اس لئے احمدیت کے سانچے میں ڈھل جائیں گے۔ طاعون بھی خدا کی طرف سے ایک بھٹی بنائی گئی ہے جس میں دل پگھلائے جاتے ہیں۔ پس تم صداقت کے قالبوں میں ان کو ڈھال لو۔ یہ دن تبلیغ کے دن ہیں۔ دونوں باتوں کی طرف توجہ کرنی چاہئے اور اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔''

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۹ نمبر ۲۷ ص ۵ کالم ۲،۳، مؤرخہ ۹؍مارچ ۱۹۱۸ء، خطبات محمود ج ۶ ص ۵۵،۵۶)

(۵۳) مرزا قادیانی کی مخصوص گالی (ذریۃ البغایا)

''تلک کتب ینظر الیها کل مسلم بعین المحبة والمودة وینتفع من معارفها ویقبلنی ویصدق دعوتی الا ذریته البغایا الذین ختم اللّٰه علی قلوبهم فهم لا یقبلون (ترجمہ) ان کتابوں کو سب مسلمان محبت کی آنکھ سے دیکھتے ہیں اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور میرے دعویٰ کی تصدیق کرتے ہیں۔ مگر بدکار عورتوں کی اولاد نہیں مانتے کہ ان کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر کر دی ہے۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۷،۵۴۸، خزائن ج ۵ ص ۵۴۷،۵۴۸)

مرزا قادیانی نے مندرجہ بالا بیان میں ان لوگوں کو تو مسلمان قرار دیا ہے جو ان کو قبول کرتے ہیں اور ان کے دعوے کی تصدیق کرتے ہیں، لیکن وہ مسلمان جو ایسا نہیں کرتے تو ان کو ''ذریۃ البغایا'' کا خطاب دیا ہے۔ چونکہ عربی میں ''ذریۃ البغایا'' سخت گالی مانی جاتی ہے۔ یعنی بدکار عورت کی اولاد۔ لہٰذا مسلمانوں کی ناراضی کے خوف سے قادیانی صاحبان بالعموم اس کی دو تاویلیں کرتے ہیں اور یہ کہ ''ذریۃ البغایا'' کے معنی گمراہ ہدایت سے دور لوگ ہیں۔ دوم یہ کہ اس کے معنی جو کچھ بھی ہوں، یہاں مخاطب غیر مسلم لوگ ہیں۔ آخری تاویل اس لحاظ سے پیش کی جاسکتی ہے کہ اپنے عقیدے میں قادیانی لوگ اپنے آپ کو مسلمان اور مسلمانوں کو غیر مسلم سمجھتے ہیں۔ رہی پہلی تاویل ''ذریۃ البغایا'' اور ''بغایا'' مرزا قادیانی کے خاص الفاظ ہیں۔ جن کو وہ اکثر استعمال کرتے ہیں اور ان کے معنی بھی خود ہی لکھے ہیں۔ ذیل میں چند حوالے بطور نمونہ درج ہیں۔ ان سے واضح ہو جائے گا کہ مرزا قادیانی ''ذریۃ البغایا'' اور بغایا سے اپنی تحریرات میں ہمیشہ کیا مراد لیتے ہیں۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

''واعلم ان کل من هو من ولد الحلال ولیس من ذریة البغایا ونسل الدجال فیفعل امر امن امرین '''' اور جاننا چاہئے کہ ہر ایک شخص جو ولد الحلال ہے اور خراب عورتوں اور دجال کی

نسل میں سے نہیں ہے وہ دو باتوں میں سے ایک بات ضرور اختیار کرے گا۔'' (نورالحق حصہ اوّل ص۱۲۳، خزائن ج۸ ص۱۶۳)

علیٰ ہذا مرزا قادیانی ایک دوسرے موقع پر اپنے مخالف مولوی عبدالحق صاحب غزنوی کو عربی میں گالی دے کر خود ہی اس کا اردو ترجمہ فرماتے ہیں۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

''رقصت کرقص بغیة فی مجالس اور تو نے بدکار عورت کی طرح رقص کیا۔''

(حجۃ اللہ عربی ص۸۷، خزائن ج۱۲ ص۲۳۵)

۱...... اس کے سوا ملاحظہ ہو: ''الا هذه البغی۔'' ہمیں زن فاحشہ اس سے چند سطریں آگے:

۲...... ''ویتزوجون البغایا''، ''و در نکاح خود می ارند زنان بازاری را'' (لجۃ النور ص۸۶، خزائن ج۱۶ ص۴۲۸)

۳...... ''نعم یوجد کالبغایا ...... ہمچو زنان بازاری'' (لجۃ النور ص۸۶، خزائن ج۱۶ ص۴۲۸)

۴...... ''فلاشک ان البغایا قد خربن بلد اننا پس ہیچ شک نیست کہ زنان فاحشہ ملک مارا خراب کردہ اند۔''

(لجۃ النور ص۸۷، خزائن ج۱۶ ص۴۲۹)

۵...... ''ان البغایا حزب نجس فی الحقیقة زنان فاحشہ در حقیقت پلید اند۔'' (لجۃ النور ص۸۹، خزائن ج۱۶ ص۴۳۱)

۶...... ''ان النساء دار ان کن بغایا فیکون رجالها دیوثین دجالین اگر در خانہ زنان آن خانہ فاسقہ باشند۔ پس مردان آن خانہ دیوث و دجال مے باشند۔'' (لجۃ النور ص۹۰، خزائن ج۱۶ ص۴۳۲)

۷......

اذیتنی خبثاً فلست بصادق ان لم تمت بالخزی یا ابن بغایا

مرا بخباثت خود ایذا دادی پس من صادق نیم اگر تو اے نسل بدکاراں بذلت نمیری

(انجام آتھم ص۲۸۲، خزائن ج۱۱ ص۲۸۲)

۸...... ''والتشوق الی رقص البغایا وبوسهن وعناقهن وبعد هذا انطاقهن اور شوق کرنا بازاری عورتوں کے رقص کی طرف اور ان کا بوسہ اور گلے لپٹانا اور بعد اس کے ان کا جائے کمر بند۔''

(خطبہ الہامیہ ص۱۷، خزائن ج۱۶ ص۴۹)

۹...... ''کانهم وقفوا بدانهم وقواهم علی البغایا واثر واحبهن علی عصمة النفس والعرض والملة گویا ان لوگوں نے اپنے بدن اور قوت کو بدکار عورتوں پر وقف کر رکھا ہے اور ان کی محبت کو جان اور آبرو اور مال اور ملت کے بچاؤ پر مقدم کر لیا ہے۔'' (الہدیٰ والتبصرۃ لمن یری ص۴۷، خزائن ج۱۸ ص۲۹۱)

(۵۴) مرزا قادیانی کی خوش کلامی

''اب فرض کے طور پر کہتا ہوں کہ اگر ہم اپنے اجتہاد سے کسی اپنے بچہ پر یہ خیال بھی کر لیں کہ شاید یہ وہی پسر موعود ہے اور ہمارا اجتہاد خطا جائے تو اس میں الہام الٰہی کا کیا قصور ہوگا۔ کیا نبیوں کے اجتہادات میں اس کا کوئی نمونہ نہیں اگر ہم نے وفات یافتہ لڑکے کی نسبت کوئی قطعی الدلالت الہام کسی اپنی کتاب میں لکھا ہے تو وہ پیش کریں۔ جھوٹ بولنا اور نجاست کھانا ایک برابر ہے۔ تعجب ہے کہ ان

لوگوں کو نجاست خوری کا کیوں شوق ہو گیا۔'' (تبلیغ رسالت ج۲ص۹۲، مجموعہ اشتہارات ج۱ص۳۰۹،۳۱۰، جدید مجموعہ اشتہارات ج۱ص۲۵۴)

''سوچا ہئے تھا کہ ہمارے نادان مخالف انجام کے منتظر رہتے اور پہلے ہی سے اپنی بدگوہری ظاہر نہ کرتے۔ بھلا جس وقت یہ سب باتیں پوری ہو جائیں گی تو کیا اس دن یہ احمق مخالف جیتے ہی رہیں گے اور کیا اس دن یہ تمام لڑنے والے سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جائیں گے۔ ان بے وقوفوں کو کوئی بھاگنے کی جگہ نہیں رہے گی اور نہایت صفائی سے ناک کٹ جائے گی اور ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو بندروں اور سؤروں کی طرح کر دیں گے۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص۵۳، خزائن ج۱۱ص۳۳۷)

''اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو سمجھا جاوے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔''

(انوار الاسلام ص۳۰، خزائن ج۹ص۳۱)

''یہ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص۲۵، خزائن ج۱۱ص۳۰۹ حاشیہ)

''دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہو گئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔'' (نجم الہدیٰ ص۱۰، خزائن ج۱۴ص۵۳)

(۵۵) حد لگانے کا فتویٰ

''اب جو شخص اس صاف فیصلہ کے برخلاف شرارت اور عناد کی راہ سے بکواس کرے گا اور اپنی شرارت سے بار بار کہے گا کہ عیسائیوں کی فتح ہوئی اور کچھ شرم وحیا کو کام نہیں لائے گا...... اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جاوے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور وہ حلال زادہ نہیں...... ورنہ حرام زادہ کی یہی نشانی ہے کہ سیدھی راہ اختیار نہ کرے اور ظلم وناانصافی کی راہوں سے پیار کرتا رہے۔'' (انوار الاسلام ص۳۰، خزائن ج۹ص۳۱،۳۲)

''میں نے اپنے کانوں سے سنا کہ ایک شخص زور زور سے کہہ رہا تھا کہ اس حرامزدے کو میرے سامنے لاؤ جو کہتا ہے کہ کتے کا جھوٹا کھانا جائز نہیں۔ حضرت عمر کے زمانہ میں کہا گیا تھا کہ کسی کو حرامزادہ کہنے والے کو حد لگائی جائے گی۔ وہ شخص بازار میں کہہ رہا تھا۔ کسی کو احساس نہ تھا۔ لوگ سنتے تھے اور روکتے نہ تھے۔ گویا یہ معمولی بات ہے جو ہونی چاہئے۔''

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان مندرجہ الفضل قادیان ج۹ نمبر۶۳ ص۷ کالم۱،۲، مؤرخہ ۱۳؍فروری ۱۹۲۲ء، خطبات محمود ج۷ص۲۰۵)

(۵۶) مرزا قادیانی کا عتاب

''قادیان میں ایک بدگو مخالف آیا ہوا تھا جس نے حضرت کے خدام میں سے ایک کو اپنے پاس بلا بھیجا جو اس کے ساتھ گفتگو کرنے کے لئے چلا گیا۔ جب اس امر کی حضرت مسیح موعود کو خبر ملی تو آپ نے فرمایا کہ ایسے خبیث مفسد کو اتنی عزت نہیں دینی چاہئے کہ اس کے ساتھ تم میں سے کوئی بات چیت کرے۔ ۱۸؍اپریل ۱۹۰۲ء'' (ملفوظات احمدیہ حصہ چہارم ص۱۴۵، مرتبہ منظور الٰہی لاہوری قادیانی)

(۵۷) اخراج

''بیان کیا مجھ سے حضرت خلیفہ ثانی نے کہ ایک دفعہ حضرت خلیفہ اوّل کا ایک رشتہ دار جو ایک بھنگی، چرسی اور بدمعاش آدمی تھا، قادیان آیا اور اس کے متعلق کچھ شبہ ہوا کہ وہ کسی بدارادے سے یہاں آیا ہے اور اس کی رپورٹ حضرت صاحب (مرزا قادیانی) تک بھی پہنچی۔ آپ نے حضرت خلیفہ اوّل کو کہلا بھیجا اسے فوراً قادیان سے رخصت کر دیں۔ لیکن جب حضرت خلیفہ اوّل نے اسے قادیان سے چلے جانے کو کہا تو اس نے یہ موقعہ غنیمت سمجھا اور کہا کہ اگر مجھے اتنے روپے دے دو گے تو میں چلا جاؤں گا۔ حضرت خلیفہ ثانی بیان کرتے تھے کہ

جتنے روپے وہ مانگتا تھا، اس وقت اتنے روپے حضرت خلیفہ اوّل کے پاس نہ تھے۔ اس لئے آپ کچھ کم دیتے تھے۔ اسی جھگڑے میں کچھ دیر ہوگئی۔ چنانچہ اس کی اطلاع پھر حضرت صاحب تک پہنچی کہ وہ ابھی تک نہیں گیا اور قادیان میں ہی ہے۔ اس پر حضرت صاحب نے حضرت خلیفہ اوّل کو کہلا بھیجا کہ یا تو اسے فوراً قادیان سے رخصت کر دیں یا خود بھی چلے جاویں۔ حضرت مولوی صاحب تک یہ الفاظ پہنچے تو انہوں نے فوراً کسی سے قرض لے کر اسے رخصت کر دیا...... حضرت خلیفہ اوّل کا یہ رشتہ دار آپ کا حقیقی بھتیجا تھا اور اس کا نام عبدالرحمٰن تھا۔ یہ ایک نہایت آوارہ گرد اور بدمعاش آدمی تھا۔ (شاید سخت مخالف ہو۔ للمؤلف) اور اس کے متعلق اس وقت یہ شبہ کیا گیا تھا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ شخص قادیان میں کسی فتنہ عظیمہ کے پیدا کرنے کا موجب ہو۔ (کوئی گہرا راز معلوم ہوتا ہے۔ للمؤلف)''

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۲۵۶، ۲۵۷، روایت نمبر ۲۷۹، جدید ج ۱ حصہ اوّل ص ۲۵۶، روایت نمبر ۲۸۴)

(۵۸) بدمزاجی کا فیصلہ

''اوّل قوت اخلاق۔ چونکہ اماموں کو طرح طرح کے اوباشوں اور سفلوں اور بدزبان لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ اس لئے ان میں اعلیٰ درجہ کی اخلاقی قوت کا ہونا ضروری ہے تاکہ ان میں طیش نفس اور مجنونانہ جوش پیدا نہ ہو اور لوگ ان کے فیض سے محروم نہ رہیں۔ یہ نہایت قابل شرم بات ہے کہ ایک شخص خدا کا دوست کہلا کر پھر اخلاق رذیلہ میں گرفتار ہو اور درشت بات کا ذرہ بھی متحمل نہ ہو سکے اور جو امام زمان کہلا کر ایسی کچی طبیعت کا آدمی ہو کہ ادنیٰ ادنیٰ بات میں منہ میں جھاگ آتا ہے۔ آنکھیں نیلی پیلی ہوتی ہیں۔ وہ کسی طرح امام زماں نہیں ہوسکتا۔'' (ضرورۃ الامام ص ۸، خزائن ج ۱۳ ص ۴۷۸)

''تجربہ بھی شہادت دیتا ہے کہ ایسے بدزبان لوگوں کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ خدا کی غیرت اس کے ان پیاروں کے لئے آخر کوئی کام دکھلا دیتی ہے۔ پس اپنی زبان کی چھری سے کوئی اور بدتر چھری نہیں۔'' (چشمہ معرفت ص ۱۵، خزائن ج ۲۳ ص ۳۸۶، ۳۸۷)

(۵۹) عدالت کی ہدایت

ڈاکٹر مارٹن کلارک کی طرف سے مرزا غلام احمد قادیانی صاحب پر زیر دفعہ (۱۰۷) ضابطہ فوجداری، اگست ۱۸۹۷ء میں خوب زور و شور سے فوجداری مقدمہ چلا۔ اس کی مکمل مسل مرزا قادیانی کی تالیف کتاب البریہ میں درج ہے۔ اس مقدمہ کا جو فیصلہ ہوا، کافی عبرت آموز ہے۔ چنانچہ آخری حصہ جو کل فیصلہ کا خلاصہ ہے، ملاحظہ ہو:

''یہ ظاہر ہے کہ پیش گوئیاں ڈیلفک (Delphic) الہاموں کی طرح دو پہلو رکھتی ہیں اور اسی میں فائدہ ہے کہ وہ ایسی ہوں مرزا قادیانی کچھ مطلب بیان کرتے ہیں اور ڈاکٹر کلارک کی موت کی نسبت کبھی کوئی پیش گوئی نہیں کی اور جس قدر مطبوعہ شہادت پیش کی گئی ہے۔ ہم منجملہ اس کے کسی میں بھی کوئی صاف اور صریح امر نہیں پاتے۔ جس سے مرزا قادیانی کے بیان کی تردید ہوتی ہو...... جہاں تک ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ سے تعلق ہے، ہم کوئی وجہ نہیں دیکھتے کہ غلام احمد سے حفظ امن کے لئے ضمانت لی جائے یا یہ کہ مقدمہ پولیس کے سپرد کیا جائے۔ لہٰذا وہ بری کئے جاتے ہیں۔ لیکن ہم اس موقع پر مرزا غلام احمد کو بذریعہ تحریری نوٹس کے جس کو انہوں نے خود پڑھ لیا اور اس پر دستخط کر دیئے ہیں، باضابطہ طور سے متنبہ کرتے ہیں کہ ان مطبوعہ دستاویزات سے جو شہادت میں پیش ہوئی ہیں۔ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے اشتعال اور غصہ دلانے والے رسالے شائع کئے ہیں، جن سے ان لوگوں کی ایذا متصور ہے جن کے مذہبی خیالات اس کے مذہبی خیالات سے مختلف ہیں۔ جو اثر کہ اس کی باتوں سے اس کے بے علم مریدوں پر ہوگا اس کی ذمہ داری ان ہی پر ہوگی اور ہم انہیں متنبہ کرتے ہیں کہ

جب تک وہ زیادہ تر میانہ روی کو اختیار نہ کریں گے وہ قانون کی رو سے بچ نہیں سکتے۔ بلکہ اس کی زد کے اندر آ جاتے ہیں۔ دستخط: ایم ڈگلس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور، مؤرخہ ۲۳؍اگست ۱۸۹۷ء'' (کتاب البریہ ص ۲۶۰، ۲۶۱، خزائن ج ۱۳ ص ۳۰۰ تا ۳۰۲)

(۶۰) مرزا قادیانی کا عہد

''میں حکام کو یقین دلاتا ہوں کہ ہرگز یہ میری عادت میں داخل نہیں کہ خود بخود کسی کو آزار دوں اور نہ ایسی عادت کو میں پسند کرتا ہوں۔ بلکہ جو کچھ سخت الفاظ میں لکھا گیا وہ سخت الفاظ کا جواب تھا۔ مگر مخالفوں کی سختی سے نہایت کم، تاہم یہ طریق بھی میری طبیعت اور عادت سے مخالف ہے اور جیسا کہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے مقدمہ کے فیصلہ پر مجھے یہ ہدایت کی ہے کہ آئندہ اشتعال کو روکنے کے لئے مباحثات میں نرم اور مناسب الفاظ کو استعمال کیا جائے۔ میں اسی پر کاربند رہنا چاہتا ہوں اور اس اشتہار کے ذریعہ سے اپنے تمام مریدوں کو جو پنجاب اور ہندوستان کے مختلف مقامات میں سکونت رکھتے ہیں نہایت تاکید سے سمجھاتا ہوں کہ وہ بھی اپنے مباحثات میں اس طرز کے کاربند رہیں اور ہر ایک سخت اور فتنہ انگیز لفظ سے پرہیز کریں۔''

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی مؤرخہ ۲۰؍ستمبر ۱۸۹۷ء، مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۶ ص ۱۶۶، ۱۶۷، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۴۶۸، جدید مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۱۷۰)

''اور یاد رہے کہ یہ اشتہار مخالفین کے لئے بھی بطور نوٹس ہے۔ چونکہ ہم نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے سامنے یہ عہد کر لیا ہے کہ آئندہ ہم سخت الفاظ سے کام نہ لیں گے۔ اس لئے حفظ امن کے مقاصد کی تکمیل کے لئے ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے تمام مخالف بھی اس عہد کے کاربند ہوں۔''

(اشتہار مرزا قادیانی مؤرخہ ۲۰؍ستمبر ۱۸۹۷ء، مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۶ ص ۱۶۸، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۴۷۰، جدید مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۱۷۱)

حضرت مسیح موعود نے اسی مقدمہ میں انذاری پیش گوئیوں کے متعلق جو بیان عدالت میں دیا۔ اس میں صفائی کے ساتھ یہ لکھا کہ:

''عدالت میں میری نسبت یہ الزام پیش کیا گیا ہے کہ گویا میری قدیم سے یہ عادت ہے کہ خود بخود کسی کی موت یا ذلت کی پیش گوئی کیا کرتا ہوں اور پھر اپنی جماعت کے ذریعہ سے پوشیدہ طور پر اس کوشش میں لگا رہتا ہوں کہ کسی طرح وہ پیش گوئی پوری ہو جائے اور گویا میں ایک قسم کا ڈاکو یا خونی رہزن ہوں اور گویا میری جماعت بھی ایک قسم کی اوباش اور خطرناک لوگ ہیں۔ جن کا پیشہ اسی قسم کے جرائم ہیں۔ لیکن میں عدالت کو ظاہر کرتا ہوں کہ یہ الزام سراسر افتراء سے خمیر کیا گیا ہے اور نہایت بری طرح سے میری اور میری معزز جماعت کی ازالہ حیثیت عرفی کی گئی ہے...... اس کے ساتھ ہی آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ ایک برس سے کچھ زیادہ عرصہ گزرتا ہے کہ میں نے اس عہد کو چھاپ کر شائع کیا ہے کہ میں کسی کی موت وغیرہ وغیرہ کی نسبت ہرگز کوئی پیش گوئی نہ کروں گا۔'' (پیغام صلح لاہور ج ۳۵ نمبر ۱۶، مؤرخہ ۲۳؍اپریل ۱۹۴۷ء)

(۶۱) صاحب مجسٹریٹ ضلع کی اجازت

''بعض ہمارے مخالف جن کو افتراء اور جھوٹ بولنے کی عادت ہے۔ لوگوں کے پاس کہتے ہیں کہ ڈپٹی کمشنر نے آئندہ پیش گوئیاں کرنے سے منع کر دیا ہے۔ خاص کر ڈرانے والی پیش گوئیوں اور عذاب کی پیش گوئیوں سے سخت ممانعت کی ہے۔ سو واضح رہے کہ یہ باتیں سراسر جھوٹی ہیں۔ ہم کو کوئی ممانعت نہیں ہوئی اور عذابی پیش گوئیوں میں جس طریق کو ہم نے اختیار کیا ہے، یعنی رضامندی لینے کے بعد پیش گوئی کرنا، اس طریق پر عدالت اور قانون کا کوئی اعتراض نہیں۔'' (کتاب البریہ ص ۹، خزائن ج ۱۳ ص ۱۰ حاشیہ)

''ہاں! یہ سچ ہے کہ میں نے بعض اشخاص کی موت وغیرہ کی نسبت پیش گوئی کی ہے۔ لیکن نہ اپنی طرف سے بلکہ اس وقت اور اس

حالت میں جب کہ ان لوگوں نے اپنی رضا ورغبت سے ایسی پیش گوئی کے لئے مجھے تحریری اجازت دی۔ چنانچہ ان کے ہاتھ کی تحریریں اب تک میرے پاس موجود ہیں جن میں سے بعض ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ میں شامل مثل کی گئی ہیں۔ مگر چونکہ باوجود اجازت دینے کے پھر بھی ڈاکٹر کلارک صاحب نے ان پیش گوئیوں کا ذکر کیا اور اصل واقعات کو چھپایا۔ اس لئے آئندہ میں یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ ایسی درخواستوں پر کوئی انذاری (ڈراؤنی) پیش گوئی کی جائے بلکہ آئندہ ہماری طرف سے یہ اصول رہے گا کہ اگر کوئی ایسی انذاری پیش گوئیوں کے لئے درخواست کرے تو اس کی طرف ہرگز توجہ نہیں کی جائے گی۔ جب تک وہ ایک تحریر حکم اجازت مجسٹریٹ ضلع کی طرف سے پیش نہ کرے۔''

(اشتہار مؤرخہ ۱۰ر ستمبر ۱۸۹۷ء، کتاب البریہ ص۹، خزائن ج۱۳ ص۱۰،۱۱)

''میں (مرزا قادیانی) نے مسٹر ڈوئی کے سامنے لکھ دیا تھا کہ آئندہ کسی کی نسبت موت کا الہام شائع نہیں کروں گا۔ جب تک کہ وہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سے اجازت نہ لے لیوے۔''

(مرزا غلام احمد قادیانی کا حلفیہ بیان عدالت گورداسپور میں، الحکم قادیان ج۵ نمبر۲۹، منقول از کتاب منظور الٰہی ص۲۴۵، مرتبہ منظور الٰہی لاہوری قادیانی)

(۶۲) عدالتی اقرارنامہ

اقرارنامہ مرزا غلام احمد بمقدمہ فوجداری اجلاس مسٹر جے۔ ایم ڈوئی صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور مرجوعہ ۵ر جنوری ۱۸۹۹ء فیصلہ ۲۵ر فروری ۱۸۹۹ء نمبر بستہ قادیان نمبر مقدمہ ۳/ اسرکار دولت مدار بنام مرزا غلام احمد ساکن قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور ملزم۔ الزام زیر دفعہ ۱۰۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری۔

اقرارنامہ

میں مرزا غلام احمد قادیانی بحضور خداوند تعالیٰ باقرار صالح اقرار کرتا ہوں کہ آئندہ:

۱...... میں ایسی پیش گوئی شائع کرنے سے پرہیز کروں گا جس کے یہ معنی ہوں یا ایسے معنی خیال کئے جاسکیں کہ کسی شخص کو (یعنی مسلمان ہوخواہ ہندو ہو یا عیسائی وغیرہ) ذلت پہنچے گی یا وہ مورد عتاب الٰہی ہوگا۔

۲...... میں خدا کے پاس ایسی اپیل (فریاد و درخواست) کرنے سے بھی اجتناب کروں گا کہ وہ کسی شخص کو (یعنی مسلمان ہوخواہ ہندو یا عیسائی وغیرہ) ذلیل کرنے سے یا ایسے نشان ظاہر کرنے سے کہ وہ مورد عتاب الٰہی ہے۔ یہ ظاہر کرے کہ مذہبی مباحثہ میں کون سچا اور کون جھوٹا ہے۔

۳...... میں کسی چیز کو الہام بتا کر شائع کرنے سے مجتنب رہوں گا جس کا یہ منشاء ہو یا جو ایسا منشا رکھنے کی معقول وجہ رکھتا ہو کہ فلاں شخص (یعنی مسلمان ہوخواہ ہندو یا عیسائی وغیرہ) ذلت اٹھائے گا یا مورد عتاب الٰہی ہوگا۔

۴...... میں اس امر سے بھی باز رہوں گا کہ مولوی ابوسعید محمد حسین یا ان کے کسی دوست یا پیرو کے ساتھ مباحثہ کرنے میں کوئی دشنام آمیز فقرہ یا دل آزار لفظ استعمال کروں یا کوئی ایسی تحریر یا تصویر شائع کروں جس سے ان کو درد پہنچے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ ان کی ذات کی نسبت یا ان کے کسی دوست اور پیرو کی نسبت کوئی مثل دجال، کافر، کاذب، بطالوی نہیں لکھوں گا۔ (بٹالوی کے ہجے بٹالوی کئے جانے چاہئیں۔ جب یہ لفظ بطالوی کر کے لکھا جاتا تو اس کا اطلاق باطل پر ہوتا ہے) میں ان کی پرائیویٹ زندگی یا ان کے خاندانی تعلقات کی نسبت کچھ شائع نہیں کروں گا جس سے ان کو تکلیف پہنچنے کا عقلاً احتمال ہو۔

۵...... میں اس بات سے بھی پرہیز کروں گا کہ مولوی ابوسعید محمد حسین یا ان کے کسی دوست یا پیرو کو اس امر کے مقابلہ کے لئے بلاؤں کہ وہ خدا کے پاس مباہلہ کی درخواست کریں۔ وہ ظاہر کرے کہ فلاں مباحثہ میں کون سچا کون جھوٹا ہے۔ نہ میں ان کو، یا ان کے کسی دوست یا پیرو کو کسی شخص کی نسبت کوئی پیش گوئی کرنے کے لئے بلاؤں گا۔

۶...... جہاں تک میرے احاطہ طاقت میں ہے میں تمام اشخاص کو جن پر کچھ میرا اثر یا اختیار ہے ترغیب دوں گا کہ وہ بھی بجائے خود اس طریق پر عمل کریں۔ جس طریق پر کاربند ہونے کا میں نے دفعہ نمبر ۱ تا ۵ میں اقرار کیا ہے۔

العبد	گواہ شد
مرزا غلام احمد بقلم خود	خواجہ کمال الدین، بی.اے، ایل.ایل.بی
	دستخط: جے ایم ڈوئی، ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ، مؤرخہ ۲۴؍فروری ۱۸۹۹ء

’’سوا گر مسٹر ڈوئی (ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور) کے روبرو میں نے اس بات کا اقرار کیا ہے کہ میں ان کو (مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو) کافر نہیں کہوں گا تو واقعی میرا یہی مذہب ہے کہ میں کسی مسلمان کو کافر نہیں جانتا۔‘‘

(تریاق القلوب ص۱۳۱، خزائن ج۱۵ ص۴۳۳، ۴۳۴)

(۶۳) اقرارنامہ کا نتیجہ

اس (مضمون، مندرجہ اخبار پیغام صلح مؤرخہ ۱۰؍اکتوبر ۱۹۱۷ء) میں جو حضرت مسیح موعود کے اس اقرارنامہ پر ریمارکس ہوا ہے جو آپ نے گورنمنٹ سے انذاری پیش گوئیاں نہ کرنے کے متعلق کیا تھا تو......غرض صرف اتنی تھی کہ میاں صاحب (مرزا محمود) جو آپ کو نبی بناتے ہیں تو منجملہ اور ادلہ قاطعہ کے آپ کا یہ اقرارنامہ لکھ کر دینا بھی اس کے قطعاً خلاف ہے۔ کیونکہ نبی مکلّف ہوتا ہے کہ جو کچھ اس پر نازل ہوا ہے سب کو سنائے۔ بحکم ’’یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیک ‘‘......۱۸۹۹ء میں آپ کو (مرزا قادیانی کو) مولوی محمد حسین بٹالوی کے بالمقابل عدالت میں جانا پڑا اور وہاں آپ یہ بھی لکھ کر دے آئے کہ آئندہ مولوی محمد حسین کو کاذب اور کافر اور دجال نہیں کہوں گا......اسی سال اور اسی مقدمہ میں آپ نے ایک اور اقرارنامہ بھی لکھ کر دیا جس کے یہ لفظ ہیں:

’’میں کسی چیز کو الہام جتا کر شائع کرنے سے مجتنب رہوں گا۔ جس کا یہ منشاء ہو یا جو ایسا منشاء رکھنے کی معقول وجہ رکھتا ہو کہ فلاں شخص (مسلمان ہو خواہ ہندو عیسائی) ذلت اٹھائے گا یا مورد عتاب الٰہی ہوگا۔ (مؤرخہ ۲۴؍فروری ۱۸۹۹ء) مرزا غلام احمد۔‘‘

(پیغام صلح لاہور ج۵ نمبر۱۵ ص۲ کالم۲، مؤرخہ ۹؍جنوری ۱۹۱۸ء)

(۶۴) من گھڑت نبی

’’تم (قادیانی صاحبان) اپنے دعویٰ راست باز نہیں کہلا سکتے۔ بلکہ ایک طرف نبی تراش نام رکھ دیا۔ دوسری طرف نتیجہ میں صرف ایک نبی کا لفظ بول کر سراسر نبی کریم کی ہتک کر رہے ہو۔ پھر کیا وہ پہلے انبیاء بھی ایسے ہی محکوم ہوتے تھے کہ گورنمنٹ کے خوف سے آئندہ کے لئے انذاری پیش گوئیاں موت وغیرہ کے متعلق کرنے سے رک جایا کرتے تھے کہ آئندہ ہم موت کی پیش گوئی کسی کی نہ کیا کریں گے۔ خدا کی گورنمنٹ زبردست ہے یا انسانوں کی۔ پہلے مسیح نے تو سولی قبول کی مگر کلمہ حق پہنچانے سے انکار نہیں کیا۔ مگر اپنے من گھڑت نبی کے حالات سے تم خود ہی واقف ہو۔ ہمیں تشریح کرنے کی حاجت نہیں۔‘‘ (پیغام صلح لاہور مؤرخہ ۱۰؍اکتوبر ۱۹۱۷ء)

فصل دسویں

قادیانی صاحبان اور مسلمان دین وملت

(الف) اختلاف

(۱) مسلمانوں سے اختلاف

’’حضرت مسیح موعود کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا اور چند مسائل میں ہے۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول کریم ﷺ، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ غرض کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان سے اختلاف ہے۔‘‘

(الفضل قادیان ج۱۹ نمبر۱۳، مؤرخہ ۳۰؍جولائی ۱۹۳۱ء)

’’حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے فرمایا ہے کہ ان کا (یعنی مسلمانوں کا) اسلام اور ہے اور ہمارا (یعنی قادیانیوں کا) اور، ان کا خدا اور ہے اور ہمارا خدا اور، ہمارا حج اور ہے ان کا حج اور، اسی طرح ان سے (مسلمانوں سے) ہر بات میں اختلاف ہے۔‘‘

(الفضل قادیان ج۵ نمبر۱۵ ص۸ کالم۱، مؤرخہ ۲۱؍اگست ۱۹۱۷ء)

’’آج جس اسلام کی اشاعت آپ کے ذمہ ہے، وہ احمدیت، ہاں! صرف احمدیت ہے اور تمہارا فرض ہے کہ ہندوؤں کو کرشن کی آمد ثانی سے اور بدھوں کو مشیر یا بدھ کی بعثت سے مسیحیوں اور مسلمانوں کو مسیح موعود اور مہدی معہود کی رسالت سے مطلع کرو۔‘‘

(الفضل قادیان ج۲ نمبر۸۳ ص۳ کالم۲، مؤرخہ ۲۷؍دسمبر ۱۹۱۴ء)

(۲) کون سا اسلام

’’تم اپنے امتیازی نشانوں کو کیوں چھوڑتے ہو۔ تم ایک برگزیدہ نبی (مرزا قادیانی) کو مانتے ہو اور تمہارے مخالف اس کا انکار کرتے ہیں۔ حضرت (مرزا قادیانی) کے زمانہ میں ایک تجویز ہوئی کہ احمدی غیر احمدی مل کر تبلیغ کریں۔ مگر حضرت (مرزا قادیانی) نے فرمایا کہ تم کون سا اسلام پیش کرو گے۔ کیا جو خدا نے تمہیں نشان دیئے جو انعام خدا نے تم پر کیا وہ چھپاؤ گے۔‘‘

(تقریر خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار البدر قادیان ج۱۰ نمبر۱۲، مؤرخہ ۱۹؍جنوری ۱۹۱۱ء، آئینہ صداقت ص۵۳، انوار العلوم ج۶ ص۱۲۵)

(۳) قادیانی اسلام

’’عبداللہ کوئیلیم نے حضرت مسیح موعود کی زندگی میں ایک مشن قائم کیا۔ بہت سے لوگ مسلمان ہوئے۔ مسٹر ویب نے امریکہ میں ایسی اشاعت شروع کی مگر آپ نے (مرزا قادیانی نے) مطلق ان کو ایک پائی کی مدد نہ دی۔ اس کی وجہ یہ کہ جس اسلام میں آپ پر ایمان لانے کی شرط نہ ہو اور آپ کے سلسلہ کا ذکر نہیں۔ اسے آپ اسلام ہی نہیں سمجھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت خلیفہ اوّل نے اعلان کیا تھا کہ ان کا (مسلمانوں کا) اسلام اور ہے ہمارا (قادیانیوں کا) اسلام اور ہے۔‘‘ (الفضل قادیان ج۲ نمبر۸۵ ص۶ کالم۱، مؤرخہ ۳۱؍دسمبر ۱۹۱۴ء)

(۴) احمدیت

’’کہا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کا کام صرف اشاعت اسلام تھا اور اس کے لئے لوگوں کو تیار کرنا تھا اور یہی احمدیت ہے۔ اگر یہی احمدیت تھی تو اور لوگ جو حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں اشاعت اسلام کے لئے اٹھے تھے، ان کے لئے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو خوشی کا اظہار کرنا چاہئے تھا اور...... آپ ان کی انجمنوں میں شامل ہوتے انہیں چندہ دیتے مگر آپ (مرزا قادیانی) نے کبھی اس طرح نہیں کیا۔‘‘ (خطبہ سید سرور شاہ قادیانی، الفضل قادیان ج۲ نمبر۷۹ ص۷ کالم۲، مؤرخہ ۲۸؍جنوری ۱۹۱۵ء)

(۵) میری تبلیغ

’’ہندوستان سے باہر ہر ایک ملک میں ہم اپنے واعظ بھیجیں۔ مگر میں اس بات کے کہنے سے نہیں ڈرتا کہ اس تبلیغ سے ہماری غرض سلسلہ احمدیہ کی صورت میں اسلام کی تبلیغ ہو۔ میرا یہی مذہب ہے اور حضرت مسیح موعود کے پاس رہ کر اندر باہر ان سے بھی یہی سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ اسلام کی تبلیغ یہی میری تبلیغ ہے۔ پس اس اسلام کی تبلیغ کرو جو مسیح موعود لایا۔‘‘ (منصب خلافت ص۲۰، انوار العلوم ج۲ ص۳۹)

(۶) مردہ اسلام

’’حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی زندگی میں مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب کی تجویز پر ۱۹۰۵ء میں ایڈیٹر صاحب اخبار وطن نے ایک فنڈ اس غرض سے شروع کیا تھا کہ اس سے (رسالہ) ریویو آف ریلیجنز (قادیان) کی کاپیاں بیرونی ممالک میں بھیجی جائیں۔ بشرطیکہ اس میں حضرت مسیح موعود کا نام نہ ہو، مگر حضرت (مرزا قادیانی) نے اس تجویز کو اس بناء پر رد کر دیا کہ مجھ کو چھوڑ کر کیا مردہ اسلام پیش کرو گے۔ اس پر ایڈیٹر صاحب وطن نے اس چندہ کے بند کرنے کا اعلان کر دیا۔ (مثلہ: سلسلہ احمدیہ ج۱ ص۳۴۳)‘‘ (الفضل قادیان ج۱۶ نمبر۳۲ ص۱۱ کالم۲، مؤرخہ ۱۹؍اکتوبر ۱۹۲۸ء)

(۷) اسلام کی آواز

’’جب کوئی مصلح آیا تو اس کے ماننے والوں کو نہ ماننے والوں سے علیحدہ ہونا پڑا۔ اگر تمام انبیاء ماسبق کا یہ فعل قابل ملامت نہیں اور ہرگز نہیں تو ’’مرزا غلام احمد‘‘ کو الزام دینے والے انصاف کریں کہ اس مقدس ذات پر الزام کس لئے۔ پس جس طرح حضرت موسیٰ کے وقت میں موسیٰ کی آواز اسلام کی آواز تھی اور حضرت عیسیٰ کے وقت میں عیسیٰ کی اور سیدنا ومولانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی آواز اسلام کا صور تھا۔ اسی طرح آج قادیان سے بلند ہونے والی آواز اسلام کی آواز ہے۔‘‘ (الفضل قادیان ج۷ نمبر۹۰ ص۴ کالم۳، مؤرخہ ۲۷؍مئی ۱۹۲۰ء)

(۸) مرزا ساحر

’’ساحروں کے متعلق کہا جاتا ہے کہ انسانوں کو بندر بنا دیتے ہیں لیکن حضرت مرزا صاحب ایسے ساحر تھے کہ ان لوگوں کو جو یہودی صفت ہو کر بندروں سے مشابہ ہو چکے تھے انسان بنا دیتے تھے۔‘‘ (الفضل قادیان ج۷ نمبر۴۷ ص۴ کالم۲، مؤرخہ ۱۸؍دسمبر ۱۹۱۹ء)

(۹) ایک فرقہ

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۸۲،۸۳، خزائن ج۲۱ ص۱۰۸،۱۰۹) میں آپ (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:

''ان ہی دنوں میں آسمان سے ایک فرقہ کی بنیاد ڈالی جاوے گی اور خدا اپنے منہ سے اس فرقہ کی حمایت کے لئے ایک کرنا بجائے گا اور اس کرنا کی آواز پر ہر ایک سعید اس فرقہ کی طرف کھینچا آئے گا۔ بجز ان لوگوں کے جو شقی ازلی ہیں، جو دوزخ کے بھرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔''

ایسا ہی اشتہار حسین کامی سفیر سلطان روم میں آپ لکھتے ہیں:

''خدا نے یہی ارادہ کیا ہے کہ جو مسلمانوں میں مجھ سے الگ رہے گا وہ کاٹا جائے گا۔''

پھر ایک حضرت مسیح موعود کا الہام ہے جو آپ نے اشتہار معیار الاخیار مؤرخہ ۲۵ر مئی ۱۹۰۰ء ص۸ پر درج کیا ہے، اور وہ یہ ہے:

''جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔''

اختصار کے طور پر اتنے حوالے دیئے جاتے ہیں۔ ورنہ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) نے بیسیوں جگہ اس مضمون کو ادا کیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل (حکیم نورالدین) کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ چنانچہ جب ایک شخص نے آپ سے سوال کیا کہ حضرت مرزا صاحب کے ماننے کے بغیر نجات ہے یا نہیں تو آپ نے فرمایا:

''اگر خدا کا کلام سچ ہے تو مرزا صاحب کے ماننے کے بغیر نجات نہیں ہوسکتی۔''

(دیکھو اخبار البدر قادیان ج۱۲ نمبر۲ ص۲ کالم۱، مؤرخہ ۱۱ر جولائی ۱۹۱۲ء)

''اب جب کہ یہ مسئلہ بالکل صاف ہے کہ مسیح موعود کے ماننے کے بغیر نجات نہیں ہوسکتی تو کیوں خواہ مخواہ غیر احمدیوں کو مسلمان ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔''

(کلمۃ الفصل مصنفہ بشیر احمد قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ج۱۴ نمبر۳ ص۱۲۹، بابت ماہ مارچ ۱۹۱۵ء)

(۱۰) غیروں سے الگ

''کیا مسیح ناصری نے اپنے پیروؤں کو یہود بے بہبود سے الگ نہیں کیا۔ کیا وہ انبیاء جن کی سوانح کا علم ہم تک پہنچا ہے اور ہمیں ان کے ساتھ جماعتیں بھی نظر آتی ہیں۔ انہوں نے اپنی ان جماعتوں کو غیروں سے الگ نہیں کر دیا۔ ہر ایک شخص کو ماننا پڑے گا بے شک کیا ہے۔ پس اگر مرزا قادیانی بھی جو کہ نبی اور رسول ہیں اپنی جماعت کو منہاج نبوت کے مطابق غیروں سے الگ کر دیا تو نئی اور انوکھی بات کون سی کی۔''

(الفضل قادیان ج۵ نمبر۶۹،۷۰ ص۳ کالم۳، مؤرخہ ۲۶ر فروری، ۲ر مارچ ۱۹۱۸ء)

(۱۱) حضرت مسیح موعود کو مسلمان کہنا مسلمان بننے کے لئے کافی نہیں

(عنوان، الفضل ۲۱ر دسمبر ۱۹۱۸ء)

''آپ (مرزا قادیانی) کے مبعوث کئے جانے کی غرض یہ نہ تھی کہ لوگ آپ کو مسلمان سمجھ لیں اور بس۔ بلکہ یہ تھی کہ آپ کو قبول کریں اور آپ ''مسلمان را مسلمان باز کردند'' کے مطابق مسلمان کہلانے والوں کو سچے اور حقیقی مسلمان بنائیں۔ پس حضرت مرزا صاحب نے یہ کبھی نہیں کہا اور نہ لکھا کہ جو مجھے مسلمان کہہ لے وہ پکا مسلمان ہو جاتا ہے۔ بلکہ یہی کہا کہ جو مجھے مانے گا اور قبول کرے گا وہی مسلمان ہوگا۔''

(الفضل قادیان ج۶ نمبر۴۶ ص۹ کالم۲، مؤرخہ ۲۱ر دسمبر ۱۹۱۸ء)

(ب) مسلمان

(۱۲) مسلمان مسلمان نہیں

’’چو دور خسروی آغاز کردند مسلمان را مسلمان باز کردند

اس الہامی شعر میں اللہ تعالیٰ نے مسئلہ کفر اسلام کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس میں خدا نے غیر احمدیوں کو مسلمان بھی کہا ہے اور پھر ان کے اسلام کا انکار بھی کیا ہے۔ مسلمان تو اس لئے کہا ہے کہ وہ مسلمان کے نام سے پکارے جاتے ہیں اور جب تک یہ لفظ استعمال نہ کیا جاوے لوگوں کو پتہ نہیں چلتا کہ کون مراد ہے۔ مگر ان کے اسلام کا اس لئے انکار کیا گیا ہے کہ وہ اب خدا کے نزدیک مسلمان نہیں ہیں، بلکہ ضرورت ہے کہ ان کو پھر نئے سرے سے مسلمان کیا جاوے۔‘‘

(کلمۃ الفصل مصنفہ بشیر احمد قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ج ۱۴ نمبر ۳ ص ۱۴۳، بابت ماہ مارچ ۱۹۱۵ء)

(۱۳) مسلمان کا لفظ

’’اس جگہ ایک اور شبہ بھی پڑتا ہے اور وہ یہ کہ جب حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) اپنے منکروں کو حسب حکم الٰہی اسلام سے خارج سمجھتے تھے تو آپ نے ان کے لئے اپنی بعض آخری کتابوں میں بھی مسلمان کا لفظ کیوں استعمال فرمایا تو اس کا جواب یہ ہے کہ...... کیا قرآن شریف میں عیسیٰ کی طرف منسوب ہونے والی قوم کو نصاریٰ کے نام سے یاد نہیں کیا گیا۔ ضرور کیا گیا اور بہت دفعہ کیا گیا۔ مگر وہاں معترض نے اعتراض نہ کیا کہ جب وہ عیسیٰ کی تعلیم سے دور جا پڑے ہیں تو ان کو نصاریٰ کیوں کہا جاتا ہے۔ پھر اب یہاں اعتراض کیسا۔ اصل میں بات یہ ہے کہ عرف عام کی وجہ سے ایک نام کو اختیار کرنا پڑتا ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ چیز اسم بامسمّٰی ہوگئی۔ مثلاً دیکھو اگر ایک شخص سراج دین نامی مسلمان سے عیسائی ہو جاوے تو اسے پھر بھی سراج دین ہی کہیں گے۔ حالانکہ عیسائی ہو جانے کی وجہ سے وہ اب سراج دین نہیں رہا بلکہ کچھ اور بن گیا ہے۔ لیکن عرف عام کی وجہ سے اسے اس نام سے پکارا جاوے گا۔ معلوم ہوتا ہے حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کو بھی بعض وقت اس بات کا خیال آیا کہ کہیں میری تحریروں میں غیر احمدیوں کے متعلق مسلمان کا لفظ دیکھ کر لوگ دھوکا نہ کھائیں۔ اس لئے آپ نے کہیں کہیں بطور ازالہ کے غیر احمدیوں کے متعلق ایسے الفاظ بھی لکھ دیئے ہیں کہ وہ لوگ جو اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں، تا جہاں کہیں بھی مسلمان کا لفظ ہو اس سے مدعی اسلام سمجھا جاوے نہ کہ حقیقی مسلمان...... پس یہ ایک یقینی بات ہے کہ حضرت (مرزا غلام احمد قادیانی) نے جہاں کہیں بھی غیر احمدیوں کو مسلمان کہہ کر پکارا ہے، وہاں صرف یہ مطلب ہے کہ وہ اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ورنہ آپ حسب حکم الٰہی اپنے منکروں کو مسلمان نہ سمجھتے تھے۔‘‘

(کلمۃ الفصل مصنفہ بشیر احمد قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ج ۱۴ نمبر ۳ ص ۱۲۶، ۱۲۷، بابت ماہ مارچ ۱۹۱۵ء)

’’یاد رکھنا چاہئے کہ ہم جہاں غیر احمدیوں کے لئے مسلمان کا لفظ استعمال کرتے ہیں تو اس سے مراد حسب پیش گوئی نبی کریم ﷺ اسمی ورسمی ہوتی ہے۔ کیونکہ آخر وہ نہ تو ہندو ہیں نہ عیسائی، نہ بدھ۔ کلمہ پڑھتے ہیں اور قرآن شریف پر عمل کے مدعی۔ ضرور ہے کہ ہم انہیں اسی نام سے پکاریں جس کا وہ اپنے آپ کو مستحق سمجھتے ہیں۔ یہودیوں کے لئے ’’الذین ھادوا‘‘ قرآن مجید میں آتا ہے اور عیسائیوں کے لئے نصاریٰ اور بعض اوقات عیسائی اور موسائی بھی کہہ لیا جاتا ہے۔ حالانکہ وہ نہ ہدایت یافتہ نہ حضرت عیسیٰ وموسیٰ کے متبعین۔ پس مسلمان کا لفظ بہ لحاظ قوم ہے اور شرعی فتویٰ جو کسی نبی کے انکار سے لازم آتا ہے وہ اور بات ہے۔‘‘ (الفضل قادیان ج ۱۲ نمبر ۱۱۳، مؤرخہ ۱۱ اپریل ۱۹۲۵ء)

(۱۴) سلام مسنون

’’لیکن ہم پوچھتے ہیں اگر سلام مسنون نہ کہنے سے یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ مخاطب کرنے والے کے نزدیک مخاطبین مسلمان نہ تھے بلکہ کافر تھے تو کیا اگر اسی قسم کی مثال حضرت مسیح موعود کی پیش کی جائے تو پیغام اور اس کا امیر (مولوی محمد علی لاہوری قادیانی) تسلیم کرلیں گے کہ مسیح موعود بھی ان لوگوں کو جنہیں آپ نے بغیر سلام مسنون مخاطب کیا، مسلمان نہ سمجھتے تھے بلکہ کافر قرار دیتے تھے۔ دیکھئے حضرت مسیح موعود نے آئینہ کمالات اسلام میں ایک مکتوب بزبان عربی لکھا...... یہ عربی خط ہندوستان کے مسلمانوں کی طرف ہی نہیں لکھا گیا بلکہ اس کے مخاطب مشائخ ہند اور زہاد اور صوفیاء مصر وشام وغیرہ اسلامی ممالک بھی ہیں۔ مگر جب ہم خط کو دیکھتے ہیں تو وہ بغیر سلام مسنون بسم اللہ کے بعد اس طرح شروع ہوتا ہے۔

’’الی مشایخ الھند ومتصوفۃ افغانستان ومصر وغیرھا من الممالک۔

اما بعد۔ فاعلموا ایھا الفقراء والزھاد ومشائخ الھند وغیرھا من البلاد الذین وقعوا فی البدعات والفساد‘‘

اور دیکھئے ۱۹۰۲ء میں جب علماء ندوہ کا جلسہ امرتسر میں ہوا تو اس وقت حضرت مسیح موعود کے متعلق ایک اشتہار شائع ہوا جس کے جواب میں آپ نے (مرزا غلام احمد نے) ایک ہی دن ’’دعوۃ الندوۃ‘‘ کے نام سے ایک رسالہ لکھا جس میں بغیر سلام مسنون کے التبلیغ کے عنوان سے علمائے ندوہ کو یوں مخاطب فرمایا۔’’یا اھل دار الندوۃ تعالوا الیٰ کلمۃ سواء بیننا وبینکم ان لا نحکم الا القران...... ‘‘پس اگر حضرت خلیفہ ثانی (مرزا محمود) کے سلام مسنون نہ لکھنے کا یہ مطلب ہے کہ آپ نے اس مجمع کو مسلمانوں کا مجمع نہ سمجھا تو حضرت مسیح موعود نے جو عام مسلمانوں کے مجمعوں کو نہیں انگریزی خوانوں کے مجمع کو نہیں ہندوؤں کے زیر اثر مجمع کو نہیں بلکہ علماء اور فضلاء کے مجمعوں کو بغیر سلام مسنون مخاطب فرمایا ہے۔ اس سے بدرجہ اولیٰ ثابت ہوا کہ آپ بھی ان کو مسلمان نہ سمجھتے تھے، بلکہ کافر قرار دیتے تھے اور جن کو حضرت مسیح موعود کافر قرار دیں ان کو کافر سمجھنا ہر ایک اس شخص کا فرض ہے جو آپ کو راست باز اور خدا کا برگزیدہ سمجھتا ہو۔‘‘ (الفضل قادیان ج ۸ نمبر ۴ ص ۴ کالم ۱ تا ۳، مؤرخہ ۲۲؍جولائی ۱۹۲۰ء)

(۱۵) زبانی دعویٰ

’’لہٰذا یہ یقینی اور قطعی طور پر یقینی ہے کہ اگر اس زمانہ کے یہودی صفت مسلمان نبی کریم کے وقت میں پیدا کئے جاتے تو آپ کے ساتھ بھی وہی سلوک کرتے جو انہوں نے اس زمانہ کے رسول (مرزا غلام احمد قادیانی) کے ساتھ کیا اور اگر وہ موسیٰ اور عیسیٰ کا زمانہ پاتے تو ان کو بھی اسی طرح انکار کرتے۔ کیونکہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) اللہ تعالیٰ کا ایک نور ہے اور وہ آنکھ جو اس نور کو نہیں دیکھ سکی وہ اندھی ہے۔ کسی اور نور کو بھی نہیں دیکھ سکتی۔ حضرت مسیح موعود نے بھی اس اصل کو بیان فرمایا ہے۔ جیسا کہ آپ مخالفوں کا ذکر کرتے ہوئے اربعین ص ۲۳ پر فرماتے ہیں کہ:’’ایسا شخص اگر آنحضرت ﷺ کا زمانہ پاتا تو آپ کو بھی نہ مانتا اور اگر حضرت عیسیٰ کے زمانے میں ہوتا تو ان کو بھی قبول نہ کرتا۔‘‘ پس مخالفین کا یہ دعویٰ کہ ہم مسلمان ہیں ایک زبانی دعویٰ ہے۔‘‘

(کلمۃ الفصل مصنفہ بشیر احمد قادیانی، مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ج ۱۴ نمبر ۳ ص ۱۰۳، بابت ماہ مارچ ۱۹۱۵ء)

(۱۶) خبیث عقیدہ

''حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی اس تحریر سے بہت سی باتیں حل ہو جاتی ہیں۔ اوّل یہ کہ حضرت صاحب کو اللہ تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ اطلاع دی کہ تیرا انکار کرنے والا مسلمان نہیں اور نہ صرف یہ اطلاع دی بلکہ حکم دیا کہ تو اپنے منکروں کو مسلمان نہ سمجھ۔ دوسرے یہ کہ حضرت صاحب نے عبدالحکیم خاں کو جماعت سے اس واسطے خارج کیا کہ وہ غیر احمدیوں کو مسلمان کہتا تھا۔ تیسرے یہ کہ مسیح موعود کے منکروں کو مسلمان کہنے کا عقیدہ ایک خبیث عقیدہ ہے۔ چوتھے یہ کہ جو ایسا عقیدہ رکھے، اس کے لئے رحمت الٰہی کا دروازہ بند ہے۔ پانچویں یہ کہ جو شخص مسیح موعود کی دعوت کو رد کرتا ہے۔ وہ قرآن شریف کی نصوص صریحہ کو چھوڑتا ہے اور خدا کے کھلے نشانات سے منہ پھیرتا ہے۔ چھٹے یہ کہ جو مسیح موعود کے منکروں کو راست باز قرار دیتا ہے۔ اس کا دل شیطان کے پنجے میں گرفتار ہے۔''

(کلمۃ الفصل مصنفہ بشیر احمد قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ج ۱۴ نمبر ۳ ص ۱۲۵، بابت ماہ مارچ ۱۹۱۵ء)

(۱۷) دجالی طلسم

''اس تحریر سے ہم کو اتنی باتوں کا پتہ لگتا ہے۔ اوّل یہ کہ حضرت مولوی صاحب (حکیم نورالدین قادیانی خلیفہ اوّل) کا یہ عقیدہ تھا کہ مسلمان کہلانے کے لئے ایمان بالرسل ضروری ہے۔ دوسرے یہ کہ رسل کے مفہوم میں سارے رسول شامل ہیں۔ خواہ کوئی رسول نبی کریم ﷺ سے پہلے آئے یا بعد میں۔ ہندوستان میں ہو یا کسی اور ملک میں۔ تیسرے یہ کہ حضرت مسیح موعود بھی اللہ تعالیٰ کے ایک رسول تھے اور ایمان بالرسل میں آپ پر ایمان لانا بھی شامل ہے۔ چوتھے یہ کہ جو مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ اللہ کے رسولوں میں تفرقہ کرتا ہے۔ اس لئے وہ کافر ہے۔ اب کہاں ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ حضرت مولوی صاحب غیر احمدیوں کو مسلمان سمجھا کرتے تھے۔ وہ دیکھیں کہ مذکورہ بالا تحریر ان کے سارے دجالی طلسم کو پاش پاش کر دیتی ہے۔''

(کلمۃ الفصل مصنفہ بشیر احمد قادیانی، مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ج ۱۴ نمبر ۳ ص ۱۲۲، بابت ماہ مارچ ۱۹۱۵ء)

(۱۸) فیصلہ

''اب مسیح موعود کے اس فیصلہ کے بعد ہم کسی ایسے شخص کی بات کو پرپشہ کے برابر وقعت نہیں دیتے جو احمدی کہلا کر غیر احمدیوں کو مسلمان جانتا ہے۔ ہم مجبور ہیں۔ ہم نے مسیح موعود کو مصلحت وقت کے لئے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے اسے واقعی حکم سمجھ کر مانا ہے اور اس کی ہر ایک بات کو سچا پایا ہے۔ پس جب مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کہتا ہے کہ اس کے منکروں کو خدا مسلمان نہیں جانتا تو ہم کون ہیں کہ اس بات کا انکار کریں۔'' (کلمۃ الفصل مصنفہ بشیر احمد قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ج ۱۴ نمبر ۳ ص ۱۳۲،۱۳۳، بابت ماہ مارچ ۱۹۱۵ء)

(ج) تکفیر

(۱۹) تکفیر کی توسیع

''ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہوسکتا۔ ہاں! ضال اور جادہ صواب سے منحرف ضرور ہوگا اور میں اس کا نام بے ایمان نہیں رکھتا۔ (متن کتاب) یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعویٰ کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں۔ لیکن صاحب شریعت

کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں گو وہ کیسی ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں، ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔" (تریاق القلوب ص۱۳۰، خزائن ج۱۵ ص۴۳۲، ۴۳۳، متن و حاشیہ)

"دیکھو جس طرح جو شخص اللہ اور اس کے رسول اور اس کی کتاب کو ماننے کا دعویٰ کر کے ان کے احکام کی تفصیلات مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، تقویٰ، طہارت کو بجا نہ لاوے اور ان احکام کو جو تزکیہ نفس ترک شر اور حصول خیر کے متعلق نافذ ہوئے ہیں چھوڑ دے وہ مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں ہے اور اس پر ایمان کے زیور سے آراستہ ہونے کا اطلاق صادق نہیں آسکتا۔ اسی طرح سے جو شخص مسیح موعود کو نہیں مانتا یا ماننے کی ضرورت نہیں سمجھتا وہ بھی حقیقت اسلام اور غایت نبوت اور غرض رسالت سے بے خبر محض ہے اور وہ اس بات کا حقدار نہیں ہے کہ اس کو سچا مسلمان، خدا اور اس کے رسول کا سچا تابع دار اور فرمانبردار کہہ سکیں۔ کیونکہ جس طرح سے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے ذریعہ سے قرآن شریف میں اور احکام دیئے ہیں، اسی طرح سے آخری زمانہ میں ایک آخری خلیفہ کے آنے کی پیش گوئی بھی بڑے زور سے بیان فرمائی ہے اور اس کے نہ ماننے والوں اور اس انحراف کرنے والوں کا نام فاسق رکھا ہے۔"

(حجۃ اللہ، تقریر لاہور مرزا قادیانی، منقول از النبوۃ فی الاسلام ص۲۱۴، ۲۱۵، مؤلفہ مولوی محمد علی لاہوری قادیانی امیر جماعت لاہور)

"میں خدا کا ظلی اور بروزی طور پر نبی ہوں اور ہر ایک مسلمان کو دینی امور میں میری اطاعت واجب ہے اور مسیح موعود ماننا واجب ہے اور ہر ایک جس کو میری تبلیغ پہنچ گئی ہے گو وہ مسلمان ہے مگر مجھے اپنا حکم نہیں ٹھہراتا اور نہ مجھے مسیح موعود مانتا ہے اور نہ میری وحی کو خدا کی طرف سے جانتا ہے۔ وہ آسمان پر قابل مواخذہ ہے۔ کیونکہ جس امر کو اس نے اپنے وقت پر قبول کرنا تھا اس کو رد کر دیا۔"

(تحفۃ الندوہ ص۴، خزائن ج۱۹ ص۹۵)

"علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔ کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیش گوئی موجود ہے۔ یعنی رسول اللہ ﷺ نے خبر دی تھی کہ آخری زمانے میں میری امت میں سے ہی مسیح موعود آئے گا اور آنحضرت ﷺ نے یہ بھی خبر دی تھی کہ میں معراج کی رات میں مسیح ابن مریم کو ان نبیوں میں دیکھ آیا ہوں جو اس دنیا سے گزر گئے ہیں اور یحییٰ شہید کے پاس دوسرے آسمان میں ان کو دیکھا ہے...... اور خدا نے میری سچائی کی گواہی کے لئے تین لاکھ سے زیادہ آسمانی نشان ظاہر کئے اور آسمان پر کسوف خسوف رمضان میں ہوا۔ اب جو شخص خدا اور رسول کے بیان کو نہیں مانتا اور قرآن کی تکذیب کرتا ہے اور عمداً خدا تعالیٰ کے نشانوں کو رد کرتا ہے اور مجھ کو باوجود صدہا نشانوں کے مفتری ٹھہراتا ہے تو وہ مومن کیونکر ہو سکتا ہے اور اگر وہ مؤمن ہے تو میں بوجہ افتراء کرنے کے کافر ٹھہرا۔ کیونکہ میں ان کی نظر میں مفتری ہوں۔" (حقیقت الوحی ص۱۶۳، ۱۶۴، خزائن ج۲۲ ص۱۶۸)

"کفر دو قسم پر ہے۔ (اوّل) ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت ﷺ کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ (دوم) دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے۔ جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے۔ پس اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے کافر ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔" (حقیقت الوحی ص۱۷۹، خزائن ج۲۲ ص۱۸۵)

"خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے۔" (مندرجہ رسالہ الذکر الحکیم نمبر۴ ص۲۳، مرتبہ ڈاکٹر عبدالحکیم منقول از اخبار الفضل قادیان ج۲۲ نمبر۸۵ ص۸ کالم۱، مؤرخہ ۱۵؍جنوری ۱۹۳۵ء، تذکرہ ص۶۰۷، طبع چہارم)

’’جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔‘‘

(اشتہار معیار الاخیار مندرجہ تبلیغ رسالت ج۹ ص۲۷، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۷۵، جدید مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۳۹۴، تذکرہ ص۳۳۶، طبع چہارم)

’’پس نہ صرف اس کو جو آپ (مرزا قادیانی) کو کافر تو نہیں کہتا مگر آپ کے دعویٰ کو نہیں مانتا کافر قرار دیا گیا ہے۔ بلکہ وہ بھی جو آپ کو دل میں سچا قرار دیتا ہے اور زبانی بھی آپ کا انکار نہیں کرتا۔ لیکن ابھی بیعت میں اسے کچھ توقف ہے۔ کافر قرار دیا گیا ہے۔‘‘

(ارشاد مرزا محمود خلیفہ قادیان، رسالہ تشحیذ الاذہان ج۶ نمبر۴ ص۱۴۱، بابت ماہ اپریل ۱۹۱۱ء، منقول از عقائد احمدیہ ص۱۰۸، میر مدثر شاہ قادیانی لاہوری)

’’کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔‘‘ (آئینہ صداقت ص۳۵، انوار العلوم ج۶ ص۱۱۰)

’’یہ بات تو بالکل غلط ہے کہ ہمارے اور غیر احمدیوں کے درمیان کوئی فروعی اختلاف ہے...... کسی مامور من اللہ کا انکار کفر ہو جاتا ہے۔ ہمارے مخالف حضرت مرزا صاحب کی ماموریت کے منکر ہیں۔ بتاؤ کہ یہ اختلاف فروعی کیونکر ہوا۔ قرآن مجید میں تو لکھا ہے: ’’لانفرق بین احد من رسله‘‘ لیکن حضرت مسیح موعود کے انکار میں تو تفرقہ ہوتا ہے۔‘‘

(نہج المصلی، مجموعہ فتاویٰ احمدیہ جلد اوّل ص۲۷۴، ۲۷۵، مؤلفہ محمد فضل خان قادیانی)

’’ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا اور یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔‘‘

(کلمۃ الفصل مصنفہ بشیر احمد قادیانی، مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ج۱۴ نمبر۳ ص۱۱۰، بابت ماہ مارچ ۱۹۱۵ء)

(۲۰) اصول تکفیر

’’ایک دن نماز عصر کے بعد خود جناب خلیفہ (مرزا محمود) سے اس بارہ میں میری گفتگو ہوئی کہ وہ غیر احمدیوں کی کیوں تکفیر کرتے ہیں۔ اس گفتگو کا خلاصہ میں ذیل میں درج کرتا ہوں۔

خاکسار...... کیا یہ صحیح ہے کہ آپ غیر احمدیوں کو کافر سمجھتے ہیں۔

خلیفہ صاحب...... ہاں! یہ درست ہے۔

خاکسار...... اس تکفیر کی بناء کیا ہے کیا وہ کلمہ گو نہیں ہیں۔

خلیفہ صاحب...... بے شک وہ کلمہ گو ہیں لیکن ہمارا اور ان کا اختلاف فروعی نہیں اصولی ہے۔ مسلم کے لئے توحید پر، تمام انبیاء پر، ملائکہ پر، کتب آسمانی پر ایمان لانا ضروری ہے اور جو ان میں سے ایک بھی نبی اللہ کا منکر ہو جائے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء کو مانتے ہیں، لیکن صرف رسول اکرم ﷺ کی رسالت کے منکر ہونے کی وجہ سے کافر ہیں۔ اسی طرح قرآن کریم کے مطابق غیر احمدی مرزا صاحب کی نبوت سے منکر ہو کر کفار میں شامل ہیں۔ اللہ کی طرف سے ایک مامور آیا۔ جس کو ہم نے مان لیا اور انہوں نے نہ مانا۔‘‘

(مضمون: عبدالقادر متعلم جامعہ ملیہ، مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج۱۰ نمبر۹۹ ص۸، ۹، مؤرخہ ۲۱ جون ۱۹۲۳ء)

(۲۱) جزو ایمان

ہمارے نزدیک مسیح موعود پر ایمان لانا جزو ایمان ہے۔ کیونکہ آپ کے انکار کو رسول اکرم ﷺ کا انکار مستلزم ہے۔ چنانچہ خود حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں: ’’علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۱۶۳، خزائن ج۲۲ ص۱۶۸)

’’پس جب کہ مسیح موعود کے انکار سے خدا اور محمد رسول اللہ ﷺ کا انکار لازم ہے تو لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ میں خود مسیح موعود کا اقرار آجاتا ہے۔ اس لئے جو شخص مسیح موعود کا منکر ہو کر منہ سے لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کہتا رہے، وہ اسی طرح مسلمان نہیں ہوسکتا، جس طرح کوئی شخص کلمہ طیبہ کا اقرار کرتا رہے۔ مگر ساتھ ہی گزشتہ انبیاء علیہم السلام میں سے بعض یا تمام یا دیگر ایمانیات کا منکر رہے۔‘‘ (الفضل قادیان ج۱۳ نمبر۱۲۲، مؤرخہ ۲۹؍جون ۱۹۲۶ء)

(۲۲) کیوں کافر

’’اس کی وجہ کہ غیر احمدی کیوں کافر ہیں۔ قرآن کریم نے بیان کی ہے۔ وہ اصل جو قرآن کریم نے بیان کی ہے وہ اصل جو قرآن کریم نے بتایا ہے۔ اس سب کا انکار یا اس کے کسی ایک حصہ کے نہ ماننے سے کافر ہو جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ کا انکار کفر ہے۔ سب نبیوں کا یا نبیوں میں سے ایک کا انکار کفر ہے۔ کتب الٰہی کا انکار کفر ہے۔ ملائکہ کے انکار سے انسان کافر ہو جاتا ہے وغیرہ۔ ہم چونکہ حضرت مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں اور غیر احمدی آپ کو نبی نہیں مانتے اس لئے قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق کہ کسی ایک نبی کا انکار بھی کفر ہے غیر احمدی کافر ہیں۔‘‘ (مرزا محمود خلیفہ قادیان کا بیان بہ اجلاس سب جج عدالت گورداسپور، الفضل قادیان ج۹ نمبر۱۰۱، ۱۰۲ ص۶، مؤرخہ ۲۶-۲۹؍جون ۱۹۲۲ء)

(۲۳) دو بڑے کافر

’’اب میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں دو شخصوں کو سب سے بڑا کافر بیان فرمایا ہے۔ اوّل وہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی جھوٹی بات منسوب کرتا ہے۔ مثلاً کہتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے الہام کیا ہے۔ حالانکہ درحقیقت اسے کوئی الہام نہیں ہوا۔ دوسرے وہ جو خدا کے کلام کی تکذیب کرتا ہے، جیسے فرمایا: ’’ومن اظلم ممن افتری علی اللّٰہ کذبا او کذب بایاتہ ‘‘ اس آیت میں ظالم سے کافر مراد ہے اور حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے بھی ظالم کے یہی معنی کئے ہیں۔ دیکھو (حقیقت الوحی ص۱۶۳، حاشیہ) اب مسیح موعود کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مامور ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہم کلام ہوتا ہے۔ دو حالتوں سے خالی نہیں۔ یا تو وہ نعوذ باللہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے اور محض افتریٰ علی اللہ کے طور پر دعویٰ کرتا ہے تو ایسی صورت میں نہ صرف وہ کافر بلکہ بڑا کافر ہے اور یا مسیح موعود اپنے دعویٰ الہام میں سچا ہے اور خدا سچ مچ اس سے ہم کلام ہوتا تھا اور اس صورت میں بلاشبہ یہ کفر انکار کرنے والے پر پڑے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں خود فرمایا ہے۔ پس اب تم کو اختیار ہے کہ یا مسیح موعود کے منکروں کو مسلمان کہہ کر مسیح موعود پر کفر کا فتویٰ لگاؤ اور یا مسیح موعود کو سچا مان کر اس کے منکروں کو کافر جانو۔‘‘

(کلمۃ الفصل مصنفہ بشیر احمد قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ج۱۴ نمبر۳ ص۱۲۲، ۱۲۳، بابت ماہ مارچ ۱۹۱۵ء)

(۲۴) صاف ظاہر

’’پھر (مرزا قادیانی کا) ایک اور الہام ہے جس میں انکار کی گنجائش باقی رہتی ہی نہیں سوائے اس کے کہ الہام کا انکار کر دیا جائے

اور وہ الہام یہ ہے: ’’قل یا ایھا الکفار انی من الصادقین ‘‘(حقیقت الوحی ص۹۲)...... خدا مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو حکم دیتا ہے کہ تو کہہ اے کافرو میں صادقین میں سے ہوں۔ یہ بات تو صاف ظاہر ہے کہ اس الہام میں مخاطب ہر ایک ایسا شخص ہے جو حضرت مسیح موعود کو صادق نہیں سمجھتا کیونکہ فقرہ ’’انی من الصادقین ‘‘اس کی طرف صاف طور پر اشارہ کر رہا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ ہر ایک جو آپ کو (یعنی مرزا قادیانی کو) صادق نہیں جانتا اور آپ کے دعاوی پر ایمان نہیں لاتا، وہ کافر ہے۔‘‘

(کلمۃ الفصل مصنفہ بشیر احمد قادیانی، مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ج۱۴ نمبر۳ ص۱۴۳، بابت ماہ مارچ ۱۹۱۵ء)

(۲۵) آیت کے ماتحت

’’پس اس آیت کے ماتحت ہر ایک شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا اور محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کو نہیں مانتا۔ وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے اور یہ فتویٰ ہماری طرف سے نہیں ہے، بلکہ اس کی طرف سے ہے، جس نے اپنے کلام میں ایسے لوگوں کے لئے ’’اولئک هم الکافرون حقا ‘‘فرمایا ہے۔‘‘

(کلمۃ الفصل مصنفہ بشیر احمد قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ج۱۴ نمبر۳ ص۱۱۰، بابت ماہ مارچ ۱۹۱۵ء)

’’ہاں! اگر اس بات کا ثبوت چاہو کہ حضرت مسیح موعود اپنے مخالفین کو اس آیت کے ماتحت سمجھتے تھے یا نہیں، تو الحکم نمبر۳۰ ج۴، ۱۹۰۰ء پڑھ لو، ساری حقیقت کھل جائے گی۔ وہاں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کا ایک خطبہ درج ہے جو مولوی صاحب مرحوم نے حضرت مسیح موعود کے سامنے پڑھا۔ مولوی صاحب موصوف نے اس خطبہ کو ’’اولئک هم الکافرون حقا ‘‘والی آیت سے ہی شروع کیا اور احمدیوں کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر تم مسیح موعود کو ہر ایک امر میں حکم نہیں ٹھہراؤ گے اور اس پر ایسا ایمان نہیں لاؤ گے۔ جیسا کہ صحابہ، نبی کریم پر لائے تو تم بھی ایک گونہ غیر احمدیوں کی طرح اللہ کے رسولوں میں تفریق کرنے والے ہوگے۔ حضرت مولوی صاحب مرحوم نے اس خطبہ میں یہ بھی کہا کہ اگر میں اس خیال میں غلطی پر ہوں تو میں التجا کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود مجھے میری غلطی سے مطلع فرماویں۔ مگر حضرت صاحب نے ایسا نہیں کیا بلکہ جب مولوی صاحب آپ کو نماز جمعہ کے بعد ملنے کے لئے تشریف لے گئے تو آپ (یعنی مرزا قادیانی) نے فرمایا کہ: ’’یہ بالکل میرا مذہب ہے جو آپ نے بیان کیا۔‘‘ اور فرمایا کہ: ’’یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ آپ معارف الٰہیہ کے بیان میں بلند چٹان پر قائم ہوگئے ہیں۔‘‘ (دیکھو اخبار الحکم قادیان ج۴ نمبر۳۰، مؤرخہ ۲۴؍اگست ۱۹۰۰ء، کلمۃ الفصل مصنفہ بشیر احمد قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ج۱۴ نمبر۴ ص۱۶۷،۱۶۸، بابت ماہ اپریل ۱۹۱۵ء)

(۲۶) خدا کی قسم

’’کیا خلیفہ اوّل (حکیم نورالدین) کو مہدی جاننے والے اپنے مہدی کی بات ماننے کو تیار ہیں، وہ سنیں کہ میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کی جھوٹی قسم کھانا ایک لعنتی آدمی کا کام ہے کہ میں نے اپنے کانوں سے حضرت خلیفۃ المسیح خلیفہ اوّل کو ’’اولئک هم الکافرون حقا ‘‘والی آیت کو غیر احمدیوں پر چسپاں کرتے ہوئے اور رسل کے لفظ میں حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کو شامل کرتے ہوئے سنا ہے۔ مجھے ایک عرصہ گزر جانے کی وجہ سے حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کے الفاظ یاد نہیں ہیں۔ مگر مجھے یہ اچھی طرح یاد ہے کہ آپ نے مذکورہ بالا آیت کو غیر احمدیوں پر چسپاں کیا بلکہ سننے والوں نے اس دن تعجب بھی کیا تھا کہ حضرت مولوی صاحب نے خلاف عادت صریح الفاظ میں مسئلہ کفر کی تصدیق فرمائی۔ ورنہ عام طور پر مولوی صاحب کی عادت تھی کہ اگر کوئی آپ سے اس مسئلہ کے متعلق سوال

کرتا تو آپ یہ کہہ کر ٹال دیا کرتے تھے کہ تمہیں دوسرے کے کفر واسلام سے کیا تم اپنی فکر کرو۔''

(کلمۃ الفصل مصنفہ مرزا بشیر احمد قادیانی، مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ج۱۴ نمبر۳ ص۱۲۰،۱۲۱، بابت ماہ مارچ ۱۹۱۵ء)

(۲۷) پھر کس طرح

''پھر ہم کس طرح مان لیں کہ خدا تو ایک شخص کو کہے کہ ''انت منی بمنزلہ ولدی۔ انت منی بمنزلتہ توحیدی وتفریدی ''لیکن وہ شخص ایسا معمولی ہو کہ اس کا ماننا اور نہ ماننا قریباً قریباً برابر ہو۔ پھر ہم کس طرح مان لیں کہ ایک شخص کے انکار سے انسان یہودی بن کر مغضوب علیہم بن جاوے۔ لیکن اس کو ماننا ایمانیات میں سے نہ ہو۔ پھر ہم کس طرح مان لیں کہ ایک شخص پکار پکار کر کہے ؎

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے

لیکن ابن مریم کا منکر تو کافر ہو اور غلام احمد (قادیانی) کا منکر کافر نہ ہو اور پھر ہم کس طرح مان لیں کہ ایک شخص کو اللہ تعالیٰ بار بار اپنے الہام میں رسول اور نبی کہہ کر پکارے۔ لیکن وہ ''لانفرق بین احد من رسلہ'' کے لفظ رسل میں شامل نہ ہو اور اس کا منکر ''اولئک ھم الکافرون حقا'' سے باہر ہو۔''

(کلمۃ الفصل مصنفہ بشیر احمد قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ج۱۴ نمبر۴ ص۱۷۴،۱۷۵، بابت ماہ اپریل ۱۹۱۵ء)

(۲۸) موٹی سی بات

''پس اب کوئی شخص مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) کی ظلی نبوت کا انکار کر دے تو کر دے۔ مگر آپ کو ظلی نبی مان کر پھر اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ آپ کے منکرین کی نسبت وہی فتویٰ ہے جو قرآن کریم نے انبیاء کے منکرین کے متعلق بیان فرمایا ہے۔ یہ ایک موٹی سی بات ہے کہ جب مسیح موعود (مرزا قادیانی) خدا کا ایک رسول اور نبی ہے تو پھر اس کو وہ سارے حقوق حاصل ہیں جو اور نبیوں کو ہیں اور اس کا انکار ایسا ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے کسی اور نبی کا انکار۔ اب ظاہر ہے کہ جو شخص مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا انکار کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے رسولوں میں تفریق کرتا ہے۔ یعنی باقی رسولوں کو تو مانتا ہے مگر مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو نہیں مانتا۔ اس لئے اس کی طرف یہ قول منسوب نہیں کیا جا سکتا کہ ''لانفرق بین احد من رسلہ'' کیونکہ اس نے مسیح موعود کے انکار سے رسولوں میں تفریق کر دی۔ پس اس لئے وہ حق نہیں رکھتا کہ اسے مؤمن کے نام سے پکارا جاوے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے دوسری جگہ ایسے لوگوں کو، جو خدا کے بعض رسولوں کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے، پکا کافر کہا ہے۔'' (کلمۃ الفصل مصنفہ بشیر احمد قادیانی، مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ج۱۴ نمبر۳ ص۱۱۹، بابت ماہ مارچ ۱۹۱۵ء)

(۲۹) ہتک اور استہزاء

''آنحضرت کی بعثت اوّل میں آپ کے منکروں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا۔ لیکن آپ کی بعثت ثانی میں آپ کے منکروں کو داخل اسلام سمجھنا یہ آنحضرت کی ہتک اور آیات اللہ سے استہزاء ہے۔ حالانکہ خطبہ الہامیہ میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے آنحضرت کی بعثت اوّل وثانی کی باہمی نسبت کو ہلال اور بدر کی نسبت سے تعبیر فرمایا ہے۔ جس سے لازم آتا ہے کہ بعث ثانی کے کافر، کفر میں بعث اوّل کے کافروں سے بہت بڑھ کر ہیں۔'' (الفضل قادیان ج۳ نمبر۱۰ ص۶ کالم۱، مؤرخہ ۱۵؍جولائی ۱۹۱۵ء)

''پس ان معنوں میں مسیح موعود (جو آنحضرت کے بعث ثانی کے ظہور کا ذریعہ ہے) کے احمد اور نبی اللہ ہونے سے انکار کرنا گویا

آنحضرت کے بعث ثانی اور آپ کے احمد اور نبی اللہ ہونے سے انکار کرنا ہے جو منکر کو دائرہ اسلام سے خارج اور پکا کافر بنا دینے والا ہے۔'' (الفضل قادیان ج۳ نمبر۳ ص۷ کالم۱، مؤرخہ ۲۹؍جون ۱۹۱۵ء)

''خلاصہ کلام یہ کہ حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا قادیانی) کا اللہ تعالیٰ نے بار بار اپنے الہام میں احمد نام رکھا ہے۔ اس لئے آپ کا منکر کافر ہے۔ کیونکہ احمد کے منکر کے لئے قرآن میں لکھا ہے: واللّٰہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون''

(کلمۃ الفصل مصنفہ بشیر احمد قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ج۱۴ نمبر۳ ص۱۴۱، بابت ماہ مارچ ۱۹۱۵ء)

(۳۰) برابری

''پھر اپنے رسالہ (کفر و اسلام) کے صفحہ ۶ پر مولوی محمد علی صاحب (لاہوری قادیانی) لکھتے ہیں: مسیح موعود کے نہ ماننے سے ایک شخص قابل مواخذہ ہے۔ مگر وہ دائرہ اسلام سے اس وقت تک خارج نہیں ہوتا جب تک لا الٰہ الا اللّٰہ کا انکار نہ کرے۔ اگر مولوی صاحب موصوف کا واقعی یہ ہی اعتقاد ہے تو پھر ان کے نزدیک یہ فقرہ بھی درست ہونا چاہئے کہ نبی کریم کے نہ ماننے سے ایک شخص قابل مواخذہ ہے۔ مگر وہ دائرہ اسلام سے اس وقت تک خارج نہیں ہوتا جب تک کہ لا الہ الا اللّٰہ کا انکار نہ کرے۔''

(کلمۃ الفصل مصنفہ بشیر احمد قادیانی، مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ج۱۴ نمبر۴ ص۱۸۳، بابت ماہ اپریل ۱۹۱۵ء)

(۳۱) ایک اولوالعزم نبی

''اگر یہودی اس لئے بیت المقدس کی تولیت کے مستحق نہیں کہ وہ جناب مسیح اور حضرت نبی کریم ﷺ کی رسالت و نبوت کے منکر ہیں اور عیسائی اس لئے غیر مستحق ہیں کہ انہوں نے خاتم النّبیین کی رسالت و نبوت کا انکار کردیا ہے تو یقیناً غیر احمدی بھی مستحق تولیت بیت المقدس نہیں۔ کیونکہ یہ بھی اس زمانہ میں مبعوث ہونے والے خدا کے ایک اولوالعزم نبی کے منکر اور مخالف ہیں اور اگر کہا جائے حضرت مرزا صاحب کی نبوت ثابت نہیں تو سوال ہوگا کن کے نزدیک؟ اگر جواب یہ ہو کہ نہ ماننے والوں کے نزدیک تو اس طرح یہود کے نزدیک مسیح اور آنحضرت ﷺ کی، اور مسیحیوں کے نزدیک آنحضرت ﷺ کی نبوت و رسالت بھی ثابت نہیں۔ اگر منکرین کے فیصلہ سے ایک غیر نبی ٹھہر جاتا ہے تو کروڑوں عیسائیوں اور یہودیوں کا اجماع ہے کہ نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ من جانب اللہ نبی اور رسول نہ تھے۔ پس اگر ہمارے غیر احمدی بھائیوں کا یہ اصل درست ہے کہ بیت المقدس کی تولیت کے مستحق تمام نبیوں کے ماننے والے ہی ہوسکتے ہیں تو ہم اعلان کرتے ہیں کہ احمدیوں کے سوا خدا کے تمام نبیوں کا مومن اور کوئی نہیں۔'' (الفضل قادیان ج۹ نمبر۳۶ ص۴ کالم۲، مؤرخہ ۷؍نومبر ۱۹۲۱ء)

(۳۲) عظیم الشان نبی اللہ رسول اللہ

''جری اللّٰہ حلل الانبیاء سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضرت احمد ایک عظیم الشان نبی اللہ و رسول اللہ ہیں اور ان کا انکار موجب غضب الٰہی اور کفر ہے۔'' (رسالہ احمدی، قاضی محمد یوسف قادیانی نمبر۵، ۶، ۷، بابت ۱۹۱۹ء، موسومہ النبوۃ فی الالہام ص۱۰)

(۳۳) لازمی شرط

''خدا تعالیٰ نے حضرت (مرزا قادیانی) کو فرمایا کہ جس کو میرا محبوب بننا منظور اور مقصود ہو اس کو تیری اتباع کرنی اور تجھ پر ایمان لانا لازمی شرط ہے۔ ورنہ وہ میرا محبوب نہیں بن سکتا۔ اگر تیرے منکر اس تیرے فرمان کو قبول نہ کریں، بلکہ شرارت اور تکذیب پر کمربستہ ہوں

تو ہم سزا دہی کی طرف متوجہ ہوں گے۔ ان کافروں کے واسطے ہمارے پاس جہنم موجود ہے جو قید خانہ کا کام دے گا۔ یہاں صرف حضرت احمد کے منکر اور اطاعت وتبعیت میں نہ آنے والے گروہ کو کافر قرار دیا ہے اور جہنم ان کے لئے بطور قید خانہ قرار دیا ہے۔''

(رسالہ احمدی، قاضی محمد یوسف قادیانی نمبر۵،۶،۷، بابت ۱۹۱۹ء، موسومہ النبوۃ فی الالہام ص۴۰)

(۳۴) حیران

''لکھنؤ میں ہم (مرزا محمود خلیفہ قادیان) ایک آدمی سے ملے جو بڑا عالم ہے۔ اس نے کہا (وہ) آپ لوگوں کے بڑے دشمن ہیں جو یہ مشہور کرتے پھرتے ہیں کہ آپ ہم لوگوں کو کافر کہتے ہیں۔ میں یہ نہیں مان سکتا کہ آپ ایسے وسیع حوصلہ رکھنے والے ایسا کہتے ہوں۔ اس سے شیخ یعقوب علی صاحب باتیں کر رہے تھے۔ میں نے ان کو کہا آپ کہہ دیں کہ واقعہ میں ہم آپ لوگوں کو کافر کہتے ہیں۔ یہ سن کر وہ حیران سا ہو گیا۔''　(انوار خلافت ص۹۲، انوار العلوم ج۳ ص۱۴۹،۱۵۰)

(۳۵) تعجب کی بات

''یہ تو احمدی غیر احمدی کا سوال ہوا۔ اب لیجئے قادیانی احمدی ایسے احمدی کو جو ان کی جماعت سے نکل کر لاہوری جماعت میں شامل ہو جائے ''مرتد'' کہتے ہیں۔ حالانکہ اصطلاحی لحاظ سے مرتد وہ ہوتا ہے جو اسلام چھوڑ دے۔ جب ایک ایسی جماعت کے ساتھ جو حضرت مسیح موعود کو بروزی اور ظلی نبی بھی مانتی ہے قادیانی احمدیوں کا یہ سلوک ہے تو ان کا سلوک غیر احمدیوں یا احرار کے ساتھ تو کہیں بدتر ہوگا اور اگر اس کے جواب میں احرار، قادیانی حضرات (وہ تو لاہوریوں کو بھی اسی لپیٹ میں لاتے ہیں) کو کافر سمجھیں اور ان سے وہی سلوک روا رکھیں جو خود احرار سے رکھا جاتا ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ کوئی تعجب کی بات ہے۔''　(پیغام صلح ج۲۴ نمبر۴۹ ص۲ کالم۲، مؤرخہ ۳؍اگست ۱۹۳۶ء)

(۳۶) مفتی صاحب کا فتویٰ

اخبار بدر پرچہ ۹؍مارچ ۱۹۰۶ء میں ملک مولا بخش صاحب آف گورالی کے اس سوال کا کہ ''کیا حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود نہ ماننے والے کو کافر ماننا چاہئے۔'' حضرت مفتی (محمد صادق) صاحب (قادیانی) یہ جواب لکھتے ہیں:

''خداتعالیٰ کے تمام رسولوں پر ایمان لانا شرائط اسلام میں داخل ہے۔ ایک شخص آدم سے لے کر نبی کریم ﷺ تک سب پر ایمان لاتا ہے۔ درمیان میں سے ایک رسول کو (بالفرض مسیح ابن مریم ہی سہی) نہیں مانتا کہتا ہے وہ تو کافر تھا۔ بتلاؤ وہ شخص یہودی کہلائے گا یا مسلمان؟ حضرت مرزا صاحب بھی اللہ تعالیٰ کے رسولوں میں سے ایک رسول ہیں جو خدا کے رسولوں میں سے ایک کا انکار کرتا ہے اس کا کیا حشر ہوگا آپ ہی بتلایئے مگر انصاف شرط ہے۔''　(البدر قادیان ج۲ نمبر۱۰ ص۸ کالم۱، مؤرخہ ۹؍مارچ ۱۹۰۶ء)

''کیا اس سے بھی بڑھ کر کوئی الفاظ اس بات کے ثبوت میں ہو سکتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کو ان (الفاظ کا) نویسندہ واقعی اور حقیقی معنوں میں نبی اور رسول یقین کرتا ہے۔''　(محمد اسماعیل قادیانی کا رسالہ بعنوان مولوی محمد علی کے اپنی سابقہ تحریرات کے متعلق جوابات پر نظر ص۱۴۳)

(۳۷) میرے نزدیک حق نہ تھا

''میرے نزدیک غیر احمدی کافر ہیں۔''

(مرزا محمود خلیفہ قادیان کا بیان بہ اجلاس سب جج عدالت گورداسپور، الفضل قادیان ج۹ نمبر۱۰۱ ص۶ کالم۱، مؤرخہ ۲۶-۲۹؍جون ۱۹۲۲ء)

''جن بعض لوگوں نے ہم پر کفر کا فتویٰ دیا ہے وہ فتویٰ غلط ہے۔ ان کو کوئی حق نہ تھا کہ وہ ہمیں کافر کہتے۔''

(مرزا محمود خلیفہ قادیان کا بیان بہ اجلاس سب جج عدالت گورداسپور، الفضل قادیان ج۹ نمبر۱۰۱،۱۰۲ ص۷ کالم۱، مؤرخہ ۲۶-۲۹؍جون ۱۹۲۲ء)

(۳۸) ہم اور وہ

''چوہدری صاحب (ظفر اللہ خان قادیانی) کی بحث تو صرف یہ تھی کہ ہم احمدی مسلمان ہیں۔ ہم کو کافر قرار دینا غلطی ہے۔ باقی غیراحمدی کافر ہیں یا نہیں اس کے متعلق عدالت ماتحت میں بھی احمدیوں کا یہی جواب تھا کہ ہم ان کو کافر کہتے ہیں اور ہائیکورٹ میں بھی چوہدری صاحب نے اسی کی تائید کی۔''

(الفضل قادیان ج۱۰ نمبر۲۱ ص۷ کالم۳، مؤرخہ ۱۴؍ستمبر ۱۹۲۲ء)

''میں نے بتادیا کہ ہم حضرت مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں۔ غیراحمدی نبی نہیں مانتے وہ ہمیں کافر محض جوش نفس سے کہتے ہیں۔''

(مرزا محمود خلیفہ قادیان کا بیان بہ اجلاس سب جج عدالت گورداسپور، الفضل قادیان ج۹ نمبر۱۰۱،۱۰۲ ص۷ کالم۳، مؤرخہ ۲۶-۲۹؍جون ۱۹۲۲ء)

(۳۹) چڑنے کا فلسفہ

''اگر ہم غیراحمدیوں کے نزدیک جھوٹے ہیں اور کسی کو کافر کہتے ہیں تو اسے برا کیوں لگتا ہے۔ دیکھو عیسائی ہمیں کافر کہتے ہیں۔ لیکن ہم ان کے اس کہنے سے نہیں چڑتے۔ کیونکہ ہم انہیں سچا نہیں سمجھتے۔ پس اگر غیراحمدی ہمارے کافر کہنے سے چڑتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہم کو سچا سمجھتے ہیں۔ ہم ان کو کہتے ہیں جب وہی اسلام ہے جو ہمارے پاس ہے تو تم اسے قبول کرلو۔ پھر ہم تمہیں کافر نہیں کہیں گے، بلکہ اپنا بھائی سمجھیں گے۔ (قادیانی صاحبان جو کافر کہلانے سے چڑتے ہیں، خود بھی مسلمانوں کی سچائی تسلیم کرتے ہیں۔ للمؤلف)''

(الفضل قادیان ج۳ نمبر۸۶ ص۱۱ کالم۳، مؤرخہ ۵؍فروری ۱۹۱۶ء)

(د) نماز وحج

(۴۰) نماز کی ممانعت

''صبر کرو اور اپنی جماعت کے غیر کے پیچھے نماز مت پڑھو۔ بہتری اور نیکی اسی میں ہے اور اسی میں تمہاری نصرت اور فتح عظیم ہے اور یہی اس جماعت کی ترقی کا موجب ہے۔ دیکھو دنیا میں روٹھے ہوئے اور ایک دوسرے سے ناراض ہونے والے بھی اپنے دشمن کو چار دن منہ نہیں لگاتے اور تمہاری ناراضگی اور روٹھنا تو خدا کے لئے ہے۔ تم اگر ان میں رلے ملے جارہے ہو تو خداتعالیٰ جو خاص نظر تم پر رکھتا ہے وہ نہیں رکھے گا۔ پاک جماعت جب الگ ہو تو پھر اس میں ترقی ہوتی ہے۔''

(ملفوظات ج۲ ص۳۲۱، جدید ملفوظات ج۱ ص۵۲۵، کتاب منظور الٰہی ص۲۶۵، مرتبہ منظور الٰہی لاہوری قادیانی)

''میرا وہی مذہب ہے جو میں ہمیشہ سے ظاہر کرتا ہوں کہ کسی غیرمبائع شخص کے پیچھے خواہ وہ کیسا ہی ہو اور لوگ اس کی کیسی ہی تعریف کریں نماز نہ پڑھو۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور اللہ تعالیٰ ایسا ہی چاہتا ہے اگر کوئی شخص متردد یا مذبذب ہے تو وہ بھی مکذب ہی ہے۔ خداتعالیٰ کا ارادہ ہے کہ اس طرح احمدی میں اور اس کے غیر میں تمحیص اور تمیز کردے۔''

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی، الفضل قادیان ج۵ نمبر۷ ص۷ کالم۱،۲، مؤرخہ ۲۸؍اگست ۱۹۱۷ء، اخبار الحکم ج۸ نمبر۴۱،۴۲، مؤرخہ ۳۰؍نومبر، ۱۰؍دسمبر ۱۹۰۴ء)

(۴۱) یادرکھو

’’پس یادرکھو کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو، بلکہ چاہئے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔ اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے کہ ’’امامکم منکم‘‘ یعنی جب مسیح نازل ہوگا تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں، بکلی ترک کرنا پڑے گا اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ پس تم ایسا ہی کرو، کیا تم چاہتے ہو کہ خدا کا الزام تمہارے سر پر ہو اور تمہارے عمل حبط ہو جائیں اور تمہیں کچھ خبر نہ ہو۔‘‘

(اربعین نمبر۳ ص۲۸، خزائن ج۱۷ ص۴۱۷ حاشیہ)

(۴۲) حرام قطعی حرام

’’سیدنا حضرت مسیح موعود نے صاف اور صریح الفاظ میں لکھا ہے کہ آپ کو خدا نے بتایا ہے کہ احمدیوں پر حرام اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر مکذب اور متردد کے پیچھے نماز پڑھیں۔ اگر کوئی احمدی ان تینوں قسم کے لوگوں میں سے کسی کے پیچھے نماز پڑھے گا تو اس کے عمل حبط ہو جائیں گے اور اس کو پتہ بھی نہیں لگے گا۔‘‘　　(الفضل قادیان ج۸ نمبر۳۱ ص۳ کالم۱، مؤرخہ ۲۵ر اکتوبر ۱۹۲۰ء)

(۴۳) نہیں نہیں نہیں

’’حضرت مسیح موعود نے سختی سے تاکید فرمائی ہے کہ کسی احمدی کو غیر احمدی کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہئے۔ باہر سے لوگ اس کے متعلق بار بار پوچھتے ہیں، میں کہتا ہوں تم جتنی دفعہ بھی پوچھو گے اتنی دفعہ ہی میں یہی جواب دوں گا کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں۔ جائز نہیں۔ جائز نہیں۔‘‘　　(انوار خلافت ص۸۹، انوار العلوم ج۳ ص۱۴۷)

(۴۴) ہرگز نہیں

’’بہت سے غیر احمدی لوگ ہمارے پیچھے نماز پڑھ لیتے ہیں۔ احمدی (قادیانی) ہرگز غیر احمدی کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔‘‘

(مرزا محمود خلیفہ قادیان کا بیان بہ اجلاس سب جج عدالت گورداسپور، الفضل قادیان ج۹ نمبر۱۰۱، ۱۰۲ ص۷ کالم۱، مؤرخہ ۲۶-۲۹ر جون ۱۹۲۲ء)

(۴۵) سوال

’’(مرزا قادیانی سے) سوال ہوا کہ اگر کسی جگہ امام نماز حضور کے حالات سے واقف نہیں تو اس کے پیچھے نماز پڑھ لیں یا نہ پڑھیں۔ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے فرمایا کہ پہلے تمہارا فرض ہے کہ اسے واقف کرو، پھر اگر تصدیق نہ کرے، نہ تکذیب کرے تو وہ بھی منافق ہے، اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔‘‘

(ملفوظات احمدیہ حصہ چہارم ص۱۴۶، مرتبہ منظور الٰہی لاہوری قادیانی، ملفوظات ج۳ ص۲۷۷، جدید ملفوظات ج۲ ص۲۰۷)

(۴۶) فرض

’’ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خداتعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔ یہ دین کا معاملہ ہے۔ اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے۔‘‘　　(انوار خلافت ص۹۰، انوار العلوم ج۳ ص۱۴۸)

(۴۷) کسی قسم کے

’’ان دونوں حوالوں سے ظاہر ہے کہ کسی قسم کے غیر احمدی کے پیچھے نماز جائز نہیں۔‘‘

(منکرین خلافت کا انجام ص۸۲، مصنفہ جلال الدین شمس قادیانی)

(۴۸) دکھاوے کی نماز

’’۱۹۱۲ء میں، میں، سید عبدالحئی صاحب عرب، مصر سے ہوتے ہوئے حج کو گئے۔ قادیان سے میرے نانا صاحب میر ناصر نواب بھی براہ راست حج کو گئے۔ جدہ میں ہم مل گئے اور مکہ مکرمہ اکٹھے گئے۔ پہلے ہی دن طواف کے وقت مغرب کی نماز کا وقت آ گیا۔ میں ہٹنے لگا مگر راستے رک گئے تھے۔ نماز شروع ہوگئی تھی۔ نانا صاحب جناب میر صاحب نے فرمایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح (حکیم نورالدین) کا حکم ہے کہ مکہ میں ان کے پیچھے نماز پڑھ لینی چاہئے۔ اس پر میں نے نماز شروع کر دی۔ پھر اسی جگہ ہمیں عشاء کا وقت آ گیا۔ وہ نماز بھی ادا کی۔ گھر جا کر میں نے عبدالحئی صاحب عرب سے کہا کہ وہ نماز تو حضرت خلیفۃ المسیح کے حکم کی تھی۔ اب آ ؤ خدا تعالیٰ کی نماز پڑھ لیں۔ جو غیر احمدیوں کے پیچھے نہیں ہوتی اور ہم نے وہ دونوں نمازیں دہرالیں...... اور بیس دن کے قریب جو ہم وہاں رہے یا گھر پر نماز پڑھتے رہے یا مسجد کعبہ میں الگ اپنی جماعت کرا کے اور اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ گو مسجد کعبہ میں چاروں مذہبوں کے سوا دوسروں کو الگ جماعت کی عام طور پر اجازت نہیں مگر ہمیں کسی نے کچھ نہیں کہا بلکہ پیچھے رہے ہوئے لوگوں کے ساتھ مل جانے سے بعض دفعہ اچھی خاصی جماعت ہو جاتی تھی۔ (کسی کو کیا معلوم کہ آپ مسلمانوں سے جدا ہو کر قادیانی نماز پڑھتے تھے۔ بڑی جماعت کے بعد عام طور پر نماز کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ خواہ فرداً فرداً خواہ چھوٹی چھوٹی جماعتوں کے ساتھ، تاہم قادیانی اس کو بڑا افضل سمجھتے ہیں کہ وہاں کسی کو ان کا پتہ نہ لگا۔ للمؤلف)

چونکہ جناب نانا صاحب کو خیال تھا کہ ان کے اس فعل سے (یعنی مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے) کوئی فتنہ ہوگا۔ انہوں نے قادیان آ کر حضرت خلیفۃ المسیح کے سامنے یہ سوال پیش کرنے کا ارادہ ظاہر کیا...... ایک صاحب حکیم محمد عمر نے یہ ذکر حضرت خلیفۃ المسیح کے پاس شروع کر دیا۔ آپ نے فرمایا ہم نے ایسا کوئی فتویٰ نہیں دیا۔ ہماری یہ اجازت تو ان لوگوں کے لئے ہے جو ڈرتے ہیں اور جن کے ابتلاء کا ڈر ہے وہ ایسا کر سکتے ہیں کہ اگر کسی جگہ گھر گئے ہوں تو غیر احمدیوں کے پیچھے نمازیں پڑھ لیں اور پھر آ کر دہرالیں۔ سوالحمدللہ کہ میرا یہ فعل جس طرح حضرت مسیح موعود کے فتویٰ کے مطابق ہوا اسی طرح خلیفہ وقت کے منشاء کے ماتحت ہوا۔ (مکہ معظمہ تو کیا کہنا بعض سربرآوردہ قادیانی صاحبان کے متعلق تو معتبر روایت ہے کہ کوئی موقع پیش آئے تو وہ مکہ مسجد (حیدرآباد) میں بھی مسلمانوں کی نماز پڑھ لیتے ہیں، واقعی خلیفۃ المسیح کا فتویٰ بہت ضروری اور کارآمد ہے۔ للمؤلف)‘‘ (آئینہ صداقت ص۹۱،۹۲، انوارالعلوم ج۶ ص۱۵۵،۱۵۶)

(۴۹) حج بطل

’’مکرمی حضرت ابوبکر یوسف جمال جدہ کے ایک مشہور تاجر اور ہماری جماعت کے ایک مخلص بزرگ ہیں۔ وہ آج کل قادیان میں آئے ہوئے ہیں انہوں نے حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب مفتی جماعت احمدیہ کی خدمت میں ایک استفتاء پیش کیا۔ اب وہ استفتاء مع فتویٰ جناب مفتی صاحب بغرض اشاعت بھیجتے ہیں۔ امید ہے کہ احباب کے علم میں اس سے اضافہ ہوگا۔ (عرفانی)

سوال: ایک مسلمان نے حج فرض ادا کر لیا ہے پھر حضرت مسیح موعود کی بیعت کی۔ پھر دوبارہ حج کرنے کے لئے احرام باندھتا ہے۔ یعنی بعد بیعت کے یہ دوبارہ حج کی نیت نفل کی کرے یا حج فرض کی۔

الجواب: سیدنا حضرت مسیح موعود کے دعویٰ سے پہلے جس نے حج فرض ادا کیا ہے اس کا فرض ادا ہوگیا اور اس شخص کے احمدی ہونے کے بعد اس پر حج فرض لازم نہیں آتا۔ کیونکہ وہ ادا کر چکا ہے اور سیدنا حضرت مسیح موعود کے دعوے کے بعد ایک وہ ابتدائی زمانہ ہے کہ جس میں نہ تو دعوے کی پوری اشاعت ہوئی ہے اور نہ اپنے ملک کے لوگوں پر اتمام حجت ہوا ہے اور وہی زمانہ ہے کہ جس میں حضور نے غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع نہیں فرمایا اور نہ ہی ان کو کافر قرار دیا ہے تو اگر کسی نے اس ابتدائی زمانہ میں حج فرض ادا کیا ہے تو اس کا بھی حج فرض ادا ہوگیا۔ لیکن جس نے اس زمانے میں حج ادا کیا ہو کہ آپ کا دعویٰ پوری طرح شائع ہو چکا اور ملک کے لوگوں پر عموماً اتمام حج کر دیا گیا اور حضور نے غیر احمدی امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع فرما دیا تو پھر اس کا حج فرض ادا نہیں ہوا۔ لہٰذا احمدی ہونے کے بعد بھی اس کی حالت ایسی ہو کہ جس وجہ سے حج فرض ہوتا ہے تو اس کا حج ادا کرنا چاہئے۔ کیونکہ اس نے جو پہلے حج کیا ہے وہ ادا نہیں ہوا۔'' (الحکم قادیان ج ۳۷ نمبر ۱۶، مؤرخہ ۷ رمئی ۱۹۳۴ء)

(ہ) جنازہ

(۵۰) توبہ نامہ

''میں بذریعہ توبہ نامہ ہذا اس امر کو (قادیانی اخبار) البدر میں شائع کرتا ہوں کہ میں نے غلطی سے مرزا امام الدین کا جو کہ ۶ رجولائی (۱۹۰۳ء) کو فوت ہوا ہے اور جس نے اپنی کتابوں میں ارتداد کیا ہے۔ جنازہ پڑھا، اس لئے میں اب اپنی غلطی کا اعتراف کر کے عام طور سے اطلاع دیتا ہوں کہ مجھ سے یہ کام کفر کا ہوا ہے جو میں نے اس کا جنازہ پڑھا۔ پس میں بذریعہ اشتہار ہذا یہ توبہ نامہ شائع کرتا ہوں اور ظاہر کرتا ہوں کہ میں امام الدین اور نیز ان لوگوں سے بیزار ہوں جو اس کے جنازہ میں شامل ہوئے اور بالآخر میں دعا جنازہ واپس لیتا ہوں اور خدا تعالیٰ سے اپنے گناہ کی مغفرت چاہتا ہوں۔ خاکسار محمد علی شاہ قادیانی، مؤرخہ ۸ رجولائی ۱۹۰۳ء''

(البدر قادیان ج ۲ نمبر ۲۵ ص ۱۹۷ کالم ۳، مؤرخہ ۱۰ رجولائی ۱۹۰۳ء)

(۵۱) اوائل کی بات

''حضرت رسول کریم ﷺ نے جب کسی کافر کا جنازہ پڑھا تو وہ ابتدائے زمانہ اسلام کی بات تھی جب کہ تبلیغ پورے طور پر نہ ہو چکی تھی بعد میں مشرکین کو حرم میں آنے کی بھی اجازت نہ رہی۔ اگر حضرت مسیح موعود نے آنحضرت ﷺ کے اس فعل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے منکرین کے جنازہ کی اجازت دی تو وہ بھی اوائل کی بات تھی۔ بعد میں اگر کسی نے اس فتویٰ کو جاری سمجھا تو وہ اس کی اجتہادی غلطی تھی۔ جس کو حضرت خلیفہ اوّل (حکیم نورالدین) نے صاف حکم کے ساتھ ادا کر دیا کہ غیر احمدی کا جنازہ ہرگز جائز نہیں۔''

(الفضل قادیان ج ۳ نمبر ۱۱۰ ص ۱۲ کالم ۳ مؤرخہ ۲۹ راپریل ۱۹۱۶ء)

(۵۲) محض اس لئے

''حضرت مرزا صاحب نے اپنے بیٹے (فضل احمد صاحب) مرحوم کا جنازہ محض اس لئے نہیں پڑھا کہ وہ غیر احمدی تھا۔''

(الفضل قادیان ج ۹ نمبر ۴۷، مؤرخہ ۱۵ ردسمبر ۱۹۲۱ء)

(۵۳) ایسی جگہ

’’اگر یہ کہا جائے کہ کسی ایسی جگہ جہاں تک تبلیغ نہیں پہنچی کوئی مرا ہوا ہو اور اس کے مر چکنے کے بعد وہاں کوئی احمدی پہنچے تو وہ جنازہ کے متعلق کیا کرے۔ اس کے متعلق یہ ہے کہ ہم تو ظاہر پر ہی نظر رکھتے ہیں۔ چونکہ وہ ایسی حالت میں مرا ہے کہ خدا تعالیٰ کے نبی اور رسول کی پہچان اسے نصیب نہیں ہوئی۔ اس لئے ہم اس کا جنازہ نہیں پڑھیں گے۔‘‘ (الفضل قادیان ج۲ نمبر۱۳۶ ص۸ کالم۳، مؤرخہ ۶ مئی ۱۹۱۵ء)

(۵۴) جو لوگ

’’میرا یہ عقیدہ ہے کہ جو لوگ غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔ ان کا جنازہ جائز نہیں۔ کیونکہ میرے نزدیک وہ احمدی نہیں ہیں۔ اسی طرح جو لوگ غیر احمدیوں کو لڑکی دے دیں اور وہ اپنے اس فعل سے توبہ کئے بغیر فوت ہو جائیں۔ ان کا جنازہ بھی جائز نہیں۔ غیر مبایعین (لاہوری جماعت) کے گروہ میں ایسے لوگ بھی ہیں جو کہتے ہیں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو کسی قسم کی بھی نبوت حاصل نہیں تھی اور وہ نبوت کے معاملہ میں حضرت مسیح موعود کے الفاظ کو غلطی پر محمول کرتے ہیں۔ ایسے لوگ بھی احمدی نہیں ہیں۔ ایسے لوگوں کا بھی جنازہ جائز نہیں۔‘‘ (مرزا محمود قادیانی خلیفہ قادیان کا مکتوب، الفضل قادیان ج۱۳ نمبر۱۰۲ ص۱۲ کالم۳، مؤرخہ ۱۳؍ اپریل ۱۹۲۶ء)

(۵۵) دعائے مغفرت کی ممانعت

’’سوال: کیا کسی شخص کی وفات پر جو سلسلہ احمدیہ میں داخل نہ ہو یہ کہنا جائز ہے کہ خدا مرحوم کو جنت نصیب کرے؟

جواب: غیر احمدیوں کا کفر بینات سے ثابت ہے اور کفار کے لئے دعائے مغفرت جائز نہیں۔ (روشن علی، محمد سرور، قادیان)‘‘

(الفضل قادیان ج۸ نمبر۵۹، مؤرخہ ۷؍ فروری ۱۹۲۱ء)

’’قانون یہ ہے کہ:

۱…… انبیاء علیہم السلام میں سے ایک نبی کا بھی انکار کیا جائے تو انسان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

۲…… جو شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو بعد از موت اس کے لئے دعا استغفار جائز نہیں۔ احمدیوں کی پوزیشن یہ ہے کہ:

الف…… وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو ایسا ہی نبی بہ لحاظ حقیقت نبوت مانتے ہیں جیسے حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی تھے۔

ب…… اس لئے جو شخص حضرت مرزا صاحب کا انکار کرتا ہے، وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اس کے لئے دعائے استغفار جائز نہیں۔‘‘

(الفضل قادیان ج۹ نمبر۳۰ ص۳ کالم۲، مؤرخہ ۱۷؍ اکتوبر ۱۹۲۱ء)

(۵۶) تین فتوے

’’ایک شخص کے خط کے جواب میں حضور میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے لکھوایا:

۱…… تلاوت قرآن کا ثواب مردہ کی روح کو نہیں پہنچتا۔

۲…… قبر پر قرآن پڑھنا بروایت وفتویٰ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) بے فائدہ بلکہ ڈر ہے کہ بدنتیجہ پیدا کرے۔

۳…… غیر احمدی بچے کا جنازہ پڑھنا درست نہیں۔‘‘ (الفضل قادیان ج۹ نمبر۸۶، مؤرخہ ۴؍ مئی ۱۹۲۲ء)

(۵۷) معصوم بچہ

’’ایک صاحب نے عرض کیا کہ غیر مبایع (لاہوری جماعت) کہتے ہیں۔ غیر احمدی کے بچے کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے، وہ تو معصوم ہوتا ہے اور کیا یہ ممکن نہیں وہ بچہ جوان ہو کر احمدی ہوتا۔

اس کے متعلق (مرزا محمود خلیفہ قادیان نے) فرمایا جس طرح عیسائی بچے کا جنازہ نہیں پڑھا جا سکتا، اگرچہ وہ معصوم ہی ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک غیر احمدی کے بچے کا بھی جنازہ نہیں پڑھا جا سکتا۔‘‘

(ڈائری مرزا محمود خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج ۱۰ نمبر ۳۲ ص ۶ کالم ۱، مؤرخہ ۲۳؍اکتوبر ۱۹۲۲ء)

’’اب ایک اور سوال یہ رہ جاتا ہے کہ غیر احمدی تو حضرت مسیح موعود کے منکر ہوئے۔ اس لئے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہئے۔ لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مر جائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے، وہ تو مسیح موعود کا مکفر نہیں۔ میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا۔ کتنے لوگ ہیں جوان کا جنازہ پڑھتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جو ماں باپ کا مذہب ہوتا ہے، شریعت وہی مذہب ان کے بچے کا قرار دیتی ہے۔ پس غیر احمدی کا بچہ بھی غیر احمدی ہی ہوا۔ اس لئے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہئے۔ پھر میں کہتا ہوں بچہ تو گنہگار نہیں ہوتا۔ اس کو جنازے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ بچہ کا جنازہ تو دعا ہوتی ہے۔ اس کے پسماندگان کے لئے اور اس کے پسماندگان ہمارے نہیں بلکہ غیر احمدی ہوتے ہیں۔ اس لئے بچے کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہئے۔ باقی رہا کوئی ایسا شخص جو حضرت (مرزا قادیانی) کو تو سچا مانتا ہے، لیکن ابھی اس نے بیعت نہیں کی، یا احمدیت کے متعلق غور کر رہا ہے اور اسی حالت میں مر گیا ہے، اس کو ممکن ہے خدا تعالیٰ کوئی سزا نہ دے۔ لیکن شریعت کا فتویٰ ظاہری حالات کے مطابق ہوتا ہے۔ اس لئے ہمیں اس کے متعلق بھی یہی کرنا چاہئے کہ اس کا جنازہ نہ پڑھیں۔‘‘ (انوار خلافت ص ۹۳، انوار العلوم ج ۳ ص ۱۵۰، ۱۵۱)

(۵۸) قبرستان کا قصہ

’’حضرت (مرزا قادیانی) نے تو کفار کے بچوں کے متعلق یہ فرمایا تھا مگر قادیانی مؤلف (یعنی محمد افضل خان قادیانی مؤلف نہج المصلی مجموعہ فتاویٰ احمدیہ) نے عنوان میں غیر احمدی خورد سال بچے سے لے کر دوسرے مسلمانان غیر از جماعت کے بچوں کو بھی اس میں شامل فرما لیا اور ایک لحاظ سے یہ درست بھی ہے کیونکہ غیر احمدی جب ان کے نزدیک سب بلا استثناء کافر ہیں تو ان کے سال چھ مہینے کے بچے بھی کافر ہوئے اور جب وہ کافر ہوئے تو ان کو اسلامی قبرستان یا احمدی قبرستان میں دفن کیسے کیا جا سکتا ہے اور اس کا دوسرا پہلو یہ ہوا کہ جب غیر احمدی (یعنی مسلمان) جواب میں احمدیوں (یعنی قادیانیوں) کو کافر سمجھتے ہیں تو وہ احمدی بچوں کو اسلامی قبرستان میں کیسے دفن کرنے دیں گے...... قادیانی بے شک تمام مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ ان کے بچوں کا جنازہ تک ناجائز قرار دیتے ہیں۔ اگرچہ اس کی کوئی مثال اس وقت تک سامنے نہیں، تاہم وہ بھی اپنے قبرستان میں کسی مسلمان بچے کی نعش دفن کرنے کی اجازت دینے کے لئے تیار نہ ہوں گے۔‘‘

(پیغام صلح ج ۲۴ نمبر ۴۹ ص ۲ کالم ۳، مؤرخہ ۳؍اگست ۱۹۳۶ء)

(۵۹) فکر پیدا ہوئی

’’برادرم نیاز محمد احمدی سیکرٹری انجمن احمدیہ منٹگمری لکھتے ہیں:

میں نے اپنی ہمشیرہ سے کہا مسلمان بن جاؤ خلیفہ ثانی (مرزا محمود) کے ہاتھ پر، ورنہ میں تو جنازہ بھی نہیں پڑھوں گا۔ تب اسے فکر

پیدا ہوئی۔ وہ سمجھانے پر سمجھ گئی اور اب وہ حضرت مرزا صاحب کو اس زمانے کا نبی اور رسول مانتی ہے اور بیعت کی درخواست کرتی ہے۔‘‘
(الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۱۲۹ ص ۱،۲، مؤرخہ ۲۰؍ اپریل ۱۹۱۵ء)

(۶۰) احکام شرعی کا پاس

(عنوان، الفضل مؤرخہ ۶؍ اکتوبر ۱۹۱۷ء)

’’مجھے قادیان کی طرف آتے ہوئے چند دن بٹالہ میں بھائی فضل حق خاں صاحب رئیس بٹالہ کے ہاں ٹھہرنے کا اتفاق ہوا۔ اتفاقاً ان ہی دنوں ان کے والد جو غیر احمدی تھے، اسہال کبدی سے بیمار ہو کر فوت ہوگئے۔ بھائی فضل حق خان صاحب نے احمدی احباب کو ایسے موقع پر نہ بلایا تاہم ہم چار پانچ آدمی جنازہ کے موقع پر موجود تھے اور تنہاء ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے۔ غیر احمدیوں کی اچھی خاصی تعداد جنازہ کے لئے جمع ہوگئی تھی۔ اس مجمع میں سے بھائی فضل حق خان صاحب کے چچا جوان کے خسر بھی تھے ان کے پاس آئے اور جنازہ پڑھنے کے لئے کہا۔ مگر انہوں نے صاف انکار کیا۔ پھر چند اور اشخاص آئے۔ انہوں نے کہا کہ آپ ہمارے ساتھ جنازہ نہ پڑھیں، علیحدہ ہی پڑھ لیں۔ اس پر انہوں نے جواب دیا کہ...... میں امام الوقت کے احکام کو بجالاؤں گا اور جنازہ نہیں پڑھوں گا۔ میں نے ان کی زندگی میں ہی کہہ دیا تھا کہ اگر آپ احمدی نہ ہوں گے تو آپ کا جنازہ ہم میں سے تو کوئی بھی نہیں پڑھے گا۔ پھر فاتحہ خوانی کی رسم کو آپ نے بالکل ادا نہیں کیا بلکہ جو آیا اسے متانت سے سمجھاتے ہوئے منع کر دیا...... میں امید کرتا ہوں کہ اس قابل رشک نمونہ پر ہر ایک احمدی دوست عمل کر کے ثواب دارین حاصل کرے گا۔‘‘ (ایک قادیانی کی مراسلت، الفضل قادیان ج ۵ نمبر ۲۸ ص ۱۲ کالم اوحاشیہ، مؤرخہ ۶؍ اکتوبر ۱۹۱۷ء)

(۶۱) زندہ باش

’’تعلیم الاسلام ہائی سکول (قادیان) میں لڑکا پڑھتا ہے، چراغ الدین نام حال میں جب وہ اپنے وطن سیالکوٹ گیا تو اس کی والدہ صاحبہ فوت ہوگئیں۔ متوفیہ کو اپنے نوجوان بچے سے بہت محبت تھی، مگر سلسلے میں داخل نہ تھیں۔ اس لئے عزیز چراغ الدین نے (باوجودیکہ اس کی آنکھیں اشکبار تھیں اور دل غمگین اور وہ تن تنہا غیر احمدیوں میں گھرا ہوا) اس کا جنازہ نہ پڑھا۔ اپنے اصول اور مذہب پر قائم رہا۔ شاباش اے تعلیم الاسلام کے غیور فرزند کہ (قادیانی) قوم کو اس وقت تجھ سے غیور بچوں کی ضرورت ہے۔ زندہ باش۔‘‘
(الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۱۲۹ ص ا کالم ۲، مؤرخہ ۲۰؍ اپریل ۱۹۱۵ء)

(و) نکاح

(۶۲) اعلان

’’یہ اعلان بغرض آگاہی عام شائع کیا جاتا ہے کہ احمدی لڑکیوں کے نکاح غیر احمدی مردوں سے کرنے ناجائز ہیں۔ آئندہ احتیاط کی جایا کرے۔ (ناظر امور عامہ قادیان)‘‘ (الفضل قادیان ج ۲۰ نمبر ۷۹ ص ۸ کالم ۲، مؤرخہ ۱۴؍ فروری ۱۹۳۳ء)

(۶۳) زبردست حکم

’’حضرت مسیح موعود کا حکم اور زبردست حکم ہے کہ کوئی احمدی غیر احمدی کو اپنی لڑکی نہ دے۔ اس کی تعمیل کرنا بھی ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔‘‘ (برکات خلافت ص ۷۵، انوار العلوم ج ۲ ص ۲۱۱)

(۶۴) سخت ناراضگی

’’حضرت مسیح موعود نے اس احمدی پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے جو اپنی لڑکی غیر احمدی کو دے۔ آپ سے ایک شخص نے بار بار پوچھا اور کئی قسم کی مجبوریوں کو پیش کیا، لیکن آپ نے اس کو یہی فرمایا کہ لڑکی کو بٹھائے رکھو لیکن غیر احمدیوں میں نہ دو۔ آپ کی وفات کے بعد اس نے غیر احمدیوں کو لڑکی دے دی تو حضرت خلیفہ اوّل (حکیم نورالدین) نے اس کو احمدیوں کی امامت سے ہٹا دیا اور جماعت سے خارج کر دیا اور اپنی خلافت کے چھ سالوں میں اس کی توبہ قبول نہ کی باوجودیکہ وہ بار بار توبہ کرتا رہا۔‘‘ (انوار خلافت ص۹۳، انوار العلوم ج۳ ص۱۵۱)

(۶۵) ممانعت

غیر احمدی کو لڑکی دینے کی ممانعت حضرت خلیفۃ المسیح (مرزا محمود) نے نہیں کی بلکہ حضرت مسیح موعود نے کی ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح اسی کی پابندی کرانا چاہتے ہیں۔ اس لئے پیغام کا یہ الزام کہ آپ نے یہ نیا عقیدہ بنالیا ہے۔ بالکل غلط ہے، دیکھئے حضرت مسیح موعود کیسے صاف اور واضح الفاظ میں فرماتے ہیں:

’’اپنی لڑکی کسی غیر احمدی کو نہ دینی چاہئے۔ اگر ملے تو بے شک لو، لینے میں حرج نہیں اور دینے میں گناہ ہے۔‘‘

(الحکم قادیان ج۱۲ نمبر۲۷ ص۲ کالم۳، مؤرخہ ۱۴؍اپریل ۱۹۰۸ء)

’’ان الفاظ کو پڑھ کر کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ غیر احمدیوں کو لڑکی نہ دینے کا عقیدہ حضرت خلیفہ ثانی (مرزا محمود) نے ایجاد کیا ہے۔‘‘

(الفضل قادیان ج۹ نمبر۹۳، ۹۴، مؤرخہ ۲۹؍مئی، یکم؍جون ۱۹۲۲ء)

(۶۶) سوال جواب

’’ایک شخص کے سوالات کے...... حضرت (مرزا محمود خلیفہ قادیان) نے مندرجہ ذیل جوابات لکھے:

سوال: کیا جو شخص احمدی کہلاتا ہے، چندہ بھی دیتا ہے، تبلیغ بھی کرتا ہے لیکن حضرت مسیح موعود کے حکم صریح کے خلاف کہ غیر احمدی کو اپنی لڑکی نکاح میں دینا جائز نہیں، اپنی لڑکی کا نکاح کر دیتا ہے وہ ایک ہی حکم کے توڑنے سے مسیح موعود کے منکروں سے ہوسکتا ہے؟

جواب: جو شخص اپنی لڑکی کا رشتہ غیر احمدی لڑکے کو دیتا ہے، میرے نزدیک وہ احمدی نہیں۔ کوئی شخص کسی کو غیر مسلم سمجھتے ہوئے اپنی لڑکی اس کے نکاح میں نہیں دے سکتا......

سوال: جو نکاح خواں ایسا نکاح پڑھاوے اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب: ایسے نکاح خواں کے متعلق ہم وہی فتویٰ دیں گے جو اس شخص کی نسبت دیا جاسکتا ہے جس نے ایک مسلمان لڑکی کا نکاح ایک عیسائی یا ہندو لڑکے سے پڑھ دیا ہو۔

سوال: کیا ایسا شخص جس نے غیر احمدیوں سے اپنی لڑکی کا رشتہ کیا ہے، دوسرے احمدیوں کو شادی میں مدعو کرسکتا ہے؟

جواب: ایسی شادی میں شریک ہونا بھی جائز نہیں۔‘‘ (ڈائری مرزا محمود خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج۸ نمبر۸۸، مؤرخہ ۲۲؍مئی ۱۹۲۱ء)

(۶۷) تعلیم قرآن

’’غیر احمدی لڑکی کا نکاح احمدی (قادیانی) لڑکے سے تعلیم قرآن کے مطابق جائز ہے۔ جن بعض لوگوں نے ہم پر کفر کا فتویٰ دیا

ہے وہ فتویٰ غلط ہے۔ ان کو کوئی حق نہ تھا کہ وہ ہمیں کافر کہتے۔ احمدی (قادیانی) مردوں سے غیر احمدی عورتوں کا نکاح ہوا ہے۔ ہزاروں غیر احمدی عورتیں احمدیوں کے گھروں میں موجود ہیں۔ اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں کہ غیر احمدی عورتوں کا اس حال میں نکاح ہوا کہ مرد احمدی (قادیانی) تھا اور عورت غیر احمدی۔

کسی احمدی نے احمدیت (قادیانیت) کی حالت میں غیر احمدی سے احمدی (قادیانی) لڑکی کا نکاح نہیں کیا۔ اس سے مراد وہی ہے جو حدیث میں آتا ہے۔''لا یزنی زان حین یزنی وھو مومن ''بعض احکام ایسے ہوتے ہیں کہ جن کو کرتے وقت انسان ایمان سے نکل جاتا ہے۔ اسی طرح یہ ممکن نہیں کہ کوئی شخص احمدیت کو صحیح تسلیم کرتا ہوا اور پھر غیر احمدی کو اپنی لڑکی دے دے۔'' (مرزا محمود خلیفہ قادیان کا بیان بہ اجلاس سب جج عدالت گورداسپور، الفضل قادیان ج۹ نمبر ۱۰۱، ۱۰۲ ص۷ کالم ۱، مؤرخہ ۲۶-۲۹؍ جون ۱۹۲۲ء)

(۶۸) اہل کتاب

''غیر احمدیوں کی ہمارے مقابلہ میں وہی حیثیت ہے جو قرآن کریم ایک مومن کے مقابلہ میں اہل کتاب کی قرار دے کر یہ تعلیم دیتا ہے کہ ایک مومن اہل کتاب عورت کو بیاہ لاسکتا ہے مگر مومنہ عورت کو اہل کتاب سے نہیں بیاہ سکتا۔ اسی طرح ایک احمدی غیر احمدی عورت کو اپنے حبالہ نکاح میں لاسکتا ہے، مگر احمدی عورت شریعت اسلام کے مطابق غیر احمدی مرد کے نکاح میں نہیں دی جا سکتی...... حضور (مرزا قادیانی) فرماتے ہیں:

''غیر احمدی کی لڑکی لے لینے میں حرج نہیں ہے۔ کیونکہ اہل کتاب عورتوں سے بھی نکاح جائز ہے، بلکہ اس میں فائدہ ہے کہ ایک اور انسان ہدایت پاتا ہے۔ اپنی لڑکی کسی غیر احمدی کو نہ دینی چاہئے۔ اگر ملے تو لے بے شک لو، لینے میں حرج نہیں اور دینے میں گناہ ہے۔ (الحکم مؤرخہ ۱۴؍ اپریل ۱۹۲۰ء)'' (الفضل قادیان ج۸ نمبر ۴۵ ص۳، ۴، مؤرخہ ۱۶؍ دسمبر ۱۹۲۰ء)

(۶۹) نکاح جائز

''حضور (مرزا محمود خلیفہ قادیان) نے جواب میں لکھوایا:

آپ پروفیسر صاحب سے یہ کہیں کہ ہندوستان میں ایسی مشرکات جن سے نکاح ناجائز ہے بہت کم ہیں۔ میجارٹی ایسے لوگوں کی ہے جن کی عورتوں سے نکاح جائز ہے۔ اس لئے مسلمانوں کے لئے اس مسئلہ پر عمل کرنے میں زیادہ دقتیں نہیں سوائے سکھوں اور جینیوں کے عیسائیوں کی عورتوں اور ان تمام لوگوں کی عورتوں سے جو وید پر ایمان رکھتے ہیں نکاح جائز ہے۔''

(الفضل قادیان ج۱۷ نمبر ۶۵ ص۸ کالم ۳، مؤرخہ ۱۸؍ فروری ۱۹۳۰ء)

''(مرزا محمود خلیفہ قادیان نے) فرمایا: ہندو اہل کتاب ہیں اور سکھ بھی کیونکہ وہ مسلمانوں ہی کا بگڑا ہوا فرقہ ہیں۔''

(ڈائری مرزا محمود خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج۱۰ نمبر ۵ ص۵ کالم ۲، مؤرخہ ۱۷؍ جولائی ۱۹۲۲ء)

(۷۰) سادات کی قدر

''حضرت مسیح موعود کو خدا تعالیٰ نے بڑی شان دی ہے اور موجودہ سادات کو آپ کی غلامی بلکہ آپ کی خاک پا کو سرمہ بنانا بھی بہت بڑا فخر ہے اور ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ جو آپ کی غلامی میں داخل نہیں ہوں گے وہ کٹ جائیں گے اور سید نہ رہیں گے۔ مگر وہ عظمت اور وہ شان جو رسول کریم ﷺ کی آپ کے دل میں تھی، اس کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ نے سادات سے تعلق کو بڑا افضل قرار دیا ہے اور اس میں

کیا شک ہے کہ جو زمین اچھی ہوگی اس میں پھل بھی اچھے ہی پیدا ہوں گے۔ اگر خراب بھی ہو جائیں تو بھی نیک اور خدا رسیدہ انسان کے ساتھ تعلق ہو جائے تو وہ زیادہ ترقی کر سکتے ہیں۔ کیوں خدا نے انہیں رسول کریم ﷺ کے تعلق کی وجہ سے فطرت اچھی دی ہوئی ہے۔''
(خطبہ نکاح، مولوی سید محمد سرور شاہ، الفضل قادیان ج۸ نمبر۶۱، مؤرخہ۱۴؍فروری ۱۹۲۱ء)

(۷۱) کفر کا فتویٰ

''ایک خط کے جواب میں (مرزامحمود خلیفہ قادیان نے) لکھوایا جو شخص اپنے آپ کو احمدی کہتا ہے اور ایسے کام جن کی وجہ سے انسان احمدیت سے خارج ہو جاتا ہے وہ نہیں کرتا تو اس کا جنازہ پڑھ لینے میں حرج نہیں ہے۔ خارج از احمدیت ہونے سے میری مراد ایسی امورات ہیں کہ جس کی وجہ سے کفر کا فتویٰ لگ سکتا ہے۔ چنانچہ غیراحمدی کو لڑکی کا رشتہ دینا بھی اس قسم میں سے ہے۔''
(ڈائری مرزامحمود خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج۹ نمبر۸۶، مؤرخہ۴؍مئی ۱۹۲۲ء)

(۷۲) فیصلہ کی تخصیص

''اگر کوئی احمدی، غیراحمدی کا جنازہ غیراحمدی امام کے پیچھے پڑھتا ہے اور غیراحمدی کو لڑکی دیتا ہے تو اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ حضور (مرزامحمود) نے لکھوایا اس کی رپورٹ ہمارے پاس کرنی چاہئے۔ فتویٰ یہ ہے کہ ایسا شخص احمدی نہیں ہوسکتا لیکن یہ فیصلہ کرنا ہمارا کام ہے آپ کا کام نہیں۔''
(مکتوب مرزامحمود خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج۹ نمبر۸۱،۸۲، مؤرخہ۱۷-۲۰؍اپریل ۱۹۲۲ء)

''ناظرین کرام ملاحظہ فرمائیں حضرت خلیفۃ المسیح (مرزامحمود خلیفہ قادیان) ایک مکتوب میں لکھاتے ہیں:
اگر کوئی احمدی غیراحمدی کا جنازہ غیراحمدی امام کے پیچھے پڑھتا ہے اور غیراحمدی کو لڑکی دیتا ہے تو اس کی رپورٹ ہمارے پاس کرنی چاہئے۔ فتویٰ یہ ہے کہ ایسا شخص احمدی نہیں ہوسکتا۔ لیکن یہ فیصلہ کرنا ہمارا کام ہے آپ کا کام نہیں۔ اس پر جناب مدیر پیغام صلح (لاہور) رقمطراز ہیں:
ہاں! بے شک مریدوں کا کام نہیں کہ وہ جناب خلافت مآب کے فتوے پر خود ہی عمل درآمد شروع کریں۔ انہیں کیا معلوم کہ جس شخص پر یہ فتویٰ عائد ہوتا ہے اس نے پیر صاحب کی جیب کو سیم وزر سے بھر دیا ہے اور اس لئے اس کے متعلق فیصلہ کرنا قرین مصلحت نہ ہو۔''
(الفضل قادیان ج۹ نمبر۹۵ ص۷ کالم۲، مؤرخہ۵؍جون ۱۹۲۲ء)

(۷۳) فیصلہ کی بات

جیسا کہ ۲؍مئی ۱۹۲۲ء کے (اخبار) پیغام (صلح) سے ظاہر ہے اس میں ''یادش بخیر'' کے عنوان سے ایک نوٹ شائع ہوا ہے جس میں غیراحمدیوں کو احمدی لڑکی دینے کی ممانعت کو پیش کیا ہے اور اس کے متعلق یہ بہتان باندھا ہے کہ اس کی خلاف ورزی کرنے پر حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک شخص کو جماعت سے خارج کر دیا اور دوسرے کو ایسا ہی کرنے پر اس لئے کچھ نہ کہا کہ اس نے پانچ سو روپے کی رقم آپ کو دے دی۔ چنانچہ لکھا ہے:
''اسی عقیدہ (یعنی غیراحمدی کو لڑکی نہیں دینی چاہئے) پر زور دیتے ہوئے جناب میاں صاحب نے ایک دفعہ اعلان کیا تھا کہ ان کے ایک غریب مرید نے ایک غیراز جماعت کے ساتھ اپنی لڑکی کی شادی کی تھی تو ہم نے اس کو جماعت سے خارج کر دیا اور اس کی توبہ تک بھی قبول نہ کی۔ انہی دنوں میں اتفاق سے میاں صاحب کے ایک لاہوری مرید میاں شمس الدین صاحب تاجر چرم نے اپنی لڑکی کا نکاح

ایک غیر از جماعت مسلمان سے کیا اور ساتھ ہی قادیان جا کر پانچ سو روپے بھی خلافت مآب کے آگے دھر دیا۔‘‘

اگرچہ بغیر کسی ثبوت کے اس قسم کا روپیہ دینے کا ذکر کرنا بھی کوئی شریفانہ فعل نہیں لیکن خیر اسے چھوڑ کر آگے جو کچھ لکھا گیا ہے اسے ملاحظہ کیجئے اور ایڈیٹر صاحب پیغام کی تہذیب کی داد دیجئے۔ لکھا ہے:

’’ہم نے اسی وقت میاں صاحب کو یاد دہانی کرائی اور ان کا سابقہ عمل یاد دلاتے ہوئے استدعا کی کہ ان لاہوری مرید صاحب کو بھی جماعت سے خارج کیجئے۔ اس مضمون کے خطوط ہم نے رجسٹری کرا کر میاں صاحب کو روانہ کئے۔ لیکن ہمیں خبر نہ تھی کہ پانچ سو روپیہ کا نشہ بھی آخر کچھ چیز ہے۔ جو آپ جیسے پیران پارسا پر بھی اس قدر اثر رکھتا ہے کہ آپ کے اپنے بنائے ہوئے اصول بھی اس سے ٹوٹ جاتے ہیں۔ آپ بھی سچے ہیں۔ ایک غریب مرد اگر اس قدر روپیہ فراہم نہیں کر سکا تو اس کی خشک توبہ کو کوئی کیا کرے اور اگر کسی نے پیر کے علی الرغم کارروائی کر کے حضرت زر کی شکل اس کو دکھا دی تو اس پر غصہ آئے تو کیوں؟‘‘

یہ بالکل غلط اور جھوٹ بات ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح (مرزا محمود خلیفہ قادیان) نے فرمایا ہے کہ میاں شمس الدین نے کوئی پانچ سو روپیہ مجھے نہیں دیا۔‘‘ (الفضل قادیان ج۹ نمبر۹۳،۹۴، مؤرخہ ۲۹ رمئی، یکم رجون ۱۹۲۲ء)

(۷۴) اخراج

’’چونکہ مندرجہ ذیل اصحاب نے اپنی اپنی لڑکیوں کے رشتے غیر احمدیوں کو دے دیئے ہیں۔ اس لئے ان کو حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی منظوری سے جماعت سے خارج کیا جاتا ہے اور وہاں کی جماعتوں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ ان سے قطع تعلق رکھیں۔

۱...... چوہدری محمد دین صاحب ولد مراد قوم ارائیں سکنہ سیدوالہ ضلع شیخوپورہ۔

۲...... چوہدری جھنڈا صاحب ولد چوہدری جلال الدین صاحب ساکناں چندر کے مگونے ضلع سیالکوٹ۔

۳...... میاں جیون صاحب علاقہ انبہ ضلع شیخوپورہ۔

۴...... میاں غلام نبی صاحب سکنہ چک نمبر ۱۱ ضلع شیخوپورہ۔

۵...... چوہدری علی بخش صاحب تلونڈی جھنگلاں ضلع گورداسپور۔‘‘

(الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۶۹ ص ۸ کالم ۲، مؤرخہ ۶ ردسمبر ۱۹۳۴ء، ناظر امور عامہ قادیان)

(ز) میل جول

(۷۵) صلح کل کا انجام

’’جو شخص ظاہر کرتا ہے کہ میں نہ ادھر کا ہوں نہ ادھر کا ہوں۔ اصل میں وہ بھی ہمارا مکذب ہے اور جو ہمارا مصدق نہیں اور کہتا ہے کہ میں ان کو اچھا جانتا ہوں وہ بھی مخالف ہے۔ ایسے لوگ اصل میں منافق طبع ہوتے ہیں۔‘‘

(ارشاد مرزا قادیانی، البدر قادیان ج ۲ نمبر ۱۴ ص ۱ کالم ۲، مؤرخہ ۲۴ راپریل ۱۹۰۳ء، منقول از منکرین خلافت کا انجام ص ۸۲، مصنفہ جلال الدین شمس قادیانی)

’’یہ جو کہتے ہیں کہ ہم مرزا صاحب کو نیک مانتے ہیں لیکن وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹے تھے۔ یہ لوگ بڑے جھوٹے ہیں۔ خدا تعالیٰ

فرماتا ہے:’’ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او کذب بالحق لما جاء‘‘ دنیا میں سب سے بڑھ کر ظالم دو ہی ہیں۔ایک جو اللہ پر افتراء کرے۔دوم جو حق کی تکذیب کرے۔پس یہ کہنا کہ مرزا نیک ہے اور دعاوی میں جھوٹا۔گویا نور وظلمت کو جمع کرنا ہے جو ناممکن ہے۔‘‘ (حکیم نورالدین قادیانی خلیفہ اوّل کا مضمون،البدر قادیان ج۱۰ نمبر۱۹ص۱کالم۲،مؤرخہ ۹؍مارچ ۱۹۱۱ء)

’’ایک دوست کا خط حضرت (حکیم نورالدین قادیانی خلیفہ اوّل) کی خدمت میں پیش ہوا کہ بعض غیر احمدی یہ لکھ دینے کو تیار ہیں کہ ہم مرزا (غلام احمد قادیانی) کو مسلمان مانتے ہیں۔فرمایا پھر وہ مرزا صاحب کے دعوے اور الہام کے متعلق کیا کہیں گے۔مدعی وحی والہام کے معاملہ میں دو ہی گروہ ہو سکتے ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:’’ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او کذب بالحق لما جاء الیس فی جھنم مثوی للکافرین‘‘اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو خدا پر افتراء کرے،اسے خدا کی طرف سے الہام نہ ہوا ہو اور کہے کہ مجھے ہوا ہے ایسا ہی اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے جو اس حق کی تکذیب کرے،یا تو مرزا صاحب اپنے دعوے میں سچے تھے،ان کو ماننا چاہئے یا جھوٹے تھے ان کا انکار کرنا چاہئے۔اگر مرزا صاحب مسلمان تھے تو انہوں نے سچ بولا اور وہ فی الواقع مامور تھے اور اگر ان کا دعویٰ جھوٹا ہے تو پھر مسلمانی کیسی۔‘‘ (البدر قادیان ج۱۰ نمبر۲۴ص۲کالم۱،مؤرخہ ۱۳؍اپریل ۱۹۱۱ء)

’’ایک احمدی کا خط پیش ہوا کہ مجھے آپ کے میموریل جمعہ کے ساتھ اتفاق ہے۔میں اپنے خیال کے مطابق کسی مسیح کی آمد کا منتظر نہیں ہوں اور نہ کسی کی ضرورت ہے اور نہ خلیفۃ المسیح کی ضرورت ہے۔البتہ نیکوکار خدا پرست رہبروں کی ہر زمانہ میں ضرورت ہے اور مرزا (غلام احمد قادیانی) صاحب مرحوم اور جناب (یعنی حکیم نورالدین قادیانی خلیفہ اوّل) کی مثال جتنے بزرگ دنیا میں پیدا ہوں کم ہیں۔(حکیم نورالدین نے) فرمایا یہ مسئلہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسے فقرات بولنے والے لوگ کیا مطلب اپنے الفاظ کا رکھتے ہیں۔مرزا صاحب کا دعویٰ تھا کہ میں مسیح ہوں،مہدی ہوں،خدا مجھ سے ہم کلام ہوتا ہے۔وہ برابر اپنے الہام سناتے رہے۔اب یا تو ایسا شخص اپنے دعوے میں سچا ہے اور اس قابل ہے کہ اسے مسیح مان لیا جائے اور یا وہ خدا پر افتراء کرتا ہے اور قرآن شریف میں لکھا ہے کہ مفتری سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں۔راہیں تو دو ہی ہیں۔معلوم نہیں کہ یہ تیسری راہ لوگوں نے کہاں سے فرض کر لی ہے۔‘‘

(البدر قادیان ج۱۰ نمبر۴۴ص۹کالم۳،مؤرخہ ۵؍اکتوبر ۱۹۱۱ء)

’’ایک دوست نے خلیفہ ثانی (مرزا محمود) کی خدمت میں لکھا کہ جو شخص حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے سب دعاوی کا مصدق ہو مگر بیعت نہ کی ہو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔جواب میں حضور (مرزا محمود) نے لکھوایا غیر احمدی کے پیچھے جس نے اب تک سلسلہ میں باقاعدہ بیعت نہ کی ہو خواہ حضرت (مرزا قادیانی) کے سب دعاوی کو بھی مانتا ہو نماز جائز نہیں اور ایسا شخص سب دعاوی کو مان بھی کس طرح سکتا ہے جو حضرت صاحب بلکہ خدا کا صریح حکم ہوتے ہوئے آپ کی بیعت نہیں کرتا۔‘‘

(الفضل قادیان ج۳ نمبر۱۹ص۲کالم۲،مؤرخہ ۵؍اگست ۱۹۱۵ء)

(۷۶) قطع تعلق

’’غالباً منکرین خلافت کے لیڈروں کو یہ بات بھی بھولی نہیں ہوگی کہ جب ۱۹۰۶ء کے آغاز میں ایک مشہور غیر احمدی جرنلسٹ نے ان تبلیغی اور علمی مضامین سے متأثر ہوکر جو ریویو آف ریلیجنز میں شائع ہو رہے تھے،یہ تجویز پیش کی کہ ریویو کو عام اسلامی مضامین کے لئے وقف کر دیا جاوے اور سلسلہ احمدیہ کے مخصوص عقائد کا اس میں ذکر نہ ہوا کرے اور اس صورت میں اس کی خریداری کی توسیع کے متعلق بڑی

بڑی امیدیں دلائی تھیں تو حضرت مسیح موعود نے اس تجویز کو سختی کے ساتھ ٹھکرا دیا اور فرمایا کہ ہم احمدیت کے ذکر کو الگ کر کے لوگوں کے سامنے مردہ اسلام پیش کریں گے؟ اور جب ایک دوسرے موقعہ پر اس بات کا ذکر تھا کہ بعض غیر احمدی مسلمانوں کی خواہش ہے کہ احمدی ان کے ساتھ مل جائیں اور سب کام مل کر کریں تو آپ نے فرمایا کہ خدا نے میرے ذریعہ پاک اور صاف دودھ اتارا ہے تو کیا اب میں اپنے پاک وصاف دودھ کو پھر بگڑے ہوئے اور ناصاف دودھ کے ساتھ ملا دوں۔'' (سلسلہ احمدیہ ج۱ص ۳۴۳، مرزا بشیر احمد ایم.اے)

''یہ جو ہم نے دوسرے مدعیان اسلام سے قطع تعلق کیا ہے، اوّل تو یہ خدا تعالیٰ کے حکم سے تھا نہ اپنی طرف سے اور دوسرے وہ لوگ ریا پرستی اور طرح طرح کی خرابیوں میں حد سے بڑھ گئے ہیں اور ان کو ان کی ایسی حالت کے ساتھ اپنی جماعت کے ساتھ ملانا یا ان سے تعلق رکھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ عمدہ اور تازہ دودھ میں بگڑا ہوا دودھ ڈال دیں جو سڑ گیا ہے اور اس میں کیڑے پڑ گئے ہیں۔ اسی وجہ سے ہماری جماعت کسی طرح ان سے تعلق نہیں رکھ سکتی اور نہ ہمیں ایسے تعلق کی حاجت ہے۔''

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی، تشحیذ الاذہان قادیان ج۶ نمبر۸ ص ۳۱۱، بابت ماہ اگست ۱۹۱۱ء)

(۷۷) صاف حکم

''اس کے بعد حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے صاف حکم دیا کہ غیر احمدیوں کے ساتھ ہمارے کوئی تعلقات ان کی غمی اور شادی کے معاملات میں نہ ہوں، جب کہ ان کے غم میں ہم نے شامل ہی نہیں ہونا تو پھر جنازہ کیسا؟''

(الفضل قادیان ج۳ نمبر ۱۲۰ ص ۱۹ کالم ۲، مؤرخہ ۱۸؍جون ۱۹۱۶ء)

(۷۸) دونوں حرام

''غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں۔ ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا۔ ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا۔ اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ہم ان کے ساتھ مل کر کر سکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں، ایک دینی دوسرے دنیوی۔ دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے اور دنیوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ وناطہ ہے۔ سو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار دیئے گئے۔ اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے اور اگر یہ کہو کہ غیر احمدیوں کو سلام کیوں کہا جاتا ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث سے ثابت ہے کہ بعض اوقات نبی کریمؐ نے یہود تک کو سلام کا جواب دیا ہے۔ ہاں! اشد مخالفین کو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے کبھی سلام نہیں کہا اور نہ ان کو سلام کہنا جائز ہے۔ غرض ہر ایک طریقہ سے ہم کو حضرت مسیح موعود نے غیروں سے الگ کیا ہے اور ایسا کوئی تعلق نہیں جو اسلام نے مسلمانوں کے ساتھ خاص کیا ہو اور پھر ہم کو اس سے نہ روکا گیا ہو۔''

(کلمۃ الفصل مصنفہ بشیر احمد قادیانی، مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ج۱۴ نمبر۴ ص ۱۶۹، ۱۷۰، بابت ماہ اپریل ۱۹۱۵ء)

(۷۹) تین امور

''حضرت امام حکم وعدل (مرزا قادیانی) نے خصوصیات احمدیت میں ہر احمدی کے واسطے تین امور بطور فرمان عملی رکھے ہیں جن کی اتباع اور اطاعت ہر احمدی پر فرض ہے اور جو حضرت مسیح موعود کے حکم اور فیصلے کے خلاف کرتا ہے وہ احمدی ہی نہیں خواہ کوئی کیوں نہ ہو۔

حضرت امام ہمام (مرزا قادیانی) نے اوّل خصوصیت حرمت صلوٰۃ خلف المنکرین المسیح الموعود قائم کی ہے۔ دوم خصوصیت حرمت

صلوٰۃ الجنازۃ علی المنکرین المسیح ہے۔ سوم خصوصیت حرمت ازدواج النساء المومنین بالمنکرین ہے۔ یہ عملی فرق ہے مابین احمدی اور غیر احمدی گروہ کے...... (ص۵ کالم۲)

بعض لوگ دیدہ ودانستہ اپنی لڑکی غیر احمدیوں کو دیتے ہیں، مگر وہ اس وبال سے بے خبر ہیں جو حضرت صاحب کے حکم کی خلاف ورزی میں لوگوں نے بھگتا ہے یا بھگتنا پڑے گا اور حضرت نورالدین اعظم نے تو ایسے لوگوں کو جماعت سے خارج کیا ہے اور صاف فرمایا کہ وہ احمدی ہی نہیں ہیں اور حضرت خلیفہ اوّل نے ان کے خلف میں منع صلوٰۃ کر دی ہے۔''

(الفضل قادیان ج۷ نمبر۳۴ ص۵،۸، کالم۲، مؤرخہ ۲۸؍اکتوبر ۱۹۱۹ء)

''جری اللہ فی حلل الانبیاء احمد نبی اللہ مسیح موعود علیہ التحیات والثنا (فداہ امی وابی) اپنے متبعین کو فرماتے ہیں کہ غیر احمدی کا جنازہ نہ پڑھو۔ غیر احمدی کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔ خواہ وہ تمہارا ماں باپ بہن بھائی کتنا ہی حقیقی رشتہ دار ہو اس کو لڑکی نہ دو۔'' (الفضل قادیان ج۳ نمبر۱۰۹ ص۱۲ کالم۲، مؤرخہ ۲۵؍اپریل ۱۹۱۶ء)

(۸۰) تنبیہ

''حضرت مسیح موعود نے اپنے مکفر یا مکذب یا متردد کی اقتداء میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے اور ارشاد ہے کہ تم پر حرام اور قطعی حرام ہے جو کسی مکفر یا مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔ اسی طرح آپ کا صاف اور صریح حکم ہے کہ کسی احمدی کے لئے جائز نہیں جو اپنی لڑکی کا رشتہ کسی غیر احمدی سے کرے۔ حضور کے قائم کردہ ابدی مرکز (قادیان) سے روگردانی اختیار کرنے والے (لاہوری فریق) جہاں غیر احمدیوں کی اقتداء میں نماز پڑھنے کے لئے بے قرار ہے اور اس کے لئے قسم قسم کے حیلے تراش کر اپنے انقلاب علی عقبیہ کا ثبوت مہیا کرتے رہے ہیں وہاں اس فعل حرام یعنی غیر احمدیوں کو رشتہ بنات دینے کے واسطے بھی میں دیکھتا ہوں کہ ان کی مسخ شدہ روحیں تڑپ رہی ہیں اور وہ کچھ نہ کچھ اس کے متعلق شائع کرنا اپنے پیپ آلودہ زخموں اور نہ اچھے ہونے والے ناسوروں کے لئے موجب اندمال سمجھتے ہیں۔ اے کاش! وہ اپنے ہادی، اپنے راہنما (مرزا قادیانی) کی الہدیٰ اور لائے ہوئے دین الحق کو اتنی جلدی نہ بھول جاتے۔''

(الفضل قادیان ج۱۱ نمبر۶۴، مؤرخہ ۱۵؍فروری ۱۹۲۴ء)

(۸۱) اسلامی سلوک

''آپ نے یہ کس طرح سمجھ لیا کہ ہم آپ ایسے لوگوں سے کسی اسلامی سلوک کی امید رکھتے ہیں۔ ہمارے تو وہم وخیال میں بھی نہیں آسکتا کہ آپ لوگ اسلامی سلوک کرنے کے قابل ہیں یا کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک وہ لوگ جو ایک نبی وقت (مرزا قادیانی) کے منکر ہیں، مسلمان ہی نہیں اور جب ہم انہیں مسلمان ہی نہیں سمجھتے تو پھر ان سے اسلامی سلوک کی توقع کیا۔ یہ آپ کو محض غلط فہمی ہوئی ہے کہ ہم اسلامی سلوک کے امیدوار ہیں۔'' (الفضل قادیان ج۵ نمبر۶۹،۷۰ ص۴ کالم۱، مؤرخہ ۲۶؍فروری، ۲؍مارچ ۱۹۱۸ء)

(۸۲) قادیانی چندہ

''آپ لوگوں میں سے بہت سے احباب نے دیکھا ہوا ہے کہ حضرت مسیح موعود کا اپنی زندگی میں غیر احمدیوں سے کیا تعلق تھا۔ کیا کوئی اس وقت حلفاً کہہ سکتا ہے کہ کبھی آپ نے غیر احمدیوں سے چندہ مانگا، ہرگز نہیں، میں تو حلفاً کہتا ہوں اور اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں

جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ نہ میرے کانوں نے روایتاً کسی سے سنا اور نہ میری آنکھوں نے کبھی دیکھا......اور نہ یہ کہہ کر چندہ کی ان کو ترغیب دی کہ میرا کام تو فقط اشاعت اسلام ہے جو کہ ہمارا اور تمہارا مشترک فرض ہے۔‘‘

(خطبہ سید سرور شاہ قادیانی، الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۹۷ ص ۶، ۷، کالم ۳، مؤرخہ ۲۸؍جنوری ۱۹۱۵ء)

(۸۳) کبھی نہیں

’’کہا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کا کام صرف اشاعت اسلام تھا اور اس کے لئے لوگوں کو تیار کرنا تھا اور یہی احمدیت ہے۔ اگر یہی احمدیت تھی تو اور لوگ جو حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں اشاعت اسلام کے لئے اٹھے تھے، ان کے لئے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو خوشی کا اظہار کرنا چاہئے تھا اور...... آپ ان کی انجمنوں میں شامل ہوتے، انہیں چندہ دیتے مگر آپ نے (مرزا قادیانی نے) کبھی اس طرح نہیں کیا۔‘‘ (خطبہ سید سرور شاہ قادیانی، الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۹۷ ص ۷ کالم ۲، مؤرخہ ۲۸؍جنوری ۱۹۱۵ء)

(۸۴) ضرورت نہیں

’’ایک دوست نے دریافت کیا کہ موپلہ یتیم اور بیواؤں کے لئے لوگ چندہ مانگتے ہیں۔ اس امر میں مجھے کیا کرنا چاہئے۔ (مرزا محمود خلیفہ قادیان نے) فرمایا، دوسرے لوگوں (مسلمانوں) کے ساتھ مل کر چندہ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ چندہ نہیں ہے، اپنا رسوخ بڑھانے کی کوشش کرنا ہے۔ اس قسم کی امداد اپنے طور پر دی جاوے تو مفید ہوتی ہے۔‘‘

(الفضل قادیان ج ۱۰ نمبر ۴۵ ص ۸ کالم ۳، مؤرخہ ۷؍دسمبر ۱۹۲۲ء)

(۸۵) چندہ قبول

’’مرزا محمد افضل بیگ تحریر فرماتے ہیں کہ اس وقت تک قصور میں احمدیوں کی کوئی مسجد نہ تھی، لیکن حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے جو ششماہی رپورٹ کا نقشہ تجویز فرمایا ہے اس میں ایک یہ بھی سوال درج ہے کہ آیا مسجد احمدیہ ہے یا نہیں اس کو پورا کرنے کے لئے ہماری انجمن نے غور کیا اور ایک پرانی شکستہ اور غیر آباد بوسیدہ مسجد کو پا کر اسے آباد کرنا چاہا۔ چونکہ مسجد بہت ہی خستہ حالت میں تھی، اس لئے اس کی مرمت کا ارادہ کیا گیا اور اس غرض کے لئے اپنی جماعت سے چندہ جمع کر کے کام شروع کرا دیا جب مرمت کا کام شروع ہو گیا تو ایک غیر احمدی صاحب نے آ کر دریافت کیا کہ کیا آپ ہم سے بھی چندہ لے سکتے ہیں۔ جواب دیا گیا کہ بڑی خوشی سے آپ کا چندہ قبول کیا جاتا ہے۔ اس پر انہوں نے دس روپے دیئے اور مجھے ساتھ لے کر تحصیل چندہ کے لئے بازار میں چلے آئے۔ ہماری تین چار گھنٹہ کی کوشش سے اڑھائی سو روپیہ کے قریب چندہ ہو گیا۔‘‘ (الفضل قادیان ج ۴ نمبر ۱۲۲ ص ۳، ۴ کالم ۳، مؤرخہ یکم؍جولائی ۱۹۱۶ء)

’’سردست میں ایک اور معاملہ کی طرف تمام بہنوں کی توجہ دلانا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ (لندن میں) اس مسجد کے بن جانے کے سبب سے انگلستان میں تبلیغ کا کام بہت بڑھ گیا ہے اور اب خداتعالیٰ کے فضل سے کام دو آدمیوں کی طاقت سے زیادہ ہے۔ اس کے متعلق مجھے پہلے شیخ یعقوب علی صاحب نے ولایت سے توجہ دلائی تھی......اس کے بعد اور چند دوستوں نے بھی اس طرف توجہ دلائی اب خان صاحب منشی فرزند علی صاحب نے بھی خط لکھا ہے کہ کام زیادہ معلوم ہوتا ہے اور عملہ بڑھانے کی ضرورت ہے......

میں یہ بھی ظاہر کر دینا چاہتا ہوں کہ مسجد برلن کی تحریک کے وقت بعض غیر احمدی عورتیں بھی چندہ میں شامل ہونا چاہتی تھیں، لیکن

چونکہ اس وقت شرط تھی کہ صرف احمدی عورتوں کا چندہ ہو اس لئے اس کی اجازت نہ دی گئی تھی...... لیکن اس وقت چونکہ عام تبلیغی اغراض کے لئے چندہ ہورہا ہے۔ اس لئے اس شرط کی ضرورت نہیں۔ اگر کوئی بہن اپنی خوشی سے اس چندہ میں حصہ لینا چاہیں تو ان کا چندہ بھی خوشی کے ساتھ قبول کر لینا چاہئے۔'' (مرزا محمود خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج۱۶ نمبر ۳۳ ص۳ کالم ۱تا۳، مؤرخہ ۲۳؍اکتوبر ۱۹۲۸ء)

(۸۶) مسلمانوں سے بیزار

''کیا غیر احمدیوں کے ساتھ سیدنا حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کا عملدرآمد کسی پر مخفی ہے۔ آپ اپنی ساری زندگی میں نہ غیروں کی کسی انجمن کے ممبر ہوئے اور نہ ان میں سے کسی کو کسی اپنی انجمن کا ممبر بنایا اور نہ کبھی ان کو چندہ دیا اور نہ کبھی ان سے چندہ مانگا۔ (ابتداء میں تو مدت تک مرزا غلام احمد قادیانی نے مسلمانوں سے خوب چندہ مانگا اور خوب وصول کیا بلکہ اسی سے بنیاد جمی۔ البتہ یہ سچ ہے کہ مسلمانوں کی رفاہ میں مرزا غلام احمد قادیانی نے کبھی پیسہ بھی نہیں دیا۔ للمؤلف) حتیٰ کہ ایک دفعہ علی گڑھ میں قرآن مجید کی اشاعت کی غرض سے ایک انجمن بنائی گئی اور وہاں کے جناب سیکرٹری صاحب نے ایک خاص خط بھیجا کہ چونکہ آپ لوگ خادم اور ماہر قرآن مجید ہو، لہٰذا ہم چاہتے ہیں کہ ہماری اس انجمن میں آپ صاحبان میں سے بھی کچھ شریک ہوں مگر باوجود جناب مولانا مولوی عبدالکریم مرحوم کی کوشش کے حضور نے انکار ہی فرمایا۔ پھر سرسید صاحب کے چندہ مدرسہ مانگنے کا واقعہ تو مشہور ہی ہے۔ یہاں تک کہ وہ ایک روپیہ تک بھی مانگتے رہے۔ لیکن حضور (مرزا قادیانی) نے شرکت سے انکار ہی فرمایا۔ حالانکہ اپنا خود مدرسہ انگریزی جاری کیا ہوا تھا۔''

(کشف الاختلاف ص۴۲، مصنفہ سرور شاہ قادیانی)

(۸۷) سکھوں سے پیار

''حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طرف سے ایک وفد نے جو جناب سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور اور مولانا جلال الدین صاحب شمس پر مشتمل تھا۔ ۲۲؍فروری ۱۹۳۵ء کو کرنل سردار گھبیر سنگھ صاحب سردار ڈیوڑھی وسیکرٹری گوردوارہ پٹنہ صاحب کمیٹی کو مبلغ پانچ سو روپیہ کی رقم گوردوارہ پٹنہ صاحب کی تعمیر کے لئے پیش کی...... یہ وفد ہز ہائینس مہاراجہ ادھیراج پٹیالہ کی خدمت میں بھی حاضر ہوا جو گوردوارہ پٹنہ صاحب کی تعمیر کی کمیٹی کے صدر ہیں، ہز ہائینس نے جماعت احمدیہ کے اس طریق عمل کی بہت تعریف کی۔'' (الفضل قادیان ج۲۲ نمبر ۱۰۸ ص۲ کالم ۱، مؤرخہ ۸؍مارچ ۱۹۳۵ء)

(۸۸) مسلمانوں سے مقابلہ

''قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک عام مومن دو مخالفوں پر بھاری ہوتا ہے اور اگر اس سے ترقی کرے تو ایک مومن دس پر بھاری ہو جاتا ہے اور اگر اس سے بھی ترقی کرے تو صحابہ کے طرز عمل سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے ایک ایک نے ہزار کا مقابلہ کیا ہے۔ ہماری جماعت مردم شماری کی رو سے پنجاب میں چھپن ہزار ہے گو یہ بالکل غلط ہے اور صرف اسی ضلع گورداسپور میں تیس ہزار احمدی ہیں۔ مگر فرض کر لو یہ تعداد درست ہے اور فرض کر لو کہ باقی تمام ہندوستان میں ہماری جماعت کے بیس ہزار افراد رہتے ہیں، تب بھی یہ چھہتّر چھہتر ہزار آدمی بن جاتے ہیں اور اگر ایک احمدی سو کے مقابلہ میں رکھا جائے تو ہم چھہتّر لاکھ کا مقابلہ کر سکتے ہیں اور اگر ایک ہزار کے مقابل پر ہمارا ایک آدمی ہو تو ہم ساڑھے سات کروڑ کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اتنی ہی تعداد دنیا کے تمام مسلمانوں کی ہے۔ (کیسے صحیح اور وسیع معلومات

ہیں۔للموٗلف) پس سارے مسلمان مل کر بھی جسمانی طور پر ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکتے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم ان پر بھاری ہیں۔ پھر آج کل تو جسمانی مقابلہ ہے ہی نہیں۔اس لئے اس لحاظ سے بھی ہمیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔''

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان مندرجہ الفضل قادیان ج ۲۱ نمبر ۱۵۲ ص ۷ کالم ۳، مورخہ ۲۱؍جون ۱۹۳۴ء، خطبات محمود ج ۱۵ ص ۱۸۶)

(۸۹) ایک ایک ہزار

''ایک ایسی عظیم الشان پاک شخصیت کا ذکر کیا گیا ہے جس نے مذہبی دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر دیا ہے اور جو رسول اللہ ﷺ کے نمونہ پر وصال باری تعالیٰ کے وقت چار لاکھ سے زیادہ اپنا پیرو چھوڑ کر گیا ہے کہ ہر ایک ان میں سے ایک ایک ہزار دشمن اسلام ومخالف احمدیت پر بھاری ہے۔''

(الفضل قادیان ج ۳ نمبر ۱۰۷ ص ۳ کالم ۳، مورخہ ۱۸؍اپریل ۱۹۱۶ء)

(۹۰) خواجہ (حسن نظامی) کا الٹی میٹم

''اہل قادیان سے میری خانہ جنگی نہیں، بلکہ جہانہ جنگی ہے۔سارے جہان کو جس قوت مربیہ دفنائیہ کا خوف لگا ہوا ہے۔ میں اس کو ختم کرنا چاہتا ہوں۔ پیروشیا (جرمنی) کے قوائے حربیہ کا خاتمہ ہو جائے تو دنیا کو امن نہیں ملے گا جتنا کہ قادیان کی طاقت زیروزبر ہونے سے مل سکتا ہے۔''

(خواجہ حسن نظامی کا ارشاد، رسالہ درویش، بابت ۲۴؍جنوری ۱۹۱۸ء، منقول: الفضل قادیان ج ۶ نمبر ۷۰ تا ۷۲ ص ۱۴ کالم ۲، مورخہ ۱۵-۲۲؍مارچ ۱۹۱۹ء)

(۹۱) ہتھیار بندی

''حالات کی نزاکت اور بدامنی کی بڑھتی ہوئی رو کو دیکھتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے مجلس مشاورت کے موقع پر اپنی جماعت کو جو ارشاد فرمایا ہے ہر احمدی کا فرض ہے کہ اس پر پوری طرح عمل کرے۔حضور نے فرمایا جو اصحاب بندوق کا لائسنس حاصل کر سکتے ہیں وہ بندوق کا لائسنس حاصل کریں اور جہاں جہاں تلوار رکھنے کی اجازت ہے، وہاں تلوار رکھیں، لیکن جہاں اس کی اجازت نہ ہو، وہاں لاٹھی ضرور رکھنی چاہئے۔ جو لوگ اس قسم کی کوئی چیز اپنے پاس رکھیں گے وہ نہ صرف ضرورت کے موقع پر گورنمنٹ کے لئے بہت مفید اور کارآمد ثابت ہوسکیں گے اور نہ صرف ملک میں بدامنی کا انسداد کرنے میں حصہ لے سکیں گے، بلکہ اپنی جان ومال کی بھی حفاظت کر سکیں گے اور یہ ایسے شریفانہ مقاصد ہیں کہ کوئی عقلمند اور دوراندیش انسان انہیں ناجائز اور ناروا قرار نہیں دے سکتا اور ان کی خاطر کسی قسم کا سامان رکھنا غیرضروری نہیں سمجھا جاسکتا۔ پس ہر ایک احمدی کو چاہئے کہ ضروریات زمانہ اور حالات پیش آمدہ کا لحاظ رکھتے ہوئے ضروری سامان مہیا کرے اور اس سے کام لینا سیکھے۔''

(الفضل قادیان ج ۱۷ نمبر ۹۰، مورخہ ۲؍مئی ۱۹۳۰ء)

(ہ) حمیت

(۹۲) قادیانی اصول

''میں (مرزاغلام احمد قادیانی) ہرگز نہیں چاہتا کہ مذہبی امور میں اس قدر غصہ بڑھایا جائے کہ مخالفوں کے حملوں کو قانونی جرائم کے نیچے لاکر گورنمنٹ سے ان کو سزا دلائی جائے...... بلکہ میرا اصول یہ ہے کہ مذہبی مباحثات میں صبر اور اخلاق سے کام لینا چاہئے۔اسی وجہ

سے جب عام مسلمانوں نے مصنف کتاب ''امہات المؤمنین'' کے سزا دلانے کے لئے انجمن حمایت اسلام کے ذریعہ سے گورنمنٹ میموریل بھیجے تو میں نے ان سے اتفاق نہیں کیا، بلکہ ان کے برخلاف میموریل بھیجا اور صاف طور پر لکھا کہ مذہبی امور میں اگر کوئی رنج دہ امر پیش آوے تو اسلام کا اصول عفو اور درگزر ہے۔ قرآن ہمیں صاف ہدایت کرتا ہے کہ اگر مذہبی گفتگو میں سخت لفظوں سے تمہیں تکلیف دی جائے تو تنگ ظرف لوگوں کی طرح عدالتوں تک مت پہنچو اور صبر اور اخلاق سے کام لو۔'' (کشف الغطاء ص۷، خزائن ج۱۴ ص۱۸۶،۱۸۷)

(۹۳) قادیانی میموریل

''بحضور نواب لیفٹیننٹ گورنر صاحب بہادر بالقابہ۔

یہ میموریل اس غرض سے بھیجا جاتا ہے کہ ایک کتاب ''امہات المؤمنین'' نام ڈاکٹر احمد شاہ صاحب عیسائی کی طرف سے مطبع آر پی مشن پریس گوجرانوالہ میں چھپ کر ماہ اپریل ۱۸۹۸ء میں شائع ہوئی تھی ...... چونکہ اس کتاب میں ہمارے نبی کریم ﷺ کی نسبت سخت الفاظ استعمال کئے ہیں جن کو کوئی مسلمان سن کر رنج سے رک نہیں سکتا۔ اس لئے لاہور کی انجمن حمایت اسلام نے اس بارے میں حضور گورنمنٹ میں میموریل روانہ کیا تا گورنمنٹ ایسی تحریر کی نسبت جس طرح مناسب سمجھے کارروائی کرے اور جس طرح چاہے کوئی تدبیر امن عمل میں لائے۔ مگر میں مع اپنی جماعت کثیر اور مع معزز مسلمانوں کے اس میموریل کا سخت مخالف ہوں اور ہم سب لوگ اس بات پر افسوس کرتے ہیں کہ کیوں اس انجمن کے ممبروں نے محض شتاب کاری سے یہ کارروائی کی۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ کتاب ''امہات المؤمنین'' کے مؤلف نے نہایت دل دکھانے والے الفاظ سے کام لیا ہے اور زیادہ افسوس یہ ہے کہ باوجود ایسی سختی اور بدگوئی کے اپنے اعتراضات میں اسلام کی معتبر کتابوں کا حوالہ بھی نہیں دے سکا۔ مگر ہمیں ہرگز نہیں چاہئے کہ بجائے اس کے کہ ایک خطا کار کو نرمی اور آہستگی سے سمجھا دیں اور معقولیت کے ساتھ اس کتاب کا جواب لکھیں۔ یہ حیلہ سوچیں کہ گورنمنٹ اس کتاب کو شائع ہونے سے روک لے تا اس طرح پر ہم فتح پالیں۔ کیونکہ یہ فتح واقعی فتح نہیں ہے، بلکہ ایسے حیلوں کی طرف دوڑنا ہمارے عجز اور درماندگی کی نشانی ہوگی اور ایک طور سے ہم جبر سے منہ بند کرنے والے ٹھہریں گے اور گو گورنمنٹ اس کتاب کو جلا دے تلف کرے کچھ کرے مگر ہم ہمیشہ کے لئے اس الزام کے نیچے آجائیں گے کہ عاجز آکر گورنمنٹ کی حکومت سے چارہ جوئی چاہی اور وہ کام کیا جو مغلوب الغضب اور جواب سے عاجز آجانے والے لوگ کیا کرتے ہیں ...... مذہبی آزادی کا دروازہ کسی حد تک کھلا رہنا ضروری ہے تا مذہبی علوم اور معارف میں لوگ ترقی کریں اور چونکہ اس عالم کے بعد ایک اور عالم بھی ہے جس کے لئے ابھی سے سامان چاہئے۔ اس لئے ہر ایک حق رکھتا ہے کہ نیک نیتی کے ساتھ ہر ایک مذہب پر بحث کرے اور اس طرح اپنے تئیں اور نیز بنی نوع کو نجات آخروی کے متعلق جہاں تک سمجھ سکتا ہے اپنی عقل کے مطابق فائدہ پہنچاوے۔ لہٰذا گورنمنٹ عالیہ میں اس وقت ہماری یہ التماس ہے کہ جو انجمن حمایت اسلام لاہور نے میموریل گورنمنٹ میں اس بارہ میں روانہ کیا ہے، وہ ہمارے مشورہ اور اجازت سے نہیں لکھا گیا، بلکہ چند شتاب کاروں نے جلدی سے یہ جرأت کی ہے جو درحقیقت قابل اعتراض ہے۔ ہم ہرگز نہیں چاہتے کہ ہم تو جواب نہ دیں اور گورنمنٹ ہمارے لئے عیسائی صاحبوں سے کوئی باز پرس کرے، یا ان کتابوں کو تلف کرے بلکہ جب ہماری طرف سے آہستگی اور نرمی کے ساتھ اس کتاب کا رد شائع ہوگا تو خود وہ کتاب اپنی قبولیت اور وقعت سے گر جائے گی اور اس طرح پر وہ خود تلف ہو جائے گی۔ اس لئے ہم بادب ملتمس ہیں کہ اس میموریل کی طرف جو انجمن مذکور کی طرف سے بھیجا گیا ہے گورنمنٹ عالیہ ابھی کچھ توجہ نہ فرماوے۔

کیونکہ اگر ہم گورنمنٹ عالیہ سے یہ فائدہ اٹھاویں کہ وہ کتابیں تلف کی جائیں یا اور کوئی انتظام ہو، تو اس کے ساتھ ایک نقصان بھی ہمیں اٹھانا پڑتا ہے کہ ہم اس صورت میں دین اسلام کو ایک عاجز اور فرو ماندہ دین قرار دیں گے کہ جو معقولیت سے حملہ کرنے والوں کا جواب نہیں دے سکتا اور نیز یہ ایک بڑا نقصان ہوگا کہ اکثر لوگوں کے نزدیک یہ امر مکروہ اور نامناسب سمجھا جائے گا کہ ہم گورنمنٹ کے ذریعہ سے اپنے انصاف کو پہنچ کر پھر بھی اس کتاب کا رد لکھنا بھی شروع کر دیں اور در حالت نہ لکھنے جواب کے، اس کے فضول اعتراضات ناواقفوں کی نظر میں فیصلہ ناطق کی طرح سمجھے جائیں گے اور خیال کیا جائے گا کہ ہماری طاقت میں یہی تھا جو ہم نے کر لیا۔ سو اس سے ہماری دینی عزت کو اس سے بھی زیادہ ضرر پہنچتا ہے جو مخالف نے گالیوں سے پہنچانا چاہا ہے اور ظاہر ہے کہ جس کتاب کو ہم نے عمداً تلف کرایا یا روکا پھر اسی کو مخاطب ٹھہرا کر اپنی کتاب کے ذریعہ سے پھر شائع کرنا نہایت نامعقول اور بیہودہ طریق ہوگا اور ہم گورنمنٹ عالیہ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم دردناک دل سے ان تمام گندے اور سخت الفاظ پر صبر کرتے ہیں، جو صاحب امہات المؤمنین نے استعمال کئے ہیں اور ہم اس مؤلف اور اس کے گروہ کو ہرگز کسی قانونی مواخذہ کا نشانہ بنانا نہیں چاہتے کہ یہ امر ان لوگوں سے بہت ہی بعید ہے کہ جو واقعی نوع انسان کی ہمدردی اور سچی اصلاح کے جوش کا دعویٰ رکھتے ہیں...... یہ طریق کہ ہم گورنمنٹ کی مدد سے یا نعوذ باللہ خود اشتعال ظاہر کریں ہرگز ہمارے اصل مقصد کو مفید نہیں ہے، یہ دنیاوی جنگ وجدل کے نمونے ہیں اور سچے مسلمان اور اسلامی طریقوں کے عارف ہرگز ان کو پسند نہیں کرتے، کیونکہ ان سے وہ نتائج جو ہدایت بنی نوع کے لئے مفید ہیں پیدا نہیں ہوسکتے...... یہ دوسرے پیرایہ میں اپنے مذہب کی کمزوری کا اعتراف ہے۔ (الراقم: مرزا غلام احمد قادیانی ضلع گورداسپور، مؤرخہ ۴؍مئی ۱۸۹۸ء)''

(مندرجہ تبلیغ رسالت ج۷ ص۳۶ تا ۳۹، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۴۰ تا ۴۳، جدید مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۲۱۵ تا ۲۱۷)

(۹۴) گورنمنٹ کی پاسداریاں

''غرض ان تمام لوگوں نے بے قیدی اور آزادی کی گنجائش پا کر افتراؤں کو انتہاء تک پہنچا دیا اور ناحق بے وجہ اہل اسلام کا دل دکھایا اور بہتوں نے اپنی بدذاتی اور مادری بدگوہری سے ہمارے نبی ﷺ پر بہتان لگائے۔ یہاں تک کہ کمال خباثت اور اس پلیدی سے جو ان کے اصل میں تھیں، اس سید المعصومین پر سراسر دروغ گوئی کی راہ سے زنا کی تہمت لگائی۔ اگر غیرت مند مسلمانوں کو اپنی محسن گورنمنٹ کا پاس نہ ہوتا تو ایسے شریروں کو جن کے افتراء میں یہاں تک نوبت پہنچی وہ جواب دیتے جو ان کی بداصلی کے مناسب حال ہوتا۔ مگر شریف انسانوں کو گورنمنٹ کی پاسداریاں ہر وقت روکتی ہیں اور وہ طمانچہ جو ایک گال کے بعد دوسرے گال پر عیسائیوں کو کھانا چاہئے تھا، ہم لوگ گورنمنٹ کی اطاعت میں محو ہو کر پادریوں اور ان کے ہاتھ کے اکسائے ہوئے آریوں سے کھا رہے ہیں۔ یہ سب بردباریاں ہم اپنے محسن گورنمنٹ کے لحاظ سے کرتے ہیں اور کریں گے۔ کیونکہ ان کے احسانات کا ہم پر شکر کرنا واجب ہے...... بلاشبہ ہمارا جان و مال گورنمنٹ انگریزی کی خیرخواہی میں فدا ہے اور ہوگا۔ ہم غائبانہ اس کے اقبال کے لئے دعاگو ہیں۔'' (آریہ دھرم ص۵۸،۵۹، خزائن ج۱۰ ص۸۰،۸۱)

(۹۵) مسلمانوں کو نصیحت

''مسٹر لائیڈ جارج نے جن الفاظ میں مسلمانوں کو ان کی وفاداری اور گورنمنٹ کی ہمدردی کا بدلہ دیا ہے اس سے زیادہ بدتر بدلہ اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ لیکن مسلمان گورنمنٹ برطانیہ کے وفادار ہیں اور بہرحال رہیں گے۔ ان کو کسی خاص وزیر سے ہرگز کوئی تعلق نہیں اور ہمیں یقین ہے کہ خود مسٹر لائیڈ جارج (وزیر خزانہ) کے ساتھیوں نے انہیں اس تقریر پر ملامت کی ہوگی کہ آپ دشمن پر وار کرتے ہوئے خود

اپنے ہی پاؤں پر کلہاڑی مارنے لگے بلکہ یہ بات بھی بعید از قیاس نہیں کہ بعد میں خود مسٹر لائیڈ جارج بھی شرمندہ ہوئے ہوں کہ میں کیا کہہ بیٹھا...... ہم کل مسلمانوں کو عموماً اور احمدیوں کو خصوصاً نصیحت کرتے ہیں کہ انہیں اس حملہ پر جو آنحضرت ﷺ پر کیا گیا ہے برافروختہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ہم جس نبی کے ماننے والے ہیں وہ خدا تعالیٰ کا پیارا ہے اور جو شخص اس پر حملہ کرتا ہے وہ ہمارے جواب کا محتاج نہیں۔ اسے جواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے بہتر جوب دینے والا اور کون ہوسکتا ہے۔''

(الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۶۰ ص ۳ کالم ۳، مؤرخہ ۳؍نومبر ۱۹۱۴ء)

(۹۶) مسجد کانپور

''میرے عدل! (مرزا قادیانی) تو نے فیصلہ کیا تھا کہ تم (قادیانی جماعت) پولٹیکل جماعت نہیں ہو، تم کسی شورش میں حصہ نہ لینا۔ گورنمنٹ انگریزی کے کامل وفادار اور پورے وفادار بنے رہنا۔ مگر اے میرے قرۃ العین تیرے پیچھے ۱۸۵۷ء کے غدر کی طرح ۱۹۱۳ء میں پھر کانپور سے (مسجد کے سلسلہ میں) ایک چھوٹا سا غدر اٹھا اور بغاوت کی لہریں ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک دوڑ گئیں۔ ایسے وقت میں ان لوگوں (لاہوری جماعت) نے باوجود تیرے خلیفہ (حکیم نورالدین) کی مخالفت کے گورنمنٹ پر اعتراض کئے۔ مقتول باغیوں کو شہید کا لقب دیا۔ عوام الناس کو بھڑکانے میں حصہ لیا۔ غداروں اور مفسدوں کی تحسین کی اور ان کی حمایت میں ان تیرے نام کے غلاموں (لاہوری جماعت) نے دامے درمے قدمے سخنے کسی قسم کی مدد سے کوتاہی نہیں کی۔ اب تو ہی اے امن اور صلح کے شہزادے (مرزا قادیانی) ہمیں بتا کہ یہ کام تیری تعلیم کے مطابق انہوں نے کیا؟ یا ہم (قادیانی جماعت) ہی جو ان سے اس معاملہ میں الگ رہے غلطی پر تھے؟''

(الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۷ ص ۹ کالم ۱، مؤرخہ ۲؍جولائی ۱۹۱۴ء)

(۹۷) مجرم قوم کا دشمن

''قاتل، ڈاکو اور وہ خبیث الفطرت اور گندے لوگ جو انبیاء کو گالیاں دیتے ہیں، ہرگز اس قابل نہیں کہ ان کی تعریف کی جائے۔ ان کی قوم اگر اپنے اندر دین داری، تقویٰ اور اخلاق رکھنے کی مدعی ہے تو اس کا فرض ہے۔ ایسے افعال کی پورے زور کے ساتھ مذمت کرے، اسی طرح اس قوم کا جس کے جوشیلے آدمی قتل کرتے ہیں، خواہ انبیاء کی توہین کی وجہ سے ہی وہ ایسا کریں فرض ہے کہ پورے زور کے ساتھ ایسے لوگوں کو دبائے اور ان سے اظہار برأت کرے۔ انبیاء کی عزت کی حفاظت قانون شکنی سے نہیں ہوسکتی۔ وہ نبی بھی کیسا نبی ہے جس کی عزت کو بچانے کے لئے خون سے ہاتھ رنگنے پڑیں۔ جس کے بچانے کے لئے اپنا دین تباہ کرنا پڑے۔ یہ سمجھنا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی عزت کے لئے قتل کرنا جائز ہے سخت نادانی ہے...... وہ لوگ جو قانون کو ہاتھ میں لیتے ہیں وہ بھی مجرم ہیں اور اپنی قوم کے دشمن ہیں اور جو ان کی پیٹھ ٹھونکتا ہے وہ بھی قوم کا دشمن ہے۔ میرے نزدیک تو اگر یہی شخص (راج پال کا) قاتل ہے جو گرفتار ہوا ہے تو اس کا سب سے بڑا خیر خواہ وہی ہوسکتا ہے جو اس کے پاس جائے اور اسے سمجھائے کہ دنیاوی سزا تو تمہیں اب ملے گی ہی لیکن قبل اس کے کہ وہ ملے تمہیں چاہئے خدا سے صلح کرلو۔ اس کی خیر خواہی اسی میں ہے کہ اسے بتادیا جائے کہ تم سے غلطی ہوئی۔''

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان اخبار الفضل قادیان ج ۱۶ نمبر ۸۲ ص ۷،۸، مؤرخہ ۱۹؍اپریل ۱۹۲۹ء، خطبات محمود ج ۱۲ ص ۹۷ تا ۹۹)

(۹۸) مباہلہ کا معاملہ

''جماعت احمدیہ کی امداد اور سہارے سے نہ صرف اس کے (اہل اخبار مباہلہ کے) بچوں نے تعلیم حاصل کی بلکہ وہ نسبتی طور پر

ایک آسودہ حال خاندان ہوگیا...... ان لوگوں نے بعض ذاتی مفاد کے حاصل نہ ہونے پر یہ غیر شریفانہ رویہ اختیار کیا کہ ہمارے مطاع سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ پر نہایت گندے اور مفتریانہ اتہامات لگانے شروع کئے ...... عدالت میں انہوں نے حلفی بیان یہ دیا کہ وہ خود آخر وقت تک مخلص تھے لیکن بعض دوسرے لوگوں سے بعض الزامات انہوں نے سنے اور تحقیق کر کے انہیں سچا پایا اور اس وجہ سے الگ ہوگئے۔ ہم (قادیانی جماعت) یہ بھی اعلان کرنا چاہتے ہیں کہ ہم لوگ اس امر سے خوب واقف ہیں کہ اخبار مباہلہ والوں نے حضرت امام اور حضور کے خاندان کی مستورات پر اتہام لگانے میں جھوٹ اور افتراء سے کام لیا ہے۔'' (الفضل قادیان ج۱۷ نمبر ۹۰، مؤرخہ ۲؍مئی ۱۹۳۰ء)

'' قادیان سے ایک اخبار مباہلہ نکلتا ہے جو مرزا (غلام احمد قادیانی) کے سابقہ مریدین مخلصین کی جماعت نے جاری کر رکھا ہے جو موجودہ خلیفہ قادیان (مرزا محمود) کی زندگی اور اخلاق پر نکتہ چینی کرتا ہے۔ اس دفعہ اس نے خلیفہ قادیان کے حق میں ایک سخت اخلاقی الزام لگایا تھا جس کے ثبوت میں اس نے ایک مدعیہ کی تحریر شائع کی، ہم بحکم شریعت اس کی بابت کچھ نہیں کہہ سکتے۔ ہاں! ہمارے نوٹ لکھنے کا باعث یہ ہے کہ اس الزام کے جواب میں قادیانیوں کی فریاد پر صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور نے ایڈیٹر مباہلہ کو دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری کے ماتحت خلیفہ قادیان کے برخلاف کچھ لکھنے سے منع کر دیا۔'' (اہل حدیث امرتسر، مؤرخہ ۲۱؍جون ۱۹۲۹ء)

'' مسٹر مارسڈن کے اس حکم میں تحریر ہے:

ہرگاہ مجھے توجہ دلائی گئی ہے کہ اخبار مباہلہ اور چند پوسٹروں میں جو مباہلہ کے نام سے شائع ہوئے ہیں، امام جماعت احمدیہ کا نام بھی آتا ہے جس سے امن عامہ میں خلل پڑنے کا اندیشہ ہے۔ میں زیر دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری حکم دیتا ہوں کہ تم ایڈیٹر اخبار مباہلہ آئندہ کسی اخبار یا پوسٹر میں امام جماعت احمدیہ کے چلن کے متعلق کوئی ریمارک نہ چھاپو نہ چھاپنے میں مدد دو۔ کوئی چھپا ہوا کاغذ نہ چسپاں کرو نہ تقسیم کرو۔ جس میں اس قسم کے ریمارک درج ہوں اور اس قسم کے جس قدر کاغذات تمہاری تحویل میں ہوں ان کو تلف کر دو۔''

(مباہلہ ص۱۵، بابت ماہ جولائی ۱۹۲۹ء)

(۹۹) مقدم چیز

'' سب سے پہلی اور مقدم چیز جس کے لئے ہر احمدی کو اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا دینے سے دریغ نہیں کرنا چاہئے وہ حضرت مسیح موعود اور سلسلہ کی ہتک ہے۔'' (مرزا محمود خلیفہ قادیان کی تقریر، الفضل قادیان ج۲۳ نمبر ۴۳ ص۵ کالم۳، مؤرخہ ۲۰؍اگست ۱۹۳۵ء)

(۱۰۰) قتل وخونریزی

'' اپنے دینی اور روحانی پیشوا کی معمولی ہتک کوئی برداشت نہیں کر سکتا۔ پھر کس طرح خیال کیا جاسکتا ہے کہ جماعت احمدیہ کے امام ان کے خاندان کی خواتین، جماعت کے معزز کارکنوں اور معزز خواتین کے خلاف اس درجہ شرمناک اور حیا سوز جھوٹے اور بناوٹی الزامات لگائے جائیں اور بار بار لگائے جائیں، لیکن کوئی فتنہ نہ پیدا ہو۔ ہر شخص جانتا کہ اس قسم کی شرارتوں کا نتیجہ لڑائی جھگڑا فتنہ فساد حتیٰ کہ قتل وخونریزی معمولی بات ہے۔'' (الفضل قادیان ج۱۷ نمبر ۹۱ ص۱ کالم۳، مؤرخہ ۴؍مئی ۱۹۳۰ء)

'' صرف اور صرف عورت کی عزت کا سوال یہ وہ مسئلہ ہے جس میں قدیم اور جدید مہذب اور غیر مہذب قومیں یکساں غیرت اور حمیت کا ثبوت دیتی رہی ہیں اور جب تک انسانیت باقی ہے ثبوت دیتی رہیں گی ...... عرب کے زمانہ جاہلیت کے دور پر نگاہ کرو، جب ایک عورت نے اپنی معمولی سی بے عزتی پر نعرہ یاالذل بلند کیا تو اس کی قوم کے ہزارہا جوان مرد اور غیور انسانوں کی خون آشام شمشیریں نیاموں

سے باہر آ گئیں……تاریخ ہند پر نگاہ ڈالو، جہاں ہزاروں واقعات نظر آئیں گے کہ ہندوستان کے ہونہار سپوت اپنی بہنوں اور بیٹیوں کے ناموس کے لئے خون کے سمندر میں غوطہ زن ہوئے اور انہوں نے عورت کی عزت کی خاطر موت کو ترجیح دی……کارپردازان (اخبار مباہلہ اور زمیندار نے ہماری سب سے عزیز متاع اور مذہبی نقطہ نگاہ سے موجودہ وقت میں سب سے مقدس وجود حضرت امام جماعت احمدیہ (مرزا محمود خلیفہ قادیان) پر گندے اور بے باکانہ حملے جاری رکھے اور پھر حضور کے خاندان کی باعصمت خواتین پر نہایت فحش اور ناقابل برداشت اتہام لگائے اور جماعت احمدیہ کے زخموں پر نمک پاشی کی……انہیں یقین کرنا چاہئے، زندہ قوموں کی غیرت جب بھڑک اٹھتی ہے تو وہ آتش فشاں پہاڑ کی طرح ہو جاتی ہے اور ان کی کمی تعداد ان کے راستہ میں روک نہیں بن سکتی۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ اب بھی جلد سے جلد حالات پر قابو پالیا جائے اور اس ناپاک اور اشتعال انگیز رویہ کی روک تھام کی جائے۔''

(الفضل قادیان ج ۱۷ نمبر ۸۹ ص ۳، ۴، مؤرخہ ۳۰؍اپریل ۱۹۳۰ء)

(۱۰۱) قادیانی جوش

''گورنمنٹ کی خاموشی احمدی جماعت کے صبر کی آزمائش ہے اور وہ دیکھ رہی ہے کہ احمدیہ جماعت اپنا یہ حق چھوڑتی ہے یا لے کر رہتی ہے۔ پس یہ سوال ایک فرد کا سوال نہیں بلکہ جماعت کی عزت اور خلافت کے درجہ کے وقار کا سوال ہے۔ پس یا تو جماعت اپنے اس حق کو چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے اس تذلیل پر خوش ہو جائے یا پھر تیار ہو جائے کہ خواہ کوئی قربانی کرنی پڑے اس حق کو لے کر رہے گی……ضمانت کیا چیز ہے اگر کسی کو پھانسی کی سزا بھی دی جائے اور وہ بزدلی دکھائے تو ہم اسے ہرگز منہ نہیں لگائیں گے، بلکہ میں تو اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھوں گا۔ لیکن اگر کسی سے برداشت نہ ہو سکے اور وہ دوسرے کے جوش دلانے پر وہ ضبط نہ کر سکے تو وہ ہرگز جھوٹ نہ بولے اور صاف کہہ دے کہ میں نے مارا ہے۔ ایسا کرنے والا بے شک ہمارا بھائی ہے……اور اس کا اعتراف قصور ہی اس کے لئے کفارہ ہو جائے گا۔ لیکن اگر کوئی پھانسی سے ڈر کر بھی بزدلی کا اظہار کرتا ہے تو اس سے ہمارا قطعاً کوئی تعلق نہ ہوگا……احمدی کسی گورنمنٹ سے ہرگز نہیں ڈرتے وہ محض احمدیت سے ڈرتے ہیں۔ کم از کم میں تو کسی گورنمنٹ کے قانون سے شمہ بھر بھی نہیں ڈرتا۔''

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان الفضل قادیان ج ۱۷ نمبر ۹۷ ص ۷ تا ۹، مؤرخہ ۱۱؍اپریل ۱۹۳۰ء، خطبات محمود ج ۱۲ ص ۳۴۵ تا ۳۵۴)

''جماعت احمدیہ کو اس کے مخالفین خواہ کتنا ہی غلطی خوردہ سمجھیں گمراہ اور بے دین قرار دیں لیکن اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ یہ جماعت حضرت مسیح موعود کو خدا تعالیٰ کا سچا رسول اور نبی یقین کرتی ہے اور اس کا ہر ایک فرد سب سے اوّل دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا اعلان کرتا ہوا جہاں یہ اقرار کرتا ہے کہ آپ کی تعلیم اور آپ کے احکام کے مقابلہ میں وہ ساری دنیا کی کوئی پرواہ نہیں کرے گا۔ وہاں یہ بھی عہد کرتا ہے کہ آپ کی حرمت اور آپ کی تقدیس کے لئے اگر اپنی جان بھی دینا پڑے گی تو دریغ نہیں کرے گا۔ ہر احمدی اپنا عہد پورے کرے گا۔

جس جماعت کا سب سے پہلا عہد یہ ہوا اور جو اس عہد کی پابندی کرنا دین و دنیا کی کامیابی سمجھتی ہو۔ ظاہر ہے اگر دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی ظالم اور جفا جو طاقت بھی اس کے اس عہد کا امتحان لینا چاہے گی تو احمدی کہلانے والا کوئی انسان بھی اس سے منہ نہیں موڑے گا اور مردانہ وار خوف و خطر کے سمندر کو عبور کر جائے گا۔ خواہ اسے اپنے خون میں سے تیر کر جانا پڑے۔ خواہ غازی بن کر سلامتی کے کنارے پہنچنے کی سعادت حاصل ہو……ہم نے اپنے خون کے رشتوں سے قطع تعلق کر کے اپنے جگر گوشوں کو چھوڑ کر اپنے پیارے وطنوں کو خیر باد کہہ کر اپنی

جائیدادوں اور اموال سے ہاتھ دھو کر اور ہر قسم کی تکالیف اور مشکلات برداشت کر کے اگر کچھ حاصل کیا ہے تو وہ احمدیت ہے۔ وہ حضرت مسیح موعود سے تعلق ہے وہ آپ کے جانشینوں اور ان کے اہل بیت سے اخلاص ہے اور ہمارے لئے یہ تمام دنیا کی متاع سے زیادہ گراں قیمت چیز ہے۔ اگر اس پر بھی کوئی ڈاکہ ڈالتا ہے۔ یہ ہمارے ہاتھ سے چھینا چاہتا ہے اس کی تحقیر و تذلیل کی کوشش کرتا ہے تو خواہ وہ کوئی ہو اور اس کی پشت و پناہ کتنی زبردست طاقت ہو وہ اس وقت تک ایسا نہیں کر سکتا جب تک ہمارے جسم میں جان اور بدن میں تواں ہے اور دنیا میں ایک بھی احمدی موجود ہے۔ اس ارادہ اور اس نیت کو لے کر کھڑے ہونے والے کو پہلے ہماری لاشوں پر سے گزرنا ہوگا اور ہمارے خون میں سے تیرنا پڑے گا۔ اگر کسی میں اتنی ہمت اور ایسی جرأت ہے، کسی کا یہ دل گردہ ہے تو وہ کھڑا رہے اور دیکھ لے کہ کیا نتیجہ نکلتا ہے۔''

(الفضل قادیان ج۱۷ نمبر۸۰ ص۳،۴، مؤرخہ ۱۵؍اپریل ۱۹۳۰ء)

(۱۰۲) گورنمنٹ کو تنبیہ

''یہ جلسہ گورنمنٹ کو متنبہ کرتا ہے کہ جو قوم سید عبداللطیف اور نعمت اللہ خان جیسے بہادر شہید اور مظلوم پیدا کر سکتی ہے وہ کبھی اپنی بے عزتی برداشت نہیں کر سکتی اور اپنے مقدس امام کی خفیف سے خفیف ہتک بھی برداشت نہیں کرے گی اور اس کے لئے جان و مال و آبرو اور اعزہ تک کو قربان کر دے گی۔ یہ جلسہ گورنمنٹ پنجاب سے اس امر کا پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ مفسدہ پرداز (اخبار) مباہلہ والوں اور ان کے حامیوں کی خباثت سے فضا کو پاک کریں اور فوری تدابیر اختیار کریں ورنہ احمدی نوجوان خود اپنے امام اور سلسلہ کی عزت اور ناموس کے تحفظ کے لئے عملی تدابیر اختیار کرنے پر مجبور ہوں گے۔'' (الفضل قادیان ج۱۷ نمبر۸۷ ص۲ کالم۲، مؤرخہ ۸؍اپریل ۱۹۳۰ء)

''جو شرارت (اخبار) مباہلہ کے ذریعہ پھیلائی جارہی ہے اس کا انسداد کیا جائے اور اگر نہیں تو ہم ہر قیمت پر اس شرارت کا سدباب کرنے پر مجبور ہوں گے اور اس کی ذمہ داری حکومت پر ہوگی۔ میں مقامی پولیس افسروں کو صاف صاف کہہ دینا چاہتا ہوں کہ وہ اس معاملہ پر پوری توجہ سے غور کریں اور اگر اس نے ان مشتعل کرنے والی حرکات اور جذبات کو مجروح کرنے والے طریقوں کے انسداد کی کوشش نہ کی تو نتائج کی ذمہ داری سراسر اس پر ہوگی۔''

(صدر جلسہ منعقدہ قادیان کی تقریر، الفضل قادیان ج۱۷ نمبر۸۷ ص۱۴ کالم۳، مؤرخہ ۸؍اپریل ۱۹۳۰ء)

(۱۰۳) جسمانی موت

''مباہلہ کا نشان پورا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں (اخبار مباہلہ والوں کو) ایمانی موت دے دی۔ جسمانی باقی ہے وہ بھی ان شاء اللہ آسمانی عذابوں کے ساتھ ہوگی۔''

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج۱۷ نمبر۷۶ ص۱۴ کالم۲ مؤرخہ یکم؍اپریل ۱۹۳۰ء، خطبات محمود ج۱۲ ص۳۴۰)

''یکم؍نومبر ۱۹۳۰ء مدت سے اخبار مباہلہ کا مشہور مقدمہ قتل عدالت میں دائر تھا جس میں خلیفہ قادیان کا ایک سرحدی مرید مسمی محمد علی ماخوذ تھا۔ ملزم کا چالان زیر دفعہ ۳۰۲ (قتل حاجی محمد حسین صاحب مرحوم رفیق مولوی عبدالکریم صاحب) اور دفعہ ۳۰۷ (مولوی عبدالکریم صاحب ایڈیٹر مباہلہ پر قاتلانہ حملہ تھا) ابتدائی عدالت نے ملزم کو ہر دو دفعات کے تحت مجرم قرار دیتے ہوئے مقدمہ سیشن سپرد کر دیا۔ بتاریخ ۲۸ تا ۳۰؍اکتوبر ۱۹۳۰ء بمقام گورداسپور عدالت سیشن میں مقدمہ کی سماعت ہوئی۔ شہادت استغاثہ ۳۰ تاریخ کو ختم ہوگئی۔ ملزم نے بغرض پیش کرنے صفائی کے گواہ طلب کرائے تھے، مگر شہادت استغاثہ کے ختم ہونے پر اس نے صفائی پیش کرنے سے انکار کر دیا۔

استغاثہ کی طرف سے سرکاری وکیل لالہ دینا ناتھ صاحب تھے۔ملزم کی طرف سے پیرا کبر علی (مرید خلیفہ قادیان) مرزا عبدالحق (قادیانی) وکیل اور مولوی فضل الدین (مشیر قانونی خلیفہ قادیان) پیروکار تھے۔۳۱ تاریخ کو وکلاء کی بحث کے بعد عدالت نے اسیر صاحبان کی رائے دریافت کی جنہوں نے بالاتفاق ملزم کو ہر دو جرموں کا مرتکب قرار دیا۔ بعدازاں عدالت نے ملزم کو زیر دفعہ ۳۰۲ سزائے موت اور زیر دفعہ ۳۰۷ عبور دریائے شور کی سزا کا حکم سنایا۔

نوٹ: مذکورہ بالا قتل (اور قاتلانہ حملہ) بتاریخ ۲۳؍اپریل ۱۹۳۰ء بٹالہ (ضلع گورداسپور) کے قریب ہوا تھا، جب کہ یہ لوگ گورداسپور سے مقدمہ اخبار مباہلہ کی پیشی بھگت کر گھر واپس آرہے تھے۔'' (مباہلہ ج۳ نمبر ۱۱ ص۲، مؤرخہ یکم؍نومبر ۱۹۳۰ء)

''۱۲؍جنوری ۱۹۳۱ء قادیانیوں نے جو اپیل عدالت سیشن گورداسپور کے فیصلہ کے خلاف ہائیکورٹ میں دائر کی تھی، خارج ہوگئی۔ ہائیکورٹ نے بھی حکم سزائے پھانسی کو بحال رکھا۔'' (مباہلہ مؤرخہ ۱۵؍جنوری ۱۹۳۱ء)

''ناظرین کو معلوم ہے کہ خلیفہ قادیان کے مرید محمد علی کو عدالت سیشن گورداسپور سے سزائے موت کا حکم صادر ہوا تھا جس میں قادیانیوں نے ہائیکورٹ میں اپیل کی۔ ہائیکورٹ نے اپیل خارج کرتے ہوئے سزا کو بحال رکھا۔ ازاں بعد پریوی کونسل میں اپیل کی گئی۔ اب اطلاع موصول ہوئی کہ پریوی کونسل سے بھی اپیل خارج ہوگئی۔ تاریخ پھانسی ۱۶؍مئی ۱۹۳۱ء مقرر ہوئی۔'' (مباہلہ مؤرخہ ۱۵؍مئی ۱۹۳۱ء)

''خلیفہ قادیان کا مرید مسمی محمد علی جس نے ۲۳؍اپریل ۱۹۳۰ء کی شام کو مولوی عبدالکریم صاحب ایڈیٹر مباہلہ پر قاتلانہ حملہ کیا اور ان کے رفیق حاجی محمد حسین مرحوم کو قتل کر دیا تھا۔ گورداسپور جیل میں بتاریخ ۱۶؍مئی ۱۹۳۱ء ٹھیک ۶ بجے صبح پھانسی دیا گیا۔''

(مباہلہ مؤرخہ یکم؍جون ۱۹۳۱ء)

(۱۰۴) ایمانی غیرت

''ہمارے بھائی قاضی محمد علی صاحب کا حق جو ہمارے ذمہ تھا اور جو یہ تھا کہ قانونی پہلو سے ہم ان کے لئے کوشش کرتے۔ خدا کا شکر ہے کہ ہم نے وہ ادا کیا جہاں تک قانون اجازت دیتا تھا۔ انتہائی طور پر ادا کیا باقی جو مقدر تھا وہ خدا کی مصلحت کے ماتحت پورا ہوا اور خدا تعالیٰ اپنی مصلحتیں خوب جانتا ہے۔ میں اس کے متعلق چند باتیں بیان کرنا چاہتا ہوں جو قاضی صاحب مرحوم کی چند خوبیاں ہیں۔ پہلی خوبی ان کی جو نمایاں طور پر ظاہر کرتا ہے جو دل پر گہرا اثر کرتی ہے، وہ ان کی ایمانی غیرت ہے، جو کچھ ان سے سرزد ہوا خواہ اس کے متعلق کیا رائے ظاہر کریں۔ مگر یہ ضرور کہا جائے گا کہ اس کی محرک اعلیٰ درجہ کی ایمانی غیرت تھی۔ مختلف قسم کے درجات لوگوں کے ہوتے ہیں۔ بعض میں ایک حد تک غیرت ہوتی ہے۔ بعض میں نہیں ہوتی اور بعض میں زیادہ ہوتی ہے۔ جیسا جیسا ایمان ہو اسی درجہ کی غیرت پیدا ہوتی ہے۔ قاضی صاحب مرحوم کے حالات سے جو بات واضح طور پر معلوم ہوتی ہے وہ ان کی ایمانی غیرت ہے۔ جو اس فعل کی محرک ہوئی ان کے فعل پر ایسے لوگوں کو اعتراض کرنے کا حق نہیں جن میں غیرت نہیں پیدا ہوتی یا اگر پیدا ہوئی تو اس حد تک پیدا نہیں ہوئی جس حد تک قاضی صاحب مرحوم کے دل میں پیدا ہوئی۔'' (خطبہ مرزا محمود خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج۱۸ نمبر ۱۴۱، مؤرخہ ۶؍جون ۱۹۳۱ء)

(۱۰۵) محترم بھائی

''ہمارے محترم بھائی قاضی محمد علی صاحب نوشہروی کی پھانسی کے لئے ۱۶؍مئی ۱۹۳۱ء کی تاریخ مقرر ہوچکی تھی...... ۱۶ کی صبح کو ٹھیک چھ بجے آپ نے ہمیشہ کے لئے دنیا کو خیرباد کہہ دیا۔ چار اصحاب قادیان سے لاش لینے کے لئے گئے ہوئے تھے۔ افسران جیل نے ساڑھے

چھ بجے لاش ان کے حوالہ کردی۔ اسی جگہ غسل دینے اور کفن پہنانے کے بعد سوا آٹھ بجے لاری روانہ ہوئی اور گیارہ بجے کے قریب قادیان احمدیہ چوک میں پہنچ گئی...... اس مقام پر تابوت لاری سے اتارا گیا اور چارپائی پر رکھ کر مقبرہ بہشتی کے قریب باغ میں لے جایا گیا۔ جہاں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی (مرزامحمود) نے خود پھر کر صفیں درست کیں اور قریباً پانچ ہزار کے مجمع کے ساتھ نماز جنازہ پڑھائی اور لمبی دعا کی۔ اس کے بعد لاش اٹھا کر حضرت مسیح موعود کے باغ کے اس مکان میں لے جائی گئی جس میں وصال کے بعد حضرت مسیح موعود کا جنازہ رکھا گیا تھا اور جہاں آخری زیارت کی گئی تھی۔ اس مکان تک لاش کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز (مرزامحمود) نے بھی کندھا دیا۔ اسی مکان میں ایک ایک کر کے تمام مجمع کو قاضی صاحب مرحوم کا چہرہ دکھایا گیا اور پھر فوٹو لیا گیا۔''

(الفضل قادیان ج ۱۸ نمبر ۱۳۳ص ۱،۲، مؤرخہ ۱۹؍مئی ۱۹۳۱ء)

''صندوق سے لاش نکال کر چارپائی پر رکھی گئی اور ڈاکٹر محمد شاہنواز خان صاحب اسسٹنٹ سرجن نے اس کا فوٹو لیا۔ اس کے بعد پھر لاش کو صندوق میں رکھ دیا گیا اور مقبرہ بہشتی میں حضرت مسیح موعود کے مزار کے مشرق کی طرف دفن کی گئی۔ قبر مکمل ہو جانے کے بعد حضرت خلیفہ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے دعا فرمائی اور واپس تشریف لے آئے...... غرض مرحوم کی موت ایک شاندار موت تھی اور جس استقامت اور اخلاص کا ثبوت اس نے مرتے دم تک دیا۔ اس کی وجہ سے اسے اعزاز و اکرام حاصل ہوا جو کسی خوش قسمت کو ہی حاصل ہوسکتا ہے۔ احباب دردِ دل کے ساتھ دعا کریں کہ خدا تعالیٰ مرحوم کو اپنی آغوش شفقت میں جگہ دے۔ بلند سے بلند درجات عطاء کرے اور اس کی بہترین یاد ہماری جماعت میں قائم رکھے۔ اپنے رؤیا اور کشوف سنا کر یہی کہتے رہے کہ میرے متعلق کسی قسم کا غم نہ کیا جائے۔ مجھے اپنے متعلق خدا تعالیٰ کی طرف سے اس قدر بشارتیں مل چکی ہیں کہ مجھے اپنی کامیابی اور فلاح میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں رہا اور میں خدا تعالیٰ کی راہ میں نہایت اطمینان کے ساتھ جان دینے کے لئے تیار ہوں اور اسے اپنی خوش قسمتی سمجھتا ہوں۔'' (الفضل قادیان ج ۱۸ نمبر ۱۳۴، مؤرخہ ۲۱؍مئی ۱۹۳۱ء)

(۱۰۶) تصویر کی تقسیم

''اکثر ناظرین الفضل ''قاضی محمد علی صاحب'' کی تصویر دیکھنے کا اشتیاق ظاہر فرما رہے تھے۔ ان کے ارشاد کی تعمیل میں بہ صرف زرکثیر وجدوجہد کبیر تصویر چھپوائی جارہی ہے جو تمام خریداران الفضل کو اخبار میں بھجوادی جائے گی اور ان اصحاب کو مفت نذر ہوگی جو الفضل کا وی. پی انکار کر کے واپس نہ کریں گے بلکہ وصول فرمائیں گے۔ یا یکم؍جولائی سے نئے خریدار بنیں گے۔ کچھ تصویریں اعلیٰ درجہ کے آرٹ پیپر پر چھپوائی گئی ہیں۔ تصویر کی قیمت ایک آنہ ہوگی۔ احباب کو جس قدر تصاویر کی ضرورت ہو ٹکٹ بھجوا کر یا بذریعہ وی. پی منگوالیں۔''

(الفضل قادیان ج ۱۷ نمبر ۱۱۶ص ۲ کالم ۳، مؤرخہ ۲۶؍جون ۱۹۳۰ء)

(ط) مرزا قادیانی اور مسلمان

(۱۰۷) غلام احمد اور سرسید

''ایسے لوگ بھی بستے ہیں جن کا خیال ہے کہ حضرت مسیح موعود نے آ کر کوئی ایسا کام نہیں کیا جس سے ان کی صداقت ثابت ہوسکے، جو کچھ انہوں نے کیا ہے ان سے بہت پہلے سرسید وہی کچھ کر گئے ہیں۔ اس لئے مرزا قادیانی دعاوی کو قبول کرنے کی ہمیں کیا ضرورت ہے اور ہم کیوں کریں۔ اس کے متعلق میں صرف یہی کہوں گا کہ اگر ایسے لوگ آنکھیں، کان اور دل رکھتے تو کبھی اپنے لئے یہ فیصلہ

نہ کرتے۔لیکن افسوس کہ وہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے، سنتے ہوئے نہیں سنتے اور سمجھتے ہوئے نہیں سمجھتے۔ میں یہاں نہایت اختصار کے ساتھ حضرت مسیح موعود کی وہ خصوصیات بتاؤں گا جن کا حامل سرسید کیا آنحضرت ﷺ کے بعد اس زمانہ تک کا کوئی انسان بھی پیش نہیں کیا جاسکتا اور جن کو دیکھ کر ایک حق پسند اور صداقت شعار انسان نہایت آسانی سے فیصلہ کر سکے گا کہ حضرت مسیح موعود کی کیا شان ہے۔سب سے بڑا مسئلہ جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے سرسید کی تقلید میں بیان کیا ہے وہ وفات مسیح کا مسئلہ ہے۔لوگ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے سرسید نے اس کا اعلان کیا اور بعد میں مرزا صاحب نے اسی کو پیش کر دیا۔لیکن اگر غور وفکر سے کام لیا جائے تو صاف معلوم ہوجاتا ہے کہ سرسید نے جس رنگ اور جس طرز سے اس مسئلہ کا اقرار کیا ہے اس میں اور جس رنگ میں حضرت مسیح موعود نے اس کو صاف کیا ہے اس میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔'' (الفضل قادیان ج ۳ نمبر ۱۱۵ ص ۳ کالم ۲،۳، مؤرخہ ۲۰؍ مئی ۱۹۱۶ء)

''اگر فرض کے طور پر ہی یہ مان لیں کہ سرسید نے اسلام کی خدمت کی ہے تو پھر ہم کہتے ہیں کہ اس نے حضرت مسیح موعود کے مقابلہ میں کچھ نہیں کیا۔ کیونکہ اس کی تمام کوشش اور سعی جو اس نے اپنے خیال میں اسلام کے متعلق کی وہ اس کے ساتھ ہی اس کی قبر میں دفن ہوگئی۔ اس کو فروغ دینے والا آگے کوئی پیدا نہ ہوا۔لیکن حضرت مسیح موعود کو دیکھو کہ آپ کی جماعت دن بدن زور شور سے اس کام کو چلا رہی ہے جو ان کا آقا اپنے ہاتھ سے چلا گیا تھا اور دنیا میں پھر پھر کر غافل لوگوں کو جگا رہی ہے۔کیا یہ اس بات کا ثبوت نہیں ہے کہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک بھی وہی طریق اسلام کی اشاعت کا پسند ہے جو اس کے مسیح نے استعمال کیا ہے۔کیونکہ اسی کو دن بدن فروغ دے رہا ہے اور سرسید کی کوششیں اگر ہوئی تھیں تو اس کے ساتھ ہی چل بسی ہیں۔'' (الفضل قادیان ج ۳ نمبر ۱۱۶ ص ۵ کالم ۱، مؤرخہ ۲۳؍ مئی ۱۹۱۶ء)

(۱۰۸) سرسید کا فتویٰ

''مرزا غلام احمد قادیانی کے پیچھے لوگ کیوں پڑے ہوئے ہیں۔اگر ان کے نزدیک ان کو الہام ہوتا ہے بہتر، ہم کو اس سے کیا فائدہ۔نہ ہمارے دین کے کام کا ہے نہ دنیا کے، ان کا الہام ان کو مبارک رہے۔اگر نہیں ہوتا اور صرف ان کے توہمات اور خلل دماغ کا نتیجہ ہے تو ہم کو اس سے نقصان نہیں ہے۔وہ جو ہوں سو ہوں۔اپنے لئے ہیں...... ان کی تصانیف میں نے دیکھیں۔وہ اسی قسم کی ہیں جیسا ان کا الہام۔یعنی نہ دین کے کام کی اور نہ دنیا کے کام کی۔''

(سرسید کا خط بنام شمس العلماء سید میر حسن صاحب مرحوم، مندرجہ خطوط سرسید ص ۲۵۶، مرتبہ سید رأس مسعود)

''ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ سرسید احمد خان صاحب سے جب ایک دفعہ میری کتابوں کے بارے میں دریافت کیا گیا تو اس نے کہا کہ ان میں ذرہ خیر نہیں۔'' (ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی، ملفوظات احمدیہ حصہ ششم ص ۳۶۹، مؤلفہ محمد منظور الٰہی لاہوری قادیانی)

(۱۰۹) جمال الدین افغانی

''جمال الدین افغانی نے مصر میں ایک روح پیدا کی اور جس کے ساتھ مذہبی رنگ بھی تھا، لیکن وہ اس ملک کا باشندہ نہیں تھا، بلکہ اس ملک میں جا ٹھہرا تھا۔قدرت سے افغانی کا لفظ اس کے ساتھ رہ گیا۔وہ دراصل وہاں کا باشندہ نہیں تھا بلکہ افغانستان سے وہاں جا بسا تھا اگر افغانی کا لفظ اس کے نام کے ساتھ قائم نہ رہ گیا ہوتا تو ممکن تھا کہ لوگ اسے مصری سمجھتے، مگر مصریوں کی قسمت سے افغانی کا لفظ اس کے نام کے ساتھ باقی رہ گیا۔ساری تحریکیں جو کبھی کبھی اس ملک میں اٹھتی رہی ہیں وہ جمال الدین افغانی کی ہی ایجاد ہیں۔مفتی عبدہ اس کا شاگرد تھا۔اس کے بعد اس نے ان کو قائم کیا اور اس لحاظ سے کہ ساری تحریکیں جمال الدین افغانی کی ہی ایجاد ہیں۔یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ

سبھی ہندوستان ہی سے گئی ہیں اور مصر سے نہیں اٹھیں۔غرض ان تحریکوں کے موجد جمال الدین افغانی کا مولد یہی ملک ہے اور اگر اس قسم کی تحریکوں کی وجہ سے ہی کسی ملک کو گہوارہ علوم وفنون کہا جاتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ ان تحریکوں کی بناء پر مصر کو گہوارہ علوم وفنون کہا جائے۔کیونکہ یہ سب تحریکیں مصر کے کسی آدمی کی طرف سے پیدا نہیں کی گئیں، بلکہ ایک دوسرے ملک کے باشندہ نے ان کو پیدا کیا۔پس اگر انہیں تحریکوں ہی سے اسے گہوارہ علوم وفنون کہنا ہے تو کیوں نہ افغانستان کو گہوارہ علوم وفنون کہا جائے کہ جہاں کا جمال الدین افغانی رہنے والا ہے۔''

(تقریر مرزا محمود خلیفہ قادیان،الفضل قادیان ج۱۳ نمبر۱۰۸ ص۹ کالم۳،مؤرخہ۷رمئی ۱۹۲۶ء)

(۱۱۰) مجدد کا دعویٰ

''میاں محمود احمد صاحب (خلیفہ قادیان) نے فرمایا مجدد کا دعویٰ کوئی علیحدہ دعویٰ نہیں بلکہ اس کے لئے بعض لکھتے ہیں: دعوے کی بھی ضرورت نہیں اور اس کے کام سے دوسرے اس کو مجدد قرار دیتے ہیں۔ہاں! جو مجدد مامور ہوتا ہے وہ ضرور دعویٰ کرتا ہے۔''

(ڈائری مرزا محمود خلیفہ قادیان،الفضل قادیان ج۸ نمبر۶۱،مؤرخہ۱۴رفروری ۱۹۲۱ء)

''آنحضرت ﷺ نے کئی پیش گوئیاں امت کے بڑے بڑے آدمیوں کی نسبت فرمائیں۔بعض نے ان کے مستحق ہونے کا دعویٰ بھی نہ کیا۔ہاں! لوگوں نے سمجھ کر ان پر چسپاں کیں۔مثلاً محمد مہدی فاتح قسطنطنیہ کی نسبت پیش گوئی موجود ہے۔اس کا دعویٰ ثابت نہیں اور بھی ہیں۔(بالخصوص حضرت سید جمال الدین افغانی ؒ جن کے عظیم الشان اسلامی کارنامے ان کے مجدد اسلام ہونے پر شاہد ہیں۔ للمؤلف)''

(الفضل قادیان ج۳ نمبر۸۵ ص۸ کالم۳،مؤرخہ۲رفروری ۱۹۱۶ء)

(۱۱۱) مولانا ابوالکلام آزاد

''چند روز ہوئے ایک دوست نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی (مرزا محمود خلیفہ قادیان) کی خدمت میں لکھا تھا کہ ابوالکلام آزاد صاحب کلکتہ میں درس قرآن دیتے ہیں کیا میں اس میں شریک ہوا کروں۔اس کے جواب میں حضور نے لکھوایا تھا کہ اگر غیر احمدی قرآن جانتے تو پھر مسیح موعود کے آنے کی کیا ضرورت تھی۔ممکن ہے کہ ان الفاظ کو غیر احمدی پبلک نے ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا ہو۔کیونکہ ان کے نزدیک ابوالکلام صاحب ایک ماہر قرآن کی حیثیت رکھتے ہیں۔لیکن یہ ایک حقیقت تھی جسے مبرہن کیا گیا۔''

(الفضل قادیان ج۳ نمبر۸۷ ص۳ کالم۱،مؤرخہ۸رفروری ۱۹۱۶ء)

(۱۱۲) خواجہ حسن نظامی

''اس زمانہ میں بھی اس کی مثال موجود ہے کہ بار بار چیلنج دیا گیا۔مباہلہ کرلو مگر کوئی سامنے کھڑا نہ ہوسکا۔ابھی صوفیت کا دعویٰ کرنے والے ایک صاحب حسن نظامی نامی اٹھے اور انہوں نے لکھا کہ آؤ میں ایک گھنٹہ میں جان نکال لوں گا۔آخر اتنے ذلیل ہوئے کہ بالکل خاموش ہوگئے۔''

(ملائکۃ اللہ تقریر مرزا محمود خلیفہ قادیان ص۳۴ طبع قادیان،انوار العلوم ج۵ ص۵۰۰،۵۰۱)

''حسن نظامی کو یا تو یہ دعویٰ تھا کہ میں سات کروڑ مسلمانوں کا قائم مقام ہوں اور کئی نواب اور راجے میرے مرید ہیں اور میں بڑا انشاپرداز ہوں یا خدا کے مقرر کردہ خلیفہ (مرزا محمود) کے مقابل میں آکر یہاں تک بے بس ہوا کہ پانچ سو آدمی بھی اپنے ساتھ لاہور نہ لا سکا اور نہ خود معہ اہل وعیال قادیان میں کرایہ ہم سے لے کر آنے کا حوصلہ پڑا اور نہ ہی جواب میں کوئی پرزور مضمون لکھ سکا...... ایسا دم بخود ہوا کہ ایک سطر بھی لکھنی دشوار ہوگئی۔''

(الفضل قادیان ج۶ نمبر۲۱ ص۹ کالم۱،مؤرخہ۱۰رستمبر ۱۹۱۸ء)

''اللہ اکبر! وہ حسن نظامی جو مچھر کا جنازہ بھی نکالے تو اس شان وشوکت سے کہ اچھے اچھے انشاء پردازوں سے منہ مانگی داد لے۔ اب خدا کے اولوالعزم خلیفہ کے مقابل آ کر ایسا عاجز ہوا ہے کہ دو صفحے لکھنے سے رہ گیا اور خود اپنی کوتاہ قلمی کا معترف ہے۔ حیلے سے بہانے سے اپنی جان بچانا چاہتا ہے مگر اعلان (باطنی) جہاد کرنے سے پہلے اپنی طاقت کا اندازہ کر لینا چاہئے تھا۔''

(الفضل قادیان ج ۵ نمبر ۵۸ ص ۱ کالم ۲، مؤرخہ ۱۹ جنوری ۱۹۱۸ء)

''آخر بیچارے حسن نظامی کو قادیان کی طاقت کے زیروزبر کرنے کی بجائے خود ہی بری طرح نیچا دیکھنا پڑا اور وہ ندامت کا داغ اپنی پیشانی پر آپ ہی لگا کر کانوں پر ہاتھ رکھ کر مفرور ہوگیا۔'' (الفضل قادیان ج ۶ نمبر ۷۰ تا ۷۲ ص ۱۴ کالم ۲، مؤرخہ ۱۵ تا ۲۲ مارچ ۱۹۱۹ء)

نہایت بے غیرت

''بے حمیتی اور بے غیرتی ان صفات رویہ اور خصائل رذیلہ میں سے ہیں کہ جن لوگوں میں پائی جائیں وہ بدترین مخلوق کہلانے کے مستحق ہوتے ہیں۔ اس وقت تک ایک بار نہیں بلکہ متعدد بار وہ لوگ جنہوں نے سلسلہ احمدیہ سے الگ ہوکر لاہور میں اپنا اڈا جمایا ہوا ہے اپنے قول اور فعل سے اس بات کا ثبوت بہم پہنچا چکے ہیں کہ ان میں مذہبی غیرت اور دینی حمیت کا نام ونشان تک باقی نہیں ہے اور سچ پوچھو تو ان کے سلسلہ احمدیہ سے علیحدہ ہونے کے اسباب میں سے ایک بہت بڑا سبب یہ بھی ہے۔ کیونکہ وہ نہایت بے غیرتی سے کام لے کر ان لوگوں کے ساتھ اپنے تعلقات قائم کرنے ضروری سمجھتے تھے جو سلسلہ احمدیہ کے مخالف اور حضرت مسیح موعود کو خدا کا برگزیدہ اور راست باز انسان نہیں سمجھتے۔ چونکہ جماعت احمدیہ میں رہ کر وہ ایسا نہیں کر سکتے تھے اس لئے طرح طرح کے حیلوں بہانوں سے علیحدہ ہوگئے اور اب جو جی میں آتا ہے کر رہے ہیں۔ اس لحاظ سے ان لوگوں کی بے غیرتی اور بے حمیتی کوئی نئی بات نہیں...... کیا اس سے بڑھ کر بے غیرتی اور بے حمیتی کو کوئی اور مثال مل سکتی ہے کہ وہی پیغام جو آج سے ایک آدھ سال قبل خواجہ حسن نظامی کے متعلق یہ شکایت کرتا تھا کہ اس نے حضرت مسیح موعود کے خلاف ناپاک الفاظ میں دریدہ ذہنی سے کام لیا ہے اور اس تنگ دلی تعصب اور عناد کا ثبوت دیا ہے جو ایک صادق اور راست باز انسان سے دنیاداروں کو ہوا کرتا ہے۔ اب اسی پیغام صلح کے ایڈیٹوریل کالموں میں بڑے فخر سے خواجہ حسن نظامی کو اپنا معزز دوست اور قابل قدر بزرگ کہا جاتا ہے۔ کیا پیغام کا ہمہ داں ایڈیٹر بتلائے گا کہ خواجہ حسن نظامی کی دوستی کا اعزاز اسے اور اس کے دوسرے ساتھیوں کو کب سے اور کس طرح حاصل ہوا اور خواجہ صاحب کے تقدس اور بزرگی کا اسے کیوں کر پتہ لگا ہے۔ کیا اس کا ذریعہ وہی مضامین ہیں جو آج تک خواجہ حسن نظامی کی طرف سے حضرت مسیح موعود اور سلسلہ احمدیہ کے خلاف مختلف اخباروں اور رسالوں میں شائع ہوتے رہے ہیں اور جن سے پیغام کا ایڈیٹر بھی ناواقف نہیں...... کیا خواجہ حسن نظامی نے اپنے ان مضامین کے متعلق ندامت اور افسوس کا اظہار کیا ہے...... اور اب حضرت مسیح موعود کو صادق اور راست باز انسان سمجھنے لگ گیا ہے۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو ایڈیٹر پیغام کا اس کو اپنا معزز دوست اور قابل قدر بزرگ کہنا حد درجہ کی بے غیرتی اور بے حمیتی نہیں تو اور کیا ہے۔'' (الفضل قادیان ج ۷ نمبر ۲۶ ص ۳، ۴، مؤرخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۱۹ء)

''پیغام کے ایڈیٹر نے خواجہ حسن نظامی کو اپنا معزز دوست اور قابل قدر بزرگ قرار دے کر جس بے غیرتی اور بے حمیتی کا ثبوت دیا ہے اس کے خلاف اگر غیر مبایعین (لاہوری جماعت) کے حلقہ میں نفرت اور حقارت کا اظہار کیا گیا تو ہم سمجھیں گے وہ سب کے سب ایڈیٹر ''پیغام'' کی قماش اور فطرت کے انسان نہیں ہیں لیکن اگر ایسا نہ کیا گیا تو ہم سب کے متعلق وہی رائے قائم کرنے پر مجبور ہوں گے جو

ایڈیٹر پیغام کے متعلق ظاہر کی گئی ہے کہ اس میں حضرت مسیح موعود کے متعلق غیرت اور حمیت کا ایک ذرہ بھی نہیں پایا جاتا۔ ورنہ حسن نظامی کو وہ اپنا معزز دوست اور قابل قدر بزرگ نہ لکھتا۔'' (الفضل قادیان ج ۷ نمبر ۲۶ ص ۴ کالم ۲، مؤرخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۱۹ء)

(۱۱۳) میاں سر فضل حسین

''غرض اللہ تعالیٰ نے ان پر وفات نہ آنے دی۔ جب تک کہ انہیں ایسے مقام پر نہ پہنچا دیا کہ لوگوں نے سمجھا وہی اس وقت ہندوستان پر حکومت کر رہے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب تھا ان لوگوں کو جو کہتے تھے کہ میاں سر فضل حسین نے چونکہ گورنمنٹ ہند میں ایک احمدی (یعنی چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں قادیانی) کو وزارت پر مقرر کرایا اور وہ مرزائیت نواز ہیں۔ اس لئے ہم انہیں ذلیل کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بتادیا کہ جو شخص احمدیت کی خاطر اپنے نفس پر کوئی تکلیف برداشت کرے گا وہ گو احمدی نہ ہو ہم اسے بھی ذلیل نہیں ہونے دیں گے۔

پس گو سر فضل حسین صاحب احمدی نہ تھے، مگر چونکہ احمدیت کی وجہ سے لوگوں کی طرف سے ان پر اعتراض کیا گیا اور انہیں ذلیل کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں اپنی غیرت کا مظاہرہ کیا اور انہیں غیر معمولی طور پر عزت کے ایک مقام پر پہنچا کر بتادیا کہ جو شخص احمدیت کے لئے اپنی عزت کو خطرہ میں ڈالنے کے لئے تیار ہو جائے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے بھی اپنی غیرت کا اظہار کیا کرتا ہے۔ (اللہ رے شیخی اور احسان فراموشی! الٹا احسان دھرا جا رہا ہے کہ قادیانیت کے طفیل میں میاں صاحب مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے دوبارہ عزت عطاء کی۔ حالانکہ خود قادیانی اکابر میاں صاحب مرحوم کے طفیل میں عزت پاتے رہے۔ للمؤلف)''

(الفضل قادیان ج ۲۴ نمبر ۱۱ ص ۲ کالم ۳، ۴، مؤرخہ ۱۲ جولائی ۱۹۳۶ء)

''عام مسلمانوں اور اسلامی اخبارات کی رائے ہے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے کیونکہ ان کو اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس دعویٰ کا تازہ ثبوت خود قادیانیوں نے بھی بہم پہنچا دیا۔ سر فضل حسین مرحوم کا انتقال ہوا جو قادیانیوں کے محسن اعظم تھے۔ جن کی بدولت سر ظفر اللہ خاں قادیانی وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کے ممبر ہوئے اور قادیانیوں کو ان کی ذات سے فوائد عظیمہ حاصل ہوئے، لیکن ان قادیانیوں کی محسن کشی اور شقاوت کا یہ حال ہے کہ مرحوم سر فضل حسین کی نماز جنازہ میں انہوں نے شرکت نہیں کی اور جنازہ کے ساتھ جو غیر مسلم ہندو سکھ عیسائی شریک تھے، نماز جنازہ کے وقت قادیانی بھی ان کے ساتھ مسلمانوں سے علیحدہ جا کھڑے ہوئے۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ قادیانیوں کی جگہ مسلمانوں میں نہیں ہے بلکہ غیر مسلموں میں ہے۔

حکومت پنجاب اور حکومت ہند کو بھی یہ واقعہ معلوم ہو گیا ہوگا۔ اس لئے ان کو چاہئے کہ مسلمانوں کے جو مطالبات قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے متعلق ہیں، ان کو عملی جامہ پہنائیں۔'' (نقیب، پھلواری شریف ج ۴ نمبر ۹، مؤرخہ ۲۵ جولائی ۱۹۳۶ء)

(ی) تبلیغ

(۱۱۴) مکہ مکرمہ

''بچپن سے میرا یہ خیال ہے اور جس کا میں نے دوستوں سے بارہا ذکر بھی کیا ہے کہ میرے نزدیک احمدیت کے پھیلنے کے لئے اگر کوئی بڑا مضبوط قلعہ ہے تو مکہ مکرمہ ہے اور دوسرے درجے پر پورٹ سعید۔ اگر کوئی شخص وہاں چلا جائے تو ساری دنیا میں احمدیت کو پہنچا سکتا ہے۔ وہاں سے ہر ملک کا جہاز گزرتا ہے۔ ٹریکٹ تقسیم کئے جائیں۔ اس طرح ایسے ایسے علاقوں میں حضرت صاحب (مرزا قادیانی) کا

نام پہنچ جائے جہاں ہم مدتوں نہیں پہنچ سکتے مگر مکہ مکرمہ سب سے بڑا مقام ہے وہاں کے لوگ ہمارے بہت کام آ سکتے ہیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان، مندرجہ الفضل قادیان ج ۹ نمبر ۴ ص ۸ کالم ۱، مؤرخہ ۱۴؍جولائی ۱۹۲۱ء، خطبات محمود ج ۷ ص ۶۸)

(۱۱۵) مکہ میں مشن

’’یہ اللہ کی طرف سے ذرائع ہیں۔ مکہ میں (قادیانی) مشن کی تجویز ہے۔ ایک دوست نے وعدہ کیا ہے کہ اگر مکہ میں مکان لیا جائے تو وہ پچیس ہزار روپیہ مکان کے لئے دیں گے۔ پس شیطان کے مقابلہ میں پوری طاقت سے کام لیں اور میری اس نصیحت کو خوب یاد رکھیں۔‘‘ (تقریر مرزامحمود خلیفہ قادیان، جلسہ سالانہ، الفضل قادیان ج ۷ نمبر ۵۰ ص ۷ کالم ۲، مؤرخہ ۸؍جنوری ۱۹۲۰ء)

(۱۱۶) حج کے راز

’’مولانا میر محمد سعید صاحب ساکن حیدرآباد دکن نے (مرزامحمود خلیفہ قادیان سے) ملاقات کی۔ مولانا کا عزم امسال حج بیت اللہ کا ہے اور اس سفر پر جانے سے پہلے آپ یہاں آئے ہیں...... سفر حج کے ذکر پر مولوی (میر محمد سعید) صاحب نے کہا کہ عرب کی سرزمین اب تک احمدیت سے خالی ہے۔ شاید خدا تعالیٰ یہ کام مجھ سے کرائے۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح (مرزامحمود) نے فرمایا میرا مدت سے خیال ہے کہ اگر عرب میں احمدیت پھیل جائے تو تمام اسلامی دنیا میں بہت جلد پھیل جائے گی۔ مولانا (میر محمد سعید نے) نماز کے متعلق دریافت کیا کہ وہاں کس طور پر پڑھیں۔ فرمایا میں (میاں محمود احمد) جب گیا تھا اپنے طور پر جماعت کرا کر مسجد حرام میں نماز پڑھتا تھا۔ مولانا نے عرض کیا کہ عرب میں تبلیغ کا کیا طریق ہونا چاہئے۔ (مرزامحمود نے) فرمایا ان سے بحث کا طریق مضر ہے۔ کیونکہ وہ لوگ حکومت کے زیادہ زیراثر نہیں۔ جلد اشتعال میں آ جاتے ہیں اور جو جی چاہے کر گزرتے ہیں۔ مولانا نے عرض کیا میرا خود بھی خیال ہے کہ ان کا استاد بن کر نہیں شاگرد بن کر ان کو تبلیغ کی جائے۔ (مرزامحمود نے) فرمایا۔ میں نے وہاں تبلیغ شروع کی اور خدا نے اپنے خاص فضل سے میری حفاظت کی۔ اس وقت حکومت ترکی کا وہاں چنداں اثر نہ تھا۔ اب تو شاہ حجاز کے گورنمنٹ انگریزی کے زیراثر ہونے کے باعث ہندوستان سے بدسلوکی نہیں ہوسکتی، مگر اس وقت یہ حالت نہ تھی۔ اس وقت تو وہاں جس کو چاہتے گرفتار کر سکتے تھے۔ مگر میں نے تبلیغ کی اور کھلے طور پر کی، لیکن جب ہم وہ مکان چھوڑ کر واپس ہوئے تو دوسرے دن اس مکان پر چھاپہ مارا گیا اور مالک مکان کو پکڑ لیا گیا کہ اس قسم کا کوئی شخص یہاں تھا۔‘‘

(مرزامحمود خلیفہ قادیان کی ڈائری، الفضل قادیان ج ۸ نمبر ۶۷، مؤرخہ ۷؍مارچ ۱۹۲۱ء)

’’حضرت مولانا میر محمد سعید صاحب قادری امیر جماعت ہائے احمدیہ حیدرآباد دکن بعد حصول اجازت حضرت اقدس خلیفۃ المسیح (مرزامحمود) ایدہ اللہ بنصرہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ کا مبارک مقصد لے کر ۳۰؍اپریل ۱۹۲۱ء کو بمبئی سے ہمایوں نامی جہاز میں مدینہ شریف روانہ ہوگئے۔ آپ کا خیال ایک دراز مدت تک مدینہ شریف کو مرکز تبلیغ بنا کر ملک عرب میں تبلیغ کرنے کا ہے۔ ان شاء اللہ اس مبارک دور خلافت ثانیہ میں طفیل حضرت اولوالعزم فضل عمر (مرزامحمود) سلمہ اللہ تعالیٰ یورپ و امریکہ میں جب کہ اسلام کا بول بالا ہو رہا ہے۔ ضرور تھا کہ وہ مقدس سرزمین عرب کہ جس کے انوار نورانی سے سارا جہان منور ہوگیا تھا۔ دوبارہ اس سرزمین کی منور چوٹیوں سے وہ نور چمک اٹھے تاکہ سیدنا مسیح موعود کا یہ الہام پوری آب و تاب کے ساتھ دنیا پر ظاہر ہو جائے کہ ؎

مسلمان را مسلمان باز کردند‘‘

(الفضل قادیان ج ۸ ص ۸۵، مؤرخہ ۱۲؍مئی ۱۹۲۱ء)

(۱۱۷) مثیل مدینہ

''ہمیں ابھی ایک مرکز اشاعت کی ضرورت ہے اور خداتعالیٰ چاہتا ہے کہ ہم اس زمانے میں احمدیت کے لئے ایک مدینہ کے مثیل کی تلاش کریں۔ ایسا ملک ہمیں میسر آئے جو احمدیت کے لئے اپنے ہاتھ کھول دے اور خداتعالیٰ کے دین کے لئے اس کے دل کی کھڑکیاں کھلی ہوں اور وہ اس نور کے حاصل کرنے کے لئے بے تاب ہو جو اس زمانے میں خداتعالیٰ نے ظلمت کے دور کرنے کے لئے نازل فرمایا ہے اور یہ نوجوانوں کا کام ہے کہ وہ نکلیں اور تلاش کریں کہ کون سا ملک ہمارے لئے مدینہ کا مثیل ثابت ہوتا ہے۔''

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان، مندرجہ الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۱۲۵ ص ۶ کالم ۲، مؤرخہ ۲۹ / مارچ ۱۹۳۵ء، خطبات محمود ج ۱۶ ص ۲۰۴)

(۱۱۸) بڑا فائدہ

''ایمان کے لحاظ سے تو تمام انسان برابر ہیں۔ کوئی چھوٹا بڑا نہیں مگر سیاسی لحاظ سے جو شخص کسی قسم کا اثر رکھتا ہے اس کے احمدی ہونے سے بہت بڑا فائدہ پہنچتا ہے۔ کیونکہ اس کا دوسروں پر اثر پڑتا ہے اور اس کے ذریعے اس کے حلقہ اثر میں احمدیت پھیل سکتی ہے۔ پس ہر شخص اپنے طبقہ کو لے اور اس میں سے احمدی بنائے تاکہ جماعت کی ترقی ہر طبقہ میں یکساں طور پر ہو۔ زمیندار زمینداروں کو احمدی بنائیں۔ افسر افسروں کو احمدی بنائیں۔ مزدور مزدوروں کو احمدی بنائیں۔ عالم عالموں کو احمدی بنائیں۔''

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان، مندرجہ الفضل قادیان ج ۱۶ نمبر ۶۵ ص ۷، ۸، مؤرخہ ۱۵ / فروری ۱۹۲۹ء، خطبات محمود ج ۱۲ ص ۴۵)

(۱۱۹) طوفان نوح

''پس ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر احمدی اقرار کرے کہ وہ سال میں دوگنا ہونے کی کوشش کرے گا۔ اسی لئے میں نے تجویز کی تھی کہ ایسے لوگ کھڑے ہوں جو یہ اقرار کریں اور اپنا نام لکھا دیں۔ جس طرح چندہ دینے کے لئے نام لکھاتے ہیں کہ ہم اتنا اتنا چندہ دیں گے۔ اسی طرح تبلیغ کے متعلق اقرار کریں کہ کم از کم ایک آدمی کو سال میں احمدی بنائیں گے اور جو زیادہ بنا سکیں وہ زیادہ کے لئے اقرار کریں۔ مگر شرط یہ ہے کہ اپنے پایہ اور اپنے طبقہ کے لوگوں کو احمدی بنائیں۔ زمیندار زمینداروں کو احمدی بنائیں، وکیل وکیلوں کو، ڈاکٹر ڈاکٹروں کو، انجینئر انجینئروں کو، پلیڈر پلیڈروں کو، اسی طرح چند سالوں میں ایسا عظیم الشان تغیر پیدا کیا جاسکتا ہے کہ طوفان نوح بھی اس کے سامنے مات ہوجائے۔''

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان، مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۶ نمبر ۶۵ ص ۷ کالم ۳، مؤرخہ ۱۵ / فروری ۱۹۲۹ء، خطبات محمود ج ۱۲ ص ۴۴)

(۱۲۰) کلمۃ الفصل

(عنوان، الفضل مؤرخہ ۱۸-۲۰ / مئی ۱۹۱۵ء)

''حضرت صاحبزادہ بشیر احمد صاحب نے مسئلہ کفر و اسلام پر ایک مبسوط مضمون لکھ کر مبلغین کی اعلیٰ کلاس اور دارالامان والوں کے سامنے سنایا تھا۔ اب ریویو آف ریلیجنز میں چھپ کر شائع ہوا ہے۔ یہ مضمون اس مسئلہ پر ایک فیصلہ کن تحریر ہے، جس میں حضرت اقدس کے مرتبہ کو بھی خوب واضح کیا گیا ہے۔ ضروری ہے کہ یہ رسالہ عام طور پر تقسیم ہو، تا احمدی جماعت میں اس اہم مسئلہ پر کوئی اختلاف نہ رہے اور حق ظاہر ہو۔''

(الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۱۴۱، ۱۴۲ ص ۷ کالم ۳، مؤرخہ ۱۷-۲۰ / مئی ۱۹۱۵ء)

نعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حصہ دوم

فصل گیارہویں

سیاسیات، دورِ اوّل

(۱) اپنا تعارف

''چونکہ میں جس کا نام غلام احمد اور باپ کا نام مرزا غلام مرتضٰی قادیان ضلع گورداسپور پنجاب کا رہنے والا ایک مشہور فرقہ کا پیشوا ہوں جو پنجاب کے اکثر مقامات میں پایا جاتا ہے اور نیز ہندوستان کے اکثر اضلاع اور حیدرآباد اور بمبئی اور مدارس اور ملک عرب اور شام اور بخارا میں بھی میری جماعت کے لوگ موجود ہیں۔ لہٰذا میں قریب مصلحت سمجھتا ہوں کہ یہ مختصر رسالہ اس غرض سے لکھوں کہ اس محسن گورنمنٹ کے اعلٰی افسر میرے حالات اور میری جماعت کے خیالات سے واقفیت پیدا کرلیں۔'' (کشف الغطاء ص۱، خزائن ج۱۴ ص۱۷۹)

''اور یہ مؤلف تاج عزت جناب ملکہ معظّمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کا واسطہ ڈال کر بخدمت گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ کے اعلٰی افسروں اور معزز حکام کے بادب گزارش کرتا ہے کہ براہ غریب پروری وکرم گستری اس رسالہ کو اوّل سے آخر تک پڑھا جائے یا سن لیا جائے۔''
(کشف الغطاء ص ٹائٹل، خزائن ج۱۴ ص۱۷۷)

''میں تاج عزت عالی جناب حضرت مکرمہ ملکہ معظّمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کا واسطہ ڈالتا ہوں کہ اس رسالہ کو ہمارے عالی مرتبہ حکام توجہ سے اوّل سے آخر تک پڑھیں۔'' (کشف الغطاء ص۱، خزائن ج۱۴ ص۱۷۹)

(۲) روح کا جوش

''سب سے پہلے میں یہ اطلاع دینا چاہتا ہو کہ میں ایک ایسے خاندان میں سے ہوں جس کی نسبت گورنمنٹ نے ایک مدت دراز سے قبول کیا ہوا ہے کہ وہ خاندان اوّل درجہ پر سرکار دولت مدار انگریزی کا خیرخواہ ہے...... ان تمام تحریرات سے ثابت ہے کہ میرے والد صاحب اور میرا خاندان ابتداء سے سرکار انگریزی کے بدل وجان ہوا خواہ اور وفادار رہے ہیں اور گورنمنٹ عالیہ انگریزی کے معزز افسروں نے مان لیا ہے کہ یہ خاندان کمال درجہ پر خیرخواہ سرکار انگریزی ہے...... ہمارے پاس تو وہ الفاظ نہیں جن کے ذریعہ سے ہم اس آرام اور راحت کا ذکر کرسکیں جو اس گورنمنٹ سے ہم کو حاصل ہوئی۔ ہماری تو یہی دعا ہے کہ خدا اس گورنمنٹ محسنہ کو جزائے خیر دے اور اس سے نیکی کرے۔ جیسا کہ اس نے ہم سے نیکی کی۔ یہی وجہ ہے کہ میرا باپ اور میرا بھائی اور خود میں بھی روح کے جوش سے اس بات میں مصروف رہے کہ اس گورنمنٹ کے فوائد اور احسانات کو عام لوگوں پر ظاہر کریں اور اس کی اطاعت کی فرضیت کو دلوں میں جمادیں۔''

(درخواست بحضور نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ منجانب خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان، مؤرخہ ۲۴؍فروری ۱۸۹۸ء، مندرجہ تبلیغ رسالت ج۷ ص۸ تا۱۱، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۹ تا۱۲، جدید مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۱۸۸ تا۱۹۱، ملحقہ کتاب البریہ ص۱ تا۵، خزائن ج۱۳ ص۳۳۷ تا۳۴۱)

(۳) خاندانی خدمات

’’میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد مرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا۔ جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن صاحب کی تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے اور ۱۸۵۷ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔ ان خدمات کی وجہ سے جو چٹھیات خوشنودی حکام ان کو ملی تھیں مجھے افسوس ہے کہ بہت سی ان میں سے گم ہوگئیں۔ مگر تین چٹھیات جو مدت سے چھپ چکی ہیں ان کی نقلیں حاشیہ میں درج کی گئی ہیں۔ پھر میرے والد صاحب کی وفات کے بعد میرا بڑا بھائی مرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا اور جب تموں کی گزر پر مفسدوں کا سرکار انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا تو وہ سرکار انگریزی کی طرف سے لڑائی میں شریک تھا۔‘‘ (اشتہار مؤرخہ ۲۰؍ستمبر ۱۸۹۷ء، کتاب البریہ ص۳ تا ۵، خزائن ج۱۳ ص۴ تا ۶)

(۴) میرا باپ بھائی اور میں

’’اور میرا باپ اسی طرح خدمات میں مشغول رہا یہاں تک کہ پیرانہ سالی تک پہنچ گیا اور سفر آخرت کا وقت آ گیا اور اگر ہم اس کی تمام خدمات لکھنا چاہیں تو اس جگہ سما نہ سکیں اور ہم لکھنے سے عاجز رہ جائیں۔ پس خلاصہ کلام یہ ہے کہ میرا باپ سرکار انگریزی کے مراحم کا ہمیشہ امیدوار رہا اور عندالضرورت خدمتیں بجالاتا رہا۔ یہاں تک کہ سرکار انگریزی نے اپنی خوشنودی کی چٹھیات سے اس کو معزز کیا اور ہر ایک وقت اپنے عطاؤں کے ساتھ اس کو خاص فرمایا اور اس کی غمخواری فرمائی اور اس کی رعایت رکھی اور اس کو اپنے خیر خواہوں اور مخلصوں میں سے سمجھا۔ پھر جب میرا باپ وفات پا گیا، تب ان خصلتوں میں اس کا قائم مقام میرا بھائی ہوا جس کا نام مرزا غلام قادر تھا اور سرکاری انگریزی کی عنایات ایسی ہی اس کے شامل حال ہوگئیں جیسی کہ میرے باپ کے شامل حال تھیں اور میرا بھائی چند سال بعد اپنے والد کے فوت ہوگیا۔ پھر ان دونوں کی وفات کے بعد میں ان کے نقش قدم پر چلا اور ان کی سیرتوں کی پیروی کی اور ان کے زمانہ کو یاد کیا۔ لیکن میں صاحب مال اور صاحب املاک نہیں تھا...... سو میں اس کی مدد کے لئے اپنے قلم اور ہاتھ سے اٹھا اور خدا میری مدد پر تھا اور میں نے اسی زمانہ سے خداتعالیٰ سے یہ عہد کیا کہ کوئی مبسوط کتاب بغیر اس کے تالیف نہیں کروں گا جو اس میں احسانات قیصرہ ہند کا ذکر نہ ہو اور نیز اس کے ان تمام احسانوں کا ذکر ہو جن کا شکر مسلمانوں پر واجب ہے۔‘‘ (نور الحق حصہ اوّل ص۲۷ تا ۲۹، خزائن ج۸ ص۳۷ تا ۳۹)

(۵) حق واجب

’’میں ایک گوشہ نشین آدمی تھا جس کے دنیوی طریق پر زندگی نہیں تھی اور نہ اس کے کامل اسباب مہیا تھے۔ تاہم میں نے برابر ۱۶ برس سے یہ اپنے پر حق واجب ٹھہرالیا کہ اپنی قوم کو اس گورنمنٹ کی خیر خواہی کی طرف بلاؤں اور ان کو سچی اطاعت کی طرف ترغیب دوں۔ چنانچہ میں نے اس مقصد کے انجام کے لئے اپنی ہر یک تالیف میں یہ لکھنا شروع کیا۔ (مثلاً دیکھو، براہین احمدیہ، شہادۃ القرآن، سرمہ چشم آریہ، آئینہ کمالات اسلام، حمامۃ البشریٰ، نور الحق وغیرہ حاشیہ پر) کہ اس گورنمنٹ کے ساتھ کسی طرح مسلمانوں کو جہاد درست نہیں اور نہ صرف اس قدر بلکہ بار بار اس بات پر زور دیا کہ چونکہ گورنمنٹ برطانیہ برٹش انڈیا کی رعایا کی محسن ہے۔ اس لئے مسلمانان ہند پر لازم ہے کہ نہ صرف اتنا ہی کریں کہ گورنمنٹ برطانیہ کے مقابل بدارادوں سے رکیں بلکہ اپنی سچی شکر گزاری اور ہمدردی کے نمونے بھی گورنمنٹ کو دکھلا دیں۔‘‘ (اشتہار لائق توجہ گورنمنٹ جو جناب ملکہ معظّمہ قیصرہ ہند اور جناب گورنر جنرل ہند اور لیفٹیننٹ گورنر پنجاب اور دیگر

معزز حکام کے ملاحظہ کے لئے شائع کیا گیا۔ منجانب خاکسار غلام احمد قادیانی، مؤرخہ ۱۰؍دسمبر ۱۸۹۴ء)

(مندرجہ تبلیغ رسالت ج۳ص۱۹۳،۱۹۴، مجموعہ اشتہارات ج۲ص۱۲۴، جدید، مجموعہ اشتہارات ج۱ص۴۵۹)

(۶) قابل گزارش

''دوسرا امر قابل گزارش یہ ہے کہ میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو قریباً ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں اپنی زبان اور قلم سے اس اہم کام میں مشغول ہوں کہ تا مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں اور ان کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کے دور کروں جو ان کو دلی صفائی اور مخلصانہ تعلقات سے روکتے ہیں ...... اور میں دیکھتا ہوں کہ مسلمانوں کے دلوں پر میری تحریروں کا بہت ہی اثر ہوا ہے اور لاکھوں انسانوں میں تبدیلی پیدا ہوگئی اور میں نے صرف اسی قدر کام کیا کہ برٹش انڈیا کے مسلمانوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی اطاعت کی طرف جھکایا بلکہ بہت سی کتابیں عربی اور فارسی اور اردو میں تالیف کر کے ممالک اسلامیہ کے لوگوں کو بھی مطلع کیا کہ ہم لوگ کیونکر امن وامان اور آرام اور آزادی سے گورنمنٹ انگلشیہ کے سایہ عاطفت میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور ایسی کتابوں کے چھاپنے اور شائع کرنے میں ہزارہا روپیہ خرچ کیا گیا۔ مگر بایں ہمہ میری طبیعت نے کبھی نہیں چاہا کہ ان متواتر خدمات کا اپنے حکام کے پاس ذکر بھی کروں۔ کیونکہ میں نے کسی صلہ اور انعام کی خواہش سے نہیں بلکہ ایک حق بات کو ظاہر کرنا اپنا فرض سمجھا۔'' (درخواست بحضور نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ منجانب خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان مؤرخہ ۲۴؍فروری ۱۸۹۸ء، مندرجہ تبلیغ رسالت ج۷ ص۱۰، مجموعہ اشتہارات ج۳ص۱۱، جدید مجموعہ اشتہارات ج۲ص۱۹۰،۱۹۱، ملحقہ کتاب البریہ ص۳،۴، خزائن ج۱۳ص۳۳۹،۳۴۰)

(۷) پچاس الماریاں

''میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیرخواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔'' (تریاق القلوب ص۱۵، خزائن ج۱۵ص۱۵۵،۱۵۶)

(۸) بزرگوں سے زیادہ

''میں بذات خود سترہ برس سے سرکار انگریزی کی ایک ایسی خدمت میں مشغول ہوں کہ درحقیقت وہ ایک ایسی خیر خواہی گورنمنٹ عالیہ کی مجھ سے ظہور میں آئی ہے کہ میرے بزرگوں سے زیادہ ہے اور وہ یہ کہ میں نے بیسیوں کتابیں عربی اور فارسی اور اردو میں اس غرض سے تالیف کی ہیں کہ اس گورنمنٹ محسنہ سے ہرگز جہاد درست نہیں بلکہ سچے دل سے اطاعت کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ چنانچہ میں نے یہ کتابیں بصرف زر کثیر چھاپ کر بلاد اسلام میں پہنچائی ہیں اور میں جانتا ہوں کہ ان کتابوں کا بہت سا اثر اس ملک پر بھی پڑا ہے اور جو لوگ میرے ساتھ مریدی کا تعلق رکھتے ہیں وہ ایک ایسی جماعت تیار ہوتی جاتی ہے کہ جن کے دل اس گورنمنٹ کی سچی خیرخواہی سے لبالب ہیں۔ ان کی اخلاقی حالت اعلیٰ درجہ پر ہے اور میں خیال کرتا ہوں کہ وہ تمام اس ملک کے لئے بڑی برکت ہیں اور گورنمنٹ کے لئے دلی جانثار۔'' (عریضہ بعالی خدمت گورنمنٹ عالیہ انگریزی مرزا قادیانی، مندرجہ تبلیغ رسالت ج۶ص۶۵، مجموعہ اشتہارات ج۲ص۳۶۶،۳۶۷، جدید مجموعہ اشتہارات ج۲ص۶۶،۶۷)

(۹) بے نظیر کارگزاری

''پھر میں پوچھتا ہوں کہ جو کچھ میں نے سرکار انگریزی کی امداد اور حفظ امن اور جہادی خیالات کے روکنے کے لئے برابر سترہ سال تک پورے جوش سے پوری استقامت سے کام لیا۔ کیا اس کام کی اور اس خدمت نمایاں کی اور اس مدت دراز کی دوسری مسلمانوں میں جو میرے مخالف ہیں کوئی نظیر ہے؟ (کوئی نہیں

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند'' للمؤلف)

(اشتہار مؤرخہ ۲۰؍ستمبر ۱۸۹۷ء، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۴۶۳، جدید ج۲ ص۱۶۶، کتاب البریہ ص۷، خزائن ج۱۳ ص۸)

(۱۰) اسلام کے دو حصے

''میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔ سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو۔ جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے...... سو اگر ہم گورنمنٹ برطانیہ سے سرکشی کریں تو گویا اسلام اور خدا اور رسول سے سرکشی کرتے ہیں۔'' (ارشاد مرزا قادیانی، گورنمنٹ کی توجہ کے لائق، ملحقہ شہادۃ القرآن ج/۳، د/۴، خزائن ج۶ ص۳۸۰، ۳۸۱)

(۱۱) گویا اللہ اور رسول

''آپ (مرزا قادیانی) نے بڑے زور سے بڑی کثرت کے ساتھ توجہ دلائی ہے اور لکھا ہے کہ میں نے کوئی کتاب یا اشتہار ایسا نہیں لکھا جس میں گورنمنٹ کی وفاداری اور اطاعت کی طرف اپنی جماعت کو متوجہ نہیں کیا۔ پس حضرت (مرزا قادیانی) کا اس طرف توجہ دلانا اور اس زور کے ساتھ توجہ دلانا اس آیت کے ماتحت ہونے کی وجہ سے گویا اللہ اور اس کے رسول کا ہی توجہ دلانا ہے۔ اس سے سمجھ لو کہ اس طرف توجہ کرنے کی کس قدر ضرورت ہے۔'' (تقریر مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج۵ نمبر۱۳ ص۴ کالم۲، مؤرخہ ۱۴؍اگست ۱۹۱۷ء)

(۱۲) ہمارے مقاصد

''جسمانی سلطنت میں بھی یہی خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ ایک قوم میں ایک امیر اور بادشاہ ہو اور خدا کی لعنت ان لوگوں پر ہے جو تفرقہ پسند کرتے ہیں اور ایک امیر کے تحت حکم نہیں چلتے۔ حالانکہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے: ''اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم'' سے مراد جسمانی طور پر بادشاہ اور روحانی طور پر امام الزماں ہے اور جسمانی طور پر جو شخص ہمارے مقاصد (مرزا قادیانی کے مقاصد) کا مخالف نہ ہو اور اس سے مذہبی فائدہ ہمیں حاصل ہو سکے وہ ہم میں سے ہے اسی لئے میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت کو اپنے اولی الامر میں داخل کریں اور دل کی سچائی سے ان کے مطیع رہیں۔''

(ضرورۃ الامام ص۲۳، خزائن ج۱۳ ص۴۹۳)

(۱۳) سب سے زیادہ

''سو اس نے مجھے بھیجا اور میں اس کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک ایسی گورنمنٹ کے سایہ رحمت کے نیچے جگہ دی جس کے زیر سایہ میں بڑی آزادی سے اپنا کام نصیحت اور وعظ کا ادا کر رہا ہوں۔ اگرچہ اس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک پر رعایا میں سے شکر واجب ہے مگر

میں خیال کرتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے کیونکہ یہ میرے اعلیٰ مقاصد جو جناب قیصر ہند کی حکومت کے سایہ کے نیچے انجام پذیر ہو رہے ہیں۔ ہرگز ممکن نہ تھا کہ وہ کسی اور گورنمنٹ کے زیر سایہ انجام پذیر ہو سکتے۔ اگرچہ وہ کوئی اسلامی گورنمنٹ ہی ہوتی۔‘‘

(تحفہ قیصریہ ص۳۱،۳۲، خزائن ج۱۲ ص۲۸۳،۲۸۴)

(۱۴) خدا کی طرف مشغول

’’ان (والد) کے انتقال کے بعد یہ عاجز (مرزا قادیانی) دنیا کے شغلوں سے بکلی علیحدہ ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف مشغول ہوا اور مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے بلاد اسلامیہ میں اس مضمون کے شائع کئے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے۔ لہٰذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے اور دل سے اس دولت کا شکرگزار اور دعاگو رہے اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اردو، فارسی، عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلا دیں۔ یہاں تک کہ اسلام کے دو مقدس شہروں مکہ اور مدینہ میں بھی بخوبی شائع کر دیں اور روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ اور بلاد شام اور مصر اور کابل اور افغانستان کے متفرق شہروں میں جہاں تک ممکن تھا اشاعت کر دی گئی۔ جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلط خیالات چھوڑ دیئے جو نافہم ملاؤں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں تھے۔ یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اس کی نظیر کوئی مسلمان دکھلا نہیں سکا۔‘‘

(ستارہ قیصریہ ص۳،۴، خزائن ج۱۵ ص۱۱۴)

(۱۵) فقیرانہ زندگی

’’اور چونکہ میری زندگی فقیرانہ اور درویشانہ طور پر ہے اس لئے میں اسی درویشانہ طرز سے گورنمنٹ انگریزی کی خیرخواہی اور امداد میں مشغول رہا ہوں۔ قریباً انیس برس سے ایسی کتابوں کے شائع کرنے میں میں نے اپنا وقت بسر کیا ہے جن میں یہ ذکر ہے کہ مسلمانوں کو سچے دل سے اس گورنمنٹ کی خدمت کرنی چاہئے اور اپنی فرمانبرداری اور وفاداری کو دوسری قوموں سے بڑھ کر دکھلانا چاہئے اور میں نے اسی غرض سے بعض کتابیں عربی زبان میں لکھیں اور بعض فارسی زبان میں اور ان کو دور دور ملکوں تک شائع کیا اور ان سب میں مسلمانوں کو بار بار تاکید کی اور معقول وجوہ سے ان کو اس طرف جھکایا کہ وہ گورنمنٹ کی اطاعت بدل و جان اختیار کریں اور یہ کتابیں عرب اور بلاد شام اور کابل اور بخارا میں پہنچائی گئیں۔‘‘ (کشف الغطاء ص۳ تا ۶، خزائن ج۱۴ ص۱۸۵)

(۱۶) گورنمنٹ کو اطلاع

’’جو ہدایتیں اس فرقہ کے لئے میں نے مرتب کی ہیں جن کو میں نے اپنے ہاتھ سے لکھ کر اور چھاپ کر ہر ایک مرید کو دیا ہے کہ ان کو اپنا دستور العمل رکھے وہ ہدایتیں میرے اس رسالہ میں مندرج ہیں جو ۱۲؍جنوری ۱۸۸۹ء میں چھپ کر عام مریدوں میں شائع ہوا ہے۔ جس کا نام تکمیل تبلیغ مع شرائط بیعت ہے۔ جس کی ایک کاپی اسی زمانہ میں گورنمنٹ میں بھی بھیجی گئی تھی ان ہدایتوں کو پڑھ کر اور ایسا ہی دوسری ہدایتوں کو دیکھ کر جو وقتاً فوقتاً چھپ کر مریدوں میں شائع ہوتی ہیں۔ گورنمنٹ کو معلوم ہوگا کہ کیسے امن بخش اصولوں کی اس جماعت کو تعلیم دی جاتی ہے اور کس طرح ان کو بار بار تاکیدیں کی گئی ہیں کہ وہ گورنمنٹ برطانیہ کے سچے خیرخواہ اور مطیع رہیں۔‘‘ (درخواست بحضور نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ منجانب خاکسار مرزا قادیانی، مؤرخہ ۲۴؍فروری ۱۸۹۸ء، مندرجہ تبلیغ رسالت ج۷ ص۱۶، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۱۸،۱۹، جدید

مجموعہ اشتہارات ج۲ص ۱۹۵، ۱۹۶، کتاب البریہ ص ۱۰، ۱۱، خزائن ج ۱۳ص ۳۴۶، ۳۴۷)

(۱۷) بیعت کی شرط

’’اب اس تمام تقریر سے جس کے ساتھ میں نے اپنی سترہ سالہ مسلسل تقریروں سے ثبوت پیش کئے ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ میں سرکار انگریزی کا بدل وجان خیرخواہ ہوں اور میں ایک شخص امن دوست ہوں اور اطاعت گورنمنٹ اور ہمدردی بندگان خدا کی میرا اصول ہے اور یہ وہی اصول ہے جو میرے مریدوں کی شرائط بیعت میں داخل ہے۔ چنانچہ پرچہ شرائط بیعت جو ہمیشہ مریدوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس کی دفعہ چہارم میں ان ہی باتوں کی تصریح ہے۔‘‘ (کتاب البریہ ص۹، خزائن ج ۱۳ص ۱۰)

’’اس عام اصلاح کے علاوہ میں ایک خاص امر کو اس جگہ ضرور بیان کر دینا چاہتا ہوں اور وہ حضرت مسیح موعود کا اپنی بیعت کی شرائط میں وفاداری حکومت کا شامل کرنا ہے۔ آپ نے قریباً اپنی کل کتب میں اپنی جماعت کو نصیحت فرمائی ہے کہ وہ جس گورنمنٹ کے ماتحت رہیں اس کی پورے طور پر فرمانبرداری کریں اور یہاں تک لکھا کہ جو شخص اپنی گورنمنٹ کی فرمانبرداری نہیں کرتا اور کسی طرح بھی اپنے حکام کے خلاف شورش کرتا اور ان کے احکام کے نفاذ میں روڑے اٹکاتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں...... یہ سبق آپ نے جماعت کو ایسا پڑھایا کہ ہر موقع پر جماعت احمدیہ نے گورنمنٹ ہند کی فرمانبرداری کا اظہار کیا ہے اور کبھی خفیف سے خفیف شورش میں بھی حصہ نہیں لیا۔‘‘

(تحفۃ الملوک ص ۱۲۴، ۱۲۵، انوار العلوم ج ۲ص ۱۴۲، ۱۴۳)

(۱۸) خیرخواہ اور دعاگو

’’اس جماعت کے نیک اثر سے جیسے عامہ خلائق متنفع ہوں گی ایسا ہی اس پاک باطن جماعت کے وجود سے گورنمنٹ برطانیہ کے لئے انواع اقسام کے فوائد متصور ہوں گے جن سے اس گورنمنٹ کو خداوندعزوجل کا شکرگزار ہونا چاہئے۔ ازاں جملہ ایک یہ کہ یہ لوگ سچے جوش اور دلی خلوص سے اس گورنمنٹ کے خیرخواہ اور دعاگو ہوں گے کیونکہ بموجب تعلیم اسلام (جس کی پیروی اس گروہ کا عین مدعا ہے) حقوق عباد کے متعلق اس سے بڑھ کر کوئی گناہ کی بات اور خبث اور ظلم اور پلید راہ نہیں کہ انسان جس سلطنت کے زیرسایہ بامن وعافیت زندگی بسر کرے اور اس کی حمایت سے اپنے دینی ودنیوی مقاصد میں باآزادی کوشش کر سکے اسی کا بدخواہ وبداندیش ہو۔ بلکہ جب تک ایسی گورنمنٹ کا شکرگزار نہ ہو تب تک خدائے تعالیٰ کا بھی شکرگزار نہیں۔ پھر دوسرا فائدہ اس بابرکت گروہ کی ترقی سے گورنمنٹ کو یہ ہے کہ ان کا عملی طریق موجب انسداد جرائم ہے۔ فتفکروا وتأملوا‘‘ (ازالہ اوہام حصہ دوم ص ۸۴۹، خزائن ج ۳ص ۵۶۱ حاشیہ)

(۱۹) یاجوج وماجوج

’’ایسا ہی یاجوج وماجوج کا حال بھی سمجھ لیجئے۔ یہ دونوں پرانی قومیں ہیں جو پہلے زمانوں میں دوسروں پر کھلے طور پر غالب نہیں ہوسکیں اور ان کی حالت میں ضعف رہا۔ لیکن خداتعالیٰ فرماتا ہے کہ آخری زمانہ میں یہ دونوں قومیں خروج کریں گی۔ یعنی اپنی جلالی قوت کے ساتھ ظاہر ہوں گے...... یہ دونوں قومیں دوسروں کو مغلوب کر کے پھر ایک دوسرے پر حملہ کریں گی اور جس کو خداتعالیٰ چاہے گا فتح دے گا۔ چونکہ ان دونوں قوموں سے مراد انگریز اور روس ہیں۔ اس لئے ہر یک سعادت مند مسلمان کو دعا کرنی چاہئے کہ اس وقت انگریزوں کی فتح ہو کیونکہ یہ لوگ ہمارے محسن ہیں اور سلطنت برطانیہ کے ہمارے سر پر بہت احسان ہیں۔ سخت جاہل اور سخت نادان اور سخت نالائق وہ مسلمان ہیں جو اس گورنمنٹ سے کینہ رکھے۔ اگر ہم ان کا شکر نہ کریں تو پھر ہم خداتعالیٰ کے بھی ناشکرگزار ہیں۔ کیونکہ ہم نے جو اس گورنمنٹ کے

زیر سایہ آرام پایا اور پا رہے ہیں وہ آرام ہم کسی اسلامی گورنمنٹ میں بھی نہیں پا سکتے ہرگز نہیں پا سکتے۔''
(ازالہ اوہام حصہ دوم ص۵۰۸، ۵۰۹، خزائن ج۳ ص۳۷۳)

(۲۰) اسلامی ممالک پر توجہ

''میں نے مناسب سمجھا کہ اس رسالہ کو بلاد عرب یعنی حرمین اور شام اور مصر وغیرہ میں بھی بھیج دوں۔ کیونکہ اس کتاب کے ص۱۵۲ میں جہاد کی مخالفت میں ایک مضمون لکھا گیا ہے اور میں نے بائیس برس سے اپنے ذمہ یہ فرض کر رکھا ہے کہ ایسی کتابیں جن میں جہاد کی ممانعت ہو اسلامی ممالک میں ضرور بھیج دیا کرتا ہوں۔ اسی وجہ سے میری عربی کتابیں عرب کے ملک میں بھی بہت شہرت پا گئی ہیں۔''
(تحریر مرزا قادیانی، مؤرخہ ۱۸ر نومبر ۱۹۰۱ء، مندرجہ تبلیغ رسالت ج۱۰ ص۲۶، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۴۴۳، جدید مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۵۳۳)

(۲۱) جہاد کی بیہودہ رسم

''یہ وہ فرقہ ہے جو فرقہ احمدیہ کے نام سے مشہور ہے اور پنجاب اور ہندوستان اور دیگر متفرق مقامات میں پھیلا ہوا ہے۔ یہی وہ فرقہ ہے جو دن رات کوشش کر رہا ہے کہ مسلمانوں کے خیالات میں سے جہاد کی بیہودہ رسم کو اٹھا دے۔ (کیا عجب ہے کہ یہ بیہودہ کوشش خود ہی بیٹھ جائے کہ اس کی شرمندگی سے قادیانی آئندہ نظر نہ اٹھا سکیں۔للمؤلف) چنانچہ اب تک ساٹھ کے قریب میں نے ایسی کتابیں عربی اور فارسی اور اردو میں انگریزی میں تالیف کر کے شائع کی ہیں جن کا یہی مقصد ہے کہ یہ غلط خیالات مسلمانوں کے دلوں سے محو ہو جائیں۔ اس قوم میں یہ خرابی اکثر نادان مولویوں نے ڈال رکھی ہے۔ لیکن اگر خدا نے چاہا تو امید رکھتا ہوں کہ عنقریب اس کی اصلاح ہو جائے گی۔

گورنمنٹ کی اعلیٰ حکام کی طرف سے ایسی کارروائیوں کا ہونا ضرور ہے جن سے مسلمانوں کے دلوں میں منقوش ہو جائے کہ یہ سلطنت اسلام کے لئے درحقیقت چشمہ فیض ہے۔ (کم از کم قادیانیوں کے حقوق میں چشمہ فیض بننا لازم ہے کہ یہ جماعت سرکار کا خود کاشتہ پودا مانی جاتی ہے۔للمؤلف)'' (ریویو قادیان ج۱ نمبر۱۲ ص۴۹۵، بابت ماہ دسمبر ۱۹۰۲ء، اقتباس معروضہ جو مرزا غلام احمد قادیانی نے حکومت میں پیش کیا)

(۲۲) جہاد حرام قطعاً حرام

''گورنمنٹ کا یہ اپنا فرض ہے کہ اس فرقہ احمدیہ کی نسبت اپنے تئیں تردد اور شک میں نہ رکھے اور ہر ایک حیلہ اور ہر ایک تدبیر سے اس کے اندرونی حالات دریافت کرے۔ بعض نادان کہتے ہیں کہ یہ باتیں محض گورنمنٹ کی خوشامد کے لئے ہیں۔ مگر میں ان کو کس سے مشابہت دوں وہ اس اندھے سے مشابہ ہیں جو سورج کی گرمی محسوس کرتا ہے اور ہزار شہادتیں سنتا ہے اور پھر سورج کے وجود سے انکار کرتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جس حالت میں ہمارے امام (مرزا قادیانی) نے ایک بڑا حصہ عمر کا جو بائیس برس ہیں اسی تعلیم میں گزارا ہے کہ جہاد حرام اور قطعاً حرام ہے۔ یہاں تک کہ بہت سی عربی کتابیں بھی مضمون ممانعت جہاد لکھ کر ان کو بلاد اسلام، عرب، شام، کابل وغیرہ میں تقسیم کیا ہے جن سے گورنمنٹ بے خبر نہیں ہے۔ (گورنمنٹ کیوں بے خبر ہوگی جب کہ خود اس کے منشاء پر کام ہوا ہو۔للمؤلف) تو کیا گمان ہو سکتا ہے کہ اتنا لمبا حصہ زندگی کا جس نے پیرانہ سالی تک پہنچا دیا وہ نفاق میں بسر کیا ہے۔ (سرکار انگریزی سے تو حد درجہ خلوص و اخلاص رہا پھر نفاق کا شبہ کون کر سکتا ہے۔للمؤلف)...... ہاں! آپ (مرزا قادیانی) نے ہمارے لئے یہ دروازہ کھول دیا ہے کہ ہم سچائی کو دلائل کے ساتھ پیش کریں اور گورنمنٹ برطانیہ کی حکومت کو غنیمت سمجھیں کیونکہ کوئی دوسری اسلامی سلطنت اپنے مخالفانہ جوش کی وجہ سے کبھی ہماری برداشت نہیں کرے گی۔'' (ریویو آف ریلیجنز قادیان ج۱ نمبر۲ ص۴۰، بابت ماہ فروری ۱۹۰۲ء، مضمون ایڈیٹر رسالہ مولوی محمد علی لاہوری)

(۲۳) حکومتوں کا فرق

’’ہمیں اس گورنمنٹ کے آنے سے وہ دینی فائدہ پہنچا کہ سلطان روم کے کارناموں میں اس کی تلاش کرنا عبث ہے۔‘‘

(اشتہار مرزا قادیانی، مندرجہ تبلیغ رسالت ج۸ ص۵، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۹۵، جدید مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۲۶۹)

’’بلکہ اس گورنمنٹ کے ہم پر اس قدر احسان ہیں کہ اگر ہم یہاں سے نکل جائیں تو نہ ہمارا مکہ میں گزارہ ہوسکتا ہے اور نہ قسطنطنیہ میں تو پھر کس طرح سے ہوسکتا ہے کہ ہم اس کے برخلاف کوئی خیال اپنے دل میں رکھیں۔‘‘

(ملفوظات احمدیہ ج۱ ص۴۶، احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور، ملفوظات ج۱ ص۳۱۲، جدید ملفوظات ج۲ ص۲۰۸)

’’میں اپنے کام کو نہ مکہ میں اچھی طرح چلا سکتا ہوں نہ مدینہ میں۔ نہ روم میں، نہ شام، نہ ایران میں نہ کابل میں مگر اس گورنمنٹ میں جس کے اقبال کے لئے دعا کرتا ہوں۔ لہٰذا وہ اس الہام میں اشارہ فرماتا ہے کہ اس گورنمنٹ کے اقبال اور شوکت میں تیرے وجود اور تیری دعا کا اثر ہے اور اس کی فتوحات تیرے سبب سے ہیں کیونکہ جدھر تیرا منہ ادھر خدا کا منہ ہے۔‘‘

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی، مندرجہ تبلیغ رسالت ج۶ ص۶۹، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۳۷۰،۳۷۱، جدید مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۶۹ حاشیہ)

’’میرا یہ دعویٰ ہے کہ تمام دنیا میں گورنمنٹ برطانیہ کی طرح کوئی دوسری ایسی گورنمنٹ نہیں جس نے زمین پر ایسا امن قائم کیا ہو۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو کچھ ہم پوری آزادی سے اس گورنمنٹ کے تحت میں اشاعت حق کر سکتے ہیں۔ یہ خدمت ہم مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ میں بیٹھ کر بھی ہرگز بجا نہیں لا سکتے۔ اگر یہ امن اور آزادی اور بے تعصبی آنحضرت ﷺ کے ظہور کے وقت عرب میں ہوتی تو وہ لوگ ہرگز تلوار سے ہلاک نہ کئے جاتے۔ اگر یہ امن اور آزادی اور بے تعصبی اس وقت کے قیصر اور کسریٰ کی گورنمنٹوں میں ہوتی تو وہ بادشاہتیں اب تک قائم رہتیں۔‘‘ (ازالہ اوہام حصہ اوّل ص۵۴،۵۵، خزائن ج۳ ص۱۳۰ حاشیہ)

(۲۴) توجہ کی آرزو

’’بارہا بے اختیار دل میں یہ بھی خیال گزرتا ہے کہ جس گورنمنٹ کی اطاعت اور خدمت گزاری کی نیت سے ہم نے کئی کتابیں مخالفت جہاد اور گورنمنٹ کی اطاعت میں لکھ کر دنیا میں شائع کیں اور کافر وغیرہ اپنے نام رکھوائے اسی گورنمنٹ کو اب تک معلوم نہیں کہ ہم دن رات کیا خدمت کر رہے ہیں ہم نے قبول کیا کہ ہماری اردو کی کتابیں جو ہندوستان میں شائع ہوئیں ان کے دیکھنے سے گورنمنٹ عالیہ کو یہ خیال گزرا ہوگا کہ ہماری خوشامد کے لئے ایسی تحریریں لکھی گئی ہیں ...... لیکن یہ دانشمند گورنمنٹ ادنیٰ توجہ سے سمجھ سکتی ہے کہ عرب کے ملکوں میں جو ہم نے ایسی کتابیں بھیجیں جن میں بڑے بڑے مضمون اس گورنمنٹ کی شکرگزاری اور جہاد کی مخالفت کے بارے میں تھے۔ ان میں گورنمنٹ کی خوشامد کا کون سا موقع تھا۔ کیا گورنمنٹ نے مجھ کو مجبور کیا تھا کہ میں ایسی کتابیں تالیف کر کے ان ملکوں میں روانہ کروں اور ان سے گالیاں سنوں میں یقین رکھتا ہوں ایک دن یہ گورنمنٹ عالیہ ضرور میری ان خدمات کا قدر کرے گی۔‘‘

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی مؤرخہ ۱۸؍نومبر ۱۹۰۱ء، مندرجہ تبلیغ رسالت ج۱۰ ص۲۸، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۴۴۵،۴۴۶، جدید مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۵۳۵)

(۲۵) جشن جوبلی

’’ہم بڑی خوشی سے اس بات کو ظاہر کرتے ہیں کہ جناب ملکہ معظّمہ قیصرہ ہند دام ظلہا کے جشن جوبلی کی خوشی اور شکریہ کے ادا کرنے کے لئے میری جماعت کے اکثر احباب دور دور کی مسافت قطع کر کے ۱۹؍جون ۱۸۹۷ء کو ہی قادیان میں تشریف لائے اور یہ سب

(۲۲۵) آدمی تھے اوراس جگہ کے ہمارے مرید اور مخلص بھی ان کے ساتھ شامل ہوئے جن سے ایک گروہ کثیر ہوگیا اور وہ سب ۲۰/جون ۱۸۹۷ء کو اس مبارک تقریب میں باہم مل کر دعا، اور شکر باری تعالیٰ میں مصروف ہوئے...... اسی تقریب پر ایک کتاب شکر گزاری جناب قیصرہ ہند کے لئے تالیف کر کے اور چھاپ کر اس کا نام تحفہ قیصریہ رکھا گیا اور چند جلدیں اس کی نہایت خوبصورت مجلد کرا کے ان میں سے ایک حضرت قیصرہ ہند کے حضور میں بھیجنے کے لئے بخدمت صاحب ڈپٹی کمشنر بھیجی گئی اور ایک کتاب بحضور وائسرائے گورنر جنرل کشور ہند روانہ ہوئی اور ایک بحضور جناب نواب لیفٹیننٹ گورنر پنجاب بھیج دی گئی۔ اب وہ دعائیں جو چھ زبانوں میں کی گئی ذیل میں لکھی جاتی ہیں اور بعد اس کے ان تمام دوستوں کے نام درج کئے جائیں گے جو تکالیف سفر اٹھا کر اس جلسہ کے لئے قادیان میں تشریف لائے۔''

(اعلان مرزا غلام احمد قادیانی، مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۶ ص ۱۲۸ تا ۱۳۰، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۴۲۵ تا ۴۲۷، جدید مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۱۱۳ تا ۱۱۵)

(۲۶) جواب کی استدعا

''اعلیٰ درجہ کا اخلاص اور محبت اور جوش اطاعت حضور ملکہ معظّمہ اور اس کے معزز افسروں کی نسبت حاصل ہے جو میں ایسے الفاظ نہیں پاتا جن میں اس اخلاص کا اندازہ بیان کر سکوں۔ اس سچی محبت اور اخلاص کی تحریک سے جشن شصت سالہ جوبلی کی تقریب پر میں نے ایک رسالہ حضرت قیصرہ ہند دام اقبالہا کے نام سے تالیف کر کے اور اس کا نام تحفہ قیصریہ رکھ کر جناب ممدوحہ کی خدمت میں بطور درویشانہ تحفہ کے ارسال کیا تھا اور مجھے قوی یقین تھا کہ اس کے جواب سے مجھے عزت دی جائے گی اور امید سے بڑھ کر میری سرفرازی کا موجب ہوگا...... مگر مجھے نہایت تعجب ہے کہ ایک کلمہ شاہانہ سے بھی میں ممنون نہیں کیا گیا اور میرا کانشنس ہرگز اس بات کو قبول نہیں کرتا کہ وہ ہدیہ عاجزانہ یعنی رسالہ تحفہ قیصریہ حضور ملکہ معظّمہ پیش ہوا ہو اور پھر میں اس کے جواب سے ممنون نہ کیا جاؤں۔ یقیناً کوئی اور باعث ہے جس میں جناب ملکہ معظّمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کے ارادہ اور مرضی اور علم کو کچھ دخل نہیں لہٰذا اس حسن ظن نے جو میں نے حضور ملکہ معظّمہ دام اقبالہا کی خدمت میں رکھتا ہوں دوبارہ مجھے مجبور کیا کہ میں اس تحفہ یعنی رسالہ قیصریہ کی طرف جناب ممدوحہ کو توجہ دلاؤں اور شاہانہ منظوری کے چند الفاظ سے خوشی حاصل کروں۔ اسی غرض سے یہ عریضہ روانہ کرتا ہوں۔'' (ستارہ قیصرہ ص ۱، ۲، خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۲)

''میں (یعنی مرزا قادیانی) نے تحفہ قیصریہ میں جو حضور قیصر ہند کی خدمت میں بھیجا گیا یہی حالات اور خدمات اور دعوات گزارش کئے تھے اور میں اپنی جناب ملکہ معظّمہ کے اخلاق وسیعہ پر نظر رکھ کر ہر روز جواب کا امیدوار تھا اور اب بھی ہوں۔ میرے خیال میں یہ غیر ممکن ہے کہ میرے جیسے دعا گو کا وہ عاجزانہ تحفہ جو بوجہ کمال اخلاص خون دل سے لکھا گیا تھا اگر وہ حضور ملکہ معظّمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کی خدمت میں پیش ہوتا تو اس کا جواب نہ آتا بلکہ ضرور آتا ضرور آتا۔ اس لئے مجھے بوجہ اس یقین کے کہ جناب قیصرہ ہند کے پُر رحمت اخلاق پر کمال وثوق سے حاصل ہے۔ اس یاددہانی کے عریضہ کو لکھنا پڑا اور اس عریضہ کو نہ صرف میرے ہاتھوں نے لکھا ہے بلکہ میرے دل نے یقین کا بھرا ہوا زور ڈال کر ہاتھوں کو اس پُر ارادت خط کے لکھنے کے لئے چلایا ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ خیر و عافیت اور خوشی کے وقت میں خدا تعالیٰ اس خط کو حضور قیصرہ ہند دام اقبالہا کی خدمت میں پہنچاوے اور پھر جناب ممدوحہ کے دل میں الہام کرے کہ وہ اس سچی محبت اور سچے اخلاص کو جو حضرت موصوفہ کی نسبت میرے دل میں ہے اپنی پاک فراست سے شناخت کر لیں اور رعیت پروری کے رو سے مجھے پُر رحمت جواب سے ممنون فرماویں۔'' (ستارہ قیصریہ ص ۴، خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۵)

(۲۷) مگر افسوس

’’میں اٹھارہ برس سے ایسی کتابوں کی تالیف میں مشغول ہوں کہ جو مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی محبت اور اطاعت کی طرف مائل کر رہے ہیں گو اکثر جاہل مولوی ہماری اس طرز اور رفتار اور ان خیالات سے سخت ناراض ہیں اور اندر ہی اندر جلتے اور دانت پیستے ہیں مگر میں جانتا ہوں کہ وہ اسلام کی اس اخلاقی تعلیم سے بھی بے خبر ہیں جس میں یہ لکھا ہے کہ جو شخص انسان کا شکر نہ کرے وہ خدا کا شکر بھی نہیں کرتا۔ یعنی اپنے محسن کا شکر کرنا ایسا فرض ہے جیسا کہ خدا کا۔

یہ تو ہمارا عقیدہ ہے۔ مگر افسوس کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اس لمبے سلسلہ اٹھارہ برس کی تالیفات کو جن میں بہت سی پر زور تقریریں اطاعت گورنمنٹ کے بارے میں ہیں۔ کبھی ہماری گورنمنٹ محسنہ نے توجہ سے نہیں دیکھا اور کئی مرتبہ میں نے یاد دلایا مگر اس کا اثر محسوس نہیں ہوا۔ لہٰذا میں پھر یاد دلاتا ہوں کہ مفصلہ ذیل کتابوں اور اشتہاروں کو توجہ سے دیکھا جائے اور وہ مقامات پڑھے جائیں جن کے نمبر صفحات میں نے ذیل میں لکھ دیئے ہیں۔ (اس کے ذیل میں ۱۸۸۲ء لغایت ۱۸۹۴ء کل ۲۴ کتابوں اور اشتہاروں کا حوالہ درج ہے۔ ص۱۲ اللمؤلف) ان کتابوں کے دیکھنے کے بعد ہر ایک شخص اس نتیجہ تک پہنچ سکتا ہے کہ جو شخص برابر اٹھارہ برس سے ایسے جوش سے کہ جس سے زیادہ ممکن نہیں گورنمنٹ انگلشیہ کی تائید میں ایسے پر زور مضمون لکھ رہا ہے اور ان مضمونوں کو نہ صرف انگریزی عملداری میں بلکہ دوسرے ممالک میں بھی شائع کر رہا ہے کیا اس کے حق میں یہ گمان ہو سکتا ہے کہ وہ اس گورنمنٹ محسنہ کا خیر خواہ نہیں۔ گورنمنٹ متوجہ ہو کر سوچے کہ یہ مسلسل کارروائی جو مسلمانوں کو اطاعت گورنمنٹ برطانیہ پر آمادہ کرنے کے لئے برابر اٹھارہ برس سے ہو رہی ہے اور غیر ملکوں کے لوگوں کو بھی آگاہ کیا گیا ہے کہ ہم کیسے آمن اور آزادی سے زیر سایہ گورنمنٹ برطانیہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ یہ کارروائی کیوں اور کس غرض سے ہے اور غیر ملک کے لوگوں تک ایسی کتابیں اور ایسے اشتہارات کے پہنچانے سے کیا مدعا تھا؟ (ع. گر اس پر بھی نہ سمجھے وہ تو اس بت کو خدا سمجھے۔ للمؤلف)‘‘

(درخواست بحضور نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر اقبالہ منجانب خاکسار مرزا غلام احمد قادیان مؤرخہ ۲۴ فروری ۱۸۹۸ء، مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۷ ص ۱۱ تا ۱۳، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۲ تا ۱۴، جدید مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۱۹۱ تا ۱۹۳، ملحقہ کتاب البریہ ص ۵ تا ۷، خزائن ج ۱۳ ص ۳۴۱ تا ۳۴۳)

(۲۸) شدت تمنا

’’(۱) قیصر ہند کی طرف سے شکریہ (تشریح) یہ الہام متشابہات میں سے ہے اور یہ ایسا لفظ ہے کہ حیرت میں ڈالتا ہے۔ کیونکہ میں ایک گوشہ نشین آدمی ہوں اور ہر ایک قابل پسند خدمت سے عاری قبل از موت اپنے تئیں مردہ سمجھتا ہوں۔ میرا شکریہ کیسا۔‘‘

(البشریٰ ج ۲ ص ۷۵، ضمیمہ تریاق القلوب نمبر ۴ ص ۲، خزائن ج ۱۵ ص ۵۰۴ حاشیہ، مجموعہ الہامات مرزا غلام احمد قادیانی تذکرہ ص ۳۴۱ طبع چہارم)

’’(۲) مبشروں کا زوال نہیں ہوتا۔ گورنر جنرل کی پیش گوئیوں کے پورا ہونے کا وقت آ گیا۔‘‘

(البشریٰ ج ۲ ص ۷۵، مندرجہ اخبار الحکم قادیان ج ۳ نمبر ۴۰ ص ۶ کالم ۲، مؤرخہ ۱۴ اکتوبر ۱۸۹۹ء، مجموعہ الہامات مرزا غلام احمد قادیانی، تذکرہ ص ۳۴۲ طبع چہارم)

(۲۹) تبلیغی معروضہ

’’اے ملکہ معظّمہ قیصرہ ہند ہم (مرزا قادیانی اور قادیانی صاحبان۔ للمؤلف) عاجزانہ ادب کے ساتھ تیری حضور میں کھڑے ہو کر عرض کرتے ہیں کہ تو اس خوشی کے وقت میں جو شصت سالہ جوبلی کا وقت ہے یسوع کے چھوڑنے کے لئے کوشش کر۔‘‘

(تحفہ قیصریہ ص ۲۵، خزائن ج ۱۲ ص ۲۷۷)

(۳۰) دعاء

’’اب میں اس دعا پر ختم کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہماری محسنہ ملکہ معظّمہ قیصرہ ہند کو عمر دراز کر کے ہر ایک اقبال سے بہرہ ور کرے اور وہ تمام دعائیں جو میں نے اپنے رسالہ ستارہ قیصرہ اور تحفہ قیصریہ میں ملکہ موصوفہ کو دی ہیں قبول فرماوے اور میں امید رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ محسنہ اس کے جواب سے مجھے مشرف فرماوے گی۔ والدعا۔‘‘ (حضور گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست عریضہ خاکسار غلام احمد از قادیان، ۲۷رستمبر ۱۸۹۹ء، تبلیغ رسالت ج۸ص ۶۱، مجموعہ اشتہارات ج۳ص ۱۵۰، جدید مجموعہ اشتہارات ج۲ص ۳۶۲، تریاق القلوب ص (ص)، خزائن ج۱۵ص ۵۰۰)

(۳۱) سیاسی خلوت

’’ایک دفعہ صوبہ کے بڑے افسر سے حضور (مرزا قادیانی) ملنے کے لئے تشریف لے گئے۔ یوں تو آپ کسی کے پاس نہ جایا کرتے تھے لیکن انہیں اپنا مہمان سمجھ کر چلے گئے۔ ان دنوں گورنمنٹ کا یہ خیال تھا کہ مسلم لیگ سے گورنمنٹ کو فائدہ پہنچے گا۔ ان افسر صاحب نے حضرت (مرزا قادیانی) سے پوچھا کہ آپ کا مسلم لیگ کے متعلق کیا خیال ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں اسے نہیں جانتا۔ خواجہ (کمال الدین) چونکہ اس کے ممبر تھے۔ انہوں نے اس کے حالات عجیب پیرائے میں آپ کو بتائے۔ فرمایا کہ میں پسند نہیں کرتا کہ لوگ سیاست میں دخل دیں۔ صاحب بہادر نے کہا کہ مرزا صاحب مسلم لیگ کوئی بری چیز نہیں ہے بلکہ بہت مفید ہے۔ آپ نے فرمایا بری کیوں نہیں ایک دن یہ بھی بڑھتے بڑھتے بڑھ جائے گی۔ صاحب بہادر نے کہا مرزا صاحب شاید آپ نے کانگریس کا خیال کیا ہوگا۔ لیگ کا حال کانگریس کی طرح نہیں۔ کیونکہ کسی کام کی جیسی بنیاد رکھی جاتی ہے ویسا ہی اس کا نتیجہ نکلتا ہے۔ کانگریس کی بنیاد چونکہ خراب رکھی گئی تھی اس لئے وہ مضر ثابت ہوئی۔ لیکن مسلم لیگ کے تو ایسے قواعد بنائے گئے ہیں کہ اس میں باغیانہ عنصر پیدا ہی نہیں ہوسکتا۔ حضرت صاحب نے فرمایا آج آپ کا یہ خیال ہے تھوڑے دنوں کے بعد لیگ بھی وہی کام کرے گی جو آج کانگریس کر رہی ہے۔‘‘

(خلیفہ قادیان کی ۲۷ردسمبر ۱۹۱۴ء والی تقریر، مندرجہ ریویو قادیان بابت ماہ جنوری ۱۹۲۰ء، منقول از برکات خلافت ص ۵۶، ۵۷، انوار العلوم ج۲ص ۱۹۷)

(۳۲) تاکیدی نصیحت

’’چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ ان دنوں میں بعض جاہل اور شریر لوگ اکثر ہندوؤں میں سے اور کچھ مسلمانوں میں سے گورنمنٹ کے مقابل پر ایسی ایسی حرکتیں ظاہر کرتے ہیں جن سے بغاوت کی بو آتی ہے۔ بلکہ مجھے شک ہوتا ہے کہ کسی وقت باغیانہ رنگ ان کی طبائع میں پیدا ہو جائے گا۔ اس لئے میں اپنی جماعت کے لوگوں کو جو مختلف مقامات پنجاب اور ہندوستان میں موجود ہیں جو بفضلہٖ تعالیٰ کئی لاکھ تک ان کا شمار پہنچ گیا ہے نہایت تاکید سے نصیحت کرتا ہوں کہ وہ میری اس تعلیم کو خوب یاد رکھیں جو قریباً ۲۶ برس سے تقریری اور تحریری طور پر ان کے ذہن نشین کرتا آیا ہوں۔ یعنی یہ کہ اس گورنمنٹ انگریزی کی پوری اطاعت کریں۔ کیونکہ وہ ہماری محسن گورنمنٹ ہے۔ ان کے ظل حمایت میں ہمارا فرقہ احمدیہ چند سال میں لاکھوں تک پہنچ گیا ہے اور اس گورنمنٹ کا احسان ہے کہ اس کے زیر سایہ ہم ظالموں کے پنجہ سے محفوظ ہیں۔‘‘ (مرزا قادیانی کی جماعت کے لئے ضروری نصیحت، ۷رمئی ۱۹۰۷ء، تبلیغ رسالت ج۱۰ص ۱۲۲، مجموعہ اشتہارات ج۳ص ۵۸۲، ۵۸۳، جدید ج۲ص ۷۰۸)

(۳۳) بے نظیر خیر خواہی

’’میرے اس دعوے پر کہ میں گورنمنٹ برطانیہ کا سچا خیر خواہ ہوں دو ایسے شاہد ہیں کہ اگر سول ملٹری ایسا لاکھ پرچہ بھی ان کے

مقابلہ پر کھڑا ہوتب بھی وہ دروغ گو ثابت ہوگا۔ اوّل یہ کہ علاوہ اپنے والد مرحوم کی خدمت کے میں سولہ برس سے برابر اپنی تالیفات میں اس بات پر زور دے رہا ہوں کہ مسلمانان ہند پر اطاعت گورنمنٹ برطانیہ فرض اور جہاد حرام ہے۔ دوسری یہ کہ میں نے کئی کتابیں عربی، فارسی تالیف کر کے غیرملکوں میں بھیجی ہیں جن میں برابر یہی تاکید اور یہی مضمون ہے۔ پس اگر کوئی نااندیش یہ خیال کرے کہ سولہ برس کی کارروائی میری کسی نفاق پر مبنی ہے تو اس بات کا اس کے پاس کیا جواب ہے کہ جو کتابیں عربی وفارسی روم اور شام اور مصر اور مکہ اور مدینہ وغیرہ ممالک میں بھیجی گئیں اور ان میں نہایت تاکید سے گورنمنٹ انگریزی کی خوبیاں کی گئی ہیں وہ کارروائی کیونکر نفاق پر محمول ہوسکتی ہے۔ کیا ان ملکوں کے باشندے سے بجز کافر کہنے کے کسی اور انعام کی توقع تھی۔ کیا سول ملٹری گزٹ کے پاس کسی ایسے خیرخواہ گورنمنٹ کی کوئی اور بھی نظیر ہے۔ اگر ہے تو پیش کرے لیکن میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ جس قدر میں نے کارروائی گورنمنٹ کی خیرخواہی کے لئے کی ہے اس کی نظیر نہیں ملے گی۔'' (اشتہار لائق توجہ گورنمنٹ جو جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند اور جناب گورنر جنرل ہند اور لیفٹیننٹ گورنر پنجاب اور دیگر معزز حکام منجانب خاکسار غلام احمد قادیانی مؤرخہ ۱۰ر دسمبر ۱۸۹۴ء، تبلیغ رسالت ج ۳ ص ۱۹۷، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۱۲۸، ۱۲۹، جدید مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۴۶۲)

(۳۴) ہماری پرورش

''اگر انگریزی سلطنت کی تلوار کا خوف نہ ہوتا تو ہمیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے۔ لیکن یہ دولت برطانیہ غالب اور باسیاست جو ہمارے لئے مبارک ہے خدا اس کو ہماری طرف سے جزائے خیر دے۔ کمزوروں کو اپنی مہربانی اور شفقت کے بازو کے نیچے پناہ دیتی ہے۔ پس ایک کمزور پر زبردست کچھ تعدی نہیں کر سکتا ہم اس سلطنت کے سایہ کے نیچے بڑے آرام اور امن سے زندگی بسر کر رہے ہیں اور شکرگزار ہیں اور یہ خدا کا فضل ہے اور احسان ہے کہ اسے ہمیں کسی ایسے ظالم بادشاہ کے حوالے نہیں کیا جو ہمیں پیروں کے نیچے کچل ڈالتا اور کچھ رحم نہ کرتا بلکہ اس نے ہمیں ایک ایسی ملکہ عطاء کی ہے، جو ہم پر رحم کرتی ہے اور احسان کی بارش سے اور مہربانی کے مینہ سے ہماری پرورش فرماتی ہے اور ہمیں ذلت اور کمزوری کی پستی سے اوپر کی طرف اٹھاتی ہے۔ سو خدا اس کو وہ جزائے خیر دے جو ایک عادل بادشاہ کو اس کی رعیت پروری کی وجہ سے ملتی ہے۔'' (نور الحق حصہ اوّل ص ۴، خزائن ج ۸ ص ۶)

(۳۵) حرز سلطنت

''اطلاع: براہین احمدیہ کے ص ۲۴۱ میں ایک پیش گوئی گورنمنٹ برطانیہ کے متعلق ہے اور وہ یہ ہے کہ: ''وما کان اللّٰہ لیعذبھم وانت فیھم اینما تولوا فثم وجہ اللّٰہ ''یعنی خدا ایسا نہیں ہے کہ اس گورنمنٹ کو کچھ تکالیف پہنچائے۔ حالانکہ تو ان کی عملداری میں رہتا ہو۔ جدھر تیرا منہ خدا کا اسی طرف منہ ہے۔ چونکہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ مجھے اس گورنمنٹ کی پرامن سلطنت اور ظل حمایت میں دل خوش ہے اور اس کے لئے میں دعا میں مشغول ہوں کیونکہ میں اپنے اس کام کو نہ مکہ میں اچھی طرح چلا سکتا ہوں نہ مدینہ میں، نہ روم میں نہ شام میں، نہ ایران میں نہ کابل میں۔ مگر اس گورنمنٹ میں جس کے اقبال کے لئے دعا کرتا ہوں لہٰذا وہ اس الہام میں اشارہ فرماتا ہے کہ اس گورنمنٹ کے اقبال اور شوکت میں تیرے وجود اور تیری دعا کا اثر ہے اور اس کی فتوحات تیرے سبب سے ہیں۔ کیونکہ جدھر تیرا منہ ادھر خدا کا منہ۔ اب گورنمنٹ شہادت دے سکتی ہے کہ اس کو میرے زمانہ میں کیا کیا فتوحات نصیب ہوئیں۔ یہ الہام سترہ برس کا ہے۔ کیا یہ انسان کا فعل ہوسکتا ہے غرض میں گورنمنٹ کے لئے بمنزلہ حرز سلطنت ہوں۔''

(عریضہ بعالی خدمت گورنمنٹ عالیہ انگریزی منجانب مرزا قادیانی تبلیغ رسالت ج ۶ ص ۶۹، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۳۷۰، ۳۷۱، جدید ج ۲ ص ۶۹ حاشیہ)

(۳۶) سرکاری تصدیق

’’خاکسار عرض کرتا ہے کہ کتاب پنجاب چیفس یعنی تذکرہ روسائے پنجاب میں جسے اوّلاً سر لیپل گریفن نے زیر ہدایت پنجاب گورنمنٹ تالیف کرنا شروع کیا اور بعد میں مسٹر میسی اور مسٹر کریک نے (جواب بوقت ایڈیشن ثانی کتاب ہذا سر ہنری کریک کی صورت میں گورنمنٹ آف انڈیا کے ہوم ممبر ہیں) علی الترتیب گورنمنٹ پنجاب کے حکم سے اسے مکمل کیا اور اس پر نظر ثانی کی۔ ہمارے خاندان کے متعلق مندرجہ ذیل نوٹ درج ہے۔‘‘ (سیرت المہدی حصہ اوّل ص۱۱۰، روایت نمبر۱۲۹، جدید ج۱ حصہ اوّل ص۱۱۷، روایت نمبر۱۳۲)

’’اس جگہ یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ مرزا غلام احمد جو غلام مرتضیٰ کا چھوٹا بیٹا تھا۔ مسلمانوں کے ایک بڑے مشہور مذہبی سلسلہ کا بانی ہوا جو احمدیہ سلسلہ کے نام سے مشہور ہے۔ مرزا غلام احمد ۱۸۳۹ء میں پیدا ہوا تھا اور اس کو بہت اچھی تعلیم ملی۔ ۱۸۹۱ء میں اس نے بموجب مذہب اسلام مہدی یا مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ چونکہ مرزا ایک قابل مذہبی عالم اور مناظر تھا۔ اس لئے جلد ہی بہت سے لوگوں کو اس نے اپنا معتقد بنالیا اور اب احمدیہ جماعت کی تعداد پنجاب اور ہندوستان کے دوسرے حصوں میں تین لاکھ کے قریب بیان کی جاتی ہے۔ (حالانکہ مدتوں بعد ۱۹۳۰ء کی تازہ ترین مردم شماری میں خاص اپنے مرکز پنجاب میں قادیانیوں کی تعداد ۵۵ ہزار نکلی اور خود قادیانی صاحبان بقیہ ہندوستان میں اپنی تعداد بیس ہزار تخمینہ کرتے ہیں۔ اس طرح بھی مجموعی تعداد کل ہندوستان میں زیادہ سے زیادہ ۷۵ ہزار بنتی ہے اور یہ پچاس برس کی کوشش کا ماحصل ہے۔ للمؤلف) مرزا عربی، فارسی اور اردو کی بہت سی کتابوں کا مصنف تھا جس میں اس نے مسئلہ جہاد کی تردید کی اور یقین کیا جاتا ہے کہ ان کتابوں نے مسلمانوں پر متعدبہ اثر کیا ہے۔‘‘ (سیرت المہدی حصہ اوّل ص۱۱۷، روایت نمبر۱۳۱، جدید ج۱ حصہ اوّل ص۱۲۳، روایت نمبر۱۳۴)

(۳۷) مرزا قادیانی کی چٹھیاں

’’اسی طرح مختلف مواقع پر حضرت (مرزا قادیانی) نے (گورنمنٹ کو) چٹھیاں لکھیں ہیں مثلاً جنگ ٹرانسوال کے موقعہ پر، جوبلی کے موقعہ پر، طاعون کے پھیلنے پر، جن میں گورنمنٹ کی وفاداری اور اس کے کام میں مدد دینے کی خواہش ظاہر کی ہے۔‘‘

(ارشاد مرزا محمود خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج۲ نمبر۱۰۷ ص۴، مؤرخہ ۲۱؍فروری ۱۹۱۵ء)

(۳۸) فنانشل کمشنر صاحب کی آؤ بھگت

’’جب فنانشل کمشنر صاحب بہادر دورہ پر قادیان تشریف لائے تھے تو آپ (مرزا قادیانی) نے اس خبر کو سن کر تمام جماعت کے ذی حیثیت آدمیوں کو خطوط لکھ کر قادیان بلوایا اور ان کے قادیان آنے سے پہلے زمین مدرسہ میں ایک بڑا دروازہ لگوایا گیا تھا اور ان کے خیمہ تک ایک عارضی سڑک بنادی گئی تھی اور جس وقت ان کی آمد کی امید تھی تمام جماعت کو جس میں حضرت خلیفۃ المسیح خلیفہ اوّل (حکیم نورالدین) اور مولوی محمد علی صاحب بھی شامل تھے، حکم دیا تھا کہ اس دروازہ کے دونوں طرف دو رویہ کھڑے رہیں اور پھر مجھے اپنا قائم مقام کرکے آپ کے استقبال کے لئے آگے بھیجا تھا اور خواجہ کمال الدین صاحب کو میرے ساتھ کیا تھا کہ جہاں آپ ملیں ان سے یہ بھی عرض کر دیں کہ میں بسبب ضعف اور بڑھاپے کے آگے نہیں آ سکتا۔ اس لئے اپنے بڑے بیٹے کو آپ کے استقبال کے لئے بھیجتا ہوں جس پر اس وقت چہ میگوئیاں بھی ہوئی تھیں کہ آپ نے بڑا بیٹا کیوں فرمایا۔ غرض کہ خواجہ صاحب میرے ساتھ گئے تھے اور قادیان سے ایک میل کے فاصلہ پر جناب فنانشل کمشنر صاحب سے ملاقات ہوئی تھی اور پھر ہم سب ان کے ساتھ ہی ان کے مقام تک آئے تھے۔ جہاں دروازہ پر تمام جماعت دو رویہ کھڑی تھی اور بڑے بڑے آدمیوں کو آپ کے سامنے پیش کیا گیا تھا پھر دوسرے دن خود حضرت مسیح موعود آپ سے ملنے کے

لئے تشریف لے گئے تھے...... پس پہلے آپ حضرت مسیح موعود پر اعتراض کریں کہ اظہار وفاداری تو ہم سب کا شعار ہے اور احمدی جماعت کی وفاداری ایک مسلمہ امر ہے۔" (ارشاد مرزا محمود خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۱۰۷ ص ۳، ۴، مؤرخہ ۲۱ رفروری ۱۹۱۵ء)

"۱۹۰۸ء میں اس خاکسار کو تکمیل تعلیم کے لئے لاہور جانا پڑا۔ اسی سال فنانشل کمشنر سر جیمس ولسن اپنے دورے کے موقع پر قادیان آئے اور قادیان میں اپنا مقام رکھا۔ حضرت مسیح موعود کی طرف سے بہت سی جماعتوں میں چٹھیاں لکھی گئیں کہ دوست اس موقع پر قادیان آئیں۔ چنانچہ پنجاب اور ہندوستان کی بہت سی جماعتوں سے کئی سو کی تعداد میں احباب قادیان پہنچے۔ خاکسار کو بھی اس موقع پر حاضر ہونے کا موقع ملا۔ حضرت مسیح موعود کی ہدایت کے ماتحت سب احباب نے کمشنر صاحب کا استقبال کیا۔ کمشنر صاحب نے حضور (مرزا قادیانی) سے ملاقات بھی فرمائی۔ حضور نے ان کو دعوت طعام بھی دی۔ (اس تقریب سے مرزا قادیانی اور ان کی جماعت کی خوشامد گری اور احساس کمتری بخوبی ظاہر ہوتی ہے کہ دیوتا کی طرح انگریز کی پوجا ہوتی تھی اور اس میں شک نہیں کہ یہ پوجا ابتداء میں قادیانیوں کے بہت کام آئی۔ للمؤلف)" (روایات قادیانی، الفضل قادیان ج ۳۴ نمبر ۱۸۰ ص ۳ کالم ۱، مؤرخہ ۲ راگست ۱۹۴۶ء)

"دارالفتوح (ریتی چھلہ) کے بڑوالے میدان میں پہلے طلباء کی قطاریں تھیں جن کے ساتھ ان کے اساتذہ اور ہیڈ ماسٹر صاحب تھے۔ دروازہ کے پاس جماعت احمدیہ کے مقامی اور بیرون جات کے شرفاء اور معززین کھڑے تھے مگر اس موقع پر بھی سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود موجود نہ تھے۔ گیارہ بجے کے قریب صاحب بہادر اپنے کیمپ پر پہنچے اور صاحب بہادر کی خواہش پر عصر کے بعد حضور نے اپنے معزز مہمان کو شرف ملاقات بخشا تھا۔ حضور جب تشریف لے گئے تو صاحب بہادر نے خیمہ کے دروازے پر حضور کا استقبال کیا اور حضور کی واپسی پر بھی خیمہ سے باہر تک حضور کو رخصت کرنے آئے۔ ان واقعات کا میں بھی چشم دید گواہ ہوں۔" (عبدالرحمان قادیانی کا بیان، الفضل قادیان ج ۳۴ نمبر ۲۷، مؤرخہ ۴ رفروری ۱۹۴۱ء)

(مندرجہ بالا ادوار جو بغرض تصحیح روایت لکھی گئی اس سے بھی صاف ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی جو انگریزوں کی آؤ بھگت، خوشامد کی حد تک کرتے تھے، اس سے خود قادیانی لوگ بھی خفت محسوس کرنے لگے اور لامحالہ انہوں نے ترمیم اور تاویل کا راستہ نکالا۔ مگر خود ترمیم اور تاویل سے بھی وہی خفت ظاہر ہوتی ہے جس کا چھپانا مقصود ہے۔ للمؤلف)

(۳۹) فخر اور شرم

"حضرت مسیح موعود نے فخریہ لکھا ہے کہ میری کوئی کتاب ایسی نہیں جس میں، میں نے گورنمنٹ کی تائید نہ کی ہو۔ مگر مجھے افسوس ہے کہ میں نے غیروں سے نہیں بلکہ احمدیوں کو یہ کہتے سنا ہے۔ میں انہیں احمدی ہی کہوں گا کیونکہ نابینا بھی آخر انسان ہی کہلاتا ہے کہ ہمیں مسیح موعود کی ایسی تحریریں پڑھ کر شرم آجاتی ہے۔ انہیں شرم کیوں آتی ہے۔ اس لئے کہ ان کی اندر کی آنکھ نہیں کھلی۔"

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان مندرجہ الفضل قادیان ج ۲۰ نمبر ۳، مؤرخہ ۷ رجولائی ۱۹۳۲ء، خطبات محمود ج ۱۳ ص ۵۰۰)

(۴۰) پرانا اعتراض

"ہمارے مخالفوں کا یہ ایک پرانا اعتراض ہے جو وہ حضرت مسیح موعود کے خلاف پیش کرتے رہے ہیں کہ آپ نعوذ باللہ گورنمنٹ کے خوشامدی تھے اور اس وقت ہم سے جدا ہونے والا احمدیوں کا گروہ بھی ہم پر یہ اعتراض کرتا ہے کہ تم گورنمنٹ برطانیہ کے خوشامدی ہو...... اسی طرح غیر احمدی بھی اعتراض کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے نہ ان اعتراضوں کی پروا کی اور نہ ہم پروا کرتے ہیں۔"

(الفضل قادیان ج ۳ نمبر ۵۱ ص ۳ کالم ۱، مؤرخہ ۱۹ راکتوبر ۱۹۱۵ء)

فصل بارہویں

سیاسیات، دورِ ثانی

(۱) پولٹیکل مرکز

’’اب تو قادیان، ہاں وہ قادیان جہاں سے کبھی علوم دینیہ کے چشمے پھوٹتے تھے۔ایک اچھا خاصہ پولٹیکل مرکز بن چکا ہے۔ ہندوستان کے ہر حصہ کے لوگوں سے وہاں پولٹیکل امور کے متعلق خط وکتابت ہوتی رہتی ہے۔لوگ وہاں آتے ہیں تو کوئی دین سیکھنے کے لئے نہیں بلکہ محض سیاسی امور کے متعلق جناب خلافت مآب سے مشورہ لینے اوران سے گفتگو کرنے کے لئے۔صرف ہندوستان کے لوگ ہی نہیں بلکہ بہت سے دیگر ممالک (افغانستان وغیرہ) سے بھی لوگ اسی غرض کو لے کرآتے ہیں۔حالانکہ ہندوستان کے پولٹیکل معاملات ان سے بالکل علیحدہ ہیں لیکن میاں صاحب ہیں کہ برطانوی حکومت کے مفاد کو مدنظر نہ رکھتے ہوئے ان لوگوں سے ان باہر کے آئے ہوئے لوگوں کے ساتھ ان پولٹیکل معاملات پر گفتگو کرتے ہیں۔ان سے خط وکتابت جاری رکھتے ہیں اورلوگ چل کران سے ملنے آتے ہیں تاکہ قادیان کے اندر بیٹھ کران سے ان معاملات پر بات چیت کریں۔کیا ان حالات، ان خودفرمودہ واقعات کے ہوتے ہوئے یہ کہنا بعید از انصاف ہوگا کہ دین کی آڑ میں میاں (مرزامحمود) جو کچھ کرتے ہیں وہ بڑے بڑے پولٹیکل سازشیوں سے بھی ناممکن ہے...... تعجب ہے کہ خودخلافت مآب پولٹیکل امور میں اس قدر سرگرم ہوں کہ ہروقت ہر چہار حصص ہندوستان بلکہ بیرونی ممالک (افغانستان وغیرہ) سے بھی ملکی امور پر ان کی خط وکتابت ہوتی رہتی ہو۔لوگ ان کے پاس ملکی مشورہ کرنے کے لئے آئیں اورقادیان کو دین سے تواب خیر چنداں واسطہ ہی نہیں ایک اچھا خاصہ پولٹیکل مرکز بنایا جائے۔‘‘ (پیغام صلح ج۵ نمبر۴۳ ص۲ کالم۲، مؤرخہ ۵؍دسمبر ۱۹۱۷ء)

(۲) سیاسیات ہی سیاسیات

’’سیاسی مسائل میں ان لوگوں (قادیانی صاحبان) کا انہاک یہاں تک ترقی کر چکا ہے کہ اب قادیان میں بھی بقول میاں (مرزامحمود) اگر کوئی بات چیت ہوتی ہے تو وہ سیاسی مسائل پر ہی ہوتی ہے۔باہر سے خط وکتابت بھی سب کی سب مسائل سیاسیہ ہی کے متعلق کی جاتی ہے۔قادیان آنے والے لوگ بھی ان ہی مسائل سیاسی میں ہی غور وفکر کرنے کے لئے آتے اورمیاں صاحب کے آگے زانوئے ادب تہ کرتے ہیں۔غرض جو کچھ ہوتا ہے محض سیاست ہی سیاست ہے اوردین کا نام ونشان تک نہیں۔‘‘

(پیغام صلح ج۵ نمبر۶۳، مؤرخہ ۲۰؍فروری ۱۹۱۸ء)

(۳) سیاسیات میں برتری

’’یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہمیں سیاسیات میں بھی ایسی ہی برتری عطاء کی ہے جیسی دوسرے امور میں اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ہمیں جو کچھ ملتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ملتا ہے۔ہماری اپنی قابلیتوں کا اس میں کوئی دخل نہیں۔اب بیسیوں بڑے بڑے سیاست دان یورپ اور ہندوستان کے لوگوں کی تحریریں موجود ہیں جن میں تسلیم کیا گیا ہے کہ ہم نے ہندوستان کے نظم ونسق کے متعلق جورائے پیش کی ہے وہ بہت صائب ہے۔‘‘ (تقریر مرزامحمود خلیفہ قادیان جلسہ سالانہ، الفضل قادیان ج۱۸ نمبر۸۲ ص۵ کالم۲، مؤرخہ ۱۳؍جنوری ۱۹۳۱ء)

(۴) پرفریب نام

''چند ماہ سے قادیانی جماعت اور اس کے امام محترم سیاسیات میں خاصی دلچسپی لے رہے ہیں اور ان کی طرف سے تحفظ حقوق مسلمین کے پرفریب نام سے نہایت مشتبہ کارروائیاں کی جارہی ہیں اور اس سلسلہ میں بعض نہایت عجیب وغریب باتیں معلوم ہوئیں اور جستجو پر بہت سے خوفناک اور رنجیدہ انکشافات بھی ہوئے۔'' (پیغام صلح لاہور، مؤرخہ ۱۵؍جولائی ۱۹۳۰ء)

(۵) تخم ریزی

''اسی سلسلہ میں (بمقام شملہ) خود حرم حضرت اقدس (مرزا محمود خلیفہ قادیان) نے ایک پردہ پارٹی دی۔ جس میں انگریز، ہندو، پارسی، سکھ اور مسلم خواتین کثیر تعداد میں شریک ہوئیں۔ ہمارے لاہور کے کمشنر صاحب مسٹر مایلز ارونگ کی خاتون بھی شریک پارٹی تھیں۔ سروجنی نائیڈو، کپورتھلہ کے شاہی خاندان کی خواتین، آنریبل مسٹر جناح کی بیگم صاحبہ اور بہت سی معزز اور سربرآوردہ بیگمات اس موقع پر موجود تھیں اور قریباً اڑھائی گھنٹہ تک یہ جلسہ شملہ کی مشہور فرم ڈیوی کو کے ہال میں رہا، جہاں پردہ کا پورا اہتمام تھا اور نفیس ماکولات ومشروبات کا انتظام تھا۔ اس پارٹی میں حضرت ام المؤمنین (مرزا غلام احمد قادیانی کی اہلیہ) کا وجود باوجود بھی موجود تھا اور پارٹی کو معزز میزبان کی طرف سے کامیاب بنانے میں حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ (مرزا قادیانی کی صاحبزادی) نے جس دلچسپی اور قابلیت کا اظہار فرمایا وہ ہرطرح سے شکریہ کے قابل ہے۔ میں ان واقعات کو سرسری نظر سے نہیں دیکھ رہا ہوں۔ یہ واقعات ایک تخم ریزی ہیں۔ آئندہ سلسلہ کی شاندار ترقیات کی۔'' (الفضل قادیان ج۱۵ نمبر ۲۶، ۲۷، مؤرخہ ۳۰؍ستمبر ۱۹۲۷ء)

(۶) بڑے احسان

''گورنمنٹ برطانیہ کے ہم پر بڑے احسان ہیں اور ہم بڑے آرام اور اطمینان سے زندگی بسر کرتے اور اپنے مقاصد کو پورا کرتے ہیں...... اور اگر دوسرے ممالک میں تبلیغ کے لئے جائیں تو وہاں بھی برٹش گورنمنٹ ہماری مدد کرتی ہے۔''

(برکات خلافت ص۶۵، انوار العلوم ج۲ ص۲۰۴)

''چند دنوں کا ہی ذکر ہے کہ ہمارے مالابار کے احمدیوں کی حالت بہت تشویشناک ہوگئی تھی۔ ان کے لڑکوں کو سکولوں میں آنے سے بند کر دیا گیا۔ ان کے مردے دفن کرنے سے روک دیئے گئے۔ چنانچہ ایک مردہ کئی دن تک پڑا رہا۔ مسجدوں سے روک دیا گیا...... گورنمنٹ نے احمدیوں کی تکلیف دیکھ کر اپنے پاس سے زمین دی ہے کہ اس میں مسجد اور قبرستان بنالو...... ڈپٹی کمشنر نے یہ حکم دیا کہ اگر اب احمدیوں کو کوئی تکلیف ہوئی تو مسلمان کے جتنے لیڈر ہیں ان سب کو نئے قانون کے ماتحت ملک بدر کر دیا جائے گا۔''

(انوار خلافت ص۹۵، ۹۶، انوار العلوم ج۳ ص۱۵۲، ۱۵۳)

(۷) ایسا ہی

''حضرت مسیح موعود کے وقت ایک جنگ ہوئی تھی اور اب بھی ایک جنگ شروع ہے مگر وہ جنگ اس کے مقابلہ میں بہت چھوٹی تھی۔ اس وقت کی حضرت مسیح موعود کی تحریریں موجود ہیں۔ اس وقت گورنمنٹ کے لئے چندے کئے گئے۔ مدد دینے کی تحریکیں کی گئیں، دعائیں کرائی گئیں۔ آج بھی ہمارا فرض ہے کہ ایسا ہی کریں۔'' (تقریر مرزا محمود خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج۵ نمبر۱۳ ص۷ کالم۳، مؤرخہ ۱۴؍اگست ۱۹۱۷ء)

(۸) قادیانی رنگروٹ

’’جو گورنمنٹ ایسی مہربان ہو اس کی جس قدر بھی فرمانبرداری کی جائے تھوڑی ہے۔ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر مجھ پر خلافت کا بوجھ نہ ہوتا تو میں موذن بنتا۔اسی طرح میں کہتا ہوں کہ اگر میں خلیفہ نہ ہوتا تو والینٹر ہو کر جنگ (یورپ) میں چلا جاتا۔‘‘

(انوار خلافت ص۹۶،انوار العلوم ج۳ص۱۵۳)

’’لارڈ چیمسفورڈ نے میرے نام اپنی چٹھی میں اس کا ذکر کیا کہ حکومت نے ایک کمیونک شائع کیا ہے کہ آپ کی جماعت نے بہت مدد دی ہے،پھر کابل کی لڑائی ہوئی اور اس موقع پر بھی میں نے فوراً حکومت کی مدد کی اپنے چھوٹے بھائی کو فوج میں بھیجا،جہاں انہوں نے بغیر تنخواہ کے چھ ماہ کام کیا۔‘‘ (خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان مندرجہ الفضل قادیان ج۲۲نمبر۹۱ص۶ کالم۲،مؤرخہ ۲۹؍جنوری ۱۹۳۵ء،خطبات محمود ج۱۶ص۵۴)

(۹) دعائیہ جلسہ

’’موجودہ جنگ کی تیسری سالگرہ ۴؍اگست ۱۹۱۷ء کو تھی جس کے متعلق تقدس مآب حضرت خلیفۃ المسیح نے قادیان میں ایک خاص دعائیہ جلسہ منعقد فرمایا جس میں تمام قادیان کے احمدی دکاندار،اہلکاران اور طلباء ہائی سکول و مدرسہ احمدیہ بلوائے گئے۔بعد نماز عصر ایک تقریر فرمائی جس میں برٹش راج کے احسانات اور برکات کو واضح طور پر سامعین کے ذہن نشین کروایا اور برٹش راج سے پہلے مسلمانوں کی ذلیل حالت کا نقشہ کھینچ کر بتلایا کہ سکھوں کے وقت میں ان کے مذہب کی کیا حالت تھی۔بالخصوص حضور ممدوح نے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی وہ ہدایات یاد دلائیں جن میں حضرت اقدس نے اپنی شرائط بیعت میں حاکموں کی فرمانبرداری کو بھی داخل فرمایا ہے اور تاکیداً حکم دیا ہے اور فرمایا کہ صرف حضرت مسیح موعود کا ہی حکم نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کا بھی مسلمانوں کو حکم ہے کہ جو تم پر حاکم ہوں۔ان کی فرمانبرداری کرو تو گویا گورنمنٹ کے برخلاف کسی امر میں حصہ لینے والا خدا کا نافرمان ہے اور مثالیں دیں کہ حضرت مسیح موعود نے بعض کالج کے طلباء سے بھی جب انہوں نے اسٹرائیک کرنے والوں کو حامی بھری تھی۔قطع تعلق کر لیا تھا تو خوب سوچو کہ جو محسن گورنمنٹ کا باغی ہو اس کا حضرت مسیح موعود کے ساتھ کیا تعلق ہو سکتا ہے......حضرت مسیح موعود نے بھی تم پر بھروسہ کیا ہے کہ احمدی کبھی اپنی مہربان گورنمنٹ کے برخلاف نہیں ہوں گے اور خدا کے فضل سے احمدیوں نے موجودہ جنگ میں جس کو آج پورے تین سال ہو گئے ہیں اپنی بساط سے بہت بڑھ کر تن من دھن سے حصہ لیا ہے۔‘‘ (الفضل قادیان ج۵نمبر۱۲ص۱ کالم۲،۳،مؤرخہ ۱۱؍اگست ۱۹۱۷ء)

(۱۰) کانگریس اور قادیانی جماعت

’’آج کل کانگریس والوں کو جہاں گورنمنٹ سے مقابلہ ہے وہاں قادیانیوں کا سامنا بھی ہے اور بیچارے سخت مشکل میں آئے ہیں......گاؤں گاؤں گھوم پھر کر قادیانی مبلغین کانگریس کے پروپیگنڈے کو بے اثر بنا رہے ہیں۔وعظوں اور لیکچروں کے ذریعہ گورنمنٹ برطانیہ کی وفاداری کا سبق دیا جا رہا ہے اور ’’اولی الامر منکم‘‘ کی تفسیر کے دریا بہائے جا رہے ہیں۔غرض گورنمنٹ کی سختیوں اور قادیانیوں کی بوالعجبیوں نے کانگریس والوں کا تو ان دنوں یہ حال کر رکھا ہے۔

غم صیاد فکر باغبان ہے دو عملی میں ہمارا آشیاں ہے‘‘

(پیغام صلح مؤرخہ ۲۳؍جون ۱۹۳۰ء)

''میں نے پھر بھی کانگریس کی شورش کے وقت میں ایسا کام کیا ہے کہ کوئی انجمن یا فرد اس کی مثال پیش نہیں کر سکتا۔ اگر میں اس وقت الگ رہتا تو یقیناً ملک میں شورش بہت زیادہ ترقی کر جاتی اور یہ صرف میری ہی راہنمائی تھی جس کے نتیجہ میں دوسری اقوام کو بھی جرأت ہوئی اور ان میں سے کئی کانگریس کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو گئیں۔'' (خطبہ جمعہ مرزا محمود خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج ۱۸ نمبر ۱۳۷، مؤرخہ ۲۸؍ مئی ۱۹۳۱ء)

(۱۱) شرمناک الزام

''پیغام صلح نے جماعت احمدیہ پر یہ شرمناک الزام لگایا تھا کہ وہ کارخاص پر متعین ہے اور اس کے ثبوت میں ناظر صاحب امور خارجہ قادیان کی ایک چٹھی کا اقتباس شائع کیا تھا جو انہوں نے بیرونی جماعتوں کو ارسال کی تھی ...... اس چٹھی کے خاص فقرات یہ ہیں۔

اپنے علاقہ کی سیاسی تحریکات سے پوری طرح واقف رہنا چاہئے اور کانگریس کے اثر کے بڑھنے اور گھٹنے سے مرکز کو اطلاع دیتے رہیں۔ اگر کوئی سرکاری افسر سیاسی تحریکوں میں حصہ لیتا ہو یا کانگریسی خیالات رکھتا ہو تو اس کا بھی خیال رکھیں اور یہاں (قادیان) اطلاع دیں۔'' (الفضل قادیان ج ۱۸ نمبر ۱۰ اص ۹ کالم ۱، مؤرخہ ۲۲؍ جولائی ۱۹۳۰ء)

(۱۲) سیاسی مشورے

''غرض جو کام اب کیا جائے گا جماعت پہلے بھی یہ کام کرتی رہی ہے جیسے گورنمنٹ کی طرف سے جب کانگریس کے جتھوں پر مار پیٹ شروع ہوئی اور بعض جگہ ظلم ہونے لگا تو میں نے بحیثیت امام جماعت احمدیہ حکومت کو توجہ دلائی کہ یہ امر گورنمنٹ کو بدنام کرنے والا اور کانگریس سے لوگوں کو ہمدردی پیدا کر دینے والا ہے۔ میرے اس توجہ دلانے پر لارڈ ارون نے مجھے لکھا کہ آپ اپنی جماعت کا ایک وفد اس امر کے متعلق تفصیلی مشورہ دینے کے لئے بھیجیں اور انہوں نے سر جافری سابق گورنر پنجاب کو تاکید کی کہ ان کی باتوں کو غور سے سنا جائے اور ان پر عمل کیا جائے۔ چنانچہ ہمارا وفد گیا اور انہوں نے نہایت خوشی سے ہماری باتوں کو سنا اور اس کے بعد سر جافری نے مجھے شکریہ کی ایک لمبی چٹھی اپنے ہاتھ سے لکھ کر بھیجی۔ میں نے اس وقت انہیں یہی بتایا تھا کہ آپ بغیر بدنام ہوئے۔ کانگریس کے اثر سے لوگوں کو بچا سکتے ہیں۔ یہ ایک سیاسی بات تھی مگر ہم نے اس وقت اس میں دخل دیا، پس سیاسی کاموں میں ہم پہلے بھی حصہ لیتے رہے ہیں۔''

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان مندرجہ الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۹۴ ص ۷ کالم ۲، مؤرخہ ۵؍ فروری ۱۹۳۵ء، خطبات محمود ج ۱۶ ص ۷۳)

''انگریزوں کا اصل یہ ہے کہ ملک میں ایجی ٹیشن ہونی چاہئے۔ میں نے حکام سے کئی دفعہ اس امر پر بحث کی ہے کہ یہ غلط پالیسی ہے۔ میں نے سر اڈوائر پر اس کے متعلق زور دیا۔ سر میکلیگن پر زور دیا اور انہیں سمجھایا کہ جب تک یہ پالیسی ترک نہ کی جائے گی نہ امن قائم ہو سکتا ہے نہ انصاف۔'' (ارشاد مرزا محمود خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۹۳، مؤرخہ ۳؍ فروری ۱۹۳۵ء)

''مجھے ایک کانگریسی لیڈر نے بتایا کہ ایک ہندوستانی جج اپنی تنخواہ کا بیشتر حصہ کانگریس کو بطور چندہ دیتا ہے۔ تا اس سے ان مسلمان مولویوں کو تنخواہیں دی جائیں جو مسلمانوں کو ورغلانے کے لئے کانگریس نے رکھے ہوئے ہیں۔ میں نے اس امر کے متعلق ایک دفعہ دوران گفتگو میں سابق گورنر پنجاب سر جافری سے ذکر کیا کہ سرکاری ملازم اس طرح کی بددیانتیاں کرتے ہیں تو انہوں نے ایک جج کا نام لیا اور مجھ سے دریافت کیا کہ یہ تو نہیں ہے اور کہا کہ ہمیں بھی اس کے متعلق شکایات پہنچی ہیں، مگر چونکہ ہمارا طریق جاسوسی اور شکایت کرنے کا نہیں اس لئے میں نے نام تو نہ بتایا مگر جس کا نام انہوں نے لیا وہ نہیں تھا جس کا مجھ سے ذکر کیا گیا تھا۔''

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۹۱ ص ۳ کالم ۳، مؤرخہ ۲۹؍ جنوری ۱۹۳۵ء، خطبات محمود ج ۱۶ ص ۴۷، ۴۸)

(۱۳) پچاس ہزار روپیہ

’’اس کے بعد ہر موقع پر جب کانگریس نے شورش کی ہم نے حکومت کی مدد کی۔ گزشتہ گاندھی موومنٹ کے موقع پر ہم نے پچاس ہزار روپیہ خرچ کر کے ٹریکٹ اور اشتہار شائع کئے اور ہم ریکارڈ سے یہ بات ثابت کر سکتے ہیں۔ سینکڑوں تقریریں اس تحریک کے خلاف ہمارے آدمیوں نے کیں، اعلیٰ مشورے ہم نے دیئے جنہیں اعلیٰ حکام نے پسندیدگی کی نظر سے دیکھا۔‘‘

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان مندرجہ الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۹۱ ص ۶ کالم ۲،۳، مؤرخہ ۲۹ر جنوری ۱۹۳۵ء، خطبات محمود ج ۱۶ ص ۵۴)

(۱۴) آگ کا انگارہ

’’سیلف گورنمنٹ یا حکومت خود اختیاری کوئی بچوں کا کھیل نہیں کہ ہر کس و ناکس اس کے حصول کے لئے تیار ہو جائے بلکہ کانٹوں کی مالا ہے جسے گلے میں ڈالنے کے لئے خاص دل گردہ اور قابلیت کی ضرورت ہے اور جب تک قابلیت پیدا نہ ہو لے، اس وقت تک اس کا مطالبہ کرنا اسی طرح کا ہے جس طرح ایک چھوٹا بچہ آگ کے انگارہ کو چمکتا ہوا دیکھ کر اس کے پکڑنے کی کوشش کرے۔ اس وقت جس طرح اس کے دانا اور عقلمند محافظ کا فرض ہے کہ اسے انگارہ نہ پکڑنے دے۔ اسی طرح اس وقت گورنمنٹ برطانیہ کا فرض ہے کہ ایسے لوگوں کو حکمت سے تدبیر سے اور اگر وہ نہ ہی مانیں تو اثر حکومت سے باز رکھے۔‘‘ (الفضل قادیان ج ۵ نمبر ۸ ص ۳ کالم ۲، مؤرخہ ۲۸ر جولائی ۱۹۱۷ء)

(۱۵) خوشی کی بات

’’پچھلے دنوں کی شورش میں جماعت احمدیہ نے گورنمنٹ کے متعلق جس وفاداری اور امن پسندی کا ثبوت دیا وہ کسی صلہ یا انعام حاصل کرنے کی غرض سے نہیں تھا بلکہ اپنا مذہبی فرض سمجھ کر بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اور موجودہ امام جماعت احمدیہ کی تعلیم کے مطابق دیا تھا لیکن خوشی کی بات ہے کہ گورنمنٹ پنجاب کے خاص اعلان کے علاوہ اور کئی مقامات کے ذمہ دار افسروں نے بھی جماعت احمدیہ کے افراد کے رویہ پر نہایت مسرت کا اظہار کیا اور اپنی خوشنودی کے سرٹیفکیٹ عطاء کئے ہیں۔‘‘ (الفضل قادیان ج ۶ نمبر ۹۰ ص ۸ کالم ۲، مؤرخہ ۲۷ر مئی ۱۹۱۹ء)

(۱۶) نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر پنجاب سے خط و کتابت

’’پرائیویٹ سیکرٹری نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر تحریر فرماتے ہیں:

جناب من! آپ نے جو خط ہز آنر لیفٹیننٹ گورنر بہادر پنجاب کے نام ارسال فرمایا تھا، اس کے متعلق مجھے یہ کہنے کی ہدایت ہوئی ہے کہ نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر نے آپ کی تحریر کو بڑی توجہ سے ملاحظہ فرمایا اور آپ کے اظہار وفاداری نیز اس نازک موقع پر اپنے پیرووں کو ملک معظم اور ملک کے ساتھ دینے کی گران بہا نصیحت کو استحسان اور قدر کی نظر سے دیکھا ہے۔ چند ہفتہ قبل ضلع گورداسپور کا دورہ کرتے وقت ہز آنر احمدی جماعت کے ایک وفد سے مل کر خوش ہوئے اور جو کچھ حضور نے اس وقت فرمایا تھا اب پھر اس کا اعادہ فرماتے ہیں وہ یہ کہ گورنمنٹ عالیہ نے جو وسیع مذہبی آزادی اپنی رعایا کو دے رکھی ہے۔ اس کی بناء پر احمدی جماعت گورنمنٹ کی حفاظت پر بھروسہ کر سکتی ہے اور گورنمنٹ عالیہ کو بھی احمدی جماعت اور اس کے امام کی طرف سے نہ صرف وفادارانہ امداد کی امید بلکہ یقین ہے۔ دستخط پرائیویٹ سیکرٹری ہز آنر لیفٹیننٹ گورنر پنجاب‘‘ (الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۱۷ ص ۷ کالم ۱، مؤرخہ ۲۹ر نومبر ۱۹۱۴ء)

(۱۷) قادیانی اڈریس بحضور نواب لیفٹینٹ گورنر بہادر پنجاب

’’آئندہ مشکلات اور آنے والے واقعات کی نسبت سوائے خدائے تعالیٰ کے اور کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا اور ہم نہیں جانتے کہ جناب کے عرصہ کارگزاری میں واقعات کس رنگ میں ظہور پذیر ہوں گے مگر ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ جو کچھ بھی ہو جناب جماعت احمدیہ کو ملک معظم کا نہایت وفادار اور سچا خادم پائیں گے۔ کیونکہ وفاداری گورنمنٹ جماعت احمدیہ کی شرائط بیعت میں سے ایک شرط رکھی گئی ہے اور بانی سلسلہ نے اپنی جماعت کو وفاداری حکومت کی اس طرح بار بار تاکید کی ہے کہ اس کی اسی کتابوں میں کوئی کتاب بھی نہیں جس میں اس کا ذکر نہ کیا گیا ہو اور اس کی وفات کے بعد اس کے اوّل جانشین (حکیم نورالدین) نے اپنے زمانہ میں اور دوسرے جانشین ہمارے موجودہ امام (مرزا محمود) نے بھی بانی سلسلہ کی تعلیم کی۔ اتباع میں جماعت کو تعلیم دیتے وقت اس امر کو خاص طور پر مدنظر رکھا ہے۔ پس جناب اور جناب کی گورنمنٹ ہر وقت ہماری جماعت کی عملی ہمدردی پر بھروسہ رکھ سکتی ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ اس کا یہ بھروسہ خطا نہیں کرے گا...... ہم خدا تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں کہ اس نے ہماری جماعت کو بھی اس نازک وقت میں جب کہ برٹش گورنمنٹ چاروں طرف سے دشمنوں کے نرغہ میں گھری ہوئی تھی اور اس کے بعد جب کہ اسی جنگ کے نتائج کے طور پر اسے خود اندرون ملک اور سرحد پر بعض خطرات کا سامنا ہوا اپنی طاقت اور اپنے ذرائع سے بڑھ کر خدمات کا موقع دیا اور اس جماعت کی روز افزوں ترقی کو دیکھ کر جو نہ صرف پنجاب ہی میں ہو رہی ہے بلکہ تمام علاقہ جات ہندوستان کے علاوہ انگلستان، مصر، نائیجیریا، سیرالیون، روسی ترکستان، ایران، افغانستان، ماریشس، سیلون وغیرہ دوسرے ممالک میں بھی ہو رہی ہے اور ان وعدوں پر ایمان لاتے ہوئے جو بانی سلسلہ سے خدائے کون ومکان نے فرمائے ہیں، امید کرتے ہیں کہ برٹش گورنمنٹ کی قیام امن اور اشاعت تہذیب کی کوششوں میں ہم آئندہ اور بھی زیادہ مدد کریں گے۔‘‘

(قادیانی جماعت کا ایڈریس بخدمت سر ایڈورڈ میکلیگن لیفٹینٹ گورنر پنجاب، الفضل قادیان ج ۷ نمبر ۴۸ ص ۱۲، ۱۳ کالم ۱، مؤرخہ ۲۲؍دسمبر ۱۹۱۹ء)

(۱۸) ممبران پارلیمنٹ میں ایڈریس کی تقسیم

’’جماعت احمدیہ جس نے اپنا صدر مقام ایجویر روڈ میں قائم کیا ہے ممبران پارلیمنٹ کے نام ایک گشتی مراسلہ ایک ایڈریس کی کاپی کے ساتھ جو سر ایڈورڈ میکلیگن کو پیش کیا گیا تھا، روانہ کیا ہے۔ خط منسلکہ میں لکھا گیا ہے کہ جماعت احمدیہ اسلام کی ایک نئی تحریک ہے جو تیزی سے مختلف حصص سلطنت میں پھیل رہی ہے۔ بنا بریں ہم ان پر آشوب ایام میں اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ آپ کو اس جماعت کے سیاسی خیالات سے آگاہ کریں۔ اپنی حکومت کا وفادار رہنا اور ان پر خدا کی رحمت چاہنا اس کے اصولوں میں سے ایک ہے۔‘‘

(الفضل قادیان ج ۷ نمبر ۷۷ ص ۱ کالم ۳، مؤرخہ ۱۲؍اپریل ۱۹۲۰ء)

(۱۹) نواب لیفٹینٹ گورنر بہادر پنجاب کو قادیان کی دعوت

’’جماعت احمدیہ جس نے کہ مہذب دنیا میں بہت بڑا انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ اس بات کی حقدار ہے کہ گورنمنٹ کا اعلیٰ افسر گورنمنٹ کے مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے اس جماعت کے مرکز (قادیان) کا گاہے بگاہے ملاحظہ کرتا رہے اور بدیں وجہ ہم نے جناب سے قادیان آنے کی درخواست کی ہے اور گو جناب اس وقت کثرت مشغولیت کی وجہ سے ہماری درخواست کو منظور نہیں کر سکیں گے لیکن ہم امید رکھتے ہیں کہ حضور اس صوبہ کی حکومت کے سبکدوش ہونے سے پہلے کوئی وقت قادیان میں تشریف آوری کے لئے ضرور نکالیں گے اور آپ

کے جانشین بھی گاہے بگاہے بخوشی قادیان میں تشریف لے جاکر ہماری جماعت کے حالات کو ملاحظہ فرمایا کریں گے۔ ہم حضور کی تشریف آوری پر حضور سے کسی قسم کے پولیٹیکل حقوق ومراعات لینے کے خواہشمند نہیں۔ صوبہ کے حاکم اعلیٰ کی تشریف آوری سے اخلاقی فوائد کا مترتب ہونا کچھ مستبعد نہیں۔''

(قادیانی وفد کا ایڈریس بخدمت ہزایکسی لنسی سرایڈورڈ میکلیگن گورنر پنجاب، الفضل قادیان ج ۱۱ نمبر ۳۹ ص ۱۱ کالم ۱،۲، مؤرخہ ۱۶ر نومبر ۱۹۲۳ء)

(۲۰) وزیر ہند سے ملاقات

''اسی دن ۶ بجے شام کا وقت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ (مرزا محمود) کے لئے وزیر ہند صاحب کے ساتھ انٹرویو (ملاقات) کا مقرر تھا۔ ٹھیک وقت پر حضرت خلیفۃ المسیح وہاں پہنچ گئے۔ ایک یورپین صاحب احاطہ کے دروازہ تک آپ کے استقبال کے لئے آئے جن کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح معہ جناب چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب بی۔اے بیرسٹرایٹ لاء جو بطور ترجمان مقرر ہو چکے تھے اندر تشریف لائے اور ساتھ وزیر ہند کے خیمہ کی طرف لے گئے جو انتظار کے خیمہ سے سو گز سے زیادہ فاصلہ پر تھا۔ وزیر ہند صاحب نے نہایت خوش اخلاقی سے ملاقات کی اور ۳۵ منٹ تک نہایت اہم اور ضروری امور پر آپ نے اور مسٹر رابرٹ ممبر پارلیمنٹ نے گفتگو فرمائی جو نہایت کامیابی اور عمدگی کے ساتھ ہوئی اور مندرجہ بالا جلیل القدر اصحاب نے پوری توجہ سے سنی...... امید ہے کہ یہ گفتگو ہماری جماعت کے لئے نہایت مفید اور بابرکت نتائج پیدا کرنے کا موجب ہوگی۔'' (الفضل قادیان ج ۵ نمبر ۴۱ ص ۲ کالم ۱، مؤرخہ ۲۰ر نومبر ۱۹۱۷ء)

(۲۱) ۱۹۲۱ء کا قادیانی وفد بحضور وائسرائے ہند

''حضور وائسرائے ہند لارڈ ریڈنگ کے خیر مقدم کا وفد جماعت احمدیہ کی طرف سے بمقام شملہ ۲۳ر جون ۱۹۲۱ء کو گیارہ بجے وائسریگل لاج میں پیش ہوا۔ حاضر ممبران وفد کی تعداد تیس تھی جو ہندوستان کے مختلف صوبہ جات سے آئے تھے اور اپنے اپنے علاقے کے لباس پہن کر گئے تھے۔ چار فوجی افسران بھی اپنی وردیوں اور تمغوں میں موجود تھے۔ تمام جماعت فرودگاہ سے رکشوں میں بیٹھ کر وائسریگل لاج کی طرف روانہ ہوئی۔ رکشوں کی لائن قریباً ایک فرلانگ لمبی تھی۔ اس کا شہر والوں پر خاص اثر ہوا۔ یعنی یہ بھی گویا ایک ذریعہ تبلیغ ہوگیا۔ کیونکہ سب دیکھ دیکھ کر پوچھتے تھے کہ یہ کون لوگ ہیں اور کیا بات ہے۔ دروازہ پر استقبال کے لئے حضور وائسرائے کا ایڈی کانگ حاضر تھا۔ جب سب ممبران وفد اپنی اپنی جگہ بٹھا دیئے گئے تو حضور وائسرائے تشریف لائے اور ان کے پرائیویٹ سیکرٹری نے سب سے پہلے چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب بیرسٹر لاہور سیکرٹری وفد کو انٹروڈیوس کرایا، پھر چوہدری صاحب نے ممبران وفد کا ایک ایک کر کے انٹروڈیوس کرایا۔ حضور وائسرائے صاحب سب سے ہاتھ ملاتے ہوئے اپنی کرسی پر تشریف لے گئے۔ اس کے بعد چوہدری صاحب موصوف نے ایڈریس پڑھ کر سنایا جس میں حضور وائسرائے کا سلسلہ احمدیہ کی طرف سے خیر مقدم کیا گیا تھا اور حضرت مسیح موعود کے خاندان اور آپ کی تعلیم کا ذکر تھا۔ نیز مختصر طور پر سلسلہ کی خدمات برائے قیام امن کا تذکرہ تھا۔ اس کے بعد ہندوستان کی موجودہ حالات اور بے چینی کا ذکر تھا اور اسی ضمن میں بعض باتوں کی طرف گورنمنٹ کو توجہ دلائی گئی تھی۔ ایڈریس ختم ہونے کے بعد حضرت نواب محمد علی خان صاحب نے ایک کاسٹک میں ایڈریس پیش کیا اس کے بعد حضور وائسرائے نے ایڈریس کا جواب دیا اور قریباً بیس پچیس منٹ تک تقریر فرمائی اور سلسلہ کی خدامت کا اعتراف اور ان پر گورنمنٹ کی طرف سے اظہار خوشی کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم جانتے ہیں کہ تمام حالات کے ماتحت گورنمنٹ آپ کی

جماعت کی مدد پر بھروسہ کرسکتی ہے اور جن امور کی طرف حضور وائسرائے کو توجہ دلائی گئی تھی ان کا بھی......اپنے نقطہ خیال سے مفصل جواب دیا۔‘‘ (الفضل قادیان ج۸ نمبر۹۹، مؤرخہ ۲۷؍جون ۱۹۲۱ء)

(۲۲) مختصر خاکہ

’’جناب عالیٰ! یہ ایک نہایت ہی مختصر خاکہ ہے۔ان خدمات کا جو ہمارا سلسلہ قیام امن کے لئے بادشاہ معظم کی وفاداری میں کرتا رہا ہے اور اس کے بیان کرنے کی یہ ضرورت پیش آئی ہے کہ ہم جناب کو بتائیں کہ اسی روح کو لے کر ہم آج جناب کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں اور اسی روح کے ساتھ ہم جناب کو ہندوستان میں ملک معظم کا سب سے بڑا قائم مقام سمجھ کر یہ یقین دلاتے ہیں کہ ہم ہر ممکن اور جائز طریقے سے جناب کے ارادوں اور تجویزوں کو کامیاب بنانے کی کوشش کریں گے اور ہندوستان میں قیام امن کی کوشش اور اس کی ترقی کے لئے سعی میں اپنے دوسرے بھائیوں کے ساتھ مل کر آپ کا ہاتھ بٹائیں گے اور مخالفوں کی مخالفت اور دشمنوں کی دشمنی ان شاء اللہ ہمیں اس مقصد سے پھیر نہ سکے گی۔‘‘ (قادیانی جماعت کا ایڈریس بخدمت ہزایکسی لنسی لارڈ ریڈنگ وائسرائے، الفضل قادیان ج۹ نمبر۱، مؤرخہ ۴؍جولائی ۱۹۲۱ء)

(۲۳) امام کی تعلیم

’’جناب عالی! جیسا کہ ہم پہلے بتاچکے ہیں ہمیں اپنے امام کی طرف سے یہ تعلیم دی گئی ہے کہ جس گورنمنٹ کے ماتحت بھی ہم رہیں۔اس کے پورے طور پر فرمانبردار رہیں اور امن میں خلل کبھی نہ ڈالیں اور یہ تعلیم ہمارے ہمیشہ مدنظر رہی ہے۔ہم نے ہر مشکل کے وقت اور بے امنی کے زمانہ میں برطانیہ کی گورنمنٹ کی وفاداری کی ہے اور جناب کے پیشرو کے ان الفاظ سے بھی اس پر روشنی پڑتی ہے جو انہوں نے اپنے ایک خط میں ہماری جماعت کے موجودہ امام کے نام لکھے تھے، چنانچہ ان کے پرائیویٹ سیکرٹری لکھتے ہیں۔ میں حضور وائسرائے کی خواہش کے مطابق حضور وائسرائے کی طرف سے جناب کی چٹھی مؤرخہ ۴؍مئی کا جس میں آپ نے تفصیل کے ساتھ اپنی جماعت کی ان کوششوں کا ذکر کیا ہے جو انہوں نے فسادات پنجاب کے دوران میں قیام امن کے لئے کیں، شکریہ ادا کرتا ہوں۔گو اس سے پہلے بھی حضور وائسرائے کو پنجاب گورنمنٹ کے ذریعہ آپ کی خدمات کا (جن کا اعتراف گورنمنٹ پنجاب ایک سرکاری اعلان کے ذریعہ کر چکی ہے) علم ہوچکا ہے۔مگر وہ آپ کے کام کی تفصیل کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے ہیں اور انہوں نے مجھ سے خواہش کی ہے کہ میں ان کی طرف سے آپ کو ایسے مشکلات کے مقابلہ میں گورنمنٹ سے اظہار وفاداری کی مبارک باددوں۔‘‘

(قادیانی جماعت کا ایڈریس بخدمت ہزایکسی لنسی لارڈ ریڈنگ وائسرائے ہند، الفضل قادیان ج۹ نمبر۱، مؤرخہ ۴؍جولائی ۱۹۲۱ء)

(۲۴) ہزایکسی لنسی وائسرائے ہند کی تقریر

’’آپ صاحبان سے جو جماعت احمدیہ کے نمائندہ ہیں۔آج مجھے مل کر بہت خوشی ہوئی اور آپ نے جو اپنے سیکرٹری صاحب کے ذریعے سے میرے وائسرائے ہند بننے پر مبارک باددی ہے۔اس کے لئے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں نے آپ کے سلسلہ کی ابتداء اور ترقی کے بیان کو نہایت دلچسپی سے سنا ہے اور آپ کی جماعت نے جو خدمات شہنشاہ معظم کی کی ہیں ان کو سن کر مجھے اطمینان ہوا ہے۔آپ صاحبان میں مختلف طبقوں اور پیشوں کے قائم مقام ہیں جنہیں دیکھ کر میں متاثر ہوا ہوں اور خاص کر یہ دیکھ کر کہ اس وفد میں آپ کے سلسلہ کے مقدس بانی کے دوفرزند بھی شامل ہیں، مجھے کمال خوشی ہوئی ہے اور یہ بات اور بھی اطمینان کا موجب ہے کہ آپ میں سے بہت

سے آدمی ایسے ہیں جو اپنے لباس اپنی وردی اور اپنے سینوں پر کے تمغوں سے یہ ظاہر کر رہے ہیں کہ وہ اس وفاداری کو برقرار رکھنے کے لئے جو انہیں حضور ملک معظم سے ہے اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے آئندہ بھی اسی طرح تیار ہوں گے جیسے کہ وہ پہلے تیار تھے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں آپ کی جماعت کی خدامت کا اپنے پیشترو سے کم قدرداں نہیں ہوں۔ آپ نے جو وفاداری کی روح بعض دفعہ بڑی بڑی مشکلات کا سامنا کر کے ظاہر کی ہے نیز وہ امداد جو آپ کی طرف سے گورنمنٹ کو پہنچی ہے وہ قابل مبارک باد ہے۔''

(ہزایکسی لنسی لارڈ ریڈنگ وائسرائے ہند کا جواب، الفضل قادیان ج۹ نمبر۱، مؤرخہ ۴؍جولائی ۱۹۲۱ء)

(۲۵) قادیانی ایڈریس بخدمت ہزرائل ہائینس پرنس آف ویلز

''ہمارے تجربہ نے ہمیں بتادیا ہے کہ تخت برطانیہ کے زیرسایہ ہمیں ہر قسم کی مذہبی آزادی حاصل ہے۔ حتیٰ کہ اکثر اسلامی کہلانے والے ملکوں میں ہم اپنے مذہب کی تبلیغ نہیں کر سکتے۔ مگر تاج برطانیہ کے زیرسایہ ہم خود اس مذہب کے خلاف جو ہمارے ملک معظم کا ہے تبلیغ کرتے ہیں اور ان کی اپنی قوم کے لوگوں میں، ان کے اپنے ملک میں جا کر اسلام کی اشاعت کرتے ہیں اور کوئی ہمیں کچھ نہیں کہتا اور ہم یقین کرتے ہیں کہ اس سلسلہ کی اس قدر جلد اشاعت میں حکومت برطانیہ کے غیرجانبدار رویہ کا بھی بہت کچھ دخل ہے سو حضور عالی! ہماری فرمانبرداری مذہبی امور پر ہے۔ اس لئے گو ہم حکومت وقت کی پالیسی سے کسی قدر ہی اختلاف کریں کبھی اس کے خلاف کھڑے نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اس صورت میں ہم خود اپنے عقیدہ کی رو سے مجرم ہوں گے اور ہمارا ایمان خود ہم پر حجت قائم کرے گا۔ حضور ملک معظم کی فرمانبرداری ہمارے لئے ایک مذہبی فرض ہے جس میں سیاسی حقوق کے ملنے یا نہ ملنے کا کچھ دخل نہیں۔ جب تک ہمیں مذہبی آزادی حاصل ہے، ہم اپنی ہر ایک چیز تاج برطانیہ پر نثار کرنے کے لئے تیار ہیں اور لوگوں کی دشمنی اور عداوت ہمیں اس سے باز نہیں رکھ سکتی ہم نے بارہا سخت سے سخت سوشل بائیکاٹ کی تکالیف برداشت کر کے اس امر کو ثابت کر دیا ہے اور اگر ہزارہا دفعہ پھر ایسا ہی موقع پیش آئے تو پھر ثابت کرنے کے لئے تیار ہیں۔''

(قادیانی جماعت کا ایڈریس بخدمت ہزرائل ہائینس پرنس آف ویلز، الفضل قادیان ج۹ نمبر۲۷ ص۳،۴، مؤرخہ ۱۶؍مارچ ۱۹۲۲ء)

(۲۶) ایڈریس کا شکریہ

''منجانب چیف سیکرٹری ہزرائل ہائینس شہزادہ ویلز، بخدمت ذوالفقار علی خان ایڈیشنل سیکرٹری جماعت احمدیہ قادیان پنجاب مؤرخہ یکم؍مارچ ۱۹۲۲ء جناب من! حسب الحکم ہزرائل ہائینس شہزادہ ویلز میں ممبران جماعت احمدیہ کے اس خیرمقدم کے ایڈریس کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو گورنمنٹ پنجاب کی وساطت سے حضور شہزادہ ویلز کو پہنچا ہے۔ ہزرائل ہائینس شہزادہ ویلز نے شوق ودلچسپی کے ساتھ سلسلہ احمدیہ کی ابتداء اور تاریخ کے حالات کا آپ کے ایڈریس میں مطالعہ کیا ہے اور حضور شہزادہ ویلز اس وقت کا انتظار کر رہے ہیں جب وہ اس نہایت خوبصورت کتاب میں جو کہ ممبران جماعت احمدیہ کے چندہ سے بطور تحفہ پیش کی گئی ہے سلسلہ کی تفصیل تاریخ کا مطالعہ فرمائیں گے۔ ہزرائل ہائینس نہایت گرم جوشی کے ساتھ اس وفادارانہ جذبہ کو قدرومنزلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جس نے آپ کے ہزارہا ہم عقیدہ اصحاب کو اس تحفہ کے پیش کرنے پر آمادہ کیا ہے اور حضور شہزادہ ویلز کی خوشی اس فغان وفاداری کے قبول کرنے میں اور بھی زیادہ بڑھ گئی ہے۔ کیونکہ آپ کو ہزایکسی لنسی گورنمنٹ پنجاب کی طرف سے یہ علم دیا گیا ہے کہ جنگ عظیم کے دوران میں اور نیز اس کے بعد آنے والے سخت ایام میں جماعت احمدیہ نے تاج وسلطنت برطانیہ کی وفاداری میں غیرمتزلزل ثبات دکھایا ہے۔ مجھے حضور شہزادہ ویلز کی طرف سے حکم ملا ہے کہ میں آپ کو یقین دلاؤں کہ نظر بایں حالات جماعت احمدیہ کو حضور شہزادہ ویلز کے التفات محبت آمیز کا ہمیشہ پورا یقین رکھنا چاہئے۔

میں ہوں جناب کا نیاز مند خادم ۔ جی.ایف.ڈی مانٹ مورنسی چیف سیکرٹری ہز رائل ہائینس پرنس آف ویلز‘‘

(الفضل قادیان ج ۹ نمبر ۶۹، مؤرخہ ۶؍ مارچ ۱۹۲۲ء)

(۲۷) ۱۹۲۷ء کا قادیانی وفد بحضور وائسرائے ہند

’’۲۵؍ فروری ۱۹۲۷ء بروز جمعہ اڑھائی بجے جماعت احمدیہ کا وفد جو مشتمل بر ۲۹ اشخاص تھا، بحضور ہز ایکسی لنسی وائسرائے ہند لارڈ ارون، وائسریگل لاج دہلی میں پیش ہوا۔ جب ممبران وفد کرسیوں پر بیٹھ گئے تو حضور وائسرائے تشریف لائے اور وفد کے ہیڈ چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب سے ہاتھ ملا کر اپنی کرسی پر بیٹھ گئے۔ وائسرائے کے ساتھ ان کے پرائیویٹ سیکرٹری اور ایڈ ڈی کانگ بھی اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب نے ایڈریس پڑھا۔ ایڈریس ایک چاندی کے کاسکٹ میں رکھ کر حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب نے پیش کیا اور مفتی محمد صادق صاحب نے سلسلہ کی چند کتابیں جو مخملی خریطے میں تھیں ایک ایک کر کے پیش کیں اور ہر ایک کتاب پیش کرنے کے وقت اس کتاب کا مختصر ذکر کیا۔ مثلاً یہ وہ لیکچر ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے ولایت میں پڑھے جانے کے واسطے لکھا تھا۔ وائسرائے بہادر نے کتابوں کو شکریہ کے ساتھ قبول کیا اور فرمایا کہ میں ان کو پڑھوں گا۔ اس کے بعد وائسرائے نے کھڑے ہو کر ایڈریس کا جواب دیا۔ اس کے بعد چوہدری صاحب نے ایک ایک ممبر کو الگ الگ پیش کیا۔ وائسرائے بہادر نے سب کے ساتھ ہاتھ ملایا اور فوجی ممبران وفد سے جنگی حالات دریافت کرتے رہے اور بعض کے تمغنے دیکھے۔‘‘

(الفضل قادیان ج ۱۴ نمبر ۷۱ ص ۸ کالم ۳، مؤرخہ ۸؍ مارچ ۱۹۲۷ء)

(۲۸) ناز و نیاز

’’ہم اس موقع پر گورنمنٹ برطانیہ کا شکریہ کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اس نے ہر حالت میں ہماری حفاظت کی ہے اور پچھلے دنوں میں ہی جناب کے زمانہ وائسرائلٹی میں ہمارے ایک مبلغ مولوی ظہور حسین صاحب کو جنہیں روسی گورنمنٹ نے قید کر لیا ہوا تھا جناب کی گورنمنٹ نے نہایت سخت قید سے جس کا گہرا اثر ان کی صحت پر پڑا ہے نکال کر بحفاظت تمام مرکز سلسلہ میں پہنچایا ہے جس کا ہم ایک دفعہ پھر اس موقعہ پر بھی شکریہ ادا کرتے ہیں...... پس یہ خیال کرنا کہ چونکہ مرکز سلسلہ گورنمنٹ برطانیہ کے زیر سایہ ہے اور اپنے مذہبی اصول کے ماتحت اس سے تعاون کرتا اور اس کی خوبیوں کے اظہار سے کسی ذاتی مصلحت کی وجہ سے باز نہیں رہتا۔ اس لئے سلسلہ احمدیہ گورنمنٹ برطانیہ سے کوئی خفیہ ساز باز رکھتا ہے، حقیقت سے بالکل دور ہے...... ہماری نسبت یہ شک کیا جاتا ہے کہ ہم گورنمنٹ سے ساز باز رکھتے ہیں اور اس کا بدنتیجہ ہمیں ہندوستان میں بھی اور ہندوستان سے باہر بھی پہنچ رہا ہے اور ہمارے آدمی نہ صرف ہندوستان میں بلکہ بعض دوسری گورنمنٹوں کے ماتحت بھی اس شبہ کی وجہ سے سخت اذیتیں پا رہے ہیں۔ لیکن چونکہ یہ اصول کا سوال ہے ہم ان اذیتوں کو بہادری سے برداشت کرتے ہیں...... ہم ضمناً اس جگہ یہ بات کہنے سے بھی نہیں رک سکتے کہ گورنمنٹ کی دیرینہ بدظنی جو اسے ہمارے سلسلہ کے متعلق تھی وہ تو ایک حد تک دور ہو چکی ہے اور سلسلہ احمدیہ کی غیر متزلزل وفاداری کے غیر معمولی کارناموں نے حکام حکومت برطانیہ کو اس امر کے تسلیم کرنے پر مجبور کر دیا ہے کہ یہ سلسلہ سچی وفاداری کا ایک بے نظیر نمونہ ہے۔ لیکن باوجود اس کے ہم دیکھتے ہیں کہ ہماری جماعت کے حقوق پوری طرح محفوظ نہیں ہیں۔‘‘

(قادیانی جماعت کا ایڈریس بخدمت لارڈ ارون وائسرائے ہند، الفضل قادیان ج ۱۴ نمبر ۷۱ ص ۳، ۴، مؤرخہ ۸؍ مارچ ۱۹۲۷ء)

(۲۹) ہز ایکسی لنسی وائسرائے ہند کا خط

’’لارڈ ارون کا جواب مرزا محمود خلیفہ قادیان کے نام، جناب محترم!

آپ نے نہایت مہربانی سے مجھے جو کتاب بھجوائی ہے اور جو یور ہولینس کے نمائندہ وفد نے کل مجھے دی اس کے نیز اس خوبصورت کاسکٹ کے لئے جس میں کتاب رکھی ہوئی تھی میں آپ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ یہ ان تمام کاسکٹوں سے جو میں نے آج تک دیکھے ہیں بے نظیر ہے اور جماعت احمدیہ کے ممبروں کے ساتھ مختلف مواقع پر میری جو ملاقاتیں ہوتی رہی ہیں یہ کاسکٹ ان کے لئے ایک خوشگوار یادگار کا کام دے گا۔ یہ امر میرے لئے بے حد دلچسپی کا باعث ہے کہ آپ کے قریباً دس ہزار پیرووں نے اس خوبصورت تحفہ کی تیاری میں حصہ لیا ہے۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں آپ کو خدا حافظ کہتا ہوں۔ آپ یقین رکھیں کہ ہندوستان سے جانے کے بعد آپ کی جماعت سے میری دلچسپی اور ہمدردی کا سلسلہ منقطع نہ ہوگا بلکہ بدستور جاری رہے گا اور میری ہمیشہ یہی آرزو رہے گی کہ مسرت وخوشحالی پوری طرح آپ، نیز آپ کے متبعین کے شامل حال رہے۔‘‘ (تحفہ لارڈ ارون آخری ٹائٹل ورق، انوار العلوم ج۱۲ص۶۲)

(۳۰) ہز ایکسی لنسی وائسرائے ہند سے ملاقات

’’یکم ستمبر ۱۹۲۷ء تین بجے کے وقت ہز ایکسی لنسی وائسرائے ہند نے ملاقات کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کو دیا تھا۔ چنانچہ حضرت اقدس مع مفتی محمد صادق صاحب کے جو بحیثیت ترجمان ہمراہ گئے تھے وائسریگل لاج میں پہنچے۔ حضرت (مرزا محمود) کے پہنچنے پر وائسرائے نے آگے بڑھ کر حضور سے ہاتھ ملایا۔ مزاج پرسی کے بعد تقریباً نصف گھنٹہ حضرت کے ساتھ موجودہ واقعات پر گفتگو کی اور فرمایا کہ آپ بھی کوشش فرمائیں کہ ہندو مسلمانوں میں صلح ہو جائے۔ بہت تفصیلی گفتگو واقعات حاضرہ پر ہوتی رہی۔ کل ۳ ستمبر کو اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری وائسرائے مسٹر ایجرٹن کو حضرت نے چائے کی دعوت دی۔ ایک گھنٹہ تک مختلف امور پر گفتگو رہی۔‘‘

(الفضل قادیان ج۱۵ نمبر۲۲، مؤرخہ ۱۳ ستمبر ۱۹۲۷ء)

’’یہ ہمارا ہی خیال نہیں ہے بلکہ یہ وجہ خود حضور وائسرائے ہند نے حضرت امام جماعت ایدہ اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کی۔ جب کہ آپ نے اپنی ایک ملاقات میں ان سے ذکر کیا کہ سنٹرل کمیٹی کی نمائندگی نہ ہونے پر لوگ معترض ہیں اور اس وجہ کے معقول ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔‘‘ (الفضل قادیان ج۱۵ نمبر۲۲، مؤرخہ ۱۳ ستمبر ۱۹۲۷ء)

(۳۱) خط کا جواب

’’میں حسب ایما ہز ایکسی لنسی وائسرائے ہند جناب کے خط مؤرخہ ۳ مئی ۱۹۳۰ء کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں اور اطلاع دیتا ہوں کہ ہز ایکسی لنسی نے جناب کے خط کا بہت غور سے مطالعہ فرمایا ہے۔ آپ نے جو بحیثیت امام جماعت احمدیہ اپنی قوم کی طرف سے حکومت کے ساتھ وفاداری اور تعاون کا یقین دلایا ہے وہ ہز ایکسی لنسی کی دلی مسرت کا موجب ہوا ہے۔ یہ اظہار تعلق جماعت احمدیہ کی دیرینہ روایات اور گزشتہ شاندار ریکارڈ کے عین مطابق ہے۔‘‘

(اقتباس جواب منجانب ہز ایکسی لنسی وائسرائے ہند، الفضل قادیان ج۱۷ نمبر۱۰۷ ص۵ کالم۱، مؤرخہ ۵ جون ۱۹۳۰ء)

(۳۲) ہزایکسی لنسی وائسرائے ہند کا جواب

’’ہزایکسی لنسی (لارڈ ولنگڈن) وائسرائے ہند نے ہمارے (یعنی قادیانی) ایڈریس کا جو جواب دیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے:

مجھے آپ کا ایڈریس سن کر بہت خوشی ہوئی اور سلسلہ احمدیہ کی تاریخ سے واقفیت حاصل ہوئی اور معلوم ہوا کہ باوجود مخالفت کے اس سلسلہ نے اس قدر ترقی حاصل کی ہے مجھے اس سے پہلے معلوم نہ تھا کہ جماعت احمدیہ اس قدر دور دراز ممالک میں پھیلی ہوئی ہے۔ آپ کی وفاداری کے اظہار کو میں ملک معظم کے حضور پہنچادوں گا۔ میرے اور لیڈی ولنگڈن کے متعلق جن جذبات کا اظہار کیا گیا ہے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ہم ہر ایک فرقہ اور جماعت کے ساتھ انصاف کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر حکومت سے کسی غلطی کا ارتکاب ہو تو میں امید رکھتا ہوں کہ آپ مجھے اطلاع دیں گے۔ آپ کا اصول حکومت سے تعاون کرنے کا اور حکومت سے غلطی ہو تو اس سے اطلاع کردینے کا قابل تعریف ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ کی وفاداری ہمیشہ قائم رہے گی اور یہ امر حکومت کے واسطے بہت ہی حوصلہ افزا ہے۔ میں آپ کے کام میں ترقی اور کامیابی کی دعا کرتا ہوں۔‘‘ (الفضل قادیان ج۲۱ نمبر ۱۱۸ ص۶ کالم۲، مؤرخہ ۳؍اپریل ۱۹۳۴ء)

(۳۳) بے بنیاد الزام

’’جناب عالی! جماعت احمدیہ کا سیاسی مسلک ایک مقررہ شاہراہ ہے جس سے وہ کبھی ادھر ادھر نہیں ہو سکتے اور وہ حکومت وقت کی فرمانبرداری اور امن پسندی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کے رسول دنیا کو امن دینے کے لئے نہیں آتے تو وہ یقیناً دنیا کے لئے رحمت نہیں کہلا سکتے بعض لوگوں نے سلسلہ احمدیہ کی اس تعلیم سے یہ دھوکا کھایا ہے کہ شاید جماعت احمدیہ حکومت ہند سے ساز باز رکھتی ہے۔ لیکن جناب سے زیادہ کوئی اس امر کی حقیقت سے واقف نہیں ہوسکتا کہ جس قدر شدت سے یہ الزام لگایا جاتا ہے اتنا ہی یہ الزام بے بنیاد ہے۔

جناب کو یہ سن کر تعجب ہوگا کہ یہ الزام نہ صرف ہندوستان میں لگایا جاتا ہے بلکہ بیرون ہند میں بھی، چنانچہ چند سال ہوئے ایک احمدی عمارت کی بنیاد کے موقع پر جرمن وزیر تعلیم نے شمولیت کی تو اس کے خلاف لوگوں نے یہ الزام لگایا کہ حکومت برطانیہ کی جاسوس جماعت کے ساتھ اس نے اظہار تعلق کیا ہے اور مجلس وزارت نے اس سے اس فعل پر جواب طلبی کی۔‘‘ (قادیانی جماعت کا ایڈریس جس کو قادیانی اکابر کے وفد نے بتاریخ ۲۶؍مارچ ۱۹۳۴ء ہزایکسی لنسی لارڈ ولنگڈن وائسرائے ہند کی خدمت میں بمقام دہلی پیش کیا)

(الفضل قادیان ج۲۱ نمبر ۱۱۸ ص۳،۴، مؤرخہ ۳؍اپریل ۱۹۳۴ء)

(۳۴) سیاسی شبہات

’’جناب عالی! گو بعض وجوہ سے جن کی تفصیل میں ہم نہیں پڑنا چاہتے بعض برطانوی حکام یہ شبہ ظاہر کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ سیاسیات میں خلاف اپنی سابقہ روایات کے حصہ لینے لگ گئی ہے لیکن چونکہ ہماری وفاداری مذہبی جذبات پر مبنی ہے۔ ہم ان شبہات کی پروا نہیں کرتے ہم نے جب بھی کوئی کام کیا ہے۔ دیانتداری سے کیا ہے اور قانون کے اندر رہ کر کیا ہے ہمارا یہ دستور رہا ہے کہ جب کسی امر میں حکومت برطانیہ کو غلطی پر سمجھیں تو ادب سے اور قانون کے اندر رہ کر اس کا اظہار کردیا کرتے ہیں۔ ہم یقین کرتے ہیں کہ صحیح برطانوی روح اس کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ پس بعض افراد کے شکوک یا مخالفت ہم کو برطانیہ کی وفاداری سے منحرف نہیں کرسکی۔‘‘ (قادیانی جماعت کا ایڈریس جس کو قادیانی اکابر کے وفد نے بتاریخ ۲۶؍مارچ ۱۹۳۴ء ہزایکسی لنسی لارڈ ولنگڈن وائسرائے ہند کی خدمت میں بمقام دہلی پیش کیا) (الفضل قادیان ج۲۱ نمبر ۱۱۸ ص۶ کالم۱، مؤرخہ ۳؍اپریل ۱۹۳۴ء)

فصل تیرہویں

سیاسیات، دورِ ثالث

(۱) سرکاری بے اعتباری

’’احمدیت کی ابتداء میں انگریز مخالف نہ تھے۔ سوائے چند ابتدائی ایام کے جب کہ وہ مہدی کے لفظ سے گھبراتے تھے مگر اب تو وہ بھی مخالف ہو رہے ہیں۔ بہت تھوڑے ہیں جو جماعت کی خدمات کو سمجھتے ہیں۔ باقی تو باغیوں سے بھی زیادہ غصہ سے ہمیں دیکھتے ہیں اور اگر انگریزوں کا فطری عدل مانع نہ ہو تو شاید وہ ہمیں پیس ہی دیں...... انگریز شاید خیال کرنے لگے ہیں کہ اتنی بڑی منظم جماعت اگر مخالف ہو گئی تو ہمارے لئے بہت پریشانیوں کا موجب ہوگی اور وہ اتنا نہیں سوچتے کہ جماعت احمدیہ کی مذہبی تعلیم یہ ہے کہ حکومت کی فرمانبرداری کی جائے تو پھر جماعت احمدیہ گورنمنٹ کی مخالف ہو کس طرح سکتی ہے لیکن شاید وہ گربہ کشتن روز اوّل کے مطابق ہمیں دبا دینا ضروری سمجھتے ہیں۔‘‘ (خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان مندرجہ الفضل قادیان ج۲۱ نمبر۱۱۰ ص۷ کالم۳، مؤرخہ ۱۵؍مارچ ۱۹۳۴ء، خطبات محمود ج۱۵ ص۶۹)

(۲) پتہ کی بات

’’پھر یہ بات ضلع کے حکام تک ہی محدود نہیں۔ اوپر کے بعض افسر بھی ایسا ہی سلوک کر رہے ہیں اور ان کو بھی ہم نظرانداز نہیں کر سکتے۔ جب بھی کوئی شکایت ان کے پاس کی جاتی ہے وہ کہہ دیتے ہیں احمدی مبالغہ کرتے ہیں۔ اخبار ’’الفضل‘‘ میں جھوٹی خبریں شائع ہوتی ہیں بلکہ ہمارے ایک دوست نے جب ایک سرکاری افسر سے ذکر کیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح (یعنی مرزامحمود) نے گزشتہ خطبہ میں برطانوی قوم کی تعریف کی ہے اس نے کہا کہ پھر کیا۔ اگلے خطبہ میں کہہ دیں گے کہ بعض افسر غدار ہیں۔ یہ ایک ذمہ دار افسر کا بیان ہے جس کے متعلق کسی کو امید نہ ہوسکتی تھی کہ وہ ایسا بے قابو ہو جائے گا۔‘‘ (مرزامحمود خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ، الفضل قادیان ج۲۳ نمبر۲۶ ص۶ کالم۲، مؤرخہ ۳۱؍جولائی ۱۹۳۵ء، خطبات محمود ج۱۶ ص۴۴۴)

(۳) اصل میں

’’پھر اس کے بعد ۱۹۲۷ء میں مسلمانوں کی لاہور اور مختلف علاقوں میں جو حالت ہوئی، اس وقت کون تھے، جو آگے آئے۔ ہم نے ہی اس وقت مسلمانوں کے لئے روپیہ خرچ کیا۔ تنظیم کی اور اس وقت ہر جگہ یہ چرچہ تھا کہ احمدی بڑی خدمت کر رہے ہیں۔ حتیٰ کہ سر میلکم ہیلی نے جو اس وقت گورنر تھے، مسٹر لنگے سے جو اس وقت کمشنر تھے، مجھے خط لکھوایا کہ آپ تو ہمیشہ حکومت کا ساتھ دیتے رہے ہیں آج کیوں اس ایجی ٹیشن میں حصہ لیتے ہیں اور میں نے انہیں جواب دیا کہ حکومت کی وفاداری سے یہ مراد نہیں کہ مسلمانوں کا غدار ہوں اور مسلمانوں کی خدمت سے یہ مراد نہیں کہ حکومت کا غدار ہوں۔ میں تو دونوں کا بھلا چاہتا ہوں۔ مجھے اگر سمجھا دیا جائے کہ مسلمان مظلوم نہیں تو اب اس طریق کو چھوڑنے کو تیار ہوں۔ انہوں نے تحریراً تو اس کا جواب نہ دیا مگر شملہ میں، میں گیا تو چیف سیکرٹری نے جو غالباً ہمارے موجودہ گورنر تھے، مجھے لکھا کہ لاٹ صاحب آپ سے ملنا چاہتے ہیں اور جب میں ان سے ملا تو زبانی گفتگو اس پر خوب تفصیلی کی مگر اس کا کیا نتیجہ نکلا۔ یہی کہ مسلمانوں میں سے ایک اثر رکھنے والے گروہ نے کہا کہ احمدیوں کا بائیکاٹ کرو۔ یہ اصل میں ہمارے دشمن ہیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ مرزامحمود الفضل قادیان ج۲۲ نمبر۹۱ ص۵ کالم۱، مؤرخہ ۲۹؍جنوری ۱۹۳۵ء، خطبات محمود ج۱۶ ص۵۰،۵۱)

(۴) قادیانی کہانی

’’ہماری جماعت وہ جماعت ہے جسے شروع سے ہی لوگ یہ کہتے چلے آئے کہ یہ خوشامدی اور گورنمنٹ کی پٹھو ہے۔ بعض لوگ ہم پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ ہم گورنمنٹ کے جاسوس ہیں۔ پنجابی محاورہ کے مطابق ہمیں جھولی چک اور نئے ’’زمینداری‘‘ محاورہ کے مطابق ہمیں ٹوڈی کہا جاتا ہے...... دراصل ان اعتراضات کی وجہ سے ہمیں رنج نہیں بلکہ ہمیں رنج دو وجہ سے ہے۔ ایک وجہ تو یہ ہے کہ ہم نے گورنمنٹ کے ساتھ دوستی کی۔ ظاہر و باطن دوستی کی مگر گورنمنٹ نے اس کے صلہ میں بغیر تحقیق کئے ہم پر ایک خطرناک الزام لگا دیا......

ہم نے ابتدائے سلسلہ سے گورنمنٹ کی وفاداری کی۔ ہم ہمیشہ یہ فخر کرتے رہے کہ ہم ملک معظم کی وفادار رعایا ہیں۔ کئی ٹوکرے خطوط کے ہمارے پاس ایسے ہیں جو میرے نام یا میری جماعت کے سیکرٹریوں یا افراد جماعت کے نام ہیں جن میں گورنمنٹ نے ہماری جماعت کی وفاداری کی تعریف کی۔ اسی طرح ہماری جماعت کے پاس کئی ٹوکرے تمغوں کے ہوں گے۔ ان لوگوں کے تمغوں کے جنہوں نے اپنی جانیں گورنمنٹ کے لئے فدا کیں۔ یہ اتنے ٹوکرے ہیں کہ ایک افسر کے وزن سے بھی ان کا وزن زیادہ ہے مگر ان تمام خدمات کے بعد، اس تمام ادّعائے وفاداری کے بعد اور اس تمام ثبوت وفاداری کے بعد گورنمنٹ نے بلاوجہ اور بغیر کسی حق کے بغیر اس کے کہ وہ انصاف اور عدل کے ماتحت فیصلہ کرتی، اندھادھند اپنا قلم اٹھایا اور ہمیں باغی اور سلطنت کا تختہ الٹ دینے والا اور سول ڈس اوبیڈینس کا مرتکب قرار دے دیا۔ پھر دوسری وجہ ہمارے شکوہ کی یہ ہے کہ گورنمنٹ نے ایسا راستہ اختیار کیا ہے جس پر چلنے سے فساد برپا ہوتا اور ملک کا امن برباد ہوتا ہے۔‘‘ (خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۵۸ ص ۲،۳، مؤرخہ ۱۱ر نومبر ۱۹۳۴ء، خطبات محمود ج ۱۵ ص ۳۱۴ تا ۳۱۶)

(۵) قادیانی اسناد

’’ہم نے پچاس سال سے دنیا میں امن قائم کر رکھا ہے۔ ہم نے لاکھوں روپیہ گورنمنٹ کی بہبودی کے لئے قربان کیا ہے اور کوئی شخص بتا نہیں سکتا کہ اس کے بدلے ایک پیسہ بھی ہم نے گورنمنٹ سے کبھی لیا ہو۔ ہمارے پاس وہ کاغذات موجود ہیں جس میں گورنمنٹ نے ہمارے خاندان کی خدمات کا اعتراف کیا ہے اور یہ وعدہ کیا ہوا ہے کہ اس خاندان کو وہی اعزاز دیا جائے گا جو اسے پہلے حاصل تھا۔ ہمارے پردادا کو ہفت ہزاری کا درجہ ملا ہوا تھا جو مغلیہ سلطنت میں صرف شہزادوں کو ملا کرتا تھا۔ پھر عضدالدولہ کا خطاب حاصل تھا یعنی حکومت کا مغلیہ بازو۔ (تو گویا سیاسی اولوالعزمیاں خاندانی ورثہ ہے۔ للمؤلف) مگر ہم نے کبھی گورنمنٹ کے سامنے ان کاغذات کو پیش نہیں کیا۔ (غنیمت ہے کہ ان کا ذکر آ گیا...... ایسا بھی کیا انکسار اور استتار ہے کم از کم ہفت ہزاری کی سند تو شائع کر دینی چاہئے۔ للمؤلف) اور نہ اپنی وفادارانہ خدمات کی کمی کی، بلکہ ہر روز زیادتی کرتے چلے گئے۔ ہم نے کانگریس کا مقابلہ کیا۔ ہم نے احرار موومنٹ کا مقابلہ کیا اور اس مقابلہ میں لاکھوں روپیہ صرف کیا۔ (اپنی خاطر یا سرکار کی خاطر۔ للمؤلف) جانیں قربان کیں۔ جنگ کے موقع پر اپنی جماعت کے بہترین آدمی پیش کئے۔ سراوڈوائر۔ لارڈ چیمسفورڈ اور لارڈ ارون، سر میلکم ہیلی، سر جفرے ڈی مانٹ مورنسی اور دوسرے اعلیٰ حکام کی تحریریں، جن میں سے بعض ان کی دستخطی ہیں اور بعض ان کے نائبین کی ہیں، میرے پاس موجود ہیں جن میں وہ ہماری جماعت کی وفاداری اور انتہائی قربانی کا اعتراف کرتے ہیں مگر آج گورنمنٹ کے حکام ہمیں یہ سناتے ہیں کہ تم امن کو برباد کرنے والے ہو۔‘‘

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۵۰ ص ۳ کالم ۲،۳، مؤرخہ ۲۳ر اکتوبر ۱۹۳۴ء، خطبات محمود ج ۱۵ ص ۲۸۰،۲۸۱)

(۶) خدمت بلا معاوضہ

’’بحیثیت قوم ہم نے جو خدمت حکومت کی کی، اس کے بدلہ میں بحیثیت قوم ہم نے کبھی اس سے بدلہ نہیں لیا اور اپنے خاندان کے متعلق تو اس شرط کو بھی میں اڑا دیتا ہوں۔ گورنمنٹ بتائے کہ ہم نے کبھی ذاتی طور پر اس سے کوئی فائدہ اٹھایا ہے۔ لوگ ہمیں کہتے رہے کہ یہ گورنمنٹ کے خوشامدی ہیں، لوگ ہمیں کہتے رہے کہ یہ گورنمنٹ سے نفعوں کی امید رکھتے ہیں۔ لوگ ہمیں کہتے رہے کہ گورنمنٹ ان کے خزانے آپ بھرتی ہے مگر گورنمنٹ تو جانتی ہے کہ ہم نے اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا اور اگر اٹھایا ہو تو اسے چاہئے کہ وہ پیش کرے۔ ساری عمر میں صرف ایک کام حکومت نے ایسا ہمارے بعض آدمیوں کے سپرد کیا تھا جس کے متعلق اس نے کہا تھا کہ ہم اس میں دو ہزار روپیہ تک خرچ کر سکتے ہیں۔ لیکن جب وہ معاملہ میرے پاس آیا تو میں نے روپیہ کے معاملہ کو نظر انداز کرا دیا۔ میں نے اپنے دوستوں سے کہا کہ اگر یہ دو ہزار روپیہ لے لیا گیا تو گو یہ گورنمنٹ ہی کا کام ہے۔ مگر بعد میں جب کبھی کوئی ذکر ہوا، یہ دو ہزار روپیہ تمہارے منہ پر مارا جائے گا اور کہا جائے گا کہ انہوں نے حکومت سے اتنا روپیہ لے کر فلاں کام کیا۔ چنانچہ جو کام کرنے والے تھے، انہیں میں نے حکومت سے کسی قسم کی مالی مدد لینے سے روک دیا۔ اس کے سوا کبھی گورنمنٹ کی طرف سے کوئی چیز پیش کرنے کی خواہش بھی نہیں کی گئی۔ صرف یہ ایک واقعہ ہے جو پنجاب گورنمنٹ کا بھی نہیں بلکہ حکومت ہند کا ہے۔ اس ایک معاملہ میں بھی ہم نے روپیہ لینے سے انکار کر دیا۔ مگر مخالف کہتے ہیں احمدیوں کے خزانے گورنمنٹ بھرتی ہے۔ اگر واقع میں یہ بات درست ہے تو اب گورنمنٹ کے لئے خوب اچھا موقع ہے۔ وہ اعلان کر دے کہ فلاں موقع پر ہم نے احمدیوں کو اتنا روپیہ دیا۔ (لیکن ’’حساب دوستاں دردل‘‘ مکرر غور فرمایا جائے تو عجب نہیں کسی نہ کسی شکل میں معاوضہ یاد آجائے اور شکوہ رفع ہو جائے۔ للمؤلف)‘‘

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان مندرجہ الفضل قادیان ج۲۳ نمبر۳۱ ص۴ کالم۲، مؤرخہ ۶؍اگست ۱۹۳۵ء، خطبات محمود ج۱۶ ص۴۵۹، ۴۶۰)

(۷) پچاس سالہ خدمات

’’تمہاری پچاس سالہ خدمات کا حکومت پر ایک بوجھ تھا۔ اس پر بوجھ تھا کہ تم نے جنگ یورپ میں آدمیوں اور روپوؤں سے مدد کی۔ اس پر بوجھ تھا کہ تم نے رولٹ ایکٹ کی شورش کا مقابلہ کیا۔ اس پر بوجھ تھا کہ تم لوگوں نے ہجرت کی تحریک کا مقابلہ کیا اور اس نے تم کو کوئی بدلہ نہیں دیا۔ اس پر بوجھ تھا کہ تم نے نان کوآپریشن کا مقابلہ مفت لٹریچر تقسیم کر کے اور جلسوں اور لیکچراروں کے ذریعہ کیا اور حکومت اس کا بدلہ دینے سے عاجز رہی۔ اس پر بوجھ تھا کہ تم نے سول ڈس او بیڈینس کا مقابلہ کیا، ریڈ شرٹس کا مقابلہ کیا، بنگال میں ٹیرر ازم کا مقابلہ کیا اور اس نے کوئی قدردانی نہ کی۔‘‘

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان مندرجہ الفضل قادیان ج۲۲ نمبر۴۵ ص۱۲ کالم۱، مؤرخہ یکم؍نومبر ۱۹۳۴ء، خطبات محمود ج۱۵ ص۳۰۹)

’’ہم حکومت کی ایسی خدمت کرتے ہیں کہ اس کے پانچ پانچ ہزار روپیہ ماہوار تنخواہ پانے والے ملازم بھی کیا کریں گے۔‘‘

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان مندرجہ الفضل قادیان ج۱۷ نمبر۷۶ ص۱۴ کالم۳، مؤرخہ یکم؍اپریل ۱۹۳۰ء، خطبات محمود ج۱۲ ص۳۴۱)

(۸) رولٹ ایکٹ

’’مجھے تو بار بار وہ وقت یاد آتا ہے جب حضور (مرزا محمود) نے رولٹ ایکٹ کے زمانہ میں ضلع گورداسپور کے لوگوں کو سمجھانے اور امن قائم رکھنے کے لئے ہر ایک تحصیل میں وفد روانہ کئے تھے اور میں پٹھان کوٹ کی تحصیل میں وفد کے ساتھ گیا تھا۔ حضور نے تقریباً

ساڑھے پانچ بجے شام حکم دیا کہ وفود پیدل چلے جائیں اور رات جہاں آئے، وہاں گزاریں۔ حضور نے یہ بھی فرمایا تھا کہ یہ گورنمنٹ اور لوگوں کے ساتھ عملی ہمدردی دکھلانے کا وقت ہے۔ ہم بغیر اس کے کہ شام کا کھانا کھا کے نکلتے، اسی وقت چل پڑے تھے۔ لوگوں کو نصیحت کرتے اور پیدل چلتے رہے۔ خدا گواہ ہے ہمارے پاؤں سخت زخمی ہو گئے۔ گورداسپور کے ڈپٹی کمشنر اور سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس سے ہم ملے۔ وہ ہمارے دورہ کا مقصد سن کر حیران ہو گئے اور کہنے لگے کہ آپ لوگوں کو جان کا خطرہ ہے۔ کیونکہ امرتسر کے جلیانوالے باغ کے تازہ حادثہ سے عام لوگوں میں گورنمنٹ کے خلاف سخت جوش ہے۔ ہم آپ کو پولیس کی مدد دیں۔ ہم نے کہا خدا تعالیٰ ہمارا محافظ ہے اور ہم حکومت کی وفاداری اور امن کا پیغام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی طرف سے لے جا رہے ہیں۔ ہم اگر اس راہ میں قتل بھی کئے گئے تو پرواہ نہیں۔ خدا کے فضل سے ہم اس سفر میں کامیابی سے واپس آئے اور ضلع گورداسپور سارے کا سارا حضور کے ذریعہ امن میں رہا۔ ہم نے لوگوں سے کہا کہ رولٹ ایکٹ کا استعمال مفسد لوگوں کے لئے ہے، نہ کہ شریفوں کے لئے۔ کجا وہ وقت اور کجا یہ کہ گورنمنٹ پنجاب ہر ایک معاملہ میں احراریوں کی پشت پناہ بنی ہوئی ہے اور جماعت احمدیہ مظالم کا نشانہ بنائی جا رہی ہے۔ ہم پر کھلے کھلے ظلم کئے جا رہے ہیں مگر گورنمنٹ پنجاب خاموش ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ یہ گورنمنٹ ناشکری کر رہی ہے۔ ہم گورنمنٹ کے سچے ہمدرد تھے۔ ہم بزدل نہیں، ہم بے غیرت نہیں ہم ڈرپوک نہیں۔ ہماری جان ہتھیلی پر ہے۔ ہم بہادر ہیں اور صحیح معنوں میں بہادر ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے ہم میں بہادری کی روح پھونک دی ہے مگر ساتھ ہی حکومت کے قوانین کی پابندی سکھائی ہے۔ تاہم گورنمنٹ پنجاب کی موجودہ روش کی وجہ سے ہماری دلی ہمدردی جا رہی ہے۔ گورنمنٹ خدا کے آگے ناشکری کی مرتکب ہو رہی ہے۔ لیکن اے خدا تو جلد اپنی قدرت دکھا اور ہماری مدد فرما۔ حضور انور (مرزا محمود) ہماری جانیں حضور کے قدموں پر نثار ہونے کے لئے ہر وقت حاضر ہے۔ اس (متذکرہ بالا) خط میں ان ہولناک ایام کا ذکر کیا گیا ہے جب پنجاب میں حکومت کے خلاف خطرناک جوش پھیل گیا تھا۔ کئی ایک انگریز قتل کر دیئے گئے تھے۔ کئی جگہ سرکاری عمارت جلا دی گئی تھیں اور ایک عام بدامنی پھیلی ہوئی تھی۔ اس وقت حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ (مرزا محمود) نے انگریزوں کی جانیں بچانے کے لئے اور لوگوں کو حکومت کے وفادار بنائے رکھنے کے لئے اپنے خدام کو اس کام میں لگا دیا اور حکم دے دیا کہ وہ اپنے آرام و آسائش کی قطعاً پروا نہ کریں۔ حتیٰ کہ اپنی جانوں کو خطرہ میں ڈال کر حکومت کی خدمات بجا لائیں۔ وہ وقت گزر گیا۔ احمدیوں نے اس نازک وقت میں ہر جگہ بڑی بڑی خدمات سرانجام دیں اور سخت تکالیف اٹھا کر دیں۔ خاص کر ضلع گورداسپور بدامنی سے بالکل محفوظ رہا۔ اس وقت حکومت نے ان خدمات کا کھلے الفاظ میں اعتراف بھی کیا مگر آج اس کا جو بدلہ مل رہا ہے، وہ ظاہر ہے اور واقعات بتا رہے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے ساتھ کیا سلوک کیا جا رہا ہے۔'' (الفضل قادیان ج ۲۳ نمبر ۲۷ ص ۳ کالم ۱،۲، مؤرخہ یکم / اگست ۱۹۳۵ء)

(۹) شکوہ و شکایات

''حکومت نے بے انصافی اور ظلم کیا، جب اس نے ہمارے لئے اس قانون کو استعمال کیا جو باغیوں اور انارکسٹوں کے لئے بنایا گیا ہے اور جسے پاس کرتے وقت حکومت نے ملک کے نمائندوں کو یقین دلایا تھا کہ اسے بڑی احتیاط سے استعمال کیا جائے گا...... کیا کوئی معقول انسان سمجھ سکتا ہے کہ یہ صحیح استعمال ہے۔ اس قانون کا اس کے لئے (یعنی خلیفہ قادیان کے لئے) جس نے خود اس کے بنانے والوں سے بھی زیادہ قیام امن کی کوشش کی ہے، جس نے اور جس کی جماعت نے اس وقت سول نافرمانی اور اس قسم کی دوسری موومنٹوں کا مقابلہ کیا۔ جب یہ افسر جو آج ہمیں باغی قرار دے رہے ہیں، آرام سے اپنے بیوی بچوں میں بیٹھے ہوا کرتے تھے۔ پھر یہ لوگ تنخواہیں لے کر کام

کرتے تھے اور میں نے اور میری جماعت نے لاکھوں روپیہ اپنے پاس سے خرچ کر کے بدامنی پیدا کرنے والی تحریکات کا مقابلہ کیا۔ پھر کس قدر ظلم ہے کہ جو قانون ان تحریکات کے انسداد کے لئے وضع کیا گیا وہ سب سے پہلے ہمیں پر استعمال کیا جاتا ہے...... (ہم نے) ملک معظم کی حکومت کو قائم کرنے کے لئے ملک کو اپنا دشمن بنالیا ہے۔ احرار کی تقریریں پڑھو۔ ان کو زیادہ غصہ اسی بات پر ہے کہ ہم حکومت کے جھولی چک ہیں۔ وہ صاف کہہ رہے ہیں کہ ہم اسی وجہ سے ان کے مخالف ہیں...... کیا عجیب بات ہے کہ جب حکومت پر مصیبت آئے تو وہ ہم سے استمداد کرتی ہے۔ اس کی مصیبت کے وقت ہمارے لیکچرار جاتے اور مخالف تحریکوں کا مقابلہ کرتے ہیں۔ جنگ میں ہم نے تین ہزار والنٹیئر ز دیئے۔ روپیہ ہم خرچ کرتے تھے مگر آج احراریوں کی حفاظت کے لئے وہ ہمیں باغی بتا رہی ہے...... ابھی مئی کا واقعہ ہے کہ وائسرائے ہند کی طرف میں نے ایک خط لکھا تھا کہ جماعت احمدیہ کے ایڈریس کے جواب میں جو کچھ آپ نے فرمایا تھا، اس سے شبہ ہوتا ہے کہ شاید حکومت کا خیال ہے کہ ہم بعض مواقع پر اس سے تعاون نہیں کرتے۔ اس کے جواب میں ان کے پرائیویٹ سیکرٹری نے لکھا ہے کہ ہز ایکسی لنسی کو یہ خیال ہرگز نہیں بلکہ حضور وائسرائے اس کے برعکس ہمیشہ سے جماعت احمدیہ کو سب سے زیادہ قانون کی پابند اور وفادار جماعتوں میں سے ایک جماعت سمجھتے چلے آتے ہیں...... کانگریس سے ہمیشہ سے ہماری یہی جنگ رہی ہے کہ وہ کہتے ہیں ہم غلام ہیں۔ مگر ہم کہتے ہیں ہم ہرگز غلام نہیں ہیں۔ اب ہم انہیں کیا منہ دکھائیں گے۔ کیونکہ اب تو پنجاب گورنمنٹ نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا ہے کہ وہ ہندوستانیوں کو (حتیٰ کہ قادیانیوں کو) غلام سمجھتی ہے اور ان کی عزت کی قیمت اس کی نظر میں ایک کوڑی کی بھی نہیں ہے۔ اس حکم کے جاری کرنے والے افسروں نے یہ خطرناک غلطی کی ہے کہ ہم پر اس کام کا الزام لگایا ہے۔ جسے ہم حرام سمجھتے ہیں اور جس کے لئے ہم باوجود اس کے کہ اس نے ہماری عزت کا پاس نہیں کیا، تیار نہیں ہیں۔ وگرنہ غالب کی طرح ہم بھی کہہ سکتے تھے کہ بے وفا تو بے وفا ہی سہی، مگر نہیں۔ ہمارے مذہب نے ہمیں یہ سکھایا ہے کہ حکومت کے وفادار ہیں، اس لئے وہ اگر ہمیں قید کر دے، پھانسی دے دے تب بھی ہم وفادار ہی رہیں گے۔'' (خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان، مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۵۴ ص ۱۰،۱۱، مؤرخہ یکم نومبر ۱۹۳۴ء، خطبات محمود ج ۱۵ ص ۳۰۵ تا ۳۰۷)

(۱۰) پرانے قدردان مہربان

''پھر اسی پنجاب میں سر اڈوائر جیسا آدمی بھی گزرا ہے۔ ان کے زمانہ میں ایک انگریز ڈپٹی کمشنر نے میرے ساتھ سخت لہجہ میں گفتگو کی اور سر موصوف کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے اسے پہلے بدل دیا اور پھر اس کا تنزل کر دیا اور آخر اسے ریٹائر ہو کر واپس جانا پڑا۔ وہ فخر سے کہا کرتے تھے کہ میں پہلا شخص ہوں جس نے ایک ہندوستانی کے مقابل پر ایک انگریز افسر کو سزا دی...... پھر اسی صوبہ میں سر جیفری ڈی مونٹ مورنسی جیسے انسان بھی گزرے ہیں۔ آج بھی یہ لوگ ہمارے ساتھ ہمدردی رکھتے ہیں۔ مسٹر تھامسن چیف کمشنر دہلی کے متعلق مجھے یاد نہیں کہ ہم نے انہیں کوئی پیغام بھیجا ہو اور انہوں نے فوراً خنداں پیشانی سے ہمارا کام نہ کر دیا ہو۔ حالانکہ بعض اوقات ان کا اس سے کوئی تعلق نہ ہوتا۔ پھر اسی ضلع میں مصنف افسر رہے ہیں۔ (اخبار) ''مباہلہ'' والوں کی شورش کے ایام میں بھی انگریز ڈپٹی کمشنر تھے جو اچھی طرح انصاف کرتے رہے۔ ان سے پہلے یہاں ایک ڈپٹی کمشنر مسٹر واٹسن گزرے ہیں۔ میں جب انگلستان گیا تو وہ لندن میں مجھ سے ملنے آئے۔ حالانکہ وہ کہیں باہر رہتے تھے...... میں سر ہادل کا نام پہلے لے چلا ہوں۔ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ وہ اوّل درجہ کے نیک اور شریف افسر تھے۔ میرے ساتھ ان کو جیسی عقیدت تھی وہ اس سے ظاہر ہے کہ میرے ایک عزیزی کے خلاف ان کے انگریز افسر نے بالا افسروں کے پاس شکایت کی۔ مجھے پہلے تو علم نہ ہوا مگر جب علم ہوا تو میں نے سر ہادل کو کہا بھیجا کہ درست واقعات یوں ہیں۔ انہوں نے کہا

کہ میرا تعلق تو نہیں لیکن میں کوشش کروں گا۔اس کے متعلق انہوں نے اس صیغہ کے افسر کو جو چٹھی لکھی،اس کی ایک نقل مجھے بھی مل گئی۔انہوں نے اس میں لکھا کہ گو شکایت کرنے والا انگریز ہے مگر مجھے جماعت احمدیہ کے امام کی طرف سے ان کے سیکرٹری نے بتایا کہ واقعات یوں ہیں اور اگرچہ واقعات ان کے چشم دید نہیں لیکن مجھے ان پر اس قدر یقین ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ کوئی بات بغیر تصدیق کے پیش نہیں کر سکتے۔ اس لئے ان کی بات ضرور سچی ہے۔ پس آپ اس معاملہ کی بذات خود تحقیق کریں۔صرف رپورٹ پر انحصار نہ کریں۔ ابھی ابھی (عبدالرحیم) درد صاحب (قادیانی) ان سے (ولایت میں) ملے تھے اور انہیں موجودہ حالات سنائے تھے۔انہوں نے سن کر کہا کہ آپ کی جماعت تو مذہبی جماعت ہے۔آپ خوب جانتے ہیں کہ اس حکومت کے اوپر ایک اور حکومت ہے اس لئے جو افسر ناانصافی کر رہے ہیں۔وہ سزا سے ہرگز نہیں بچ سکیں گے اور میں امید کرتا ہوں کہ ایسے لوگوں کی وجہ سے آپ ہماری دوستی کو نہیں توڑیں گے۔''

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۳ نمبر ۲۶ ص ۹ کالم ۲،۳، مؤرخہ ۳۱ر جولائی ۱۹۳۵ء، خطبات محمود ج ۱۶ ص ۴۵۳،۴۵۴)

(۱۱) یادرفتگان

''بہت سے افسر ایسے گزرے ہیں جو فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے اپنے حسن سلوک سے پچاس ہزار یا لاکھ بلکہ کئی لاکھ کی ایک ایسی جماعت (قادیانی) ہندوستان میں چھوڑی ہے جو اپنی جانیں قربان کر کے بھی برطانیہ سے تعاون کرے گی۔مگر موجودہ افسر جا کر کیا کہہ سکتے ہیں۔سوائے اس کے کہ صاحب! فخر نہ کریں ہم اسی جماعت کے دلوں کو توڑ کر آئے ہیں۔کیا یہ بات ان کی اپنی یا ان کی حکومت کی شہرت کا موجب ہوگی۔'' (خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۳ نمبر ۲۶ ص ۶ کالم ۲،۳، مؤرخہ ۳۱ر جولائی ۱۹۳۵ء، خطبات محمود ج ۱۶ ص ۴۴۵)

(۱۲) عہدوں کی تقسیم

''ان الفاظ کے معنی یہ ہیں کہ ہم جماعت احمدیہ کی وفاداری کے بدلے اسے عہدے نہیں دے سکتے۔ یہ ایسی غلطی ہے جو کئی انگریزوں کو لگی ہوئی ہے۔وہ ایسے وقت جب کہ انہیں کسی وفادار جماعت کی ضرورت ہو، جماعت احمدیہ کو مدد کے لئے بلاتے ہیں مگر جب عہدے دینے کا سوال ہو تو کانگریسیوں کو دے دیتے ہیں مگر اس کا خمیازہ بھی گورنمنٹ بھگت رہی ہے اور اب حالت یہ ہے کہ حکومت کے اپنے راز بھی محفوظ نہیں...... ایک دفعہ گورنمنٹ کے ایک سیکرٹری شملہ میں چائے پر میرے پاس آئے۔ میں نے انہیں کہا کہ آپ کی ہر بات کانگریس کے پاس پہنچتی رہتی ہے۔آپ کو بھی کوئی ایسا انتظام کرنا چاہئے کہ ان کی باتیں آپ کو پہنچتی رہیں...... یہ حالت اس لئے ہوتی ہے کہ گورنمنٹ خیال نہیں رکھتی کہ وفادار جماعتوں کو اعلیٰ عہدوں پر پہنچائے۔اگر اعلیٰ عہدوں پر اس کی وفادار جماعت کے ارکان ہوں تو اس کے راز مخفی رہیں اور کبھی بھی وہ حالت نہ ہو جو آج کل ہے۔''

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۶۳ ص ۴،۵، مؤرخہ ۲۲ر نومبر ۱۹۳۴ء، خطبات محمود ج ۱۵ ص ۳۸۰ تا ۳۸۲)

(۱۳) ایک خط

''اس دوران میں مجھے ایک خط ملا...... اس کے لحاظ سے ممکن ہے کہ اس قسم کے خیالات رکھنے والے لوگ بھی ہماری جماعت میں ہوں...... جس خط کا میں نے ذکر کیا ہے،اس کا مضمون یہ ہے کہ ہم دیر سے محسوس کر رہے ہیں کہ انگریز لوگ بغیر شورش اور فساد کے کوئی بات نہیں مانا کرتے اور یہ کہ اس دوست کے نزدیک اب وقت آ گیا ہے کہ ہم گورنمنٹ کے متعلق اس وفاداری کی تعلیم پر جو ہمارے سلسلہ میں موجود ہے، دوبارہ غور کریں اور سوچیں کہ کیا اس کی تشریح حد سے بڑھی ہوئی تو نہیں اور کیا وفاداری کا جو مفہوم ہم سمجھتے چلے آئے ہیں، وہ

خوشامد اور نکماپن تو نہیں ......اس دوست نے اپنے خط میں ایک اور واقعہ بھی پیش کیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ ایک دفعہ پبلک پراسیکیوٹر کے سلسلہ میں سب انسپکٹر کے لئے بطور امیدوار پیش تھے۔ لاہور کے سینئر سپرنٹنڈنٹ مسٹر ہارڈنگ کے سامنے جب انہوں نے اپنے آپ کو پیش کرتے ہوئے کہا کہ میں احمدیہ جماعت میں سے ہوں اور احمدیہ جماعت وہ ہے جو حکومت برطانیہ کی ہمیشہ وفادار رہی ہے۔ تو مسٹر ہارڈنگ نے کہا کہ میں احمدیہ جماعت کی وفاداری کی کوئی حیثیت نہیں سمجھتا۔ وہ دوست لکھتے ہیں کہ جب ہماری جماعت کی وفاداری کے کوئی معنی ہی نہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم لاکھوں روپیہ حکومت کی بہبودی کے لئے خرچ کریں اور اپنی سینکڑوں قیمتی جانوں کو خطرات میں ڈالیں اور حکومت کی وفاداری ان معنوں میں کرتے چلے جائیں کہ نازک اور مشکل مواقع پر اس کی حمایت کریں۔“

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۶۳ ص ۲،۳، مؤرخہ ۲۲ نومبر ۱۹۳۴ء، خطبات محمود ج ۱۵ ص ۳۷۷، ۳۷۸)

(۱۴) قادیانی مشین

”بعض حکام کے افعال نے جماعت احمدیہ کو ایک مشین بنا دیا ہے جو قانون کی پابندی کرتی ہے اور کرے گی۔ لیکن مشین اپنا رستہ چھوڑ کر آقا کی خدمت نہیں کرسکتی۔ ایک پانچ روپیہ کا نوکر اپنا رستہ چھوڑ کر بھی دیکھے گا کہ مالک کا نقصان نہ ہو مگر دس لاکھ کی مشین اس کا کوئی خیال نہیں رکھ سکتی۔ بلکہ وہ اپنے رستہ پر چلی جائے گی تو ان حکام نے جماعت کو ایک مشین بنا دیا ہے۔ پہلے وہ اپنا رستہ چھوڑ کر بھی اس امر کا خیال رکھتی تھی کہ حکومت برطانیہ پر کوئی حرف نہ آئے مگر اب وہ ایسا کہاں کرے گی جب تک کہ حکومت کی طرف سے اس ہتک کا ازالہ نہ کیا جائے اور ان حالات کے ذمہ دار حکام کو سزا نہ دی جائے۔“

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۳ نمبر ۲۶ ص ۶ کالم ۳، مؤرخہ ۳۱ جولائی ۱۹۳۵ء، خطبات محمود ج ۱۶ ص ۴۴۵)

(۱۵) ناقدری کا راز

”میں نے پہلے ہی لکھا تھا کہ جس وقت سے ملک میں حکومت خود اختیاری کا سوال پیدا ہوا ہے، حکومت ہمیشہ زبردست کا ساتھ دینے کی کوشش کرتی ہے۔ کیونکہ کوئی خواہ کتنا بھی دیانتدار ہو اگر اس میں دینداری اور روحانیت نہیں تو وہ قومی مفاد کے مقابلہ میں دیانتداری کی کوئی زیادہ پرواہ نہیں کرتا۔ جس کے اخلاق کیسے ہوں، وہ جہاں بھی قومی سوال پیدا ہوگا، انہیں خیرباد کہہ دے گا۔ اسی لئے میں نے پہلے بھی کئی بار کہا ہے اور اب بھی کہتا ہوں کہ جوں جوں ہندوستان میں حکومت خود اختیاری کا سوال زور پکڑتا جائے گا۔ انگریز زبردست کی طرف جھکتے جائیں گے۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں زبردست کی حمایت کے بغیر ہم یہاں نہیں رہ سکتے۔ آئرلینڈ میں دیکھ لو کیا ہوا۔ جن لوگوں نے اپنی جانوں کو خطرہ میں ڈال کر حکومت کا ساتھ دیا، حکومت نے جب دیکھا کہ ملک میں مخالفت بڑھ گئی ہے تو اس نے ان جانبازوں کا ساتھ چھوڑ دیا اور ایسے ایسے قوانین پاس کر دیئے جنہیں ان بہادروں نے اپنی حق تلفی سمجھا۔ وہ لوگ ان کے ہم مذہب، ہم قوم اور وفادار تھے۔ لیکن ان تعلقات کے ہوتے ہوئے جب زبردست کے مقابلہ میں ان کی پرواہ نہ کی گئی تو صرف وفاداروں (مثلاً قادیانیوں) کا جو نہ ان کے ہم مذہب ہیں اور نہ ہم قوم۔ ساتھ چھوڑ دینا کوئی سی اچنبھے کی بات ہے۔“

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۷ نمبر ۳۰ ص ۶ کالم ۳، مؤرخہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۲۹ء، خطبات محمود ج ۱۲ ص ۱۷۸، ۱۷۹)

(۱۶) وفاداری کا سودا

”افسروں نے یہ ثابت کرنا چاہا کہ ہم نے کانگریس کو دبا لیا ہے۔ باغی جماعتوں کو توڑ دیا ہے اور اب ہم تمہیں بتاتے ہیں کہ ہمیں

وفاداروں کی بھی ضرورت نہیں اور جب یہ بات دنیا کے سامنے آئے گی تو ہر وہ شخص جس کے دماغ میں عقل ہے، یہی سمجھنے پر مجبور ہوگا کہ اس حکومت کے پاس جانا خطرناک ہے۔ یہ نہ دوست کو چھوڑتی ہے نہ دشمن کو، سب کو مارتی ہے۔''

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان، مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۵۴ ص ۱۲ کالم ۲، مؤرخہ یکم رنومبر ۱۹۳۴ء، خطبات محمود ج ۱۵ ص ۳۰۹)

''میں امر کے آثار دیکھتا ہوں کہ حکومت کو جلد وفادار جماعتوں کی امداد کی پھر ضرورت پیش آئے گی۔ میں یہ کسی الہام کی بناء پر نہیں کہتا بلکہ زمانہ کے حالات کو دیکھ کر عقل کی بناء پر کہتا ہوں۔ میں نے کانگریس کی تحریک کو خوب غور سے دیکھا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اب کانگریس ایک ایسی اسکیم تیار کر رہی ہے جس سے گو بظاہر یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ میدان سے ہٹ گئی۔ مگر عنقریب وہ گورنمنٹ کو ایسی مشکلات میں ڈال دے گی جس کے لئے پھر اسے وفاداروں کی ضرورت محسوس ہوگی اور ہم پھر اپنے جھگڑے کو ایک طرف رکھ کر اس کی مدد کے لئے تیار ہو جائیں گے مگر حکومت نے ہمیں سبق دے دیا ہے کہ اس سے سودا کئے بغیر تعلق نہیں رکھنا چاہئے۔ ہم خود بھی آئندہ حکومت سے سودا کریں گے اور دوسروں کو بھی سودا کرنے کا سبق پڑھائیں گے۔ سوائے اس صورت کے کہ حکومت ہم پر جو ظلم ہوا ہے، اسے دور کر دے۔ تب ہمارے تعلقات پہلے کی طرح ہو جائیں گے لیکن اگر ایسا نہ ہوا تو ہماری مدد سودا کرنے کے بعد ہوگی اور ہم اپنی خدمات کا معاوضہ طلب کریں گے۔'' (خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۵۸ ص ۲۰ کالم ۳، مؤرخہ ۱۱ رنومبر ۱۹۳۴ء، خطبات محمود ج ۱۵ ص ۳۶۰)

(۱۷) قادیان تا انگلستان پرانے قدردان

''جوں جوں انگلستان کے لوگ ان کارروائیوں سے اطلاع پا رہے ہیں جو احرار اور ان کے بعض دوست حکام کی طرف سے احمدیوں کے خلاف ہو رہی ہیں وہاں کے سنجیدہ طبقہ میں اس پر حیرت کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ ایک سابق گورنر نے حالات سن کر کہا کہ آخر میرے زمانہ میں بھی تو احرار موجود تھے۔ اس وقت کیوں ان لوگوں کو یہ جرأت نہ ہوئی۔ میں ہمیشہ اپنے افسروں سے کہا کرتا تھا کہ یہ خطرناک لوگ ہیں۔ ان کے فریب میں نہ آنا۔ اخبار ''آبزرور'' لکھتا ہے کہ ۱۵ رجولائی کو پیر کے دن امپائر ورکرز کونسل کے ان ممبروں کے جلسہ میں جو مغربی لندن سے تعلق رکھنے والے ہیں، میٹنگ کے ختم ہونے پر کونسل کے سیکرٹری مسٹر چارلس فلز نے کہا کہ اس قوم (یعنی قادیانی جماعت) کا صرف یہ قصور ہے کہ وہ قانون شکنی کے مخالف ہیں اور حکومت کی اطاعت کو ضروری قرار دیتے ہیں۔ یہ حملہ کرنے والے لوگ چند ہندو اور جماعت احرار کے لوگ ہیں جو انتہاء پسند کانگریسی ہیں۔ جلسہ کے اختتام پر بغیر کسی مخالف کے بالاتفاق یہ ریزولیوشن پاس ہوا۔ ''ان مظالم کے خلاف جو احمدیہ جماعت قادیان پر بعض ہندوؤں اور جماعت احرار کی طرف سے (جو کہ ایک پیشہ ور ایجی ٹیٹروں اور سڈیشن پھیلانے والوں کی جماعت ہے) ہو رہے ہیں امپائر ورکرز کونسل کے ممبروں کا یہ جلسہ بڑے شدومد سے احتجاج کرتا ہے۔ اسی سلسلہ میں معلوم ہوا ہے کہ پارلیمنٹ کے ایک پارٹی کے بعض ذمہ دار افسر ایک نوٹ تیار کروا رہے ہیں جو غور کرنے کے لئے پارٹی کے لیڈروں کے سامنے پیش ہوگا۔ امید کی جاتی ہے کہ حالات کا پورا مطالعہ کرنے کے بعد پارلیمنٹ کی ایک بااثر پارٹی اس سوال کو خاص طور پر اپنے ہاتھ میں لے لے گی۔'' (الفضل قادیان ج ۲۳ نمبر ۲۵ ص ۴ کالم ۱، ۲، مؤرخہ ۳۰ رجولائی ۱۹۳۵ء)

(۱۸) ولایت کی تحریریں

''پھر چونکہ ہماری جماعت انگلستان میں بھی موجود ہے اس لئے جب پنجاب کی خبریں انگلستان جاتی ہیں اور وہ ہمارے آدمیوں کو دیکھتے ہیں تو وہاں کے افسر حیران ہوتے ہیں کہ یہ تو ہمارے دوست ہیں۔ ہم سے ملنے جلنے والے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ یہ گورنمنٹ کے

بدخواہ نہیں بلکہ وفادار ہیں۔ پھر پنجاب کے بعض افسروں کو کیا ہوگیا ہے کہ وہ ایک پر امن اور اطاعت شعار جماعت کے خلاف رپورٹیں کرنے لگ گئے ہیں...... مگر ہم تجربہ سے کہہ سکتے ہیں کہ صرف دشمن اس جماعت کو بدنام کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ (اور اب دوستوں کا یہ برتاؤ ہے مقام حیرت ہے......للمؤلف)''

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان، مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۳ نمبر ۱۶۶ ص ۱۰ کالم ۱،۲، مؤرخہ ۱۶؍جنوری ۱۹۳۶ء، خطبات محمود ج ۱۷ ص ۳۲،۳۳)

(۱۹) سوال وجواب

''پچھلے دنوں جب حکومت کے بعض افسروں نے ہمارے متعلق یہ کہنا شروع کیا کہ یہ حکومت کے غدار ہیں تو ہم نے اس کے متعلق ولایت میں ان پرانے افسروں کے پاس ذکر کیا جو ہمیں جانتے اور ہم سے اچھی طرح واقف ہیں۔ اس پر پارلیمنٹ کے بعض ممبروں نے وزراء سے سوال کئے اور انہوں نے یہاں سے دریافت کرایا تو انہوں نے جواب دیا کہ نہیں ہم تو انہیں بڑا وفادار سمجھتے ہیں۔ (غداری اور وفاداری کے نشیب وفراز قابل عبرت ہیں۔للمؤلف)''

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج ۲۶ نمبر ۹۶ ص ۱۱ کالم ۱، مؤرخہ ۲۷؍اپریل ۱۹۳۸ء، خطبات محمود ج ۱۹ ص ۲۷۱،۲۷۲)

(۲۰) سلطنت برطانیہ کا زوال

''مرزا قادیانی نے وہ کام تو کر دیا ہے جو آنے والے مسیح کے لئے مقرر تھا۔ اب آنے والے کے لئے کوئی اور کام باقی نہیں اور اس لئے کسی اور کے آنے کی ضرورت بھی باقی نہیں رہی۔ یہ بات بالکل عقل کے خلاف ہے کہ کسی کے لئے خدا تعالیٰ نے کوئی کام مقرر کیا ہو اور اسے دوسرا آکر کر جائے...... عیسائیت میں بھی تنزل کے آثار شروع ہوچکے ہیں اور عیسائیوں کا غلبہ مٹ رہا ہے۔ آج سے پچاس سال قبل کسی کو یہ خیال بھی نہیں ہوسکتا تھا کہ انگریز کبھی ہندوستان کو حقوق دے دیں گے۔ لیکن اب وہ آہستہ دے رہے ہیں۔ پھر ان کی تجارتی طاقت بھی ٹوٹ رہی ہے۔ کوئی زمانہ تھا کہ انگریز کہتے تھے ہم یورپ کی دو بڑی سے بڑی طاقتوں سے دوگنا بحری بیڑا رکھیں گے۔ اس زمانہ میں مرزا قادیانی نے پیش گوئی فرمائی۔

سلطنت برطانیہ تا ہشت سال   بعد ازاں آثار ضعف و اختلال

اس کے کچھ عرصہ بعد جب ملکہ وکٹوریہ فوت ہوئیں تو اس سلطنت میں آثار ضعف شروع ہوگئے۔ ہندوستان میں جو روآج نظر آرہی ہے، یہ دراصل جنگ ٹرانسوال کے زمانہ ہی میں شروع ہوگئی تھی۔ اس وقت ہندوستانیوں نے خیال کیا کہ اگر یہ تیس لاکھ انسان انگریزوں کو تنگ کر سکتے ہیں تو ہم کیوں نہیں کر سکتے۔ چنانچہ اسی وقت یہ کشمکش شروع ہوئی اور پھر روز بروز ضعف زیادہ ہی ہوتا چلا گیا۔''

(ارشاد مرزا محمود خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج ۱۷ نمبر ۶۹، مؤرخہ ۷؍مارچ ۱۹۳۰ء)

''خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس مجلس میں جس میں حاجی عبدالمجید صاحب نے یہ روایت بیان کی، میاں عبداللہ صاحب سنوری نے بیان کیا کہ میرے خیال میں یہ الہام اس زمانہ سے بھی پرانا ہے۔ حضرت صاحب نے خود مجھے اور حافظ حامد علی کو یہ الہام سنایا تھا اور مجھے الہام اس طرح پر یاد ہے۔

سلطنت برطانیہ تا ہفت سال   بعد ازاں باشد خلاف و اختلال

میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے تھے کہ دوسرا مصرع تو مجھے پتھر کی لکیر کی طرح یاد ہے کہ یہی تھا اور ہفت کا لفظ بھی یاد ہے۔ جب

یہ الہام ہمیں حضرت (مرزا قادیانی) نے سنایا تو اس وقت مولوی محمد حسین بٹالوی مخالف نہیں تھا۔ شیخ حامد علی نے اسے بھی جا سنایا۔ پھر جب وہ مخالف ہوا تو اس نے حضرت کے خلاف گورنمنٹ کو بدظن کرنے کے لئے اپنے رسالہ میں شائع کیا کہ مرزا قادیانی نے یہ الہام شائع کیا ہے...... خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس الہام کے مختلف معنی کئے گئے ہیں۔ بعضوں نے تاریخ الہام سے میعاد شمار کی ہے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ ملکہ وکٹوریہ کی وفات کے بعد سے اس کی میعاد شروع ہوتی ہے۔ کیونکہ ملکہ کے لئے حضرت نے بہت دعائیں کی تھیں۔ بعض اور معنی کرتے ہیں۔ میاں عبداللہ صاحب کہتے تھے کہ میرے نزدیک آغاز صدی بیسویں سے اس کی میعاد شروع ہوتی ہے۔ چنانچہ وہ کہتے تھے کہ واقعات اس کی تصدیق کرتے ہیں اور واقعات کے ظہور کے بعد ہی میں نے اس کے یہ معنے سمجھے ہیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ میرے نزدیک یہ معنی بھی ہوسکتے ہیں کہ حضرت صاحب کی وفات سے اس کی میعاد شمار کی جاوے۔ کیونکہ حضرت نے اپنی ذات کو گورنمنٹ برطانیہ کے لئے بطور حرز کے بیان کیا ہے۔ پس حرز کی موجودگی میں میعاد کا شمار کرنے میرے خیال میں درست نہیں۔ اس طرح جنگ عظیم کی ابتداء اور ہفت یا ہشت سالہ میعاد کا اختتام آپس میں مل جاتے ہیں۔ واللہ اعلم! خاکسار عرض کرتا ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ کے ہم لوگوں پر بڑے احسانات ہیں۔ ہمیں دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اسے فتنوں سے محفوظ رکھے۔‘‘

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص۶۱، ۶۲، روایت نمبر۹۴، جدید ج۱ حصہ اوّل ص۶۸، ۶۹، روایت نمبر۹۶)

(۲۱) نیشنل لیگ قادیان

’’اس زمانہ میں کامیابی کا رستہ حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح سولی پر چڑھنے کا رستہ ہے لیکن سوال یہ ہے کہ ہم میں سے جو لوگ دعویٰ کرتے ہیں، کیا وہ سولی پر چڑھنے کو تیار بھی ہوسکتے ہیں...... قید و بند کے مصائب جھیل سکتے ہیں۔ ماریں اور جوتیاں کھا سکتے ہیں۔ گالیاں سن سکتے ہیں۔ لٹھ کھانے کے لئے تیار ہیں یا اور کسی رنگ کے مصائب جو ان کے لئے مقدر ہیں، اٹھانے کو تیار ہیں۔ اگر تیار ہیں تو ان کے لئے کامیابی بھی یقینی ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کسی اور جماعت کو کھڑا کر دے گا۔ تم میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ اپنے وطن اور اپنی جان و مال کی قربانی کے لئے ہر وقت تیار رہے۔ کیونکہ یہی وہ چیز ہے جس سے اللہ تعالیٰ کامیابی کا رستہ کھولتا ہے اور اگر جماعت ان چیزوں کے لئے تیار نہیں تو وہ کبھی بھی کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکتی۔ خواہ لاکھ سال ریزولیوشنز پاس کرتی رہے۔ ریزولیوشنز سے نہ خدا خوش ہوسکتا ہے اور نہ اسکے بندے اور نہ کوئی معقول انسان انہیں مفید سمجھ سکتا ہے۔ اسی لئے میں نے توجہ دلائی تھی کہ دھواں دھار تقریروں کی بجائے اپنے آپ کو منظم کریں۔ میں نے ایک رستہ بتایا تھا اور وہ نیشنل لیگ کا رستہ ہے...... جن لوگوں کو قانونی لحاظ سے نیشنل لیگ میں شامل ہونے میں کوئی رکاوٹ نہیں، وہ اپنے نام لکھوا دیں۔ اس کے بعد اپنے اپنے ہاں سیاسی انجمنیں بنائیں اور مرکزی جماعت سے ان کا الحاق کریں اور اس کے بعد وہ باتیں جو میں پہلے بیان کر چکا ہوں ان پر عمل کریں۔‘‘

(مرزا محمود خلیفہ قادیان کی تقریر، الفضل قادیان ج۲۳ نمبر۴۵ ص۴ کالم ۱ تا ۳، مؤرخہ ۱۶؍اگست ۱۹۳۵ء، خطبات محمود ج۱۶ ص۴۸۴ تا ۴۸۶)

(۲۲) کابلی کارنامہ

’’گورنمنٹ بھی اچھی طرح جانتی ہے کہ ہم بزدل نہیں ہیں۔ اسے خوب معلوم ہے کہ کس طرح ہمارے آدمیوں نے کابل میں جانیں دیں۔ کیا ان واقعات کے بعد کوئی کہہ سکتا ہے کہ ہم موت سے ڈرتے ہیں۔ (سچ ہے، ڈرتے تو ایسے کام کیوں کرتے۔ للمؤلف) ایک یورپین کتاب میں لکھا ہے جو اس زمانہ میں وہاں (افغانستان میں) اٹلی کا انجینئر تھا کہ صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کو صرف اس لئے سنگسار کیا گیا تھا کہ وہ جہاد کے مخالف ہیں اور اس طرح گویا انگریزی حکومت کو طاقت پہنچاتے ہیں۔ پس جس قوم کے افراد انگریزوں کے

لئے جانیں دے سکتے ہیں، کیا وہ دین کی خاطر نہیں دے سکتے۔ (سخن دریں است۔ للمؤلف)''

(مرزا محمود خلیفہ قادیان کی تقریر، الفضل قادیان ج ۲۳ نمبر ۱۷ ص ۷ کالم ۱، ۲، مؤرخہ ۲۰ رجولائی ۱۹۳۵ء، خطبات محمود ج ۱۶ ص ۴۱۱، ۴۱۲)

''ہمارے آدمی کابل میں مارے گئے۔ محض اس لئے کہ وہ جہاد کرنے کے مخالف تھے۔ اٹلی کے ایک انجینئر نے جو حکومت افغانستان کا ملازم تھا۔ صاف لکھا ہے کہ امیر حبیب اللہ خان نے صاحبزادہ عبداللطیف کو اس لئے مروادیا کہ وہ جہاد کے خلاف تعلیم دے کر مسلمانوں کے شیرازہ کو بکھیرتا ہے۔ پس ہم نے اپنی جانیں اس لئے قربان کیں کہ انگریزوں کی جانیں بچیں مگر آج بعض حکام سے ہمیں یہ بدلا ملا ہے کہ ہم سے باغی اور شورش پسندوالا سلوک روا رکھا ہے۔''

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان، مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۵۴ ص ۱۲ کالم ۲، مؤرخہ یکم رنومبر ۱۹۳۴ء، خطبات محمود ج ۱۵ ص ۳۱۰)

''جماعت احمدیہ کلکتہ نے یہ خبر نہایت دکھ اور تکلیف سے سنی ہے کہ دو اور احمدی دربار کابل میں محض مذہبی اختلاف کی وجہ سے سنگسار کر دیئے گئے ہیں۔ تیس اور زیر حراست ہیں جو کہ اپنی بے رحم موت کا انتظار کر رہے ہیں۔ ہم حضور (وائسرائے) سے اپیل کرتے ہیں کہ آپ افغانستان کے اس وحشیانہ فعل پر مداخلت فرمائیں۔ اسلام ہرگز ایسی خلاف انسانیت باتوں کی اجازت نہیں دیتا۔ اگر انسانی ضمیر کی آزادی کی حفاظت افغانستان میں نہ کی گئی تو یقیناً ایسے ہی ظالمانہ، وحشیانہ افعال کا اس کے ہمسایہ ملک ہندوستان میں ہونے کا ڈر ہے۔''

(الفضل قادیان ج ۱۲ نمبر ۹۷ ص ۶ کالم ۳، مؤرخہ ۵ رمارچ ۱۹۲۵ء)

(۲۳) قدرتی بات

''یہ قدرتی بات ہے کہ ہمارے وعظوں، لیکچروں، کتابوں، اخباروں اور رسالوں میں چونکہ بار بار یہ ذکر آتا ہے کہ انگریز عادل ومنصف ہیں اور وہ اپنی رعایا کے تمام فرقوں سے حسن سلوک کرتے ہیں اور امن کو قائم رکھتے ہیں۔ اس لئے غیرممالک کے احمدی بھی ہمارے لٹریچر سے متاثر ہوکر کہتے ہیں کہ گو ہم انگریزوں کے ماتحت نہیں لیکن چونکہ ہمارا مرکز ان کی تعریف کرتا ہے۔ اس لئے وہ برے نہیں بلکہ منصف مزاج حکمران ہیں۔ اس ذریعہ سے ہزاروں آدمی امریکہ میں، ہزاروں آدمی ڈچ انڈیز میں اور ہزاروں آدمی باقی غیرممالک میں ایسے تھے جو گو اپنی اپنی حکومتوں کے وفادار تھے۔ مگر انگریزوں کے متعلق بھی کلمہ خیر کہا کرتے تھے۔ امریکہ جسے کسی وقت جرمن ایجنٹوں نے انگریزی گورنمنٹ کے خلاف کرنے کے لئے اپنی تمام کوششیں صرف کر دی تھیں، وہاں احمدی ہی تھے جو اپنی جماعت کا لٹریچر پڑھنے سے جس میں انگریزوں کی تعریف ہوتی، آپ ہی آپ ان خیالات کا ازالہ کرتے تھے۔''

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان، مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۳ نمبر ۳۱ ص ۵ کالم ۳، مؤرخہ ۶ راگست ۱۹۳۵ء، خطبات محمود ج ۱۶ ص ۴۶۳)

(۲۴) ایجنٹ

''ایسی حالت میں جب لوگوں پر یہ اثر تھا کہ احمدی انگریزی قوم کے ایجنٹ ہیں تو تعلیم یافتہ طبقہ کی اکثریت ہماری باتیں سننے کے لئے تیار نہیں تھی۔ وہ سمجھتے تھے کہ گویہ مذہب کے نام سے تبلیغ کرتے ہیں مگر دراصل انگریزوں کے ایجنٹ ہیں۔''

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان مندرجہ الفضل قادیان ج ۲۳ نمبر ۳۱ ص ۷ کالم ۴، مؤرخہ ۶ راگست ۱۹۳۵ء، خطبات محمود ج ۱۶ ص ۴۷۰)

''دنیا ہمیں انگریزوں کا ایجنٹ سمجھتی ہے۔ چنانچہ جب جرمنی میں احمدیہ عمارت کے افتتاح کی تقریب میں ایک جرمن وزیر نے شمولیت کی تو حکومت نے اس سے جواب طلب کیا کہ کیوں تم ایسی جماعت کی کسی تقریب میں شامل ہوئے جو انگریزوں کی ایجنٹ ہے۔ لیکن

دوسری طرف حکومت ہم سے یہ سلوک کرتی ہے کہ کہتی ہے تم مرزا محمود احمد سول نافرمانی کرنے والے ہو اور جب یہ واقعات کسی عقلمند کے سامنے پیش ہوں گے تو وہ تسلیم کرے گا کہ حکومت کا یہ رویہ صحیح نہیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان، مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۴۵ ص ۱۲ کالم ۳، مؤرخہ یکم رنومبر ۱۹۳۴ء، خطبات محمود ج ۱۵ ص ۳۱۰، ۳۱۱)

(۲۵) پنڈت جواہر لال نہرو

’’پھر یہ خیال کہ جماعت احمدیہ انگریزوں کی ایجنٹ ہے۔ لوگوں کے دلوں میں اس قدر راسخ تھا کہ بعض بڑے بڑے سیاسی لیڈروں نے مجھ سے سوال کی کہ ہم علیحدگی میں آپ سے پوچھتے ہیں کیا یہ صحیح ہے کہ آپ کا انگریزی حکومت سے اس قسم کا تعلق ہے۔ ڈاکٹر سید محمود جو اس وقت کانگریس کے سیکرٹری ہیں، ایک دفعہ قادیان آئے اور انہوں نے بتایا کہ پنڈت جواہر لعل صاحب نہرو جو یورپ کے سفر سے واپس آئے تو انہوں نے اسٹیشن پر اتر کر جو باتیں سب سے پہلے کیں، ان میں سے ایک یہ تھی کہ میں نے اس سفر یورپ سے یہ سبق حاصل کیا ہے کہ اگر انگریزی حکومت کو ہم کمزور کرنا چاہتے ہیں تو ضروری ہے کہ اس سے پہلے احمدیہ جماعت کو کمزور کیا جائے جس کے معنی یہ ہیں کہ ہر شخص کا یہ خیال تھا کہ احمدی جماعت انگریزوں کی نمائندہ اور ان کی ایجنٹ ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان، مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۳ نمبر ۳۱ ص ۷، ۸ کالم ۱ تا ۴، مؤرخہ ۶ راگست ۱۹۳۵ء، خطبات محمود ج ۱۶ ص ۴۷۰، ۴۷۱)

(۲۶) انقلاب

’’موجودہ زمانہ کو انقلاب کا دور کہا جاتا ہے۔ سورج ہر روز ایک نئے انقلاب کی خبر لے کر طلوع ہوتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود بعض انقلابات ایسے ہوتے ہیں جو دنیا کو محو حیرت کر دیتے ہیں۔ گزشتہ ماہ لاہور میں پنڈت جواہر لال نہرو کا قادیانی استقبال اسی قسم کا ایک حیرت انگیز انقلاب ہے...... ۲۹ رمئی کو جب پنڈت جواہر لال نہرو صدر کانگریس لاہور تشریف لائے تو قادیانی جماعت کی طرف سے ان کا شاندار استقبال ہوا۔ ’’الفضل‘‘ میں اس کی تفصیل بصد فخر نمایاں طریق پر ’’فخر وطن پنڈت جواہر لال نہرو کا لاہور میں شاندار استقبال‘‘ کے عنوان سے شائع کی گئی۔‘‘ (پیغام صلح لاہور ج ۲۴ نمبر ۴۰ ص ۳ کالم ۱، مؤرخہ ۲۳ رجون ۱۹۳۶ء)

(۲۷) فخر وطن پنڈت جواہر لال نہرو کا لاہور میں شاندار استقبال آل انڈیا نیشنل لیگ کی طرف سے

’’(الفضل کے خاص رپورٹر کے قلم سے) لاہور ۲۹ راپریل آج حسب پروگرام پنڈت جواہر لال صاحب نہرو لاہور تشریف لائے۔ پنجاب پراونشل کانگریس کمیٹی کی خواہش پر (قادیانی جماعت کی) آل انڈیا نیشنل لیگ کورز کی طرف سے آپ کے استقبال کا انتظام کیا گیا تھا۔ چونکہ کانگریس نے صرف پانچ صد والنٹیئروں کی خواہش کی تھی۔ اس لئے قادیان سے تین صد اور سیالکوٹ سے دوصد کے قریب والنٹیئر ۲۸ رمئی کو لاہور پہنچ گئے۔ قادیان کی کور دس بجے شام یہاں پہنچی۔ گاڑی کے آنے پر جناب صدر آل انڈیا نیشنل لیگ اور قائداعظم آل انڈیا نیشنل لیگ کورز موجود تھے۔ پولیس کا بھی زبردست مظاہرہ تھا۔ کانسٹیبلوں کی بہت بڑی تعداد کے علاوہ پولیس کے بڑے بڑے افسر بھی موجود تھے۔ قادیان سے کارخاص کے سپاہی ساتھ آئے اور عصر تک ساتھ رہے۔ احمدیہ ہوسٹل میں جہاں قیام کا انتظام تھا، جناب شیخ بشیر احمد صاحب (قادیانی) ایڈووکیٹ لاہور صدر آل انڈیا نیشنل لیگ نے ایک مختصر مگر برمحل اور برجستہ تقریر کی جس میں بتایا کہ آج ہم اپنے عمل سے یہ ثابت کرنے کے لئے آئے ہیں کہ آزادی وطن کی خواہش میں ہم کسی سے پیچھے نہیں ہیں اور ہم نے نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام دنیا سے ظلم اور

ناانصافی کومٹانا ہےاور صحیح سیاسیات کی بنیاد رکھنی ہے۔آپ لوگ اس موقع پر کسی صورت میں کوئی ایسی حرکت نہ کریں جو سلسلہ کے لئے کسی طرح کی بدنامی کا موجب ہو۔علی الصبح ۶ر بجے تمام باوردی والنٹیرز باقاعدہ مارچ کرتے ہوئے ریلوے اسٹیشن پر پہنچ گئے۔ یہ نظارہ حد درجہ جاذب توجہ اور روح پرور تھا۔ ہر شخص کی آنکھیں اس طرف اٹھ رہی تھیں۔استقبال کا تقریباً تمام انتظام کور ہی کر رہی تھی اور کوئی آرگنائزیشن اس موقع پر نہ تھی۔سوائے کانگریس کے ڈیڑھ دودرجن والنٹیر وں کے اسٹیشن سے لے کر جلسہ گاہ تک اور پلیٹ فارم پر انتظام کے لئے ہمارے والنٹیر زموجود رہے۔ پلیٹ فارم پر جناب چوہدری اسداللہ خان صاحب (قادیانی) بیرسٹرایم.ایل.سی قائداعظم آل انڈیا نیشنل لیگ کورز بہ نفس نفیس موجود تھےاور باہر جہاں آکر پنڈت جی نے کھڑا ہونا تھا، شیخ صاحب موجود تھے۔ہجوم بہت زیادہ تھا۔ بالخصوص پنڈت جی کی آمد کے وقت مجمع میں بےحد اضافہ ہوگیا اور لوگوں نے صفوں کو توڑنے کی کوشش کی مگر ہمارے والنٹیر وں نے قابل تعریف ضبط اور نظم سے کام لیا اور حلقہ کو قائم رکھا۔ پنڈت جی کے اسٹیشن سے باہر آنے پر جناب شیخ بشیر احمد صاحب (قادیانی) ایڈووکیٹ صدر آل انڈیا نیشنل لیگ نے لیگ کی طرف سے آپ کے گلے میں ہار ڈالا۔کور کی طرف سے حسب ذیل ماٹو جھنڈیوں پر خوبصورت سے آویزاں تھے:

1- ***Beloved of the nation welcome you.***

2- ***We join in Civil Liberties Union.***

3- ***Long live Jawaher Lal.***

کور کا مظاہرہ ایسا شاندار تھا کہ ہر شخص اس کی تعریف میں رطب اللسان تھا اور لوگ کہہ رہے تھے کہ ایسا شاندار نظارہ لاہور میں کم دیکھنے میں آیا ہے۔کانگریسی لیڈر کور کے ضبط اور ڈسپلن سے حد درجہ متاثر تھے اور بار بار اس کا اظہار کر رہے تھے۔حتیٰ کہ ایک لیڈر نے جناب شیخ صاحب سے کہا کہ اگر آپ لوگ ہمارے ساتھ شامل ہو جائیں تو یقیناً ہماری فتح ہوگی۔ پنڈت جی کے قیام گاہ کی طرف تشریف لے جانے پر کورز باقاعدہ مارچ کرتے ہوئے احمدیہ ہوسٹل میں آئیں اور وہاں جناب شیخ صاحب نے پھر ایک تقریر کی جس میں کور والوں کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کیا اور بتایا کہ آپ لوگ ہمیشہ اس بات کو پیش نظر رکھیں کہ دنیا میں انصاف قائم کرنے اور ظلم و ناانصافی کو مٹانے کے لئے ہر قربانی کرنا آپ کا فرض ہے۔احمدیہ ہوسٹل میں کھانے کا بہت اچھا انتظام تھا۔جس کے مہتمم بابو غلام محمد صاحب تھے۔ ماسٹر نذیر احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ احمدیہ ہوسٹل نے بھی مہمانوں کی آسائش کے لئے بہت کوشش کی۔قادیان کی کورز ۲۹ کو ۹ بجے کی گاڑی سے واپس پہنچ گئیں۔" (الفضل قادیان ج ۲۳ نمبر ۲۷۸ ص ۲ کالم ۱ تا ۴، مؤرخہ ۳۱ر مئی ۱۹۳۶ء)

(۲۸) استقبال کی وجہ

"اگر پنڈت جواہر لال صاحب نہرو اعلان کر دیتے کہ احمدیت کو مٹانے کے لئے وہ اپنی تمام طاقت خرچ کر دیں گے جیسا کہ احرار نے کیا ہوا ہے تو اس قسم کا استقبال بے غیرتی ہوتا۔لیکن اگر اس کے برخلاف یہ مثال موجود ہو کہ قریب کے زمانہ میں ہی پنڈت صاحب نے ڈاکٹر اقبال صاحب کے ان مضامین کا رد لکھا ہے جو انہوں نے احمدیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ قرار دیئے جانے کے لئے لکھے تھے اور نہایت عمدگی سے ثابت کیا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے احمدیت پر اعتراض اور احمدیوں کو علیحدہ کرنے کا سوال بالکل نامعقول اور خود ان کے گزشتہ رویہ کے خلاف ہے تو ایسے شخص کا جب کہ وہ صوبے میں مہمان کی حیثیت سے آ رہا ہو، ایک سیاسی انجمن کی طرف سے استقبال بہت اچھی بات ہے۔" (خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان، مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۳ نمبر ۲۸۷ ص ۴ کالم ۳،۴، مؤرخہ ۱۱ر جون ۱۹۳۶ء، خطبات محمود ج ۱۷ ص ۳۵۸)

(۲۹) قادیانی جماعت کی بے راہ روی

(عنوان، پیغام صلح لاہور)

''۲۹؍مئی ۱۹۳۶ء کو پنڈت جواہر لال نہرو صاحب صدر کانگریس لاہور تشریف لائے تو مختلف حلقوں کی طرف سے اسٹیشن پر آپ کا شاندار استقبال کیا گیا۔ اس استقبال کی نمایاں اور حیرت انگیز خصوصیت تقریباً پانچ سو قادیانی رضا کاروں کی موجودگی تھی جو قادیان سے زیر قیادت چوہدری اسد اللہ خان صاحب (قادیانی) ممبر پنجاب کونسل (برادر چوہدری سر ظفر اللہ خاں صاحب) لائے گئے تھے۔ اخبارات کے بیان کے مطابق یہ رضا کار خاکی وردی میں ملبوس تھے۔ ان کے ہاتھوں میں پولیس والوں کی طرح لمبی لمبی لاٹھیاں تھیں اور ان کو مجمع پر کنٹرول رکھنے کے لئے کانگریسی رضا کاروں کے پہلو بہ پہلو قطاریں باندھ کر کھڑا کیا گیا تھا تو انہوں نے اس انتظام میں غیر معمولی جوش اور دلچسپی سے حصہ لیا۔ پنڈت جی کے استقبال میں قادیانی رضا کاروں کی شرکت پر طرح طرح کی خیال آرائیاں اور چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔ زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ جناب خلیفہ قادیان کانگریس کے اشد ترین مخالف تھے اور قادیانی حضرات نے کانگریس کے مقابلہ میں حکومت کی امداد کی اور کار خاص کی خدمات انجام دیں۔ آج وہ کانگریس کے ایک انتہاء پسند اور اشترا کی خیالات رکھنے والے صدر کے استقبال میں حصہ لے رہے ہیں۔ افسوس قادیانیوں نے اپنے اصل کام تبلیغ اسلام وخدمت دین کو پس پشت پھینک دیا اور سیاسیات میں نہایت بھونڈے طریق سے حصہ لینا شروع کر دیا جس کا نتیجہ موجودہ بے راہ روی ہے۔'' (پیغام صلح لاہور ج۲۴ نمبر۳۵، مؤرخہ ۳؍جون ۱۹۳۶ء)

(۳۰) قادیانی بے وقعتی

''معزز معاصر پارس (۲۷؍ستمبر ۱۹۴۱ء لاہور) ڈلہوزی کے اس واقعہ کے متعلق جس میں مسلح پولیس نے حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی کوٹھی پر کئی گھنٹے تک قبضہ کئے رکھا، لکھتا ہے: مرزا بشیر الدین محمود صاحب امیر جماعت احمدیہ تبدیل آب وہوا کے لئے ڈلہوزی میں تشریف فرما تھے کہ پچھلے دنوں ان کے ساتھ ایک حد درجہ رنج دہ اور افسوسناک واقعہ پیش آیا۔ مرزا محمود قادیانی موصوف نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲؍ستمبر ۱۹۴۱ء میں واقعہ مذکور کی جو تفصیل بیان کی ہے، اس کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ڈلہوزی کی پولیس نے انتہائی غیر ذمہ داری کا ثبوت دیتے ہوئے تقریباً سات گھنٹے تک خلیفہ صاحب کے بنگلہ کا نہ صرف خلاف قانون محاصرہ کئے رکھا، بلکہ چند سپاہی ان کے مکان کے اندر داخل ہو کر ڈرائنگ روم اور برآمدے میں ڈیرہ ڈالے پڑے رہے۔ حتیٰ کہ مرزا (محمود) قادیانی کے بیان کے مطابق ایک سپاہی نے زنانے میں گھسنے کی کوشش کی لیکن پولیس کے اشتعال انگیز رویہ کے باوجود مرزا قادیانی کے ذاتی اثر کی بدولت کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا...... ایک مذہبی پیشوا کی حیثیت سے مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو ملک میں جو قابل رشک پوزیشن حاصل ہے۔ اس سے ہر شخص واقف ہے۔ جماعت احمدیہ کے ہر فرد کے لئے ان کا لفظ حکم کا درجہ رکھتا ہے۔ وہ ایک ایسی جماعت کے امیر ہیں، جس کے بانی نے (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی نے) بادشاہ وقت کی اطاعت کو ایک اصول کا درجہ دیا۔ حکومت برطانیہ کی وفاداری اور اس سے دوستی کو جماعت مذکور نے اپنا فرض قرار دیا جس کے لئے اسے اپنے ہم وطنوں کے طعن وتشنیع برداشت کرنے پڑے۔ (ایں ہم اندر عاشقی بالائے غم ہائے دگر...... للمؤلف) گزشتہ اور موجودہ جنگ میں مرزا قادیانی اور ان کے پیروکاروں نے حکومت کی مالی اور بھرتی کے سلسلے میں جو مدد کی، وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ ان کے ساتھ حکومت کے کارندوں کی طرف سے جو نامناسب سلوک روا رکھا گیا ہے، وہ اس قابل نہیں کہ جسے آسانی سے نظر انداز کیا جا سکے۔ (نیاز مند جو ممنون احسان ہوں ان کو شکوہ شکایت کا حق کم رہتا ہے۔ للمؤلف)'' (الفضل قادیان ج۲۹ نمبر۲۲۴، مؤرخہ یکم؍اکتوبر ۱۹۴۱ء)

فصل چودھویں

قادیانی صاحبان اور مسلمان سیاست ومملکت

(الف) قادیانی فرقہ

(۱) نیا فرقہ

’’چونکہ مسلمانوں کا ایک نیا فرقہ جس کا پیشوا اور امام اور پیر یہ راقم ہے، پنجاب اور ہندوستان کے اکثر شہروں میں زور سے پھیلتا جاتا ہے اور بڑے بڑے تعلیم یافتہ مہذب اور معزز عہدہ دار اور نیک نام رئیس اور تاجر پنجاب اور ہندوستان کے اس فرقہ میں داخل ہوتے جاتے ہیں اور عموماً پنجاب کے شریف مسلمانوں کے نوتعلیم یاب جیسے بی.اے اور ایم.اے اس فرقہ میں داخل ہیں اور داخل ہورہے ہیں اور یہ ایک گروہ کثیر ہوگیا ہے...... اس لئے میں نے قرین مصلحت سمجھا کہ اس فرقہ جدیدہ اور نیز اپنے تمام حالات سے جو اس فرقہ کا پیشوا ہوں، حضور لیفٹیننٹ گورنر بہادر کو آگاہ کروں۔‘‘ (درخواست بحضور نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ مندرجہ تبلیغ رسالت ج۷ ص۷، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۸، جدید مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۱۸۸، ملحقہ کتاب البریہ ص۱، خزائن ج۱۳ ص۳۳۷)

’’میں زور سے کہتا ہوں اور میں دعوے سے گورنمنٹ کی خدمت میں اعلان دیتا ہوں کہ باعتبار مذہبی اصول کے مسلمانوں کے تمام فرقوں میں سے گورنمنٹ کا اوّل درجہ کا وفادار اور جانثار یہی نیا فرقہ ہے جس کے اصولوں میں سے کوئی اصول گورنمنٹ کے لئے خطرناک نہیں۔‘‘ (تبلیغ رسالت ج۷ ص۱۳، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۱۵، جدید مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۱۹۳، کتاب البریہ ص۷، خزائن ج۱۳ ص۳۴۳)

’’میں گورنمنٹ عالیہ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ فرقہ جدیدہ جو برٹش انڈیا کے اکثر مقامات میں پھیل گیا ہے، جس کا پیشوا اور امام ہوں، گورنمنٹ کے لئے ہرگز خطرناک نہیں ہے اور اس کے اصول ایسے پاک اور صاف اور امن بخش اور صلح کاری کے ہیں کہ تمام اسلام کے موجودہ فرقوں میں اس کی نظیر گورنمنٹ کو نہیں ملے گی...... میرے اصولوں اور اعتقادوں اور ہدایتوں میں کوئی امر جنگ جوئی اور فساد کا نہیں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے، ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے۔ کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔‘‘ (تبلیغ رسالت ج۷ ص۱۶،۱۷، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۱۸،۱۹، جدید مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۱۹۵،۱۹۶، کتاب البریہ ص۱۰،۱۱، خزائن ج۱۳ ص۳۴۶،۳۴۷)

’’چوتھی گزارش یہ ہے کہ جس قدر لوگ میری جماعت میں داخل ہیں، اکثر ان میں سے سرکار انگریزی کے معزز عہدوں پر ممتاز اور یا اس ملک کے نیک نام رئیس اور ان کے خدام اور احباب اور یا تاجر اور وکلاء اور یا نوتعلیم یافتہ انگریزی خواں اور یا ایسے نیک نام علماء اور فضلاء اور دیگر شرفاء ہیں جو کسی وقت سرکار انگریزی کی نوکری کر چکے ہیں یا اب نوکری پر ہیں یا ان کے اقارب اور رشتہ دار اور دوست ہیں جو اپنے بزرگ مخدوموں سے اثر پذیر ہیں اور یا سجادہ نشینان غریب طبع۔ غرض یہ ایک ایسی جماعت ہے جو سرکار انگریزی کی نمک پروردہ اور نیک نامی حاصل کردہ اور مورد مراحم گورنمنٹ ہیں اور یا وہ لوگ جو میرے اقارب یا خدام میں سے ہیں ان کے علاوہ ایک بڑی تعداد علماء

کی ہے جنہوں نے میری اتباع میں اپنے وعظوں سے ہزاروں دلوں میں گورنمنٹ کے احسانات جما دیئے ہیں اور میں مناسب دیکھتا ہوں کہ ان میں سے اپنے چند مریدوں کے نام بطور نمونہ آپ کے ملاحظہ کے لئے ذیل میں لکھ دوں۔''

(تبلیغ رسالت ج۷ص۱۸، مجموعہ اشتہارات ج۳ص۲۰، جدید مجموعہ اشتہارات ج۲ص۱۹۷، کتاب البریہ ص۱۲، خزائن ج۱۳ص۳۴۸، ۳۴۹)

(۲) خود کاشتہ پودا

''میرا اس درخواست سے جو حضور کی خدمت میں مع اسماء مریدین روانہ کرتا ہوں، مدعا یہ ہے کہ اگرچہ میں ان خدمات خاصہ کے لحاظ سے جو میں نے اور میرے بزرگوں نے محض صدق دل اور اخلاص اور جوش وفاداری سے سرکار انگریزی کی خوشنودی کے لئے کی ہیں، عنایت خاص کا مستحق ہوں ......صرف یہ التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جاں نثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں۔ اس خود کاشتہ پودا کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے۔ لہٰذا ہمارا حق ہے کہ ہم خدمات گزشتہ کے لحاظ سے سرکار دولت مدار کی پوری عنایات اور خصوصیت توجہ کی درخواست کریں تا ہر ایک شخص بے وجہ ہماری آبروریزی کے لئے دلیری نہ کر سکے۔

اب کسی قدر اپنی جماعت کے نام ذیل میں لکھتا ہوں:

۱...... خاں صاحب نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ جن کے خاندان کی خدمات گورنمنٹ عالیہ کو معلوم ہیں، وغیرہ۔ (اس فہرست میں ۳۱۶ مریدوں کے نام درج ہیں۔ للمؤلف)''

(تبلیغ رسالت ج۷ص۱۹، ۲۰، مجموعہ اشتہارات ج۳ص۲۰تا۲۲، جدید مجموعہ اشتہارات ج۲ص۱۹۷، ۱۹۸، کتاب البریہ ص۱۲، ۱۳، خزائن ج۱۳ص۳۴۹، ۳۵۰)

(۳) یاد رہے

''یاد رہے کہ مسلمانوں کے فرقوں میں سے یہ فرقہ جس کا خدا نے مجھے امام اور پیشوا اور رہبر مقرر فرمایا ہے، ایک بڑا امتیازی نشان اپنے ساتھ رکھتا ہے اور وہ یہ کہ اس فرقہ میں تلوار کا جہاد بالکل نہیں اور نہ اس کی انتظار ہے۔ بلکہ یہ مبارک فرقہ نہ ظاہر طور پر اور نہ پوشیدہ طور پر جہاد کی تعلیم کو ہرگز جائز نہیں سمجھتا اور قطعاً اس بات کو حرام جانتا ہے۔''

(تبلیغ رسالت ج۹ص۸۲، مجموعہ اشتہارات ج۳ص۳۵۷، جدید مجموعہ اشتہارات ج۲ص۴۶۷، تریاق القلوب ص۱، خزائن ج۱۵ص۵۱۷، ۵۱۸)

''اس جہاد کے برخلاف نہایت سرگرمی سے میرے پیرو فاضل مولویوں نے ہزاروں آدمیوں میں تعلیم کی ہے اور کر رہے ہیں جس کا بہت بڑا اثر ہوا ہے۔''

(تبلیغ رسالت ج۷ص۱۸، مجموعہ اشتہارات ج۳ص۱۹، جدید مجموعہ اشتہارات ج۲ص۱۹۶، کتاب البریہ ص۱۲، خزائن ج۱۳ص۳۴۸ حاشیہ)

''میں نے صدہا کتابیں جہاد کے مخالف تحریر کر کے عرب اور مصر اور بلاد شام اور افغانستان میں گورنمنٹ کی تائید میں شائع کیں

ہیں۔کیا آپ نے بھی ان ملکوں میں کوئی ایسی کتاب شائع کی۔ باوجوداس کے میری یہ خواہش نہیں کہ اس خدمت گزاری کی گورنمنٹ کو اطلاع کروں یااس سے کچھ صلہ مانگوں جوانصاف کی رو سے اعتقاد تھا، وہ ظاہر کردیا۔‘‘

(تبلیغ رسالت ج۴ص۴۶، مجموعہ اشتہارات ج۲ص۱۸۰، جدید مجموعہ اشتہارات ج۱ص ۵۱۸ حاشیہ)

(۴) یہ تو سوچو

’’میں اس گورنمنٹ کی کوئی خوشامد نہیں کرتا جیسا کہ نادان لوگ خیال کرتے ہیں۔ نہ اس سے کوئی صلہ چاہتا ہوں بلکہ میں انصاف اورایمان کی رو سے اپنا فرض دیکھتا ہوں کہ اس گورنمنٹ کی شکرگزاری کروں اوراپنی جماعت کواطاعت کے لئے نصیحت کرتا رہوں۔سویادرکھواورخوب یادرکھو کہ ایسا شخص میری جماعت میں داخل نہیں رہ سکتا جواس گورنمنٹ کے مقابلہ پرکوئی باغیانہ خیال دل میں رکھے اور میرے نزدیک یہ سخت بدذاتی ہے کہ جس گورنمنٹ کے ذریعہ سے ہم ظالموں کے پنجے سے بچائے جاتے ہیں اوراس کے زیرسایہ ہماری جماعت ترقی کررہی ہے۔اس کے احسان کے ہم شکرگزار نہ ہوں ...... یہ تو سوچو کہ اگرتم اس گورنمنٹ کے سایہ سے باہر نکل جاؤ تو پھرتمہارا ٹھکانا کہاں ہے۔ایسی سلطنت کا بھلا نام تو لو جو تمہیں اپنی پناہ میں لے لے گی۔ ہرایک اسلامی سلطنت تمہارے قتل کرنے کے لئے دانت پیس رہی ہے۔کیونکہ ان کی نگاہ میں تم کافراورمرتد ٹھہر چکے ہو۔سوتم اس خداداد نعمت کی قدر کرواورتم یقیناً سمجھ لوکہ خداتعالیٰ نے سلطنت انگریزی تمہاری بھلائی کے لئے ہی اس ملک میں قائم کی ہےاوراگراس سلطنت پرکوئی آفت آئے تو وہ آفت تمہیں بھی نابود کردے گی۔ یہ مسلمان لوگ جواس فرقہ احمدیہ کے مخالف ہیں،تم ان کے علماء کے فتوے سن چکے ہو۔یعنی یہ کہ تم ان کے نزدیک واجب القتل ہواوران کی آنکھ میں ایک کتا بھی رحم کے لائق ہےمگرتم نہیں ہو۔تمام پنجاب اور ہندوستان کے فتوے بلکہ تمام ممالک اسلامیہ کے فتویٰ تمہاری نسبت یہ ہیں کہ تم واجب القتل ہو......سویہی انگریز ہیں جن کولوگ کافرکہتے ہیں جوتمہیں ان خونخوار دشمنوں سے بچاتے ہیں اوران کی تلوار کے خوف سےتم قتل کئے جانے سے بچے ہوئے ہو۔ ذراکسی اور سلطنت کے زیرسایہ رہ کر دیکھ لوکہ تم سے کیا سلوک کیا جاتا ہے۔سوانگریزی سلطنت تمہارے لئے ایک رحمت ہے۔تمہارے لئے ایک برکت ہےاورخدا کی طرف سےتمہاری وہ سپر ہے۔ پس تم دل وجان سے اس سپر کی قدر کرواورتمہارے مخالف جومسلمان ہیں، ہزارہا درجہ ان سے انگریز بہتر ہیں۔ کیونکہ وہ تمہیں واجب القتل نہیں سمجھتے۔وہ تمہیں بےعزت کرنانہیں چاہتے۔‘‘

(’’اپنی جماعت کے لئے ضروری نصیحت‘‘ازمرزاقادیانی مندرجہ تبلیغ رسالت ج۱۰ص۱۲۳،۱۲۴، مجموعہ اشتہارات ج۳ص۵۸۳،۵۸۴، جدید مجموعہ اشتہارات ج۲ص۷۰۹)

(۵) زمانہ کی نزاکت

’’اس کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے اس ارشاد پر بھی خاص طور پر دھیان دیا جائے جوحضور نے زمانہ کی نزاکت اور حالات کی روکو دیکھتے ہوئے مجلس مشاورت پرفرمایا تھا۔یعنی یہ کہ جواحباب بندق کالائسنس حاصل کرسکتے ہیں، وہ لائسنس حاصل کریں اور جہاں جہاں تلوار رکھنے کی اجازت ہے، وہ تلوار رکھیں۔لیکن جہاں اس کی اجازت نہ ہو، وہاں لاٹھی ضروررکھی جائے اورپھر جہاں تک ممکن ہوان ہتھیاروں کا استعمال بھی سیکھنا چاہئے اوراس کے علاوہ دیگرفنون جنگ بھی جوقانوناً ممنوع نہ ہوں، پوری توجہ اوردلی انہماک سے سیکھنے چاہئیں۔‘‘ (الفضل قادیان ج۱۸ نمبر۱۰ص۳ کالم۳،مؤرخہ ۲۲؍جولائی ۱۹۳۰ء)

(ب) ہندوستان

(۶) خیر خواہی

''چونکہ قرین مصلحت ہے کہ سرکار انگریزی کی خیر خواہی کے لئے ایسے نافہم مسلمانوں کے نام بھی نقشہ جات میں درج کئے جائیں جو در پردہ اپنے دلوں میں برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتے ہیں...... لہٰذا یہ نقشہ اسی غرض کے لئے تجویز کیا گیا کہ تا اس میں ان ناحق شناس لوگوں کے نام محفوظ رہیں جو ایسی باغیانہ سرشت کے آدمی ہیں۔ اگرچہ گورنمنٹ کی خوش قسمتی سے برٹش انڈیا میں مسلمانوں میں ایسے بہت ہی تھوڑے ہیں جو ایسے مفسدانہ عقیدہ کو اپنے دل میں پوشیدہ رکھتے ہوں۔ لیکن چونکہ اس امتحان کے وقت بڑی آسانی سے ایسے لوگ معلوم ہو سکتے ہیں جن کے نہایت مخفی ارادے گورنمنٹ کے برخلاف ہیں۔ اس لئے ہم نے اپنے محسن گورنمنٹ کی پولیٹکل خیر خواہی کی نیت سے اس مبارک تقریب پر یہ چاہا کہ جہاں تک ممکن ہو، ان شریر لوگوں کے نام ضبط کئے جائیں جو اپنے عقیدہ سے اپنی مفسدانہ حالت کو ثابت کرتے ہیں...... لیکن ہم گورنمنٹ میں بادب اطلاع کرتے ہیں کہ ایسے نقشے ایک پولیٹکل راز کی طرح اس وقت تک ہمارے پاس محفوظ رہیں گے جب تک گورنمنٹ ہم سے طلب کرے اور ہم امید رکھتے ہیں کہ ہمارے گورنمنٹ حکیم مزاج بھی ان نقشوں کو ایک ملکی راز کی طرح اپنے کسی دفتر میں محفوظ رکھے گی...... ایسے لوگوں کے نام معہ پتہ ونشان یہ ہیں۔''

(از مرزا قادیانی بعنوان ''قابل توجہ گورنمنٹ'' مندرجہ تبلیغ رسالت ج۵ ص۱۱،۱۲، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۲۲۷،۲۲۸، جدید، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۵۵۵)

(۷) شکایت وعنایت

''اب میں اس گورنمنٹ محسنہ کے زیر سایہ ہر طرح سے خوش ہوں صرف ایک رنج اور درد وغم ہر وقت مجھے لاحق حال ہے جس کا استغاثہ پیش کرنے کے لئے اپنی محسن گورنمنٹ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اس ملک کے مولوی مسلمان اور ان کی جماعتوں کے لوگ حد سے زیادہ مجھے ستاتے اور دکھ دیتے ہیں۔ میرے قتل کے لئے ان لوگوں نے فتوے دیئے ہیں۔ مجھے کافر اور بے ایمان ٹھہرایا ہے اور بعض ان میں سے حیا اور شرم کو ترک کر کے اس قسم کے اشتہار میرے مقابل پر شائع کرتے ہیں کہ یہ شخص اس وجہ سے بھی کافر ہے کہ اس نے انگریزی سلطنت کو سلطنت روم پر ترجیح دی ہے اور ہمیشہ سلطنت انگریزی کی تعریف کرتا ہے۔''

(''حضور گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست'' مندرجہ تبلیغ رسالت ج۸ ص۵۳، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۱۴۳، جدید مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۳۵۷)

(۸) مسلمان اور قادیانی صاحبان

''آج سے کچھ سال پہلے مسلمانوں میں سے وہ طبقہ جو علماء کے قبضہ میں تھا گو وہ عملاً امن پسند تھا اور گورنمنٹ کے راستہ میں کسی قسم کی رکاوٹیں نہ ڈالتا تھا، مگر علماء کی تعلیم کے ماتحت وہ اس امر کو بالکل پسند نہیں کرتا تھا کہ کوئی شخص عقیدۃً اس امر کو تسلیم کرے کہ کسی غیر مذہب کی حکومت کے نیچے مسلمان اطاعت وفرمانبرداری کے ساتھ رہ سکتے ہیں اور چونکہ یہ جماعت (قادیانی) نہ صرف عملاً ہر قسم کے فساد کے طریقوں سے دور رہتی تھی، بلکہ عقیدۃً بھی حکومت وقت کی فرمانبرداری کو ضروری جانتی تھی اور دوسروں کو بھی یہی تعلیم تعلیم دیتی تھی۔''

(تحفہ شہزادہ ویلز ص۵، انوار العلوم ج۶ ص۴۶۲)

(۹) جذبات محبت

’’سلسلہ عالیہ احمدیہ کی امن پسند تعلیم اور احمدیوں کا عملاً برطانیہ کے ساتھ اظہار خلوص اور وفاداری کرنا بعض حکام کے دلوں میں جذبات محبت پیدا کر رہا ہے اور یہ حالت ہندوستان تک ہی محدود نہیں بلکہ ہندوستان کے باہر بھی یہی حالت ہے۔ چنانچہ ایک دوست لکھتے ہیں کہ ایک شخص جو کچھ مدت ایک احمدی کے پاس رہتا تھا، ملازمت کے لئے ایک برطانوی افسر کے پاس گیا۔ جب افسر مذکور نے درخواست کنندہ کے حالات دریافت کئے اور پوچھا کہ کہاں رہتے ہو تو اس نے جواب دیا کہ فلاں احمدی کے پاس۔ اس پر ذیل کا مکالمہ ہوا:

افسر: کیا تم بھی احمدی ہو؟

امیدوار: (ڈر کر کہ احمدی کے نام سے ناراض نہ ہو) نہیں صاحب۔

افسر: افسوس تم اتنی دیر احمدی کے پاس رہا مگر سچائی کو اختیار نہیں کیا۔ جاؤ پہلے احمدی بنو، پھر فلاں تاریخ کو آنا۔

ہم خدا کا شکر کرتے ہیں کہ بعض حکام احمدیوں کی دیانت، امانت اور جذبات وفاداری کا احساس کرتے ہیں۔‘‘

(الفضل قادیان ج ۶ نمبر ۹۲، ۹۳ ص ۱ کالم ۲، ۳، مؤرخہ ۳-۷؍جون ۱۹۱۹ء)

(۱۰) تازہ ترمثال

’’پس کیوں ہم اس گورنمنٹ کے شکرگزار نہ ہوں۔ ہمارے فوائد اس گورنمنٹ سے متحد ہوگئے ہیں اور اس گورنمنٹ کی تباہی ہماری تباہی ہے اور اس گورنمنٹ کی ترقی ہماری ترقی۔ جہاں جہاں اس گورنمنٹ کی حکومت پھیلتی جاتی ہے، ہمارے لئے تبلیغ کا ایک اور میدان نکلتا آتا ہے۔ پس کسی مخالف کا اعتراض ہم کو اس گورنمنٹ کی وفاداری سے پھیر نہیں سکتا کہ نادان سے نادان انسان بھی اپنی جان کا آپ دشمن نہیں ہوتا۔ تازہ ترمثال جس نے احمدی جماعت کو برٹش گورنمنٹ کے اور بھی قریب کر دیا ہے، وہ احمدیان مالابار کی مصیبت میں اس کا مدد کرنا ہے۔ ہم مختلف موقعوں پر احمدیان مالابار کی تکالیف سے جماعت کو آگاہ کر چکے ہیں اور اس بات کی بھی اطلاع دے چکے ہیں کہ گورنمنٹ برطانیہ کے مقامی حکام نے فوراً احمدیوں کی تکالیف دور کرنے کی طرف توجہ کی اور ان کو ایک زمین مقبرہ اور مسجد کے لئے دے دی ہے۔ اس کے بعد جو تازہ حالات ہمیں معلوم ہوئے ہیں، ان سے پتہ لگتا ہے کہ میونسپل کمیٹی کے ایک خاص جلسہ میں ڈویژنل مجسٹریٹ نے احمدیوں کے سپرد وہ جگہ کر دی ہے اور یہ بھی فرمایا کہ ’’گو یہ جگہ شہر سے کسی قدر دور ہے لیکن اس وقت اس کا انتظام ہوسکتا ہے اور آئندہ پھر توجہ کی جائے گی۔‘‘ اور چیئرمین کمیٹی نے احمدیوں سے کہا کہ جب تم لوگوں کی زیادہ تعداد ہو جائے گی تو پھر اس کے ساتھ کی زمین بھی احمدیوں کو دے دی جائے گی تا وہ اپنی مسجد کو وسیع کر لیں۔ یہ جو کچھ سلوک احمدیان مالابار سے گورنمنٹ برطانیہ نے کیا، اس کا شکریہ ہمارے الفاظ ادا نہیں کر سکتے۔ ہمارے دل اس کا شکریہ دعاؤں کے ذریعہ سے کرتے ہیں اور ہم امید کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ جس کے محتاج امیر وغریب سب ہیں، اس محسن گورنمنٹ کو ان احسانات کا بدلہ اپنے وسیع خزانہ سے دے اور اس کی شان وشوکت کو بڑھائے۔‘‘

(الفضل قادیان ج ۳ نمبر ۵۱ ص ۳ کالم ۲، مؤرخہ ۱۹؍اکتوبر ۱۹۱۵ء)

(ج) اسلامی ممالک

(۱۱) سترہ برس

’’پھر میں اپنے والد اور بھائی کی وفات کے بعد ایک گوشہ نشین آدمی تھا۔ تاہم سترہ برس سے سرکار انگریزی کی امداد اور تائید میں

اپنی قلم سے کام لیتا ہوں۔ اس سترہ برس کی مدت میں جس قدر میں نے کتابیں تالیف کیں، ان سب میں سرکار انگریزی کی اطاعت اور ہمدردی کے لئے لوگوں کو ترغیب دی اور جہاد کی ممانعت کے بارے میں نہایت مؤثر تقریریں لکھیں اور پھر میں نے قرین مصلحت سمجھ کر اسی امر ممانعت جہاد کو عام ملکوں میں پھیلانے کے لئے عربی اور فارسی میں کتابیں تالیف کیں، جن کی چھپوائی اور اشاعت پر ہزار ہا روپیہ خرچ ہوئے اور وہ تمام کتابیں عرب اور بلاد شام اور روم اور مصر اور بغداد اور افغانستان میں شائع کی گئیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ کسی نہ کسی وقت ان کا اثر ہوگا...... یہ سلسلہ ایک دو دن کا نہیں بلکہ برابر سترہ سال کا ہے اور اپنی کتابوں اور رسالوں کے جن مقامات میں، میں نے یہ تحریریں لکھی ہیں، ان کتابوں کے نام معہ ان کے نمبر صفحوں کے یہ ہیں جن میں سرکار انگریزی کی خیرخواہی اور اطاعت کا ذکر ہے۔ (اس کے ذیل میں مرزا قادیانی نے اپنی (۲۴) کتابوں اور رسالوں کی فہرست درج کی ہے۔للمؤلف)'' (اشتہار ''واجب الاظہار'' بعض گورنمنٹ عالیہ قیصر ہند توجہ سے اس کو ملاحظہ فرمائے مندرجہ تبلیغ رسالت ج۶ ص۱۶۰ تا۱۶۲، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۴۶۱ تا ۴۶۳، جدید مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۱۶۴ تا۱۶۶، کتاب البریہ ص۶، ۷، خزائن ج۱۳ ص۶ تا ۸)

(۱۲) مخفی سبب

''گورنمنٹ تحقیق کرے کہ کیا یہ سچ نہیں کہ ہزاروں مسلمانوں نے جو مجھے کافر قرار دیا اور مجھے اور میری جماعت کو جو ایک گروہ کثیر پنجاب اور ہندوستان میں موجود ہے، ہر ایک طور کی بدگوئی اور بداندیشی سے ایذا دینا اپنا فرض سمجھا۔ اس تکفیر اور ایذا کا ایک مخفی سبب یہ ہے کہ ان نادان مسلمانوں کے پوشیدہ خیالات کے برخلاف دل وجان سے گورنمنٹ انگلشیہ کی شکرگزاری کے لئے ہزارہا اشتہار شائع کئے گئے اور ایسی کتابیں بلاد عرب وشام وغیرہ تک پہنچائی گئیں۔ یہ باتیں بے ثبوت نہیں۔ اگر گورنمنٹ توجہ فرماوے تو نہایت بدیہی ثبوت میرے پاس ہیں۔'' (''بحضور نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ'' مندرجہ تبلیغ رسالت ج۷ ص۱۳، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۱۴، ۱۵، جدید مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۱۹۳، کتاب البریہ ص۷، خزائن ج۱۳ ص۳۴۳)

(۱۳) حکمت ومصلحت

''خداتعالیٰ کی حکمت ومصلحت ہے کہ اس نے اس گورنمنٹ کو اس بات کے لئے چن لیا تا کہ یہ فرقہ احمدیہ اس کے زیرسایہ ہو کر ظالموں کے خونخوار حملوں سے اپنے تئیں بچاوے اور ترقی کرے۔ کیا تم یہ خیال کر سکتے ہو کہ تم سلطان روم کی عملداری میں رہ کر یا مکہ اور مدینہ ہی میں اپنا گھر بنا کر شریر لوگوں کے حملوں سے بچ سکتے ہو۔ نہیں، ہرگز نہیں۔ بلکہ ایک ہفتہ میں ہی تم تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کئے جاؤ گے۔ تم سن چکے ہو کہ کس طرح صاحبزادہ مولوی عبداللطیف جو ریاست کابل کے ایک معزز اور بزرگوار اور نامور رئیس تھے، جن کے مرید پچاس ہزار کے قریب تھے، وہ جب میری جماعت میں داخل ہوئے تو محض اسی قصور سے کہ میری تعلیم کے موافق جہاد کے مخالف ہوگئے تھے، امیر حبیب اللہ خان نے نہایت بے رحمی سے ان کو سنگسار کرا دیا۔ پس کیا تمہیں کچھ توقع ہے کہ تمہیں اسلامی سلاطین کے ماتحت کوئی خوشحالی میسر آئے گی بلکہ تم تمام اسلامی مخالف علماء کے فتوؤں کی رو سے واجب القتل ٹھہر چکے ہو۔''

(تبلیغ رسالت ج۱۰ ص۱۲۳، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۸۳، جدید مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۷۰۸)

(۱۴) قادیانی مقاصد

''چونکہ میں نے دیکھا کہ بلاد اسلامی روم ومصر وغیرہ کے لوگ ہمارے واقعات سے مفصل طور پر آگاہ نہیں ہیں اور جس قدر ہم

نے اس گورنمنٹ سے آرام پایا اور اس کے عدل ورحم سے فائدہ اٹھایا۔ وہ اس سے بے خبر ہیں (ورنہ غالباً وہ بھی اس کے خواہش مند ہوتے۔للمؤلف) اس لئے میں نے عربی اور فارسی میں بعض رسائل تالیف کر کے بلاد شام وروم اور مصر اور بخارا وغیرہ کی طرف روانہ کئے اور ان میں اس گورنمنٹ کے تمام اوصاف حمیدہ درج کئے اور بخوبی ظاہر کردیا کہ اس محسن گورنمنٹ کے ساتھ جہاد قطعاً حرام ہے اور ہزارہا روپیہ خرچ کر کے وہ کتابیں مفت تقسیم کیں اور بعض شریف عربوں کو وہ کتابیں دے کر بلاد شام وروم کی طرف روانہ کیا اور بعض عربوں کو مکہ اور مدینہ کی طرف بھیجا اور بعض بلاد فارس کی طرف بھیجے گئے اور اسی طرح مصر میں بھی کتابیں بھیجیں اور یہ ہزار ہا روپیہ کا خرچ تھا جو محض نیک نیتی سے کیا گیا۔ (نیک نیتی تو صاف ظاہر ہے، جتانے کی کیا ضرورت ہے۔للمؤلف) شاید اس جگہ ایک نادان سوال کرے گا کہ اس قدر خیرخواہی غیر ممکن ہے کہ ہزار ہا روپیہ اپنی گرہ سے خرچ کر کے اس گورنمنٹ کی خوبیوں کو تمام ملکوں میں پھیلا دیا جاوے۔لیکن ایک عقلمند جانتا ہے کہ احسان ایک ایسی چیز ہے کہ جب ایک شریف اور ایماندار آدمی اس سے تمتع اٹھاتا ہے تو بالطبع اس میں عشق ومحبت کے رنگ میں ایک جوش پیدا ہوتا ہے کہ تا اس احسان کا معاوضہ دے۔ ہاں! کمینہ آدمی اس طرف التفات نہیں کرتا۔ پس مجھے طبعی جوش نے ان کارروائیوں کے لئے مجبور کیا۔'' (تبلیغ رسالت ج۳ص۱۹۶،۱۹۷، مجموعہ اشتہارات ج۲ص۱۲۶تا۱۲۸، جدید مجموعہ اشتہارات ج۱ص۴۶۱،۴۶۲)

(۱۵) یہ کام کیوں کئے

''سو میں نے اس مضمون کی کتابوں کو شائع کیا ہے اور تمام لوگوں میں ان کو شہرت دی ہے اور ان کتابوں کو میں نے دور دور کی ولایتوں میں بھیجا ہے جن میں سے عرب اور عجم اور دوسرے ملک ہیں تاکہ کج طبیعتیں ان نصیحتوں سے براہ راست آجائیں اور تاکہ وہ طبیعتیں اس گورنمنٹ کا شکر کرنے اور اس کی فرمانبرداری کے لئے صلاحیت پیدا کریں اور مفسدوں کی بلائیں کم ہو جائیں اور تاکہ وہ لوگ جانیں کہ یہ گورنمنٹ ان کی محسن ہے اور محبت سے ان کی اطاعت کریں...... میں نے اس گورنمنٹ کا شکر یہ کیا اور جہاں تک بن پڑا، اس کی مدد کی اور اس کے احسانوں کو ملک ہند سے بلاد عرب اور روم تک شائع کیا اور لوگوں کو اٹھایا کہ تا اس کی فرمانبرداری کریں اور جس کو شک ہو وہ میری کتاب ''براہین احمدیہ'' کی طرف رجوع کرے اور اگر وہ اس شک کے دور کرنے کے لئے کافی نہ ہو تو پھر میری کتاب ''تبلیغ'' کا مطالعہ کرے اور اگر اس سے بھی مطمئن نہ ہو تو پھر میری کتاب ''حمامۃ البشریٰ'' کو پڑھے اور اگر پھر بھی کچھ شک رہ جائے تو پھر میری کتاب ''شہادۃ القرآن'' میں غور کرے اور اس پر حرام نہیں ہے جو اس رسالہ کو بھی دیکھے تاکہ اس پر کھل جائے کہ میں نے کیونکر بلند آواز سے کہہ دیا ہے کہ اس گورنمنٹ سے جہاد حرام ہے اور جو لوگ ایسا خیال رکھتے ہیں، وہ خطا پر ہیں...... پس اے آنکھوں والو! تم سوچو کہ میں نے یہ کام کیوں کئے اور کیوں یہ کتابیں، جن میں جہاد کی سخت ممانعت لکھی ہے، ملک عرب اور دوسرے اسلامی ملکوں میں بھیجیں۔ کیا میں ان تحریروں سے ان لوگوں کے انعام کی امید رکھتا تھا......سواس کے بعد کس غرض نے مجھے کو اس کام پر آمادہ کیا۔ کیا میرے لئے ان کتابوں کی ایسی ملکوں میں بھیجنے میں جو حکومت انگریزی میں داخل نہیں تھے بلکہ وہ اسلامی ملک تھے اور ان کے خیال بھی اور تھے کچھ اور فائدہ تھا...... اور میرا عربی کتابوں کا تالیف کرنا تو انہیں عظیم الشان غرضوں کے لئے تھا اور میری کتابیں عرب کے لوگوں کو برابر پے در پے پہنچتی رہیں۔ یہاں تک کہ میں نے ان میں تاثیر کے نشان پائے اور بعض عرب میرے پاس آئے اور بعضوں نے خط وکتابت کی اور بعضوں نے بدگوئی کی اور بعض صلاحیت پر آگئے اور موافق ہوگئے۔ جیسا کہ حق کے طالبوں کا کام ہے اور میں نے ان امدادوں میں ایک زمانہ طویل صرف کیا ہے۔ یہاں تک کہ گیارہ برس ان ہی اشاعتوں میں گزر گئے اور میں نے کچھ کوتاہی نہیں کی۔'' (نورالحق حصہ اوّل ص۳۰تا۳۲، خزائن ج۸ص۴۱تا۴۴)

(۱۶) یکتا و یگانہ

’’پس میں یہ دعویٰ کرسکتا ہوں کہ میں ان خدمات میں یکتا ہوں اور میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں ان تائیدات میں یگانہ ہوں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ میں اس گورنمنٹ کے لئے بطور ایک تعویذ کے ہوں اور بطور ایک پناہ کے ہوں جو آفتوں سے بچاوے اور خدا نے مجھے بشارت دی اور کہا کہ خدا ایسا نہیں کہ ان کو دکھ پہنچاوے اور تو ان میں ہو۔ پس اس گورنمنٹ کی خیر خواہی اور مدد میں کوئی دوسرا شخص میری نظیر اور مثیل نہیں اور عنقریب یہ گورنمنٹ جان لے گی اگر مردم شناسی کا اس میں مادہ ہے۔‘‘ (نور الحق حصہ اوّل ص۳۲،۳۳، خزائن ج۸ ص۴۵)

(۱۷) غیر معمولی اعانت

’’جناب عالی دنیا کی اس مذہبی خدمت کے ذکر کرنے کا یہ موقعہ نہیں جو ہمارے سلسلہ کے بانی (مرزا غلام احمد قادیانی) نے کی ہے۔ مگر ہم سمجھتے ہیں کہ جناب اس خدمت کو معلوم کر کے خوش ہوں گے جو انہوں نے دنیا کے امن کے قیام کے لئے کی ہے۔ جس وقت آپ نے دعویٰ کیا ہے، اس وقت تمام عالم اسلامی جہاد کے خیالات سے گونج رہا تھا اور عالم اسلامی کی ایسی حالت تھی کہ وہ پیٹرول کے پیپے کی طرح بھڑکنے کے لئے صرف ایک دیا سلائی کا محتاج تھا۔ مگر بانی سلسلہ نے اس خیال کی لغویت اور خلاف اسلام اور خلاف امن ہونے کے خلاف اس قدر زور سے تحریک شروع کی کہ ابھی چند سال نہیں گزرے تھے کہ گورنمنٹ کو اپنے دل میں اقرار کرنا پڑا کہ وہ سلسلہ جسے وہ امن کے لئے خطرہ کا موجب خیال کر رہی تھی، اس کے لئے ایک غیر معمولی اعانت کا موجب تھا۔‘‘

(قادیانی جماعت کا ایڈریس، بخدمت ہزایکسی لنسی لارڈ ریڈنگ وائسرائے ہند، الفضل قادیان ج۹ نمبر۱، مؤرخہ ۴؍جولائی ۱۹۲۱ء)

(۱۸) قادیانی مشن

’’حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے سلطنت برطانیہ کی بے انتہاء خوبیوں اور بے شمار مہربانیوں کے شکریہ میں بڑی کثرت کے ساتھ کتابیں، رسالہ جات، اشتہارات، بزبان عربی، انگریزی، فارسی، اردو تالیف کر کے مصر، روم، ایران، افغانستان، یورپ وغیرہ ممالک میں بھیجے اور آپ نے اس مبارک گورنمنٹ کو تمام جہان کی دیگر سلطنتوں پر ترجیح دے کر یہ صاف لکھ دیا کہ عرب اور روم اور مصر اور افغانستان میں مذہبی اشاعت کے لئے ہرگز ہرگز ایسی آزادی حاصل نہیں جیسی کہ اس انصاف مجسم گورنمنٹ میں ہم کو میسر ہے اور جیسی امن اور آسائش کہ سلطنت انگلشیہ کی بدولت نصیب ہو رہی ہے۔ اس کی نظیر کسی جگہ بھی پائی نہیں جاتی۔ آپ نے اس زمانہ کے مولویوں اور عام مسلمانوں کی ذرا بھی پرواہ نہ کر کے بڑی مدلل اور پرزور تحریروں سے اس بات کا ثبوت دے دیا ہے کہ ایسی محسن گورنمنٹ کی نسبت بغاوت کا خیال رکھنا اور اس سے جہاد کرنا سخت بے ایمانی ہے۔ چنانچہ آپ کی پاک تعلیم کے اثر سے آپ کے تمام مرید جو ہزاروں بندگان خدا ہندوستان میں ہیں، اپنی محسن گورنمنٹ کی نسبت سچی خیر خواہی کا جوش اپنے اندر رکھتے ہیں اور اس گورنمنٹ عالیہ کی نمک حلالی اور اطاعت کا مادہ ان کے رگ و ریشہ میں سرایت کر گیا ہے اور وہ دن جلد آنے والے ہیں، کہ گورنمنٹ لاکھوں اور کروڑوں ایسے انسانوں کو اپنی رعایا میں پاوے گی جو محض حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے مرید ہو جانے کے سبب سے گورنمنٹ کے باوفا اور دلی جان نثار ہو گئے ہیں۔‘‘

(مہربان گورنمنٹ قدردان گورنمنٹ کو خدا ہمیشہ کے لئے سلامت رکھے، انوار احمدی سرورق ص۲، مؤلفہ شہزادہ حاجی عبدالمجید قادیانی)

(۱۹) تمام سچے احمدی

’’ایرانی گورنمنٹ نے جو سلوک مرزا علی محمد باب بانی فرقہ بابیہ اور اس کے بے کس مریدوں کے ساتھ محض مذہبی اختلاف کی وجہ سے کیا اور جو ستم اس فرقہ پر توڑے گئے، وہ ان دانشمند لوگوں پر مخفی نہیں ہیں جو قوموں کی تاریخ پڑھنے کے عادی ہیں اور پھر سلطنت ٹرکی نے جو ایک یورپ کی سلطنت کہلاتی ہے جو برتاؤ بہاء اللہ بانی فرقہ بابیہ بہائیہ اور اس کے جلاوطن شدہ پیروؤں سے ۱۸۶۳ء سے لے کر ۱۸۹۲ء تک پہلے قسطنطنیہ پھر ایڈریانوپل اور بعد ازاں عکہّ کے جیل خانہ میں کیا۔ وہ بھی دنیا کے اہم واقعات پر اطلاع رکھنے والوں پر پوشیدہ نہیں ہے۔ دنیا میں تین ہی بڑی اسلامی سلطنتیں کہلاتی ہیں اور تینوں نے جو تنگ دلی اور تعصب کا نمونہ اور شائستگی کے زمانہ میں دکھایا، وہ احمدی قوم کو یہ یقین دلائے بغیر نہیں رہ سکتا کہ احمدیوں کی آزادی تاج برطانیہ کے ساتھ وابستہ ہے اور چونکہ خدا نے برٹش راج میں سلامتی کے شہزادہ (مرزا قادیانی) کو دنیا کی رہنمائی کے لئے بھیجا گویا خدا نے تمام دنیا کی حکومتوں پر بلحاظ فیاضی فراغ دلی اور بے تعصبی کے برٹش گورنمنٹ کو ترجیح دی۔ لہٰذا تمام سچے احمدی جو مرزا قادیانی کو مامور من اللہ اور ایک مقدس انسان تصور کرتے ہیں، بدوں کسی خوشامد اور چاپلوسی کے دل سے یقین کرتے ہیں کہ برٹش گورنمنٹ ان کے لئے فضل ایزدی اور سایہ رحمت ہے اور اس کی ہستی کو وہ اپنی ہستی خیال کرتے ہیں۔‘‘

(الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۳۸ ص ۴ کالم ۲، مؤرخہ ۱۳؍ستمبر ۱۹۱۴ء)

(۲۰) سیاسی فلسفہ

’’ہم نے مصطفیٰ کمال پاشا کی بغاوت کو بھی بغاوت قرار دیا۔ رضا خاں کی بغاوت کو بھی بغاوت قرار دیا اور اب بچہ سقہ کی بغاوت کو بھی بغاوت ہی کہتے ہیں۔ ہم ان تینوں کو غلطی پر سمجھتے ہیں۔ انہوں نے اپنے اپنے زمانہ میں غلطی کی۔ اپنے اپنے زمانہ سے میری یہ مراد ہے کہ بعض اوقات بغاوت کرنے والا ہی بادشاہ ہو جاتا ہے اور اس وقت اس کی اطاعت ضروری ہوتی ہے۔ جب بغاوت کرنے والا ملک پر پوری طرح قابض اور متسلط ہو جائے تو پھر اس کی اطاعت کرنی چاہئے۔ اس وقت اس کی اطاعت اسی طرح فرض ہو جاتی ہے جیسے پہلے بادشاہ کی۔ مثلاً اگر بچہ سقہ افغانستان پر اسی طرح قابض ہو جائے جیسے مصطفیٰ کمال پاشا ٹرکی پر قابض ہو گئے تھے یا رضا شاہ ایران پر تو پھر اس کے خلاف اٹھنے کو بھی ہم بغاوت ہی قرار دیں گے۔ یہی حال ہندوستان کا ہے۔ اگر کوئی قوم انگریزوں کے خلاف جنگ کرے گی تو اس جنگ کو ہم بغاوت قرار دیں گے لیکن اگر انگریز ہتھیار ڈال دیں اور اطاعت قبول کر لیں تو پھر جو قوم حکمران ہوگی، اس کی اطاعت ضروری سمجھیں گے۔‘‘

(خطبہ خلیفہ قادیان، مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۶ نمبر ۶۱ ص ۹ کالم ۳، مؤرخہ یکم؍فروری ۱۹۲۹ء، خطبات محمود ج ۱۲ ص ۲۱)

(د) سرحد

(۲۱) سرحدی قبائل کی اصلاح

سرحدی قبائل کی شورشیں اور ان کا سبب اور علاج (عنوان، الفضل ۱۴؍اکتوبر ۱۹۱۵ء)

’’لہٰذا ہماری رائے میں خواہ ہم عصر پایونیر ہو یا دیگر امن دوست ملکی وقومی اخبارات یا خود عمال سلطنت ہوں۔ جس کسی کی بھی آج یہ خواہش ہو کہ ابنائے ملک وملت میں صلح کاری ونیک کرداری پھیلے اور وہ مفسدہ پردازی کے خطرناک خیالات سے پاک رہیں، اس کا فرض

اوّلین یہ ہے کہ مہدی موعود کے متعلق جو غلط عقیدہ لوگوں کے دلوں میں جما ہوا ہے، اس کی اصلاح میں سلسلہ احمدیہ کا ہاتھ بٹائے جس کے بنیادی اصولوں میں سے ہے کہ اسلام ایسے مہدی کی کہیں توقع نہیں دلاتا جس کا مشن امن شکن ہو۔ نیز یہ کہ فرماں روائے وقت کی خیرخواہی واطاعت رعایا کا فرض ہے۔'' (الفضل قادیان ج۳ نمبر۴۹ ص۴ کالم۱، مؤرخہ ۱۴؍اکتوبر ۱۹۱۵ء)

''یہ صورت حالات دیکھ کر حکومت صوبہ سرحد نے نہایت ہوش مندی سے کام لیا اور ایسے لوگ جو صوبہ کے امن کو برباد کرنے کی کوشش کررہے تھے اور قلیل التعداد احمدیوں پر طرح طرح کے ظلم کرنے کے لئے عوام کو اشتعال دلا رہے تھے، ان کے متعلق اپنے فرض کو محسوس کرتے ہوئے حفظ امن کے انتظامات کرنے کی طرف توجہ کی جس کا نتیجہ ہوا کہ اس قسم کے مظالم سے، جو پنجاب میں احرار کی طرف سے احمدیوں پر کئے جارہے ہیں، صوبہ سرحد بڑی حد تک پاک رہا۔'' (الفضل قادیان ج۲۳ نمبر۱۸۶ ص۳ کالم۲، مؤرخہ ۱۱؍فروری ۱۹۳۶ء)

(ھ) افغانستان

(۲۲) شہادت کی وجہ

''ہمیں یہ معلوم نہ تھا کہ حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کی شہادت کی وجہ کیا تھی۔ اس کے متعلق ہم نے مختلف افواہیں سنیں مگر کوئی یقینی اطلاع نہ ملی تھی۔ ایک عرصہ دراز کے بعد اتفاقاً ایک لائبریری میں ایک کتاب ملی جو چھپ کر نایاب بھی ہوگئی تھی۔ اس کتاب کا مصنف ایک اطالوی انجینئر ہے جو افغانستان میں ایک ذمہ دار عہدہ پر فائز تھا۔ وہ لکھتا ہے کہ صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کو اس لئے شہید کیا گیا کہ وہ جہاد کے خلاف تعلیم دیتے تھے اور حکومت افغانستان کو خطرہ لاحق ہوگیا تھا کہ اس سے افغانوں کا جذبہ حریت کمزور ہو جائے گا اور ان پر انگریزوں کا اقتدار چھا جائے گا...... اس کتاب کے مصنف کی یہ بات اس لئے بھی یقینی ہے کہ وہ شاہ افغانستان کا درباری تھا اور اس لئے بھی کہ وہ اکثر باتیں خود وزراء اور شہزادوں سے سن کر لکھتا ہے۔ ایسے معتبر راوی کی روایت سے یہ امر پایہ ثبوت تک پہنچتا ہے کہ اگر صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید خاموشی سے بیٹھے رہتے اور جہاد کے خلاف کوئی لفظ بھی نہ کہتے تو حکومت افغانستان کو انہیں شہید کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہوتی۔''

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان، مندرجہ الفضل قادیان ج۲۳ نمبر۳۱ ص۴ کالم۲،۳، مؤرخہ ۶؍اگست ۱۹۳۵ء، خطبات محمود ج۱۶ ص۴۶۰،۴۶۱)

''اگر ہمارے آدمی افغانستان میں خاموش رہتے اور وہ جہاد کے باب میں جماعت احمدیہ کے مسلک کو بیان نہ کرتے تو شرعی طور پر ان پر کوئی اعتراض نہ تھا مگر وہ اس بڑھے ہوئے جوش کا شکار ہوگئے جو انہیں حکومت برطانیہ کے متعلق تھا اور وہ اس ہمدردی کی وجہ سے مستحق سزا سمجھے گئے جو قادیان سے لے کر گئے تھے۔''

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان، مندرجہ الفضل قادیان ج۲۳ نمبر۳۱ ص۴ کالم۳، مؤرخہ ۶؍اگست ۱۹۳۵ء، خطبات محمود ج۱۶ ص۴۶۱)

(۲۳) سازشی خطوط

''افغان گورنمنٹ کے وزیر داخلہ نے مندرجہ ذیل اعلان شائع کیا ہے:

کابل کے دو اشخاص ملا عبدالحلیم چہار آسیائی وملا نور علی دکاندار قادیانی عقائد کے گرویدہ ہوچکے تھے اور لوگوں کو اس عقیدہ کی تلقین کرکے انہیں اصلاح کی راہ سے بھٹکا رہے تھے۔ جمہوریہ نے ان کی اس حرکت سے مشتعل ہوکر ان کے خلاف دعویٰ دائر کردیا جس کا

نتیجہ یہ ہوا کہ مجرم ثابت ہوکر عوام کے ہاتھوں پنجشنبہ ۱۱؍رجب کو عدم آباد پہنچائے گئے۔ان کے خلاف مدت سے ایک اور دعویٰ دائر ہو چکا تھا اور مملکت افغانیہ کے مصالح کے خلاف غیر ملکی لوگوں کے سازشی خطوط ان کے قبضے سے پائے گئے جن سے پایا جاتا ہے کہ وہ افغانستان کے دشمنوں کے ہاتھ بک چکے تھے۔اس واقعہ کی تفصیل مزید تفتیش کے بعد شائع کی جائے گی۔(اخبار ’’امان‘‘، افغان)‘‘

(الفضل قادیان ج ۱۲ نمبر ۹۶ ص ۱۲ کالم ۲، مؤرخہ ۳؍مارچ ۱۹۲۵ء)

(۲۴) مداخلت اور باز پرسی

’’معزز ہمعصر اخبار ’’تیج‘‘ ۲۶؍فروری ۱۹۲۵ء کے اشو میں رقمطراز ہے جنیوا کی اطلاع مظہر ہے کہ احمدیہ فرقہ کے امیر مرزا بشیر الدین محمود احمد نے لیگ آف نیشنز سے درخواست کی ہے کہ وہ کابل میں دو احمدیوں کی سنگساری کے بارے میں افغانستان کی گورنمنٹ سے باز پرس کرے۔‘‘ (الفضل قادیان ج ۱۲ نمبر ۹۷ ص ۶ کالم ۱، مؤرخہ ۵؍مارچ ۱۹۲۵ء)

(۲۵) دیکھ لو

’’دیکھ لو حضرت مسیح موعود کے رستہ میں جو سلطنتیں آئیں اور انہوں نے احمدیت کی اشاعت میں کسی نہ کسی طرح کی روک پیدا کی، وہ کس طرح تباہ کر دی گئیں...... پھر کابل کی حکومت بھی مسیح موعود کے رستہ میں روک تھی اور وہاں پر نہ صرف یہ کہ احمدیت کی تبلیغ منع تھی بلکہ احمدیت کا اظہار بھی ممنوع تھا اور مسیح موعود کو وہاں جانے کا ڈراوا دیا جاتا تھا۔خدا نے اس کو تباہ کرنے کے بھی سامان پیدا کر دیئے۔‘‘

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان، مندرجہ الفضل قادیان ج ۶ نمبر ۹۴ ص ۹ کالم ۱، ۲، مؤرخہ ۱۰؍جون ۱۹۱۹ء، خطبات محمود ج ۶ ص ۲۲۷، ۲۲۸)

(۲۶) کابل

’’حضرت مسیح موعود کے مخالف آپ کو اکثر کہا کرتے تھے کابل میں چلو تو پھر دیکھو تمہارے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہے۔اب ایسے سامان پیدا ہو رہے ہیں کہ عنقریب ان شاء اللہ ہم کابل میں جائیں گے اور ان کو دکھا دیں گے کہ جس کو وہ قتل کرانا چاہتے تھے، اس کے (مرزا قادیانی کے) خدام خدا کے فضل سے صحیح سلامت رہیں گے......اس وقت (بعہد شاہ امان اللہ خاں) جو کابل نے گورنمنٹ انگریزی سے نادانی سے جنگ شروع کر دی ہے، احمدیوں کا فرض ہے کہ گورنمنٹ کی خدمت کریں۔کیونکہ گورنمنٹ کی اطاعت ہمارا فرض ہے۔لیکن افغانستان کی جنگ احمدیوں کے لئے ایک نئی حیثیت رکھتی ہے۔کیونکہ کابل وہ زمین ہے جہاں ہمارے نہایت ہی قیمتی وجود مارے گئے اور ظلم سے مارے گئے اور بے سبب اور بلاوجہ مارے گئے۔پس کابل وہ جگہ ہے جہاں احمدیت کی تبلیغ منع ہے اور اس پر صداقت کے دروازے بند ہیں۔اس لئے صداقت کے قیام کے لئے گورنمنٹ کی فوج میں شامل ہوکر ان ظالمانہ روکوں کو دفع کرنے کے لئے گورنمنٹ کی مدد کرنا احمدیوں کا مذہبی فرض ہے۔پس کوشش کرو تا تمہارے ذریعہ وہ شاخیں پیدا ہوں جن کی حضرت مسیح موعود نے اطلاع دی ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان، مندرجہ الفضل قادیان ج ۶ نمبر ۹۰ ص ۷، ۸، مؤرخہ ۲۷؍مئی ۱۹۱۹ء، خطبات محمود ج ۶ ص ۲۱۶ تا ۲۱۹)

(۲۷) جنگ کابل

’’جب کابل کے ساتھ جنگ ہوئی ہے تب بھی ہماری جماعت نے اپنی طاقت سے بڑھ کر مدد دی اور علاوہ اور کئی قسم کی خدمات کے ایک ڈبل کمپنی پیش کی ہے جس کی بھرتی بوجہ جنگ کے بند ہو جانے کے رک گئی۔ورنہ ایک ہزار سے زائد آدمی اس کے لئے نام لکھوا چکے

تھے اور خود ہمارے سلسلہ کے بانی کے چھوٹے صاحبزادہ اور ہمارے موجودہ امام کے چھوٹے بھائی نے اپنی خدمات پیش کیں اور چھ ماہ تک ٹرانسپورٹ کور میں آنریری طور پر کام کرتے رہے۔''

(قادیانی جماعت کا ایڈریس، بخدمت ہزایکسی لنسی لارڈ ریڈنگ وائسرائے ہند، الفضل قادیان ج۹ نمبر۱، مؤرخہ ۴؍جولائی ۱۹۲۱ء)

(۲۸) دنیا کا چارج

''وہی افغانستان جہاں سید عبداللطیف صاحب (قادیانی) شہید ہوئے تھے، وہاں اب امیر نے کہا ہے کہ کسی احمدی کو مذہب کی خاطر قید نہیں کرنا چاہئے ...... دیکھو ہم نہیں جانتے کہ وہاں کے لئے ہمیں کیا طریق عمل اختیار کرنا پڑتا۔ شاید کابل کے لئے کسی وقت جہاد ہی کرنا پڑ جاتا مگر اب دیکھو کتنا تغیر آ گیا۔ وہاں کے بادشاہ نے کہہ دیا کہ قیدی احمدیوں کو چھوڑ دو۔ پس نہیں معلوم ہمیں کب خدا کی طرف سے دنیا کا چارج سپرد کیا جاتا ہے۔ ہمیں اپنی طرف سے تیار ہو رہنا چاہئے کہ دنیا کو سنبھال سکیں۔ تم نے دنیا کو ادھر نہیں لانا بلکہ لانے والا خدا ہے۔ اس لئے تمہیں آنے والوں کے معلم بننے کے لئے ابھی سے کوشش کرنی چاہئے۔''

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان، مندرجہ الفضل قادیان ج۹ نمبر۶۷،۶۸، مؤرخہ ۲۷؍فروری، ۲؍مارچ ۱۹۲۲ء، خطبات محمود ج۷ ص۲۱۱،۲۱۲)

(۲۹) اس لئے

''ہمارے آدمی کابل میں مارے گئے۔ محض اس لئے کہ وہ جہاد کرنے کے مخالف تھے۔ اٹلی کے ایک انجینئر نے جو حکومت افغانستان کا ملازم تھا۔ صاف لکھا ہے کہ امیر حبیب اللہ خاں نے صاحبزدہ سید عبداللطیف کو اسی لئے مروا دیا ہے وہ جہاد کے خلاف تعلیم دے کر مسلمانوں کے شیرازہ کو بکھیرتا ہے۔ پس ہم نے اپنی جانیں اس لئے قربان کیں کہ انگریزوں کی جانیں بچیں مگر آج بعض حکام سے ہمیں یہ بدلہ ملا ہے کہ ہم سے باغی اور شورش پسندوں والا سلوک روا رکھا ہے۔''

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان، مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج۲۲ نمبر۴۵ ص۱۲ کالم۲، مؤرخہ یکم؍نومبر ۱۹۳۴ء، خطبات محمود ج۱۵ ص۳۱۰)

(و) عراق

(۳۰) عمدہ نتائج

''لارڈ ہارڈنگ کا یہ سفر (سفر عراق) سابق وائسرائے لارڈ کرزن کے سفر خلیج فارس سے زیادہ اہم اور زیادہ اچھے نتائج کی امید دلاتا ہے۔ ہم اس وقت اس سفر کے نتائج اس کی اہمیت کا صحیح اندازہ ناظرین پر چھوڑتے ہیں...... یقیناً اس نیک دل افسر (لارڈ ہارڈنگ) کا عرق میں جانا عمدہ نتائج پیدا کرے گا۔ ہم ان نتائج پر خوش ہیں۔ کیونکہ...... خدا ملک گیری اور جہاں بانی اسی کے سپرد کرتا ہے جو اس کی مخلوق کی بہتری چاہتا ہے اور اسی کو زمین پر حکمران بناتا ہے جو اس کا اہل ہوتا ہے، پس ہم پھر کہتے ہیں کہ ہم خوش ہیں۔ کیونکہ ہمارے خدا کی بات پوری ہوتی ہے اور ہمیں امید ہے کہ برٹش حکومت کی توسیع کے ساتھ ہمارے لئے اشاعت اسلام کا میدان بھی وسیع ہو جائے گا اور غیرمسلم کو مسلم بنانے کے ساتھ ہم مسلمانوں کو پھر مسلمان کریں گے۔''

(الفضل قادیان ج۲ نمبر۱۰۳ ص۳ کالم۳، مؤرخہ ۱۱؍فروری ۱۹۱۵ء)

(۳۱) فتح بغداد

''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) فرماتے ہیں کہ میں وہ مہدی معہود ہوں اور گورنمنٹ برطانیہ میری وہ تلوار ہے جس کے

مقابلہ میں ان علماء کی کچھ پیش نہیں جاتی۔ اب غور کرنے کا مقام ہے کہ پھر ہم احمدیوں کو اس فتح (فتح عراق) سے کیوں خوشی نہ ہو۔ عراق، عرب ہو یا شام ہم ہر جگہ اپنی تلوار کی چمک دیکھنا چاہتے ہیں...... فتح بغداد کے وقت ہماری فوجیں مشرق سے داخل ہوئیں۔ دیکھئے کس زمانہ میں اس فتح کی خبر دی گئی۔ ہماری گورنمنٹ برطانیہ نے جو بصرہ کی طرف چڑھائی کی اور تمام اقوام سے لوگوں کو جمع کر کے اس کی طرف بھیجا، دراصل اس کے محرک خدا تعالیٰ کے وہ فرشتے تھے، جن کو اس گورنمنٹ کی مدد کے لئے اس نے اپنے وقت پر اتارا تا کہ وہ لوگوں کے دلوں کو اس طرف مائل کر کے ہر قسم کی مدد کے لئے تیار کریں۔'' (الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۴۲ ص ۹ کالم ۲،۳، مؤرخہ ۷؍دسمبر ۱۹۱۸ء)

(۳۲) عراق کی فتح

''عراق کے فتح کرنے میں احمدیوں نے خون بہائے اور میری تحریک پر سینکڑوں آدمی بھرتی ہو کر چلے گئے۔ لیکن جب وہاں حکومت قائم ہو گئی تو گورنمنٹ نے یہ شرط تو کروائی کہ پادریوں کو عیسائیت کی اشاعت کرنے میں روک نہ ہو گی مگر احمدیوں کے لئے نہ صرف اس قسم کی کوئی شرط نہ رکھی بلکہ احمدی اگر اپنی تکالیف پیش کرتے ہیں تو بھی عراق کے ہائی کمشنر اس میں دخل دینے کو اپنی شان سے بالا سمجھتے ہیں۔'' (خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان، مندرجہ الفضل قادیان ج ۱۱ نمبر ۱۷ ص ۸، مؤرخہ ۳۱؍اگست ۱۹۲۳ء، خطبات محمود ج ۸ ص ۱۷۳، ۱۷۴)

(۳۳) عراق کی آزادی

''انگریزی افواج کی کوچ کا اثر انگیز نظارہ بغداد سے ایک سرکاری پیغام شائع کیا گیا ہے جس میں یہ تصریح کی گئی ہے۔ ۱۹۳۰ء کے معاہدہ کے ماتحت عراق مکمل طور پر آزاد ہو گیا ہے۔ وہ نظارہ بہت ہی اثر انگیز تھا جب آخری عراقی چھاؤنی سے مارشل کارنٹی (افسر اعلیٰ برطانوی شاہی افواج) نے اپنی عراقی فوج کے آخری دستہ کو کوچ کا حکم دیا۔ گوروں نے عراق کے نخلستانوں پر حیرت کی نظر ڈالی۔ انگریزی فوج تیز قدمی کے ساتھ عراق میں داخل ہوئی تھی مگر آخری دستہ کے فوجی ہلکی رفتار سے رخصت ہو رہے تھے۔ جب فوجوں نے انگلستان کا رخ کر کے ایک ساتھ قدم اٹھائے تو پھر انہوں نے مڑ کر اس منظر کو نہیں دیکھا جو ان کے جانے سے رونما ہو رہا تھا تو اس وقت امین پاشا امیر الملواء افواج عراق وہاں موجود تھے۔ مارشل کارنٹی نے اعلان کیا:

''ہم یہ فوجی علاقہ جو ہمارے قبضہ میں تھا حکومت برطانیہ کی طرف سے عراق کو واپس کرتے ہیں۔''

امین پاشا نے فوراً ہاتھ بڑھایا اور مارشل کے ہاتھ سے فوجی بارکوں کے تمام نقشے اپنے قبضے میں لے لئے۔ صلیبی علم چھاؤنی کی بلند عمارتوں سے اتار دیا گیا اور مارشل کارنٹی کی آنکھوں کے سامنے اسلامی علم لہرا دیا گیا۔ اس علم پر ایک ہلال اور ایک ستارہ موجود ہے جو عراق کے مستقبل کی باتیں آسمان سے کر رہا ہے۔ (قادیانیوں کو کیسی عبرت اور ندامت ہوئی ہو گی کہ ان کے سرپرست انگریز آنکھوں دیکھتے رفو چکر ہو گئے۔ للمؤلف)'' (روزنامہ پیام حیدرآباد دکن مؤرخہ ۷؍محرم ۱۳۰۷ھ، مطابق ۱۰؍مارچ ۱۹۳۸ء)

(ز) عرب

(۳۴) کیا فائدہ

''آج سے کئی سال پہلے جب لارڈ چیمسفورڈ ہندوستان کے وائسرائے تھے، مسلمانوں میں شور پیدا ہوا کہ انگریز بعض عرب رؤسا

کو مالی مدد دے کر انہیں اپنے زیر اثر لانا چاہتے ہیں۔ یہ شور جب زیادہ بلند ہوا تو حکومت ہند کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ ہم عرب رؤسا کو کوئی مالی مدد نہیں دیتے۔ مسلمان اس پر خوش ہو گئے کہ چلو خبر کی تردید ہو گئی۔ لیکن میں نے واقعات کی تحقیقات کی تو مجھے معلوم ہوا کہ گو ہندوستان کی حکومت بعض رؤسا کو مالی مدد نہیں دیتی مگر حکومت برطانیہ اس قسم کی مدد ضرور دیتی ہے۔ چنانچہ ساٹھ ہزار پونڈ ابن سعود کو ملا کرتے تھے اور کچھ رقم شریف حسین کو ملتی تھی۔ جب مجھے اس کا علم ہوا تو میں نے لارڈ چیمسفورڈ کو لکھا کہ گو لفظی طور پر آپ کا اعلان صحیح ہے مگر حقیقی طور پر صحیح نہیں۔ کیونکہ حکومت برطانیہ کی طرف سے ابن سعود اور شریف حسین کو اس اس قدر مالی مدد ملتی ہے اور اس میں ذرہ بھر بھی شبہ کی گنجائش نہیں کہ مسلمان عرب پر انگریزی حکومت کا تسلط کسی رنگ میں بھی پسند نہیں کرتے۔ ان کا جواب میں مجھے خط آیا (وہ بہت ہی شریف طبیعت رکھتے تھے) کہ یہ واقعہ صحیح ہے مگر اس کا کیا فائدہ کہ اس قسم کا اعلان کر کے فساد پھیلایا جائے۔ ہاں! ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ گورنمنٹ انگریزی کا یہ ہرگز منشاء نہیں کہ عرب کو اپنے زیر اثر لائے۔‘‘

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان، مندرجہ الفضل قادیان ج ۲۳ نمبر ۵۵ ص ۹ کالم ۱، مؤرخہ ۳؍ستمبر ۱۹۳۵ء، خطبات محمود ج ۱۶ ص ۵۴۹)

(ح) فلسطین

(۳۵) قادیانی مضمون کا شکریہ

’’بیت المقدس کے داخلہ پر اس ملک (انگلستان) میں بہت خوشیاں منائی جارہی ہیں۔ میں نے ایک یہاں کے اخبار میں اس پر ایک آرٹیکل دیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ وعدے کی زمین ہے جو یہود کو عطاء کی گئی تھی مگر نبیوں کے انکار اور بالآخر مسیح کی عداوت نے یہود کو ہمیشہ کے واسطے وہاں کی حکومت سے محروم کر دیا اور یہود کو سزا کے طور پر حکومت رومیوں کو دی گئی جو بت پرست قوم تھی۔ بعد میں عیسائیوں کو ملی۔ پھر مسلمانوں کو جن کے پاس ایک لمبے عرصہ تک رہی اب اگر مسلمانوں کے ہاتھ سے وہ زمین نکلی ہے تو پھر اس کا سبب تلاش کرنا چاہئے۔ کیا مسلمانوں نے بھی کسی نبی کا انکار تو نہیں کیا...... سلطنت برطانیہ کے انصاف اور امن اور آزادی مذہب کو ہم دیکھ چکے، آزما چکے ہیں اور آرام پا رہے ہیں۔ اس سے بہتر کوئی حکومت مسلمانوں کے لئے نہیں ہے۔ اس زمانہ میں کوئی مذہبی جنگ نہیں۔ ہاں! ہم اپنے نیک نمونے اور روحانی کشش سے یورپ کو مسلمان بنالیں تو پھر ساری حکومتیں ہماری ہی ہیں اور اس میں اسلام کی آئندہ بہتری کی امیدیں ہیں...... بیت المقدس کے متعلق جو میرا مضمون یہاں (انگلستان) کے اخبار میں شائع ہوا ہے، اس کا ذکر میں اوپر کر چکا ہوں۔ اس کے متعلق وزیراعظم برطانیہ کی طرف سے ان کے سیکرٹری نے شکریہ کا خط لکھا ہے۔ فرماتے ہیں کہ مسٹر لائڈ جارج اس مضمون کی بہت قدر کرتے ہیں۔‘‘

(قادیانی مبلغ کا خط، الفضل قادیان ج ۵ نمبر ۷۵ ص ۸، ۹ کالم ۲، مؤرخہ ۱۹؍مارچ ۱۹۱۸ء)

(۳۶) درخواست دعاء

’’اخباربیں اصحاب جانتے ہیں کہ آج کل فلسطین میں سخت شورش بپا ہے۔ حکومت اور یہود عربوں پر تشدد کر رہے ہیں بلکہ خود عرب ایک دوسرے کی جان کے دشمن ہو رہے ہیں۔ اسی سرزمین میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے نام لیواؤں کی بھی ایک جماعت ہے۔ تازہ خطوط سے معلوم ہوا ہے کہ احباب جماعت کے لئے بھی یہ دن سخت مشکلات کے ہیں۔ مالی تنگی کے علاوہ خطرہ جان بھی

ہے۔اس لئے میں تمام احباب سے دردمند دل کے ساتھ درخواست کرتا ہوں کہ اپنے ان دور افتادہ بھائیوں کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان پر فضل نازل کرے اور انہیں ترقی دے کر احمدیت کے سچے خادم بنائے۔آمین! مولوی محمد صدیق صاحب مجاہد تحریک جدید ان دنوں وہاں ہیں۔ان کے لئے بھی دعا فرمائی جائے۔خاکسار:ابو العطاء جالندھری،قادیان''

(الفضل قادیان ج۲۶ نمبر ۱۸۰ ص۶ کالم۲،مؤرخہ ۷/اگست ۱۹۳۸ء)

(ط) ترکی

(۳۷) ترک

''ہم یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ مذہباً ہمارا ترکوں سے کوئی تعلق نہیں۔ہم اپنے مذہبی نقطہ خیال سے اس امر کے پابند ہیں کہ اس شخص کو اپنا مذہبی پیشوا سمجھیں جو حضرت مسیح موعود کا جانشین ہو اور دنیاوی لحاظ سے اسی کو اپنا سلطان و بادشاہ یقین کریں جس کی حکومت کے نیچے ہم رہتے ہوں۔پس ہمارے خلیفہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے خلیفہ ثانی ہیں اور ہمارے سلطان اور بادشاہ حضور ملک معظم۔''

(قادیانی جماعت کا ایڈریس،بخدمت سر ایڈورڈ میکلیگن لیفٹیننٹ گورنر پنجاب،الفضل قادیان ج۷ نمبر ۴۸ ص۱۳ کالم۱،۲،مؤرخہ ۲۲/دسمبر ۱۹۱۹ء)

(۳۸) سلطان اور خلیفہ

''حضرت خلیفۃ المسیح (مرزا محمود) ایدہ اللہ نے اپنے مضمون معاہدہ ٹرکی میں جو یہ تحریر فرمایا ہے کہ:

جماعت احمدیہ کے نزدیک ہمارے سلطان ملک معظم جارج خامس فرماں روائے حکومت برطانیہ ہیں اور خلیفہ وقت حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا صحیح جانشین یعنی یہ عاجز (مرزا محمود خلیفہ قادیان) مگر باوجود اس کے جماعت احمدیہ اس وقت جب کہ برطانیہ کے مفاد اور اس کی عزت کے خلاف کوئی امر نہ ہو ترکوں کی سلطنت سے ہر طرح ہمدردی رکھتی ہے۔

اس پر کوڑ مغز ایڈیٹر پیغام نے جو در افشانی کی ہے،وہ حسب ذیل ہے کہ:

''کوئی سمجھے خلافت ان کے (مرزا محمود خلیفہ قادیان کے) نام عرش معلیٰ پر رجسٹرڈ ہو چکی ہے کہ اب ان کے مقابل کوئی کسی قسم کا بھی خلیفہ کہلانے کا مستحق نہیں۔''

آپ (حضرت امام جماعت احمدیہ) کی محولہ بالا عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ سلطان المعظم جارج پنجم کی خلافت کے قائل ہیں اور اسی لئے آپ کی سلطنت برطانیہ کے مفاد اور اس کی عزت کو ترکوں کے مفاد اور ان کی عزت پر مقدم رکھا ہے اور اس پر حاشیہ چڑھایا ہے۔تف ہے ایسی مسلمانی اور بے غیرتی پر۔'' (پیغام صلح لاہور،اخبار الفضل قادیان ج۸ نمبر۵ ص۳ کالم۱،مؤرخہ ۲۶/جولائی ۱۹۲۰ء)

(۳۹) سلطان ٹرکی

''اخبار ''لیڈر'' الٰہ آباد،مجریہ ۲۱/جنوری ۱۹۲۰ء میں خلافت کانفرنس کا ایڈریس بخدمت جناب وائسرائے شائع کیا گیا ہے۔فہرست دستخط کنندگان میں مولوی ثناء اللہ امرتسری کے نام سے پہلے کسی شخص مولوی محمد علی قادیانی کا نام درج ہے۔مولوی محمد علی کے نام کے ساتھ قادیانی کا لفظ محض لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے لکھا گیا ہے۔ورنہ قادیان یا قادیان سے کوئی تعلق رکھنے والا احمدی نہیں ہے جو سلطان

ٹرکی کو خلیفۃ المسلمین تسلیم کرتا ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مولوی محمد علی صاحب لاہوری سرگروہ غیر مبائع ہیں۔ لیکن وہ لفظ قادیانی کے ساتھ لکھنے کے ہرگز مستحق نہیں ہیں۔ نہ اس لئے کہ وہ قادیان کے باشندے ہیں اور نہ اس لئے کہ وہ مرکز قادیان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اگر ان کے عقیدہ کے مطابق سلطان ٹرکی خلیفۃ المسلمین ہے تو اس عقیدہ کو ظاہر کرنے کے لئے قادیان کی آڑ کیوں لیتے ہیں۔ لہٰذا بذریعہ اس اعلان کے پبلک کو مطلع کیا جاتا ہے کہ قادیان سے تعلق رکھنے والے کسی احمدی کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ سلطان ٹرکی خلیفۃ المسلمین ہے۔‘‘

(صیغہ امور عامہ قادیان کا اعلان، مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۷ نمبر ۶۱ ص ۹ کالم ۱، مؤرخہ ۱۶؍فروری ۱۹۲۰ء)

(۴۰) قادیانی خلافت

’’ہمارے نزدیک اگر ترکوں کے بادشاہ خلیفہ تھے بھی تو جس وقت مسیح موعود کو خدا تعالیٰ نے مامور کیا، اسی وقت سے ان کی خلافت باطل ہوگئی۔ جب کوئی انسان مامور ہوکر آئے تو پھر وہی خلیفہ ہوتا ہے نہ کہ کوئی اور۔ اس کی خلافت کے مقابلہ میں اور کسی انسان کی خلافت نہیں چل سکتی۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود کے بعد خلیفہ وہی ہوسکتا ہے جو آپ کے پیرواں میں سے ہو اور دوسرے مسیح موعود کی آمد کے ساتھ ہی خلافت کے طریق میں بھی فرق آ گیا۔ کیونکہ مسیح موعود صرف روحانی خلیفہ تھا، باشاہ نہ تھا۔ پس اس کے خلفاء کا رنگ بھی وہی ہوگا، جو خود اس کا رنگ تھا۔‘‘ (الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۶۹ ص ۳ کالم ۲، ۳، مؤرخہ ۲۴؍نومبر ۱۹۱۴ء)

(۴۱) مٹنے دو

’’ان حالات کو دیکھ کر کون کہہ سکتا ہے کہ آل عثمان کی سلطنت زندہ یا زندہ رہنے کے قابل ہے۔ پس یہ سمجھنا غلطی ہے کہ ہم ترکوں کے دشمن ہیں۔ ہم جو کچھ لکھتے ہیں، واقعات کی بناء پر اور مسلمانوں کی ہمدردی کے لئے لکھتے ہیں۔ کیونکہ ہمیں معلوم ہے کہ موجودہ ترکی حکومت اسلام کے لئے مفید ثابت ہونے کی بجائے مضر ثابت ہوئی ہے۔ اگر وہ اپنی بداعمالی اور بدکرداری کے باعث مٹتی ہے تو مٹنے دو اور یاد رکھو کہ ترک اسلام نہیں۔ اسلام وہ طاقت ہے جس نے فاتح ترک کو مغلوب کیا تھا اور اب بھی تاریخ اپنا اعادہ کر سکتی اور اسلام فاتح کو مفتوح بنا سکتا ہے۔ مگر اس کے لئے اندرونی حالت میں تغیر ضروری ہے۔‘‘ (الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۱۱۷ ص ۳ کالم ۳، مؤرخہ ۲۳؍مارچ ۱۹۱۵ء)

(۴۲) قادیانی خواہش

’’بہرحال واقعات اب بتلاتے ہیں کہ (ترکان) آل عثمان کا ستارہ اقبال اب غروب ہونے کے وقت ہے۔ اسلامیوں پر اب کوئی نیا تغیر آنے والا ہے...... ہاں! ہماری خواہش ہے کہ اگر بہادر عثمانی (ترک) ایا صوفیہ کی متبرک عبادت گاہ ایوب انصاری کی قابل احترام زمین خوابگاہ یا اسلامی آثار قدیمہ کی حفاظت سے دست بردار ہونے پر مجبور ہو تو پھر یہ منصب برطانیہ کے حیرت پسند صداقت شعار فرزندوں کے ہاتھ آئے اور خدا کرے وہ دین میں بھی ترک سے ایک قدم بڑھ کر اسلام کے خادم ہو جاویں اور قسطنطنیہ پھر بھی اسلام ہی رہے۔‘‘

(الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۱۱۴ ص ۳ کالم ۳، مؤرخہ ۱۶؍مارچ ۱۹۱۵ء)

(۴۳) قادیانی رضامندی

’’تازہ آمدہ خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ روسی برابر ترکی علاقہ میں گھستے جاتے ہیں اور ترک برابر شکست کھا رہے ہیں۔ چاروں طرف سے مسلمان ان کے متعلق نفرت کے خیالات کا اظہار کر رہے ہیں اور ترکوں کی بداعمالی اور دین سے بے توجہی آج ان کے لئے وبال

جان ہورہی ہے......انگلستان کے وزیراعظم مسٹر اسکوئتھ نے ایک تقریر کے دوران میں صاف کہہ دیا ہے کہ اب ترکی کی حکومت دنیا میں قائم نہیں رکھی جاسکتی۔ جنگ کے بعد اس کے حصص کو بالکل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے گا اور تقسیم کر دی جائے گی۔ یہ ایک فتویٰ ہے جو انگلستان کے ایک نہایت ذمہ دار انسان کے منہ سے نکلا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ وزیراعظم ایسی بات اس وقت تک منہ سے نہیں نکال سکتے تھے جب تک کوئی قطعی فیصلہ نہ ہو جاتا اور جب انہوں نے عام جلسہ میں ایسے خیالات کا اظہار کیا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ قطعی فیصلہ ہو چکا ہے...... اللہ تعالیٰ ظالم نہیں۔ اس کا فیصلہ بالکل درست ہے اور راست ہے اور ہم اس کے فیصلہ پر رضامند ہیں۔ افسوس ترکوں نے اسلام کو چھوڑ کر کامیاب ہونا چاہا تھا۔ آخر یہ دن دیکھا۔'' (الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۶۶ ص ۵ کالم ۲،۳، مؤرخہ ۱۷؍نومبر ۱۹۱۴ء)

(۴۴) قادیان میں چراغاں

''گورنمنٹ برطانیہ کی شاندار عظیم الشان فتح کی خوشی میں......نماز مغرب کے بعد دارالعلوم اور اندرون قصبہ میں روشنی اور چراغاں کیا گیا جو بہت خوبصورت اور دلکش تھا۔ اندرون قصبہ میں احمدیہ بازار کے دونوں طرف مدرسہ احمدیہ اور بورڈنگ مدرسہ احمدیہ کی عمارتوں پر بے شمار چراغ جلائے گئے اور منارۃ المسیح پر گیس کی روشنی کی گئی جس کا نظارہ بہت دلفریب تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اور خاندان مسیح موعود کے مکانات پر بھی چراغ روشن کئے گئے۔ اس کے علاوہ تمام احمدی اصحاب نے اپنے اپنے مکانات پر خوب روشنی کی جس سے محلوں میں خاص رونق اور خوشنمائی پیدا ہوگئی۔ دارالعلوم میں بورڈنگ ہاؤس اور ہائی سکول کی شاندار عمارت کے بلند ترین پیش طاق کو چراغوں سے نہایت عمدگی سے سجایا گیا اور ساری عمارت کے طول اور عرض کو بہت خوبی کے ساتھ روشن کیا گیا۔ دوسرے مکانات پر بھی روشنی کا عمدہ انتظام تھا......غرض کہ احمدیوں کو کوئی مکان اور کوئی عمارت ایسی نہ تھی جس پر روشنی نہ کی گئی۔ یہ پرلطف اور مسرت انگیز نظارہ بہت مؤثر اور خوشنما تھا اور اس سے احمدیہ پبلک کی اس عقیدت پر خوب روشنی پڑتی تھی جو اسے گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ ہے۔ کیونکہ روشنی کے ذریعہ خوشی کا اظہار کرنے میں ایسے لوگوں نے بھی بخوشی حصہ لیا جو موجودہ گرانی اور قحط سالی کے موسم میں نہایت تنگ دستی سے گزراوقات کرتے ہیں۔ روشنی رات کے ایک بڑے حصہ تک ہوتی رہی جس کی رونق لوگوں کی چہل پہل سے دوبالا تھی۔''

(الفضل قادیان ج ۶ نمبر ۴۱ ص ۱،۲، مؤرخہ ۳؍دسمبر ۱۹۱۸ء)

''ایک دوست نے دریافت کیا کہ ترکوں کی (یونانیوں کے مقابلہ میں) فتح کی خوشی میں روشنی وغیرہ کے لئے چندہ دینے کے متعلق کیا حکم ہے۔ (مرزامحمود خلیفہ قادیان نے) فرمایا روشنی وغیرہ کی کوئی ضرورت نہیں۔''

(ڈائری مرزامحمود، الفضل قادیان ج ۱۰ نمبر ۴۵ ص ۸ کالم ۳، مؤرخہ ۷؍دسمبر ۱۹۲۲ء)

''اب بھی اگر بادشاہ یا حکومت کی کوئی تقریب ہو اور وہ کہے کہ چراغاں کرو تو ہم کریں گے۔ کیونکہ حکومت کی عزت ہم پر خداتعالیٰ کی طرف سے واجب ہے اور ایسا کر دینے سے ہمارا خدا بھی خوش ہوگا اور حکومت بھی۔''

(الفضل قادیان ج ۲۷ نمبر ۲۸۶، مؤرخہ ۱۴؍دسمبر ۱۹۳۹ء)

(ی) دیگر ممالک

(۴۵) بے شک

''بے شک ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اس گورنمنٹ محسنہ کے سچے دل سے خیرخواہ ہوں اور ضرورت کے وقت جان فدا کرنے کو بھی

تیار ہوں۔لیکن ہم اس طرح پر بھی غیر قوموں اور غیر ملکوں میں اپنی محسن گورنمنٹ کی نیک نامی پھیلانی چاہتے ہیں کہ کس طرح اس عادل گورنمنٹ نے دینی امور میں ہمیں پوری آزادی دی ہے۔عملی نمونے ہزاروں کوسوں تک چلے جاتے ہیں اور دلوں پر ایک عجیب اثر ڈالتے ہیں اور صدہا نادانوں کے ان سے وسوسے دور ہو جاتے ہیں۔یہ مذہبی آزادی ایک ایسی پیاری چیز ہے کہ اس کی خبر پا کر بہت سے اور ملک بھی چاہتے ہیں کہ اس مبارک گورنمنٹ کا ہم تک قدم پہنچے...... کیونکہ جس طرح اچھے دکاندار کا نام سن کر اسی طرف خریدار دوڑتے ہیں،اسی طرح جس گورنمنٹ کے ایسے بے تعصب اور آزادانہ اصول ہوں وہ گورنمنٹ خواہ مخواہ پیاری اور ہردلعزیز معلوم ہوتی ہے اور بہت سے غیر ملکوں کے لوگ حسرت کرتے ہیں کہ کاش ہم بھی اس کے ماتحت ہوتے۔پس کیا آپ لوگ چاہتے نہیں کہ اس محسن گورنمنٹ کا ان تمام تعریفوں کے ساتھ دنیا میں نام پھیلے اور اس کی محبت دور دور تک دلوں میں جاگزیں ہو۔''

(البلاغ مسمی بہ فریاد درد ص۳۲،۳۳،خزائن ج۱۳ص۴۰۰،۴۰۱)

(۴۶) قادیانی مجاہد

''چونکہ برادرم محمد امین خان صاحب (قادیانی) کے پاس پاسپورٹ نہ تھا۔اس لئے وہ روسی علاقہ میں داخل ہوتے ہی روس کے پہلے ریلوے اسٹیشن قہقضہ پر انگریزی جاسوس قرار دیئے جاکر گرفتار کئے گئے۔کپڑے اور کتابیں اور جو کچھ پاس تھا،وہ ضبط کر لیا گیا اور ایک مہینہ تک آپ کو وہاں قید رکھا گیا۔اس کے بعد آپ کو عشق آباد کے قید خانہ میں تبدیل کیا گیا۔وہاں سے مسلم روسی پولیس کی حراست میں آپ کو براستہ سمرقند تاشقند بھیجا گیا اور وہاں دو ماہ تک قید رکھا گیا اور بار بار آپ سے بیانات لئے گئے تا یہ ثابت ہو جائے کہ آپ انگریزی حکومت کے جاسوس ہیں اور جب بیانات سے کام نہ چلا تو قسم قسم کی لالچوں اور دھمکیوں سے کام لیا گیا اور فوٹو لئے گئے تاعکس محفوظ رہے اور آئندہ گرفتاری میں آسانی ہو اور اس کے بعد کوشگی سرحد افغانستان پر لے جایا گیا اور وہاں سے ہرات افغانستان کی طرف اخراج کا حکم دیا گیا۔مگر چونکہ یہ مجاہد گھر سے اس امر کا عزم کر کے نکلا تھا کہ میں نے اس علاقہ میں حق کی تبلیغ کرنی ہے۔اس نے واپس آنے کو اپنے لئے موت سمجھا اور روسی پولیس کی حراست سے بھاگ نکلا اور بھاگ کر بخارا جا پہنچا۔دو ماہ تک آپ وہاں آزاد رہے لیکن دو ماہ کے بعد پھر انگریزی جاسوس کے شبہ میں گرفتار کئے گئے اور تین ماہ تک نہایت سخت اور دل ہلا دینے والے مظالم آپ پر کئے گئے اور قید میں رکھا گیا اور اس کے بعد پھر روس سے نکلنے کا حکم دیا گیا اور بخارا سے مسلم روسی پولیس کی حراست میں سرحد ایران کی طرف واپس بھیجا گیا۔اللہ تعالیٰ اس مجاہد کی ہمت اور اخلاص اور تقویٰ میں برکت دے۔چونکہ ابھی اس کی پیاس نہ بجھی تھی اس لئے پھر کاکان کے ریلوے اسٹیشن سے روسی مسلم پولیس کی حراست سے بھاگ نکلا اور پاپیادہ بخارا پہنچا۔بخارا میں ایک ہفتہ کے بعد پھر ان کو گرفتار کیا گیا اور بدستور سابق پھر کاکان کی طرف لایا گیا اور وہاں سے سمرقند پہنچایا گیا۔وہاں سے آپ پھر چھوٹ کر بھاگے اور بخارا پہنچے۔''

(اعلان مرزا محمود خلیفہ قادیان،الفضل قادیان ج۱۱ نمبر۱۲ ص۵،۶،مؤرخہ ۱۴؍اگست ۱۹۲۳ء)

(۴۷) تبلیغ اسلام

''ہمارے برادر محترم خان محمد امین صاحب جنہیں روس کے علاقہ میں حضرت امیر جماعت احمدیہ نے تبلیغ اسلام کے لئے بھیجا تھا،بغیر کسی اطلاع کے آج ۲۵؍جون وارد قادیان ہوئے جنہیں اچانک اپنے اندر دیکھ کر اہل قادیان خوشی اور مسرت کے جذبات سے بھرپور ہوگئے۔''

(الفضل قادیان ج۱۴ نمبر۱۰۱ ص۲ کالم۱،مؤرخہ ۲۸؍جون ۱۹۲۷ء)

(۴۸) تبلیغ احمدیت

’’روسیہ میں اگرچہ تبلیغ احمدیت کے لئے گیا تھا لیکن چونکہ سلسلہ احمدیہ اور برٹش حکومت کے باہمی مفاد ایک دوسرے سے وابستہ ہیں۔اس لئے جہاں میں اپنے سلسلہ کی تبلیغ کرتا تھا، وہاں لازماً مجھے گورنمنٹ انگریزی کی خدمت گزاری کرنی پڑتی تھی۔کیونکہ ہمارے سلسلہ کا مرکز ہندوستان میں ہے تو ساتھ ہی ہندوستانی حکومت کے احسانات اور مذہبی آزادی کا ذکر لوگوں کے سامنے کرنا پڑتا تھا۔‘‘

(محمد امین قادیانی مبلغ کا مکتوب،الفضل قادیان ج۱۱نمبر۲۵ص۱۱کالم۳،مؤرخہ۲۸؍ستمبر۱۹۲۳ء)

(ک) خلاصہ

(۴۹) سیاست زہر

’’چونکہ ایک طرف تو سیاست ایک ایسی چیز ہے جو اور سب کچھ بھلا دیتی ہے حتیٰ کہ جان تک کی بھی ہوش نہیں رہنے دیتی اور اپنی طرف ہی کھینچتی جاتی ہے اور دوسری طرف آج کل اسلام پر جو نازک وقت آیا ہوا ہے،اس سے پہلے اس پر کبھی نہیں آیا۔اس لئے اس وقت اسلام کو جتنے بھی ہاتھ کام کے لئے مل جائیں اور جس قدر بھی سپاہی اسلام کی حفاظت کے لئے مہیا ہوسکیں اتنے ہی کم ہیں۔اس لئے آج مسلمانوں کے لئے سیاست کی طرف متوجہ ہونا ایک ایسا زہر ہے جسے کھا کر ان کا بچنا محال بلکہ ناممکن ہے۔‘‘

(تقریر مرزا محمود خلیفہ قادیان،الفضل قادیان ج۵نمبر۸ص۴کالم۱،مؤرخہ۲۸؍جولائی ۱۹۱۷ء)

(۵۰) سیاسیات سے پرہیز

’’احمدی مبلغ کا فرض ہے کہ وہ اس مرض سے اپنے تئیں بچائے جو سیاست کے نام سے موسوم ہے اور جس کا مریض بہ مشکل اپنی اصل صحت کی طرف عود کرتا ہے۔اس خوفناک مرض کا نتیجہ ابتداً قانون حکومت سے اور بعد میں قانون شریعت سے سرکشی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے......پس احمدی مبلغ اپنے امام پاک اس کے خلفائے صادق کی ہدایت کے ماتحت سیاسیات سے کلیتہً پرہیز کرے اس سے اگر ہوسکے تو محض رضائے مولیٰ کے لئے ایسے غلط خوردہ لوگوں کو وعظ کرے جو برائے نام مسلمان کہلا کر سیاسیات میں دخل دیتے یا دینے میں کوئی ہرج نہیں سمجھتے......خلیفہ ثانی کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے اور قادیان سے حقیقی تعلق رکھنے والے احمدی کا فرض ہے کہ وہ سیاسیات سے بعینہٖ اسی طرح بچے،جس طرح خدا کے مسیح نے فرمایا ہے۔چونکہ ہم غیرمبایعین لوگوں (لاہوری جماعت) کے افعال وخیالات سے اسی طرح بری الذمہ ہیں جس طرح ہم غیراحمدی مسلمانوں کے سیاسی گروہ کے سیاسی دستور العمل سے بے تعلق ہیں۔‘‘

(الفضل قادیان ج۲نمبر۱۴۹ص۳کالم۳،مؤرخہ۶؍جون ۱۹۱۵ء)

(۵۱) مسلم لیگ

’’ہمیں یاد ہے کہ مسلمانوں کے مصلح حقیقی اور دنیا کے سچے ہادی حضرت مسیح موعود ومہدی آخرالزمان کے حضور جب اس مسلم لیگ کا ذکر آیا تو حضور (مرزاقادیانی) نے اس کی نسبت ناپسندیدگی ظاہر فرمائی تھی۔پس کیا کوئی ایسا کام جسے خدا کا برگزیدہ مامور ناپسند فرمائے، مسلمانوں کے حق میں سازگار و بابرکت ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔اب بھی اگر مسلمانوں کو اپنے حقیقی نفع وضرر کی کچھ فکر ہے تو ایسے فضول مشاغل سے باز رہیں جن کے نتائج نہ ان کو دنیا کا فائدہ دے سکتے ہیں،نہ دین کا۔ہم یہ پوچھتے ہیں کہ کئی سال سے یہ نیشنل کانگریس کی نقل ہوتی ہے۔

آخراب تک اس سے مسلمانوں نے کیا کچھ حاصل کیا؟'' (الفضل قادیان ج ۳ نمبر ۸۷ ص ۵ کالم ۳، مؤرخہ ۸؍جنوری ۱۹۱۶ء)

(۵۲) خوشی اور مسرت

''یہ خبر نہایت خوشی اور مسرت سے سنی جائے گی کہ ہماری جماعت کے نہایت قابل اور متقی نوجوان جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب بی.اے بیرسٹرایٹ لاء امیر جماعت احمدیہ لاہور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ (مرزامحمود) کے ارشاد کی تعمیل میں ضلع لاہور، امرتسر، گورداسپور اور فیروز پور کی طرف سے اسمبلی کے امیدوار کے طور پر کھڑے ہوں گے...... اس وقت تک جناب موصوف نے جس ایثار اور اخلاص سے جماعت احمدیہ کے بعض نہایت اہم مقدمات کی پیروی کی اور ان میں کامیابی حاصل کی۔ وہ ان کی قانونی قابلیت کا کافی ثبوت ہے۔'' (الفضل قادیان ج ۱۱ نمبر ۳۱ ص ۱ کالم ۲، ۳، مؤرخہ ۱۹؍اکتوبر ۱۹۲۳ء)

(۵۳) مفاد ملحق

''اس بات کا بھی خیال ہے کہ حضور سیکرٹری آف سٹیٹ کے ہندوستان میں تشریف لانے پر اس بات کو پیش کیا جاوے کہ احمدیہ جماعت اور گورنمنٹ برطانیہ کے مفاد ایک دوسرے سے ملحق ہیں اور ہوم رول کے متعلق تحریک کرنے والے اور ان کے ساتھی سب احمدیہ جماعت کے جہاد اور سلطان ٹرکی کی خلافت کے انکار کے باعث دشمن ہو گئے ہیں۔ لہٰذا جماعت احمدیہ کی وفاداری کا خیال رکھتے ہوئے قبل اس کے کہ سیلف گورنمنٹ کے متعلق کوئی کارروائی کی جاوے، جماعت احمدیہ کی حفاظت کے متعلق مناسب انتظام فرمایا جاوے۔''

(الفضل قادیان ج ۵ نمبر ۲۵ ص ۱ کالم ۳، مؤرخہ ۲۵؍ستمبر ۱۹۱۷ء)

(۵۴) ظل حمایت

''ہمارا مذہب ہے اور ہمارے سید و مولیٰ حضرت مسیح موعود کی کتب میں اس کا نہایت وضاحت کے ساتھ ذکر ہے۔ نیز اس مسلک سے تمام دنیا خوب واقف ہے کہ ہم گورنمنٹ کے سچے دل سے وفادار اور خیر خواہ ہیں۔ کیونکہ یہ گورنمنٹ ہماری خاص محسن ہے اور اس کے ہم پر اس قدر احسانات ہیں کہ جن کا شمار کرنا آسان نہیں۔ نیز ہمارے خیال میں یہ حکومت تمام دنیا کی حکومتوں سے اعلیٰ اور افضل ہے اور ہمارے نزدیک اس کی افضلیت اور برتری کی سب سے بڑی اور زبردست دلیل یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ نے امن کے شہزادے اور اپنے بزرگ نبی حضرت مسیح موعود کو اسی سلطنت کے زیرسایہ مبعوث فرمایا تا وہ اپنے صلح و آشتی کے مشن کو دنیا کے سامنے پیش کرے اور صلح و آشتی سے دنیا کے دلوں میں حقیقی معرفت اور سچے خدا کی محبت پیدا کر کے سچے اور خدائی مذہب کی طرف دنیا کو دعوت دے۔ اگر یہ سلطنت واقعی طور پر عمدہ اور ساری دنیا کی سلطنتوں سے افضل و برتر نہ ہوتی تو یقیناً یقیناً خدا تعالیٰ اپنے اس نبی کو اس سلطنت کے حدود میں پیدا نہ کرتا، بلکہ کسی اور ایسی حکومت کے زیرسایہ پیدا کرتا جو دنیا میں سب سے اعلیٰ حکومت ہوتی مگر خدا تعالیٰ کا تمام سلطنتوں کو چھوڑ کر انگریزی سلطنت کے ظل حمایت کو اپنے نبی کے لئے منتخب کرنا دلیل ہے۔ اس بات کی کہ وہ حقیقی نور جو مدتوں سے غائب تھا، اس کے لانے والے نبی کی بعثت کے لئے یہی سلطنت موزوں و مناسب تھی۔'' (الفضل قادیان ج ۶ نمبر ۳۸ ص ۳ کالم ۲، ۳، مؤرخہ ۱۹؍نومبر ۱۹۱۸ء)

(۵۵) قادیانی ڈھال

''یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہوتی جاتی ہے کہ فی الواقع گورنمنٹ برطانیہ ایک ڈھال ہے جس کے نیچے احمدی جماعت آگے

ہی آگے بڑھتی جاتی ہے۔اس ڈھال کو ذرہ ایک طرف کر دو اور دیکھو کہ زہریلے تیروں کی کیسی خطرناک بارش تمہارے سروں پر ہوتی ہے۔ ہمارے مخالف اس بات کے انتظار میں رہتے ہیں کہ ذرہ ان کو موقعہ ملے اور وہ زمین سے ہماری جڑ اکھاڑ کر پھینک دیں...... پس کیوں ہم اس گورنمنٹ کے شکرگزار نہ ہوں۔ ہمارے فوائد اس گورنمنٹ سے متحد ہوگئے ہیں اور اس گورنمنٹ کی تباہی ہماری تباہی ہے اور اس گورنمنٹ کی ترقی ہماری ترقی۔ جہاں جہاں اس گورنمنٹ کی حکومت پھیلتی جاتی ہے، ہمارے لئے تبلیغ کا ایک اور میدان نکلتا آتا ہے۔ پس کسی مخالف کا اعتراض ہم کو اس گورنمنٹ کی وفاداری سے پھیر نہیں سکتا کہ نادان سے نادان انسان بھی اپنی جان کا آپ دشمن نہیں ہوتا۔‘‘

(الفضل قادیان ج۳ نمبر۵۱ ص۳ کالم۱،۲، مؤرخہ ۱۹؍اکتوبر ۱۹۱۵ء)

(۵٦) نرالا تعلق

’’ایک بات جس کا فوراً آپ لوگوں تک پہنچانا ضروری ہے، اس وقت کہنی چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ سلسلہ احمدیہ کا گورنمنٹ برطانیہ سے جو تعلق ہے وہ باقی تمام جماعتوں سے نرالا ہے۔ ہمارے حالات ہی اس قسم کے ہیں کہ گورنمنٹ اور ہمارے فوائد ایک ہوئے ہوئے ہیں۔ گورنمنٹ برطانیہ کی ترقی کے ساتھ ساتھ ہمیں بھی آگے قدم بڑھانے کا موقع ہے اور اس کو خدانخواستہ اگر کوئی نقصان پہنچے تو اس صدمے سے ہم بھی محفوظ نہیں رہ سکتے۔ اس لئے شریعت اسلام حضرت مسیح موعود کے احکام کے ماتحت اور خود اپنے فوائد کی حفاظت کے لئے اس وقت جب کہ جنگ وجدال کی گرم بازاری ہے۔ ہماری جماعت کا فرض ہے کہ وہ ہر ممکن طریق سے گورنمنٹ کی مدد کرے۔‘‘

(اعلان مرزا محمود خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج٦ نمبر۸ ص۱ کالم۲، مؤرخہ ۲۷؍جولائی ۱۹۱۸ء)

(۵۷) نیک ثمرات

’’ہمارے امام مسیح موعود نے جس نے اس جنگ کی پہلے سے خبر دی تھی ہم کو تعلیم دی ہے کہ ہم سرکار برطانیہ کے دکھ کو اپنا دکھ سمجھیں۔ لہٰذا ہمارے وہ احمدی سپاہی جو آج سرزمین فرانس میں برطانیہ کے دشمنوں سے لڑ رہے ہیں، وہ اپنے دلوں میں اپنے پیارے امام کے ارشاد کو محفوظ رکھ کر اس یقین سے تلوار اٹھا رہے ہیں کہ مسیح موعود کے حکم کی اطاعت محمد رسول اللہ ﷺ کے حکم کی اطاعت ہے اور اطاعت میں اٹھائی ہوئی تلوار کے سایہ میں بہشت ہے۔ پس یہ جنگ اہل اسلام کے لئے ان شاء اللہ مبارک اور نتیجہ خیز ہوگی اور ہماری وفاداری ضرور نیک ثمرات پیدا کرے گی۔‘‘ (الفضل قادیان ج۲ نمبر۵۷ ص۵ کالم۳، مؤرخہ ۲۷؍اکتوبر ۱۹۱۴ء)

(۵۸) تہنیت فتح کا جشن قادیان میں

(عنوان، الفضل قادیان، مؤرخہ ۳؍دسمبر ۱۹۱۴ء)

’’۲۷؍نومبر ۱۹۱۸ء کو ’’انجمن احمدیہ برائے امداد جنگ‘‘ کے زیر انتظام حسب ہدایات حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ (مرزا محمود) گورنمنٹ برطانیہ کی شاندار اور عظیم الشان فتح کی خوشی میں ایک قابل یاد جشن منایا گیا۔‘‘

(الفضل قادیان ج٦ نمبر۴۱ ص۱ کالم۲، مؤرخہ ۳؍دسمبر ۱۹۱۸ء)

(۵۹) نہایت فائدہ بخش

’’۱۳ تاریخ جس وقت جرمنی کے شرائط منظور کر لینے اور التوائے جنگ کے کاغذ پر دستخط ہو جانے کی اطلاع قادیان میں پہنچی تو

خوشی اور انبساط کی ایک لہر برقی سرعت کے ساتھ تمام لوگوں کے قلوب میں سرایت کر گئی اور جس نے اس خبر کو سنا، نہایت شاداں وفرحاں ہوا۔ دونوں سکولوں، انجمن ترقی اسلام اور صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر میں تعطیل کر دی گئی۔ بعد نماز عصر مسجد مبارک میں ایک جلسہ ہوا جس میں مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے تقریر کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کی طرف سے گورنمنٹ برطانیہ کی فتح ونصرت پر دلی خوشی کا اظہار کیا اور اس فتح کو جماعت احمدیہ کے اغراض ومقاصد کے لئے نہایت فائدہ بخش بتایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی طرف سے مبارک باد کے تار بھیجے گئے اور حضور نے پانچ سو روپیہ اظہار مسرت کے طور پر جناب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر گورداسپور کی خدمت میں بھجوایا۔ آپ جہاں پسند فرمائیں، خرچ کریں۔ پیشتر ازیں چند ہی روز ہوئے کہ ٹرکی اور آسٹریا کے ہتھیار ڈالنے کی خوشی میں حضور (مرزا محمود) نے پانچ ہزار روپیہ جنگی اغراض کے لئے صاحب ڈپٹی کمشنر صاحب کی خدمت میں بھجوایا تھا۔ فتح کی خوشی میں مولوی عبدالغنی صاحب نے بحیثیت سیکرٹری ''انجمن احمدیہ برائے امداد جنگ'' اور جناب شیخ یعقوب علی صاحب نے بلحاظ ایڈیٹر ''الحکم'' ہزآنر لیفٹیننٹ گورنر پنجاب کی خدمت میں مبارک باد کا تار بھیجا۔'' (الفضل قادیان ج۶ نمبر۳۷ ص۱ کالم۱ تا۳، مؤرخہ ۱۶؍نومبر ۱۹۱۸ء)

(۶۰) فتح کی خوشی

(عنوان، الفضل قادیان مؤرخہ ۲۳؍نومبر ۱۹۱۸ء)

''خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ وہ جنگ جس کا ناگوار اثر دنیا کے ہر حصہ میں عذاب عظیم بن کر چھا رہا تھا۔ اب گورنمنٹ برطانیہ کی عظیم الشان فتح کے ساتھ ختم ہوئی ہے جو کہ ہماری جماعت کے لئے کئی قسم کی خوشیوں کا موجب ہے۔ سب سے بڑی خوشی تو ہمارے لئے یہ ہے کہ حضور اقدس نے جنگ کی پیش گوئی فرما کر اپنی جماعت کو سلطنت برطانیہ کی فتح کے لئے دعا کرنے کی ہدایت فرمائی تھی اور خود بھی برطانیہ کی فتح کے لئے خاص دعا کی تھی۔ اب اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر حضور کی قبولیت دعا کو تمام عالم پر روز روشن کی طرح چمکا دیا اور اس قدر ایسے نشان ظاہر فرمائے ہیں کہ جن کو احمدی ہر ملک وملت کے سامنے بہت آسانی سے بطور حجت پیش کر سکتے ہیں۔ پھر خدا کا ایک بہت بڑا فضل یہ ہوا ہے کہ حکومت برطانیہ کا اقتدار واثر اور بھی زیادہ بڑھنے سے وہ ممالک بھی احمدیت کی تبلیغ کے لئے کھل گئے ہیں جو اب تک بالکل بند تھے جہاں بالخصوص احمدیت کی تبلیغ کی بڑی ضرورت تھی۔'' (الفضل قادیان ج۶ نمبر۳۹ ص۱۱ کالم۳، مؤرخہ ۲۳؍نومبر ۱۹۱۸ء)

(۶۱) روحانی عافیت

''اگر ایک طرف وہ لوگ جن کو اس جنگ عظیم کے نتیجہ میں سلطنت برطانیہ کا ظل حمایت نصیب ہوا ہے۔ روحانی عافیت حاصل کریں گے اور خدا کے نبی (مرزا قادیانی) کا پیغام سنیں گے اور حقیقی اسلام جیسی نعمت غیر مترقبہ سے بہرہ ور ہوں گے تو دوسری طرف وہ دنیوی انعامات اور آرام وامن سے بھی حصہ وافی پائیں گے اور آگاہ ہوں گے کہ دنیا میں آرام اور آسائش کی زندگی بھی کوئی چیز ہے...... غرض گورنمنٹ برطانیہ کا فتح یاب ہونا دنیا کے ایک بڑے حصہ کے لئے بہت امن وآرام کا باعث ہوگا اور ہمارے لئے تبلیغ اسلام کا میدان بہت زیادہ صاف اور وسیع ہو جائے گا۔'' (الفضل قادیان ج۶ نمبر۳۸ ص۴ کالم۱،۲، مؤرخہ ۱۹؍نومبر ۱۹۱۸ء)

(۶۲) قادیانی تلوار

''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) فرماتے ہیں کہ میں وہ مہدی معہود ہوں اور گورنمنٹ برطانیہ میری وہ تلوار ہے جس کے

مقابلے میں ان علماء کی کچھ پیش نہیں جاتی۔ اب غور کرنے کا مقام ہے کہ پھر ہم احمدیوں کو اس فتح سے کیوں خوشی نہ ہو۔ عراق، عرب ہو یا شام، ہم ہر جگہ اپنی تلوار کی چمک دیکھنا چاہتے ہیں۔'' (الفضل قادیان ج ۶ نمبر ۴۲ ص ۹ کالم ۲، مؤرخہ ۷؍دسمبر ۱۹۱۸ء)

(۶۳) چوہڑے چمار

''حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ ۱۹۳۲ء کی افتتاحی تقریر میں فرمایا تھا کہ:

اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ بنیاد جو اس وقت بہت کمزور نظر آتی ہے اس پر عظیم الشان عمارت تعمیر ہوگی۔ ایسی عظیم الشان کہ ساری دنیا اس کے اندر آجائے گی اور جو لوگ باہر رہیں گے ان کی کوئی حیثیت نہ ہوگی۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ سے خبر پا کر حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ ایسے لوگوں کی حیثیت چوہڑے چماروں کی ہوگی......''

(الفضل قادیان ج ۲۰ نمبر ۹۰ ص ۵ کالم ۳، مؤرخہ ۲۹؍جنوری ۱۹۳۳ء، انوار العلوم ج ۱۲ ص ۵۴۸)

اس عبارت کا مطلب تو یہ ہے کہ احمدیت کا پودا جو اس وقت بالکل کمزور نظر آتا ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک دن ایسا تناور درخت بن جائے گا کہ اقوام عالم اس کے سایہ میں آرام پائیں گی اور جماعت احمدیہ جو اس وقت بالکل معمولی اور بے حیثیت سی نظر آتی ہے، اس قدر اہمیت اور طاقت حاصل کرے گی کہ دنیا کے مذہب تہذیب و تمدن اور سیاست کی باگ اس کے ہاتھ میں ہوگی۔ ہر قسم کا اقتدار اسے حاصل ہوگا اور اپنے اثر و رسوخ کے لحاظ سے یہ دنیا کی معزز ترین جماعت ہوگی۔ دنیا کا کثیر حصہ اس میں شامل ہو جائے گا۔ ہاں! جو اپنی بدقسمتی سے علیحدہ رہیں گے وہ بالکل بے حیثیت سمجھے جائیں گے۔ سوسائٹی کے اندر ان کی کوئی قدر و قیمت نہ ہوگی۔ دنیا کے مذہبی، تمدنی، یا سیاسی دائرے کے اندر ان کی آواز ایسی ہی غیر مؤثر اور ناقابل التفات ہوگی جیسی کہ موجودہ زمانہ میں چوہڑے چماروں کی ہے۔ (تو گویا قانونی حکومت کے مجوزہ دستور و آئین میں مرزا قادیانی کی پیشین گوئی کے بموجب غیر قادیانیوں کی یہ حیثیت ہوگی۔ للمؤلف)

(الفضل قادیان ج ۲۰ نمبر ۹۰ ص ۶ کالم ۱، مؤرخہ ۲۹؍جنوری ۱۹۳۳ء، انوار العلوم ج ۱۲ ص ۵۴۹)

(۶۴) قادیانی حکومت

''حکومت ہمارے پاس نہیں کہ ہم جبر کے ساتھ لوگوں کی اصلاح کریں اور ہٹلر یا مسولینی کی طرح جو شخص ہمارے حکموں کی تعمیل نہ کرے، اسے ملک سے نکال دیں اور جو ہماری باتیں سننے اور ان پر عمل کرنے پر تیار نہ ہو اسے عبرتناک سزا دیں۔ اگر حکومت ہمارے پاس ہوتی تو ہم ایک دن کے اندر اندر یہ کام کر لیتے۔'' (الفضل قادیان ج ۲۳ نمبر ۲۷۹ ص ۶ کالم ۳،۴، مؤرخہ ۲؍جون ۱۹۳۶ء، خطبات محمود ج ۱۷ ص ۳۴۷)

(۶۵) بلی کے خواب میں چھیچھڑے

''روس کے ملک کے متعلق ان پیش گوئیوں کے علاوہ جو پہلے بیان ہو چکی ہیں اور جو پوری بھی ہو چکی ہیں، آپ کی یہ بھی پیش گوئی ہے کہ اس ملک کی حکومت آخر احمدیوں کے ہاتھ میں آجاوے گی اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ بخارا کے ملک میں خاص طور پر اس سلسلے (یعنی قادیانیت) کو قریب زمانہ میں ہی پھیلا دے گا اور یہ بھی کہ یورپ کا اکثر حصہ آخر اسلام (یعنی قادیانیت) کو قبول کرے گا اور آپ (یعنی مرزا قادیانی) پر ایمان لاوے گا اور یہ بھی کہ دنیا کے تمام مذاہب اسلام اور سلسلہ احمدیہ کے سامنے شکست کھا کر مٹتے جائیں گے اور آخر قریباً نیست و نابود ہو جائیں گے اور دنیا میں آپ پر ایمان لانے والے لوگ رہ جائیں گے۔'' (تحفہ شہزادہ ویلز ص ۸۴، انوار العلوم ج ۶ ص ۵۲۴)

فصل پندرھویں

قادیانی اکابر

(الف) حکیم نورالدین خلیفہ اوّل قادیان

(۱) بہت متاثر

’’حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اوّل بھی اوائل میں سرسید کے خیالات اور طریق سے بہت متاثر تھے مگر حضرت صاحب (مرزا قادیانی) کی صحبت سے یہ اثر آہستہ آہستہ دھلتا گیا۔‘‘

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۱۴۱، روایت نمبر ۱۴۷، جدید ج ۱ حصہ اوّل ص ۱۴۵، روایت نمبر ۱۵۰)

’’حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اوّل چونکہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بیعت سے مشرف ہونے سے پہلے سرسید احمد خان مرحوم کے خیالات اور ان کے طریق استدلال کی طرف مائل تھے۔ اس لئے بسا اوقات معجزات اور اس قسم کے روحانی تصرفات کی تاویل فرمایا کرتے تھے اور ان کی تفسیر میں اس میلان کی جھلک احمدیت کے ابتدائی ایام میں بھی نظر آتی ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود کی صحبت میں آہستہ آہستہ یہ اثر دھلتا گیا اور خالص پرتو نبوت سے طبیعت متاثر ہوتی گئی۔‘‘

(سیرت المہدی حصہ دوم ص ۵۷، روایت نمبر ۳۷۲، جدید ج ۱ حصہ دوم ص ۳۴۲، ۳۴۳، روایت نمبر ۳۷۵)

(۲) دو آدمی

’’مولانا حافظ روشن علی صاحب نے اخبار الحکم کے فائل میں سے حضرت حجۃ اللہ (مرزا قادیانی) کا ایک خط بنام حضرت مولوی عبدالکریم مرحوم پیش کیا جس میں حضرت جری اللہ (مرزا قادیانی) نے لکھا ہے کہ دو آدمی مجھے ملے ہیں۔ ایک حضرت مولوی نورالدین صاحب اور ایک مولوی عبدالکریم صاحب اور تیسرا آدمی پیدا نہیں ہوا۔ اس پر فرمایا کہ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ گھر میں عورتوں میں بحث چلی۔ حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب کی بیوی کہتی تھی کہ مولوی عبدالکریم صاحب حضرت صاحب کو پیارے ہیں اور والدہ (حضرت ام المؤمنین) فرماتی تھیں کہ حضرت مولوی صاحب (حضرت خلیفہ اوّل) یہ معاملہ حضرت اقدس پیش کیا گیا۔ آپ نے ہنس کر فرمایا کہ حدیث میں جو آتا ہے عملاً دونوں دائیں بائیں ہیں۔ حضرت مولوی صاحب دائیں طرف رہتے تھے اور حضرت مولوی عبدالکریم مرحوم بائیں طرف۔‘‘ (مرزا محمود خلیفہ قادیان کی ڈائری، الفضل قادیان ج ۹ نمبر ۶۵، مؤرخہ ۲۰ رفروری ۱۹۲۲ء)

(۳) بطور نمونہ

’’اب میں حضرت خلیفۃ المسیح اوّل (حکیم نورالدین قادیانی) کے چند اور حوالے محض بطور نمونہ پیش کرتا ہوں۔ جن سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ممدوح کا مسئلہ نبوت کے متعلق وہی عقیدہ تھا جس پر جماعت احمدیہ (قادیانی) بفضلہ تعالیٰ قائم ہے۔ ایک دفعہ حضرت ممدوح کے سامنے کسی نے ذکر کیا کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے لکھا ہے کہ اگر احمدی مرزا صاحب کو نبی کہنا چھوڑ دیں تو ہم

کفر کا فتویٰ واپس لے لیں گے۔ آپ نے فرمایا ہمیں ان فتوؤں کی کیا پرواہ ہے اور وہ حقیقت ہی کیا رکھتے ہیں جب سے مولوی محمد حسین نے فتویٰ دیا وہ دیکھے کہ اس کے بعد اس کی عزت کہاں تک پہنچ گئی ہے اور مرزا صاحب کی عزت نے کس قدر ترقی کی ہے۔ دیکھو:

(البدر ج۱۰ نمبر۲۴ ص۲ کالم۲، مؤرخہ ۱۳؍اپریل ۱۹۱۱ء)

پھر آپ نے جولا ہور احمدیہ بلڈنگ میں تقریر فرمائی تھی اس میں آپ نے بیان کیا کہ حضرت مرزا صاحب خدا کے مرسل ہیں۔ اگر وہ نبی کا لفظ اپنی نسبت نہ بولتے تو بخاری کی حدیث کو نعوذ باللہ غلط قرار دیتے جس میں آنے والے کا نام نبی اللہ رکھا ہے۔ پس وہ نبی کا لفظ بولنے پر مجبور ہیں...... پھر آپ نے فرمایا کہ میں تو اپنے اور غیر احمدیوں کے درمیان اصولی فرق سمجھتا ہوں، پھر اسی تقریر میں آپ نے کہا کہ کسی مامور من اللہ کا انکار کفر ہو جاتا ہے۔ ہمارے مخالف حضرت مرزا صاحب کی ماموریت کے منکر ہیں۔ اب بتاؤ یہ اختلاف فروعی کیونکر ہوا۔ قرآن مجید میں تو لکھا ہے: ''لانفرق بین احد من رسلہ'' لیکن حضرت مرزا صاحب کے انکار میں تو تفرقہ ہوتا ہے۔ دیکھو:

(الحکم ج۱۵ نمبر۷، ۸ ص۴ کالم۲، مؤرخہ ۲۱-۲۸ فروری ۱۹۱۱ء)

پھر آپ نے ایک دفعہ فرمایا کہ اگر اسرائیلی مسیح رسول کا منکر کافر ہے تو محمدی مسیح رسول کا منکر کیوں کافر نہیں۔ دیکھو:

(الفضل ج۱ ص۴ کالم۳، مؤرخہ ۲۷ مئی ۱۹۱۴ء)

پھر ایک شخص نے حضرت خلیفۃ المسیح اوّل سے سوال کیا کہ حضرت مرزا صاحب کے ماننے کے بغیر نجات ہے یا نہیں۔ فرمایا اگر خدا کا کلام سچ ہے تو مرزا صاحب کے ماننے کے بغیر نجات نہیں ہوسکتی۔

ان حوالہ جات سے صاف طور پر یہ لگتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل حضرت مسیح موعود کے منکر کو کافر اور غیر ناجی یقین کرتے تھے اور آپ کو واقعی معنوں میں نبی مانتے تھے۔''

(محمد اسماعیل قادیانی کا رسالہ بعنوان مولوی محمد علی لاہوری کے اپنی سابقہ تحریرات کے متعلق جوابات پر نظر ص۱۳۱، ۱۳۲)

(۴) احمد رسول

''حضرت ممدوح (حکیم نورالدین قادیانی) فرماتے ہیں کہ میں ''مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد'' کی پیش گوئی حضرت مسیح موعود کے متعلق مانتا ہوں کہ یہ صرف حضرت مسیح موعود کے متعلق ہے اور وہی احمد رسول ہیں۔ دیکھو:

(الحکم قادیان ج۱۵ نمبر۲۳، بابت ستمبر ۱۹۱۱ء)

ان حوالہ جات سے پتہ لگتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کے نزدیک اسمہ احمد والی پیش گوئی مسیح موعود کے متعلق ہے۔''

(محمد اسماعیل قادیانی کا رسالہ بعنوان مولوی محمد علی لاہوری کے اپنی سابقہ تحریرات کے متعلق جوابات پر نظر ص۱۳۲، ۱۳۳)

(۵) میرزائے قادیان

اسم او اسم مبارک ابن مریم می نہند　　آں غلام احمد است و میرزائے قادیان
گر کسے آرشکے در شان او آں کافرست　　جائے او باشد جہنم بے شک و ریب و گماں

(از حکیم نورالدین خلیفہ اوّل، الحکم مؤرخہ ۱۷؍اگست ۱۹۰۸ء)

(۶) نجات

’’ایک شخص نے حضرت خلیفۃ المسیح (مولوی حکیم نورالدین) سے سوال کیا کہ حضرت مرزا صاحب کے ماننے کے بغیر نجات ہے یا نہیں۔فرمایا اگر خدا کا کلام سچا ہے تو مرزا صاحب کے ماننے کے بغیر نجات نہیں ہوسکتی۔‘‘

(تشحیذ الاذہان قادیان ج۹ نمبر۱۱ ص۲۴، بابت ماہ نومبر۱۹۱۴ء، البدر ج۱۲ نمبر۲ ص۲ کالم۱، مؤرخہ ۱۱ر جولائی ۱۹۱۲ء)

(۷) میرا تو ایمان ہے

’’خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت خلیفہ اوّل فرماتے تھے کہ جب فتح اسلام توضیح مرام شائع ہوئیں تو ابھی میرے پاس نہ پہنچی تھی اور ایک مخالف شخص کے پاس پہنچ گئیں تھیں اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔دیکھو، اب میں مولوی صاحب کو یعنی مجھے مرزا صاحب سے علیحدہ کئے دیتا ہوں، چنانچہ وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مولوی صاحب کیا نبی کریم ﷺ کے بعد بھی کوئی نبی ہوسکتا ہے۔میں نے کہا نہیں۔اس نے کہا اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے تو پھر میں نے کہا تو پھر ہم یہ دیکھیں گے کہ کیا وہ صادق اور راست باز ہے یا نہیں۔اگر صادق ہے تو بہرحال اس کی بات کو قبول کریں گے۔میرا یہ جواب سن کر وہ بولا، واہ! مولوی صاحب آپ قابو نہ ہی آئے۔یہ قصہ سنا کر مولوی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ یہ تو صاف نبوت کی بات ہے، میرا تو ایمان ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کریں اور قرآنی شریعت کو منسوخ قرار دیں تو بھی مجھے انکار نہ ہو۔کیونکہ جب ہم نے آپ کو واقعی صادق اور منجانب اللہ پایا ہے تو اب جو بھی آپ فرمائیں گے وہی حق ہوگا اور ہم سمجھ لیں گے کہ آیت خاتم النّبیین کے کوئی اور معنی ہوں گے۔خاکسار عرض کرتا ہے کہ واقعی جب ایک شخص کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونا یقینی دلائل کے ساتھ ثابت ہوجائے تو پھر اس کے کسی دعویٰ میں چون وچرا کرنا باری تعالیٰ کا مقابلہ کرنا ٹھہرتا ہے۔‘‘

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص۸۱، روایت نمبر۱۰۶، جدید ج۱ حصہ اوّل ص۸۸، روایت نمبر۱۰۹)

(۸) رعایتی نماز

’’حضرت خلیفہ اوّل (حکیم نورالدین قادیانی) نے ایک دفعہ پنجاب میں ایک شخص کے دریافت کرنے پر اسے اجازت دی کہ غیراحمدی امام کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرے۔جب کسی نے تعجب سے دریافت کیا کہ یہ فتویٰ تو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے فرمانے کے خلاف ہے تو آپ نے جواب دیا کہ وہ شخص اور کون سے حکم مسیح موعود پر عمل کررہا ہے یہ بھی سہی۔‘‘

(الفضل قادیان ج۳ نمبر۱۰۵ ص۸ کالم۳ مؤرخہ ۱۱ر اپریل ۱۹۱۶ء)

(۹) خدا کی قسم

’’میں (حکیم نورالدین) خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے خدا ہی نے خلیفہ بنایا۔سو اب کس میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی ردا کو مجھ سے چھین لے۔اللہ تعالیٰ کی مشیت نے چاہا اور مصالح سے چاہا مجھے تمہارا امام وخلیفہ بنادیا۔ہزار نالائقیاں مجھ پر تھوپو۔مجھ پر نہیں، خدا پر لگیں گی جس نے مجھے خلیفہ بنایا۔‘‘ (ارشاد حکیم نورالدین خلیفہ اوّل قادیان، ریویو قادیان ج۱۴ نمبر۶ ص۲۳۴)

(۱۰) نادرشاہی

’’مجھے (مولوی نورالدین کو) خدا نے خلیفہ بنادیا ہے اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہوسکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ

معزول کرے۔ اگر تم زیادہ زور دو گے تو یاد رکھو میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزا دیں گے۔‘‘
(تشحیذ الاذہان قادیان ج۹ نمبر ۱۱ ص ۱۴، بابت ماہ نومبر ۱۹۱۴ء)

(۱۱) سخت حماقت

’’تم کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمارے بادشاہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) صاحب کے ذریعہ محمد رسول ﷺ کے بعد ایک کیا۔ پھر اس کے مرنے کے بعد میرے ہاتھ پر تم کو تفرقہ سے بچایا۔ اس نعمت کی قدر کرو اور نکمی بحثوں میں نہ پڑو۔ میں نے دیکھا ہے کہ آج بھی کسی نے کہا ہے کہ خلافت کے متعلق بڑا اختلاف ہے...... میں نہیں سمجھتا کہ اس قسم کی بحثوں سے تمہیں کیا اخلاقی وروحانی فائدہ پہنچتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے چاہا خلیفہ بنا دیا اور تمہاری (قادیانی صاحبان کی) گردنیں اس کے آگے جھکا دیں۔ خدا تعالیٰ کے اس فعل کے بعد بھی تم اس پر بحث کرو تو سخت حماقت ہے میں نے تمہیں بارہا کہا ہے اور قرآن مجید سے دکھایا ہے کہ خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ آدم کو خلیفہ بنایا۔ کس نے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ’’جاعل فی الارض خلیفۃ‘‘ اس خلافت آدم پر فرشتوں نے اعتراض کیا...... مگر انہوں نے اعتراض کر کے کیا پھل پایا تم قرآن مجید میں پڑھ لو کہ آخر انہیں آدم کے لئے سجدہ کرنا پڑا۔ پس اگر کوئی مجھ پر اعتراض کرے اور وہ اعتراض کرنے والا فرشتہ بھی ہو تو میں اسے کہہ دوں گا کہ آدم کی خلافت کے سامنے مسجود ہو جاؤ تو بہتر ہے اور اگر وہ ’’ابی واستکبار‘‘ کو اپنا شعار بنا کر ابلیس بنتا ہے تو پھر یاد رکھے کہ ابلیس کو آدم کی مخالفت نے کیا پھل دیا میں پھر کہتا ہوں کہ اگر کوئی فرشتہ بن کر بھی میری خلافت پر اعتراض کرتا ہے تو سعادت مند فطرت اسے ’’اسجد و الادم‘‘ کی طرف لے آئے گی اور اگر ابلیس ہے تو وہ اس دربار سے نکل جائے گا۔‘‘ (تقریر حکیم نورالدین خلیفہ اوّل قادیان، الفضل قادیان ج۱۴ نمبر ۱۳، مؤرخہ ۱۳ر اگست ۱۹۲۶ء)

(۱۲) خدا کا بنایا ہوا خلیفہ

’’اللہ تعالیٰ نے نورالدین کو خلیفہ مقرر کیا جن کے متعلق یہ کہا جاتا تھا کہ وہ لکھنا اور بولنا نہیں جانتے۔ اس وقت تو لوگوں نے بیعت کر لی، مگر زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ بعض نے کہا۔ یہ سترا بہترا ہے لائی لگ ہے۔ کمزور طبیعت ہے اور اگر اس مسئلہ کا تصفیہ اس کے زمانہ میں نہ کر دیا گیا تو پھر نہ ہو سکے گا کیونکہ یہ تو ڈر جاتا ہے...... آپ (خلیفہ نورالدین) نے فرمایا کہ کہا جاتا ہے تمہارا کام صرف نمازیں پڑھانا، درس دینا اور نکاح پڑھانا ہے۔ مگر میں نے کسی کو نہیں کہا تھا کہ میری بیعت کرو۔ تم خود اس کی ضرورت سمجھ کر میرے پاس آئے۔ مجھے خلافت کی ضرورت نہ تھی، لیکن جب دیکھا کہ میرا خدا مجھے بلا رہا ہے تو میں نے انکار کا سبب نہ سمجھا۔ اب تم کہتے ہو کہ میری اطاعت تمہیں منظور نہیں، لیکن یاد رکھو اب میں خدا کا بنایا ہوا خلیفہ ہوں۔ اب تمہاری یہ باتیں مجھ پر کوئی اثر نہیں کر سکتیں۔‘‘
(الفضل قادیان ج۲۵ نمبر ۷۷، مؤرخہ ۳ر اپریل ۱۹۳۷ء)

’’۱۲ر جنوری ۱۹۱۲ء کو تقریر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح اوّل نے فرمایا:
مجھے اگر خلیفہ بنایا ہے تو خدا نے بنایا ہے اور اپنے مصالح سے بنایا ہے۔ خدا تعالیٰ کے بنائے ہوئے خلیفہ کو کوئی طاقت معزول نہیں کر سکتی۔ اس لئے تم میں سے کوئی مجھے معزول کرنے کی قدرت اور طاقت نہیں رکھتا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے معزول کرنا ہوگا تو وہ مجھے موت دے دے گا۔ تم اس معاملہ کو خدا کے حوالہ کر دو۔ تم معزول کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ میں تم میں سے کسی کا بھی شکر گزار نہیں ہوں۔ جھوٹا ہے وہ شخص جو کہتا ہے کہ ہم نے خلیفہ بنایا ہے۔‘‘ (مندرجہ الحکم قادیان مؤرخہ ۲۱ر جنوری ۱۹۱۲ء، منقول از الفضل قادیان ج۲۵ نمبر ۱۲۷ ص۵ کالم۴، مؤرخہ ۳ر جون ۱۹۳۷ء)

(۱۳) مخالف کا خط

’’۶؍اپریل ۱۹۱۱ء کو حضرت خلیفۃ المسیح (حکیم نورالدین) بعض خطوط کا جواب لکھوا رہے تھے۔ ڈاک میں ایک مخالف کا خط بھی تھا۔ آپ نے محرر ڈاک کو فرمایا اس کا سرنامہ لکھو جناب من! دوبارہ فرمایا صرف جناب رہنے دو اور سلام نہ لکھو۔ کیونکہ یہ لوگ خدا کے فضل سے دور ہیں اور ہم سے ایک طرف ہیں۔‘‘

(البدر قادیان ج ۱۰ نمبر ۲۴ ص ۲ کالم ۱، مؤرخہ ۱۳؍اپریل ۱۹۱۱ء، الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۱۲۲، ۱۲۳ ص ۷ کالم ۳، مؤرخہ ۴-۶؍اپریل ۱۹۱۵ء)

(۱۴) نہانے کا ذکر

’’حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ (یعنی مرزا محمود خلیفہ قادیان) نے بیان فرمایا کہ جب میں حضرت مسیح موعود کی زندگی میں حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اوّل سے حدیث پڑھتا تھا تو ایک دفعہ گھر میں مجھ سے حضرت (مرزا قادیانی) صاحب نے دریافت فرمایا کہ میاں تم آج کل مولوی صاحب سے کیا پڑھا کرتے ہو۔ میں نے کہا بخاری پڑھتا ہوں۔ آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ مولوی صاحب سے یہ پوچھنا کہ بخاری میں نہانے کا ذکر بھی کہیں آتا ہے، یا نہیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مولوی (نورالدین) صاحب نہانے وغیرہ کے معاملہ میں کچھ بے پروائی فرماتے تھے اور کپڑوں کے صاف رکھنے اور جلدی جلدی بدلنے کا بھی چنداں خیال نہ رکھتے تھے۔ اس لئے ان کو متوجہ کرنے کے لئے حضرت صاحب نے یہ الفاظ فرمائے ہوں گے۔‘‘

(سیرت المہدی حصہ دوم ص ۲۰، ۲۱، روایت ۳۲۷ جدید ج ۱ حصہ دوم ص ۳۰۳، ۳۰۴، روایت نمبر ۳۲۸)

(۱۵) دو عورتیں

’’میں ایک مرتبہ ایک عیسائی عورت سے شادی کرنے لگا تھا لیکن صرف پردہ کے مشکلات کے باعث باز رہا۔ (۱۷؍دسمبر ۱۹۱۱ء)‘‘ (حکیم نورالدین قادیانی خلیفہ اوّل کا قول، مندرجہ مرقاۃ الیقین فی حیوٰۃ نورالدین، اکبر نجیب آبادی قادیانی ص ۱۸۴، جدید ایڈیشن ص ۲۱۰)

’’میں جموں میں تھا۔ ایک ہندو عورت میرے ساتھ بڑا اخلاص رکھتی تھی۔ میرے دو لڑکے تھے، ایک فضل الٰہی، دوسرا حفیظ الرحمٰن، ان دونوں کا انتقال ہوگیا۔ اس ہندنی نے مجھ سے کہا میں دو لڑکے آپ کے واسطے خرید کر لاؤں گی جو ایسے ایسے ہوں گے۔ میں نے اس سے کہا کہ نادان، وہ لڑکے ہمارے کیسے ہو سکتے ہیں اور اس طرح کہاں تلافی ہوسکتی ہے۔ (۲؍جون ۱۹۰۹ء)‘‘

(حکیم نورالدین قادیانی خلیفہ اوّل کا قول، مندرجہ مرقات الیقین فی حیوۃ نورالدین ص ۱۹۹، ۲۰۰، جدید ایڈیشن ص ۲۲۸)

(۱۶) عبرت انگیز

’’کہاں مولوی نورالدین صاحب کا حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو نبی اللہ اور رسول اللہ اور اسمہ احمد کا مصداق یقین کرنا اور کہاں وہ حالت کہ وصیت کے وقت مسیح موعود کی رسالت کا اشارہ تک نہ کرنا...... استقامت میں فرق آنا اور پھر بطور سزا کے گھوڑے سے گر کر بری طرح زخمی ہونا۔ آخر مرنے سے پہلے کئی دنوں تک بولنے سے بھی لاچار ہو جانا اور نہایت مفلسی میں مرنا اور آئندہ جہاد میں بھی کچھ سزا اٹھانا اور اس کے بعد اس کے جوان فرزند عبدالحیٔ کا عنفوان شباب میں مرنا اور اس کی بیوی کا تباہ کن طریق پر کسی اور جگہ نکاح کر لینا وغیرہ یہ باتیں کچھ کم عبرت انگیز نہیں تھیں۔‘‘ (نامہ نگار پیغام صلح کے اشتہار گنجینہ صداقت کا اقتباس، الفضل قادیان ج ۹ نمبر ۱۹، مؤرخہ ۲۳؍فروری ۱۹۲۲ء)

(۱۷) وہ مہینہ

’’فروری ۱۹۱۴ء کا مہینہ وہ مہینہ ہے جب حضرت مولانا نورالدین صاحب بستر علالت پر تھے اور آپ کی حالت دن بدن تشویشناک تھی۔ جس کے تھوڑے ہی دن بعد ۱۳؍ مارچ ۱۹۱۴ء کو آپ رحلت فرمائے عالم جاودانی ہوئے۔‘‘

(پیغام صلح ج ۴ نمبر ۱۱۴ ص ۲ کالم ۲، مؤرخہ ۲۳؍ مئی ۱۹۱۷ء)

(۱۸) محبت کا انجام نافرجام

’’صاحبزادہ عبدالحئی صاحب نے اس مقدس باپ (حکیم نورالدین) کی گود میں تربیت پائی تھی جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (مرزامحمود) ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو جگہ چھوڑ کر اپنی جگہ بٹھایا کرتا تھا جو حضور کی تقریر سن کر خوشی سے ان کا ماتھا چوم لیا کرتا تھا۔ (شاید ادب مانع ہوتا ہوگا کہ میاں صاحب ان کے نبی زادہ تھے۔ ورنہ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ لڑکپن ہی میں میاں صاحب کی باتیں حکیم صاحب کو محبت میں ایسی پیاری معلوم ہوتی تھیں کہ کوئی منہ چوم لے چنانچہ یہی اردو محاورہ بھی ہے۔ للمؤلف) مولوی عبدالحئی صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (مرزامحمود) ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی محبت کا سبق اپنے مقدس باپ سے سیکھا تھا۔ (اور واقعی وہ محبت بہت سبق آموز تھی۔ للمؤلف) مولوی عبدالحئی صاحب یقیناً اپنے محترم باپ کے سعادت مند فرزند تھے۔ اس لئے یہ کہنا کہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے مخالف تھے اس لئے حضور نے ان کو زہر دے کر مروادیا۔ ایک ناپاک جھوٹ ہے جس کے تصور سے بھی گھن آتی ہے۔ (اور اگر بالفرض واقعہ ہوتو پھر کتنی تے آنی چاہئے قادیانی صاحبان کو۔ للمؤلف) حضرت خلیفۃ المسیح اوّل (حکیم نورالدین قادیانی) کی وفات کے بعد جب (ان کی لڑکی) سیدہ امتہ الحئی صاحبہ کا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ (مرزابشیرالدین محمود) سے عقد ہونے لگا تو مولوی عبدالحئی صاحب ولی تھے...... ان لوگوں نے جو الزام صاحبزادہ عبدالحئی صاحب مرحوم پر لگایا ہے وہی افتراء سیدہ امتہ الحئی مرحومہ پر بھی کیا گیا ہے یعنی یہ کہ وہ بھی دراصل حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (میاں بشیرالدین محمود احمد) ایدہ اللہ کی مخالف تھیں...... اور محمد امین خاں اور مستری محمد حسین مقتولوں کی صف میں ان کو شامل کرنا اور یہ کہنا کہ سیدہ امتہ الحئی کی روح حضرت امیرالمؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ (میاں بشیرالدین محمود احمد) کو نصیحت کر رہی ہے کہ اپنے افعال سے باز آجاؤ نہایت شرمناک اور کمینہ جھوٹ ہے۔ (بحث سے کیا حاصل ؎

قریب ہے چار روز محشر چھپے گا کشتوں کا خوں کیونکر
جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

للمؤلف)‘‘

(الفضل قادیان ج ۲۵ نمبر ۱۷۹ ص ۴ تا ۶، مؤرخہ ۴؍ اگست ۱۹۳۷ء)

(ب) مولوی عبدالکریم قادیانی

(۱۹) ابتداء

’’سالنامہ جامعہ احمدیہ (قادیان) ۱۹۳۰ء میں مذکور ہے کہ مولوی عبدالکریم (قادیانی) سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مڈل تک تھی اور اس میں بھی کمی حساب کی وجہ سے فیل ہوگئے۔ پھر عربی کی پرائیویٹ تیاری کر کے وہیں مشن سکول میں مدرس فارسی مقرر ہوگئے۔ ایک روپادری سے الجھ کر مستعفی ہوگئے۔ اس وقت آپ نیچری خیال رکھتے تھے مگر مولوی نورالدین صاحب کی وساطت سے مرزائی

ہو گئے اور خطیب اور امام مسجد قادیان بنے رہے اور سب سے پہلے بہشتی مقبرہ میں داخل ہوئے۔''
(الکاویۃ علی الغاویہ حصہ دوم ص ۳۸۷، ۳۸۸، مصنفہ مولوی محمد عالم آسی، امرتسر، احتساب قادیانیت ج ۲۶ ص ۴۱۶)

(۲۰) دو فرشتے

''ان دونوں میں بحثیں خوب ہوا کرتی تھی کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا دایاں فرشتہ کون سا ہے اور بایاں کون سا ہے؟ بعض کہتے مولوی عبدالکریم صاحب دائیں ہیں۔ بعض حضرت استاذی المکرّم خلیفہ اوّل (حکیم نورالدین) کی نسبت کہتے کہ وہ دائیں فرشتے ہیں۔'' (خلیفہ قادیان کا مضمون یادایام، مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۲ نمبر ۱ ص ۴ کالم ۱، مؤرخہ ۴؍جولائی ۱۹۲۴ء، انوارالعلوم ج ۸ ص ۳۶۷)

(۲۱) سرسید کے دلدادہ

''مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم ومغفور بھی ابتداء میں سرسید کے بہت دلدادہ تھے۔ چنانچہ حضرت (مرزا قادیانی) صاحب نے بھی اپنے ایک شعر میں ان کے متعلق اس کا ذکر فرمایا ہے ؎

مدتے آتش نیچر فرد افتادہ بود　　ایں کرامت بیں کہ از آتش بروں آمد سلیم''

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۱۴۱، روایت نمبر ۱۴۷، جدید ج ۱ حصہ اوّل ص ۱۴۵، روایت نمبر ۱۵۰)

(۲۲) بہت عشق

''مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم ومغفور کو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) سے بہت عشق تھا۔ اگر مسیح موعود پر کوئی اعتراض کرتا تو آپ برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ ایک دفعہ ان کو ایک عیسائی کہنے لگا کہ مولوی صاحب میں آپ سے ایک بات پوچھتا ہوں کیا آپ برا تو نہیں منائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ کیا میں پاگل ہوں کہ تم مجھ سے اچھی بات پوچھو تو میں برا مناؤں۔ اگر بری بات کہو تب تو برا مناؤں گا۔ اس نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ مرزا صاحب دس پندرہ روپیہ کے ملازم رہ چکے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ مسیح گلیوں میں کہتا پھرتا تھا کہ کسی نے چارپائی ٹھکوانی ہو تو ٹھکوا لے۔ یہ بات سن کر عیسائی نے کہا کہ مولوی صاحب آپ تو ناراض ہو گئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نہیں میں تو ناراض نہیں ہوا تم ناراض ہو گئے۔'' (مرزا محمود کا درس قرآن، الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۱۳۱ ص ۵ کالم ۲، مؤرخہ ۲۷؍اگست ۱۹۱۴ء)

(۲۳) عاشقانہ رنگ

''ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مولوی عبدالکریم صاحب نماز پڑھا رہے تھے وہ جب (دوسری رکعت کے بعد) تیسری رکعت کے لئے قعدہ سے اٹھے تو حضرت (مرزا قادیانی) صاحب کو پتہ نہ لگا۔ حضور التحیات میں ہی بیٹھے رہے۔ جب مولوی صاحب نے رکوع کے لئے تکبیر کہی تو حضور (مرزا قادیانی) کو پتہ لگا اور حضور اٹھ کر رکوع میں شریک ہوئے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضور نے مولوی نورالدین صاحب اور مولوی محمد احسن صاحب کو بلوایا اور مسئلہ کی صورت پیش کی اور فرمایا میں بغیر فاتحہ پڑھے رکوع میں شامل ہوا ہوں۔ اس کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے۔ مولوی محمد احسن صاحب نے مختلف شقیں بیان کیں کہ یوں بھی آیا ہے اور یوں بھی ہوسکتا ہے۔ کوئی فیصلہ کن بات نہ بتائی۔ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کے آخری ایام بالکل عاشقانہ رنگ پکڑ گئے تھے وہ فرمانے لگے مسئلہ وغیرہ کچھ نہیں جو حضور نے کیا بس وہی درست ہے۔'' (تقریر مفتی محمد صادق قادیانی، الفضل قادیان ج ۱۲ نمبر ۷۷ ص ۷ کالم ۳، مؤرخہ ۱۷؍جنوری ۱۹۲۵ء)

(۲۴) دو خطبے

’’خدا کے کلام میں جس شخص کو نبی کے لفظ سے خطاب کیا جائے مثلاً ’’یا یھا النبی‘‘ وغیرہ کہا جائے تو ہر ایک مسلم کا فرض ہے کہ اس کو نبی مانے اور حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے متعلق براہین احمدیہ ہی میں یہ الفاظ موجود ہیں۔ آپ کو ان ہی الفاظ سے خطاب کیا گیا ہے۔ جن الفاظ سے آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تک کے انبیاء مرسلین سے خطاب کیا گیا ہے۔ ایک زمانہ میں میرے دل میں ایک کھٹکا تھا اور وہ یہ کہ الفاظ تو وہی ہیں مگر حضرت (مرزا قادیانی) صاحب ان کے ساتھ قیود لگاتے ہیں۔ جب میں یہاں قادیان میں آیا تو یہاں پر مولوی عبداللہ کشمیری جو میرے دوست اور شاگرد تھے۔ میں نے ان سے کہا تو انہوں نے کہا کہ چونکہ لوگ سمجھتے نہیں اس لئے ان کو سمجھانے کے لئے یہ الفاظ ہیں۔ والا حضرت مسیح موعود نبی ہیں اور پھر مولوی عبدالکریم صاحب سے ملاقات کی۔ ان سے عرض کیا تو انہوں نے کہا میں تو آپ کو مولوی خیال کرتا تھا۔ آپ بھی عوام کی سی باتیں کرتے ہیں۔ حضرت (مرزا قادیانی) صاحب نبی ہیں۔ یہ محض لوگوں کو سمجھانے کے لئے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ اس کے بعد مولوی عبدالکریم صاحب نے ایک خطبہ جمعہ پڑھا اور اس میں حضرت صاحب کے لئے نبی اور رسول کے الفاظ استعمال کئے یہ خطبہ چھپ کر شائع ہو چکا ہے۔ اس خطبہ کو سن کر سید محمد احسن صاحب امروہی (قادیانی) نے بہت پیچ و تاب کھائے۔ جب یہ بات مولوی عبدالکریم صاحب کو معلوم ہوئی تو پھر انہوں نے ایک خطبہ پڑھا اور اس میں حضرت مسیح موعود کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر میں غلطی کرتا ہوں تو حضور مجھے بتلائیں۔ میں حضور کو نبی اور رسول مانتا ہوں۔ جب جمعہ ہو چکا اور حضرت (مرزا قادیانی) صاحب جانے لگے تو مولوی صاحب نے پیچھے سے حضرت صاحب کا کپڑا پکڑ لیا اور درخواست کی کہ اگر میرے اس اعتقاد میں غلطی ہے تو حضور درست فرمائیں۔ میں اس وقت موجود تھا۔ حضرت صاحب مڑ کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا مولوی صاحب ہمارا بھی یہی مذہب اور دعویٰ ہے جو آپ نے بیان کیا۔ یہ خطبہ سن کر مولوی محمد احسن صاحب غصہ میں بھر کر واپس آئے اور مسجد مبارک کے اوپر ٹہلنے لگے اور جب مولوی عبدالکریم (قادیانی) واپس آئے تو مولوی محمد احسن صاحب (قادیانی) ان سے لڑنے لگ گئے۔ آواز بہت بلند ہو گئی تو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) مکان سے نکلے اور آپ نے یہ آیت پڑھی: یا ایھا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی‘‘ (تقریر سرور شاہ قادیانی، جلسہ سالانہ قادیان، الفضل قادیان ج ۱۰ نمبر ۵۱ ص ۳ کالم ۲،۳، مؤرخہ ۴؍جنوری ۱۹۲۳ء)

(۲۵) مار پکار

’’گرمی کا موسم تھا۔ مسجد مبارک ابھی چھوٹی ہی تھی۔ شہ نشین پر حضرت خلیفۃ المسیح اوّل حضرت مولوی عبدالکریم، حضرت حکیم فضل الدین وغیرہ احباب بیٹھے تھے۔ مغرب کا وقت تھا۔ اس دن میاں اللہ دین فلاسفر سے کچھ گستاخی ہوئی تھی اور مولوی عبدالکریم صاحب نے انہیں مارا تھا اور فلاسفر صاحب کے رونے چلانے کی آواز اندرون خانہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) تک پہنچی تھی۔ حضور (مرزا قادیانی) کے لب ولہجہ سے اظہار ناراضگی ہو رہا تھا۔ فرمایا: ’’خدا کا رسول تمہارے درمیان ہے اور تم ایسی حرکتیں کرتے ہو۔‘‘ ان الفاظ سے ہم سب سہم گئے اور خوفزدہ ہو گئے۔ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم رو پڑے، معافی چاہی اور دعا کی درخواست کی۔ حضور (مرزا قادیانی) نے دعا کے واسطے ہاتھ اٹھائے۔ اکثر احباب چشم پر آب تھے۔ دعا سے سب کی تشفی اور تسکین ہوئی۔ انجام بخیر ہوا۔ الحمدللہ!‘‘ (مفتی محمد صادق قادیانی کی روایت، الفضل قادیان ج ۲۴ نمبر ۵۱ ص ۲ کالم ۱، مؤرخہ ۲۸؍اگست ۱۹۳۶ء)

(۲۶) دو چیزیں

’’حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) سے مولوی عبدالکریم صاحب کو خاص عشق تھا اور ایسا عشق تھا کہ اسے وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جنہوں نے اس زمانہ کو دیکھا۔ دوسرے لوگ اس کا قیاس بھی نہیں کر سکتے۔ وہ ایسے وقت میں فوت ہوئے جب میری عمر سولہ سترہ سال تھی اور جس زمانہ سے میں نے ان کی محبت کو شناخت کیا ہے اس وقت میری عمر بارہ تیرہ سال کی ہوگی۔ یعنی بچپن کی عمر تھی لیکن باوجود اس کے مجھ پر ایک ایسا گہرا نقش ہے کہ مولوی صاحب کی دو چیزیں مجھے کبھی نہیں بھولتیں۔ ایک تو ان کا پانی پینا اور ایک حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) سے ان کی محبت۔ آپ ٹھنڈا پانی بہت پسند کرتے تھے اور اسے بڑے شوق سے پیتے تھے اور پیتے وقت غٹ غٹ کی ایسی آواز آیا کرتی تھی کہ گویا اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے جنت کی نعمتوں کو جمع کر کے بھیج دیا۔‘‘

(اخبار الفضل قادیان ج ۲۰ نمبر ۱۴۳ ص ۶ کالم ۲، مؤرخہ یکم رجون ۱۹۳۳ء، خطبات محمود ج ۱۴ ص ۱۲۱، ۱۲۲)

(۲۷) مولوی عبدالکریم کا انجام

’’بیان کیا مجھ سے بیوہ مرحومہ عبدالکریم صاحب مرحوم نے کہ جب مولوی عبدالکریم صاحب بیمار ہوئے اور ان کی تکلیف بڑھ گئی تو بعض اوقات شدت تکلیف کے وقت نیم غشی کی سی حالت میں وہ کہا کرتے تھے کہ سواری کا انتظام کرو۔ میں حضرت (مرزا قادیانی) صاحب سے ملنے کے لئے جاؤں گا۔ گویا وہ سمجھتے تھے کہ میں کہیں باہر ہوں اور حضرت صاحب قادیان میں ہیں اور بعض اوقات کہتے تھے اور ساتھ ہی زار زار رو پڑتے تھے کہ دیکھو میں نے اتنے عرصہ سے حضرت (مرزا قادیانی) صاحب کا چہرہ نہیں دیکھا تم مجھے حضرت صاحب کے پاس کیوں نہیں لے جاتے۔ ابھی سواری منگاؤ اور مجھے لے چلو۔ ایک دن جب ہوش تھی کہنے لگے جاؤ حضرت صاحب سے کہو کہ میں مر چلا ہوں۔ مجھے صرف دور سے کھڑے ہو کر اپنی زیارت کرا جائیں اور بڑے روئے اور اصرار کے ساتھ کہا کہ ابھی جاؤ۔ میں نیچے حضرت صاحب کے پاس آئی کہ مولوی صاحب اس طرح کہتے ہیں۔ حضرت صاحب فرمانے لگے کہ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ کیا میرا دل مولوی صاحب کے ملنے کو نہیں چاہتا۔ مگر بات یہ ہے کہ میں ان کی تکلیف کو دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ مولویانی مرحومہ کہتی تھیں کہ اس وقت تمہاری والدہ پاس تھیں۔ انہوں نے حضرت صاحب سے کہا کہ جب وہ اتنی خواہش رکھتے ہیں تو آپ کھڑے کھڑے ہو آئیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ اچھا میں جاتا ہوں۔ مگر تم دیکھ لینا کہ ان کی تکلیف کو دیکھ کر مجھے دورہ ہو جائے گا...... خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کو مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم سے بہت محبت تھی اور یہ اس محبت کا تقاضا تھا کہ آپ مولوی صاحب کی تکلیف کو نہ دیکھ سکتے تھے۔ چنانچہ باہر مسجد میں کئی دفعہ فرماتے تھے کہ مولوی صاحب کی ملاقات کا بہت دل چاہتا ہے مگر ان کی تکلیف نہیں دیکھ سکتا۔ چنانچہ آخر مولوی صاحب اس مرض میں فوت ہو گئے۔ مگر حضرت صاحب ان کے پاس نہیں جا سکے۔ بلکہ حضرت صاحب نے مولوی صاحب کی بیماری میں اپنی رہائش کا کمرہ بھی بدل لیا تھا، کیونکہ جس کمرہ میں آپ رہتے تھے وہ چونکہ مولوی صاحب کے مکان کے بالکل نیچے تھا۔ اس لئے وہاں مولوی صاحب کے کراہنے کی آواز پہنچ جاتی تھی۔ جو آپ کو بے تاب کر دیتی تھی اور مولوی صاحب مرحوم چونکہ مرض کاربنکل میں مبتلا تھے۔ اسی لئے ان کا بدن ڈاکٹروں کی چیرا پھاڑی سے چھلنی ہو گیا تھا اور وہ اس کے درد میں بے تاب ہو کر کراہتے تھے۔‘‘

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۲۷۱، ۲۷۲، روایت نمبر ۲۹۶، جدید ج ۱ حصہ اوّل ص ۲۷۱، ۲۷۲، روایت نمبر ۳۰۱)

’’حضرت مولانا عبدالکریم صاحب (مرحوم) کاربنکل کے مرض میں ڈیڑھ دو ماہ بیمار رہے۔ ان کا معالج خاکسار اور ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین تھے۔ ان کے لئے آپ (یعنی مرزا قادیانی) نے ہر ایک قسم کا سامان علاج معالجہ کے لئے مہیا کیا۔ یہاں تک کہ جب آپ (مولوی عبدالکریم) فوت ہوئے تو قادیان جیسی جگہ میں ایک ڈھیر برف کا ان کے کمرہ میں موجود تھا۔‘‘

(ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ قادیانی کا مضمون، پیغام صلح لاہور ج۳۶ نمبر۲۱، مؤرخہ ۲۸؍جولائی ۱۹۴۸ء)

(۲۸) منہ دیکھا نہیں جاتا

’’جب حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم…… کی لاش نماز جنازہ کے واسطے میدان میں رکھی گئی اور آپ کا منہ کھولا گیا تاکہ لوگ دیکھ لیں اور حضرت مسیح موعود جنازہ پڑھانے کے واسطے تشریف لائے تو حضور نے فرمایا، منہ ڈھانک دو، دیکھا نہیں جاتا۔ (شاید نمونۂ عبرت بن گیا۔ ناقل) چنانچہ منہ ڈھانکا گیا اور حضور نے جنازہ پڑھایا۔‘‘ (ذکر حبیب ص۱۲۵،۱۲۶)

(۲۹) بہت تکلیف

’’غرض مولوی عبدالکریم صاحب سے کوئی زیادہ تعلق مجھے نہیں تھا سوائے اس کے کہ میں ان کے پرزور خطبوں کا مداح تھا اور ان کی محبت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا معتقد تھا مگر جوں ہی آپ کی وفات کی خبر میں نے سنی میری حالت میں ایک تغیر پیدا ہوا…… اور میری آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے۔ وہ آنسو نہ تھے ایک دریا تھا۔ دنیا کی بے ثباتی، مولوی صاحب کی محبت مسیح اور خدمت مسیح کے نظارے آنکھوں کے سامنے پھرتے تھے۔ دل میں بار بار خیال آتا تھا کہ حضرت مسیح موعود کے کاموں میں یہ بہت سا ہاتھ بٹاتے تھے۔ اب آپ کو بہت تکلیف ہوگی۔‘‘ (مضمون مرزا محمود خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج۱۲ نمبر۱ ص۴ کالم۱، مؤرخہ ۴؍جولائی ۱۹۲۴ء)

(ج) مرزا محمود خلیفہ ثانی قادیان

(۳۰) تعلیم کی خوبی

’’حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) بھی کسی کے شاگرد نہ تھے۔ اسی طرح آپ (یعنی مرزا محمود خلیفہ قادیان) بھی کسی کے شاگرد نہیں ہیں۔ بے شک آپ سکول میں پڑھتے رہے ہیں۔ مجھ سے بھی پڑھتے رہے ہیں۔ اس زمانہ میں، میں ہیڈ ماسٹر تھا یا مولوی شیر علی صاحب تھے۔ آپ (مرزا محمود) سکول میں پڑھتے تھے مگر ہر جماعت میں فیل ہوتے تھے۔ لیکن ہم پھر بھی اگلی جماعت میں چڑھا دیتے تھے۔ اس لئے کہ آپ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے فرزند ہیں۔ آپ نے مڈل کا امتحان دیا اور میں ساتھ گیا۔ اس میں بھی آپ فیل ہوئے۔ (شاید یہ آپ ہی کا فیض صحبت ہو۔ للمؤلف) پھر انٹرنس کا دیا، اس میں بھی آپ فیل ہوئے۔ (گویا وضعداری برقرار رہی۔ للمؤلف)‘‘

(مفتی صادق قادیانی کا خطبہ جو مرزا محمود خلیفہ قادیان کے نکاح کی تقریب میں بمقام قادیان پڑھا گیا، الفضل قادیان ج۲۳ نمبر۷۹ ص۲ کالم۱، مؤرخہ ۲؍اکتوبر ۱۹۳۵ء)

(۳۱) بچپن کے دو استاد

’’بچپن میں جب ہائی سکول میں پڑھا کرتا تھا تو دو استاد تھے۔ انہیں دیکھ کر مجھے اتنی گھن اور نفرت آتی جو بیان سے باہر ہے۔ وہ جب بھی ایک دوسرے کی شکل دیکھتے، کہیں پاخانے کا مذاق شروع ہوجاتا، کہیں ہوا خارج ہونے کے متعلق ہنسی کرنے لگ جاتے اور مجھے ان کی باتیں سن سن کر اتنی گھن اور نفرت آتی کہ میں چاہتا وہاں سے بھاگ جاؤں۔ (ایسی باتوں کے وقت ہٹ جانے میں کیا مضائقہ تھا۔

للمؤلف) یہ چھچھوراپن، یہ کمینگی، یہ رذالت، یہ بیہودگی اور یہ گندہ مذاق کیوں ہے؟ کوئی نہ کوئی بکواس شروع کردیتا ہے۔''

(اخبار الفضل قادیان ج ۲۳ نمبر ۱۷۷ ص ۶ کالم ۴، مؤرخہ ۳۱؍جنوری ۱۹۳۶ء، خطبات محمود ج ۱۷ ص ۶۶)

(۳۲) تعلیمی حالت

''میری تعلیمی حالت نہایت معمولی تھی۔ سستی کہو یا صحت کی کمزوری کا خیال کرلو۔ میں سکول میں کبھی اچھے نمبروں پر کامیاب نہیں ہوا تھا۔ دینی تعلیم ایسی تھی کہ میرے گلے اور آنکھوں کی تکلیف کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کتاب خود پڑھا کرتے تھے۔ آپ خود کمزور اور بوڑھے تھے۔ مگر میری صحت کو اس قدر کمزور خیال فرمایا کرتے تھے کہ بخاری اور مثنوی رومی خود پڑھتے اور میں سنتا جاتا۔ عربی ادب کی کتابیں بھی خود ہی پڑھتے اور جب میں پڑھنا چاہتا تو فرمایا کرتے میاں تمہارے گلے کو تکلیف ہوگی۔ مجھے یاد ہے بخاری کے ابتدائی چار پانچ سپارے تو ترجمہ سے پڑھائے مگر بعد میں آدھ آدھ پارہ روزانہ بغیر ترجمہ کئے پڑھ جاتے۔ صرف کہیں کہیں ترجمہ کردیتے اور اگر میں پوچھتا تو فرماتے جانے دو۔ خدا خود ہی سمجھا دے گا۔''

(مرزا محمود خلیفہ قادیان کی تقریر، الفضل قادیان ج ۲۰ نمبر ۱۳۳، مؤرخہ ۹؍مئی ۱۹۳۳ء، انوار العلوم ج ۱۳ ص ۱۵۲)

(۳۳) آپس کی بات

''میں نے حضرت خلیفۃ المسیح (حکیم نورالدین) سے جس طرح پڑھا ہے اور کوئی شخص نہیں پڑھ سکتا۔ آدھ آدھ پارہ بخاری کا آپ پڑھتے تھے اور کہیں کہیں خود بخود ہی کچھ بتادیتے تھے اور بعض وقت سبق کے انتظار میں سارا سادا دن گزارنا پڑتا تھا اور کھانا بھی بے وقت کھایا جاتا تھا۔ اسی وقت سے میرا معدہ خراب ہوا ہے۔ ایک دفعہ میرے سر میں درد تھا اور میں پڑھ کر آیا تھا۔ والدہ نے پوچھا کیا پڑھتے ہو۔ میں نے کہا میں تو پڑھتا نہیں۔ مولوی صاحب ہی پڑھتے ہیں۔ آپ نے جاکر مولوی (نورالدین) صاحب سے کہا۔ آپ کیا پڑھاتے ہیں؟ محمود یوں کہتا ہے۔ حضرت مولوی صاحب نے مجھے فرمایا۔ میاں تم ہمیں کہتے، بیوی صاحبہ کو کہنے کی کیا ضرورت تھی۔''

(ارشاد مرزا محمود خلیفہ قادیان ڈائری، الفضل قادیان ج ۱۰ نمبر ۱ ص ۷ کالم ۱، مؤرخہ ۳؍جولائی ۱۹۲۲ء)

(۳۴) ہتھکنڈے

''مجھے بچپن میں شوق تھا کہ تماشا گر جو ہتھکنڈے وغیرہ کرتے ہیں انہیں سیکھوں۔ ایک دفعہ ہمارے ایک احمدی دوست یہاں آئے اور انہوں نے بہت سے تماشے دکھائے میں اس وقت چھوٹا بچہ تھا۔ حضرت مسیح موعود کے پیچھے پڑ گیا کہ آپ مجھے بھی سکھا دیں۔ آپ پہلے تو انکار کرتے رہے۔ مگر پھر میرے اصرار پر آپ نے اس احمدی دوست کو رقعہ لکھا کہ اگر آپ کے اوقات میں حرج نہ ہو تو میرے بچے کو یہ کھیلیں سکھا دیں۔ انہوں نے مجھے کئی باتیں سکھادیں۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح اوّل ایک دفعہ لاہور گئے تو میرے شوق کو دیکھ کر شعبدہ کی چار پانچ کتابیں میرے لئے لے آئے۔ اس طرح میں سینکڑوں شعبدے جانتا ہوں۔ مگر میں نے دیکھا ہے کہ جب کوئی شعبدہ دکھایا جائے تو بڑے بڑے سمجھدار آدمی پاگلوں کی طرح حیران ہوکر رہ جاتے ہیں۔ مگر بچے بات کی تہ کو باآسانی پہنچ جاتے ہیں۔ ایک دفعہ میں نے گھر میں کوئی ایسا ہی شعبدہ دکھایا تو سب حیران ہوگئے مگر میرا چھوٹا بھتیجا جو ابھی آداب سے ناواقف تھا اور جو میرے پاس ہی بیٹھا تھا کہنے لگا: ''چچا ابا جان بھی دیہو۔ میں جاندا ہاں تھاڈی چلاکیاں نوں۔'' تو بعض دفعہ سادہ لوح بچ جاتا ہے مگر چالاک پھنس جاتا ہے۔''

(ارشاد مرزا محمود خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۹۰ ص ۷، ۸ کالم ۱ تا ۳، مؤرخہ ۲۷؍جنوری ۱۹۳۵ء)

(۳۵) طالب علم

’’جس وقت حضرت مسیح موعود کو یہ الہام ہوا۔ اس وقت میں طالب علم تھا اور طالب علم بھی ایسا جو ہمیشہ فیل ہوتا تھا اور میں سمجھتا ہوں اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی کوئی حکمت ہوگی ورنہ اگر کچھ پاس کر لیتا تو ممکن ہے مجھے خیال ہوتا کہ میں یہ ہوں، وہ ہوں لیکن اب تو اس حقیقت کا انکار نہیں ہوسکتا کہ جو کچھ مجھے آتا ہے یہ اللہ ہی کا فضل ہے۔ میری اس میں کوئی خوبی نہیں۔ کچھ عرصہ ہوا لاہور میں دو مولوی صاحبان مجھ سے ملنے آئے اور بطور تمسخر ایک نے پوچھا کہ آپ کی تعلیم کہاں تک ہے۔ میں سمجھ گیا کہ ان کا مقصد کیا ہے۔ میں نے کہا، کچھ بھی نہیں کہنے لگے۔ آخر کچھ تو ہوگی میں نے کہا صرف قرآن جانتا ہوں کہنے لگے بس قرآن۔ مجھے ان پر تعجب کہ ان کے نزدیک قرآن جاننا کوئی چیز ہی نہیں اور انہیں اس پر خوشی کہ ان کی تعلیم کچھ نہیں، پھر ایک نے پوچھا۔ انگریزی پڑھی ہوگی۔ میں نے کہا پڑھتا تو تھا مگر ہر جماعت میں فیل ہوتا تھا۔ کہنے لگے تو پھر انگریزی بھی نہ ہوئی۔ اس کے بعد پوچھنے لگے پرائیویٹ طور پر تو کچھ تعلیم حاصل کی ہوگی۔ میں نے کہا وہ بھی قرآن ہی پڑھا ہے اور واقعی یہ امر واقعہ ہے میں ہر جماعت میں فیل ہوتا تھا۔ میری صحت کمزور تھی اور اطباء نے کہا تھا کہ اس کی تعلیم پر زور نہ دیا جائے ورنہ اسے سل ہو جائے گی۔‘‘ (مرزا محمود کی تقریر لائل پور، الفضل قادیان ج ۲۱ نمبر ۱۳۸ اص ۳ کالم ۳، مؤرخہ ۲۰ مئی ۱۹۳۴ء)

(۳۶) کتابوں کا کیڑا

’’میں کتابوں کے پڑھنے کا بہت شائق ہوں اور اتنا کہ کتابوں کا کیڑا کہنا چاہئے۔ میں ہر فن ہر مذاق اور ہر رنگ کی کتابیں پڑھتا رہتا ہوں۔‘‘ (مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۹ نمبر ۴۱، مؤرخہ ۲۴ نومبر ۱۹۲۱ء، خطبات محمود ج ۷ ص ۱۲۶)

(۳۷) گندی فطرت

’’آپ لوگ جانتے ہیں کہ ہم میں سے ہر ایک شخص سمجھتا ہے کہ جب صحت اچھی نہ ہو تو ایک شادی کرنا بھی مشکل کام ہوتا ہے۔ چہ جائیکہ ایک ایسا شخص (مرزا محمود) جسے دو شادیوں کے بوجھ کا تجربہ ہو وہ ایک اور کرے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے کئی بار فرمایا کہ میری صحت اچھی نہیں مجھ پر بہت بڑی ذمہ داریاں ہیں۔ اس لئے میں اس رشتہ کو کرتے ہوئے بہت ڈرتا ہوں۔ مگر خدا کی طرف سے جو بات مقدر ہو وہ ہو کر رہتی ہے۔ اس لئے آپ ہی کو یہ رشتہ (ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ کی صاحبزادی مریم سے نکاح) کرنا پڑا۔ ان سب باتوں کے بعد آپ سمجھ سکتے ہیں کہ کسی دنیوی غرض اور خواہش سے نہیں بلکہ محض حضرت مسیح موعود کی اس بات کو پورا کرنے کے لئے جو آپ نے فرمائی اور جس کا پورا کرنا بلحاظ وصی اور جانشین کے آپ کا فرض تھا۔ اب اگر کوئی بدقسمتی اور بدبختی سے اعتراض کرے تو جیسا کہ میں نے بتایا ہے وہ اپنی حالت پر قیاس کر کے کرے گا اور اس طرح اپنی گندی فطرت کو ظاہر کرے گا۔‘‘

(خطبہ نکاح مرزا محمود خلیفہ قادیان، از مولوی سرور شاہ قادیانی، الفضل قادیان ج ۸ نمبر ۶۱، مؤرخہ ۱۴ فروری ۱۹۲۱ء)

(۳۸) میری صحت

’’باقی رہا میری صحت کا معاملہ تم (لاہوری فریق) کہتے ہو میری صحت اجازت نہیں دیتی کہ میں (پانچواں) نکاح (جو عزیزہ خاتون بنت سیٹھ ابوبکر یوسف جمال کے ساتھ ہوا تھا) کروں۔ میری صحت تو بچپن سے ہی خراب ہے۔ اس لحاظ سے تو میری پہلی شادی بھی

نہیں ہونی چاہئے تھی۔ بچپن میں میری صحت خراب تھی اسی وجہ سے حضرت (مرزا قادیانی) صاحب نے حساب کی تعلیم مجھ سے چھڑا دی تھی۔ پھر محض شادی سے صحت نہیں بگڑ جایا کرتی۔ اگر انسان صحت کے اصول کا خیال رکھے اور احتیاط کرے تو دس شادیوں کے ساتھ بھی صحت نہیں بگڑتی لیکن سوال تو یہ ہے کہ میری صحت کے متعلق آپ لوگوں کو کب سے فکر پیدا ہوا ہے۔ اس رنگ میں اعتراض کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہی محض ایک بہانہ ہے اور اصل مقصد اعتراض کرنا ہے۔''

(مندرجہ الفضل قادیان ج ۱۳ نمبر ۹۶ ص ۷ کالم ۳، مؤرخہ ۲۳ / مارچ ۱۹۲۶ء، خطبات محمود ج ۱۰ ص ۹۷)

''کنجی (سندھ) سے ۲۲ / اپریل ۱۹۴۱ء کو جناب مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم.اے پرائیویٹ سیکرٹری نے بذریعہ تار اطلاع دی ہے کہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو بواسیر کی شکایت ہے اور انتڑیوں میں سوزش کی تکلیف ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔''

(اطلاع، الفضل قادیان ج ۲۹ نمبر ۹۲، مؤرخہ ۲۵ / اپریل ۱۹۴۱ء)

''سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ مجھے پروں سے نقرس کا دورہ ہے اور پاؤں کے علاوہ گھٹنے میں بھی درد شروع ہو گیا ہے۔ اس درد کے ازالہ کی تدبیر تو کی جارہی ہے اور میں دوائی استعمال کر رہا ہوں۔ لیکن اس دوا کے استعمال کے ساتھ ڈاکٹروں نے پچھلے دورے کے وقت سے یہ ہدایت کی ہوئی ہے کہ مجھے چلنا پھرنا نہیں چاہئے، بلکہ لیٹے رہنا چاہئے۔ یوں بھی وہ دوا بہت مضعف ہے اور چلنے پھرنے سے خطرہ ہوتا ہے کہ کہیں دل پر بار نہ پڑ جائے مگر میں نے جمعہ کی خاطر یہی پسند کیا کہ میں یہاں آجاؤں اور خطبہ جمعہ اور نماز پڑھاؤں۔''

(مرزا محمود خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ، الفضل قادیان ج ۳۴ نمبر ۱۲۹ ص ۱ کالم ۱، مؤرخہ ۳ / جون ۱۹۴۶ء، خطبات محمود ج ۲۷ ص ۲۴۴)

(۳۹) دودھ

''اللہ تعالیٰ نے اس کے اندر انسان کے لئے بہت فوائد رکھے ہیں۔ قرآن کریم میں اس کی یہ تعریف کی گئی ہے کہ سب سے زیادہ ہضم ہونے والی اور نہایت عمدگی سے جذب ہونے والی غذا ہے لیکن یہی دودھ کسی بیماری اور جسمانی نقص کی وجہ سے مضر ہو جاتا ہے۔ میرا یہی ذاتی تجربہ ہے مجھے دودھ کسی صورت میں نہیں پچ سکتا۔ چند دن اگر طبیعت کو مجبور کر کے استعمال کروں تو بخار ہو جاتا ہے اور حضرت مسیح موعود کی وفات سے ایک سال پہلے سے میری یہی حالت چلی آتی ہے۔''

(مرزا محمود خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج ۱۳ نمبر ۱۱۵، مؤرخہ ۲۷ / اپریل ۱۹۲۵ء)

(۴۰) دو باتیں

''حضرت خلیفۃ المسیح (مرزا محمود) نے فرمایا۔ دو باتیں تو مجھ میں بھی پائی جاتی ہیں۔ ایک یہ کہ پالک کا نام سن کر میرے پٹھوں میں تشنج شروع ہو جاتا ہے اور جسم پر کپکپی سی ہونے لگتی ہے۔ آج ہی کھانے میں ساگ تھا۔ جب میں نے اس کے متعلق پوچھا اور بتایا گیا کہ پالک کا ساگ ہے تو یہی حالت ہوئی۔ میں نے اس کے اٹھا لینے کے لئے کہا اور پھر پندرہ بیس منٹ کے بعد میری حالت برقرار ہوئی۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب میں کسی بیمار کے پاس جاؤں۔ خود بیمار ہو جاتا ہوں اور بخار ہو جاتا ہے۔''

(ڈائری مرزا محمود خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج ۹ نمبر ۳۳ ص ۵ کالم ۱، مؤرخہ ۲۷ / اکتوبر ۱۹۲۱ء)

(۴۱) سیدنا محمود، مصلح موعود

(عنوان، الفضل قادیان مؤرخہ ۱۴ / مارچ ۱۹۱۶ء)

’’آج ۱۴؍مارچ ۱۹۱۶ء وہ مبارک دن ہے جب خدا تعالیٰ اپنی عزت وجلال کے ساتھ نئی تجلی سے ہم پر ظاہر ہوا اور وہ کلمتہ اللہ مجسم ہوکر قدرت ثانی کی صورت میں ہمارے سامنے آیا اور جیسا کہ اس نے پیشتر سے ہمیں اپنے برگزیدہ رسول (مرزا قادیانی) کے ذریعہ بشارت دی تھی وہ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاوّل والآخر مظہر الحق والعلا کان اللہ نزل من السماء جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوا۔ ہم نے اپنی ان آنکھوں سے دیکھا کہ خدا کا نور آیا جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا ہے۔ خدا نے اس میں اپنی روح ڈالی وہ جلد جلد بڑھا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوا۔ زمین کے کناروں تک اس نے شہرت پائی اور قومیں اس سے برکت پارہی ہیں۔‘‘

(الفضل قادیان ج۳ نمبر۹۷ ص۳ کالم۱، مؤرخہ ۱۴؍مارچ ۱۹۱۶ء)

(۴۲) حضرت محمود کی شان

حضرت محمود کی شان اگر معلوم کرنا چاہو تو آؤ اس الٰہی وحی کا مطالعہ کرو جو مسیح پاک پر نازل ہوئی۔ اس میں خدا نے اپنے برگزیدہ رسول کو بشارت دیتے ہوئے فرمایا:

’’اس کو مقدس روح دی گئی اور وہ رجس سے پاک ہے اور وہ نور اللہ ہے مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا وہ کلمتہ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین اور فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری وباطنی سے پر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا...... دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاوّل والآخر مظہر الحق والعلا کان اللہ نزل من السماء جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔‘‘

(مندرجہ تبلیغ رسالت ج۱ ص۵۹،۶۰، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۰۱، جدید مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۹۶)

’’یہ وہ خدا کا کلام ہے جو اس کے پیارے مسیح پر نازل ہوا۔ اس میں خدائے قدوس حضرت خلیفۃ المسیح کو رجس سے پاک ٹھہراتا ہے۔ نور اللہ اور کلمتہ اللہ قرار دیتا ہے۔ اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح قرار دے کر اپنی روح آپ میں ڈالتا اور اسیروں کی رستگاری کا کام آپ کے سپرد فرماتا ہے۔ کیا ممکن ہے جسے خدا ایسا کہہ رہا ہو۔ وہ نعوذ باللہ ویسا ہو جیسے چند آوارہ گرد اور بدکردار انسان دنیا میں مشہور کر رہے ہیں؟ اگر آج دنیا کے تمام شیاطین بھی اکٹھے ہو جائیں اور وہ ہر گلی اور کوچہ میں یہ شور مچائیں اور کہیں نعوذ باللہ! آپ ایسے ہیں ویسے ہیں تو ہر وہ انسان جس نے مسیح پاک کا دامن پکڑا ہے اپنے صمیم قلب سے اس شیطنت کا ارتکاب کرنے والے اشخاص کو جھوٹا اور مفتری قرار دے گا اور کہے گا ایسا ہرگز نہیں سچ وہی ہے جو خدا نے کہا اور کون ہے جو خدا سے بھی بڑھ کر سچا ہو۔‘‘

(الفضل قادیان ج۱۷ نمبر۹۲ ص۵،۶ کالم ۱تا۳، مؤرخہ ۶؍مئی ۱۹۳۰ء)

(۴۳) فخر رسل

’’محمود جو میرا بڑا بیٹا ہے...... ۱۲؍جنوری ۱۸۸۹ء کو مطابق ۹؍جمادی الاوّل ۱۳۰۶ھ بروز شنبہ محمود پیدا ہوا اور اس کے پیدا ہونے

کی میں نے اس اشتہار میں خبر دی ہے جس کے عنوان پر تکمیل تبلیغ موٹی قلم سے لکھا ہوا ہے۔ جس میں بیعت کی دس شرائط مندرج ہیں اور اس کے صفحہ۴ میں یہ الہام پسر موعود کی نسبت ہے ؎

اے فخر رسل قرب تو معلوم شد دیر آمدہ ز راہ دور آمدہ‘‘

(تریاق القلوب ص۴۲، خزائن ج۱۵ ص۲۱۹)

’’آخر میں ہم پھر ایک دفعہ خوش آمدید اور اہلاً وسہلاً مرحبا عرض کرتے ہیں اور اس شعر کو جو حضور (مرزا محمود) کے لئے ہی ہے اور موجودہ موقعہ کے بہت موزوں ہے دہراتے ہیں ؎

اے فخر رسل قرب تو معلوم شدہ دیر آمدہ ز راہ دور آمدہ‘‘

(سفر انگلستان سے واپسی پر مرزا محمود کی خدمت میں قادیانی جماعت کا ایڈریس، الفضل قادیان ج۱۲ نمبر۵۹، مؤرخہ ۲۵؍اکتوبر ۱۹۲۴ء)

(۴۴) وہ بیٹا

’’میں وہ بیٹا ہوں جس کی خبر انبیاء بنی اسرائیل نے دی، میں وہ بیٹا ہوں جس کی خبر رسول اللہ نے دی، میں وہ بیٹا ہوں جس کے محمود ہونے کی مسیح موعود نے خبر دی اور جس کو موعود بیٹا ٹھہرایا۔ ہاں! میں ابھی نہیں کہہ سکتا کہ آیا میں مصلح موعود ہوں۔ کیونکہ مجھے خدا نے اس کی خبر نہیں دی۔ اگر مجھے خبر دی گئی تو کسی سوال کی ضرورت نہ ہوگی میں خود اعلان کر دوں گا۔‘‘

(تقریر مرزا محمود خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج۵ نمبر۲۴ ص۲ کالم۳، مؤرخہ ۲۲؍ستمبر ۱۹۱۷ء)

(۴۵) میرا انکار

’’جس طرح مسیح موعود کا انکار تمام انبیاء کا انکار ہے، اسی طرح میرا انکار انبیاء بنی اسرائیل کا انکار ہے جنہوں نے میری خبر دی۔ میرا انکار رسول اللہ کا انکار ہے جنہوں نے میری خبر دی۔ میرا انکار شاہ نعمت اللہ ولی کا انکار ہے جنہوں نے میری خبر دی۔ میرا انکار مسیح موعود کا انکار ہے جنہوں نے میرا نام محمود رکھا اور مجھے موعود بیٹا ٹھہرا کر میری تعیین کی۔‘‘

(تقریر مرزا محمود خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج۵ نمبر۲۴ ص۲ کالم۳، مؤرخہ ۲۳؍ستمبر ۱۹۱۷ء)

(۴۶) میرا جوا

’’جو حضرت مسیح موعود کے ایک لفظ کو بھی جھوٹا سمجھتا ہے وہ خدا کی درگاہ سے مردود ہے۔ کیونکہ خدا اپنے نبی کو وفات تک غلطی میں نہیں رکھتا۔‘‘ (آئینہ صداقت ص۵۳، انوار العلوم ج۶ ص۱۲۴)

’’جو میرا جوا اپنی گردن سے اتارتا ہے وہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا جوا اتارتا ہے اور جو ان کا جوا اتارتا ہے وہ رسول کریم ﷺ کا جوا اتارتا ہے اور جو آنحضرت ﷺ کا جوا اتارتا ہے وہ خدا تعالیٰ کا جوا اتارتا ہے۔ میں بے شک انسان ہوں۔ خدا نہیں ہوں مگر یہ کہنے سے نہیں رہ سکتا کہ میری اطاعت اور فرمانبرداری میں خدا تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری ہے۔‘‘

(الفضل قادیان ج۲۵ نمبر۲۰۶ ص۸ کالم۱، مؤرخہ ۴؍ستمبر ۱۹۳۷ء، خطبات محمود ج۱۸ ص۳۷۷)

(۴۷) ہمہ صفت موصوف انسان

(عنوان، الفضل قادیان مؤرخہ ۲۸ رفروری ۱۹۲۵ء)

’’تاریخ عالم سے پتہ لگتا ہے کہ آدم کے فرزندوں میں سے جو ممتاز سمجھے گئے ہیں ان کو صرف ایک یا چند ایک خوبیوں اور نعمتوں سے خاص حصہ ملا ہے جس کی وجہ سے ان کے نام صفحہ دہر پر خاص طور پر مشہور ہیں۔ مثلاً کوئی حسب ونسب کی وجہ سے فائق سمجھا گیا اور کوئی مال ودولت کی وجہ سے مشہور ہوا۔ کسی کو حکومت ملی اور کوئی علوم کا حامل ہوا۔ کسی کو خلافت عطاء ہوئی کوئی حکمت ودانائی کی وجہ سے لقمان بنا اور کوئی معاملہ فہمی کی وجہ سے مراتب پایا گیا۔ الغرض جس قدر بھی کمالات ظاہری وباطنی ہیں وہ ہزاروں اور لاکھوں انسانوں میں انفرادی صورت میں منقسم پائے جاتے ہیں لیکن حیرت انگیز امر یہ ہے کہ آج دنیا میں آدم کا ایک فرزند موجود ہے جس کی ۳۵ سالہ زندگی میں وہ تمام کمالات مجموعی طور پر پائے جاتے ہیں جو مختلف اوقات میں مختلف افراد میں فرداً فرداً پائے گئے وہ بے مثل انسان امام جماعت احمدیہ (مرزامحمود خلیفہ قادیان) ہے۔‘‘

حضرات انبیاء کرام کی ذات ستودہ صفات اس سے اعلیٰ وارفع ہے کہ اس مقابلہ میں شامل ہو۔ (حاشیہ)

پس اے سوانح اور وقائع نویسو اور اے تاریخ عالم کے رازدارو بتلاؤ کہ کیا یہی وہ چند مشہور کمالات انسانی نہیں جن میں سے کسی کو ایک اور کسی کو دو ملنے کی وجہ سے ناز ہوتا رہا اور تم لوگوں نے اس کی تعریف وتوصیف کے راگ الاپے۔ کیا ہی لطف کی بات ہے کہ اب تمہارے ذوق کے لئے خدا نے آج ایک ایسا انسان پیدا کیا ہے جس کے اکیلے وجود کے اندر سب کمالات مجتمع کردیئے گئے ہیں۔

(الفضل قادیان ج ۱۲ نمبر ۹۵، مؤرخہ ۲۸ رفروری ۱۹۲۵ء)

(۴۸) خلیفہ قادیان

’’اس کے بعد میں ایک ایسی پیش گوئی کو لیتا ہوں جو آپ سے مجھ سے بلکہ ساری دنیا سے تعلق رکھتی ہے۔ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا الہام ہے: ’’انی معک یا ابن رسول اللّٰہ‘‘ سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں جمع کرو۔ ’’علی دین واحد‘‘ (۲۰ رنومبر ۱۹۰۵ء) یعنی اے اللہ کے رسول (غلام احمد قادیانی) کے بیٹے (محمود احمد قادیانی) میں تیرے ساتھ ہوں۔ تم سب دنیا کے مسلمانوں کو ایک سلسلہ میں جمع کرو اور ایک دین کا پابند بناؤ۔‘‘

(مرزامحمود خلیفہ قادیان کی تقریر لائل پور، الفضل قادیان ج ۲۱ نمبر ۱۳۸ ص ۳ کالم ۳، مؤرخہ ۲۰ رمئی ۱۹۳۴ء)

(۴۹) اسلام کی ترقی

’’آپ لوگ اس بات کو سمجھیں یا نہ سمجھیں اسی طرح دنیا اس بات کو سمجھے یا نہ سمجھے مگر امر واقعہ یہ ہے کہ اس وقت اسلام کی ترقی خداتعالیٰ نے میرے ساتھ وابستہ کردی ہے جیسا کہ وہ ہمیشہ اپنے دین کی ترقی خلفاء کے ساتھ وابستہ کیا کرتا ہے۔ پس جو میری سنے گا وہ جیتے گا اور جو میری نہیں سنے گا وہ ہارے گا۔ جو میرے پیچھے چلے گا خداتعالیٰ کی رحمت کے دروازے اس پر کھولے جائیں گے اور جو میرے راستے سے الگ ہو جائے گا خداتعالیٰ کی رحمت کے دروازے اس پر بند کردیئے جائیں گے۔‘‘

(اخبار الفضل قادیان ج ۲۳ نمبر ۲۹۹ ص ۴ کالم ۲، مؤرخہ ۲۵ رجون ۱۹۳۶ء، خطبات محمود ج ۱۷ ص ۳۹۶)

(۵۰) سلسلہ خلافت

’’ایک شخص نے سوال کیا کہ کیا حضور کے بعد بھی خلیفہ آ سکتا ہے یا آئے گا۔ حضور (مرزا محمود) نے لکھوایا۔ ہم تو خلافت کے قرآن مجید کی تعلیم کے مطابق قائل ہیں۔ اگر جماعت مستحق ہوگی تو خلیفہ ہوگا۔ اگر اس قابل نہ ہوئی تو خلیفہ نہیں ہوگا۔‘‘

(الفضل قادیان ج۹ نمبر ۸۷ ص۷ کالم۲، مؤرخہ ۸؍مئی ۱۹۲۲ء)

(۵۱) دنیا بامید قائم

’’ہماری جماعت میں سے اس وقت تک کوئی حضرت ہارون سے بڑا درجہ نہیں رکھتا اور بڑا کیا، مساوی درجہ بھی نہیں رکھتا۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے نبی تھے اور تم میں سے اس وقت تک کوئی نبی نہیں ہے۔ آئندہ اگر خدا تعالیٰ کسی کو نبی بنا دے تو اس کا علم اسی کو ہے۔‘‘

(ارشاد مرزا محمود خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج۸ نمبر ۲۷ ص۳ کالم۳، مؤرخہ ۱۱؍اکتوبر ۱۹۲۰ء)

(۵۲) یوسف اور عثمان

’’خدا تعالیٰ ہر رنگ میں اور ہر طرح میری تائید فرما رہا ہے اور ان کی کچھ تائید نہیں کرتا یہی ان کے بے راہ ہونے کی خدائی شہادت ہے۔ وہ یاد رکھیں یہ زمانہ بدلہ لینے کا ہے۔ پہلے یوسف کو یوسف کے بھائیوں نے کنعان سے نکالا تھا لیکن خدا نے اس یوسف (مرزا محمود) کو اس لئے بھیجا ہے کہ یہ اپنے دشمن بھائیوں (لاہوری جماعت) کے قادیان سے نکلنے کا موجب ہو جائے۔ مجھ کو کہتے ہیں کہ عثمان ہے۔ میں کہتا ہوں ہاں عثمان ہوں۔ مگر وہ عثمان تو دشمنوں کے ہاتھوں شہید ہوا اور میں وہ عثمان ہوں کہ میرے مخالف ناکام رہیں گے اور ناکام رہے ہیں۔‘‘ (مرزا محمود خلیفہ قادیان کی تقریر، الفضل قادیان ج۶ نمبر ۷۵ ص۹ کالم۱، مؤرخہ یکم؍اپریل ۱۹۱۹ء)

(۵۳) حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی ناشکری

’’سالانہ جلسہ (قادیان) کے موقعہ پر مرزا (محمود) صاحب (خلیفہ قادیان) نے فرمایا کہ میں اتفاق کی خاطر اس خلافت سے دست کش ہو جاتا مگر میرے سامنے حضرت امام حسن صاحب کا ایک واقعہ ہے کہ جب انہوں نے خدا کی دی ہوئی نعمت سلطنت کو ترک کر کے امیر معاویہ کے سپرد کر دیا تو ان کی ناشکری کے طفیل خدا تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے ان کے خاندان سے سلطنت چھین لی۔ یہی وجہ ہے کہ پھر آج تک ان کے خاندان میں کوئی بھی بادشاہ نہ ہوا۔‘‘ (المہدی نمبر۲،۳ ص۳۴، حکیم محمد حسین قادیانی لاہوری)

’’ساری دنیا میری دشمن اور جان کی پیاسی ہو جاتی جو کہ زیادہ سے زیادہ یہی کرتی کہ میری جان نکال لیتی تو بھی میں آخری دم تک اس بات پر قائم رہتا اور کبھی خدا تعالیٰ کی نعمت کے رد کرنے کا خیال بھی میرے دل میں نہ آتا کیونکہ یہ غلطی بڑے بڑے خطرناک نتائج پیدا کرتی ہے...... ایک دفعہ انہوں نے خدا کی نعمت کو چھوڑا۔ خدا تعالیٰ نے کہا اچھا اگر تم اس نعمت کو قبول نہیں کرتے تو پھر تم میں سے کسی کو یہ نہ دی جائے گی۔ چنانچہ پھر کوئی سید کبھی بادشاہ نہیں ہوا۔ سوائے چھوٹی چھوٹی حکومتوں کے سیدوں کو حقیقی بادشاہت اور خلافت کبھی نہیں ملی۔ امام حسن رضی اللہ عنہ نے خدا کی دی ہوئی نعمت واپس کر دی۔ جس کا نتیجہ بہت تلخ نکلا تو خدا تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کو رد کرنا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔‘‘

(برکات خلافت ص۲۱،۲۲، انوار العلوم ج۲ ص۱۷۰)

(۵۴) نڈر

’’اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ میں نے خلافت کسی شخص کی مدد سے حاصل نہیں کی اس لئے میں کسی شخص سے کبھی ڈرا نہیں۔ نہ ڈرتا ہوں اور نہ کبھی ڈروں گا۔ ابھی ایک صاحب کہہ رہے تھے کہ اس قدر شورش ہورہی ہے کہ ڈر ہے بغاوت نہ ہو جائے کیا امان اللہ خان کی حالت آپ کو بھول گئی ہے۔ میں نے انہیں کہا۔ اگر امان اللہ خان سے بدتر حالت ہو جائے جب بھی میں نہیں ڈرتا کیونکہ میں جانتا ہوں چونکہ میرے کام اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے ماتحت ہیں۔ اس لئے فرشتے میرے مددگار ہیں۔ پس کوئی بھی میری ایسی مخالفت نہیں کرسکتا جس سے میں تباہ ہو جاؤں باقی شورش وغیرہ سے تو وہی ڈرسکتا ہے جس کے نزدیک کامیابی کا معیار آدمیوں کی تعداد ہو۔ میں اس کا قائل نہیں ہوں رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ بعض انبیاء ایسے گزرے ہیں جن کی وفات پر صرف ایک شخص ان پر ایمان لانے والا تھا۔ پس اگر میرے ساتھ دو آدمی بھی رہے جائیں گے جب میں ان انبیاء سے زیادہ کامیابی حاصل کرنے والا ہوں گا۔‘‘

(اخبار الفضل قادیان ج ۱۷ نمبر ۵۶، مؤرخہ ۷؍جنوری ۱۹۳۰ء، خطبات محمود ج ۱۲ ص ۲۵۲، ۲۵۳)

(۵۵) میرا ہی کام

’’الغرض نبی کا کام بیان فرمایا تبلیغ کرنا، کافروں کو مومن کرنا، مومنوں کو شریعت پر قائم کرنا، پھر باریک در باریک راہوں کا بنانا، پھر تزکیہ نفس کرنا، یہی کام خلیفہ کے ہوتے ہیں۔ اب یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے یہی کام اس وقت میرے رکھے ہیں۔‘‘

(منصب خلافت ص ۹، انوار العلوم ج ۲ ص ۳۰)

’’پس آپ (قادیانی) وہ قوم ہیں جس کو خدا نے چن لیا اور یہ میری دعاؤں کا ایک ثمرہ ہے جو اس نے مجھے دکھایا۔ اس کو دیکھ کر میں یقین رکھتا ہوں کہ باقی ضروری سامان بھی وہ آپ ہی کرے گا اور ان بشارتوں کو عملی رنگ میں دکھادے گا اور اب میں یقین رکھتا ہوں کہ دنیا کو ہدایت میرے ہی ذریعہ ہوگی اور قیامت تک کوئی زمانہ ایسا نہ گزرے گا جس میں میرے شاگرد نہ ہوں گے۔ کیونکہ آپ لوگ جو کام کریں گے، وہ میرا ہی کام ہوگا۔‘‘ (منصب خلافت ص ۱۷، انوار العلوم ج ۲ ص ۳۶)

(۵۶) بیعت کا مفہوم

’’ہر شخص جو سلسلہ میں داخل ہے جس نے میرے ذریعہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) آپ کے ذریعہ آنحضرت ﷺ کی اور ان کے ذریعہ خدا کی بیعت کی ہے۔ وہ اپنی جان، مال، عزت، آبرو، اولاد، جائیداد غرض کہ ہر چیز خدا رسول اور اس کے نمائندوں کے لئے قربان کر چکا ہے اور اب کوئی چیز اس کی اپنی نہیں۔ میں یہ کھول کر بتا دینا چاہتا ہوں کہ جس کے دل میں بیعت کے اس مفہوم کے متعلق ذرہ بھی شبہ ہے وہ اگر منافق کہلانا نہیں چاہتا تو وہ اب بھی بیعت کو چھوڑ دے۔ جس بیعت میں نفاق ہو وہ کسی فائدہ کا موجب نہیں ہوسکتی۔ بلکہ وہ ایک لعنت ہے جو اس کے گلے میں پڑی ہوئی ہے۔ پس جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ اس نے میری بیعت کسی شرط کے ساتھ کی ہوئی ہے اور کوئی چیز اس کی اپنی باقی ہے اور اس کے لئے میری اطاعت مشروط ہے۔ وہ میری بیعت میں نہیں۔‘‘

(اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۵۴ ص ۳ کالم ۳، مؤرخہ یکم؍نومبر ۱۹۳۴ء، خطبات محمود ج ۱۵ ص ۲۸۵، ۲۸۶)

(۵۷) جگت خلیفہ

''میں صرف ہندوستان کے لوگوں کا ہی خلیفہ نہیں۔ میں خلیفہ ہوں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا اور اس لئے خلیفہ ہوں افغانستان کے لوگوں کے لئے۔ عرب، ایران، چین، جاپان، یورپ، امریکہ، افریقہ، سماٹرا، جاوا اور خود انگلستان کے لئے غرضیکہ کل جہاں کے لوگوں کے لئے میں خلیفہ ہوں۔ اس بارے میں اہل انگلستان بھی میرے تابع ہیں۔ دنیا کا کوئی ملک نہیں جس پر میری مذہبی حکومت نہیں۔ سب کے لئے یہی حکم ہے کہ میری بیعت کر کے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی جماعت میں داخل ہوں۔ لیکن دوسرا حکم وقتی ہے اور حالات کے ماتحت بدلتا رہتا ہے۔ آج یہاں انگریزوں کی حکومت ہے اور ہم اس کے وفادار ہیں۔ لیکن کل یہ بدل گئی تو ہم اس نئی حکومت کے وفادار ہوں گے۔ اس کے بالمقابل خلافت نہیں بدل سکتی۔ اس وقت میں خلیفہ ہوں اور میری موت سے پہلے کوئی دوسرا خلیفہ نہیں ہوسکتا اور تمام دنیا کے احمدیوں کے لئے میری ہی اطاعت فرض ہے...... اس میں جو تفرقہ کرتا ہے وہ فاسق ہے اور جماعت کا ممبر نہیں۔''

(اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۵۴ ص ۴ کالم ۲،۳، مؤرخہ یکم نومبر ۱۹۳۴ء، خطبات محمود ج ۱۵ ص ۲۸۸)

''حضور ایدہ اللہ تعالیٰ (مرزا مسرور قادیانی خلیفہ) نے فرمایا، آنحضرت ﷺ کی امت میں آپ پر سچا ایمان لا کر، آپ کا سچا متبع ہو کر، نبی ہوسکتا۔ حضرت اقدس مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے بعد جو خلافت کا سلسلہ جاری ہے یہ خلافت صرف احمدیہ کمیونٹی کے لئے نہیں، بلکہ مسلمانوں کے لئے ہے۔ مسلمانوں میں سے بھی لوگ جماعت احمدیہ میں داخل ہورہے ہیں۔ ہم صرف غیر مسلموں کو ہی تبلیغ نہیں کرتے بلکہ ہر مذہب اور ہر فرقہ کو، خواہ وہ مسلمانوں کا ہو، تبلیغ کرتے ہیں۔ پس خلافت احمدیہ پہلے مسلم امہ (مسلم امہ نے تو قادیانی خلافت کو تو قبول ہی نہیں کیا۔ ناقل) کے لئے اور پھر باقی دنیا کے لئے ہے۔'' (الفضل انٹرنیشنل لندن ج ۱۷ نمبر ۳۷ ص ۱۲ کالم ۱، مؤرخہ ۱۰ تا ۱۶ ستمبر ۲۰۱۰ء)

(۵۸) ایک ہی

''اس وقت روئے زمین پر ایک ہی سچا روحانی خلیفہ ہے جس کا نام ہے مرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ بنصرہ۔ وہ اپنے ساتھ ایک جماعت مخلصین رکھتا ہے۔ جو خدا کے مرسل خدا کے نبی (مرزا قادیانی) کے ہاتھ پر تیار کئے گئے ہیں۔ وہ مشرق ومغرب میں دین اسلام کا ڈنکا بجا رہا ہے وہ اپنے اندر وہ برکات رکھتا ہے جو انبیاء سے ورثہ میں ملتے ہیں اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے وہ نور اللہ ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہے وہ دنیا میں آیا تا اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین وفہیم ہے اور دل کا حلیم۔ علوم ظاہری وباطنی سے پر کیا گیا ہے۔ وہ مظہر الحق والعلاء ہے۔ اس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہے وہ نور ہے۔ نور جس کو خدا تعالیٰ نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ اس میں خدا کی روح ڈالی گئی اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہے۔ وہ جلد جلد بڑھا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوا وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی اور مبارک وہ جو اس کے آستانہ اقدس پر سر تسلیم رکھتے ہیں۔'' (الفضل قادیان ج ۱۱ نمبر ۸۷، مؤرخہ ۴ اپریل ۱۹۲۴ء)

(۵۹) شخصیت پرستی

''میاں محمود احمد صاحب صاف طور پر خطبوں میں اعلان کر رہے ہیں کہ جو میں کہوں گا۔ وہ ماننا پڑے گا۔ خواہ سمجھ میں نہ آوے اور

عقل اسے قبول نہ کرے۔ کیونکہ بیعت کا منشاء ہی یہی ہے کہ نامعقول باتیں بھی مانی جائیں۔ ورنہ معقول باتوں کو ماننے کے لئے بیعت کی ضرورت ہی کیا ہے میاں صاحب نے خدا اور رسول ﷺ کے احکام کو پہلے برائے نام مقدم بنایا۔ پھر ساتھ ہی چٹکی میں مسل کر رکھ دیا کہ خدا اور رسول کے احکام میں اجتہاد وہی مقبول ہوگا جو میں کروں گا۔ جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ جو خلیفہ حکم دے وہی کرو۔ قرآن اس کے خلاف ہوتو ہوا کرے کیونکہ خلیفہ نے خواہ کتنا ہی غلط سمجھا ہو وہ سب ٹھیک ہے۔ شخصیت پرستی کی اس سے بدتر مثال اور نہیں مل سکتی۔ قرآن وحدیث پر غور کرنے اور اسے سمجھ کر کسی استنباط اور اجتہاد کرنے کا دروازہ جب تمام قوم پر بند کر دیا گیا تو قرآن وحدیث کو مقدم کرنے کا نام لینا محض ایک ڈھونگ ہے جس کے نیچے کوئی حقیقت نہیں۔ خلیفہ بجائے خود خدا اور رسول کا قائم مقام بن گیا۔ یہ شرک ہے اور خدا اور رسول کی سخت بے ادبی ہے۔ جس کے دماغ میں تھوڑی سی بھی عقل ہوگی وہ ان امور کو سمجھ سکتا ہے لیکن ساری قوم کی آنکھیں بند ہیں۔ کیوں؟ محض اس لئے کہ بیٹا ہے اور بخشا ہوا ہے۔ کیا بیٹا کے سوا کوئی اور یہ باتیں کرتا تو قوم مان لیتی؟ ہرگز نہیں محض بیٹا ہوتا اس ساری اسکیم کو چلائے جارہا ہے۔ بیٹا ہے۔ اس کے لئے دعائیں ہو چکی ہیں بخشا ہوا ہے۔ اس لئے سچا ہے اور اب کی دفعہ تو سنا ہے خود میاں محمود احمد صاحب نے بھی سالانہ جلسہ پر اعلان کیا ہے کہ وہ اور ان کے بھائی صاحبان سب بخشے ہوئے جنتی ہیں۔ انہیں جنت کے لئے کسی عمل کی ضرورت نہیں۔ ان کے اعمال فقط شکریہ کے طور پر ہیں اور قوم سن سن کر سر دھنتی رہی۔ یہ کیوں؟ اس لئے کہ وہ حضرت مسیح موعود کے وہ بیٹے۔‘‘

(پیغام صلح لاہور ج ۲۳ نمبر ۸ ص ۴ کالم ۲، مؤرخہ ۳؍فروری ۱۹۳۵ء، از ڈاکٹر بشارت احمد قادیانی لاہوری)

(۶۰) قادیان کی گدی

’’قدرت ثانیہ کا وہ نظارہ ہمیں نظر نہیں آیا جب تک کہ ۱۹۱۴ء کو جماعت دوحصوں میں منقسم نہیں ہوگئی۔ حضرت مولانا نورالدین کے زمانہ میں بنا بنایا کام چلتا رہا اور ترقی کرتا رہا اور آج میاں محمود صاحب کی گدی کے زمانہ میں جو کچھ ترقی اس فریق کو ہے وہ محض اس وجہ سے ہے کہ بنا بنایا کام۔ بنی بنائی جماعت۔ بنی بنائی قومی جائیدادیں، اسکول، بورڈنگ، روپیہ، خزانہ سبھی کچھ بنا بنایا مل گیا۔ قادیان کا مرکز اور مسیح موعود کا بیٹا ہونا کام بنا گیا۔ قادیان کی گدی نہ ہوتی۔ مسیح موعود کا بیٹا نہ ہوتے اور کہیں باہر جاکر میاں محمود احمد صاحب اپنے عقیدہ تکفیر ونبوت کو پھیلا کر دکھاتے اور پھر نئے سرے سے جماعت بنتی اور ترقی کرتی تو کچھ بات ہوتی۔ شکر کریں کہ قادیان ویسے بھی آباؤ اجداد کی میراث تھا اور پھر مسیح موعود کی مل گئی گدی۔ اشتہاروں میں سے مل گئیں کچھ مبہم اور متشابہ پیش گوئیاں۔ اس طرح لوگوں پر رعب جما کر اور پسر موعود کا مبہم سا چولا پہن کر لوگوں پر خلافت کا وہ رعب جمایا کہ پوپ روبا گرد ہو کر رہ گیا۔ اس کا نام نصرت الٰہیہ نہیں اس کا نام ہے دنیا اور اس کے اسباب سیاست۔ اس کی چالیں۔ پیری اور اس کے کرشمے۔ ورنہ اس طرح تو پھر دنیا بھر کے پیروں کی گدیاں قدرت ثانیہ کا مظہر بن جائیں گی۔‘‘

(پیغام صلح لاہور ج ۲۲ نمبر ۷۸ ص ۱۹ کالم ۳، مؤرخہ ۱۵؍دسمبر ۱۹۳۴ء، از ڈاکٹر بشارت احمد قادیانی لاہوری)

(۶۱) میاں صاحب کی اصلاحات

’’میں کہتا ہوں میاں محمود احمد صاحب اگر مصلح موعود ہیں تو کیا یہ ضروری نہیں کہ وہ اس کا بڑے زور سے دعویٰ کرتے اور ان اصلاحات کو پیش کرتے جو ان کے ذریعے ظہور میں آئی ہیں۔ لیکن بات اصل یہ ہے کہ اپنے خالی مریدوں کا دل رکھنے کے لئے اگرچہ انہوں نے کہہ تو دیا کہ ہاں ہاں تسلی رکھو میں ہی مصلح موعود ہوں۔ مگر وہ اس دعویٰ پر زور نہیں دے سکتے۔ کیونکہ واقعات اس کے مخالف ہیں۔ وہ کیا

اصلاحات پیش کریں گے۔ یہی کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی ختم نبوت کو تباہ کر دیا۔ آپ کے بعد ایسے نبیوں کی بعثت کو جاری مان کر جن پر ایمان لانا شرائط ایمان میں سے ہے، شریعت اسلام کے حصہ ایمانیات کو ناقص قرار دے دیا اور وحدت اسلامی کو فنا کر دیا۔ پھر ایسی نبوت کے اجراء کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ تمام دنیا کے کلمہ گو مسلمانوں کو کافر خارج از اسلام قرار دے کر کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو عملاً منسوخ کر دیا۔ گویا ایک دین کے بعد دوسرا دین شروع کر دیا۔ جن میں کفر اور اسلام کا فرق ہے۔ پھر پوپوں کی تقلید کرتے ہوئے خلافت کو شوریٰ سے نکال کر استبدادیت کا ایسا زبردست جامہ اسے پہنایا کہ خلیفہ پر سچے اعتراضات کرنے والا بھی مستوجب عذاب ٹھہر گیا۔ گویا دوبارہ انسان پرستی کے بت کو کھڑا کر دیا۔ آخر واقعات، واقعات ہیں اور ان سے آنکھیں کس طرح بند کی جاسکتی ہیں۔ اگر یہی وہ اصلاحات ہیں جو جناب میاں محمود احمد صاحب سے ظہور پذیر ہوئی ہیں تو فرمایئے کہ عقل انسانی یا فطرت سلیم ایسے شخص کو کس طرح مصلح موعود مان سکتی ہے۔''

(پیغام صلح لاہور ج۲۴ نمبر۵۶ ص۹ کالم۱، مؤرخہ ۳؍ستمبر ۱۹۳۶ء)

(۶۲) دنیا حیران

''میں نے قرآن کو قرآن سمجھ کر پڑھا اور اس سے فائدہ اٹھایا اور اب اس قابل ہوا کہ میں تمام مخالف علماء کو چیلنج دیتا ہوں کہ کوئی آیت لے کر مجھ سے تفسیر کلام الٰہی میں مقابلہ کر لیں۔ میں ان شاء اللہ تائید الٰہی سے اس کے ایسے معنی بیان کروں گا کہ دنیا حیران رہ جائے گی۔''

(ارشاد مرزا محمود خلیفہ قادیان، مصباح قادیان مؤرخہ ۱۵؍جنوری ۱۹۳۰ء، الفضل قادیان ج۱۷ نمبر۹۹ ص۷ کالم۲، مؤرخہ ۲۰؍مئی ۱۹۳۰ء)

(۶۳) بڑے بڑے علوم

''قرآن کریم جبرائیل نے نازل کیا ہے اور حضرت (مرزا قادیانی) کی کتب بھی جبرائیلی تائید سے لکھی گئی ہیں جو شخص خاص ترکیب سے ان کو پڑھے گا وہ ان سے بڑے بڑے علوم پائے گا۔'' (تقریر مرزا محمود خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج۸ نمبر۵۱، مؤرخہ ۱۰؍جنوری ۱۹۲۱ء)

(۶۴) حقائق

''اسی سلسلہ میں حضور (مرزا محمود) نے بیان کیا۔ حضرت مسیح موعود کو خداتعالیٰ نے قرآن کریم کا جو علم دیا وہ اور کسی کو حاصل نہ تھا۔ حالانکہ اور لوگ ظاہری علوم کے لحاظ سے بہت بڑھ چڑھ کر تھے۔ نیز حضور (مرزا محمود) نے یہ بھی فرمایا مجھے بھی خداتعالیٰ نے قرآن کریم کے ایسے معارف سمجھائے ہیں کہ خواہ کوئی ظاہری علوم میں کتنا بڑھا ہوا ہو۔ اگر قرآن کریم کے حقائق بیان کرنے میں مقابلہ کرے گا تو ناکام رہے گا۔''

(الفضل قادیان ج۱۶ نمبر۵۸، مؤرخہ ۲۲؍جنوری ۱۹۲۸ء)

(۶۵) سیدنا محمود کا ذکر قرآن میں

(عنوان، الفضل قادیان مؤرخہ ۱۲؍مارچ ۱۹۲۳ء)

''ابتداء میں حضور (مرزا محمود) کی تقریر کا جو حصہ بیان کیا گیا ہے اس کے بعد حضور نے فرمایا۔ یہ تو اس وقت کا ذکر ہے لیکن اس حالت میں بھی اس رکوع کا مجھ سے خاص تعلق ہے...... اس رکوع میں ایک لقمان کا ذکر ہے وہ لقمان کون ہے۔ اگر کوئی ذرا غور وفکر سے کام لے اور سیاق وسباق کو دیکھے تو معلوم ہوسکتا ہے کہ یہ لقمان حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) ہیں...... یہ تو اس تقریر کا خلاصہ در خلاصہ بلکہ مفہوم بھی مناسب الفاظ میں نہیں جو حضور (مرزا محمود) نے درس القرآن میں فرمائی اور بتایا کہ ان آیات میں مسیح موعود (مرزا قادیانی) اور

اس کے موعود بیٹے (مرزا محمود) کا ذکر ہے۔'' (الفضل قادیان ج ۱۰ نمبر ۷۰ ص ۲ کالم ۲، مؤرخہ ۱۲/مارچ ۱۹۲۳ء)

(۶۶) مرزا محمود کے سفر یورپ کا ذکر قرآن کریم میں

''یورپ کی طرف مسیح موعود (مرزا قادیانی) یا آپ کے کسی جانشین کا اس غرض سے (یعنی یورپ کے لوگوں کی نقل وحرکت پر نظر رکھنے کے لئے) سفر کرنا۔ جس غرض سے میں (مرزا محمود) نے ۱۹۲۴ء میں سفر یورپ کیا ہے۔ قرآن کریم میں مذکور ہے...... پس خلیفہ مسیح موعود کا (یورپ) جانا ایسا ہی ہے جیسے کہ خود مسیح موعود کا جانا (ہے)...... غرض اے بھائیو! مسیح موعود یا ان کے کسی جانشین کا مغربی ممالک میں جانے اور وہاں جاکر ان کے متعلق آئندہ تبلیغ کے متعلق رائے قائم کرنے کی خبر قرآن کریم میں دی گئی ہے اور گویا تمام سفر کا نقشہ کھینچ دیا گیا ہے۔'' (سفر یورپ مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۲ نمبر ۱۶ ص ۷، ۸، مؤرخہ ۱۶/اگست ۱۹۲۴ء، انوار العلوم ج ۸ ص ۴۳۴، ۴۳۵)

(۶۷) خدائے قادیان

''خداتعالیٰ بھی اس وقت ہمارے سامنے جلوہ گر ہے اور وہ بھی عریاں ہوکر اپنی تمام صفات کے ساتھ دنیا کے سامنے رونما ہوگیا ہے اور حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے ذریعہ وہ اپنے سارے حسن کے ساتھ جلوہ نما ہے۔ ایسی حالت میں اگر ہمارے واعظ اور مبلغ خشک دلائل دینے میں لگے رہتے ہیں تو ان جیسا احمق اور بیوقوف کون ہوسکتا ہے۔ ایسی صورت میں تو ایک ہی علاج ہوسکتا ہے اور وہ یہ کہ لوگوں کے کلے پکڑ کر ان کی آنکھیں اوپر کو اٹھادی جائیں اور کہا جائے کہ دیکھو وہ خدا ہے جس نے اپنے تازہ نشانات سے دنیا پر اپنے وجود کو ثابت کیا۔'' (اخبار الفضل قادیان ج ۲۴ نمبر ۱۷ ص ۱۱ کالم ۲، مؤرخہ ۱۹/جولائی ۱۹۳۶ء، خطبات محمود ج ۱۷ ص ۴۵۷)

(۶۸) اللہ تعالیٰ کے حضور

''تیسری دفعہ آج مجھے خداتعالیٰ کی روئیت ہوئی ہے جس سے مجھے یقین ہے کہ یہ کام مقبول ہے۔ جہاں تک مجھے یاد ہے وہ یہی ہے کہ میں مسجد لندن کا معاملہ خداتعالیٰ کے حضور پیش کر رہا تھا۔ میں اللہ تعالیٰ کے حضور دوزانو بیٹھا تھا کہ خداتعالیٰ نے فرمایا کہ جماعت کو چاہئے کہ ''جد'' سے کام لیں اور ''ہزل'' سے کام نہ لیں۔ ''جد'' کا لفظ مجھے اچھی طرح یاد ہے اور اس کے مقابلہ میں دوسرا لفظ ''ہزل'' اسی حالت میں معاً میرے دل میں آیا تھا۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ جماعت کو چاہئے کہ اس کام میں سنجیدگی اور نیک نیتی سے کام لے ہنسی اور محض واہ واہ کے لئے کوشش نہ کرے۔'' (اخبار الفضل قادیان ج ۱۴ نمبر ۳۰ ص ۳ کالم ۳، مؤرخہ ۱۲/اکتوبر ۱۹۲۶ء، خطبات محمود ج ۶ ص ۳۷۵)

''فرشتوں کا آنا کوئی خیالی بات نہیں بلکہ یقینی ہے۔ میں نے (مرزا محمود نے) خود فرشتوں کو دیکھا ہے اور ایک دفعہ تو بہت بے تکلفی سے باتیں بھی کی ہیں تو ذکر کرنے والے کے پاس ملائکہ آتے ہیں۔'' (ذکر الٰہی ص ۹۴، انوار العلوم ج ۳ ص ۴۸۷)

(۶۹) بدیہی مسئلہ

''ختم نبوت ایک ایسا بدیہی مسئلہ ہے کہ کسی مسلمان کو اس سے انکار کرنے کی گنجائش نہیں۔ کیونکہ اس پر قرآن مجید اور حدیث شریف اور ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ اور دیگر مؤمنین وصالحین کا اتفاق ہوچکا ہے۔ مگر یہ مسئلہ متفق علیہ ہونے کے باوجود بھی ایک ایسا فرقہ ہے جو اجرائے نبوت کا قائل یا دوسرے لفظوں میں ختم نبوت کا منکر ہے۔ اس فرقہ کو محمودیہ کہا جاسکتا ہے۔ کیونکہ میاں محمود احمد صاحب (خلیفہ

قادیان) ہی اس کے بانی مبانی ہیں اور وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔‘‘
(ختم نبوت اور اسلام (مضمون)، پیغام صلح لاہور ج ۲۲ نمبر ۲۰ ص ۷ کالم ۱، مؤرخہ ۳۱؍ مارچ ۱۹۳۴ء)

(۷۰) اقرار وانکار

’’انہوں (لاہوری جماعت) نے مخالفت شروع کر دی اور اس رنگ میں مخالفت شروع کر دی کہ گویا ہم احمدی خاتم النّبیین ﷺ کے منکر ہیں۔ حالانکہ دنیا جاتی ہے کہ ہم منکر نہیں اور ہم رسول کریم ﷺ کو خاتم النّبیین سمجھتے ہیں اور جب تک ہم رسول کریم ﷺ کو خاتم النّبیین سمجھتے ہیں کسی کا حق نہیں ہے کہ وہ کہے کہ ہم خاتم النّبیین کے منکر ہیں۔ کوئی انسان یہ تو کہہ سکتا ہے کہ میں خاتم النّبیین کے جو معنی کرتا ہوں وہ صحیح ہیں اور جو تم معنی کرتے ہو، غلط ہیں۔ وہ یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ جو معنی تم کرتے ہو ان کی رو سے خاتم النّبیین کا انکار ہو جاتا ہے۔ مگر وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ خاتم النّبیین کے منکر ہو۔ جب ہم کہتے ہیں کہ ہم اس کے قائل ہیں تو پھر اس کا منکر کیونکر کہا جا سکتا ہے۔‘‘
(مندرجہ الفضل قادیان ج ۱۶ نمبر ۲۳ ص ۷ کالم ۲،۳، مؤرخہ ۱۸؍ ستمبر ۱۹۲۸ء، خطبات محمود ج ۱۱ ص ۴۴۵)

(۷۱) من مانے معنے

’’حضرت عمر اللہ تعالیٰ کے کتنے مقرب تھے۔ رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہونا ہوتا تو عمر رضی اللہ عنہ ہوتا۔ یہاں میرے بعد سے مراد معاً بعد ہے۔‘‘ (اخبار الفضل قادیان ج ۲۴ نمبر ۲۹ ص ۳ کالم ۴، مؤرخہ ۲؍ اگست ۱۹۳۶ء، خطبات محمود ج ۱۷ ص ۴۷۴)

’’بعض لوگ آنحضرت ﷺ کے اسم ذات احمد ہونے پر یہ دلیل پیش کیا کرتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حضرت مسیح نے کہا تھا کہ وہ رسول ’’یاتی من بعدی‘‘ میرے بعد آئے گا۔ پیش گوئی سے کوئی ایسا ہی شخص مراد ہونا چاہئے جو آپ کے بعد سب سے پہلے آئے اور حضرت مسیح کے بعد آنحضرت ﷺ ہی آئے تھے نہ کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) آپ تو آنحضرت کے بعد آئے تھے۔ پس آنحضرت ﷺ کے سوا کوئی اور شخص احمد کیونکر ہو سکتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس قسم کے معترضین بوجہ عربی زبان کی ناواقفی کے اس قسم کے اعتراض کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ بعد کے معنی پیچھے کے ہیں نہ کہ فوراً پیچھے کے۔ ایک چیز جو کسی کے پیچھے ہو خواہ دس چیزیں چھوڑ کر ہو یا فوراً پیچھے ہو وہ بعد ہی کہلائے گی۔‘‘ (انوار خلافت ص ۳۱،۳۲، انوار العلوم ج ۳ ص ۹۶)

(۷۲) حقیقی نبی اور رسول

’’اکثر لوگ دریافت کرتے ہیں کہ آیا فی الواقع میاں صاحب (مرزا محمود خلیفہ قادیان) حضرت مسیح موعود کو حقیقی نبی مانتے اور انہوں نے ایسا کہاں لکھا ہے مختصر طور پر اس کا جواب یہ ہے کہ میاں صاحب فی الواقع حضرت مسیح موعود کو حقیقی نبی مانتے ہیں۔ کیونکہ الفضل مؤرخہ ۱۷؍ جنوری ۱۹۱۵ء میں ان کا ایک خط چھپا ہے جس میں انہوں نے صاف طور پر آیت: ’’فمن اظلم ممن افتری علی اللّٰہ کذبا او کذب بایتہ‘‘ پر بحث کرتے ہوئے یہ لفظ لکھے ہیں۔ (اس آیت میں نبیوں اور رسولوں کے الہام کا ذکر ہے اور وہی مراد ہیں۔ حضرت مسیح موعود چونکہ اس گروہ میں شامل تھے اس لئے ان کا انکار بھی اس آیت کے ماتحت آتا تھا) اس عبارت کا منشاء سوائے اس کے کچھ نہیں کہ...... حضرت مسیح موعود کو نبیوں اور رسولوں میں شامل کرنے سے صاف طور پر میاں صاحب کا یہ عقیدہ پایا جاتا ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود کو حقیقی نبی اور رسول مانتے ہیں نہ مجازی۔‘‘ (تبدیلی عقائد مولوی محمد علی ص ۷۸، مؤلفہ محمد اسماعیل قادیانی)

(۷۳) عظیم الشان نبی

’’اب جو جناب میاں (مرزا محمود) صاحب ان سب بینات کے خلاف مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو نبی مان رہے ہیں اور آپ کو کامل نبی اور عظیم الشان نبی لکھ رہے ہیں، ان کا اختیار ہے۔ حضرت (مرزا قادیانی) صاحب کو وہ جو چاہیں مانا کریں۔ خدا کا نبی مانیں، عظیم الشان نبی مانیں، کامل نبی مانیں، محمد رسول اللہ سے افضل نبی مانیں، کچھ مانیں کون روک سکتا ہے۔ آخر دنیا میں مسیحی اسرائیلی کو خدا ماننے والے بھی تو موجود ہیں۔ وہاں مسیحی اسرائیلی کو نبوت کے درجے سے بڑھا کر خدا بنایا گیا۔ یہاں مسیح محمدی کو بھی امامت کے درجہ سے بڑھا کر نبی بنایا گیا۔‘‘ (المہدی نمبر۴، ۵ص۷، مؤلفہ حکیم محمد حسین قادیانی لاہوری)

(۷۴) میاں صاحب کا عقیدہ

’’قادیانی (مرزا محمود) عقیدہ جس کی رو سے تمام اہل قبلہ سوائے احمدیوں کے کافر قرار دیئے گئے ہیں ایک مشہور اور مسلم امر ہے۔ تاہم بطور نمونہ چند ایک حوالہ جات پیش کرتا ہوں۔ یہ مذہب اپریل ۱۹۱۱ء سے مروج ہوا جب میاں صاحب نے رسالہ تشحیذ الاذہان میں ایک مضمون بعنوان ’’مسلمان وہی ہے جو خدا کے سب ماموروں کو مانے‘‘ لکھا اور اس میں تمام ان لوگوں کو جو حضرت مسیح موعود کے دعوے کو نہ مانیں خواہ وہ آپ کو برا کہیں اور کافر جانیں یا اچھا کہیں اور راست باز انسان تسلیم کریں خواہ ان کو دعویٰ سے واقفیت ہو یا نہ ہو اور تبلیغ پہنچی ہو یا نہ پہنچی ہو کافر قرار دیا۔ چنانچہ رسالہ مذکور کے ص۱۳۹ پر اس گروہ کو جن کو تبلیغ بھی نہیں پہنچی کافر قرار دے کر جملہ مسلمانان عالم پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے۔ ’’تیسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ جن پر تبلیغ نہیں ہوئی ان کا حساب خدا کے ساتھ ہے ہم نہیں جانتے کہ تبلیغ ان کو ہو چکی ہے یا نہیں۔ کیونکہ کسی کے دلی خیالات پر آگاہ نہیں اس لئے چونکہ شریعت کی بناء ظاہر پر ہے۔ ہم ان کو کافر کہیں گے۔‘‘ اور ص۱۴۱ پر ہے:

’’پس نہ صرف اس کو جو آپ کو کافر تو نہیں کہتا مگر آپ کے دعویٰ کو نہیں مانتا کافر قرار دیا گیا ہے۔ بلکہ وہ بھی جو آپ کو دل سے سچا قرار دیتا ہے اور زبانی بھی آپ کا انکار نہیں کرتا لیکن ابھی بیعت میں اسے کچھ توقف ہے کافر قرار دیا گیا ہے۔‘‘

انوار خلافت میں جو ۱۹۱۶ء کی کتاب ہے اور اس میں جلسہ سالانہ ۱۹۱۵ء کی تقریر میاں صاحب کی نظر ثانی سے قلمبند ہوئی ہے لکھا ہے: ’’ہمارا فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں۔‘‘ مگر یہی تقریر اخبار فاروق مؤرخہ ۱۶؍جنوری ۱۹۱۶ء کے ص۱۰ پر بالفاظ ذیل منقول ہے۔ ’’جیسے ایک غیر احمدی کا فرض ہے کہ جب تک وہ بیعت میں داخل نہ ہو مسیح موعود اور اس کے متبعین کو مسلمان نہ سمجھے۔ ایسے ہی ایک احمدی کا فرض ہے کہ مسیح موعود کی بیعت میں نہیں اسے مسلمان نہ سمجھے۔‘‘

کتاب آئینہ صداقت کے ص۳۵ پر لکھتے ہیں:

’’یہ تبدیلی عقیدہ مولوی (محمد علی) صاحب تین امور کے متعلق بیان کرتے ہیں۔ اوّل یہ کہ میں نے حضرت مسیح موعود کے متعلق یہ خیال پھیلایا ہے کہ آپ فی الواقع نبی ہیں۔ دوم یہ کہ آپ ہی اسمہ احمد کی پیش گوئی مذکورہ قرآن کریم (سورۂ صف آیت:۶) کے مصداق ہیں۔ سوم یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہ سنا ہو وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے یہ عقائد ہیں۔‘‘

(مولوی محمد علی لاہوری قادیانی، امیر جماعت لاہور کا رسالہ، ردتکفیر اہل قبلہ ص۱۲تا۱۴)

(۷۵) واقع میں

’’لکھنؤ میں ہم (یعنی مرزا محمود خلیفہ قادیان) ایک آدمی سے ملے جو بڑا عالم ہے اس نے کہا کہ (وہ) آپ لوگوں کے بڑے دشمن ہیں جو یہ مشہور کرتے پھرتے ہیں کہ آپ ہم لوگوں کو کافر کہتے ہیں۔ میں نہیں مان سکتا کہ آپ ایسے وسیع حوصلہ رکھنے والے ایسے کہتے ہیں۔ اس سے شیخ یعقوب علی باتیں کر رہے تھے میں نے ان کو کہا آپ کہہ دیں کہ واقعہ میں ہم آپ لوگوں کو کافر کہتے ہیں۔ یہ سن کر وہ حیران سا ہوگیا۔‘‘ (انوار خلافت ص۹۲، انوار العلوم ج۳ ص۱۴۹، ۱۵۰)

(۷۶) گورکھ دھندہ

’’جناب میاں (مرزا محمود) صاحب لاکھ کوشش کریں اور لاکھوں صفحوں کی کتابیں نبوت مسیح موعود ثابت کرنے کے لئے لکھا کریں۔ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا واقعی نبی ہونا یا کامل نبی ہونا...... تو کہاں سے ثابت ہوگا اخیر نتیجہ ان تحریرات کا یہ ضرور ہوگا کہ فرقہ محمودیہ اس گورکھ دھندے میں پڑ کر آخر قرآن اور حدیث کو خیرباد کہہ دے گا اور مسیح موعود کی نبوت کا مسئلہ بھی تثلیث کی طرح ایک لاینحل عقدہ ہو جائے گا۔‘‘ (المہدی نمبر۴، ۵ ص۶، مؤلفہ حکیم محمد حسین قادیانی لاہوری)

(۷۷) ضلالت اور فساد کے موجد

’’وہ قادیانی لوگ جو میاں محمود احمد صاحب کو نبوت اور تکفیر مسلمین کے عقیدوں میں غلطی پر سمجھتے ہیں اور پھر انہیں مصلح موعود بھی مانتے ہیں۔ ان کی دماغی حالت واقعی قابل رحم ہے۔ ان کی کھوپڑی کا کسی ڈاکٹر سے امتحان کروانا چاہئے۔ جیسا کہ ایک دفعہ حضرت مولانا نورالدین مرحوم نے ایک عیسائی کے سر کو پکڑ کر ادھر ادھر سے دیکھنا شروع کیا۔ عیسائی گھبرا کر بولا کہ آپ یہ کیا کر رہے ہیں۔ فرمانے لگے ہیں تمہاری کھوپڑی کی بناوٹ کو دیکھ رہا ہوں۔ جس کے اندر ایسا عجیب وغریب مسئلہ سما گیا کہ تین برابر ایک کے اور ایک برابر تین کے۔ اسی طرح جو قادیانی یہ مانتے ہیں کہ میاں محمود احمد صاحب مسئلہ نبوت اور عقیدہ تکفیر جمیع المسلمین میں غلطی پر ہیں تو اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ یہ مانتے ہیں کہ میاں محمود احمد صاحب نے اجرائے نبوت جیسا ضلالت کا عقیدہ ایجاد کر کے اسلام کے مسلمہ عقیدہ ختم نبوت کو فنا کر کے رکھ دیا ہے اور تمام جہاں کے کلمہ گو مسلمانوں کو خدا اور رسول کے حکم کے خلاف ناحق کافر ٹھہرایا ہے اور یہ دونوں عقیدے پرلے درجے کی ضلالت کے مترادف ہیں تو فرمایئے اس قدر ضلالت اور فساد کے موجد کو پھر مصلح موعود بھی ماننا دماغ کی خرابی نہیں ہے تو اور کیا ہے۔‘‘

(پیغام صلح لاہور ج۲۴ نمبر۵۶، مؤرخہ ۳؍ستمبر ۱۹۳۶ء)

(۷۸) عقائد خصوصیہ محمودیہ

’’آخر دنیا میں کوئی اصول ہونا چاہئے اور دیکھنا تو یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نبی کی بعثت کو ماننا اور اس پر ایمان لانے کو شرائط ایمان میں سے مان کر تمام دنیا کے مسلمانوں کو کافر خارج از اسلام قرار دے دینا یہ اصلاح ہے یا فساد ہے۔ اگر اسے اصلاح سمجھتے ہو تو پھر میاں محمود احمد کو مصلح موعود ضرور مان لو۔ کیونکہ یہ ان غلطیوں کی جو بانی اسلام سے شروع ہو کر حضرت مسیح موعود تک برابر چلی آئیں ایسی عظیم الشان اصلاح ہے۔ جس کی نظیر تاریخ اسلام میں تو ملتی نہیں البتہ بابیوں اور بہائیوں میں ملتی ہے۔ پس اتنی بڑی ضلالت وفساد کی جس

شخص نے اصلاح کی اسے نہ مصلح موعود کہو گے تو اور کیسے کہو گے اگر یہ عقائد خصوصیہ محمودیہ بجائے خود ضلالت وفساد ہیں اور اسلام کے لئے بڑا بھاری فتنہ ہیں تو پھر اتنی بڑی ضلالت وفساد کے موجد کو مصلح موعود کہنا اپنی عقل پر ماتم کرنا۔'' (پیغام صلح لاہور ج ۲۴ نمبر ۵۶، مؤرخہ ۳ ستمبر ۱۹۳۶ء)

(۷۹) تقریباً

''وقت آئے گ بلکہ تقریباً آ گیا ہے کہ میاں (محمود احمد) صاحب اپنے عقائد خصوصی کی تبلیغ بابیوں اور بہائیوں کی طرح سینہ بہ سینہ کیا کریں گے اور حسن بن صباح کے فدائیوں کی طرح جو فدائی جتنا زیادہ اپنے اخلاص اور فدائیت کا ثبوت دیتا جائے گا اتنا ہی صحیح عقائد کا انکشاف اس پر بیش از بیش ہوتا جائے گا۔'' (پیغام صلح لاہور مؤرخہ ۱۵ فروری ۱۹۳۳ء)

(۸۰) ابلیس

''ابلیس اور شیطان نہ تو فاعل بالارادہ ہستیاں ہیں اور نہ انسانی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے مکلّف ہیں۔ بلکہ وہ بدی کے محرکات ہیں۔ جیسے ملائکہ نیکی کے محرکات۔ پس ان کے متعلق رحمت اور غضب کے الفاظ بولنے ہی غلط ہیں۔ غضب ہمیشہ فاعل بالارادہ چیزوں سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کی حکمت کے ماتحت انسان کی ترقی کے ذرائع میں سے ایک ذریعہ ہیں۔''

(مکتوب مرزا محمود خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج ۱۷ نمبر ۱۷ ص ۸ کالم ۲، مؤرخہ ۱۴ مارچ ۱۹۳۰ء)

(۸۱) تحقیقات

''ہماری تحقیقات تو یہ ہے کہ سب کے سب برش سور کے بالوں کے نہیں ہوتے۔ باقی رہا سور کے بالوں کا استعمال یہ شرعی لحاظ سے جائز ہے۔ کیونکہ سور کا گوشت حرام کیا گیا جو کھانے کی چیز ہے اور بال کوئی کھاتا نہیں۔''

(ارشاد مرزا محمود خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج ۱۶ نمبر ۵ ص ۷ کالم ۲، مؤرخہ ۱۷ جولائی ۱۹۲۸ء)

(۸۲) ہندو اور سکھ

''حضور (مرزا محمود) نے جواب میں لکھوایا: آپ پروفیسر صاحب سے یہ کہیں کہ ہندوستان میں ایسی مشرکات جن سے نکاح ناجائز ہے۔ بہت کم ہیں میجارٹی ایسے لوگوں کی ہے جن کی عورتوں سے نکاح جائز ہے۔ اس لئے مسلمانوں کے لئے اس مسئلہ پر عمل کرنے میں زیادہ دقتیں نہیں۔ سوائے سکھوں اور جینیوں کے۔ عیسائیوں کی عورتوں اور ان لوگوں کی عورتوں سے جو وید پر ایمان رکھتے ہیں نکاح جائز ہے۔'' (الفضل قادیان ج ۱۷ نمبر ۶۵ ص ۸ کالم ۳، مؤرخہ ۱۸ فروری ۱۹۳۰ء)

''(مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان نے) فرمایا، ہندو اہل کتاب ہیں اور سکھ بھی کیونکہ وہ مسلمانوں ہی کا بگڑا ہوا فرقہ ہیں۔''

(ڈائری مرزا محمود خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل ج ۱۰ نمبر ۵ ص ۵ کالم ۲، مؤرخہ ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء)

(۸۳) اس کے معنی ہاتھی

''دیکھو اس شخص کی اولاد کو جس کے ساٹھ یا اسی تصنیفات غیر مذاہب کے مقابلہ میں ہوں جو سلطان القلم ہو...... آج ولایت کے اخبارات میں چھپتا ہے کہ میاں (مرزا محمود) صاحب نے کہا کہ عیسائی کافر نہیں۔ یہ ولایت کے اخباروں نے ان کی طرف منسوب کیا ہے کہ عیسائیوں کے متعلق انہوں نے کہا...... وہ (عیسائی) کافر نہیں مجھے افسوس ہے کہ انہوں نے اس کی تردید نہیں کی۔ اگر حالت یہاں تک پہنچ گئی

ہے تو تم نے گویا عیسائیوں کی ہاں میں ہاں ملادی۔ان کا مقابلہ کیا کرنا ہے۔''

(تقریر مولوی محمد علی لاہوری قادیانی، پیغام صلح لاہور ج ۱۳ نمبر ۱۹ ص ۳ کالم ۲، مؤرخہ ۷؍جنوری ۱۹۲۵ء)

''آپ کا یہ اعتراض پڑھ کر مجھے پہلے سے بھی زیادہ تعجب ہوا۔اوّل اس لئے کہ کیا INFIDELS قرآن وحدیث کا لفظ ہے یا کوئی شرعی اصطلاح ہے جو کہ اسلام کے منکرین کے حق میں بطور تمیز کے استعمال ہوئی ہے اور حضرت اقدس (مرزا محمود) نے اس امتیاز کو اب اٹھادیا ہے۔نہیں اور ہر گز نہیں تو پھر غصہ کیسا۔یہ ایک انگریزی کا لفظ ہے۔ہوسکتا ہے کہ اس کے معنی ہاتھی کے ہوں۔پس اگر حضرت (مرزا محمود) عیسائیوں کو ہاتھی کہنے سے انکار کریں تو اس سے کون سا شریعت پر حرف آ گیا۔''

(الفضل قادیان ج ۱۲ نمبر ۸۰ ص ۴ کالم ۲، مؤرخہ ۲۴؍جنوری ۱۹۲۵ء)

(۸۴) قادیانی تفسیر

''آخر اس افواہ کی تصدیق ہوگئی جو ہم سال بھر سے سن رہے تھے کہ خلیفہ صاحب قادیان جناب میاں محمود احمد صاحب نے کوئی اردو تفسیر لکھی ہے۔جس کی اشاعت اندر ہی اندر مخفی طور پر ان کے مریدان خاص میں ہورہی ہے اور اس غضب کی پردہ داری ہے اور رازداری کا یہ عالم ہے کہ خلیفہ صاحب کا حکم ہے۔صرف خریدنے والا پڑھے۔ایک ہی گھر کے رہنے والے ایک ہی خاندان کے مختلف ممبر خواہ وہ محمودی ہی کیوں نہ ہوں اس تفسیر پر نظر نہیں ڈال سکتے۔یہاں تک تاکید ہے کہ اگر کوئی خریدار اس حد سے تجاوز کرے گا یعنی وہ تفسیر کسی اور کو دکھائے گا تو فوراً خلیفہ صاحب کے زیر عتاب آ کر آئندہ کے لئے بائیکاٹ اور راندہ دربار خلافت ہوجائے گا...... بہت سے دوستوں نے تو یہ نتیجہ نکالا کہ مدنظر فقط تجارت ہے۔جب خریدار کے سوا کسی دوسرے کو اس تفسیر کا پڑھنا حرام اور موجب خذلان ہے تو لازمی بات ہے کہ ایک ایک محمودی بلکہ ہر ایک محمودی خاندان کا ایک ایک فرد اس آسمانی آب حیات سے مستفیض ہونے کے لئے اسے خریدے گا اور کتاب کثرت سے بکے گی......لیکن فقط اتنی سی بات سے معمہ حل نہیں ہوتا۔کیا وجہ ہے کہ وہ اپنی جماعت سے باہر تا حال اس تفسیر کی اشاعت کی جرأت نہ کرسکے۔اس کے حل کرنے کے لئے ذرا بابیوں اور بہائیوں کے حالات پر جن سے اس فرقہ محمودیہ کو ایک رنگ میں شدید مماثلت ہے۔نظر ڈالو۔تم دیکھوگے کہ بابی اپنی آسمانی کتاب ''البیان'' اور بہائی اپنی آسمانی کتاب ''کتاب اقدس'' کی اشاعت ہمیشہ مخفی طریق پر کرتے ہیں اور جب تک کسی کے ایمان واخلاص پر پورا پورا یقین نہ ہو وہ ان کتابوں کو قطعاً کسی کو نہیں دکھاتے۔ہر ایک عقلمند اسے ان کی کمزوری کا ایک بدیہی نشان سمجھتا ہے۔کیونکہ اگر وہ کتابیں اپنے اندر کوئی علم وحکمت، توحید ومعرفت کا خزانہ رکھتی ہوتیں تو قرآن کریم کی طرح دھڑلے سے میدان میں آتیں......لیکن جب اندر خالی محض ڈھول کا پول ہو اور منہ سے لاف وگزاف بہت ہو تو خیریت اور عزت اسی میں نظر آتی ہے کہ اصل چیز کو دکھانے سے احتراز کیا جائے تا رونق بخشتیں بجائے مانند۔اسی طرح ہمارے میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے بھی تفسیر نویسی کے متعلق لاف وگزاف میں کچھ کمی نہیں کی ہے۔جب دیکھو مریدوں کے مجمع میں تحدی ہورہی ہے کہ دنیا کا کوئی عالم میرے مقابلہ میں تفسیر نہیں لکھ سکتا اور میں بڑے سے بڑے عالم کو اپنے مقابلہ پر بلاتا ہوں اور کوئی نہیں آتا۔نہ معلوم ان کی تہدی کو ان کے منافق مرید کیا سمجھتے ہیں جن کا جال بقول خلیفہ صاحب قادیان خدا جانے کیوں تمام قادیان میں بری طرح بچھا ہوا ہے۔چاہئے تھا کہ خلیفہ صاحب کے قرب سے قادیان میں ایمان اور اخلاص پھیلتا۔یہ منافقت کا روز بروز ترقی پذیر ہونا کیا معنی رکھتا ہے۔''

(پیغام صلح لاہور ج ۲۲ نمبر ۲۷ ص ۵ کالم ۱، مؤرخہ ۳؍مئی ۱۹۳۴ء)

’’کیا آپ کو علم نہیں جناب میاں (مرزا محمود) صاحب نے تمام دنیا کو از راہ لاف زنی اپنے مقابل تفسیر نویسی کے لئے بلایا اور کہا کہ خدا تعالیٰ مجھے تمام معارف خود بتائے گا اور سب کے سب معارف ایسے ہوں گے جو پہلی تفسیر میں موجود نہ ہوں گے۔ مگر جب مولوی ثناء اللہ بالمقابل ڈٹ گیا اور یہاں تک میاں صاحب کو اجازت دی کہ آپ مقابلہ کے وقت جو کتاب چاہیں ساتھ رکھ لیں میں سادہ کاغذ اور قلم لے کر مقابل ہوں گے۔ تو بھی جناب میاں صاحب خاموش ہی رہے اور اب تک مولوی ثناء اللہ شرمندہ کر رہا ہے۔‘‘

(مضمون از مولوی عمر الدین شملوی قادیانی لاہوری، پیغام صلح لاہور ج ۲۲ نمبر ۴۷ ص ۷ کالم ۳، مؤرخہ ۱۹؍جون ۱۹۳۴ء)

(۸۵) دعا کے رقعے

’’میں نے پہلے بھی توجہ دلائی ہے کہ دعا کے لئے رقعے قبل از وقت مجھے دے دینے چاہئیں۔ اکثر رقعے تو مجھے جمعہ تک مل گئے تھے اور ان کو میں نے جمعہ سے عصر تک پڑھ بھی لیا ہے اور ساتھ ساتھ دعا بھی کرتا گیا ہوں ان میں سے بعض کے نام بھی مجھے یاد ہیں۔ ایک دفعہ ان کے لئے دعا ہو چکی ہے اور پھر بھی مجموعی دعا میں ان کو شامل کروں گا۔ لیکن بعض رقعے مجھے عصر کے بعد ملے ہیں۔ انہیں میں اس وقت پڑھ نہیں سکتا۔ لیکن پھر بھی اجمالی طور پر ان کے لئے دعا کروں گا۔ رقعے مجھے ایسے وقت میں مل جانے چاہئے کہ میں درمیانی عرصہ میں انہیں پڑھ سکوں اور یاد رکھ سکوں۔‘‘

(تقریر مرزا محمود خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج ۱۷ نمبر ۷۱ ص ۱۱ کالم ۳، مؤرخہ ۱۴؍مارچ ۱۹۳۰ء)

(۸۶) نماز کا وقت

’’مجھے بعض مؤذنوں سے شکایت ہوتی ہے کہ جب نماز کا وقت آتا ہے اور وہ مجھے اطلاع دینے آتے ہیں تو زور زور سے کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ السلام علیکم! نماز کا وقت ہوگیا۔ جی نماز کا وقت ہوگیا۔ جی نماز کا وقت ہوگیا۔ ایک بج گیا۔ اب ڈیڑھ بج گیا۔ میں اطلاع دینے آیا ہوں اور ان کلمات کا وہ اس قدر تکرار کرتے ہیں اور ان پر اتنا زور دیتے ہیں کہ میری بات سنتے ہی نہیں۔ آخر وہ چپ کریں تو میری آواز سنیں۔ جب وہ چپ ہی نہیں کرتے تو میری آواز کس طرح سن سکتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بسا اوقات میں اپنی جگہ پر بیٹھا ہوا آواز دیتا ہوں اور وہ نہیں سنتے پھر میں اٹھ کر جواب دیتا ہوں تو پھر بھی نہیں سنتے۔ پھر قریب کے کمرہ میں آکر جواب دیتا ہوں تو بھی نہیں سنتے۔ پھر برآمدہ میں آکر جواب دیتا ہوں پھر بھی میری آواز نہیں سنتے اور مسجد میں آکر کہہ دیتے ہیں کہ اطلاع دینے گیا تھا۔ مگر کوئی جواب نہیں ملا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں پتہ نہیں لگا۔ یہ حالت اس وجہ سے پیدا ہوتی ہے کہ وہ خود شور مچا رہے ہوتے ہیں اور میری آواز سننے کی کوشش نہیں کرتے ہیں ہمیشہ انہیں نصیحت کیا کرتا ہوں کہ جب وہ مجھے آواز دیں تو پھر میرے جواب کو بھی متوجہ ہو کر سنا کریں۔ (پابندی سے وقت پر نماز پڑھی جائے تو موذنوں کے شور وشغب کی نوبت ہی نہ آئے۔ للمؤلف)‘‘

(مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۳ نمبر ۲۹۹ ص ۳ کالم ۳،۴، مؤرخہ ۲۵؍جون ۱۹۳۶ء، خطبات محمود ج ۱۷ ص ۳۹۵)

(۸۷) خط وکتابت

’’کئی لوگ ہیں جو اس قسم کے خطوط بھیجتے ہیں کہ لوگ یوں کہتے ہیں یا یوں ہو رہا ہے اور پھر کہتے ہیں۔ ان کے خط پر توجہ نہیں کی گئی۔ حالانکہ جب وہ کسی کا نام ہی نہیں لکھتے تو توجہ کس طرح کی جائے۔ اگر انہوں نے واقعہ میں کسی سے وہ بات سنی تھی تو سنانے والے کا نام

کیوں نہ یاد رکھا۔ یا اگر کسی کو وہ بات کرتے دیکھا تھا تو اس کا نام کیوں نہ لکھا۔ پس اس قسم کی رپورٹ کرتے وقت ضروری ہے کہ لکھا جائے فلاں کو یہ بات میں نے کرتے دیکھا یا فلاں نے مجھے یہ بات سنائی۔ اگر یہ ڈر ہو کہ اس کا خط کسی اور کے ہاتھ میں نہ جا پڑے تو میں ایسے لوگوں کو تسلی دیتا ہوں کہ کوئی خط میرے پڑھے بغیر اور میرے خود بھیجے بغیر دفتر میں نہیں جاتا...... کوئی خط خواہ اس میں کوئی راز کی بات ہو یا نہ ہو۔ دعا کے متعلق ہو یا کسی اور امر کے متعلق بغیر میری نظر سے گزرے اور بغیر میری مرضی کے دفتر میں نہیں جاتا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ بعض دفعہ بعض خطوط میں ایسی باتیں ہوتی ہیں کہ اگر وہ دفتر میں چلی جائیں تو موجب ابتلاء ہوسکتی ہیں۔ پس اوّل تو میں یہ تسلی دلاتا ہوں کہ کوئی خط کسی اور کے ہاتھ میں نہیں جاتا۔ جب تک کہ میں اس کا جانا مناسب نہ سمجھوں لیکن اس کے علاوہ اس بارے میں ایک اور گر بھی بتاتا ہوں اور وہ یہ لکھنے والا یوں لکھ سکتا ہے کہ بعض لوگوں کو میں نے یہ بات کرتے یا بات کہتے سنا ہے۔ لیکن چونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ میرا خط کسی اور کے ہاتھ میں نہ جا پڑے۔ اس لئے اگر آپ نام پوچھیں گے تو بتا دیئے جائیں گے۔ ایسی صورت میں اگر بھولے سے کوئی خط دفتر میں چلا بھی جائے گو جیسا کہ میں نے بتایا ہے ممکن ہر ممکن احتیاط کی جاتی ہے تاہم اگر فرض کر لیا جائے ہزاروں میں سے کوئی ایک مثال ایسی بھی ہوسکتی ہے اور کوئی اطلاع دینے والا اس سے ڈرتا ہے تو وہ یوں لکھے کہ مجھ سے اس بارے میں جو کچھ پوچھا جائے گا تو میں بتا دوں گا تو اس طرح لکھنے سے اطمینان ہو جائے گا کہ اس نے یونہی گپ نہیں لکھی بلکہ واقعہ لکھا ہے۔''

(مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۷ نمبر ۶۶، مؤرخہ ۲۱ر فروری ۱۹۳۰ء، خطبات محمود ج ۱۲ ص ۲۵۹، ۲۶۰)

(۸۸) سچائی کی تلوار

''خدا تعالیٰ نے میری پیدائش سے پہلے میرا نام مظہر الحق رکھا ہے اور یہی سچائی کی تلوار ہے جو خدا تعالیٰ نے مجھے دی...... نہ اس تلوار سے جو خدا تعالیٰ نے مجھے نہیں دی۔ مجھے خدا تعالیٰ نے لوہے کی تلوار نہیں دی بلکہ لوہے کی تلوار والا جسم بھی نہیں دیا۔ ہمیشہ بیمار رہتا ہوں۔ مجھے جو تلوار دی گئی ہے وہ سچائی اور صداقت کی تلوار ہے۔''

(مندرجہ الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۱۹۸ ص ۷ کالم ۴، مؤرخہ ۲۴ر جون ۱۹۳۵ء، خطبات محمود ج ۱۶ ص ۳۶۴)

''اصل واقعہ صرف یہ ہے کہ لڑائی ہوئی اور معلوم نہیں۔ کس کے ہاتھ سے ایک آدمی مارا گیا اور ہمیں افسوس ہے کہ مارا گیا۔ کیونکہ بظاہر اس کا کوئی اتنا قصور معلوم نہیں ہوتا۔ سوائے اس کے کہ اس (محمد حسین صاحب) نے مستریوں (یعنی مولوی عبدالکریم صاحب وغیرہ) کی ضمانت دی ہوئی تھی...... پس ہمیں اس کے (یعنی محمد حسین صاحب کے) مارے جانے پر افسوس ہے۔''

(مندرجہ الفضل قادیان ج ۱۹ نمبر ۸ ص ۷ کالم ۳، مؤرخہ ۱۸ر جولائی ۱۹۳۱ء، خطبات محمود ج ۱۳ ص ۱۷۰)

''سوال: محمد حسین جو قتل ہوا۔ کیا وہ عبدالکریم مباہلہ والے کا ضامن تھا۔

جواب: مجھے معلوم نہیں۔'' (عدالت اسپیشل مجسٹریٹ ضلع گورداسپور میں ۲۳ر مارچ ۱۹۳۵ء کو مرزا محمود خلیفہ قادیان کا حلفی بیان، مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۱۲۲ ص ۳ کالم ۱، مؤرخہ ۲۶ر مارچ ۱۹۳۵ء، انوار العلوم ج ۱۳ ص ۵۵۰)

''جب عدالت میں مرزا (محمود خلیفہ قادیان) کا اس معاملہ کے متعلق بیان لیا گیا تو اس نے بالکل مختلف کہانی بیان کی...... لیکن دستاویز ڈی.زیڈ نمبر ۴۰، اس کی تردید کرتی ہے اور مرزا (محمود خلیفہ قادیان) کی نیت اور اس کے رویہ کا پتہ اس اظہار خیالات سے بالکل

عیاں ہے جو اس نے (دستاویز) ڈی. زیڈ نمبر ۴۰، میں کیا ہے۔''

(عطاء اللہ شاہ بخاری کے مقدمہ میں سیشن جج گورداسپور کا فیصلہ واقع ۶؍جون ۱۹۳۵ء، مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۱۹۱ص ۴ کالم ۱، مؤرخہ ۱۵؍جون ۱۹۳۵ء)

''ہر ایک مخلص احمدی اور سچے مسلم کو اس بات کے سننے سے نہایت رنج ہوگا کہ جناب میاں (محمود احمد) صاحب نے سچائی کو چھپانے کے لئے کیا کیا غلط باتوں سے کام لیا ہے اور کس طرح دلیری کے ساتھ اس بے بنیاد جھوٹ کو پیش کیا ہے کہ براہین (احمدیہ کی تصنیف) کے وقت میں وہ (یعنی مرزا قادیانی) نبی اور مسیح موعود تو تھے پر براہین کے دس بارہ برس کے بعد ان کو اپنا مسیح موعود ہونا معلوم ہوا اور مسیح موعود ہونے کے پندرہ سال بعد ان کو اپنا نبی ہونا معلوم ہوا اور اتنے لمبے عرصہ تک باوجودیکہ بار بار وحی الٰہی ان کو نبی بتاتی تھی۔ مگر اپنی وحی سمجھنے میں ان کو غلطی لگی پورا فہم حاصل نہیں ہوا ٹھوکر کھائی۔''

(المہدی نمبر ۴، ۵ص ۴۳، مؤلفہ حکیم محمد حسین قادیانی لاہوری)

''مجھے ہرگز یہ امید نہ تھی کہ الفضل کی نوبت یہاں تک پہنچ جائے گی کہ وہ ان جھوٹے ہتھیاروں پر اتر آئے گا کہ واقعات کو توڑ مروڑ کر صریح آیات قرآنی کے خلاف لوگوں کے سامنے پیش کرے گا...... الفضل کا احمدی ہوکر پھر ایوان خلافت کا سرکاری اخبار ہوکر واقعات کو غلط رنگ میں دنیا کے سامنے پیش کرنا ایسا امر ہے جس سے احمدیت کی پیشانی عرق ندامت سے تر ہو جاتی ہے اور حق پرستی کی آنکھ سے لہو ٹپکتا ہے۔''

(مضمون، ڈاکٹر بشارت احمد قادیانی لاہوری، منقول از المہدی نمبر ۲، ۳ص ۲۹، مؤلفہ حکیم محمد حسین قادیانی لاہوری)

(۸۹) انجام خراب

''حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ گورنمنٹ ایک حد تک سیاسی امور کی طرف توجہ رکھنے کی اجازت دیتی ہے۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ اس کام کا انجام خراب ہوگا اس لئے میں اپنی جماعت کو اس کی اجازت نہیں دیتا۔''

(برکات خلافت ص ۵۶، انوار العلوم ج ۲ص ۱۹۷)

(۹۰) چپراسی کا عہدہ

''(مسلمان) اللہ تعالیٰ کا شکر کریں کہ اس کے فضل سے انگریزوں کی معرفت ان کا بہت کچھ کھویا ہوا واپس ملا۔ ان کا دین بھی جاچکا تھا اور دنیا بھی۔ دونوں قسم کی آزادیاں اور دونوں قسم کے حقوق ضائع ہو چکے تھے۔ انگریزوں نے دین میں تو ان کو کامل طور سے آزاد کر دیا اور دنیا میں بھی ان کو بہت کچھ آزادی دی۔ پس ان کو تو چاہئے تھا کہ ان کے ممنون ہوتے نہ کہ نکتہ چین بنتے جو لوگ دین کی قدر جانتے ہیں ان کے نزدیک تو انگریز مذہبی آزادی دے کر اگر دنیاوی عہدوں میں سے ایک چپراسی کا عہدہ بھی ہندوستانیوں کو نہ دیتے تو پھر بھی انہیں وجہ شکایت نہ ہوتی۔ کیونکہ محسن ہر حال میں شکریہ کا مستحق ہوتا ہے اور انگریز ہمارے محسن ہیں۔''

(برکات خلافت ص ۶۶، انوار العلوم ج ۲ص ۲۰۴، ۲۰۵)

(۹۱) دینی مقاصد

''غرض سیاسیات میں مداخلت کوئی غیر دینی عمل نہیں بلکہ یہ بھی ان دینی مقاصد میں شامل ہے جس کی طرف توجہ کرنا وقتی ضرورت اور حالات کے مطابق لیڈران قوم کا فرض ہے...... پس قوم کے تمام پیش آمدہ حالات کو مدنظر رکھنا اور اس کی تکالیف کو دور کرنے کی تدابیر اختیار کرنا اور ملکی سیاسیات میں رہنمائی کرنا خلیفہ وقت سے بہتر اور کوئی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور تائید اس کے شامل حال ہوتی ہے اور اس زمانہ میں گزشتہ پندرہ سال کے تاریخی واقعات ہمارے اس بیان کی صداقت پر مہر لگا رہے ہیں۔ مبارک ہیں وہ جو سمجھیں اور فلاح پائیں۔''

(الفضل قادیان ج ۲۰ نمبر ۷۶ص ۸ کالم ۲، ۳، مؤرخہ ۲۵؍دسمبر ۱۹۳۲ء)

(۹۲) مسجد کی بات

''اسی لئے جب کانپور کی مسجد کا واقعہ ہوا تو میں نے حکومت کی تائید کی اور اس پر مخالفوں کی طرف سے بہت گالیاں کھائیں۔ لاہوری فریق نے بھی مجھے اس زمانہ میں بہت گالیاں دیں۔ اس وجہ سے کہ میں نے کہا تھا کہ غسل خانہ مسجد کا حصہ نہیں اور آج بھی میرا یہ ہی عقیدہ ہے۔ آج بھی اگر کانپور کی مسجد جیسا کوئی واقعہ ہوتا تو میں حکومت کا ساتھ دیتا۔ لیکن یہاں (مسجد شہید گنج لاہور کے سلسلہ میں) بالکل مختلف معاملہ ہے۔ یہاں مسجد گرائی گئی ہے ایسی جگہ گرائی ہے جہاں خواہ مخواہ مسلمانوں میں اشتعال پیدا ہوا اور ایسی صورت میں گرائی گئی ہے کہ اس کا علاج ممکن تھا۔ پس میری یہی رائے ہے کہ اس معاملہ میں حکومت نے سخت غلطی کی ہے اور یہ بھی میں نے اس وجہ سے کہا کہ حکومت نے بلاوجہ حملہ کر کے اور جھوٹے اتہام لگا کر مجھے مجبور کر دیا ہے۔ حکومت سے میری مراد وہی چند ایک افسر ہیں جو بلاوجہ ہمیں دق کر رہے ہیں۔ ورنہ حکومت میں اب بھی ایسے افراد ہیں جو ان باتوں کو برا مناتے ہیں۔''

(مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۳ نمبر ۶۹ ص ۷ کالم ۱، مؤرخہ ۱۹؍ستمبر ۱۹۳۵ء، خطبات محمود ج ۱۶ ص ۵۶۵)

(۹۳) سرکاری اعزاز

''ہز رائل ہائنس پرنس آف ویلز کی آمد لاہور پر گورنمنٹ ہاؤس لاہور میں شہزادہ موصوف کا استقبال کرنے کے لئے جو چند معزز روسا ہز ایکسی لنسی گورنر پنجاب نے خاص طور پر منتخب فرمائے ہیں اور بذریعہ اپنے مراسلہ خاص کے ان کو لاہور میں دعوت دی ہے۔ ان میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ (مرزا محمود) کا بھی اسم گرامی ہے۔ اس لئے گو حضور عام پبلک مواقع پر تو شامل نہیں ہوا کرتے مگر تاج برطانیہ کے ساتھ جماعت حقہ احمدیہ کے دلی خلوص اور وفاداری اور موجودہ فتنہ ترک موالات کو ملحوظ رکھتے ہوئے حضور گورنمنٹ عالیہ کے منشاء کے مطابق ان شاء اللہ العزیز ۲۳؍فروری ۱۹۲۲ء کو لاہور تشریف لے جائیں گے اور غالباً تین چار یوم تک وہاں قیام فرمائیں گے۔''

(الفضل قادیان ج ۹ نمبر ۶۵، مؤرخہ ۲۰؍فروری ۱۹۲۲ء)

(۹۴) اعزاز کی مستحق

''ایک صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی (مرزا محمود) کو لکھا کہ:

ایک اطلاع شائع ہوئی کہ پرنس ویلز ولایت پہنچنے کے بعد ان لوگوں کو جنہوں نے خدمات کی ہیں خطابات عطاء فرمائیں گے۔ آپ نے ایک موقع پر فرمایا ہے کہ گورنمنٹ اگر مجھ کو کوئی خطاب دے گی تو وہ میری ہتک کرے گی۔ اس موقعہ پر اگر گورنمنٹ آپ کو ان خدمات کے صلہ میں جو آپ نے فرمائی ہیں کوئی خطاب عطاء فرمائے تو کیا آپ قبول فرمائیں گے...... حضور (مرزا محمود) نے اس کا حسب ذیل جواب لکھایا۔ کسی کا مقولہ ہے کہ آب ندیدم موزہ از پا کشیدم۔ مومن کو اس قسم کی دور کی باتیں نہیں سوچنی چاہئیں۔ ہم نے گورنمنٹ کی کون سی ایسی خدمت کی ہے کہ جس کے بدلہ میں گورنمنٹ ہمیں خطاب دینے کا ارادہ کرے خدمات کرنے والے تو وہ شیروں کی کچھار میں پڑے ہوئے احمدی ہیں جو وفاداری کے لئے ہر طرح کی تکلیف اٹھا رہے ہیں۔ پس خدمات جماعت کی ہیں نہ کہ میری اور اعزاز کی مستحق تمام جماعت ہے نہ کہ میں۔''

(الفضل قادیان ج ۱۰ نمبر ۲۲ ص ۶ کالم ۲، ۳، مؤرخہ ۱۸؍ستمبر ۱۹۲۲ء)

(۹۵) فرق مراتب

’’میں چھوٹا تھا کہ میں نے رؤیا دیکھا۔ایک مصلیٰ ہے جس پر میں نماز پڑھ کر بیٹھا ہوں اور میرے ہاتھ میں ایک کتاب ہے جس کے متعلق مجھے بتایا گیا کہ وہ شیخ عبدالقادر صاحب جیلانی (یعنی حضرت غوث الاعظم ﷫۔للمؤلف) کی ہے اور اس کا نام منہاج الطالبین ہے۔یعنی خدا تعالیٰ تک پہنچنے والوں کا رستہ۔میں اس کتاب کو پڑھ کر رکھ دیا۔پھر یک دم خیال آیا کہ یہ کتاب حضرت خلیفہ المسیح اوّل کو (یعنی حکیم نورالدین قادیانی کو۔للمؤلف) دینی ہے اس لئے میں اسے ڈھونڈھنے لگا۔مگر وہ ملتی نہیں۔‘‘

(مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج۲۳ نمبر۵۵ نمبر۸ کالم ا،مؤرخہ ۳ر ستمبر ۱۹۳۵ء،خطبات محمود ج۱۶ ص۵۴۴)

(۹۶) حیرت ہے

’’ہمیں کہا جاتا ہے کہ ہم اس گورنمنٹ کے خوشامدی ہیں۔مگر حیرت ہے کہ وہ لوگ خیال نہیں کرتے کہ اس گورنمنٹ سے ہمیں کون سا زائد فائدہ ملتا ہے۔جتنا کہ باوجود مخالف کے مسٹر گاندھی اور مسٹرز محمد علی وشوکت علی اٹھا رہے ہیں وہی میں بھی لے رہا ہوں۔اس لئے میں کیوں خوشامد کرتا بلکہ اگر دیکھا جائے تو میں بعض اوقات نقصان اٹھاتا ہوں اور مسٹرز محمد علی وشوکت علی نہیں اٹھاتے اس لئے کہ گورنمنٹ میرے متعلق خیال کرتی ہے کہ اس کے ساتھ تھوڑے آدمی ہیں اور محمد علی وشوکت علی کے ساتھ زیادہ ہیں۔وہ ان سے ڈرجاتی ہے۔لیکن ہمارے حقوق کو بعض اوقات پائمال کردیتی ہے۔پس ہمیں کوئی زائد فائدہ نہیں مل رہا ہے جس کے لئے ہم خوشامد کریں۔ہمیں گورنمنٹ کے حکام سے بھی بعض اوقات نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔کیونکہ وہ لوگ آخر ہندو یا مسلمان ہی ہوتے ہیں اور چونکہ ہمارے خیالات ان کو نئے معلوم ہوتے ہیں۔طبعاً وہ ان سے نفرت کرتے ہیں۔‘‘

(تقریر مرزامحمود،خلیفہ قادیان،الفضل قادیان ج۸ نمبر۷۶،۷۷،مؤرخہ ۱۱تا۱۴ر اپریل ۱۹۲۱ء)

(۹۷) جب یا آج

’’جب یورپ میں جنگ جاری تھی اور توپیں چلتی تھیں اور سرنگیں اڑتی تھیں اس وقت میاں (محمود احمد) صاحب نے ارشاد فرمایا تھا کہ میرے کندھوں پر اگر خلافت کا بارگراں نہ ہوتا تو میں خود جاکر جنگ میں شامل ہوتا مگر کیا کروں۔خلافت کا بوجھ ہلنے نہیں دیتا۔یا آج جب ویمبلے کی نمائش اپنی تمام شان وشوکت کے ساتھ نظر کے سامنے ہے اور پیرس وفرانس کی آرائش وحسن سوئٹزر لینڈ کے قدرتی مناظر،اٹلی کی تاریخی سیرگاہیں وینس ونیپلز بندرگاہیں نگاہوں میں بسی ہوئی ہیں اور اہرام مصری نظر آرہے ہیں تو وہی خلافت کا بوجھ اس قدر ہلکا ہوگیا کہ میاں صاحب مع اسٹاف خلافت کے یورپ کے اڈے چلے جارہے ہیں۔‘‘ (پیغام صلح لاہور،مؤرخہ ۱۶ر جولائی ۱۹۲۴ء)

(۹۸) دمشق ویورپ

’’آج فضل عمر (مرزامحمود خلیفہ قادیان) بھی دمشق ویورپ جارہے ہیں درجن بھر تو اسٹاف ہے۔ضرورت یا عدم ضرورت کا کوئی سوال ہی نہیں۔ان اخراجات سفر وقیام یورپ کا خیال ہی نہیں۔خیال ہے تو یہ ہے کہ نمود ونمائش مکمل ہو۔کسی سے ہیٹے نہ رہیں۔آرام وآسائش کے کل سامان مہیا ہوں۔قوم کا روپیہ تباہ ہوتا ہے تو ہو۔(مرزامحمود) ولیم فاتح انگلستان ہونے کے مدعی ہیں۔انگلستان فتح ہوگا یا نہیں یہ اللہ کا علم ہے بیج بوئے جارہے ہیں۔ہزارہا روپے تصدق ہورہے ہیں۔یورپ اس خلافت کی شان وشوکت کو دیکھ کر متحیر ومتاثر ہوگا۔

کیا جناب فضل عمر کی اس نمائش و کبریائی کا حضرت عمرؓ کی فروتنی و بے نفسی سے کوئی مقابلہ ہوسکتا ہے، ہرگز نہیں۔‘‘

(پیغام صلح لاہور ج ۱۲ نمبر ۲ ص ۵ کالم ۱، مؤرخہ ۲۰؍جولائی ۱۹۲۴ء)

(۹۹) جماعت احمدیہ کی فوجیں

’’رؤیا میں میں (مرزامحمود) نے دیکھا کہ میں لنڈن میں ہوں اور ایک ایسے جلسہ میں ہوں جس میں پارلیمنٹ کے بڑے بڑے ممبر اور نواب اور وزراء اور دوسرے بڑے آدمی ہیں۔ ایک دعوت قسم کا جلسہ ہے۔ اس میں میں بھی شامل ہوں۔ مسٹر لائیڈ جارج سابق وزیراعظم اس میں تقریر کررہے ہیں۔ تقریر کرتے کرتے ان کی حالت بدل گئی اور انہوں نے ہال میں ٹہلنا شروع کردیا اور ایسی گھبراہٹ ان کی حرکات سے ظاہر ہوئی کہ سب لوگوں نے یہ سمجھا کہ ان کو جنون ہوگیا ہے۔ سب لوگ قطاریں باندھ کھڑے ہوگئے ہیں اور جلد جلد ادھر سے ادھر ٹہلتے ہیں۔ اتنے میں لارڈ کرزن صاحب نے آگے بڑھ کر ان کے کان میں کچھ کہا اور وہ ٹھہر گئے اور آہستہ سے لارڈ کرزن صاحب کو کچھ کہا۔ انہوں نے باقی لوگوں سے جو ان کے گرد تھے، وہی بات کہی اور سب لوگ دوڑ کر ہال کے دروازے کی طرف چلے گئے اور باہر سڑک کی مشرقی جانب جھانکنا شروع کیا۔ ان کے اس طریق پر مجھے اور بھی حیرت ہوئی۔ قاضی عبداللہ صاحب میرے پاس کھڑے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ انہوں نے کیا کہا ہے اور یہ لوگ دروازے کی طرف کیوں دوڑے اور کیا دیکھتے ہیں؟ قاضی صاحب نے مجھے جواب دیا کہ مسٹر لائیڈ جارج نے لارڈ کرزن سے یہ کہا کہ میں پاگل نہیں ہوں بلکہ میں اس وجہ سے ٹہل رہا ہوں کہ مجھے ابھی خبر آئی ہے کہ مرزامحمود احمد امام جماعت احمدیہ کی فوجیں عیسائی لشکر کو دباتی چلی آتی ہیں اور مسیحی لشکر شکست کھا رہا ہے اور وہ ہٹتے ہٹتے اس جگہ کے قریب آگیا ہے اور یہ لوگ اس بات کو سن کر دروازے کی طرف اس لئے دوڑے تھے کہ تا دیکھیں کہ لڑائی کا کیا حال ہے۔ جب میں نے یہ بات ان سے سنی تو دل میں کہتا ہوں کہ ان کو اس قدر گھبراہٹ ہے، اگر ان کو معلوم ہو کہ میں خود ان کے اندر موجود ہوں تو یہ مجھے گرفتار کرنے کی کوشش کریں گے۔ یہ خیال کر کے میں بھی دروازے کی طرف اس طرح بڑھا جس طرح وہ لوگ دیکھنے کے لئے گئے تھے اور وہاں سے خاموشی سے سڑک کی طرف نکل گیا۔ اس پر میری آنکھ کھل گئی۔‘‘

(دورۂ یورپ مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۱ نمبر ۱۰۰، مؤرخہ ۲۴؍جون ۱۹۲۴ء، انوارالعلوم ج ۸ ص ۳۸۳،۳۸۴)

(۱۰۰) ولیم دی کنکر

’’میں (مرزامحمود) نے دیکھا کہ میں انگلستان کے ساحل سمندر پر کھڑا ہوں جس طرح کہ کوئی شخص تازہ وارد ہوتا ہے اور میرا لباس جنگی ہے۔ میں ایک جرنیل کی حیثیت میں ہوں اور میرے پاس ایک اور شخص کھڑا ہے۔ اس وقت میں یہ خیال کرتا ہوں کہ کوئی جنگ ہوئی ہے اور اس میں مجھے فتح ہوئی ہے اور میں اس کے بعد میدان کو ایک مدبر جرنیل کی طرح اس نظر سے دیکھ رہا ہوں کہ اب مجھے اس فتح سے زیادہ سے زیادہ فائدہ کس طرح حاصل کرنا چاہئے۔ ایک لکڑی کا موٹا شہتیر زمین پر کٹا ہوا پڑا ہے۔ ایک پاؤں میں نے اس پر رکھا ہوا ہے اور ایک پاؤں زمین پر ہے۔ جس طرح کوئی شخص کسی دور کی چیز کو دیکھتا ہے تو ایک پاؤں کسی اونچی چیز پر رکھ کر اونچا ہوکر دیکھتا ہے۔ اسی طرح میری حالت ہے اور جسم میں عجیب چستی اور سبکی پاتا ہوں۔ جس طرح کہ غیرمعمولی کامیابی کے وقت ہوا کرتا ہے اور چاروں طرف نگاہ ڈالتا ہوں کہ کیا کوئی جگہ ایسی ہے جس طرف مجھے توجہ کرنی چاہئے کہ اتنے میں ایک آواز آئی جو ایک ایسے شخص کے منہ سے نکل رہی ہے جو مجھے نظر نہیں آتا۔ مگر میں اسے پاس ہی کھڑا ہوا سمجھتا ہوں اور یہ بھی خیال کرتا ہوں کہ یہ میری روح ہے۔ گویا میں اور وہ ایک ہی وجود ہیں اور

وہ آواز کہتی ہے ’’ولیم دی کنکرر‘‘ یعنی ولیم فاتح۔ ولیم ایک پرانا بادشاہ ہے جس نے انگلستان کو فتح کیا۔ اس امر کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔‘‘

(دورۂ یورپ مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۱ نمبر ۱۰۰، مؤرخہ ۲۴؍جون ۱۹۲۴ء، انوار العلوم ج ۸ ص ۳۸۴، ۳۸۵)

(۱۰۱) قادیان کے پیر جی

’’ہمارے قادیان کے پیر جی ہر ادا میں یہی کچھ ظاہر کرتے ہیں۔ سیر وسیاحت کو دل چاہا تو مذہب کو آڑ بنالیا اور بے چارے مریدوں کو طرح طرح کی طفل تسلیاں دیں۔ کہیں کہا کہ دیکھو شاہ جہاں کی بیوی کا جب مقبرہ بننے لگا تو محض یہ دیکھنے کے لئے کہ بادشاہ اس طرح زر کثیر کے لئے تیار بھی ہے۔ انجینئر نے انہیں ایک لاکھ روپیہ کے ساتھ کشتی میں بٹھایا اور چلتے چلتے سارا روپیہ دریا میں بکھیر دیا۔ پیر جی کو بھول گیا کہ نہ وہ شاہ جہاں ہیں نہ وہ بے چاری عورتیں جنہوں نے زیورات بیچ بیچ کر برلن مسجد کے لئے چندہ دیا تھا جسے آپ اب بیچ کر روپیہ اس شاہ جہانی طریق سے سمندر کی نذر کر رہے ہیں۔ پھر اس رقم چالیس ہزار کی قدر وقیمت مریدوں کو نظر میں گھٹانے کے لئے یوں گوہر افشانی فرمائی کہ انگلستان کا ایک امیر جہاں آپ جارہے ہیں بیس بیس ہزار میں کتا خریدتا ہے اور تیس تیس ہزار میں گھوڑا۔ گویا چالیس ہزار جو آپ لے چلے ہیں کوئی بات ہی نہیں اور یہ خیال نہیں آیا کہ یہ بے چارے ہندوستانیوں کے گاڑھے پسینے کی کمائی ہے۔ جسے یوں ضائع کرنا ایک ایسا اخلاقی جرم ہے جسے خود مریدوں کو آنکھ سے بھی پیر جی کو چھپانا مشکل ہی ہوا۔‘‘ (پیغام صلح لاہور، مؤرخہ ۲۳؍جولائی ۱۹۲۴ء)

(۱۰۲) اگر پدر نتواند پسر تمام کند

’’حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز (مرزا محمود خلیفہ قادیان) ۱۹۲۴ء میں دمشق تشریف لائے اور منارۃ البیضاء کے پاس دمشق کے دروازہ میں آپ نے نزول فرمایا تا وہ حدیث پوری ہو جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مسیح دمشق کے دروازہ میں منارہ کے پاس نزول کرے گا۔ چنانچہ سنترال ہوٹل جس میں آپ نے قیام فرمایا وہ دمشق کا دروازہ ہی ہے اور مسجد مخقدار کے منارہ کے شرقی جانب ہے اور آپ تین دن تک جو تنزیل کی احادیث میں مدت بیان ہوئی ہے وہاں ٹھہرے۔‘‘

(الفضل قادیان ج ۱۵ نمبر ۸۳، مؤرخہ ۲۰؍اپریل ۱۹۲۸ء)

’’سیدنا حضرت مصلح موعود (مرزا محمود خلیفہ قادیان) اگست ۱۹۲۴ء کے سفر یورپ کے دوران دمشق کے منارہ بیضا کے ٹھیک مشرق میں واقع ہوٹل میں قیام فرما ہوئے۔ ہوٹل میں حضور کی زیارت کرنے والوں کا تانتا بندھا رہا۔ اکثر لوگ نہایت احترام کا اظہار کرتے اور آپ کو ’’ابن المہدی‘‘ کہہ کر سلام کہتے تھے۔ ازاں بعد ۱۹۵۵ء میں آپ کو اپنے اختیار سے نہیں۔ بلکہ ملک بھر کے مشہور ڈاکٹروں کے اصرار پر بغرض علاج دوسری بار یورپ جانا پڑا۔ اس ۳۰؍اپریل کو آپ دمشق پر بذریعہ ہوائی جہاز اترے علم التعبیر کی اصطلاح کے مطابق اس وقت آپ دو زرد چادروں میں ملبوس یعنی بیمار تھے۔ الغرض حدیث نبوی کی صداقت پر گویا دن چڑھ گیا اور ’’نزول دمشق‘‘ کا نشان معنوی اور ظاہری دونوں اعتبار سے پورا ہوگیا۔

صاف دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں اک نشان کافی ہے گر دل ہے خوف کردگار‘‘

(الفضل ربوہ صد سالہ خلافت جوبلی نمبر ص ۳۳ کالم ۱، ۲، مؤرخہ ۳؍دسمبر ۲۰۰۸ء)

(۱۰۳) پیر پرستی

’’ہمیں یقین نہ آتا تھا کہ ایک طرف تو میاں (مرزا محمود) صاحب کو یورپ کی سیر کے شوق میں اپنے نفس پر اتنا قابو نہ رہے گا کہ

قوم کے ہزار ہا روپے کو اس طرح برباد کر دیا جائے اور ان غریب عورتوں پر رحم نہ آئے گا۔ جنہوں نے اپنے زیور تک اتار کر میاں (مرزامحمود) صاحب کے نذر کر دیئے تھے کہ برلن میں مسجد بنائی جائے آخروہ ناتمام حالت میں ہی تھی کہ اس کے فروخت کر دینے کا حکم صادر ہوا اور اس کا نام مسجد سے اب مکان رکھا گیا وہ مکان یعنی مسجد کے فروخت کا روپیہ آئے گا تو ان قرض خواہوں کا روپیہ ادا ہوگا جن سے قرض لے کر میاں صاحب مع اسٹاف انگلستان جارہے۔ دوسری طرف یہ بھی یقین نہ آتا تھا کہ وہ قوم جس نے مسیح موعود (مرزا قادیانی) اور مولانا نورالدین جیسی بےنفس اور پاک ہستیوں کی آنکھیں دیکھی ہوئی تھیں۔ اس قدر پیر پرستی کے گڑھے میں گر جائے گی کہ اس میں قطعاً اس بات کی سکت نہ رہے گی کہ وہ اس اسراف پر آواز اٹھائے اور خلیفہ کو اس اسراف اور اتباع ہوا و ہوس سے روکے۔''

(پیغام صلح لاہور، مؤرخہ ۱۶؍جولائی ۱۹۲۴ء)

(۱۰۴) قتل کا فتویٰ

''اور فرمایا (یعنی رسول کریم ﷺ نے فرمایا) کہ خلیفہ ہو تو جو پہلا ہو اس کی بیعت کرو جو بعد میں دوسرا پہلے کے مقابل پر کھڑا ہو جائے جیسے لاہور میں ہے تو اسے قتل کر دو۔ مگر یہ قتل کا حکم تب ہے جب سلطنت اپنی ہو۔ اب اس حکومت میں ہم ایسا نہیں کر سکتے۔''

(ارشاد مرزا محمود خلیفہ قادیان، تشحیذ الاذہان، قادیان بابت ماہ جون ۱۹۱۹ء، منقول از اخبار الفضل قادیان ج۷ نمبر۸ ص۳ کالم ۱، مؤرخہ ۲۶؍جولائی ۱۹۱۹ء)

''جیسے لاہور میں ہے'' کا فقرہ اس طالب علم کا سمجھا جائے جس نے اس درس کے نوٹ ۱۹۱۴ء میں لئے تھے۔

(ارشاد مرزا محمود خلیفہ قادیان، تشحیذ الاذہان قادیان بابت ماہ جولائی ۱۹۱۹ء منقول از اخبار الفضل قادیان ج۷ نمبر۸ ص۳ کالم ۱، مؤرخہ ۲۶؍جولائی ۱۹۱۹ء)

(۱۰۵) کیا

''کیا یہ بتایا جاسکتا ہے کہ جس قدر زرعی جائیداد حضرت مسیح موعود اپنی وفات پر چھوڑ گئے تھے کیا وہ اس قدر کافی تھی کہ میاں (مرزامحمود) صاحب کا موجودہ شاہانہ خرچ کا کوئی حصہ بھی اس سے چل سکتا ہے۔ اگر کہو کہ بعد میں میاں (مرزامحمود) صاحب نے زمین خریدی تو سوال یہ ہے کہ خریدنے کے لئے روپیہ کہاں سے آیا۔ کیا قوم کے روپوں کے سوا کوئی اور ذریعہ بھی آمد کا تھا۔''

(پیغام صلح لاہور، مؤرخہ ۱۶؍جولائی ۱۹۲۴ء)

(۱۰۶) چوکی پہرہ

''پہرے کے متعلق بھی دوستوں نے عجیب، عجیب قسم کی تحریکیں کی ہیں بعض نے لکھا ہے کہ رات کو جب آپ سوئیں تو کسی کو یہ معلوم نہیں ہونا چاہئے کہ آپ کس کمرہ میں ہیں۔ حتیٰ کہ بیویوں کو بھی یہ علم نہیں ہونا چاہئے۔ بعضوں نے لکھا ہے کہ خیر بیویوں کو علم ہو تو کوئی حرج نہیں۔ کسی اور کو معلوم نہیں ہونا چاہئے۔ یہ تمام باتیں جماعت کے اخلاص اور محبت کا نہایت اچھی طرح اظہار کرتی ہیں گو ان پر عمل نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اگر ایسا کیا جائے تو زندگی دوبھر ہو جائے۔''

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج۲۲ نمبر۹۴ ص۳،۴ کالم ۱تا۳، مؤرخہ ۵؍فروری ۱۹۳۵ء، خطبات محمود ج۱۶ ص۶۵)

(۱۰۷) کتوں کی ضرورت

''الفضل، ۲؍اکتوبر میں ''پہرہ کے لئے کتوں کی ضرورت'' کے عنوان سے مندرجہ ذیل اعلان شائع ہوا ہے۔

’’اچھی نسل کے کچھ کتوں کی ضرورت ہے۔جن سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی کوٹھی دار الحمد کے لئے پہرہ کا کام لیا جائے گا۔اگر کسی دوست کے پاس ہوں یا وہ مہیا کر سکتے ہوں تو ایڈیٹر ’’الفضل‘‘ کو اطلاع دیں تا کہ ان کے منگوانے کا انتظام کیا جائے۔‘‘

اس اعلان پر خدا جانے کیوں عوام میں طرح،طرح کی چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔مثلاً کیا وجہ کہ جناب خلیفہ قادیان نے اپنے نئے قصر خلافت پر آدمیوں کے بجائے کتوں کا پہرہ لگانا پسند کیا ہے۔کیا کوئی بھروسہ کا چوکیدار نہ ملتا تھا؟ یا یہ کہ ان کو قادیان میں کوئی کتا نہ ملا کہ اس اعلان کی ضرورت پیش آئی؟ یا یہ کہ جناب خلیفہ صاحب کے مرید یہ کس طرح گوارا کریں گے کہ قصر خلافت کے پہرے کی سعادت ان کی بجائے کتوں کے حصہ میں چلی جائے۔‘‘ (پیغام صلح لاہور ج۲۲ نمبر۶۳ ص۵ کالم۳،مؤرخہ ۱۱؍اکتوبر ۱۹۳۴ء)

(۱۰۸) تازہ خواب

’’میں نے ایک دن خاص طور پر دعا کی تو میں نے دیکھا کہ چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب آئے ہیں (وہ اس وقت تک انگلستان سے واپس نہیں آئے تھے) اور میں قادیان سے باہر پرانی سڑک پر ان سے ملا ہوں۔وہ ملتے ہی پہلے مجھ سے بغلگیر ہو گئے ہیں اور اس کے بعد نہایت جوش سے انہوں نے میرے کندھوں اور سینہ کے اوپر کے حصہ پر بوسے دینے شروع کئے ہیں اور نہایت رقت کی حالت ان پر طاری ہے اور وہ بوسے بھی دیتے جاتے ہیں اور یہ بھی کہتے جاتے ہیں کہ میرے آقا میرا جسم اور روح آپ پر قربان ہوں،کیا آپ نے خاص میری ذات سے قربانی چاہی ہے......اور میں نے دیکھا کہ ان کے چہرے پر اخلاص اور رنج دونوں قسم کے جذبات کا اظہار ہو رہا ہے۔‘‘ (خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج۲۲ نمبر۶۲ ص۵ کالم۲،مؤرخہ ۱۸؍نومبر ۱۹۳۴ء،خطبات محمود ج۱۵ ص۳۶۳)

(۱۰۹) کشف حقیقت

’’غالباً گیارہ بجے کا وقت ہوگا جب مجھ پر ایک خفیف سی غنودگی طاری ہوئی میں نے دیکھا میرے خیمہ کے مغربی دروازہ سے دو شخص داخل ہوئے ایک جوان دوسرا معمر۔اوّل الذکر تو جناب مرزا بشیر الدین محمود تھے۔جن کو میں نے فوراً پہچان لیا لیکن ان کے رفیق کو کبھی میں نے ایسی حالت میں نہ دیکھا تھا۔اسی لئے میں ان کو پہچان نہ سکا ان کا لباس لٹھہ یا کھادی کا تھا اور وہ بھی کسی قدر کثیف۔سر پر بغیر کلاہ کے ململ کی پگڑی گلے میں پرانی وضع کا کرتہ نیچے ایک تہ بند۔لیکن جب یہ دونوں میری چارپائی کے نزدیک کرسیوں پر بیٹھ گئے تو میں نے پہچان لیا کہ یہ حضرت اقدس (مرزا قادیانی) ہیں۔آپ کا چہرہ غمگین تھا۔آپ کی اس حالت نے مجھے غمناک کر دیا اور میں نے روتے ہوئے آپ سے دریافت کیا کہ یہ کیا حالت ہے۔آپ نے خشمناک حالت میں میاں محمود کی طرح دیکھا اور فرمایا کہ یہ سب اس کا کیا ہوا ہے۔یہ نوجوان کسی کی نہیں مانتا جو اس کے دل میں آتا ہے،کرتا ہے۔‘‘ (مجدد کامل ص۱۲۳ ضمیمہ نمبر۲،مصنفہ خواجہ کمال الدین لاہوری قادیانی)

(۱۱۰) میاں صاحب کا مباہلہ سے فرار

’’قادیان میں جناب خلیفہ صاحب (خلیفہ قادیان مرزا محمود) کے مرید،ان کو ایسے امور کے متعلق مباہلہ کے چیلنج دیتے رہے ہیں۔جن کی تفصیل ہی ناگفتہ بہ ہے اور اس کے جواب میں خلیفہ صاحب ممدوح نے ہمیشہ سکوت ہی فرمایا۔جب زیادہ عاجز آئے تو چیلنج دینے والوں کو ’’منافق‘‘ قرار دے کر جماعت سے خارج کر دیا اگر ان باتوں کے باوجود جناب خلیفہ صاحب کی وقعت اپنے مریدوں میں کم نہ ہوئی تو بمبئی کے چند مسلمانوں کے چیلنج کو جماعت لاہور کی بے وقعتی کس طرح قرار دیا جا رہا ہے۔‘‘

(اخبار پیغام صلح لاہور ج۲۲ نمبر۶۵ ص۳ کالم۲،مؤرخہ ۱۹؍اکتوبر ۱۹۳۴ء)

’’پھر جب جناب میاں (مرزامحمود) صاحب کو (اخبار) مباہلہ (امرتسر) والوں نے للکارا کہ اگر آپ کا چال چلن واقعی درست ہے تو آ ؤ مسیح موعود کے فرمان کے مطابق ہم سے مباہلہ کرلو تو بھی میاں صاحب نے اس چیلنج کو محض جھوٹے بہانہ سے رد کر دیا اور جب میں نے منصوری پر جا کر کہا کہ آپ مجھے یہ بتائیں کہ دو مسلمانوں میں جب کہ وہ ایک دوسرے پر زنا کا الزام لگاتے ہوں مباہلہ کیوں جائز نہیں ہے جب کہ مسیح موعود صاف لکھتے ہیں کہ ایسی صورت میں مباہلہ جائز ہے تو خدا کے مقرر کردہ خلیفہ محمود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ مباہلہ تو جائز ہے۔ مگر میں نے پہلے مسیح موعود کا فتویٰ دیکھا نہ تھا۔ مگر کیا اس کے بعد بھی جرأت ہوئی کہ اپنے چال چلن کے پاکیزہ ہونے پر مباہلہ کریں۔ مباہلہ تو ایک طرف رہا پبلک میں اپنی پہلی غلطی اور مباہلہ کے جواز کا اعتراف بھی آج تک نہیں کر سکے۔‘‘

(مضمون از مولوی عمر الدین شملوی قادیانی لاہوری، مندرجہ اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۲ نمبر ۴۷ ص ۷ کالم ۲، مؤرخہ ۱۹؍جون ۱۹۳۴ء)

(۱۱۱) سخت افسوس

’’مجھے اس بات سے سخت افسوس ہوا کہ میرا ایک خط اخبار زمیندار میں شائع کرانے اور کرنے والوں نے سخت غلطی کی ہے۔ میری بہو نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی (مرزامحمود) پر ناپاک الزام لگایا تھا مگر اس وقت اس کے الزام کو غلط سمجھ کر اس کو طلاق دے کر آزاد کر دیا گیا تھا۔ گزشتہ سال بعض لوگوں نے مجھ سے ایسی باتیں کیں جن سے میں نے دھوکہ کھا کر حضرت (مرزامحمود) صاحب سے حلف کا مطالبہ کیا۔ مگر جہاں تک میں نے تحقیقات کی ان واقعات کو سراسر غلط اور بے بنیاد پایا اور میری بیوی اور بچوں نے بھی قسم کھا کر حضرت صاحب کی پاکیزدگی کی شہادت دی۔ میں پہلے مباہلہ اور حلف کو ہر امر میں جائز سمجھتا تھا مگر اس کے متعلق جب غور کیا تو میرا خیال غلط ثابت ہوا۔ مباہلہ اور حلف کے متعلق مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور اور مولوی ثناء اللہ صاحب، ایڈیٹر اخبار اہل حدیث سے بھی دریافت کیا گیا۔ مگر ان کے جوابات سے یہی پایا گیا کہ زنا کے الزام میں مباہلہ اور حلف کا مطالبہ شرعاً جائز نہیں ہے۔ اس لئے میں نے جلسہ سالانہ ۱۹۲۹ء سے قبل ہی اس قسم کے شبہات اور مطالبہ حلف سے رجوع کر لیا تھا۔ اب میں بذریعہ اخبار الفضل اعلان کرتا ہوں کہ مجھ کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے متعلق کوئی شبہ نہیں میں تمام الزامات کو جو حضور کی طرف لوگوں نے منسوب کئے۔ سراسر افتراء اور بہتان یقین کرتا ہوں۔‘‘

(بیان احمد دین خان قادیانی، الفضل قادیان ج ۱۷ نمبر ۱۰۵، مؤرخہ ۳؍جون ۱۹۳۰ء)

(۱۱۲) میاں صاحب کا ارشاد

’’اسی طرح حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے قریباً ہم عمر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی بھی تھے۔ ان کے والد کا جس وقت نکاح ہوا ان کو اگر حضرت اقدس مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی حیثیت معلوم ہوتی اور وہ جانتے کہ میرا ہونے والا بیٹا محمد رسول اللہ ﷺ کے ظل اور بروز کے مقابلہ میں وہی کام کرے گا جو آنحضرت ﷺ کے مقابلہ میں ابوجہل نے کیا تھا تو وہ اپنے آلہ تناسل کو کاٹ دیتا اور اپنی بیوی کے پاس نہ جاتا۔‘‘ (خطبہ نکاح مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۰ نمبر ۳۵ ص ۶ کالم ۳، مؤرخہ ۲؍نومبر ۱۹۲۳ء، خطبات محمود ج ۳ ص ۱۶۵)

(۱۱۳) دس جوتے

’’۱…… مرزا صاحب قادیان۔ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان۔

۲...... ابوبکر صدیق۔ عزیزہ بیگم اور مساۃ سلمٰی کے والد۔

۳...... عزیزہ بیگم۔ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی بیوی۔

۴...... مساۃ سلمٰی۔ ابوبکر صدیق کی لڑکی جس کا عدالتی بیان ذیل میں درج ہے۔

۵...... احسان علی۔ ایک قادیانی دوافروش قادیان میں۔

میرے باپ کا نام ابوبکر صدیق ہے۔ وہ مرزاصاحب قادیان کا خسر ہے۔ میں بھی مرزاصاحب قادیان کے گھر میں تقریباً (۵) سال رہی ہوں۔ میں مستغیث احسان علی کو جانتی ہوں۔ چار سال ہوئے میں مرزاصاحب کے لڑکے کی دوائی لینے احسان علی کی دوکان پر گئی تھی۔ میں نسخہ لے کر اس کی دوکان پر گئی تھی۔ اوّل احسان علی نے میرے ساتھ مخول کرنا شروع کیا اور پھر مجھ سے کہا کہ میں مضروبوں کے کمرہ میں جاؤں۔ اس دوسرے کمرہ میں اس نے مجھے لٹا دیا اور میرے ساتھ بدفعلی کرنے کی کوشش کری۔ لوگ میرے رولا کرنے پر اکھٹے ہوگئے اور دروازہ کھلایا اور احسان علی کو لعنت اور ملامت کری تھی۔ احسان علی نے میرے ساتھ بدفعلی کرنی شروع کری تھی۔ میں نے گھر میں جاکر عزیزہ بیگم کے پاس شکایت کری تھی اور اس وقت مرزاصاحب وہاں موجود تھے ان ایام میں، میں عزیزہ بیگم کے پاس رہتی تھی۔ مرزاصاحب نے احسان علی کو بلایا اور لعنت ملامت کری اور احسان علی کو کہا کہ قادیان سے نکل جاؤ۔ احسان علی نے معافی مانگی اور مرزاصاحب نے حکم دیا کہ اگر احسان علی دس جوتے کھالیوے تب اس کو معاف کیا جاتا ہے اور ٹھہر سکتا ہے۔ چنانچہ احسان علی نے اس کو قبول کیا اور میں نے اس کو دس جوتے لگائے تھے۔ یہ جوتیاں مرزاصاحب کے سامنے ماری تھیں...... جب کہ میں نے احسان علی کو جوتیاں ماری تھیں تو تین چار آدمی اکٹھے ہوگئے تھے۔ ان ایام میں، میں بغیر پردہ کے باہر پھرا کرتی تھی...... اس کے بعد میں سودا لینے بازار نہیں گئی۔‘‘

(مساۃ سلمٰی کی حلفی شہادت جو اس نے بتاریخ ۱۰؍جولائی ۱۹۳۵ء اڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع امرتسر کی عدالت میں ادا کی۔ بمقدمہ ازالہ حیثیت عرفی زیر دفعہ نمبر۵۰۰، احسان علی بنام محمد اسماعیل نمبری ۲،۸۶، مرجوعہ ۱۷؍جولائی ۱۹۳۵ء، منفصلہ ۲۱؍ستمبر ۱۹۳۵ء)

(۱۱۴) ہتک

’’کہاں ملک عبدالرحمٰن خادم صاحب (قادیانی) کے میاں (مرزامحمود) جو حضرت مسیح موعود (مرزاقادیانی) کی طرح بلند آہنگی سے دنیا کو مختلف اوقات میں مقابلہ کے لئے چیلنج تو کرتے ہیں۔ لیکن جب کبھی کوئی مباہلہ کے لئے مقابلہ پر نکلا یا تفسیر نویسی کے لئے مقابلہ پر آیا تو میاں صاحب کا یہ حال ہوا کہ گویا وہ اس دنیا میں ہی نہیں ہیں۔ مرید اور بعض مخلصین کہتے ہیں اور بار بار کہتے ہیں کہ حضرت آپ کی اس خاموشی سے تو احمدیت پر بھی دھبہ لگتا ہے۔ براہ کرم مقابلہ کے لئے ضرور نکلیں مگر کیا ہوا۔ یہی کہ ؎

کچھ ایسے سوئے کہ پھر نہ جاگے تھکے ہم ان کو جگا جگا کر

......اس لئے ہم تو (لاہوری جماعت کے قادیانی) میاں صاحب (خلیفہ قادیان) کو ان حالات میں مسیح موعود (مرزاقادیانی) کا نظیر کہنا بھی حضرت مسیح موعود کی ہتک سمجھتے ہیں اور جوں جوں میاں صاحب کی حقیقت لوگوں پر کھلے گی یقیناً ایسی جماعت پیدا ہوتی چلی جائے گی۔ جو قادیان میں رہتی ہوئی میاں صاحب کی مخالفت کرے گی اور ان پر جائز اور صحیح اعتراضات کرنے سے کبھی باز نہیں رہے گی۔‘‘

(اخبار پیغام صلح لاہور ج۲۴ نمبر۸۷ ص۵ کالم۱، مؤرخہ ۷؍دسمبر ۱۹۳۶ء)

(۱۱۵) الزاموں کی بھرمار

’’جناب خلیفہ صاحب پر جو ناگفتہ بہ الزامات لگائے جارہے ہیں اور عرصہ سے لگتے چلے آرہے ہیں۔ ان کے اسباب قصر خلافت کے زیرسایہ اور گردوپیش ہی موجود ہیں کیونکہ ان الزامات کو لگانے والے۔ ان کو شہرت دینے والے اور خلیفہ کو معزول کرنے کا مطالبہ کرنے والے جناب میاں صاحب کے اپنے ہی مرید ہیں۔‘‘ (اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۸ نمبر ۱۲، مؤرخہ ۲۷ ؍فروری ۱۹۴۰ء)

’’اسی طرح جب شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب قادیانی نے اپنے ایک پرائیویٹ خط میں حضرت خلیفۃ المسیح (خلیفہ قادیان) ایدہ اللہ کو حضور کے بعض ایسے ذاتی امور اور واقعات کی طرف توجہ دلائی جو بوجہ لحاظ وشرم کے اور سلسلہ کی بدنامی کے خوف کے اعلانیہ نہیں کہے جاسکتے اور ملاقات کے لئے وقت مانگا یا بصورت دیگر جماعت میں سے ایک آزاد کمیشن کا مطالبہ کیا تو اس کے جواب میں پورے تیرہ روز تک خاموشی ہی اختیار کی گئی مگر جب چودھویں روز مصری صاحب کی طرف سے بصورت عدم جواب وتسلی فسخ بیعت کے لئے چوبیس گھنٹے کا نوٹس دیا گیا تو بجائے جواب دینے کے لئے اعلان اخراج کر دیا گیا اور اس میں عام ذہنیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اشتعال انگیزی کی خاطر بعض ایسے الفاظ مصری صاحب کی طرف منسوب کر کے رکھ دیے جو مصری صاحب کے کسی خط اور تحریر میں نہیں تھے۔‘‘

(فخرالدین ملتانی قادیانی کا اعلان، بعنوان مظلومین قادیان پر گالیوں کی بوچھاڑ)

’’حضرت میاں صاحب (سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ) کے متعلق مختلف آدمی (شیخ عبدالرحمٰن مصری، مستری عبدالکریم وحکیم عبدالعزیز وغیرہ) الزام لگاتے رہے ہیں۔ ایسے الزامات کے متعلق حضرت مولانا محمد علی صاحب کی زبان سے میں نے کبھی نہیں سنا کہ وہ یہ سمجھتے ہوں کہ یہ الزامات ضرور سچے ہی ہیں۔ جب کبھی ایسی گفتگو ہوتی ہے تو وہ ایسے معاملات کو ٹال دیتے ہیں اور حوالہ بخدا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا بہتر جانتا ہے کہ کیا ہے۔ میرے سامنے کبھی یہ نہیں کہا کہ یہ الزامات ضرور سچے ہیں۔ میں حضرت میاں صاحب کی بہت بڑی عزت کرتا ہوں اور میرے دل میں ان کے لئے بہت بڑی محبت اور احترام ہے یہ الزامات جو ہیں تمام ظاہری حالات کے لحاظ سے یعنی ان کے مسیح موعود کی اولاد ہونے کی وجہ سے اور ایسے مقام پر رہنے کی وجہ سے جہاں حضرت مسیح موعود رہے۔ پھر چار بیویوں کا خاوند ہونے کی وجہ سے اور ایک بڑی جماعت کا خلیفہ ہونے کی وجہ سے میرے نزدیک غلط ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب! (چار بیویوں کا خاوند ہونے کی وجہ سے جو الزام غلط خیال کئے جائیں، ان الزامات کی نوعیت ظاہر ہے۔ للمؤلف)‘‘

(چوہدری محمد اسماعیل قادیانی کا بیان مع دستخط گواہان منقول از رسالہ فرقان قادیان ج ۱ نمبر ۷ ص ۲۶، بابت ماہ جولائی ۱۹۴۲ء)

’’بایں ہمہ مجھے خلیفہ صاحب قادیان کی ذات سے کوئی پرخاش نہیں ہے اور چونکہ وہ میرے مرشد کے لخت جگر ہیں مجھے ان کی تعظیم واجب ہے۔ مجھے جس بات کا صدمہ ہے وہ یہ ہے کہ میرے مرشد کے فرزند کو گمراہ کرنے والے زیادہ تر یہی نمک حلال تنخواہ دار ملازم ہیں اور پبلک میں جس قدر شرمناک الزام ان پر لگائے جاتے ہیں ان کا منبع بھی دارالامان قادیان ہے جو اسی قماش کے لوگوں سے بھرا پڑا ہے۔ یہ لوگ اہل اسلام اور جماعت لاہور پر ہروقت نیش زنی کرنا اپنا دین ومذہب سمجھتے ہیں مگر ان کو کبھی اتنی ہمت اور غیرت نصیب نہیں ہوئی کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ اور خلیفہ صاحب کی ذات اور پوزیشن پر جو حملے دن رات ہوتے ہیں ان کی رد کی کچھ فکر کریں احباب قادیان کو خود اس بات کا احساس ہوتا ہے۔ غلطی خواہ جماعت قادیان کی طرف سے ہو یا جماعت لاہور کے کسی فرد کی طرف سے۔ اس کی زد اسلام اور احمدیت

پر پڑتی ہے۔(قادیانیوں کی غلطیوں اور بدنمائیوں کی زد اسلام پر تو نہیں پڑتی البتہ قادیانیت پر ضرور پڑتی ہے اور بھید کھل جانے پر کسی پروپیگنڈہ سے اس کی تلافی نہیں ہوسکتی۔للمؤلف)‘‘

(خان بہادر میاں محمد صادق قادیانی کا مضمون مندرجہ اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۸ نمبر ۶۰ ص ۷ کالم ۱، مؤرخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۴۰ء)

’’اب یہ ظاہر ہے کہ جو باتیں اب جماعت قادیان کے اکابر کی نسبت زبان زد عام ہیں وہ کوئی ایسے الزام نہیں جو دشمن ان پر لگاتے ہوں بلکہ ایسے الزام ہیں جو ان کے اپنے مخلص مریدان پر لگاتے ہیں وہ مرید جو دنیا کو چھوڑ کر ہجرتیں کر کے قادیان آئے وہ مرید جنھوں نے اپنے مال اور اپنی جانیں اس سلسلہ کی خدمت کے لئے وقف کر دیں۔ پھر وہ ایک دو نہیں۔ ۱۹۲۵ء سے لے کر یا اس سے بھی بہت پہلے سے یہ الزامات برابر لگتے چلے آئے اور شاید ایسے لوگوں کی تعداد بیسیوں سے زیادہ ہے۔ جنہوں نے ایسے الزامات لگائے اور آج ۱۹۴۹ء تک برابر یہ سلسلہ جاری ہے اور ایک سے بڑھ کر دوسرا اور دوسرے سے بڑھ کر تیسرا اور تیسرے سے بڑھ کر چوتھا الزام لگاتا چلا جاتا ہے...... اور میں تو یہ مشورہ بھی دوں گا کہ ان ناپاک باتوں کو جو اس وقت جماعت میں پھیل کر اس کی بدنامی کا موجب ہورہی ہیں۔ اگر اب بھی خلیفہ صاحب دور کرنا چاہیں تو وہ آسانی سے دور کر سکتے ہیں ان کو خوب علم ہے کہ کون کون لوگ ان کے متعلق ناگفتنی باتیں منسوب کر رہے ہیں اور میں یقین دلاتا ہوں کہ وہ حد سے زیادہ ناگفتنی ہیں۔ وہ معمولی لغزشیں نہیں جو انسان سے ہوجاتی ہیں بلکہ ان کی باتوں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اباحت کا دروازہ کھول دیا گیا ہے تو وہ نام لے کر ایک اعلان شائع کر دیں کہ فلاں، فلاں شخص جو ان پر یہ الزام لگاتے ہیں۔ وہ سب جھوٹے ہیں اور اگر انہوں نے ایسا کہنے میں جھوٹ کہا ہے تو ان پر اللہ کی لعنت ہو اس سے کم از کم زبانیں رک جائیں گی۔‘‘

(مولوی محمد علی لاہوری قادیانی امیر جماعت لاہور کا مضمون، مندرجہ اخبار پیغام صلح لاہور مؤرخہ ۱۶ نومبر ۱۹۴۹ء ج ۳۷ نمبر ۴۴)

(۱۱۶) مرزا محمود، پردے کے حکم سے مستثنیٰ

’’سوال ہفتم: حضرت (مرزا قادیانی) کے صاحبزادے (مرزا محمود وغیرہ) غیر عورتوں میں بلاتکلف اندر کیوں جاتے ہیں؟ کیا ان سے پردہ درست نہیں؟ (سائل محمد حسین قادیانی)

جواب: ضرورت حجاب صرف احتمال زنا کے لئے ہے، جہاں ان کے وقوع کا احتمال کم ہو۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے مستثنیٰ کر دیا ہے۔ اسی واسطے انبیاء اتقیاء لوگ مستثنیٰ بلکہ بطریق اولیٰ مستثنیٰ ہیں۔ پس حضرت کے صاحبزادے اللہ کے فضل سے متقی ہیں، ان سے اگر حجاب نہ کریں تو اعتراض کی بات نہیں۔ حکیم فضل دین از قادیان۔‘‘ (الحکم قادیان ج ۱۱ نمبر ۱۳ ص ۱۳ کالم ۲، مؤرخہ ۱۷ اپریل ۱۹۰۷ء)

(۱۱۷) عیب والا حصہ

’’جب میں ولایت گیا تو مجھے خصوصیت سے خیال تھا کہ یورپین سوسائٹی کا عیب والا حصہ بھی دیکھوں۔ قیام انگلستان کے دوران مجھے اس کا موقع نہ ملا۔ واپسی پر جب ہم فرانس آئے تو میں نے (یعنی مرزا محمود) چوہدری ظفر اللہ صاحب سے، جو میرے ساتھ تھے کہا کہ مجھے کوئی ایسی جگہ دکھائیں جہاں یورپین سوسائٹی عریاں نظر آسکے۔ وہ بھی فرانس سے واقف تو نہ تھے مگر مجھے ایک اوپیرا میں لے گئے جس کا نام مجھے یاد نہیں رہا۔ چوہدری صاحب نے بتایا، یہ وہی سوسائٹی کی جگہ ہے اسے دیکھ کر آپ اندازہ لگا سکتے ہیں، میری نظر چونکہ کمزور ہے۔ اس لئے دور کی چیز اچھی طرح نہیں دیکھ سکتا۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے جو دیکھا تو ایسا معلوم ہوا کہ سینکڑوں عورتیں بیٹھی ہیں۔ میں نے چوہدری صاحب سے کہا کہ یہ ننگی ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ یہ ننگی نہیں بلکہ کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ مگر باوجود اس کے ننگی معلوم

ہوتی ہیں۔(اور اسی منظر کو دیکھنے کا اشتیاق تھا۔ناقل)‘‘

(خطبہ عیدالفطر مندرجہ الفضل قادیان ج۲۱ نمبر۹۰ ص۵ کالم۲، مؤرخہ ۲۸؍جنوری۱۹۳۴ء، خطبات محمودیہ ج۱ ص۲۲۶،۲۲۷)

(د) خواجہ کمال الدین قادیانی

(۱۱۸) پتہ کی بات

’’پیر سراج الحق صاحب نے ’’تذکرۃ المہدی‘‘ حصہ دوم میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ قادیان میں بہت سے دوست بیرون جات سے آئے ہوئے حضرت (مرزا قادیانی) صاحب کی خدمت میں حاضر تھے اور منجملہ ان کے حضرت خلیفہ اوّل (حکیم نورالدین) اور مولوی عبدالکریم صاحب اور مولوی محمد احسن صاحب اور منشی ظفر احمد صاحب...... اور خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب اور شیخ غلام احمد صاحب اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب وغیرہم بھی تھے۔مجلس میں اس بات کا ذکر شروع ہوا کہ اولیاء کو مکاشفات میں بہت کچھ حالات منکشف ہو جاتے ہیں۔اس پر حضرت اقدس تقریر فرماتے رہے اور پھر فرمایا کہ آج ہمیں دکھایا گیا ہے کہ ان حاضر الوقت لوگوں میں سے بعض ہم سے پیٹھ دیئے ہوئے بیٹھے ہیں اور ہم سے روگرداں ہیں۔یہ بات سن کر سب لوگ ڈر گئے اور استغفار پڑھنے لگ گئے۔‘‘

(سیرت المہدی حصہ دوم ص۸۱،۸۲، روایت نمبر۴۱۴، جدید ج۱ حصہ دوم ص۳۶۹، روایت نمبر۴۱۷)

(۱۱۹) ضعف ایمان

’’آپ نے (یعنی مولوی محمد علی لاہوری نے) بار بار حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) سے خواجہ کمال الدین کے ضعف ایمان کی شکایت سنی ہوئی تھی۔چنانچہ آپ کو یاد ہوگا کہ جس دن حضرت اقدس نے (اخبار) وطن والے معاملہ میں تقریر فرمائی تھی،اس تقریر کے بعد ہی آپ کو مخاطب ہو کر فرمایا تھا کہ خواجہ (کمال الدین) صاحب کو لکھ دو کہ وہ بہت استغفار کریں اور قربانی دیں کہ میں نے ان کی نسبت بہت سی خطرناک خوابیں دیکھی ہیں۔پھر حضرت صاحب نے یہ خواب بھی سنائی تھی اور امید کہ آپ کو یاد ہوگی کہ میں نے دیکھا ہے کہ خواجہ پاگل ہو گیا ہے اور مجھ پر اور مولوی صاحب پر، جو کہ مسجد کی چھت پر ایک تخت پر بیٹھے ہوئے تھے،حملہ کرنا چاہتا ہے تو میں نے کسی کو کہا کہ اس کو مسجد سے باہر نکال دو تو وہ گیا پر اس کے نکالنے سے پہلے خود سیڑھیوں سے نیچے اتر گیا۔پھر آپ کو یہ بھی معلوم ہوگا کہ مسجد کی تعبیر خود حضرت (مرزا قادیانی) صاحب نے جماعت کی ہے۔پھر جس خواجہ کی نسبت میں نے یہ کچھ لکھا ہے،اس نے حضرت مسیح موعود کی نسبت مالی اعتراض شروع کئے اور پہلے آپ مخالفت کرتے رہے مگر بالآخر خود بھی اس اعتراض میں شریک ہوئے۔‘‘

(کشف الاختلاف ص۱۲، مصنفہ سرور شاہ قادیانی)

(۱۲۰) خواجہ کمال الدین کے قدیم عقائد

’’وہ (مسیح موعود) ایک نبی اللہ ہے اور مخبر صادق احمد مرسل صلوٰۃ اللہ علیہ کا خاتم النّبیین ہونا چاہتا ہے کہ اس جلیل خدا، احمد کے غلام انبیاء اور نبی اللہ ہوں۔‘‘ (الحکم قادیان ج۹ نمبر۳۴ ص۹ کالم۴، مؤرخہ ۳۰؍ستمبر۱۹۰۵ء)

’’ہمیں اس کے غلام، نبی ہند (مرزا قادیانی) کو بھی نبی انہی کمالات کے باعث ماننا پڑے گا اور اگر ہم احمد کے غلام (جناب مرزا غلام احمد قادیانی) کو نبی اس لئے تسلیم کرتے کہ اس میں بعض پائی جاتی ہیں جنہیں ہمارا محاکمہ نقص ٹھہراتا ہے اور واقعہ یہ ہے کہ وہی

باتیں بعینہٖ احمد مختار میں بھی موجود ہیں تو ہم جہاں غلام احمد کو چھوڑیں گے، ساتھ ہی اس کے سردار کو بھی جواب دیں گے۔''

(الحکم قادیان ج۹ نمبر ۳۴ ص۱۰ کالم ۳، مؤرخہ ۳۰؍ستمبر ۱۹۰۵ء)

(۱۲۱) حق الیقین

''غرض حضرت (مرزا قادیانی) صاحب کی صداقت جس چیز نے مجھے منوائی اور جس نے مجھے حق الیقین کے درجہ پر پہنچایا کہ وہ خدا کا رسول اور خدا کا مسیح تھا، وہ یہی آپ کا ایثار تھا...... دوستو ابوبکر رضی اللہ عنہ کا واقعہ بھی ایک قصہ کہانی کے رنگ میں ہوتا اگر آج میں مثل ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھتا...... آپ (حکیم نورالدین) ریاست جموں سے آتے ہیں۔ آپ کے دل میں کیا کیا عزم ہوں گے کہ میں بھیرہ کو ایک دارالشفاء بنادوں۔ مگر خدا تعالیٰ نے فرمایا، تو نہ صرف جسمانی امراض کے لئے بلکہ روحانی امراض کے واسطے بھی...... حکیم مقرر ہوگا، جو خدا کے حکم سے مکہ میں قرار پاچکا ہے۔''

(تقریر خواجہ کمال الدین، البدر قادیان مؤرخہ ۷-۱۴؍اپریل ۱۹۱۰ء)

(۱۲۲) اے کمال دین

''اے کمال دین، دین کے زوال میں ساعی نہ ہو۔ کیا تو وہی نہیں جو حضرت اقدس مسیح موعود کی نبوت کے راگ گا کر سامعین سے خراج تحسین وصول کیا کرتا تھا۔ افسوس تیرے دماغ میں کیا فتور آیا کہ جس چیز کو قند مکرر سمجھتا تھا، آج اسے زہر ہلاہل قرار دیتا ہے۔ کیا تجھے یاد نہیں رہا کہ تو نے اس عظیم الشان نبی کی نبوت منوانے کے لئے ایک رسالہ بنام ''بنگال کی دلجوئی'' لکھ کر کثرت سے شائع کیا تھا۔ دیکھ اس بیس صفحہ کے رسالے میں تو نے مسیح موعود کی نبوت اور رسالت کو کس زور سے پیش کیا ہے۔ اگر تجھے بھول گیا ہے تو میں اس کے جستہ جستہ مقامات تجھے یاد دلاتا ہوں...... اے خواجہ، کیا یہ تیرے اپنے الفاظ نہیں ہیں؟ تو کس زور سے حضور (مرزا قادیانی) کی نبوت منواتا تھا۔ آج خود ہی اس نبوت سے انکاری ہے۔ ہاں! یہ ضرور ہونا تھا کیونکہ تو نے میرے روبرو اس عظیم الشان نبی (مرزا قادیانی) کی خدمت میں ایک دفعہ اپنا خواب سنایا تھا کہ میرے منہ سے بہت سے چوہے نکلے ہیں۔ آج تو اپنی تحریروں اور تقریروں سے اس خواب کو پورا کررہا ہے جب کہ تو مکان احمدیت کو، جو تیرا ملجا وماویٰ تھا، متواتر سوراخ نکال کر اور رخنے ڈال کر ضعیف البنیان بنانے میں ساعی وسرگرم ہے۔''

(الفضل قادیان ج۳ نمبر ۳۱ ص۵،۶ کالم ۳، مؤرخہ ۲؍ستمبر ۱۹۱۵ء)

(۱۲۳) خدالگتی

''اب ناظرین انصاف سے خدالگتی کہیں کہ اس سے بڑھ کر اور کیا تحریف ہوگی۔ یہ ہے خواجہ (کمال الدین) صاحب کی ابلہ فریبی اور علمی قابلیت جس پر آپ کو مجددیت اور امامت کا شوق چرایا ہے اور یہاں تک کہنے کی جرأت ہوگئی ہے کہ جو کچھ مرزا صاحب کرتے تھے، وہی کام میں بھی کرتا ہوں۔ خواجہ صاحب! اوروں کو ہوش کی کہتے ہو، اپنے ہوش سنبھالو اور دیکھو تم کیا سے کیا ہوگئے اور کہاں سے کہاں پہنچے ہو۔ کیا احمدیت اسی کا نام ہے کہ جس کے نام کے ساتھ وابستہ ہونا ایمان سمجھتے ہو، جس کی تعریف وتوصیف میں تمہارے اپنے لکھے ہوئے حروف بھی ابھی نہ سوکھے ہوں۔ اسی کے خلاف آج زہر اگلتے ہو۔ خواجہ! میرے میرزا نے تو تمہارے ساتھ کوئی بدسلوکی نہیں کی تھی بلکہ اس کی کفش برداری سے آج تم تمام دنیا میں شہرت پاگئے۔ ایسے محسن سے یہ سلوک! اور پھر دعویٰ احمدیت۔ کچھ شرم کرو اور اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو تو تمہارے قلب کی اب کیا حالت ہے۔ پھر کہتے ہو کہ (آپ جیسے) احمدیوں کے متعلق ایسا لٹریچر استعمال کیا جاتا ہے۔ خدارا خواجہ صاحب، انصاف سے کہیں کہ چور کو چور، زانی کو زانی کہیں تو کیا جرم ہے؟ یا زانی کو شریف اور کاذب کو صادق کہیں تو کیا سعادت ہے۔

مثال علم تو آمد بہ قرآن کتابے چند بر پشت حمارے‘‘
(الفضل قادیان ج۳ نمبر۴۷ ص۷ کالم۲،۳، مؤرخہ۱۰؍اکتوبر۱۹۱۵ء)

(۱۲۴) محسن آقا

’’ولایت کے ایک رسالہ کے یہ صاحب (خواجہ کمال الدین) ایڈیٹر ہیں اور احمد کا غلام ہونے کی وجہ سے ان کا فرض تھا کہ وہ مغربی قوموں کے سامنے اسلام کے وہ زندہ اور تازہ نشانات پیش کرتے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی ہستی اور تمام انبیاء کی صداقت اور اسلام کو زندہ مذہب ثابت کرنے کے لئے احمد (مرزا قادیانی) کے ذریعے اس زمانہ میں دکھائے اور دکھا رہا ہے۔ مگر خواجہ صاحب نے صرف غیر احمدیوں کے روپے کی خاطر اپنے آپ پر حرام کر دیا کہ احمد (مرزا قادیانی) کے نشانات کو پیش کرنا تو کجا، احمد کا نام بھی زبان پر لائیں۔ غرض خواجہ صاحب نے اپنے پرانے محسن اور آقا (مرزا قادیانی) کے نام کو اسی طرح اس کے مخالفوں کے روپیہ کے بدلے فروخت کر دیا ہے، جس طرح حضرت مسیح کے ایک بدقسمت شاگرد نے جس پر حضرت مسیح علیہ السلام نے بہت احسان کئے تھے۔ اپنے آقا کے دشمنوں یعنی یہود کے روپیہ کی خاطر اپنے محسن آقا کو بیچ دیا۔ پس کیا ایسے شخص سے، جو چند روپیوں کے بدلے اپنے محسن آقا کے نام کو فروخت کرنے والا ہے۔ یہ امید ہوسکتی ہے کہ وہ احمدی جماعت کو کچھ نفع پہنچائے گا۔‘‘ (الفضل قادیان ج۳ نمبر۲۰ ص۳ کالم۳، مؤرخہ۸؍اگست۱۹۱۵ء)

(۱۲۵) ہرگز نہیں

’’خواجہ (کمال الدین) صاحب! یہ تو ہوسکتا ہے کہ آپ کہہ دیں کہ مرزا صاحب آنے والے وہی مسیح موعود نہیں ہیں، جس کا ذکر بقول آپ کے بخاری شریف میں ہے۔ مگر یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ آپ مرزا صاحب کو مسیح موعود بھی مانیں اور ان کے نبی اللہ ہونے سے انکار بھی کریں۔ اگر آپ حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود مان کر ان کی نبوت سے انکار کریں گے تو آپ پر بھی وہی الفاظ ڈانٹ کے عائد ہوں گے جو آپ نے ۱۹۱۲ء میں ایک شمس العلماء کے لئے روا رکھے تھے۔ کیونکہ آخر اس کا استفسار بھی یہی تھا کہ حضرت مرزا صاحب مسیح موعود ہیں یا کہ نبی، اور آپ کی جانب سے جو جواب شائع ہوا تھا (اخبار بدر مؤرخہ ۱۵؍فروری ۱۹۱۲ء) اس میں آپ نے حضرت مسیح موعود کی دونوں حیثیتوں کو قائم رکھ کر جواب دیا تھا اور کسی حیثیت سے اور کسی نہج سے بھی انکار نہ کیا تھا بلکہ آپ نے اس شمس العلماء کے معلومات کی پردہ دری کی تھی کہ اسے یہ بھی معلوم نہیں کہ جو آنے والا مسیح ہے اور جس کے مسلمان منتظر ہیں وہ نبی اللہ ہے۔‘‘
(الفضل قادیان ج۳ نمبر۲۴ ص۵ کالم۳، مؤرخہ۱۷؍اگست۱۹۱۵ء)

(۱۲۶) خواجہ کی تدبیر

’’مولانا (محمد علی لاہوری قادیانی) جب ان منذرات کے وقوع کا زمانہ آیا تو آپ کے مکرم دوست (خواجہ کمال الدین) نے سوچا کہ اگر میں کھلا کھلا غیروں میں جاملا تو احمدی دوست اور احمدی لوگ تو ہاتھ سے گئے، جن سے میں نے بہت سا کام لینا ہے اور غیروں میں متلون مزاج قرار پاکر ناقابل اعتماد ہو جاؤں گا۔ لہٰذا مجھے ایسا کرنا چاہئے کہ احمدی کہلاتے ہوئے غیروں میں جاملوں تاکہ میری کامیابی کے لئے احمدی اور غیر احمدی دونوں میدان ہوں۔ تب آپ نے ایک سکیم تیار کی لیکن اس کے اجرار میں کچھ موانع تھے، جن کے رفع کرنے کی اشد ضرورت تھی اور کچھ بااثر احمدیوں کی ضرورت تھی، جن کو اس اسکیم کے اجراء کا آلہ بنایا جاسکے۔ اس اسکیم کا نہایت مختصر خاکہ تو یہ ہے کہ احمدیوں میں تو اعتبار حاصل ہی ہے، اب غیروں میں تحریر وتقریر کے ذریعے لائق مبلغ اسلام ہونے کا اعتبار پیدا کیا جائے اور یہ اعتبار

حاصل کرتے ہی یورپ میں تبلیغ اسلام شروع کر دی جائے، پھر تو دونوں کی دولت پر تمہارے ہاتھ ہوں گے۔

لیکن اس کے لئے پہلا مانع خلیفہ تھا اور دوسرا مانع فتویٰ کفر اور نمازوں کی علیحدگی اور نماز جنازہ میں شریک نہ ہونا وغیرہ تھا۔ مگر ان دونوں کے رفع کرنے میں اور احمدیوں کو ساتھ وابستہ رکھنے کے لئے ایک مضبوط اور با اثر جتھے کی ضرورت تھی اور اس کی نظر میں وہ بجز آپ کے حاصل نہیں ہوسکتا تھا اور آپ (یعنی مولوی محمد علی) اس وقت اس کی بہت سی باتوں اور اصولوں کے خلاف تھے۔ پس پہلا کام اس (خواجہ کمال الدین) نے یہ کیا کہ آپ کو اپنا موافق بنائے اور پھر آپ کو ان مقاصد کے حصول کے لئے آلہ بنائے۔ مولانا مجھے اکثر وہ مجالس یاد ہیں جن میں ان اصول پر مباحثات ہوا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ بعض اوقات کیا بلکہ اکثر آپ اس (خواجہ کمال الدین) کو دوستانہ لہجہ میں اس جماعت کا پولوس کہا کرتے تھے۔'' (کشف الاختلافات ص ۱۷، ۱۸، مصنفہ سرور شاہ قادیانی)

(۱۲۷) علمیت کے دعوے

''سنا ہے کہ خواجہ (کمال الدین) صاحب نے اپنی علمیت کے بڑے بڑے دعوے کئے ہیں اور یہ بھی لکھا ہے کہ (میاں محمود احمد صاحب (خلیفہ قادیان) نے اپنی تصنیفوں میں علمی غلطیاں کی ہیں چونکہ خواجہ صاحب سے میں واقف ہوں، اس لئے خوب جانتا ہوں کہ انہیں کتنا علم ہے اور کتنا فلسفہ اور منطق جانتے ہیں۔ خیر منطق اور فلسفہ نہیں جانتے تو نہ سہی لیکن کسی کی عربی دانی پر کس منہ سے اعتراض کرتے ہیں۔ حالانکہ خواجہ صاحب علم عربی سے ایسے ہی دور ہیں جیسے کہ گدھے کے سر سے سینگ۔ علم عربی کا جاننا تو الگ رہا، خواجہ صاحب تو قرآن بھی نہیں جانتے۔ اگر جانتے ہیں تو ہم قرآن کا ایک رکوع رکھ دیتے ہیں، اس کا صحیح ترجمہ کر دیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ وہ عربی عبارت لکھیں یا کوئی منطقی مسئلہ حل کریں، بلکہ یہ کہ وہ قرآن کے ایک رکوع کا صحیح ترجمہ کر دیں۔ اس سے ان کا علم ظاہر ہو جائے گا اور پتہ لگ جائے گا کہ وہ کیسے عالم ہیں۔ لیکن وہ اس طرف نہیں آئیں گے۔'' (احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن لاہور کا ماہواری ہینڈ بل نمبر ۲۱، ۲۲، مشمول التبلیغ حصہ اوّل ص ۴)

(۱۲۸) ووکنگ مشن کا راز

''جب سے پیسہ اخبار میں ووکنگ مشن کا یہ راز ظاہر ہوا ہے کہ خواجہ کمال الدین صاحب کے منجملہ اور کارناموں کے ایک یہ بھی ہے کہ جہاں کہیں کوئی پرانا نومسلم انگریز، جو سالہا سال سے مسلمان چلا آتا ہے، اتفاقاً کہیں ووکنگ چلا گیا۔ خواجہ صاحب نے جھٹ اس ماہ کی رپورٹ میں اپنے نومسلموں کے درمیان اس کا نام لکھ کر اپنی کارروائی کو فروغ دے دیا۔ شکر ہے کہ اخبار ''پیغام صلح'' صرف اردو میں ہے اور اس ملک کے (انگلستان کے) لوگوں کے پاس نہ وہ آتا ہے اور نہ وہ اسے پڑھ سکتے ہیں۔ ورنہ اسلامی مشنریوں کی جو بدنامی اس ملک میں ہوتی، وہ ظاہر ہے۔ لیکن جب سے یہ راز پیسہ اخبار میں انتشار (افشا) کیا گیا ہے، تب سے خواجہ صاحب نے کمال ہوشیاری کے ساتھ ایک نیا طرز اختیار کیا ہے کہ عموماً اپنی رپورٹ میں نومسلم کا نام نہیں لکھتے۔ انگریزی رسالہ میں تو بالکل ہی نہیں لکھتے۔ کیونکہ وہ اس ملک انگلستان میں شائع ہوتا ہے اور نام لکھنے سے رپورٹ کا غلط ہونا جلد ثابت ہوسکتا ہے۔ مگر اخبار ''پیغام'' میں بھی عموماً نام نہیں دیئے جاتے۔ چنانچہ اخبار ''پیغام صلح'' ۹ رجون ۱۹۱۸ء میں کامیاب اسلامی تحریک کے زیر عنوان رپورٹ کی گئی ہے کہ خدا کے فضل سے گزشتہ ماہ بھی قبولیت اسلام سے خالی نہیں گیا۔ ایک بزرگ داخل اسلام ہوئے۔ ان کے ہمراہ ان کی دختر نیک اختر کا بھی دائرہ اسلام میں آئی ہے اور ایک نوجوان فوجی افسر بھی زمرہ مسلمین میں آ گئے ہیں۔ نہ بزرگ کا نام ونشان، نہ ان کی دختر کا اور نہ کپتان صاحب کا۔ کیا اس سے بڑھ کر مہمل رپورٹ دنیا میں ہوسکتی ہے۔'' (الفضل قادیان ج ۶ نمبر ۳۸ ص ۷ کالم ۳، مؤرخہ ۱۹ رنومبر ۱۹۱۸ء)

(۱۲۹) لاکھوں روپے

’’خواجہ کمال الدین صاحب یورپ میں اشاعت اسلام کے نام سے جو لاکھوں روپیہ مسلمانوں سے لے چکے ہیں، ایک عرصہ سے اس کے حساب کا مطالبہ کیا جارہا تھا۔ آخر بڑی دیر اور بار بار کے اصرار کے بعد خواجہ صاحب بولے، انہوں نے بعض رقوم کو ذاتی بنا کر ان کا حساب دینے سے قطعاً انکار کر دیا اور بعض کے متعلق کہا کہ ان کا حساب کتاب انجمن اشاعت اسلام لاہور کے سپرد کر دیا گیا ہے۔ انجمن اس کی ذمہ دار ہے۔

اگرچہ خواجہ صاحب کا یہ بیان بھی کوئی تسلی بخش نہ تھا۔ لیکن انجمن اشاعت اسلام لاہور نے اس کی تردید میں جو اعلان اخبارات میں شائع کرایا ہے، اس نے معاملہ اور بھی الجھن میں ڈال دیا ہے۔ اس اعلان میں فنانشل سیکرٹری انجمن اشاعت اسلام نے لکھا ہے۔ اس وقت اخبارات میں ووکنگ مشن پر اعتراضات کے سلسلہ میں یہ بحث بھی ہورہی ہے کہ ووکنگ مشن کا آمد و خرچ کس حد تک احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی زیر نگرانی ہے، سو اس کے متعلق واقعات یہ ہیں کہ آخری مرتبہ دسمبر ۱۹۲۲ء کے آخری ایام میں خواجہ کمال الدین صاحب نے یہ حساب کتاب انجمن کی نگرانی میں دینے کا فیصلہ کیا تھا اور اس کے مطابق ایک تحریر بھی لکھ دی تھی۔ اس پر کوئی چھ سات ماہ کا عرصہ گزر جانے کے بعد ووکنگ کے بل دفتر انجمن میں آنے شروع ہوئے مگر ابھی تک کل امور کا تصفیہ نہیں ہوا (اتنی جلدی تصفیہ کی کیا ضرورت ہے) اور نہ ہی انجمن کی پوری نگرانی کے ماتحت سارا حساب کتاب آیا ہے۔ (اخبار مدینہ مؤرخہ ۹؍اگست ۱۹۲۸ء)‘‘

(الفضل قادیان ج۱۶ نمبر ۱۴ ص۳،۴ کالم ۱تا۳، مؤرخہ ۱۷؍اگست ۱۹۲۸ء)

(۱۳۰) وفات کا تار

’’جب خواجہ کمال الدین صاحب کی وفات کا تار قادیان پہنچا تو انہوں (جناب خلیفہ قادیان) نے ہاتھ اٹھا کر دعا تک نہ کی۔ چلئے جنازہ نہ سہی، دعائے مغفرت ہی کر لیتے بلکہ اس کی بجائے بہت ہی تکلیف دہ کلمات مرحوم کے متعلق کہے اور یہ نہ سوچا کہ خواجہ صاحب نے ہندوستان اور یورپ کے اندر دین کی خدمت کا کس قدر بلند اور قیمتی کام کیا ہے۔‘‘ (پیغام صلح لاہور ج۲۷ نمبر ۳۴ ص۴ کالم ۱، مؤرخہ ۸؍جون ۱۹۳۹ء)

(ھ) مولوی محمد علی لاہوری قادیانی امیر جماعت لاہور

(۱۳۱) امر واقعہ

’’مولانا (محمد علی لاہوری) میں خوشامد سے نہیں کہتا بلکہ ایک امر واقعہ کے طور پر کہتا ہوں کہ آپ کی طبیعت بہت اچھی تھی۔ آپ کے خیالات بھی بہت اچھے تھے مگر ان سب خوبیوں کے مقابلہ میں دو نقص بھی موجود تھے۔ اوّل یہ کہ آپ بہت زود رنج اور مغلوب الغضب تھے۔ آپ کئی بار معمولی معمولی باتوں پر اس قدر جوش میں آئے کہ قادیان اور اپنے دار ہجرت کے چھوڑنے پر اور حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا قادیانی) اور خلیفۃ المسیح (یعنی حکیم نور الدین) کی بابرکت صحبت سے جدا ہونے پر تیار ہوگئے تھے اور اس کا یہ اثر تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح سے مدرسہ کی کمیٹی کے زمانہ میں رنج ہوئے تو آخر وقت تک اس رنج کو نہ چھوڑا۔ اسی طرح اہل بیت مسیح کا حال۔ دوسرا یہ نقص تھا کہ آپ دوست (یعنی خواجہ کمال الدین) کی بات سے بہت ہی متاثر ہونے والے تھے، خواہ وہ غلط ہی کیوں نہ کہے۔‘‘ (کشف الاختلاف ص۱۲، مصنفہ سرور شاہ قادیانی)

(۱۳۲) تصدیق

’’پھر اس کے بعد مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی خدمت میں ہر قسم کا اعتراض کرنے کا ذکر جو آپ (مولوی محمد علی) فرماتے ہیں

’’تو کیا اپنا اور خواجہ کمال الدین صاحب اور میاں محمد لدھیانوی ہی کا واقعہ یاد نہیں دلاتے کہ لوگ اس قدر مصیبت سے بال بچوں کا پیٹ کاٹ کاٹ کر روپیہ بھجواتے ہیں اور یہاں بیوی صاحبہ (مرزا قادیانی کی اہلیہ) کے زیور بن جاتے ہیں یا قسم قسم کے لباس آتے ہیں اور پھر لنگر خانہ کا خرچ اس قدر لاپرواہی اور اسراف سے ہوتا ہے کہ خون کے آنسو بہانے کو جی چاہتا ہے۔‘‘ یہ اعتراض آپ کے مشہور ہیں اور میں اس کی تصدیق کرتا ہوں کہ واقعی آپ لوگوں نے یہ اعتراض کر دیئے۔‘‘ (الفضل قادیان ج ۱۲ نمبر ۱۴ ص ۳ کالم ۳، مؤرخہ ۱۲؍اگست ۱۹۲۴ء)

(۱۳۳) رسالہ ’’ریویو آف ریلیجنز‘‘

’’رسالہ ’’ریویو آف ریلیجنز‘‘ ایک ماہوار رسالہ ہے جو حضرت اقدس (مرزا قادیانی) کی زندگی میں جاری ہوا۔ بلکہ خود حضرت اقدس نے اپنی طرف سے جاری کرایا اور اس کے اجراء کی اصل غرض ہی حضور کی تعلیم کو دنیا میں شائع کرنا تھی…… اس کے ایڈیٹر شروع سے مولوی محمد علی صاحب تھے، جو ۱۹۰۹ء تک اس کام پر متعین رہے۔‘‘

(محمد اسماعیل صاحب قادیانی کا رسالہ بعنوان مولوی محمد علی صاحب کے اپنی سابقہ تحریرات کے متعلق جوابات پر نظر ص ۶۴)

’’وہ (یعنی مولوی محمد علی لاہوری قادیانی) ایڈیٹر رسالہ (ریویو آف ریلیجنز) تھے…… اگرچہ ان کے قرآن شریف کے ترجمہ میں مصروف ہونے کی وجہ سے مضامین میں ہی لکھا کرتا تھا مگر چونکہ ایڈیٹر ہر طرح مضامین کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ اس لئے ان کی طرف سے ہدایت تھی کہ چھپنے سے پہلے رسالہ کے پروف ان کو دکھا لئے جایا کریں۔ اس ہدایت کی تعمیل میں، میں نے فروری ۱۹۱۴ء کے پروف بھی ان کے پاس بھیجے۔‘‘ (شیر علی قادیانی کا رسالہ مولوی محمد علی لاہوری کے سابقہ عقائد پر تبصرہ ص ۲۴)

(۱۳۴) ہندوستان کا مقدس نبی

’’ہم خدا تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ جلد وہ زمانہ آوے کہ جب ہمارے ہندو بھائیوں کے دلوں پر سے پردے اٹھ جائیں اور ان کو اپنی مذہبی غلطیوں پر بصیرت اور معرفت حاصل ہو جاوے اور ان کے سینے اس سچائی کو قبول کرنے کے لئے کھل جاویں جو دین اسلام تعلیم دیتا ہے۔ ہم اس بات کو مانتے ہیں کہ آخری زمانہ میں ایک اوتار کے ظہور کے متعلق جو وعدہ انہیں دیا گیا تھا، وہ خدا کی طرف سے تھا اور اس کو ہندوستان کے مقدس نبی میرزا غلام احمد قادیانی کے وجود میں خدا تعالیٰ نے پورا کر دکھایا۔‘‘ (ریویو آف ریلیجنز ج ۳ نمبر ۱۱ ص ۴۱۱، بابت ماہ نومبر ۱۹۰۴ء)

(۱۳۵) ہمارا احمد

’’اس زمانہ میں جس قدر لوگ اصلاح کے لئے اٹھے ہیں، ان میں سے ایک احمد (مرزا قادیانی) ہی ہے جو ایک نبی کے لباس میں اور نبوت کے منہاج پر ظاہر ہوا۔ تمام وہ خصوصیتیں جو صرف انبیاء میں پائی جاتی ہیں، وہ ہمارے زمانہ کے احمد (مرزا قادیانی) میں کامل طور پر پائی جاتی ہیں۔ اگر انبیاء کی ایک الگ جماعت ہے، جو دنیا کے دوسرے لوگوں سے ممتاز ہے تو یقیناً ہمارا احمد (مرزا قادیانی) اسی جماعت کا ایک ممتاز فرد ہے۔ اگر زردشت ایک نبی تھا، اگر بدھ اور کرشن نبی تھے، اگر حضرت موسیٰ اور حضرت مسیح خدا تعالیٰ کی طرف سے نبی ہو کر دنیا میں آئے تو یقیناً یقیناً احمد (مرزا قادیانی) بھی ایک نبی ہے۔ کیونکہ جن علامتوں کے ذریعے زردشت اور دیگر انبیاء علیہم السلام کا نبی ہونا ہمیں معلوم ہوا۔ وہ تمام علامتیں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی فداہ ابی وامی میں موجود ہیں۔‘‘

(شیر علی قادیانی مددگار ایڈیٹر کا مضمون بعنوان ’’انبیاء عالم‘‘ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ج ۹ نمبر ۷ ص ۲۴۸، بابت ماہ جولائی ۱۹۱۰ء)

’’الغرض جو شخص ذرا بھی تدبیر سے کام لے گا، اس کو اس امر کے تسلیم کرنے میں ذرا بھی تامل نہ ہوگا کہ حضرت مرزا غلام احمد اسی

پاک گروہ میں سے ایک عظیم الشان فرد ہے جو انبیاء کے نام سے ممتاز ہے...... حضرت اقدس (مرزا قادیانی) درحقیقت ایک سچے نبی ہیں اور اسی زمرہ میں سے ہیں جن کو انبیاء ورسل کے نام سے پکارا جاتا ہے۔‘‘

(شیر علی قادیانی، مددگار ایڈیٹر کا مضمون بعنوان ’’انبیاء عالم‘‘ ریویو آف ریلیجنز ج۹ نمبر۷ ص۲۵۲، بابت جولائی ۱۹۱۰ء)

’’میں یہ بھی ظاہر کر دینا چاہتا ہوں کہ نہ صرف مولوی محمد علی (لاہوری قادیانی) بحیثیت ایڈیٹر رسالہ اس مضمون کے ذمہ دار ہیں بلکہ خود حضرت خلیفۃ المسیح اوّل نے اس مضمون کو پڑھا اور اس میں کسی فقرہ پر اعتراض نہیں فرمایا۔‘‘

(شیر علی قادیانی کا مضمون الفضل قادیان ج۴ نمبر۹۹ ص۸ کالم۳، مؤرخہ ۱۶؍جون ۱۹۱۷ء)

(۱۳۶) کسی نبی کو

’’کبھی دنیا میں سخت ایمانی ضعف چھا جاتا ہے اور دنیا کے مذہبوں میں ایسی طاقت وتاثیر اور قوت جذب اور اعجاز ومعجزہ نمائی اور زوردار براہین نہیں رہتیں تو اس وقت خدا تعالیٰ کمال فضل اور رحم سے کسی نبی کو مبعوث فرماتا ہے کہ جس کے مقدم خیر سے مذہب حقہ میں نئی زندگی کی روح نفوذ پاتی ہے اور مرجھائے ہوئے نخل ایمان پھر تروتازہ ہو جاتے ہیں۔ اسی قانون کے مطابق اللہ تعالیٰ مختلف زمانوں کے اندر مختلف ممالک میں انبیاء نازل فرماتا رہا ہے۔ پھر جب مسیح سے چھ سو برس بعد عیسائی دین پر اسی قسم کی موت وارد ہوئی۔ جس کو تیرہ سو برس کا عرصہ گزر چکا ہے تو اس وقت خدا تعالیٰ نے حضرت سرور کائنات خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ پھر اسی قانون اور ان تمام پیش گوئیوں کے مطابق، جو قریباً ہر مذہب میں پائی جاتی ہیں، اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں اپنے موعود مسیح کو قادیان میں نازل فرمایا ہے، جن کا نام نامی حضرت مرزا غلام احمد صاحب ہے۔‘‘ (ریویو آف ریلیجنز ج۶ نمبر۵ ص۱۹۱، بابت ماہ مئی ۱۹۰۷ء)

(۱۳۷) ایک نبی

’’جو شخص تاریخ انبیاء پر نظر غائر ڈالے گا، وہ دیکھ لے گا کہ ہمیشہ سے یونہی تجدید دین ہوتی چلی آئی ہے اور یہ کام ہمیشہ سے انبیاء کرتے چلے آئے ہیں۔ انسانوں کو حقیقی نیکی اور پاکیزگی کی راہوں پر چلانا، یہ فخر اسی قوم کو حاصل رہا ہے۔ اس آخیر زمانہ کے لئے تجدید دین کے واسطے بھی اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ ایک عظیم الشان ضلالت کے وقت میں جو آخیر زمانہ میں ظہور میں آنے والی ہے، اپنے ایک نبی کو دنیا کی اصلاح کے لئے مامور کرے گا اور اس کا نام مسیح موعود ہوگا۔ سو ایسا ہی ہوا۔‘‘

(مولوی محمد علی لاہوری قادیانی، امیر جماعت لاہور کا مضمون ریویو آف ریلیجنز ج۵ نمبر۶ ص۲۱۴، بابت ماہ جون ۱۹۰۶ء)

(۱۳۸) ہر ایک نبی

’’ہر ایک نبی نے، جو خدا کی طرف آیا ہے، دو باتوں پر زور دیا ہے۔ اوّل یہ کہ لوگ خدا پر ایمان لائیں اور دوسرا یہ کہ اس کی نبوت کو اور اس کے منجانب اللہ ہونے کو تسلیم کرلیں...... بعینہ اسی قدیم سنت الٰہی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحب کو بھی مبعوث فرمایا۔‘‘ (مولوی محمد علی لاہوری قادیانی کا مضمون، ریویو آف ریلیجنز ج۴ نمبر۱۲ ص۴۶۵، ۴۶۶، بابت ماہ دسمبر ۱۹۰۵ء)

(۱۳۹) انبیاء علیہم السلام

’’انبیاء علیہم السلام شہرت پسند نہیں ہوتے...... چنانچہ یہی حالت ہمارے نبی کریم ﷺ کی تھی...... اور آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے

ہیں کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں دنیا کی اصلاح کے لئے ماموراور نبی کر کے بھیجا ہے، وہ بھی شہرت پسند نہیں...... یہی سنت قدیم سے انبیاء کی چلی آئی ہے۔" (مولوی محمد علی لاہوری قادیانی کا مضمون، ریویو آف ریلیجنز ج ۵ نمبر ۴ ص ۱۳۱، ۱۳۲، بابت ماہ اپریل ۱۹۰۶ء)

(۱۴۰) یہ سلسلہ

"یہ سلسلہ سچے معنوں میں آنحضرت ﷺ کو خاتم النّبیین مانتا ہے اور یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ کوئی نبی، خواہ وہ پرانا نبی ہو یا نیا۔ آپ کے بعد ایسا نہیں آسکتا جس کو نبوت بدوں آپ کے واسطے کے مل سکتی ہو۔ آنحضرت ﷺ کے بعد خدائے تعالیٰ نے تمام نبوتوں اور رسالتوں کے دروازے بند کردیئے مگر آپ کے متبعین کامل کے لئے، جو آپ کے رنگ میں رنگین ہوکر آپ کے اخلاق کاملہ سے ہی نور حاصل کرتے ہیں، ان کے لئے یہ دروازہ بند نہیں ہوا...... آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت آپ کے کسی بروز کو آنے سے نہیں روکتی البتہ آپ کے بعد شریعت کوئی نئی نہیں آسکتی۔" (مولوی محمد علی لاہوری قادیانی کا مضمون، ریویو آف ریلیجنز ج ۵ نمبر ۵ ص ۱۸۶، بابت ماہ ۱۹۰۶ء)

(۱۴۱) دو بعثتیں

"قرآن شریف اور حدیث نبوی پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی دو بعثتیں یا دو ظہور ہیں اور آپ کے دو ناموں محمد اور احمد ﷺ میں ان ہی دو بعثتوں کی طرف اشارہ ہے۔"

(مولوی محمد علی لاہوری قادیانی کا مضمون، ریویو آف ریلیجنز ج ۸ نمبر ۵ ص ۱۷۴، بابت ماہ مئی ۱۹۰۹ء)

(۱۴۲) رسول اور نبی

"میرزا خدابخش صاحب اپنی کتاب "عسل مصفی" کی پہلی جلد کے ص ۲۹۵ پر لکھتے ہیں:" ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين "یعنی محمد ﷺ تم میں سے کسی آدمی کا باپ نہیں۔ لیکن وہ اللہ تعالیٰ کا رسول ہے اور نبیوں کی مہر ہے۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کفار کے اس اعتراض کا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی اولاد نرینہ نہیں ہے۔ جواب دیا کہ بیشک ان کی اولاد نرینہ تو نہیں ہے۔ لیکن چونکہ وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کی مہر ہیں۔ اس واسطے ان کی روحانی اولاد، جن سے مراد رسول اور انبیاء ہیں۔ وہ ضرور اس کی امت میں ہوتے رہیں گے اور جو غرض رسولوں اور نبیوں کے مبعوث کرنے کی ہوتی ہے، وہ اس رسول کے بعد ہی اسی رسول کی مہر کے نیچے پوری ہوتی رہے گی۔ یعنی انبیاء ہوا کریں گے پھر ان معترضین کا اولاد نرینہ کا اعتراض کرنا فضول ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا آنا ان کو برا لگتا تھا اور اس امر سے ان کو خوشی تھی کہ اب ان کے بعد اولاد نرینہ نہیں تو اس سلسلہ کا خاتمہ ہو جائے گا مگر خدا تعالیٰ نے ان کو بھی یہ جواب دے کر شرمندہ اور لاجواب کیا اور ان کی امیدوں پر پانی پھیر دیا کہ اس کے بعد تو برابر قیامت تک نبی اور رسول آئیں گے اور اس غرض کو علی رغم دشمن پورا کرتے رہیں گے۔ کیونکہ وہ اس رسول کی مہر کے ساتھ آئیں گے۔

اس کی تصدیق مولوی محمد علی صاحب (لاہوری قادیانی) اپنے ریویو میں یوں کرتے ہیں:

اس کتاب کے مصنف نے جزاہ اللہ خیراً جس قدر محنت اس کتاب کے تیار کرنے میں اٹھائی ہے، کتاب کے مطالعہ ہی سے پتہ لگ سکتا ہے...... گویا حضرت مسیح (مرزا قادیانی) کی کتابوں کا ایک خلاصہ ہے اس کتاب کو ہاتھ میں لے کر مخالف پر فتح یقینی ہے...... آج کل حضرت اقدس (مرزا قادیانی) نماز مغرب کے بعد اس کے مضامین کو سنتے اور اکثر پسند فرماتے ہیں۔" (الفضل قادیان ج ۹ نمبر ۷۴، مؤرخہ ۲۳ رمارچ ۱۹۲۲ء)

(۱۴۳) جولائی ۱۹۱۰ء

’’اس بت کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ باوجودیکہ اس عرصہ میں بھی رسالہ ’’ریویو آف ریلیجنز‘‘ کے ذمہ دار ایڈیٹر وہی (مولوی محمد علی لاہوری قادیانی) تھے اور اس رسالہ میں بڑی شدومد کے ساتھ حضرت مسیح موعود (مرزاقادیانی) کو نبی اور رسول اور زمرۂ انبیاء کا ایک فرد بتایا جاتا تھا۔ ان ایام میں وہ ایسے مضامین میں کبھی معترض نہ ہوئے اور اس طرح سے ان کے ساتھ اپنا پورا پورا اتفاق ثابت کرتے رہے۔ مثال کے طور پر میں اس جگہ مضمون انبیاء عالم کا ایک فقرہ نقل کرتا ہوں، جو ان ہی ایام میں جولائی ۱۹۱۰ء ج۹ نمبر۷ ص۲۴۸ کے پرچہ ’’ریویو آف ریلیجنز‘‘ میں شائع ہوا تھا اور وہ فقرہ یہ ہے۔

اس زمانہ میں جس قدر لوگ اصلاح کے لئے اٹھے ہیں، ان میں سے ایک احمد ہی ہے جو ایک نبی کے لباس میں اور نبوت کے منہاج پر ظاہر ہوا۔ تمام وہ خصوصیتیں جو صرف انبیاء میں پائی جاتی ہیں، وہ ہمارے زمانہ کے احمد (مرزاقادیانی) میں کامل طور پر پائی جاتی ہیں۔ اگر انبیاء کی ایک الگ جماعت ہے، جو دنیا کے دوسرے لوگوں سے ممتاز ہے تو یقیناً ہمارا احمد (مرزاقادیانی) اسی جماعت کا ایک ممتاز فرد ہے۔ اگر زرتشت علیہ السلام ایک نبی تھا، اگر بدھ اور کرشن نبی تھے، اگر حضرت موسیٰ اور حضرت مسیح خدائے تعالیٰ کی طرف سے نبی ہوکر دنیا میں آئے تو یقیناً یقیناً احمد بھی ایک نبی ہے۔ کیونکہ جن علامتوں کے ذریعے زرتشت اور دیگر انبیاء علیہم السلام کا نبی ہونا ہمیں معلوم ہوا، وہ تمام علامتیں حضرت مرزاغلام احمد فداہ امی وابی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں موجود ہیں...... الغرض جو شخص ذرا بھی تدبر سے کام لے گا، اس کو اس امر کے تسلیم کرنے میں ذرا بھی تامل نہیں ہوگا کہ حضرت مرزاغلام احمد اسی پاک گروہ میں سے ایک عظیم الشان فرد ہے جو انبیاء کے نام سے ممتاز ہے۔ حضرت اقدس درحقیقت ایک سچے نبی ہیں اور اسی زمرہ میں سے ہیں جن کو انبیاء اور رسل کے نام سے پکارا جاتا ہے...... اب آئندہ کوئی نئی شریعت نازل نہ ہوگی اور کوئی ایسا نبی دنیا میں نہیں آئے گا جو قرآن شریف کی شریعت کو منسوخ کرنے کے لئے آئے۔ اب اس کے بعد کوئی نئی شریعت نہیں آئے گی اور آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نیا صاحب شریعت نبی نہیں آئے گا...... آپ خاتم النّبیین یعنی انبیاء کے لئے مہر ہیں، اب کوئی ایسا نبی نہیں ہوسکتا جو آنحضرت ﷺ کی غلامی کی مہر اپنے ساتھ نہ رکھتا ہو۔ اس تحریر کی نہ کوئی تاویل ہوسکتی ہے اور نہ اس کے متعلق کسی قسم کا کوئی عذر کیا جاسکتا ہے۔ اس مضمون کو دیکھ کر حضرت خلیفۃ المسیح اوّل نے اس کے متعلق پسندیدگی اور خوشنودی کا اظہار فرمایا تھا...... اس کے بعد بھی ہمیشہ اس رسالہ میں حضرت مسیح موعود (مرزاقادیانی) کو نبی اور رسول بتایا جاتا رہا اور ٹھیک ان ہی معنوں میں بتایا جاتا رہا ہے، جن میں اس مضمون میں بتایا گیا ہے۔ اس پر مولوی محمد علی صاحب کو یا کسی اور فرد یا جماعت کو اعتراض نہیں ہوا۔‘‘

(محمد اسماعیل قادیانی کا رسالہ تبدیلی عقائد مولوی محمد علی لاہوری ص۹۰ تا ۹۲)

(۱۴۴) فروری ۱۹۱۴ء

’’اس سے پہلے میں کھلے الفاظ میں حضرت مسیح موعود کو نبی اور حقیقی معنوں میں نبی لکھ چکا تھا۔ مگر انہوں نے (یعنی مولوی محمد علی لاہوری قادیانی نے) اس پر اعتراض نہیں کیا تھا اور اعتراض کیوں کرتے؟ جب کہ ان کا اپنا یہی عقیدہ تھا جیسا کہ ان کے مضامین سے ظاہر ہے مگر فروری ۱۹۱۴ء میں ان کی توجہ اس طرف منعطف ہوئی کہ مسیح موعود کے منکروں کو مسلم ثابت کریں لیکن وہ مسلم ثابت نہیں ہوسکتے تھے جب تک حضرت مسیح موعود کی نبوت سے انکار نہ کیا جائے۔ اس لئے وہ مسیح موعود کے منکرین کو مسلم ثابت کرنے کی خاطر خود حضرت اقدس کی نبوت ہی کو اڑانے کے درپے ہوگئے جنہیں خود خدا نے نبی اور رسول کہا اور جن کو آنحضرت ﷺ نے نبی اللہ کا خطاب دیا اور جنہوں نے خود

یہ دعویٰ کیا کہ میں اسلام کی اصطلاح میں نبی ہوں۔ اس اثناء میں جب ’’ریویو‘‘ فروری ۱۹۱۴ء کے پروف ان کے پاس پہنچے تو ان میں ایک مضمون کا یہ عنوان دیکھ کر "Ahmad as a Prophet 2" (احمد بحیثیت ایک نبی کے نمبر۲) انہوں نے نیچے اپنے قلم سے ایک فٹ نوٹ دے دیا کہ یہاں نبی کا لفظ حقیقی اصطلاحی معنوں میں استعمال نہیں ہوا ہے۔ مجھے یہ نوٹ سخت ناگوار گزرا۔ مگر چونکہ بحیثیت ایڈیٹر ان کو اس نوٹ کے لکھنے کا حق حاصل تھا۔ بلکہ وہ میرے اصل مضمون میں بھی جیسی چاہتے، تبدیلی کر سکتے تھے۔ کیونکہ وہی ان مضامین کے ہر طرح ذمہ دار تھے، اس لئے مجھے مجبوراً خاموش رہنا پڑا۔‘‘

(شیر علی قادیانی، مددگار ایڈیٹر ریویو کا مضمون، الفضل قادیان ج۴ نمبر۹۹ ص۷، ۸ کالم ۱تا۳، مؤرخہ ۱۶؍جون ۱۹۱۷ء)

(۱۴۵) نبوت کا دروازہ

’’ایک تو وہ زمانہ تھا جب کہ مولوی (محمد علی) صاحب (لاہوری قادیانی) کی بات بات سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ نبوت کے تمام دروازے بند نہیں ہوئے بلکہ امت محمدیہ کے کامل افراد کو یہ درجہ حاصل ہوسکتا ہے اور اب مولوی صاحب پر ایک وقت ایسا آ گیا ہے جب کہ وہ کہتے ہیں: ’’اگر تم آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ بند نہیں مانتے تو میرے نزدیک یہ بڑی خطرناک راہ ہے اور تم خطرناک غلطی کے مرتکب ہوئے ہو۔‘‘ (پیغام صلح ج۲ نمبر۱۱۹، مؤرخہ ۶؍اپریل ۱۹۱۵ء)

مگر مولوی صاحب اگر یہ خطرناک راہ تھی تو آپ کیوں بار بار حضرت مسیح موعود کو نبی اور رسول لکھتے رہے اور کیوں آپ نے حضرت مسیح موعود کو انبیاء اور رسل کے گروہ میں شامل کیا۔ جناب مولوی صاحب سچ فرمایئے، کیا آپ نے حضرت مسیح موعود کی زبان سے اپنے کانوں سے بارہا یہ نہیں سنا کہ نبوت کی تمام کھڑکیاں بند ہیں۔ مگر ایک کھڑکی اب بھی کھلی ہے اور وہ آنحضرت ﷺ کی کھڑکی ہے۔ یعنی اب صرف آنحضرت ﷺ کی وساطت سے نبوت مل سکتی ہے اور کوئی ذریعہ نہیں۔ میں امید نہیں کرتا کہ آپ کا حافظہ ایسا کمزور ہوگیا ہو کہ ایک بات جو آپ نے بارہا خود حضرت مسیح موعود کی زبان سے سنی، آپ اسے ایسی جلدی بھول گئے کہ اب آپ تمام دروازے نبوت کے بند قرار دیتے ہیں۔ لیکن اگر آپ کا حافظہ فی الواقعہ ایسا ہی کمزور ہوگیا ہے کہ ایسی باتیں بھی آپ کے ذہن سے قطعی طور پر نسیاً منسیاً ہوگئیں، جو آپ نے کئی بار حضرت مسیح موعود کی زبان مبارک سے، اپنے کانوں سے سنیں، تو آؤ میں آپ کے سامنے آپ کا ایک تحریری اقرار پیش کرتا ہوں۔ اس کے دیکھنے سے تو آپ کو یاد آ جائے گا کہ واقعی حضرت مسیح موعود کی یہی تعلیم تھی کہ نبوت کا دروازہ امت محمدیہ کے لئے بند نہیں ہوا بلکہ کھلا ہے۔ اگر آپ کو اس میں شک ہو تو آپ اپنے اس مضمون کا مطالعہ فرمائیں جو آپ نے ’’سلسلہ احمدیہ کے مختصر حالات وعقائد‘‘ کے عنوان کے تحت (ریویو ج۵ نمبر۵، بابت مئی ۱۹۰۶ء) میں لکھا...... آپ ص۱۸۶ پر سلسلہ احمدیہ کا عقیدہ اس طرح بیان فرماتے ہیں:

’’یہ سلسلہ سچے معنوں میں آنحضرت ﷺ کو خاتم النّبیین مانتا ہے اور یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ کوئی نبی، خواہ پرانا نبی ہو یا نیا، آپ کے بعد ایسا نہیں آ سکتا جس کو نبوت بدوں آپ کے واسطہ کے مل سکتی ہو۔ آنحضرت ﷺ کے بعد خداتعالیٰ نے تمام نبوتوں اور رسالتوں کے دروازے بند کر دیئے مگر آپ کے متبعین کامل کے لئے، جو آپ کے رنگ میں رنگین ہوکر آپ کے اخلاق کاملہ سے ہی نور حاصل کرتے ہیں، ان کے لئے یہ دروازہ بند نہیں ہوا۔‘‘ مولوی صاحب آپ نے یہاں کیا لکھا اور اب آپ کیا فرماتے ہیں۔

(مولوی محمد علی صاحب کے سابقہ عقائد پر تبصرہ ص۱۱، ۱۲، شیر علی قادیانی)

(۱۴۶) ایک ماہ بعد

’’جناب مولوی محمد علی صاحب (امیر جماعت لاہور) نے ۲۱؍جون ۱۹۰۸ء، گویا حضرت اقدس مسیح موعود کے وصال کے قریباً ایک ماہ بعد، بمقام لاہور بتقریب جلسہ ’’پیغام صلح‘‘ ایک تقریر فرمائی تھی، جو (الحکم قادیان ج ۱۲ نمبر ۴۲، مؤرخہ ۱۸؍جولائی ۱۹۰۸ء) میں شائع ہوئی ہے، جس میں ذیل کا اقتباس دیا جاتا ہے:

ہمیں بھی اسی وسیع دعا کے کرنے کا حکم ہے: ’’اھدنا الصراط المستقیم‘‘ اور اس کی قبولیت بھی یقینی ہے کیونکہ اگر خدا وہ مدارج جو منعم علیہ لوگوں کو ملے، کسی دوسرے کو دے سکتا ہی نہ تھا تو پھر ہمیں یہ دعا سکھلانے کے کیا معنی۔ مخالف خواہ کوئی ہی معنی کرے مگر ہم تو اسی پر قائم ہیں کہ خدا نبی پیدا کر سکتا ہے، صدیق بنا سکتا ہے اور شہید اور صالح کا مرتبہ عطاء کر سکتا ہے مگر چاہئے مانگنے والا۔

اسی تقریر میں یہ بھی فرمایا: ہم نے جس کے ہاتھ میں ہاتھ دیا، وہ صادق تھا، خدا کا برگزیدہ اور مقدس رسول تھا۔ پاکیزگی کی روح اس میں اپنے کمال تک پہنچی ہوئی تھی۔ اس کے اثر نے جوش کیا اور اس کا اثر دنیا میں پھیلا۔ اس میں قوت قدسی اور قوت جذب تھی۔‘‘

(مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۲ نمبر ۲۹ ص ۸ کالم ۲، مؤرخہ ۱۶؍ستمبر ۱۹۲۴ء، رسالہ فرقان قادیان ج ۱ نمبر ۵ ص ۳، بابت ماہ مئی ۱۹۴۲ء)

(۱۴۷) اختلاف کے بعد

’’اھدنا الصراط المستقیم. صراط الذین انعمت علیھم حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا قادیانی) اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: لہٰذا ضرور ہوا کہ تمہیں یقین اور محبت کے مرتبہ پر پہنچانے کے لئے خدا کے انبیاء وقتاً بعد وقت آتے رہیں، جن سے تم وہ نعمتیں پاؤ۔‘‘ (لیکچر سیالکوٹ ص ۳۲، خزائن ج ۲۰ ص ۲۲۷)

’’قبل از اختلاف مولوی محمد علی صاحب بھی اس آیت سے یہی سمجھتے تھے کہ نبی آ سکتے ہیں۔ چنانچہ اپنی تقریر میں انہوں نے بیان کیا جو ۲۱؍جون ۱۹۰۸ء یونیورسٹی ہال میں ہوئی کہ ہمیں بھی اس وسیع دعا کرنے کا حکم ہے...... اختلاف کے بعد کہتے ہیں کہ ’’اھدنا الصراب المستقیم‘‘ کو حصول نبوت کی دعا مانا جائے تو ماننا پڑے گا کہ تیرہ سو سال میں کسی مسلمان کی دعا قبول نہ ہوئی۔ پس مقام نبوت کے لئے دعا کرنا ایک بے معنی فقرہ ہے اور اسی شخص کے منہ سے نکل سکتا ہے جو اصول دین سے ناواقف ہے۔‘‘

(بیان القرآن ج ۱ ص ۱۰، منکرین خلافت کا انجام ص ۹۷، جلال الدین شمس قادیانی)

(۱۴۸) زمین وآسمان کا فرق

’’مولوی محمد علی صاحب کی وہ تحریریں، جن میں انہوں نے حضرت مسیح موعود کو نبی، عظیم الشان نبی، موعود نبی، آخر الزمان نبی لکھا ہے اور نہ صرف لکھا بلکہ اس کے ثبوت میں دلائل بھی پیش کئے اور مخالفین کے اعتراضات کو رد کیا، کیسی صاف اور واضح ہیں لیکن ان کے بالمقابل خلافت ثانیہ کا انکار کرنے کے وقت سے لے کر اب تک ان کی زبان وقلم سے جو کچھ نکلا ہے، اسے سامنے رکھ کر دیکھنے سے زمین وآسمان کا فرق معلوم ہوتا ہے۔ اس کے لئے ہم صرف دو تحریریں پیش کرتے ہیں، ایک انکار خلافت ثانیہ سے پہلے کی اور دوسری بعد کی، جو ایک دوسری کے قطعاً خلاف ہیں۔

مولوی صاحب پورے زور قلم کے ساتھ (’’ریویو آف ریلیجنز‘‘ ج ۷ ص ۲۹۴، ۲۹۵ نمبر ۶، ۷، بابت ماہ جون، جولائی ۱۹۰۸ء) پر تحریر فرماتے ہیں:

’’جھوٹے مدعی نبوت کو نصرت نہیں دی جاتی بلکہ اسے ہلاک کر کے نیست ونابود کر دیا جاتا ہے...... اس طرح مرزا صاحب کے

ساتھ کامیابیوں اور نصرتوں کے وعدے قبل از وقت نہیں کئے اور پھر اسی طرح ان کو آپ کی زندگی میں بلکہ آپ کی وفات کے بعد بھی پورا کر کے نہیں دکھایا۔ جس طرح وہ اپنے صادق بندوں کے ساتھ وعدے کیا کرتا اور پھر ان کو پورا کر کے دکھایا کرتا ہے اور جس طرح وہ جھوٹے کو جلدی ہی ہلاک کر کے نیست و نابود کر دیا کرتا ہے۔ اس طرح مرزا صاحب کے ساتھ نہیں کیا۔ پس جس شخص کے ساتھ خدا تعالیٰ اپنی کتاب کے مقرر کردہ قوانین کی رو سے جھوٹوں والا سلوک نہیں کرتا بلکہ صادقوں اور سچے رسولوں والا سلوک کرتا ہے، اس کی صداقت پر شبہ کرنا خدا تعالیٰ سے جنگ کرنا اور اس کی کلام کی خلاف ورزی کرنا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کوئی ثبوت کسی کی صداقت کا نہیں ہو سکتا اور اگر یہ ثبوت کافی نہیں تو پھر کسی نبی کی نبوت ثابت نہیں ہو سکے گی۔''

یہ تحریر نبوت مسیح موعود کے متعلق ان کے پہلے عقیدہ کی آئینہ ہے اور ان کے بعد کے عقائد کا پتہ حسب ذیل سطور سے لگ سکتا ہے۔ لکھتے ہیں:

''میں مرزا صاحب کو نبی قرار دینا نہ صرف اسلام کی ہی بیخ کنی سمجھتا ہوں بلکہ میرے نزدیک خود مرزا صاحب پر بھی اس سے بہت بڑی زد پڑتی ہے۔ اگر تم آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ بند نہیں مانتے تو میرے نزدیک یہ بڑی خطرناک راہ ہے اور تم خطرناک غلطی کے مرتکب ہوتے ہو۔'' (پیغام صلح لاہور مؤرخہ ۶؍اپریل ۱۹۱۵ء)

کون کہہ سکتا ہے کہ ان دونوں تحریروں میں بعد المشرقین نہیں اور ان کا محرر دوسری تحریر لکھتے وقت اپنے ان عقائد پر قائم تھا جو پہلی تحریر لکھتے وقت اس کے بعد لیکن باوجود اس کے مولوی محمد علی صاحب تبدیلی عقائد کا الزام ہم پر لگاتے ہیں اور اپنے متعلق ان کا یہ دعویٰ ہے کہ انہوں نے اپنے عقائد میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔'' (الفضل قادیان ج۹ نمبر۸۴، مؤرخہ ۲۷؍اپریل ۱۹۲۲ء)

(۱۴۹) اختلاف

''قبل از اختلاف مولوی محمد علی صاحب (ریویو آف ریلیجنز ج۵ نمبر۵ ص۱۸۶، بابت ماہ مئی ۱۹۰۶ء) میں سلسلہ احمدیہ کے امتیازی عقائد کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''یہ سلسلہ سچے معنوں میں آنحضرت ﷺ کو خاتم النّبیین مانتا ہے اور یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ کوئی نبی خواہ وہ پرانا نبی ہو یا نیا آپ کے بعد ایسا نہیں آ سکتا جس کو نبوت بدوں آپ کے واسطہ کے مل سکتی ہو۔ آنحضرت ﷺ کے بعد خدائے تعالیٰ نے تمام نبوتوں اور رسالتوں کے دروازے بند کر دیئے مگر آپ کے متبعین کامل کے لئے جو آپ کے رنگ میں رنگین ہو کر آپ کے اخلاق کاملہ سے ہی نور حاصل کرتے ہیں ان کے لئے یہ دروازہ بند نہیں ہوا۔''

اور (ریویو آف ریلیجنز ج۹ نمبر۷ ص۲۲۱، بابت ماہ جولائی ۱۹۱۰ء) میں لکھا ہے:

''اگر آج نبوت کے برکات کسی پاک انسان کو حاصل ہو سکتے ہیں تو وہ قرآن شریف ہی کے ذریعہ سے اور آنحضرت ﷺ کی وساطت سے ہی ہو سکتے ہیں کیونکہ آپ خاتم النّبیین یعنی انبیاء کے لئے مہر ہیں۔ اب کوئی ایسا نبی نہیں آ سکتا جو آنحضرت ﷺ کی غلامی کی مہر اپنے ساتھ نہ رکھتا ہو، غرض نبوت کے برکات بند نہیں ہوئے، بلکہ اب بھی ایسے ہی حاصل ہو سکتے ہیں جیسے کہ پہلے حاصل ہوتے تھے۔ مگر اب کوئی صاحب شریعت نبی نہیں آ سکتا کیونکہ شریعت قرآن کے ذریعہ کامل ہو چکی ہے اور نہ اب کوئی ایسا نبی پیدا ہو سکتا ہے جو خاتم النّبیین کی اتباع کا سرٹیفکیٹ اپنے ساتھ نہ رکھتا ہو۔''

بعد از اختلاف مولوی محمد علی صاحب (آیت خاتم النّبیین کے تحت) لکھتے ہیں:

’’انبیاء علیہم السلام ایک قوم ہیں اور کسی قوم کا خاتم یا خاتم ہونا صرف ایک ہی معنی رکھتا ہے یعنی ان میں سے آخری ہونا۔ پس نبیوں کے خاتم کے معنی نبیوں کی مہر نہیں بلکہ آخری نبی ہیں۔‘‘ (بیان القرآن ص۱۵۱۵)

مذکورہ بالا تحریروں سے واضح ہو کہ حضرت مسیح موعود خاتم النّبیین کے معنی نبیوں کی مہر لیتے ہیں اور فرماتے ہیں آپ کے بعد آپ کا امتی نبوت کو حاصل کر سکتا ہے اور خود مولوی صاحب قبل از اختلاف یہی معنی کرتے تھے لیکن اختلاف کے بعد کہتے ہیں کہ خاتم کے معنی مہر کرنا بالکل غلط ہیں۔ وہ ایک ہی معنی رکھتا ہے۔ یعنی ان میں سے آخری ہونا۔ کیا یہ معنی صریح طور پر اس خصوصیت اور امتیاز کو باطل نہیں کرتے جو سلسلہ احمدیہ کو حاصل تھی اور جیسے خود مولوی صاحب بھی اختلاف سے پہلے مانتے تھے۔‘‘

(الفضل قادیان ج۲۲ نمبر۹۲ ص۷،۸ کالم ۱تا۳، مؤرخہ ۳۱ جنوری ۱۹۳۵ء)

(۱۵۰) تیئسواں جواب

’’مولوی محمد علی صاحب (قادیانی امیر جماعت لاہور) نے یہ دیا ہے کہ جو حوالہ جات مسئلہ نبوت کے متعلق رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے میری طرف منسوب کئے گئے ہیں وہ سب میرے نہیں ہیں، بلکہ ان میں سے بعض دوسرے لوگوں کے بھی ہیں۔ جیسا کہ ذیل کے الفاظ میں انہوں نے ظاہر کیا ہے۔ مولوی محمد اسماعیل صاحب نے ایک رسالہ بنام ’’میرا عقیدہ در بارہ نبوت مسیح موعود‘‘ ریویو آف ریلیجنز کے میری اور کچھ دوسروں کی تحریروں سے مرتب کیا ہے۔‘‘ (پیغام صلح لاہور ج۱۹ نمبر۲۵، مؤرخہ ۲۳؍اپریل ۱۹۳۱ء)

’’مولوی صاحب کو چاہئے تھا کہ اگر ان کے اس بیان میں کچھ بھی سچائی کی آمیزش تھی تو ایسے حوالہ جات کی نشاندہی کرتے اور بتاتے کہ وہ کن لوگوں کے ہیں اور کیا ایسے مضامین انہوں نے خود اپنے ہاتھ سے ریویو میں شائع نہیں کئے اور ان کی کاپیاں اور پروف خود ان ہی نے نہیں دیکھے تھے اور اگر وہ ان کے اپنے عقیدہ کے مطابق نہیں تھے تو انہیں کیا مجبوری درپیش تھی کہ ایسے مضامین کو اس رسالہ میں درج ہی نہیں کیا بلکہ خود اپنی طرف منسوب کیا کیونکہ انہوں نے عصمت انبیاء کے مضمون میں ایک موقع پر بتایا ہے کہ اس رسالہ میں جو مضامین کسی نامہ نگار کے نام پر نہیں بلکہ مضمون نگار کے نام کی تصریح کے بغیر شائع ہوتے ہیں وہ سب ایڈیٹر کے ہوتے ہیں۔ پس یا تو آپ ان مضامین کے ساتھ نامہ نگاروں کے نام رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں دکھائیں ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ انہیں کسی اور کی طرف منسوب کیا جائے اور اگر اس بات کو تسلیم بھی کر لیا جائے کہ وہ دوسروں کے لکھے ہوئے ہیں اور آپ نے ان میں کوئی تصرف نہیں کیا تاہم ان کے متعلق آپ کی ذمہ داری آپ کے اپنے مسلمات کے مطابق کم نہیں ہوتی۔ کیونکہ آپ اپنے رسالہ (تبدیلی عقیدہ کا الزام) کے ص۱۹ پر اخبار بدر کے حوالہ سے کسی شخص کے خط کا ایک فقرہ نقل کر کے اس کے نیچے لکھتے ہیں، شاید ہمارے مکرم مفتی صاحب یہ عذر کر دیں کہ یہ لوگوں کے خطوط ہیں اور ایڈیٹر نامہ نگاروں کی رائے کے ذمہ دار نہیں ہوا کرتے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ جب تمہارے مذہب کے خلاف ایک بات کہی جاتی ہے تو کیا تمہارا فرض نہ تھا کہ اگر اس کو درج بھی کر دیا ہے تو اس کی تردید ساتھ چھاپ دیتے یا بعد میں ہی چھاپ دیتے کہ نامہ نگار جو یہ مذہب مسیح موعود کی طرف منسوب کرتا ہے غلط ہے۔ پس ان کا (یعنی مولوی محمد علی لاہوری قادیانی کا) یہ عذر سراسر بے حقیقت ہے کہ ان میں سے بعض حوالے دوسرے لوگوں کے بھی ہیں اور اصل حقیقت یہ ہی ہے کہ جہاں انہوں نے اپنے بیسیوں جواب میں مغالطہ دہی کے طریق پر حضرت مسیح موعود کی تحریرات کو اپنی طرف منسوب کر لیا ہے۔ اس کے مقابل پر اس جواب میں انہوں نے بعض اپنی تحریرات کو دوسروں کی طرف منسوب کر دیا

ہے اور کم از کم یہ کہ اپنی ذمہ داری کو مغالطہ دہی کے ذریعہ دوسروں پر ڈالنا چاہا ہے لیکن ان کی یہ تمام کوششیں بے سود ہیں اور آج جو چاہیں حلف اٹھانے کے لئے تیار ہو جائیں یا اس زہر کے پیالے کے حیلوں حوالوں سے ٹالتے رہیں ان کے ہاتھ (ریویو آف ریلیجنز میں) کٹ چکے ہیں۔'' (مولوی محمد علی لاہوری کے اپنی سابقہ تحریرات کے متعلق جوابات پر نظر ص۱۲۰ تا ۱۲۲، از محمد اسماعیل قادیانی)

(۱۵۱) چوبیسواں جواب

''مولوی محمد علی صاحب (لاہوری قادیانی) نے اپنی سابقہ تحریرات کا جواب یہ دیا ہے کہ اگر میری اس کارروائی کو (کہ میں سالہا سال تک رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں مرزا صاحب کو زمرہ انبیاء ورسل میں سے ایک عظیم الشان نبی اور رسول بتاتا اور ثابت کرتا رہا ہوں اور اب اس کے خلاف یہ اعلان کر رہا ہوں کہ مرزا صاحب ہرگز ہرگز نبی نہیں ہیں) میری ایک غلطی قرار دیا جائے تو بھی اس کی وجہ سے میرے تقدس میں فرق نہیں آ سکتا کیونکہ میں تو مرزا صاحب کا صرف ایک انگریزی خواں مرید ہوں اور میری اس غلطی کے مقابل پر مرزا صاحب کو جنہیں ایک مامور ہی نہیں بلکہ مسیح موعود اور حکم اور عدل بھی مانا جاتا ہے۔ جماعت احمدیہ کے مسلمات کی رو سے بارہ سال تک اس لفظ کے معنی سمجھنے میں غلطی لگی رہی۔ پس اگر ان کی اس غلطی سے ان کے تقدس میں فرق نہیں آتا تو میری اس غلطی سے میرے تقدس کو کیا نقصان پہنچ سکتا ہے۔ مولوی محمد علی صاحب کے اصل الفاظ اس بارہ میں یہ ہیں۔ قادیانی جماعت یہاں تک کہتی ہے کہ بارہ سال تک مامور کو اور مامور بھی مسیح موعود جو حکم اور عدل ہو، لفظ نبی کے معنی سمجھ نہ آئے۔ نہ لفظ محدث کے معنی سمجھ آئے اور وہ غلط معنی کر کے مدعی نبوت پر لعنت بھیجتا رہا تو اس کا ایک انگریزی خواں مرید (یعنی مولوی محمد علی لاہوری قادیانی) اگر لفظ نبی کو غلط استعمال کرے تو کیا اندھیر آ گیا۔'' (اخبار پیغام صلح، مؤرخہ ۴؍مارچ ۱۹۳۵ء، از خطبہ جمعہ مؤرخہ ۲۲؍فروری ۱۹۳۵ء، مولوی محمد علی لاہوری کے اپنی سابقہ تحریرات کے متعلق جوابات پر نظر ص۱۲۲، از محمد اسماعیل قادیانی)

(۱۵۲) دورنگی چال

''ہر شخص حق رکھتا ہے کہ اگر اسے اپنے سابقہ عقیدہ میں کوئی غلطی معلوم ہو تو وہ اپنے عقیدہ میں تبدیلی کرے لیکن جو شخص تبدیلی عقیدہ کے باوجود کہتا جائے کہ میں نے کوئی تبدیلی نہیں کی وہ اہل علم کی نظر میں اپنی بددیانتی کی وجہ سے بالکل گر جاتا ہے ایسا شخص اپنی دورنگی چال کی وجہ سے چونکہ نہ ادھر ہوتا ہے، نہ ادھر اس لئے وہ اہل عقل کے نزدیک قطعاً عزت کے قابل نہیں ہوتا اور مومن ایسے لوگوں سے بیزار ہوتے ہیں۔ اس کی ایک مثال مولوی محمد علی صاحب ایم.اے بھی ہیں۔ مولوی صاحب ۱۲ سال کے قریب (رسالہ) ریویو آف ریلیجنز کے ذریعہ بڑے زور وشور سے دنیا کو بتاتے رہے کہ حضرت مرزا صاحب مسیح موعود نبی ہیں۔ پیغمبر ہیں، رسول ہیں اور وہی عظیم الشان نبی آخرزمان ہیں جن کے آنے کا وعدہ رسول اللہ ﷺ نے دیا تھا اور اس لمبے عرصہ میں کبھی ایک دفعہ بھی مولوی (محمد علی) صاحب نے یہ نہ لکھا کہ حضرت مرزا صاحب نبی نہیں ہیں، صرف محدث ہیں، لیکن آج وہی مولوی صاحب کہتے ہیں کہ میں تو حضرت مرزا صاحب کو ہمیشہ سے محدث ہی مانتا رہا ہوں۔ میں نے کبھی مرزا صاحب کو نبی نہیں مانا، کیونکہ نبوت ختم ہو چکی، حالانکہ نہ صرف مولوی صاحب بلکہ ان کے تمام ساتھی متفقہ طور سے بڑے زور سے اعلان کر چکے ہیں کہ: ہم خدا کو شاہد کر کے اعلان کرتے ہیں کہ...... ہمارا ایمان یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود مہدی معہود اللہ تعالیٰ کے سچے رسول تھے اور اس زمانہ کی ہدایت کے لئے دنیا میں نازل ہوئے اور آج آپ کی متابعت میں ہی دنیا کی نجات ہے اور ہم اس امر کا اظہار ہر میدان میں کرتے ہی اور کسی کی خاطر ان عقائد کو بفضلہٖ نہیں چھوڑ سکتے۔

(پیغام صلح لاہور ج۱ نمبر۳۵ ص۳ کالم۲، مؤرخہ ۷؍ستمبر ۱۹۱۳ء)

معلوم ہوا ہے کہ بعض احباب کو کسی نے غلط فہمی میں ڈال دیا ہے کہ اخبار ہذا کے ساتھ تعلق رکھنے والے احباب یا ان میں سے کوئی ایک سیدنا وہادینا حضرت مرزاغلام احمد صاحب مسیح موعودمہدی معہود کے مدارج عالیہ کو اصلیت سے کم یا استخفاف کی نظر سے دیکھتا ہم تمام احمدی جن کا کسی نہ کسی صورت سے اخبار پیغام صلح کے ساتھ تعلق ہے۔ خدا تعالیٰ کو جو دلوں کا بھید جاننے والا ہے حاضر و ناظر جان کر علی الاعلان کہتے ہیں کہ ہماری نسبت اس قسم کی غلط فہمی محض بہتان ہے۔ ہم حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کو اس زمانہ کا نبی رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں جو درجہ حضرت مسیح موعود نے اپنا بیان فرمایا ہے۔ اس سے کم وبیش کرنا موجب سلب ایمان سمجھتے ہیں۔

(پیغام صلح لاہور ج ا نمبر ۴۲ ص ۲ کالم ۳، مؤرخہ ۱۶ر اکتوبر ۱۹۱۳ء)

''...... ان ہر دو اعلانوں میں خدا کو شاہد کر کے حضرت مسیح موعود کو نہ صرف نبی اور رسول ہی مانا ہے بلکہ اس درجہ سے کم کرنے کو موجب سلب ایمان بھی قرار دیا ہے اور دنیا کی نجات کو آپ کی تابعداری ہی میں ظاہر کیا گیا اور یہ اعلان پیغام صلح کے تمام متعلقین کی طرف سے شائع کیا گیا۔ کیا مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء کو ختم نبوت کے یہ معنی کہ اب کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ آج معلوم ہوئے ہیں یا کیا حدیث نبوی لا نبی بعدی کے معنی اس وقت معلوم نہیں تھے۔ معلوم تھے لیکن اس وقت مولوی محمد علی صاحب ان معنوں کو غلط قرار دیتے تھے اور ختم نبوت کے صحیح معنی اس طرح بیان فرماتے تھے...... (انگریزی عبارت)

(ترجمہ) سلسلہ احمدیہ مانتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نبیوں کی مہر ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ سوائے اس ایک کے جو روحانی طور پر آپ کا شاگرد ہے اور انعام نبوت آپ کے ذریعہ سے پاتا ہے۔ یہ صرف ایک سچا مسلم ہی ہے جو نبی مقدس کی پیروی کر کے نبی بن سکتا ہے۔ (انگریزی رسالہ احمد مسیح موعود مؤلفہ محمد علی ایم.اے)'' (الفضل قادیان ج ۸ نمبر ۲۵ ص ۷، ۸ کالم ۳، مؤرخہ ۴ر اکتوبر ۱۹۲۰ء)

(۱۵۳) گزشتہ تاریخ

''گزشتہ تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ ہمیشہ بہت سے آدمی ایسے گزرے ہیں جو ایک وقت میں ایک نیک عقیدہ رکھتے تھے اور بڑی مضبوطی کے ساتھ اس عقیدہ پر قائم تھے بلکہ اس عقیدہ کو دوسرے لوگوں کے سامنے پیش کرتے اور حتی الوسع اس کی تبلیغ کرتے مگر بعد میں ایک ایسا وقت بھی ان پر آ گیا کہ وہ خود اس عقیدہ سے منحرف ہو گئے اور پھر جیسا کہ وہ اس عقیدہ کی تبلیغ میں کوشش کرتے تھے۔ دوسرے وقت میں اسی عقیدہ کی تردید میں زور لگانا شروع کر دیا ایسی مثالوں کی تلاش کے لئے تاریخ کے صفحات کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت نہیں۔ اسی زمانہ میں ایسی مثالیں کافی تعداد میں مل سکتی ہیں بلکہ میں سخت افسوس اور رنج کے ساتھ اس بات کا اظہار کرتا ہوں کہ ایسے واقعات کی ایک افسوس ناک مثال مولوی محمد علی ایم.اے نے اپنی ذات میں دنیا کے سامنے پیش کی ہے۔

یہ وہ صاحب ہیں جو کئی سال تک رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے ایڈیٹر رہے اور اس رسالہ میں انہوں نے حضرت مسیح موعود کو بطور نبی کے پیش کیا ان کو نبی، رسول، پیغمبر کے ناموں سے برابر پکارتے رہے۔ قرآن شریف کی آیات کی رو سے ان کی نبوت و رسالت کو ثابت کیا۔ کھلے الفاظ میں کہا کہ اس امت کے کسی اور فرد سے ان کو مشابہت دینا سخت نادانی اور جہالت ہے، بلکہ یہاں تک کہا کہ حضرت ابوبکر وعمر سے مشابہت دینا بھی سخت غلطی ہے۔ کیونکہ یہ بزرگ نبی نہیں تھے اور حضرت مرزا صاحب نبی ہیں۔ وہ حضرت مرزا صاحب کو اس امت کے دیگر بزرگوں سے الگ کر کے ان کو انبیاء و رسل کے گروہ میں شامل کرتے رہے بلکہ یہاں تک بیان کیا کہ قرآن شریف آخر زمانہ میں امت محمدیہ میں ایک نبی کے آنے کی خبر دیتا ہے اور حضرت مرزا صاحب وہی موعود نبی ہیں۔ انہوں نے لکھا کہ گزشتہ انبیاء نے آخری زمانہ

میں ایک نبی کے ظہور کی خبر دی اور وہ نبی آخرالزمان یہی حضرت مرزا صاحب ہیں۔ انہوں نے لکھا کہ حضرت مرزا صاحب نبی ہونے کے مدعی ہیں اور قرآن سے ان کا نبی اور رسول ہونا ثابت ہے۔ ریویو کے صفحات کو اوّل سے آخر تک پڑھا جائے تو تم یہ لکھا ہوا پاؤ گے کہ حضرت مرزا صاحب مدعی نبوت ہیں، نبی ہیں، رسول ہیں، پیغمبر ہیں اور ایسا انہوں نے اپنے دوستوں کو نہیں بلکہ مخالفوں کو بتایا کہ حضرت مرزا صاحب نبی ہونے کے مدعی ہیں اور ان کی نبوت ورسالت قرآن شریف سے ثابت ہے اور کہ وہ فی الواقع اور فی الحقیقت ایسے ہی نبی اور رسول اور پیغمبر ہیں جیسا کہ انبیاء نبی اور رسول اور پیغمبر تھے۔ انہوں نے ایک لفظ پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ وہ تمام الفاظ جو انبیاء کے متعلق استعمال ہوتے ہیں لکھتے ہیں اور ان کے کلام کے پڑھنے سے پڑھنے والے کو ذرا بھی شک باقی نہیں رہتا کہ ان مضامین کا لکھنے والا حضرت مسیح موعود کو ایسا ہی نبی قرار دیتا ہے جیسا کہ دوسرے انبیاء نبی ہیں۔ کھلے الفاظ اور صریح عبارات میں انہوں نے ناظرین کے سامنے حضرت مسیح موعود کو بطور نبی کے پیش کیا ہے کسی قسم کی شرط یا توجیہہ ساتھ نہیں لگائی اور ایک لفظ بھی ایسا نہیں جس سے یہ سمجھا جائے کہ حضرت مسیح موعود کی نبوت ایسی نبوت نہ تھی جیسے دوسرے انبیاء کی، بلکہ ان کا لفظ لفظ یہ بتاتا اور ظاہر کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کی نبوت بعینہٖ وہی نبوت ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام کو ملی بلکہ انہوں نے تو یہاں تک ظاہر کیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی نبوت ایسی ہی ہے جیسی آنحضرت ﷺ کی نبوت۔'' (مولوی محمد علی لاہوری کے سابقہ عقائد پر تبصرہ ص ۱ تا ۳، از شیر علی قادیانی)

(۱۵۴) بری بات

''محض عقیدہ کی تبدیلی کوئی بری بات نہیں۔ بری بات یہ ہے کہ عقیدہ میں تبدیلی کرنے کے باوجود کہا جائے اور اصرار کیا جائے کہ تبدیلی نہیں کی گئی۔ مولوی محمد علی صاحب اسی پوزیشن میں ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ وہ جو عقائد حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے زمانہ میں رکھتے تھے وہی اب تک رکھتے ہیں۔ ان میں انہوں نے سرمو فرق نہیں کیا لیکن ہم کہتے ہیں حضرت خلیفہ اوّل (حکیم نورالدین) کے زمانہ میں اندر ہی اندر اور خلافت ثانیہ کے دور میں کھلم کھلا انہوں نے اپنے عقائد بدل لئے اور ان میں زمین وآسمان کا فرق آ گیا۔ اس کے ثبوت میں متعدد مثالیں دی جا چکی ہیں لیکن مولوی (محمد علی) صاحب کو چونکہ ہماری ہر بات سے ضد ہے اس لئے ابھی تک اپنی ہی بات پر اڑے ہوئے ہیں۔'' (الفضل قادیان ج ۱۶ نمبر ۶۶ ص ۷ کالم ۱، مؤرخہ ۱۹ فروری ۱۹۲۹ء)

(۱۵۵) قادیانی اور لاہوری اختلاف کا فیصلہ

''اس کے مقابلہ میں حضور نے (یعنی مرزا محمود نے) ایک ایسا طریق پیش فرمایا ہے جس میں کسی فرد کو دینی عقائد میں جج بنانے کی ضرورت پیش نہیں آتی، چنانچہ حضور نے تجویز فرمایا کہ ہم میں سے ہر دو کے صحیح عقائد وہی ہو سکتے ہیں جن کو ہم حضرت مسیح موعود کے زمانے میں پیش کرتے رہے ہیں، پس اس زمانے میں مولوی محمد علی صاحب (امیر جماعت لاہور) جن عقائد کو پیش کیا کرتے تھے، میں انہیں ان کی تحریرات سے نکال کر ان کے سامنے پیش کر دیتا ہوں۔ وہ ان کے نیچے یہ لکھ دیں کہ آج بھی میرے یہی عقائد ہیں، اسی طرح وہ میری اس وقت کی تحریرات نکال کر میرے سامنے رکھ دیں اور میں ان کے نیچے لکھ دوں گا کہ آج بھی میرے یہی عقائد ہیں، پھر دونوں کے عقائد کتابی صورت میں شائع کر دیئے جائیں، جن کے ساتھ ہی ہماری یہ تحریریں بھی شامل ہوں کہ ہمارے عقائد آج بھی یہی ہیں۔

ہاں! ایک امر کا ہر فریق کو حق ہوگا کہ اگر اس کی تحریر کا کوئی اقتباس ناقص ہو تو وہ اس وقت کی اپنی کسی تحریر سے اسے مکمل کر دے، یہ تشریحی عبارتیں بھی ہر دو کی حضرت مسیح موعود کے زمانے کی ہی ہوں گی۔ پس فیصلہ کا آسان طریق یہی ہے۔ (واقعی مرزا محمود خلیفہ قادیان

کی تجویز نہایت معقول ہے، لیکن مولوی محمد علی لاہوری غالباً اس طریق پر راضی نہ ہوں گے۔ کیونکہ اس طرح قادیانیت کے معاملہ میں ان کا نفاق سراسر عیاں ہو جائے گا اور میاں صاحب کا اخلاص تو قادیانیت کے ساتھ بہر صورت ظاہر ہے۔ للمؤلف)‘‘

(مرزا محمود کے جواب کا خلاصہ، الفضل قادیان ج ۲۸ نمبر ۱۸۰، مؤرخہ ۹ راگست ۱۹۴۰ء)

(۱۵۶) اظہر من الشّمس

’’حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی نبوت اظہر من الشّمس ہے اور آپ لوگوں پر کافی حجت ہو چکی ہے۔ لیکن اگر کوئی ڈھٹائی سے انکار کرتا جائے تو اس کا علاج ہمارے پاس کچھ نہیں۔ مثال کے طور پر ایک ذاتی واقعہ عرض ہے۔ اگست ۱۹۲۰ء شملہ کا ذکر ہے کہ مولوی محمد علی صاحب کی خدمت میں بندہ نے حضرت اقدس (مرزا قادیانی) کی چند عبارتیں دعویٰ نبوت کے متعلق پیش کیں اور ایک مجمع کی موجودگی میں پیش کیں اور ان کا حل چاہا۔ کچھ دیر تو مولوی (محمد علی) صاحب محکمات اور متشابہات کے طور پر ان عبارتوں کو حل کرنے کی کوشش کرتے رہے لیکن جب دیکھا کہ یہ اس طرح حل نہیں ہوتیں تو جلال میں آ کر فرمانے لگے اگر حضرت (مرزا قادیانی) صاحب کی تحریروں سے یہ ثابت ہو جائے کہ وہ نبی اللہ ہیں تو میں ان کو چھوڑ دوں گا اور مسیح موعود یا مجدد بھی نہیں مانوں گا۔ سبحان اللہ! کیا عمدہ ایمان ہے بجائے اس کے کہ فرماتے۔ اگر ثابت ہو جائے تو میں مان لوں گا۔ فرماتے ہیں، نبوت ثابت ہونے پر مسیح موعود اور مجدد ماننے سے بھی انکار کر دوں گا۔ پس آپ ان لوگوں میں سے ہیں جو کسی بات کے ثابت ہونے پر بھی ایمان کی نسبت کفر کو ترجیح دیتے ہیں۔‘‘

(الفضل قادیان ج ۱۸ نمبر ۳ ص ۶ کالم ۳، مؤرخہ ۵ رجولائی ۱۹۳۰ء)

(۱۵۷) محسن کش

’’اسی قسم کے لوگ ہمارے اندر سے پیدا ہو گئے ہیں اور محسن کشوں کی جماعت ایسے رنگ میں ظاہر ہوئی ہے کہ اس نے خود ہی محسن کشی نہیں کی اور اپنے محسن کے کام کو خود ہی ترک نہیں کیا بلکہ یہ بھی کوشش کی ہے کہ اس کی تعلیم کو دنیا کے پردہ سے مٹا دیں۔ چنانچہ آج ہی ایک خط ماریشس سے آیا ہے جو ایک احمدی نے بھیجا ہے۔ مسٹر نور دیا ان کا نام ہے۔ ان کو مولوی محمد علی صاحب نے ایک خط بھیجا جس میں لکھا کہ مجھے مولوی غلام محمد کے ماریشس جانے کی خوشی ہے، لیکن آپ ان کو یہ سمجھا دیں کہ وہاں یہ عقائد نہ پھیلائیں کہ مسیح موعود مجدد نہیں بلکہ نبی تھے اور اسی لئے (ان کے منکر) تمام مسلمانان عالم کافر ہیں۔ یہاں ہندوستان میں ان دو عقیدوں سے سلسلہ کو نقصان عظیم پہنچا ہے۔ پس وہاں ان کو شروع ہی سے ملیا میٹ کرنا چاہئے۔‘‘ (احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن لاہور کا ماہواری ہینڈ بل نمبر ۲۱، ۲۲ مشمولہ التبلیغ ص ۲)

(۱۵۸) عجب رنگ کے انسان

’’مولوی محمد علی صاحب (امیر جماعت لاہور) بھی عجیب رنگ کے انسان ہیں نہ تو انہیں اپنے کسی قول کی پرواہ ہے اور نہ اپنے کسی فعل کی جیسا موقع دیکھتے ہیں ویسا ہی رنگ اختیار کر لیتے ہیں اور جدھر ضرورت سمجھتے ہیں ادھر ہی ڈھل جاتے ہیں۔ ان کے سابقہ اور موجودہ مذہبی عقائد میں جس قدر اختلاف اور تضاد پایا جاتا ہے اس کی حقیقت تو کئی بار ظاہر کی جا چکی ہے اور ایسی صفائی کے ساتھ ظاہر کی جا چکی ہے کہ خود مولوی صاحب موصوف کو بھی کہنا پڑا کہ میری یا زید بکر کی تحریر کوئی حجت شرعی نہیں۔‘‘ (الفضل قادیان ج ۷ نمبر ۲۷ ص ۵ کالم ۱، مؤرخہ ۴ راکتوبر ۱۹۱۹ء)

(۱۵۹) ناحق ناروا

''ناظرین کرام کو معلوم ہوگا کہ مولوی محمد علی صاحب یہاں سے (قادیان سے) جاتے وقت جہاں کئی ہزار کی لاگت کا ترجمہ قرآن اور صدہا روپے کا کتب خانہ بالکل ناحق ناروا لے گئے اور باوجود ادھر کے واجبی مطالبات کے بالکل چپ لگا بیٹھے۔ ان کے ساتھ ہی ساڑھے تین پونے چار سو روپے کا نیا ٹائپ رائٹر بھی انہوں نے تاحال ناجائز طور پر اپنے قبضہ میں رکھا ہوا ہے۔ جس کی عدم موجودگی میں سلسلہ عالیہ کے بعض ضروری کاموں کا حرج ہوتا تھا۔ مگر اب جماعت کو مشکور ہونا چاہئے کہ حضرت نواب محمد علی صاحب دام اقبالہ نے اپنا ٹائپ رائٹر صدر انجمن کو مرحمت فرمایا ہے۔'' (الفضل قادیان ج۳ نمبر۴ ص۴ کالم۳، مؤرخہ یکم؍جولائی ۱۹۱۵ء)

(۱۶۰) خائن اور بددیانت

''حضرت خلیفۃ المسیح اوّل (حکیم نورالدین) نے تادم وفات جناب مولوی محمد علی کو ترجمۃ القرآن لکھوایا اور مولوی صاحب بحیثیت ملازم صدر انجمن مبلغ دوصد روپے ماہوار خزانہ انجمن سے بطور تنخواہ وصول کر کے اس کا انگریزی ترجمہ کرتے رہے مگر جونہی حضرت نورالدین اعظم نے وفات پائی، جناب مولوی صاحب نے ایبٹ آباد میں تکمیل ترجمہ کے بہانے پر صدر انجمن احمدیہ (قادیان) کے خزانہ سے ایک ہزار روپیہ پیشگی وصول کیا۔ ہزاروں روپے کی قیمتی کتب قومی لائبریری سے لیں اور صدر انجمن کا ٹائپ رائٹر ساتھ لے کر لاہور پہنچ کر وہاں اعلان کر دیا کہ یہ سب کچھ میرا ہے اور پھر حضرت نورالدین کے ترجمۃ القرآن میں تصرف کر کے احمدیت کے مخصوص مسائل نکال دیئے اور بددیانتی وخیانت پر مہر کر دی اور ''ولا تخونوا اللّٰہ والرسول وتخونوا اماناتکم وانتم تعلمون'' کی پرواہ نہ کی۔ پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے: ''ان اللّٰہ لا یحب الخائنین'' یعنی خائن اور بددیانت خدا کا محبوب نہیں بن سکتا۔'' (الفضل قادیان ج۱۸ نمبر۱۳۹، مؤرخہ ۲؍جون ۱۹۳۱ء)

(۱۶۱) ذلیل سے ذلیل

''ایسی کارروائی یوں اعلانیہ طور پر اور علیٰ رؤس الاشہاد تو ایک ذلیل سے ذلیل اور رذیل سے رذیل طبقہ اور اخلاق کا انسان بھی کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا چہ جائیکہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا پریذیڈنٹ (مولوی محمد علی لاہوری قادیانی) جو امیر قوم بھی کہلاتا ہے اس کا مرتکب ہو اور اس میں قطعاً شرم محسوس نہ کرے۔'' (مولوی محمد علی لاہوری کے اپنی سابقہ تحریرات کے متعلق جوابات پر نظر ص۲۵، از محمد اسماعیل قادیانی)

(۱۶۲) عبرتناک حالت

''جناب مولوی محمد علی صاحب کا یہ طریق خطاب وجواب، یہ طرز کلام، گالیاں تمسخر اور استہزاء ان کی موجودہ دینی یا اخلاقی حالت کا جو نقشہ پیش کرتا ہے میں اس کی بحث میں پڑنا نہیں چاہتا، لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ اگر مولوی صاحب کے پاس اصل سوال کا ایک ذرہ بھر بھی جواب موجود ہوتا تو ممکن نہ تھا کہ وہ اس نہایت گندے، نہایت کمینے اور پرلے درجہ کے رذیل اور ذلیل طریق سے کام لیتے۔ پس ان کا اس گند کی طرف جھکنا انہیں درحقیقت مضطر اور مجبور ثابت کر رہا ہے اور ان کی یہ اضطراری حالت اور بے چارگی ایک طرح سے انہیں معذور ثابت کرتی ہے اور ان کی موجودہ حد درجہ کی خطرناک حالت کا نقشہ پیش کر کے عبرت دلاتی ہے۔ پس بجائے اس کے کہ ہم انہیں انکی گالیوں کا جواب دیں ان کے لئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس گندی ناپاک اور عبرتناک حالت سے اور ان ظلمات سے نکالے اور از سر نو انہیں آنکھیں بخشے۔'' (مولوی محمد علی لاہوری کے اپنی سابقہ تحریرات کے متعلق جوابات پر نظر ص۷، از محمد اسماعیل قادیانی)

(۱۶۳) روحانی حلاوت

''اب ہم دوسرے حصہ تفسیر کو لیتے ہیں اس میں جہاں جہاں روحانی حلاوت پائی جاتی ہے، وہ صرف وہی حصہ ہے جہاں مولوی (محمد علی) صاحب نے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے بیان فرمودہ معانی اور تفسیر کو نقل کر دیا ہے اور اگر وہ ایسا نہ کرتے تو بلا ریب تفسیر زیر بحث دیگر عام تفاسیر کی مانند محض روکھی پھیکی اور نکمی باتوں کا مجموعہ بن کر رہ جاتی، لیکن ان تمام مقامات میں بھی مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعود کی کتب وغیرہ کا کوئی حوالہ نہیں دیا۔ ان کا ایسا کرنا دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ رائے عامہ کے مخالف ہو جانے سے ڈر گئے یا پھر دنیا میں اپنی فضیلت وعلمیت کا سکہ بٹھانے اور خراج تحسین حاصل کرنے کے لئے اس سرقہ کے مرتکب ہوئے۔ بہرکیف جو بھی وجہ ہو اس سے مولوی صاحب کی پرلے درجہ کی علمی بددیانتی اور ایمانی کمزوری ظاہر ہے۔ حیف کہ ذاتی نمود یا چند سکوں کی خاطر کہ مبادا حضرت مسیح موعود کو دنیا میں پیش نہ کیا۔''　(الفضل قادیان ج۱۸ نمبر۱۴۷، مؤرخہ ۲۱؍جون ۱۹۳۱ء)

(۱۶۴) ایک طرف دوسری طرف

''ایک طرف تو خطبوں میں، تقریروں میں تحریروں میں آئے دن یہ رونا رویا جاتا ہے کہ آمد کم ہوگئی۔ کام چلانا مشکل ہوگیا۔ ترقی کے بجائے تنزل ہو رہا ہے جو کچھ دے سکتے ہو دے دو اور ایک سوالی کو اپنی دروازہ سے خالی ہاتھ نہ پھیرو۔ لیکن دوسری طرف اسی عرصہ میں ڈلہوزی جیسے خوش نما مقام پر عالی شان کوٹھی تیار کی جاتی ہے جس پر ہزارہا روپیہ پانی کی طرح بہا دیا جاتا ہے اور جب روپیہ کے متعلق سوال ہوتا ہے تو کہہ دیا جاتا ہے۔ یہ میری تصانیف کی آمدنی ہے اور اپنی دیدہ ریزی سے میں نے جو کچھ کمایا وہ اس پر صرف کیا...... معلوم ہوتا ہے مولوی (محمد علی) صاحب ایک طرف تو روز بروز ترقی کی بجائے تنزل کی طرف قدم اٹھنے کی وجہ سے اور دوسری طرف اپنے دوستوں کی طرف سے اس تنزل کا سارا الزام اپنے اوپر عائد ہونے کے باعث گھبرا گئے ہیں اور ان کی گھبراہٹ اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ وہ امارت سے دست بردار ہونے کے لئے تیار بیٹھے ہیں۔ چنانچہ اسی خطبہ جمعہ میں انہوں نے اعلان کر دیا ہے کہ: اگر جماعت اس پر خوش نہیں تو وہ اپنے لئے کسی اور امیر کا انتخاب کر سکتی ہے اور میں خوشی سے اس منصب سے علیحدہ ہونے کے لئے تیار ہوں۔''

(الفضل قادیان ج۱۸ نمبر۶۶، مؤرخہ ۲؍دسمبر ۱۹۳۰ء)

(و) مفتی محمد صادق قادیانی

(۱۶۵) مفتی محمد صادق کا عقیدہ

''میں حضرت مسیح موعود کو ان کی زندگی میں ہی ایسا نبی اور رسول مانتا تھا جیسا کہ پہلے انبیاء مذکورہ تورات، انجیل وقرآن شریف ہے۔ صرف فرق اتنا ہے کہ حضرت مسیح موعود لازماً آنحضرت ﷺ کے امتی اور آنحضرت ﷺ کے فیضان سے مقام نبوت کو حاصل کرنے والے تھے۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ تدریجاً کب میں نے اس عقیدہ کو حاصل کیا۔ لیکن بعض واقعات ایسے مجھے یاد ہیں۔ جن سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود کی زندگی میں میرا یہ عقیدہ ہو گیا تھا، مثلاً ایک دفعہ حضرت مسیح موعود صبح کی سیر سے واپس آکر احمدیہ چوک میں کھڑے ہوگئے۔ بہت سے احباب آپ کے اردگرد حلقہ کئے ہوئے تھے۔ میں اور چند دوست حلقہ کے باہر کھڑے تھے۔ ہم نے دیکھا کہ ایک دہقانی آدمی بڑے شوق سے حلقہ کے آدمیوں کو چیرتا ہوا اندر گھستا چلا جاتا تھا تاکہ حضرت مسیح موعود کے قریب ہو جائے۔ کسی دوست نے اس کی

اس حرکت کو ناپسندیدگی سے دیکھ کر کہا۔ دیکھو کس طرح لوگوں کو ہٹا کر گھسا جاتا ہے۔ اس وقت بے اختیار میرے منہ سے اس طرح کے الفاظ نکلے کہ لوگ بھی کیا کریں۔ تیرہ سو سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایک نبی بھیجا ہے۔ اس نظارے اور اس گفتگو کو میں نے انہی ایام میں اخبار بدر میں چھاپ دیا تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود کی زندگی میں ہی عاجز راقم آپ کو صرف مجدد ہی نہ مانتا تھا، بلکہ نبی، کیونکہ مجدد تو ہر صدی پر آتے رہے۔'' (مفتی محمد صادق قادیانی سابق ایڈیٹر بدر کا حلفیہ بیان، فرقان قادیان ج۱ نمبر۱۰ ص۱۳،۱۴، بابت اکتوبر ۱۹۴۲ء)

(۱۶۶) تیرہ سو سال کے بعد ایک نبی

''۲۶؍دسمبر ۱۹۰۷ء کی صبح کو حضرت اقدس باہر سیر کے واسطے تشریف لے چلے۔ احباب جوق در جوق ساتھ ہوئے۔ عاشق پروانہ کی طرح زیارت کے واسطے آگے بڑھتے تھے۔ اس قدر ہجوم تھا کہ سیر کو جانا مشکل ہوگیا تا کہ نو واردین مصافحہ کر لیں۔ قریباً دو گھنٹہ تک آپ کھڑے رہے اور عشاق آگے بڑھ بڑھ کر آپ کا ہاتھ چومتے رہے۔ اس وقت کا نظارہ قابل دید تھا۔ ہر ایک یہی چاہتا تھا کہ سب سے پہلے میں آگے بڑھوں اور زیارت کروں۔ ایک دیہاتی دوسرے کو کہہ رہا تھا کہ اس بھیڑ میں سے زور کے ساتھ اندر جا اور زیارت کرا اور ایسے موقع پر بدن کی بوٹیاں بھی اڑ جاویں تو پرواہ نہ کر۔ ایک صاحب بولے کہ لوگوں کو بہت تکلیف ہے اور خود حضرت ایسے گرد و غبار میں اتنے عرصہ سے تکلیف کے ساتھ کھڑے ہیں۔ میں (مفتی محمد صادق) نے کہا۔ لوگ بیچارے سچے ہیں۔ کیا کریں تیرہ سو سال کے بعد ایک نبی کا چہرہ دنیا میں نظر آیا ہے۔ پروانے نہ بنیں تو کیا کریں۔ اس وقت خدا تعالیٰ کی وہ وحی یاد آ کر غالب اور سچے خدا کے آگے سر جھک جاتا تھا جس میں آج سے پچیس سال پہلے کہا گیا تھا کہ لوگ دور دور سے تیرے پاس آویں گے۔ یہی بازار یہی میدان تھے۔ جن میں سے حضرت اکیلے گزر جاتے تھے اور کوئی خیال نہ کرتا تھا کہ کون گیا ہے اور یہی میدان ان ہزاروں آدمیوں سے بھر گئے ہیں۔ جو صرف اس کی پیاری صورت دیکھنے کے عاشق ہیں۔ کاش کہ اب بھی مخالفین سوچیں اور غور کریں کہ کیا یہ انسان کا کام ہے کہ وہ ایسی بات اپنے پاس سے بنائے اور پھر وہ ایسے زور سے باوجود مخالفت کے پوری بھی ہو جائے۔

نوٹ: یہ رپورٹ انہی دنوں اخبار بدر ۱۹؍جنوری ۱۹۰۷ء میں چھپی تھی۔'' (ذکر حبیب ص۱۵۴،۱۵۵، مصنفہ مفتی محمد صادق قادیانی)

(۱۶۷) قادیان کی شادیاں

''پچھلے دنوں قادیان سے بعض بزرگوں کی نئی شادیوں کی اطلاع موصول ہوئی تھی جن کو صرف تھوڑے تھوڑے دنوں کے وقفہ سے نکاح کا شوق چرایا اور ان ارباب عزیمت نے اس شوق کو پورا کر کے چھوڑا۔ (مثلاً مفتی محمد صادق، میر قاسم علی اور مولانا عبدالرحیم) جن کی عمریں ہرگز ستر ستر سال سے کم نہیں ہیں۔ انہوں نے حال ہی میں نوجوان عورتوں سے نکاح کئے ہیں۔ (مزید برآں مفتی صاحب تو یوں بھی شدید قسم کے امراض مثانہ میں مبتلا ہیں، چنانچہ ان امراض کی کیفیت اپنے محل پر دوسری جگہ درج ہے۔ للمؤلف) مفتی محمد صادق صاحب نے چند سال پیشتر ایک جرمن خاتون سے نکاح کیا تھا۔ لیکن وہ مکتفی نہ ہوئیں۔ لہٰذا اب ایک اور کر لی اور اس کے متعلق آپ کو اتنا اضطراب تھا کہ کراچی میں بیمار پڑے تھے۔ منسوبہ (لڑکی) قادیان میں تھی۔ مفتی صاحب نے واپسی کا انتظار بھی نہیں کیا اور ایک صاحب کو اپنا نمائندہ بنا کر بطریق نیابت نکاح فرمالیا۔ (اس زمانہ میں نمائندگی نیابت ہر شعبہ زندگی میں رواج پا رہی ہے۔ چنانچہ مفتی صاحب نے بھی نکاح میں اس کو گوارا کر لیا۔ حالانکہ اس کی کوئی شرعی ضرورت اس موقعہ پر نظر نہیں آتی۔ للمؤلف) مولانا عبدالرحیم قادیانی ایک نوجوان دوشیزہ کو پڑھایا کرتے تھے۔ ایک دم معلوم ہوا کہ استاد شاگرد نے نکاح کر لیا اور اس نکاح کی مصلحت یہ بتائی کہ مردوں اور عورتوں میں بیک

وقت تبلیغ اسلام کے لئے یہی طریقہ بہتر ہے کہ جن ہستیوں میں تبلیغ کی تڑپ ہو وہ آپس نکاح کا تعلق پیدا کر کے ''بلغ ما انزل الله الیک''، پرعمل کریں۔ (شادیوں کی ضرورتیں اور مصلحتیں ہوتی ہیں جن کا قیاس میں آنا آسان نہیں ہوتا خاص کر جب کہ بڈھے دولہا جو ان دلہنوں سے شادی کریں حتیٰ کہ نائب مقرر کر کے بطریق نمائندگی یہ کام پورا کرائیں۔للمؤلف)''

(مضمون مندرجہ اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۸ نمبر ۶۷، مؤرخہ ۲۸؍اکتوبر ۱۹۴۰ء)

(۱۶۸) خرابی صحت

''حضرت مفتی محمد صادق صاحب کے متعلق ساڑھے نو بجے شب کی اطلاع مظہر ہے کہ آپ کو آج دن بھر بندش پیشاب کی شدید تکلیف رہی جواب بھی ہے، ساتھ ہی بخار اور کھانسی کی بھی شکایت ہے۔ احباب صحت کے لئے خاص طور پر دعا کریں۔''

(اطلاع مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۸ نمبر ۱۸۷ ص ۲ کالم ۳، مؤرخہ ۱۸؍اگست ۱۹۴۰ء)

''حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی طبیعت بے حد علیل ہے۔ غدہ قدامیہ کی سوزش بہت بڑھ گئی ہے، چند دن سے خون آرہا ہے۔ رات آدھ سیر کے قریب خون خارج ہوا مثانہ میں زخم ہوگئے ہیں۔ پیشاب کا ایک قطرہ بھی پیدا ہوتا ہے تو سازش شروع ہو جاتی ہے۔ رات بھر پانچ پانچ دس دس منٹ کے وقفہ سے سوزش کے تکلیف دہ دورے ہوتے رہے۔ سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے علاج کے لئے حضرت میر محمد اسماعیل صاحب کو ارشاد فرمایا اور حضرت میر صاحب نے پنسلین کے ٹیکے تجویز فرمائے......''

(اعلان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۳۴ نمبر ۸ ص ۲ کالم ۱، مؤرخہ ۹؍جنوری ۱۹۴۶ء)

''جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے حضرت مفتی محمد صادق صاحب کے متعلق اطلاع دی کہ آپ کے مثانہ میں جو ورم اور جریان خون تھا اس کی وجہ سے مثانہ کو اپریشن کے ذریعہ شگاف کر کے کھولا گیا اور جریان خون بند کیا گیا اب عام طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔''

(ڈاکٹری رپورٹ مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۳۴ نمبر ۱۰ ص ۱ کالم ۱، مؤرخہ ۱۱؍جنوری ۱۹۴۶ء)

''حضرت مفتی محمد صادق صاحب پچھلے دنوں بہت بیمار رہے۔ آپ کی عمر قریباً ۷۵ سال کی ہے...... حضرت مفتی صاحب حضرت مسیح موعود کے عاشق صادق ہیں۔ (اور قادیانی اصطلاح میں وہ میرزا قادیانی کے خاص صحابہ میں شمار ہوتے ہیں۔للمؤلف)''

(کیفیت مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۳۴ نمبر ۶۶ ص ۹ کالم ۱، مؤرخہ ۱۹؍مارچ ۱۹۴۶ء)

(۱۶۹) مفتی صاحب تھیٹر میں

''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے امرتسر جانے کی خبر سے بعض اور احباب بھی مختلف شہروں سے وہاں آگئے۔ چنانچہ کپورتھلہ سے محمد خان صاحب مرحوم اور منشی ظفر احمد صاحب بہت دنوں وہاں ٹھہرے رہے۔ گرمی کا موسم تھا اور منشی صاحب اور میں ہردو نحیف البدن اور چھوٹے قد کے آدمی ہونے کے سبب ایک ہی چارپائی پر دونوں لیٹ جاتے تھے۔ ایک شب دس بجے کے قریب میں (مفتی صادق قادیانی) تھیٹر چلا گیا جو مکان کے قریب ہی تھا اور تماشہ ختم ہونے پر دو بجے رات کو واپس آیا۔ صبح منشی ظفر احمد صاحب نے میری عدم موجودگی میں حضرت صاحب (مرزا قادیانی) کے پاس میری شکایت کی کہ مفتی صاحب رات تھیٹر چلے گئے تھے۔ حضرت صاحب نے فرمایا، ایک دفعہ ہم بھی گئے تھے تا کہ معلوم ہو کہ وہاں کیا ہوتا ہے۔''

(ذکر حبیب ص ۱۸، مصنفہ مفتی محمد صادق قادیانی)

فصل سولہویں

قادیانیوں کی جماعت قادیان

(۱) قادیان

’’قادیان کیا ہے؟ وہ خدا کے جلال اور اس کی قدرت کا چمکتا ہوا نشان ہے اور حضرت مسیح موعود کے فرمودہ کے مطابق خدا کے رسول کا تخت گاہ ہے...... قادیان خدا کے مسیح کا مولد مسکن اور مدفن ہے۔ اس بستی میں وہ مکان ہے جس میں دنیا کا نجات دہندہ، دجال کا قاتل، صلیب کو پاش پاش کرنے والا اور اسلام کو تمام ادیان پر غالب کرنے والا پیدا ہوا۔ اس میں اس نے نشوونما پائی اور اسی جگہ اس کی زندگی گزری۔‘‘ (الفضل قادیان ج۱۷ نمبر۴۸، مؤرخہ ۱۳؍دسمبر ۱۹۲۹ء)

’’قادیان کی بستی خدا کے انوار کے نازل ہونے کی جگہ ہوئی۔ اس کی گلیوں میں برکت رکھی گئی، اس کے مکانوں میں برکت رکھی گئی ایک ایک اینٹ آیت اللہ بنائی گئی۔ اس کی مساجد پرنور، موذن کی اذان پرنور، اسلام کے غلبہ کی تصویر بشکل منارہ اسی جگہ بنائی گئی۔ جہاں خدا کا مسیح نازل ہوا۔ اس منارہ سے وہی ’’لا الٰہ الا اللّٰہ‘‘ کی آواز پھر بلند کی گئی جو آج سے تیرہ صدیاں قبل عرب میں بلند کی گئی تھی۔‘‘ (الفضل قادیان ج۱۶ نمبر۵۲ ص۴ کالم۱، مؤرخہ یکم؍جنوری ۱۹۲۹ء)

’’وہ بستی قادیان ہے جس کا نام اب زبان زد خلائق ہو رہا ہے اور مکہ کی طرح اس کے شرف کو بھی قائم کرنے کے لئے اس کے ایک ایسے مکین کو منتخب کیا کہ جس کے نام سے دنیا ناواقف تھی...... وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب جری اللہ فی حلل الانبیاء ہیں۔ اس کا پاک وجود ہے۔ جس نے حضرت نبی کریم ﷺ کے زمانہ کی یاد کو تازہ کر دیا۔

زمین قادیان اب محترم ہے ہجوم خلق سے ارض حرم ہے‘‘

(الفضل قادیان ج۱۲ نمبر۶۶، مؤرخہ ۱۶؍دسمبر ۱۹۲۴ء)

’’یہ مقام (قادیان) وہ مقام ہے جس کو خداتعالیٰ نے تمام دنیا کے لئے ناف کے طور پر بنایا ہے اور اس کو تمام جہاں کے لئے ام قرار دیا ہے اور ہر ایک فیض کو اسی مقدس مقام سے حاصل ہوسکتا ہے۔ اس لئے یہ مقام خاص اہمیت رکھنے والا مقام ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان، مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج۱۲ نمبر۷۱ ص۱۰ کالم۲، مؤرخہ ۳؍جنوری ۱۹۲۵ء، خطبات محمود ج۸ ص۵۵۵)

’’میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتادیا ہے کہ قادیان کی زمین بابرکت ہے۔ یہاں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ والی برکات نازل ہوتی ہیں۔‘‘ (ارشاد مرزا محمود خلیفہ قادیان، مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج۲۰ نمبر۷۰ ص۱ کالم۲، مؤرخہ ۱۱؍دسمبر ۱۹۳۲ء)

’’قادیان میں ہمارے مقدس مقامات ہیں اور ہمارے لئے قادیان کے بعض مقامات ویسے ہی مقدس ہیں جیسا کہ ہمارے نزدیک اور دوسرے انبیاء کے ماننے والوں کے نزدیک ان انبیاء کے مقامات مقدس ہیں۔‘‘

(تقریر مرزا محمود خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج۸ نمبر۷۶،۷۷، مؤرخہ ۱۱-۱۴؍اپریل ۱۹۲۱ء)

’’یہ تو وہ مقام ہے جو حضرت مسیح موعود کو کشفی طور پر قرآن کریم میں دائیں طرف لکھا ہوا دکھایا گیا، پھر یہ وہ مقام ہے جس کی شان

خدا کا مسیح اس طرح بیان فرماتا ہے کہ: ’’قادیان یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے اور یہ تمام امتوں کے لئے نشان ہے۔‘‘ (دافع البلاء ص۱۰، خزائن ج۱۸ ص۲۳۰)‘‘ (الفضل قادیان ج۸ نمبر۶ ص۴ کالم۳، مؤرخہ۲۹؍جولائی ۱۹۲۰ء)

عرب نازاں ہے گر ارض حرم پر تو ارض قادیاں فخر عجم ہے

(الفضل قادیان ج۲۰ نمبر۷۶ ص۹ کالم۱، مؤرخہ۲۵؍دسمبر۱۹۳۲ء)

اے قادیاں اے قادیاں تیری فضائے نور کو
دیتی ہے ہر دم روشنی جو دیدہ ہائے حور کو
میں قبلہ و کعبہ کہوں یا سجدہ گاہ قدسیاں
اے تخت گاہ مرسلاں اے قادیاں اے قادیان

(الفضل قادیان ج۲۰ نمبر۲۱ ص۲ کالم۲، مؤرخہ۱۸؍اگست ۱۹۳۲ء)

سنو میرے یارو چلو قادیان کو تساہل کو چھوڑو چلو قادیان کو
بہت سوئے اٹھو چلو قادیان کو نبی آ گیا لو چلو قادیان کو
چلو قادیان کو چلو قادیان کو

(الفضل قادیان ج۱۸ نمبر۱۴۴، مؤرخہ۱۳؍جون ۱۹۳۱ء)

(۲) شعائراللہ

’’پھر شعائراللہ کی زیارت بھی ضروری ہے یہاں (قادیان میں) کئی ایک شعائراللہ ہیں۔ مثلاً یہی علاقہ ہے جہاں جلسہ ہو رہا ہے...... اسی طرح شعائراللہ میں مسجد مبارک، مسجد اقصیٰ، منارۃ المسیح شامل ہیں۔ ان مقامات میں سیر کے طور پر نہیں بلکہ ان کو شعائراللہ سمجھ کر جانا چاہئے تاکہ خداتعالیٰ ان کے برکات سے مستفیض کرے۔‘‘

(تقریر جلسہ سالانہ مرزامحمود خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج۲۰ نمبر۸۱ ص۳ کالم۳، مؤرخہ۸؍جنوری ۱۹۳۳ء، انوارالعلوم ج۱۲ ص۵۷۸)

’’اسی طرح ایک زندہ نشان حضرت ام المؤمنین (مرزاغلام احمد قادیانی کی اہلیہ) ہیں۔ صحابہ کا یہ طریق تھا کہ جب آتے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور باقی امہات المؤمنین کی خدمت میں حاضر ہوکر سلام کرتے اور ان کی دعاؤں کے مستحق بنتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (مرزاقادیانی) کے زمانہ میں اور پھر بعد میں بھی کئی لوگ حضرت ام المؤمنین (مرزاقادیانی کی اہلیہ) کی خدمت میں حاصر ہوتے اور دعا کی درخواست کرتے۔ نئے آنے والے لوگوں کو چونکہ اس قسم کی باتیں معلوم نہیں ہوتیں۔ پھر اتنے ہجوم میں یہ بھی خیال ہوسکتا ہے کہ شاید حاضر ہونے کا موقعہ نہ مل سکے۔ اس لئے میں نے یہ بات یاد دلا دی ہے۔‘‘

(تقریر جلسہ سالانہ مرزامحمود خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج۲۰ نمبر۸۱ ص۳ کالم۳، مؤرخہ۸؍جنوری ۱۹۳۳ء، انوارالعلوم ج۱۲ ص۵۷۹)

(۳) حرم میں شعائراللہ

’’ہمارے جلسہ سالانہ کے متعلق حضرت مسیح موعود نے پہلے ہی سے بتادیا تھا کہ دینی اغراض کے لئے قادیان میں اس موقعہ پر اس کثرت سے لوگ آیا کریں گے کہ ان کے اس ہجوم سے جو صرف دین کی خاطر ہوگا۔ قادیان کی زمین حرم کا نام پائے گی...... پس ہمارا جلسہ

شعائر اللہ ہے بلکہ ہر آنے والا شعائر اللہ ہے اور ''من یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب'' کے مطابق جو اللہ تعالیٰ کے نشانوں کی عظمت کرتا ہے وہ اپنے تقویٰ کا ثبوت دیتا ہے۔''

(خطبہ جمعہ مندرجہ الفضل قادیان ج ۱۳ نمبر ۷۲، مؤرخہ ۲۵ ردسمبر ۱۹۲۵ء، خطبات محمود ج ۹ ص ۳۹۱ تا ۳۹۷)

(۴) وہاں

''ہاں ہاں مجھے وہاں جانا ہے جہاں وہ مسجد مبارک مسجد ہے جس کے بارے میں خداوند عالم نے ''مبارک مبارک کل امر یجعل فیھا مبارک'' فرمایا۔ پھر وہ مسجد ہے جو منارۃ المسیح کی حامل اور اپنی عظمت و برکت کے لحاظ سے بیت المقدس و بیت العتیق کی مساجد میں شامل ہے۔ جہاں وہ مقبرہ بہشتی ہے جس کے بارے میں ارشاد ربانی ہے کہ: ''انزل فیھا کل رحمۃ'' مر کے تو خدا جانے کہاں دفن ہوں گا، مجھے جیتے جی ایک بار اس بہشت بریں سے ہو آنے دو جو خدا کے مسیح کا شہر، خدا کے مسیح کا مرکز، خدا کے مسیح کا آرام گاہ ہے۔ میں جاؤں گا اور ضرور جاؤں گا۔ کیونکہ خدا، ابراہیم کے خدا، یعقوب کے خدا، موسیٰ کے خدا، عیسیٰ کے خدا، محمد کے خدا، میرے مرزا کے خدا نے اس مقام کو برکت دی۔ برکت ہی نہیں دی بلکہ ہمیشہ کے لئے اسے دارالامان ٹھہرایا۔ اسے بیت المقدس کا قائم مقام بنایا۔''

(الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۸۲ ص ۳ کالم ۱، مؤرخہ ۲۴ ردسمبر ۱۹۱۴ء)

(۵) دعوت قادیان

''اس زمانہ کے مرسل و مامور حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے اپنی جماعت کے لوگوں کو قادیان بار بار آنے کی تاکید فرمائی ہے۔ کیونکہ یہ وہ مقام ہے جہاں آ کر انسان ہر آن خدا تعالیٰ کے زندہ نشانات کا مشاہدہ کر کے اپنے ایمان کو تازہ کر سکتا ہے۔ بعض مقامات خدا تعالیٰ کے جلال و جمال کی تجلی گاہ ہونے کی وجہ سے اپنے اندر ایسی ایمان پرور اور بصیرت افروز تاثیرات رکھتے ہیں جن کی وجہ سے انہیں دنیا کی دیگر بستیوں پر ایک نمایاں فضیلت اور شرف حاصل ہو جاتا ہے۔ کوہ طور مادی طور پر دنیا کے دوسرے پہاڑوں سے کسی طرح بھی افضل نہیں۔ بیت المقدس دنیا کے دیگر مقامات کی طرح ایک مقام ہے۔ مکہ ایک غیر آباد خطہ میں پتھر کی چند ایک عمارتوں کا مجموعہ ہے، مگر اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ ان مقامات کو خدا تعالیٰ کے محبوب اور برگزیدہ انسانوں سے انتساب کی وجہ سے ایک خاص شرف اور بزرگی حاصل ہے۔ اسی طرح قادیان بھی خدا تعالیٰ کی تازہ تجلیات کی مورد اور اس کے مقدس رسول کا تخت گاہ ہے۔ قادیان وہ مقام ہے جسے اس دہریت اور مادہ پرستی کے زمانہ میں حفاظت و اشاعت اسلام کے لئے اللہ تعالیٰ نے دنیا کا مرکز قرار دیا۔ وہ مبارک ایام اور وہ یمن و سعادت سے لبریز گھڑیاں جو خدا تعالیٰ کے فرستادہ نے منشائے ایزدی کے ماتحت اپنی جماعت کی روحانی تربیت اور روحانی ترقی کے لئے مقرر فرمائی تھیں، بالکل سر پر ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے ایمان کی سلامتی اور خدا تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے بار بار قادیان آنا ضروری قرار دیا ہے اور اس کے لئے بتاکید ارشاد فرمایا ہے لیکن وہ لوگ جو بشری کمزوریوں اور مجبوریوں کے باعث دوران سال میں اس سعادت سے محروم رہتے ہیں۔ انہیں جلسہ سالانہ کے موقع کو ایک نعمت غیر مترقبہ خیال کرنا چاہئے اور اگر ان کے نزدیک ایمان و روحانیت کی کوئی بھی قدر و قیمت ہے تو انہیں ہر قیمت پر ادا کر کے جلسہ میں شامل ہونا چاہئے۔''

(الفضل قادیان ج ۱۸ نمبر ۷۱، مؤرخہ ۱۳ ردسمبر ۱۹۳۰ء)

(۶) قادیان کا قیام

''خدا تعالیٰ نے قادیان کو مرکز بنایا ہے اس لئے خدا تعالیٰ کے جو برکات اور فیوض یہاں نازل ہوتے ہیں اور کسی جگہ نہیں ہیں۔

پھر جس کثرت سے حضرت مسیح موعود کے صحابہ یہاں موجود ہیں اور کسی جگہ نہیں ہیں، اس لئے یہاں کے لوگوں کے ساتھ ملنے سے انسان کا دل جس طرح صیقل ہوتا ہے اور جس طرح اسے تزکیہ نفس حاصل ہوتا ہے اس طرح کسی جگہ کے لوگوں کے ساتھ ملنے سے نہیں ہوتا۔ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے فرمایا ہے کہ جو لوگ قادیان نہیں آتے مجھے ان کے ایمان کا خطرہ ہی رہتا ہے۔''

(انوار خلافت ص ۱۱۷، انوار العلوم ج ۳ ص ۱۷۲)

''اللہ تعالیٰ نے قادیان کی بستی کو اپنے نبی کی زبان پر دارالامان کا خطاب بخشا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے: ''من دخلہ کان امنا'' حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے جو نیا آسمان اور نئی زمین بنانے کا وعدہ فرمایا ہے، قادیان دارالامان اس نئی دنیا کا تقدیر الٰہی میں مرکز قرار پا چکا ہے۔ اس لئے مخلص احمدیوں کو چاہئے کہ اس کی برکات روحانی وجسمانی سے متمتع ہونے کے لئے اور اپنی اولاد کو ان میں شریک کرنے کے لئے قادیان کی طرف خدمت دین اور روحانی علاج کی نیت سے ہجرت کریں۔''

(ناظر اعلیٰ قادیان کا مضمون ''تحریک ہجرت'' مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۸ نمبر ۱۲۸ ص ۳ کالم ۱، مؤرخہ ۷؍مئی ۱۹۳۱ء)

''ایک نصیحت میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جلسہ کے بغیر بھی دوستوں کو قادیان آتے رہنا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے فرمایا ہے جو بار بار قادیان نہیں آتا اس کے ایمان کے متعلق مجھے خطرہ ہے۔ ادھر یہاں کی بود وباش کو آپ نے ضروری قرار دیا ہے۔ پس احباب کو چاہئے کہ قادیان کو زندگی میں وطن بنانے اور مرکر مدفن بنانے کی کوشش کریں۔ اسی کے ماتحت میں نے ایک تحریک کی ہے کہ مکانات بنوانے کے لئے ایک کمیٹی بنائی جائے جس میں شامل ہونے والوں کے لئے پچیس روپیہ کا ایک حصہ رکھا گیا ہے۔ دوست اس کمیٹی میں شریک ہوں۔ حصہ ڈالیں اور یہاں مکان بنوائیں۔''

(تقریر جلسہ سالانہ مرزا محمود خلیفہ قادیان، مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۰ نمبر ۸۱ ص ۴ کالم ۲، مؤرخہ ۸؍جنوری ۱۹۳۳ء، انوار العلوم ج ۱۲ ص ۵۸۰)

(۷) بلا اجازت

''خدا کے مسیح (مرزا قادیانی) نے قادیان کو مرکز قرار دیا اور بابرکت مقام اور مرجع الخلائق قرار دیا اور فرمایا ؎

زمین قادیان اب محترم ہے ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

پھر یہاں تک فرمایا کہ جو ہجرت کر کے قادیان آنے کی نیت نہیں رکھتا مجھے اس کے ایمان میں شبہ ہے۔''

(مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۶ نمبر ۵۱ ص ۸ کالم ۳، مؤرخہ ۲۵؍دسمبر ۱۹۲۸ء)

''سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز (مرزا محمود) کا فیصلہ ہے کہ باہر کی جماعتوں میں سے کوئی احمدی دوست بلا اجازت مرکز ہجرت کی غرض سے قادیان نہ آئے۔ اس اعلان کے ذریعہ سے عہدہ داران جماعت کو تاکید کی جاتی ہے کہ حضور کی اس ہدایت کی پورے طور پر اشاعت کریں کہ کوئی دوست بغیر مقامی عہدہ داران کی وساطت کے مرکز سے اجازت حاصل کرنے کے بغیر قادیان میں ہجرت کر کے نہ آئے۔ (ناظر امور عامہ قادیان)'' (الفضل قادیان ج ۲۴ نمبر ۴۲ ص ۴ کالم ۴، مؤرخہ ۱۸؍اگست ۱۹۳۶ء)

''سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا فیصلہ ہے کہ باہر کی جماعتوں میں سے کوئی احمدی دوست بلا اجازت مرکز، ہجرت کی غرض سے قادیان نہ آئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مقامی جماعتوں نے حضور کی اس ہدایت کی اشاعت پورے طور پر احباب کے اندر نہیں کی ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ بہت سے دوست بغیر اجازت مختلف جگہوں سے مرکز میں ہجرت کی غرض سے آتے۔ اب اس

اعلان کے ذریعہ پھر عہدہ داران جماعت کو تاکید کی جاتی ہے کہ حضور کی اس ہدایت کو پورے طور پر اشاعت کریں کہ کوئی دوست مقامی عہدہ داران کی وساطت سے مرکز سے اجازت حاصل کرنے کے بغیر قادیان میں ہجرت کر کے نہ آئے۔ (ناظر امور عامہ قادیان)''

(الفضل قادیان ج ۲۴ نمبر ۶۶ ص ۲ کالم ۱، مؤرخہ ۱۶؍ستمبر ۱۹۳۶ء)

''ہر احمدی کو نوٹ کر لینا چاہئے کہ سیدنا امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا یہ فیصلہ ہے کہ کوئی دوست مرکز کی اجازت کے بغیر قادیان میں ہجرت نہ کریں۔ اس لئے جو صاحب ہجرت کی نیت رکھتے ہوں وہ اپنے مقامی عہدہ داروں کی وساطت سے مرکز سے اجازت حاصل کر لیں۔ اگر کوئی دوست اس کی خلاف ورزی کریں گے تو اغلب ہے کہ ان کو ان کی منشاء کے خلاف مرکز سے واپس جانے کے لئے کہا جائے جس سے مالی نقصان کے علاوہ ان کے احساسات کو بھی ٹھیس لگے گی اس لئے میں ہر دوست سے توقع رکھتا ہوں کہ وہ اس امر کی پوری پابندی کر کے مرکز کے لئے آسانی پیدا کرے گا۔ (ناظر امور عامہ)''

(الفضل قادیان ج ۲۴ نمبر ۲۷ ص ۱۰ کالم ۳، مؤرخہ ۲۳؍ستمبر ۱۹۳۶ء)

(۸) مرزا قادیانی کے صحابہ

''پھر حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے صحابہ سے ملنا چاہئے۔ کئی ایسے ہوں گے جو پھٹے پرانے کپڑوں میں ہوں گے اور ان کے پاس سے کہنی مار کر لوگ گزر جاتے ہوں گے۔ مگر وہ ان میں سے ہیں جن کی تعریف خود خدا تعالیٰ نے کی ہے۔ ان سے خاص طور پر ملنا چاہئے۔'' (تقریر جلسہ سالانہ مرزا محمود خلیفہ قادیان، مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۰ نمبر ۸۱ ص ۳ کالم ۳، مؤرخہ ۸؍جنوری ۱۹۳۳ء، انوار العلوم ج ۱۲ ص ۵۷۹)

(۹) انبیاء کے خاص اصحاب

''خاکسار عرض کرتا ہے کہ میاں عبداللہ صاحب (سنوری) مرحوم سابقون اولون میں سے تھے اور حضرت مسیح موعود کے ساتھ ان کو ایک غیر معمولی عشق تھا...... جب وہ پہلے پہل حضرت (مرزا قادیانی) صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کی عمر صرف اٹھارہ سال کی تھی اور اس کے بعد آخری لمحہ تک ایسے روز افزوں اخلاص اور وفاداری کے ساتھ مرحوم نے اس تعلق کو نبھایا کہ جو صرف انبیاء کے خاص اصحاب ہی کی شان ہے۔ ایسے لوگ جماعت کے لئے موجب برکت اور رحمت ہوتے ہیں اور ان کی وفات ایک ایسا قومی نقصان ہوتی ہے جس کی تلافی ممکن نہیں ہوتی...... وفات مرض فالج سے ہوئی جس میں مرحوم نے تیرہ دن بہت تکلیف سے کاٹے۔ فالج کا اثر زبان پر بھی تھا اور طاقت گویائی نہیں رہی تھی مگر ہوش قائم تھے۔'' (سیرت المہدی حصہ دوم ص ۱۰۸، روایت نمبر ۴۳۶، جدید ج ۱ حصہ دوم ص ۳۹۷، روایت نمبر ۴۳۹)

(۱۰) ابوہریرہ اور حسان

''بعد اذان مغرب حضور (مرزا محمود) نے باتوں باتوں میں فرمایا لوگوں کو کیا علم ہو سکتا ہے کہ حافظ معین الدین (مرحوم)، حافظ حامد علی (مرحوم)، بابا روڑا (مرحوم) وغیرہ دنیا میں کیا کام کر گئے اور ہمارے سلسلہ کی کس قدر انہوں نے خدمت کی ہے۔ دنیا کو ان کی کچھ خبر نہیں وجہ یہ کہ اخباروں میں ان کا کچھ ذکر نہیں آیا۔ اسی طرح اگر ابوہریرہ اور حسان بھی اس زمانہ میں ہوتے تو ان کا بھی یہی حال ہوتا...... (بابا روڑا) حضرت (مرزا قادیانی) صاحب سے اکثر درخواست کیا کرتے تھے کہ حضور کبھی کپورتھلہ تشریف لائیں۔ ایک دفعہ حضرت (مرزا قادیانی) صاحب یوں ہی بغیر اطلاع کپورتھلہ کو چل پڑے۔ حضور (مرزا قادیانی) کے ساتھ یکہ میں ایک سخت مخالف بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے بابا روڑا سے جا کر کہا تیرا مرزا آرہا ہے۔ اب بابا مرحوم کو اس کا اعتبار نہ آئے کہ اس قدر عظیم الشان شخص کس طرح کپورتھلہ آسکتا

ہے۔ دوسری، طرف محبت ان کو کھینچے لئے جائے کہ شاید حضور تشریف لے آئے ہوں، چنانچہ انہوں نے اس مخالف کو سخت گالیاں نکالنی شروع کردیں کہ تو جھوٹ بکتا ہے اور ننگے سر اور ننگے پیر بھاگ پڑے کہ شاید تشریف لائے ہوں، مگر تھوڑی دور جا کر پھر کھڑے ہوگئے اور اس کو گالیاں نکالنی شروع کردیں۔ مگر پھر محبت نے کھینچا اور یکہ خانہ کی طرف بھاگے۔''

(ارشاد مرزا محمود خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج ۸ نمبر ۱۵ ص ۱، ۲ کالم ۱ تا ۳، مؤرخہ ۳۰/اگست ۱۹۲۰ء)

(۱۱) جناب الٰہی سے پکوڑے کھانے کی ممانعت

''جب ہم بٹالہ (ضلع گورداسپور) پہنچے تو مولوی (شیر علی) صاحب نے فرمایا کہ بازار سے پکوڑے روٹی کے ساتھ کھانے کے لئے لے لیں۔ میں نے عرض کی کہ مجھے تو ضرورت نہیں (میں چنے یعنی نخود کی چیز نہیں کھایا کرتا تھا۔ اب تک بھی نہیں کھاتا) مولوی صاحب کے لئے ایک پیسہ کے پکوڑے کے لئے۔ میں اور مولوی صاحب یکہ پر ہی سوار تھے۔ اس وقت ایک شخص نے مجھے تین روپے دیئے کہ فلاں شخص کو لاہور میں دے دینا۔ میں اس وقت یکہ پر ہی سوار روٹی کھاتا رہا۔ مولوی صاحب نے بھی وہی روٹی کھائی، مگر ایک روٹی اور ایک پکوڑا میری طرف کیا کہ یہ آپ کھالیں۔ میں نے مولوی صاحب کو فرشتہ سمجھ کر آپ کا دیا ہوا پکوڑا اور روٹی لے لی اور کھانا شروع کیا۔ میں نے سوچا کہ روٹی کھالوں اور پکوڑا پھینک دوں کیونکہ مجھے اسکی جناب الٰہی سے ممانعت تھی مگر میں نے سمجھا کہ مولوی صاحب نے پکوڑے کھائے ہیں۔ ان کی تقلید میں اور تبرک بنا کر کھالیتا ہوں۔ پکوڑے کا کھانا تھا کہ میرے حواس خطا ہوگئے اور وہ تین روپے جو کسی شخص نے بٹالہ میں لاہور کے لئے دیئے تھے وہ اس یکہ پر ہی گر گئے ...... جب میں سونے لگا تو یہ شعر میری زبان سے جاری ہوا ؎

مہمان کو وہ اپنے ساتھ لایا پر جیتے جی کچھ نہ اس کو سمجھایا

اس سے بھی میں نے طرز کلام سے سمجھا کہ اللہ تعالیٰ بوجہ اس پکوڑے کھونے کے مجھ سے ناراض ہوگیا ہے۔''

(میر مہدی حسین قادیانی کی روایت، الحکم قادیان ج ۳۹ نمبر ۲۵، مؤرخہ ۷/نومبر ۱۹۳۶ء)

(۱۲) مسیح قدنی اور قادیان

میرے پیارے مسیح قدنی جہاں میں تو اک نشان رہے گا
مٹیں گے تجھ کو مٹانے والے تو نقش حق جاوداں رہے گا
یہ قادیان ہے نبی کی بستی یہ تخت گاہ رسول حق ہے
خدائے قادر کا ہے یہ وعدہ یہ بلدہ دارالامان رہے گا
ہزاروں آئیں عذاب دنیا میں لاکھوں برباد شہر بھی ہوں
مگر یقیناً یہ شہر احمد نبی بہ حفظ اماں رہے گا

(غلام رسول قادیانی کی نظم، مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۳ نمبر ۹ ص ۵، مؤرخہ ۱۱/جولائی ۱۹۳۵ء)

(۱۳) اینٹوں میں فرق

''پس قادیان اور باہر کی اینٹوں میں فرق ہے۔ اس مقام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں اسے عزت دیتا ہوں جس طرح بیت الحرم، بیت المقدس یا مدینہ منورہ و مکہ کو برکت دی ہے اور اب اگر ہماری غفلت کی وجہ سے اس کی تقدیر میں فرق آئے تو یہ امانت میں خیانت ہوگی۔ اس لئے یہاں کی اینٹیں بھی انسانی جانوں سے زیادہ قیمتی ہیں اور یہاں کے مقدس مقامات کی حفاظت کے لئے اگر ہزاروں احمدیوں کی جانیں بھی چلی جائیں تو پھر بھی ان کی اتنی حیثیت بھی نہ ہوگی، جتنی ایک کروڑ پتی کے لئے ایک پیسہ کی ہوتی ہے۔ پس قادیان اور

قادیان کے وقار کی حفاظت زیادہ سے زیادہ ذرائع سے کرنا ہمارا فرض ہے۔''

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۲۷ص ۸ کالم ۱، مؤرخہ ۱۳؍دسمبر ۱۹۳۴ء، خطبات محمود ج ۱۵ص ۴۸۹)

(۱۴) احمدی محلے

''میں ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ڈالنے کا جو مطالبہ کر رہا ہوں اس کے لئے پہلے قادیان والوں کو لیتا ہوں۔ یہاں کے احمدی محلوں میں جو اونچے نیچے گڑھے پائے جاتے ہیں، گلیاں صاف نہیں، نالیاں گندی رہتی ہیں، بلکہ بعض جگہ نالیاں موجود ہی نہیں ان کا انتظام کریں، وہ جو اوورسیر ہیں وہ سروے کریں اور جہاں جہاں گندہ پانی جمع رہتا ہے اور جو ارد گرد بسنے والے دس بیس کو بیمار کرنے کا موجب بنتا ہے۔ اسے نکالنے کی کوشش کریں اور ایک ایک دن مقرر کر کے سب مل کر محلوں کو درست کر لیں۔''

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان مندرجہ الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۷۰ص ۱۱ کالم ۲، مؤرخہ ۹؍دسمبر ۱۹۳۴ء، خطبات محمود ج ۱۵ص ۴۶۶، ۴۶۷)

(۱۵) قادیان کی زندگی

''بعض لوگ پانچوں وقت مسجد میں نماز پڑھتے ہیں اور پانچوں وقت ہی قطار باندھ کر مصافحہ کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں، حالانکہ مصافحہ کے معنی ہم تو یہی سمجھتے ہیں کہ جب کوئی شخص باہر سے آئے یا باہر جائے، یا دیر سے ملے تو مصافحہ کر لیا جائے لیکن روزانہ ہی پانچ بار بے تحاشہ مصافحہ کرتے چلے جانا بے معنی بات ہے۔ یہ طریقہ نہ سنت سے ثابت ہے اور نہ عقل سے یہ محض وقت ضائع کرنے والی بات ہے...... منہ سے السلام علیکم کہنا تو مسنون ہے، مگر یہ مصافحہ سوائے ضائع وقت کے کوئی فائدہ نہیں دے سکتا پھر اس میں بعض دفعہ روشناس کرنے والی بات بھی نہیں ہوتی۔ بعض دفعہ بغل کے نیچے سے کوئی ہاتھ نمودار ہو رہا ہوتا ہے اور بعض دفعہ میں آگے ہوتا ہوں اور کوئی پیچھے سے میرے ہاتھ کو مروڑ رہا ہوتا ہے اور میں قیاس سے سمجھتا ہوں کہ کوئی مصافحہ کرنا چاہتا ہے، پھر میں نے کئی بار دیکھا ہے۔ بعض لوگ میری پیٹھ پر ہاتھ پھیرتے ہیں۔ ہم نے تو بزرگوں سے یہ سنا ہے بڑے چھوٹوں کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرتے ہیں۔ اس کی غرض برکت دینا ہوتی ہے لیکن بچوں کا باپ کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرنا یا مریدوں کا امام کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرنا بالکل عجیب بات ہے۔ اسی طرح میں نے کئی دوستوں کو دیکھا ہے اور توجہ بھی دلائی ہے کہ وہ دبانے بیٹھ جاتے ہیں۔ حالانکہ دیگر فنون کی طرح دبانا بھی ایک فن ہے اور ہر شخص اسے نہیں جانتا...... جتنے لوگ دماغی کام کرنے والے ہوتے ہیں ان کی اعصابی حس بہت تیز ہوتی ہے...... پھر میری یہ حالت ہے کہ اگر میرے بدن پر ہاتھ رکھ دیا جائے تو میری حالت ناقابل برداشت ہو جاتی ہے اور دم گھٹنے لگتا ہے...... تو برکت حاصل کرنے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ مگر مجھے ایسی گدگدی اور کھجلی ہوتی ہے کہ طبیعت میں سخت انقباض پیدا ہوتا ہے، پھر کئی لوگ ہیں کہ وہ دبانے لگتے ہیں۔ مگر دو چار بار دبا کر پھر کمر پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاتے ہیں، حالانکہ یہ تو برابر کے دوست کے لئے بھی معیوب بات ہے۔ چہ جائیکہ امام جماعت کے لئے ہماری مجالس میں باہر سے غیر احمدی بلکہ غیر مسلم بھی آکر بیٹھتے ہیں اور عام طور پر ہماری جماعت کو مہذب اور شائستہ سمجھا جاتا ہے۔ ایسی حالت دیکھ کر ان لوگوں پر کیا اثر ہوگا...... بعض اوقات میں نے دیکھا ہے۔ بیعت ہونی لگتی ہے...... قرآن کریم میں صراحت ہے کہ بیعت ہاتھ سے کی جاتی ہے، لیکن بعض لوگ بیعت کے وقت پاؤں پر ہاتھ رکھ دیتے ہیں...... پھر بیعت کے وقت بعض دوست پیٹھ کی طرف آکر بیٹھ جاتے ہیں اور بغل کے نیچے سے یا اوپر کی طرف سے ہاتھ نکالتے ہیں۔ اس وقت کا نظارہ بیعت کا نظارہ نہیں معلوم ہوتا بلکہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ایک ماہی گیر جال کے اندر ہاتھ ڈال کر مچھلی نکال رہا ہے...... پھر میں یہ بھی نہیں سمجھ سکتا کہ کوئی شخص اتنی عقل نہ رکھتا ہو کہ وہ خیال کر سکے جب میں رقعہ بھیجوں گا تو ممکن ہے کوئی

ضروری کام کر رہے ہوں اور اس میں حرج ہو۔ جو بھی رقعہ لے کر آئے گا مجھے کام چھوڑ کر اس کی طرف دیکھنا پڑے گا۔ رقعہ لینا پڑے گا اور اس طرح کام کا حرج ہوگا اور وقت ضائع ہوگا اگر یہ کیفیت کبھی کبھی پیش آئے تو خیر، لیکن یہاں تو یہ حالت ہے کہ سارا سارا دن بچوں کے ہاتھ رقعوں پر رقعے چلے آتے ہیں...... رقعے لینے کے لئے مجھے ۲۰، ۳۰ بار اٹھنا پڑتا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کچھ لکھنے بیٹھتا ہوں دو سطریں لکھی ہیں کہ کھٹ کھٹ ہوئی۔ اٹھ کر دروازہ کھولا تو ایک بچہ نے رقعہ دے دیا کہ فلاں صاحب نے دیا ہے۔ پھر دروازہ بند کر کے بیٹھا اور دو سطریں لکھیں کہ پھر کسی نے آ کر کھٹ کھٹانا شروع کر دیا اور لا کر رقعہ دے دیا۔ ایسے رقعوں کے متعلق میرا تجربہ ہے کہ ان میں سے ۹۹ فیصدی ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے فوری طور پر بھیجنے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی...... ۹۹ فیصدی بھی نہیں ہزار میں سے ۱۹۹۹ ایسے ہوتے ہیں اور ان میں سے شاید ایک ایسا ہو جس کے متعلق کہا جا سکے کہ جائز طور پر بھیجا گیا ہے...... ان میں فی ہزار ۱۹۹۹ ایسے ہوتے ہیں جن میں دعا کی تحریک ہوتی ہے۔ ان کو بھلا بکس میں کیوں نہیں ڈالا جا سکتا...... مشایعت یا استقبال صحابہ سے ثابت ہے یہ چیزیں محبت اور بعض حالات میں قومی وقار کو بڑھانے والی ہیں، لیکن جب کوئی مبلغ آتا جاتا یا باہر جاتا آتا ہو تو ہمیشہ ایسے موقع پر ایسی غلطیاں ہوتی ہیں جن کی اصلاح کی طرف منتظم توجہ نہیں کرتے۔ رستہ ایسا تنگ بناتے ہیں کہ دھکے پر دھکے پڑتے ہیں۔ مثلاً کل ہی جب میں آیا تو ہزار کے قریب لوگ ہوں گے اور یہاں کون سا ایسا خطرہ ہے کہ کوئی شخص بم یا گولی چلا دے مگر پھر بھی انتظامی لحاظ سے ایسی گھبراہٹ ٹپکتی تھی جو مضحکہ خیز تھی۔ میں نے دیکھا کہ انتظام کرنے والے لوگوں کے ساتھ درشتی سے پیش آتے تھے۔ جس طرح مجسٹریٹ مجرم سے پیش آتا ہے وہ سینہ سے سینہ ملا کر کھڑے تھے۔ رستہ کسی کو دیتے نہیں تھے جس کا نتیجہ یہ تھا کہ دھکے پڑتے تھے اور مجھے بھی ساتھ ہی تکلیف ہوتی تھی۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ اتنی گھبراہٹ کی کیا ضرورت ہے...... مثلاً کل میں نے دیکھا کہ بعض تنگ گلی میں سے گزرتے ہوئے مجھ سے بھی آگے بڑھ جاتے اور پھر یہی منتظم ان پر ہنستے۔ حالانکہ اس کی وجہ جگہ کی تنگی ہے...... پھر مجبور کیا جاتا کہ ایک ایک کر کے گزرو...... اگر تین تین چار چار آتے جائیں تو کوئی حرج نہیں۔ ان میں کون سے ایسے لوگ آ جائیں گے جو پہچانے نہ جا سکیں۔''

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۱ نمبر ۱۴۹ ص ۵ تا ۷، مؤرخہ ۱۴؍ جون ۱۹۳۴ء، خطبات محمود ج ۱۵ ص ۱۷۰ تا ۱۷۵)

(۱۶) قادیانی خواب بینی

''مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہماری جماعت میں بعض خواب بینوں نے اپنی خوابوں اور دعاؤں کو آمد کا ذریعہ بنایا ہوا ہے اور وہ آنوں بانوں سے لوگوں سے سوال بھی کرتے رہتے ہیں۔ جس شخص کو للہ تعالیٰ بندوں سے مانگنے پر مقرر کر دیتا ہے وہ تو ایک عذاب ہے۔ ایسے شخص کی خوابیں بھی یقیناً ابتلاء کے ماتحت ہو سکتی ہیں انعام کے طور پر نہیں۔''

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۷ نمبر ۲۵۷، مؤرخہ ۸؍ نومبر ۱۹۳۹ء، خطبات محمود ج ۲۰ ص ۵۱۳)

(۱۷) نفسانفسی

''پس جو لوگ دنیا میں نفسانفسی میں ہی پڑے رہتے ہیں قیامت کے روز ان سے بھی نفسی نفسی کا معاملہ ہوگا۔ میں دیکھتا ہوں کہ اس کی تازہ مثال ہم میں موجود ہے۔ ایک شخص کی لڑکی فوت ہوگئی وہ اکیلا اس کا جنازہ لے کر گیا اور راستہ میں دو ایک آدمی اور مل گئے۔ یہ کیوں ہوا۔ اس لئے کہ میں بوجہ بیماری کے اس جنازے کے ساتھ نہ جا سکا۔''

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۸ نمبر ۱۰ ص ۸ کالم ۳، مؤرخہ ۱۲؍ اگست ۱۹۲۰ء، خطبات محمود ج ۶ ص ۴۹۲)

(۱۸) افسوس کی بات

’’کس قدر افسوس کی بات ہے کہ جب میں درس دیتا ہوں اس وقت کو تو شرم کے مارے لوگ (قادیانی صاحبان) آجاتے ہیں لیکن جب کوئی دوسرا دے تو استاد طلباء کو روکتے ہیں کہ چلو کھیلو جس سے معلوم ہوا کہ میرے درس میں بھی وہ خدا کے لئے نہیں بلکہ میرے منہ کے لئے آتے ہیں، لیکن ایسے عمل سے فائدہ کیا ہوسکتا ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۷ نمبر ۵۶، مؤرخہ ۱۷ر جنوری ۱۹۳۰ء، خطبات محمود ج ۱۲ ص ۲۵۳)

(۱۹) ولیمہ کا لطیفہ

’’جناب خلیفہ قادیان کے بڑے صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کی شادی خانہ آبادی کی خبر سے قارئین کرام واقف ہوں گے۔ ماہ رواں کے پہلے ہفتہ میں رخصتی عمل میں آئی۔ بارات نہایت دھوم دھام سے مالیر کوٹلہ گئی۔ واپسی پر دولہا دولہن کا قادیان میں شاہانہ استقبال ہوا اور بہت بڑا جشن منایا گیا۔ اس کے دو تین روز بعد جناب خلیفہ صاحب نے دعوت ولیمہ دی جس میں صرف منتخب اصحاب مدعو تھے۔ موصوف کے دوسرے ’’مریدان باصفا‘‘ کو یہ بات پسند نہ آئی۔ انہوں نے سوچا کہ پیر صاحب تو کیا بلائیں گے ہم خود ہی چلیں۔ چنانچہ عین اس وقت جب کہ خلیفہ صاحب کے نئے ’’قصر خلافت‘‘ یعنی کوٹھی دارالحمد میں دسترخوان بچھنے والا تھا سینکڑوں بن بلائے مہمان آدھمکے۔ اس طرح خلیفہ صاحب اور ان کے مصاحبین کو نہایت پریشانی اور بے لطفی ہوئی اور ان بن بلائے مہمانوں کی بدتمیزی کا ذکر جناب خلیفہ صاحب نے ۱۰ر اگست (مذکورہ خطبہ، خطبات محمود ج ۱۵ ص ۲۲۰ تا ۲۲۹ ملاحظہ فرمائیں) کے خطبہ جمعہ میں نہایت تفصیل سے کیا ہے جس سے قادیانیوں کے اخلاق، خودداری اور تنظیم پر کافی روشنی پڑتی ہے اگر کبھی فرصت ملی تو اس کے متعلق کچھ عرض کیا جائے گا۔‘‘

(اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۲ نمبر ۵۳ ص ۴ کالم ۱، مؤرخہ ۲۸ر اگست ۱۹۳۴ء)

’’لیکن خلیفہ صاحب نے اس خطبہ میں ایک نہایت قابل قدر بات ارشاد فرمائی جس کا ذکر ہم ضروری سمجھتے ہیں۔ ارشاد ہوا کہ بعض لوگ طبعی طور پر محبت کے جذبات کے ماتحت یہ برداشت نہیں کرسکتے کہ وہ ہماری دعوت کھانے سے محروم رہیں۔ ان کی محبت کی قدر کرتا ہوں لیکن ہر محبت عقل کے ماتحت ہونی چاہئے۔ جب عقل کا قبضہ اٹھ جاتا ہے تو محبت بے وقوفی کا رنگ اختیار کر لیتی ہے۔ یہ کہنا تو مشکل ہے کہ ان بن بلائے مہمانوں کا نزول محبت کی وجہ سے تھا یا پلاؤ زردے اور روغن جوش کی اشتہاء انگیز خوشبوئیں انہیں ’’دارالحمد‘‘ کی طرف لے آئیں۔ البتہ خلیفہ صاحب کا یہ فرمانا بالکل صحیح ہے کہ ہر محبت عقل کے ماتحت ہونی چاہئے۔ جب عقل کا قبضہ اٹھ جاتا ہے تو محبت بے وقوفی کا رنگ اختیار کر لیتی ہے۔ کاش پیر پرست قادیانی اس نصیحت کو گوش ہوش سے سنیں اور اس پر عمل کریں۔ لیکن گزارش ہے کہ پیر پرستی اور عقل دو متضاد چیزیں ہیں۔ مریدوں کی اندھی عقیدت وتقلید تو ایک طرف رہی، جناب خلیفہ صاحب کے وضع کردہ اکثر عقائد اور احکام بھی ایسے ہی ہوتے ہیں جن کو عقل سلیم قبول نہیں کرتی۔ مسئلہ نبوت ہی کو لے لیجئے یا خلافت مآب کے اس جلالی فرمان پر غور کریں کہ مجھ پر سچے اعتراض کرنے والا بھی تباہ ہوجائے گا۔ اگر قادیانی جماعت عقل سے کام لینے لگ جائے تو اس سے زیادہ خوشی کی بات اور کیا ہوسکتی ہے۔ مگر اس کی امید بہت کم ہے۔ بہر حال کچھ ہو تو ہو، جناب خلیفہ صاحب نے بات عقل کی کہی جس کی ہم تعریف وتائید کرتے ہیں۔‘‘

(اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۲ نمبر ۵۳ ص ۴ کالم ۱، مؤرخہ ۲۸ر اگست ۱۹۳۴ء)

(۲۰) قادیانی اسٹور

''جیسا کہ سب کو معلوم ہے یہاں (قادیان میں) ایک اسٹور قائم کیا گیا تھا۔ جماعت کے کچھ افراد نے اس میں روپیہ دیا تھا...... میرے نام ایک خط آیا ہے...... یہ بات کہ یہ کسی احمدی کہلانے والے کا ہے۔ اس سے معلوم ہوتی ہے کہ میرا نام خلیفۃ المسیح لکھا ہے...... وہ یہ ہے کہ یہ قادیانیوں کی دیانت کا حال ہے جو دنیا میں بڑے بڑے دینداری کے دعویدار ہیں۔ اس کے بعد اس نے پہلے میری (یعنی مرزا محمود کی) اسٹور کے متعلق سفارش نقل کی ہے کہ جہاں تک میرا علم ہے اسٹور کے کارکن دیانتدار ہیں۔ اس کو نقل کر کے (خط میں) کہا ہے کہ یہ ایک پھندا تھا، جب روپیہ لوگوں نے دیا تو پھر روپیہ کھانا شروع کر دیا اور کھاتے کھاتے یہاں تک پہنچایا کہ ساٹھ ہزار میں سے صرف اٹھارہ ہزار باقی رہ گیا۔ یہ بالکل غلط ہے۔ نقصان کم ہے اور سرمایہ زیادہ ہے جو زمین اسٹور کی باقی ہے وہ ایسی ہے کہ اس میں سیلاب آتا ہے یہ اس لئے کہ حصہ داران اس میں ڈوب مریں، پھر اس قسم کے اور لطائف لکھے ہیں اور لکھا ہے کہ کیوں نہ گھاٹا ہوتا۔ یہ لوگ اس میں سے روپیہ کھاتے رہے اور اپنے مال اور دکانیں تیار کرتے رہے پھر لکھا ہے کہ گھاٹا آنے کی کوئی وجہ نہ تھی کیونکہ جس نرخ پر اشیاء خریدتے تھے اس سے زیادہ نرخ پر بیچتے تھے۔'' (خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج ۱۰ نمبر ۴۱، ۴۲ ص ۶ کالم ۲، ۳، مؤرخہ ۲۳ تا ۲۷ رنومبر ۱۹۲۲ء)

(۲۱) سوروں والا حملہ

''مجھے نہایت افسوس سے معلوم ہوا کہ ''جامعہ احمدیہ'' میں جو طلباء تعلیم پاتے ہیں انہیں کنوؤں کے مینڈکوں کی طرح رکھا گیا ہے۔ ان میں کوئی وسعت خیال نہ تھی۔ ان میں کوئی شاندار امنگیں نہ تھیں اور ان میں کوئی روشن دماغی نہ تھی۔ میں نے کرید کرید کران کے دماغ میں داخل ہو جانا چاہا مگر چاروں طرف سے ان کے دماغ کا رستہ بند نظر آیا اور مجھے معلوم ہوا کہ سوائے اس کے کہ انہیں کہا جاتا ہے کہ وفات مسیح کی یہ یہ آیتیں رٹ لو یا نبوت کے مسئلہ کی یہ دلیلیں یاد کر لو انہیں اور کوئی بات سکھائی جاتی...... میں نے جس سے بھی سوال کیا معلوم ہوا کہ اس نے اخبار کبھی نہیں پڑھا اور جب بھی میں نے ان سے امنگ پوچھی تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم تبلیغ کریں گے اور جب سوال کیا کہ کس طرح تبلیغ کرو گے تو یہ جواب دیا کہ جس طرح بھی ہوگا تبلیغ کریں گے۔ یہ الفاظ کہنے والوں کی ہمت تو بتاتے ہیں مگر عقل تو نہیں بتاتے۔ الفاظ سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کہنے والا ہمت رکھتا ہے مگر یہ بھی ظاہر ہو جاتا ہے کہ کہنے والے میں عقل نہیں اور نہ وسعت خیال ہے۔ ''جس طرح ہوگا'' تو سور کیا کرتا ہے۔ اگر سور کی زبان ہوتی اور اس سے پوچھا جاتا کہ تو کس طرح حملہ کرے گا۔ وہ یہی کہتا کہ جس طرح ہوگا کروں گا۔ پس سور کا یہ کام ہوتا ہے کہ وہ سیدھا چل پڑتا ہے۔ آگے نیزہ لے کر بیٹھو تو وہ نیزہ پر حملہ کر دے گا۔ بندوق لے کر بیٹھو تو بندوق کی گولی کی طرف دوڑتا چلا آئے گا۔ پس یہ تو سوروں والا حملہ ہے کہ سیدھے چلے گئے اور عواقب کا کوئی خیال نہ کیا۔''

(خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۸۹ ص ۸ کالم ۱، ۲، مؤرخہ ۲۴ رجنوری ۱۹۳۵ء، خطبات محمود ج ۱۶ ص ۳۶، ۳۷)

(۲۲) مریدوں کی روک تھام

''چنانچہ حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں جب حکیم الامتہ (حکیم نور الدین قادیانی) نے کوئی ایسی بات کی تو بعض ایسے احباب نے اس کو اپنی شان کے خلاف خیال کر کے منہ پر کہہ دیا کہ ہم ایسا درس نہیں سن سکتے پھر سالہا سال وہ درس قرآن میں نہ آئے۔ اسی طرح بعض اوقات ایسی باتوں سے وہ مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی صحبت اور خلیفۃ المسیح (حکیم نور الدین) کی صحبت اور دار ہجرت (قادیان) کو چھوڑنے پر آمادہ ہو گئے اور پھر ذی وجاہت احباب وحضرات کی کوشش سے رکے۔'' (کشف الاختلاف ص ۱، ۲، مصنفہ سرور شاہ قادیانی)

(۲۳) اصحاب قادیانی خود اپنی زبانی

’’پس وہ جو میری جماعت میں داخل ہوا در حقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا۔‘‘

(خطبہ الہامیہ ص ۱۷۱، خزائن ج ۱۶ ص ۲۵۸، ۲۵۹)

’’مسیح موعود کی جماعت واخرین منہم کی مصداق ہونے سے آنحضرت کے صحابہ میں داخل ہے۔‘‘

(الفضل قادیان ج ۳ نمبر ۱۰ ص ۶ کالم ۲، مؤرخہ ۱۵ر جولائی ۱۹۱۵ء)

’’اخی مکرم حضرت مولوی نورالدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بارہا مجھ سے یہ تذکرہ کر چکے ہیں کہ ہماری جماعت کے اکثر لوگوں نے اب تک کوئی خاص اہلیت اور تہذیب اور پاک دلی اور پرہیز گاری اور للّٰہی محبت باہم پیدا نہیں کی۔ سو میں دیکھتا ہوں کہ مولوی صاحب موصوف کا یہ مقولہ بالکل صحیح ہے، مجھے معلوم ہوا کہ بعض حضرات جماعت میں داخل ہو کر اور اس عاجز سے بیعت کر کے اور عہد توبہ نصوح کر کے پھر بھی ویسے کج دل ہیں کہ اپنی جماعت کے غریبوں کو بھیڑیوں کی طرح دیکھتے ہیں۔ وہ مارے تکبر کے سیدھے منہ سے السلام علیک نہیں کر سکتے چہ جائیکہ خوش خلقی اور ہمدردی سے پیش آویں اور انہیں سفلہ اور خود غرض اس قدر دیکھتا ہوں کہ وہ ادنیٰ ادنیٰ خود غرضی کی بناء پر لڑتے اور ایک دوسرے سے دست بدامن ہوتے ہیں اور ناکارہ باتوں کی وجہ سے ایک دوسرے پر حملہ ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات گالیوں تک نوبت پہنچتی ہے اور دلوں میں کینے پیدا کر لیتے ہیں اور کھانے پینے کی قسموں پر نفسانی بحثیں ہوتی ہیں اور اگرچہ نجیب اور سعید بھی ہماری جماعت میں بہت بلکہ یقیناً دوسو سے زیادہ ہی ہیں جن پر خدا تعالیٰ کا فضل ہے جو نصیحتوں کو سن کر روتے اور عاقبت کو مقدم رکھتے ہیں اور ان کے دلوں پر نصیحتوں کا عجیب اثر ہوتا ہے لیکن میں اس وقت کج دل لوگوں کا ذکر کرتا ہوں اور میں حیران ہوتا ہوں کہ خدایا یہ کیا حال ہے یہ کون سی جماعت ہے جو میرے ساتھ ہے...... بدی کا نیکی کے ساتھ جواب دینا سعادت کے آثار ہیں اور غصہ کو کھا لینا اور تلخ بات کو پی جانا نہایت درجہ کی جوانمردی ہے مگر میں دیکھتا ہوں کہ یہ باتیں ہماری جماعت کے بعض لوگوں میں نہیں بلکہ بعض میں ایسی بے تہذیبی ہے کہ اگر ایک بھائی ضد سے اس کی چارپائی پر بیٹھا ہے تو وہ اس کو سختی سے اٹھانا چاہتا ہے اور اگر نہیں اٹھتا تو چارپائی کو الٹا دیتا ہے اور اس کو نیچے گراتا ہے۔ پھر دوسرا بھی فرق نہیں کرتا اور وہ اس کو گندی گالیاں دیتا ہے اور تمام بخارات نکالتا ہے۔ یہ حالات ہیں جو اس مجمع میں مشاہدہ کرتا ہوں۔ تب دل کباب ہوتا اور جلتا ہے اور بے اختیار دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ اگر درندوں میں رہوں تو ان بنی آدم سے اچھا ہے۔‘‘

(شہادۃ القرآن ص ۲، ۳، خزائن ج ۶ ص ۳۹۵، ۳۹۶)

(۲۴) کتا مردار کی طرف

’’میں دیکھتا ہوں کہ ابھی تک ظاہری بیعت کرنے والے بہت ایسے ہیں کہ نیک ظنی کا مادہ بھی ہنوز ان میں کامل نہیں اور ایک کمزور بچہ کی طرح ہر ایک ابتلاء کے وقت ٹھوکر کھاتے ہیں اور بعض بدقسمت ایسے ہیں کہ شریر لوگوں کی باتوں سے جلد متاثر ہو جاتے ہیں اور بدگمانی کی طرف ایسے دوڑتے ہیں جیسے کتا مردار کی طرف۔ پس میں کیونکر کہوں کہ وہ حقیقی طور پر بیعت میں داخل ہیں۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۸۷، خزائن ج ۲۱ ص ۱۱۴)

(۲۵) نابالغ جماعت

’’میں ابھی جماعت کی کمزوری پر زیادہ کلام نہیں کرتا کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ ابھی جماعت میں وہ بلوغت نہیں آئی جب کہ عقل

پختہ ہوتی ہے۔ ابھی یہی حالت ہے اگر کوئی عیب بیان کیا جائے تو قطع نظر اس سے کہ وہ کہاں تک ہے اور کس حد تک ہے لوگ سمجھنے لگ جاتے ہیں کہ جس میں یہ عیب پایا جاتا ہے۔ اس سے زیادہ ذلیل چیز اور کوئی نہیں اور اسے جس قدر جلد ممکن ہو مٹا دینا چاہئے اور اگر کوئی خوبی بیان کی جائے تو بجائے اس کے کہ غور کریں کہ وہ خوبی کتنی اہمیت رکھتی ہے کہنے لگ جائیں گے کہ اس سے زیادہ مفید اور اچھی چیز کوئی نہیں۔ اس وقت ہماری جماعت کے دوستوں کی مثال اس جھولے کی سی ہے جو میلوں پر لگایا جاتا ہے۔ جب اس کا ایک سرا نیچے جاتا ہے تو دوسرا اوپر کو اٹھ جاتا ہے۔ ہماری جماعت کے لوگ وسطی مقام قبول کرنے کو کبھی تیار نہیں ہوتے اور بسا اوقات میں کسی چیز کے متعلق اپنی رائے اس لئے بیان نہیں کرتا کہ جماعت کی حالت ابھی بچوں کی سی ہے اگر کوئی نقص بیان کیا جائے تو کہہ اٹھیں گے کہ یوں ہی مال برباد ہو رہا ہے اور اگر کوئی خوبی بیان کردوں تو کہیں گے بھلا کوئی عیب ہوسکتا ہے۔ کوئی کالا داغ تک نہیں اور اس لئے کہ بعض کے لئے اس رنگ میں ٹھوکر کا موجب نہ ہو جاؤں۔ بسا اوقات میں اپنی رائے کو مخفی رکھتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں ہر عقلمند خلیفہ جس نے ربانی ہونے کا مقام حاصل کیا ہو ایسی ہی احتیاط کرے گا۔ جب تک جماعت میں بلوغت نہ آ جائے اپنے ایسے خیالات کو اپنے تک ہی محدود رکھے گا۔ اس جذبہ کے ماتحت بہت دفعہ میں اپنی رائے کو چھپائے رکھتا ہوں۔''

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج۱۹ نمبر۱۴۶ ص۶ کالم ۱،۲، مؤرخہ ۹؍جون ۱۹۳۲ء، خطبات محمود ج۱۳ ص۴۸۱،۴۸۲)

(۲۶) مطالعہ کی روک ٹوک

''مولوی (محمد علی لاہوری) صاحب! آپ شکایت فرماتے ہیں کہ میں (مرزا محمود خلیفہ قادیان) نے اپنے مریدوں کو منع کیا ہوا ہے کہ وہ آپ لوگوں کی کتابیں پڑھا کریں اور اب چاہتے ہیں کہ میں اعلان کروں بلکہ حکم دوں کہ وہ ضرور آپ لوگوں کی کتابیں پڑھا کریں مگر میرے نزدیک یہ شکایت بے جا ہے میں نے بارہا اپنی جماعت کو نصیحت کی ہے کہ وہ ہر ایک عقیدہ کو سوچ سمجھ کر قبول کریں، بلکہ بارہا یہ کہا ہے کہ اگر وہ بات کو زید اور بکر کے کہنے سے مانتے ہیں تو گو وہ حق پر بھی ہوں تب بھی ان سے سوال ہوگا کہ بلا سوچے انہوں نے ان باتوں پر کیونکر یقین کر لیا اور میرے خطبات اس پر شاہد ہیں۔ ہاں! ہر شخص اس بات کا اہل نہیں ہوتا کہ وہ مخالف کی کتب کا مطالعہ کرے۔ کیونکہ جب تک کوئی شخص اپنی کتاب سے واقف نہیں اگر مخالف کی کتب کا مطالعہ کرے گا تو خطرہ ہے کہ ابتلاء میں پڑے۔''

(حقیقت الامر ص۵، انوار العلوم ج۴ ص۲۰۷)

(۲۷) قادیانی اخبار بینی

''مکرمی منیجر اخبار پیام صلح۔ السلام علیکم! آپ کا اخبار پیغام صلح...... عرصہ ایک ماہ کا ہوا پہنچا تھا۔ دوسری دفعہ دو پرچہ مؤرخہ ۷؍اپریل ۱۹۱۸ء پے در پے پہنچے۔ خاکسار کو یہ سبز باغ کیوں دکھلایا جارہا ہے...... میں آپ کی اخباروں کو بڑی عزت سے حسب نسخہ مجوزہ قبلہ میر صاحب ایڈیٹر (اخبار) فاروق (قادیان) وبگدان کی نذر کر کے پانی وضو کے لئے گرم کر لیا کرتا ہوں۔ آئندہ میرے نام کوئی اخبار بد شعار جس سے نفاق کی بو آتی ہے روانہ نہ فرمایا کریں۔''

(محمد احسن قادیانی کا خط، پیغام صلح لاہور ج۵ نمبر۷۸، ۷۹ ص۳ کالم۲، مؤرخہ ۱۴-۱۷؍اپریل ۱۹۱۸ء)

(۲۸) مرزا محمود کے مریدین

''میاں (مرزا محمود) صاحب کے مریدین میں ایک حیرت انگیز بات جو میں نے دیکھی ہے وہ یہ ہے کہ ان کو کبھی بھی اس بات کی

پرواہ نہیں ہوتی کہ ہم کوئی متناقض باتیں کہہ رہے ہیں یا ایسی باتیں کہہ رہے ہیں جو واقعات کے خلاف ہے۔ بلکہ انہیں صرف اس قدر پتہ ہونا چاہئے کہ یہ بات میاں صاحب نے لکھ دی ہے۔ پھر اس کے حسن وقبح سے اس کے موافق یا خلاف قرآن وحدیث ہونے سے اس کے مطابق یا خلاف واقعات وعقل ہونے سے کوئی بحث نہیں ہوتی۔ وہ اسے اسی طرح مانتے چلے جاتے ہیں جس طرح میاں صاحب فرمائیں۔'' (النبوۃ فی الاسلام ص۲۶۵، مصنفہ مولوی محمد علی لاہوری قادیانی)

(۲۹) نئے خوجے

''اگر مسلمان ان تعلیموں کے پابند ہو جائیں تو میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ فرشتے بن جائیں اور اگر وہ اس گورنمنٹ کے سب قوموں سے بڑھ کر خیرخواہ ہو جائیں تو تمام قوموں سے زیادہ خوش قسمت ہو جائیں۔ اگر وہ مجھے قبول کر لیں اور مخالفت نہ کریں تو یہ سب کچھ انہیں حاصل ہوگا اور ایک نیکی اور پاکیزگی کی روح ان میں پیدا ہو جائے گی اور جس طرح ایک انسان خوجہ ہو کر گندے شہوات کے جذبات سے الگ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح میری تعلیم سے ان میں تبدیلی پیدا ہوگی۔ مگر میں نہیں کہتا کہ گورنمنٹ عالیہ جبراً ان کو میری جماعت میں داخل کرے۔ (جبر کی کیا ضرورت ہے۔ عاقل را اشارہ کافی است۔ للمؤلف)'' (گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست عریضہ خاکسار مرزا قادیانی المرقوم مؤرخہ ۲۷ر ستمبر ۱۸۹۹ء، مندرجہ تبلیغ رسالت ج۸ ص۵۴، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۱۴۴، جدید مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۳۵۷، ۳۵۸، تریاق القلوب ص د، خزائن ج۱۵ ص۴۹۳)

(۳۰) خصی جماعت

''میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کی اشتعال انگیزی بھی ہم پر اثر نہیں کر سکتی کیونکہ ہمیں ایسی تعلیم دی گئی ہے جس نے ہمیں کلیتہً جکڑ رکھا ہے۔ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) فرمایا کرتے تھے: ''سچا مومن خصی ہو جاتا ہے۔'' پس حکومت کے افسروں کو پولیس اور سول کے حکام کو اور احراریوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ باوجود اشتعال انگیزیوں کے جو وہ کر رہے ہیں ہم بالکل پر امن ہیں۔ کیونکہ ہم سچے مومن ہیں اور مومن خصی ہو جاتا ہے۔ ہمیں جوش آتا ہے اور آئے گا مگر وہ دل ہی دل میں رہے گا۔ ہمیں غیرت آئے گی مگر وہ ظاہر نہ ہوگی۔ ہمارے قلوب ٹکڑے ٹکڑے ہوں گے مگر زبانیں خاموش رہیں گی۔'' (ارشاد مرزا خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج۲۲ نمبر۸۷ ص۵ کالم۳، مؤرخہ ۲۰ر جنوری ۱۹۳۵ء)

''ہمیں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے خصی کر دیا ہے۔ (مرزا قادیانی نے اچھی ڈیوٹی سنبھالی تھی۔ ناقل) مگر ساری دنیا تو خصی نہیں۔ (خدانخواستہ...... للمؤلف) ایسے لوگ بھی ہیں جو حکومت سے مقابلہ کرنے کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ اس وقت حکومت کو ہماری مدد کی ضرورت ہوگی۔ ہم خواہ اس وقت اس کی مدد کریں لیکن حکومت کو اخلاقی طور پر اس وقت کس قدر شرمندگی اٹھانی پڑے گی کہ جن کی عزتوں پر حملہ ہوتا دیکھ کر خاموش رہے۔ آج ان ہی کی مدد کا طالب ہونا پڑا۔ (لیکن بقول خود خصی جماعت خود معذور ہے۔ للمؤلف)''

(ارشاد مرزا محمود خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج۲۲ نمبر۸۷ ص۷ کالم۳، مؤرخہ ۲۰ر جنوری ۱۹۳۵ء)

(۳۱) قادیانی نوجوان

''چونکہ ہماری جماعت کے نوجوان نے اس امر کی طرف توجہ نہیں کی تھی۔ اس لئے آج باوجود اس بات کے کہ ان میں جوش ہے۔ ان میں اخلاص ہے، ان میں ولولہ اور ہمت ہے، جب وہ آگے آتے اور فوجی ٹریننگ کے لئے اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں تو ڈاکٹری معائنہ کے بعد انہیں کہہ دیا جاتا ہے کہ تم فوجی خدمت کے قابل نہیں۔ صحت کا یہ معیار اس قدر گرا ہوا ہے کہ ہماری جماعت کے سو نوجوان پیش

ہوتے ہیں اور ان سو افسران متعلقہ صرف دس کا انتخاب کرتے ہیں۔ اسی طرح کچھ عرصہ ہوا کئی سو نوجوان میں سے بھی افسروں نے بائیس نوجوانوں کو چنا اور ان بائیس میں سے بھی صرف پانچ منظور ہوئے۔ یہ حالات جو ظاہر ہوئے ہیں انہوں نے ہماری آنکھیں کھول دی ہیں۔''

(اخبار الفضل قادیان ج ۲۷ نمبر ۲۴۲، مؤرخہ ۳۱؍ اکتوبر ۱۹۳۹ء)

(۳۲) بہادری کی تمنا

''جو لوگ بہادر ہوں ان سے لوگ ہمیشہ ڈرا کرتے ہیں۔ ہمارے صوبہ میں کبھی کوئی پٹھان آ جائے اور اس کا کسی سے جھگڑا ہو جائے تو زمیندار اسے دیکھ کر جھٹ کہنے لگ جاتا ہے کہ پٹھان ہے جانے بھی دو کہیں خون نہ کر دے۔ حالانکہ ہمارے بعض پنجابی ایسے، ایسے مضبوط ہوتے ہیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی پٹھان کو پکڑ لے تو اسے ہلنے نہ دے۔ مگر اس کا رعب ہی ایسا ہوتا ہے کہ پنجابی کہنے لگ جاتے ہیں۔ خان صاحب آ گئے اور ان کی ساری شیخیاں کافور ہو جاتی ہیں۔ پس جو قوم مرنے کے لئے تیار ہو اس سے ہر قوم ڈرا کرتی ہے۔ اسی طرح ہم بھی اگر اپنی جانیں دینے پر آمادہ ہو جائیں تو لوگ ہم سے بھی ڈرنے لگ جائیں گے۔''

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۸۹ ص ۷ کالم ۳، مؤرخہ ۲۴؍ جنوری ۱۹۳۵ء، خطبات محمود ج ۱۶ ص ۳۵)

(۳۳) قادیانی بزدلی و دوں ہمتی

''میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ گندی گالیاں جو دو سال سے قادیان میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو دی جا رہی ہیں اگر ان میں سے ایک گالی بھی لندن میں مسیح ناصری کو دی جائے تو گالی دینے والا انگریزوں کے ہاتھ سے نہ بچ سکے اور باوجود تہذیب و شائستگی کے دعووں کے ان میں سے کئی ایسے اٹھ کھڑے ہوں جو اسے ہلاک کر دیں۔ مگر خدا تعالیٰ نے یہ ہمیں ہی توفیق دی ہوئی ہے کہ ہم گالیاں سنتے ہیں۔ مگر اس کے حکم کے ماتحت پرامن رہتے ہیں۔''

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۳ نمبر ۷ ص ۸ کالم ۳، مؤرخہ ۹؍ جولائی ۱۹۳۵ء، خطبات محمود ج ۱۶ ص ۳۹۶)

''میں نے پچھلے جمعہ اپنی جماعت کے احباب کو اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی کہ مومن کو باغیرت ہونا چاہئے لیکن ساتھ ہی میں نے یہ بھی کہا تھا جسے پھر دہراتا ہوں کہ کوئی ایسا فعل نہیں کرنا چاہئے جس کی وجہ سے کسی موقعہ پر شرمندگی اٹھانی پڑے...... ایسا کوئی فعل جو کہ قبل از وقت سوچا ہوا نہ ہو وہ انسان کو زیر الزام لا سکتا ہے۔ انسانی غیرت کے تقاضا سے اور ایک وقتی حالت میں اگر کوئی فعل کیا جائے تو وہ معذوری کے قابل ہو سکتا ہے۔ لیکن بے احتیاطی اور منصوبہ بازی انسان کو بدنام کر دیتی ہے۔''

(ارشاد مرزا محمود خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج ۱۷ نمبر ۸۲ ص ۱ کالم ۲،۳، مؤرخہ ۱۸؍ اپریل ۱۹۳۰ء)

''کیا تمہیں شرم نہیں آتی کہ تم ایک سخت بدلگام دشمن کا جواب دے کر اسی سے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو گالیاں دلواتے ہو اور پھر خاموشی سے گھروں میں بیٹھ رہتے ہو۔ اگر تم میں ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی حیا ہے اور تمہارا یہ سچ مچ عقیدہ ہے کہ دشمن کو سزا دینی چاہئے تو پھر تم دنیا سے مٹ جاؤ یا گالیاں دینے والوں کو مٹا ڈالو۔ مگر ایک طرف تم جوش اور بہادری کا دعویٰ کرتے ہو اور دوسری طرف بزدلی اور دوں ہمتی کا مظاہرہ کرتے ہو...... اگر کوئی انسان سمجھتا ہے کہ اس میں مارنے کی طاقت ہے تو میں اسے کہوں گا کہ اے بے شرم تو آگے کیوں نہیں جاتا اور اس منہ کو کیوں توڑ نہیں دیتا۔ جس منہ سے تو نے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو گالیاں دلوائی ہیں۔ گندے سے گندے الفاظ حضرت مسیح موعود کے متعلق کہے جاتے ہیں تم خود دشمن سے وہ الفاظ کہلواتے ہو اور پھر تمہاری تگ و دو یہیں تک آ کر ختم ہو جاتی

ہے۔گورنمنٹ سے کہتے ہو وہ تمہاری مدد کرے گورنمنٹ کو کیا ضرورت ہے کہ وہ تمہاری مدد کرے۔‘‘

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱نمبر۱۲۹ص ۶ کالم ۲ تا ۴،مؤرخہ ۵ رجون ۱۹۳۷ء،خطبات محمود ج ۱۸ص ۱۵۴تا ۱۵۶)

(۳۴) قادیان مقدمے

’’گذشتہ دو سال میں تم نے دیکھ لیا کہ وہ لوگ جو بڑھ بڑھ کر باتیں کرنے والے تھے۔جب ان پر مقدمے ہوئے تو انہوں نے ایسی بزدلی اور دون ہمتی دکھائی۔جماعت کا ان مقدموں اور سیاسی شرارتوں کے مقابلے کے لئے تیس چالیس ہزار بلکہ اس سے بھی زیادہ روپیہ خرچ ہو چکا ہے۔حالانکہ ان لوگوں کو سوچنا چاہئے تھا کہ ہماری حرکات سے اگر سلسلہ کے لئے مشکلات پیش آئیں گی اور سلسلہ کا روپیہ خرچ ہوگا تو اس کا کون ذمہ دار ہوگا اور پھر جب بعض حالات میں مقدمات چلائے گئے تو کیوں یہ لوگ گھبرا گھبرا کر اچھے سے اچھے وکیلوں اور اچھے سے اچھے سامانوں کے طالب ہوئے جن لوگوں کے افعال کی وجہ سے یہ صورت حالات پیدا ہوئی تھی۔انہیں چاہئے تھا کہ یا وہ خود مقدمہ چلاتے یا کانگریس والوں کی طرح ڈیفنس پیش کرنے سے انکار کر دیتے اور قید ہو جاتے مگر انہیں شرم نہیں آتی کہ کہتے تو وہ یہ تھے کہ ہم سلسلہ کے لئے اپنی جانیں قربان کر دیں گے مگر جماعت کا پندرہ بیس ہزار روپیہ انہوں نے مقدمات پر خرچ کرا دیا اور پھر مخلص کے مخلص بنے ہوئے ہیں۔ان میں سے بعض کے کھانوں اور سفر خرچ کے بل جا کر دیکھو تو تم کو تعجب ہوگا یہ کیا ہوا ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۵ نمبر ۱۲۹ص ۴،۵ کالم ۱ تا ۴،مؤرخہ ۵ رجون ۱۹۳۷ء،خطبات محمود ج ۱۸ص ۱۵۱)

(۳۵) گناہ اور منافقت

’’اس گناہ اور منافقت کی وجہ اصل میں یہ ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں جو ناظر ہے وہ بیوقوف ہے۔میں نے دیکھا ہے قادیان کی لوکل جماعت کے پریذیڈنٹ چونکہ بدلتے رہتے ہیں،اس لئے ان کے متعلق یہ بات خوب نظر آتی ہے ایک وقت جب ایک شخص پریزیڈنٹ ہوتا ہے تو دوسرا آ کر کہتا ہے۔دیکھئے کیا اندھیر نگری ہے۔کوئی سننے والا ہی نہیں۔ہر کوئی اپنی حکومت جتاتا ہے۔لیکن جب دوسرے وقت وہی شخص خود پریذیڈنٹ ہو جاتا ہے تو شکایت کرتا ہے۔پبلک بالکل جاہل اور احمق ہے وہ تو کام کرنے ہی نہیں دیتی گویا جب خود پریزیڈنٹ ہوتا ہے تو پبلک کو احمق قرار دیتا ہے اور جب پبلک میں شامل ہو جاتا ہے تو پریزیڈنٹ کو احمق کہنے لگ جاتا ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۰ نمبر ۱۴۶ص ۷ کالم ۳،مؤرخہ ۸ رجون ۱۹۳۳ء،خطبات محمود ج ۱۴ص ۱۴۹)

(۳۶) قادیانی منافق

’’میں نے متواتر جماعت کو توجہ دلائی ہے کہ جب بھی کوئی فتنہ اٹھتا ہے منافقوں کے ذریعہ اٹھتا ہے اور میں نے ہمیشہ جماعت سے کہا ہے کہ منافقوں کو ظاہر کرو اور ان کی پوشیدہ کارروائیوں کو کھولو۔مگر جماعت اس طرف توجہ نہیں کرتی۔مجھے اچھی طرح معلوم ہے ایک درجن سے زائد آدمی قادیان میں ایسے رہتے ہیں جن کی مجالس میں فتنہ انگیزی کی گفتگوئیں ہوتی رہتی ہیں اور جو باہر سے آنے والوں کو ورغلاتے رہتے ہیں۔(خدا جانے کیا کیا کہتے ہیں۔للمؤلف) مجھے شریعت اجازت نہیں دیتی کہ میں بغیر ثبوت قائم کئے انہیں سزا دوں۔اس لئے میں خاموش رہتا ہوں۔مگر میں جمات کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ ایسے منافقوں کا پتہ لگا کر ان کی منافقت کا میرے سامنے ثبوت مہیا کرے تا کہ میں ان اختیارات کو استعمال کروں جو خدا تعالیٰ نے مجھے دیئے ہیں۔بعض دفعہ بغیر کسی عدالتی ثبوت کے یوں ہی میرے پاس ایک بات بیان کر دی جاتی ہے۔میں سمجھ رہا ہوتا ہوں کہ شکایت کرنے والا سچ کہہ رہا ہے مگر جب میں اسے کہتا ہوں کہ اس کا ثبوت مہیا کرو تو وہ شکوہ کر

کے چلا جاتا ہے کہ میری بات پر توجہ نہیں کی جاتی۔ حالانکہ جب تک شرعی اور عدالتی طور پر میرے پاس ثبوت مہیا نہ کیا جائے میں سزا دینے کا مجاز نہیں۔ چاہے مجھے یقین ہو کہ فلاں آدمی میرے اور جماعت کے خلاف فتنہ انگیزی کرتے رہتے ہیں۔ باقی اگر ذرا بھی کوشش کی جائے تو اس قسم کے ثبوت مہیا کرنے مشکل نہیں ہوتے...... مگر لوگ کوشش نہیں کرتے...... تھوڑے ہی دن ہوئے احراریوں کے ایک لیڈر نے قادیان کے ایک شخص کے متعلق بتایا کہ اس کے ذریعہ قادیان کی خبریں انہیں ملتی رہتی ہیں۔ اس شخص کے متعلق اپنی جماعت کی طرف سے اگر کوئی اطلاع مجھے پہنچتی ہے تو وہ خبر احاد ہے۔ جس پر گرفت نہیں کی جاسکتی۔ سالہا سال میں نے اس شخص کے متعلق عفو سے کام لیا ہے۔ مگر اب ضرورت ہے کہ ایسے لوگوں کو الگ کیا جائے...... پس میں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ یہاں یقینی طور پر چند منافق موجود ہیں اور مجھے ان کا پتہ ہے۔ مگر تم انہیں ظاہر کرو۔ یعنی ان کے متعلق ثبوت قائم کرو۔ میرا یہ طریق نہیں ہے کہ ان کی طرف اشارہ کروں...... ان منافقوں کو صرف میں ہی نہیں جانتا اور بھی بیسیوں لوگ جانتے ہیں۔ کسی کو ایک منافق کا علم ہوگا۔ کسی کو دو کا، کسی کو زیادہ کا۔ ایک دفعہ ایک مجلس میں ذکر ہوا کہ فلاں شخص نے آپ کی بہت تعریف کی ہے...... مگر اس مجلس کے بعد نہ تو اس دوست نے اور نہ کسی اور نے اس بارہ میں میری مدد کی کہ اس کی خلافت ثبوت بہم پہنچاتے...... کیونکہ ایک دوست سے علیحدگی طبعًا ناگوار گزرتی ہے۔ اس لئے انسان یہ نہیں چاہتا کہ اپنے واقف کے خلاف کوئی ثبوت مہیا کر کے اس سے بگاڑ پیدا کرے...... جب تک تم منافقین کے اخراج کے لئے عملی رنگ میں جدوجہد نہیں کرو گے اس وقت اندرونی فتن سے محفوظ نہیں رہ سکتے اور جب تک اندرونی فتن سے محفوظ نہیں ہوگے اس وقت تک مرض کی جڑ موجود رہے گی اور جب تک جڑ رہے گی حقیقی شفا حاصل نہیں ہوسکے گی۔ بلکہ اندر بیماری کا رہنا زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔ باہر کا تپ اگر ٹوٹ جائے اور اندر رہنے لگے تو وہ سل کا رنگ اختیار کر لیتا ہے۔ پس بیرونی مخالفت کو چھوڑ دو۔ وہ خود بخود مٹ جائے گی تم اندرونی مخالفت مٹانے کی طرف توجہ کرو...... اگر اب بھی آپ لوگ توجہ نہیں کریں گے تو میں خدا تعالیٰ کے حضور بری الذمہ ہوں گا اور اس صورت میں اگر آپ پر کوئی عذاب یا تکلیف آئے تو اس کی ذمہ داری مجھ پر نہیں بلکہ آپ لوگوں پر ہی ہوگی۔ کیونکہ میں نے تو جو کچھ کہنا تھا کہہ دیا۔ عہد کو آپ لوگوں نے توڑا ہوگا اور اسی نقض عہد کی وجہ سے دکھ اور تکلیف میں مبتلا ہوں گے۔''

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۱۶، مؤرخہ ۵؍اگست ۱۹۳۴ء، خطبات محمود ج ۱۵ ص ۲۰۸ تا ۲۱۱)

(۴۷) دماغی کلیں

''میں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہ تینوں شخص جنہوں نے اعتراض کئے، مخلص ہیں منافق ہرگز نہیں مگر ان تینوں کے دماغ کی کل بگڑی ہوئی ہے۔ میں انہیں منافق قرار نہیں دیتا بلکہ مخلص سمجھتا ہوں۔ مگر میں یہ بھی یقین رکھتا ہوں کہ ان تینوں کی دماغی کلیں بگڑی ہوئی ہیں۔ ان ہی میں سے ایک کی مجلس میں ہمیشہ نظام سلسلہ کے خلاف باتیں ہوتی رہتی ہیں اور ہمیشہ میرے پاس رپورٹیں پہنچتی رہتی ہیں۔ مگر اس خیال سے میں رکا رہتا ہوں کہ یہ مخلص شخص ہے صرف دماغی بناوٹ کی وجہ سے معذور ہے۔''

(ارشاد خلیفہ قادیان، مندرجہ الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۹۴ ص ۸ کالم ۳، مؤرخہ ۵؍فروری ۱۹۳۵ء، خطبات محمود ج ۱۶ ص ۷۷)

''مجھے ان لوگوں کو ڈھیل دیتے دیتے ایک لمبا عرصہ ہوگیا ہے اور اب بھی میں انہیں کچھ نہیں کہتا۔ مگر میں انہیں نصیحت کرتا ہوں کہ وہ سوچیں ان کا اپنا طریق عمل کیا ہے۔ ان کی اپنی تو یہ حالت ہے کہ وہ اس بات پر لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں کہ ہمیں فلاں عہدہ کیوں نہیں دیا گیا۔ فلاں کیوں دیا گیا۔ فلاں کے ماتحت ہم رہنا نہیں چاہتے۔ کبھی تنخواہ پر جھگڑا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ تمام باتیں بتلاتی ہیں کہ ان کے

دماغ کی کل بگڑی ہوئی ہے ورنہ کیا وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو اگر برا بھلا کہا جائے تو انہیں غصہ نہیں آتا۔لیکن اپنی کوئی بات ہو تو جھگڑے بغیر رہ نہیں سکتے۔ میں متکبر نہیں اور نہ مجھے ظاہری علوم کے حاصل ہونے کا دعویٰ ہے مگر جو علم خدا تعالیٰ نے مجھے دیا ہے اس کے ماتحت میں کہتا ہوں کہ یہ تینوں اپنی نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے بند کر رہے ہیں اور اگر یہ توبہ نہیں کریں گے تو کسی دن کوئی ایسی ٹھوکر انہیں لگے گی جس کے نتیجہ میں ان کا اخلاص جاتا رہے گا۔آخر وجہ کیا ہے کہ دنیا جہاں کے تمام اعتراض ان ہی پر کھولے جاتے ہیں اور جو بات ان کے ذہن میں آتی ہے وہ کسی اور کے ذہن میں نہیں آتی۔لیکن کسی شعبہ میں کسی پائیدار خدمت کا موقعہ انہیں نہیں ملتا۔انہیں سوچنا چاہئے کہ یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ سلسلہ کے تمام کام تو خدا تعالیٰ مجھ سے لے لیکن میری غلطیوں سے ہمیشہ انہیں آگاہ کرے۔اللہ تعالیٰ اس قسم کی تقسیمیں نہیں کیا کرتا۔پس میں ان کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ توبہ کریں ورنہ میرے ہاتھوں یا خدا تعالیٰ کے ہاتھوں کسی دن ان پر ایسی گرفت ہوگی کہ رہا سہا ایمان ان کے ہاتھوں سے بالکل جائے گا۔‘‘

(ارشاد خلیفہ قادیان،مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج۲۲ نمبر۹۴ ص۹ کالم۲،۳،مؤرخہ ۵رفروری ۱۹۳۵ء،خطبات محمود ج۱۶ ص۷۸،۷۹)

(۳۸) قادیانیوں کی برائیاں

’’اس طرح گورنمنٹ آف انڈیا کے ایک بڑے افسر چوہدری ظفر اللہ خاں کے تعلق کی وجہ سے ایک دفعہ قادیان آئے۔واپس جانے کے بعد وہ ایک دن مذاقاً چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب سے کہنے لگے کہ آپ لوگوں کو چاہئے کہ مجھے تنخواہ دیا کریں۔چوہدری صاحب نے پوچھا کس وجہ سے انہوں نے جواب دیا کہ میں بھی آپ کی تبلیغ کیا کرتا ہوں۔اس کے بعد انہوں نے سنجیدگی سے کہا کہ مذاق برطرف، اصل بات یہ ہے کہ جب سے میں قادیان سے واپس آیا ہوں میرے پاس مسلمان، ہندو، سکھ اور عیسائی ہر مذہب وملت کے لوگ کثرت سے آئے ہیں اور ہر ایک نے مجھے یہی کہا ہے کہ آپ قادیاں کیوں گئے۔احمدی تو بہت برے ہوتے ہیں۔یہ صاحب جن کا ذکر اوپر ہوا ہے ایک بنگالی ہندو ہیں اور گورنمنٹ آف انڈیا کے ایک بہت بڑے عہدے پر متمکن ہیں۔مگر انہوں نے بھی یہی کہا کہ میں حیران ہوں کوئی قوم نہیں جس کے افراد آپ لوگوں کی برائی بیان نہ کرتے ہوں۔‘‘

(خطبہ جمعہ مرزا محمود خلیفہ قادیان،اخبار الفضل قادیان ج۳۱ نمبر۲۱ ص۴ کالم۳،مؤرخہ ۲۴رجنوری ۱۹۴۳ء،خطبات محمود ج۲۳ ص۵۸۰،۵۸۱)

(۳۹) قادیان میں مخالفت

’’قادیان میں قادیانیت کے مخالفوں نے ایک جلسہ عام میں جو مخالفانہ تقریریں کیں ان کے چند مختصر اقتباسات اخبار الفضل میں شائع کئے گئے جو درج ذیل ہیں: ’’قادیان کی فضا پھر چاہتی ہے کہ قتل وغارت کا بازار گرم کیا جائے۔‘‘...... ’’یہاں فرعونیت برسراقتدار ہے۔‘‘...... ’’یہاں پر ریشہ دوانیاں اور منصوبہ بازیاں ہوتی ہیں۔‘‘...... ’’قادیاں کی زمین پھر خون کی پیاسی ہے۔‘‘...... ’’حسن بن صباح کی طرح سکیمیں بنتی ہیں۔‘‘...... ’’ہم تو چاہتے ہیں کہ احرار کا کوئی والینٹر مارا جائے۔‘‘...... ’’تم جواہر لال کے بوٹ چومتے ہو۔‘‘...... ’’محمود تجھ کو فرعونی فوجوں پر ناز ہے۔مگر آخر فرعون غرق ہوا اور نمرود کا کیا انجام ہوا۔تجھ کو بھی زیادہ دیر ڈھیل نہیں دی جاسکتی۔‘‘...... ’’ہر مقتول کا قاتل محمود ہے۔‘‘...... ’’میاں محمود نے باغیانہ طور پر اپنے مریدوں کو قتل کی تعلیم دی ہے۔‘‘...... ’’یزید کی طرح خلیفہ محمود برسر تسلط ہے۔‘‘...... ’’اگر خلیفہ محمود اور اس کے اوباش مزاج کارکن اس تحریک کو قائم کرنا چاہتے ہیں تو قادیان کا کوئی میرزائی نہ بچے گا۔‘‘...... ’’یہاں زنا سے لے کر خون ناحق تک گریز نہیں کیا جاتا ہے۔‘‘...... ’’خلیفہ محمود نے خود قتل کی اسکیمیں پیش کیں۔‘‘ (اگرچہ اقتباست بہت مختصر اور منتشر پیش

کئے گئے ہیں تاہم ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ گردوپیش کے مخالفین میں قادیانیوں کو کیا سمجھا جاتا ہے۔للمؤلف)‘‘

(اخبار الفضل قادیان ج ۳۴ نمبر ۲۰۳ ص ا کالم ۲،۳، مؤرخہ ۳۱ راگست ۱۹۴۶ء)

(۴۰) قادیانی پروپیگنڈا

’’لاہوری احمدیوں کے خلاف دھڑے بازی اور انہیں بدنام کرنے کے لئے ناپاک پروپیگنڈا، خلیفہ صاحب (یعنی مرزا محمود خلیفہ قادیان) سے لے کر ادنیٰ مخلص محمودی تک اس معاملہ میں ایک رنگ میں رنگے ہوئے ہیں کہ جس طرح بھی ہو مولوی محمد علی صاحب اور لاہوری احمدیوں کو بدنام کیا جائے۔ان کی طرف سے نفرت وبیزاری کے جذبات اپنی جماعت کے زن ومرد بلکہ بچوں تک کے دلوں میں پیدا کرنا یہ لوگ اپنا فرض اور ایمان سمجھتے ہیں کیونکہ موجود بدعتی خلافت کی سلامتی انہیں اسی میں نظر آتی ہے۔حضرت مسیح موعود کی نبوت اور مولوی محمد علی صاحب پر تبرا اپنے بچوں کی معتقدات کے رنگ میں زبانی یاد کراتے ہیں۔تا ان معصوم بچوں کے دلوں میں محمد رسول اللہ ﷺ کی ختم نبوت کا بیج مارا جائے اور حضرت مسیح موعود کی نبوت اور حضرت مولوی محمد علی صاحب سے نفرت اور بیزاری کا بیج اچھی طرح نشوونما پائے جو محمودی اس ناپاک پروپیگنڈا میں شامل نہیں ہوتا وہ مخلص مومن گروہ محمودیاں میں ’’منافق‘‘ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔گویا ان کے ہاں ایمان واخلاص کا ثبوت ہی یہ ہے کہ دن رات رافضیوں کی طرح مولوی محمد علی صاحب اور لاہوری احمدی جماعت کی خواہ مخواہ عیب شماری کی جائے اور انہیں طرح،طرح سے ناحق بدنام کیا جائے ان کے خلیفہ میاں محمود احمد صاحب بے شک حضرت مسیح موعود کو نعوذ باللہ نادانی اور جہل مرکب کا چولا بارہ برس تک پہنائے رکھیں تو وہ عین راہ صواب اور رضا مندی الٰہی کا موجب ہے اور مولوی محمد علی صاحب بالفرض محال اگر ذرا کسی فروعی مسئلہ یا طریق استدلال میں اختلاف کریں تو اس کے لئے سارا محمودی ٹولا طوفان بے تمیزی مچانے کو تیار ہو جاتا ہے۔‘‘

(اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۲ نمبر ۲۷ ص ۷ کالم ۱،۲، مؤرخہ ۳ رمئی ۱۹۳۴ء)

(۴۱) سخت کلامی

’’جناب خلیفہ قادیان اور ان کے مریدوں کا جماعت لاہور اور اس کے اکابر کے متعلق جو رویہ ہے وہ محتاج بیان نہیں۔قادیانی عوام کو چھوڑ یئے خود جناب خلیفہ صاحب اور ان کے سرکردہ مریدوں کا طرز عمل ہمیشہ اس قسم کا رہا ہے جو آئین اخلاق وشرافت کے مطابق نہیں اور جس پر کوئی شریف وبااصول آدمی یا جماعت فخر نہیں کرسکتی۔ یہ لوگ دنیا کے سامنے ہمیشہ تقدس وخلاق اور رواداری وخوش گفتاری کے پیکروں کی شکل میں نمودار ہو کر لمبے چوڑے وعظ کہنے کے عادی ہیں۔ان کا دعویٰ ہے کہ ہم اختلاف رائے کو بغیر کسی قسم کی تلخی کے برداشت کرتے ہیں۔ہم اپنے مخالفوں کی گالیاں سن کر بھی درگزر کرتے ہیں اور ہر ایک کو ایسا ہی کرنا چاہئے۔لیکن جماعت لاہور کا ذکر آتے ہی ان کے یہ وعظ اور درس سخت کلامی اور گالیوں کے جواز کا فتویٰ بن جاتے ہیں۔جمعہ کے خطبوں،جلسہ سالانہ عرف ’’ظلی حج‘‘ کی تقریروں اور اخبارات کے صفحات ہیں۔ہمارے متعلق وہ،وہ باتیں کہی جاتی ہیں جن پر قادیانیوں کی آئندہ نسلیں ندامت محسوس کریں گی۔‘‘

(پیغام صلح لاہور ج ۲۳ نمبر ۹ ص ۳ کالم ا، مؤرخہ ۷ رفروری ۱۹۳۵ء)

(۴۲) گالیاں

’’شاید بعض زبردستوں کے مقابلہ میں قادیانی جماعت گالیاں کھا کر چپ رہتی ہو۔لیکن ہم نیازمندوں کو تو اس نے ہمیشہ بلاقصور بری سے بری گالیاں دیں۔اگر خلیفہ صاحب کو گوبھی شلجم کے چھلکوں والا خطبہ یاد نہ رہا ہو تو اپنے ایک خاص الخاص مرید فخرالدین ملتانی تاجر

کتب قادیان کی ان گالیوں کو ملاحظہ فرمالیں، جوانہوں نے غالباً آپ (خلیفہ قادیان) کے ایماء سے ۲۸؍فروری ۱۹۳۵ء کے (اخبار) فاروق (قادیان) میں ہمیں دی ہیں۔'' (پیغام صلح لاہور ج ۲۳ نمبر ۱۶ ص ۳ کالم ۳، مؤرخہ ۷؍مارچ ۱۹۳۵ء)

(۴۳) کیا کیا

''جناب خلیفہ قادیان ایک شخص کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے الفضل مؤرخہ ۵؍جون ۱۹۳۴ء میں تحریر فرماتے ہیں:

چونکہ ظاہری طور پر ارکان اسلام کے یہ لوگ (جماعت لاہور) معتقد ہیں۔ اس لئے ہم ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز سمجھتے ہیں۔ لیکن جس طرح سڑا ہوا اور باسی سالن کوئی شوق سے نہیں کھاتا۔ ہاں! بھوک سے پریشان ہو اور اچھا کھانا نہ ملے تو وہ کھالیتا ہے۔ حالانکہ وہ حرام نہیں۔ اسی طرح جب تک دو مبائع احمدی (یعنی قادیانی جماعت والے) ہوں۔ ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ اس سے قبل جناب میاں (مرزامحمود) صاحب ہمیں منافق، دنیا کی بدترین قوم، چلتی پھرتی جہنم، کوڑے پر پڑے ہوئے گوبھی شلجم کے چھلکے اور خدا جانے کیا، کیا کہہ چکے ہیں۔ اب سڑا ہوا اور باسی سالن قرار دیا ہے۔ ہمیں آئین اخلاق وشرافت کا پاس ہے۔ اس لئے ہم موصوف کی اس تازہ نوازش پر ان کا شکریہ ادا کرنے کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ جو لوگ قادیانیوں کی گالیوں اور غیرشریفانہ روش پر اظہار حیرت وافسوس کیا کرتے ہیں انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ جب پیر کی یہ حالت ہو تو مرید جو کچھ کہیں اور کریں تھوڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے۔''

(اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۲ نمبر ۴۳ ص ۳ کالم ۳،۴، مؤرخہ ۷؍جون ۱۹۳۴ء)

(۴۴) بالکل جھوٹی رپورٹ

''قادیانی جماعت کا ہمارے (یعنی لاہوری جماعت کے) ساتھ جو طرز عمل ہے وہ ساری دنیا جانتی ہے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ آج کل پشاور کے قادیانی اس غیرشریفانہ روش میں تمام ملت محمودیہ سے بازی لے جانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہماری جماعت پشاور کے جلسہ سالانہ پر ان لوگوں نے جو خلاق سوز اور سوقیانہ حرکتیں کیں احباب کو ان کا کسی قدر علم جلسہ کی روئیداد سے ہوگیا ہوگا...... اس پر ڈھٹائی ملاحظہ ہو کہ اخبار ''الفضل'' اور ''فاروق'' میں بالکل جھوٹی رپورٹ شائع کرائی ان کی مراسلوں کی طرز تحریر اس قدر گھناؤنی اور غیرشریفانہ ہے کہ کوئی شریف آدمی اس پر اظہار نفرت کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ہم جانتے ہیں کہ اس قسم کی بیہودی حرکات تمام قادیانی حلقوں میں پسند کی جاتی ہیں اور ان کی داد دی جاتی ہے کہ جناب خلیفہ صاحب بھی ان پر اظہار خوشنودی فرماتے ہوں گے۔ لیکن اسلامی اخلاق وشرافت ان پر ہمیشہ ماتم ہی کرتے رہیں گے۔'' (اخبار پیغام صلح لاہور، ج ۲۲ نمبر ۴۵ ص ۳ کالم ۲، مؤرخہ ۱۱؍جون ۱۹۳۴ء)

(۴۵) اخبار الفضل قادیان

''الفضل جسے میں نے اپنی بیوی کے زیورات فروخت کر کے حضرت ام المؤمنین (مرزا قادیانی کی اہلیہ) نے اپنی زمین فروخت کر کے اور برادرم مکرم نواب محمد علی خان صاحب حفظ اللہ نے بھی کچھ نقد دے کر اور کچھ زمین فروخت کر کے ہفتہ وار جاری کیا تھا۔ ہفتہ وار سے سہ روزہ ہوا۔ سہ روزہ سے دو روزہ اور اب روزانہ شائع ہوتا ہے۔''

(اعلان مرزامحمود خلیفہ قادیان، اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۱۰۸ ص ۱ کالم ۱، مؤرخہ ۸؍مارچ ۱۹۳۵ء)

''اخبار الفضل ہفتہ میں دوبار میرے سامنے آتا رہا ہے اور میں اس لحاظ سے کہ سلسلہ کا آرگن سمجھا جاتا ہے اور اس لحاظ سے کہ چونکہ اس کے مضامین ہماری طرف سے سمجھے جاتے ہیں اور ہماری طرف منسوب کئے جاتے ہیں اس لئے یہ دیکھنے کے لئے کہ اگر کوئی غلطی ہو۔

یوں تو انسان سے غلطیاں ہو جاتی ہیں۔ لیکن اگر کوئی ایسی غلطی ہو جس سے سلسلہ پر حرف آتا ہو تو اس کی اصلاح کرادی جائے۔ اخبار الفضل سارا پڑھتا ہوں اور ہمیشہ پڑھتا ہوں۔'' (خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان، مندرجہ الفضل قادیان ج ۱۱ نمبر ۲، مؤرخہ ۶؍جولائی ۱۹۲۳ء، خطبات محمود ج ۸ ص ۱۱۷)

(۴۶) غلط بیان اعلان

''جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے ولایت سے تشریف لانے پر جن معززین نے ان کا لاہور کے اسٹیشن پر استقبال کیا ان کا ذکر ہمارے نامہ نگار لاہور نے اپنی مراسلت میں کیا تھا جو ایک گزشتہ پرچہ میں شائع ہو چکی ہے۔ مگر معلوم ہوا کثرت ہجوم میں اپنی ناواقفیت کی وجہ سے اس نے بعض ایسے نام بھی لکھ دیئے جو اس موقع پر موجود نہ تھے۔ (اوّل تو کثرت ہجوم میں قدرتاً ایسے مشہور ومعروف لوگ نظر آ ہی جاتے ہیں جو موجود نہ ہوں۔ دوسرے نظر بھی نامہ نگار کی جو ناواقفیت کے عذر پر ہر طرح مبالغہ کا مجاز ہو۔ للمؤلف) اور جو یہ ہیں: جسٹس کنور دلیپ سنگھ صاحب، جسٹس رنگی لال صاحب، جسٹس آغا حیدر صاحب، جسٹس دین محمد صاحب، جسٹس کری صاحب، مسٹر کاربٹ چیف سیکرٹری، سر محمد اقبال صاحب، مسٹر جگن ناتھ صاحب اگروال۔ ہمیں افسوس ہے کہ نامہ نگار کی بے احتیاطی اور اپنے فرض کی ادائیگی میں غفلت کی وجہ سے یہ نام شائع ہوگئے۔ (یہ تو قادیانی خبروں کی عام خصوصیت ہے۔ اصل سے کہیں بڑھ چڑھ کر شائع ہوتی ہیں۔ البتہ افسوس ہے تو یہ کہ اسی عادت کی رد میں معززین کے نام شائع کر کے تردید کرنے کی نوبت آئی۔ للمؤلف)''

(اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۵۷ ص ۲ کالم ۳، مؤرخہ ۸؍نومبر ۱۹۳۴ء)

(۴۷) قادیانی مناظرہ کی رپورٹ

''سنگرور میں جو مناظرہ قادیانی اور احمدی جماعت میں ۱۵؍نومبر کو ہوا۔ اس میں قادیانی مبلغ ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم گجراتی کو بمقابلہ احمدی مبلغ (عمرالدین قادیانی لاہوری) جو شکست ہوئی اس کو قادیانی کبھی نہ بھولیں گے مگر اپنی ندامت کو چھپانے کے لئے خادم صاحب نے جو رپورٹ ۲۰، ۲۱، ۲۲؍نومبر کے الفضل کی اشاعتوں میں درج کرائی ہے وہ بالکل خلاف واقعہ امور پر مبنی ہے اور اس قدر غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے کہ کبھی کوئی دیندار انسان اس کو گوارا نہیں کر سکتا۔'' (اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۴ نمبر ۸۷ ص ۷ کالم ۲، مؤرخہ ۷؍دسمبر ۱۹۳۶ء)

(۴۸) قادیانی جماعت کا اندوختہ عمل

''ادھر قادیان میں اتنی بڑی جماعت نے کیا خدمت اسلام کی۔ ظاہر ہے کہ اس قدر قلیل کہ نہ ہونے کے برابر۔ البتہ اجرائے نبوت اور تکفیر مسلمانان کا مسئلہ نکال کر اسلام کا تختہ پلٹ دیا اور مطاع الکل خلیفہ بنا کر احمدیت کا بیڑا غرق کر دیا۔ ہاں! جماعت کو سیاست کے خوب سبق پڑھائے گئے۔ کبھی سرکار انگریزی کا ہاتھ بٹایا گیا۔ کبھی اسے دھمکایا گیا۔ قادیان کو ایک دارالسلطنت کے رنگ میں دیکھنے کے خواب آنے لگے۔ مگر خدمت دین کیا کوئی؟ کچھ بھی نہیں اور ہوتی کس طرح جب شب وروز یہ کوشش ہو کہ دنیا ہماری خادم بنے اور ہم مخدوم اور مطاع الکل بنیں۔ پھر خدمت دین کی توفیق کا چھن جانا لازمی امر تھا۔'' (اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۴ نمبر ۸۷ ص ۵ کالم ۳، مؤرخہ ۳؍دسمبر ۱۹۳۶ء)

(۴۹) شغل سیاست

''قادیانی محمودی لوگ مذہب کے نام پر سیاست میں حصہ لینا ضروری سمجھتے ہیں۔ وہ گورنمنٹ میں رسوخ بڑھا کر لوگوں کی توجہ کو اپنی طرف منعطف کرنا چاہتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ اس طریق سے بہت سے دنیوی عزوجاہ کے طالب اور ملازمت کے خواہاں خود بخود

ہماری طرف کھچے چلے آئیں گے۔ اس طرح ہمارا جتھا بھی زبردست ہوتا جائے گا۔ جس سے گورنمنٹ پر بھی مزید اثر پڑے گا اور ہماری آمدنی بھی بڑھے گی اور ریاست کی بنیاد بھی پڑ جائے گی۔ اس لئے وہ گورنمنٹ کے مرکزی دفاتر کا طواف کرنا اور سیاسی کاموں میں ظاہر اور خفیہ طور پر گورنمنٹ کے دست و باز بننا اپنا شعار بناتے اور اس کے بدلہ میں گورنمنٹ میں رسوخ بڑھانا اور نفع اٹھانا ضروری سمجھتے ہیں اور اس لئے مذہب کے نام سے لاکھوں روپیہ قوم سے لے کر سیاسی خفیہ کارروائیوں میں صرف کر دینے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ چونکہ ان کے عقائد ہی ایسے باطل ہیں کہ کسی عقلمند کو اپیل نہیں کر سکتے۔ اس لئے سیاسی رنگ میں جتھے بندی کے سوا ان کا مقصد کسی اور طریق سے حاصل ہونا انہیں مشکل نظر آتا ہے۔ بدیں وجہ وہ سیاسی میدان میں کارنمایاں دکھا، دکھا کر اپنا جتھا بڑھانے کا کام کرتے رہتے ہیں۔''

(اخبار پیغام صلح ج ۲۳ نمبر ۲ ص ۲ کالم ۱، مؤرخہ ۵ رجنوری ۱۹۳۵ء)

(۵۰) قادیانی مغالطہ

''تیسری دقت میں سمجھتا ہوں یہ ہے کہ ہماری جماعت میں امنگ بڑھانے کی جو تحریک کی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ تم دنیا کے راہنما ہو۔ مصلح ہو، ہادی ہو۔ معلوم ہوا دنیا کی تمام بادشاہتیں تمہارے قبضے میں آئیں گی اس سے جو تو دیندار ہوتے ہیں اور روحانیت ان میں غالب ہوتی ہے وہ اس کے مطلب یہ لیتے ہیں کہ ہمیں قربانیاں زیادہ کرنی چاہئیں لیکن جن لوگوں کو روحانیت کا اعلیٰ مقام حاصل نہیں ہوتا وہ ان باتوں کو سن کر کبر کی روح لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ جب ہ اتنے بڑے ہیں تو وہ بھی بڑے لوگوں کے ساتھ رشتے داریاں کر کے اپنے آپ کو اور بھی بڑا بنانا چاہتے ہیں۔'' (خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان، مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۵ نمبر ۸۵، مؤرخہ ۱۳ راپریل ۱۹۳۷ء، خطبات محمود ج ۱۸ ص ۹۱)

(۵۱) گول میز کانفرنس

''مکرمی چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے یہ تحریر فرمایا ہے کہ مجھے (ناظر امور خارجہ قادیان کو) جناب گورنر جنرل وائسرائے ہند کو یہ لکھنے کی کیا ضرورت تھی کہ جناب چوہدری صاحب کو راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں ضرور بھیجا جائے کیونکہ جب تک وہ خود انکار نہ کریں ان کا جانا لازمی ہے اور یہ کہ اس کے لئے مجھے چاہئے تھا کہ میں افواہ کی پہلی تحقیقات کر لیتا اور پھر اس قسم کا خط لکھتا۔ اس کے متعلق میں یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جس علم کی بناء پر میں نے وائسرائے ہند کو خط لکھا ہے اس میں اس امر کے متعلق کافی شبہ کی گنجائش ہے کہ چوہدری صاحب گول میز کانفرنس میں شریک نہ کئے جائیں گے۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ میری یہ رائے جن حالات پر قائم ہوئی ہے ان کا علم چوہدری صاحب کو نہ ہو یا ان کا علم ہوتے ہوئے وہ ان سے وہ نتیجہ نہ نکالتے ہوں جو میں نے نکالا ہے۔ میرا شبہ اس جواب سے اور بھی قوی ہو گیا ہے جو ہز ایکسی لینسی دی گورنر جنرل کے پرائیویٹ سیکرٹری کی طرف سے وصول ہوا ہے...... اس (جواب) سے ظاہر ہے کہ اگر مندوبین کا جانا بہرحال لازمی ہوتا تو ضرور مجھے یہ جواب دیا جاتا کہ چوہدری صاحب کے جانے یا نہ جانے کا سوال ہی پیدا نہ ہو سکتا۔ خصوصاً جب کہ میں نے اس امر پر اپنے خط میں خاص زور بھی دیا تھا کہ چوہدری صاحب کو ضرور بھیجا جائے لیکن یہ جواب نہیں دیا گیا۔ پس مجھے اس امر پر اصرار ہے کہ اپنے علم کی بناء پر میرے لئے یہ ضروری تھا کہ میں وہ خط بھیجتا جو میں نے ہز ایکسی لینسی (وائسرائے ہند) کو بھیجا اور وائسرائے صاحب بہادر کے خط سے یہ ثابت ہے کہ میری تحریک عین وقت پر تھی۔'' (عبدالرحیم درد ناظر امور خارجہ قادیان مؤرخہ ۶ رجون ۱۹۳۱ء)

(۵۲) افسوس اور خوشی

''حال کی شورش میں جو مفسد اور شریر لوگوں نے گورنمنٹ کے خلاف برپا کی تھی غیر مبایعین (لاہوری جماعت) کے شامل ہو کر

حصہ لینے سے جہاں ہمیں اس بات کا سخت افسوس اور رنج ہوا کہ ان لوگوں نے باوجود حضرت مسیح موعود کو امام اور پیشوا سمجھنے کا دعویٰ کرنے کے آپ کی اس تعلیم کو پس پشت ڈال دیا جو آپ نے گورنمنٹ برطانیہ کی اطاعت اور فرمانبرداری کے متعلق دی ہے اور جس سے آپ کی تصنیفات بھری پڑی ہیں وہاں ہمیں اس بات سے خوشی اور مسرت بھی ہوئی کہ انہوں نے اپنے اس رویہ سے ثابت کر دیا ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی قائم کردہ جماعت احمدیہ وہی ہے جو سلسلہ کے مرکز قادیان سے تعلق رکھتی ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود نے اپنی جماعت کے لئے گورنمنٹ انگریزی کے سچے دل کے ساتھ اطاعت اور فرمانبرداری کرنا نہایت ضروری اور اہم فرض رکھا ہے اور ضرورت اور حاجت کے وقت حتی الامکان مدد کرنا ضروری قرار دیا ہے۔'' (اخبار الفضل قادیان ج۶ نمبر ۸۹ ص۳ کالم ۱، مؤرخہ ۲۴؍ مئی ۱۹۱۹ء)

(۵۳) انگلستان میں قادیانی مشن

''میری ناقص رائے میں مغرب میں رسوخ حاصل کرنے کے لئے لٹریری پہلو پر زور دینا اشد ضروری ہے۔ یہاں کے لوگ تعلیم یافتہ ہیں۔ برطانوی پریس نہ صرف دنیا میں سب سے زیادہ بااثر بلکہ سب سے زیادہ ترقی یافتہ پریس ہے۔ اس کا معیار غیر معمولی طور پر بلند ہے اور برطانوی لوگوں کو ایسی سہولتیں میسر ہیں جن کا ہم خیال تک نہیں کر سکتے...... یہاں ہر مضمون کے ماہرین موجود ہیں۔ جنہوں نے کسی خاص مسئلہ کی چھان بین میں اپنی عمریں صرف کر دی ہیں اور یہاں پبلک میں جو مسائل زیر بحث ہوں ان کے متعلق تمام ماہرین کے علم اور تجربہ کی رو سے ان پر فوراً روشنی پڑ سکتی ہے۔ اس کے برعکس ہمارے لئے یہ قریباً ناممکن ہے کہ تحریراً یا تقریراً یہاں کے لوگوں کے لئے کوئی قابل غور چیز پیش کر سکیں۔ ہمارے یہاں کوئی لائبریری نہیں ہے اور کسی لائبریری میں کسی بات کی تحقیق کرنے کے لئے جانے پر دو تین گھنٹے کا سفر کرنا پڑتا ہے۔ پھر ہمارے پاس کوئی چیز شائع کرنے کے لئے قطعاً کوئی فنڈ نہیں۔ مناسب اور موزوں لٹریچر پیدا کئے بغیر اور عصر حاضرہ کے اہم مسائل کا گہرا مطالعہ کئے بغیر میری ناقص رائے میں اس جگہ ہمارا کام کم و بیش سطحی ہے۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ دوسری مصروفتیں جو وقتی ضروریات کے لحاظ سے کم اہمیت نہیں رکھتیں۔ کسی لٹریری کام کے کرنے یا مطالعہ کرنے کے لئے فرصت نہیں ہونے دیتیں۔ چہ جائیکہ کوئی ایسا کام کیا جائے جو مغربی دنیا کو اپیل کر سکے۔ یورپ اس وقت کئی مصائب میں مبتلا ہے۔ اس کو سوشل، اقتصادی، اخلاقی اور روحانی اصطلاحات کی اشد ضرورت ہے اور اسلام ان کا واحد علاج ہے مگر یورپین لوگ اسے محسوس نہیں کر سکتے۔ تاوقتیکہ اسلامی تعلیم کی فضیلت اور عمدگی موزوں طریق پر ان مسائل کے حوالہ سے جو اس وقت دنیا میں ناقابل حل صورت اختیار کر چکے ہیں۔ ان کے سامنے پیش نہ کی جائے ایسا کرنے کے لئے بہت مطالعہ اور سکون کی ضرورت ہے۔ اس لئے ہمیں لٹریری کام کی طرف متوجہ ہونا چاہئے یہ قلم کا زمانہ ہے اور حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) سلطان القلم ہیں، اس لئے اگر اس طرف فوری اور کافی توجہ نہ دی گئی تو ہماری ترقی بہت حد تک رک جائے گی۔''

(احمدیہ مشن لندن کی سالانہ رپورٹ، اخبار الفضل قادیان ج۲۱ نمبر ۱۴۰ ص۶ کالم ۲،۳، مؤرخہ ۲۴؍ مئی ۱۹۳۴ء)

(۵۴) قادیانی مبلغ

''بلغراڈ سے روانہ ہو کر میں بڈاپیسٹ پہنچا...... وہاں ایک صاحب مسٹر محمد فیاض صاحب بی.اے، ایل.ایل.بی سے ملاقات ہوئی۔ آپ کا سبز عمامہ دیکھ کر دریافت کرنے پر معلوم ہوا آپ قادیانی ہیں اور تبلیغ کی غرض سے تشریف لائے ہیں اور قادیانی عقائد و دعاوی پیش کرتے ہیں۔ پروفیسر جرمانوس نے ان سے دریافت کیا کہ آپ غیر احمدی جو مکفر نہ ہو، اس کے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے۔ انہوں نے کہا کہ ہم پاک اور مقدس مسلمان ہیں۔ لہٰذا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم کسی غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

ان لوگوں کو اپنی پاکیزگی اور تقدس کا اس قدر گھمنڈ ہے کہ اپنے سوا تمام کلمہ گوؤں کو خارج از اسلام سمجھتے ہیں اور ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے ...... اب ذرا قادیانی مبلغ کا طریقہ تبلیغ بھی ملاحظہ ہو۔ کسی دوست سے ملے۔ کہیں چائے پر چلے گئے۔ کسی اور اجتماع میں چند آدمیوں سے ملاقات ہوگئی۔ بس قادیان، رپورٹ لکھ دی کہ ہم نے تین سو آدمیوں کو اسلام یا احمدیت کا پیام پہنچا دیا اور لطف یہ کہ آپ ہنگری کی زبان سے بھی بالکل ناواقف ہیں۔'' (لاہوری جماعت کے مبلغ محمد عبداللہ قادیانی کا مکتوب، پیغام صلح لاہور ج ۲۴ نمبر ۳۵، مؤرخہ ۳؍ جون ۱۹۳۶ء)

(۵۵) قادیانی مبلغ کے مضامین

''جنگ کے متعلق حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی پیش گوئی اور ہندوستان کی وفاداری اور حکومت برطانیہ کے سچے دل سے امداد اور اس کے متعلق مسیح موعود کے تائیدی حکم اطاعت اور شکرگزاری گورنمنٹ کے متعلق میرے جو مضامین انگلینڈ کے اخبارات ...... میں چھپے تھے۔ ان کے کٹنگس ہندوستان میں بھی بھیجے گئے تھے۔ اس پر ہز آنر نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر پنجاب اور صاحب کمشنر بہادر لاہور کی طرف سے عاجز کو شکریہ کے خطوط موصول ہوئے ہیں۔'' (قادیانی مبلغ انگلستان کا خط، الفضل قادیان ج ۵ نمبر ۹۹ ص ۲ کالم ۱، مؤرخہ ۲۲؍ جون ۱۹۱۸ء)

(۵۶) قادیانی پتھر

''انگریزوں کو بالخصوص جن سے کل تک یہ درخواستیں کی جاتی تھیں کہ ہمیں (مرزا محمود خلیفہ قادیان کو) خلیفۃ المسلمین بنا دیا جائے اور جن کے بغداد فتح کرنے پر قادیان میں چراغاں کیا گیا اور غیر احمدیوں (مسلمانوں) ہندوؤں اور سکھوں وغیرہ ہم کو بالعموم یہی دھمکی ضروردی گئی ہے کہ: ہم (قادیانی) کونے کا پتھر ہیں۔ جس پر ہم گرے وہ بھی ٹوٹ جائے گا اور جو ہم پر گرا وہ بھی سلامت نہیں رہے گا۔''

(اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۲ نمبر ۷۷ ص ۴ کالم ۳، مؤرخہ ۲۴؍ اکتوبر ۱۹۳۴ء)

(۵۷) قادیانی چکر

''قادیانی جماعت اصل مقصد سے ہٹ گئی ہے۔ اس کہنے سے میرا مطلب یہ ہے کہ اس بات سے کبھی مرعوب نہیں ہونا چاہئے کہ وہاں کثرت تعداد ہے اور ہماری قلت ہے جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں کہ آج کثرت تعداد کے باوجود قادیان میں کام اور علم کی قلت ہے۔ قادیانی جماعت کی توجہ اصل کام سے ہٹ گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو ایک مشکل میں پھنسے ہوئے محسوس کر رہے ہیں۔ دو تین ماہ سے میاں صاحب جو خطبات دے رہے ہیں ان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ایک چکر میں پڑے ہوئے ہیں۔ ہم نے گورنمنٹ سے یہ کیا۔ اس کی یہ یہ خدمات انجام دیں۔ اس نے ہم سے یہ یہ سلوک روا رکھا۔ ترقی کہاں ملے گی۔ اس کو تلاش کرو۔ یہ کرو وہ کرو۔ غرض کہ ایک چکر ہے جو چل رہا ہے۔ اگر کوئی اصل کام سے غرض رکھے تو پھر گورنمنٹ اس کے کام میں دخل نہیں دیتی۔ اگر دخل دے بھی تو اس کی پرواہ نہ کرنی چاہئے۔'' (پیغام صلح لاہور ج ۲۳ نمبر ۶ ص ۳ کالم ۳، مؤرخہ ۲۳؍ جنوری ۱۹۳۵ء)

(۵۸) قادیانی علاقہ

''احمدیوں کے پاس ایک چھوٹے سے چھوٹا ٹکڑا بھی نہیں جہاں احمدی ہی احمدی ہوں۔ کم از کم ایک علاقہ کو مرکز بنالو اور جب تک ایک ایسا مرکز نہ ہو جس میں کوئی غیر نہ ہو۔ اس وقت تک تم مطلب کے مطابق امور جاری نہیں کر سکتے اور نہ اخلاق کی تعلیم ہوسکتی ہے نہ

پورے طور پر تربیت کی جاسکتی ہے۔ اس لئے نبی کریم ﷺ نے حکم دیا تھا کہ اور حجاز سے مشرکوں کو نکال دو۔ ایسا علاقہ اس وقت تک ہمیں نصیب نہیں۔ جو خواہ چھوٹے سے چھوٹا ہو مگر اس میں غیر نہ ہوں جب تک یہ نہ ہو اس وقت تک ہمارا کام بہت مشکل ہے اگر یہ نہ ہوا تو کام اور مشکل ہو جائے گا۔'' (خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان، مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۹ نمبر ۷۲، مؤرخہ ۱۲ر مارچ ۱۹۲۲ء، خطبات محمود ج ۷ ص ۲۹۲)

(۵۹) مکہ مدینہ

''جماعت سے قربانی کا چوتھا مطالبہ یہ ہے کہ قوم کو مصیبت کے وقت پھیلنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو کہتا ہے کہ مکہ میں اگر تمہارے خلاف جوش ہے تو کیوں باہر نکل کر دوسرے ملکوں میں نہیں پھیل جاتے۔ اگر باہر نکلو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری ترقی کے بہت سے راستے کھول دے گا۔ اس وقت ہم دیکھتے ہیں کہ حکومت میں بھی ایک حصہ ایسا ہے جو ہمیں کچلنا چاہتا ہے اور رعایا میں بھی۔ ہمیں کیا معلوم کہ ہماری مدنی زندگی کی ابتداء کہاں سے ہوتی ہے۔ قادیان بے شک ہمارا مذہبی مرکز ہے مگر ہمیں کیا معلوم کہ ہماری شوکت وطاقت کا مرکز کہاں ہے۔ یہ ہندوستان کے کسی اور شہر میں بھی ہوسکتا ہے اور چین، جاپان، فلپائن، سماٹرا، جاوا، روس، امریکہ غرض کہ دنیا کے کسی ملک میں ہوسکتا ہے اس لئے جب ہمیں یہ معلوم ہو کہ لوگ بلا وجہ جماعت کو ذلیل کرنا چاہتے ہیں۔ کچلنا چاہتے ہیں تو ہمارا ضروری فرض ہو جاتا ہے کہ باہر جائیں اور تلاش کریں کہ ہماری مدنی زندگی کہاں شروع ہوتی ہے۔ ہمیں کیا معلوم کہ کون سی جگہ کے لوگ ایسے ہیں کہ وہ فوراً احمدیت کو قبول کر لیں گے اور ہمیں کیا معلوم ہے کہ جماعت کو ایسی طاقت کہاں سے حاصل ہو جائے گی اس کے بعد دشمن شرارت نہ کر سکے گا۔''

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان، مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۶۶ ص ۱۳ کالم ۳، مؤرخہ ۲۹ر نومبر ۱۹۳۴ء، خطبات محمود ج ۱۵ ص ۴۳۳، ۴۳۴)

(۶۰) ہمارے لئے

''دنیا میں جس قدر تغیرات ہو رہے ہیں یہ سب اسلام اور حضرت مسیح موعود کی صداقت کے لئے ہیں۔ ہوائیں چلتی ہیں تو ہمارے لئے، بارش ہوتی ہے تو ہمارے لئے، جنگیں ہوتی ہیں تو ہمارے فائدے کے لئے۔''

(تقریر چوہدری فتح محمد قادیانی ناظر دعوت وتبلیغ قادیان، الفضل قادیان ج ۱۴ نمبر ۴۱، مؤرخہ ۱۹ر نومبر ۱۹۲۶ء)

(۶۱) یہ سمجھ کر

''ان کی سستی کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے ہماری جماعت کے لئے چند ایک ابتلاء پیدا کئے ہیں تا کہ اگر جماعت کے دوست دوسروں کی ہدایت کے لئے احمدیت کو نہیں پھیلاتے تو یہ سمجھ کر کہ ساری دنیا ہماری دشمن ہے اور جب تک ہم ساری دنیا کو احمدیت میں داخل نہ کر لیں ہمارا کوئی ٹھکانا نہیں اور کبھی چین سے زندگی بسر نہیں کر سکتے۔ تبلیغ کی طرف متوجہ ہوں۔''

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان، مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۷ نمبر ۸۶، مؤرخہ ۲۵ر اپریل ۱۹۳۰ء، خطبات محمود ج ۱۲ ص ۳۷۱)

(۶۲) بھلائی کی صورت

''ہمیں جن کا اعتقاد ہے کہ کسی وقت بدلہ لینا بھی ضروری ہوتا ہے۔ اس خیال سے مطمئن نہیں ہو جانا چاہئے کہ ہم کسی کا کچھ نہیں بگاڑتے۔ اس لئے ہمیں بھی کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ ہماری بھلائی کی صرف ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ تمام دنیا کو اپنا دشمن سمجھیں۔

تا ان پر غالب آنے کی کوشش کریں۔ کیونکہ جب تک مخالفت نہ ہو ترقی بھی نہیں ہو سکتی۔ تمام انبیاء کی جماعتیں ایک ہی جیسی ہوتی ہیں۔ پہلوں میں ہم سے زیادہ ایمان نہ تھا۔''

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان، مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۷ نمبر ۸۶، مؤرخہ ۲۵/اپریل ۱۹۳۰ء، خطبات محمود ج ۱۲ ص ۳۷۲، ۳۷۳)

(۶۳) اللہ کے پیارے

''دوسرے لوگ جب دیکھتے ہیں کہ ہم سے انہیں فائدہ پہنچ رہا ہے تو وہ شاباش اور آفرین کہنے لگ جاتے ہیں اور ہمارے بعض سیدھے سادھے بھائی (قادیانی صاحبان) اس وہم میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ اب تو ساری دنیا ہم سے خوش ہے...... جب کسی مشکل کے وقت انہیں منظم جماعت کی خدمات کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ ہمیں تھپکی دیتے ہیں اور شاباش کہتے ہیں اور اس سے بعض احمدی خیال کر لیتے ہیں کہ وہ ہمارے دوست ہیں۔ حالانکہ جب تک ایک انسان احمدیت کا جامہ زیب تن نہیں کر لیتا خواہ وہ ہم سے کتنا بھی ہمدردی کا دعویٰ کرنے والا کیوں نہ ہو وہ آج نہیں تو کل ضرور ہم سے دشمنی کرے گا۔ پس ان ابتلاؤں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ہمیں متوجہ کرتا ہے کہ اگر اس کے لئے اسلام کے لئے اور احمدیت کی محبت کے لئے ہم احمدیت کو نہیں پھیلاتے تو یہی سمجھ کر اسے پھیلانے میں لگ جائیں کہ ہمارا اور ہماری اولاد کا امن وامان اور آسائش احمدیت کی اشاعت سے وابستہ ہے۔ ہندوستان میں انقلاب پیدا ہونے والا ہے اور ہندوستانیوں میں اس وقت جو جذبہ حریت پیدا ہو رہا ہے۔ گورنمنٹ زیادہ دیر تک اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ بے شک وہ مقابلہ تو کرے گی لیکن آہستہ آہستہ وہ خود بخود ہندوستانیوں میں حقوق دینے پر آمادہ ہو جائے گی اور وہ نادان احمدی جو ایک حد تک تحریک حریت کو ہندوستان کے لئے مفید سمجھتے ہیں اس وقت دیکھیں گے کہ وہ لوگ جن کی ظاہرداری کو دیکھ کر وہ انہیں اپنا ہمدرد سمجھتے ہیں۔ ان کی مثال بعینہٖ اس بلی کی طرح ہے جس کا جسم نہایت ملائم اور پشم بہت نرم لیکن ناخن خوفناک ہوتے ہیں اور وہ دیکھیں گے کہ کس طرح ان کی آنکھوں کو نکالنے اور چہرہ کو نوچنے کی کوشش کرتے ہیں...... اگر تم بھی اللہ کے پیارے ہو تو اس وقت تک کہ تمہاری بادشاہت نہ قائم ہو جائے۔ تمہارے راستہ میں یہ کانٹے ہرگز دور نہیں ہو سکتے اور تمہیں کبھی بھی امن وامان حاصل نہیں ہو سکتا اور اگر آج کسی وجہ سے سکھ ہے تو کل یقیناً پھر دکھ کی حالت ہو جائے گی۔''

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان، مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۷ نمبر ۸۶، مؤرخہ ۲۵/اپریل ۱۹۳۰ء، خطبات محمود ج ۱۲ ص ۳۷۱، ۳۷۲)

(۶۴) بے ایمانی اور بیوقوفی

''تعجب ہے کہ (قادیانی) جماعت کے لوگوں کو کیوں یہ خیال نہیں آتا کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں چنا ہے۔ اس لئے ہم ضرور کامیاب ہوں گے۔ ہم میں سے کتنے ہیں جو مایوس ہیں۔ کتنے ہیں جن کو خیال ہے کہ ہمارے اندر کچھ قابلیت نہیں۔ مگر اس سے زیادہ بے ادبی اور گستاخی کیا ہو سکتی ہے کہ خدا کہتا ہے تم دنیا کو فتح کرو گے۔ لیکن تم کہتے ہو نہیں ہم نہیں کر سکتے۔ غور تو کرو کب خدا نے کسی قوم کو اس لئے چنا کہ وہ دنیا کو فتح کرے گی اور اس نے نئی زمین اور نیا آسمان نہ پیدا کر دیا۔ کیا اب خدا تعالیٰ (نعوذ باللہ) بوڑھا ہو گیا ہے کہ اس کی قوت انتخاب کمزور ہو گئی ہے۔ اس نے حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت کرشن، حضرت رام چندر، حضرت بدھ، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد ﷺ کے ذریعہ قوموں کو چنا اور وہ کامیاب ہوئیں۔ پھر کیا اب خدا کی عقل کمزور ہو گئی ہے کہ اس نے ہم کو چنا اور ہم ناکام رہ جائیں گے۔ یہ انتہاء درجہ کی بے ایمانی اور بے وقوفی ہے۔''

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان، مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۸ نمبر ۷۳ ص ۷ کالم ۳، مؤرخہ ۱۸/دسمبر ۱۹۳۰ء، خطبات محمود ج ۱۲ ص ۵۳۶)

(۶۵) موت اور زندگی

’’غرض ہر قوم ہر طبقہ اور ہر ملک میں گھبراہٹ اور بے چینی پائی جاتی ہے۔ اگر کوئی ایسی جماعت ہے جو اپنے مذہب پر پکے اور امید و یقین سے پر ہے تو وہ احمدی جماعت ہے۔ وہ لوگ جو واقعہ میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ سمجھتے اور یقین رکھتے ہیں کہ سب کچلے جائیں گے۔ صرف ہم باقی رہیں گے۔ ہر ایک کو موت نظر آرہی ہے اور صرف ہم کو زندگی دکھائی دے رہی ہے۔ کیونکہ ہمارے متعلق ہی کہا گیا ہے آسمان سے کئی تخت اترے، پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔ پس دوسری بادشاہتوں کو خطرہ ہے کہ وہ ٹوٹ جائیں گی۔ مگر ہمیں امید ہے کہ بادشاہت دی جائے گی۔ حکمران ڈر رہے ہیں کہ ان کی حکومت جاتی رہے گی مگر ہم خوش ہیں کہ ہمارے ہاتھ میں دی جائے گی۔ لوگ ڈر رہے ہیں کہ تباہ ہو جائیں گے۔ مگر ہم خوش ہیں کہ خدا تعالیٰ کا ہم سے وعدہ ہے کہ کوئی تمہیں تباہ نہیں کر سکتا۔ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو بتایا گیا ہے کہ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔ آگ سے مراد وہ مصیبتیں اور تباہیاں ہیں جو کچل دینے والی ہوتی ہیں۔ پس وہ بلائیں اور مصیبتیں دنیا پر نازل ہو رہی ہیں جو بھسم کر دینے والی ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کا کلام جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) پر نازل ہوا۔ اس میں بتایا گیا کہ کہو آگ سے نہ ڈراؤ۔ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔ پس یہ مصیبتیں تو ہماری ترقی کے لئے ہیں۔ ہمیں کس طرح کچل سکتی ہیں۔‘‘

(خطبہ عید الفطر خلیفہ قادیان، مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۵ نمبر ۸۷ ص ۶ کالم ۱،۲، مؤرخہ ۳؍اپریل ۱۹۲۸ء، خطبات محمود ج ۱ ص ۱۵۸)

(۶۶) دور کی بات

’’سو میرا یہ اصول ہے کہ دنیا کے بادشاہوں کو اپنی بادشاہیاں مبارک ہوں۔ ہمیں ان کی سلطنت اور دولت سے کچھ غرض نہیں۔ ہمارے لئے آسمانی بادشاہی ہے۔ ہاں! نیک نیتی سے اور سچی خیر خواہی سے باشاہوں کو بھی آسمانی پیغام پہنچانا ضروری ہے۔‘‘

(تحفہ قیصریہ ص ۱۳، خزائن ج ۱۲ ص ۲۶۵)

’’حکومت والوں کو حکومتیں مبارک ہوں۔ ہم ان کو آسمانی پیغام پہنچا کر دین واحد پر جمع کریں گے اور ظاہر ہے کہ ان کے دین واحد پر جمع ہونے کے یہی معنی ہیں کہ دنیا میں اسلام کی حکومت قائم ہو جائے اور سلسلہ احمدیہ کے افراد اس حکومت کے چلانے والے ہوں۔‘‘

(اخبار الفضل قادیان ج ۲۴ نمبر ۲۹، مؤرخہ ۲؍اگست ۱۹۳۶ء)

’’پس ضرور ہے کہ یہ سب وعدے پورے ہوں۔ نہ صرف ہندوستان کی سلطنت حکمران احمدی جماعت کے ممبر ہوں گے، بلکہ جیسا کہ وعدہ دیا گیا ہے زار روس کا عصا بھی ان ہی کے ہاتھوں میں ہوگا۔ وہ دنیا میں عالمگیر حکومت قائم کریں گے۔ بادشاہوں کو مسلمان بنائیں گے اور بغیر اس کے کہ وہ اپنی طرف سے کسی فتنہ یا فساد کا موجب ہوں۔ صلح و آشتی سے آسمانی بادشاہت کو زمین کے چپہ چپہ پر قائم کر دکھائیں گے۔ مبارک وہ جو آخر تک صبر کریں۔ لیکن ہر چیز کا وقت مقرر ہے۔‘‘ (اخبار الفضل قادیان ج ۲۴ نمبر ۳۰ ص ۵ کالم ۴، مؤرخہ ۴؍اگست ۱۹۳۶ء)

(۶۷) دنیا میں تہلکہ

’’میں ایک دفعہ بمبئی گیا تو خوجوں کا شادی خانہ دیکھا۔ وہاں چونکہ رہائشی مکان اتنے بڑے نہیں ہوتے کہ بیاہ شادیوں میں جو مہمان آئیں وہ ٹھہر سکیں۔ اس لئے ایسے موقعوں کے لئے علیحدہ طور پر انہوں نے مکان بنایا ہوا ہے تاکہ جس کے ہاں شادی ہو وہ اپنے مہمانوں کو وہاں ٹھہرا سکے۔ وہ مکان اس قدر سامان سے آراستہ تھا کہ دیکھ کر حیرت ہوتی تھی۔ ایک بجلی کی روشنی کا ہی ایسا انتظام تھا کہ انسان

رات کو دن سمجھتا تھا۔ اس میں ہر قسم کی آرائش اور زیب و زینت کا سامان موجود تھا۔ لیکن ان سب باتوں کے باوجود ان قوموں کے حوصلے، ان کی امنگیں اور ان کے ارادے کوئی ایسے بلند نہیں ہیں۔ خوجہ قوم بے شک بہت مالدار قوم ہے مگر یہ امنگ کبھی ان کے دل میں پیدا نہیں ہوسکتی کہ ساری دنیا پر چھا جائیں۔ بے شک میمن اور بوہرے بہت مالدار ہیں۔ مگر ان کے دماغ کے کسی گوشہ میں بھی کبھی یہ بات نہیں آسکتی کہ ہم دنیا کے بادشاہ ہو جائیں گے اور نظام عالم میں تبدیلی پیدا کر دیں گے۔ ان کی دولتیں اتنی زیادہ ہیں کہ ان میں سے کئی ایسے ہیں جو اس زمانہ میں بھی جب کہ مال دولت کی کثرت ہے۔ اس قدر مالدار ہیں کہ انفرادی طور پر مدینہ کو خریدنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ مگر ان کے دماغ کو کسی گوشہ میں بھی کبھی نہ یہ خیال آیا اور نہ آسکتا ہے کہ ہم نے دنیا کو فتح کرنا ہے اور دنیا کے موجودہ نظام کو درہم برہم کر کے ایک نیا نظام جاری کرنا ہے۔ مگر اس کے مقابلہ میں ایک اور قوم ہے جو اپنے مال اپنی دولت اپنی عزت اپنی تعداد اور اپنے اثر و رسوخ کے لحاظ سے دنیا کی شائد تمام منظّم جماعتوں سے کمزور اور تھوڑی ہے۔ مگر باوجود اس کے اس کے دل میں یہ امنگ ہے اور اس کے ارادے اس قدر پختہ اور بلند ہیں کہ اس کا دعویٰ ہے کہ وہ تمام کمزوریوں کے باوجود اور سامان کی کمی کے باوجود ساری دنیا میں تہلکہ مچا دے گی اور موجودہ نظام کو توڑ کر اور موجودہ دستور کو تہ و بالا کر کے نیا نظام اور نیا کام جاری کرے گی اور وہ جماعت احمدیہ ہے۔''

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان، مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۵ نمبر ۸۲ ص ۵ کالم ۲،۳، مؤرخہ ۱۷ اپریل ۱۹۲۸ء، خطبات محمود ج ۱۱ ص ۳۴۸)

(۶۸) دنیا کو کھا جانا

''ہماری جماعت ظاہری حالت کے لحاظ سے کمزور ترین نہیں، بلکہ ایک ہی کمزور جماعت ہے۔ دنیا میں کوئی ایک بھی منظّم جماعت جو کام کر رہی ہو ہم سے کمزور نہیں ہے مگر باوجود اس کے کسی کے ارادے ایسے بلند اور وسیع نہیں ہیں اور ان میں سے کوئی بھی یہ امید نہیں رکھتی کہ وہ دنیا کے موجودہ نظام کو توڑ کر ایک نیا نام جاری کرے گی۔ سوائے ہماری جماعت کے...... اس وقت ایک ہی جماعت ایسی ہے جو کمزوری کے لحاظ سے دنیا میں سب سے گری ہوئی ہے۔ مگر ارادہ کے لحاظ سے سب سے بڑھی ہوئی ہے۔ پھر وہ منہ سے دعویٰ ہی نہیں کرتی۔ اس کی بنیاد ہی اس پر ہے کہ دنیا کو کھا جانا ہے کیونکہ اس کی بنیاد یہ ہے کہ ہم کو خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے متعلق فرمایا ہے۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اس کو قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی دنیا پر ظاہر کر دے گا۔''

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان، مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۵ نمبر ۸۲ ص ۶ کالم ۲،۳، مؤرخہ ۱۷ اپریل ۱۹۲۸ء، خطبات محمود ج ۱۱ ص ۳۵۰، ۳۵۱)

(۶۹) جہنم کی آگ

''میں چاہتا ہوں کہ جو جو مظالم تم پر کئے جاتے ہیں وہ تمہارے دلوں میں انگارے بن کر جمع ہوتے چلے جائیں۔ لیکن ان کا دھواں باہر نہ نکلے۔ یہاں تک کہ تم ان انگاروں سے جل کر اندر ہی اندر راکھ ہو کر بھسم ہو جاؤ۔ وہ ویسی ہی بند آگ ہو جیسی دوزخ کی آگ کے متعلق حدیثوں میں آتا ہے کہ وہ بند ہوگی میں بھی چاہتا ہوں کہ تمہارے اندر ایک آگ ہو جو جہنم کی آگ کی طرح بند ہو کہ جب اسے باہر نکلنے کا اذن ملے تو دنیا کی کوئی طاقت تمہارے سامنے نہ ٹھہر سکے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جہنم کی آگ میں سے اگر ایک رائی کے برابر آگ بھی ساری دنیا پر ڈال دی جائے تو دنیا جل کر راکھ ہو جائے۔ میری کوشش یہ ہے کہ میں وہ جہنم کی آگ تمہارے اندر پیدا کروں جو پہاڑوں کے برابر ہو۔ اگر جہنم کی رائی بھر آگ ساری دنیا کو جلانے کے لئے کافی ہے تو جو آگ میں تمہارے دلوں میں پیدا کرنا

چاہتا ہوں۔ اگر پیدا ہو جائے تو ایک دنیا نہیں ہزاروں دنیاؤں کو تم جلانے کے قابل ہو جاؤ۔‘‘

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان، مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۳ نمبر ۱۳۹ ص ۸ کالم ۳، مؤرخہ ۱۲؍دسمبر ۱۹۳۵ء، خطبات محمود ج ۱۶ ص ۷۸۷، ۷۸۸)

(۷۰) اچھا کیا

’’گورنمنٹ کالج کے طالب علم میاں بدرالدین صاحب حضرت اقدس (مرزامحمود خلیفہ قادیان) کی خدمت میں لکھتے ہیں کہ ہمارے کالج میں بعض طلباء نے یہ ارادہ کیا کہ بارہ وفات پر کچھ چندہ کر کے خیرات کی جائے اور جشن میلاد بھی کیا جائے۔ مجھ سے بھی چندہ مانگا مگر میں نے دینے سے انکار کیا کہ میں تمہارے ساتھ کسی دینی کام میں شامل نہیں ہوسکتا۔ حضرت (مرزامحمود) نے لکھوایا کہ بارہ وفات یا میلاد کا جلسہ ایک بدعت ہے اس میں تم شامل نہیں ہوئے تو اچھا کیا۔‘‘ (الفضل قادیان ج ۳ نمبر ۸۳ ص ۱ کالم ۳، مؤرخہ ۲۶؍جنوری ۱۹۱۶ء)

(۷۱) دعوتی خطوط

’’جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ہر سال غیراحمدی احباب کو دفتر ہذا کی طرف سے دعوتی خطوط بھیجے جاتے ہیں جن کا بھجوانا ازحد مفید پڑتا ہے۔ اس لئے میں بذریعہ اعلان جماعتوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے زیر تبلیغ غیراحمدی معززین کے پتے مجھے بہت جلد ارسال فرمائیں تاکہ ان کے نام دعوتی خطوط بھجوائے جائیں۔ (ناظر دعوت وتبلیغ قادیان)‘‘ (اخبار الفضل قادیان ج ۲۰ نمبر ۶۵، مؤرخہ ۲۹؍نومبر ۱۹۳۲ء)

(۷۲) ذریعہ تبلیغ

’’جماعت احمدیہ کو حضرت مسیح موعود (مرزاقادیانی) نے دنیا میں اعلائے کلمۃ الحق اور خدمت اسلام کے لئے قائم کیا ہے اور ظاہر ہے کہ غیراحمدی لوگوں کو جلسہ کے مبارک ایام میں قادیان میں لانا زبردست ذریعہ تبلیغ ہے اور قادیان کی یہ شان وشوکت اور اس میں اس قدر اہم اور ضروری کاموں کی ترتیب وتجویز بذات خود ایک حق بیں اور معقول پسند انسان کے لئے اپنے اندر زبردست نشان رکھتی ہے۔ کیونکہ ابھی تک ہزاروں بلکہ لاکھوں انسان ایسے موجود ہیں جو یہ شہادت دے سکتے ہیں کہ آج سے چند سال قبل قادیان کا نام ونشان تک بھی وہ نہ جانتے تھے۔ پس اس ادنیٰ حالت سے اس مقام کا اس قدر عروج اور کمال پر پہنچ جانا یقیناً خشیت اللہ رکھنے والے دل پر اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس لئے وہ احمدی دوست جو اپنے اعزہ واقربا اور دوست واحباب کے جماعت احمدیہ میں داخل نہ ہونے پر دل ہی دل میں ملول اور پریشان خاطر رہتے ہیں۔ انہیں اپنے ساتھ قادیان لائیں اور اگر اس کے لئے انہیں کچھ قربانی بھی کرنی پڑے تو بھی دریغ نہ کریں کیونکہ انجام کار وہ یقیناً فائدہ میں رہیں گے۔ یاد رہے کہ قادیان ہی وہ مقام ہے جس کے متعلق حضرت مسیح موعود (مرزاقادیانی) خود فرما چکے ہیں:

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے　　لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے‘‘

(اخبار الفضل قادیان ج ۱۶ نمبر ۵۰ ص ۳ کالم ۲، ۳، مؤرخہ ۲۱؍دسمبر ۱۹۲۸ء)

(۷۳) سیرت کے جلسے

’’اس وقت میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ بعض مقامات کے متعلق شکایت آئی ہے کہ رسول کریم ﷺ کی سیرت کے متعلق جلسوں کے انعقاد میں چونکہ غیراحمدیوں سے کام لینا پڑا۔ اس لئے بعض لوگوں میں مداہنت پیدا ہوگئی ہے۔ میں کسی کا نام نہیں لیتا مگر ایسے لوگ خود اپنے نفس میں غور کر لیں۔ اگر اصل چیز (یعنی قادیانیت کی تبلیغ) ہی مٹ جائے تو پھر ایسے جلسوں اور ان تقریروں کا کیا فائدہ۔ ایسے جلسوں

کے لئے مسلمانوں کے پاس جاؤ اور انہیں کہو آؤ یہ ہمارا متحدہ کام ہے تم بھی اس میں شامل ہو جاؤ۔ اگر وہ شامل ہوں تو بہتر ورنہ ان کی منتیں اور خوشامدیں نہ کرو۔ اگر وہ رسول کریم ﷺ کی تعریف اور شان کے اظہار کے جلسوں میں شامل ہوں گے تو برکات حاصل کریں گے اور اس کا فائدہ خود انہیں پہنچے گا۔ ہمارا ان کے شامل ہونے سے کوئی فائدہ نہیں۔ لیکن یاد رکھو ان کی بے جا رضامندی کے لئے اپنا دین (یعنی قادیانیت) تباہ نہ کرو۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تمہاری ہدایت میں کسی کے گمراہ ہونے کی وجہ سے فرق آتا ہے تو گمراہ ہونے والے کی پرواہ نہ کرو۔ تم میں اگر کسی جگہ کوئی اکیلا ہی ہو اور اس کے ساتھ کوئی شامل نہ ہو تو وہ جنگل کے درختوں کے سامنے جا کر محمد ﷺ کی تعریف کرنا شروع کر دے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ اپنی ذمہ داری سے بری سمجھا جائے گا اور اس کا نتیجہ بھی نکلے گا۔ لیکن کسی صورت اور کسی حالت میں بھی مداہنت اختیار نہیں کرنی چاہئے بلکہ احمدیت کی تبلیغ کھلے بندوں کرنی چاہئے۔''

(تقریر جلسہ سالانہ مرزا محمود خلیفہ قادیان، اخبار الفضل قادیان ج ۱۷ نمبر ۵۳ ص ۷ کالم ۳، مؤرخہ ۷؍جنوری ۱۹۳۰ء، انوار العلوم ج ۱۱ ص ۸۶)

''پھر ان جلسوں میں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری، حیدرآباد دکن کے صدر الصدور مولانا شروانی، علماء فرنگی محل، مولانا ابوالکلام آزاد کا کسی نہ کسی رنگ میں حصہ لینا بھی اس بات کا ثبوت ہے کہ انہیں ایسے جلسوں میں احمدیت کی تبلیغ کرنے کا کوئی احتمال نہ تھا۔''

(اخبار الفضل قادیان ج ۱۶ نمبر ۷ ص ۵ کالم ۳، مؤرخہ ۲۴؍جولائی ۱۹۲۸ء)

(۷۴) قادیانی فرقہ

''جناب خواجہ (حسن نظامی) صاحب اپنے روزنامچہ مندرجہ ''منادی'' مؤرخہ ۴؍اپریل کے ص ۱۸ پر تحریر فرماتے ہیں:

چند قادیانی اصحاب ملنے آئے۔ میں نے پوچھا آپ لوگ غیر قادیانی لوگوں سے رشتہ داری کیوں نہیں کرتے اور ان کے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے۔ انہوں نے کہا اس لئے کہ غیر قادیانی لوگ ہم کو کافر کہتے ہیں۔ میں نے کہا میں قادیانیوں کو کافر نہیں کہتا بلکہ ان کے تبلیغی کاموں کی بہت تعریف کرتا ہوں تو کیا آپ میرے پیچھے نماز پڑھ لیں گے۔ انہوں نے انکار کیا میں نے کہا یہی دو چیزیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے میرے دل پر یہ اثر ہوتا ہے کہ قادیانی فرقہ مسلمانوں کی اخوت میں تفریق پیدا کرنے والا ہے اور جو شخص مسلمانوں کی تفریق کا باعث ہو میں اس کو سیاسی اور مذہبی مجرم سمجھتا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ آپ لوگ اپنے فرقہ کو سب سے نمایاں اور الگ رکھنے کے لئے یہ کام کرتے ہیں۔ ورنہ آپ کے دل میں مذہبی جذبہ کوئی نہیں ہے۔ قادیانی لوگ کوئی جواب نہیں دے سکے۔ واحدی صاحب نے کہا آج پہلا موقع ہے کہ میں نے دو قادیانیوں کو گفتگو میں کمزور دیکھا۔''

(اخبار الفضل قادیان ج ۱۷ نمبر ۹۹ ص ۳ کالم ۲، ۳، مؤرخہ ۲۰؍مئی ۱۹۳۰ء)

(۷۵) خاتم النّبیین نمبر

''الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ (اخبار) ''الفضل'' کا خاتم النّبیین نمبر نہایت شاندار تیار ہو گیا جس کا کسی قدر پتہ تو اس فہرست مضامین سے لگ سکتا ہے جو اسی پرچہ کے دوسرے اور آخری صفحہ پر شائع کی جارہی ہے۔ مگر پوری آگاہی پرچہ کو دیکھنے سے ہو گی جو ان شاء اللہ بہت جلد احباب کرام کی خدمت میں پہنچ جائے گا۔''

(الفضل قادیان ج ۱۶ نمبر ۹۱ ص ۱ کالم ۲، مؤرخہ ۲۱؍مئی ۱۹۲۹ء)

''(اخبار) پیغام صلح (لاہور) کی قسمت میں جو ازلی شقاوت لکھی جاچکی ہے اس نے اسے اس موقعہ پر بھی خاموش نہ رہنے دیا۔ جب کہ ''الفضل'' نے دنیا میں سرور دوعالم ﷺ کی شان اقدس ظاہر کرنے کے لئے بلند پایہ مسلم وغیر اہل قلم اصحاب کے نہایت قیمتی مضامین کا مجموعہ خاتم النّبیین نمبر کے نام سے شائع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ چنانچہ اس نے ۲۴؍مئی کے پرچہ میں مخالفت کا طوق

گلے میں ڈال کر لکھا ہے۔’’خاتم النّبیین کا نام صرف عوام الناس کو اس غلط فہمی میں مبتلا کرنے کے لئے اختیار کیا گیا ہے کہ وہ قادیانی اصحاب کو ختم نبوت کا قائل سمجھ لیں۔‘‘ (الفضل قادیان ج۱۶ نمبر۹۲ ص۲ کالم۳، مؤرخہ ۲۸؍مئی ۱۹۲۹ء)

(۷۶) خاتم النّبیین کا قادیانی مفہوم

’’ایمان بالرسل اگر نہ ہو تو کوئی شخص مومن مسلمان نہیں ہوسکتا اور اس ایمان بالرسل میں کوئی تخصیص نہیں۔ عام ہے خواہ وہ نبی پہلے آئے یا بعد میں آئے۔ ہندوستان میں ہوں یا کسی اور ملک میں۔ کسی مامور من اللہ کا انکار کفر ہو جاتا ہے۔ ہمارے مخالف حضرت مرزا صاحب کی ماموریت کے منکر ہیں۔ بتاؤ کہ یہ اختلاف فروعی کیونکر ہوا۔ قرآن مجید میں تو لکھا ہے:’’لا نفرق بین احد من رسله‘‘ لیکن حضرت مسیح موعود کے انکار میں تو تفرقہ ہوتا ہے۔ رہی یہ بات کہ آنحضرت ﷺ کو قرآن مجید میں خاتم النّبیین فرمایا۔ ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور ہمارا یہ مذہب ہے کہ اگر کوئی شخص آنحضرت ﷺ کو خاتم النّبیین یقین نہ کرے تو بالاتفاق کافر ہے۔ یہ جدا امر ہے کہ ہم اس کے کیا معنی کرتے ہیں اور ہمارے مخالف کیا۔‘‘

(ارشاد حکیم نورالدین قادیانی، مندرجہ نہج المصلّٰی ص۲۷۵، مؤلفہ محمد فضل قادیانی، الحکم قادیان ج۱۵ نمبر۷،۸ ص۴ کالم۲، مؤرخہ ۲۸؍فروری ۱۹۱۱ء)

’’آخر بیس برس کی لگاتار محنت اور تگ ودو کے بعد جناب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان اور ان کے حاشیہ نشین علماء اس امر میں کامیاب ہوگئے ہیں کہ اپنی محمودی جماعت کے دلوں میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے بعد اجرائے نبوت کے عقیدے کو مستحکم کردیں۔ اب جدھر دیکھو ملت محمود یہ دن رات خاتم النّبیین کا مفہوم اجرائے نبوت لے رہی ہے اور خاتم النّبیین کے لفظ خاتم اور لا نبی بعدی کے لفظ کے بعدکی جس جس قسم کی رکیک اور مضحکہ انگیز اور بودی تاویلیں آئے دن کی جاتی ہیں وہ محتاج بیان نہیں ہیں۔ ایک عدالت میں جب میاں صاحب کے ایک عالم مرید سے سوال ہوتا ہے کہ آپ ختم نبوت کے قائل ہیں تو وہ کہتا ہے ختم نبوت کیا بلا ہوتی ہے۔ یہ مسلمانوں کا غلط مفہوم ہے جو خاتم النّبیین سے لیا گیا ہے۔ بے شک خاتم النّبیین کے الفاظ قرآن میں ہیں اور ہم محمد رسول اللہ ﷺ کو خاتم النّبیین ضرور مانتے ہیں مگر اس کا مفہوم نبوت کا ختم کرنے والا نہیں بلکہ نبوت کا اپنی مہر سے جاری کرنے والا ہے۔‘‘

(لاہوری جماعت کے ڈاکٹر بشارت احمد قادیانی کا مضمون، مندرجہ اخبار پیغام صلح لاہور ج۲۲ نمبر۴۳ ص۷ کالم۱، مؤرخہ ۷؍جون ۱۹۳۴ء)

’’ہم تو جیسے پہلے آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کے قائل تھے۔ ویسے ہی اب بھی ہیں اور ختم نبوت کے ساتھ ہی حضرت مرزا صاحب کی نبوت بھی قائم ہے۔ اگر آنحضرت ﷺ خاتم النّبیین ہیں تو حضرت مرزا صاحب بھی نبی ہیں۔ گویا ختم نبوت اور مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی نبوت لازم وملزوم ہیں۔ ہمارے جلسوں تحریروں اور تقریروں یہاں تک کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ سے بیعت کی اقراری الفاظ میں بھی خاتم النّبیین کا اقرار مقدم رکھا گیا ہے۔‘‘ (قادیانی اخبار فاروق قادیان ج۱۹ نمبر۴۴، مؤرخہ ۲۸؍فروری ۱۹۳۴ء)

(۷۷) قادیانیوں کی فریب کاری

(عنوان، پیغام صلح لاہور مؤرخہ ۷؍جون ۱۹۳۴ء)

’’گویا خاتم النّبیین جب ایک محمودی (مرزا محمود خلیفہ قادیان کا مرید) کہتا ہے یا کسی اخبار یا اشتہار یا اعلان میں لکھتا ہے تو اس کا مفہوم اجراء نبوت کا ہوتا ہے۔ ختم نبوت کا نہیں ہوتا۔ اس لئے جب یہ قوم آنحضرت ﷺ کے متعلق بڑے بڑے پوسٹر لگاتی اور

آنحضرت ﷺ کو ان میں خاتم النّبیین لکھتی ہے تو ظاہر ہے کہ اس سے مقصد فقط پبلک کو دھوکا دینا ہوتا ہے۔ کیونکہ پبلک تو حضرت مسیح موعود کی طرح خاتم النّبیین کے معنی، نبیوں کو ختم کرنے والی سمجھتی ہے اور یہ قوم اس سے مراد نبوت کو جاری کرنے والا لیتی ہے...... اس قوم سے کیا گلہ ہے جب ان کے خلیفہ آسمانی جناب میاں محمود احمد صاحب سنا ہے بیعت کے وقت مرید سے آنحضرت ﷺ کے خاتم النّبیین ہونے کا اقرار لیتے ہیں تو گرفتار مرید اپنی سادگی سے سمجھتا ہے کہ خاتم النّبیین سے مراد آخری نبی ہے اور پیر صاحب دل میں ہنستے ہیں کہ احمق میں تجھ سے اجراء نبوت کے عقیدوں کا اقرار لے رہا ہوں۔ اگر یہ کہو کہ نہیں مرید کو بیعت کے وقت خاتم النّبیین کے محمودی مفہوم کا پتہ ہوتا ہے تو پھر اس کے یہ معنی ہوئے کہ اجراء نبوت کا عقیدہ ملت محمودیہ کی فہرست ایمانیات میں اس قدر اہم ہے کہ بیعت کے وقت جناب میاں صاحب اپنے مرید سے اجراء نبوت کے عقیدہ کا عہد لینا ضروری سمجھتے ہیں۔‘‘

(لاہوری جماعت کے ڈاکٹر بشارت احمد قادیانی کا مضمون، پیغام صلح لاہور ج ۲۲ نمبر ۳۴ ص ۷ کالم ۱، مؤرخہ ۷؍جون ۱۹۳۴ء)

(۷۸) قادیانی چیلنج

’’ہم نے محض خدا تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے جمیع فرق اسلامیہ کے علماء اور مشائخ کی بالعموم اور جناب محمد علی صاحب اور ان کے مخصوص رفقاء جناب خواجہ (کمال الدین) صاحب اور جناب مولوی غلام حسن خان صاحب کو بالخصوص چیلنج دیا گیا تھا کہ وہ ثابت کریں کہ قرآن کریم ان کے اس عقیدہ باطلہ کا مؤید مصدق ہے کہ سیدنا حضرت محمد رسول خاتم النّبیین ﷺ کے بعد باب نبوت ابداً مسدود ہے۔‘‘

(الفضل قادیان ج ۸ نمبر ۱۲ ص ۸ کالم ۲، مؤرخہ ۱۹؍اگست ۱۹۲۰ء)

(۷۹) سنو

’’سنو ہم مرزا غلام صاحب کو وہ امام مہدی اور وہ مسیح مانتے ہیں جس کی خبر تمام انبیاء سابقین نے اور بالآخر محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النّبیین نے دی، ہم بغیر اس فرق کے بہ لحاظ نبوت کے انہیں ایسا ہی رسول مانتے ہیں جیسے کہ پہلے رسول مبعوث ہوتے رہے۔‘‘

(اخبار الفضل قادیان ج ۵ نمبر ۳۱ ص ۱۰ کالم ۱، مؤرخہ ۱۶؍اکتوبر ۱۹۱۷ء)

(۸۰) اپنے اوپر چسپاں کیا

’’یہ عجیب بات ہے کہ ان تمام حوالہ جات کو جو (ملک عبدالرحمٰن) خادم صاحب (قادیانی) نے پیش کئے تھے جس میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے اسلامی اصطلاح، خدا کی اصطلاح، شریعت کی اصطلاح، انبیاء کی اصطلاح اور خود اپنی اصطلاح کی رو سے نبوت کی تعریف کرتے ہوئے اس کو اپنے اور چسپاں کیا ہے۔ غیر مبائع مناظر (عمرالدین قادیانی لاہوری) نے مس تک نہ کیا اور اس کا جواب دینے کا خیال بھی اس کے ذہن میں نہیں آیا۔‘‘ (اخبار الفضل قادیان ج ۲۴ نمبر ۱۲۳ ص ۱۲ کالم ۱، مؤرخہ ۲۱؍نومبر ۱۹۳۶ء)

(۸۱) نبوت کا غیر مشروط دعویٰ

’’(ملک عبدالرحمٰن) خادم صاحب (قادیانی) نے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی کتب سے چالیس حوالے پڑھ کر سنائے جن میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے اپنے آپ کو نبی قرار دیا ہے اور نبوت کا غیر مشروط دعویٰ کیا ہے۔‘‘

(اخبار الفضل قادیان ج ۲۴ نمبر ۱۲۳ ص ۱۱ کالم ۱،۲، مؤرخہ ۲۱؍نومبر ۱۹۳۶ء)

(۸۲) نبی ہے نبی

’’غیر مبائع دوستو! (لاہوری فریق) اگر افراط جائز نہیں تو آپ نے تفریط کا جواز کہاں سے نکال لیا۔ یاد رکھو نہ افراط جائز ہے اور نہ ہی تفریط۔ ایک برگزیدہ انسان (مرزا قادیانی) خدا تعالیٰ کی اصطلاح کے مطابق نبی ہے۔ قرآن کریم کی اصطلاح کے مطابق نبی ہے۔ تمام انبیاء کی اصطلاح کے مطابق نبی ہے اور پھر وہ اپنی اصطلاح میں بھی اپنے کو دوسرے محدثین سے علیحدہ کر کے نبی قرار دیتا ہے۔ اسے غیر نبی قرار دینا خدا تعالیٰ، قرآن کریم، تمام انبیاء اور خود اس کے منشاء کے خلاف نہیں تو اور کیا ہے اور اگر اس کا نام تفریط نہیں تو بتاؤ کہ تفریط اور کس بلا کا نام ہے۔‘‘ (اخبار الفضل قادیان ج۲۳ نمبر۳۰۰ ص۴ کالم۳، مؤرخہ ۲۶؍جون ۱۹۳۶ء)

(۸۳) کلام الٰہی

’’ان حوالہ جات سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود اپنے الہامات کو کلام الٰہی قرار دیتے ہیں اور ان کا مرتبہ بلحاظ کلام الٰہی ہونے کے ایسا ہی ہے جیسا کہ قرآن مجید اور تورات اور انجیل کا اور بہرحال حدیث پر مقدم ہے۔‘‘

(منکرین خلافت کا انجام ص۴۹، مصنفہ جلال الدین شمس قادیانی)

(۸۴) صلح حدیبیہ

’’تو پھر مجھے اپنے مسلمان بھائیوں کی دلجوئی کے لئے اس لفظ کو دوسرے پیرایہ میں بیان کرنے سے کیا عذر ہوسکتا ہے۔ سو دوسرا پیرایہ یہ ہے کہ بجائے لفظ نبی کے محدث کا لفظ ہر ایک جگہ سمجھ لیں اور اس کو (یعنی لفظ نبی کو) کاٹا ہوا خیال فرمالیں۔‘‘

(مندرجہ تبلیغ رسالت ج۲ ص۹۵، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۳۱۴، جدید، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۵۸)

’’یہ اعلان تو بالکل اس طرح کا ہے جس طرح صلح حدیبیہ کے معاہدہ میں آنحضرت ﷺ نے مخالفین کی دلجوئی کی خاطر ان کے اصرار پر رسول اللہ کا لفظ خود اپنے ہاتھ سے کاٹ دیا تھا۔ اس کاٹنے سے یہ مراد ہرگز نہ تھی کہ اس کے بعد آپ ﷺ یا آپ ﷺ کے صحابہ ؓ آپ ﷺ کو رسول اللہ نہ سمجھیں گے۔‘‘ (اخبار فاروق قادیان ج۱۹ نمبر۴۴ مؤرخہ ۲۸؍فروری ۱۹۳۵ء)

’’حضرت صاحب کے جس منسوخ در منسوخ معاہدہ کا غلط سہارا لینا چاہتے ہیں وہ فروری ۱۸۹۲ء کا ہے اور اس میں بھی مسلمان بھائیوں کی دلجوئی کی خاطر یہی الفاظ لکھے گئے تھے کہ وہ کاٹا ہوا خیال کر لیں، مگر اس کے بعد جب حضرت اقدس کو بار بار بارش کی طرح وحی میں نبی اور رسول کہا گیا تو پھر آپ نے مسلمان بھائیوں کی دلجوئی کی پرواہ اتنی بھی نہیں کی کہ اپنے سابقہ اعلان کا عملی طور پر اعادہ فرمادیں۔ بلکہ کثرت سے نبی اور رسول کے الفاظ کا استعمال فرمایا۔‘‘ (اخبار فاروق قادیان ج۱۹ نمبر۴۴، مؤرخہ ۲۸؍فروری ۱۹۳۵ء)

(۸۵) حقیقی نبی

’’پس گو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) عام مسلمانوں کی اصطلاح کے مطابق نبی نہ کہلائے لیکن خدا تعالیٰ کی اصطلاح، تمام انبیاء کی اصطلاح، قرآن کریم کی اصطلاح اور خود اپنی اصطلاح کے مطابق آپ یقیناً حقیقی نبی ہیں۔‘‘

(اخبار الفضل قادیان ج۲۳ نمبر۳۰۰ ص۳ کالم۴، مؤرخہ ۲۶؍جون ۱۹۳۶ء)

(۸۶) عظیم الشان نبی

’’خلافت ثانیہ (مرزا محمود کی خلافت) کے بے شمار فیوض و برکات میں سے ایک بہت بڑا فیض یہ بھی دنیا کو حاصل ہو رہا ہے کہ خلق اللہ کو دین حق کی دعوت دینے والے کئی مبلغین دور دراز ممالک میں خدا تعالیٰ کے عظیم الشان نبی حضرت مسیح موعود مہدی مسعود کے ظہور سے لوگوں کو آگاہ کرنے کے لئے بھیجے گئے ہیں۔‘‘ (اخبار الفضل قادیان ج ۳ نمبر ۳۳ ص ۳ کالم ۲، مؤرخہ ۷؍ستمبر ۱۹۱۵ء)

(۸۷) رسول کی آواز

’’بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ میں مسجد مبارک میں ظہر کی نماز سے پہلے سنتیں پڑھ رہا تھا کہ حضرت مسیح موعود نے بیت الفکر کے اندر سے مجھے آواز دی۔ میں نماز توڑ کر حضرت کے پاس چلا گیا اور حضرت سے عرض کیا۔ حضور میں نماز توڑ کر حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے فرمایا اچھا کیا...... خاکسار عرض کرتا ہے کہ رسول کی آواز پر نماز توڑ کر حاضر ہونا شرعی مسئلہ ہے دراصل بات یہ ہے کہ عمل صالح کسی خاص عمل کا نام نہیں بلکہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا نام ہے۔‘‘

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۶۰، روایت نمبر ۱۵۷، جدید ج ۱ حصہ اوّل ص ۱۶۳، روایت نمبر ۱۶۱)

(۸۸) ایک مذہب

’’جماعت احمدیہ کی وحدت اور اس کی ضرورت لوگوں پر آشکارا کریں۔ اسلام اور احمدیت کو جو اس زمانہ میں دو مترادف الفاظ ہیں، صفائی کے ساتھ پیش کریں اور ایک مذہب کے طور پر پیش کریں اور لوگوں کے دل سے یہ خیال مٹائیں کہ یہ بھی ایک سوسائٹی ہے۔‘‘

(مرزا محمود کے نصائح ایک مبلغ کو، اخبار الفضل قادیان ج ۳ نمبر ۳۶ ص ۵ کالم ۲، مؤرخہ ۱۴؍ستمبر ۱۹۱۵ء)

(۸۹) عقیدہ اجرائے نبوت

’’عقیدہ اجرائے نبوت انیسویں صدی عیسوی کی ایجاد و اختراع ہے اور ایران کے بعد ہمارے ملک میں اس ایجاد کا سہرا قادیانی جماعت اور ان کے خلیفہ کے سر پر ہے۔ اگرچہ اس سے پیشتر اسلام میں مدعیان نبوت پیدا ہوتے رہے مگر انہوں نے یا ان کے پیروؤں نے کبھی عقیدے کے رنگ میں اس مسئلہ کو فروغ نہیں دیا۔ ان کے دعاوی سیاسی اغراض یا ذاتی تفوق کی بناء پر ہوتے تھے جو ان کی زندگی کے ساتھ ہی ختم ہو جاتے تھے، مگر ۱۹۱۴ء کے قریب عقیدے کی صورت میں یہ مسئلہ اختیار کیا گیا اور اس کی ترویج و تبلیغ اور نشر و اشاعت میں مالی قالی اور حالی رنگ میں ایک منظم کوشش شروع کی گئی...... احمدی جماعت حضرت مرزا صاحب کی وفات سے چھ سال بعد تک آپس میں متحد اور متفق رہی ہے اور صاحبزادہ (مرزا محمود) صاحب کے سریر آرائے خلافت ہونے پر یہ جماعت دو فریقوں میں منقسم ہوئی ہے۔ ایک فریق نے مرزا صاحب کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کیا اور دوسرے گروہ نے انہیں مجدد اور محدث مانا ظاہر ہے اگر یہ اختلاف اس سے قبل ہوتا تو فرقہ بندی بھی پیشتر ہی ہوتی۔ خود صاحبزادے صاحب نے آج تک حضرت مرزا صاحب کے دعوے نبوت کی صحیح تاریخ معین نہیں فرمائی بلکہ ان کی تحریروں میں اس کے متعلق تضاد ہے۔ چنانچہ ’’القول الفصل‘‘ ص ۲۴ میں دعویٰ نبوت کی تقسیم کا زمانہ ۱۹۰۲ء تحریر فرمایا اور اس کے بعد اپنی کتاب حقیقت النبوۃ کے ص ۱۲۱ پر تفہیم نبوت کا زمانہ ۱۹۰۱ء قرار دیا۔‘‘ (اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۳ نمبر ۸۷ ص ۲ کالم ۱، مؤرخہ ۷؍دسمبر ۱۹۳۵ء)

(۹۰) قادیانی جماعت کے عقائد

’’ختم نبوت کا انکار کردیا۔ تکمیل دین کا جواب دیا۔ مسلمانوں کی تکفیر کا دروازہ ایسا کھول دیا کہ کروڑ دو کروڑ بے خبر مسلمان جو نماز پڑھتے، روزے رکھتے، قرآن کریم کو اپنا ہادی اور رہنما اور خدا کا آخری پیغام مانتے ہیں، وہ سب کے سب دائرہ اسلام سے خارج ہوگئے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ منسوخ ہوگیا۔ کیونکہ آج اس کو پڑھ کر کوئی مسلمان نہیں ہوسکتا، نبوت کا دروازہ ایسا کھولا کہ زید و بکر ہر شخص نبی بن سکتا ہے اور نبوت موہبت نہ رہی بلکہ جس نے کوشش کی اسے نبوت مل گئی۔‘‘

(پیغام صلح لاہور ج ۲۴ نمبر ۴۹، مؤرخہ ۳؍اگست ۱۹۳۶ء)

(۹۱) بہائی اور قادیانی

’’بعض ختم نبوت کے منکر اس (آیت ’’اما یاتینکم رسل‘‘) سے یہ نتیجہ نکالنا چاہتے ہیں کہ اس کے ماتحت آنحضرت ﷺ کے بعد بھی رسول آتے رہنے چاہئیں۔ اس آیت سے رسولوں کے آنحضرت ﷺ کے بعد آنے کا نتیجہ اوّل بہاء اللہ نے اور بعد میں ان کی نقل کر کے میاں محمود احمد قادیانی کے مریدوں نے نکالا ہے۔ حالانکہ اس آیت کو نہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے خود اور نہ ان کی زندگی میں ان کے مریدوں نے کبھی پیش کیا ایک شرطیہ جملہ سے یہ نتیجہ نکالنا کمال نادانی ہے۔‘‘

(بیان القرآن ج ۱ص ۵۱۰، مؤلفہ مولوی محمد علی لاہوری قادیانی امیر جماعت لاہور)

’’قادیان کے کچھ لائق آدمی مرزا صاحب سے پھر گئے ہیں۔ انہوں نے بہائی مذہب اختیار کرلیا ہے اور آگرہ جا کر کوکب ہند کے نام سے ایک ہفتہ وار اخبار جاری کیا ہے۔ اس واقعہ نے تمام قادیانی جماعت میں ہلچل ڈال دی ہے۔ جناب مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان سے لے کر ادنیٰ قادیانی تک ان دو چار باغی بہائیوں کے خوف سے تھرائے جاتے ہیں۔ کوکب ہند اور اس کی جماعت یہ راز کھولنا چاہتی ہے کہ جناب مرزا صاحب قادیانی کے نئے مذہب کا تمام سرمایہ بابیہ اور بہائیہ فرقہ کے عقائد سے سرقہ کیا ہوا ہے۔ اگر کوکب ہند کی یہ تبلیغ استقلال سے اپنا کام کرتی رہی تو اہل قادیان کی دھجیاں بکھر جائیں گی۔‘‘

(اقتباس مضمون خواجہ حسن نظامی، الفضل قادیان ج ۱۴ نمبر ۵۶ ص ۷ کالم ۳، مؤرخہ ۱۴؍جنوری ۱۹۲۷ء)

’’قادیانی فرقہ کے مخالف کہتے ہیں کہ قادیانی فرقہ کے عقائد بھی بابی فرقہ کے عقائد سے ماخوذ ہیں۔ مگر میرا یہ خیال ہے کہ بابی فرقہ کا لٹریچر بڑا ادبی ہے اور قادیانی لٹریچر شعریت اور ادبیت سے قطعی محروم ہے۔ شاعر طبیعت کی نفاست اور موزونیت کو کہتے ہیں...... میں شاعر ہوں غزل لکھنے والا نہیں بلکہ ہر چیز کو خوشنما بنانے کی صلاحیت رکھنے والا۔‘‘

(خواجہ حسن نظامی صاحب کا روزنامچہ، اخبار منادی، دہلی مؤرخہ ۲۹؍مئی ۱۹۳۶ء)

’’مجھے معلوم ہوا ہے یہاں (سری نگر میں) ایک شخص کی طرف سے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے مقابلہ میں بہاء اللہ کو پیش کیا جاتا ہے اور بتایا جاتا ہے کہ ان کے ماننے والے بہت ترقی کر رہے ہیں اور بڑی طاقت حاصل کر رہے ہیں اور بہت تھوڑے عرصہ میں احمدیت کے مقابلہ میں وہ کامیاب ہو جائیں گے۔ حتیٰ کہ کہا گیا ہے بہائی احمدیوں سے مباہلہ کے لئے تیار ہیں اور ان کا دعویٰ ہے کہ قادیانیت بہائیت کے مقابلہ میں تباہ ہو جائے گی۔ حالانکہ احمدیت کے مقابلہ میں بہائیت کی حقیقت نہایت آسانی کے ساتھ معلوم کی جاسکتی ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان، مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۷ نمبر ۱۹ ص ۷ کالم ۱، مؤرخہ ۳؍ستمبر ۱۹۲۹ء، خطبات محمود ج ۱۲ ص ۱۶۳)

(۹۲) محمودی اور بہائی

''چنانچہ محمودی اور بہائیوں میں اگر فرق ہے تو یہ ہے کہ محمودی تو حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو نبی اور رسول مانتے ہیں اور بہائی بہاء اللہ کو مظہر اللہ سمجھتے ہیں، لیکن محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کو نسخ کرنے میں دونوں آپس میں متفق ہیں۔ گویا محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی عمارت کو مسمار کرنے ہی میں دونوں نے اپنی اپنی بنیادیں اٹھائی ہوئی ہیں۔ گو نئی تعمیر ان کی جدا جدا قسم کی ہو مگر تخریب میں دونوں متحد ہیں۔ البتہ بہائی زیادہ اخلاقی جرأت رکھتے ہیں کہ وہ زبان سے بھی رسالت محمدیہ کی منسوخی کا اعلان کرتے ہیں اور محمودی اس امر میں بزدلی دکھاتے ہیں کہ منہ سے اس کا انکار کرتے ہیں۔ لیکن عملاً وہ رسالت محمدیہ کو منسوخ سمجھتے ہیں۔ چنانچہ اسی لئے رسالت محمدیہ پر ایمان لانے والے کو وہ مسلمان نہیں سمجھتے، کیونکہ ان کے نزدیک رسول زمانہ اب حضرت محمد ﷺ نہیں رہے بلکہ حضرت مرزا غلام احمد ہیں۔ اسی طرح بہائی صاف طور پر، شریعت محمدیہ کو منسوخ ٹھہراتے ہیں۔ محمودی منہ سے ایسا نہیں کہتے لیکن ایمانیات کی فہرست میں ایک مومن بہ نبی کا اضافہ کر کے ''الیوم اکملت لکم دینکم'' کے خلاف محمدی اسلام کے نقص پر ایمان رکھتے اور اقرار کرتے ہیں کیا ایمانیات دین اور شریعت کا ایک اہم جزو نہیں؟ پھر ایمانیات میں ایک نبی کا اضافہ دین اور شریعت میں کیا صریح اضافہ نہیں ہے؟ شریعت میں اسی صریح اضافہ کی طرف سے آنکھیں بند کر لینا اپنے نفس کو دھوکا دینا ہے۔ (اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۳ نمبر ۸، مؤرخہ ۳ رفروری ۱۹۳۴ء)

(۹۳) خاتم الانبیاء

''ہمیں تو ان احمدیوں مبلغوں پر اسی وجہ سے رونا آتا ہے کہ اعتراض کرتے وقت کچھ تدبیر نہیں کرتے اور خاتم النّبیین کا نام سن کر ہی انہیں جنون کی طرح ایک جوش پیدا ہو جاتا ہے کہ جس طرح بھی وہ خاتم النّبیین کے اصل مفہوم کی تردید کی جائے یا اس کا صحیح مفہوم بدلا جائے اور اس کے معنی افضل لے کر حضرت (مرزا قادیانی) کو بھی خاتم الانبیاء کہا جائے، چنانچہ جامعہ احمدیہ کا رسالہ جو قادیان سے نکلتا ہے۔ اس کے دسمبر ۱۹۳۲ء کے پرچہ میں جو بتقریب جلسہ سالانہ ۱۹۳۲ء شائع ہوا ص ۵ پر خصوصیات حضرت مسیح موعود کے عنوان کے تحت تیسری خصوصیت یہ بتائی گئی ہے کہ آپ خاتم الانبیاء والخلفاء ہیں، یعنی حضرت مرزا صاحب خاتم الانبیاء والخلفاء ہیں۔ گویا مطلب یہ ہے کہ اس میں بھی حضرت نبی کریم ﷺ کی کوئی خصوصیت باقی نہ رہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ خاتم الانبیاء کے معنی اگر افضل الانبیاء کے ہیں تو کیا جامعہ احمدیہ کے لکھنے والوں کا منشاء ہے کہ اب حضرت مرزا صاحب کو تمام انبیاء سے افضل سمجھا جائے۔ جن میں محمد رسول اللہ ﷺ بھی شامل ہیں۔'' (اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۳ نمبر ۱۵ ص ۵ کالم ۲، مؤرخہ ۴ رمارچ ۱۹۳۵ء)

(۹۴) مسئلہ نبوت

''قادیانی محمودی خاتم النّبیین کے معنی نبیوں کو ختم کرنے والے نہیں کرتے بلکہ اس سے اجراء نبوت نکال کر حضرت مسیح موعود کو زمانہ کا نبی قرار دیتے ہیں اور آپ کی بیعت نہ کرنے والے کو خواہ اس نے آپ کا نام بھی نہ سنا ہو کافر خارج از اسلام قرار دیتے ہیں اور خاتم النّبیین اور ظلی نبوت کے الفاظ استعمال کر کے اسلامی دنیا کو مغالطے میں ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کیونکہ خاتم النّبیین کا مفہوم برخلاف تمام امت کے ان کے ہاں اپنی مہر سے نبوت کو جاری کرنے والے کے ہیں اور ظلی نبی سے مراد اصلی نبی ہے۔ ظلی کا لفظ فقط طریق حصول نبوت کے فرق کو ظاہر کرنے کے لئے یا لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنے کے لئے وہ استعمال کرتے ہیں۔ ورنہ ان کے ہاں ظلی نبی بنی ہوتا ہے۔

غرض کہ مسئلہ نبوت میں نبوت کا دروازہ چوپٹ کھول کر وہ آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کا بیڑا غرق کر کے دم لیتے ہیں۔‘‘
(اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۳ نمبر ۲ ص ۲ کالم ۱، مؤرخہ ۵؍جنوری ۱۹۳۵ء)

(۹۵) نبی ہوسکتا ہے

’’ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ امت محمدیہ میں ایسا نبی آسکتا ہے جو نفس نبوت کے لحاظ سے ویسا ہی نبی ہو جیسے پہلے انبیاء گزر چکے ہیں۔ ہاں! ان نفس نبوت کے حصول میں پہلے انبیاء اور امت محمدیہ میں آنے والے انبیاء میں فرق ہوگا۔ پہلے نبی جس قدر آئے ہیں انہوں نے منصب نبوت براہ راست خدا تعالیٰ کی طرف سے پایا ہے، مگر اب جو شخص بھی نبی ہوسکتا ہے اس کو یہ منصب اور مقام صرف اسی صورت میں مل سکتا ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کا کامل امتی ہو اور اسے یہ منصب آنحضرت ﷺ کے فیضان سے بالواسطہ حاصل ہو۔‘‘
(اخبار الفضل قادیان ج ۱۵ نمبر ۸۸، مؤرخہ ۸؍مئی ۱۹۲۸ء)

(۹۶) نبوت کی ڈگری

’’اوّل تو جہاں جہاں بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو نبی اور رسول کر کے پکارا ہے بعینہٖ اسی طرح پکارا ہے جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کو قرآن کریم میں پکارا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان الہامات میں جس میں مسیح موعود کو بار بار نبی اور رسول کے نام سے پکارا کہیں کسی قسم کی توجیہ بیان نہیں فرمائی۔ کیونکہ ’’خدا تعالیٰ کی یہ اصطلاح ہے جو کثرت مکالمات ومخاطبات کا نام اس نے نبوت رکھا ہے۔ یعنی ایسے مکالمات جن میں اکثر غیب کی خبریں دی گئی ہوں۔‘‘ (چشمہ معرفت ص ۳۲۵، خزائن ج ۲۳ ص ۳۴۱) اور نبی کی یہ تعریف جس طرح دوسرے انبیاء پر صادق آتی ہے ویسے ہی حضرت مسیح موعود پر بھی صادق آتی ہے۔ پس آپ کی نبوت اور دیگر انبیاء کی نبوت میں کوئی فرق نہیں۔ ہاں! خصوصیات نبوت میں ایک دوسرے سے الگ ہونا نبوت میں کوئی نقص پیدا نہیں کرتا۔ ایک شخص جو باقاعدہ سکول میں تعلیم حاصل کر کے ایم.اے کی ڈگری حاصل کرتا ہے۔ اس کی ڈگری اس شخص سے کم نہیں ہوگی جو اپنے طور پر پرائیویٹ تیاری کر کے یہی ڈگری حاصل کرے۔ کیونکہ ڈگری ایک ہی ہے۔ خواہ ذرائع تعلیم علیحدہ علیحدہ ہیں۔‘‘ (اخبار الفضل قادیان ج ۲۴ نمبر ۱۶ ص ۸ کالم ۱، مؤرخہ ۱۸؍جولائی ۱۹۳۶ء)

(۹۷) پاک اور ناپاک

’’مخالفین کی طرف سے ہمارے خلاف جو بڑے زور کے ساتھ پیش کی جائیں اور جن کے ذریعہ عوام کے جذبات کو بھڑکایا جاتا ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے آکر مسلمانوں میں تفرقہ ڈال دیا۔ تھوڑا ہی عرصہ ہوا اخبار وکیل نے حضرت مسیح موعود کے متعلق لکھا تھا کہ ’’انہوں نے شیرازہ قومی کی پراگندگی میں خاص طور پر مدد دی۔‘‘ اس کے متعلق (اخبار) وکیل کو بتادیا گیا تھا کہ چونکہ کسی نبی کے آنے کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پاک اور ناپاک الگ الگ ہو جائیں اور ہر نبی کے وقت ایسا ہی ہوتا رہا ہے۔ اس لئے یہ کوئی نیا اعتراض نہیں بلکہ نادانی اور جہالت سے پہلے انبیاء پر بھی کیا جاتا رہا ہے۔‘‘ (اخبار الفضل قادیان ج ۸ نمبر ۶۰، مؤرخہ ۱۰؍فروری ۱۹۲۱ء)

(۹۸) مسئلہ تکفیر

’’قادیانی محمودی تمام دنیا کے کلمہ گو مسلمانوں کو جنہوں نے حضرت مسیح موعود کی بیعت نہیں کی کافر اور خارج از دائرہ اسلام سمجھتے ہیں اور اس طرح محمد ﷺ کے کلمہ کو منسوخ ٹھہراتے ہیں۔ کیونکہ اس کو پڑھ کر اب کوئی اسلام میں داخل نہیں ہوتا اور چالیس کروڑ مسلمانوں کو

کافر اور اسلام سے خارج کر کے تیرہ سو برس کی آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہ اور تمام امت کی محنت کو خاک میں ملا دیتے ہیں۔‘‘

(اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۳ نمبر ۲ ص ۲ کالم ۱، مؤرخہ ۵؍جنوری ۱۹۳۵ء)

’’قادیانی مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں لیکن ان کے سامنے اپنے اس عقیدہ کو ظاہر کرنے کے خیال سے ہی ان پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ ان کو اپنے عقیدہ تکفیر کی تائید کے لئے کہیں سے کوئی معقول دلیل نہیں ملتی۔ جب ان پر ان کے مخصوص عقائد کے متعلق کوئی اعتراض کیا جاتا ہے تو وہ جواب نہیں دے سکتے ان کی عملی کیفیت یہ ہے کہ قرآن دانی کے بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں۔ لیکن قرآن کی اشاعت کے لئے ایک قدم بھی نہیں اٹھا سکتے۔ لے دے کے ان کے خلیفہ نے ایک تفسیر لکھی جسے عیب کی طرح چھپا رکھا ہے۔ یہ باتیں یقیناً سبکی اور تذلیل کا باعث ہیں۔‘‘ (اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۲ نمبر ۶۵ ص ۳ کالم ۲، مؤرخہ ۱۹؍اکتوبر ۱۹۳۴ء)

(۹۹) معمہ

’’میاں محمود احمد صاحب کے نزدیک ’’کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہ سنا ہو وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔‘‘ (آئینہ صداقت ص ۳۵، انوار العلوم ج ۶ ص ۱۱۰) لیکن جماعت احمدیہ لاہور ایسے لوگوں کو مسلمان قرار دیتی ہے گویا ہم نے قادیانیوں کے عقائد کے مطابق کافروں کو مومن قرار دیا ہے۔ اب حضرت مسیح موعود (قادیانی) فرماتے ہیں: ’’کافر کو مومن قرار دینے سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔‘‘ (حقیقت الوحی ص ۱۶۵، خزائن ج ۲۲ ص ۱۶۹) تو اس لحاظ سے جماعت احمدیہ لاہور بھی نعوذ باللہ کافر ہوگئی۔ اب جو شخص جماعت احمدیہ لاہور کو مسلمان قرار دے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا۔ جماعت قادیان اور میاں محمود احمد صاحب ہم سب کو مسلمان بلکہ احمدی تسلیم کرتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ سب خود بھی کافر ہو گئے تو سوال یہ ہے کہ ’’کیا دنیا میں کوئی مسلمان بھی ہے؟‘‘ اب میں تمام قادیانی جماعت اور جناب خلیفہ قادیان کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ اس معمہ کو حل کریں اور اپنے عقائد کی رو سے ذرا اپنی جماعت کو ہی مسلمان کر دکھائیں، لیکن مجھے یقین ہے کہ اگر تمام کے تمام فضلائے قادیان ایڑی سے لے کر چوٹی تک کا زور بھی صرف کریں تو اس معمہ کو ہرگز حل نہیں کر سکتے۔ ’’فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودها الناس والحجارة‘‘ لیکن اگر قادیانی حضرات اس چیلنج کا جواب بھی نہ دے سکیں اور پھر اپنے عقائد غالیہ کو بھی نہ چھوڑیں تو ان پر حیف ہے۔ اللہ تعالیٰ اس قوم کو ہدایت دے! ایسے غلط اصول پر اپنے عقائد کی بنیاد رکھی ہے کہ آج اپنے آپ کو بھی اس اصول کی بناء پر مسلمان ثابت نہیں کر سکتے۔ سچ ہے ؎

خشت اوّل چونہد معمار کج تا ثریا می رود دیوار کج‘‘

(اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۲ نمبر ۶۶ ص ۵ کالم ۲، ۳، مؤرخہ ۲۴؍اکتوبر ۱۹۳۴ء)

(۱۰۰) لاہوری فتویٰ

’’غیر مبایعین (یعنی لاہوری جماعت) کے سرکردہ اصحاب نے خلافت ثانیہ کے انکار اور اس کے اختلاف کی جو وجوہات پیش کیں اور جن پر بڑا زور دیا، وہ نبوت مسیح موعود اور مسئلہ کفر و اسلام ہے۔ ان ہی مسائل کو بنیاد قرار دے کر انہوں نے مخالفت کی عمارت کھڑی کی اور اسے اس قدر بلند کیا ہے کہ جس کی کوئی حد نہیں۔ کوئی سخت سے سخت لفظ نہیں جو انہوں نے ہم قائلین نبوت مسیح موعود کے متعلق استعمال نہیں کیا اور کوئی خطرناک سے خطرناک فتویٰ نہیں جو ہم پر انہوں نے نہیں لگایا۔ اسلام کو تباہ و برباد کرنے والے ہمیں کہا گیا۔ اسلام میں تفرقہ

اور انشقاق پیدا کرنے والے ہمیں قرار دیا گیا۔ رسول کریم ﷺ کی ہتک کرنے کا الزام ہمارے سر تھوپا گیا۔ حضرت مسیح موعود کے متعلق غلو کرنے کا فتویٰ لگا کر ضالین ہم کو بنایا گیا اور سب سے بڑا فتنہ ہمارے اعتقادات کو کہا گیا۔ غرض جو کچھ بھی وہ کہہ سکتے تھے، انہوں نے کہا اور اب تک کہہ رہے ہیں۔'' (اخبار الفضل قادیان ج۹ نمبر۸۴، مؤرخہ ۲۷؍اپریل ۱۹۲۲ء)

(۱۰۱) لاہوریوں سے تعلقات

''ایک صاحب نے حضرت (مرزا محمود) کو لکھا کہ غیر مبائع (لاہوری قادیانی) کی برأت میں جانے کے لئے کیا ارشاد ہے؟ جواب میں حضور نے یہ لکھوایا کہ ایسے دنیاوی تعلقات رکھنے میں جن کا دین پر کچھ برا اثر نہ ہو، کوئی حرج نہیں۔ عیسائیوں اور ہندوؤں سے بھی ایسے تعلقات رکھنے جائز ہیں، یہ تو احمدی مسلمان ہیں۔'' (اخبار الفضل قادیان ج۳ نمبر۴۹ ص۲ کالم۲، مؤرخہ ۱۲؍اکتوبر ۱۹۱۵ء)

(۱۰۲) قادیانی غلو

''گذشتہ بیس پچیس سال میں قادیانی غلو کے بہت سے شاہکار منظر عام پر آچکے ہیں۔ جناب خلیفہ قادیان اور ان کے مریدوں نے اپنی جدت پسندیوں اور عالی حوصلگیوں کے وہ وہ نمونے پیش کئے ہیں کہ دیکھ کر دل کانپ اٹھتا ہے۔ اجرائے نبوت کا عقیدہ گھڑا۔ حضرت مسیح موعود کو حضرت نبی کریم ﷺ سے افضل کہا۔ قادیان کے سالانہ جلسہ کو ظلی حج کا نام دیا۔ چالیس کروڑ مسلمانوں کو یک دم دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔ لیکن قادیانیوں کی ترقی پسند طبیعت ان کارناموں پر قناعت نہ کر سکی۔ چنانچہ اب وہ قادیان کو ''ارض حرم'' کہہ رہے ہیں۔ معاصر الفضل نے اپنی ۲۷؍دسمبر کی اشاعت کے صفحہ اوّل پر جلی قلم سے چند سطریں شائع کی ہیں، جن میں قادیان کے جلسہ سالانہ میں شریک ہونے والوں کا خیر مقدم کیا ہے۔ ان سطور کا عنوان ہے ''ارض حرم'' میں تشریف لانے والوں کو مبارک، مبارک، مبارک کچھ عرصہ ہوا کہ جناب خلیفہ قادیان نے اپنے ایک خطبہ میں قادیان کے شعائر اللہ کی فہرست گنوائی تھی۔ اب الفضل نے واضح الفاظ میں اس کو ارض حرم کہہ دیا ہے۔ دیکھئے اب اسے قبلہ کب قرار دیا جاتا ہے۔ (انا ﷲ وانا الیہ راجعون) کیا یہ ناقابل برداشت جسارتیں قصر اسلام کی تخریب اور ایک نئے مذہب کے اجراء کی کوشش نہیں ہے؟ جناب خلیفہ قادیان فتنہ اجرائے نبوت کے بانی مبانی ہیں اور ان کا ارشاد ہے کہ ہر ایک شخص کوشش سے نبی بن سکتا ہے۔ بہتر ہوتا وہ ذرا کوشش کر کے نبی بن جاتے اور پھر اپنے اس نئے مذہب کی بنیاد رکھتے ایک امتی اور اس کے مریدوں کے لئے یہ جسارت کسی طرح مناسب نہیں۔'' (اخبار پیغام صلح لاہور ج۲۳ نمبر۱ ص۳ کالم۲، مؤرخہ ۳؍جنوری ۱۹۳۵ء)

(۱۰۳) ملت محمودیہ میں غلو رچ گیا ہے

(عنوان، پیغام صلح)

''حقیقت یہ ہے کہ یہ غلو اب جماعت محمودیہ میں اس قدر رچ گیا ہے کہ کسی مسئلہ میں ان کے خلیفہ صاحب اگر ایک قدم اٹھاتے ہیں تو ان کی جماعت ایک اشارہ آگے بڑھنے کا سمجھ کر دس قدم اٹھاتی ہے۔ پچھلے دنوں خلیفہ صاحب نے ظلی حج کا اعلان کیا اور بتایا کہ مکہ کا حج چونکہ اپنے مقصد حقیقی کو کھو چکا ہے اور ایک رسمی عبارت کی شکل میں رہ گیا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے قادیان میں ایک اور ظلی حج مقرر کیا ہے۔ اس پر میں نے لکھا تھا کہ جس طرح ظلی نبی بنی ہوتا ہے۔ اسی طرح ظلی حج حج ہوا لیکن بغیر قبلہ کے حج نامکمل رہ جاتا ہے۔ لہٰذا ظلی قبلہ کا بھی اعلان ہو جانا چاہئے تا کہ یہ ظلی حج اپنی تکمیل کو پہنچ جائے اور اس میں کسی شک کی گنجائش ہی نہیں کہ مرید اس دن نوروز منائیں گے کیونکہ غلو میں وہ اپنے پیر سے بھی اب گوئے سبقت لے جانے کے آرزومند ہیں۔

بہ نیم بیضہ چوں سلطان ستم روادارد زنند لشکر یانس ہزار مرغ بہ سیخ‘‘
(اخبار پیغام صلح لاہور ج۲۱ نمبر۲۲ ص۴ کالم۲، مؤرخہ ۱۹؍اپریل ۱۹۳۳ء)

(۱۰۴) غلو کے نتائج

دیکھ لیا آپ نے غلو کے نتائج، غلو کی یہ تیز رفتار گاڑی اب تک خدا جانے کہاں کی کہاں پہنچ گئی ہوتی اگر لاہوری احمدی تنقید کر کے ہمیشہ اس کی بریک نہ باندھتے رہتے۔ لیکن تب بھی غلو کے جن اسٹیشنوں پر اس کا ورود ہو چکا ہے۔ ان کی فہرست ملاحظہ ہو۔

۱…… ایمانیات کی فہرست میں ایک نئے نبی کا اضافہ۔

۲…… ایمانیات کی فہرست میں ایک نئی کتاب یعنی وحی نبوت کا اضافہ جس کا نام البشریٰ ہے اور جو بقول مولوی فاضل محمد نذیر لائل پوری ’’ظلی قرآن‘‘ یعنی قرآن ہے۔

۳…… شریعت کے ارکان کی فہرست میں ظلی حج یعنی حج کا اضافہ۔

۴…… شریعت کے ارکان کی فہرست میں ظلی قبلہ یا نئے قبلہ کا اضافہ۔

۵…… رومن کیتھولک عیسائی مذہب کے پوپوں یا اسماعیلیوں کے مطاع بالکل اماموں کی طرح ایک عجیب وغریب مطاع الکل خلیفہ کا اضافہ۔

۶…… محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی منسوخی جس پر ایمان لانے سے اب کوئی اسلام میں داخل نہیں ہوتا، لہٰذا ایک نئے مذہب کی پیدائش جس میں داخل ہوئے بغیر انسان اسلام میں داخل نہیں ہوسکتا اور وہ ہے رسول زمانہ، احمد نبی اللہ، یعنی حضرت مرزا صاحب کی نبوت ورسالت اور وحی نبوت پر ایمان لانا، گویا عملی طور پر کلمہ لا الٰہ الا محمد رسول اللہ منسوخ۔ جس کے پڑھنے سے اب کوئی اسلام میں داخل نہیں ہوتا۔

(۱۰۵) نیا مذہب اور کسے کہتے ہیں

’’فرمایئے نئے مذہب کے سر پر اور کیا سینگ ہوا کرتے ہیں۔ ایمانیات میں نئے نبی اور نئی کتاب کا اضافہ۔ ارکان شریعت میں ایک حج کا اضافہ۔ ایک نئے قبلہ کا اضافہ۔ خلافت مطاع الکل کا اضافہ، پرانی رسالت محمدیہ اور پرانے اسلام یعنی کلمہ سابق کی منسوخی اور نئی رسالت احمدیہ اور نئے اسلام (یعنی عملی طور پر نئے کلمہ کی پیدائش) کا اضافہ اور ابھی ظلی کا لفظ سلامت رہے خدا جانے کس کس چیز کا اضافہ ہوتا جائے گا۔ نیا مذہب صاف بنتا نظر آرہا ہے۔ مجھے اندیشہ ہے جس طرح عیسویت کے غلو نے اپنے آپ کو یہودیت یعنی موسویت سے الگ کر کے ایک نیا مذہب بنا لیا، اسی طرح یہ محمودیت جو درحقیقت عیسوی غلو کا ایک رنگ میں مظہر ہے اپنے آپ کو پرانے اسلام سے علیحدہ ایک نیا مذہب بنا کر ہمیشہ کے لئے الگ نہ ہو جائے۔‘‘ (اخبار پیغام صلح لاہور ج۲۱ نمبر۲۲ ص۵ کالم۳، مؤرخہ ۱۹؍اپریل ۱۹۳۳ء)

(۱۰۶) قادیانی مضحکے

’’الفضل کا ایک مضمون نگار اپنے ایک مخالف تحریر کا ذکر کرتے ہوئے ۲۳؍دسمبر ۱۹۳۴ء کے پرچہ میں رقمطراز ہے کہ:
’’یہ ثابت کرنے کی مضحکہ خیز کوشش کی گئی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔‘‘
سچ ہے کہ غلو بہت ہی نامراد اور خطرناک مرض ہے۔ اس سے ذہنیتوں میں کچھ ایسا افسوس ناک اور نقصان رساں انقلاب ہو جاتا

ہے۔جن میں معقولیت کے لئے کوئی جگہ نہیں ہوتی۔اس مرض کا شکار سفید کو سیاہ اور سیاہ کو سفید سمجھنے لگتا ہے۔اچھے برے کی تمیز سے وہ یکسر محروم ہو جاتا ہے۔قادیانیوں کی بھی بالکل یہی کیفیت ہے کہ پہلے انہوں نے قرآن وحدیث اور حضرت مسیح موعود کی تعلیمات کے بالکل خلاف محض چند اغراض کی بناء پر اجرائے نبوت کا مضحکہ انگیز عقیدہ ایجاد کیا اور اس پر اس قدر غیر عقلمندانہ اصرار کیا کہ حد ہوگئی۔اب رفتہ رفتہ نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ وہ ختم نبوت کے صحیح اور طے شدہ مسئلہ کو مضحکہ انگیز قرار دے رہے ہیں اور نہیں محسوس کرتے کہ غلو کے نامراد مرض کی وجہ سے خود ان کی ذہنیت مضحکہ خیز ہوگئی ہے اور آئے دن ان سے طرح طرح کی مضحکہ انگیزیاں سرزد ہوتی رہتی ہیں۔''

(اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۳ نمبر ۲ ص ۴ کالم ۲، مؤرخہ ۵؍جنوری ۱۹۳۵ء)

(۱۰۷) غالی قادیانی

''بے شک حضرت مرزا (غلام احمد قادیانی) صاحب کی نبوت قرآن کی ایک ایک آیت سے نکالو خواہ وہ کیسے ہی بھونڈے اور لچر طریق سے نکالی جائے اور خواہ وہ خود حضرت مرزا صاحب کی تفاسیر سے کتنی ہی مختلف کیوں نہ ہو۔یہ قوم خوشی سے بغلیں بجاتی رہے گی۔نعرہ تحسین وآفرین بلند کرتی رہے گی۔ان تمام پیش گوئیوں کو جن کے مصداق حضرت محمد ﷺ ہیں۔آپ بے شک حضرت مرزا صاحب پر چسپاں کرتے جائیں یہ غالی قوم خوشی سے تالیاں بجاتی اور ناچتی رہے گی،لیکن اگر آپ کسی پیش گوئی کے متعلق یہ کہہ دیں کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے لئے ہے اور حضرت مرزا صاحب اس کے مصداق حقیقی نہیں بلکہ بوجہ امتی اور خلیفہ ہونے کے صرف ظلی یا بروزی رنگ میں اس کے ماتحت آتے ہیں تو ان کے سینے میں یوں لگے گا جیسے تیر لگتا ہے۔محمد رسول اللہ ﷺ کی چیزیں چھین چھین کر حضرت مرزا صاحب کو دیتے جاؤ۔یہ خوشی سے پھولے نہ سمائیں گے۔کیونکہ اس میں درپردہ ان کے نفس کو یہ خوشی ہوتی ہے کہ ہمارا نبی مسیح موعود محمد رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر یا کم سے کم مدمقابل تو ضرور ہے لیکن اگر کوئی چیز جو انہوں نے محمد رسول اللہ ﷺ سے چھین کر حضرت مرزا صاحب کو دی ہوئی ہے تو آپ واپس محمد رسول اللہ ﷺ کو دیں تو یہ بلبلا بلبلا کر اور چلا چلا کر ایک حشر برپا کر دیں گے۔دوسرے لفظوں میں یہ کہ ان لوگوں نے محمد رسول اللہ ﷺ اور حضرت مرزا صاحب میں ایک قسم کا باہمی شرکت اور رقابت کا رنگ پیدا کر دیا ہے۔مثلاً جب تک ''مبشراً برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد'' کا مصداق حضرت مرزا صاحب کو کہتے رہو بہت خوش رہیں گے،لیکن جہاں اس کا مصداق حقیقی محمد رسول اللہ ﷺ کو بتایا اور تمام محمودی ٹولے سے صدائے واویلا بلند ہوئی کہ ہائے ہائے حضرت مسیح موعود کی توہین کی گئی اور آپ سے اختلاف کیا گیا،حالانکہ اختلاف خود ان کے غالیانہ عقائد سے ہوتا ہے نہ کہ حضرت مسیح موعود سے۔''

(اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۲ نمبر ۲۷ ص ۷ کالم ۲،۳، مؤرخہ ۳؍مئی ۱۹۳۴ء)

''قرآن کریم سے ہرگز ثابت نہیں کہ خدا تعالیٰ نے سیدنا حضرت محمد رسول اللہ سے فرمایا کہ اسمہ احمد کے مصداق آپ ہیں۔ احادیث صحیحہ سے ہرگز ثابت نہیں کر سیدنا حضرت محمد ﷺ نے خود دعویٰ کیا ہے کہ یہ آیت اسمہ احمد میرے حق میں ہے یا صحابہ کبار میں سے کسی مشہور ومعروف صحابی نے فرمایا ہو کہ میں نے آیت اسمہ احمد کو پڑھتے وقت یہی یقین کیا تھا کہ یہ آیت نبوت حضرت محمد کے حق میں ہے۔ (پس قادیانی صاحبان کے نزدیک ثابت ہوگیا کہ یہ آیت اسمہ احمد جناب مرزا غلام احمد قادیانی کے حق میں نازل ہوئی نہ کہ رسول کریم محمد مصطفیٰ ﷺ کے حق میں نعوذ باللہ من ذلک۔للمؤلف)''

(اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۷، مؤرخہ ۱۵؍جولائی ۱۹۳۴ء)

''قرآن کریم کے جس قدر نسخے تیرہ سو سال کے اندر طبع ہوئے یا تحریر ہوئے۔سب میں خاتم النّبیین کی تا بالفتح ہے اور خاتم (تا بالفتح) اسم آلہ ہے اور اس کے معنی صرف مہر ہیں۔یعنی آنحضرت ﷺ نبیوں کی مہر ہیں جس سے مدعا نبیوں کی صداقت کی تصدیق ہے،

مگر آپ لوگ جو خاتم النّبیین کی تا کو بالکسر قرار دے کر اس کو اسم فاعل کے معنوں پر اور اس کے معنی نبیوں کا خاتمہ کرنے والا قرار دیتے ہیں۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ ایسا قرآن کہاں اور کس ملک میں ملتا ہے۔ جس میں خاتم النّبیین بالکسر طبع شدہ موجود ہو۔ (یہ الگ بات ہے کہ خاتم ہو تو بھی اس کے معنی یہ نہیں کہ آپ کے بعد کوئی نہیں ہوگا۔ اللہ رے ضد اور مخالفت۔ للمؤلف)''

(اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۷، مؤرخہ ۱۵؍ جولائی ۱۹۳۴ء)

''اگر کوئی لاہوروالے جا کر قادیان کی جماعت کو حضرت مرزا صاحب کے کتب سے حوالے پیش کر کے معقول طور پر سمجھائیں تو یہ جواب ملنے لگا کہ اب جائیے لوگوں کو دھوکا دیجئے۔ اگر اب مرزا صاحب بھی اپنی قبر سے اٹھ کر آئیں اور کہیں کہ میں نبی نہیں ہوں۔ اس وقت بھی ہم یہی کہیں گے کہ ہم آپ کو نبی مان چکے ہیں۔ ہم کو اطمینان ہوگیا ہے۔ اب ہم بدلنے والے نہیں یہ من گھڑت قصے نہیں ہیں، بلکہ یہ واقعہ ہے۔ حیدرآباد والے حافظ عبدالعلی صاحب (وکیل) نے خود مجھ کو یہ جواب دیا تھا، ممکن ہے بہت سے ایسے ہوں۔ (اور بھی سربرآوردہ قادیانی صاحبان کے متعلق ایسی روایتیں منقول ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ للمؤلف)''

(خادم خاتم النّبیین ص ۵، صدیق دیندار چن بسویشور قادیانی)

(۱۰۸) حیدرآبادی قادیانی

سکندرآباد دکن سے محمودیوں نے بہت سے ٹریکٹ چھپوا کر شائع کئے ہیں جن میں بزعم خود یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت مسیح موعود نبی تھے۔ حیدرآباد دکن کے کسی محمودی تاجر نے سینکڑوں روپے اس ٹریکٹ کی مفت اشاعت کے لئے دیئے ہیں۔ (انا للّٰہ وانا الیہ راجعون) حضرت مسیح موعود کو بدنام کرنے اور احمدیت کو لوگوں کی نظروں میں نامعقول اور مردود کرنے کے لئے اسی کوشش کی کثر باقی تھی سو پوری کر لی گئی۔ نہ صرف بمبئی میں بلکہ ہندوستان سے باہر وہ ٹریکٹ پہنچے ہیں جنہوں نے احمدیت سے نفرت کو خوب ترقی دی ہے۔

(از ڈاکٹر بشارت احمد قادیانی لاہوری، اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۳ نمبر ۸ ص ۴ کالم ۳، مؤرخہ ۳؍ فروری ۱۹۳۵ء)

(۱۰۹) قادیانی عقائد پر لاہوری تبصرہ

''اللہ تعالیٰ کا حکم ہے: ''تعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان'' کہ نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور سرکشی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ اگر جماعت قادیان رسول اللہ ﷺ کے بعد ایسی نبوت کی قائل ہے جس سے محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت عملاً منسوخ ہو جاتی ہے اور اسی لئے کوئی محمد رسول اللہ ﷺ کا کلمہ پڑھ کر خدا کی توحید اور آپ ﷺ کی رسالت کا اقرار کرتے ہوئے بھی اسلام میں داخل نہیں سمجھا جاتا تو پھر دانستہ ایسے خطرناک عقیدہ کی جس سے محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی جڑیں کٹتی ہیں۔ اشاعت کرنے والی جماعت کے ساتھ تعاون کرنا کس قدر خطرناک غلطی اور گناہ کا ارتکاب ہے۔ یاد رہے کہ یہاں میرے مخاطب وہ لوگ نہیں ہیں جو دل سے ان عقائد باطلہ کو سچا سمجھتے ہیں اور حضرت مسیح موعود کی نبوت اور جملہ مسلمانان عالم کی تکفیر کے قائل ہیں اور گو منہ سے تو محمد رسول اللہ ﷺ کا کلمہ پڑھتے ہیں مگر کلی طور پر انہوں نے بابیوں اور بہائیوں کی طرح آنحضرت ﷺ کی رسالت کو منسوخ گردانا ہوا ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک خدا کی توحید کے ساتھ آپ ﷺ کی رسالت کا اقرار کر کے اب کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا۔''

(لاہوری جماعت کے ڈاکٹر بشارت احمد قادیانی کا مضمون، اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۳ نمبر ۸، مؤرخہ ۳؍ فروری ۱۹۳۴ء)

(۱۱۰) عقیدۂ باطل

’’کہاں حضرت اقدس مسیح موعود کی وہ تعلیم جو آپ کی کتابوں میں پائی جاتی ہے اور کہاں یہ عقیدۂ باطل کہ

پس جو نبی رسول نہیں مانتا اسے ایسا نبی کہ جیسے محمد خدائگاں
ایمان اس کا حضرت مرزا یہ کچھ نہیں منہ سے اگر کہے تو ہے دل منکر بیاں

(تشحیذ الاذہان ج۹ نمبر۱۲، بابت دسمبر۱۹۱۴ء)

’’اب میں اپنے دوستوں سے پوچھتا ہوں کہ وہ ذرا ہمیں بتلائیں تو سہی کہ اگر احمدی اس تعلیم پر چلے جو اس وقت قادیان میں دی جاتی ہے اور حضرت مرزا صاحب کو ایسا نبی کہ جیسے محمد ﷺ ہیں کہا اور تسلیم کیا جانے لگا تو پھر ان احمدیوں میں اسلام کا ذکر اور قرآن کا ادب محض خیالی اور رسمی رہ جائے گا یا حقیقی اور شرعی؟...... اور پھر بتلاؤ کہ آخر ان احمدیوں کا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے نسبت کرنا بھی اٹھ جائے گا یا نہ۔ دور کیوں جاتے ہو ابھی سے ہی اس عقیدہ کے آثار برے نظر آ رہے ہیں۔ پھر آخر کی کیا امید یں جب ابتداء یہی ہے۔ ذیل میں منشی ظہیر الدین کی ایک چشم دید شہادت جو انہوں نے سالانہ جلسہ قادیاں کے حالات کی لکھ کر دفتر ’’پیغام صلح‘‘ میں بھیجی ہے وہ حصہ جو عقائد کے متعلق ہے ناظرین کی آگاہی کے لئے یہاں لکھ دیتا ہوں۔ وہو ہذا: چوتھی بات جو میں نے جلسہ میں دیکھی تھی وہ اختلاف عقائد تھا اور میں حیران رہ گیا۔ جب بعض احباب نے لا الٰہ الا اللّٰہ احمد جری اللّٰہ کو درست اور صحیح قرار دیتے ہوئے اس کو پڑھنے اور بطور احمدی عقائد کے خلاصہ کے تسلیم کرنے کا اقرار کیا بلکہ بعض سے میں نے یہ بھی سنا کہ لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ محمدی کلمہ ہے اور احمدی کلمہ لا الٰہ الا اللّٰہ احمد جری اللّٰہ ہے۔ بہت سے احباب میں نے دیکھے جو حضرت مرزا صاحب مسیح موعود کے حق میں صاحب شریعت نبی کہنے سے بھی نہ جھینپتے تھے...... بعضوں نے تو حضرت مسیح موعود کے الہام ’’واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی‘‘ سے اسی استدلال کو قبول کر لیا کہ اب احمدیوں کا قبلہ نماز قادیان ہونا چاہئے۔ اس جلسہ میں مجھے ایک بھی ایسا فرد قادیان میں نہیں ملا جو حضرت مسیح موعود کو اسی طرح کا رسول اللہ اور نبی اللہ نہ مانتا ہو۔ جس طرح کہ خدا کے فرستادہ حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ خاتم الانبیاء تھے۔‘‘ (المہدی نمبر۲،۳ ص۴۷، ۴۸، مؤلفہ حکیم محمد حسین قادیانی)

(۱۱۱) قادیانی نشان

’’غور فرمایئے ہر احمدی ایک نشان ہے۔ ہر اینٹ قادیان کے مکانات کی ایک نشان ہے۔ ہر دانہ غلہ کا جو حضور کے لنگر میں پکتا ہے ایک نشان ہے۔ ہر شخص جو سلسلہ میں نیا داخل ہوتا ہے اور ہر نیا بچہ جو پیدا ہوتا ہے، ایک نشان ہے۔ ہر مخالف جو ذلیل ہوتا ہے یا خاموش ہوتا ہے یا مرید ہو جاتا ہے یا مر جاتا ہے، ایک نشان ہے۔ ہر کتاب اور اس کا ہر ایک لفظ جو سلسلہ کی حمایت میں لکھا جاتا ہے اور چھپتا ہے، ایک نشان ہے۔ ہر تحفہ یا چیز جو قادیان میں باہر سے آتی ہے، ایک نشان ہے۔ ہر شخص دوست یا دشمن جو اس مبارک بستی میں داخل ہوتا ہے، ایک نشان ہے۔ ہر خط یا تار جو یہاں بذریعہ ڈاک خانہ یا اور طرح سے آتا ہے، ایک نشان ہے۔ ہر ایک پیسہ جو چندہ میں یا وصیت میں یا صدقہ میں یا اشاعت اسلام کی مد میں یا کسی شخص کی تنخواہ کے طور پر یا کسی طرح بھی یہاں خرچ ہونے کے لئے آتا ہے، وہ نشان ہے۔ ہر نعش جو مقبرہ بہشتی میں لائی جاتی ہے، وہ ایک نشان ہے۔ ہر درخت جو یہاں کسی مکان یا باغ میں لگایا جاتا ہے، ایک نشان ہے۔ ہر لفظ سچے وحی

والہام کا جو یہاں یا دنیا میں کہیں بھی نازل ہوتا ہے، یہاں کا ایک نشان ہے۔ ہر لفظ جو علم ومعرفت یا حقائق ومعارف یا دعوۃ تبلیغ یا تعلیم وتربیت کا جو لوگوں کو اس سلسلہ کی طرف بلاتا ہے، وہ ایک نشان ہے۔ ہر عذاب، ہر وباء، ہر زلزلہ، ہر جنگ، ہر انکشاف سائنس کا اور ہر صداقت جو دنیا میں ظاہر ہوا اور عالمگیر ہو، وہ نشان ہے۔ اس سلسلہ کا ہر سچا خواب جو دنیا میں کسی کی ہدایت اور رہنمائی کا موجب ہو، وہ ایک نشان ہے۔ ہر ایجاد جو دین اسلام اور اس کی اشاعت کو کسی طرح بھی فائدہ پہنچا سکتی ہو، مثلاً ریل، تار، چھاپہ خانہ، موٹر، وائرلیس، ہوائی جہاز، فوٹوگراف، توپیں، اسلحہ، مشینیں وغیرہ وغیرہ اور ان کے سب متعلقات بمعہ ان کے موجدوں اور کام کرنے والوں اور بیچنے والوں اور استعمال کرنے والوں کے، سب نشان ہیں۔ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی صداقت کا اور ان کی خدمت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ اسی طرح موسموں کے تغیر، ملکوں کے تنازعات، عقائد کی تبدیلیاں، تہذیب وتمدن کے تغیرات، آسمانی اور زمینی انقلابات اور جملہ حوادثات عالم سب کے سب نشان ہیں۔ اس وقت سلسلہ احمدیہ کی صداقت پر ذرا ٹوٹل تو لگائیے یہ سب کتنے ہوں گے؟'' وان تعدو نعمۃ اللہ لا تحصوھا ان الانسان لظلوم کفار ''ان کے علاوہ وہ تمام ان گنت اور بے شمار نشانات جو ازل سے اس سلسلہ کی صداقت کے لئے چلے تھے اور ابد تک چلے جائیں گے اور مخفی تھے اور مخفی ہیں اور مخفی رہیں گے اور اللہ ہی ان کو جانتا ہے مگر ان کی وجہ سے اندر ہی اندر اس سلسلہ کی ترقی ہوتی جارہی ہے۔ (کوئی اور نشان ہو یا نہ ہو لیکن جو دماغی حالت اس مضمون سے ظاہر ہوتی ہے وہ قادیانیت کا مسلمہ نشان ہے اور اسی نشان سے قادیانی باآسانی پہچان میں آتے ہیں۔ للمؤلف)''

(اخبار الفضل قادیان ج ۲۴ نمبر ۱۵۰ ص ۶ کالم ۳،۴، مؤرخہ ۲۴؍دسمبر ۱۹۳۶ء)

(۱۱۲) قادیانی جھنڈا، ۱۹۳۹ء کی ایجات

''یہ جھنڈا سیاہ رنگ کے کپڑے کا تھا، جس کے درمیان منارۃ المسیح، ایک طرف بدر اور دوسری طرف ہلال کی شکل، سفید رنگ میں بنائی گئی تھی۔ کپڑے کا طول ۱۸ فٹ اور عرض ۹ فٹ تھا۔'' (اخبار الفضل قادیان ج ۲۸ نمبر ۱، مؤرخہ ۳؍جنوری ۱۹۴۰ء، تاریخ احمدیت ج ۷ ص ۲۸)

''اس کے لئے بھی سٹیج کے شمال مغربی کونہ کے ساتھ لکڑی کا پول چبوترہ بنا کر کھڑا کیا گیا تھا۔ یہ جھنڈا بھی سیاہ رنگ کے کپڑے کا ہے جس پر چھ سفید دھاریاں تھیں۔ درمیان میں منارۃ المسیح ایک طرف بدر اور دوسری طرف ہلال کا نشان تھا۔''

(اخبار الفضل قادیان ج ۲۸ نمبر ۱، مؤرخہ ۳؍جنوری ۱۹۴۰ء، تاریخ احمدیت ج ۷ ص ۲۹)

''میں اقرار کرتا ہوں کہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے، اسلام اور احمدیت کے قیام، اس کی مضبوطی اور اس کی اشاعت کے لئے آخری دم تک کوشش کرتا ہوں گا اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے اس امر کے لئے ہر ممکن قربانی پیش کروں گا کہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام دوسرے سب دینوں اور سلسلوں پر غالب رہے اور اس کا جھنڈا کبھی سرنگوں نہ ہو، بلکہ دوسرے سب جھنڈوں سے اونچا اڑتا رہے۔ اللھم امین. اللھم امین. اللھم امین. ربنا تقبل منا انک وانت السمیع العلیم''

(اخبار الفضل قادیان ج ۲۸ نمبر ۱، مؤرخہ ۳؍جنوری ۱۹۴۰ء، تاریخ احمدیت ج ۸ ص ۹۷)

''اور اس طرح مختلف ممالک اور مختلف تمدن کے لوگوں کا حضرت احمد قادیانی (مرزا قادیانی) کے جھنڈے تلے جمع ہوکر حضور کے خلیفہ (مرزا محمود خلیفہ قادیان) کے حضور نذر عقیدت پیش کرنا نہایت ہی روح پرور نظارہ تھا۔'' (الفضل قادیان ج ۲۸ نمبر ۱، مؤرخہ ۳؍جنوری ۱۹۴۰ء)

فصل سترہویں

قادیانیوں کی جماعت لاہور

(۱) ایک پارٹی

’’حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے وصال کے بعد جلد ہی جناب مولوی محمد علی صاحب کو پہلے اپنی بیوی کی علالت اور وفات کے وقت اور پھر حضرت کے مکان سے علیحدہ کئے جانے کے سبب اور ساتھ ہی حضرت میر ناصر نواب صاحب قبلہ! (مرزا قادیانی کے خسر) کے بعض اعتراضات کے سبب جو مولوی (محمد علی) صاحب کے عمارتی کام پر ہوئے تھے دن بدن رنج بڑھتا گیا اور جب خواجہ کمال الدین صاحب نے اپنے لیکچروں میں احمدیت کے ذکر کو چھوڑا اور غیر احمدیوں کی تعریفوں سے خوش ہو کر ان کے پیچھے نماز کے جواز کی اجازت حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل سے چاہی اور غیر احمدیوں کے اسلام کا اعلان واشتہار دیا تو حضرت اولوالعزم میاں محمود احمد صاحب ایدہ اللہ نے خواجہ صاحب کے اس طرز کو ناپسند کیا اور حضرت خلیفۃ المسیح (حکیم نورالدین) کی اجازت سے ان کے خلاف بدر میں مضمون لکھا تو مولوی محمد علی صاحب نے اپنی رنجش کے سبب جو انہیں اہل بیت کے ساتھ تھی خواجہ صاحب کی رفاقت کا سہارا تلاش کرتے ہوئے ان کی حمایت کی۔ ڈاکٹرین اور شیخ صاحب اپنی سادگی کے سبب خواجہ (کمال الدین) صاحب کی مدح سرائی وخوشامد میں بہک گئے اور نتیجہ یہ ہوا کہ یہ ایک پارٹی بن گئی اور انہوں نے حضرت صاحبزادہ (مرزا محمود) ایدہ اللہ کی مخالفت کا اپنا نصب العین بنالیا اور صدر انجمن میں جس کے حضرت صاحبزادہ صاحب پریذیڈنٹ تھے ان کی بے ادبی شروع کردی۔‘‘ (اخبار الفضل قادیان ج۳ نمبر ۳۸،۳۹ ص۴ کالم۱، مؤرخہ ۱۹-۲۱ر ستمبر ۱۹۱۵ء)

(۲) بڑا ابتلاء

’’ایسا خطرناک واقعہ جس سے قریب تھا کہ زمین پھٹ جائے اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیں۔ آج سے کئی سال پہلے ظاہر ہوچکا ہے اور وہ غیر مبایعین (لاہوری جماعت) کی علیحدگی ہے۔ اس پارٹی کے سرگروہوں نے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے ہاتھ پر بیعت کی اور جماعت کے بڑے آدمیوں میں سے شمار کئے جانے لگے۔ مگر نہ معلوم بیعت میں کوئی نقص رہ جانے کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے ان پر کئی دفعہ ابتلا آئے اور وہ کئی موقعوں پر حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) پر بیہودہ اعتراضات کرنے سے باز نہ رہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے دلوں سے ایمان کی روح نکل گئی اور باوجود اس کے کہ وہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو نبی آخرزماں مانتے تھے۔ پھر بھی جب انہوں نے دیکھا کہ مخالف تعداد میں ہم سے بڑھ کر ہیں۔ طاقت میں ہم سے زیادہ ہیں۔ دنیا کے مال ان کے پاس بہت ہیں تو مرعوب ہوگئے اور چاہا کہ کسی طرح ان سے صلح کرلی جائے تاکہ ان کے حملوں سے بھی محفوظ رہیں اور دنیاوی مال ودولت بھی کچھ حاصل کرلیں۔ اس طرح یہ (لاہوری جماعت) ایک بڑے ابتلاء میں پھنس گئے۔‘‘ (اخبار الفضل قادیان ج۱۶ نمبر۲۱ ص۹ کالم۳، مؤرخہ ۱۱ر ستمبر ۱۹۲۸ء)

(۳) لاہوری جماعت کی علیحدگی

’’چنانچہ اسی بناء پر (کہ مرزا قادیانی مدعی نبوت ہیں یا نہیں) مارچ ۱۹۱۴ء میں جماعت احمدیہ کے دوگروہ ہوگئے۔ فریق اوّل

یعنی اس فریق کا جو مسلمانوں کی تکفیر کرتا ہے اور آنحضرت ﷺ کے بعد دروازہ نبوت کو کھلا مانتا ہے۔ ہیڈکوارٹر قادیان رہا اور دوسرے فریق نے اپنا ہیڈکوارٹر لاہور میں قائم کیا۔فریق قادیان کی قیادت اس وقت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب کے ہاتھ میں ہے اور فریق لاہور کی مصنف کتاب ہذا کے ہاتھ میں ہے اور اب یہ دونوں جماعتیں اپنے اپنے طور پر الگ الگ کام کررہی ہیں اور گو بلحاظ تعداد کثرت فریق قادیان کو حاصل ہے۔لیکن اثر اور رسوخ کے لحاظ سے عام مسلمانوں میں فریق لاہور غالب ہے۔''

(تحریک احمدیت ص۳۰، مصنفہ مولوی محمد علی لاہوری قادیانی)

مولوی محمد علی لاہوری نے جو ایک رسالہ ''مسیح موعود اور ختم نبوت'' ص۱،۲ کے عنوان سے شائع کیا ہے،اس کے شروع میں دونوں فریقوں کا اصل فرق حسب ذیل قرار دیا ہے۔ ''حضرت مسیح موعود کی جماعت کے دو فریق ہیں۔ایک احمدی جن کے کام کا مرکز لاہور ہے اور دوسرے قادیانی جن کا مرکز قادیان ہے۔فریق قادیان اور فریق لاہور کا اصل اختلاف صرف دو امور میں ہے۔اوّل یہ کہ حضرت مسیح موعود مجدد تھے یا نبی۔فریق قادیان کے پیشوا کا خیال ہے کہ آپ نبی تھے۔فریق لاہور آپ کو صرف مجدد مانتا ہے۔دوم یہ کہ جو مسلمان آپ کی بیعت میں داخل نہیں وہ دائرہ اسلام کے اندر ہیں یا نہیں۔فریق قادیان کے پیشوا کا خیال ہے کہ روئے زمین کے تمام مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں داخل نہیں ہوئے وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔خواہ انہوں نے حضرت مرزا صاحب کا کبھی نام بھی نہ سنا ہو اور خواہ وہ حضرت مرزا صاحب کو دل سے بھی سچا مانتے ہوں اور منہ سے بھی انکار نہ کرتے ہوں۔(البتہ مرزا قادیانی کی بیعت میں داخل نہ ہوں۔للمؤلف) اور فریق لاہور کا یہ عقیدہ ہے کہ ہر کلمہ گو مسلمان ہے۔ہاں! مجدد اور مسیح امت کو رد کرنا یا اس کی مخالفت کرنا قابل مواخذہ ضرور ہے۔ بلکہ اس کا ساتھ نہ دینا اور خاموشی سے الگ بیٹھا رہنا بھی اسلام کی موجودہ حالت میں عنداللہ قابل مواخذہ ہے۔'' (دونوں قادیانی جماعتوں میں ایک کا رنگ گہرا عنابی اور دوسری کا رنگ ہلکا گلابی ہے۔لیکن مبصرین کا قول ہے ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوشی من انداز قدت رامے شناسم

للمؤلف)

(۴) لاہوری جماعت کا قدیم ایمان

''اخبار پیغام صلح ۱۹۱۳ء میں پیغام صلح سوسائٹی نے جاری کیا۔اس سوسائٹی کے ممبروں پر اعتراض ہوا کہ وہ منافق ہیں اور دل سے حضرت مسیح موعود کو نہیں مانتے۔اس پر اس سوسائٹی کے اکابر ممبروں نے ''واللہ علی مانقول وکیل'' کے عنوان سے حلفیہ اعلان کیا کہ: ہم حضرت مسیح موعود کے خادمین لاوّلین میں سے ہیں۔ ہمارے ہاتھوں میں حضرت اقدس ہم سے رخصت ہوئے۔ ہمارا ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود ومہدی معہود اللہ تعالیٰ کے سچے رسول تھے اور اس زمانے کی ہدایت کے لئے دنیا میں نازل ہوئے اور آج آپ کی متابعت میں ہی دنیا کی نجات ہے اور ہم اس امر کا اظہار ہر میدان میں کرتے ہیں اور کسی کی خاطر ان عقائد کو بفضلہ تعالیٰ نہیں چھوڑ سکتے۔''

(اخبار پیغام صلح لاہور ج ا نمبر۲۵ ص۳ کالم۲، مؤرخہ ۷؍ستمبر ۱۹۱۳ء)

''اس حلفیہ بیان کے آخر پر اعلان کیا گیا ہے کہ اخبار پیغام صلح کے متعلق ہم یہ ظاہر کردینا چاہتے ہیں کہ یہ ایڈیٹر یا کسی خاص شخص کا ذاتی اخبار نہیں ہے۔ یہ کل احمدیہ جماعت کا اخبار ہے۔اگر ہماری رائے سے کسی دینی مسئلہ میں جماعت کے کسی فرد کو اختلاف ہو تو اس کے لئے ہمارے کالم کھلے ہیں اور تنقید کے بعد جو رائے قائم ہوگی وہی رائے ہے یا اگر کسی معاملہ میں حضرت خلیفۃ المسیح ہم کو خاص نصیحت

فرماویں تو اس کی تعمیل کرنے سے ہم ہر وقت تیار ہیں۔(۷ر ستمبر ۱۹۱۳ء)‘‘

مندرجہ بالا اعلان کے چالیس دن بعد پیغام صلح سوسائٹی نے دوسرا حلفیہ اعلان ’’ایک غلط فہمی کا ازالہ‘‘ کے عنوان سے حسب ذیل شائع کیا:

’’معلوم ہوا ہے کہ بعض احباب کو کسی نے غلط فہمی میں ڈال دیا ہے کہ اخبار ہذا کے ساتھ تعلق رکھنے والے احباب یا ان میں سے کوئی ایک سیدنا وہادینا حضرت میرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود ومہدی معہود کے مدارج عالیہ کو اصلیت سے کم یا استخفاف کی نظر سے دیکھتا ہے۔ہم تمام احمدی جن کا کسی نہ کسی صورت سے اخبار پیغام صلح کے ساتھ تعلق ہے۔خدا تعالیٰ کو جو دلوں کے بھید جاننے والا ہے حاضر و ناظر جان کر علی الاعلان کہتے ہیں کہ ہماری نسبت اس قسم کی غلط فہمی پھیلانا محض بہتان ہے۔ہم حضرت مسیح موعود ومہدی معہود کو اس زمانہ کا نبی رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں اور جو درجہ حضرت مسیح موعود نے اپنا بیان فرمایا۔اس سے کم وبیش کرنا موجب سلب ایمان سمجھتے ہیں۔ہمارا ایمان ہے کہ دنیا کی نجات حضرت نبی کریم ﷺ اور آپ کے غلام حضرت مسیح موعود پر ایمان لائے بغیر نہیں ہو سکتی۔‘‘

(اخبار پیغام صلح لاہور ج ا نمبر ۴۲ ص ۲ کالم ۳، مؤرخہ ۱۶ر اکتوبر ۱۹۱۳ء)

’’ان دونوں بیانوں سے روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ ۱۹۱۳ء تک یقینی طور پر جملہ پیغامی پارٹی حضرت مسیح موعود کو نبی اور رسول مانتی رہی ہے۔۱۹۱۴ء میں جب خلافت کا جھگڑا پیدا ہوا تو مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھی اس عقیدے سے منکر ہو گئے۔

اگر یہ حلفیہ بیانات اس قدر زوردار بیانات محض ایڈیٹر کے خیالات ہوتے اور ممبران پیغام صلح سوسائٹی کی رضامندی سے شائع نہ ہوئے ہوتے تو وہ فی الفور اس کی تردید کر دیتے۔مگر ۱۹۱۳ء میں بلکہ حضرت خلیفہ اوّل کی زندگی کے آخر تک پیغام صلح سوسائٹی نے یا اس کے کسی ممبر نے ان کی تردید نہیں کی۔ناظرین کرام! ذرا اصل بیانات کو ملاحظہ فرمایئے اور آج اس غلط بیانی کو دیکھئے کہ یہ تو ہمارے بیانات ہی نہیں۔انصاف، انصاف۔(قادیانی جماعت قادیان کی یہ شکایت بالکل بجا اور درست ہے کہ قادیانی جماعت لاہور جلد منافقت میں مبتلا ہوگئی اور ساتھ ہی اپنی منافقت پر فضول تاویلات کا پردہ ڈالنے لگی جس کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔ایک طرف اپنے آپ کو مرزا قادیانی صاحب کا متبع بتاتے ہیں اور ان کو مسیح موعود اور مہدی معہود مانتے ہیں اور دوسری طرف ان کے دعوؤں سے انکار کرتے ہیں اور لایعنی تاویلات کی آڑ لیتے ہیں۔اس دورنگی کا منشاء ظاہر ہے۔ایک طرف وہ قادیانیوں سے وابستہ ہیں اور دوسری طرف وہ مسلمانوں سے بھی وابستہ رہنا چاہتے ہیں۔نتیجہ یہ کہ نفاق کی بے چینی میں کروٹیں بدلتے رہتے ہیں۔یہی سبب ہے کہ قادیانی حلقہ میں جماعت قادیان کے مقابل جماعت لاہور کی عقیدت اور تعداد گر رہی ہے۔للمؤلف) (مضمون مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۹ ص ۲۵۹، مؤرخہ ۱۴ر نومبر ۱۹۴۱ء)

(۵) لاہوری جماعت کا جدید ابہام

’’ہم بھی حضرت اقدس مرزا غلام احمد کو مسیح موعود، مہدی معہود، مامور من اللہ، ملہم، مجدد، محدث، امام زماں یقین کرتے ہیں اور آپ کو ظلی بروزی طور پر جزوی نبی بھی یقین کرتے ہیں۔مگر حقیقی مستقل شرعی یا غیر شرعی کامل نبی آپ کو کہنا آپ کی تعلیم کے خلاف جانتے ہیں۔‘‘ (مکتوب ڈاکٹر یعقوب بیگ قادیانی لاہوری، المہدی نمبر ا ص ۵۵، ۵۶، مؤلفہ حکیم محمد حسین قادیانی لاہوری)

(۶) سب میں بڑے

’’جب کہ نبوت محمدیہ تا قیامت زندہ ہے اور فیضان محمدی جاری ہے تو سلسلہ نبوت کے بند ہونے سے ہمیں کوئی نقصان نہیں ہے۔بلکہ

ہمارے پاس تو خاتم النّبیین کی زندہ نبوت ہر آن موجود ہے اور اسی نبوت کاملہ کی ایک جھلک نے مسیح ناصری (عیسیٰ علیہ السلام) جیسے ہزاروں کاملین کو پیدا کیا اور مسیح موعود (یعنی مرزا قادیانی) انہیں میں سے ایک ہیں اور میرے ایمان میں ان سب سے بڑے بھی ہیں۔ مگر ہم اصل کو چھوڑ کر یعنی ختم نبوت کا انکار کر کے کسی اور نبوت کو کیا کریں۔ (اور اس کی ضرورت بھی کیا ہے۔ جب کہ یوں ہی مرزا قادیانی آپ کے نزدیک مسیح ناصری جیسے ہزاروں کاملین میں سب سے بڑھ گئے۔ مقصود حاصل ہو گیا۔ قادیانی جماعت لاہور بنظر مصلحت بالعموم ایسے ہی ابہام سے کام لیتی ہے صاف، صاف کہتے جھجکتی ہے۔ جماعت قادیان صاف گوئی سے کام لیتی ہے۔ مرزا قادیانی کی نبوت مانتی ہے۔ لیکن مافی الضمیر دونوں جماعتوں کا ایک ہی ہے۔ صرف نفاق اور اخلاق کا فرق ہے۔ للمؤلف)''

(مولوی عمرالدین قادیانی مبلغ جماعت لاہور کا بیان، اخبار پیغام صلح لاہور ج۲۴ نمبر۸۷ ص۵ کالم۲، مؤرخہ ۷؍دسمبر ۱۹۳۶ء)

(۷)　لاہوری عقیدہ نبوت

''یہ تو احمدی غیراحمدی کا سوال ہے۔ اب لیجئے قادیانی احمدی ایسے احمدی کو جو ان کی جماعت سے نکل کر لاہوری جماعت میں شامل ہو جائے، مرتد کہتے ہیں۔ حالانکہ اصطلاحی لحاظ سے مرتد وہ ہوتا ہے، جو اسلام چھوڑ دے۔ جب ایک ایسی جماعت کے ساتھ جو حضرت مسیح موعود کو بروزی اور ظلی نبی بھی مانتی ہے۔ قادیانی احمدیوں کا یہ سلوک ہے تو ان کا سلوک غیراحمدیوں یا احرار کے ساتھ تو کہیں بدتر ہوگا۔''

(اخبار پیغام صلح لاہور ج۲۴ نمبر۴۹ ص۲ کالم۲، مؤرخہ ۳؍اگست ۱۹۳۶ء)

(۸)　خدا کی آواز

''حضرت مسیح موعود نے مسیح ناصری کی وفات کی خبر اللہ تعالیٰ سے اطلاع پانے کے بعد دی اور قرآن مجید سے اس پر دلائل دیئے۔ آئمہ اسلام اور علمائے متقدمین نے صرف اپنے اجتہادات اور تدبر سے کام لیا۔ بعض نے عیسیٰ کو فوت شدہ تسلیم کیا اور بعض نے اسے زندہ آسمان پر یقین کیا۔ لیکن بفرض محال اگر یہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ تمام ائمہ اسلام اور بزرگان سلف نے مسیح علیہ السلام کی حیات پر ہی اتفاق کیا ہے تو بھی ایک شخص جب خدا سے اطلاع پا کر یہ اعلان کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے بذریعہ الہام اور وحی یہ اطلاع دی ہے کہ مسیح علیہ السلام وفات پاگئے تو ہمیں الہام الٰہی کے آگے سر جھکانے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ ہم بے شک آئمہ سلف اور بزرگان امت کی عزت کریں اور ان کی محنت اور خدمت پر صدائے تحسین بلند کریں۔ لیکن ان کے اجتہاد اور ان کی آواز کو خدا کی آواز پر ترجیح نہیں دی جاسکتی۔''

(اخبار پیغام صلح لاہور ج۲۳ نمبر۵۸ ص۳ کالم۱، مؤرخہ ۱۱؍ستمبر ۱۹۳۵ء)

(۹)　جرأت وجسارت

''پیغامیوں (لاہوری فریق) کی جرأت وجسارت دیکھئے ایک طرف تو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) سے غایت درجہ کی عقیدت ونیازمندی کا اظہار کرتے ہیں۔ حضور کی علمی وراثت کے دعویدار ہیں اور نہایت آہنگی سے آپ کی تعلیم کا صحیح مفہوم سمجھنے کے مدعی ہیں۔ مگر دوسری طرف یہ حال ہے کہ آپ کے پیش کردہ عقائد پر نہایت ہی بیہودہ اور لغو اعتراض کرتے رہتے ہیں اور ایسے ایسے حملے ان کی تحریرات میں بکثرت پائے جاتے ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے قلوب میں حضرت مسیح موعود کی کچھ بھی وقعت نہیں ہے۔''

(اخبار الفضل قادیان ج۱۸ نمبر۶۵، مؤرخہ ۲۹؍نومبر ۱۹۳۰ء)

(۱۰) ایک افتراء

’’مولوی محمد علی صاحب (امیر جماعت لاہور) نے اپنے تازہ رسالہ شناخت مامورین کے صفحہ ۲۰ میں لکھا ہے۔

’’خود حضرت (مرزا قادیانی) صاحب نے لکھا ہے کہ میں اپنے الہامات کو کتاب اللہ اور حدیث پر عرض کرتا ہوں اور کسی الہام کو کتاب اللہ اور حدیث کے مخالف پاؤں تو اسے کھنگار کی طرح پھنک دیتا ہوں۔‘‘ جس کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کے نزدیک آپ کے لئے الہام کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ کے مخالف ہوتے تھے جن کو حضرت مسیح موعود کھنگار کی طرح پھینک دیتے تھے۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود کا کوئی الہام بھی ایسا نہیں جو کتاب اللہ اور حدیث رسول کے مخالف ہو اور جسے کتاب اللہ یا حدیث رسول اللہ کے مخالف پاکر حضرت مسیح موعود نے رد کیا ہو۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود اپنے جملہ الہامات کو قطعی اور یقینی طور پر خدا تعالیٰ کا کلام جانتے تھے اور فرماتے تھے۔ جیسے مسیح پر خدا کا کلام نازل ہوا ایسا ہی مجھ پر ہوا جیسے دوسرے نبیوں سے خدا نے مکالمہ مخاطبہ کیا۔ اس نے مجھے بھی ایسا ہی شرف بخشا۔ پس یہ مولوی محمد علی کا ایک افتراء ہے جو اس نے حضرت مسیح موعود پر باندھا ہے کہ حضور نے کہیں ایسا لکھا ہے کہ میں اپنے الہامات کو کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ کے مخالف پاکر پھینک دیتا ہوں۔‘‘ (اخبار الفضل قادیان ج۷ نمبر اص۳ کالم ا، مؤرخہ یکم جولائی ۱۹۱۹ء)

(۱۱) عملی قدم

’’غیر مبایعین (لاہوری فریق) احمدیت سے ظاہر تعلق بھی منقطع کرنے کے لئے جو طریق عمل اختیار کر رہے ہیں اس کا کسی قدر پتہ اس سے لگ سکتا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب (امیر جماعت لاہور) نے اپنی کتاب النبوۃ فی الاسلام میں غیر احمدیوں کو فاسق قرار دیا تھا۔ لیکن اب النبوۃ فی الاسلام مطبوعہ باردوم سے وہ صفحہ ہی حذف کر دیا گیا ہے۔ جس میں غیر احمدیوں کے فاسق ہونے کا ذکر تھا۔ اب اس سے آگے انہوں نے عملی طور پر یہ قدم بڑھایا ہے کہ ایسے لوگوں کو جن کی ساری زندگی حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی شدید مخالفت میں گزری ہے اور اس وقت بھی وہ احمدیت کے سخت دشمن ہیں۔ ان سے اپنے جلسوں میں تقریریں کراتے ہیں اور تقریریں بھی ایسی جو کسی متحدہ مسئلہ پر نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے صریحاً خلاف ہوتی ہیں۔‘‘ (اخبار الفضل قادیان ج۱۸ نمبر ۷۷ص۶ کالم۲، مؤرخہ یکم جنوری ۱۹۳۱ء)

(۱۲) علی الاعلان

’’مولوی عبداللہ صاحب مذکور نے جو غیر مبایعین (لاہوری جماعت) کی مقامی (سری نگر کی) انجمن کے پریسیڈنٹ بھی ہیں اپنے مکان پر اچھے خاصے مجمع کے روبرو اور غیر مبایعین کے مبلغین کی موجودگی میں علی الاعلان کہا کہ مرزا صاحب کے وجود سے اسلام کو اتنا فائدہ نہیں پہنچا جتنا کہ نقصان پہنچا ہے۔ ان کی وجہ سے مسلمانوں میں تفرقہ بڑھ گیا ہے۔ ان کے بیانات واقوال میں ہزارہا غلطیاں ہیں۔ ان کے الہامات مشتبہ ہیں۔ ان کی بہت سی پیش گوئیاں جھوٹی نکلی ہیں اور بعض پیش گوئیوں کا تصریح کے ساتھ ذکر کر کے ان کی تکذیب کی اور ایک پیش گوئی کے متعلق تو یہاں تک کہا کہ اس کے جھوٹا ہونے پر زمین وآسمان گواہ ہیں اور کہا کہ مرزا صاحب کے جھوٹا ثابت ہونے میں نہ صرف کوئی نقصان نہیں بلکہ اس میں فائدہ ہے۔ کیونکہ اس طرح سے ان کا نام درمیان سے مٹ کر صرف خالص اسلام اور محمد رسول اللہ ﷺ کا نام باقی رہ جائے گا۔ ان باتوں کو سن کر غیر مبایعین اور ان کے مبلغین نے نہ صرف ان کے خلاف کوئی لفظ نہ کہا۔ بلکہ ان کے مبلغ

مرزا مظفر بیگ صاحب نے مولوی عبداللہ صاحب کی تائید میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے الہامات کا ذکر تمسخر اور استہزاء کے طریق پر کرتے ہوئے کہا کہ مرزا صاحب کے الہامات کا نمونہ سنئے۔ کمترین کا بیڑا غرق ہو گیا۔’’خاکسار پیپرمنٹ‘‘۔’’مرغی بولتی ہے‘‘ اور جب اس مؤخر الذکر فقرہ کا حوالہ پوچھا گیا تو کہا کہ اگر میں دکھادوں تو اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ میں نے کہا کہ اس صورت میں ہم اسے حضور کا الہام تسلیم کر لیں گے۔ اس پر ان کو استہزاء کا ایک اور زریں موقع مل گیا اور خوب دل کھول کر حضور کے الہامات پر تمسخر کیا۔‘‘

(الفضل قادیان ج۱۷ نمبر۲۴ ص۱۰ کالم۱، مؤرخہ ۲۰؍ستمبر ۱۹۲۹ء)

(۱۳) درمیان، درمیان

’’اسی اثناء میں آوازیں آ گے لگیں کہ لاہوری لوگ یا قادیانیوں کے ساتھ مل جائیں جو مرزا صاحب کی تعلیم پر قائم ہیں یا پھر ہمارے ساتھ مل جائیں۔ درمیان درمیان کی حالت ٹھیک نہیں۔ چنانچہ اسی کا نتیجہ تھا کہ دوسرے روز آپ نے (لاہوری فریق کے مناظر نے) بار بار حضرت مسیح موعود کی توہین کی اور مرزا، مرزا کے خطاب کے علاوہ یہاں تک کہہ دیا کہ مرزا صاحب صحابہ کی جوتیوں کے برابر نہ تھے۔ نعوذ باللہ! جس پر غیر احمدیوں کو خوشی کا موقع مل گیا اور انہوں نے کہا آپ تو ہمارے ساتھ مل گئے۔ اب جمعہ بھی ہمارے پیچھے پڑھیں۔ مگر ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور، اور کھانے کے اور ہوتے ہیں۔ آپ نے عملاً اس کا انکار کر دیا۔‘‘

(الفضل قادیان ج۱۷ نمبر۳۱ ص۶ کالم۲، مؤرخہ ۱۵؍اکتوبر ۱۹۲۹ء)

(۱۴) منافقت

’’غیر مبایعین نے مرکز احمدیت یعنی قادیان سے قطع تعلق کرتے ہوئے سمجھا تھا کہ جماعت کا سواد اعظم ان کے ساتھ ہے۔ مگر جلدی ہی انہیں معلوم ہو گیا کہ ان کا یہ خیال غلط ہے۔ اسی دوسران میں وہ حضرت مسیح موعود کی تعلیم سے منہ موڑ کر غیر احمدیوں کی طرف متوجہ ہوئے کہ شاید وہی ان کا ساتھ دیں گے۔ مگر ان میں بھی دال نہ گلی۔ وہ انہیں منافقت سے کام لینے والے قرار دے کر نفرت کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ غرض جن لوگوں کا اپنے ساتھ ملانے کے لئے غیر مبایعین نے حضرت مسیح موعود کی تعلیم کو چھوڑا۔ وہ انہیں جواب دے بیٹھے ہیں۔‘‘

(الفضل قادیان ج۲۱ نمبر۱۳۱ ص۸، مؤرخہ ۳؍مئی ۱۹۳۴ء)

(۱۵) لاہوری عقائد پر قادیانی تبصرہ

’’غیر مبایعین (یعنی لاہوری جماعت) نے جب مرکز احمدیت (یعنی قادیان) کو چھوڑا ان کے اعتقادات کا انتہائی تنزل نمایاں ہونا شروع ہو گیا۔ اگرچہ یہ کمزوری ان کے اندر پہلے سے موجود تھی۔ جس کی وجہ سے خلافت اولیٰ کے زمانہ میں کئی خطبات ان کو مدنظر رکھ کر حکیم الامت حضرت خلیفۃ المسیح اوّل (حکیم نورالدین) کو فرمانے پڑے اور ان میں سے بعض کو بیعت کی بھی تجدید کرنی پڑی۔ اس وقت بھی ان کے عقائد مشتبہ تھے۔ تب ہی تو ان کو یہ اعلان کرنا پڑا کہ: معلوم ہوا ہے کہ بعض احباب کو غلط فہمی میں ڈال دیا ہے کہ اخبار ہذا کے ساتھ تعلق رکھنے والے احباب یا ان میں سے کوئی ایک سیدنا وہادینا حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود ومہدی معہود کے مدارج عالیہ کو اصلیت سے کم یا استخفاف کی نظر سے دیکھتا ہے۔ ہم تمام احمدی جن کا کسی نہ کسی صورت میں اخبار پیغام صلح کے ساتھ تعلق ہے۔ خدا تعالیٰ کو جو دلوں کے بھید

جاننے والا ہے حاضر ناظر جان کر اعلان کرتے ہیں کہ ہماری نسبت اس قسم کی غلط فہمی پھیلانا محض بہتان ہے۔ ہم حضرت مسیح موعود ومہدی معہود (مرزا قادیانی) کو اس زمانہ کا نبی، رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں۔'' (پیغام صلح لاہور ج ا نمبر ۴۲ ص ۲ کالم ۳، مؤرخہ ۱۶؍ اکتوبر ۱۹۱۳ء)

''مگر آہستہ آہستہ ان کے عقائد میں تغیر شروع ہوا۔ نبی اور رسول اور نجات دہندہ کو محض مجدد صدی چہار دہم قرار دینے لگے اور ظلی نبی کی ایسی تشریح کرنے لگے جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے اس ارشاد کے بالکل خلاف ہے کہ ''ظلی نبوت'' جس کے معنی ہیں کہ محض فیض محمدی سے وحی پانا۔'' (حقیقت الوحی ص ۲۸، خزائن ج ۲۲ ص ۳۰)

''نیز بروزی نبی کہنا شروع کیا اور اس کی یہ تشریح کی جانے لگی جیسا کہ حال میں غیر مبایعین کے راولپنڈی کے جلسہ میں میر مدثر شاہ صاحب نے کہا کہ بروز سے مراد ایسا ہی ہے جیسا کہ بعض گذشتہ اولیاء نے اپنے آپ کو کہا کہ من خدا ایم یا انا الحق وغیرہ۔ نہ وہ خدا بن گئے اور نہ حضرت مرزا صاحب نبی بن گئے...... اب غیر مبایعین کی حالت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ جب انہوں نے اپنا جلسہ ۲۲، ۲۳؍ اپریل کو راولپنڈی میں کیا تو ان کے مقررین نے سارا زور اس بات پر صرف کر دیا کہ ہم مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے اور جو ان کو نبی کہے اس کو کاذب اور ملحد اور کافر جانتے ہیں...... میں نے ان کی اس شرط کو مان کر حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا دعویٰ نبوت آپ کی کتابوں سے واضح کیا اور ایک غلطی کا ازالہ سے آپ کی نبوت کی تشریح پیش کی۔ آخر میں ۱۶؍ اکتوبر ۱۹۱۳ء والی تحریر پیغام صلح بھی پڑھ کر سنادی گئی اور ثابت کیا گیا کہ یہ لوگ بھی حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو نبی مانتے ہیں۔ مگر ان کے دانت کھانے کے اور ہیں اور دکھانے کے اور...... غیر مبایعین کی اس روش کو دیکھ کر حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے اس فرمودہ کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ جو آپ نے (تریاق القلوب ص ۳۲، خزائن ج ۱۵ ص ۴۳۲ حاشیہ) میں فرمایا ہے کہ جو شخص خدا کے مامور سے انکار کرتا ہے۔ آخر اس کا ایمان سلب ہو جاتا ہے۔''

(الفضل قادیان ج ۲۱ نمبر ۱۳۱ ص ۸، مؤرخہ ۳؍ مئی ۱۹۳۴ء)

(۱۶) قادیانی طعن

''اے غیروں کی خاطر اپنوں پر حملہ کرنے والا اور اپنی جماعت سے بچھڑے ہوئے بھائیو (لاہوری جماعت) اگر تم حضرت مسیح موعود کی تعلیم پر عمل کرتے۔ اگر تم نورالدین اعظم کے اس فقرے کو ذہن میں رکھتے کہ غیر احمدیوں کا اسلام اور ہے اور ہمارا اور، اور تم اس خودداری اور غیرت کو ملحوظ رکھتے جو مومن کی شایان شان ہے تو تمہیں یہ دن دیکھنے نصیب نہ ہوتے اور تمہارے خداوندان رزق اور تمہارے حلال العقود مسجودین کہ جن کی خاطر تم نے اپنی خصوصیات کو یکے بعد دیگرے بیدردی سے مٹ جانے دیا۔ آج اس دریوزہ گری کے باعث تم پر لعنت ملامت نہ کرتے۔ دیکھو غیروں (مسلمانوں) سے ملنے کا یہی نتیجہ ہوتا ہے کہ پہلے وہ چند درہم ودینار دکھاتے ہیں اور تم سے سادہ لوحوں کو خوش کرتے ہیں۔ جب تم ان کی خاطر اپنوں (قادیانیوں) سے الجھ پڑتے ہو اپنوں پر وار کرتے ہو تو وہ صاف صاف کہنے لگتے ہیں کہ او سادہ لوحو اور شیخی خورے ریاکار و ہم تمہیں چندہ دیتے ہیں اور نہ صرف خود ہی چندہ دیتے ہیں بلکہ اوروں کو بھی ترغیب دیتے ہیں۔ تم ہمیں کیا طعن دے سکتے ہو۔ ہمارے چندوں کے گواہ تمہارے سیکرٹری ڈاکٹر محمد حسین ہیں۔ اس کا جواب تمہارے پاس کچھ نہیں۔ کیونکہ واقعی تمہارا ہاتھ اور دامن ہمیشہ ان کے سامنے پھیلا رہتا ہے۔ پھر تم کیسے احمدی کہلا کر احمد پر اعتراض کرنے والے ظالموں کا مقابلہ کر سکتے ہو۔ تم پر افسوس کہ تمہاری کوتاہ اندیشیوں نے تم کو تباہ کر دیا۔'' (الفضل قادیان ج ۷ نمبر ۶۲ ص ۶ کالم ۱، مؤرخہ ۱۹؍ فروری ۱۹۲۰ء)

(۱۷) چال باز

''غیر مبایعین (لاہوری فریق) بہ خیال خویش ہمارے خلاف سب سے زیادہ زبردست جو اعتراض پیش کیا کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ ہم حضرت مرزا صاحب کے ماننے والوں کے سوا کسی کو مسلمان نہیں سمجھتے۔ اگرچہ یہ فیصلہ ہمارا نہیں بلکہ اسی انسان کا ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے دنیا کے لئے حکم اور عدل ہو کر آیا۔ لیکن چونکہ عوام الناس اس بات سے ہمارے خلاف مشتعل ہو سکتے ہیں۔ اس لئے غیر مبایعین اس بات پر بہت زور دیا کرتے ہیں اور اس کے مقابلہ میں اپنا یہ عقیدہ بیان کرتے ہیں کہ ہم کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہتے۔ ہر ایک وہ شخص جو کلمہ پڑھتا ہے مسلمان ہے۔ ہاں! جو دوسرے مسلمان کو کافر کہتا ہے وہ خود کافر ہو جاتا ہے۔ یہ ایچ پیچ وہ اس لئے کیا کرتے ہیں کہ اگر ایک طرف عام مسلمانوں سے کاسہ گدائی بھروا سکیں تو دوسری طرف جماعت احمدیہ سے یہ کہہ کر عوام کو متنفر کر دیں کہ یہ چند لاکھ آدمیوں کے سوا باقی سب دنیا کے مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ لیکن اب ان دونوں باتوں میں ناکامی اور نامرادی دیکھ کر وہ اپنا رنگ بدل رہے ہیں۔ کیونکہ مسلمان بجائے اس کے کہ ان کی طرف مائل ہوتے انہیں منافق طبع اور چال باز سمجھ کر دھتکار رہے ہیں۔''　　(الفضل قادیان ج۲۲ نمبر۱۰، مؤرخہ۲؍اگست ۱۹۳۴ء)

(۱۸) لاہوری پیچ

''غیر مبایعین (لاہوری جماعت) غیر احمدیوں کو ہمارے خلاف اشتعال دلانے کے لے شروع سے یہ حربہ چلاتے آرہے ہیں کہ ہم ان کو مسلمان نہیں سمجھتے۔ ہم تو جو کچھ سمجھتے ہیں اسے چھپاتے نہیں اور نہ غیر احمدی اس سے ناواقف ہیں۔ لیکن حیرت یہ ہے کہ خود غیر مبایعین جب کاسہ لیسی کرتے، کرتے تھک جاتے ہیں تو غصہ میں آکر غیر احمدیوں کو نہ صرف اسلام سے خارج کر دیتے ہیں۔ بلکہ ان کو ذلیل بندر کہنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ چنانچہ ۲۷؍جون ۱۹۲۰ء میں (پیغام صلح ج۷ نمبر۷ ۹ص۳ کالم۲) میں چند کھری کھری باتیں کے عنوان سے جو مضمون درج کیا گیا ہے اس میں ایک طرف تو مفسرین کے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے مغضوب سے مراد قوم یہود کو لیا ہے جنہوں نے تفریط کی راہ اختیار کی اور ''کونوا قردۃ خاسئین'' (ہو جاؤ ذلیل بندر) کے مصداق ٹھہرے۔ اور اس کے ساتھ ہی غیر احمدیوں کو تفریط کی راہ اختیار کرنے والے قرار دیتے ہوئے لکھا ہے۔ غیر احمدی صاحبان ہیں جنہیں سوائے معدودے چند روشن خیال اشخاص کے باقی سب تفریط کے پہلو کو اختیار کئے ہوئے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ غیر مبایعین (لاہوری جماعت) خود غیر احمدیوں کو مسلمان نہیں سمجھتے بلکہ تفریط کی راہ اختیار کر کے ''کونوا قردۃ خاسئین'' کا مصداق بن جانے والے قرار دیتے ہیں۔''

(الفضل قادیان ج۸ نمبر۴ص۴ کالم۳، مؤرخہ۲۲؍جولائی ۱۹۲۰ء)

(۱۹) لاہوری تفسیر

''اگرچہ قادیانی جماعت کو دعویٰ ہے کہ مولوی محمد علی صاحب لاہوری نے قرآن کا جو انگریزی ترجمہ کیا ہے وہ ان کی ملک ہے نہ کہ مولوی صاحب کی۔ چنانچہ قادیانی اخبار (الفضل ج۲۱ نمبر۱۲۹، مؤرخہ۲۹؍اپریل ۱۹۳۴ء) میں شکایت لکھتا ہے کہ:

''یہ ترجمہ قرآن جسے انہوں نے صدر انجمن احمدیہ قادیان کی ملازمت میں نہایت معقول ماہوار تنخواہ وصول کر کے کیا تھا مگر جب وہ مکمل ہو گیا تو دھوکہ دے کر اپنے ساتھ ہی لے گئے اور پھر اپنی ذاتی جائیداد قرار دے کر اسے اپنی آمدنی کا ذریعہ بنا لیا۔''

تاہم اس جماعت کو بھی اس ترجمہ کی صحت پر کافی اعتراض ہے۔ مثلاً اخبار (الفضل قادیان ج۲۱ نمبر۱۲۱، مؤرخہ ۱۰؍اپریل ۱۹۳۴ء) میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے تحت تفسیر کی غلطی کا حسب ذیل نمونہ پیش کرتا ہے۔

''حضرت مریم کی والدہ کی اس دعا سے معلوم ہوتا ہے کہ مریم کو باوجود ہیکل کی خدمت کے لئے وقف کرنے کے ان کا یہ منشاء نہ تھا کہ وہ کنواری رہے گی۔ بلکہ وہ جانتی تھیں کہ وہ جوان ہوکر بیاہی جائے گی اور صاحب اولاد ہوگی۔ اس لئے انہوں نے نہ صرف مریم کے لئے دعا کی بلکہ مریم کی اولاد کے لئے بھی۔ رہبانیت یا تارک دنیا ہونے کا طریق عیسائیوں کی ایجاد ہے۔''

(بیان القرآن ص۲۹۵، جدید بیان القرآن ج۱ ص۲۰۰، مؤلفہ محمد علی لاہوری قادیانی)

بعض مفسرین نے اس مصیبت کو یوں ٹالنا چاہا کہ وہ کہتے ہیں کہ یہ یوسف کی پہلی بیوی کی اولاد تھی اور حضرت مریم ان کی دوسری بیوی تھیں۔ مگر ایک طرف تعلق زوجیت کا حضرت مریم اور یوسف میں موجود ہونا خود اناجیل سے ظاہر ہے۔ دوسری طرف ماں کے ساتھ بھائیوں کا آنا صاف بتاتا ہے کہ یہ اسی ماں کی اولاد تھے۔ سوتیلے بھائی ہوتے تو مریم سے ان کا کیا تعلق تھا۔ تیسرے کہیں بھی سوتیلے بھائی کا لفظ استعمال نہیں کیا گیا۔ جب لفظ بھائی مطلقاً استعمال کیا جائے گا تو اس سے مراد حقیقی بھائی لیا جائے گا۔ پس یہ انجیلی شہادت صاف بتاتی ہے کہ حضرت مریم کا تعلق زوجیت تو یوسف کے ساتھ ضرور ہوا اور اس تعلق سے اولاد بھی پیدا ہوئی اور اگر ایک طرف ''لم یمسسنی بشر'' اس وقت کے بعد مس بشر سے مانع نہیں تو دوسری طرف تاریخی ثبوت کھلا، کھلا موجود ہے کہ واقعی میاں بیوی کے تعلقات حضرت مریم اور آپ کے شوہر کے رہے۔

(بیان القرآن ص۳۱۲، جدید بیان القرآن ج۱ ص۲۱۴، مؤلفہ محمد علی لاہوری قادیانی)

یہ ہے مولوی محمد علی صاحب کی قرآن دانی اور تفسیر القرآن جس پر وہ پھولے نہیں سماتے اور اسے اپنا کارنامہ قرار دے کر اپنے عقائد کو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی تعلیم کے مطابق قرار دیتے ہوئے ذرا نہیں شرماتے۔''

(اخبار الفضل قادیان ج۲۱ نمبر۱۲۱ ص۷ کالم۲،۳، مؤرخہ ۱۰؍اپریل ۱۹۳۴ء)

علیٰ ہذا اخبار الفضل قادیان کا دوسرا اعتراض بھی قابل غور ہے، ملاحظہ ہو:

''حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق قرآن کریم میں آتا ہے:''فما کان جواب قومہ الا ان قالوا اقتلوہ او حرقوہ فانجاہ اللہ من النار ان فی ذلک لایت للقوم یومنون'' اس آیت کے متعلق حضرت مسیح موعود کا یہ عقیدہ ہے کہ جب مخالفین نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو آگ کے اثر سے محفوظ رکھا۔ حضرت مسیح موعود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ہی ڈالنا قرار دیا ہے۔ حتیٰ کہ اس ذکر میں فرمایا کہ اگر کوئی دشمن مجھے آگ میں ڈالے تو خدا تعالیٰ مجھے بھی آگ کے اثر سے بچالے گا۔ لیکن مولوی محمد علی صاحب نے حضرت مسیح موعود کے اس اعتقاد، اس تحدی اور اس تصریح کے باوجود حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آگ میں ڈالے جانے سے انکار کیا ہے۔''

(اخبار الفضل قادیان ج۲۱ نمبر۴۷، ۱۲۱، مؤرخہ ۱۹؍دسمبر ۱۹۳۳ء، ۱۰؍اپریل ۱۹۳۴ء)

قادیانی جماعت کو شکایت ہے کہ مولوی محمد علی نے جو قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ مع حواشی شائع کیا ہے، اس میں مرزا غلام احمد قادیانی کے دو عقائد سے اختلاف کیا ہے۔ گویا مولوی محمد علی کو اس ترجمہ میں قادیانی عقائد سے سرمو تجاوز نہ کرنا چاہئے تھا۔ حالانکہ مولوی محمد علی لاہوری نے اس میں قادیانی تحریک کو بہت خوبی سے پیوست کیا ہے کہ سرسری طور پر کسی کو تعرض نہ ہو اور بات دل نشین ہو جائے۔

مثلاً تمہید میں کھلے دل سے مرزا غلام احمد قادیانی سے فیضان کا بحیثیت مرید اعتراف کرتے ہوئے مرزا قادیانی کے مہدی اسلام ہونے کا اعلان کیا ہے۔ پھر سورہ فاتحہ کی آخری آیات کی تفسیر میں دعویٰ کیا ہے کہ جو وحی انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوتی تھی وہی اب دوسروں پر بھی نازل ہوسکتی ہے۔ پھر سورۂ جمعہ کے پہلے ہی رکوع میں تفسیر کرتے ہوئے واضح کیا ہے۔ مرزا قادیانی ہی مسیح موعود ہیں نہ کہ اور کوئی۔ علیٰ ہذا سورہ آل عمران کے پانچویں رکوع میں جو عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات مذکور ہیں، جس طرح مرزا غلام احمد قادیانی نے انکار کی حد تک ان کی تاویل کی ہے، مولوی محمد علی لاہوری نے انہیں تاویلات کی انگریزی تفسیر میں پوری ترجمانی کی ہے۔ ذرا بھی فرق نہیں۔ اسی طرح مرزا قادیانی نے شق القمر کو چاند گرہن تجویز کر کے معجزہ کی حیثیت تقریباً غائب کر دی تو مولوی محمد علی لاہوری نے بھی سورہ قمر کی تفسیر میں اسی پہلو پر زور دیا ہے۔ بلکہ یہاں تک لکھ دیا ہے کہ اس واقعہ کی مذمت میں کوئی اہمیت نہیں ہے۔ اگر معجزہ ہے تو یہ کہ پیش گوئی پوری ہوگئی۔ مرزا قادیانی نے ملائکہ کی جو تاویل کی ہے وہی تاویل مولوی محمد علی لاہوری کی تمہید میں موجود ہے۔ غرض کہ مولوی محمد علی لاہوری نے اپنی انگریزی تفسیر میں قادیانی تحریک کا پورا حق ادا کیا ہے اور بڑی خوبی سے ادا کیا ہے کہ کام بن جائے اور الزام نہ آئے۔ پھر قادیانی جماعت کو شکوہ ہے کہ مولوی محمد علی لاہوری نے کوتاہی کی۔ مرزا قادیانی کے عقائد کی پوری تبلیغ نہ کی۔ انصاف کیجئے تو مسلمانوں کو شکایت کا حق ہے کہ محض اعتقاد کی بناء پر انہوں نے بھی اس ترجمہ کی تیاری میں خاصی مالی امداد دی اور پھر ترجمہ کے ساتھ اس رنگ کی تفسیر نکلی۔ مزید خرابی یہ کہ عام تعلیم یافتہ مسلمان جو اسلامی تعلیمات سے کم واقف ہیں، اسی اعتماد کی بناء پر اب تک اس تفسیر کو مستند سمجھتے ہیں کہ ایک مسلمان کے نام سے شائع ہوئی ہے۔ کسی غیر مسلم کا نام ہوتا تو پھر بھی محتاط رہتے۔ یوں تو اس انگریزی تفسیر میں بہت سے امور قابل اصلاح ہیں۔ یہاں نموناً چند پر اکتفاء کیا گیا۔ پس بڑی خوبی ہے تو یہ ہی کہ سب سے اوّل ایک مسلمان کے نام سے شائع ہوئی اور نسبتاً عیسائیوں کے حواشی سے غنیمت ہے۔ محمد پکھتال صاحب نے جو قرآن شریف کا انگریزی ترجمہ کیا ہے، وہ بھی شائع ہوگیا ہے۔ انجیل کے طرز پر اس کی زبان بہت مؤثر اور دل پذیر ہے۔ علامہ عبداللہ یوسف علی صاحب نے بھی قرآن شریف کا انگریزی ترجمہ کیا ہے۔ مختصر تفسیر بھی لکھی ہے۔ خاص علمی رنگ نظر آتا ہے۔ شیخ محمد اشرف صاحب تاجر کتب کشمیری بازار لاہور نے اس کو طبع کرایا ہے۔ قابل دید ہے۔

(۲۰) یہودی، عیسائی اور مسلمان کون ہیں

’’احمدی فریق لاہور حضرت مرزا صاحب کو نہ ماننے والوں کو نہ صرف معمولی کافر ہی یقین رکھتا ہے۔ بلکہ وہ ان سب مسلمانوں کو جو حضرت مرزا صاحب کو نہیں مانتے یہودی قرار دیتا ہے۔ جیسا کہ مولوی محمد علی صاحب امیر احمدی فریق لاہور رقم فرماتے ہیں کہ:

سلسلہ احمدیہ اسلام کے ساتھ وہی تعلق رکھتا ہے جو عیسائیت کو یہودیت کے ساتھ تھا۔‘‘ (ترجمہ)

(رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ج ۵ نمبر ۵ ص ۱۶۳، بابت ماہ مئی ۱۹۰۶ء، اقتباس مباحثہ راولپنڈی ص ۲۴۰)

’’اب یہ حوالہ کسی مزید تشریح کا محتاج نہیں۔ عیسائی اور مسلمان یہودیوں کو کافر بلکہ اکثر تا قیامت مغضوب اور ملعون یقین رکھتے ہیں۔ قرآن کریم نے یہودیوں کے حق میں بالخصوص بیسیوں مقامات پر جو کچھ لعنت و نفرین اور غضب کے فتویٰ لگائے ہیں، وہ عیسائیوں اور مسلمانوں سے مخفی نہیں۔ پس بالفاظ دیگر حضرت مرزا صاحب کے نہ ماننے والوں کو یہودی قرار دینا نہ صرف معمولی کافر قرار دینا ہے، بلکہ مغضوب علیہم کافر گردانا ہے۔ چنانچہ قبلہ محمد علی صاحب موصوف نے نہایت صفائی اور جرأت سے کام لے کر اپنے دلی عقیدے کا اس مختصر سے

فقرے میں اظہار فرمایا ہے کہ سلسلہ احمدیہ اسلام کے ساتھ وہی تعلق رکھتا ہے جو عیسائیت کو یہودیت کے ساتھ ہے۔

’’کیا احمدی فریق لاہور کے نزدیک حضرت مرزاغلام احمد صاحب قادیانی کو نہ ماننے والے مسلمان ہیں۔‘‘

(رسالہ مرتبہ فخر الدین ملتانی قادیانی)

میں نے کہا سورۂ فاتحہ تو بقول مسیح موعود ان کے صدق دعویٰ پر ایک الٰہی مہر ہے۔ مولانا (اسعد اللہ صاحب) نے پوچھا کہ آپ ہمیں کیا سمجھتے ہیں۔ میں نے کہا سورۂ فاتحہ سے ہی اب میں جواب دیتا ہوں سنئے۔ اس سورۂ شریف میں پانچ وقت ہم منعم علیہ بننے کی اور مغضوب اور ضال ہونے سے بچنے کی دعا کرتے ہیں۔ یہ آپ کو علم ہی ہے کہ مغضوب اور ضال یہود ونصاریٰ ہیں اور منعم علیہ مسلمان ہیں۔ کیونکہ یہود نے مسیح پر کفر کا فتویٰ لگا کر قتل کرنے کی پوری کوشش کی۔ اس لئے وہ مغضوب ہوئے۔ اب نصاریٰ مجازاً ابن اللہ کے لفظ کو حقیقی ابن اللہ اور اللہ بنا کر ضال ہوگئے اور آنحضرت ﷺ اور آپ کے ساتھی حضرت عیسیٰ کو نبی اللہ مان کر منعم علیہ ہوگئے۔ بالکل یہی واقعہ مسیح محمدی کے زمانہ میں پیش آیا ہے۔ آپ لوگوں (مسلمانوں) نے فتویٰ کفر ناحق لگا کر قتل کی پوری کوشش کی اور قادیانی جماعت مجازی نبی کو حقیقی نبی مان کر ضال ہوگئی اور ہم لوگ (لاہوری جماعت) حضرت مرزا صاحب کو اصل مقام پر مانتے ہیں۔ یعنی مجدد ومسیح ومعود جو اولیاء امت محمدیہ کا سرتاج ہے۔ پس ہم منعم علیہ ہوئے اور سورۂ فاتحہ سے یوں صداقت مسیح موعود ثابت ہوگئی۔‘‘

(دہلی میں عظیم الشان مناظرہ اور احمدیت کی فتح، اعلان منجانب مولوی عمر الدین شملوی قادیانی لاہوری، مندرجہ اخبار پیغام صلح لاہور ج۲۲ نمبر۲۱ ص۱۵ کالم۲، مؤرخہ ۷؍اپریل ۱۹۳۴ء)

یہی نکتہ کہ مسلمان مغضوب علیہم کے تحت یہودی ہیں۔ قادیانی جماعت ضالین کے تحت عیسائی ہے اور چشم بدور لاہوری جماعت انعمت علیہم کے تحت مسلمان ہے۔ مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور نے بھی اپنے انگریزی ترجمہ قرآن میں سورۂ فاتحہ کے تحت بطور تفسیر پیش فرمایا ہے۔ مگر حسب معمول نہایت لطیف پیرایہ میں گویا عاقل را اشارہ کافی ست۔ اوّل تو یہ کہ وحی الٰہی جو انبیاء میں نازل ہوتی تھی اب بھی دوسروں پر نازل ہوسکتی ہے۔ گویا اس طرح جناب مرزاغلام احمد قادیانی صاحب کے مسیح موعود ہونے میں کوئی شک نہیں رہا اور لاہوری جماعت کا عقیدہ ثابت ہوگیا۔ دوسرے یہ کہ مغضوبین وضالین میں یہودی اور عیسائیوں کی تخصیص نہیں بلکہ جو شدت سے مخالفت کرے وہ گویا یہودی ہے اور جو شدت سے محبت کرے وہ گویا عیسائی ہے اور جو بین، بین رہے وہ مسلمان ہے۔ جب کہ لاہوری عقیدہ کی رو سے مرزاغلام احمد قادیانی کا مسیح موعود ہونا مسلم ہے تو مسلمان جو مرزاغلام احمد کے مخالف ہیں صریحاً مغضوب علیہم کے مصداق بنے۔ قادیانی جماعت جو مرزاغلام احمد کو نہ صرف مسیح موعود بلکہ اس سے بڑھ کر نبی اور رسول مانتی ہے ضالین میں جا گری اور لاہوری جماعت اپنے اعتدال اور اپنی احتیاط کی بدولت چودھویں صدی کے سچے اور پکے مسلمان بنے اور اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ان کے واسطے مخصوص ہوگئیں۔ یہی وہ جماعت ہے جو اسلام کی بڑی حامی اور مسلمانوں کی بڑی ہمدرد مشہور ہے۔ (للمؤلف)

(۲۱) لاہوری جماعت کی حکمت عملی

لاہوری جماعت کو فی الواقع دورنگی پسند ہے۔ قادیانیوں میں بھی شامل رہیں اور مسلمانوں میں بھی شمار ہوں۔ اس واسطے مرزاقادیانی کی مسیحیت کا اقرار کافی سمجھا گیا اور نبوت کا انکار ضروری معلوم ہوا تاکہ اس سمجھوتہ سے مسلمان بھی راضی رہیں اور مرزاقادیانی کی تبلیغ بھی جاری رہے۔ اس میں ان کو کامیابی نظر آتی ہے۔ چنانچہ ان کو قلق ہے کہ:

’’کاش قادیانی جماعت کی طرف سے بھی حضرت مسیح موعود کو اصلی شان میں پیش کیا جاتا۔ جیسا کہ میاں (مرزا محمود) صاحب کی خلافت سے پہلے ہوتا رہا تھا تو آج احمدیت دنیا کے گوشہ، گوشہ میں داخل ہوچکی ہوتی۔‘‘

(اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۲ نمبر ۲۱ ص ۱۱ کالم ۲، مؤرخہ ۷؍اپریل ۱۹۳۴ء)

چنانچہ چندہ کی اپیلوں میں وہ اکثر مسلمانوں کو یقین دلاتے ہیں کہ بلالحاظ فرقہ وہ اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں اور اسی بناء پر مسلمانوں سے کافی مالی امداد پاتے ہیں۔ لیکن فی الحقیقت اپنی جماعت کا لٹریچر تقسیم کرتے ہیں اور اپنی جماعت کی طرف نہ صرف یورپ میں غیرمسلموں کو بلکہ اسلامی ممالک میں خود مسلمان کی دعوت دیتے ہیں۔ کامیابی پر خوشی مناتے ہیں۔ پھر بھی تفصیل صیغہ راز میں رہتی ہے۔ چنانچہ ایک تازہ کامیابی ملاحظہ ہو۔

’’کسی گذشتہ اشاعت میں قارئین کرام یہ مسرت انگیز وایمان افروز خبر ملاحظہ فرماچکے ہوں گے کہ ہندوستان سے باہر ایک مقام پر دوسوپچیس اصحاب شامل سلسلہ ہوئے ہیں۔ الحمدﷲ! کارساز حقیقی کی کرشتہ سازیاں ملاحظہ ہوں کہ ایک طرف دشمنان سلسلہ کا بپا کیا ہوا افسوسناک طوفان مخالفت ہمیں تباہ وبرباد کرنے کی دھمکیاں دے رہا ہے۔ دوسری طرف رحمت خداوندی مصروف کرم ہے۔ لیکن یاد رہے کہ مخالفت کے طوفان چندروزہ ہیں۔ اﷲتعالیٰ کی رحمت ہمیشہ مصروف کرم رہے گی۔ ہمارے جس باہمت کارکن کی مساعی سے یہ کامیابی حاصل ہوئی ہے ہم تہہ دل سے انہیں مبارکباد دیتے ہیں۔ اﷲتعالیٰ انہیں اس سے بھی زیادہ خدمت دین کی توفیق دے۔ ساری جماعت کی دلی دعائیں ان کے ساتھ ہیں۔‘‘ (اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۲ نمبر ۲۲ ص ۸ کالم ۱، مؤرخہ ۱۱؍اپریل ۱۹۳۴ء)

بہرحال لاہوری جماعت اپنے فرقہ کی توسیع کو تبلیغ اسلام قرار دے کر مسلمانوں کی عقیدت حاصل کرتے ہیں اور پھر اسی کو مرزاقادیانی کی صداقت کا معیار پیش کرتے ہیں۔ کیسا عجیب چکر ہے۔ مثلاً ملاحظہ ہو:

’’خدا کا شکر ہے کہ یہ میرٹھ میں بعض سعید طبع ہمدردان اسلام میں سے کچھ لوگوں نے ہمارا پورا ساتھ دینے کا تہیہ کر لیا ہے اور وہاں ایک چھوٹی سی احمدی جماعت قائم ہوگئی ہے اور امید ہے کہ خداتعالیٰ اپنے فضل سے اس چھوٹی سی جماعت میں جلد ترقی دے گا۔ خداتعالیٰ نے مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت کی خدمت دینی اور اخلاص کی وجہ سے لوگوں کے دلوں کو قائل کر دیا ہے۔ اکثر ان میں سے معترف ہیں کہ بلاشبہ خدمت واشاعت اسلام کا جو بیش بہا کام مولانا موصوف کر رہے ہیں وہ بے نظیر ہے جو دوسرے لفظوں میں حضرت مسیح موعود کی صداقت کا اقرار ہے اور یہ بالکل سچ ہے۔

دل ہمارے ساتھ ہیں گو منہ کریں بک، بک ہزار‘‘

(اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۲ نمبر ۲۱ ص ۱۱ کالم ۳، مؤرخہ ۷؍اپریل ۱۹۳۴ء)

بہرحال چندہ اور امداد کے وقت لاہوری جماعت مسلمانوں کی ایک جماعت بن جاتی ہے۔ مگر اپنی کارگذاری، کامیابی اور تفاخر میں اپنے آپ کو قصداً اسلامی اداروں کے مقابل پیش کرتی ہے تاکہ اس کی جداگانہ شخصیت واضح ہو جائے۔ مثلاً ملاحظہ ہو:

’’پولینڈ کا ایک یہودی فاضل پولش اور عبرانی زبان میں قرآن کریم کے ترجمہ کا ارادہ کرتا ہے اور اس کی اطلاع مسلمانان ایشیاء کے سب سے بڑے تعلیمی مرکز مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں دیتا ہے۔ لیکن رجسٹرار مسلم یونیورسٹی اس خط کو کہاں بھیجتے ہیں؟ جامعہ اسلامیہ دہلی

میں؟ نہیں، ندوۃ العلماء لکھنؤ میں؟ نہیں۔ دارالمصنّفین اعظم گڑھ میں؟ نہیں۔ دارالعلوم دیوبند میں؟ نہیں۔ بلکہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور میں۔'' (اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۲ نمبر ۲۲ ص ۳ کالم ۲، مؤرخہ ۱۱ اپریل ۱۹۳۴ء)

منشاء یہ ہے کہ مسلمانوں کے بڑے بڑے ادارے شاید بیکار و معطل ہیں اور اسلام کا بیڑا لاہوری جماعت کے ہاتھ۔ افتخار کے پردے میں افتراق کے جذبات اور اسلام کے پردے میں اپنے فرقہ کی تبلیغ و اشاعت۔ سمجھدار طبقوں پر یہ راز بخوبی منکشف ہو گیا ہے اور ہو رہا ہے۔ چنانچہ خود لاہوری جماعت کو بھی تشویش ہے کہ:

''ہمارے بعض دوستوں کے دل میں بھی یہ وہم پیدا ہو گیا ہے کہ علیحدہ جماعت کا قیام کوئی فرقہ بندی کا خیال ہے اور اس وہم کے زیر اثر وہ جماعت سے تقریباً علیحدہ ہو چکے ہیں یا ہو رہے ہیں۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ مولوی محمد علی لاہوری قادیانی امیر جماعت لاہور، اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۲ نمبر ۳۲ ص ۲ کالم ۲، مؤرخہ ۲۳ مئی ۱۹۳۴ء)

(۲۲) ہزاروں روپیہ

''قادیانی دوستو! غور کرو۔ اپنے دشمن (مسلمان) سے تمہارے خلیفہ (مرزا محمود قادیانی) کو اگر ایک روپیہ مل جائے تو وہ ایک بڑا بھاری نشان بن جائے کہ خدا نے اپنے لاڈلے خلیفہ کے ناز کو پورا کیا اور خلیفہ صاحب کے ساتھی بادلوں کی طرح گرج، گرج کر تسبیح و تحمید کرنے لگ جائیں۔ لیکن اگر ہم کو (یعنی قادیانی جماعت لاہور کو) خدا غیر احمدیوں سے (مسلمانوں سے) ہزاروں، روپیہ ہر سال دلا دے تو تمہارے نزدیک نہ اس میں کوئی نشان ہے اور نہ خدا کا اتنا بڑا فضل قابل تسبیح و تحمید ہے۔''

(اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۵ نمبر ۵۸ ص ۹ کالم ۳، مؤرخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۳۷ء)

(۲۳) قادیانی جماعت لاہور کا مقصد

''اس میں کچھ شک نہیں کہ جماعت احمدیہ لاہور نے اپنے نظام کے انصرام کے لئے ایک منتخبہ کمیٹی مقرر کی ہوئی ہے جس کا نام انجمن ہے اور بلاشبہ یہ وہ انتظام ہے جو اس جماعت نے اپنے روحانی پیشوا اور امام حضرت مسیح موعود کی سچی متابعت میں اختیار کیا ہے۔ کیونکہ آپ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں چودہ منتخب ممبروں کی ایک کمیٹی مقرر کر کے اس کے سپرد جماعت کا مالی انتظام کر دیا تھا۔ لیکن اگر آپ نے یہ خیال کر لیا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے اشاعت اسلام کے عالی مقاصد کے لئے باقی انجمنوں کی مانند ایک انجمن قائم کی تھی تو آپ کو بڑی بھاری غلطی لگی ہے۔ جماعت کے انتظامی امور کو ایک واحد ہاتھ میں دینے کے بجائے چیدہ چیدہ اصحاب کے سپرد کر دینا اس بات کے مترادف نہیں کہ گویا آپ نے اشاعت کی خاطر ایک انجمن بنائی ہے اور گویا آپ کی تمام جدوجہد کا مدعا یہی تھا کہ اشاعت اسلام کے مقصد کے لئے لوگوں کی ظاہری ہمدردی حاصل کر کے انہیں اس کا ممبر بنا لیا جائے۔ جس کا مطلب جیسا کہ آپ نے خود واضح کر دیا صرف یہ ہو کہ ممبروں سے صرف اس قدر تعلق ہو کہ اشاعت کے راستہ میں وہ کچھ چندہ دے دیا کریں ورنہ ان کے اعمال و اعتقادات سے کچھ تعلق نہ ہو۔ آپ کو یاد رہے کہ حضرت مسیح موعود ایک سچے مصلح ربانی کے مانند دنیاداروں کے طریقوں پر دین کی خدمت کرنے نہیں آئے تھے۔ دنیاداروں اور عام انجمنوں کا طریق بے شک یہ ہی ہے کہ مقصد کے لئے چندہ وصول کر لیا جائے اور اس سے آگے اور کچھ غرض نہ ہو۔ لیکن کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ وہ طریق ہے جو خدا تعالیٰ کے نبی اور مامور اختیار کیا کرتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ اس لئے کہ محض ایک انجمن کا قائم

کر لینا جس سے مقصود ایک عمدہ مقصد کی خدمت ہو مگر جس میں اپنی اصلاح کا کوئی خیال نہ ہو وہ حقیقی اور سچا طریق تبدیلی کا نہیں۔ جس سے دنیا کے قلوب خدا تعالیٰ کی رضا کے طالب بن جائیں۔ اصل مطلب جو حقیقی رہنماؤں کے پیش نظر ہوا کرتا ہے وہ تو اندرونی تبدیلی اور قلبی انقلاب کے مدعا اندرونی پاکیزگی اور دلی صفائی اور منتہائے نظر خدائے تعالیٰ کی رضا اور اس کے احکامات کی تابعداری ہے۔ کیا یہ عظیم الشان مقصد اس صورت میں حاصل ہو سکتے ہیں کہ دنیادارانہ طرز پر نمود ونمائش کے لئے ایک انجمن قائم کر دی جائے جس کا ممبروں سے چندہ لینا اصل غرض ہو اور ان کے اعتقادات واعمال سے کچھ واسطہ نہ ہو۔ (اس ادعا کے باوجود لاہوری جماعت نے غیر قادیانیوں سے چندہ وصول کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ للمؤلف)'' (اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۴ نمبر ۴۹ ص ۳ کالم ۱، مؤرخہ ۳؍اگست ۱۹۳۶ء)

(۲۴) احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

''عنقریب ان شاء اللہ ایک نہایت زبردست مضمون احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے ایک معزز ممبر کا شائع کیا جائے گا جس میں اس انجمن کی بہت سے رازہائے سربستہ کا انکشاف کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ وہ لوگ جو اس انجمن پر قابض ہیں کیا کیا چالیں چل رہے ہیں اور کس طرح قوم کا روپیہ صرف کر رہے ہیں۔'' (الفضل قادیان ج ۱۶ نمبر ۱۹، مؤرخہ ۴؍ستمبر ۱۹۲۸ء)

''انجمن (اشاعت اسلام لاہور) اس وقت مولوی محمد علی صاحب کی ہے بلکہ یہ کہنا درست ہوگا کہ وہ خود انجمن ہیں۔ امیر قوم، پریذیڈنٹ اور انچارج تصنیفات وہ خود ہیں۔ انجمن کا امین ان کا بھتیجا ہے۔ منیجر بک ڈپو ان کا بھانجا ہے۔ مہمان خانہ انجمن کا مہتمم بھی ان کا رشتہ دار ہے۔ ایک وقت میں سیکرٹری ان کا بڑا بھائی تھا۔ پھر ان کا ہم زلف چوہدری ظہور احمد صاحب بہت مدت تک رہا۔ جس کے عہد حکومت میں بہت گڑبڑ مچی۔ شعبہ اخبارات کے انچارج ان کے ایک دوسرے ہم زلف یعنی محمد یعقوب خاں صاحب ہیں۔ گویا قریباً سب کے سب عہدیداران کے رشتہ دار ہیں جو کہ بڑی بڑی رقوم تنخواہ میں وصول کرتے ہیں۔ چنانچہ چوہدری ظہور صاحب کا گریڈ اڑھائی صد روپیہ کا تھا۔ محمد یعقوب خاں صاحب ساڑھے تین صد روپیہ ماہوار لیتے ہیں۔ مولوی (محمد علی) صاحب کا ذکر میں آگے چل کر کروں گا۔ چوہدری ظہور احمد صاحب کی ایک زمین احمدیہ بلڈنگس میں تھی۔ انجمن کا فیصلہ تھا کہ مسلم ہائی سکول احمدیہ بستی میں بنے۔ مولوی صاحب نے اپنے اختیارات برت کر اس کو کالعدم کیا اور اپنے ہم زلف کی زمین کو بہت ہی گراں قیمت پر انجمن کے ہاتھوں بکوا کر اسے بیوپاریوں کے قرض کے پنجے سے بچالیا۔ اب سکول کسمپرسی کی حالت میں ایک گندی جگہ پر واقع ہے جس کے بالمقابل گائے اور بھینسوں کے اصطبل ہیں اور تنور بھی موجود ہیں۔ لاکھوں روپیہ سے قوم کے بچوں کے لئے مسلم ہائی سکول تیار ہوتا ہے لیکن مولوی صاحب کے دل میں قومی ایثار اس قدر جوش زن ہے کہ ان کا اپنا لڑکا ایک عیسائی انگریزی سکول میں پڑھتا ہے۔ کیا مولوی صاحب ان تمام باتوں سے انکار کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔'' (انجمن اشاعت اسلام لاہور (لاہوری فریق کی انجمن) کے ایک ممبر کا مضمون، اخبار الفضل قادیان ج ۱۶ نمبر ۲۰، مؤرخہ ۷؍ستمبر ۱۹۲۸ء)

(۲۵) مدرسہ اور مسجد

''اب میں مولوی صدرالدین صاحب کا جو مولوی محمد علی صاحب کے دست راست ہیں، حال بیان کرتا ہوں۔ انہوں نے مسلم ہائی سکول کھلوایا جو کہ چند سال کے بعد چوہدری ظہور احمد صاحب کی زمین پر بنایا گیا۔ اس میں مولوی صدرالدین صاحب نے اپنے ایک رشتہ دار کو دکان کھلوادی جس میں ان کا حصہ تھا۔ پھر بورڈوں کے روپیہ سے گندم ارزاں خرید کر گراں نرخ پر سکول کو فروخت کی۔ برلن مسجد پر

قوم کا روپیہ تو لگا لیکن مولوی صدرالدین صاحب نے اس کو اپنی ذاتی ملکیت ٹھہرایا ہوا ہے۔ کیا زمین کی رجسٹری آج تک ان کے ذاتی نام میں نہیں۔ انہوں نے انجمن کے مطالبوں کے باوجود اس رجسٹری کو انجمن کے نام منتقل کیوں نہیں کیا۔ مولوی صدرالدین صاحب قوم کے روپیہ پر بطور ملازم انجمن جرمنی گئے۔ انہوں نے قوم کے روپیہ سے وہاں ذاتی تجارت شروع کی اور کیوں قومی روپیہ سے مال خرید کر اپنے عزیزوں کو سیالکوٹ بھیجا اور نصف نفع رکھ کر رقم واپس کی۔ علاوہ ازیں قوم کے روپیہ سے ذاتی نفع کے لئے کیوں علیحدہ حمائل شریف چھپوائی۔''

(انجمن اشاعت اسلام لاہور (لاہوری فریق کی انجمن) کے ایک ممبر کا مضمون، اخبار الفضل قادیان ج۱۶ نمبر۲۰، مؤرخہ ۷؍ستمبر ۱۹۲۸ء)

(۲۶) تبلیغ کی تعلّی

''جو جو چوٹی کے انگریز مسلمان ہوئے ہیں ان میں سے ایک بھی ایسا نہیں جس نے ووکنگ مشن کی ہدایت سے قبول اسلام کیا ہو۔ لارڈ ہیڈ لے نے خود اعلان کیا تھا کہ میں اسلام کا بطور خود مطالعہ کر کے اس مذہب میں داخل ہوا ہوں اور مجھے قبول اسلام سے صرف پندرہ دن پہلے خواجہ کمال الدین سے تعارف ہوا۔ مسٹر مارماڈیوک پکھتال مصر میں مسلمان ہوئے اور زیادہ تر ترکی اور مصری اثر کی وجہ سے ہوئے۔ سر آرچیسالڈ ہملٹن نے غالباً ایک خانگی ضرورت سے مجبور ہو کر اسلام کا اعلان کیا۔ اگر ایک، ایک کے حالات دریافت کرو اور ان سے پوچھو کہ تم نے کس طرح اسلام قبول کیا تو معلوم ہو جائے گا کہ اثرات کچھ اور ہی تھے۔ ووکنگ مشن کا قبول اسلام سے کوئی واسطہ نہ تھا۔''

(فضل کریم خاں درانی بی۔اے لاہوری مشنری کا مضمون بعنوان ''مغرب میں تبلیغ اسلام'' مندرجہ حقیقت اسلام لاہور بابت جنوری ۱۹۳۴ء)

''انہیں ایام میں خواجہ کمال الدین صاحب کو ایک پرانے مسلمان لارڈ ہیڈ لے مل گئے وہ قریباً چالیس سال سے مسلمان تھے۔ مگر بوجہ مسلمانوں کی مجلس نہ ملنے کے اظہار اسلام کے طریق سے ناواقف تھے۔ خواجہ صاحب کے ملنے پر انہوں نے اسلام کا اظہار کیا اور بتایا کہ وہ چالیس سال سے مسلمان ہیں۔ خواجہ صاحب نے فوراً تمام دنیا میں شور مچا دیا کہ ان کی کوششوں سے ایک لارڈ مسلمان ہو گیا۔ اس خبر کا شائع ہونا تھا کہ خواجہ صاحب ایک بت بن گئے اور چاروں طرف سے ان کی خدمات کا اعتراف ہونے لگا۔ مگر وہ لوگ جن کو معلوم تھا کہ لارڈ ہیڈ لے چالیس سال سے مسلمان ہے۔ اس خبر پر نہایت حیران تھے کہ خواجہ صاحب صداقت کو اس حد تک کیوں چھوڑ بیٹھے ہیں۔ مگر خواجہ صاحب کے مدنظر صرف اپنے مشن کی کامیابی تھی۔ جائز یا ناجائز ذرائع سے وہ اپنے مشن کو کامیاب بنانے کی فکر میں تھے...... بعض لوگ ان کی ان خیالی کامیابیوں کو دیکھ کر یقین کرنے لگے تھے کہ یہ الٰہی تائید بتا رہی ہے کہ خواجہ صاحب حق پر ہیں۔ حالانکہ یہ تائید الٰہی نہ تھی بلکہ خواجہ صاحب کی اخلاقی موت تھی اور جب تک سلسلہ احمدیہ باقی رہے گا...... خواجہ صاحب کی یہ خلاف بیانی اور چالاکی بھی دنیا کو یاد رہے گی اور وہ اسے دیکھ دیکھ کر انگشت بدنداں ہوتے رہیں گے۔''

(آئینہ صداقت ص۱۵۸، انوار العلوم ج۶ ص۲۱۷،۲۱۸)

''میں ۱۴؍جولائی ۱۹۰۳ء کو یعنی مرزاغلام احمد صاحب کے پیروؤں نے جب سے انگلستان میں اپنا پروپیگنڈا شروع کیا اس کے دس برس قبل ذاتی غور و فکر کے بعد خود ہی مسلمان ہوا۔ گویا میں ان کی تحریک کی وجہ سے اسلام نہیں لایا بلکہ مغرب میں ان کے مشن کے قیام کے بہت پہلے سے میں نے تبلیغ اسلام شروع کر دی تھی۔ متعدد انگریز مردوں اور عورتوں کو حلقہ بگوش دین اسلام بنا چکا تھا۔ ہندوستان کے اخبارات میں مجھے یہ لکھا گیا ہے کہ میں احمدیوں کا بنایا ہوا مسلمان ہوں۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔''

(ڈاکٹر خالد شیلڈریک کے ایک اعلان کا ترجمہ النجم لکھنؤ، مؤرخہ ۲۸؍ستمبر ۱۹۳۴ء)

''اسکاٹ لینڈ کے مشہور نومسلم سر علم ہیو برٹ اسٹوراٹ رینکن کے متعلق بعض احمدی اخبارات نے یہ خبر شائع کی تھی کہ ان کا احمدی جماعت سے تعلق ہے اور اپنے ایک پمفلٹ میں لاہوری جماعت نے سر عمر کی تصویر بھی شائع کی تھی ...... چنانچہ آپ نے اس خبر کی تردید میں ڈاکٹر خالد شیلڈریک کو ایک خط ہندوستان کے اخباروں میں شائع کرانے کو بھیجا ہے۔ جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:

میرے عزیز اسلامی بھائی! امید کہ آپ اپنے اخبار میں مجھے اس غلط بیانی کی تردید کرنے کا موقع دیں گے جو میرے متعلق احمدی اخبارات نے تمام ہندوستان میں پھیلائی ہے۔ مجھے حال ہی میں یہ معلوم ہوا ہے کہ ہندوستان کے بعض اخبارات نے میرے بارے میں یہ شائع کیا ہے کہ میں احمدی ہوں اور اس سلسلہ میں میرے فوٹو بھی شائع کئے جا رہے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ میں نے کسی احمدی اخبار کو اپنا فوٹو شائع کرنے کی اجازت نہیں دی اور اس خبر کی کہ میں احمدی ہوں پرزور تردید کرتا ہوں۔ میں ہرگز احمدی نہیں ہوں۔ بلکہ میرا تعلق ایسٹرن اسلامک ایسوسی ایشن سے ہے جس کا میں سینئر وائس پریذیڈنٹ بھی ہوں۔ آپ کا اسلامی بھائی عمر۔ ایچ اسٹورات رینکن۔'' (اخبار مدینہ، مؤرخہ ۲۱؍ستمبر ۱۹۳۴ء)

(۲۷) ووکنگ مشن کی حقیقت

''مجھے معلوم نہیں یہ غلط خیال ہندوستان میں کس طرح پھیل گیا کہ ووکنگ کی مسجد لاہوری احمدیوں کی تعمیر کردہ ہے۔ یہ مسجد سرکار بھوپال کے روپیہ سے تعمیر ہوئی تھی اور مسجد کے ساتھ رہائشی مکان سرسالار جنگ (حیدرآباد) کی یادگار ہے اور دونوں کی تعمیر ڈاکٹر لائٹرز کے اہتمام میں ہوئی تھی۔ ڈاکٹر لائٹر ایک جرمن عالم تھے جن کو اسلام سے بہت انس تھا اور بعض کا خیال ہے کہ وہ دل سے مسلمان تھے۔ ہندوستان میں سررشتہ تعلیم میں کام کرتے تھے۔ پہلے انسپکٹر آف اسکولز اور پھر کچھ عرصہ کے لئے پنجاب یونیورسٹی کے رجسٹرار رہے تھے۔ ان کی خواہش تھی کہ ولایت میں ہندوستان کا ایک نشان بھی قائم کر دیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے ایک اورینٹل انسٹیٹیوٹ کی بنیاد رکھی۔ ایک طرف مسجد تھی اور اس کے ساتھ ہندوؤں کے لئے ایک مندر بنوادیا گیا۔ ڈاکٹر صاحب کی وفات کے بعد ان کے بیٹے نے مندر کا حصہ فروخت کر دیا۔ لیکن مسجد کا حصہ سید امیر علی مرحوم کے طفیل محفوظ رہ گیا اور سید امیر علی نے ہی خواجہ کمال الدین صاحب کو مسجد میں آباد کیا۔''

(فضل کریم خاں درانی بی۔اے لاہوری مشنری کا مضمون، ''مغرب میں تبلیغ اسلام'' مندرجہ حقیقت اسلام لاہور، بابت ماہ جنوری ۱۹۳۴ء)

(۲۸) روزمرہ زندگی

''۱۹۲۰ء کے آغاز میں یورپ گیا اور ۱۹۲۸ء کے اواخر میں ہندوستان واپس آیا۔ تقریباً نو سال کا درمیانی عرصہ کچھ انگلستان کچھ غرب الہند کے ایک جزیرہ ٹرینیڈاڈ اور کچھ ممالک متحدہ امریکہ میں گزرا اور آخری پونے چار سال جرمنی میں بسر ہوئے۔ سفر کی غرض تبلیغ اسلام تھی اور دو سالوں کے سوا باقی ساری مدت اس کام میں صرف ہوئی۔ میں نے جو کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا اور جو کچھ میرے ذاتی تجربہ میں آیا اس مضمون میں وہی کچھ بیان کروں گا۔ ووکنگ مشن کو ۱۹۲۰ء میں پہلے پہل میں نے دیکھا۔ اسی زمانہ میں اس کا انحطاط شروع ہوا اور انحطاط کی ابتدائی منزلیں میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ خواجہ (کمال الدین) علالت کے باعث ہندوستان بیٹھے تھے۔ مولوی صدر الدین صاحب ان کی جگہ کام کرنے کو گئے۔ لیکن دس مہینہ کے بعد واپس آگئے۔ ان کی جگہ مولوی مصطفیٰ خاں امام مسجد ووکنگ مقرر ہوئے۔ مصطفیٰ خاں نے مشن کو ایسے عمیق گڑھے میں پھینکا۔ جس سے وہ آج تک نکل نہیں سکا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کو نکالنے کی کوشش بھی نہیں کی گئی: مولوی مصطفیٰ خاں کا طریق کار میں نے بہت اچھی طرح دیکھا۔ کیونکہ میں خود بھی مسجد ہی میں رہتا تھا۔ مصطفیٰ خاں تبلیغ کے کام

کے لئے نہایت غیر موزوں اور احساس فرض سے قطعاً بیگانہ شخص تھے۔ انگریزی آداب سے ناواقف تھے اور سیکھنے کے لئے کبھی کوشش بھی نہ کی۔ انگریزی میں گفتگو کرتے تھے تو ایسا نظر آتا تھا کہ دماغ میں پہلے اردو فقرے بناتے ہیں۔ پھر اسی کا ترجمہ کرتے ہیں۔ پھر اس ترجمہ کو ایسی بلند آواز کے ساتھ ادا کرتے تھے جیسے سکول کا طالب علم استاد کے کہنے پر ترجمہ کا فقرہ پڑھتا ہے۔ لیاقت کا تو یہ حال تھا لیکن اپنے آپ پر گھمنڈ اتنا تھا کہ لیکچر یا خطبہ کے لئے کبھی تیاری نہیں کرتے تھے۔ نتیجہ نہایت نامعقول بکواس ہوتی تھی جس پر نوجوان بعد میں قہقہے لگایا کرتے تھے۔

مولوی مصطفیٰ خاں صاحب بہت اولوالعزم انسان واقع ہوئے ہیں۔ صبح ناشتہ سے فارغ ہوکر آپ روزانہ ڈاک کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔ اس سے فارغ ہوئے تو تھوڑی دیر کرسی پر بیٹھے بیٹھے سوگئے۔ دوپہر کا کھانا کھایا اور چار بجے تک پھر سوگئے۔ کبھی کبھی ٹینس کھیلنے کو جی چاہتا تو آرام کرسی پر لیٹ جاتے۔ ریکٹ ہاتھ میں لیتے اور فرماتے کہ گیند آہستہ آہستہ میری طرف پھینکو۔ اگر گیند اتفاقاً زور سے آتا اور دور نکل جاتا تو بے حد رنجیدہ ہوتے اور کھیلنا بند کر دیتے۔ جب ولایت تشریف لے گئے تو بہت دبلے پتلے تھے۔ واپس آئے تو اتنے موٹے ہو کر آئے کہ جھکنا مشکل تھا۔ قیام کے آخری دنوں میں بوٹ کے تسمے باندھنے کے لئے ایک نوکر رکھنا پڑا تھا۔ مصطفیٰ خاں صاحب کو اچھے اچھے کھانے کھانے کا بہت شوق تھا اور ان کی بدولت ہم نے بھی کباب اور مرغ پلاؤ خوب ہی اڑائے۔ ہمارے لئے ہر روز عید تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ ووکنگ مشن میں سوائے کھانے پینے اور کھیلنے کودنے کے کام ہی کچھ نہ تھا۔ بڑے اہم افکار تھے۔ حسابات کے دو پونڈ تفریح پر خرچ کر آئے ہیں۔ ان کو کس مد میں ڈالیں۔ چلو ڈال دو ڈاک خرچ میں۔ بارہ پونڈ کا سوٹ بنوالیا ہے۔ اس کو کس مد میں ڈالیں۔ چلو ڈال دو خاطر تواضع میں۔ یہ مباحث روزمرہ کے معمول تھے۔ ٹرینیڈاڈ کا ایک مسلمان سوداگر سیر کے لے انگلستان گیا اور ووکنگ مسجد میں قیام کیا۔ کوئی دو ہفتہ وہاں ٹھہرے ہوں گے۔ واپسی پر میں نے ان سے حالات پوچھے۔ کہنے لگے ووکنگ مسجد بے حد دولت مند معلوم ہوتا ہے۔ کھانا بے حد ضائع ہوتا ہے۔ جو کھانا میرے کنبے کے لئے (بہت دولت مند تاجر تھے اور کنبہ بڑا تھا) دو وقت کے لئے کافی ہو۔ وہ ایک وقت زائد بچتا ہے اور پھینک دیا جاتا ہے۔ مصطفیٰ خاں ہفتہ میں صرف ایک دفعہ پندرہ منٹ کے لئے منہ کھولتا ہے۔ (یہ ان کے الفاظ ہیں۔ مراد تھی کہ تقریر کرتا ہے) اور ایسا اناپ شناپ بکتا ہے کہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ یہ سوداگر اور ان کا بھانجا دونوں اکٹھے گئے تھے۔ تبلیغ اسلام کا بہت جوش رکھتے تھے۔ واپس آئے تو بہت بددل ہوئے اور بھانجا تو سرے سے تبلیغ مشنوں کا ہی مخالف ہوگیا۔ یہ تھا مصطفیٰ خاں کی مثال کا نتیجہ۔ مسجد کے علاوہ لندن شہر میں بھی ایک مکان کرایہ پر لیا ہوا تھا جو عموماً خالی رہتا تھا اور صرف اتوار اور جمعہ کے دن کام میں آتا تھا۔ نماز جمعہ یہیں ہوتی تھی۔ نماز جمعہ کا وقت عموماً ایک بجے ہوتا ہے۔ بہت دیر ہوئی تو دو بج گئے۔ یورپ میں لوگ بے حد مصروف رہتے ہیں۔ شہر بہت بڑا ہے اور جمعہ کی نماز کے لئے پہنچنا بڑی قربانی چاہتا ہے۔ چند انگریز نومسلم پھر بھی پہنچ ہی جاتے تھے اور اپنے ساتھ ایک آدھ دوست کو بھی لے آتے تھے تاکہ اس کو تعلیمات اسلام سننے کا موقع ملے۔ لیکن مصطفیٰ خاں صاحب کو سب سے زیادہ اپنے پیٹ کی فکر ہوتی تھی۔ ووکنگ میں اچھا باورچی تھا۔ اگر نماز جمعہ کے لئے بروقت پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں تو کھانا رہ جاتا ہے۔ اگر کھانے کے لئے ٹھہرتے ہیں تو نماز کو دیر ہو جاتی ہے۔ ابتداء میں یہ دستور تھا کہ امام ہلکا سا کھانا کھا کر نماز جمعہ کے لئے لندن چلا آیا اور نماز سے فارغ ہوکر کسی ہوٹل میں کھانا کھالیا یا وہیں مکان میں بنوالیا۔ لیکن مصطفیٰ خاں کو اپنے اچھے باورچی کے پکائے ہوئے کھانے چھوڑنا بہت دشوار تھا۔ اس لئے آخرکار یہی فیصلہ ہوا کہ نماز رہتی ہے تو رہ جائے لیکن کھانا نہ رہے۔ چنانچہ آپ نماز جمعہ کے لئے تین بجے آنے لگے۔ لوگ ایک بجے سے انتظار میں بیٹھے ہوتے تھے۔ آپ تین بجے پہنچتے تھے۔ پانچ چھ منٹ کا خطبہ دیا۔ جلد جلد نماز ادا کی اور چل دیئے۔ بعض اوقات فرماتے تھے۔ آج میری فلاں دوست مسز...... نے

دعوت کی ہے۔ اس لئے میں زیادہ دیر نہیں ٹھہر سکتا اور خطبہ مختصر کردوں گا۔ غرض مسز...... کی ضیافت پر تبلیغ اسلام کے مقاصد اکثر قربان ہو جاتے تھے۔ انگریز جیسی فرض شناس قوم پر ان باتوں کا جو اثر ہوگا قارئین اس کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ نومسلم ایک ایک کر کے جماعت سے علیحدہ ہو گئے۔ مصطفیٰ خاں نے قطعاً پرواہ نہیں کی۔ حقیقت یہ ہے کہ مصطفیٰ خاں نے ووکنگ مشن کو بنیادوں سے ایسا ہلایا کہ پھر وہ اپنی پہلی حالت پر نہیں آسکا۔ قوم کا روپیہ پانی کی طرح بہا دیا اور اس کے صہ میں قوم کا کام تباہ کر دیا۔ میرے متعلق یہ حکم تھا کہ خواجہ صاحب کی واپسی تک میں ووکنگ میں ٹھہروں۔ لیکن ووکنگ میں کوئی کام کرنے کو نہیں تھا۔ قطعاً بیکاری تھی۔ صبح سے شام تک کھانے پینے اور کھیلنے اور کودنے کے سوا اور کوئی کام نہیں تھا۔ اخراجات کی فراوانی اور اس کے عوض قطعاً بیکاری۔ یہ حالت دیکھ کر مجھے تو اپنے آپ سے شرم آنے لگی۔ چنانچہ میں نے انجمن کو لکھا کہ یہاں کرنے کو کوئی کام نہیں، بہتر ہے مجھے اجازت دی جائے۔ میں ٹرینیڈاڈ چلا جاؤں۔ ادھر سے جواب بذریعہ تار آ گیا اور میں ٹرینیڈاڈ روانہ ہوگیا۔ دو سال کے بعد یعنی ۱۹۲۲ء میں پھر مجھے لندن آنا پڑا اور ووکنگ مشن کے حالات بچشم خود دیکھے۔ اس وقت خواجہ صاحب برسرکار تھے ماتحت عملہ بہت بڑا تھا۔ متعدد مبلغ بڑی بڑی تنخواہوں پر مقرر تھے۔ لیکن سب کے سب بیکار ہی تھے۔ کام کرنے کو کچھ نہیں تھا جو کچھ کام تھا وہ ایک دو آدمی بوجہ احسن انجام دے سکتے تھے۔ بظاہر اتنا بڑا عملہ محض دکھاوے کی غرض سے تھا تا کہ چندے دینے والوں کو جو ہزاروں کوس کے فاصلے پر تھے۔ عملے کے فوٹو دیکھ کر نظر آ جائے کہ کام کس قدر زیادہ ہے۔ مشن کس قدر مصروف کار رہتا ہے اور اس کے اخراجات کے لئے کس قدر روپیہ کی ضرورت ہوگی۔ پرانی محفل جو ایک دفعہ بکھر چکی تھی دوبارہ مجتمع نہ ہوسکی اور میرا خیال ہے کہ اس کو دوبارہ جمع کرنے کی کوشش ہی نہیں کی گئی۔ اس کے چھ سال بعد ۱۹۲۸ء میں پھر لندن گیا۔ لندن مسلم ہاؤس کے قریب ہی میں نے اقامت اختیار کی تھی۔ اس لئے ایک اتوار کے دن وہاں بھی جا نکلا تا کہ دیکھوں کہ اب مشن کی کیا حالت ہے۔ ووکنگ مشن ۱۹۲۵ء سے مسٹر عبدالمجید کے چارج میں ہے اور وہ اب بھی مسجد کے امام ہیں۔ میں پہنچا تو مسٹر عبدالمجید کا لیکچر جاری تھا۔ پہلے تو ان کی صورت دیکھ کر تعجب ہوا مجھ سے کوئی تین چار برس چھوٹے ہیں۔ لڑکپن میں بہت حسین معلوم ہوتے تھے اور ماشاء اللہ بدن بہت اچھا تھا۔ اب جو دیکھا تو ایک معمر بزرگ نظر آئے۔ ایسے نحیف کہ نقاہت کے باعث جھکے جاتے تھے۔ میں حیران تھا کہ انگلستان کی آب وہوا میں جہاں سوکھے بھی ہرے ہو جاتے ہیں ان کو کیا بنی۔ آپ مجرد ہیں۔ اس وقت ان کی عمر چالیس برس کے قریب پہنچ رہی ہوگی۔ لیکن شادی ابھی تک نہیں کی۔ میں بھی ان کا لیکچر سننے بیٹھ گیا۔ حاضرین کا شمار کیا۔ حضرت واعظ اور میرے سمیت سولہ آدمی تھے دو انگریز مرد اور دو انگریز عورتیں تھیں۔ باقی سب ہمارے ہندوستانی یا ہندوستان سے گئے ہوئے جنوبی افریقہ کے رہنے والے تھے۔ انگریز نہایت رذیل طبقہ کے تھے۔ ان میں سے ایک ان کا نوکر تھا۔ عورتیں کمترین طبقہ کی معلوم ہوتی تھیں۔ بہت بوڑھی تھیں اور لیکچر کے دوران میں بڑے آرام سے سو رہی تھیں۔ چوتھا انگریز اپنے ایک ہندوستانی دوست کے ساتھ اخبار بینی میں مصروف تھا۔ امام صاحب سہج، سہج بولنے والے آدمی ہیں۔ ایک ایک منٹ بعد ایک، ایک لفظ ان کے منہ سے نکلتا تھا اور آواز ایسی تھی گویا کسی عمیق لحد سے آ رہی ہے۔''

(فضل کریم خاں صاحب درانی بی.اے مشنری کا مضمون، مغرب میں تبلیغ اسلام، مندرجہ حقیقت اسلام لاہور، بابت ماہ جنوری ۱۹۳۴ء)

عجب اتفاق کہ حال میں لندن سے ایک خط مؤرخہ ۵؍جولائی ۱۹۳۴ء وصول ہوا۔ ایک تعلیم یافتہ معزز ترک نے یہ خط بھیجا ہے۔ اس میں منجملہ دیگر حالات کے ووکنگ کی مسجد کا بھی ذکر آ گیا ہے۔ اصل خط انگریزی میں لکھا ہے۔ متعلقہ حصہ کا ترجمہ ذیل میں درج ہے۔ تازہ ترین مشاہدہ ملاحظہ ہو۔ ''ایک بات یہ بھی قابل ذکر ہے کہ گذشتہ جمعہ کو میں ووکنگ گیا تھا۔ جہاں مسجد واقع ہے لیکن مجھے یہ کہتے ہوئے

افسوس ہوتا ہے کہ مجھے بڑی مایوسی ہوئی۔ امام صاحب کے رہنے کا جو مکان ہے وہ خاصا وسیع ہے۔ اس میں باغیچہ بھی لگا ہوا ہے۔ لیکن خود مسجد میں بمشکل پچاس نمازیوں کی گنجائش نظر آتی ہے۔ شاہراہ سے جو چھوٹی سڑک مسجد کو گئی ہے اس کی حالت بھی خراب ہے۔ شکستہ گرد آباد۔ بے داشت۔ کیسے افسوس کی بات ہے۔ اس سے نہ صرف ہندوستانی بلکہ تمام مسلمانوں کے نام کو بٹہ لگتا ہے۔ اس سے بڑھ کر یہ شاق گزرا کہ مسجد خالی سنسان پڑی تھی نہ امام نہ موذن نہ کوئی مصلیٰ۔ حالانکہ نماز کا وقت آ چکا تھا اور احتیاطاً میں ذرا پہلے پہنچ گیا تھا کہ کہیں نماز ہاتھ سے نہ جائے۔ جب مسجد میں کوئی نظر نہیں آیا تو میں امام صاحب کے مکان پر پہنچا جو بالکل قریب واقع ہے۔ وہاں لوگ تو ضرور موجود تھے۔ کیونکہ اس وقت ریڈیو پر گانا چل رہا تھا۔ لیکن دروازہ پر کچھ انتظار کیا تو اندر سے ایک نوعمر طالب علم آیا اور تعجب یہ کہ پان چبا رہا تھا۔ میں نے کہا السلام علیکم! لیکن وہ حیران ہو کر منہ تکنے لگا۔ اسلامی اخلاق کے مطابق اتنا بھی نہ کہا کہ آیئے تشریف لایئے بلکہ وہیں کھڑے، کھڑے جواب دے کر مجھے رخصت کر دیا اور دروازہ بند کر کے چلا گیا۔ اس نے کہا کہ امام صاحب لندن گئے ہیں۔ وہیں نماز پڑھاتے ہیں۔ یہ مسجد لندن سے دور بہت ہے۔ لوگوں کو آنے میں دقت ہوتی ہے۔ میں نے دل میں کہا کہ اگر یہ صورت ہے تو پھر یہاں مسجد بنانے سے کیا فائدہ۔ دوسری غیر اسلامی بات جو نظر آئی وہ یہ کہ مسجد میں کرسیاں جمع ہوئی تھیں اور ایک کتاب پڑی تھی کہ جو کوئی آئے اس میں اپنا نام لکھ جائے۔ مسجد میں کرسیاں، خیال تو کیجئے اگر یہ صورت ترکی میں کسی مسجد میں نظر آتی تو تمام دنیا کے مسلمان کیا کچھ نہ کہتے۔ پھر یہ دیکھ کر بھی تعجب ہوا کہ وضو کے واسطے پانی کا کوئی انتظام نہیں۔ حتیٰ کہ مسجد کے صحن میں جو مختصر حوض ہے وہ بھی خشک پڑا تھا بلکہ اس کی حالت سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس میں بہت کم پانی رہتا ہے۔ جمعہ کا دن اور نماز ندارد۔ مسجد دیکھو تو گرد آلودہ، ویران۔ اس سے بڑھ کر مسلمانوں کی کیا بدنمائی ہوگی۔ کتاب کھول کر دیکھی تو کثرت سے یورپین لوگوں کے دستخط تھے جو سیر و سیاحت کی غرض سے پھرتے رہتے ہیں۔ جب یہ حال ہو کہ جمعہ کو بھی کوئی وہاں نہ آئے تو پھر کیا حاصل اور وہاں اسلام کی کیا تبلیغ ہو سکتی ہے۔'' (ترجمہ انگریزی خط جو لندن سے وصول ہوا)

(اوپر جو کچھ حالات بطور نمونہ درج ہوئے، وہ ووکنگ مشن کے روزمرہ زندگی کا نقشہ ہیں ورنہ خاص، خاص تقاریب کے موقع پر جب کہ نامی گرامی مسلمان تشریف لاتے ہیں، ایسا شاندار انتظام ہوتا ہے کہ صرف جلسوں کے فوٹو دیکھ کر اور اخبارات میں رپورٹ پڑھ کر مسلمان خوشی سے پھولے نہیں سماتے کہ کیا کام ہو رہا ہے۔ کیا نام ہو رہا ہے۔ چندہ کی جو اپیلیں شائع ہوتی ہیں ان میں بھی بہت دلفریب سبز باغ نظر آتے ہیں۔ لیکن بالآخر اصلی حالات بھی کھل جاتے ہیں۔ گرچہ متعلقین بہت جھنجھلاتے ہیں۔ مخبروں کو جھٹلاتے ہیں۔ للمؤلف)

(۲۹) دوا تو ار

''دو دفعہ دوا تو ار میں ووکنگ مولوی صدرالدین (قادیانی لاہوری) کے زمانہ میں جا چکا ہوں۔ کوئی سنجیدہ مرد یا عورت میں نے نہیں دیکھے۔ ہاں بیس پچیس لڑکیوں کا مجمع چاء پر ضرور موجود تھا۔ جن میں سے دو ایک مولوی صاحب کی بغل میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ ایک سوٹی سے مولوی صاحب کی پگڑی کو اچھال رہی تھی دوسری مولوی صاحب کی آنکھوں کو بند کر رہی تھی اور باقی ہندوستانی لڑکوں کے ساتھ پھر رہی تھیں۔ ان کو اگر نومسلموں میں شمار کیا جاتا ہے تو میں کہوں گا اس کامیابی سے بہتر تو ناکامی ہے۔ مجھے ووکنگ کی ایسی خرابیوں کا تفصیلاً علم ہے جن کو ایک شریف انسان تحریر میں نہیں لا سکتا۔'' (مکتوب عبدالرحیم خان خلف نواب محمد علی خان قادیانی رئیس مالیر کوٹلہ، الفضل قادیان ج ۸ نمبر ۳۳ ص ۹ کالم ۲، مؤرخہ یکم نومبر ۱۹۲۰ء)

(۳۰) حرام خوریاں

''مولانا! (محمد علی امیر جماعت لاہور) آپ سے تو آپ کے احباب نے ضرور ان حرام خوریوں کا ذکر کیا ہوگا جو ولایت میں

دانستہ اور نادانستہ وقوع میں آتی رہتی ہیں۔ میرے ایک بہت معزز غیر احمدی دوست نے بیان کیا کہ میں ولایت میں ایک ہوٹل میں کھانا کھا رہا تھا جو وہیں ایک بھاری بھر کم لاہور کے رہنے والے لیکچرار اور پریچر بھی تشریف لائے اور کھانے میں مصروف ہوگئے۔ کھانے کے دوران میں انہوں نے ہوٹل والے سے فرمایا کہ کل والی چیز لاؤ وہ بہت مزیدار تھی۔ اس پر اس نے ایک قسم کا گوشت لاکران کے سامنے رکھ دیا۔ جسے انہوں نے خوب لطف لے لے کر کھایا۔ جب وہ تناول فرما کر تشریف لے گئے تو میں نے بصد شوق ہوٹل والے سے پوچھا کہ وہ کیسا گوشت تھا جو مسٹر پال نے تم سے منگوا کر کھایا تھا۔ ہوٹل والے بیچارے نے بڑی سادگی سے جواب دیا کہ فائی نسٹ بیکن (یعنی نہایت نفیس سور کا گوشت)'' (الفضل قادیان ج۱۲ نمبر۱۸ ص۳ کالم۳، مؤرخہ ۲۱؍اگست ۱۹۲۴ء)

(۳۱) قائم مقام

''گزشتہ ایام میں چندان لوگوں نے جو اپنی بدقسمتی سے سلسلہ احمدیہ اور مرکز سلسلہ سے اپنا قطع تعلق کر کے لاہور میں اڈا جمائے بیٹھے اور غیر مبایعین (لاہوری جماعت) کے نام سے مشہور ہیں بحضور جناب وائسرائے ہند بالقابہ وصاحب وزیر ہند بہادر بالقابہ ایڈریس پیش کرتے ہوئے اپنے آپ کو جماعت احمدیہ کا قائم مقام قرار دیا تھا جو بالکل غلط اور محض دھوکہ تھا اس کے خلاف صدر انجمن احمدیہ کی ان شاخوں نے جو ہندوستان کے تمام حصوں میں پھیلی ہوئی ہیں، ریزولیوشن پاس کر کے حضور وائسرائے ہند بالقابہ کی خدمت میں بھیجے اور اردو انگریزی اخبارات میں بھی شائع کرائے تا کہ غیر مبایعین (لاہوری جماعت) نے جو جماعت احمدیہ کا قائم مقام ہونے کا دعویٰ کیا ہے اس کی پرزور تردید کی جائے۔ اس پر غیر مبایعین نے اپنی غلط بیانی اور دھوکہ دہی کا راز افشاء ہوتا دیکھ کر ۲۳؍دسمبر ۱۹۱۷ء (ص۳ کالم۱) کے پیغام صلح میں لکھ دیا کہ ہم نے کب کہا تھا کہ ہماری انجمن محمودی خیالات کی ترجمان ہے۔'' (الفضل قادیان ج۵ نمبر۶۶ ص۵ کالم۲، مؤرخہ ۱۶؍فروری ۱۹۱۸ء)

(۳۲) گورنمنٹ کی جاسوسی

''پچھلے دنوں غیر مبایعین (لاہوری جماعت) کے آرگن پیغام صلح میں ان کے چھوٹے بڑوں نے جماعت احمدیہ کے خلاف یہ طوفان بےتمیزی برپا کر رکھا تھا کہ جماعت قادیان گورنمنٹ کی جاسوسی ہے اور کارخاص پر لگی ہوئی ہے۔ اس بے بنیاد اتہام کے متعلق ہماری طرف سے نہایت کھلے اور واضح الفاظ میں چیلنج دیا گیا اور بار بار ثبوت طلب کیا گیا۔ مگر وہ کوئی بات پیش نہ کر سکے اور پیش کرتے بھی وہ کیا جب کہ سوائے جھوٹ کے ان کے پاس کچھ ہے ہی نہیں۔ اس افتراء پردازی سے دراصل ان کی غرض یہ تھی کہ جن افعال کے وہ خود مرتکب ہو رہے ہیں۔ ان کی طرف سے لوگ کی توجہ ہٹ کر دوسری طرف پھیر دیں اور خود اپنے کارہائے خاص کے صلہ میں حکومت کے انعام واکرام سے مستفید ہوتے رہیں۔ لیکن انہیں یاد رکھنا چاہئے چوری اور اس پر سینہ زوری زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتی اور اب کسی کے لئے یہ سمجھنے میں کچھ بھی مشکل باقی نہیں رہی کہ جماعت احمدیہ پر جاسوسی اور گورنمنٹ کے لئے کارخاص کا الزام لگانے والے دراصل خود ان افعال کے مرتکب ہیں اور آج جن (۴۱) مربعہ زمین کو وہ بڑے فخر کے ساتھ اپنی انجمن کی جائیداد قرار دے رہے ہیں وہ کارہائے خاص کا ہی صلہ ہے۔ کیا عجیب بات نہیں کہ بقول غیر مبایعین گورنمنٹ کے لئے کارخاص اور جاسوسی کے مرتکب تو جماعت احمدیہ کے افراد ہوں۔ لیکن گورنمنٹ انعام دیتے وقت انہیں قطعاً بھول جائے اور اپنا دست کرم غیر مبایعین کی طرف دراز کر دے۔ پھر غیر مبایعین بھی اس انعام پر پھولے نہ سمائیں۔ اگر یہ ان خاص خدمات کا صلہ نہیں، جن کا اظہار غیر مبایعین نے آج تک کبھی نہیں کیا اور جن کی وجہ سے وہ حکام سے خاص تعلقات پیدا کر کے اتنا بڑا انعام حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئے ہیں تو بتایا جائے وہ اور کون سی خدمات ہیں جن کے معاوضہ میں

انہیں اتنے مرتبے حاصل ہوئے ہیں۔‘‘ (الفضل قادیان ج۱۸ نمبر۷۶ ص۴ کالم۱، مؤرخہ ۲۵؍دسمبر ۱۹۳۰ء)

(۳۳) کمینگی

’’دراصل مولوی محمد علی صاحب کی اس قدر خفگی اور برہمی کی وجہ ان ہی کے الفاظ میں یہ ہے کہ الفضل نے میری بیوی پر جاسوسی کا اتہام باندھا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک پردہ نشین خاتون پر جاسوسی کا الزام کوئی کم ناپاک الزام نہیں …… اور پھر نہ خود میاں (محمود احمد) صاحب کو میرے لئے اتنی غیرت پیدا ہوئی کہ اس کمینہ تحریر پر دو حروف ہی اسے کہتے۔ نہ جماعت میں سے کوئی شخص بولا۔‘‘

(اخبار پیغام صلح لاہور ج۱۹ نمبر۱۳ ص۴،۵ کالم۳، مؤرخہ ۳؍مارچ ۱۹۳۱ء)

’’مولوی محمد علی صاحب یقیناً اس امر سے انکار نہیں کر سکتے کہ اگر پردہ نشین خاتون پر جاسوسی کا الزام لگانا ناپاک فعل ہے جو کمینگی کی حد میں آتا ہے تو پردہ نشین خواتین کی عصمت وعفت پر حرف دھرنا یقیناً بدترین قسم کی کمینگی ہے۔ مگر کیا یہ حقیقت نہیں کہ وہ لوگ جن کے امیر ہونے کا مولوی صاحب کا دعویٰ ہے۔ ان پست فطرت اور بدباطن لوگوں کی جنہوں نے حضرت مسیح موعود کے خاندان کی مقدس ومطہر خواتین پر طرح طرح کے ناپاک کمینہ بہتان باندھ اور ناپاک حملے کئے نہ صرف بالواسطہ بلکہ براہ راست امداد کرتے رہے ہیں۔ حتیٰ کہ خود مولوی (محمد علی) صاحب ان کو صلاح ومشورے دیتے رہے۔‘‘ (اخبار الفضل قادیان ج۱۸ نمبر۱۰۹، مؤرخہ ۲۱؍مارچ ۱۹۳۱ء)

(۳۴) ناگفتنی

’’اے ظالمو! (لاہوری فریق) تمہارے دل کیوں اس قدر سیاہ اور کیوں اتنے تاریک ہوگئے کہ تم معمولی باتوں میں بھی امتیاز نہیں کر سکتے۔ اے محسن کشو تم کیوں اتنے پتھر دل اور سرد مہر ہوگئے کہ جس انسان کو اپنا ہادی اور راہنماء تسلیم کرتے ہو جس سے روحانی زندگی پانے کا دعویٰ رکھتے ہو اس کے دل سے نکلی ہوئی اور قبول شدہ دعاؤں سے پیدا ہونے والے وجود (مرزا محمود خلیفہ قادیان) کے متعلق ناگفتنی الفاظ استعمال کرتے ہو۔ قریب ہے کہ اس جفا کاری کے بدلے تم خدا کے عذاب میں مبتلا ہو جاؤ اور جو جھوٹے الزام تم حضرت مسیح موعود کی پاک اولاد پر لگا رہے ہو، وہ تم پر اور تمہاری اولاد پر سچے ہو کر لگیں ذرا اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر دیکھو کہ تمہاری اولادوں کی پہلے ہی کیا حالت ہے۔‘‘ (الفضل قادیان ج۱۲ نمبر۸ ص۵ کالم۱، مؤرخہ ۲۹؍جولائی ۱۹۲۴ء)

(۳۵) سنڈاس کی بو

’’خود جناب میاں محمود احمد صاحب نے مسجد میں جمعہ کے روز خطبہ کے اندر ہمیں دوزخ کی چلتی پھرتی آگ، دنیا کی بدترین قوم اور سنڈاس پر پڑے ہوئے چھلکے کہا۔ یہ الفاظ اس قدر تکلیف دہ ہیں کہ ان کو سن کر ہی سنڈاس کی بو محسوس ہونے لگتی ہے۔‘‘

(مولوی محمد علی لاہوری قادیانی امیر جماعت لاہور کا خطبہ جمعہ، پیغام صلح لاہور ج۲۲ نمبر۳۳ ص۷ کالم۲، مؤرخہ ۳؍جون ۱۹۳۴ء، خطبات محمود ج۱۳ ص۱۳)

(۳۶) بدزبانی کی شکایت

’’مولوی محمد علی صاحب (لاہوری) …… کا خطبہ جمعہ ۱۹؍اکتوبر (۱۹۴۵ء) ہمارے سامنے ہے۔ یہ خطبہ بھی حسب معمول جماعت احمدیہ اور حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے خلاف الزامات اور گالیوں سے پر ہے۔ جناب مولوی صاحب کی گالیوں کی شکایت کہاں

تک کی جائے ان کا جوش غیظ وغضب ٹھنڈا ہونے میں ہی نہیں آتا۔ ہم ان کی گالیاں سنتے سنتے تھک گئے ہیں مگر وہ گالیاں دیتے دیتے نہیں تھکے۔ ہر خطبہ گزشتہ خطبہ سے زیادہ تلخ اور طعن آمیز ہوتا ہے۔ بدگوئی اور بدزبانی اب جناب مولوی صاحب کی عادت ثانیہ بن چکی ہے۔ کوئی بات طعن وتشنیع اور گالی گلوچ کی آمیزش کے سوا کر ہی نہیں سکتے۔ (لیکن گالی گلوچ کی بوچھاڑ تو دونوں جماعتوں کی عادت ہے۔ کبھی ایک سبقت لے جاتی ہے کبھی دوسری۔ اس فن کی بنیاد خود مرزا قادیانی کی کتابوں میں رکھی گئی ہے۔ پس اتباع لازم ہے۔ للمؤلف)''

(اخبار الفضل قادیان ج۳۳ نمبر۲۷۳ ص۴ کالم۳، مؤرخہ ۲۲؍نومبر ۱۹۴۵ء)

(۳۷) آپس کی باتیں

''فاروق، جناب خلیفہ قادیان کے ایک خاص مرید کا اخبار ہے۔ جناب خلیفہ صاحب کئی مرتبہ اس کی خدمات کے پیش نظر اس کی توسیع اشاعت کی تحریک فرماچکے ہیں۔ سوقیانہ تحریریں شائع کرنے اور گالیاں دینے کے لحاظ سے اس اخبار کو قادیانی پریس میں بہت اونچا درجہ حاصل ہے۔ جماعت لاہور اور اس کے اکابر کو گالیاں دینا اس اخبار کی سب سے بڑی خصوصیت ہے۔ اس کی ۲۸؍فروری ۱۹۳۵ء کی اشاعت میں ہمارے خلاف چند مضامین شائع ہوئے ہیں۔ ان میں بے شمار گالیاں دی گئی ہیں۔ جن میں سے چند بطور نمونہ درج ذیل کی جاتی ہیں۔　　(اخبار پیغام صلح لاہور ج۲۳ نمبر۱۷ ص۲، مؤرخہ ۱۱؍مارچ ۱۹۳۵ء)

(۱) لاہوری اصحاب الفیل۔ (۲) اہل پیغام کی یہودیانہ قلابازیاں۔ (۳) ظلمت کے فرزند اور زہریلے سانپ۔ (۴) لاہوری اصحاب الاخدود۔ (۵) خباثت اور شرارت اور رذالت کا مظاہرہ۔ (۶) دشمنان سلسلہ کی بھڑکی ہوئی آگ میں یہ پیغامی (لاہوری فریق) عباد الدنیا وقود النار بن گئے۔ (۷) نہایت ہی کمینہ سے کمینہ اور رذیل سے رذیل فطرت والا اور احمق سے احمق انسان۔ (۸) اصحاب اخدود پیامی۔ (۹) دوغلے اور نیم بروں عقائد۔ (۱۰) بدلگام پیغامیو۔ (۱۱) حرکات دنیہ اور افعال شنیعہ۔ (۱۲) محسن کشانہ اور غدارانہ اور نمک حرامانہ حرکات۔ (۱۳) دورخے سانپ کی کھوپڑی کچلنے۔ (۱۴) تم نے اپنے فریب کارانہ پوسٹر میں...... تک انگیخت اور اشتعال کا زور لگالیا۔ (۱۵) فوراً کپڑے پھاڑ کر بالکل عریانی پر کمر باندھ لی۔ (۱۶) ایسی کھجلی اٹھی تھی۔ (۱۷) رذیل اور احمقانہ فعل۔ (۱۸) کبوتر نما جانور۔ (۱۹) احمدیہ بلڈنگ (لاہوری جماعت کے مرکز) کے؟ کرمک۔ (۲۰) اے سترے بہترے بڈھے کھوسٹ۔ (۲۱) اے بدلگام تہذیب ومتانت کے اجارہ دار پیامیو (فریق لاہور) (۲۲) برخوردار پیامیو۔ (۲۳) جیسا منہ ویسی چپیڑ۔ (۲۴) کوئی آلو، ترکاری یا لہسن پیاز بیچنے بونے والا نہیں۔ (۲۵) جھوٹ بول کر اور دھوکے دے کر اور فریب کارانہ بھیگی بلی بن کر۔ (۲۶) لہسن پیاز اور گوبھی ترکاری کا بھاؤ معلوم ہوجاتا۔ (۲۷) آخرت کی لعنت کا سیاہ داغ ماتھے پر لگے۔ (۲۸) اگر شرم ہو تو وہیں...... چلو بھر پانی لے کر ڈبکی لگالو۔ (۲۹) یہ کسی قدر دجالیت اور خباثت اور کمینگی۔ (۳۰) علی بابا اور چالیس چور بھی اپنی مٹھی بھر جماعت لے کر بلوں میں سے نکل آئے ہیں۔ (۳۱) بھلا کوئی ان پیامی ایروں غیروں سے اتنا تو پوچھے۔ (۳۲) سادہ لوح پیامی نادان دشمن۔ (۳۳) پیامیو عقل کے ناخن لو۔ (۳۴) نامعقول ترین اور مجہول ترین تجویز۔ (۳۵) سادہ لوح اور احمق۔ (۳۶) اے سادہ لوح یا ابلہ فریب امیر پیغام۔ (۳۷) پیغام بلڈنگ کے اڑھائی ٹوٹرو۔ (۳۸) احمق اور عقل وشرافت سے عاری اور خالی۔ (۳۹) اہل پیغام (لاہوری فریق) نے جس عیاری اور مکاری اور فریب کاری سے اپنے دجل بھرے پوسٹروں میں۔ (۴۰) چاپلوسی اور پابوسی کا مظاہرہ۔ (۴۱) اہل پیغام کے دوتازہ گندے پوسٹر۔''

(منقول از اخبار فاروق قادیان پیامی نمبر، مؤرخہ ۲۸؍فروری ۱۹۳۵ء)

فصل اٹھارہویں

دعوؤں کا داخلی نقشہ

(۱) ابتداء وانتہاء

’’مرزا غلام احمد قادیانی کی علمی اور مذہبی زندگی باقاعدہ طور پر ۱۸۸۰ء میں شروع ہوئی جب کہ مرزا قادیانی نے اپنی سب سے پہلی مشہور تصنیف ’’براہین احمدیہ‘‘ لکھنی شروع کی۔ اس کے بعد مرزا قادیانی نے ستائیس سال کے دوران میں بہت کچھ لکھا جس کا ضروری خلاصہ اس کتاب میں مناسب ترتیب سے پیش کیا گیا، لیکن مرزا غلام احمد قادیانی کی آخری تصنیف میں بھی براہین احمدیہ، حصہ پنجم رہی جو مرزا قادیانی کی وفات کے چار ماہ بعد اکتوبر ۱۹۰۸ء میں شائع ہوئی۔

براہین احمدیہ کے پہلے چار حصے مسلسل ۱۸۸۰ء لغایتہٖ ۱۸۸۴ء شائع ہوگئے اور پانچواں حصہ تیئیس سال بعد ۱۹۰۸ء میں شائع ہوا۔ پہلے، چوتھے اور پانچویں حصہ میں مرزا غلام احمد قادیانی نے جن خیالات کا اظہار فرمایا ہے ان سے مرزا قادیانی کے نفسیاتی ارتقاء کا دلچسپ نقشہ پیش نظر ہو جاتا ہے۔ چنانچہ براہین احمدیہ، حصہ اوّل کی ابتداء میں التماس ضروری کے تحت مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریک ملاحظہ ہو:

’’اب میں اس جگہ بخدمت عالی دیگر امرائے اور اکابر کے بھی کہ جن کو اب تک اس کتب سے کچھ اطلاع نہیں اس قدر گزارش کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ وہ بھی اگر اشاعت اس کتاب کی غرض سے کچھ مدد فرمادیں گے تو ان کی ادنیٰ توجہ سے پھیلنا اور شائع ہونا اس کتاب کا جو دلی مقصد اور قلبی تمنا ہے نہایت آسانی سے ظہور میں آجائے گا۔ اے بزرگان وچراغان اسلام آپ سب صاحب خوب جانتے ہوں گے کہ آج کل اشاعت دلائل حقیقت اسلام کی نہایت ضرورت ہے...... جس قدر ان دنوں میں لوگوں کے عقائد میں برہمی درہمی ہورہی ہے اور خیالات اکثر طبائع کے حالت خرابی اور ابتری میں پڑے ہوئے ہیں کسی پر پوشیدہ نہ ہوگا۔ کیا کیا رائیں ہیں جو نکل رہی ہیں۔ کیا کیا ہوائیں ہیں جو چل رہی ہیں۔ کیا کیا بخارات ہیں جو اٹھ رہے ہیں...... اور جو جو فساد طبائع میں واقع ہورہے ہیں اور جس طرح پر لوگ بباعث اغوا اور اضلال اور وسوسہ اندازوں کے بگڑتے جاتے ہیں آپ پر پوشیدہ نہ ہوگا...... پس ایسے وقت میں دلائل ’’حقیقت اسلام‘‘ کی اشاعت میں بدل مشغول رہنا حقیقت میں اپنی ہی اولاد اور اپنی ہی نسل پر رحم کرنا ہے۔‘‘ (براہین احمدیہ حصہ اوّل ص الف، ب، خزائن ج۱ ص۶ تا ۸)

براہین احمدیہ، حصہ اوّل میں مرزا غلام احمد کے جو خیالات تھے وہ اوپر درج ہوئے۔ گویا مقصد فتنہ کا انسداد تھا کہ تازہ فتنہ کھڑا ہو جائے گا، چنانچہ حصہ چہارم کے ختم تک خیالات نے جو پلٹا کھایا اس کا نمونہ ملاحظہ ہو۔ عاقل را اشارہ کافی است۔

’’بعض صاحبوں نے اس کتاب کو محض خرید وفروخت کا ایک معاملہ سمجھا ہے اور بعض کے سینوں کو خدا نے کھول دیا اور صدق اور ارادت کو ان کے دلوں میں قائم کر دیا ہے۔ لیکن موخر الذکر ہنوز وہی لوگ ہیں کہ جو استطاعت مالی بہت کم رکھتے ہیں اور سنۃ اللہ اپنے پاک نبیوں سے بھی یہی رہی ہے کہ اوّل اوّل ضعفا ومساکین ہی رجوع کرتے رہے ہیں۔‘‘

(مرزا قادیانی کا اشتہار ہم اور ہماری کتاب، براہین احمدیہ حصہ چہارم آخری ٹائٹل، خزائن ج۱ ص۶۷۳)

حصہ پنجم میں منشاء کھل گیا، چنانچہ ملاحظہ ہو:

’’بالآخر یہ بھی یاد رہے کہ جو براہین احمدیہ کے بقیہ حصہ (پنجم) کے چھاپنے میں تئیس برس تک التواء رہا یہ التواء بے معنی اور فضول نہ تھا بلکہ اس میں یہ حکمت تھی کہ اس وقت تک حصہ پنجم دنیا میں شائع نہ ہو جب تک کہ وہ تمام امور ظاہر ہو جائیں جن کی نسبت براہین احمدیہ کے پہلے حصوں میں پیش گوئیاں ہیں۔ کیونکہ براہین احمدیہ کے پہلے حصے عظیم الشان پیش گوئیوں سے بھرے ہوئے ہیں اور پنجم حصہ کا عظیم الشان مقصد یہی تھا کہ وہ موعودہ پیش گوئیاں ظہور میں آ جائیں۔‘‘ (دیباچہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۷، خزائن ج۲۱ ص۸)

’’براہین احمدیہ کے ہر چہار حصے کہ جو شائع ہو چکے تھے وہ ایسے امور پر مشتمل تھے کہ جب تک وہ امور ظہور میں نہ آ جاتے تب تک براہین احمدیہ کے ہر چہار حصے کے دلائل مخفی اور مستور رہتے اور ضرور تھا کہ براہین احمدیہ کا لکھنا اس وقت تک ملتوی رہے کہ جب تک کہ امتداد زمانہ سے وہ سربستہ امور کھل جائیں اور جو دلائل ان حصوں میں درج ہیں وہ ظاہر ہو جائیں۔ کیونکہ براہین احمدیہ کے ہر چہار حصوں میں جو خدا کا کلام یعنی اس کا الہام جا بجا مستور ہے جو اس عاجز پر ہوا وہ اس بات کا محتاج تھا جو اس کی تشریح کی جائے اور نیز اس بات کا محتاج تھا کہ جو پیش گوئیاں اس میں درج ہیں، ان کی سچائی لوگوں پر ظاہر ہو جائے۔ پس اس لئے خدائے حکیم وعلیم نے اس وقت تک براہین احمدیہ کا چھپنا ملتوی رکھا کہ جب تک وہ تمام پیش گوئیاں ظہور میں آ گئیں۔‘‘ (دیباچہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۲، خزائن ج۲۱ ص۳)

مرزا قادیانی تسلیم کرتے ہیں کہ یہ بھید شروع میں کسی پر نہ کھلا اور یہ رمز کسی کی سمجھ میں نہیں آیا اور اسی دھوکہ میں ابتداً لوگ مؤید اور معتقد ہو گئے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

پیچ میں پھنس گئے

’’اور یہ الہامات اگر میری طرف سے اس موقع پر ظاہر ہوتے جب کہ علماء مخالف ہو گئے تھے تو وہ لوگ ہزارہا اعتراض کرتے۔ لیکن وہ ایسے موقع پر شائع کئے گئے جب کہ یہ علماء میرے موافق تھے۔ یہی سبب ہے کہ باوجود اس قدر جوشوں کے ان الہامات پر انہوں نے اعتراض نہیں کیا، کیونکہ وہ ایک دفعہ ان کو قبول کر چکے تھے اور سوچنے سے ظاہر ہوگا کہ میرے دعویٰ مسیح موعود ہونے کی بنیاد انہیں الہامات سے پڑی ہے اور انہیں میں خدا نے میرا نام عیسیٰ رکھا اور جو مسیح موعود کے حق میں آیتیں تھیں وہ میرے حق میں بیان کر دیں۔ اگر علماء کو خبر ہوتی کہ ان الہامات سے تو اس شخص کا مسیح ہونا ثابت ہوتا ہے تو وہ کبھی ان کو قبول نہ کرتے۔ یہ خدا کی قدرت ہے کہ انہوں نے قبول کر لیا اور اس پیچ میں پھنس گئے۔‘‘ (اربعین نمبر۲ ص۲۱، خزائن ج۱۷ ص۳۶۹)

مرزا قادیانی کی کتابوں کے مطالعہ سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ صاحب موصوف نے ایسے ابہام سے بہت کچھ فائدہ اٹھایا ہے اور بہت سے نیک خیال لوگ اسی طرح پیچ میں پھنس گئے اور بعد کو پیچ سے نکل کر تائب ہوئے۔ اکثر دیندار مؤیدین کو یہی صورت پیش آئی۔ لیکن قدم جم جانے کے بعد مرزا قادیانی نے صاف ظاہر فرما دیا کہ:

’’بعض امور اس دعوت میں ایسے تھے کہ ہرگز امید نہ تھی کہ قوم ان کو قبول کر سکے اور قوم پر تو اس قدر بھی امید نہ تھی کہ وہ اس امر کو بھی تسلیم کر سکیں کہ بعد زمانہ نبوت وحی غیر تشریعی کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا اور قیامت تک باقی ہے بلکہ صریح معلوم ہوتا تھا کہ ان کی طرف سے وحی کے دعویٰ پر تکفیر کا انعام ملے گا۔‘‘ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۵۳، خزائن ج۲۱ ص۶۷،۶۸)

’’میری دعوت کے مشکلات میں سے ایک رسالت اور وحی الٰہی اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ تھا۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۵۳، خزائن ج۲۱ ص۶۸ حاشیہ)

غرض کہ ابتداء میں خود مرزا قادیانی کو اندیشہ تھا کہ اس کا دعویٰ چل نہ سکے گا۔ اسی خوف سے کچھ عرصے اشارہ وابہام سے کام لیا لیکن بتدریج جب کام چل نکلا تو زبان اور قلم بھی چل نکلے اور چلے تو خوب چلے، حد کر دی، کتابیں شاہد ہیں۔

(۲) تین دور

مرزا قادیانی کی علمی اور مذہبی زندگی کے تین نمایاں دور نظر آتے ہیں۔ پہلا دور! وہ امت محمدی کے مبلغ کی حیثیت سے ۱۸۸۰ء میں شروع کرتے ہیں جب کہ براہین احمدیہ کے سلسلہ میں وہ اپنی دینی خدمت گزاری کا اعلان کرتے ہیں لیکن خیالات میں ترقی کرتے کرتے دس سال کے بعد ۱۸۹۱ء میں وہ مسیح موعود ہونے کا باضابطہ اعلان کرتے ہیں اور یہاں سے دوسرا دور شروع ہوتا ہے۔ اسی طرح مزید ترقی کرتے کرتے دس سال بعد ۱۹۰۱ء میں وہ باقاعدہ نبی کے مرتبہ کو پہنچ جاتے ہیں اور یہاں سے تیسرا دور شروع ہوتا ہے جو آٹھ سال میں ترقی کرتے کرتے نبوت کے انتہائی مقام تک پہنچ جاتا ہے۔ قادیانی صاحبان بالعموم صرف آخری دو دور پر زور دیتے ہیں لیکن فی الجملہ پہلا دور بھی بنظر تکمیل قابل شمار ہے۔ پہلے دور کے اختتام اور دوسرے دور کے آغاز کا مرزا قادیانی خود یوں اعلان فرماتے ہیں۔

’’پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شدومد سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور میں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جما رہا جب بارہ برس گزر گئے تب وہ وقت آ گیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دی جائے تب تواتر سے اس بارے میں الہامات شروع ہوئے کہ تو ہی مسیح موعود ہے۔‘‘

(اعجاز احمدی، ضمیمہ نزول المسیح ص ۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳)

تیسرا دور جس میں مرزا قادیانی بخیر وخوبی نبی بن جاتے ہیں، اس کی تصریح مرزا قادیانی کے صاحبزادے مرزا محمود خلیفہ قادیان یوں فرماتے ہیں:

’’غرض کہ مذکورہ بالا حوالہ سے ثابت ہے کہ تریاق القلوب کی اشاعت تک (جو کہ اگست ۱۸۹۹ء سے شروع ہوئی اور ۲۵؍اکتوبر ۱۹۰۲ء میں ختم ہوئی) آپ کا عقیدہ یہی تھا کہ آپ کو حضرت مسیح پر جزوی فضیلت ہے اور یہ کہ آپ کو جو نبی کہا جاتا ہے تو یہ ایک قسم کی جزوی نبوت ہے اور ناقص نبوت ہے۔ لیکن بعد میں جیسا کہ نقل کردہ عبارت کے فقرہ دو اور تین سے ثابت ہے۔ آپ کو خداتعالیٰ کی طرف سے معلوم ہوا کہ آپ ہر ایک شان میں مسیح سے افضل ہیں اور کسی جزوی نبوت کے پانے والے نہیں بلکہ نبی ہیں۔ ہاں! ایسے نبی جن کو آنحضرت ﷺ کے فیض سے نبوت ملی پس ۱۹۰۲ء سے پہلے کسی تحریر سے حجت پکڑنا بالکل جائز نہیں ہوسکتا۔‘‘

(القول الفصل ص ۲۴، انوار العلوم ج ۲ ص ۲۸۵)

بعد کو پتہ چلا کہ ۱۹۰۱ء ہی میں مرزا قادیانی کی نبوت کا دور شروع ہو چکا تھا۔ چنانچہ پھر مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان تصحیح فرماتے ہیں:

’’اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے عقیدے میں تبدیلی کی ہے اور ۱۹۰۰ء ایک درمیانی عرصہ ہے جو دونوں خیالات کے درمیان برزخ کے طور پر حد فاصل ہے...... یہ بات ثابت ہے کہ ۱۹۰۱ء کے پہلے کے وہ حوالے جن میں آپ نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے، اب منسوخ ہیں اور ان سے حجت پکڑنی غلط ہے۔‘‘ (حقیقت النبوۃ ص ۱۲۱، انوار العلوم ج ۲ ص ۴۴۴، ۴۴۵)

حاصل کلام یہ کہ مرزا قادیانی کی مذہبی زندگی کے تین مستقل دور ہیں۔ پہلے دور میں ہمدرد اسلام، دیندار مسلمان، دوسرے میں مہدی معہود اور مسیح موعود اور تیسرے میں کھلم کھلا نبی اور رسول اللہ، تاہم مرزا غلام احمد کی تحریرات میں دور کی پوری پابندی نہیں رہتی، بلکہ

ایک دور میں دوسرے دور کی باتیں بھی قلم سے نکل جاتی ہیں۔حتیٰ کہ کہیں کہیں دور سوم میں دور اوّل کی باتیں نظر آتی ہیں۔غرض کہ مرزا قادیانی کے اقوال میں ترتیب زمانی کا کوئی کامل لزوم نہیں ہے اور ہونا دشوار بھی تھا،مختلف مواقع پیش آتے تھے اور بات موقع کے مطابق کہی جاتی تھی۔تاہم اس سے انکار نہیں ہوسکتا کہ ہر دور کی تحریرات کا عام رجحان وہی ہے جو اس دور کے مناسب ہے۔اس لئے جیسا کہ قادیانی صاحبان بالخصوص لاہوری جماعت کا دستور ہے، دوچار اختلافی حوالے پیش کرنے سے کسی دور کے عام رجحان اور مجموعی لٹریچر کا بطلان نہیں ہوسکتا۔

واضح ہو کہ پہلے دور سے دوسرے دور تک مرزا غلام احمد کو صرف چار منازل پیش آئے۔یعنی اوّل حضرت مسیح سے ایک فطری مناسبت محسوس ہوئی۔اس کے بعد مرزا قادیانی مثیل مسیح بنے۔پھر مریم بنے، پھر ابن مریم بن کر مسیح موعود ہوگئے۔لیکن تیسرے دور تک پہنچنے میں بہت مراحل طے کرنے پڑے۔یعنی ولایت، مجددیت، محدثیت، لغوی نبوت، اعزازی نبوت، اصطلاحی نبوت، جزوی نبوت، ظلی نبوت، بروزی نبوت، امتی نبوت، بالآخر خالص نبوت کی اس کی وحی قرآن کریم کے مساوی اور ہم پلہ قرار پائے پھر مکمل نبوت کہ اس کے بغیر نبوت محمدی ناقص رہ جائے اور لازمی نبوت کہ انکار یا تردد سے ہر مسلمان کافر بن جائے بلکہ تمام ناواقف اور بے خبر مسلمان بھی اس کی برکت سے خود بخود کافر ہوجائیں۔ختم نبوت کی کیسی انوکھی تفسیر اور ارتقاء نبوت کی کیسی صاف تصویر ہے۔

تیسرے مقام پر فضائل کا کیا کہنا، اولیاء تو کجا انبیاء بھی نظر میں نہیں آتے اور خاص کر عیسیٰ علیہ السلام جو مد مقابل واقع ہوئے ہیں، بے حقیقت قرار پاتے ہیں۔خود نبی کریم ﷺ پر مرزا قادیانی اوّل جزوی فضیلت پاتے ہیں، پھر بذات خود قرآنی بشارت اسمہ احمد کے حقیقی مصداق بن جاتے ہیں اور اکثر عظیم الشان قرآنی مبشرات کو خاص اپنے سے منسوب بتاتے ہیں۔غرض عجب فضیلت جتاتے ہیں، بے لگام گھوڑا دوڑاتے ہیں۔ذیل میں مزید تفصیلات ملاحظہ ہوں۔

(۳) کتابوں کا مطالعہ

’’ان دنوں مجھے کتابوں کے دیکھنے کی طرف اس قدر توجہ تھی کہ گویا میں دنیا میں نہ تھا۔میرے والد صاحب مجھے بار بار یہی ہدایت کرتے تھے کہ کتابوں کا مطالعہ کم کرنا چاہئے۔ کیونکہ وہ نہایت ہمدردی سے ڈرتے تھے کہ صحت میں فرق نہ آوے...... اکثر حصہ وقت کا قرآن شریف کے تدبر اور تفسیروں اور حدیثوں کے دیکھنے میں صرف ہوتا تھا۔‘‘ (کتاب البریہ ص۱۵۰تا۱۵۵،خزائن ج۱۳ص۱۸۱تا۱۸۷حاشیہ)

(۴) کتابوں کا ڈھیر،نوکر ہوگیا ہوں

’’بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم.اے کہ والد صاحب (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) کا دستور تھا کہ سارا دن الگ بیٹھے پڑھتے رہتے تھے اور اردگرد کتابوں کا ایک ڈھیر لگا رہتا تھا۔‘‘

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص۱۹۹، روایت نمبر۱۸۸، جدید ج۱ حصہ اوّل ص۲۰۰، روایت نمبر۱۹۳)

’’بیان کیا مجھ سے جھنڈا سنگھ ساکن کالہوان نے کہ میں بڑے مرزا صاحب (مرزا غلام احمد قادیانی کے والد) کے پاس بہت آیا جایا کرتا تھا۔ایک دفعہ مجھے بڑے مرزا صاحب نے کہا کہ جاؤ غلام احمد کو بلالاؤ۔ایک انگریز حاکم میرا واقف ضلع میں آیا ہے اس کا منشاء ہو تو کسی اچھے عہدہ پر نوکر کرادوں۔جھنڈا سنگھ کہتا تھا کہ میں مرزا صاحب کے پاس گیا تو دیکھا کہ چاروں طرف کتابوں کا ڈھیر لگا کر اس کے اندر بیٹھے ہوئے کچھ مطالعہ کر رہے ہیں۔ میں نے بڑے مرزا صاحب کا پیغام پہنچادیا۔مرزا صاحب آئے اور جواب دیا میں تو نوکر ہوگیا

ہوں۔ بڑے مرزا صاحب کہنے لگے کہ اچھا کیا واقعی نوکر ہو گئے ہو؟ مرزا صاحب نے کہا ہاں نوکر ہو گیا ہوں۔ اس پر بڑے مرزا صاحب نے کہا اچھا اگر نوکر ہو گئے ہو تو خیر ہے۔'' (سیرت المہدی حصہ اوّل ص۳۶، روایت نمبر۵۱، جدید ج۱ حصہ اوّل ص۴۳، روایت نمبر۵۲)

(۵) انٹروڈکشن

''خاکسار عرض کرتا ہے کہ گو براہین احمدیہ کی تالیف اور اس کے متعلق مواد جمع کرنے کا کام پہلے سے ہو رہا تھا مگر براہین احمدیہ کی اصل تصنیف اور اس کی اشاعت کی تجویز ۱۸۷۹ء سے شروع ہوئی اور آخری حصہ چہارم ۱۸۸۴ء میں شائع ہوا۔ براہین کی تصنیف سے پہلے حضرت مسیح موعود ایک گمنامی کی زندگی بسر کرتے تھے اور گوشہ نشینی میں درویشانہ حالت تھی۔ گو براہین سے قبل بعض اخباروں میں مضامین شائع کرنے کا سلسلہ آپ نے شروع فرمادیا تھا اور اس قسم کے اشتہارات سے آپ کا نام ایک گونہ پبلک میں بھی آ گیا تھا۔ مگر بہت کم، ہاں! اپنے ملنے والوں میں آپ کی تبلیغ وتعلیم کا دائرہ عالم شباب سے ہی شروع نظر آتا ہے...... پبلک میں آپ نے تصنیف براہین سے صرف کچھ قبل یعنی ۷۸-۱۸۷۷ء میں آنا شروع کیا اور مضامین شائع کرنے شروع فرمائے اور تبلیغی خطوط کا دائرہ بھی وسیع کیا۔ مگر دراصل مستقل طور پر براہین احمدیہ کے اشتہار نے ہی سب سے پہلے آپ کو ملک کے سامنے کھڑا کیا اور اس طرح علم دوست اور مذہبی امور سے لگاؤ رکھنے والے طبقہ میں آپ کا انٹروڈکشن ہوا۔'' (سیرت المہدی حصہ اوّل ص۸۶، روایت نمبر۱۱۳، جدید ج۱ حصہ اوّل ص۹۳، روایت نمبر۱۱۶)

(۶) علمی امداد

''آپ کا افتخار نامہ محبت آموز عز ورود لایا۔ اگرچہ مجھ کو پہلے سے بہ نیت الزام خصم اجتماع براہین قطعیہ واثبات نبوت وحقیقت قرآن شریف میں ایک عرصہ سے سرگرمی تھی، مگر جناب کا ارشاد ہو جب گرم جوشی وباعث اشتعال شعلہ حمیت اسلام ہوا اور موجب تقویت وتوسیع حوصلہ خیال کیا گیا کہ جب آپ سا اولوالعزم صاحب فضیلت دینی ودنیوی تہہ دل سے حامی ہو اور تائید دین حق میں دلی گرمی کا اظہار فرمادے تو بلاشتہ ریب اس کو تائید میں خیال کرنا چاہئے۔ جزاکم اللہ نعم الجزاء! ماسوا اس کے اگر اب تک کچھ دلائل یا مضامین آپ نے نتائج طبع عالی سے جمع فرمائے ہوں تو وہ بھی مرحمت فرمادیں۔''

(مرزا غلام احمد قادیانی کا مکتوب بنام مولوی چراغ علی مرحوم، منقول از سیر المصنّفین، مؤلفہ محمد یحییٰ تنہا)

''آپ کے مضمون اثبات نبوت کی اب تک میں نے انتظار کی۔ پر اب تک نہ کوئی عنایت نامہ اور نہ کوئی مضمون بھیجا۔ اس لئے آج مکرر تکلیف دیتا ہوں کہ براہ عنایت بزرگانہ بہت جلد مضمون اثبات حقانیت فرقان مجید تیار کر کے میرے پاس بھیج دیں اور میں نے ایک کتاب جو دس حصے پر مشتمل ہے تصنیف کی ہے اور نام اس کا براہین احمدیہ علیٰ حقانیت کتاب اللہ القرآن والنبوۃ المحمدیہ رکھا ہے اور صلاح یہ ہے کہ آپ کے فوائد بھی اس میں درج کروں اور اپنے مختصر کلام کو اس سے زیب وزینت بخشوں۔ سو اس امر میں آپ توقف نہ فرمائیں اور جہاں تک جلد ہو سکے مجھ کو مضمون مبارک اپنے سے ممنون فرمادیں۔''

(مرزا غلام احمد قادیانی کا مکتوب بنام مولوی چراغ علی مرحوم، منقول از سیر المصنّفین، مؤلفہ محمد یحییٰ تنہا)

(۷) پہلا سودا

''اخوان دیندار ومؤمنین غیرت شعار وحامیان دین اسلام ومتبعین سنت خیر الانام پر روشن ہو کہ اس خاکسار نے ایک کتاب متضمن اثبات حقانیت قرآن وصداقت دین اسلام ایسی تالیف کی ہے جس کے مطالعہ کے بعد طالب حق سے بجز قبولیت اسلام اور کچھ نہ بن

پڑے اوراس کے جواب میں قلم اٹھانے کی کسی کو جرأت نہ ہو سکے...... پہلے ہم نے اس کتاب کا ایک حصہ پندرہ جزو میں تصنیف کیا بغرض تکمیل تمام ضروری امروں کے نو حصے اور زیادہ کر دیئے جن کے سبب سے تعداد کتاب ڈیڑھ سو جزو ہوگئی۔ ہر ایک حصہ اس کا ایک ایک ہزار نسخہ چھپے تو چورانوے روپے صرف ہوتے ہیں۔ پس کل حصص کتاب نوسو چالیس روپیہ سے کم میں چھپ نہیں سکتے۔ ازاں جا کہ ایسی بڑی کتاب کا چھپ کر شائع ہونا بجز معاونت مسلمان بھائیوں کے بڑا مشکل امر ہے اور ایسے اہم کام میں اعانت کرنے میں جس قدر ثواب ہے وہ ادنیٰ اہل اسلام پر بھی مخفی نہیں لہٰذا اخوان مومنین سے درخواست ہے کہ اس کار خیر میں شریک ہوں اور اس کے مصارف طبع میں معاونت کریں۔ اغنیاء لوگ اگر اپنے مطبخ کے ایک دن کا خرچ بھی عنایت فرمائیں تو یہ کتاب بہ سہولت چھپ جائے گی۔ ورنہ یہ مہر درخشاں چھپا رہے گا، یا یوں کریں کہ ہر ایک اہل وسعت بہ نیت خریداری کتاب پانچ پانچ روپیہ مع اپنی درخواستوں کے راقم کے پاس بھیج دیں۔ جیسی جیسی کتاب چھپتی جائے گی ان کی خدمت میں ارسال ہوتی رہے گی۔ غرض انصار اللہ بن کر اس نہایت ضروری کام کو جلد تر بسرانجام پہنچادیں اور نام اس کتاب کا ”البراہین الاحمدیہ علی حقیقۃ کتاب اللہ القرآن والنبوۃ المحمدیہ“ رکھا گیا ہے۔ خدا اس کو مبارک کرے اور گمراہوں کو اس کے ذریعہ سے اپنی سیدھی راہ پر چلاوے۔ (آمین)“

(مرزا قادیانی کا اشتہار بابت ماہ اپریل ۱۸۷۹ء، مندرجہ تبلیغ رسالت ج۱ ص۸ (ب، ج)، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۰ تا ۱۲، جدید مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۶، ۱۷)

”ہم نے صدہا طرح کا فتور اور فساد دیکھ کر کتاب براہین احمدیہ کو تالیف کیا تھا اور کتاب موصوف میں تین سو مضبوط اور محکم عقلی دلیل سے صداقت اسلام کو فی الحقیقت آفتاب سے بھی زیادہ تر روشن دکھلایا گیا۔“ (براہین احمدیہ حصہ دوم ص(ب)، خزائن ج۱ ص۶۲)

”اب ہر یک مومن کے لئے خیال کرنے کا مقام ہے کہ جس کتاب کے ذریعہ سے تین سو دلائل عقلی حقیقت قرآن شریف پر شائع ہوں گے اور تمام مخالفین کے شبہات کو دفع اور دور کیا جائے گا وہ کتاب کیا کچھ بندگان خدا کو فائدہ پہنچائے گی اور کیسا فروغ اور جاہ وجلال اسلام کا اس کی اشاعت سے چمکے گا۔“ (براہین احمدیہ حصہ دوم ص(د، ہ)، خزائن ج۱ ص۶۷)

”اس کتاب میں ایسی دھوم دھام سے حقانیت اسلام کا ثبوت دکھلایا گیا ہے کہ جس سے ہمیشہ کے مجادلات کا خاتمہ فتح عظیم کے ساتھ ہو جائے گا۔ اس کتاب کی اعانت طبع کے لئے جس قدر ہم نے لکھا ہے وہ محض مسلمانوں کی ہمدردی سے لکھا گیا ہے۔ کیونکہ ایسی کتاب کے مصارف جو ہزار ہا روپیہ کا معاملہ ہے اور جس کی حقیقت بھی بہ نیت عام فائدہ مسلمانوں کے نصف سے بھی کم کر دی گئی ہے۔ یعنی پچیس روپیہ میں سے صرف دس روپیہ رکھے گئے ہیں۔ وہ کیونکر بغیر اعانت عالی ہمت مسلمانوں کے انجام پذیر ہو۔“

(براہین احمدیہ حصہ دوم ص(و)، خزائن ج۱ ص۶۹)

”اس جگہ یہ امر بھی واجب الاطلاع ہے کہ پہلے یہ کتاب صرف تیس پینتیس جزو تک تالیف ہوئی تھی اور پھر سو جزو تک بڑھا دی گئی اور دس روپیہ عام مسلمانوں کے لئے اور پچیس روپیہ دوسری قوموں اور خواص کے لئے مقرر ہوئی، مگر اب یہ کتاب بوجہ احاطہ جمیع ضروریات تحقیق وتدقیق اور اتمام حجت کے لئے تین سو جزو تک پہنچ گئی ہے۔ جس کے مصارف پر نظر کر کے یہ واجب معلوم ہوتا تھا کہ آئندہ قیمت کتاب سو روپیہ رکھی جائے۔ مگر بباعث پست ہمتی اکثر لوگوں کے یہی قرین مصلحت معلوم ہوا کہ اب وہی قیمت مقررہ سابقہ کہ گویا کچھ بھی نہیں۔ ایک دوامی قیمت قرار پاوے اور لوگوں کو ان کے حوصلہ سے زیادہ تکلیف دے کر پریشان خاطر نہ کیا جائے۔ لیکن خریداروں کو یہ استحقاق نہیں ہوگا کہ جو بطور حق واجب کے اس قدر اجزاء کا مطالبہ کریں بلکہ جو اجزاء زائد از حق واجب ان کو پہنچیں گے وہ محض للہ فی اللہ

ہوں گے اور ان کا ثواب ان لوگوں کو پہنچے گا کہ جو خالصاً للہ اس کام کے انجام کے لئے مدد کریں گے اور واضح رہے کہ اب یہ کام صرف ان لوگوں کی ہمت سے انجام پذیر نہیں ہوسکتا جو مجرد خریدار ہونے کی وجہ سے ایک عارضی جوش رکھتے ہیں بلکہ اس وقت کئی ایک ایسی عالی ہمتوں کی توجہات کی حاجت ہے کہ جن کے دلوں میں ایمانی غیوری کے باعث سے حقیقی اور واقعی جوش ہے اور جن کے بے بہا ایمان صرف خرید وفروخت کے تنگ ظرف میں نہیں سما سکتا بلکہ اپنے مالوں کے عوض میں بہشت جاودانی خریدنا چاہتے ہیں۔‘‘

(مرزا قادیانی کا اشتہار براہین احمدیہ حصہ سوم ابتدائی ٹائٹل، خزائن ج۱ ص۱۳۴،۱۳۵)

’’چونکہ کتاب اب تین سو جزو تک بڑھ گئی ہے، لہٰذا ان خریداروں کی خدمت میں جنہوں نے اب تک کچھ قیمت نہیں بھیجی یا پوری قیمت نہیں بھیجی التماس ہے کہ اگر کچھ نہیں تو صرف اتنی مہربانی کریں کہ بقیہ قیمت بلاتوقف بھیج دیں، کیونکہ جس حالت میں اب اصلی قیمت کتاب کی سو روپیہ ہے اور اس کے عوض دس یا پچیس روپیہ قیمت قرار پائی پس اگر یہ ناچیز قیمت بھی مسلمان لوگ بطور پیشگی ادا نہ کریں تو پھر گویا وہ کام کے انجام سے آپ مانع ہوں گے۔‘‘

(اشتہار ۱۸۸۲ء، براہین احمدیہ حصہ سوم، ابتدائی ٹائٹل، خزائن ج۱ ص۱۳۶، مندرجہ تبلیغ رسالت ج۱ ص۲۵، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۳۴، جدید مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۶۴)

’’بعد ما وجب گزارش ضروری یہ ہے کہ عاجز مؤلف براہین احمدیہ حضرت قادر مطلق جل شانہ کی طرف سے مامور ہوا ہے کہ نبی ناصری اسرائیل (مسیح) کے طرز کمال مسکینی، فروتنی، غربت وتذلل وتواضع سے اصلاح خلق کے لئے کوشش کرے اور ان لوگوں کو جو راہ راست سے بے خبر ہیں صراط مستقیم …… دکھادے۔ اسی غرض سے کتاب براہین احمدیہ تالیف پائی ہے جس کی ۳۷ جز چھپ کر شائع ہوچکی ہیں اور اس کا خلاصہ مطلب اشتہار ہمراہی خط ہذا میں مندرج ہے۔ لیکن چونکہ پوری کتاب کا شائع ہونا ایک طویل مدت پر موقوف ہے۔ اس لئے یہ قرار پایا ہے کہ بالفعل بغرض اتمام حجت یہ خط (جس کی ۲۴۰ کاپی چھپوائی گئی ہے معہ اشتہار انگریزی) جس کی آٹھ ہزار کاپی چھپوائی گئی ہے۔ شائع کیا جائے …… بالآخر یہ عاجز حضرت خداوند کریم جل شانہ کا شکر ادا کرتا ہے کہ جس نے اپنے سچے دین کے براہین ہم پر ظاہر کئے اور پھر ان کی اشاعت کے لئے ایک آزاد سلطنت کی حمایت میں جو گورنمنٹ انگلشیہ ہے ہم کو جگہ دی۔ اس گورنمنٹ کا بھی حق شناسی کی رو سے یہ عاجز شکریہ ادا کرتا ہے۔‘‘ (اشتہار مندرجہ تبلیغ رسالت ج۱ ص۱۱ تا ۱۳، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۰ تا ۲۲، جدید مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۵،۲۶)

’’مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح بن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں اور ایک کو دوسرے سے بہ شدت مناسبت ومشابہت ہے اور اس کو خواص انبیاء ورسل کے نمونے پر محض بہ برکت متابعت حضرت خیرالبشر وافضل الرسل ﷺ ان بہتوں پر اکابر اولیاء سے فضیلت دی گئی ہے کہ جو اس سے پہلے گزر چکے ہیں اور اس کے قدم پر چلنا موجب نجات وسعادت وبرکت اور اس کے برخلاف چلنا موجب بعد وحرماں ہے۔ یہ سب ثبوت کتاب براہین احمدیہ کے پڑھنے سے کہ جو منجملہ تین سو جزو کے قریب ۳۷ جزو کے چھپ چکی ہے ظاہر ہوتے ہیں اور طالب حق کے لئے خود مصنف پوری پوری تسلی وتشفی کرنے کو ہر وقت مستعد اور حاضر ہے …… اے خداوند کریم تمام قوموں کے مستعد دلوں کو ہدایت بخش …… بالخصوص قوم انگریز جنہوں نے ابھی تک اس آفتاب صداقت سے کچھ روشنی حاصل نہیں کی اور جس کی شائستہ اور مہذب اور بارحم گورنمنٹ نے ہم کو اپنے احسانات اور دوستانہ معاونت سے ممنون کر کے اس بات کے لئے دلی جوش بخشا ہے کہ ہم ان کے دنیا ودین کے لئے دلی جوش سے بہبودی وسلامتی چاہیں۔‘‘

(مرزا قادیانی کا اشتہار مندرجہ تبلیغ رسالت ج۱ ص۱۵،۱۶، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۴،۲۵، جدید مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۸)

’’تھوڑا عرصہ گزرا ہے کہ بعض صاحبوں نے مسلمانوں میں سے اس مضمون کی بابت کہ جو حصہ سوم کے ساتھ گورنمنٹ انگریزی کے شکر کے بارے میں شامل ہے اعتراض کیا اور بعض نے خطوط بھی بھیجے اور بعض نے سخت اور درشت لفظ بھی لکھے کہ انگریزی عملداری کو دوسری عملداریوں پر کیوں ترجیح دی لیکن ظاہر ہے کہ جس سلطنت کو اپنی شائستگی اور حسن انتظام کے رو سے ترجیح ہو اس کو کیونکر چھپا سکتے ہیں...... سو اس عاجز نے جس قدر حصہ سوم کے پرچہ مشمولہ میں انگریزی گورنمنٹ کا شکر ادا کیا ہے۔ وہ صرف اپنے ذاتی خیال سے ادا نہیں کیا بلکہ قرآن شریف اور احادیث نبوی کی ان بزرگ تاکیدوں نے جو اس عاجز کے پیش نظر ہیں مجھ کو اس شکر ادا کرنے پر مجبور کیا۔‘‘

(مرزا قادیانی کا اشتہار ۱۸۸۴ء، مندرجہ براہین احمدیہ حصہ چہارم ص (الف)، خزائن ج۱ ص۳۱۶)

’’ابتداء میں جب یہ کتاب تالیف کی گئی تھی اس وقت اس کی کوئی اور صورت تھی، پھر بعد اس کے قدرت الٰہیہ کی ناگہانی تجلی نے اس احقر عباد کو موسیٰ کی طرح ایک ایسے عالم سے خبر دی جس سے پہلے خبر نہ تھی، یعنی یہ عاجز بھی حضرت ابن عمران کی طرح اپنے خیالات کی شب تاریک میں سفر کر رہا تھا کہ یک دفعہ پردہ غیب سے ’’انی انا ربک‘‘ کی آواز آئی اور ایسے اسرار ظاہر ہوئے کہ جن تک عقل اور خیال کی رسائی نہ تھی۔ سو اب اس کتاب کا متولی اور مہتمم ظاہراً اور باطناً حضرت رب العالمین ہے اور کچھ معلوم نہیں کہ کس اندازہ اور مقدار تک اس کو پہنچانے کا ارادہ ہے اور سچ تو یہ ہے کہ جس قدر اس نے جلد چہارم تک انوار حقیقت اسلام کے ظاہر کئے ہیں یہ بھی اتمام حجت کے لئے کافی ہیں...... اس جگہ ان نیک دل ایمانداروں کا شکر کرنا لازم ہے جنہوں نے اس کتاب کے طبع ہونے کے لئے آج تک مدد دی ہے۔ خداتعالیٰ ان سب پر رحم کرے...... بعض صاحبوں نے اس کتاب کو محض خرید وفروخت کا ایک معاملہ سمجھا ہے اور بعض کے سینوں کو خدا نے کھول دیا اور صدق اور ارادت کو ان کے دلوں میں قائم کر دیا ہے۔ لیکن مؤخر الذکر ہنوز وہی لوگ ہیں کہ جو استطاعت مالی بہت کم رکھتے ہیں اور سنت اللہ اپنے پاک نبیوں سے بھی یہی رہی ہے کہ اوّل اوّل ضعفاء اور مساکین ہی رجوع کرتے رہے ہیں۔‘‘

(مرزا قادیانی کا اشتہار ’’ہم اور ہماری کتاب‘‘ براہین احمدیہ حصہ چہارم آخری ٹائٹل، خزائن ج۱ ص۶۷۳)

’’اس خداوند عالم کا کیا کیا شکر ادا کیا جائے کہ جس نے اوّل مجھ ناچیز کو محض اپنے فضل اور کرم اور عنایت غیبی سے اس کتاب کی تالیف اور تصنیف کی توفیق بخشی اور پھر اس تصنیف کے شائع کرنے اور پھیلانے اور چھپوانے کے لئے اسلام کے عمائد اور بزرگوں اور اکابر اور امیروں اور دیگر بھائیوں اور مومنوں اور مسلمانوں کو شائق اور راغب اور متوجہ کر دیا۔ پس اس جگہ ان تمام حضرات معاونین کا شکر کرنا بھی واجبات سے ہے کہ جن کی کریمانہ توجہات سے میرے مقاصد دینی ضائع ہونے سے سلامت رہے اور میری محنتیں برباد جانے سے بچ رہیں۔ میں ان صاحبوں کی اعانتوں سے ایسا ممنون ہوں کہ میرے پاس وہ الفاظ نہیں کہ جن سے میں ان کا شکر ادا کر سکوں۔ بالخصوص جب میں دیکھتا ہوں کہ بعض صاحبوں نے اس کار خیر کی تائید میں بڑھ بڑھ کے قدم رکھے ہیں اور بعض نے زائد اعانتوں کے لئے اور بھی مواعید فرمائے ہیں تو یہ میری ممنونی اور احسان مندی اور بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔‘‘

(التماس ضروری از مؤلف کتاب براہین احمدیہ حصہ اوّل ص (الف)، خزائن ج۱ ص۵)

(۸) براہین احمدیہ میں ترتیب مضامین

(۱) حصہ اوّل ص ۱ تا ص ۸۲

(۲) دیباچہ ونظم وغیرہ ص ۱ تا ص ۱۶

(ب) اشتہار بہ خط جلی ص ۱۷ تا ص ۵۲

(ج) مرزا صاحب کے حالات از معراج الدین عمر قادیانی ص ۵۳ ص ۸۲ (ا تا ش)

(۲) حصہ دوم ص ۸۳ تا ص ۱۳۸

(۲) مقدمہ

''صاحبو اگر آپ لوگوں کے نزدیک انصاف بھی کچھ چیز ہے اور عقل بھی کوئی شے قابل لحاظ ہے تو یا تو ایسی دلائل صدق اور راستی کی کہ جن پر قرآن شریف مشتمل ہے جن کو ہر فصل اوّل سے لکھنا شروع کریں گے۔ کسی اپنی کتاب سے نکال کر دکھلاؤ اور یا حیا اور شرم کی صفت کو عمل میں لا کر زبان درازی چھوڑو اور اگر خدا کا کچھ خوف ہے اور نجات کی کچھ خواہش ہے تو ایمان لاؤ۔ اب یہ مقدمہ ختم ہو گیا اور جس قدر ہم نے مطالب بالائی لکھنے تھے سب لکھ چکے۔ بعد اس کے اصل مطلب کتاب کا شروع ہوگا اور دلائل حقیقت قرآن شریف اور صدق نبوت آنحضرت کی بسط اور تفصیل سے بیان کی جائیں گی۔'' (براہین احمدیہ حصہ دوم ص ۱۲۸، خزائن ج ۱ ص ۱۲۱، ۱۲۲)

(۳) حصہ سوم ص ۱۳۹ تا ص ۲۷۸

(۲) پہلی فصل

''ان براہین کے بیان میں جو قرآن شریف کی حقیقت اور افضلیت پر بیرونی اور اندرونی شہادتیں ہیں، قبل از تحریر براہین فصل ہذا کے چند ایسے امور کا بطور تمہید بیان کرنا ضروری ہے جو دلائل آتیہ کے اکثر مطالب دریافت کرنے اور ان کی کیفیت اور ماہیت سمجھنے کے لئے قواعد کلیہ ہیں۔ چنانچہ ذیل میں وہ سب تمہیدیں لکھی جاتی ہیں۔'' (براہین احمدیہ حصہ سوم ص ۱۳۹، خزائن ج ۱ ص ۱۴۳)

(۱) تمہید اوّل ص ۱۳۹

(۲) تمہید دوم ص ۱۳۹ تا ص ۱۴۵

(۳) تمہید سوم، مع حاشیہ وحاشیہ درحاشیہ ص ۱۴۵ تا ۲۷۸

(۴) حصہ چہارم، ص ۲۷۹ تا ۵۶۲

(۱) تمہید سوم مسلسل مع حاشیہ وحاشیہ درحاشیہ ص ۲۷۹ تا ۳۸۱

(۲) تمہید چہارم مع حاشیہ وحاشیہ درحاشیہ ص ۳۸۱ تا ۴۲۷

(۳) تمہید پنجم مع حاشیہ وحاشیہ درحاشیہ ص ۴۲۸ تا ۴۶۶

(۴) تمہید ششم مع حاشیہ وحاشیہ درحاشیہ ص ۴۶۷ تا ۴۶۹

(۵) تمہید ہفتم مع حاشیہ وحاشیہ درحاشیہ ص ۴۷۰ تا ۴۹۸

(۶) تمہید ہشتم مع حاشیہ وحاشیہ درحاشیہ ص ۴۹۹ تا ۵۱۲

اب ان تمہیدات کے بعد دلائل حقیقت قرآن شریف کے لکھے جاتے ہیں۔ (براہین احمدیہ حصہ چہارم ص ۵۱۲، خزائن ج ۱ ص ۶۱۱)

(ب) باب اوّل

ان براہین کے بیان میں جو قرآن شریف کی حقیقت اور افضلیت پر بیرونی شہادتیں متن مع حاشیہ وحاشیہ درحاشیہ ص ۵۱۳ تا ص ۵۶۲

(اوّل حصہ اوّل تا حصہ چہارم ختم)

(۵) حصہ پنجم ص ا تا ص ۱۳۱، ص ا تا ص ۲۳۱

(الف) براہین احمدیہ ص ا تا ص ۱۳۱

(ب) ضمیمہ براہین احمدیہ ص ا تا ص ۲۳۱

''بالآخر یہ بھی یادرہے کہ جو براہین احمدیہ کے بقیہ حصہ (پنجم) کے چھاپنے میں تیئیس برس تک التوا رہا یہ التوا بے معنی اور فضول نہ تھا، بلکہ اس میں یہ حکمت تھی کہ تا اس وقت تک پنجم حصہ دنیا میں شائع نہ ہو جب تک کہ وہ تمام امور ظاہر ہو جائیں جن کی نسبت براہین احمدیہ کے پہلے حصوں میں پیش گوئیاں ہیں۔ کیونکہ براہین احمدیہ کے پہلے (چار) حصے عظیم الشان پیش گوئیوں سے بھرے ہوئے ہیں اور پنجم حصہ کا عظیم الشان مقصد یہی تھا کہ وہ موعودہ پیش گوئیاں ظہور میں آجائیں۔'' (دیباچہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۷، خزائن ج ۲۱ ص ۸)

(۹) حصہ پنجم کا قصہ

''بحمد للہ آخر ایں کتابم مکمل شد بفضل آں جنابم

امابعد واضح ہو کہ یہ براہین احمدیہ کا پانچواں حصہ ہے کہ جو اس دیباچہ کے بعد لکھا جائے گا۔ خدا تعالیٰ کی حکمت و مصلحت سے ایسا اتفاق ہوا کہ چار حصے اس کتاب کے چھپ کر پھر تخمیناً تیئیس برس تک اس کتاب کا چھپنا ملتوی رہا اور عجیب تر یہ کہ اسّی (۸۰) کے قریب اس مدت میں، میں نے کتابیں تالیف کیں جن میں سے بعض بڑے بڑے حجم کی تھیں۔ لیکن اس کتاب کی تکمیل کے لئے توجہ پیدا نہ ہوئی اور کئی مرتبہ دل میں یہ درد پیدا بھی ہوا کہ براہین احمدیہ کے ملتوی رہنے پر ایک زمانہ دراز گزر گیا، مگر باوجود کوشش بلیغ اور باوجود اس کے خریداروں کی طرف سے بھی کتاب کے مطالبہ کے لئے سخت الحاح ہوا اور اس مدت مدید اور اس قدر زمانہ التواء میں مخالفوں کی طرف سے بھی وہ اعتراض مجھ پر ہوئے کہ جو بدظنی و بدزبانی کے گند سے حد سے زیادہ آلودہ تھے اور بوجہ امتداد مدت درحقیقت وہ دلوں میں پیدا ہو سکتے تھے، مگر پھر بھی قضا قدر کے مصالح نے مجھے یہ توفیق نہ دی کہ میں اس کتاب کو پورا کرسکتا۔'' (دیباچہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱، خزائن ج ۲۱ ص ۲)

''میں نے پہلے ارادہ کیا تھا کہ اثبات حقیقت اسلام کے لئے تین سو دلیل براہین احمدیہ میں لکھوں۔ لیکن جب میں نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ دو قسم کے دلائل ہزار ہا نشانوں کے قائم مقام ہیں۔ پس خدا نے میرے دل کو اس ارادہ سے پھیر دیا اور مذکورہ بالا دلائل کے لکھنے کے لئے مجھے شرح صدر عنایت کیا...... سو میں ان شاء اللہ تعالیٰ یہی دونوں قسم کے دلائل اس کتاب میں لکھ کر اس کتاب کو پورا کروں گا۔'' (دیباچہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۵، خزائن ج ۲۱ ص ۶، ۷)

''پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا مگر پچاس سے پانچ پر اکتفاء کیا گیا اور چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے اس لئے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہوگیا۔'' (دیباچہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۷، خزائن ج ۲۱ ص ۹)

(۱۰) کلام الٰہی میں توقف

''اس توقف کو بطور اعتراض پیش کرنا محض لغو ہے۔ قرآن شریف بھی باوجود کلام الٰہی ہونے کے تیئیس برس میں نازل ہوا، پھر اگر خدا تعالیٰ کی حکمت نے بعض مصالح کی غرض سے براہین احمدیہ کی تکمیل میں توقف ڈال دی تو اس میں کون سا حرج ہوا اور اگر یہ خیال ہے کہ بطور پیشگی خریداروں سے روپیہ لیا گیا تھا تو ایسا خیال کرنا بھی حمق اور ناواقفی کے باعث ہوگا۔ کیونکہ اکثر براہین احمدیہ کا حصہ مفت تقسیم کیا گیا

ہے اور بعض سے پانچ روپیہ لئے گئے وہ صرف چند آدمی ہیں اور پھر باوجود اس قیمت کے جوان حصص براہین احمدیہ کے مقابل پر جو منطبع ہو کر خریداروں کو دیئے گئے ہیں کچھ بہت نہیں ہے بلکہ عین موزوں ہے۔ اعتراض کرنا سراسر کمینگی اور سفاہت ہے۔ لیکن پھر بھی ہم نے بعض جاہلوں کے ناحق شور وغوغا کا خیال کر کے دو مرتبہ اشتہار دے دیا کہ جو شخص براہین احمدیہ کی قیمت واپس لینا چاہے وہ ہماری کتابیں ہمارے حوالے کرے اور اپنی قیمت لے لے، چنانچہ وہ تمام لوگ جو اس قسم کی جہالت اپنے اندر رکھتے تھے انہوں نے کتابیں بھیج دیں اور قیمت واپس لے لی اور بعض نے کتابوں کو بہت خراب کر کے بھیجا مگر پھر بھی ہم نے قیمت دے دی اور کئی دفعہ ہم لکھ چکے ہیں کہ ہم ایسے کمینہ طبعوں کی ناز برداری کرنا نہیں چاہتے اور ہر ایک وقت قیمت واپس دینے پر تیار ہیں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ ایسے دنی الطبع لوگوں سے خدا نے ہم کو فراغت بخشی۔'' (ایام صلح ص ۱۷۳، خزائن ج ۱۴ ص ۴۲۱، ۴۲۲)

(۱۱) وعدہ سے گریز

''اب یہ سلسلہ تالیف (براہین احمدیہ) کتاب بوجہ الہامات الٰہیہ دوسرا رنگ پکڑ گیا ہے اور اب ہماری طرف سے کوئی ایسی شرط نہیں کہ کتاب تین سو جز تک ضرور پہنچے بلکہ جس طور سے خدائے تعالیٰ مناسب سمجھے گا کم یا زیادہ بغیر لحاظ پہلی شرائط کے اس کو انجام دے گا کہ یہ سب کام اسی کے ہاتھ میں اور اسی کے امر سے ہے۔'' (اشتہار واجب الاظہار سرمہ چشم آریہ ابتدائی ٹائٹل، خزائن ج ۲ ص ۴۸)

(۱۲) کتابی کاروبار

''چونکہ طبع کتاب ازالہ اوہام میں معمول سے زیادہ مصارف ہو گئے ہیں اور مالک مطبع اور کاتب کا حساب بیباق کرنے کے لئے روپیہ کی ضرورت ہے۔ لہٰذا بخدمت جمیع مخلص دوستوں کے التماس ہے کہ حتی الوسع اس کتاب کی خریداری سے بہت جلد مدد دیں جو صاحب چند نسخے خرید سکتے ہیں وہ بجائے ایک کے اس قدر نسخے خرید لیں جس قدر ان کو خریدنے کی خداداد مقدرت حاصل ہے اور اس جگہ اخویم مکرم مولوی حکیم نورالدین صاحب معالج ریاست جموں کی نئی امداد جو انہوں نے کئی نوٹ اس وقت بھیجے قابل اظہار ہے۔ خدا تعالیٰ ان کو جزائے خیر بخشے۔'' (مرزا قادیانی کا اشتہار مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۲ ص ۴۷، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۸۷، جدید مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۰۸)

''ہمارے پاس کچھ جلدیں رسالہ فتح اسلام وتوضیح مرام موجود ہیں جن کی قیمت ایک روپیہ ہے اور کچھ جلدیں کتاب ازالہ اوہام موجود ہیں جن کی قیمت فی جلد تین روپیہ ہے۔ محصول ڈاک علاوہ ہے جو صاحب خرید کرنا چاہیں منگوالیں پتہ یہ ہے۔ قادیان ضلع گورداسپور، بنام راقم رسالہ ہذا (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) یا اگر چاہیں تو بمقام پٹیالہ میر ناصر نواب صاحب نقشہ نویس دفتر نہر (یعنی مرزا قادیانی کے خسر) سے لے سکتے ہیں اور نیز یہ کتابیں پنجاب پریس سیالکوٹ میں مولوی غلام قادر صاحب فصیح مالک مطبع کے پاس بھی موجود ہیں۔ وہاں سے بھی منگوا سکتے ہیں۔''

(مرزا قادیانی کا اعلان تبلیغ رسالت ج ۲ ص ۸۷، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۳۰۴، جدید مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۴۸)

(۱۳) باہمی تعاون

''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) تبلیغ لکھ رہے تھے جو کتاب آئینہ کمالات اسلام میں شامل ہے۔ یہ عربی زبان میں پہلی مستقل کتاب ہے جو آپ نے لکھی تھی۔ اس کا مسودہ لکھ کر آپ حضرت حکیم الامتہ (حکیم نورالدین) کو بھیج دیا کرتے کہ وہ پڑھ لیں اور پھر حضرت مولوی عبدالکریم کو فارسی ترجمہ کے لئے بھیج دیا جاتا تھا۔'' (الفضل قادیان ج ۱۶ نمبر ۵۶ ص ۵ کالم ۳، مؤرخہ ۱۵ جنوری ۱۹۲۹ء)

''نیز مولوی صاحب موصوف (شیر علی) بیان کرتے ہیں کہ حضرت (مرزا قادیانی) عربی کتابوں کی کاپیاں اور پروف حضرت خلیفہ اوّل (نورالدین) اور مولوی محمد احسن صاحب صاحب کے پاس بھی بھیجا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر کسی جگہ اصلاح ہو سکے تو کر دیں۔ حضرت خلیفہ اوّل تو پڑھ کر اسی طرح واپس فرما دیتے تھے، لیکن مولوی محمد احسن صاحب بڑی محنت کر کے اس میں بعض جگہ اصلاح کے طریق پر لفظ بدل دیتے تھے۔ مولوی شیر علی صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے ایک وقت فرمایا کہ مولوی محمد احسن صاحب اپنی طرف سے تو اصلاح کرتے ہیں، مگر میں دیکھتا ہوں کہ میرا لکھا ہوا لفظ زیادہ برمحل اور فصیح ہوتا ہے اور مولوی صاحب کا کمزور ہوتا ہے۔ لیکن میں کہیں کہیں ان کا لکھا ہوا لفظ بھی رہنے دیتا ہوں تا ان کی دل شکنی نہ ہو کہ ان کے لکھے ہوئے سب الفاظ کاٹ دیئے۔''

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۷۵، روایت نمبر ۱۰۱، جدید ج ۱ حصہ اوّل ص ۸۲، ۸۳، روایت نمبر ۱۰۴)

''حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء باوجودیکہ مسیح موعود، مہدی معہود تھے علوم ظاہر میں خاکسار سے استفسار اور استشارہ فرمایا کرتے تھے۔'' (مولوی محمد احسن امروہی قادیانی) (الفضل قادیان ج ۴ نمبر ۴۸، ۴۹ ص ۷ کالم ۳، مؤرخہ ۱۹-۲۲ ردسمبر ۱۹۱۶ء)

(۱۴) شیخ فانی

''حضرت مخدومنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ اس مقام میں یہ تعلیم فرماتے ہیں کہ سالک میں حقیقت فنا کی تب محقق ہوتی ہے اور تب ہی وہ اس لائق ہوتا ہے کہ مورد معارف اللہ ہو جب تین طور کا انقطاع حاصل ہو جائے اوّل انقطاع خلق اللہ سے، اور وہ اس طرح پر حاصل ہوتا ہے کہ حکم الٰہی کو جو قضاوقدر ہے تمام مخلوقات پر نافذ سمجھے اور ہر ایک بندے کو پنجہ تقدیر کے نیچے مقہور اور مغلوب یقین کرے۔ لیکن اس جگہ یہ عاجز صرف اس قدر کہنا چاہتا ہے کہ...... اگرچہ علوم لدنیہ اور کشوف صادقہ وتائیدات خاصۃ اللہ وتوجہات جلیلہ صمدیہ غیرفانی کو ذاتی طور پر حاصل نہیں ہو سکتے لیکن بہ توسط صحبت شیخ فانی حاصل ہو سکتے ہیں۔ یعنی اگرچہ براہ راست نہیں لیکن سالک اپنے شیخ کامل میں ان تمام تائیدات سماویہ کو معائنہ ومشاہدہ کرتا ہے۔ پس یہی مشاہدہ اس کے یقین کی کمالیت کا موجب ہو جاتا ہے۔ اگر جلدی نہیں تو ایک زمانہ دراز کی صحبت سے ضرور شکوک وشبہات کی تاریکی دل پر سے اٹھ جاتی ہے۔ اسی جہت سے فانیوں کی صحبت کے لئے قرآن شریف میں سخت تاکید ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''کونوا مع الصادقین ای کونوا مع الفانین والصادقون هم الفانون لا غیرهم '' اور جو شخص نہ فانی ہے اور نہ فانیوں سے اس کو کچھ تعلق اور محبت ہے وہ محض ہلاکت میں ہے اور اس کے سوء خاتمہ کا سخت اندیشہ ہے اور اس کے ایمان کا کچھ ٹھکانا نہیں۔ انسان کا کام بغیر صحبت صادقین کے سراسر خام ہے اور بغیر طریق فنا یا صحبت فانیوں کے ایمان کا سلامت لے جانا نہایت مشکل ہے۔ پس سعید وہی ہے جو سب سے پہلے ایمان کی سلامتی کا فکر کرے اور ناحق کے ظاہری جھگڑوں اور بے فائدہ خرخشوں سے دست کش ہو کر اس جماعت کی رفاقت اختیار کرے جن کو خدا نے اپنا دردعطاء کیا ہے۔''

(مرزاغلام احمد قادیانی کا مضمون، محررہ ۶ ستمبر ۱۸۸۳ء، الحکم قادیان ج ۲ نمبر ۳۶ ص ۳ کالم ۱، مؤرخہ ۲۲ رنومبر ۱۸۹۸ء، الفضل قادیان ج ۱۸ نمبر ۳۰، مؤرخہ ۶ ستمبر ۱۹۳۰ء)

(۱۵) والد روحانی

''سو یقیناً سمجھو کہ نازل ہونے والا ابن مریم یہی (مرزا قادیانی) ہے جس نے عیسیٰ ابن مریم کی طرح اپنے زمانہ میں کسی ایسے شیخ والد روحانی کو نہ پایا جو اس کی روحانی پیدائش کا موجب ٹھہرتا تب خدائے تعالیٰ خود اس کا متولی ہوا اور تربیت کے کنار میں لیا اور اس اپنے بندے کا نام ابن مریم رکھا۔ کیونکہ اس نے مخلوق میں سے اپنی روحانی والدہ کا تو منہ دیکھا جس کے ذریعہ سے اس نے قالب اسلام کا پایا۔

لیکن حقیقت اسلام کی اس کو بغیر انسانوں کے ذریعہ کے حاصل ہوئی تب وہ وجود روحانی پا کر خدائے تعالیٰ کی طرف اٹھایا گیا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے ماسوا سے اس کو موت دے کر اپنی طرف اٹھا لیا اور پھر ایمان اور عرفان کے ذخیرہ کے ساتھ خلق اللہ کی طرف نازل کیا سو وہ ایمان اور عرفان کا ثریا سے دنیا تحفہ لایا اور زمین جو سنسان پڑی تھی اور تاریک تھی، اس کے روشن اور آباد کرنے کی فکر میں لگ گیا۔ پس مثالی صورت کے طور پر یہی عیسیٰ بن مریم (مرزا قادیانی) ہے جو بغیر باپ کے پیدا ہوا۔ کیا تم ثابت کر سکتے ہو کہ اس کا کوئی والد روحانی ہے کیا تم ثبوت دے سکتے ہو کہ تمہارے سلاسل اربعہ (قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ) میں سے کسی سلسلے میں یہ داخل ہے پھر اگر یہ ابن مریم نہیں تو کون ہے؟'' (ازالہ اوہام حصہ دوم ص ۶۵۹، خزائن ج ۳ ص ۴۵۶)

(۱۶) چلہ کشی

''بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ حضرت (مرزا قادیانی) نے ۱۸۸۴ء میں ارادہ فرمایا تھا کہ قادیان سے باہر جا کر کہیں چلّہ کشی فرمائیں گے اور ہندوستان کی سیر بھی کریں گے۔ چنانچہ آپ نے ارادہ فرمایا کہ سوجان پور ضلع گورداسپور میں جا کر خلوت میں رہیں...... مگر پھر حضور کو سفر سوجان پور کے متعلق الہام ہوا کہ تمہاری عقدہ کشائی ہوشیار پور میں ہوگی۔ چنانچہ آپ نے سوجان پور جانے کا ارادہ ترک کر دیا اور ہوشیار پور جانے کا ارادہ کر لیا۔ جب آپ ماہ جنوری ۱۸۸۶ء میں ہوشیار پور جانے لگے تو مجھے خط لکھ کر حضور نے قادیان بلا لیا اور شیخ مہر علی رئیس ہوشیار پور کو خط لکھا کہ میں دو ماہ کے واسطے ہوشیار پور آنا چاہتا ہوں کسی ایسے مکان کا انتظام کر دیں جو شہر کے ایک کنارہ پر ہو اور اس میں بالا خانہ بھی ہو۔ شیخ مہر علی نے اپنا ایک مکان جو طویلہ کے نام سے مشہور تھا خالی کروا دیا۔ حضور بہلی میں بیٹھ کر دریا بیاس کے راستہ تشریف لے گئے۔ میں اور شیخ حامد علی اور فتح خاں ساتھ تھے۔ میاں عبداللہ صاحب کہتے تھے کہ فتح خاں...... حضور (مرزا قادیانی) کا بہت بڑا معتقد تھا، مگر بعد میں مولوی محمد حسین بٹالوی کے اثر کے نیچے مرتد ہو گیا...... دوسرے دن ہوشیار پور پہنچے۔ وہاں جاتے ہی حضرت صاحب نے طویلہ کے بالا خانہ میں قیام فرمایا...... اس کے بعد حضرت مسیح موعود نے بذریعہ دستی اشتہارات اعلان کر دیا کہ چالیس دن تک مجھے کوئی صاحب ملنے نہ آویں اور نہ کوئی صاحب مجھے دعوت کے لئے بلائیں ان چالیس دن گزرنے کے بعد میں یہاں بیس دن اور ٹھہروں گا۔ ان بیس دنوں میں ملنے والے ملیں۔ دعوت کا ارادہ رکھنے والے دعوت کر سکتے ہیں اور سوال جواب کرنے والے سوال جواب کر لیں...... میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے تھے کہ میں کھانا چھوڑنے اوپر جایا کرتا تھا اور حضور سے کوئی بات نہیں کرتا تھا مگر کبھی حضور مجھ سے خود کوئی بات کرتے تھے تو جواب دے دیتا تھا۔ ایک دفعہ حضرت صاحب نے مجھ سے فرمایا میاں عبداللہ ان دنوں میں مجھ پر بڑے بڑے خدا تعالیٰ کے فضل کے دروازے کھلے ہیں اور بعض اوقات دیر دیر تک خدا تعالیٰ مجھ سے باتیں کرتا رہتا ہے۔ اگر ان کو لکھا جاوے تو کئی ورق ہو جاویں۔ چنانچہ میاں عبداللہ صاحب کہتے ہیں کہ پسر موعود کے متعلق الہامات بھی اسی چلّہ میں ہوئے تھے اور بعد چلّہ کے ہوشیار پور سے آپ نے اس پیش گوئی کا اعلان فرمایا تھا...... (اس پیش گوئی کی عبرت آموز تاویلات اور حسرتناک انجام چھٹی فصل میں تفصیل سے درج ہیں۔ للمؤلف)

میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے تھے کہ فتح خاں ان دنوں میں اتنا معتقد تھا کہ ہمارے ساتھ بات کرتے ہوئے کہا کرتا تھا کہ حضرت (مرزا قادیانی) صاحب کو تو میں نبی سمجھتا ہوں اور میں اس کی اس بات پر پرانے معروف عقیدہ کی بناء پر گھبراتا تھا۔ میاں عبداللہ صاحب نے یہ بھی بیان کیا کہ ایک دفعہ میں کھانا چھوڑنے گیا تو حضور نے فرمایا مجھے خدا اس طرح مخاطب کرتا ہے اور مجھ سے اس طرح باتیں

کرتا ہے کہ اگر میں ان میں سے کچھ تھوڑا سا بھی ظاہر کروں تو یہ جتنے معتقد نظر آتے ہیں سب پھر جاویں۔''

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۵۵ تا ۵۸، روایت نمبر ۸۶، جدید ج ۱ حصہ اوّل ص ۶۲ تا ۶۴، روایت نمبر ۸۸)

(۱۷) ابتدائی بیعت

''خاکسار عرض کرتا ہے کہ ابتدائی بیعت کے وقت حضرت مسیح موعود کو مسیحیت اور مہدویت کا دعویٰ نہ تھا بلکہ عام مجددانہ طریق پر آپ بیعت لیتے تھے...... جب حضرت مسیح موعود دعویٰ مسیحیت شائع کرنے لگے تو اس وقت آپ قادیان میں تھے۔ آپ نے اس کے متعلق ابتدائی رسالے یہیں لکھے، پھر آپ لدھیانہ تشریف لے گئے اور وہاں سے دعویٰ شائع کیا۔...... والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ اس اعلان پر بعض ابتدائی بیعت کرنے والوں کو بھی ٹھوکر لگ گئی۔'' (سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۱۴، روایت نمبر ۱۹، ۲۰، جدید ج ۱ حصہ اوّل ص ۱۶، ۱۷، روایت نمبر ۲۰، ۲۱)

(۱۸) زلزلہ عظیم

''یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو حضور نے خدا کے اس حکم کے مطابق جو اس سے قریباً دس ماہ پہلے ہو چکا تھا سلسلہ بیعت کا اعلان فرمایا اور سب سے پہلے شروع ۱۸۸۹ء میں لدھیانہ میں بیعت لی مگر اس وقت تک بھی مسلمانوں کا عام طور پر حضرت مسیح موعود کی ذات کے متعلق خیال عموماً بہت اچھا تھا اور اکثر لوگ آپ کو ایک بے نظیر خادم اسلام سمجھتے تھے۔ صرف اتنا اثر ہوا تھا کہ لوگوں میں جو پسر موعود کی پیش گوئی پر ایک عام رجوع ہوا تھا اس کا جوش ان دو لگاتار مایوسیوں نے مدہم کر دیا تھا اور عامۃ الناس پیچھے ہٹ گئے تھے۔ ہاں! کہیں کہیں عملی مخالفت کی لہر بھی پیدا ہونے لگی تھی۔ اس کے بعد آخر ۱۸۹۰ء میں حضرت مسیح موعود نے خدا سے حکم پا کر رسالہ فتح اسلام تصنیف فرمایا جو ابتداء ۱۸۹۱ء میں شائع ہوا۔ اس میں آپ نے حضرت مسیح ناصری کی وفات اور اپنے مسیح موعود ہونے کا اعلان فرمایا۔ اس پر ملک میں ایک زلزلہ عظیم آیا جو پہلے سب زلزلوں سے بڑا تھا...... بعض بیعت کنندے بھی متزلزل ہو گئے۔''

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۸۹، روایت نمبر ۱۱۳، جدید ج ۱ حصہ اوّل ص ۹۵، ۹۶، روایت نمبر ۱۱۶)

(۱۹) ڈپٹی کمشنر کی عنایت

''چنانچہ ڈپٹی صاحب وغیرہ نے حضرت (مرزا قادیانی) صاحب کے ساتھ کوئی آدھ گھنٹہ ملاقات کی اور پھر واپس چلے گئے۔ ہم نے اندر جا کر حضرت صاحب سے دریافت کیا کہ یہ لوگ کیوں آئے تھے۔ جس پر حضرت صاحب نے فرمایا کہ وہ ڈپٹی کمشنر کا ایک پیغام لائے تھے کہ لدھیانہ میں فساد کا اندیشہ ہے بہتر ہے کہ آپ کچھ عرصہ کے لئے یہاں سے تشریف لے جائیں۔ حضرت صاحب نے جواب میں فرمایا کہ اب یہاں ہمارا کوئی کام نہیں ہے اور ہم جانے کو تیار ہیں، لیکن سردست ہم سفر نہیں کر سکتے۔ کیونکہ بچوں کی طبیعت اچھی نہیں ہے۔ انہوں نے کہا خیر کوئی بات نہیں، ہم ڈپٹی کمشنر سے کہہ دیں گے اور ہمیں آپ کی ملاقات کا بہت شوق تھا سو شکر ہے کہ اس بہانہ سے زیارت ہو گئی۔ اس کے بعد حضرت صاحب اندرون خانہ تشریف لے گئے اور ایک چٹھی ڈپٹی کمشنر کے نام لکھ کر لائے جس میں اپنے خاندانی حالات اور اپنی تعلیم وغیرہ کا ذکر فرمایا اور بعض خاندانی چٹھیات کی نقل بھی ساتھ لگا دی۔ اس چٹھی کا غلام قادر صاحب فصیح نے انگریزی میں ترجمہ کیا اور پھر اسے ڈپٹی کمشنر کے نام ارسال کر دیا گیا۔ وہاں سے جواب آیا کہ آپ کے لئے کوئی ایسا حکم نہیں ہے۔ آپ بے شک لدھیانہ میں ٹھہر سکتے ہیں۔ جس پر مولوی محمد حسین نے لاہور جا کر بڑا شور برپا کیا کہ مجھے تو نکال دیا گیا اور مرزا صاحب کو اجازت دی گئی ہے۔ مگر کسی

حاکم کے پاس اس کی شنوائی نہیں ہوئی۔ اس کے بعد دیر تک حضرت صاحب لدھیانہ میں رہے۔ (مرزا قادیانی کا خط کیا تھا۔ جادو تھا کہ ڈپٹی کمشنر اس کو دیکھتے ہی موم ہو گیا اور غنیمت ہے کہ مرزا قادیانی خاندانی چٹھیاں بھی ہر وقت سفر وحضر میں ساتھ رکھتے تھے جو عین وقت پر کام آ گئیں۔ غالباً یہ وہی چٹھیاں ہیں جو جابجا مرزا صاحب کی تحریرات میں نقل ہیں۔ یہ دراصل انگریزی حکام کے پروانہ جات خوشنودی ہیں جو وفاداری اور خدمت گزاری کے صلے میں باپ دادا کو ملے تھے۔ للمؤلف)''

(سیرت المہدی حصہ دوم ص ۱۴۵، ۱۴۶، روایت نمبر ۴۵۸، جدید ج ۱ حصہ دوم ص ۴۳۸، روایت نمبر ۴۶۱)

(۲۰) دعوؤں کا سلسلہ

''خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کو یوں تو الہامات کا سلسلہ بہت پہلے سے شروع ہو چکا تھا لیکن وہ الہام جس میں آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے اصلاح خلق کے لئے صریح طور پر مامور کیا گیا۔ مارچ ۱۸۸۲ء میں ہوا جب کہ آپ براہین احمدیہ حصہ سوم تصنیف فرما رہے تھے۔ (دیکھو براہین احمدیہ حصہ سوم ص ۲۳۸) لیکن اس وقت آپ نے سلسلہ بیعت شروع نہیں فرمایا، بلکہ اس کے لئے مزید حکم تک توقف کیا، چنانچہ جب فرمان الٰہی نازل ہوا تو آپ نے بیعت کے لئے دسمبر ۱۸۸۸ء میں اعلان فرمایا اور بذریعہ اشتہار لوگوں کو دعوت دی اور شروع ۱۸۸۹ء میں بیعت لینا شروع فرما دی۔ لیکن اس وقت تک بھی آپ کو صرف مجدد و مامور ہونے کا دعویٰ تھا اور گو شروع دعویٰ ماموریت سے ہی آپ کے الہامات میں آپ کے مسیح موعود ہونے کی طرف صریح اشارات تھے۔ لیکن قدرت الٰہی، ایک مدت تک آپ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ صرف یہ فرماتے رہے کہ مجھے اصلاح خلق کے لئے مسیح ناصری کے رنگ میں قائم کیا گیا ہے اور مجھے مسیح سے مماثلت ہے۔ اس کے بعد شروع ۱۸۹۱ء میں آپ نے حضرت مسیح ناصری کی موت کے عقیدے کا اعلان فرمایا اور یہ دعویٰ فرمایا کہ جس مسیح کا اس امت کے لئے وعدہ تھا وہ میں ہوں۔ آپ کی عام مخالفت کا اصل سلسلہ اس دعوے سے شروع ہوتا ہے۔ آپ کے نبی اور رسول ہونے کے متعلق بھی ابتدائی الہامات میں صریح اشارے پائے جاتے ہیں، مگر اس دعوے سے بھی مشیت ایزدی نے آپ کو روکے رکھا، حتیٰ کہ بیسویں صدی کا ظہور ہو گیا۔ تب جا کر آپ نے اپنے متعلق نبی اور رسول کے الفاظ صراحۃً استعمال فرمانے شروع کئے اور خاص طور پر مثیل کرشن علیہ السلام ہونے کا دعویٰ تو آپ نے اس کے بھی بہت بعد یعنی ۱۹۰۴ء میں شائع کیا۔''

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۳۵، روایت نمبر ۴۶، جدید ج ۱ حصہ اوّل ص ۳۵، روایت نمبر ۴۷)

(۲۱) بیعت کے مدارج

''جب کبھی بیعت اور پیری مریدی کا تذکرہ ہوتا تو مرزا صاحب فرمایا کرتے تھے کہ انسان کو خود سعی اور محنت کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:''والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا ''مولوی محبوب علی صاحب اس سے کشیدہ ہو جایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ بیعت کے بغیر راہ نہیں ملتی۔''

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۲۵۳، روایت نمبر ۲۷۵، جدید ج ۱ حصہ اوّل ص ۲۵۳، روایت نمبر ۲۸۰)

''بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ سنوری نے کہ جب ابھی حضور نے سلسلہ بیعت شروع نہیں فرمایا تھا میں نے ایک دفعہ حضرت سے عرض کیا کہ حضور میری بیعت لیں۔ آپ نے فرمایا پیر کا کام بھنگی کا سا کام ہے۔ اسے اپنے ہاتھ سے مرید کے گند نکال نکال کر دھونے پڑتے ہیں اور مجھے اس کام سے کراہت آتی ہے۔''

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۸۲، روایت نمبر ۱۰۸، جدید ج ۱ حصہ اوّل ص ۸۹، ۹۰، روایت نمبر ۱۱۱)

’’لوگ ایک عرصہ سے آپ کو بیعت لینے کے لئے عرض کر رہے تھے آپ نے ہمیشہ ایسے طالبین کو یہ کہا کہ میں اس غرض کے لئے ابھی مامور نہیں ہوں اور آخر جب خدا تعالیٰ کی وحی نے آپ کو بیعت لینے کے لئے مامور فرمایا تو آپ نے بیعت کے لئے اعلان کر دیا۔‘‘

(حیات احمد ج ۲ نمبر ۲ ص ۵ حاشیہ، شیخ یعقوب علی عرفانی قادیانی)

’’میر عنایت علی صاحب لدھیانوی نے مجھ سے بیان کیا کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت صاحب کو بیعت لینے کا حکم آیا تو سب سے پہلی دفعہ لدھیانہ میں بیعت ہوئی۔ ایک رجسٹر بیعت کنندگان تیار کیا گیا جس کی پیشانی پر لکھا گیا ’’بیعت توبہ برائے حصول تقویٰ وطہارت‘‘ اور نام معہ ولدیت وسکونت لکھے جاتے تھے۔ اوّل نمبر حضرت مولوی نورالدین صاحب بیعت میں داخل ہوئے۔ دوم میر عباس علی صاحب، ان کے بعد شاید خاکسار (میر عنایت علی) ہی سوئم نمبر پر جاتا لیکن میر عباس علی صاحب نے مجھ کو قاضی خواجہ علی صاحب کے بلانے کے لئے بھیج دیا کہ ان کو بلا لاؤ۔ غرض ہمارے دونوں کے آتے آتے سات آدمی بیعت میں داخل ہوگئے۔ ان کے بعد نمبر آٹھ پر قاضی صاحب بیعت میں داخل ہوئے اور نمبر نو میں خاکسار داخل ہوا۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ شاہ صاحب اور کسی بیعت کرنے والے کو اندر بھیج دیں۔ چنانچہ میں نے چوہدری رستم علی صاحب کو اندر داخل کر دیا اور دسویں نمبر پر وہ بیعت ہوگئے۔ اس طرح ایک ایک آدمی باری باری بیعت کے لئے اندر جاتا تھا اور دروازہ بند کر دیا جاتا تھا۔‘‘

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۱۰، روایت نمبر ۳۱۵، جدید ج ۱ حصہ دوم ص ۲۹۳، روایت نمبر ۳۱۶)

’’ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب میں ۱۹۰۰ء میں پہلی دفعہ قادیان آیا...... مجھے مخاطب فرما کر اپنے دعوے کی صداقت میں تقریر فرمائی۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے آپ کی صداقت کے متعلق تو کوئی شبہ نہیں رہا۔ لیکن اگر بیعت نہ کی جائے اور آپ پر ایمان رکھا جاوے کہ آپ صادق ہیں تو کیا حرج ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایسے ایمان سے آپ مجھ سے روحانی فیض حاصل نہیں کر سکتے۔ بیعت سنت انبیاء ہے اور اس سنت میں بہت بڑے فوائد اور حکمتیں ہیں...... نیز مولوی شیر علی صاحب (قادیانی) نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت (مرزا قادیانی) نے بیعت کے فوائد پر تقریر فرماتے ہوئے فرمایا کہ کیا یہ فائدہ بیعت کا کوئی کم ہے کہ انسان کے پہلے سارے گناہ بخشے جاتے ہیں۔‘‘　(سیرت المہدی حصہ دوم ص ۶۴، روایت نمبر ۳۸۶، جدید ج ۱ حصہ دوم ص ۳۵۰، ۳۵۱، روایت نمبر ۳۸۹)

’’۱۲ ستمبر ۱۹۰۱ء میں مولوی جان محمد صاحب مدرس ڈسکہ ضلع سیالکوٹ نے حضرت مسیح موعود سے عرض کی کہ آپ کی بیعت کرنے کے بعد پہلی بیعت اگر کسی بزرگ سے کی ہو وہ قائم رہتی ہے یا نہیں۔ اس کے جواب میں حضرت مسیح موعود نے فرمایا، جب انسان میرے ہاتھ پر بیعت توبہ کرتا ہے تو پہلی ساری بیعتیں ٹوٹ جاتی ہیں۔ انسان دو کشتیوں میں کبھی پاؤں نہیں رکھ سکتا۔ اگر کسی کا مرشد اب زندہ بھی ہو تب بھی وہ ایسے حقائق ومعارف ظاہر نہ کرے گا جو خدا تعالیٰ یہاں ظاہر کر رہا ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے ساری بیعتوں کو توڑ ڈالا ہے۔ صرف مسیح موعود ہی کی بیعت کو قائم رکھا ہے جو خاتم الخلفاء ہو کر آیا ہے۔‘‘

(الحکم قادیان ج ۶ نمبر ۳۰ ص ۷ کالم ۲، مؤرخہ ۲۴ راگست ۱۹۰۲ء، منقول از کتاب منظور الٰہی ص ۳۲۹، مؤلفہ منظور الٰہی لاہوری قادیانی)

’’مولوی محمد اسماعیل صاحب مولوی فاضل نے مجھ سے بیان کیا کہ جب میں ۱۹۰۸ء میں حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے قادیان آیا تو اس وقت نماز ظہر کے قریب کا وقت تھا اور میں مہمان خانہ میں وضو کر کے مسجد مبارک میں حاضر ہوا۔ اس وقت حضرت مسیح موعود مسجد ہی میں تشریف رکھتے تھے اور حضور کے بہت سے احباب حضرت کے پاس بیٹھے تھے۔ میں بھی مجلس کے پیچھے ہو کر بیٹھ گیا...... جب

حوالہ جات کے متعلق گفتگو بند ہوئی تو میں بیعت کی خواہش ظاہر کر کے حضرت مسیح موعود کی طرف آگے بڑھنے لگا۔ جس پر سید احمد نور صاحب کابلی نے کسی قدر بلند آواز سے کہا کہ یہ شخص مسلمان ہونا چاہتا ہے۔ اسے رستہ دے دیا جاوے۔ میں دل میں حیران ہوا کہ مسلمان ہونے کے کیا معنی ہیں۔ لیکن پھر ساتھ ہی خیال آیا کہ واقعی حضرت مسیح موعود کی بیعت میں داخل ہونا مسلمان ہونا نہیں تو اور کیا ہے۔ چنانچہ میں حضرت مسیح موعود کی بیعت سے مشرف ہو گیا۔'' (سیرت المہدی حصہ دوم ص ۹۹، روایت نمبر ۴۲۶، جدید ج ۱ حصہ دوم ص ۳۸۷، ۳۸۸، روایت نمبر ۴۲۹)

(۲۲) بے خبر اور غافل

''باوجودیکہ براہین احمدیہ میں صاف اور روشن طور پر مسیح موعود ٹھہرایا گیا تھا مگر پھر بھی میں نے بوجہ اس ذہول کے جو میرے دل پر ڈالا گیا حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کا عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا۔ پس میری کمال سادگی اور ذہول پر یہ دلیل ہے کہ وحی الٰہی مندرجہ براہین احمدیہ تو مجھے مسیح موعود بناتی تھی مگر میں نے اس رسمی عقیدے کو براہین (احمدیہ) میں لکھ دیا۔ میں خود تعجب کرتا ہوں کہ میں نے باوجود کھلی کھلی وحی کے جو براہین احمدیہ میں مجھے مسیح موعود بناتی تھی کیونکر اسی کتاب میں یہ رسمی عقیدہ لکھ دیا۔ پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے، بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شدومد سے براہین (احمدیہ) میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور میں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جما رہا۔ جب بارہ برس گزر گئے تب وہ وقت آ گیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دی جائے۔ تب تواتر سے اس بارہ میں الہامات شروع ہوئے کہ تو ہی مسیح موعود ہے...... خدا نے میری نظر کو پھیر دیا۔ میں براہین (احمدیہ) کی اس وحی کو نہ سمجھ سکا کہ وہ مجھے مسیح موعود بناتی ہے۔ یہ میری سادگی تھی جو میری سچائی پر ایک عظیم الشان دلیل تھی ورنہ میرے مخالف مجھے بتلا دیں کہ میں نے باوجودیکہ براہین احمدیہ میں مسیح موعود بنایا گیا تھا۔ بارہ برس تک یہ دعویٰ کیوں نہ کیا اور کیوں براہین (احمدیہ) میں خدا کی وحی کے مخالف لکھ دیا۔''

(اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح ص ۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳، ۱۱۴)

(۲۳) اسی قسم کا تناقض

''اس بات کو توجہ کر کے سمجھ لو کہ یہ اسی قسم کا تناقض ہے کہ جیسے براہین احمدیہ میں میں نے یہ لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہو گا۔ مگر بعد میں یہ لکھا کہ آنے والا مسیح میں ہی ہوں۔ اس تناقض کا بھی یہی سبب تھا کہ اگرچہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا اور یہ بھی مجھے فرمایا کہ تیرے آنے کی خبر خدا اور رسول نے دی تھی۔ مگر چونکہ ایک گروہ مسلمانوں کا اس اعتقاد پر جما ہوا تھا اور میرا بھی یہی اعتقاد تھا کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر سے نازل ہوں گے اس لئے میں نے خدا کی وحی کو ظاہر پر حمل کرنا نہ چاہا بلکہ اس وحی کی تاویل کی اور اپنا اعتقاد وہی رکھا جو عام مسلمانوں کا تھا اور اسی کو براہین احمدیہ میں شائع کیا۔ لیکن بعد اس کے اس بارہ میں بارش کی طرح وحی الٰہی نازل ہوئی کہ وہ مسیح موعود جو آنے والا تھا، تو ہی ہے۔'' (حقیقت الوحی ص ۱۴۸، ۱۴۹، خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۲، ۱۵۳)

(۲۴) ۱۹۰۱ء سے پہلے

''۱۹۰۱ء سے پہلے کی بعض تحریرات میں حضرت اقدس نے اپنے نبی ہونے سے انکار کیا اور لکھا کہ آپ نبی نہیں۔ بلکہ محدث ہیں۔ لیکن ۱۹۰۱ء کے بعد کی تحریرات میں آپ نے اپنی نبوت کو نہ جزئی قرار دیا نہ ناقص۔ نہ محدثیت والی نبوت بلکہ صاف الفاظ میں اپنے آپ کو نبی لکھتے رہے۔'' (منکرین خلافت کا انجام ص ۱۸، ۱۹، مصنفہ جلال الدین شمس قادیانی)

(۲۵) ۵؍نومبر ۱۹۰۱ء

’’حضرت خلیفۃ المسیح (مرزا محمود) کی تصانیف اور تالیفات میں آپ کا مختصر مگر صحیح مدعا صرف یہ ہے کہ حضرت احمد (مرزا قادیانی) ۵؍نومبر ۱۹۰۱ء سے قبل وحی الٰہی میں جو لفظ نبی اور رسول آتا، اس کے معنی اور تعریف جو اپنی ذات پر چسپاں کرتے، ان کو محدث یا جزوی اور ناقص نبی کے معنوں میں تعبیر یا موسوم کرتے مگر ۵؍نومبر ۱۹۰۱ء کے بعد آپ نے نبی اور رسول کو اپنی صحیح اور قرآنی اصطلاح میں استعمال کیا اور لفظ محدث جو صحیح حقیقت کو ظاہر نہ کرتا تھا ترک کر دیا اور اس اعلان کے بعد آپ نے تا وفات پھر اپنے حق میں لفظ محدث یا جزوی اور ناقص نبی استعمال نہ کیا۔‘‘ (مضمون حجۃ اللہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج۹ نمبر ۸۶، مؤرخہ ۴؍مئی ۱۹۲۲ء)

(۲۶) ساری حقیقت

’’ہاں اگر اس بات کا ثبوت چاہو کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) اپنے مخالفین کو اس آیت کے ماتحت سمجھتے تھے یا نہیں تو اخبار الحکم نمبر ۳۰ ج۴، ۱۹۰۰ء پڑھ لو۔ ساری حقیقت کھل جائے گی۔ وہاں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کا ایک خطبہ درج ہے جو مولوی صاحب مرحوم نے حضرت مسیح موعود کے سامنے پڑھا۔ مولوی صاحب موصوف نے اس خطبہ کو ’’اولئک ھم الکافرون حقا‘‘ والی آیت سے ہی شروع کیا اور احمدیوں کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر تم مسیح موعود کو ہر ایک امر میں حکم نہیں ٹھہراؤ گے اور اس پر ایسا ایمان نہیں لاؤ گے جیسا صحابہ نبی کریم پر لائے تو تم بھی ایک گونہ غیر احمدیوں کی طرح اللہ کے رسولوں میں تفریق کرنے والے ہوگے۔ حضرت مولوی صاحب مرحوم نے اس خطبہ میں یہ بھی کہا کہ اگر میں اس خیال میں غلطی پر ہوں تو میں التجا کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود مجھے میری غلطی سے مطلع فرماویں۔ مگر حضرت (مرزا قادیانی) صاحب نے ایسا نہیں کیا بلکہ جب مولوی صاحب آپ کو نماز جمعہ کے بعد ملنے کے لئے تشریف لے گئے تو آپ (یعنی مرزا قادیانی) نے فرمایا کہ یہ بالکل میرا مذہب ہے جو آپ نے بیان کیا اور فرمایا، یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ آپ معارف الٰہیہ کے بیان میں بلند چٹان پر قائم ہوگئے ہیں۔‘‘ (دیکھو اخبار الحکم قادیان نمبر ۳۰ ج۴ ص۲۰، مؤرخہ ۲۴؍اگست ۱۹۰۰ء)

(کلمۃ الفصل مصنفہ بشیر احمد قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ج۱۴ نمبر۳ ص۱۶۷، بابت ماہ اپریل ۱۹۱۵ء)

(۲۷) معارف الٰہیہ

’’اوّل تو یہ خطبہ ہی ایک ایسے انسان کا ہے جو اپنے تقویٰ وطہارت کے لحاظ سے جماعت احمدیہ میں خاص شان رکھتا ہے اور جس کی فضیلت اور بزرگی کے غیر مبایعین (لاہوری جماعت) بھی معترف ہیں۔ لیکن اس لحاظ سے یہ بہت ہی زیادہ اہمیت اور وقعت رکھتا ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی موجودگی میں اور آپ کے روبرو پڑھا گیا۔ علاوہ ازیں خطبہ کے اخیر میں حضور سے حضرت خطیب نے حسب ذیل درخواست کی کہ: میں اس وقت حضرت امام (مرزا قادیانی) کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اگر میں غلو کر رہا ہوں اور میری زبان حق کے بیان میں کجی اور ناانصافی کی طرف جارہی ہے تو میرے بیان کی اس وقت اصلاح کر دیں اور سامعین خطبہ پر اس وقت کھول دیں کہ میں نے غلط بیان کیا ہے۔ مگر میں خدا تعالیٰ کے فضل سے بصیرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ میں حق بیان کر رہا ہوں اور میری روح امام کے علوم کی لے سے سرشار ہو کر یہ پاک ندیاں بہا رہی ہے اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ میں اس وقت خود حضرت امام (مرزا قادیانی) کی زبان ہوں۔ پھر اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ اس خطبہ پر حضرت مسیح موعود کی اپنی تصدیق موجود ہے۔ چنانچہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب جمعہ کی

نماز کے بعد حضرت مسیح موعود کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خطبہ کے متعلق پوچھا تو حضور نے فرمایا، یہ بالکل میرا مذہب ہے جو آپ نے بیان کیا۔اس کے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ آپ معارف الٰہیہ کے بیان میں بلند چٹان پر قائم ہو گئے ہیں۔''

(الفضل قادیان ج ۷نمبر ۱۵ص ۴ کالم ۲،مؤرخہ ۱۹راگست ۱۹۱۹ء)

(۲۸) درد دل

''اس خطبہ جمعہ کو ختم کرنے سے قبل حضرت مولانا (عبدالکریم قادیانی) نے اپنے درد دل کا اظہار اس طرح فرمایا:

آہ!اس وقت مجھے کتنا درد ہے کہ لوگ ہنوز اس خدائی نعمت سے کم واقف ہوئے ہیں۔آہ!اس فضل خداوندی کا کتنا کفران کیا گیا ہے۔میرا دل درد میں اور میری روح جوش میں ہے کہ میں کہاں سے وہ الفاظ لاؤں جو لوگوں کو یقین دلاسکوں کہ یہ وہی نور ہے جو شروع میں کل نبیوں کی زبان سے اور آخر میں خاتم النّبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے بطور وعدہ دیا گیا تھا۔یہ یقیناً وہی ہے جس پر رسول کریم ﷺ نے سلام بھیجا۔اے میری قوم چھوڑ مکذبوں متکبروں اور خدا اور سنن انبیاء سے جاہل لوگوں کو چھوڑ دے،انہیں کہہ ان کا تکبر اور ان کی بدزبانی اور کفران نعمت اور ان کی کور باطنی اپنا رنگ لاوے تو اٹھ اور اس کی قدر کر جو حق قدر کرنے کا ہے تو اپنے پاک ایمان اور قوی عرفان کے ساتھ اس کی ذات پاک کی نسبت اپنے اقوال اور افعال سے وہی نمونے دکھا جو صحابہ نے دکھائے تو کہہ تو ان تمام نعمتوں کی وارث ہو جو انہیں ملیں۔ناعاقبت اندیشوں،جلد بازوں اور شکوک کے ورطوں میں غوطہ کھانے والوں سے تیرا کیا کام۔تجھے وہ ایمان مبارک ہو جو حکیم کتاب کی اس آیت نے حضور سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت عطاء فرمایا۔''

(الفضل قادیان ج ۷نمبر ۱۵ص ۶ کالم ۲،مؤرخہ ۱۹راگست ۱۹۱۹ء)

(۲۹) دو خطبے

''خدا کے کلام میں جس شخص کو نبی کے لفظ سے خطاب کیا جائے،مثلاً:''یا ایھا النبی''وغیرہ کہا جائے تو ہر ایک مسلم کا فرض ہے کہ اس کو نبی مانے اور حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے متعلق براہین احمدیہ ہی میں یہ الفاظ موجود ہیں۔آپ کو ان ہی الفاظ سے خطاب کیا گیا ہے جن الفاظ سے آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تک کے انبیاء ومرسلین سے خطاب کیا گیا ہے۔ایک زمانہ میں میرے دل میں اک کھٹکا تھا اور وہ یہ کہ الفاظ تو وہی ہیں مگر حضرت (مرزا قادیانی) ان کے ساتھ قیود لگاتے ہیں۔جب میں یہاں قادیان میں آیا تو یہاں پر مولوی عبداللہ (صاحب) کشمیری جو میرے دوست اور شاگرد تھے،میں نے ان سے کہا تو انہوں نے کہا کہ چونکہ لوگ سمجھتے نہیں اس لئے ان کے سمجھانے کے لئے یہ الفاظ ہیں،والا حضرت مسیح موعود نبی ہیں اور پھر مولوی عبدالکریم صاحب سے ملاقات کی۔ان سے عرض کیا تو انہوں نے کہا میں تو آپ کو مولوی خیال کرتا تھا۔آپ بھی عوام کی سی باتیں کرتے ہیں۔حضرت (مرزا قادیانی) صاحب نبی ہیں یہ محض لوگوں کو سمجھانے کے لئے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔اس کے بعد مولوی عبدالکریم صاحب نے ایک خطبہ جمعہ پڑھا اور اس میں حضرت صاحب کے لئے نبی اور رسول کے الفاظ استعمال کئے۔یہ خطبہ چھپ کر شائع ہو چکا ہے۔اس خطبہ کو سن کر سید محمد احسن صاحب امروہی (قادیانی) نے بہت پیچ وتاب کھائے۔جب یہ بات مولوی عبدالکریم صاحب کو معلوم ہوئی تو پھر انہوں نے ایک خطبہ پڑھا اور اس میں حضرت مسیح موعود کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر میں غلطی کرتا ہوں تو حضور مجھے بتلائیں۔میں حضور کو نبی اور رسول مانتا ہوں۔جب جمعہ ہو چکا اور حضرت (مرزا قادیانی) صاحب جانے لگے تو مولوی صاحب نے پیچھے سے حضرت صاحب کا کپڑا پکڑ لیا اور درخواست کی کہ

اگر میرے اس اعتقاد میں غلطی ہے تو حضور درست فرمائیں۔ میں اس وقت موجود تھا۔ حضرت صاحب مڑ کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا مولوی صاحب ہمارا ابھی یہی مذہب اور دعویٰ ہے جو آپ نے بیان کیا۔ یہ خطبہ سن کر مولوی محمد احسن صاحب غصے میں بھر کر واپس آئے اور مسجد مبارک کے اوپر ٹہلنے لگے اور جب مولوی عبدالکریم صاحب (قادیانی) واپس آئے تو مولوی محمد احسن صاحب (قادیانی) ان سے لڑنے لگ گئے۔ آواز بہت بلند ہو گئی تو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) مکان سے نکلے اور آپ نے یہ آیت پڑھی: یا ایھا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ''

(تقریر سرور شاہ قادیانی، جلسہ سالانہ قادیان، مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۰ نمبر ۵۱ ص ۳ کالم ۲،۳، مؤرخہ ۴؍جنوری ۱۹۲۳ء)

(۳۰) ہمارا دعویٰ

''اس حوالہ سے نہایت صفائی کے ساتھ ظاہر ہے کہ اگرچہ حضرت اقدس اوائل میں اپنے متعلق نبی اور رسول کے الفاظ کی تاویل اور توجیہ فرماتے رہے۔ مگر صرف اسی لئے کہ آپ عام رائج الوقت عقیدہ کی بناء پر نبی کا شارع ہونا یا اس کا براہ راست یعنی بغیر کسی دوسرے نبی کی اتباع کے نبوت پانا ضروری سمجھتے تھے۔ لیکن جب کثرت اور صراحت کے ساتھ خدا نے آپ کو نبی اور رسول کہا اور آپ پر کھلے طور پر ظاہر کر دیا کہ نبوت کی سابقہ تعریف غلط ہے تو تاویل اور توجیہ، مجاز اور استعارہ کی قطعاً کوئی گنجائش نہ رہی۔ تب صراحۃً (مرزا قادیانی نے) اپنے آپ کو نبی اور رسول قرار دیا اور فرمایا: ''ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔'' (البدر قادیان ج ۷ نمبر ۹ ص ۲ کالم ۱، مؤرخہ ۵؍مارچ ۱۹۰۸ء)

(میں) ''وہی ہوں جس کا نام سرور انبیاء نے نبی اللہ رکھا ہے۔''

(نزول المسیح ص ۴۸، خزائن ج ۱۸ ص ۴۲۷، مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۸ نمبر ۵ ص ۶ کالم ۲، مؤرخہ ۱۰؍جولائی ۱۹۳۰ء)

(۳۱) نبوت کی دعوے کی سرگزشت

''اور چونکہ ''ایک غلطی کا ازالہ'' (اشتہار) ۱۹۰۱ء میں شائع ہوا ہے جس میں آپ (یعنی مرزا قادیانی) نے اپنی نبوت کا اعلان بڑے زور سے کیا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے عقیدے میں تبدیلی کی ہے اور ۱۹۰۰ء ایک درمیانی عرصہ ہے جو دونوں خیالات کے درمیان برزخ کے طور پر حد فاصل ہے...... یہ بات ثابت ہے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کے وہ حوالے جن میں آپ نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے، اب منسوخ ہیں اور ان سے حجت پکڑنی غلط ہے۔'' (حقیقت النبوۃ ص ۱۲۱، انوار العلوم ج ۲ ص ۴۴۴،۴۴۵)

''اس عقیدے کے بدلنے کا پہلا ثبوت اشتہار ''ایک غلطی کا ازالہ'' سے معلوم ہوتا ہے، جو پہلا تحریری ثبوت ہے۔ ورنہ مولوی عبدالکریم صاحب کے خطبات جمعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۰۰ء سے اس خیال کا اظہار شروع ہو گیا تھا۔ گو پورے زور اور پوری صفائی سے نہ تھا۔ چنانچہ اسی سال میں مولوی صاحب نے اپنے ایک خطبہ میں حضرت مسیح موعود کو مرسل الٰہی ثابت کیا اور ''لانفرق بین احد من رسلہ '' والی آیت کو آپ پر چسپاں کیا اور حضرت مسیح موعود نے اس خطبہ کو پسند بھی فرمایا اور یہ خطبہ اسی سال کے اخبار (الحکم قادیان ج ۴ نمبر ۳۰ ص ۱۲ کالم ۳، مؤرخہ ۲۴؍اگست ۱۹۰۰ء) میں چھپ چکا ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے پورا فیصلہ اس عقیدے کا ۱۹۰۱ء میں ہوا۔''

(حقیقت النبوۃ ص ۱۲۴، انوار العلوم ج ۲ ص ۴۴۷)

''۱۷؍اگست ۱۹۰۰ء کے خطبہ جمعہ کی نسبت جو مولوی عبدالکریم صاحب نے پڑھا تھا، حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ یہ بالکل میرا

مذہب ہے جو آپ نے بیان کیا۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ آپ معارف الٰہیہ کے بیان میں بلند چٹان پر قائم ہوگئے ہیں۔‘‘

(الحکم قادیان ج ۴ نمبر ۳۰ ص ۱۲ کالم ۳، مؤرخہ ۲۴؍اگست ۱۹۰۰ء، منقول از کتاب منظور الٰہی ص ۲۱۴، مؤلفہ منظور الٰہی لاہوری قادیانی)

’’کسی شخص نے مجلس میں آکر کہا نبی بخش بٹالوی کہتا ہے کہ مولوی کہتا ہے کہ مولوی عبدالکریم صاحب اپنے خطبوں میں مرزا صاحب کے متعلق بڑا غلو کرتے ہیں اور اسی پر مرزا صاحب نے یہ سمجھ لیا کہ ان کا درجہ بڑا ہے۔ اس پر حضرت مسیح موعود نے فرمایا، براہین احمدیہ کے زمانہ میں مولوی عبدالکریم صاحب کہاں تھے۔ اس میں جو کچھ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے...... ’’اور تیرا مخالف جہنم میں گرے گا۔‘‘ وغیرہ۔ مولوی عبدالکریم صاحب اس کے مقابل میں کیا کہہ سکتے ہیں جو خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔‘‘

(روایت، الحکم ج ۵ نمبر ۳۴ ص ۱۱ کالم ۱، مؤرخہ ۱۷؍ستمبر ۱۹۰۱ء، منقول از کتاب منظور الٰہی ص ۳۱۷، مؤلفہ منظور الٰہی لاہوری قادیانی)

’’یہی حال حضرت مسیح موعود کے صحابہ کا ہے۔ ان پر چند لوگ اس وقت ایمان لائے جب آپ کا ساتھ دینا ہلاکت تھا۔ ایسے ہی لوگ ابوبکر ؓ، عمر ؓ، عثمان ؓ، علی ؓ کے مثیل تھے...... پہلے آنے والے لوگوں میں سے ایک سید قاضی امیر حسن بھی تھے۔ وہ ان لوگوں میں سے تھے جو اس وقت جب کہ حضرت مسیح موعود ابھی الفاظ نبی اور محدث وغیرہ کی تشریح کر رہے تھے، کہتے تھے کہ حضرت مسیح موعود نبی ہیں۔ دوسرے لوگوں سے بھی اور خود حضرت مسیح موعود سے بھی کہتے تھے۔‘‘ (اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۱۱، مؤرخہ ۲۴؍جولائی ۱۹۳۴ء)

’’بار بار کی وحی نے آپ کی توجہ کو اس طرف پھیر دیا کہ ۲۳ سال سے جو مجھ کو نبی کہا جارہا ہے تو یہ محدث کا دوسرا نام نہیں بلکہ اس سے نبی ہی مراد ہے اور یہ زمانہ ’’تریاق القلوب‘‘ کے بعد کا زمانہ تھا۔‘‘ (حقیقت النبوۃ ص ۱۲۴، انوار العلوم ج ۲ ص ۴۴۷)

’’۱۹۰۱ء سے پہلے آپ نبی کی اور تعریف کرتے تھے اور بعد میں آپ نے جب اللہ تعالیٰ کی متواتر وحی پر غور فرمایا اور قرآن کریم کو دیکھا تو اس سے نبی کی تعریف اور معلوم ہوئی۔‘‘ (حقیقت النبوۃ ص ۱۲۲، انوار العلوم ج ۲ ص ۴۴۵)

’’مگر افسوس ہے جناب میاں صاحب کے اس اعلان کے مطابق حضرت مسیح موعود کی یہ کم علمی اور نادانی ایسی نادانی کے ذیل میں آتی ہے جسے توبہ توبہ نقل کفر کفر نہ باشد۔ نعوذ باللہ! جہل مرکب کہتے ہیں کہ باوجود اس بات کے کہ آپ نبی کی تعریف تو نہ جانتے تھے مگر حالت یہ تھی کہ جہاں کسی نے آپ (یعنی مرزا قادیانی) کی طرف دعویٰ، نبوت منسوب کیا اور آپ لگے مدعی نبوت پر لعنتیں کرنے۔ جو شخص ایک بات کو نہیں جانتا اور پھر اس کے علم پر اس قدر اصرار کرے کہ لعنتوں اور مباہلوں پر اتر آئے اس سے بڑھ کر دنیا میں جہل مرکب کا وارث کون ہوسکتا ہے؟ خود نبی ہیں اور خیر سے پتہ نہیں کہ میں نبی ہوں اور باوجود اس لاعلمی اور جہل کے آپ مدعی نبوت پر یا دوسرے لفظوں میں خود اپنے آپ پر لعنتیں بھیجنے میں ذرا تامل نہیں کرتے۔ یہ بھونڈی اور قابل شرم تصویر جو جناب میاں (مرزا محمود) صاحب نے حضرت مسیح موعود کی کھینچی ہے، کیا اس قابل ہے کہ کسی عقلمند آدمی کے سامنے پیش کی جاسکے؟‘‘ (پیغام صلح لاہور ج ۲۲ نمبر ۲۶ ص ۶ کالم ۱، مؤرخہ ۱۷؍اپریل ۱۹۳۴ء)

’’اب اس عبارت پر غور کرو کہ میاں (مرزا محمود) صاحب اس دعویٰ کرنے والے کو کس قسم کا آدمی بتاتے ہیں۔ بارہ برس سے ایک دعویٰ کررہا ہے، ایک عقیدہ پیش کررہا ہے۔ شب وروز اسی کے دلائل دے رہا ہے۔ اسی عقیدہ کی بناء پر مخالفوں کو مباہلہ کے لئے بلا رہا ہے۔ حالانکہ میاں صاحب کے نزدیک صحیح وہ تھا جو مخالف کہتے تھے۔ بارہ سال کے بعد پھر کچھ اور سوچتا ہے اور دو سال اسی فکر میں لگا دیتا ہے کہ نبوت کا دعویٰ کرے یا نہ کرے...... حتیٰ کہ ایک مرید اپنے ایک خطبہ میں اسے رسول ثابت کردیتا ہے اور اس سے اس کو ذات قوت ملتی ہے کہ اب مرید مجھے رسول بنانے لگے۔ اب خطرہ کی کیا بات باقی رہ گئی۔ شک تو نعوذ باللہ من ذالک یہی تھا کہ رسالت کا

دعویٰ کردوں تو شاید مرید نہ بھاگ جائیں۔اب جب یہ خود ہی ایسے بے وقوف بن رہے ہیں تو چلو اب رسالت کا دعویٰ کرو۔تب دعویٰ رسالت ہوتا ہے۔گویا میاں صاحب کے نزدیک پیراں نمی پرند، مریداں می پرانند کے علاوہ چال بازی کا بھی کمال ہے۔ فانا للّٰہ و انا الیہ راجعون ......اب میاں صاحب ہی انصاف کریں کہ یہ کیسا نبی ہے نبوت سے پہلے تو اخلاق کی ضرورت ہے۔دوسرے مجددین کی وہ ہتک کی گئی کہ مرزا صاحب کے مقابلہ میں ان کو عوام الناس کی طرح ٹھہرایا گیا اور مرزا صاحب کی اپنی یہ عزت ہورہی ہے کہ نعوذ باللّٰہ من ذالک انہیں چالباز ٹھہرایا جارہا ہے۔ فانا للّٰہ و انا الیہ راجعون اسلام کا باقی کیا رہ گیا......“

(النبوۃ فی الاسلام ص۱۹۲ تا ۱۹۴، مصنفہ محمد علی لاہوری قادیانی)

(۳۲) خلاصہ کلام

”خلاصہ کلام یہ کہ حضرت مسیح موعود چونکہ ابتداً نبی کی تریف یہ خیال فرماتے تھے کہ نبی وہ ہے جو نئی شریعت لائے یا بعض حکم منسوخ کرے یا بلاواسطہ نبی ہو۔اس لئے باوجود اس کے کہ وہ سب شرائط جو نبی کے لئے واقع میں ضروری ہیں، آپ میں پائی جاتی تھیں۔آپ نبی کا نام اختیار کرنے سے انکار کرتے رہے اور گو ان ساری باتوں کا دعویٰ کرتے رہے جن کے پائے جانے سے کوئی شخص نبی ہوجاتا ہے۔لیکن چونکہ آپ ان شرائط کو نبی کی شرائط نہیں خیال کرتے تھے بلکہ محدث کی شرائط سمجھتے تھے۔اس لئے اپنے آپ کو محدث کہتے رہے اور نہیں جانتے تھے کہ میں دعویٰ کی کیفیت تو وہ بیان کرتا ہوں جو نبیوں کے سوا اور کسی میں پائی نہیں جاتی اور نبی ہونے سے انکار کرتا ہوں۔لیکن جب آپ کو معلوم ہوا کہ جو کیفیت اپنے دعویٰ کی آپ شروع دعویٰ سے بیان کرتے چلے آئے ہیں وہ کیفیت نبوت ہے نہ کہ کیفیت محدثیت تو آپ نے اپنے نبی ہونے کا اعلان کیا اور جس شخص نے آپ کے نبی ہونے سے انکار کیا تھا اس کو ڈانٹا کہ جب ہم نبی ہیں تو تم نے کیوں ہماری نبوت کا انکار کیا۔“ (حقیقت النبوۃ ص۱۲۴، انوار العلوم ج۲ ص۴۴۷، ۴۴۸)

(۳۳) اٹھارہ سال

”بھلا ایک شخص مرزا صاحب کو کب مسیح موعود قبول کرسکتا ہے۔اگر اسے کہا جائے کہ وہ اپنے دعوے سے ہی اٹھارہ سال تک بے خبر رہے اور قرآن وحدیث و اقوال علمائے سلف سے غلط دلائل دیتے چلے گئے اور پھر جب اٹھارہ سال بعد ایک مرید نے بتلا دیا کہ آپ تو نبی ہیں تو پھر ہوش آیا اور ایک گہری سوچ میں پڑ گئے۔مگر پھر بھی اپنی غلطی کا تو اعتراف نہیں کیا بلکہ نہایت ہوشیاری سے ایک مرید کو ڈانٹنا شروع کیا کہ تمہیں ہمارے دعوے کی خبر نہیں، تم نے ہماری کتابوں کو نہیں پڑھا۔تمہیں ہمیں نبی سمجھنا چاہئے تھا۔خواہ ہمیں خبر تھی یا نہ تھی اور اگر ہم نے اپنی پہلی کتابوں میں نبوت سے انکار کیا ہے تو کثرت مکالمہ مخاطبہ سے تو انکار نہیں کیا۔اگر ہمیں سمجھ نہیں آتی تھی کہ کثرت مکالمہ مخاطبہ ہی حقیقت نبوت ہے۔کیونکہ ہمیں تو خدا غلط حکم اور غلط علم دیتا چلا گیا۔تمہیں تو الہام نہیں ہوتا تھا۔تم اپنی فراست سے سمجھ لیتے کہ یہ شخص قرآن واحادیث کا علم نہ ہونے کی وجہ سے اپنی نبوت سے منکر ہے۔ورنہ اسے کثرت سے مکالمہ مخاطبہ ہوتا ہے۔“

(اخبار پیغام صلح لاہور ج۵ نمبر۰۷، مؤرخہ ۱۷ مارچ ۱۹۱۸ء)

(۳۴) نبوت میں ترقی اور تکمیل

”حضرت اقدس کی دو حیثیتیں الگ الگ ہیں۔ایک امتی کی، دوسری نبی کی۔امتی کی حیثیت ابتدائی ہے اور نبی کی شان انتہائی۔ حضرت صاحب نے امتی بن کر جو زمانہ گزارا ہے، غلام احمد اور مریم بن کر گزارا ہے۔اس سے ترقی پا کر آپ غلام احمد سے احمد اور مریم سے

ابن مریم بنے ہیں۔ جس زمانے میں آپ غلام احمد تھے اس وقت احمد نہ تھے اور جب آپ مریم تھے تب تک ابن مریم نہ تھے۔ ایسا ہی جب آپ احمد بن گئے تو غلام احمد نہ رہے اور جب آپ ابن مریم بن گئے تب آپ مریم نہ رہے۔ یہ ایک دقیق نکتہ ہے جو خدا نے مجھے سمجھایا ہے۔'' (ازہاق الباطل ص۳۰، مؤلفہ قاسم علی قادیانی)

''پس امتی کے درجہ سے ترقی پاکر نبی بن جانے پر بھی آپ کو نبی نہ کہنا یا مریم سے ابن مریم ہو جانے پر بھی عیسیٰ نہ کہنا یا غلام احمد سے احمد نام پانے پر بھی احمد نہ کہنا۔ ایسا ہے جیسے کسی پٹواری کو ڈپٹی کلکٹر ہو جانے پر پٹواری یا لغوی ڈپٹی کلکٹر کہنا جو دراصل اب اس کی توہین اور گستاخی ہے۔'' (ازہاق الباطل ص۳۴، مؤلفہ قاسم علی قادیانی)

''خدا تعالیٰ نے صاف لفظوں میں آپ کا نام نبی اور رسول رکھا اور کہیں بروزی اور ظلی نبی نہ کہا۔ پس ہم خدا کے حکم کو مقدم کریں گے اور آپ (مرزا قادیانی) کی تحریریں جن میں انکساری اور فروتنی کا غلبہ ہے اور جو نبیوں کی شان ہے ان کو ان الہامات کے ماتحت کریں گے۔'' (اخبار الحکم قادیان مؤرخہ ۲۱؍اپریل ۱۹۱۴ء)

''ہم جیسے خدا تعالیٰ کی دوسری وحیوں میں حضرت اسماعیل، حضرت عیسیٰ، حضرت ادریس علیہم السلام کو نبی پڑھتے ہیں۔ ایسے خدا کی آخری وحی میں مسیح موعود کو بھی یا نبی اللہ کے خطاب سے مخاطب دیکھتے ہیں اور اس نبی کے ساتھ کوئی لغوی یا ظلی یا جزوی کا لفظ نہیں پڑھتے کہ اپنے آپ کو خود بخود ایک مجرم فرض کر کے اپنی بریت کرنے لگ جائیں بلکہ جیسے اور نبیوں کی نبوت کا ثبوت ہم دیتے ہیں۔ ایسے ہی بلکہ اس سے بڑھ کر کیونکہ ہم چشم دید گواہ ہیں۔ مسیح موعود کی نبوت کا ثبوت دے سکتے ہیں۔'' (الفضل قادیان ج۱ نمبر۲۴ ص۸ کالم۱، مؤرخہ ۲۶؍نومبر ۱۹۱۳ء)

''سنو! ہم مرزا غلام احمد صاحب کو وہ امام مہدی اور وہ مسیح مانتے ہیں جن کی خبر تمام انبیاء سابقین نے اور بالآخر حضرت محمد رسول اللہ خاتم النّبیین نے دی۔ ہم بغیر کسی فرق کے بلحاظ نبوت کے انہیں ایسا ہی رسول مانتے ہیں جیسے کہ پہلے رسول مبعوث ہوتے رہے۔''

(الفضل قادیان ج۵ نمبر۳۱ ص۱۰ کالم۱، مؤرخہ ۱۶؍اکتوبر ۱۹۱۷ء)

(۳۵) نبی کا چہرہ

''۲۶؍دسمبر ۱۹۰۷ء صبح کو حضرت اقدس باہر سیر کے واسطے تشریف لے چلے۔ احباب جوق در جوق ساتھ ہوئے ...... ایک دیہاتی دوسرے کو کہہ رہا تھا کہ اس بھیڑ میں سے زور کے ساتھ اندر جا اور زیارت کر اور ایسے موقع پر بدن کی بوٹیاں بھی اڑ جائیں تو پروا نہ کرے۔ ایک صاحب بولے لوگوں کو بہت تکلیف ہے اور خود حضرت ایسے گرد و غبار میں اتنے عرصہ سے تکلیف کے ساتھ کھڑے ہیں۔ میں نے کہا، لوگ بیچارے سچے ہیں کیا کریں۔ تیرہ سو سال کے بعد ایک نبی کا چہرہ دنیا میں نظر آیا ہے۔ پروانے نہ بنیں تو کیا کریں۔''

(اخبار البدر ج۷ نمبر۱، مؤرخہ ۹؍جنوری ۱۹۰۸ء، اخبار الفضل قادیان ج۹ نمبر۴۲، مؤرخہ ۲۸؍نومبر ۱۹۲۱ء)

(۳۶) قادیان میں آخری وحی

''حضرت مسیح موعود ۲۶؍اپریل ۱۹۰۸ء کو لاہور تشریف لے گئے۔ اسی روز بوقت ۴؍بجے صبح آپ پر یہ وحی ہوئی۔ ''مباش ایمن از بازی روزگار۔'' (تذکرہ ص۷۵۴، طبع چہارم)

''اس کے بعد قادیان میں کوئی موقع نہ ملا کہ آپ پر اللہ تعالیٰ کا کلام نازل ہو اس لئے یہ قادیان میں آخری وحی تھی۔''

(شیخ محمود احمد عرفانی، اخبار الحکم قادیان ج۱۲ نمبر۳۰ ص۱ مؤرخہ ۲۶؍اپریل ۱۹۰۸ء، خاص نمبر، مؤرخہ ۲۱؍مئی ۱۹۳۴ء)

(۳۷) نبوت کا قادیانی تصور

’’ایک شخص جو قوم کا چوہڑا یعنی بھنگی ہے اور ایک گاؤں کے شریف مسلمانوں کی تیس چالیس سال سے یہ خدمت کرتا ہے کہ دو وقت ان کے گھروں کی گندی نالیوں کو صاف کرنے آتا ہے اور ان کے پاخانوں کی نجاست اٹھاتا ہے اور ایک دو دفعہ چوری میں پکڑا گیا ہے اور چند دفعہ زنا میں بھی گرفتار ہو کر اس کی رسوائی ہو چکی ہے اور چند سال جیل خانہ میں قید بھی رہ چکا ہے اور چند دفعہ ایسے برے کاموں پر گاؤں کے نمبرداروں نے اس کو جوتے بھی مارے ہیں اور اس کی ماں اور دادیاں اور نانیاں ہمیشہ سے ایسے ہی نجس کام میں مشغول رہی ہیں اور سب مردار کھاتے اور گوہ اٹھاتے ہیں۔ اب خداتعالیٰ کی قدرت پر خیال کر کے ممکن تو ہے کہ وہ اپنے کاموں سے تائب ہو کر مسلمان ہو جائے اور پھر یہ بھی ممکن ہے کہ خداتعالیٰ کا ایسا فضل اس پر ہو کہ وہ رسول اور نبی بھی بن جائے۔‘‘ (تریاق القلوب ص۶۷، خزائن ج۱۵ ص۲۷۹،۲۸۰)

(۳۸) سادہ خاکہ

۱۸۴۰-۳۹ء	مرزاغلام احمد قادیانی کی ولادت۔ مرزاقادیانی ایک لڑکی کے ساتھ توام پیدا ہوا۔ وہ لڑکی چند ماہ بعد مرگئی۔ اس کا نام جنت تھا۔
۱۸۶۸-۶۴ء	سیالکوٹ کی کچہری میں مرزاقادیانی کی قلیل تنخواہ پر ملازمت۔ نیز مختاری کے امتحان میں شرکت اور ناکامی۔ بالآخر ملازمت سے علیحدگی۔
۱۸۶۸ء	الہامات کی ابتداء۔
۱۸۷۷ء	محکمہ ڈاک کی طرف سے مرزاقادیانی پر فوجداری مقدمہ اور بریت۔
۱۸۸۰ء	براہین احمدیہ حصہ اوّل وحصہ دوم کی اشاعت۔ ۱۸۸۲ء میں تیسری جلد اور ۱۸۸۴ء میں چوتھی جلد شائع ہوئی۔
۱۸۸۵ء	مجدد ہونے کا دعویٰ اور اس کا اشتہار واعلان۔
یکم؍دسمبر ۱۸۸۸ء	بیعت لینے کا اشتہار واعلان۔ پیری مریدی کی ابتداء۔
۱۸۹۱ء	مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کا دعویٰ اور اس کا اشتہار واعلان۔
۱۸۹۷ء	عریضہ بعالی خدمت گورنمنٹ عالیہ انگریزی۔ الملتمس خاکسار مرزاغلام احمد قادیانی۔
	جلسہ احباب بر تقریب جشن جوبلی۔ بغرض دعا وشکرگزاری جناب ملکہ معظّمہ قیصرہ ہند دام ظلہا منجانب مرزاغلام احمد قادیانی۔
۳......	مرزاقادیانی پر انکم ٹیکس کا مقدمہ اور بالآخر ٹیکس سے معافی۔
۴......	پنڈت لیکھ رام کے قتل کے شبہ میں مرزاقادیانی کی خانہ تلاشی۔
۵......	مارٹن کلارک کی طرف سے مرزاقادیانی پر اقدام قتل کا فوجداری مقدمہ اور مرزاقادیانی کی بریت۔
۱۸۹۸ء	درخواست بحضور نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ۔ راقم خاکسار مرزاغلام احمد از قادیان۔
۱۸۹۹ء	حضور گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست۔ عریضہ خاکسار مرزاغلام احمد از قادیان۔
۲......	حفظ امن کا مرزاقادیانی پر فوجداری مقدمہ اور بریت۔

۱۹۰۰ء دینی جہاد کی ممانعت کا فتویٰ کہ دینی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا، خدا کے حکم کے ساتھ بند کر دیا گیا اور دین کے لئے لڑنا حرام ہوگیا۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۶، خزائن ج ۱۷ ص ۷۷)

اپنی جماعت کا نام احمدی رکھنے کا اشتہار و اعلان اور سرکار سے استدعا کہ مردم شماری میں اسی نام سے اس فرقہ کو درج کیا جائے۔

۱۹۰۱ء اپنے نبی ہونے کا دعویٰ اور اس کا اشتہار و اعلان۔

۱۹۰۳ء قادیان میں منارۃ المسیح کی تعمیر کا اعلان۔

۱۹۰۴ء اپنے کرشن ہونے کا دعویٰ اور اس کا اشتہار و اعلان۔

۱۹۰۵ء قادیان میں بہشتی مقبرہ قائم ہونے کا اشتہار و اعلان۔

۱۹۰۸ء (۱) فنانشن کمشنر پنجاب کا دورہ۔ قادیان میں مرزا قادیانی کی طرف سے دعوت اور شاندار استقبال۔

۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو بمقام لاہور وبائی ہیضہ سے چند گھنٹوں میں مرزا غلام احمد قادیانی کا ناگہانی انتقال۔

(۳۹) سیرت المہدی

''حضرت صاحبزادہ (مرزا بشیر احمد) صاحب نے نہایت محنت اور جاں فشانی سے کتاب ''مستطاب سیرۃ المہدی'' تیار فرمائی جس میں آپ نے حجۃ اللہ علی الارض وجری اللہ فی حلل الانبیاء حضرت مسیح موعود کے مبارک خصائل اور پاک شمائل وسیرت کے متعلق کافی چھان بین اور غور و پرداخت کے بعد نہایت ثقہ روایات درج فرما کر وابستگان دامن نبی الزمان اور عاشقان مہدی دوراں کی آرزوؤں کو پورا کر کے بڑا احسان فرمایا۔ اس عظیم الشان احسان کا اجر آپ کو مولا کریم ہی دے سکتا ہے۔ ہم اس احسان کا کچھ معاوضہ ادا نہیں کر سکتے بجز اس کے کہ آپ کے حق میں دعائے خیر کریں۔'' (الفضل قادیان ج ۱۴ نمبر ۲۲، مؤرخہ ۱۴ ر ستمبر ۱۹۲۹ء)

''حضرت والا مرتبت صاحبزادہ بشیر احمد صاحب ایم.اے نے اس کتاب کی تصنیف سے جماعت احمدیہ بلکہ تمام طالب حق دنیا پر ایک عظیم الشان احسان فرمایا ہے گو حضرت مہدی و مسیح مہدی (مرزا قادیانی) کی سوانح حیات پر اب تک مختلف پیرایوں میں چند کتابیں شائع ہوئی ہیں۔ لیکن کتاب سیرۃ المہدی اپنی شان میں ایک نرالی کتاب ہے۔ اس کتاب میں نہایت کوشش کے ساتھ حالات جمع کئے گئے ہیں۔ بہت سے ایسے عجیب و غریب واقعات اس کتاب میں ملتے ہیں جو کہ پہلے کسی کتاب میں شائع نہیں ہوئے۔ کتب حدیث کی طرز پر روایت بیان کی گئی ہے۔ ہر روایت کو پڑھنے سے قلب پر ایسی کیفیت طاری ہوتی ہے کہ گویا کوئی حدیث شریف کی کتاب پڑھی جارہی ہے۔ ہر احمدی کے پاس اس کتاب کا ہونا لازم ہے۔ (مرزا قادیانی کے ذاتی حالات اکثر و بیشتر اس کتاب سے لے کر ''قادیانی مذہب'' میں درج کئے گئے۔ حال میں جو دوسرا ایڈیشن نکلا ہے، اس میں اصلاح و ترمیم کے نام سے کافی رنگ آمیزی کی گئی ہے۔ لیکن ؎

کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

للمؤلف)'' (اخبار الفضل قادیان ج ۱۱ نمبر ۶۵ ص ۹ کالم ۳، مؤرخہ ۱۹ ر فروری ۱۹۲۴ء)

نوٹ: قادیانی جماعت نے فروری ۲۰۰۸ء میں ''سیرت المہدی'' کو کمپیوٹرائز طرز پر دو جلدوں میں دوبارہ ''نظارت اشاعت ربوہ'' کے زیر اہتمام شائع کیا ہے۔ (عبدالرحمٰن باوا)

فصل انیسویں

پچرنگ

(۱) پانچ جماعتیں

جناب مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنی زندگی کے تینوں دور میں فی الجملہ پانچ جماعتوں سے سابقہ پڑا۔ پہلی جماعت وہ جو شروع سے تاڑ گئی اور مخالف رہی۔ دوسری وہ جو شروع میں معتقد رہی لیکن مسیح موعود کے دعویٰ پر بھڑک گئی اور منحرف ہوگئی۔ تیسری وہ جس نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ تو قبول کر لیا۔ لیکن نبوت کے دعویٰ کو ٹال دیا۔ چوتھی وہ جس نے مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کو بھی بخوشی تسلیم کر لیا بلکہ زور وشور سے اس کی اشاعت کی۔ پانچویں جماعت وہ جس نے مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کو مان کر خود بھی فائدہ اٹھایا اور ان کی ماتحتی میں اپنی نبوت کا دعویٰ کیا۔ گویا مرزا قادیانی کا مسلک ومذہب حد کو پہنچا دیا۔ واضح ہو کہ تیسری اور چوتھی جماعت جو بالعموم قادیانی اور لاہوری کہلاتی ہیں اور یہی دو جماعتیں فی الحقیقت مرزا غلام احمد قادیانی کے دو ہاتھ ہیں۔ ان کا مفصل کارنامہ سولہویں اور سترہویں فصلوں میں درج ہو چکا ہے۔ ذیل میں بنظر تکمیل پانچوں جماعتوں کی مختصر کیفیت پیش کرتے ہیں کہ ہر ایک کو مرزا قادیانی کے ساتھ کیا صورت پیش آئی۔ ہر عنوان کے تحت متعلقہ جماعت کا حوالہ درج ہے۔

(الف) جماعت اوّل ...... مرزا قادیانی سے مقابلہ

(۲) مرزا قادیانی کی فریاد

’’اے میرے قادر خدا! تو جانتا ہے کہ اکثر لوگوں نے مجھے منظور نہیں کیا اور مجھے مفتری سمجھا اور میرا نام کافر اور کذاب اور دجال رکھا گیا۔ مجھے گالیاں دی گئیں اور طرح طرح کی دل آزار باتوں سے مجھے ستایا گیا اور میری نسبت یہ بھی کہا گیا کہ حرام خور، لوگوں کا مال کھانے والا، وعدوں کا تخلف کرنے والا، حقوق کو تلف کرنے والا، لوگوں کو گالیاں دینے والا، عہدوں کو توڑنے والا، اپنے نفس کے لئے مال کو جمع کرنے والا اور شریر اور خونی ہے۔ یہ وہ باتیں ہیں جو خود ان لوگوں نے میری نسبت کہیں جو مسلمان کہلاتے اور اپنے تئیں اچھے اور اہل عقل اور پرہیزگار جانتے ہیں اور ان کا نفس اس بات کی طرف مائل ہے کہ درحقیقت جو کچھ وہ میری نسبت کہتے ہیں، سچ کہتے ہیں۔‘‘

(مؤرخہ ۵؍نومبر ۱۸۹۹ء، مندرجہ تبلیغ رسالت ج۸ ص۸۴، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۱۷۵، جدید مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۳۲۲،۳۲۳)

(۳) مرزا قادیانی کا آخری فیصلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

یستنبؤنک احق ھو. قل ای وربی انہ لحق

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب! السلام علیٰ من اتبع الھدیٰ مدت سے آپ کے پرچہ ’’اہلحدیث‘‘ میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود، کذاب، دجال، مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افتراء ہے۔

میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لئے مامور ہوں اور آپ بہت سے افتراء میرے پر کر کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں ...... اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے۔ تا خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئی تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بناء پر پیش گوئی نہیں محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک! اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افتراء کرنا میرا کام ہے، تو اے میرے پیارے مالک! میں عاجزی سے تیرے جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین!

مگر اے میرے کامل اور صادق خدا! اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی ہی میں ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے۔ بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین!

میں ان کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گزر گئی۔ وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کے لئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انہوں نے ...... تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص (مرزا قادیانی) درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دوکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بدآدمی ہے ...... میں دیکھتا ہوں مولوی ثناء اللہ ان ہی تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں درحقیقت مفسد اور کذاب ہے، اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک، تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین! ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین. آمین!

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔''

(اشتہار مؤرخہ ۱۵/اپریل ۱۹۰۷ء، مندرجہ تبلیغ رسالت ج۱۰ ص۱۱۸ تا ۱۲۰، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۷۸، ۵۷۹، جدید مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۷۰۵، ۷۰۶)

اس اشتہار کی اشاعت کے ہفتہ عشرہ بعد ہی (البدر قادیان ج۶ نمبر۱۷ ص۷ کالم۲، مؤرخہ ۲۵/اپریل ۱۹۰۷ء) میں مرزا غلام احمد کی روزانہ ڈائری میں شائع ہوا کہ:

’’ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا یہ دراصل ہماری (یعنی مرزا قادیانی کی) طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔‘‘

خدا کی قدرت اور مقام عبرت ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب تو ماشاء اللہ ابھی ۱۹۳۹ء تک کبرسنی میں بھی قادیانیت کی تردید میں زندہ کرامات بنے ہوئے ہیں۔ (مولانا نے مرزا قادیانی کی ہلاکت کے چالیس سال بعد تقسیم ملک کے بعد سرگودھا، پاکستان میں انتقال فرمایا) اور جناب مرزا غلام احمد اس اشتہار کے ایک ہی سال بعد ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء کو وبائی ہیضہ میں مبتلا ہوکر فوت ہوگئے۔ اچھے اچھے واقف کاردم بخود رہ گئے کہ خود مرزا غلام احمد قادیانی کی دعا پر حق نے عجب فیصلہ کیا۔ ’’فاعتبروا یا اولی الابصار‘‘ لیکن قادیانی فرقہ کا عذر ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے مرزا قادیانی کا یہ چیلنج قبول نہیں کیا تھا۔ اس لئے مرزا قادیانی پر اس کی پابندی عائد نہیں ہوئی۔ تاہم قدرت نے پابندی عائد کردی کہ ہیضہ میں ہی مرزا قادیانی کا انتقال ہوا۔ (للمؤلف)

(ب) جماعت دوم …… مرزا قادیانی سے انحراف

(۴) ایک سید

’’مجھے یاد آیا کہ بٹالہ میں فضل شاہ یا مہر شاہ نام ایک سید تھے جو میرے والد صاحب سے بہت محبت رکھتے تھے اور بہت تعلق تھا۔ جب میرے دعویٰ مسیح موعود ہونے کی کسی نے ان کو خبر دی تو وہ بہت روئے اور کہا کہ ان کے والد صاحب بہت اچھے آدمی تھے۔ یعنی یہ شخص کس پر پیدا ہوا۔‘‘ (کشتی نوح ص۴۸، خزائن ج۱۹ ص۵۱،۵۲ حاشیہ)

(۵) مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی

’’مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا نام آپ نے سنا ہوگا۔ یہ ابتدائی زمانہ میں حضرت اقدس (مرزا قادیانی) سے اخلاص رکھتے تھے اور براہین احمدیہ کی اشاعت پر انہوں نے ایک زبردست ریویو بھی لکھا تھا۔ حضرت صاحب (مرزا قادیانی) کو خود وضو کرانا اپنی سعادت سمجھتے تھے۔ مگر مسیح موعود کے دعویٰ پر وہ بگڑے اور بہت بری طرح بگڑے۔ یہاں تک کہ انہوں نے بہت بڑا بول بولا کہ میں نے ہی ان کو اونچا کیا ہے اور میں ہی گراؤں گا۔‘‘ (مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج۱۶ نمبر۵۶ ص۶ کالم۱، مؤرخہ ۱۵؍جنوری ۱۹۲۹ء)

(۶) میر عباس علی صاحب

’’حبی فی اللہ میر عباس علی لدھیانوی۔ یہ میرے وہ اوّل دوست ہیں جن کے دل میں خدائے تعالیٰ نے سب سے پہلے میری محبت ڈالی اور جو سب سے پہلے تکلیف سفر اٹھا کر ابرار اخیار کی سنت پر بقدم تجرید محض للہ قادیان میں میرے ملنے کے لئے آئے۔ وہ یہی بزرگ ہیں۔ میں اس بات کو کبھی نہیں بھول سکتا کہ بڑے سچے جوشوں کے ساتھ انہوں نے وفاداری دکھلائی اور میرے لئے ہر یک قسم کی تکلیفیں اٹھائیں اور قوم کے منہ سے ہر ایک قسم کی باتیں سنیں۔ میر صاحب نہایت عمدہ حالات کے آدمی اور اس عاجز سے روحانی تعلق رکھنے والے ہیں اور ان کے مرتبہ اخلاص کے ثابت کرنے کے لئے یہ کافی ہے کہ ایک مرتبہ اس عاجز کو ان کے حق میں الہام ہوا تھا۔ اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء‘‘ (ازالہ اوہام ص۷۹۰،۷۹۱، خزائن ج۳ ص۵۲۷،۵۲۸)

’’یہ میر صاحب وہی حضرت ہیں جن کا ذکر بالخیر میں نے ازالہ اوہام کے صفحہ نمبر۷۹۰ میں بیعت کرنے والوں کی جماعت میں لکھا

ہے۔افسوس کہ وہ بعض موسوسین کے وسوسہ اندازی سے سخت لغزش میں آ گئے بلکہ جماعت اعداء میں داخل ہو گئے ......اس میں کچھ شک نہیں کہ میر صاحب موصوف عرصہ دس سال تک بڑے اخلاص اور محبت اور ثابت قدمی سے اس عاجز کے مخلصوں میں شامل رہے اور خلوص کے جوش کی وجہ سے بیعت کرنے کے وقت نہ صرف آپ انہوں نے بیعت کی بلکہ اپنے دوسرے عزیزوں اور رفیقوں اور دوستوں اور متعلقوں کو بھی اسی سلسلہ میں داخل کیا اور اس دس سال کے عرصہ میں جس قدر انہوں نے اخلاص اور ارادت سے بھرے ہوئے خط بھیجے ان کا اس وقت میں اندازہ بیان نہیں کر سکتا...... بالآخر ہم ناظرین پر ظاہر کرتے ہیں کہ میر عباس علی صاحب نے ۱۲/دسمبر ۱۸۹۱ء میں مخالفانہ طور پر ایک اشتہار بھی شائع کیا ہے جو ترک ادب اور تحقیر کے الفاظ سے بھرا ہوا ہے...... میر صاحب کے دل میں سراسر فاش غلطی سے یہ بات بیٹھ گئی ہے کہ گویا میں ایک نیچری آدمی ہوں کہ معجزات کا منکر اور لیلۃ القدر سے انکاری اور نبوت کا مدعی اور انبیاء علیہم السلام کی اہانت کرنے والا اور عقائد اسلام سے منہ پھیرنے والا ہوں۔'' (مندرجہ تبلیغ رسالت ج۲ ص۷۸ تا ۸۲، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۹۳ تا ۲۹۸، جدید ج۱ ص۲۴۲ تا ۲۴۵)

(۷) شرعی قسم

''میں (حکیم مولوی ملک نظیر احسن بہاری) حلفاً شرعی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں زمانہ دراز تک مرزا صاحب کے فریب کا نیک نیتی سے دلدادہ رہا ہوں اور میں ان کا قدیم مزاج شناس ہوں۔ مرزا صاحب کے تمام راز باطنی کا میں محرم راز ہوں اور قادیان کی خوب ہوا کھائے ہوئے ہوں۔ ذرا ذرا حال حضرت جی کا میرے سینہ بے کینہ میں بھرا ہے۔

الغرض جب مرزا (غلام احمد) نے حد سے گزر کر نبوت کے دروازے کو کھٹکھٹانا شروع کیا تو سب سے پہلے منشی الٰہی بخش صاحب اکاؤنٹینٹ لاہور، ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ، حکیم مولوی مظہر حسین صاحب لدھیانہ، سید عباس علی صاحب رئیس، صوبہ دار میجر سید امیر شاہ صاحب وغیرہم سینکڑوں اہل علم اور واقف کار صحبت دیدہ اشخاص اور اس کے بعد اس راقم نے بھی مرزا (قادیانی) کے دام تزویر سے علیحدہ ہو کر مرزا صاحب کو ملحد و مرتد اسلام سمجھ کر ان کے مذہب جدیدہ پر لعنت بھیج کر الحمد للہ علیٰ احسانہ ان کے فریب سے نجات پائی۔

یہ وہ لوگ ہیں کہ مرزا (غلام احمد) کی ابتدائی حالت ناداری میں ہزاروں ہزار ماہوار حضرت جی کے صرف کے لئے خرچ کرتے رہے۔ مگر جب مرزا جی بہکنے لگے تو پہلے سب لوگوں نے مل کر خوب سمجھایا مگر دکانداری خوب چل نکلی تھی۔ حکیم نور الدین اور چند جاہل حاشیہ نشینوں نے اپنی دلالی کی رقموں میں سد باب خیال کر کے مرزا (غلام احمد) کو سبز باغ دکھایا کہ حضرت جی اس وقت پچیس تیس ہزار کے معنی آرڈر براہین اور سراج المنیر کے آ چکے ہیں۔ اگر یہ لوگ آپ سے منحرف ہو گئے تو بلا سے۔ میں دل و جان سے اس کو ایسے ہی چلاتا رہوں گا۔ بس ڈٹے رہیے۔ بقول شیخ سعدی......

بدوز طمع دیدہ ہوشمند''

(مسیح دجال کا سربستہ راز ص۲، مصنفہ حکیم مولوی نظیر احسن)

(۸) الٹی منطق

''اب یہ صاف امر ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے مامور اور مسیح موعود کے نام سے دنیا میں بھیجا ہے جو شخص میری مخالفت کرنے والے ہیں وہ میری نہیں خدا تعالیٰ کی مخالفت کرتے ہیں۔ کیونکہ جب تک میں نے دعویٰ نہ کیا تھا بہت سے ان میں سے مجھے عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور اپنے ہاتھ سے لوٹا لے کر وضو کرانے کو ثواب اور فخر جانتے تھے اور بہت سے ایسے بھی تھے جو میری بیعت میں آنے کے لئے زور دیتے

تھے۔لیکن جب خدا تعالیٰ کے نام اور اعلام سے یہ سلسلہ شروع ہوا تو وہی مخالفت کے لئے اٹھے۔اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ ان کی ذاتی عداوت میرے ساتھ نہ تھی بلکہ عداوت ان کو خدا تعالیٰ سے ہی تھی۔ اگر خدا تعالیٰ کے ساتھ ان کو سچا تعلق تھا تو ان کی دینداری، اتقاء اور خداترسی کا تقاضا یہ ہونا چاہئے تھا کہ سب سے اوّل وہ میرے اس اعلان پر لبیک کہتے اور سجدات شکر کرتے ہوئے میرے ساتھ مصافحہ کرتے ،مگر نہیں۔وہ اپنے ہتھیاروں کو لے کر نکل کھڑے ہوئے اور انہوں نے مخالفت کو یہاں تک پہنچایا کہ مجھے کافر کہا اور بے دین کہا اور دجال کہا۔'' (ملفوظات احمدیہ ج۱ص ۳۵۵،احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور،ملفوظات ج۱ص ۱۸۹،۱۹۰، جدید ملفوظات ج۱ص ۱۲۲)

(۹) منحرف سے مقابلہ

''اس امر سے اکثر لوگ واقف ہوں گے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب جو تخمیناً بیس برس تک میرے مریدوں میں داخل رہے۔ چند دنوں سے مجھ سے برگشتہ ہوکر سخت مخالف ہوگئے ہیں اور اپنے رسالہ ''المسیح الدجال'' میں میرا نام کذاب، مکار، شیطان، دجال، شریر، حرام خور رکھا ہے اور مجھے خائن اور شکم پرست اور نفس پرست اور مفسد اور مفتری اور خدا پر افتراء کرنے والا قرار دیا ہے اور کوئی ایسا عیب نہیں ہے جو میرے ذمہ نہیں لگایا......غرض ہم نے اس کے ہاتھ سے وہ دکھ اٹھایا جس کے بیان کی حاجت نہیں۔میاں عبدالحکیم صاحب نے اسی پر بس نہیں کی بلکہ ہر ایک لیکچر کے ساتھ یہ پیش گوئی بھی صدہا آدمیوں میں شائع کی کہ مجھے خدا نے الہام کیا ہے کہ یہ شخص (مرزا قادیانی) تین سال کے عرصہ میں فنا ہوجائے گا اور اس کی زندگی کا خاتمہ ہوجائے گا۔کیونکہ کذاب اور مفتری ہے۔میں نے اس کی ان پیش گوئیوں پر صبر کیا مگر آج جو۱۴؍اگست ۱۹۰۶ء ہے پھر اس کا ایک خط ہمارے دوست فاضل جلیل مولوی نورالدین صاحب کے نام آیا۔اس میں بھی میری نسبت کئی قسم کی عیب شماری اور گالیوں کے بعد لکھا ہے کہ ۱۲؍جولائی ۱۹۰۶ء کو خدا تعالیٰ نے اس شخص (مرزا قادیانی) کے ہلاک ہونے کی خبر مجھے دی ہے کہ اس تاریخ سے تین برس تک ہلاک ہوجائے گا۔جب اس حد تک نوبت پہنچ گئی تو اب میں (مرزا قادیانی) بھی اس بات میں کچھ مضائقہ نہیں دیکھتا کہ جو کچھ خدا نے اس کی (یعنی ڈاکٹر عبدالحکیم خان کی) نسبت میرے پر ظاہر فرمایا ہے، میں بھی شائع کردوں اور درحقیقت اس میں قوم کی بھلائی ہے۔کیونکہ اگر درحقیقت میں خدا تعالیٰ کے نزدیک کذاب ہوں اور پچیس برس سے دن رات خدا پر افتراء کر رہا ہوں اور اس کی عظمت جلال سے بے خوف ہوکر اس پر جھوٹ باندھتا ہوں اور اس کی مخلوق کے ساتھ بھی میرا یہ معاملہ ہے کہ میں لوگوں کا مال بددیانتی اور حرام خوری کے طریق سے کھاتا ہوں اور خدا کی مخلوق کو اپنی بدکرداری اور نفس پرستی کے جوش سے دکھ دیتا ہوں تو اس صورت میں تمام بدکرداروں سے بڑھ کر سزا کے لائق ہوں تا لوگ میرے فتنہ سے نجات پاویں اور اگر میں ایسا نہ ہوں جیسا کہ میاں عبدالحکیم خان نے سمجھا ہے تو میں امید رکھتا ہوں کہ خدا مجھ کو ایسی ذلت کی موت نہیں دے گا کہ میرے آگے بھی لعنت ہو اور میرے پیچھے بھی۔میں خدا کی آنکھ سے مخفی نہیں۔ مجھے کون جانتا ہے مگر وہی۔اس لئے میں اس وقت دونوں پیش گوئیاں یعنی میاں عبدالحکیم خاں کی میری نسبت پیش گوئی اور اس کے مقابل پر جو خدا نے میرے پر ظاہر کیا، ذیل میں لکھتا ہوں اور اس کا انصاف خدائے قادر پر چھوڑتا ہوں اور وہ یہ ہیں:

الف...... میاں عبدالحکیم خاں صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ کی میری نسبت پیش گوئی جو اخویم مولوی نورالدین صاحب کی طرف اپنے خط میں لکھتے ہیں۔ان کے الفاظ یہ ہیں: ''مرزا کے خلاف ۱۲؍جولائی ۱۹۰۶ء کو یہ الہامات ہوئے ہیں۔مرزا مسرف، کذاب اور عیار ہے۔صادق کے سامنے شریر فنا ہوجائے گا اور اس کی میعاد تین سال بتائی گئی ہے۔'' (کانا دجال ص ۵۰)

ب...... اس کے مقابل پر وہ پیش گوئی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میاں عبدالحکیم خاں صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ کی نسبت مجھے (یعنی مرزا قادیانی کو) معلوم ہوئی جس کے الفاظ یہ ہیں: خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور وہ سلامتی کے

شہزادے کہلاتے ہیں۔ان پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔فرشتوں کی کھنچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے۔پر تو نے وقت کو نہ پہچانا نہ دیکھا نہ جانا۔''رب فرق بین صادق و کاذب انت تری کل مصلح و صادق''(یعنی اے میرے خدا، صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلا تو جانتا ہے کہ صادق اور مصلح کون ہے)''(اشتہار مرزا قادیانی بعنوان خدا سچے کا حامی ہو مؤرخہ ۱۶راگست ۱۹۰۶ء، مندرجہ تبلیغ رسالت ج۱۰ص۱۱۳تا۱۱۶، مجموعہ اشتہارات ج۳ص۵۵۷تا۵۶۰، جدید مجموعہ اشتہارات ج۲ص۶۷۲،۶۷۳)

''چنانچہ عبدالحکیم نے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے اس اشتہار کے جواب میں اپنی پہلی پیش گوئی کو منسوخ قرار دیتے ہوئے لکھا: اللہ نے مرزا کی شوخیوں اور نافرمانیوں کی سزا میں سہ سالہ میعاد میں سے جو ۲۱رجولائی ۱۹۰۹ء کو پوری ہونی تھی ۱۰ مہینے اور ۱۱ دن اور کم کر دیئے اور مجھے یکم رجولائی ۱۹۰۷ء کو الہاماً فرمایا کہ مرزا آج سے ۱۴ ماہ تک بسزائے موت ہاویہ میں گرایا جائے گا۔اس کے جواب میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے ۵رنومبر ۱۹۰۷ء کو ایک اشتہار بعنوان ''تبصرہ'' شائع فرمایا جس میں خدا تعالیٰ کا یہ کلام درج فرمایا: اپنے دشمن سے کہہ دے کہ خدا تجھ سے مواخذہ کرے گا اور تیری عمر کو بھی بڑھاؤں گا۔یعنی دشمن جو کہتا ہے کہ صرف جولائی ۱۹۰۷ء سے ۱۴رمہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں یا ایسا ہی دوسرے دشمن جو پیش گوئی کرتے ہیں ان سب کو میں جھوٹا کروں گا۔''

(اخبار الفضل قادیان ج۱۸ نمبر۱۳۵ ص۵ کالم۲،۳، مؤرخہ ۲۳رمئی ۱۹۳۱ء، البدر قادیان ج۶ نمبر۴۶ ص۶، مؤرخہ ۱۰رنومبر ۱۹۰۷ء)

''اردو میں فرمایا کہ میں تیری عمر کو بھی بڑھادوں گا یعنی دشمن (ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب) جو کہتا ہے کہ صرف جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں۔یا ایسا ہی جو دوسرے دشمن پیش گوئی کرتے ہیں ان سب کو میں جھوٹا کروں گا اور تیری عمر کو بڑھادوں گا تا معلوم ہو کہ میں خدا ہوں اور ہر ایک امر میرے اختیار میں ہے۔''

(اشتہار مؤرخہ ۵رنومبر ۱۹۰۷ء، مندرجہ تبلیغ رسالت ج۱۰ص۱۳۱، مجموعہ اشتہارات ج۳ص۵۹۱، جدید مجموعہ اشتہارات ج۲ص۷۲۰)

''آخری دشمن اب ایک اور پیدا ہوا ہے جس کا نام عبدالحکیم خاں ہے اور وہ ڈاکٹر ہے اور ریاست پٹیالہ کا رہنے والا ہے جس کا دعویٰ ہے کہ میں اس کی زندگی میں ہی ۴راگست ۱۹۰۸ء تک ہلاک ہو جاؤں گا......مگر خدا نے اس کی پیش گوئی کے مقابل پر مجھے خبر دی کہ وہ خود عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور خدا اس کو ہلاک کرے گا اور میں اس کے شر سے محفوظ رہوں گا۔سو یہ وہ مقدمہ ہے جس کا فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔بلاشبہ یہ سچ بات ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی نظر میں صادق ہے، خدا اس کی مدد کرے گا۔'' (چشمہ معرفت ص۳۲۱،۳۲۲، خزائن ج۲۳ص۳۳۶،۳۳۷)

خدا کی قدرت اور مقام عبرت کہ مرزا غلام احمد قادیانی ڈاکٹر صاحب کی پیش گوئی کے مطابق میعاد مقررہ کے اندر ہی ۲۶رمئی ۱۹۰۸ء کو وبائی ہیضہ میں مبتلا ہو کر فوت ہو گئے اور ماشاء اللہ ڈاکٹر صاحب بعد کو برسوں زندہ اور خوش و خرم رہے۔(للمؤلف)

(ج) جماعت سوم ...... مسیحیت کا اقرار، نبوت کا انکار

(۱۰) لاہوری محضر نامہ

''ہم دستخط کنندگان ذیل حلفی شہادت ادا کرتے ہیں کہ بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے جب ۱۸۹۱ء میں یہ اعلان کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وفات پاجانا قرآن کریم سے ثابت ہے اور حدیثوں میں جس ابن مریم کے امت محمدیہ میں آنے کا ذکر ہے، وہ میں ہوں تو اس وقت آپ نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ہاں بعض علماء نے لوگوں کو غلط فہمی میں ڈالا اور ان کو مدعی نبوت قرار دے

کر آپ پر کفر کا فتویٰ لگایا جس کے بعد حضرت موصوف نے صاف طور پر کئی مرتبہ یہ اعلان کیا جیسا کہ آپ کی تحریروں سے ظاہر ہے کہ آپ کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کرنا محض افتراء ہے اور آپ نبوت کو آنحضرت ﷺ پر ختم سمجھتے ہیں اور آنحضرت ﷺ کے بعد مدعی نبوت کو کاذب اور کافر یقین کرتے ہیں اور آپ کے بعض الہامات میں جو مرسل یا رسول یا نبی آیا ہے یا حدیث میں آنے والے مسیح کی نسبت جو لفظ نبی کا آیا ہے تو اس سے مراد فی الحقیقت نبی نہیں بلکہ مجازی، جزوی، ظلی نبی ہے جسے محدث کہا جاتا ہے اور خاتم النّبیین کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ نہ نیا نہ پرانا۔ ہم یہ بھی حلفی شہادت ادا کرتے ہیں کہ ہم نے نومبر ۱۹۰۱ء سے پہلے حضرت مسیح موعود کی بیعت کی اور میاں محمود احمد صاحب سرکردہ احمدی فریق قادیان نے جو یہ لکھا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ ابتداء میں نبوت کا نہ تھا، مگر نومبر ۱۹۰۱ء میں آپ نے دعویٰ تبدیل کیا اور نبوت کے مدعی بن گئے اور انکار نبوت کی دس گیارہ سال کی لگاتار تحریریں منسوخ ہیں۔ یہ محض غلط اور سراسر خلاف واقعات ہے۔ ہم اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ کبھی ہمارے وہم وگمان میں یہ بات نہیں آئی کہ ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعود نے اپنے دعویٰ میں تبدیلی کی، یا آپ کی سابقہ تحریریں جو انکار دعوائے نبوت سے بھری پڑی ہیں منسوخ ہوگئیں۔ نہ ہم نے اپنے علم میں کبھی ایسے لفظ کسی ایک شخص کے بھی منہ سے سنے جب تک کہ میاں محمود احمد صاحب نے ان کا اعلان نہیں کیا۔'' واللہ علی ما نقول شہید '' دستخط مولوی سید محمد احسن امروہی وغیرہ وغیرہ (اس محضر نامہ پر ستر معزز اور معتبر قادیانی صاحبان کے دستخط ثبت ہیں)''

(النبوۃ فی الاسلام ص ۲۶۶، ۲۶۷، مولوی محمد علی لاہوری قادیانی امیر جماعت لاہور)

(د) جماعت چہارم ...... مرزا قادیانی کی نبوت کے قائل

(۱۱) مولوی محمد احسن امروہی قادیانی

''حضرت مولوی محمد احسن صاحب امروہی جو ایک فاضل جلیل اور امین اور متقی اور محبت اسلام میں بدل وجان فدا شدہ ہیں۔''

(ضروری اشتہار از مرزا قادیانی مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۲ ص ۱۰۳، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۳۲۳، جدید مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۶۵)

''یہ وہ امور ہیں جن پر آپ لوگوں کو غور کرنا چاہئے۔ ان میں فیصلہ اس طرح پر ہو کہ مولوی سید محمد احسن صاحب یہاں تشریف رکھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفۃ المسیح (یعنی حکیم نورالدین خلیفہ اوّل) بھی آپ کا اعزاز فرماتے تھے اور وہ اپنے علم وفضل اور سلسلہ کی خدمات کی وجہ سے اس قابل ہیں کہ ہم ان کی عزت کریں۔ وہ اس جلسہ شوریٰ کے پریذیڈنٹ ہوں۔ میں اس جلسہ میں نہ ہوں گا تاکہ ہر شخص آزادی سے بات کر سکے جو بات باہمی مشورہ اور بحث کے بعد طے ہو وہ لکھ لی جائے اور پھر مجھے اطلاع دو...... پھر میں کہتا ہوں کہ مولوی (سید محمد احسن) صاحب کا جو درجہ ان کے علم اور رتبہ کے لحاظ سے ہے وہ تم جانتے ہو۔ حضرت (مرزا قادیانی) صاحب بھی ان کا ادب کرتے تھے۔''

(منصب خلافت ص ۵۳، انوار العلوم ج ۲ ص ۶۵)

''اسی طرح مولوی محمد احسن صاحب ہیں کہ ایک وقت تو آپ حضرت مسیح موعود کے دعوے کی تائید میں تمام قرآن سے استدلال کیا کرتے تھے یا اب وہ زمانہ ہے کہ خدا جانے کن اغراض کے ماتحت اس آخری عمر میں اپنی تمام عمر کے اعمال کے خلاف ان باتوں سے بھی منکر ہو رہے ہیں جو حضرت مسیح موعود نے خود لکھی ہیں اور جن سے حضور کی تمام کتب بھری پڑی ہیں۔''

(اخبار الفضل قادیان ج ۵ نمبر ۲۷ ص ۳ کالم ۱، مؤرخہ ۲ر اکتوبر ۱۹۱۷ء)

''مولوی محمد احسن صاحب نے غیر مبایعین کی رفاقت اختیار کر کے انہیں خوش کرنے کے لئے جو جو کوششیں کی ہیں اور کر رہے ہیں ان سے اکثر لوگ آگاہ ہو چکے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی شان میں جن کے متعلق ایک وقت انہوں نے لکھا تھا کہ ''میں یقین کامل سے کہتا ہوں کہ حقیقتاً آپ کی خلافت کی ثابت شدہ صداقت ہے اور منکرین اس کے بڑے خطا کار ہیں۔'' مگر اب خود اس ثابت شدہ صداقت کا انکار کر کے بڑے خطا کاروں میں شامل ہو گئے ہیں اور ایسے ایسے نازیبا اور گندے الفاظ سے آپ کو مخاطب کرتے ہیں کہ الامان۔'' (اخبار الفضل قادیان ج ۵ نمبر ۶۳ ص ۳ کالم ۱، مؤرخہ ۵ر فروری ۱۹۱۸ء)

(۱۲) سامری اور جالوت

''۲۵ر ستمبر ۱۹۱۸ء ج ۶ نمبر ۱۹ ص ۴ کالم ۲ کے پیام (پیغام صلح) میں مولوی محمد احسن (قادیانی لاہوری) کی طرف سے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے ایک الہام کے متعلق مولوی محمد احسن صاحب کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے سیدنا و مولانا حضرت فضل عمر خلیفہ ثانی (یعنی مرزا محمود) کو سامری قرار دینے کی ناپاک کوشش کی ہے۔ مولوی صاحب کی طرف سے ایسی ناروا باتوں کا پیش ہونا جو ان کے علم اور عقل کے سلب ہونے پر کافی دلیل اور بقول ان کے ان کی ارذل عمر کا صریح نتیجہ ہے۔ بجز اس کے نہیں کہ مولوی صاحب موصوف مغلوب الغضب اور مسلوب الحواس ہو کر مبایعین کے دلوں کو بے وجہ دکھانا چاہتے ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا ان ہی مولوی صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح (مرزا محمود قادیانی) کو جالوت قرار دینے کے لئے ایک مضمون لکھ کر شائع کیا تھا، جس کے جواب میں بفضلہ تعالیٰ مدلل ثابت کیا گیا تھا کہ مولوی صاحب خود ہی جالوت کے بروز ہیں۔ اب مولوی صاحب کی کوشش ہے اور محض بے سود کوشش کہ حضرت ممدوح کو سامری کی مماثلت میں پیش کریں اور اس سے اپنی شقاوت اور قساوت قلبی کا اظہار کریں۔'' (اخبار الفضل قادیان ج ۶ نمبر ۳۵ ص ۵ کالم ۱، مؤرخہ ۹ر نومبر ۱۹۱۸ء)

(۱۳) فتویٰ

''صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب بوجہ اپنے عقائد فاسدہ پر مصر ہونے کے میرے نزدیک ہرگز اب اس بات کے اہل نہیں ہیں کہ وہ حضرت مسیح موعود مرزا صاحب کی جماعت کے خلیفہ یا امیر ہوں اور اس لئے میں اس خلافت سے، جو محض ارادی ہے سیاسی نہیں، صاحبزادہ صاحب کا اپنی طرف سے عزل کر کے عند اللہ اور عند الناس اس ذمہ داری سے بری ہوتا ہوں جو میرے سر پر تھی...... اور حسب ارشاد الٰہی ''قال ومن ذریتی قال لا ینال عھدی الظلمین'' اپنی بریت کا اعلان کرتا ہوں اور جماعت احمدیہ کو یہ اطلاع پہنچاتا ہوں کہ صاحبزادہ صاحب کے یہ عقائد (۱) سب اہل قبلہ کلمہ گو کافر اور خارج از اسلام ہیں۔ (۲) حضرت مسیح موعود کامل حقیقی نبی ہیں، جزوی نبی یعنی محدث نہیں۔ (۳) اسمہ احمد کی پیش گوئی جناب مرزا صاحب کے لئے اور محمد رسول اللہ ﷺ کے واسطے نہیں اور اس کو ایمانیات سے قرار دینا ایسے عقائد اسلام میں موجب ایک خطرناک فتنہ کے ہیں جس کے دور کرنے کے لئے کھڑا ہو جانا ہر ایک احمدی کا فرض اوّلین ہے۔ یہ اختلاف عقائد معمولی اختلاف نہیں بلکہ اسلام پاک کے اصول پر حملہ ہے اور مسیح موعود کی بھی تعلیم کو ترک کر دینا ہے۔ میں یہ بھی اپنے احباب کو اطلاع دیتا ہوں کہ ان عقائد کے باطل ہونے پر حضرت مسیح موعود کے مقرر کردہ معتمدین کی بھی کثرت رائے ہے۔ یعنی اب جو بارہ ممبر حضرت کے مقرر کردہ زندہ ہیں ان میں سے سات ممبر علی الاعلان ان عقائد سے بیزاری کا اظہار کر چکے ہیں اور باقی پانچ میں بھی اغلب ہے کہ ایک صاحب ان عقائد میں صاحبزادہ کے شامل نہیں۔'' (اعلان منجانب مولوی سید محمد احسن قادیانی معتمد خاص مرزا غلام احمد قادیانی و رفیق فریق لاہوری) (آئینہ کمالات مرزا ص ۴۹، ۵۰، منجانب جناب ناظم صاحب دار الاشاعت رحمانی مونگیر شریف)

(ھ) جماعت پنجم ...... قادیانی انبیاء

(۱۴) بادصبا

سابقہ اقتباسات سے واضح ہوا کہ چار جماعتیں چار فریق پر رہیں۔ ایک جماعت تو شروع سے محتاط اور محترز رہی۔ دوسری جماعت پھنسی مگر پھرتی سے نکل گئی۔ تیسری جماعت نے ایک حدتک ساتھ دیا مگر آگے بڑھنے سے عذر کر دیا۔ چوتھی جماعت بے تکان ساتھ گئی مگر پانچویں جماعت جو سب پر سبقت لے گئی وہ ہے جس نے اتباع کے سوا خود اپنا بھی جھنڈا بلند کیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت پر ایمان لاکر خود بھی نبوت کا درجہ حاصل کیا۔ گویا مرزا قادیانی کی تعلیم کا پورا فیض پایا۔ لیکن تعجب اور افسوس ہے کہ مرزا قادیانی نے ان کی کچھ قدر نہ کی بلکہ ان کو مفسد اور گمراہ قرار دیا۔ حالانکہ

اے باد صبا ایں ہمہ آوردۂ تست

بہرحال مرزا غلام احمد کے جو حوصلہ مند مرید نبوت کے دعویدار بنے، ان میں سے سات مختصراً ذیل میں پیش ہیں۔ قادیانی امت میں نبوت کی کیسی برکت ہے۔

سالے کہ نکوست از بہارش پیداست

(۱۵) مدعی نبوت

''دیکھو! ہماری جماعت میں ہی کتنے مدعی نبوت کھڑے ہوگئے ہیں۔ ان میں سے سوائے ایک کے سب کے متعلق یہ خیال رکھتا ہوں کہ وہ اپنے نزدیک جھوٹ نہیں بولتے۔ واقعہ میں ابتداء میں انہیں الہام ہوئے اور کوئی تعجب نہیں اب بھی ہوتے ہوں۔ مگر نقص یہ ہوا ہے کہ انہوں نے اپنے الہاموں کو سمجھنے میں غلطی کھائی ہے۔ ان میں سے بعض سے مجھے ذاتی واقفیت ہے اور میں گواہی دے سکتا ہوں کہ ان مین اخلاص پایا جاتا تھا، خشیت اللہ پائی جاتی تھی۔ آگے خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ میرا یہ خیال کہاں تک درست ہے۔ مگر ابتداء میں ان کی حالت مخلصانہ تھی۔ ان کے الہاموں کا ایک حصہ خدائی الہاموں کا تھا مگر نقص یہ ہوگیا کہ انہوں نے الہاموں کی حکمت کو نہ سمجھا اور ٹھوکر کھا گئے۔ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے زمانہ میں آیک آدمی یہاں آیا جو احمدی تھا۔ کہنے لگا، مجھے الہام ہوتے ہیں کہ تو موسیٰ ہے، ابراہیم ہے، محمد ہے۔ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے فرمایا، یہ بتاؤ جب تمہیں موسیٰ کہا جاتا ہے تو اس قسم کے نشان بھی دیئے جاتے ہیں جیسے موسیٰ علیہ السلام کو دیئے گئے تھے۔ یا جب ابراہیم کہا جاتا ہے تو کیا حضرت ابراہیم کی طرز کا کلام اور برکات بھی دیئے جاتے ہیں؟ وہ کہنے لگا، دیا تو کچھ نہیں جاتا صرف کہا ہی جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے فرمایا، دیکھو خدا کسی سے مخول نہیں کیا کرتا۔ وہ جب کسی کو کوئی نام دیتا ہے تو اس کے برکات بھی ساتھ دیتا ہے۔ تمہیں جو الہام ہوتے ہیں ان کی دو صورتیں ہیں یا تو یہ کہ وہ کلام کسی اور کے لئے نازل ہوتا ہے جسے تم بھی سن لیتے ہو اور غلطی سے اس کا مخاطب اپنے آپ کو سمجھ لیتے ہو۔ یا پھر یہ خدا کا کلام نہیں، شیطان کا کلام ہے جو تمہیں دھوکا دے رہا ہے۔ دیتا تو کچھ نہیں مگر کہتا ہے تم یہ بن گئے وہ بن گئے۔ گویا وہ تمہیں وہ بات کہتا ہے جو تم میں پائی نہیں جاتی۔''

(تقریر مرزا محمود خلیفہ قادیان، اخبار الفضل قادیان ج۱۵ نمبر۷۶، ۷۷ ص۵، ۶ کالم۱ تا۳، مؤرخہ ۲۷-۳۰ مارچ ۱۹۲۸ء)

(۱۶) مولوی یار محمد قادیانی کی نبوت

''ایک میرے استاد تھے جو سکول میں پڑھایا کرتے تھے۔ بعد میں وہ نبوت کے مدعی بن گئے۔ ان کا نام مولوی یار محمد صاحب تھا۔

انہیں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) سے ایسی محبت تھی کہ اس کے نتیجہ میں ہی ان پر جنون کا رنگ غالب آ گیا۔ ممکن ہے پہلے بھی ان کے دماغ میں کوئی نقص ہو مگر ہم نے یہی دیکھا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی محبت بڑھتے بڑھتے انہیں جنون ہوگیا اور وہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی ہر پیش گوئی کو اپنی طرف منسوب کرنے لگے۔‘‘

(ارشاد مرزا محمود خلیفہ قادیان، اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۹۷ ص ۶ کالم ۳، مؤرخہ یکم رجنوری ۱۹۳۵ء)

(۱۷) احمد نور کابلی قادیانی کی نبوت

’’لا الہ الا اللّٰہ احمد نور رسول اللّٰہ اے لوگو! میں اللہ کا رسول ہوں۔ اب آسمان کے نیچے اللہ کا دین میری تابعداری ہے اور اللہ کا مخاطب رسول زندہ موجود دنیا پر میں ہوں۔ میرا مان لینا اللہ کا دین ہے اور میرے خلاف اور نہ مان لینا اللہ کے دین سے اخراج ہے اور دنیا پر میرا وقت رسالت کا ہے اور اللہ کے دین کی رسی صرف میرے اور رحمٰن کے ہاتھ میں ہے۔ میری وحی اللہ کی طرف سے ہے جیسا کہ تمام انبیاء کی وحی اللہ سے ہے۔ میں اللہ کی طرف سے رحمۃ للعالمین ہوں۔ میں تمام انبیاء کا مظہر ہوں اور قرآن کو ستاروں سے لایا ہوں۔‘‘ (لکل امتہ اجل ص ۱،۲، مصنفہ احمد نور کابلی قادیانی)

’’سید احمد نور صاحب کابلی (قادیانی)...... ہر شخص جانتا ہے کہ وہ خود مدعی نبوت ہیں اور معذور اور بیمار آدمی ہیں۔ پس ان کا کام ہماری طرف سے کس طرح منسوب کیا جاسکتا ہے۔‘‘

(خطبہ مرزا محمود خلیفہ قادیان، اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۵۸ ص ۱۷ کالم ۳، مؤرخہ ۱۱ رنومبر ۱۹۳۴ء، خطبات محمود ج ۱۵ ص ۳۵۲)

(۱۸) عبداللطیف قادیانی کی نبوت

’’چونکہ خدا تعالیٰ نے نو سال سے مجھے کل دنیا کی ہدایت کے لئے اور اسلام کو ہر رنگ میں تمام ادیان پر غالب کرنے کے لئے اپنا نبی اور رسول اور امام مہدی بنا کر مبعوث کیا ہے اور میرے دعویٰ کے دلائل کتاب چشمہ نبوت کے ذریعہ پانچ سال سے شائع ہو چکے ہیں۔ لیکن میاں محمود احمد صاحب قادیانی اور ان کی جماعت نے میرے دعاوی قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اس لئے خدائے تعالیٰ نے مجھے اپنی وحی کے ذریعہ اطلاع دی ہے کہ وہ ان کو سزا دے گا اور ان کے اسی انکار اور سرکشی کی پاداش میں خدا کا غضب میاں محمود احمد قادیانی پر اور ان کے ساتھیوں پر اور ان کی بستی پر کسی سخت مصیبت اور عذاب شدید عبرت ناک کی صورت میں عنقریب نازل ہونے والا ہے اور اس عذاب شدید کے بعد جماعت احمدیہ کے بقیہ اور منتشر لوگ پھر خدا کے حکم سے میرے ہاتھ پر جمع ہوں گے۔ اس عذاب کے ٹلنے کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ جماعت احمدیہ قادیان قوم یونس کی طرح میرے دعاوی پر ایمان لا کر مجھے قبول کریں۔ اس کے سوا اور کوئی صورت اس عذاب کے ٹلنے کی نہیں۔‘‘ (۵ر مارچ ۱۹۳۰ء، عبداللطیف، خدا کا نبی اور رسول اور امام مہدی گناچور، ضلع جالندھر)

(۱۹) چراغ دین جموی قادیانی کی نبوت

’’چراغ دین جمونی کے متعلق حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو الہام ہوا تھا ’’نزل بہ الجبیز ‘‘ کہ یہ کتے کی طرح آ بیٹھا تو اسے ٹکڑا ڈال دیا گیا۔ اس میں بتایا کہ یہ الہام کے قابل نہ تھے مگر ہمارے دروازہ پر آ بیٹھا۔ اس لئے اس پر الہام تو نازل کر دیا مگر وہ ایسا ہی تھا جیسے کتے کو ٹکڑا ڈال دیا جائے۔ چراغ دین تو مرتد ہوگیا۔ کیونکہ جبیز کو اس نے اعلیٰ چیز سمجھ لیا اور اس پر اترانے لگا۔ لیکن اگر پیچھے پڑنے سے پہلے جبیز ہی نازل ہو اور انسان اس پر متکبر نہ ہو بلکہ دعاؤں میں لگا رہے تو اس کے لئے اعلیٰ چیز بھی نازل ہوگی۔ کئی لوگ

ایسے ہوتے ہیں جنہیں پہلے پہل معمولی چیز ملتی ہے۔لیکن جب تعلقات بڑھ جاتے ہیں اور دوستی ترقی کر جاتی ہے تو دعوتیں ہونے لگتی ہیں۔ پس اگر کسی کو خدا تعالیٰ خوان نعمت پر نہیں بلاتا اور دعوت نہیں دیتا تو بھی اسے کوشش جاری رکھنی چاہئے خواہ جہیز ہی مل جائے۔‘‘

(مرزا محمود خلیفہ قادیان کی قادیانی مبلغین کو نصائح مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۸ نمبر ۵۹ ص ۶ کالم ۳، مؤرخہ ۱۵ ر نومبر ۱۹۳۰ء)

’’چونکہ اس شخص (چراغ دین) نے ہمارے سلسلہ کی تائید کا دعویٰ کر کے اور اس بات کا اظہار کر کے کہ میں فرقہ احمدیہ میں سے ہوں جو بیعت کر چکا ہوں۔ طاعون کے بارہ میں شاید ایک یا دو اشتہار شائع کئے ہیں اور میں نے سرسری طور پر کچھ حصہ ان کا سنا تھا اور قابل اعتراض حصہ ابھی سنا نہیں گیا تھا۔ اس لئے میں نے اجازت دی تھی کہ اس کے چھپنے میں کچھ مضائقہ نہیں مگر افسوس کہ بعض خطرناک لفظ اور بیہودہ دعویٰ جو اس کے حاشیہ میں تھے اس کو میں کثرت لوگوں اور دوسرے خیالات کی وجہ سے سن نہ سکا اور محض نیک ظنی سے ان کے چھپنے کے لئے اجازت دی گئی۔ اب جو رات اسی شخص چراغ دین کا ایک اور مضمون پڑھا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ مضمون بڑا خطرناک اور زہریلا اور اسلام کے لئے مضر ہے اور سر سے پیر تک لغو اور باطل باتوں سے بھرا ہوا ہے۔ چنانچہ اس میں لکھا ہے کہ میں رسول ہوں اور رسول بھی اولوالعزم اور اپنا کام یہ لکھا ہے کہ تا عیسائیوں اور مسلمانوں میں صلح کرادے اور قرآن و انجیل کا تفرقہ باہمی دور کر دے اور ابن مریم (غالباً مرزا قادیانی) کا ایک حواری بن کر یہ خدمت کرے اور رسول کہلاوے...... یہ بھی کہنا کہ میں رسول اللہ ہوں کس قدر خدا کے پاک سلسلہ کی ہتک عزت ہے، گویا رسالت اور نبوت بازیچہ اطفال ہے۔ نادانی سے یہ نہیں سمجھتا کہ گو پہلے زمانوں میں بعض رسولوں کی تائید میں اور رسول بھی ان کے زمانہ میں ہوئے تھے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ کے ساتھ ہارون۔ لیکن خاتم الانبیاء اور خاتم الاولیاء اس طریق سے مستثنیٰ ہیں اور جیسا کہ آنحضرت کے ساتھ کوئی دوسرا امامور اور رسول نہیں تھا اور تمام صحابہ ایک ہی ہادی کے پیرو تھے۔ اسی طرح اس جگہ بھی (یعنی قادیان میں) ایک ہی ہادی کے سب پیرو ہیں۔ کسی کو دعویٰ نہیں پہنچتا کہ وہ نعوذ باللہ رسول کہلاوے...... نفس امارہ کی غلطی نے اس (چراغ دین) کو خودستائی پر آمادہ کیا ہے۔ پس آج کی تاریخ سے وہ ہماری جماعت سے منقطع ہے جب تک کہ مفصل طور پر اپنا توبہ نامہ شائع نہ کرے اور اس ناپاک رسالت کے دعویٰ سے ہمیشہ کے لئے مستعفی نہ ہو جائے۔ ہماری جماعت کو چاہئے کہ ایسے انسان سے قطعاً پرہیز کریں۔ اس کی تحریروں سے ہمیں پوری واقفیت نہیں تھی اس لئے اجازت طبع دی تھی۔ اب ایسی تحریروں کو چاک کرنا چاہئے۔‘‘ (المشتہر مرزا غلام احمد قادیانی مؤرخہ ۲۳ ر اپریل ۱۹۰۲ء، مندرجہ رافع البلاء ص ۱۹ تا ۲۲، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۹ تا ۲۴۲، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۰ تا ۲۷۴، جدید مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۵۸ تا ۵۶۱)

(۲۰) غلام محمد قادیانی کی نبوت

’’جس طرح تمام نبی ماموریت سے پہلے بالکل خاموش گمشدہ معمولی اور بے علم محض ہوتے ہیں، ایسا ہی میرا حال تھا۔ میری زبان اور قلم وعظ کے لئے بہت کم اٹھی۔ میری تمام توجہ اپنے ذاتی فرائض منصبی کی تکمیل، اپنی ذاتی تکمیل اصلاح اور تلاش محبوب میں منہمک رہی اور جونہی کہ میں مراد کو پہنچ گیا تو ایک ہی لیلۃ القدر کی مشہور رات کے بعد میں بڑے شور وغل کے ساتھ غار حرا یا غار ثور سے باہر نکل آیا جس کی کوئی مثال موجودہ دنیا پیش نہیں کر سکتی۔ ایک ہی رات میں وہ عظیم الشان تبدیلی مجھ میں ظہور میں آ گئی کہ میں عالم بھی ہو گیا، مصنف بھی ہو گیا، مقرر بھی ہو گیا، امام بھی ہو گیا اور مصلح بھی ہو گیا اور یہ سب کچھ علم وعمل کے اتحاد کے ساتھ ظہور میں آیا۔ مجھے جس انجمن نے اپنی تجارت میں بطور کارندہ ملازم رکھا ہوا تھا وہ انجمن حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی طرح عنقریب میری زوجیت میں بخوشی آنے والی ہے۔ (ص ۷)

اس کے بعد میں خدائے واحد اسلام کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اور جو تمام زمین وآسمان کا واحد مالک اور خالق ہے۔ اس کے نام عزت وجلال کی قسم کھا کر بیان کرتا ہوں کہ (مرزا قادیانی کے) مندرجہ بالا تمام الہامات ومکاشفات میں تمام شاہانہ تصویر

اور اس کے متعلقہ کاروبار میری ذات سے تعلق رکھتے ہیں اور صرف میں ہی ان سب کا مصداق اور مدعی صادق ہوں...... میں خدا کے فضل سے (مرزا قادیانی کے) ۳۰ رمئی ۱۹۰۶ء کے الہام کا بھی مصداق ہوں جو حسب ذیل ہے:

''خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں۔ ان پر کوئی غالب نہیں آ سکتا۔ فرشتوں کی کھنچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے پر تو نے قوت کو نہ پہچانا نہ دیکھا نہ جانا۔ برہمن اوتار سے مقابلہ اچھا نہیں۔''

(۳۰ رمئی ۱۹۰۶ء، تذکرہ ص ۶۱۹ تا ۶۲۰، طبع چہارم)

''خلیفہ جماعت قادیان (مرزا محمود) کے نام مخصوص آسمانی چٹھی آپ کو معلوم ہوگا کہ مجھے حضرت مسیح موعود کی روحانی فرزندیت میں آسمانی بابرکت مصلح موعود قدرت ثانی کی آسمانی خلافت و ماموریت کا دعویٰ ہے جس کے مقابل آپ کو حضور کے جسمانی فرزند ہونے اور زمینی مصلح موعود و زمینی خلافت کا بغیر مخصوص وحی اور روح کے دعویٰ ہے...... لیکن آپ نے معلوم ہوتا ہے مجھے کوئی معمولی انسان خیال کر کے تکبر سے منہ پھیر لیا ہوا ہے۔ جس میں آپ نے مجھے ہی نہیں ٹھکرایا اور جواب دیا بلکہ اپنے محسن باپ کو ٹھکرایا اور جواب دے دیا جس کی شاہی گدی پر آپ زبردستی بیٹھ کر ہزاروں آرام کے دن دیکھ چکے ہیں...... میری طرف سے اس لاپرواہی کی سزا میں آپ کو سردست طرح طرح کی ہلکی سزاؤں میں مبتلا کیا جا رہا ہے...... جن سب کا تعلق صرف میری ذات سے ہے جس کی اطاعت سے الگ رہنے کی صورت میں آپ کے کام کو ٹھنڈا کر دیا جانے والا ہے۔ (ص ۱۷) پس میں ہی بشیر الدولہ اور قطعی بہشتی ہوں جس نے اپنے آپ کو گزشتہ دوشنبہ کی ۲۷ رجب ۱۳۵۳ھ میں شب معراج میں شجرۃ المنتہیٰ پر شدید القویٰ کی مخصوص وحی و قرب کے ساتھ آسمان روحانیت کی جنت پر دیکھا ہے۔ (ص ۱۰)'' (رسالہ نمبر ہشتم منجانب شیخ غلام محمد بشیر الدولہ روحانی فرزند ارجمند مسیح موعود و مہدی مسعود سلطان القلم ممبر مجلس معتمدین احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس مدینۃ المسیح لاہور)

(۲۱) عبداللہ تیماپوری قادیانی کی نبوت

''فی زمانہ حضرت غلام احمد مجدد چودھویں صدی نے علوم ظاہری سے تمام ادیان باطلہ پر دین حق کا غلبہ ظاہر کر کے راز تصوف میں مرتبہ شہود کا سبق پڑھایا۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی تعلیم دی۔ انہیں کے خادم اس عاجز مامور من اللہ کے ذریعہ سے تعلیم میں ترقی کرتے ہوئے دنیا کو دین کے رنگ میں لانے کی تعلیم دی جاتی ہے۔'' (ام العرفان ص ۹، مصنفہ عبداللہ تیماپوری قادیانی)

''اللہ پاک نے اس عاجز پر اپنے صحیفہ آسمانی کا نزول فرما کر سلسلہ آسمانی کی طرف مخلوق کو دعوت دینے کی تاکید کی ہے۔ بائیس سال کا عرصہ گزرتا ہے خاکسار خدا سے وحی پا کر اس کام کو انجام دے رہا ہے۔'' (ام العرفان ص ۹، مصنفہ عبداللہ تیماپوری قادیانی)

''ناظرین! یہ وہی تفسیر کبیر ہے (یعنی تیماپوری قادیانی کی تصنیف) جس کو حضرت اقدس مسیح موعود مرزا غلام احمد نے اپنے ایک رؤیا (خواب) میں دیکھا ہے۔ آپ کے ملفوظات کے سنہری چوغہ کو شیطان لوگوں کی نظروں سے غائب کرنے کے لئے لے بھاگا تھا۔ یہ خاکسار شیطان سے چھین کر واپس لایا۔ اس کی تعبیر خود حضرت (مرزا قادیانی) صاحب نے یہ کی ہے کہ وہ تفسیر ہمارے (مرزا قادیانی کے) لئے موجب عزت و زینت ہوگی۔ الحمدللہ! اس تفسیر مبارک سے حضور کی رویائے صادقہ روحانی و جسمانی طریق میں مجسم بن کر پوری ہوئی۔ یہ خاکپائے غلامان رسول اللہ آپ ہی کے اتباع کی برکت سے مردگی سے زندہ ہو کر ایک قاش عرفان الٰہی اور عشق و نبوت محمدی کی آپ ہی کے ہاتھوں سے کھایا ہے، جس کی خوشخبری براہین کے حاشیہ در حاشیہ ص ۲۴۸ میں دی گئی ہے اور اس عاجز کی زندگی کے ساتھ دین اسلام کی

تروتازگی وترقی منظور الٰہی ہے۔ میرے ذریعہ سے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی صداقت زورآور حملوں کے ساتھ دوبارہ ظاہر ہوگی۔ (اتنی عجلت! شاباش۔ للمؤلف)'' (تفسیر آسمانی سبعاً من المثانی ص الف، مصنفہ عبداللہ تیماپوری قادیانی)

''اسی تفسیر کے سلسلہ میں تیماپوری صاحب قادیانی الرحمٰن الرحیم سے نکتے پیدا کرتے ہیں جس کی مرزاصاحب داد دیئے بغیر نہ رہ سکتے۔ کردن خویش آمدن پیش بغور ملاحظہ ہو:

رحمٰن ورحیم۔ یا باسم محمد واحمد۔ یہ ایک تخم کی دو پھانک ہیں۔ یہ دونوں شقوں کے درمیان سے نور اللہ کا موڑ بذریعہ عشق نکلا۔ پھر نیاز کی زمین سے ناز کا درخت بلند ہوا۔ اس کی شاخیں آسمان سے جالگیں۔ اس کی ایک شاخ وڈالی میں توحید کے خوشنما پھول لگے۔ یوں وحدت کثرت میں آکر اپنا جلوہ دکھاتی اور استعداد زمانہ کی وجہ سے وحدت الوہیت کا تاج کثرت کے سر پر رکھا جاتا ہے تو خدا کا جلال ظاہر ہوتا ہے۔ چونکہ اللہ آیا کرتے ہیں۔ چنانچہ فی زمانہ حضرت مسیح ناصری کو خدا کے نادان بندوں نے اس کی خدائی میں شریک گردانا، ہمیشہ کے لئے مسیح کو زندہ مانا۔ حقیقی پرندوں کے پیدا کرنے والے، مردوں جلانے والے یقین کرلیا۔ اس مشرکانہ عقیدت کو مٹانے کے لئے اللہ پاک نے اپنے ایک برگزیدہ غلام احمد کو مسیح احمد بنا کر بھیجا۔ پھر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ پھر وہی بادشاہ زمین وآسمان نے اس عاجز کو چن لیا تاکہ زورآور حملوں سے غلام احمد کی سچائی کو ظاہر کرے اور اس کے ذریعہ سے بذریعہ الہام ایک نور حق کے آنے کی پیش گوئی بھی سنائی جو اس عاجز کے وجود سے پوری ہوئی۔ وہ یہ ہے:

وجائک النور وھم افضل منک (یعنی آئے گا تیرے پاس ایک نور اور وہ تجھ سے بھی افضل ہوگا) اس نور کی بزرگی میں بطور استعارہ یہ الہام نازل ہوا۔ ''کأن اللہ نزل من السماء'' یہ مرتبہ خاتم ولایت محمدی کی طرف اشارہ ہے اور الہام ''پائے محمدیاں برمنار بلندتر محکم افتاد'' میں ظاہر ہونے والے راز کو کھولا۔ غرض ایک وجہ سے مرتبہ احمدیت مرتبہ محمدیت کا ظل ہے اور ایک وجہ سے مرتبہ محمدیت مرتبہ احمدیت کا ظل ہے...... لہٰذا آپ (مرزا قادیانی) خاتم ولایت احمدی ہوئے اور اس عاجز کے وجود سے یہ کشف مرتبہ ناز روحانی میں ظل رحمانی کے درجہ پر یوں پورا ہوا کہ حضرت اقدس مسیح احمد از روئے تولد روحانی مظہر جمال تھے۔ آپ کے وجود میں جمال کا غلبہ زیادہ تھا اور جلال اس میں پوشیدہ تھا۔ اس معنی کو جمالی رنگ میں آپ کا تولد ہوا اور یہ عاجز آپ کے پیچھے اور ساتھ میں مرتبہ جلال وجمال پر تولد پا کر خاتم ولایت محمدی ہوا ہے۔ ''اوّل باخبر نسبت دارد'' کا دورہ پورا ہوکر قدرت ثانی کا دوسرا دور دور محمدی کا آغاز ہوا۔ یہ مرتبہ ظل رحمانی ہے۔ مرتبہ راز اللہ ہی اللہ ہے۔ خدا ہی جانے کیا سے کیا ہونے والا ہے۔

(مولوی تیماپوری کا مرزاقادیانی سے غالباً مرتبہ بلند ہونے والا ہے اور اس میں بھی مرزاقادیانی ہی کا نام روشن ہونے والا ہے۔ جیسا کہ خود مرزاقادیانی کے صاحبزادے مرزا محمود خلیفہ قادیان نے فیصلہ فرمادیا ہے کہ دنیا میں وہی استاد لائق کہلاتا ہے جس کے شاگرد لائق ہوں اور جس کے شاگرد استاد سے بازی لے جائیں۔ اس کی استادی کا کیا کہنا۔ استادوں کا استاد نکلا۔ بہرحال تیماپوری بھی مرزاقادیانی سے کچھ کم حوصلہ مند نہیں ہیں۔ کامیابی ناکامیابی قسمت کی بات ہے۔ للمؤلف)''

(تفسیر آسمانی سبعاً من المثانی حصہ اوّل ص ۶۷ تا ۶۹، مصنفہ عبداللہ تیماپوری قادیانی)

عبداللہ صاحب پر قادیانی فیضان کا واقعی خوب سیلاب آیا۔ آپ کی تصانیف بھی کثیر ہیں۔ منتخب ذیل میں درج ہیں:

۱......امر العرفان۔ ۲......ارشادات آسمانی۔ ۳......طوفان کفر۔ میزان حشر۔
۴......شان نور خداوندی۔ ۵......تفسیر آسمانی (حصہ اوّل، دوم) ۶......صحیفہ آسمانی، الہامات الٰہی مہدی موعود۔

۷......توحید آسمانی۔ ۸......حقیقت وحی اللہ، صداقت کلام اللہ۔ ۹......قدرت ثانی، مرسل یزدانی۔
۱۰......تقدیر آسمانی، تدابیر انسانی۔ ۱۱......شناخت آسمانی۔ ۱۲......انجیل قدسی۔
۱۳......رحمت آسمانی۔ ۱۴......راز آسمانی۔ ۱۵......محاکمہ آسمانی۔
۱۶......خلافت آسمانی۔ ۱۷......تبلیغ آسمانی۔ ۱۸......نہج المصلی۔
۱۹......فرامین اسلام۔ ۲۰......انجیل وقرآن کا مقابلہ۔

(۲۲) گل تازہ شگفت

’’اگر میں احمدیوں کا مامور موعود نہیں ہوں تو دوسرا کوئی بتائے جو عین وقت میں یعنی ۱۹۲۴ء میں آیا۔ اگر میاں (مرزا محمود) صاحب کے مامور ہونے کا انتظار ہے تو وہ بالبداہتہ غلط ہے۔ پہلے تو اسی بناء پر غلط ہے کہ مامور کبھی ایک زبردست جماعت کا خلیفہ نہیں ہوا کرتا۔ کیونکہ مامور کے ساتھ ہونے والوں کو ایمان بالغیب اور امتحانات میں سے گزرنا پڑتا ہے اور سوائے اس کے حضرت (مرزا قادیانی) نے یوسف موعود کے لئے نطفہ اور علقہ لکھا ہے کہ وہ معمولی انسان ہوگا۔ تمہاری نظریں دھوکا کھا جائیں گی اور یہی سنت اللہ ہے...... ایسی صورت میں نہ خواجہ کمال الدین صاحب کھڑے ہو سکتے ہیں اور نہ مولانا محمد علی صاحب اور نہ میاں (محمود احمد) صاحب۔ یہ کل مشہور انسان ہیں۔ اگر یہ لوگ اس کام کے لئے مامور ہو جائیں تو خدا کی سنت میں فرق آتا ہے۔ اسی وجہ سے اللہ جل شانہ اپنی سنت کے مطابق جماعت احمدیہ کے ابتداء کے زمانہ میں صدیق کا انتخاب کریں۔ ’’دیر آمدہ زار دور آمدہ‘‘ کا وعدہ پورا کیا۔ اس کا تفصیل وار ذکر آئندہ آئے گا۔

ہر لفظ پیش گوئی کا فقیر پر چسپاں ہوتا ہے۔ پہلے تو یہ نشان کہ وہ نطفہ علقہ کی طرح ہے، اس کو دیکھ کر لوگوں کی نظر دھوکا کھائے گی۔ وہ اس طرح کہ پیدائش کے لحاظ سے بھی میرا یہ حال ہے کہ حد درجہ کا کمزور پیدا ہوا تھا۔ رونے کی آواز تک نہیں نکلتی تھی۔ والد نے کہا کہ یہ بچہ کیا جیتا ہے۔ کوڑے پر پھینک دو۔ والدہ نے کہا کہ ابھی جان ہے۔ ذرا ٹھہرو...... اللہ جماعت احمدیہ سے کام لینا چاہتا ہے۔ ان میں مخلص لوگ کثرت سے ہیں...... اللہ اس جماعت کو چھوڑنا نہیں چاہتا۔ پھر دوبارہ فضل ہوا ہے۔ حضرت صاحب نے لکھا ہے کہ جب تک کوئی روح حق پا کر کھڑا نہ ہو سب مل کر کام کرو۔ اس روح حق والے کی طرف ہو جاؤ اور وہ صدیقی رنگ میں ہے۔ نطفہ اور علقہ کی طرح بے حقیقت نظر آئے گا۔ دھوکا نہ کھانا۔ غرض اس وجہ جو کچھ ہو رہا ہے وہ خدا کے وعدے پورے ہو رہے ہیں۔‘‘ (خادم خاتم النّبیین، صدیق دیندار چن بسویشور ص۱۸)

’’اسی طرح حضرت صاحب نے جو پیش گوئی کی وہ بھی بلا تاویل ہے اور اس وقت اس پیش گوئی کے سنے ہوئے لوگ کافی موجود ہیں اور صاف الفاظ میں ہے۔ ایک مدت حمل میں ظاہر ہوگا جس کے دوسرے الفاظ میں یہ معنی ہوئی کہ ۱۹۲۴ء مطابق ۱۳۴۳ھ میں ظاہر ہوگا۔ ایسی صورت میں احمدیوں پر حجت ہے۔ اگر میں نہیں ہوں تو دوسرا کوئی بتائے۔ یہ قطعی فیصلہ ہے۔ اس سے بھاگنا اور بے بنیاد اعتراض کرنا ایمانداری نہیں اور کوئی کج طبع آدمی اس کی مخالفت بھی کرے گا تو وہ ان شاء اللہ چند روز میں پکڑا جائے گا۔‘‘ (خادم خاتم النّبیین ص۲۰)

(۲۳) مرزا قادیانی کی پیش گوئی

’’حضرت مرزا (غلام احمد قادیانی) صاحب نے ۸؍اپریل ۱۸۸۶ء میں یہ اعلان کیا کہ ایک مامور قریب میں پیدا ہونے والا ہے۔ یعنی آج سے ایک مدت حمل میں دنیا میں آئے گا۔ وہ روح حق سے بولے گا۔ اس کا نزول گویا خدا کا آنا ہے۔ وہ ایک عظیم الشان انسان ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ حضرت مرزا صاحب نے جب یہ اعلان کیا تھا، رجب کا مہینہ تھا۔ ۱۳۰۳ھ مطابق ۱۸۸۶ء تھی۔ گویا انہوں نے

فقیر کی پیدائش کی تاریخ ۱۳۰۳ھ مطابق ۱۸۸۶ء بتائی تھی۔ان کل بشارتوں کے مطابق میری پیدائش ۴رمضان بروز دوشنبہ ۱۳۰۳ھ مطابق ۷رجون ۱۸۸۶ء ہے۔یہ تاریخ سکولوں اور دفاتر میں بھی لکھی ہوئی ہے......کوئی آج کی بنائی ہوئی تاریخ نہیں ہے اور رشد کا زمانہ چالیسویں سال میں آتا ہے۔اسی لحاظ سے مرزا صاحب نے میرے ظہور کی تاریخ ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۹۲۴ء بتائی ہے۔ویسا ہی ہوا ہے۔''

(خادم خاتم النّبیین ص ۱۶)

''اب حق آ گیا۔اس کی طرف حضرت (مرزا قادیانی) صاحب نے اشارہ کیا تھا کہ جب تک روح القدس سے تائید پا کر کوئی کھڑا نہ ہو تم سب مل کر کام کرو۔اس کے بعد اس کی اتباع کرنا۔اسی میں نجات ہے۔اس کام کے ظہور کے لئے اپنی جماعت میں رات دن دعا کرنے کے لئے کہا تھا۔

عید منائیو اے احمدیو سب مل کر منتظر جس کے تھے تم آج وہ موعود آیا''

(خادم خاتم النّبیین ص ۹)

''میری اس ماموریت کے انکار کی صورت میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔اگر وہ موعود میں نہیں ہوں تو دوسرا کوئی پیش کرے۔''

(خادم خاتم النّبیین ص ۵۹)

(۲۴) تین کو چار کرنے والا

''(۱) میں بھائیوں کے لحاظ سے بھی چوتھا ہوں اور بہنوں کے لحاظ سے بھی چوتھا ہوں۔چھوٹوں میں بھی چوتھا ہوں اور بڑوں میں بھی چوتھا ہوں۔

(۲) پیدائش کی گھڑی چوتھی ہے۔دن چوتھا ہے۔تاریخ چوتھی ہے۔صدی بعد ہزار کے چوتھی ہے۔سال چوتھا ہے۔یعنی ۴رمضان پیر کا دن ۱۳۰۳ھ میں پیدا ہوا۔''

(خادم خاتم النّبیین ص ۵۹)

(۲۵) قادیانی نشان

''۱۹۲۵ء جولائی کے ماہ میں جب میں قادیان گیا ہوا تھا وہاں بھی اللہ تبارک وتعالیٰ نے بطور نشان بے موسم بارش بھیجا۔(جولائی میں بارش تو واقعی سراسر بے موسم تھی۔للمؤلف) وہ اس طرح کہ ایک رات کے اندر اطراف قادیان کے تالاب ہو گیا۔ٹم ٹم اور ٹانگے بند ہو گئے اور کم سے کم پانی راستہ پر ران برابر ٹھہرا تھا۔لوگوں کی زبانی سنا گیا کہ شاید ہی کسی زمانہ میں ایک رات میں اتنی بارش آئی ہو اور اس بارش میں مزید نشان یہ ہوا کہ قادیان کا مشہور کتب خانہ جس میں ہزار ہا روپیہ کی نایاب کتب ہیں ایک حصہ دیوار مع چھت گر گیا اور رات کا وقت تھا بارش زور کی تھی۔کوئی شخص خبر نہ لے سکا۔آخر صبح تک تمام الماریاں کیچڑ میں لدی ہوئی۔تمام کتابیں بری طرح بھیگی ہوئیں۔صبح یہ نظارہ اپنے زبان حال سے پکار کر کہہ رہا تھا کہ جو کتب خانہ قادیان کی علمیت کے فخر کا باعث تھا چن بسویشور کے تصرفات نے اس علم پر پانی پھیر دیا۔لطف یہ کہ وہ کل کتب دوپہر کے وقت جب دھوپ میں کھول کر ڈالی گئیں تو وہیں ڈالی گئیں جہاں فقیر نے تکیہ لگایا تھا۔فقیر بیٹھا ہوا یہ نظارہ دیکھ رہا تھا اور خدائے قدیر کے احسان کا مزہ اٹھا رہا تھا۔ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ کتب زبان حال سے یہ پکار کر کہہ رہی ہیں،اے صدیق! قادیان والوں نے ہمارے الفاظ کے غلط معنی کر کے دنیا میں دھوم مچائی ہے۔ہم آپ کے پاس فریاد لائے ہیں۔فاعتبروا یا اولی الابصار لھم البشری فی الحیوۃ الدنیا والاخرہ''

(خادم خاتم النّبیین ص ۳۵)

(۲۶) ایک قادیانی یوسف

’’حضرت مرزا (غلام احمد قادیانی) صاحب کی بشارت میں جتنی صفتیں یوسف موعود کی آئی ہیں وہ کل کمال درجہ پر مجھ پر صادق آتی ہیں...... دوسرا نکتہ یہ کہ حضرت مرزا صاحب کی بشارت میں مجھے بار بار یوسف کیوں کہا گیا۔ یہ قصہ طول ہے مگر بہت دلچسپ اور بڑی حقیقت ہے۔ خدا کے الفاظ کس طرح پورے ہوتے ہیں۔ صاحب دل جانتے ہیں یوسف علیہ السلام کی خصوصیات میں سے پہلی خصوصیت زلیخا کے مقابلہ میں آپ کی عصمت ہے، دوسرا آپ کا حلم ہے، تیسرا آپ کا عفو کا مادہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے علم یوسف اس کمال کا دیا ہے کہ اگر واقعات بیان کروں تو ایک دفتر ہو جائے...... اب رہا عصمت کا معاملہ۔ ایسے تو کئی موقعے ہوئے ہیں (جن سے یوسف موعود ہی واقف ہیں۔ للمؤلف) مگر ایک واقعہ جو ہمارے خاندان میں مشہور ہے بہت عجیب ہے۔ یوسف زلیخا کے قصہ سے بھی اہم ہے۔ اس کو مختصر طور پر بیان کرتا ہوں۔ اس میں اس بات کی ضرور احتیاط کروں گا کہ یہ راز اس وقت کھلنے پر فساد کا باعث نہ ہو جائے۔ کیونکہ وہ عورت جس سے میرے نفس کی آزمائش کی گئی، وہ اب غیر کے قبضہ میں ہے۔ ایک وقت آئے گا کہ یہ قصہ عام ہو جائے گا۔ تب اس کا جواب دار میں نہیں ہوں۔ اب یہ بات صرف ہمارے خاندان تک ہی محدود ہے...... غرض وہ لڑکی بہتر سے بہتر لباس پہنے ہوئے، پھول اور عطر میں بسی ہوئی رات کے دو بجے میری چادر میں گھس کر لپٹ گئی اور منہ پر منہ رکھا۔ ساتھ ہی آنکھ کھل گئی۔ میں فوراً سمجھ گیا کہ وہی لڑکی ہے۔ شیطان کے پورے قبضے ہو چکے تھے۔ صرف اس غفور الرحیم خدا نے مجھ پر رحم کیا کہ میں نے اس کو دور کرنے کی کوشش کی۔ وہ اور بھی نزدیک ہوئی۔ میں نے اٹھ کر اس کو دھکیل دیا اور وہ لڑکی اپنے حجرہ میں چلی گئی......

جب رات کے دس بجے میں کھانا کھا کر دیوان خانہ میں سونے کے لئے گیا۔ وہاں اس لڑکی کے چچا نے مجھے بلایا اور سڑک پر لے گئے۔ وہاں ان کے والد کھڑے تھے۔ میں حیران تھا کہ کیا سوال ہوگا۔ جب دونوں ملے تو چچا نے کہا کہ یہ واقعہ صرف آپ کے لئے ہوا۔ مجھے خبر نہیں تھی کہ میرا خط ملا ہوا ہے۔ میں نے کہا واقعی بات ٹھیک ہے۔ بی بی کہتی تھی کہ میں زہر کھا کر مر جاؤں گی۔ تب انہوں نے کہا کہ آپ کی مراسلت ہم کو مل گئی۔ اس وجہ سے زہر کھایا ہے۔ جب میں نے یہ بات سنی فوراً ہی اپنی بریت کی کوشش کرنا چاہا۔ وہ یہ نہ سمجھیں کہ میری نیت بری ہے۔ میں نے کہا کہ واقعہ یہ ہے کہ پنج شنبہ کی رات کو بی بی دو بجے میری گود میں آ کر سو گئی۔ مگر خدا نے رحم کیا کہ مجھے بچایا۔ یہ بھی میں نے آپ سے اس وجہ سے کہا کہ میں کنواری لڑکی کی طرح حیادار ہوں۔ میری عصمت پر دھبہ آتا ہے، اس وجہ سے میں نے اظہار کیا ہے۔ غرض دوسرے دن وہاں سے نکل گیا۔ رفتہ رفتہ پھر یہ واقعہ عام ہونے لگا۔ اسی مماثلت کے لحاظ سے حضرت مرزا صاحب کے الہام میں ’’وکذالک مننا علی یوسف نصرف عنہ السوء والفحشاء‘‘ آیا ہے اور آپ نے آخر زمانہ میں یہ لکھا ہے:

باغ میں ملت کے ہے کوئی گل رعنا کھلا	آئی ہے باد صبا گلزار سے مستانہ وار
آ رہی ہے اب تو خوشبو اپنے یوسف کی مجھے	گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اس کا انتظار

غرض اللہ تعالیٰ نے سورۂ یوسف میں صرف یوسف علیہ السلام کا ذکر رہنے کی وجہ سے اس کو احسن القصص کہا ہے...... اور اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کو اس خوبی کے باعث مراتب دیئے...... جس وقت فقیر کے نفس کی آزمائش کی جا رہی تھی اس وقت اس عورت کی عمر (۱۷) سال اور میری عمر (۳۰) سالہ تھی۔ یہ واقعہ بعض وجوہات سے یوسف زلیخا والے واقعہ سے اہمیت زیادہ رکھتا ہے۔ وہ اس طرح کہ:

زلیخا بوڑھی	یہاں جوان
یوسف غلام	یہاں آزاد
عزیز مصر کا خوف	یہاں کوئی خوف نہیں
زلیخا بجائے والدہ پرورش کے تھی	یہاں مقابلہ کی زندگی
زلیخا غیر کی منکوحہ	یہاں غیر کی منسوبہ درحقیقت اپنے نام کی
وہاں دن کا وقت	یہاں رات کا وقت

اس واقعہ کے بعد پھر میرے دل میں نفس کے جذبات بکلی ٹھنڈے ہوگئے۔ دوستوں نے اور عزیزوں نے جب یہ واقعہ سنا، میری ہمت پر آفرین کہا۔'' (خادم خاتم النّبیین ص ۵۸، لغایۃ ص ۶۸)

(۲۷) ویربسنت اور چن بسویشور

''مختصر حال یہ ہے کہ یوں تو فقیر ۱۹۱۰ء میں بھی قادیان گیا تھا۔ اس وقت اس سلسلہ کی طرف زیادہ توجہ نہ ہوئی۔''

(خادم خاتم النّبیین ص ۵)

''میری نیک نیتی اور خلوص دیکھو۔ میں نے تلاش حق میں خود میاں (محمود احمد) صاحب (خلیفہ قادیان) کی خلافت مان کر ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور قادیان پہنچا اور نیک نیتی سے تحقیقات کرتا رہا اور ان کا عقائد میں غلو کرنا پسند نہ آیا۔ دعائیں کیں۔ آخر اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کو بچانا چاہتا تھا۔ وہاں سے نکلا۔ بیعت فسخ کردی اور لگاتار اس عقیدے کی تردید میں ۱۲ سال کام کیا اور بڑے شدومد سے کام کیا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے فقیر کی دعا کو سنا اور ان کی (یعنی قادیانیوں کی) جماعت کو منتظر موعود بنادیا۔ اس سے وہی کام محض اپنے رحمانی تقاضا کے ماتحت لے رہا ہے جو اس سے پیشتر بزرگان دین سے کام لیا تھا اور کثرت سے نشانات ظاہر کئے اور قدرت کو کمال درجہ پر ہمارے ساتھ کردیا۔'' (خادم خاتم النّبیین ص ۲۵)

''میں اس فاضل اجل کی ہر لعنت ملامت کو اطمینان سے سنتا رہا۔ جب وہ مجھے دنیا دار سمجھ کر ریاست کا بت سامنے لائے، میں فوراً سیدھا ہوگیا اور کہا کہ دوات قلم لاؤ، میں ابھی لکھ دیتا ہوں۔ ہزار دفعہ لکھ دیتا ہوں کہ میں پکا قادیانی ہوں۔ کاغذ لے کر ذیل کی تحریر لکھ دی:

صدیق دیندار چن بسویشور پکا احمدی ہے۔ قادیانی سلسلہ قادیان سے میاں محمود نے جو جاری کیا ہے، اس کا سخت دشمن ہوں اور عقائد جو میاں محمود نے جاری کئے، ان کی بیخ کنی کرتا رہا اور کرتا رہوں گا۔ صدیق دیندار چن بسویشور۔'' (خادم خاتم النّبیین ص ۲۹)

''اس بات کی گواہ تقریباً تمام دکن کی اقوام ہیں۔ ان کی عبارتوں میں یہ بات چلی آرہی ہے کہ پہلے ویربسنت (اولوالعزم محمود) ظاہر ہوگا۔ اس کے خیالات سے عالم میں پریشانی ہوگی۔ لوگ گمراہ ہوجائیں گے۔ اس کے دور کرنے کے لئے چن بسویشور (دیق دیندار) ظاہر ہوگا۔ ان بزرگوں نے ان دونوں وجود کی جو تاریخ ظہور و نشانات بتائے ہیں اس کی کوئی تردید کردے تو میں ہر شرط منظور کرنے کو تیار ہوں۔ گویا پیش گوئی نے ہم دونوں کے ہاتھ پکڑ کے بتادیا ہے کہ یہ چن بسویشور ہے اور یہ ویربسنت۔ چن بسویشور کے حالات سے آپ لوگوں کو ایک حد تک علم ہوا ہے۔ صرف اب ویربسنت کے نشانات بطور حجت دوبارہ پیش کر کے چیلنج دیتا ہوں کہ اگر ان نشانات والا ویربسنت میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کے سوا دوسرا کوئی ہے تو ثابت کردے تو ایسی صورت میں ہر شرط منظور۔

ویر بسنت (اولوالعزم محمود) والی ایک علیحدہ کتاب تیار ہے۔ اس میں تفصیل وار بیان ہے...... ان نشانات کے علاوہ اور بھی بہت سے نشان ہیں۔ مگر اب میں جماعت قادیان اور تمام عالم سے سوال کرتا ہوں کہ ادھر قدیم کتب اولیاء میں یہ پیش گوئیاں موجود اور ادھر موعود انسان (یعنی مرزا محمود خلیفہ قادیان) موجود ہے۔ پھر آپ کو شک میں ڈالنے والی وہ کون سی چیز ہے ان پیش گوئیوں کے ساتھ ہی لکھا ہے، یہ ویر بسنت مسلمانوں کو قرآن کریم کے الفاظ کے غلط معنی کر کے بتائے گا اور ایشور اوتار جس کو رحمۃ للعالمین کہتے ہیں، ان کی ہتک کرے گا۔"

(خادم خاتم النّبیین ص ۸)

"اور ساتھ یہ ہی لکھا ہے کہ ایسا شخص عقائد میں غلطی پر رہے گا۔ اس کی اصلاح صدیق دیندار چن بسویشور سے ہوگی اور صاف لکھا ہے کہ ویر بسنت (اولوالعزم) قرآن کے الفاظ کے غلط معنی بیان کرے گا...... اور لکھا ہے کہ چن بسویشور کے عقائد درست رہیں گے اور چن بسویشور کے ذریعہ سے ویر بسنت کے عقائد کی اصلاح ہوگی۔" (خادم خاتم النّبیین ص ۱۰)

"فقیر (صدیق دیندار چن بسویشور) جانتا ہے کہ وہ (مرزا محمود احمد ویر بسنت خلیفہ قادیان) ایک متقی مرد ہے اور بڑے بشارتیں والا ہے۔ ان سے ہمارا جھگڑا صرف مذہبی چند فروعات میں ہے۔ جس کی غفلت سے اصولی ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ اسی وجہ سے میں نے مخالفت کی۔ اب کوئی مخالفت نہیں ہے کیونکہ مجھے اللہ تعالیٰ نے علم دیا ہے کہ وہ قریب میں ہمارے عقیدے کے ساتھ ہو جائیں گے جس کے آثار گزشتہ چند ماہ سے ظاہر ہو رہے ہیں۔" (خادم خاتم النّبیین دیباچہ ص (ز)، یکم رجون ۱۹۲۷ء)

"اے جماعت احمدیہ کے فریس اور دانشمند لوگو! اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہ نسبت دوسرے فرقوں کے بہت بڑی ذمہ داری دی ہے۔ اس امانت کو ضائع مت کرو۔ "وما یاتیهم من رسول الله کانوا به یستهزؤن "میں داخل مت ہو۔ چن بسویشور اور ویر بسنت کو اللہ تعالیٰ نے صرف خدمت خاتم النّبیین کے لئے انتخاب کیا ہے۔ چونکہ میاں صاحب مامور نہیں ہیں، اس وجہ سے اس کا علم ان کو نہیں۔ وہ میرے ہونا ضرور ہے۔ ان کا انتظار دکن میں ویسا ہی جیسا میرا انتظار تھا۔ ہم دونوں کا وجود ہی دکن کی اقوام پر حجت ہے۔" (خادم خاتم النّبیین ص ۶۸)

"میں میاں محمود احمد صاحب کو دکن کی بشارتوں کی بناء پر خلیفہ جماعت احمدیہ مانتا ہوں۔ گو لاہور کی جماعت مخالف ہی کیوں نہ ہو میری سمجھ میں نہیں آتا۔ جس کا ظہور ہو چکا اس کا انکار کیسا۔" (خادم خاتم النّبیین ص ۷۳)

"حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ نے ایک خط سے مجھے اطلاع دی ہے کہ آپ سے ہماری جماعت کا ہر فرد خوش ہے اور حال میں ایک خط قادیان سے آیا ہے، وہ حسب ذیل ہے:

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرض یہ ہے کہ مجلس مشاورت کے بعد آئندہ سال کے پروگرام میں دکن کی طرف وفد بھیجنے اور آپ کے کام میں دلچسپی پیدا کرنے کی خاص کوشش کی جائے گی۔ دہلی میں دیوان میسور سے ملاقات کرنے پر معلوم ہوا...... بہرحال آپ کام کرتے جاویں۔ اللہ تعالیٰ کے وعدے سے اپنے وقت پر ضرور پوری ہوں گے۔ مزید برآں یہ عرض ہے کہ بوجہ مالی تنگی اس علاقہ کی طرف توجہ نہیں ہو سکی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ کام کی رپورٹ براہ کرم ضرور بھیج دیا کریں اور مشکلات سے اور نتائج سے آگاہ فرماتے رہا کریں۔ والتسلیم!

دستخط عبدالرحیم نیر

نائب ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان، مہر قادیان" (خادم خاتم النّبیین ص ۷۸)

فصل بیسویں

خاتمہ

(۱) ابتلاء کی حقیقت

قرآن کریم کی توماشاءاللہ یہ شان ہے کہ:’’فلا اقسم بما تبصرون. وما لا تبصرون. انه لقول رسول کریم. وما هو بقول شاعر قلیلاً ما تؤمنون ولا بقول کاهن قلیلاً ماتذکرون. تنزیل من رب العلمین ‘‘ترجمہ:’’جو چیزتم کو دکھائی دیتی ہے اور جو چیزتم کونہیں دکھائی دیتی،ہم سب کی قسم کھاتے ہیں کہ یہ(قرآن)بلاشبہ کلام(الٰہی)ہے،ایک معزز فرشتے کا(لایا ہوا)اور یہ کسی شاعر کی(بنائی ہوئی)بات نہیں ہے۔(مگر)تم لوگ بہت ہی کم یقین کرتے ہواور نہ یہ کسی حاضراتی عامل کے تکئے ہیں(مگر)تم لوگ بہت ہی کم غور کرتے ہو(یہ)پروردگار عالم کا اتارا ہوا(کلام) ہے۔‘‘ (پارہ۲۹،رکوع۶)

قرآن کریم میں کلام الٰہی اس درجہ خالص اور اس درجہ اخلص ہے کہ کسی التباس کا امکان نہیں۔یہ خصوصیت کس شان سے واضح کی جاتی ہے۔اللہ اکبر:’’ولو تقول علینا بعض الاقاویل. لا خذنا منه بالیمین. ثم لقطعنا منه الوتین. فما منکم من احد عنه حاجزین ‘‘ترجمہ:’’اور اگر(پیغمبر اپنی طرف سے)ہم پر کوئی بات بنالاتا تو ہم اس کا داہنا ہاتھ پکڑ کراس کی گردن اڑادیتے اور تم میں سے کوئی بھی ہم کو اس(بات)سے نہ روک سکتا۔‘‘ (پارہ۲۹،رکوع۶)

غرض کہ قرآن کریم وحی محض ہے۔ایک نقطہ بھی زائد نہیں ہے اور کس طرح ہوسکتا ہے جب کہ خاتم النّبیین، رحمۃ للعالمین، بالمومنین رؤف رحیم جیسے نبی کو یہ تنبیہ ہو کہ جبروت وکبریائی سے دل کانپ اٹھے اور اس کے سوا کس کا حوصلہ ہے جو اس خطاب کا متحمل ہو۔ وہی ہے جو صاحب معراج ہے،صاحب کوثر ہے۔اس پر عرش سے فرش تک صلوٰۃ وسلام جاری ہے اور اسی کی شان ہے۔’’ورفعنا لک ذکرک (۱۹/۳۰) وانک لعلی خلق عظیم (۳/۲۹) صلی اللّٰه علیه وسلم‘‘

لیکن کچھ لوگ ایسے ظالم ضرور ہوئے اور ہوں گے جو اللہ تعالیٰ پر افتراء کرتے ہیں۔چنانچہ قرآن کریم میں ان کی خبر دی گئی ہے:’’ومن اظلم ممن افتری علی اللّٰه کذبا او قال اوحی الیّ ولم یوح الیه شئ ومن قال سانزل مثل ما انزل اللّٰه ‘‘ترجمہ:’’اس سے بڑھ کر ظالم اور کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا کہے کہ میری طرف وحی آئی ہے۔حالانکہ اس کی طرف کچھ بھی وحی نہ آئی ہو اور نیز جو کہے کہ میں اتارتا ہوں مثل اس کے جو اللہ نے اتارا۔‘‘

(پارہ۷،رکوع۱۷)

اس آیت میں ظلم کے تین مدارج بیان ہوئے ہیں۔اوّل یہ کہ اللہ پر جھوٹ لگائے یعنی اللہ کے کلام سے ایسی باتیں نکالے جو اصل حقیقت کے بالکل خلاف ہوں۔دوسرے یہ کہ وحی کا اعلان کرے۔حالانکہ وحی کی اس کو ہوا بھی نہ لگے۔نہ معلوم کس مغالطہ میں مبتلا

ہو کر ایسا دعوے کرے اور سب سے بڑھ کر آخری ظلم یہ کہ اپنے کلام کو قرآن کے مساوی اور ہم پلہ سمجھے۔ مثلاً فصاحت میں، بلاغت میں، اعجاز میں اور اس کو قرآن کی طرح قطعی حجت قرار دے۔ اپنے واسطے اپنے متبعین کے واسطے۔

جیتے جی تو ان گمراہوں کو کچھ پتہ نہ چلے گا کہ کس حال میں مبتلا ہیں۔ لیکن مرتے وقت سب حقیقت کھل جائے گی اور عجب مار پڑے گی، نعوذ باللہ! چنانچہ مذکورہ بالا آیت کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل آیت بہت عبرت آموز ہے: ’’ولو تری اذا الظلمون فی غمرات الموت والملئکة باسطوا ایدیهم اخرجوا انفسکم الیوم تجزون عذاب الهون بما کنتم تقولون علی اللّٰه غیر الحق وکنتم عن ایاته تستکبرون‘‘ ترجمہ: ’’کاش تم ان ظالموں کو اس وقت دیکھو کہ موت کی بیہوشیوں میں پڑے ہیں اور فرشتے (ان کی جان نکالنے کے لئے ان پر طرح طرح کی دست درازیاں کر رہے ہیں (اور کہتے جاتے ہیں کہ) اپنی جانیں نکالو۔ اب تم کو کس ذلت کے عذاب کی سزا دی جائے گی۔ اس لئے کہ تم خدا پر ناحق (ناروا) جھوٹ بولتے تھے اور اس کی آیتوں (کو سن کران) سے اکڑا کرتے تھے۔‘‘ (پارہ ۷، رکوع ۱۷)

دراصل یہ شدید ابتلاء ہے جس سے جیتے جی نکلنا بہت دشوار ہے۔ کیونکہ دنیوی زندگی میں تو الٹا عروج نظر آتا ہے، تعظیم ہوتی ہے، تکریم ہوتی ہے، نعمتیں ملتی ہیں، عزت بڑھتی ہے، شہرت بڑھتی ہے۔ یہ آثار بظاہر تائید الٰہی نظر آتے ہیں۔ صداقت کی دلیل مانے جاتے ہیں۔ چنانچہ اس باب میں قرآنی تنبیہ ملاحظہ ہو: ’’فاما الانسان اذا ما ابتلہ ربہ فاکرمہ ونعمہ فیقول ربی اکرمن‘‘ ترجمہ: ’’لیکن انسان (کا حال یہ ہے) کہ جب اس کا پروردگار (اس طرح پر) اس (کے ایمان) کو آزماتا ہے کہ اس کو عزت اور نعمت دیتا ہے تو وہ (خوش ہو کر) کہتا ہے کہ میرا پروردگار میری تکریم کرتا ہے۔ (حالانکہ وہ اس کو ابتلاء میں ڈالتا ہے)‘‘ (پارہ ۳۰، رکوع ۱۴)

یہ نکتہ کہ اصل مدار ایمان پر ہے۔ محض آثار سے مطمئن نہ ہونا چاہئے۔ بہت نازک تعلیم ہے۔ علم ناقص ہو تو آثار میں بہت فریب اور گمراہی کا امکان ہے۔ بڑی تباہی کا اندیشہ ہے۔ خیر کی شکل میں جو ایمان کی آزمائش ہوتی ہے وہ شر سے کہیں زیادہ خطرناک ہے کہ اس کی فہم اور اس کی شناخت کے واسطے اعلیٰ بصیرت درکار ہے، ورنہ ضلالت ہے، ادبار ہے۔ چنانچہ اس فتنہ کی بھی تنبیہ قرآن کریم میں مذکور ہے۔

’’ونبلوکم بالشر والخیر فتنة والینا ترجعون‘‘ ترجمہ: ’’اور ہم تم کو بری اور بھلی حالتوں میں (رکھ کر) آزماتے ہیں اور (آخر کار) تم (سب) کو ہماری طرف لوٹ کر آنا ہے۔‘‘ (پارہ ۱۷، رکوع ۳)

پس کیسا ابتلاء ہے، کیسا فتن ہے کہ کوئی آیات الٰہی کی تکذیب کرتا رہے اور ترقی کرتا رہے۔ فریب کھاتا رہے۔ مہلت پاتا رہے۔ اسی پر اتراتا رہے۔ کیسا سخت جال ہے۔ ٹوٹنا محال ہے۔

’’والذین کذبوا بایتنا سنستدرجهم من حیث لا یعلمون. واملی لهم ان کیدی متین‘‘ ترجمہ: ’’اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی ہم ان کو سہج سہج پکڑیں گے۔ ایسے محل پر کہ ان کو علم بھی نہ ہو۔ ہم ان کو مہلت دیتے ہیں بیشک ہمارا داؤ بہت پکا ہے۔‘‘ (پارہ ۹، رکوع ۱۳)

اللہ تعالیٰ ابتلاء اور فتنہ سے محفوظ رکھے۔ خاص کر جب کہ وہ تکریم و تنعیم کی شان میں نمودار ہو۔ خیر کی شکل میں ظہور کرے۔ خوب مہلت پائے۔ مخلوق کو پھنسائے۔ سب کی عافیت گنوائے۔ کیسا سخت وبال ہے۔

ہدایت سب سے بڑی نعمت ہے اور ضلالت سے ہر آن پناہ مانگنے کی ضرورت ہے۔ حتیٰ کہ اس دنیا سے باایمان رخصت ہو۔
’’ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمته انک انت الوھاب‘‘

(۲) قرآنی احکام

قادیانی صاحبان کو قرآن شریف میں اپنے لئے بہت سے مبشرات نظر آتے ہیں اور وہ بڑے بڑے شدومد سے کتابوں میں درج کئے جاتے ہیں۔ یہ دعویٰ دیکھ کر ہم نے بھی ایک خاص وقت نبی کریم ﷺ کا واسطہ دے کر اس بارے میں قرآن کریم سے حقیقت حال دریافت کی تو عجب پتہ کا جواب ملا۔ سبحان اللہ! ناظرین اس کے محل وموقع پر غور فرمائیں۔

کیفیت یہ ہے کہ قادیانی صاحبان اپنی کارگزاریاں دکھاتے ہیں۔ کارنامے سناتے ہیں۔ کاموں پر اتراتے ہیں۔ ان میں دو جماعتیں ہیں، لاہوری اپنے عقائد میں نسبتاً نرم ہیں، اور قادیانی خوب سخت۔ حتیٰ کہ وہ اسلام کو صرف اپنا حق بتاتے ہیں۔ تمام مسلمانوں کو کافر بتاتے ہیں۔ رشتے ناطے، غمی، شادی کے تعلقات چھڑاتے ہیں۔ خوب تفرقہ پھیلاتے ہیں۔ یہ لوگ مرزاغلام احمد قادیانی کی امت کہلاتے ہیں۔ مرزاقادیانی اپنے کو مسیح موعود اور مہدی معہود بتاتے ہیں۔ نبوت ورسالت تک جاتے ہیں۔ بڑے بڑے دعوے زبان پر لاتے ہیں، جن سے ایمان لڑ جاتے ہیں۔ یہ لوگ ان کے مذہب کی تبلیغ کراتے ہیں مگر ٹوکئے تو قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم تو اسلام کی خیر مناتے ہیں۔ گویا الٹی خیرخواہی جتاتے ہیں۔

معروضہ یہ تھا کہ قادیانی دعوؤں کا قرآن شریف سے ایسا جواب ملے کہ ان کی اصلی حقیقت عیاں ہو جائے۔ سو بہ طفیل نبی کریم ﷺ اس بارے میں جو ایماء ہوا وہ سراسر قرآن شریف کا معجزہ ہے۔ گویا کہ قادیانی تحریک کا نقشہ کھینچ دیا۔ چنانچہ قادیانی دعوؤں کا قرآنی جواب ملاحظہ ہو: ’’وقل اعملوا فسیری اللّٰه عملکم ورسوله والمؤمنون وستردون الیٰ عالم الغیب والشھادة فینبئکم بما کنتم تعملون. واخرون مرجون لامر اللّٰه اما یعذبھم واما یتوب علیھم واللّٰه علیم حکیم. والذین اتخذوا مسجدا ضرارا وکفرا وتفریقا بین المؤمنین وارصادا لم حارب اللّٰه ورسوله من قبل ولیحلفن ان اردنا الی الحسنی واللّٰه یشھد انھم لکذبون ‘‘ ترجمہ: ’’کہہ دو کہ عمل کئے جاؤ۔ پھر آگے دیکھے گا اللہ تمہارے عمل کو اور اس کا رسول اور مسلمان اور جلد لوٹائے جاؤ گے ایسے کی جانب جو چھپے اور کھلے کا واقف ہے تو وہ تم کو جتادے گا کہ جو تم کر رہے تھے اور کچھ لوگ وہ ہیں جن کا معاملہ ملتوی ہے اللہ کے حکم پر۔ یا ان کو عذاب دے یا ان کی توبہ قبول فرماوے اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے اور دوسرے وہ لوگ جنہوں نے بنا کھڑی کی ہے ایک جدا مسجد، ضرر پہنچانے اور کفر کرنے اور پھوٹ ڈالنے کو مسلمانوں میں اور پناہ دینے کو اس شخص کو جو لڑ رہا ہے اللہ اور اس کے رسول سے پہلے سے اور اب قسمیں کھانے لگیں گے کہ بجز بھلائی کے ہمیں کچھ مقصود نہ تھا اور اللہ گواہ ہے کہ وہ بالکل کاذب اور جھوٹے ہیں۔‘‘ (سورۂ توبہ رکوع ۱۳)

کیا دعوے ہیں، کیا حقیقت ہے۔ کون کاذب ہے۔ گویا تصویر کھینچ کر آنکھوں کے سامنے آ گئی۔

’’نعوذ باللّٰه من ذلک، فاعتبروا یا اولی الابصار (۴/۴۸)‘‘

تمت بالخیر

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم
الصلوٰۃ و السلام علیٰ رسولہ الکریم خاتم النّبیین
رحمۃ للعالمین بالمؤمنین رؤف الرحیم

ضمیمہ اوّل

قادیانی مذہب کی کاوش ونالش

تھی خبر گرم کہ غالب کے اڑیں گے پرزے — دیکھنے ہم بھی گئے تھے پر تماشہ نہ ہوا

(۱) تمہید

کچھ عرصہ سے قادیانی صاحبان اس ناچیز پر خاص توجہ فرما رہے ہیں۔ چنانچہ چند ماہ قبل ختم نبوت اور جناب پروفیسر الیاس برنی کے عنوان سے ایک رسالہ شائع کیا تھا، حال میں ''الیاس برنی کا علمی محاسبہ'' اس عنوان سے دوسرا رسالہ نکالا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ خدانخواستہ طبیعت بدمزہ اور مزاج بہت برہم ہے۔ اس ناچیز پر عتاب خوب گرم ہے، لیکن ؎

آپ ہی اپنے ذرا جور و ستم کو دیکھیں — میں اگر کچھ بھی کہوں گا تو شکایت ہو گی

قادیانی صاحبان کو نہایت افسوس اور رنج ہے کہ اس ناچیز کو قرآن و حدیث اور تصوف سے مس نہیں۔ (گویا کہ خود ان کو بڑا عبور ہے) اسے اپنی بے بضاعتی کا بھی اعتراف ہے۔ (حالانکہ ان کو اپنی علمیت کا بڑا دعویٰ ہے) اس نے قادیانی کتابیں بھی نہیں پڑھیں۔ (اگرچہ وہ مسلمانوں کے ہاتھ ناقابل فروخت ہوں) اس کی تقریر بالکل بے اصل تھی۔ (اگرچہ اس نے ہلچل ڈال دی) اور اس کی تالیف ناقص ہے۔ (اگرچہ وہ جناب مرزا قادیانی کے ارشادات کا مرقع ہے) اور اس نے فساد پھیلا دیا۔ (حالانکہ اشتعال کا سلسلہ ان کی طرف سے قائم ہے) اور اس نے حیدرآباد دکن کو بدنام کر دیا۔ (حالانکہ ماشاءاللہ حیدرآباد کا نام دور دور تک روشن ہے) پھر بھی اس ناچیز کو قادیانی صاحبان سے شکوہ نہیں کیونکہ وہ بھی فی الحال معذور معلوم ہوتے ہیں ؎

رکھیو غالب مجھے اس تلخ نوائی میں معاف — آج کچھ درد مرے دل میں سوا ہوتا ہے

پہلے رسالے نے اس ناچیز کو ''قادیانی مذہب'' تالیف کرنے پر مجبور کیا اور دوسرے رسالے نے یہ رسالہ لکھوایا، چہرے کی پوڈر دھل گئی، حقیقت کھل گئی۔

خدا شرے بر انگیزد کہ خیر مادراں باشد

قادیانی صاحبان اس ناچیز سے جس قدر ناراض ہوں معذور ہیں، یوں بھی ان کو اپنی تنظیم، اپنے پروپیگنڈے اور اپنے فنڈ پر گھمنڈ ہے۔ لیکن:

دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی ترست

(۲) قادیانی تحریک کی آمد

قصہ یہ ہے کہ ابتداء میں قادیانی تحریک حیدرآباد پہنچی تو حضرت شیخ الاسلام مولوی انوار اللہ خاں صاحب نور اللہ مرقدہ کا زمانہ تھا۔

اوّل تو حضرت محترم علیہ الرحمۃ کی بڑی شخصیت تھی۔ دوسرے حضرت علیہ الرحمۃ نے کتاب لاجواب ''افادۃ الافہام'' تصنیف فرما کر قادیانی مذہب کی پوری قلعی کھول دی۔ غرض کہ فی الوقت اس تحریک کا سدباب ہوگیا اور کچھ عرصہ تک حیدرآباد میں اس سے امن رہا۔

(۳) قادیانی تحریک کا قیام

لیکن قادیانی صاحبان صرف موقع کے منتظر تھے۔ حضرت علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد پھر انہوں نے ہاتھ پیر نکالے، مگر اس مرتبہ بھیس بدل دیا۔ مسلمانوں سے گویا محبت ورفاقت کا سلسلہ شروع کیا اور خوب میل جول بڑھایا، حیدرآباد کا خلق ومروت تو مشہور ہے، قادیانی صاحبان کو موقع مل گیا۔ تبلیغ شروع کر دی۔ بظاہر تو مسلمانوں کو اتفاق واتحاد کی تاکید کرتے رہے اور فی الحقیقت اپنے لوگوں کے دل میں نفاق ومنافرت بھرتے رہے کہ مسلمانوں میں باپ سے بیٹا اور بیٹے سے باپ جدا ہوگیا، بیاہ شادی کا رشتہ ٹوٹ گیا، موت غمی کا ساتھ چھوٹ گیا۔ تمام کلمہ گو مسلمان جوان کی جماعت میں شریک نہ ہوں، کافر بن گئے۔

ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بہ کجا

(۴) قادیانی تحریک کی اشاعت

قادیانی جماعت نے حیدرآباد کو اپنا خاص مرکز قرار دے کر اپنے مذہب کی اشاعت میں جو تدابیر اختیار کیں، ان میں سے بعض بطور نمونہ ملاحظہ ہوں۔

''مفتی محمد صادق صاحب اور مولوی سید سرور شاہ صاحب راستہ میں آنے والے شہروں میں فرصت کے مطابق تبلیغ کرتے ہوئے حیدرآباد پہنچ گئے اور انہوں نے تبلیغ شروع کر دی ہے۔ مفتی صاحب نے اپنا قیام مولوی غلام اکبر صاحب وکیل (حال نواب اکبر یار جنگ بہادر رکن عدالت العالیہ) کے مکان میں کیا ہے، جس میں ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ مولوی صاحب موصوف کے پاس شہر کے معزز لوگ آتے جاتے ہیں۔ اس لئے ان سے گفتگو کرنے کا انہیں موقع مل جاتا ہے۔ ۱۸؍تاریخ کے خط میں مفتی صاحب لکھتے ہیں کہ صبح سے بارہ بجے تک پانچ معزز اشخاص کو تبلیغ کی گئی اور انہوں نے پھر ملاقات کا وعدہ کیا ہے۔ اس طرح ان شاء اللہ تبلیغ کا سلسلہ دن بدن ترقی کرتا جائے گا۔'' (الفضل قادیان ج۲ نمبر۷۰ ص۸ کالم۲، مؤرخہ ۲۶؍نومبر ۱۹۱۴ء)

''یہاں (حیدرآباد میں) ہم نے درس قرآن اور لیکچروں کے واسطے ایک ہال کرایہ پر لیا ہے۔ اس میں بھی کسی نے رکاوٹ کی کوشش کی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے اس شر سے محفوظ رکھا۔ میں اسسٹنٹ ریذیڈنٹ بہادر سے جاکر ملا۔ تمام سلسلہ کے حالات ان کو سنائے، ریویو انگریزی کے بعض پرچے دکھائے، ٹیچنگ آف اسلام دی، حضرت مسیح موعود کے دعویٰ اور دلائل پر گفتگو کی۔ بہت توجہ سے سب باتوں کو سنا اور تحریری اجازت دی کہ ہم روزانہ وعظ اور لیکچر کر سکتے ہیں۔ اب وہاں لیکچروں کا سلسلہ شروع ہوا۔ ایک دن میں نے سلسلہ احمدیہ کی صداقت پر ایک مختصر تقریر کی، چند نوجوان طلباء بھی سامعین میں تھے۔''

(قادیانی مبلغ کی رپورٹ، الفضل قادیان ج۲ نمبر۱۴۱،۱۴۲ ص۱۱ کالم۲،۳، مؤرخہ ۱۷-۲۰؍مئی ۱۹۱۵ء)

(۵) سرکاری عہدہ داروں پر خاص توجہ

تبلیغ کی ایک آسان اور کارگر تدبیر یہ ہے کہ قادیانی صاحبان پوری آزادی اور بے باکی سے اپنی کتابیں خاص اہتمام کے ساتھ سرکاری عہدہ داروں میں تقسیم کریں۔ اگر (خدانخواستہ) پڑھ کر چکر میں پڑ گئے، معتقد یا مرید ہوگئے تو کیا کہنا، دلی مراد پوری ہوئی اور اگر

رواداری یا آزاد خیالی کے بہانے مروتاً کتابیں قبول کر لیں تو بھی رعایا برایا کو مرعوب کرنے کا کافی موقع مل سکتا ہے کہ جب بڑے بڑے عہدہ دار کتابیں قبول کریں، تو پھر عامۃ الناس ان کو کیوں نہ پڑھیں، البتہ اگر کوئی عہدہ دار غیرت منداور مآل اندیش واقع ہو، تقسیم کی چال سمجھ جائے اور کتابیں لینے سے انکار کر دے تو پھر خموشی اولیٰ ہے۔ دبے پاؤں سے چل دینا چاہئے کہ خواہ مخواہ ہوا خیزی نہ ہو، بہرحال سرکاری عہدہ داروں پر قادیانی صاحبان کا التفات ملاحظہ ہو۔ مشتے نمونہ از خروارے۔

’’حافظ روشن علی صاحب بہ ہمراہی سید بشارت احمد صاحب اضلاع ریاست میں تبلیغ دورہ اور حکام ومعززین میں کتاب ’’تحفۃ الملوک‘‘ تقسیم کررہے ہیں۔ مفتی محمد صادق صاحب شہر (حیدرآباد دکن) میں تبلیغ کام کررہے ہیں۔‘‘

(قادیانی مبلغ حیدرآباد دکن کی رپورٹ اخبار الفضل قادیان ج۳ نمبر ا ص۶ کالم ۲، مؤرخہ ۲۳؍جون ۱۹۱۵ء)

’’حیدرآباد جس کام کے واسطے ہم بھیجے گئے تھے وہ اﷲتعالیٰ کے فضل وکرم سے بہت کچھ پورا ہوگیا ہے اور اب ہم اضلاع ریاست میں دورہ کر کے کتاب تحفۃ الملوک تقسیم کررہے ہیں اور تبلیغ کررہے ہیں۔ آج جب کہ میں یہ رپورٹ لکھ رہا ہوں، ہم شہر گلبرگہ میں ہیں، جو ریاست کے ایک صوبہ کا صدر مقام ہے۔ یہاں کے اعلیٰ افسر صوبہ دار (گورنر) ہیں، جن کے مکان پر جا کر کتاب پہنچائی گئی اور یہاں کے صاحب ڈپٹی کمشنر (تعلق دار) اور ڈویژنل جج اور لیفٹیننٹ افواج ودیگر عہدہ داران سے ملاقات کی گئی اور کتابیں دی گئیں اور انگریزی ترجمہ قرآن شریف کے واسطے خریدار بنائے گئے۔‘‘

(اخبار الفضل قادیان ج۲ نمبر ۱۴۷ ص۷ کالم ۳، مؤرخہ یکم؍جون و۱۳؍جون ۱۹۱۵ء، مسافر بنگلہ نظام آباد، ریاست حیدرآباد دکن)

’’حضور والا ایدکم اﷲتعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اﷲ وبرکاتہ

آج ساڑھے چھ بجے صبح کے عاجز اور حضرت حافظ (روشن علی) صاحب صوبہ اورنگ آباد کے دورہ پر روانہ ہوگئے۔ چنانچہ آج ضلع نظام آباد میں ایک بجے پہنچ کر چار سے آٹھ بجے شب حکام مقامی میں بعد ملاقات چار کتابیں تقسیم کی گئیں۔ (۱) جائنٹ مجسٹریٹ ضلع۔ (۲) سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ (۳) تحصیلدار صاحب۔ (۴) سپرنٹنڈنٹ جیل۔‘‘ (۱۶جون مسافر بنگلہ جالنہ۔ حیدرآباد دکن)

’’(۲) نظام آباد سے ضلع ناندیر روانہ ہوئے۔ یہاں بھی ڈپٹی کمشنری ہے۔ اوّل تعلق دار صاحب کے پاس جب پہنچے ہیں تو اکثر حکام ضلع وہاں موجود تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد تعلق دار صاحب سے گفتگو ہوئی۔ آخر میں انہوں نے عدیم الفرصتی کے عذر سے کتاب لینے سے انکار کر دیا۔ چونکہ اکثر حاضر الوقت حکام کو تعلق دار صاحب کے انکار کی اطلاع ہوگئی تھی اور پھر رات کے آٹھ بھی بج گئے تھے اور حکام کو کتابیں نہ دی گئیں……‘‘ (۱۹؍جون ۱۹۱۵ء، اورنگ آباد)

’’جمعہ کے روز اکثر حکام وغیرہ کو کتابیں دی گئیں اور صوبہ دار سے بھی ملاقات کی گئی۔ عدم اردو دانی کی وجہ سے انہوں نے تحفۃ الملوک نہ لیا۔ لہٰذا انگلش کی ایک کتاب انہیں دی گئی۔‘‘ (بشارت احمد قادیانی کی مراسلت، الفضل قادیان ج۳ نمبر۲ ص۶ کالم ۲، مؤرخہ ۲۶؍جون ۱۹۱۵ء)

(۶) قادیانی تحریک کا عروج

اس دوران میں قادیانی صاحبان کے قدم خوب جم گئے۔ جماعت بھی بڑھ گئی۔ چندہ تو فرض مقدم ہے۔ آمدنی بھی بڑھ گئی۔ بخوبی تنظیم ہوگئی۔ اب رسوخ کے راستے تلاش ہونے لگے۔ سوا اس کی عمدہ سبیل یہ نکلی کہ کوئی صاحب جہاندیدہ مبلغ خاص مامور کر دیئے جائیں کہ وہ امراء اور حکام میں معززین متمولین میں چکر لگاتے رہیں، میل جول بڑھاتے رہیں، مسلمانوں کی غمگساری جتاتے رہیں، مصالح ملکی

سمجھاتے رہیں، جلسوں میں بلاتے رہیں، تقاریر کراتے رہیں، تبلیغی رسالے پہنچاتے رہیں، اثر پھیلاتے رہیں، حرف مطلب سناتے رہیں، چندہ اگھاتے رہیں، غرض کہ اعلیٰ طبقوں کے خلق ومروت، فیاضی اور رواداری سے پورا پورا فائدہ اٹھاتے رہیں اور باہر جائیں تو مسلمانوں پر رعب جماتے رہیں کہ اسلامی دارالسلطنت کے اعلیٰ طبقہ کے بالعموم ان کے ساتھ ہیں، باقاعدہ مرید نہیں تو دل سے معتقد ہیں ۔

سیکھے ہیں مہ رخوں کے لئے ہم مصوری تقریب کچھ تو بہر ملاقات چاہئے

(۷) زبان بندی

غرض کہ قادیانی تحریک زوروں پر تھی اور کامیابی کے شادیانے بجتے تھے۔ لیکن:

چوں بہ شہرت برسی مست نہ گری مردی

آزمائش کا وقت بھی آن پہنچا، خدا کی قدرت قدیم معمول کے مطابق ۲۰ ربیع الاوّل ۱۳۵۱ھ یوم جمعہ شب کو میلاد النبی کے جلسہ میں بمقام بادشاہی عاشورخانہ اس ناچیز کی تقریر ہوتی ہے۔ ختم نبوت اس کا مبحث قرار پاتا ہے۔ اہل سنت والجماعت کی طرف سے جلسہ منعقد ہوتا ہے۔ اہل سنت والجماعت کا ایک معزز عالم اس کی صدارت کرتا ہے۔ اہل سنت والجماعت کی حاضرین میں کثرت ہے۔ اہل سنت والجماعت بلکہ جمہور امت کے عقیدے کے مطابق قرآن سے بیان ہوتا ہے۔ عام وخاص سب کی تشفی ہوتی ہے، کسی جدید مخالف فرقہ کا نام تک نہیں آتا، کسی غیر کی طرف اشارہ تک نہیں ہوتا، لیکن سلسلہ ختم ہوتے ہی قادیانی نمائندے صاحب موجود ہیں، تبادلہ خیالات کے نام سے مناظرہ کی دعوت دیتے ہیں، عذر کیا جاتا ہے کہ مناظرہ اپنا مقصد نہیں، منصب نہیں، لیکن قادیانی صاحبان کو یہ برداشت کہاں کہ کوئی مسلمان اپنے جلسہ میں بھی اپنے عقائد بیان کرے اور ان کی طرف سے باز پرس نہ ہو ۔

بات پر واں زبان کٹتی ہے وہ کہیں اور سنا کرے کوئی

چنانچہ عذر قبول نہیں ہوتا بلکہ جلد از جلد اس عاجز کے نام پر ایک رسالہ شائع کیا جاتا ہے اور اس میں اس عاجز کا نام لے لے کر تقریر کی تضحیک ہوتی ہے، تردید ہوتی ہے اور مناظرہ سے پہلوتہی کرنے کا اعلان کیا جاتا ہے تاکہ کچھ نہ کچھ خیزی ہو جائے۔ اس سے قادیانی ذہنیت کا اندازہ ہوسکتا ہے کہ کس درجہ عناد وفساد پر مائل ہے۔ لیکن اس پر بھی صبر نہیں آتا۔ اسی زمانہ میں دور دور سے مشہور قادیانی واعظ اور مناظر آتے ہیں، دھوم سے جلسے ہوتے ہیں، مسلمانوں کے عقائد کے خلاف خوب دل کھول کر تقریریں ہوتی ہیں، وہاں بھی یہ ناچیز معرض بحث میں رہتا ہے۔ مزید برآں بکثرت تبلیغی لٹریچر تقسیم ہوتا ہے مگر اہل اسلام کا ضبط وتحمل دیکھئے کہ نہ کوئی حجت نہ تعرض، یہ تجربہ کس قدر سبق آموز ہے کہ کیا ہونا چاہئے اور کیا ہو رہا ہے ۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

(۸) جواب طلبی

بہرحال جب قادیانی صاحبان نے معاملہ کو بہت طول دیا تو لامحالہ مسلمانوں میں بھی ناگواری اور بیداری پیدا ہوئی، چونکہ یہ ناچیز قادیانی صاحبان کا آماجگاہ بنا ہوا تھا، اظہار حق واجب ہو گیا۔ چنانچہ علمی تحقیقات کے طور پر ’’قادیانی مذہب‘‘ کے نام سے ایک کتاب تالیف کر دی گئی جس میں اس مذہب کے اصول وعقائد کی مختصر کیفیت خود قادیانی کتب سے اخذ کر کے ترتیب دے دی۔ الحمدللہ! کہ اس سے بہت کچھ مغالطے رفع ہو گئے اور مسلمانوں کو تسکین حاصل ہوئی۔ انصاف پسند لوگوں نے اس کی متانت اور جامعیت کی داد دی۔ لیکن قادیانی

صاحبان اس پر اور بگڑ گئے، پہلے بے التفاتی کا شکوہ تھا اب توجہ کی شکایت شروع ہوئی۔

گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل

ناراضی کی یہ کیفیت کہ ’’الیاس برنی کا علمی محاسبہ‘‘ اس نام سے جو دوسرا قادیانی رسالہ شائع ہوا تو اس میں قانونی انداز سے اس ناچیز پر خاصی فرد جرم لگادی اور جواب طلب کیا۔ گویا کہ خدانخواستہ عدالت ان کے گھر میں آ گئی۔ معلوم ہوا کہ کتاب ان کو زہر معلوم ہوئی۔ حالانکہ اس کی حیثیت مشتے نمونہ ازخروارے ہے۔ اس سے تیز تر مواد بہت کچھ باقی ہے ؎

رگ و پے میں جب اترے زہر غم تب دیکھئے کیا ہو ابھی تو تلخی کام و دہن کی آزمائش ہے

(۹) صدائے بازگشت

پہلا قادیانی رسالہ تو علانیہ یہیں سے شائع ہوا لیکن دوسرے رسالے میں خاص نکتہ یہ بھی ہے کہ معاملات ومعلومات تو حیدرآباد کے درج ہیں لیکن طباعت واشاعت بنگلور سے ہوئی ہے۔ شاید اس میں قانونی مصلحت مدنظر ہو۔ خاص کر جب کہ رسالہ میں بعض غیر معتدل مباحث بھی درج ہیں، یا ممکن ہے کہ اس میں کوئی روحانی نکتہ مضمر ہو، جناب مرزا قادیانی کو بروز سے بہت قوی ربط تھا، عجب نہیں اس نسبت کی برکت سے حیدرآباد، بنگلور کی بروزی شکل میں نمودار ہوا ہو، بہرحال اس مرتبہ کسی قدر فاصلہ سے فیر ہوا ہے، حفظ ماتقدم لازم ہے۔

(۱۰) سرکاری عہدہ داری

جواب طلب ہوا ہے کہ جب ہم سرکاری عہدہ دار ہیں تو پھر ہم اس بحث میں کیوں پڑے۔ مگر ہماری خصوصیت قادیانی صاحبان کو اس وقت بالکل فراموش ہوگئی جب کہ ہم کو خواہ مخواہ مناظرہ کی دعوت دی گئی۔ ہمارے نام پر رسالہ شائع کیا گیا اور اس میں ہم کو مناظرہ سے پہلوتہی کرنے کا الزام دیا گیا اور بعد کے جلسوں میں ہمارا ذکر خیر کیا گیا۔ تعجب ہے کہ قادیانی جماعت کے کسی سمجھدار عہدہ دار نے بھی تنبیہ نہ کی کہ اس طرح کسی عہدہ دار کا پیچھا کرنا درست نہیں۔ اس سے انہیں پر الٹی ذمہ داری عائد ہوتی ہے بلکہ غالباً یہ پہلے سے سوچ لیا تھا کہ تین صورتیں ممکن ہیں اور تینوں میں اپنی جیت ہے، یعنی ہم خاموش رہیں گے تو وہ مسلمانوں کو شرمائیں گے۔ ہماری طرف سے دوسرے لوگ جواب شائع کریں گے تو وہ بے دیانتی کا الزام دیں گے اور اگر ہم جرأت سے اظہار حقیقت کردیں گے تو پھر قانونی دھمکی ان کا آخری ہتھیار ہے۔ چنانچہ یہی آخری صورت پیش آئی جس کی غالباً ان کو کم توقع تھی۔

اس ضمن میں ہم قادیانی صاحبان سے ایک سوال کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ انصاف سے غور فرمائیں تو ہمارے جواب کی ضرورت باقی نہ رہے گی۔ فرض کیجئے ہم اس طرح سرکاری عہدہ دار ہوتے بلکہ اس سے بڑھ کر بااثر اور ذی اقتدار ہوتے، لیکن قادیانی صاحبان کے نزدیک دیندار ہوتے، یعنی قادیانی مذہب کے طرفدار ہوتے، معین ومددگار ہوتے، حامی کار ہوتے، پھر بھی الگ الگ گویا انجام ہوتے، تو کیا قادیانی صاحبان واقعی ہم سے اتنے ہی بیزار ہوتے یا ان کی طرف سے ہماری دیانت داری کے اشتہار ہوتے۔

مزید برآں ہم عام تبلیغی جلسوں میں تقریر نہ کرتے، البتہ اپنے حلقہ اثر میں بطریق مناسب تبلیغ کرتے۔ اپنے نام سے کوئی تبلیغ رسالہ شائع نہ کرتے۔ البتہ موقع محل کے لحاظ سے قادیانی رسالے تقسیم کرتے، تو کیا اس صورت میں ہماری غیر جانبداری پر قادیانی صاحبان حرف لاتے، یا دل میں خوشی مناتے، ممکن ہے قادیانی صاحبان ہمارے اس سوال پر الزام دیں، ممکن ہے اس کی داد دیں ؎

دیکھنا تقریر کی لذت کی جو اس نے کہا میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

(۱۱) تعلیمات کی بات

ہمارا جرم یوں بھی سنگین ہوگیا کہ ہم تعلیمات کے ملازم ہیں۔ ہم پر غیر جانب داری لازم ہے لیکن اس کا کیا علاج کہ قادیانی صاحبان کی توجہات تعلیمات کی طرف روزافزوں ہیں۔ نوبت یہ پہنچی ہے کہ اس کو تبلیغ واشاعت کے لئے یا چھیڑ چھاڑ اور شرارت، کہ جامعہ عثمانیہ کے دیندار اور اعلیٰ تعلیم یافتہ پروفیسروں کے پاس باقاعدہ قادیانی وفد جاتے ہیں، کہ گویا ان کو اسلام کی تبلیغ کریں اور اپنے مذہب کی دعوت دیں، جب پروفیسر پر یہ حوصلے ہوں تو طلباء کا کیا حشر ہوتا ہے۔ تبلیغی لٹریچر تو آئے دن ہر کہیں تقسیم ہوتا ہے۔ اس کی کیا روک ٹوک ہے، بہتر ہو کہ کسی ترکیب سے کلیہ کے طلبہ احمدیہ جوبلی حال کی آمدورفت شروع کردیں اور قادیانی مبلغ صاحب کے درس قرآن میں شریک ہونے لگیں، تو سادہ دلوں پر کیسے صاف قادیانی نقش پڑیں، اگر طلباء کچھ خوف اور تامل کریں تو ان کے دینیات کے پروفیسر کو ہموار کیا جائے کہ وہ ان کو ترغیب یا کم از کم اجازت دے۔ اگر پروفیسر نیک خیال اور روادار ہو، تو اس کو سمجھا بجھا کر راضی کرلیں اور تنگ خیال اور متعصب ہو تو کوئی اور تدبیر سوچیں ؎

مصلحت نیست کہ از پردہ بروں افتد راز ورنہ در مجلس رنداں خبرے نیست کہ نیست

(۱۲) سیاسی دھمکی

سب سے بڑا جرم یہ تجویز ہوا ہے کہ ہم نے سرکار عالی کی رعایا میں تنفر پھیلایا بلکہ امن کو خطرہ میں ڈال دیا اور نیز یاروفادار اقتدار اعلیٰ کے خلاف جذبات پیدا کئے۔ گویا بغاوت پھیلادی۔ بطور تشریح اس سلسلہ میں مولوی ظفر علی خان صاحب، مولانا کفایت اللہ صاحب بالخصوص اور دیوبندی، بدایونی، خلافتی اور احراری جماعتیں بالعموم پیش کی گئی ہیں۔ گویا یہ سب اسلامی جماعتیں قادیانی صاحبان کے خیال میں تباہ کن تحریکات کی حامل ہیں اور شاید بروزی یا ظلی حیثیت سے حیدرآباد میں ہماری ذات ان سب کی مظہر بن گئی ہے۔ قادیانی صاحبان کا یہ حسن ظن ہے تو شکریہ، سوءظن ہے تو شکوہ نہیں۔ بہرحال جو کچھ بھی ہے اس درجہ بے اصل ہے کہ قادیانی تخیل کا اعلیٰ کمال نظر آتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ معاملہ برعکس ہے۔

اے باد صبا ایں ہمہ آوردۂ تست

جو کچھ ہوا اور ہورہا ہے، وہ قادیانی صاحبان کی حسن تدبیر کا نتیجہ ہے۔ غالباً قادیانی صاحبان کو یہ خوف دامنگیر ہے کہ ان کے بنیادی عقیدے کا عام اعلان کیوں نہ ہوگیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نبی اللہ اور رسول اللہ اور تمام کلمہ گو مسلمان یا تو قادیانی مذہب قبول کریں یا وہ سراسر کافر ہیں۔ قادیانی صاحبان کا یہ عقیدہ بے شک مسلمانوں کے واسطے بہت صبر آزما ہے، پھر بھی اس قدر گھبرانے کی کیا بات ہے کہ خدانخواستہ حیدرآباد کا امن خطرہ میں پڑ گیا۔ یہاں قادیانی صاحبان کو جس قدر امن حاصل ہے اتنا تو ہندوستان بلکہ خود ان کے مرکز قادیان میں بھی میسر نہیں۔ البتہ قادیانی صاحبان بات بڑھانے اور اشتعال دینے میں اتنی بداحتیاطی نہ کریں کہ مسلمانوں کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوجائے۔

رہا بغاوت کا الزام، عناد اور مخالفت میں کوئی اتنا بھی ناانصاف نہ ہوجائے کہ مضحکہ بن جائے، جن اقتباسات پر الزام عائد کیا گیا ہے ہم کو تو ان پر انعام یا کم از کم داد ملنے کی توقع تھی، واقعہ یہ ہے کہ ایک طرف تو جناب مرزا قادیانی اہل برطانیہ کے نبی کو خوب کھری کھری گالیاں سناتے ہیں اور دوسری طرف صاحب موصوف سرکار برطانیہ کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی عقیدت اور وفاداری شدومد سے جتاتے ہیں۔ ہم کو دونوں پہلو پیش کرنے لازم ہوئے، مبادا قادیانی صاحبان الزام دیں کہ جناب مرزا قادیانی کی بیزاری تو دکھائی اور وفاداری غائب کردی۔

عیبش گفتی ہنرش نیز بگو

بہر حال سرکار برطانیہ کی وفاداری پر کسی نے بھی اعتراض نہیں کیا۔ البتہ اس کو ظاہر کر دیا اور خط کھینچنے کا بھی یہ منشاء ہے کہ وفاداری زیادہ واضح ہو جائے تاکہ خود مرزا قادیانی کا مقصد پورا ہو، انصاف شرط ہے۔

(۱۳) بدگوئی

البتہ ایک امر قابل افسوس اور قابل شکایت ہے، وہ یہ کہ اپنی وفاداری کی تائید میں مسلمانوں کی وفاداری کو مشتبہ قرار دینے کی جو بدنما کوشش کی جاتی ہے، وہ مسلمانوں پر بڑا ظلم ہے۔ چنانچہ ''قادیانی مذہب'' میں مرزا قادیانی کے جو اقتباسات درج ہیں، ان میں بھی یہ مخالفانہ جھلک صاف نظر آ رہی ہے اور صاحبزادہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان نے ہز ہائینس پرنس آف ویلز کی خدمت میں قادیانی صاحبان کی طرف سے جو ایڈریس فروری ۱۹۲۲ء میں بمقام لاہور پیش کیا تھا، اس میں صاحب موصوف نے مسلمانوں کی وفاداری پر کھلا وار کیا، اور صاف صاف لکھ دیا کہ:

''آج سے کچھ سال پہلے مسلمانوں میں سے وہ طبقہ جو علماء کے قبضہ میں تھا، گو وہ عملاً امن پسند تھا اور گورنمنٹ کے راستے میں کسی قسم کی رکاوٹیں نہ ڈالتا تھا، مگر علماء کی تعلیم کے ماتحت وہ اس امر کو بالکل پسند نہیں کرتا تھا کہ کوئی شخص عقیدتاً اس امر کو تسلیم کرے کہ کسی غیر مذہب کی حکومت کے نیچے مسلمان اطاعت اور فرمانبرداری کے ساتھ رہ سکتے ہیں اور یہ جماعت (قادیانی) نہ صرف عملاً ہر قسم کے فساد کے طریقوں سے دور رہتی ہے بلکہ عقیدتاً بھی حکومت وقت کی فرمانبرداری کو ضروری جانتی ہے اور دوسروں کو بھی یہی تعلیم دیتی ہے۔''

تاہم سرکار برطانیہ اصل حال سے خوب واقف ہے۔ وہ کسی کے ورغلانے میں نہیں آتی، اس کو مسلمان پر کامل اعتماد ہے، بلکہ وہ یہ بھی خوب سمجھتی ہے کہ ۔

جو گرجتے ہیں زیادہ وہ برستے نہیں یاں

(۱۴) بہتان عظیم

مخالفت اور عناد جب حد سے گزر جائے تو پھر جا و بے جا کی تمیز باقی نہیں رہتی ۔

کہہ رہے ہیں جنوں میں کیا کیا کچھ کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

ایک طرف تو ہمارے سلسلہ میں مولوی ظفر علی خاں صاحب، مولانا کفایت اللہ صاحب اور دیوبندی، بدایونی، خلافتی اور احراری جیسی اسلامی جماعتوں کا حوالہ دیا گیا کہ یہ سب تباہ کن تحریکات کے حامل ہیں اور ہم ان کے نقش قدم پر چل کر ان تحریکات میں حیدرآبادی مسلمانوں کو گھسیٹنا چاہتے ہیں اور دوسری طرف خلاف ادب اعلیٰ حضرت بندگان عالی، متعالی، مدظلہ العالی کو تاج برطانیہ کا یار وفادار ہونا یاد دلا کر تعجب کیا جاتا ہے، استغفر اللہ! یہ جرأت یہ بہتان، اگر یہ حرکت دانستہ ہے تو خوفناک ہے اور نادانستہ ہے تو شرمناک، تجربہ کار مبلغین اور قادیانی عہدہ داروں کو اپنی ذمہ داری معلوم ہونی چاہئے۔ رہا یہ عذر کہ رسالہ بنگلور سے چھپ کر آیا ہے، اس سے تو اور اشتباہ بڑھتا ہے۔

عذر گناہ بدتر از گناہ

کیا قادیانی تنظیم سے لوگ ناواقف ہیں، کیا ایسے نازک مباحث کسی عامی کی انفرادی رائے کا نتیجہ ہو سکتے ہیں یا ہونے چاہئیں۔

کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

(۱۵) چند حوالے

قادیانی صاحبان نے بڑی چھان بین کر کے چند حوالے غلط ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ فلاں مقام پر صفحہ کا نمبر غلط ہے، فلاں لفظ کے نقطے چھوٹ گئے، فلاں جملہ کے اعراب رہ گئے اور فلاں لفظ کا املاء بدل گیا۔ اگر قادیانی صاحبان انصاف پسند ہوتے تو ہم کو داد دیتے کہ بروقت کتابیں نہ ملنے پر بھی تھوڑے عرصہ میں ہم نے اتنے صحیح اقتباسات حاصل کر لئے کہ پوری کتاب میں بڑی تلاش کے بعد صرف چند سرسری غلطیاں مخالفین کو مل سکیں، اگر وہ خود بھی تالیف وطباعت کا کچھ ذاتی تجربہ رکھتے تو ایسے خفیف اعتراض تحریر میں نہ لاتے۔ اگر کتابیں ملنے میں وقت نہ ہوتی تو ایسی تکلیف فرمائی کی نوبت نہ آتی، تاہم تصحیح کا شکریہ۔

عمرت دراز باد کہ ایں ہم غنیمت ست

(۱۶) کتابوں کا معاملہ

’’خوشی کی بات ہے کہ قادیانی صاحبان کو بھی یہ امر قابل عار محسوس ہونے لگا کہ مسلمانوں کے ہاتھ کام کی کتابیں فروخت نہ کی جائیں۔ چنانچہ بڑے شدومد سے انہوں نے ہماری شکایت کی تردید کی ہے لیکن لفظی تردید کافی نہیں ہے۔ اگر ان کو ہماری شکایت واقعی رفع کرنا مقصود ہے تو کوئی مشکل نہیں، قیمت حاضر ہے لیجئے اور مطلوبہ کتابیں عنایت کیجئے۔ فرمائش کے ساتھ ہی رقم بذریعہ منی آرڈر پیشگی ارسال خدمت کردی جائے گی اور کتابیں وصول ہوں تو شکریہ کا اعلان کر دیا جائے گا۔ بسم اللہ!

درکارے خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست

جب کہ ہم کو اپنے مطالعہ کے واسطے قادیانی کتابوں کی سخت ضرورت تھی اور ضرورت ہے، تو ہم نے ان کے خریدنے میں ضروری کوشش کی اور وہ کوشش اب بھی جاری ہے، خدا کرے کوئی نتیجہ نکلے، بصورت ضرورت پوری کیفیت ایک ساتھ پیش کی جائے گی۔

رہے قادیانی صاحب کے نیک مشورے، سو ان کا بہت بہت شکریہ کہ گویا ہم قادیانی ذہنیت کے کافی تجربہ کے بعد بھی اپنی تالیف کے واسطے ان کے مقامی کتب خانوں سے کتابیں مستعار طلب کرتے یا قادیانی کارکنوں کی توجہ طلب کرتے، پھر اس میں کیا مضائقہ تھا کہ کتاب بھی ان کے مشورے سے لکھتے اور قبل طباعت ہی ان سے تصحیح کرا لیتے تو بعد کو یہ مراحل کیوں پیش آتے۔ وہیں فیصلہ ہو جاتا ؎

سر چشمہ باید گرفتن بہ میل چو پر شد نشاید گرفتن بہ پیل‘‘

(۱۷) معذرت

ہم کو ان مباحث میں پڑنے کا کبھی وہم وگمان بھی نہ تھا اور جب کچھ صورتیں پیدا ہوئیں تو حتی الوسع ہم بچنے کی کوشش کرتے رہے۔ لیکن قادیانی صاحبان نے اس کا پیچھا کیا اور ایسا گھیرا کہ ہم کو بادل خواستہ بقدر ضرورت صورتحال ظاہر کرنا پڑی۔ دوسرے قادیانی رسالہ میں نفس کتاب کے متعلق بھی دو ایک اعتراض درج ہیں۔ نیز اطلاع دی گئی ہے کہ کتاب کا جواب تیار ہو رہا ہے۔ ادھر بھی انتظار ہے۔ ان شاءاللہ کل حساب ایک ساتھ بے باق کر دیا جائے گا۔ امید کہ قادیانی صاحبان ہماری معذرت قبول فرمائیں گے۔

وما علینا الا البلاغ

بیت الاسلام حیدر آباد دکن، ۲۷؍شوال ۱۳۵۲ھ الیاس برنی

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

ضمیمہ دوم

قادیانی حساب

(۱) تمہید

سال گزشتہ قادیانی صاحبان نے سیکرٹری دعوت وتبلیغ جماعت عالیہ احمدیہ حیدرآباد دکن کے نام پر ایک رسالہ حیدرآباد سے شائع کیا: ’’ختم نبوت اور پروفیسر الیاس برنی‘‘ اس کے جواب میں ہماری ایک کتاب شائع ہوئی: ’’قادیانی مذہب‘‘ پھر قادیانی صاحبان نے غلام قادر شرق صاحب جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ بنگلور کے نام پر دوسرا رسالہ شائع کیا: ’’الیاس برنی کا علمی محاسبہ‘‘ اس رسالہ کے مضامین بہت غیر معتدل تھے۔ ان کو پڑھ کر بھید کھلا کہ حیدرآباد چھوڑ کر اس کو بنگلور سے کیوں شائع کیا گیا، تاہم یہ رسالہ حیدرآباد میں بکثرت تقسیم ہوا۔ اس کے جواب میں بھی ایک رسالہ ’’قادیانی جماعت‘‘ ہم نے شائع کردیا کہ جو الزام دیئے گئے اور مغالطے پیدا کئے گئے، ان کا ازالہ ہوجائے۔

امسال قادیانی صاحبان نے پھر ایک رسالہ ’’احمدی جماعت‘‘ ان ہی غلام قادر شرق صاحب جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ بنگلور کے نام پر شائع کیا اور حسب سابق اس کو بھی حیدرآباد میں خوب تقسیم کیا۔ مضامین اس کے بھی بہت غیر معتدل ہیں مگر اس میں اور پہلے رسالہ میں ایک نمایاں فرق ہے، وہ یہ کہ پہلے رسالہ کا لہجہ بہت جارحانہ تھا اور اس کا لہجہ نہایت مظلومانہ ہے۔ پہلا رسالہ رجز تھا اور یہ نوحہ ہے مگر الزام اور مغالطوں کی اس میں بھی کمی نہیں۔ حسب سابق حکومت اور حکام تک لپیٹا ہے۔

دراز دستی ایں کوتہ آستیناں بیں

اس رسالہ میں یہ اعلان بھی کیا گیا کہ:

’’ہم نے پبلک کو برنی صاحب کے جواب کا وعدہ دیا تھا اور انتظار کی درخواست کی تھی۔ اب ان شاء اللہ پہلا جواب جماعت احمدیہ حیدرآباد کی طرف سے ان سطور کے ساتھ دو یا چار روز بعد پبلک کے ہاتھوں میں پہنچ جائے گا۔‘‘

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ دو چار روز بعد قادیانی صاحبان کی طرف سے ایک کتاب ’’تصدیق احمدیت‘‘ حیدرآباد میں تقسیم اور فروخت ہونے لگی۔ یہ ہماری کتاب ’’قادیانی مذہب‘‘ کا جواب ہے۔ سید بشارت احمد صاحب جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ حیدرآباد دکن کے نام سے شائع ہوئی ہے۔ قادیان سے طبع ہوکر آئی ہے۔ حیدرآباد، بنگلور اور قادیان کے اتحاد عمل سے کام میں کیسی سہولت ہوگئی۔

’’تصدیق احمدیت‘‘ کی دلچسپ خصوصیت اس کی ہیئت ترکیبی ہے۔ عبارت کو دیکھئے کہیں چست، کہیں سست، کہیں پختہ، کہیں خام۔ اکثر مضامین بھی بے ربط ونا تمام۔ اشتراک ناقص کا لازمی انجام، بہرطور ہوگیا جیسا ہوا کام۔ بڑی خوبی یہ کہ جنرل سیکرٹری صاحب کے نام سے کتاب شائع ہوئی۔ کسی کی دیانت پر دھبہ نہ آیا۔ سیکرٹری صاحب کو ہرطرح حق نیابت حاصل ہے، خاص کر جب کہ سند وکالت بھی حاصل ہو، تاہم:

نہاں کہ ماند آں رازے کزد سازند محفلہا

ہماری پہلی کتاب ''قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ'' یوں تو قادیانی صاحبان کو سخت ناگوار گزری تاہم جس حد تک بھی انہوں نے اس کی قدر فرمائی، اس کا شکریہ واجب ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

''برنی صاحب کے نام نہاد علمی محاسبہ سے اور کچھ نہیں تو کم از کم اس قدر فائدہ تو ہو چکا ہے کہ بعض طبایع میں اس ذریعہ سے تحقیق حق کی خواہش پیدا ہوگئی ہے اور ہم بھی خدا سے یہی چاہتے تھے کہ لوگوں میں احمدیت کے متعلق تحقیق کا شوق پیدا ہو۔ برنی صاحب نے کیا خوب فرمایا ہے:

خدا شرے بر انگیزد کہ خیرے مادراں باشد''

(تصدیق احمدیت ص۴)

''تصدیق احمدیت'' کے شروع میں جو معذرت درج ہے، اس سے معلوم ہوا کہ ہماری کتاب ''قادیانی مذہب'' کے دوسرے ایڈیشن کا انتظار ہو رہا ہے کہ جدید ترتیب اور مزید مضامین کے ساتھ ایک بڑی کتاب کی شکل میں نمودار ہو۔ خدا کا شکر ہے کہ قادیانی صاحبان کا انتظار پورا ہو گیا اور حسب دل خواہ کتاب حاضر ہے۔ ہم نے اس سلسلہ میں تیز مواد کا وعدہ کیا تھا، سو کچھ فی الحال پیشکش ہے، ذرا بھی حس باقی ہو تو اس قدر کافی ہے تاہم مزید آئندہ ان شاء اللہ!

قادیانی صاحبان نے اوّل بھی ہم کو تبادلہ خیالات کی دعوت دی تھی اور ہم نے معذرت چاہی تو اپنے پہلے رسالے میں اعلان کیا کہ:

''ہمارے ایک نمائندے نے، جو جلسہ میلاد النبی متذکرہ میں شریک تھے، پروفیسر الیاس برنی صاحب سے اس مسئلہ پر تبادلہ خیالات کی دعوت دی تھی لیکن صاحب موصوف نے اپنی عدیم الفرصتی کا عذر کیا اور فرمایا کہ علمائے کرام سے رجوع کیا جائے۔ یہ جواب قابل غور ہے۔'' (ختم نبوت اور جناب پروفیسر الیاس برنی ص۸)

اس اعلان کے بعد قادیانی صاحبان نے جلسے بھی کئے، جن میں ہمارا خاص ذکر مذکور رہا۔ بالآخر ہم نے ''قادیانی مذہب'' کتاب لکھ کر فرمائش کی تعمیل کر دی۔ اپنی کتاب ''تصدیق احمدیت'' میں پھر ہم کو اصرار سے دعوت دی ہے۔ ہم اس توجہ فرمائی کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور یقین دلاتے ہیں کہ ان شاء اللہ تکمیل فرمائش میں کوتاہی نہ ہوگی۔ البتہ بنگلور کے جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ، جو اس دعوت کے خلاف رسالے نکال رہے ہیں، ان کی تاویل و تردید حیدرآباد کے جنرل سیکرٹری صاحب کے ذمہ ہے جنہوں نے ہم کو دوبارہ دعوت دی ہے کہ:

''کیا ہم امید کریں کہ برنی صاحب خود یا تعلیم یافتہ پبلک کے زور دینے سے اس میدان میں آئیں گے؟ اس سے بڑھ کر ہم خرما و ہم ثواب اور کیا ہو سکتا ہے۔'' (تصدیق احمدیت ص۴)

قادیانی کتابوں کے معاملے میں چونکہ شکایت کی صورت پیش آئی، شکایت لکھ دی۔ اس کے بعد جو کتابیں ملیں تو اس کی کیفیت اور شکریہ بھی قادیانی مذہب کے دوسرے ایڈیشن میں پیش کر دیا۔ ''تصدیق احمدیت'' میں جو کتابیں عنایت کرنے کا مزید اعلان کیا گیا ہے کہ:

''آئندہ کے لئے بھی یہ صاف اعلان کیا جاتا ہے کہ وہ جب چاہیں نہ صرف قیمتاً بلکہ مفت یا مستعار بھی کتابیں ہمارے پاس سے طلب کر سکتے ہیں۔'' (تصدیق احمدیت ص۸)

اس اعلان کا بہت بہت شکریہ! ہمیں یقین ہے کہ اس کی پوری پابندی ہوگی اور ان شاء اللہ حسب سابق قیمت بھی پیشکش ہوگی۔ بہت سی کتابیں خریدنے کے بعد بھی متعدد ضروری کتابیں ملنی باقی ہیں۔ اپنی طرف سے بھی تلاش جاری ہے، بصورت مجبوری تکلیف دی جائے گی، اطمینان فرمائیں۔

قادیانی صاحبان نے اپنے دونوں رسالوں اور اپنی کتاب میں، جو عذرات اور اعتراضات پیش کئے ہیں، ان کے متعلق وافر معلومات ''قادیانی مذہب'' اور ''قادیانی جماعت'' میں موجود ہیں۔ ان دونوں کے جدید ایڈیشن بھی شائع ہوگئے ہیں، تاہم بعض امور جن کو حال میں قادیانی صاحبان نے پیش کیا ہے، ذیل میں واضح کرتے ہیں۔

(۲) ابتداء کی بحث

اوّل رسالہ ''احمدی جماعت'' کو لیجئے۔ قادیانی صاحبان نے کس طرح بحث پیدا کی اور ہم کو زبردستی اس میں گھسیٹ لیا۔ حیدرآباد اس سے بخوبی واقف ہے۔ ''قادیانی مذہب'' اور ''قادیانی جماعت'' میں بھی اس کی پوری کیفیت درج ہے۔ واقعات کا انکار تو مشکل تھا اور سچ بات ماننے سے الزام آتا تھا، اس لئے اصل واقعہ سے پیچھے ہٹ کر جدید رسالہ ''احمدی جماعت'' میں سال بھر سوچ کر یہ شکایت نکالی گئی کہ:

''شاہی عاشور خانہ کے جلسہ میلاد کے کارکن کئی سال سے ایک ایسی تقریر رکھا کرتے تھے کہ جس سے احمدی جماعت کی تردید مقصود ہوتی تھی، چنانچہ اس جگہ ایک صاحب نے لعنت لعنت کر کے نعرے لگوائے۔''

واقعی سچ بولنے کی حد ہوگئی اور عام وخاص سب کو کامل یقین ہوگیا کہ راست بازی قادیانی صاحبان ہی کا حصہ ہے۔ حیدرآباد میں قادیانی صاحبان کے ساتھ جو رواداری اور حسن خلق برتا گیا، ہندوستان میں اس کی نظیر ملنی مشکل ہے، لیکن اس کا جو ثمرہ مل رہا ہے، وہ بھی کچھ کم سبق آموز نہیں۔

(۳) سیاسی چکر

قادیانی صاحبان ہر جگہ سیاسیات میں پڑ جاتے ہیں، خوب پینگ بڑھاتے ہیں، کوئی بولے تو جھنجھلاتے ہیں، اتہام سے دھمکاتے ہیں، حد سے گزر جاتے ہیں، پھر بعد کو پچھتاتے ہیں، تو بات بناتے ہیں۔

چنانچہ اپنے پہلے رسالے میں ہم پر بگڑے، تو افتراء کے جوش میں ایسے مدہوش ہوئے کہ آداب ومراتب کی بھی تمیز کھو بیٹھے۔ بات کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا۔ ملاحظہ ہو:

''تعجب ہے کہ حکیم السیاست، سلطان دکن تو تاج برطانیہ کا وفادار کہلانا باعث فخر سمجھیں مگر برنی صاحب اپنے رسالے کے صفحات ۶۸ اور ۱۰۳ پر اس اقتدار اعلیٰ سے وفاداری کی تعلیم کے نیچے خط کھینچ کر لوگوں میں حقارت وبغاوت کے جذبات کی آگ مشتعل کریں۔''

(الیاس برنی کا علمی محاسبہ، غلام قادر شرق قادیانی ص۳)

اپنے رسالہ ''قادیانی جماعت'' میں اس الزام کا جواب دیتے ہوئے ہم نے قادیانی صاحبان کو تنبیہ کی تھی کہ بے سروپا اتہامات کے ضمن میں حضرت اقدس بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی کو بحث میں لاکر اس طرح اظہار تعجب کرنا آخر کیا معنی پیدا کرتا ہے۔ اگرچہ حرکت دانستہ ہے تو خوفناک ہے اور اگر دانستہ ہے تو شرمناک۔ تجربہ کار مبلغین اور قادیانی عہدہ داران کو اپنی ذمہ داری معلوم ہونی چاہئے۔ رہا یہ عذر کہ دوسروں کے نام سے رسالہ بنگلور سے چھپ کر آیا ہے۔ اس سے تو اور اشتباہ بڑھتا ہے۔ عذر گناہ بدتر از گناہ۔

بالآخر قادیانی صاحبان نے پہلو بدل دیا۔ دوسرے رسالے میں خصوصیت سے اپنی عقیدت کا اظہار کیا، امن کا اعتراف کیا۔

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

قادیانی صاحبان تو اپنے آپ کو ایک مذہبی گروہ بتاتے ہیں۔ان کو سیاسیات میں اس قدر الجھنے کی ضرورت کیا ہے۔ برطانوی ہند میں بھی مدت سے اپنی وفاداری اور امن پسندی کے ترانے گاتے رہے اور بظاہر امن پسند بنے رہے، لیکن خدا جانے کیا اندرونی صورتیں پیش آئیں کہ حکومت ہند جیسی بیدار اور مدبر حکومت کے متعلق مرزا محمود خلیفہ قادیاں نے حال میں اس شکایت کا اعلان کیا کہ:

’’احمدیت (یعنی قادیانی تحریک) کے ابتداء میں انگریز مخالف نہ تھے، سوائے چند ابتدائی ایام کے جب کہ وہ مہدی کے لفظ سے گھبراتے تھے مگر اب تو وہ بھی مخالف ہو رہے۔ بہت تھوڑے ہیں جو جماعت کی خدمات سمجھتے ہیں، باقی تو باغیوں سے بھی زیادہ ہمیں غصہ سے دیکھتے اور اگر انگریزوں کا فطری عدل مانع نہ ہوتو شاید وہ میں پیس ہی دیں۔ انگریز شاید خیال کرنے لگے ہیں کہ اتنی بڑی منظّم جماعت مخالف ہوگئی، تو ہمارے لئے بہت پریشانیوں کا موجب ہوگی اور وہ اتنا نہیں سوچتے کہ جماعت احمدیہ کی مذہبی تعلیم یہ ہے کہ حکومت کی فرمانبرداری کی جائے تو پھر جماعت احمدیہ گورنمنٹ کی مخالف کس طرح ہوسکتی ہے۔ لیکن شاید وہ گربہ کشتن روز اوّل کے مطابق ہمیں دبا دینا ضرور سمجھتے ہیں۔‘‘ (اخبار الفضل قادیان ج۲۱ نمبر ۱۱۰، مؤرخہ ۱۵؍مارچ ۱۹۳۴ء، خطبات محمود ج۱۵ ص۶۹)

(۴) احتیاط کی بات

اللہ رے رعب ایمانی اور سطوت سلطانی، سید المرسلین، خاتم النّبیین ﷺ کے خادم وفدائی امیر المؤمنین خلد اللہ ملکہ کی بارگاہ میں نذر عقیدت پیش کرتے ہوئے قادیانی صاحبان کس احتیاط سے جناب مرزا قادیانی کا تعارف کراتے ہیں کہ خاتم الاولیاء سے زیادہ زبان نہیں کھلتی اور فی الحقیقت دعاوی کیا ہیں، نموناً ملاحظہ ہوں:

’’خدا نے میرے ہزارہا نشانوں سے میری وہ تائید کی ہے کہ بہت ہی کم نبی گزرے ہیں جن کی یہ تائید کی گئی ہے، لیکن پھر بھی جن کے دلوں پر مہریں ہیں، وہ خدا کے نشانوں سے کچھ بھی فائدہ نہیں اٹھاتے۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۱۴۸،۱۴۹، خزائن ج۲۲ ص۵۸۷)

’’اور خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں، اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہوسکتی ہے۔ لیکن چونکہ یہ آخری زمانہ تھا اور شیطان کا مع اپنی تمام ذریت کے آخری حملہ تھا، اس لئے خدا نے شیطان کو شکست دینے کے لئے ہزارہا نشان ایک جگہ جمع کر دیئے لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں، وہ نہیں مانتے۔‘‘ (چشمہ معرفت ص۳۱۷، خزائن ج۲۳ ص۳۳۲)

’’اگر کوئی شخص مخلی بالطبع ہوکر اس بات پر غور کرے گا تو...... تو روز روشن کی طرح اس پر ظاہر ہو جائے گا کہ مسیح موعود ضرور نبی ہے۔ کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ ایک شخص کا نام قرآن کریم نبی رکھے، آنحضرت ﷺ نبی رکھیں، کرشن نبی رکھے، زرتشت نبی رکھے، دانیال نبی رکھے، اور ہزاروں سالوں سے اس کے آنے کی خبریں دی جارہی ہوں، لیکن باوجود ان سب شہادتوں کے وہ پھر بھی غیر نبی کا غیر نبی ہی رہے۔‘‘ (حقیقت النبوۃ ص۱۹۸،۱۹۹، انوار العلوم ج۲ ص۵۱۴)

’’اے عزیزو! تم نے وہ وقت پایا ہے کہ جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے اور اس شخص (مرزا قادیانی) کو یعنی مسیح موعود کو تم نے دیکھ لیا، جس کے دیکھنے کے لئے بہت سے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی، اس لئے اب اپنے ایمانوں کو خوب مضبوط کرو اور اپنی راہیں درست کرو۔‘‘ (اربعین نمبر۴ ص۱۳، خزائن ج۱۷ ص۴۴۲)

’’جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا، وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔‘‘

(مرزا قادیانی کا الہام ’’معیارالاخیار‘‘ مندرجہ تبلیغ رسالت ج۹ ص ۲۷، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص ۲۷۵، جدید مجموعہ اشتہارات ج۲ ص ۳۹۴)

’’کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ میرے عقائد ہیں۔‘‘ (آئینہ صداقت ص ۳۵، انوارالعلوم ج۶ ص ۱۱۰)

(۵) کربلا کی مثال

قادیانی صاحبان امن وعافیت کا اعتراف کرنے کے بعد بھی اپنے حق میں کربلا کا نقشہ کھینچتے ہیں اور حسب عادت تمثیلات کو بے ادبی تک پھیلاتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ ’’اہل بیت (یعنی قادیانیوں) پر پانی بند کرادیا۔‘‘ ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ حیدرآباد فرخندہ بنیاد اہل بیت اطہار کے فدائیوں سے آباد و بامراد ہے، البتہ جناب مرزاغلام احمد قادیانی کا خاص الہام ہے۔ ’’اخرج منه الیزیدیون‘‘ یعنی قادیان میں یزیدی لوگ پیدا کئے گئے ہیں، حتیٰ کہ مرزا قادیانی کی تحقیق کے بموجب چودھویں صدی کا دمشق بھی قادیان ہے، گویا کہ اس زمانہ کے یزید کا صدر مقام ہے۔ یزید تو اس درجہ بدنام ہے لیکن اس جسارت کا کیا انجام ہے، ملاحظہ ہو:

’’افسوس یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ قرآن نے تو امام حسین کو رتبہ ابنیت کا بھی نہیں دیا بلکہ نام تک مذکور نہیں، ان سے تو زید ہی اچھا رہا جس کا نام قرآن شریف میں موجود ہے۔ ان کو آنحضرت کا بیٹا کہنا قرآن شریف کے نص صریح کے برخلاف ہے۔ جیسا کہ آیت: ’’ما کان محمد ابا احد من رجالکم‘‘ سے سمجھا جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ حضرت امام حسین رجال میں سے تھے عورتوں میں سے تو نہیں تھے۔ (اللہ رے گستاخی...... للمؤلف) حق تو یہ ہے کہ اس آیت نے اس تعلق کو، جو امام حسین رضی اللہ عنہ کو آنحضرت ﷺ سے بوجہ پسر دختر ہونے کے تھا، نہایت ہی ناچیز کردیا ہے...... ہاں! یہ سچ ہے کہ وہ بھی خدا کے راست باز بندوں میں سے تھے لیکن ایسے بندے تو کروڑہا دنیا میں گزر چکے ہیں اور خدا جانے آگے کس قدر ہوں گے...... ایسا ہی خداتعالیٰ نے اور اس کے پاک رسول نے بھی مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا ہے اور تمام خدا کے نبیوں نے اس کی تعریف کی ہے اور اس کو تمام انبیاء کے صفات کاملہ کا مظہر ٹھہرایا ہے۔ اب سوچنے کے لائق ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کو اس سے کیا نسبت ہے...... پھر اگر در حقیقت میں ہی مسیح موعود ہوں تو خود سوچ لو کہ حسین رضی اللہ عنہ کے مقابل میں مجھے کیا درجہ دینا چاہئے اور اگر میں وہ نہیں ہوں تو خدا نے صدہا نشان کیوں دکھلائے اور کیوں وہ ہر دم میری تائید میں ہے۔‘‘

(نزول المسیح ص ۴۵ تا ۵۰، خزائن ج ۱۸ ص ۴۲۳ تا ۴۲۸)

مزید برآں مرزا قادیانی کے چند اشعار مع ترجمہ مشتے نمونہ ازخروارے ملاحظہ ہوں۔ ’’قصیدہ اعجازیہ‘‘ جو مرزا قادیانی کا خاص الہام ہے، ایسی ہی خوش عقیدگیوں کا مجموعہ ہے۔

’’وقالوا علی الحسنین فضل نفسه اقول نعم واللّٰه ربی سیظهر

اور انہوں نے کہا کہ اس شخص نے امام حسن اور حسین سے اپنے تئیں اچھا سمجھا۔ میں کہتا ہوں کہ ہاں (اچھا سمجھتا ہوں) اور میرا خدا عنقریب ظاہر کردے گا۔ (کہ میں اچھا ہوں)‘‘ (اعجاز احمدی ص ۵۲، خزائن ج۱۹ ص ۱۶۴)

’’وشتان ما بیننی وبین حسینکم فانی اؤید کل اٰن وانصر
واما حسین فاذکروا دشت کربلا الی ہذہ الایام تبکون فانظروا

اور مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے۔ کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے، مگر (رہا) حسین ؓ پس تم دشت کربلا کو یاد کرلو، اب تک تم روتے ہو۔‘‘ (اعجاز احمدی ص۶۹، خزائن ج۱۹ص۱۸۱)

وانی قتیل الحب ولکن حسینکم قتیل العدا فالفرق اجلی واظہر

’’اور میں خدا کا کشتہ ہوں لیکن تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے، پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے۔‘‘

(اعجاز احمدی ص۸۱، خزائن ج۱۹ص۱۹۳)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مرزا قادیانی ہر آن کربلا کی سیر کرتے ہیں اور اپنی جیب میں سو حسین ڈالے پھرتے ہیں۔ (استغفراللہ)

’’کربلا است سیر ہر آنم صد حسین است درگریبانم‘‘

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ص۴۷۷)

(۶) کھیت کا غم

قادیانی صاحبان کے واویلا کا اصلی راز کیا ہے۔ خود ہی فرماتے ہیں: ’’ہم کو خوف ہے تو صرف یہ کہ ہمارا کھیت تباہ نہ ہو جائے۔‘‘ اور مسلمانوں کا عام احساس ہے کہ خدا چیل سین (ناگ پھنی) سے نجات دلائے۔ قادیانی صاحبان کے کھیت میں جو فصل کاشت ہوتی ہے، اس کی حقیقت خود ان ہی کی زبانی سنئے، کیسی زہریلی پیداوار ہے۔ خدا محفوظ رکھے۔

اوّل مرزا محمود خلیفہ قادیان کا ارشاد ملاحظہ ہو:

’’یہ وہ امور ہیں، جن پر آپ لوگوں کو غور کرنا چاہئے۔ ان میں فیصلہ اس طرح پر ہو کہ مولوی سید محمد احسن صاحب یہاں تشریف رکھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفۃ المسیح (یعنی حکیم نورالدین خلیفہ اوّل) بھی آپ کا اعزاز فرماتے تھے اور وہ اپنے علم وفضل اور سلسلہ کی خدمات کی وجہ سے اس قابل ہیں کہ ہم ان کی عزت کریں اور وہ اس جلسہ شوریٰ کے پریذیڈنٹ ہوں…… پھر میں کہتا ہوں کہ مولوی (سید محمد احسن) صاحب کا جو درجہ ان کے علم اور رتبہ کے لحاظ سے ہے، وہ تم جانتے ہو، حضرت (مرزا قادیانی) بھی ان کا ادب کرتے تھے۔‘‘ (منصب خلافت ص۵۳، انوارالعلوم ج۲ص۶۵،۶۶)

ذی میں مولوی سید محمد احسن قادیانی کا فتویٰ ملاحظہ ہو، جس کا صاحب موصوف نے لاہوری جماعت کے سلسلہ میں اعلان کیا ہے:

’’صاحبزادہ بشیرالدین محمود احمد صاحب بوجہ اپنے عقائد فاسدہ پر مصر ہونے کے میرے نزدیک ہرگز اب اس بات کے اہل نہیں ہیں کہ حضرت مسیح موعود مرزا صاحب کی جماعت کے خلیفہ یا امیر ہوں اور اسی لئے میں اس خلافت سے، جو محض ارادی ہے، سیاسی نہیں، صاحبزادہ صاحب کا اپنی طرف سے عزل کر کے عنداللہ اور عندالناس اس ذمہ داری سے بری ہوتا ہوں جو میرے سر پر تھی اور حسب ارشاد الٰہی ’’قال ومن ذریتی قال لا ینال عہدی الظالمین ‘‘اپنی بریت کا اعلان کرتا ہوں اور جماعت احمدیہ کو اطلاع پہنچاتا ہوں کہ صاحبزادے صاحب کے یہ عقائد: (۱) سب اہل قبلہ کلمہ گو کافر اور خارج از اسلام ہیں۔ (۲) حضرت مسیح موعود کامل

حقیقی نبی ہیں، جزوی نہیں یعنی محدث نہیں۔ (۳) اسمہ احمد کی پیش گوئی جناب مرزا صاحب کے لئے ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ کے واسطے نہیں اور اس کو ایمانیات سے قرار دینا ایسے عقائد اسلام میں موجب ایک خطرناک فتنہ کے ہیں، جن کے دور کرنے کے لئے کھڑا ہو جانا ہر ایک احمدی کا فرض اوّلین ہے۔ یہ اختلاف عقائد معمولی اختلاف نہیں، بلکہ اسلام کے پاک اصول پر حملہ ہے۔‘‘

(آئینہ کمالات مرزا ص ۴۹،۵۰، منجانب جناب ناظم صاحب دارالاشاعت رحمانی مونگیر شریف)

اس اعلان سے بھی مرزا محمود خلیفہ قادیان نہیں پسیجے بلکہ اقرار کرلیا کہ:

’’یہ تبدیلی عقیدہ مولوی (محمد علی لاہوری قادیانی) صاحب تین امور کے متعلق بیان کرتے ہیں: اوّل! یہ کہ میں نے مسیح موعود کے متعلق یہ خیال پھیلایا ہے کہ آپ فی الواقع نبی ہیں۔ دوم! یہ کہ آپ ہی آیت اسمہ احمد کی پیش گوئی مذکورہ قرآن کریم کے مصداق ہیں۔ سوم! یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انہوں نے مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے یہ عقائد ہیں، لیکن اس بات کو تسلیم نہیں کرتا کہ ۱۹۱۴ء یا اس سے تین چار سال پہلے سے میں نے یہ عقائد اختیار کئے۔‘‘ (آئینہ صداقت ص ۳۵، انوار العلوم ص ۶ ص ۱۱۰)

یہ ہے قادیانی کھیتی جس کو حیدرآباد میں سرسبز دیکھنا چاہتے ہیں اور جس کے تباہ ہو جانے کا انہیں از حد خوف ہے۔

(۷) اصلاح واتحاد

یہ بھی دعویٰ کیا گیا ہے کہ احمدی جماعت باوجود سختیوں کے اصلاح واتحاد المسلمین کی مبارک سعی کو نہ چھوڑے گی۔ اس مبارک سعی کے اصول بھی ذیل میں ملاحظہ ہوں:

’’حضرت مسیح موعود کا حکم اور زبردست حکم ہے کہ کوئی احمدی، غیر احمدی کو اپنی لڑکی نہ دے۔ اس کی تعمیل کرنا بھی ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔‘‘ (برکات خلافت ص ۷۵، انوار العلوم ج ۲ ص ۲۱۱)

’’لکھنؤ میں ہم (میاں محمود احمد خلیفہ قادیان) ایک آدمی سے ملے جو بڑا عالم ہے۔ اس نے کہا کہ آپ لوگوں کے بڑے دشمن ہیں جو یہ مشہور کرتے پھرتے ہیں کہ آپ ہم لوگوں کو کافر کہتے ہیں۔ میں نہیں مان سکتا کہ آپ ایسے وسیع حوصلہ رکھنے والے ایسا کہتے ہوں اس سے شیخ یعقوب علی صاحب باتیں کررہے تھے۔ میں نے ان کو کہا کہ آپ کہہ دیں کہ واقعہ میں ہم آپ لوگوں کو کافر کہتے ہیں۔ یہ سن کر وہ حیران سا ہوگیا۔‘‘ (انوار خلافت ص ۹۲، انوار العلوم ج ۳ ص ۱۴۹،۱۵۰)

’’غیر احمدی تو حضرت مسیح موعود کے منکر ہوئے، اس لئے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہئے۔ لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مر جائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے۔ وہ تو مسیح موعود کا مکفر نہیں۔ میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا ہے اور کتنے لوگ ہیں جو ان کا جنازہ پڑھتے ہیں، اصل بات یہ ہے کہ جو ماں باپ کا مذہب ہوتا ہے، شریعت وہی مذہب ان کے بچہ کا قرار دیتی ہے۔ پس غیر احمدی کا بچہ بھی غیر احمدی ہی ہوا، اس لئے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہئے۔‘‘ (انوار خلافت ص ۹۳، انوار العلوم ج ۳ ص ۱۵۰)

یہ ہیں وہ اصول جن کی بناء پر قادیانی صاحبان نے حیدر آباد میں اصلاح واتحاد کا بیڑا اٹھایا ہے۔

چہ دلاور است وزدے کہ بکف چراغ دارد

(۸) چندہ کا پھندا

قادیانی صاحبان نے چندہ کا بھی رونا رویا ہے بلکہ سچ پوچھئے تو یہی اصل رونا ہے۔ سو اس کی کیفیت یہ ہے کہ قادیانی صاحبان مسلمانوں سے میل بڑھاتے ہیں، پھر ان سے چندہ اگھاتے ہیں، اپنے کام بناتے ہیں، اسلامی کام بتاتے ہیں، جب مسلمان سمجھ جاتے ہیں تو چندہ سے پچھتاتے ہیں۔ اس پر قادیانی صاحبان جھنجلاتے ہیں، جان کھاتے ہیں، واویلا مچاتے ہیں۔ اگر زمانہ سازی چھوڑ کر قادیانی صاحبان اپنے مذہب کی پابندی کریں تو مرزا قادیانی کے نزدیک مسلمانوں میں ایسے کیڑے پڑ گئے ہیں کہ ان سے الگ اور بے تعلق رہنے کی ہدایت ہے۔ پھر مسلمانوں کے رفاہی کاموں میں شریک ہونے کی ممانعت ہے۔ پھر مسلمانوں کے مقابلہ پر تیار ہونے کی اشاعت ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

۱...... ’’یہ جو ہم نے دوسرے مدعیان اسلام سے قطع تعلق کیا ہے، اوّل تو یہ خدائے تعالیٰ کے حکم سے تھا نہ اپنی طرف سے اور دوسرے وہ لوگ ریا پرستی اور طرح طرح کی خرابیوں میں حد سے بڑھ گئے ہیں اور ان لوگوں کو ان کی ایسی حالت کے ساتھ اپنی جماعت کے ساتھ ملانا یا ان سے تعلق رکھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ عمدہ اور تازہ دودھ میں بگڑا ہوا دودھ ڈال دیں جو سڑ گیا ہے اور اس میں کیڑے پڑ گئے ہیں۔‘‘ (ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی، تشحیذ الاذہان قادیان ج۶ نمبر۸ ص۳۱۱، بابت ماہ اگست ۱۹۱۱ء)

۲...... ’’کیا غیراحمدیوں کے ساتھ سیدنا حضرت مسیح موعود کا عمل درآمد کسی پر مخفی ہے۔ آپ اپنی ساری زندگی میں نہ غیروں (مسلمانوں) کی کسی انجمن کے ممبر ہوئے اور نہ ان میں سے کسی کو کسی اپنی انجمن کا ممبر بنایا اور نہ کبھی ان کو چندہ دیا اور نہ کبھی ان سے چندہ مانگا۔ (ابتداء میں تو مدت تک مرزا قادیانی نے اسلام کے نام پر مسلمانوں سے خوب چندہ مانگا اور خوب وصول کیا۔ خود کتابوں میں اعتراف موجود ہے، چنانچہ اسی چندہ سے بنیاد جمی اور آج کے دن تک مسلمانوں کو بہلا بہلا کر چندہ وصول کیا جاتا ہے۔ البتہ یہ سچ ہے کہ مسلمانوں کے رفاہ میں مرزا قادیانی نے کبھی پیسہ بھی نہیں دیا اور آج بھی رفاہ کا نام ہے۔ قادیان کا کام ہے۔ للمؤلف) حتیٰ کہ ایک دفعہ علی گڑھ میں قرآن مجید کی اشاعت کی غرض سے ایک انجمن بنائی گئی اور وہاں کے جناب سیکرٹری صاحب نے ایک خاص خط بھیجا کہ چونکہ آپ لوگ خادم اور ماہر قرآن مجید ہو، لہٰذا ہم چاہتے ہیں کہ ہماری اس انجمن میں آپ صاحبان میں سے بھی کچھ شریک ہوں مگر باوجود جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کی کوشش کے، حضور (مرزا قادیانی) نے انکار ہی فرمایا۔ پھر سرسید صاحب (مرحوم) کے چندہ مدرسہ مانگنے کا واقعہ تو مشہور ہی ہے۔ یہاں تک کہ وہ ایک روپیہ تک بھی مانگتے رہے۔ لیکن حضور (مرزا قادیانی) نے شرکت سے انکار ہی فرمایا حالانکہ اپنا خود مدرسہ انگریزی جاری کیا ہوا تھا۔‘‘

(کشف الاختلاف ص۴۲، مصنفہ سرور شاہ قادیانی)

۳...... ’’قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک عام مومن دو مخالفوں پر بھاری ہوتا ہے اور اگر اس سے ترقی کرے تو ایک مومن دس پر بھاری ہوتا ہے اور اگر اس سے بھی ترقی کرے تو صحابہؓ کے طرز عمل سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے ایک ایک نے ہزار کا مقابلہ کیا ہے۔ ہماری جماعت مردم شماری کی رو سے پنجاب میں چھپن (۵۶) ہزار ہے۔ گو یہ بالکل غلط ہے اور صرف اسی ضلع

گورداسپور میں تیس ہزار احمدی ہیں مگر فرض کرلو یہ تعداد درست ہے اور فرض کرلو کہ باقی تمام ہندوستان میں ہماری جماعت کے بیس ہزار افراد رہتے ہیں، تب بھی یہ پچھتّر چھہتر ہزار آدمی بن جاتے ہیں اور اگر ایک احمدی سو کے مقابلہ میں رکھا جائے تو ہم پچھتّر لاکھ کا مقابلہ کرسکتے ہیں اور اگر ایک ہزار کے مقابل پر ہمارا ایک آدمی ہو تو ہم ساڑھے سات کروڑ کا مقابلہ کرسکتے ہیں اور اتنی ہی تعداد دنیا کے تمام مسلمانوں کی ہے۔ (کیسے صحیح اور وسیع معلومات ہیں۔للمؤلف) پس سارے مسلمان مل کر بھی جسمانی طور پر ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکتے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم ان پر بھاری ہیں۔''

(اخبار الفضل قادیان ج۲۱ نمبر۱۵۲، مؤرخہ ۲۱؍جون ۱۹۳۴ء، خطبات محمود ج۱۵ ص۱۸۶)

(۹) گالیوں کی شکایت

مرزاغلام احمد قادیانی کی تحریرات دیکھئے تو خود بھی دوسروں کو گالیاں دیتے ہیں۔ دوسروں سے جو گالیاں سنتے ہیں، ان کو اپنی تحریرات میں نقل کرتے ہیں اور لطف یہ کہ اکثر شرط لگا کر خود بھی اپنے آپ کو گالیاں دے لیتے ہیں کہ اگر یوں ہو تو میں ایسا، یوں نہ ہو تو میں ویسا۔ ان تحریرات کے اقتباسات میں اکثر تینوں قسم کی گالیاں آجاتی ہیں تو قادیانی صاحبان بگڑتے ہیں اور گالیوں کی فہرستیں بنا کر تہمت لگاتے ہیں کہ فلاں صاحب نے اتنی گالیاں لکھیں اور فلاں نے اتنی۔ حالانکہ ان کا قصور نقل کے سوا کچھ بھی نہیں اور دنیا جانتی ہے کہ نقل کفر کفر نباشد۔ وہ بھی بدرجہ مجبوری کرہاً نقل کرنا پڑتا ہے کہ اخلاق وتہذیب کا صحیح اندازہ ہو جائے۔

قادیانی صاحبان بلکہ خود جناب مرزاغلام احمد کی جوابی کتابوں سے مقابلہ کیجئے تو ''تصدیق احمدیت'' نسبتاً غنیمت ہے۔ بدزبانی معمول سے کم ہے۔ برایں ہم بدمذاقی اس جماعت کی سرشت میں داخل ہے۔ اس کے بغیر اچھے اچھوں کا دل نہیں بھرتا۔ ملاحظہ ہو:

''جناب برنی صاحب نے ...... بذریعہ ایک دوسرے رسالہ موسومہ ''قادیانی جماعت'' کے اپنے موجودہ رسالہ ''قادیانی مذہب'' سے زیادہ تیز مواد باقی رہنے کی دھمکی دی ہے۔ گویا بنگلوری ٹریکٹ نے حضرت کے لئے منضج کا کام کیا۔ بہتر ہے، ہم بھی منتظر رہیں گے کہ برنی صاحب اپنا یہ مواد فاسد خارج کرلیں تاکہ معقول تبرید کا انتظام کیا جائے۔'' (تصدیق احمدیت ص۴)

کس مواد کے وعدہ پر قادیانی صاحبان کس مواد کے انتظار میں مبتلا ہوگئے۔

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

اس ضرورت کے واسطے ان کو اپنے مرکز کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ آئندہ اس بارے میں مفصل ہدایت درج ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ بدزبانی اور دل آزاری قادیانی صاحبان کی طبیعت ثانی بن گئی ہے۔ دوسروں کا تو ذکر کیا، آپس میں بھی کچھ کسر اٹھا نہیں رکھتے اور اس پر دیدہ دلیری کہ دوسروں کو الزام دیتے ہیں، دوسروں کی شکایت کرتے ہیں۔ خود قادیانی اکابر کی تہذیب قابل ملاحظہ ہے:

''خود جناب میاں محمود صاحب (خلیفہ قادیان) نے مسجد میں جمعہ کے روز خطبہ کے اندر ہمیں دوزخ کی چلتی پھرتی آگ، دنیا کی بدترین قوم اور سنڈاس پر پڑے چھلکے کہا۔ یہ الفاظ اس قدر تکلیف دہ ہیں کہ ان کو سن کر ہی سنڈاس کی بو محسوس ہونے لگتی ہے۔''

(مولوی محمد علی لاہوری قادیانی امیر جماعت لاہور کا خطبہ جمعہ، پیغام صلح لاہور ج۲۲ نمبر۳۳ ص۷ کالم۲، مؤرخہ ۳؍جون ۱۹۳۴ء، نیز دیکھئے: خطبات محمود ج۱۳ ص۱۳)

(۱۰) تیز مواد

رسالہ ’’احمدی جماعت‘‘ کے بعد اب ’’تصدیق احمدیت‘‘ کو لیجئے۔ شروع دیباچہ ہی میں صفحہ نمبر۴ پر سیکرٹری صاحب فرماتے ہیں:

’’گویا بنگلوری ٹریک نے حضرت کے لئے منضج کا کام کیا۔ بہتر ہے ہم بھی منتظر رہیں گے کہ برنی صاحب اپنا یہ مواد فاسد خارج کر لیں تاکہ معقول تبرید کا انتظام کیا جائے۔‘‘ (تصدیق احمدیت ص۴)

اگر سیکرٹری صاحب اور ان کے رفیقوں کو مرزاغلام احمد کی مصاحبت کا شرف نصیب ہوتا تو یہ اپنے اس شعبہ کی خدمات سے بہت ثواب کماتے۔ مرزاغلام احمد کو اس شعبہ سے فطرتاً بہت سابقہ پڑتا تھا بلکہ شب وروز کا یہ خاص مشغلہ تھا۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں:

’’باوجودیکہ مجھے اسہال کی بیماری ہے اور ہر روز کئی کئی دست آتے ہیں، مگر جب وقت پاخانہ کی بھی حالت ہوتی ہے تو مجھے افسوس ہی ہوتا ہے کہ ابھی کیوں حاجت ہوئی۔‘‘ (کتاب منظور الٰہی ص ۳۴۸، ۳۴۹)

’’میں ایک دائم المرض آدمی ہوں ...... وہ بیماری ذیابیطس ہے کہ ایک مدت سے دامن گیر ہے اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں۔‘‘

(اربعین نمبر۴ ص۴، خزائن ج۱۷ ص۴۷۰، ۴۷۱)

’’دوسری مرض ذیابیطس تخمیناً بیس برس سے ہے جو مجھے لاحق ہے...... اور ابھی تک بیس دفعہ کے قریب ہر روز پیشاب آتا ہے۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۳۶۳، خزائن ج۲۲ ص۳۷۷)

اس عالم سے رخصت ہوتے وقت بھی یہ شعبہ خصوصیت سے مصروف کار تھا۔ چنانچہ مرزاغلام احمد کے انتقال کی تفصیل میں صاحبزادہ بشیر احمد اپنی والدہ صاحبہ کا چشم دید بیان تحریر فرماتے ہیں کہ:

’’حضرت مسیح موعود کو پہلا دست کھانا کھانے کے وقت آیا تھا...... لیکن کچھ دیر کے بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالباً ایک یا دو دفعہ رفع حاجت کے لئے آپ پاخانہ تشریف لے گئے...... اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا مگر اب اس قدر ضعف تھا کہ آپ پاخانہ نہ جاسکتے تھے اس لئے چارپائی کے پاس ہی بیٹھ کر فارغ ہوئے...... اس کے بعد ایک اور دست آیا اور پھر آپ کو ایک قے آئی...... اور حالت دگرگوں ہوگئی۔‘‘ (سیرت المہدی حصہ اوّل ص۹، روایت نمبر۱۱، جدید ج۱ حصہ اوّل ص۱۰، ۱۱، روایت نمبر۱۲)

مرزاغلام احمد کے انتقال کا جو اعلان شائع ہوا، اس میں بھی یہ اسہالی خصوصیت بطور یادگار درج کی گئی۔ چنانچہ یوں شروع ہوتا ہے:

’’برادران! جیسا کہ آپ سب صاحبان کو معلوم ہے، حضرت امامنا مولانا حضرت مسیح موعود مہدی معہود مرزاصاحب قادیانی کو اسہال کی بیماری بہت دیر سے تھی اور جب آپ کوئی دماغی کام زور سے کرتے تھے تو بڑھ جاتی تھی۔ حضور کو یہ بیماری بہ سبب کھانا نہ ہضم ہونے کی تھی...... اس دفعہ لاہور کے قیام میں بھی حضور کی دو تین دفعہ پہلے یہ حالت ہوئی۔ لیکن ۲۵؍تاریخ مئی کی شام کو...... پھر اسی بیماری کا دورہ شروع ہوگیا...... اور قریباً گیارہ بجے ایک دست آنے پر طبیعت ازحد کمزور ہوگئی...... دو اور تین بجے کے درمیان ایک اور بڑا دست آگیا جس سے نبض بالکل بند ہوگئی...... ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو بھی گھر سے طلب کیا گیا اور جب وہ تشریف لائے تو اپنے پاس بلاکر کہا کہ مجھے سخت اسہال کا دورہ ہوگیا ہے، آپ کوئی دوا تجویز کریں۔ علاج شروع کیا گیا۔ چونکہ حالت نازک ہوگئی تھی، اس لئے ہم پاس ہی ٹھہرے رہے اور علاج باقاعدہ ہوتا رہا مگر پھر نبض واپس نہ آئی۔‘‘ (الحکم قادیان مؤرخہ ۲۸؍مئی ۱۹۰۸ء، غیر معمولی)

بہر حال منضج کی تو ضرورت نہ تھی، البتہ اگر سیکرٹری صاحب انجمن احمد یہ حیدر آباد دکن کچھ تجرید کا مستقل انتظام کر دیتے تو کیسا کارثواب تھا۔ مگر یہ خدمت قسمت میں نہ تھی تو آج ادھر ادھر توقع لگاتے ہیں، انتظار کی زحمت اٹھاتے ہیں۔

(۱۱) ذریۃ البغایا

یوں تو مرزاغلام احمد قادیانی کی تحریرات میں گالیاں کچھ کمیاب نہیں، جابجا موجود ہیں۔ لیکن اکثر گالیاں انفرادی ہیں یا مولوی جماعت کے نام کی ہیں۔ ان کا جواب بھی مل چکا ہے۔ اس لئے قادیانی صاحبان کو ان کی چنداں فکر نہیں بلکہ الٹا ان کی صحت اور ان کے جواز پر اصرار ہے۔ البتہ عادت کی رو سے بعض مقامات پر گالی اس طرح بھی قلم سے نکل گئی کہ اس کی زد بالعموم تمام مسلمانوں پر پڑے۔ اس گالی کی البتہ قادیانی صاحبان کو ازحد فکر ہے کہ کہیں مسلمانوں کے دل میں بیٹھ گئی تو بڑی مشکل ہوگی۔ اس لئے وہ بڑی کوشش میں ہیں کہ اوّل تو یہ گالی، گالی نہ رہے حالانکہ مرزاغلام احمد کی دوسری گالیوں سے قادیانی صاحبان کو ذرا بھی انکار نہیں، دوسرے یہ کہ اگر گالی نہ ٹل سکے تو کم از کم مسلمان اس کے مخاطب نہ سمجھے جائیں۔ بلکہ دوسروں کو جا لگے کہ کچھ نہ کچھ تو ذمہ داری ٹلے۔

قول بالکل صاف ہے۔ اس میں کسی موشگافی کی کیا ضرورت اور گنجائش ہے، ملاحظہ ہو:

''تلک کتب ینظر الیھا کل مسلم بعین المحبۃ والمودۃ ینتفع من معارفھا ویقبلنی ویصدق دعوتی الا ذریۃ البغایا الذین ختم اللّٰہ علی قلوبھم فھم لا یقبلون

ان کتابوں کو سب مسلمان محبت کی آنکھ سے دیکھتے ہیں اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور مجھے قبول کرتے ہیں اور میری دعوت کی تصدیق کرتے ہیں مگر بدکار رنڈیوں (زناکاروں) کی اولاد جن کے دلوں پر خدا نے مہر کر دی ہے وہ مجھے قبول نہیں کرتے۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص۵۴۷، ۵۴۸، خزائن ج۵ ص۵۴۷، ۵۴۸)

قادیانی صاحبان نے اپنی متعدد کتب اور نیز ''تصدیق احمدیت'' ص۱۳۳ تا ۱۳۵ میں کھینچ تان کر کے اس کی یہ تاویل پیش کی ہے کہ یہاں ذریۃ البغایا کے مخاطب مسلمان نہیں بلکہ ہندو اور عیسائی ہیں۔ گویا الا کہ استثناء سے مسلمان مستثنیٰ ہیں تو پھر اس صورت میں یہ معنی ہوئے کہ گویا جس قدر مسلمان ہیں سب نے مرزاغلام احمد کو قبول کیا اور ان کی دعوت کی تصدیق کی۔ ان کی کتابوں کو محبت کی آنکھ سے دیکھا اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھایا۔ گویا پکے قادیانی بن گئے۔ البتہ ہندوؤں اور عیسائیوں نے مرزاغلام احمد کو قبول نہیں کیا۔ گالی سے بچا کر یہ تو مسلمانوں پر بڑا احسان کیا کہ بیک قلم سب کو قادیانی بنادیا۔ نعوذ باللہ! عذر گناہ بدتر از گناہ۔ بے بنیاد تاویلات کا یہی انجام ہوتا ہے۔ عبارت صاف ہے اور قادیانی صاحبان کی تاویل بھی موجود ہے۔ لوگ خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ ذریۃ البغایا سے مرزاغلام احمد کی مراد کون ہیں۔

اب رہی دوسری بحث کہ ذریۃ البغایا کے کیا معنی ہیں۔ قادیانی صاحبان کی تحقیق ہے کہ اس کے معنی ہیں ''ہدایت سے دور لوگ۔'' تاج العروس کا حوالہ دیا ہے۔ ممکن ہے کسی عبارت کی کتر بیونت سے یہ معنی پیدا کئے گئے ہوں لیکن بغایا کے معنی اس درجہ معروف و مسلم ہیں کہ اس میں سخن سازی کے سوا اختلاف کی گنجائش نہیں۔ تاہم قادیانی صاحبان نے من مانے معنی لکھ دیئے۔ ذیل میں بغایا کے اصلی معنی ملاحظہ ہوں۔

عربی لغات میں لسان العرب کا جو رتبہ ہے، اہل علم پر بخوبی روشن ہے۔ مشہور امام لغت ابوعبیدہ سے نقل کیا ہے:

’’البغایا الاماء لانھن کن یفجرن ‘‘بغایا باندیوں کو کہتے ہیں کیونکہ بدچلن ان کا شیوہ تھا۔

پھر ابن خالویہ کا یہ قول نقل کیا ہے:

’’ثم کثرفی کلامھم حتی عموا بہ الفواجر اماء کن او حرائرا ‘‘پھر کثرت استعمال سے بالآخر اس کا اطلاق بالعموم فاجرات یعنی بدچلن عورتوں پر ہونے لگا۔ خواہ باندیاں ہوں خواہ آزاد۔

اس سے بھی بڑھ کر علامہ راغب اصفہانی کی مشہور لغت قرآن المفردات ملاحظہ ہو:

’’بغت المراۃ بغایا اذا فجرت وذلک لتجاوزھا الی ما لیس لھا قال عزوجل ولا تکرھوا فتیاتکم علی البغاء ‘‘بغت المراۃ، بغا اس وقت بولتے ہیں جب عورت بدچلن ہو جائے اور یہ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ اس حد سے، جو اس کے لئے ہے، نکل جاتی ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ باندیوں کو بدکاری پر مجبور نہ کرو۔

اب قرآن مجید میں اس لفظ کے دیگر محل ملاحظہ ہوں۔ اردو میں سب سے اوّل مستند ترجمہ حضرت شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی ﷫ کا ہے۔ ملاحظہ ہو:

’’قالت انی یکون لی غلام ولم یمسسنی بشرولم اک بغیا (سورۂ مریم رکوع۲) یااخت ھارون ما کان ابوک امراء سوء وما کانت امک بغیا (سورۂ مریم رکوع۲) ‘‘﴿(مریم) بولی کہاں سے ہوگا میرے لڑکا اور چھوا نہیں مجھ کو آدمی نے اور کبھی نہ تھی میں بدکار۔ اے بہن ہارون کی نہ تھا تیرا باپ برا آدمی اور نہ تھی تیری ماں بدکار۔﴾

اس کے سوا ملاحظہ ہو قرآن مجید ’’مترجمہ فاضل اجل مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب‘‘ (قادیانی) شاہ صاحب قادیان میں مفتی اعظم بھی ہیں اور مرزاغلام احمد کے خاص صحابی بھی ہیں۔ مندرجہ بالا آیات قرآن کا ترجمہ شاہ صاحب یوں فرماتے ہیں:

آیت اوّل: ’’اس نے کہا میرے لڑکا کہاں سے ہوگا حالانکہ مجھے کسی انسان نے نہیں چھوا اور نہ میں بدکار تھی۔‘‘

آیت دوم: ’’او ہارون کی بہن! نہ تو تیرا باپ برا مرد تھا اور نہ ہی تیری والدہ فاحشہ تھی۔‘‘

خدا کی قدرت کہ مرزاغلام احمد نے بھی حسب عادت بغیۃ کی گالی دوسرے موقع پر اپنے ایک حریف مولوی عبدالحق صاحب غزنوی کو دی اور خود ہی اس کا ترجمہ بھی لکھ دیا۔ شاید قادیانی صاحبان کی اب تک اس پر نظر نہیں پڑی یا اس کو مصلحتاً نظرانداز کر دیا گیا کہ دوسروں کو کیا علم ہوگا۔ بہرحال مرزاغلام احمد نے ’’ذریۃ البغایا‘‘ کا خود ترجمہ کنجری کی اولاد کیا ہے۔ تفصیل کے لئے کتاب ہذا فصل نویں، نمبر۴۸ ملاحظہ کریں۔

(۱۲) غلط حوالے

’’قادیانی صاحبان نے غلط حوالوں کی بھی بہت دھوم مچائی۔ یہ ان صاحبان کا پرانا داؤ ہے۔ چند غلطیاں کتابت کی یا طبع زاد کتاب بھر میں سے ڈھونڈ نکالیں اور بانس پر چڑھا دیں۔ گویا ایسی چند غلطیوں سے تمام کتاب غلط ہوگئی۔ قادیانی صاحبان کو فراغت ہوگئی

لیکن آج کل یہ ترکیبیں نہیں چلتیں۔ لوگ ان کی حقیقت سے بخوبی واقف ہو چکے ہیں کہ غلطیاں نکالنے میں کس درجہ غلط بیانی شریک کی جاتی ہے۔ مثلاً چند نمونے ملاحظہ ہوں:

(۱)''تیسرا اور چوتھا حوالہ ''حمامۃ البشریٰ'' ص۹۷ کا ہے۔ لیکن ہمیں ''حمامۃ البشریٰ'' مطبوعہ ۱۹۰۳ء میں یہ عبارت کہیں نہیں ملی۔'' (تصدیق احمدیت ص۴۶)

گویا محولہ بالا عبارت ہم نے اپنی طرف سے یونہی حوالہ دے کر شریک کر دی۔ یہ عبارت حسب حوالہ ''حمامۃ البشریٰ'' میں پہلے ایڈیشن کے صفحہ نمبر۹۷ پر موجود ہے اور نیز اسی صفحہ ۹۷ کے حوالہ سے دوسرے ایڈیشن کے صفحہ ۹۶ پر درج ہے۔ لیکن اس پر بھی قادیانی صاحبان کو نظر نہ آئے تو اس کا کیا علاج ہے۔ غلط بیانی کی بھی حد ہونی چاہئے۔

(۲)''حضرت اقدس مسیح موعود کی کتابوں کے حوالے سے پہلا حوالہ الوصیۃ کے ص۱۰ کا ہے۔ صفحہ کا حوالہ غلط ہے بلکہ یہ عبارت جس کا حوالہ برنی صاحب نے دیا ہے ص۱۳ پر موجود ہے۔'' (تصدیق احمدیت ص۴۸)

بہرحال مقصود یہ ہے کہ کسی نہ کسی طرح غلطی ثابت ہو اور واقعہ کیا ہے، محولہ بالا عبارت طبع اوّل کے ص۱۱ پر درج ہے۔ البتہ کاتب نے اس کو ص۱۰ بنا دیا ہے۔ چنانچہ تازہ ترین ۱۹۳۳ء کے نویں ایڈیشن میں بھی یہ عبارت اسی صفحہ کے حوالے سے ص۹ پر درج ہے۔ لیکن قادیانی صاحبان کا اعلان ہے کہ یہ عبارت ص۱۳ پر درج ہے۔ حالانکہ ص۱۳ پر اس کا ذکر بھی نہیں ہے۔ نہ پہلے ایڈیشن میں، نہ آخری ایڈیشن میں۔ یہ غلط بیانیاں ہیں جو قادیانی صاحبان کا ہتھیار ہیں۔

(۳)''یہ دونوں ایک ہی کتاب کے حوالے ہیں لیکن اس مقام پر کتاب کا نام ''کشتی نوح'' لکھا اور ص۱۲ کا حوالہ دیا ہے اور تتمہ میں کتاب کا نام ''تقویۃ الایمان'' اور ص۱۶ کا حوالہ دیا ہے۔ ''تقویۃ الایمان'' اور ''کشتی نوح'' ایک ہی کتاب کے دو نام ہیں اور دونوں جگہ کے اقتباسات ایک ہی عبارت سے لئے گئے ہیں جو ص۱۶ مذکور پر حسب ذیل ہے۔'' (تصدیق احمدیت ص۱۹۰)

جب قادیانی صاحبان کو تسلیم ہے کہ ایک ہی کتاب کے دو نام ہیں۔ اگر دونون نام ایک ایک حوالے میں لکھ دیئے تو کیا برا کیا۔ اگر صرف ایک ہی نام دونوں حوالوں میں لکھ دیا جاتا تو پھر دوسرے قادیانی اعتراض کا کیا جواب تھا کہ دوسرا نام کیوں ترک کیا گیا۔ شاید اس کا علم نہ ہوگا۔ رہا صفحہ۱۲ کا اعتراض، اگر ص۱۶ کو ص۱۲ پڑھ لیا جائے تو اس کا کیا علاج۔ ذرا اپنے ص۱۲ سے ملا دیکھیں کہ ص۱۲ چھپا ہے یا ص۱۶۔ ایسی ترکیبوں سے کیا کام بن سکتا ہے۔

(۴)''چوتھا حوالہ ''سراج منیر'' ص۳۵۲ کا ہے۔ مگر ''سراج منیر'' میں اتنے صفحات ہی نہیں۔ کل ۸۸ صفحات پر ہندسے ہیں اور باقی کے صفحات پر حروف ابجداز ''ج'' تا ''ن'' درج ہیں۔ اس طرح جملہ سو صفحات کی کتاب ہے۔ لیکن وہ عبارت جس کا حوالہ برنی صاحب نے دیا ہے، کتاب مذکور کے ص۳ پر ملتی ہے۔'' (تصدیق احمدیت ص۶۲)

بظاہر کیسی بڑی غلطی پکڑی ہے کہ حوالے میں کئی سو صفحوں کا فرق نکل آیا۔ لیکن واقعہ کیا ہے جو اقتباس اوّل لیا گیا وہ ''سراج منیر'' کے ص۲،۳ پر درج ہے۔ چنانچہ یہی حوالہ لکھا گیا کہ ص۲،۳ کاتب نے ''و'' کو ''ہ'' بنا دیا۔ اس طرح اصلی حوالہ ص۲،۳ کتابت میں ص۳۵۲ جیسا بن گیا۔ لیکن مسودہ کی نظر ثانی میں سابقہ اقتباس مختصر کر دیا گیا۔ ص۲ کی عبارت ترک ہوگئی۔ البتہ حوالہ میں ص۲ کا اندراج سہواً رہ گیا۔ تاہم بقیہ اقتباس ص۳ پر موجود ہے۔ خود قادیانی صاحبان کو بھی تسلیم ہے۔ کتابت کے معمولی سہو پر بات کہاں سے کہاں پہنچا دی۔

غرض کہ قادیانی صاحبان نے اس قسم کی چند غلطیاں جا و بیجا جواب میں دہرا کر اپنے نزدیک بڑا کام کیا۔ یہ کتاب تو نہایت ناموافق حالات میں تیار ہوئی جو کتابیں پورے سامان واطمینان سے تیار ہوتی ہیں، ان میں بھی غلط نامے شریک کرنے پڑتے ہیں۔ قادیانی صاحبان کو تو اپنے جوابوں کی صحت پر بڑا ناز ہے۔ ملاحظہ ہو ''تصدیق احمدیت'' کے ص ۸۷ پر کیسے دعوے سے لکھتے ہیں کہ ''برنی صاحب نے الوصیۃ میں جس عبارت کا حوالہ ص ۱۰ پر دیا ہے وہ غلط ہے۔ بلکہ یہ عبارت ص ۱۳ پر درج ہے۔'' حالانکہ ص ۱۳ پر اس عبارت کا پتہ بھی نہیں۔ حوالہ وہی صحیح ہے جو ہم نے لکھا ہے۔ چنانچہ اس کی تفصیل اوپر درج ہے۔ قادیانی صاحبان کو معلوم ہونا چاہئے کہ اس قسم کے اعتراضات اور غلط بیانات سے علمی طبقوں میں خود ان ہی کا اعتبار گھٹ رہا ہے کہ اصل مباحث کو چھوڑ کر فضولیات کو طول دیتے ہیں، خفیف باتوں کی آڑ لیتے ہیں۔

غلط حوالوں کی طرح اور بھی ملتے جلتے اعتراض کئے ہیں۔ مثلاً ''تصدیق احمدیت'' کے ص ۲۱۸ پر یہ کہ ''اسمع ولدی'' (سن بیٹا) مرزا قادیانی کا یہ کوئی الہام نہیں ہے اور ترجمہ گویا ہم نے درج کر دیا۔ قادیانی صاحبان کے نزدیک نہ ہوگا۔ لیکن ''البشریٰ'' جو جناب مرزا قادیانی کے الہامات کا سب سے جامع اور معتبر مجموعہ ہے، اس میں نہ صرف یہ الہام بلکہ اس کا اردو ترجمہ بھی موجود ہے۔ چاہیں تو ملاحظہ فرمالیں۔ ''البشریٰ ج ا ص ۴۹'' اگر ترجمہ نہ ہوتا تو بھی شک کی گنجائش تھی کہ شاید سہو کتابت ہو بلکہ جس دوسری کتاب کے حوالے سے اس الہام کو قادیانی صاحبان نے بدل کر ''اسمع واری'' لکھا ہے، وہاں ترجمہ نہیں ہے۔ کتابت کی خامی یا سنگ سازی کی خرابی سے ''ولدی'' کا ''واری'' بن جانا کچھ عجیب نہیں۔ ''ولدی'' میں اس لئے کلام نہیں ہوسکتا کہ اس کی تائید میں اسی رنگ کے اور الہام بھی موجود ہیں جن سے قادیانی صاحبان بھی کسی طرح انکار نہیں کر سکتے۔ مثلاً ملاحظ ہو ''حقیقت الوحی'' ص ۸۶، خزائن ج ۲۲ ص ۸۹ جو خود مرزا قادیانی کی خاص تصنیف ہے۔ اس میں یہ الہام مع ترجمہ درج ہے۔ ''انت منی بمنزلته ولدی '' (تو مجھ سے بمنزلہ فرزند کے ہے) اور مرزا قادیانی کے مدارج بہت ترقی پذیر تھے۔ ''بمنزلة ولدی '' سے بڑھ کر ٹھیٹھ ''ولدی'' ہوگئے تو کیا تعجب ہے۔

ان غلطیوں سے اندازہ ہوسکے گا کہ قادیانی صاحبان، جو دوسروں کی غلطیوں کا بڑے شد و مد سے اعلان کرتے ہیں، ان میں کس قدر غلط بینی ہوتی ہے اور کس قدر غلط بیانی۔

(۱۳) کثر بیونت

مرزا غلام احمد کی کتابیں علمی نظر سے دیکھئے تو مباحث میں ابہام اور التباس کی کثرت ہے۔ طول کلام وتکرار بیان نے اور پیچیدگی بڑھادی ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ بحیثیت مجموعی قادیانی لٹریچر ایک بھول بھلیاں بن گیا۔ اسی دقت کے مدنظر مرزا غلام احمد اور ان کے خلفاء اور صحابہ کی اور تابعین کی کتابوں کا بغور مطالعہ کر کے اور ان ہی کے اقوال کو اقتباسات کی شکل میں یکجا ترتیب دے کر ان کے اعتقادات واجتہادات، ان کے اصول ومسائل کو علمی محاسبہ کے طور پر قادیانی مذہب کے نام سے شائع کر دیا۔

علمی طبقوں میں تو اس تالیف کی بہت قدر ہوئی اور ہورہی ہے۔ لیکن قادیانی صاحبان بہت بیزار ہیں۔ وجہ ظاہر ہے لوگوں کو بطور خود قادیانی تحریک پر غور وفکر کرنے کا موقع مل گیا اور یہ طریق قادیانی صاحبان کے اغراض کے منافی ہے۔ اصل کتابوں کا تو مطالعہ کون کرتا ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ مصالح وقتی کے تحت وہ جس طرح اپنے اخبارات ورسائل اور جدید تالیفات میں مذہب پیش کریں، لوگ بلاتحقیق اس کو اسی طرح مان لیں تو اسی میں کامیابی ہے۔

چنانچہ ناخوش ہوکر غلط حوالوں کی طرح کتر بیونت کا بھی قادیانی صاحبان نے الزام دیا ہے۔ مدافعت اور معذرت کا یہ بھی ایک عام طریق ہے کہ اقتباس نامکمل ہیں، ناقص ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ ہم نے اوّل جامع مباحث قرار دیئے۔ ہر بحث کی ذیلی عنوانات قرار دیئے۔ ہر عنوان کے تحت متعلقہ اقتباسات درج کئے اور پھر سب کو مناسب ترتیب دے کر یکجا پیش کیا۔ یہی تالیف کا علمی طریق ہے۔ تعلق کی حد تک پورے پورے اقتباسات پیش کئے گئے۔ کئی کئی اقتباسات جمع کئے گئے تاکہ شک وشبہ کی گنجائش نہ رہے، بخوبی تصدیق وتوثیق ہو جائے۔ اس پر بھی قادیانی صاحبان کتر بیونت کا الزام دیتے ہیں۔ شاید وہ چاہتے ہیں کہ بلاامتیاز غیر متعلق لمبی لمبی عبارتیں بھر دی جاتیں۔ چنانچہ انہوں نے ''تصدیق احمدیت'' میں ایسا ہی کیا بھی ہے تاکہ غلط مبحث برقرار رہے اور کوئی صحیح نتیجہ نہ نکلے۔

قادیانی لٹریچر بالخصوص مرزا قادیانی کی تصانیف میں چونکہ ابہام، التباس اور انتشار بہت زیادہ ہے، اس لئے جو کوئی مضمون وار اقتباسات کر کے نکالے، اس کو کتر بیونت کا الزام دینا کچھ دشوار نہیں ہے۔ لیکن نظر انصاف سے دیکھئے تو کتر بیونت جس فن کا نام ہے، اس میں خود جناب مرزا قادیانی اور ان کی امت نے جس درجہ کمال دکھایا ہے، اسلامی لٹریچر میں اس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ قرآن میں، حدیث میں، تفسیر میں، اکابر امت کی تصانیف میں کس خوبی اور کس بے باکی سے کتر بیونت کی گئی تب کہیں اس مذہب کی صورت پیدا ہوسکی۔ یہ ایک مستقل بحث ہے جو ان شاء اللہ آئندہ ایک جداگانہ کتاب کی شکل میں پیش ہوگی۔ اس سے واضح ہوگا کہ قادیانی تحریک اس درجہ کتر بیونت کی رہین منت ہے کہ اگر اس کا نام ہی ''کتر بیونت'' رکھ دیا جائے تو اسم بامسمی ہو جائے۔ خود قادیانی جماعت کے دونوں فرقے، قادیانی اور لاہوری، آپس میں ایک دوسرے کو اس فن کا ماہر قرار دیتے ہیں۔

(۱۴) قادیانی غلط بیانی

خود مرزا غلام احمد قادیانی کی تصانیف سے اور خود قادیانی اکابر کی تصدیق وتوثیق سے ذیل میں چند مثالیں مشتے نمونہ از خروارے پیش کرتے ہیں۔ ہر صاحب انصاف فیصلہ کر سکتا ہے کہ علمی معاملات میں قادیانی اخلاق کا کیا معیار ہے۔ بڑی سے بڑی بے دیانتی اپنے حق میں جائز سمجھتے ہیں۔ رکیک سے رکیک تاویل اس کے جواز میں کافی سمجھتے ہیں۔ بلکہ جو ان کی بے دیانتی پر گرفت کرے اس کو مورد الزام سمجھتے ہیں۔

اوّل قادیانی جماعت لاہور کے اخبار ''پیغام صلح'' کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو کہ کس طرح مرزا غلام احمد نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مکتوب میں اس درجہ تصرف کیا کہ لفظ محدث کے بجائے اپنی طرف سے نبی لکھ دیا۔ جب اس تحریف کا پتہ چلا اور گرفت ہوئی تو قادیانی صاحبان نے کیا خوب جواب دیا۔ وھو ھذا:

جیسا کہ مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوب میں لکھا ہے کہ: ''اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ ومخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ ومخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے۔'' (حقیقت الوحی ص۳۹۰، خزائن ج۲۲ ص۴۰۶)

چونکہ قادیانی جماعت یہ مانتی ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) واقعی نبی اللہ ہیں اور اس کے ثبوت میں وہ ''حقیقت الوحی ص۳۹۰،۳۹۱، خزائن ج۲۲ ص۴۰۶،۴۰۷'' کے صفحات کو خصوصیت سے پیش کرتے ہیں۔ اس لئے ان سے یہ مطالبہ بارہا ہو چکا ہے کہ وہ مجدد صاحب کا حوالہ مکتوبات میں سے دکھائیں جہاں مجدد صاحب نے کثرت مکالمہ ومخاطبہ کو جس میں پیش گوئیاں بکثرت ہوں، نبوت قرار دیا ہو، ایسے ملہم ومتکلم کو نبی اللہ لکھا ہو مگر وہ آج تک بھی مطالبہ کو پورا نہ کر سکے اور نہ کر سکتے ہیں......

''میں نے مولوی غلام احمد مجاہد (قادیانی) سے بھی یہ سوال کیا تھا۔ ان کا جواب سب سے عجیب تھا اور وہ یہ تھا کہ مجدد صاحب سرہندی نے تو محدث ہی لکھا ہے مگر حضرت مسیح موعود نے خدا سے علم پاکر محدث کے بجائے نبی لکھ دیا ہے اور یوں مکتوبات کی غلطی کو درست کر دیا اور کہا کہ یہ ایسا ہی ہے کہ جیسے بعض اہل اللہ احادیث کی بعض غلطیوں کو آنحضرت ﷺ سے علم پاکر تو اصلاح کر دی ہے۔ شاید یہود کے علماء بھی یہی کام کرتے ہوں گے مگر قرآن مجید نے تو ان کے متعلق ''یحرفون الکلم عن مواضعه'' کا فتویٰ ہی دیا ہے۔'' (لاہوری جماعت کے مولوی عمرالدین قادیانی کا مضمون، اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۴ نمبر ۳ ص ۲ کالم ۱، مؤرخہ ۱۱؍جنوری ۱۹۳۶ء)

اولیاء اللہ کے کلام میں تصرف کرنا تو مرزا قادیانی کے نزدیک کوئی بڑی بات نہ تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے کلام میں بھی ان کا کچھ خوف وتامل نہ تھا۔ مثلاً ملاحظہ ہو:

''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے شہادۃ القرآن میں صحیح بخاری کی طرف یہ حدیث منسوب کی ہے کہ امام مہدی کے لئے آسمان سے ندا آئے گی۔ ''ھذا خلیفة اللہ المھدی'' اس پر ماسٹر (محمد ادریس صاحب) مذکور لکھتے ہیں: ''کیا کوئی قادیانی اس حدیث کو صحیح بخاری میں دکھا سکتا ہے؟'' پھر لکھا ہے: ''ہم چیلنج کرتے ہیں کہ کوئی مرزائی قیامت تک مرزا غلام احمد کے چہرے سے اس جھوٹ کو نہیں مٹا سکتا۔ اگر ہمت ہے تو میدان میں آیئے اور اپنے گرو کے چہرے سے اس جھوٹ کے دھبہ کو مٹایئے۔''

(الفضل قادیان ج ۱۹ نمبر ۱۰۰، مؤرخہ ۲۱؍فروری ۱۹۳۲ء)

مرزا غلام احمد قادیانی فرماتے ہیں:

''صحیح بخاری کی وہ حدیثیں، جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے، خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لئے آواز آئے گی کہ ھذا خلیفة اللہ المھدی'' (شہادۃ القرآن ص ۴۱، خزائن ج ۶ ص ۳۳۷)

''ہر معمولی سمجھ کا انسان اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ روانی قلم میں اگر کسی سے کوئی غلط حوالہ لکھا جائے تو وہ سبقت قلم کہلائے گا نہ کہ لکھنے والے کا جھوٹ۔ لیکن مولوی صاحب ہیں کہ عناد و بیجا مخاصمت کی وجہ سے اسے بھی جھوٹ ہی قرار دیتے ہیں...... اس سے ہر منصف مزاج سمجھ سکتا ہے کہ مسیح موعود کا ''شہادۃ القرآن'' ص ۴۱ پر حدیث مہدی کا حوالہ دینا آپ کا ایک محض سبقت قلم ہے جو کہ ایک کثیر التصانیف زود نویس شخص سے سرزد ہونا بعید نہیں۔ لیکن ایک مولوی فاضل (مولوی ثناء اللہ صاحب) کا حوالہ کی غلطی کو جھوٹ قرار دینا قابل حیرت واستعجاب ضرور ہے۔'' (اخبار الفضل قادیان ج ۸ نمبر ۸۸، مؤرخہ ۲۳؍مئی ۱۹۲۱ء)

ایک طرف تو مرزا قادیانی کا دعویٰ تھا کہ وہ نبی اور رسول ہیں (خدانخواستہ) قرآن دنیا سے اٹھ چکا تھا اور وہ اس کو دوبارہ دنیا میں واپس لائے اور دوسری طرف کم علمی اور کم توجہی کی یہ حالت کہ جس آیت کو جس طرح چاہا توڑ مروڑ کر لکھ دیا۔ نہ خوف نہ توجہ کہ آیات غلط نہ ہو جائیں۔ جب آیات کی عبارت تک غلط ہو تو معنی معلوم۔ یوں تو مرزا غلام احمد نے بہت سی آیات قرآنی کی عبارت میں تصرف کیا ہے۔ بطور نمونہ ذیل میں چند آیات مع توجیہ ملاحظ ہوں:

منجملہ ان اعتراضات کے ایک یہ اعتراض ہے جو بغرض جواب ہمارے پاس آیا ہے۔ ''حضرت مرزا صاحب نے اپنی کتب میں قرآن مجید کی آیات کو تغیر وتبدل کر کے غلط لکھا ہے۔'' پھر حسب ذیل آیات پیش کی ہیں:

۱...... جنگ مقدس (مصنفہ مرزا قادیانی) مطبوعہ باردوم ص۱۷۶،''ان یجاھدوا فی سبیل اللّٰہ باموالھم وانفسھم (سورۂ توبہ، رکوع۶)''

۲...... ازالہ اوہام (مصنفہ مرزا قادیانی) مطبوعہ باراوّل ص۳۷۷و۶۰۹،''ومنکم من یرد الی ارذل العمر لیکلا یعلم بعد علم شیئا (سورۂ حج، پارہ۱۷)''

۳...... ازالہ اوہام مطبوعہ باراوّل ص۶۷۵''وجعلنا منھم القردۃ والخنازیر''

(الفضل قادیان ج۱۹نمبر۱۰۳، مؤرخہ ۲۸رفروری۱۹۳۲ء)

مرزاغلام احمد (قادیانی) نے آئینہ کمالات اسلام میں یہ آیت لکھی ہے:

''یایھا الذین امنوا ان تتقوا اللّٰہ یجعل لکم فرقانا ویجعل لکم نورا تمشون بہ''

ہمیں اس قسم کی باتوں میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہرایک وہ شخص جو کتاب اور طباعت سے ذرا بھی واقفیت رکھتا ہے، جانتا ہے کہ تحریروں میں کس طرح غلطیاں واقع ہوجاتی ہیں۔لیکن ہمارے مخالفین جو اس قسم کی باتوں کو لے کر ہم پراعتراض کرتے ہیں، ان کے جواب میں ہمیں بھی بولنا پڑتا ہے تاکہ ظاہر ہوجائے کہ جس امر کو وہ نہایت بددیانتی کے ساتھ ہمارے خلاف پیش کرتے ہیں، اس کے وہ خود بھی مرتکب ہوتے ہیں۔ (اخبار الفضل قادیان ج۸نمبر۹۹، مؤرخہ ۳۰رجون ۱۹۲۱ء)

''رہا یہ سوال کہ حضرت مسیح موعود کی بعض کتب کے دو دو تین تین ایڈیشن شائع ہوچکے ہیں اور تیس چالیس برس کا عرصہ بھی گزرچکا ہے۔ پھر اب تک کیوں ان کی تصحیح نہیں کی گئی؟ سو اس کا جواب میں یہی دوں گا کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت نے یہی تقاضا کیا کہ یہ آیات حضور کی کتب میں اسی طرح لکھی جائیں جیسی کہ حضور کے زمانہ میں سہوکاتب سے یا خود حضور سے بعض دیگر آیات سے تشابہ کے باعث غلط لکھی گئیں اور اس میں تین راز ہیں:

۱...... تاغیراحمدی علماء کی عقول کا جائزہ لیا جائے کہ وہ سہو کاتب یا مؤلف سے جو سہواً غلطی ہوجاتی ہے، اس کو عمداً تحریر قرار دے کر اپنے ہاتھوں تعلیم یافتہ طبقہ میں اپنی علمی پردہ دری کرتے ہیں۔

۲...... یہ کہ تاغیراحمدی اچھی طرح جان لیں کہ حضرت مسیح موعود کی کتب بھی تحریف سے پاک ہیں اور ان میں کسی قسم کا تغیر وتبدل نہیں ہوا بلکہ من وعن شائع کی جاتی ہیں۔

۳...... ابتداء سے خداتعالیٰ کی حکمت نے یہی چاہا کہ حضور کی کتابوں میں بعض ایسی غلطیاں رہ جائیں تاکہ ہمیشہ کے لئے آپ کے اتباع کے پاس برہان یقینی رہے کہ آپ ایک بشر تھے اور سہو ونسیان جو لازمہ بشریت ہے، آپ اس سے خالی نہ تھے۔''

(اخبار الفضل قادیان ج۱۹نمبر۱۰۳، مؤرخہ ۲۸رفروری۱۹۳۲ء)

جب کہ خود مرزاغلام احمد کی تصنیفات میں ایسی تصریح تحریفات موجود ہیں اور قادیانی صاحبان ان کو ناقابل گرفت سمجھتے ہیں تو پھر گریبان میں منہ ڈال کر سوچنا چاہئے کہ دوسروں کی کتابوں میں معمولی معمولی غلطیاں ڈھونڈ کر الزام دینا کہاں تک درست ہے؟ مرزاغلام احمد دبی زبان سے غلطیوں کے متعلق اپنے حق میں جو معذرت لکھ گئے ہیں، قادیانی صاحبان اس کو فراموش نہ کرتے تو بے جا الزام دے کر خفت نہ اٹھاتے۔ ملاحظہ ہو: (عاقل را اشارہ کافی است)

حضرت مسیح موعود خود فرماتے ہیں:

’’میری کتابوں میں سہو کتابت یا مجھ سے بحالت تغافل بعض معمولی غلطیاں ہوگئی ہیں۔‘‘

(انجام آتھم ص ۲۴۱، خزائن ج ۱۱ ص ۲۴۱، ملخصاً الفضل قادیان ج ۱۹ نمبر ۱۰۳، مؤرخہ ۲۸ر فروری ۱۹۳۲ء)

(۱۵) ترتیب پر اعتراض

قادیانی صاحبان نے اپنے جوابات میں یا تو کم فہمی سے یا عمداً ایک اور غلط فہمی پیدا کرنی چاہی ہے وہ یہ کہ ہم نے اقتباسات کی ترتیب میں کتابوں کی صفحاتی ترتیب یا کتابوں کی زمانی ترتیب کی پابندی لازم نہیں رکھی۔ مثلاً یہ کہ بعض اقتباسات جو کتابوں کے شروع سے لئے گئے۔ وہ ہم نے اپنی تالیف میں محل مناسب کے لحاظ سے بعدر کھے اور بعض جو کتابوں کے آخر سے لئے گئے وہ ہماری تالیف کے شروع میں اپنے محل پر درج ہوئے۔ علیٰ ہذا جو کتابیں پہلے شائع ہوئیں ان کے بعض اقتباسات اپنے مضمون کے لحاظ سے ہماری تالیف کے آخر میں آئے۔ جو آخر میں شائع ہوئیں ان کے بعض اقتباسات اپنی نوعیت کے سبب تالیف کے شروع میں بیٹھ گئے۔ لیکن یہ تو تالیف کی خصوصیت اور خوبی ہے کہ جو مباحث بیسیوں کتابوں میں بلا کسی معنوی اور زمانی ترتیب کے متفرق اور منتشر تھے ان کو مضمون وار ترتیب دے کر ایک علمی شکل میں یکجا کر دیا کہ پورا خاکہ پیش نظر ہو جائے۔ دراصل قادیانی صاحبان کی یہی دلی خواہش ہے کہ ان کے مباحث میں اصلی ابہام والتباس اور انتشار برقرار رہے۔ اسی میں ان کی جیت ہے کہ مذہب کی پردہ داری اور قول وفعل میں آزادی رہے۔ اس تالیف نے ترتیب کی مدد سے راہ نکال کر راز داری اور آزادی کا خاتمہ کر دیا۔ قادیانی صاحبان اس ترتیب سے جس قدر بیزار ہوں معذور ہیں۔

(۱۶) جواب دہی کے قادیانی اصول

قادیانی صاحبان نے ہماری کتاب ’’قادیانی مذہب‘‘ کے متعلق جس حد تک جواب دہی کی ذمہ داری لی ہے اس کے اصول قابل ملاحظہ ہیں:

۱...... ’’حضرت اقدس (مرزا قادیانی) اور آپ کے خلفاء کے سوا دیگر اقوال ناقابل توجہ ہیں۔‘‘ (تصدیق احمدیت ص ۷۷)

گویا مرزا غلام احمد قادیانی اور حکیم نورالدین خلیفہ اوّل ومیاں محمود احمد خلیفہ ثانی کے سوا باقی دوسرے قادیانی صاحبان کی کتابیں ناقابل توجہ ہیں۔ ان کی سند نہیں۔ اس لئے جواب دہی کی ضرورت نہیں۔ خاص قانونی نکتہ ہے۔ چنانچہ اس اصول کی مزید صراحت بھی کر دی گئی۔ ملاحظہ ہو:

’’لیکن یہ بھی بتلا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ’’تتمہ کتاب‘‘ ص ۷۹ پر جو مزید حوالہ جات برنی صاحب نے دیئے ہیں وہ نہ تو حضرت مرزا صاحب کتب کے نہ آپ کے خلفاء کی کسی کتاب کے ہیں۔ اس لئے ان پر توجہ کرنے کی ہم کو ضرورت نہیں۔ اس لئے کہ یہ بحث نہیں ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے متبعین ان کو کیا کہتے ہیں۔ بلکہ بحث یہ ہے کہ خود حضرت مرزا صاحب اپنے آپ کو کیا کہتے ہیں۔ اس لئے تتمہ کے حوالہ جات مطلقاً ناقابل توجہ ہیں۔‘‘ (تصدیق احمدیت ص ۷۷)

اس شرح کے آخر میں ضمناً اور کنایۃً یہ دونوں خلیفہ صاحبان بھی بحث سے خارج ہوگئے۔ صرف مرزا صاحب کی حد تک جواب دہی باقی رہ گئی۔ یہ ضمنی کنایہ آگے چل کر خود بھی ایک اصول کی صورت میں واضح ہوگیا ہے۔ فی الحال اصول اوّل زیر بحث ہے۔ ہماری کتاب ’’قادیانی مذہب‘‘ کے تتمہ ص ۷۹ پر جو مزید حوالہ جات درج ہیں اور قادیانی صاحبان کے نزدیک مطلقاً ناقابل توجہ ہیں۔ معلوم ہے وہ

حوالہ کس کے ہیں؟ قادیانی صاحبان تو کیوں اس کو ظاہر کرنے لگے۔ وہ حوالے مرزاغلام احمد قادیانی کے صاحبزادے میاں بشیراحمد ایم.اے کے ہیں۔مگر چونکہ وہ نہ خود مرزاغلام احمد ہیں اور نہ مرزاغلام احمد کے خلیفہ، لہٰذا ازروئے قانون قادیان، ان کے حوالہ جات مطلقاً ناقابل توجہ ہیں۔ یہ سچ ہے کہ وہ خلیفہ نہیں اور قادیانی ضابطہ میں ان کا قول قابل توجہ نہیں۔لیکن انصاف بھی تو کوئی چیز ہے۔اوّل تو صاحبزادے، دوسرے ایم.اے آج کل کی تعلیم کچھ ہنسی کھیل نہیں ہے۔اس کی تصدیق تو خود خلیفہ قادیان بھی فرماسکتے ہیں۔

’’جس وقت حضرت مسیح موعود(مرزاقادیانی) کو یہ الہام ہوا اس وقت میں طالب علم تھا اور طالب علم بھی ایسا جو ہمیشہ فیل ہوتا تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی کوئی حکمت ہوگی۔ وگرنہ اگر کچھ پاس کر لیتا تو ممکن ہے مجھے خیال ہوتا کہ میں یہ ہوں، وہ ہوں…… اور واقعی یہ امر واقعہ ہے ہر جماعت میں فیل ہوتا تھا۔میری صحت کمزور تھی اور اطباء نے کہا تھا اس کی تعلیم پر زور نہ دیا جائے وگرنہ اسے سل ہو جائے گی۔‘‘ (مرزامحمود خلیفہ قادیان کی تقریر لائل پور، اخبار الفضل قادیان ج۲۱ نمبر۱۳۸ ص۳ کالم۳، مؤرخہ ۲۰؍مئی ۱۹۳۴ء، انوار العلوم ج۱۳ ص۴۱۷)

بہرحال مرزاغلام احمد کے ایک صاحبزادے کے اقوال کی تائید کرنا اور محض قانونی عذر پر دوسرے صاحبزادے کے اقوال مطلقاً ناقابل توجہ قرار دینا سراسر انصاف کے خلاف ہے۔البتہ جواب دہی نہ ہوسکے تو یہ دوسری بات ہے۔

خیر مرزاغلام احمد کے ساتھ خلفاء کو شریک کر لیا۔ یہ بھی غنیمت تھا۔لیکن جیسا کہ پہلے اصول کی شرح میں ضمنی اشارہ کیا گیا تھا۔ دوسرے اصول کے تحت خلفاء کے حوالہ جات بھی ناقابل توجہ قرار دیئے گئے۔صرف مرزاغلام احمد کا ذمہ باقی رہ گیا۔کیسی بااصول کتر بیونت ہے۔قانونی دماغ ان اصولوں سے خوب واقف ہیں۔مقدمات کی جواب دہی میں ان سے بہت پناہ ملتی ہے۔ بہرحال دوسرا اصول بھی ملاحظہ ہو:

۲…… ’’جناب برنی صاحب نے اپنی کتاب کے تتمہ ص۹۰ میں اس عنوان کے تحت کلمۃ الفصل اور حقیقت النبوۃ کے چند حوالے مزید دیئے ہیں ان میں کوئی حوالہ حضرت مرزاصاحب کی کسی کتاب کا نہیں۔حضرت مرزاصاحب کی کتاب کے بس یہی حوالے تھے اور ہمارے لئے ضروری نہیں کہ حضرت مرزاصاحب کی کتاب کے علاوہ بقیہ تمام احمدیہ لٹریچر کے حوالہ جات پر کوئی بحث کریں۔‘‘ (تصدیق احمدیت ص۱۳۱)

اصول واقعی بہت خوب ہے۔اس میں بڑی عافیت ہے۔لیکن صاحبزادوں کا معاملہ ہے۔دبی زبان سے اقرار کرنا پڑا کہ کلمۃ الفصل مرزابشیراحمد ایم.اے کے قلم سے ہے اور حقیقت النبوۃ خلیفۃ المسیح ثانی کی تصنیف ہے۔لامحالہ اصول دوم کے خلاف حقیقت النبوۃ کی برائے گفتن تائید بھی کرنی پڑی۔مثلاً یہ کہ حقیقت النبوۃ میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس سے حضرت رسول مقبول ﷺ کی فضیلت کا اظہار مقصود ہے نہ کچھ اور……(گویا جوب ہوگیا)

لیکن سب سے بہتر تیسرا اصول ہے کہ مرزاغلام احمد کے حوالہ جات پر بھی بحث کو غیرضروری سمجھا جائے۔خاص کر جہاں معاملہ نازک ہوجائے اس اصول کے بعد جواب دہی بہت سہل اور معقول ہوجاتی ہے۔چنانچہ ملاحظہ ہو،ص۱۷۴۔

۳…… ’’اس کے بعد فصل چہارم میں برنی صاحب نے مرزاصاحب کے ارشادات کے اقتباسات دیئے ہیں جن پر ہم کوئی بحث ضروری نہیں سمجھتے ہیں۔ہم نے کافی طور پر برنی صاحب کی خیانت اور تحریف کو فصل اوّل تا سوم کی تنقید میں ثابت کر دیا ہے۔ اب اس فصل کے ذیلی عنوانات جو کچھ زیادہ اہمیت نہیں رکھتے ان پر تنقید غیرضروری اور موجب طوالت ہوگی۔اس لئے ان تمام

حوالہ جات سے جو اس فصل کے عنوان نمبر۱ کے تحت حضرت مرزا صاحب کی کتابوں کے دیئے ہیں کوئی قابل اعتراض بات پیدا نہیں ہوتی۔ زیادہ سے زیادہ جو کچھ ظاہر ہوتا ہے وہ یہی ہے کہ آپ اپنے تئیں رسول مقبول ﷺ کا بروز ظاہر کرتے ہیں۔ گویا ظہور خود ذات پاک آنحضرت ﷺ ہی کا ہے۔ (اور قادیانی صاحبان کے نزدیک یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں اور اس کا کوئی جواب بھی نہیں) حضرت مرزا صاحب کے متعلق ہم فصل دوم کے عنوان نمبر۵ کی تنقید میں تفصیل سے بیان کر آئے ہیں۔ (حالانکہ فصل دوم میں نمبر۵ کا عنوان ہے۔ ''تمام انبیاء علیہم السلام پر فضیلت'' اور فصل چہارم میں نمبر۱ کا عنوان ہے۔ ''حلول اور اتحاد کی حقیقت'' ان دونوں مباحث میں کیا ربط ہوسکتا ہے۔ اس کے سوا فصل دوم کے عنوان نمبر۵ کی تنقید میں اس امر کا ذکر تک نہیں تاہم پیچھا چھڑانے کے لئے لکھ دینے میں کیا مضائقہ ہے۔ اصل مقامات کا کون مقابلہ کرتا ہے۔ اسی طرح کام چلتا ہے)''

بہرحال تینوں اصول قابل داد ہیں۔ اوّل تو یہ کہ مرزا غلام احمد اور خلفاء صاحبان کے حوالہ جات کا جواب دیں گے۔ دیگر قادیانی تصانیف قابل توجہ نہیں۔ دوم یہ کہ صرف مرزا غلام احمد کے حوالہ جات کا جواب دیں گے۔ خلفاء کی کتابیں بھی قابل توجہ نہیں۔ سوم یہ کہ مرزا غلام احمد کے حوالہ جات کا بھی جواب ضروری نہیں۔ اس میں بھی طوالت کا خوف ہے اور پھر ہمارے نزدیک کوئی بات قابل اعتراض نہیں جس کے جواب کی ضرورت ہو۔ دوسروں کو اعتراض ہوتو ہوا کرے ہم پر کیا ذمہ ہے۔

یہ تین زریں اصول ہیں جن سے حسب مواقع جواب دہی میں کام لیا گیا ہے۔ قانون میں بھی امور متعلقہ اور غیر متعلقہ کی بحث بہت نازک مانی جاتی ہے اور ہوشیار وکلاء اس سے بہت کام نکالتے ہیں۔

ان اصولوں کے ہوتے ہوئے اگر کسی قادیانی کتاب کا باریک حوالہ پیش کیجئے تو اس کو گالی سنوایئے۔ مثلاً ملاحظہ ہو:

''الہامی حمل کے عنوان میں قاضی یار محمد قادیانی کے ایک رسالہ اسلامی قربانی کا حوالہ ہے جو ہم پر قابل پابندی نہیں۔ وہ ایک مجنون شخص تھا جو چاہے لکھ دے اس کی کوئی اصلیت نہیں۔'' (اللہ رے عتاب!) (تصدیق احمدیت ص۱۷۳)

جب اچھے اچھے قادیانی صاحبان کی کتابیں جن میں مرزا غلام احمد ہی کے مذہب کی تائید اور تشریح پیش کی گئی ہے۔ ''مطلقاً نا قابل توجہ'' ہوں تو قدرتاً سوال پیدا ہوتا ہے کہ سید بشارت احمد کی یہ کتاب ''تصدیق احمدیت'' کس نظر سے دیکھی جائے۔ جو حیثیت ہے ظاہر ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ اس کتاب کی تالیف میں چند بہتر دماغ بھی شریک ہیں لیکن اظہار مناسب نہیں تو کم از کم اپنے نام کے ساتھ وغیرہ لکھنا ضرور تھا کہ دیانت کا کچھ تو حق ادا ہو جاتا اور لوگوں کو بھی اعتبار رہتا۔

بہرحال جواب دہی کے یہ خاص اصول ہیں ان کے علاوہ جو مزید تاویلات کی جاتی ہیں اور ان کی جو نوعیت ہوتی ہے ان کے چند نمونے خود ''تصدیق احمدیت'' میں درج ہیں۔ ناظرین خود ان کی قدر و قیمت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔

(۱۷) قادیانی تحریک کی ترکیب

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے مدارج اور اپنی فضیلت کے جو دعوے کئے ہیں اور اپنی شان کو جس حد تک بڑھایا ہے اس کے متعلق کافی اقتباسات قادیانی مذہب میں درج ہیں، یہاں ان کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ لیکن مرزا غلام احمد نے ایک بڑی دوراندیشی کی۔ وہ یہ کہ نبی کریم ﷺ کی شان مبارک کو اپنی شان کے واسطے اس طرح پردہ بنایا کہ اس کی آڑ میں جہاں تک جی چاہے بڑھیں۔ کوئی روک ٹوک نہ کر سکے بلکہ نبی کریم ﷺ کی شان مبارک کی تعظیم میں لوگ مرزا غلام احمد کی ملحقہ شان کو بھی لامحالہ تسلیم کر لیں۔ متبعین نے بھی

یہی طرز اختیار کیا۔ چنانچہ کثیر مثالوں میں سے ایک تازہ مثال ملاحظہ ہو:

''احمد ماشد چرا فخر الرسل زانکہ دارد مقتدائے مصطفیٰ
گشت غالب برہمہ ادیان ازاں بود دردستش لوائے مصطفیٰ
غیرت ای مردم مسیح ناصری جانشین گردد بجائے مصطفیٰ
ز ابن مریم بہ غلام احمدست رہبر امت برائے مصطفیٰ

(نظم قاضی محمد یوسف قادیانی پشاوری، الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۲۰۲ ص ۴ کالم ۲، مؤرخہ ۲۸ رجون ۱۹۳۵ء)

اس کے سوا جداگانہ طور پر بھی نبی کریم ﷺ کے حضور، نظم اور نثر میں کافی عقیدت اور نیاز کا اظہار کر دیا ہے۔ چنانچہ قادیانی صاحبان اس کلام سے خوب کام لیتے ہیں۔ جوان مرزا غلام احمد کے بے جا دعووں پر کسی نے گرفت کی فوراً جواب میں کوئی نعت سنا دی یا کوئی عقیدت نامہ پڑھ دیا کہ جس کے دل میں رسول اللہ ﷺ کی ایسی محبت ہو، ایسا ادب ہو، اس کے دعووں پر اعتراض کرنا کہاں تک قرین انصاف ہوسکتا ہے۔ واقعی کیسا معقول عذر ہے۔ کچھ ایسا فتویٰ معلوم ہوتا ہے کہ خدانخواستہ اگر شراب میں زمزم شریف ملا دیا جائے یا شراب کی بوتلوں کے ساتھ زمزم شریف کے شیشے بھی رکھ دیئے جائیں تو پھر شراب پر کوئی اعتراض باقی نہیں رہتا۔

علیٰ ہذا اہل بیت اطہار ﷢ اور بالخصوص حضرت امام حسین علیہ السلام کی شان میں تھوڑی سی مدح اور ہمدردی لکھ دی۔ اس کے بعد جس قدر بھی گستاخی کی جائے بجا ہے۔ بے ادبی کی جائے روا ہے۔ عذر یہ کہ شیعوں کا جواب ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا دبی زبان میں اعتراف کر لیا۔ اس کے بعد یہودیوں کے پردے میں جو چاہا سو کہا۔ حضرت مریم علیہا السلام تک کو نہ چھوڑا۔ عذر یہ کہ پادریوں کا جواب ہے اور نظر غور سے دیکھئے تو اپنی فضیلت کا حساب ہے اور کچھ نہیں۔

اگر مرزا غلام احمد کو حد پر روکئے اور غلطیوں پر ٹوکئے تو پھر انبیاء کی بھی خیر نہیں۔ بے دریغ سب سے ہاتھ صاف ہوتا ہے۔ زبان بندی کی آسان ترکیب ہے۔

۱...... ''اب کس قدر تعجب کی جگہ ہے کہ میرے مخالف میرے پر وہ اعتراض کرتے ہیں جس کی رو سے ان کو اسلام سے ہی ہاتھ دھونا پڑتا ہے۔ اگر ان کے دل میں تقویٰ ہوتی تو ایسے اعتراض کبھی نہ کرتے جن میں دوسرے نبی شریک غالب ہیں۔''

(اعجاز احمدی ص ۵، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۲)

۲...... ''میں بار بار کہتا ہوں کہ اگر یہ تمام مخالف مشرق اور مغرب کے جمع ہو جائیں تو میرے پر کوئی ایسا اعتراض نہیں کر سکتے کہ جس اعتراض میں گذشتہ نبیوں میں سے کوئی نبی شریک نہ ہو۔'' (تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۳۷، خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۵)

سب سے بڑا دعویٰ اشاعت اسلام کا ہے۔ دین میں جو تفرقہ اور فساد پیدا کیا جارہا ہے، ظاہر ہے۔ لیکن شکایت کیجئے تو یہی جواب ملتا ہے کہ اشاعت اسلام کون کر رہا ہے۔ اشاعت کا ماحصل دیکھئے تو یہی کہ اسلام میں شاید اختلاف نمودار ہو۔ مسلمانوں میں فساد پھیلے اور اس کے معاوضہ کچھ دور افتادہ نومسلموں کی فہرستیں شائع ہو جائیں جن کے دین و ایمان سے وہ خود ہی خوب واقف ہیں۔

غرض کہ خوش عقیدگی کی رشوت دے کر یا بے ادبی کی دھمکی دے کر مسلمانوں سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ یا تو مروتاً ہاں میں ہاں ملا دیں، یا سکوت اختیار کریں تا کہ قادیانی تحریک کی تبلیغ بلا روک ٹوک جاری رہے۔

(۱۸) امت محمد پر فضیلت

مرزا غلام احمد قادیانی جب قادیانی صاحبان کے نزدیک مسیح موعود اور مہدی معہود بن گئے تو گویا امت محمدی میں سب سے افضل ہو گئے۔ کھلی منطق ہے:

’’جیسا کہ ہم اوپر ظاہر کر چکے ہیں کہ اہل سنت والجماعت کے عقائد میں ہے کہ حضرت مسیح موعود اور مہدی معہود آنحضرت ﷺ کے بعد امت محمدیہ میں سب سے افضل ہوں گے۔ اس لئے ہم کو ان دونوں یعنی حضرت علی ؓ اور حضرت امام حسین رضوان اللہ علیہما کے مرتبہ اور ان پر مسیح موعود کی فضیلت کی نسبت لکھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ حضرت صدیق ؓ کی نسبت اہل سنت والجماعت کے خطبات جمعہ میں علانیہ اس عقیدہ کا اعلان کیا جاتا ہے کہ ’’افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق ‘‘تو جب مسیح موعود مہدی ابوبکر ؓ سے افضل ہوں گے تو ظاہر ہے کہ بقیہ تمامی امت سے بھی افضل ہوں گے۔ اگر حضرت ابوبکر ؓ کی فضیلت حضرت علی ؓ اور امام حسین ؓ پر اہل سنت والجماعت میں متفق علیہ ہے اور اس کی وجہ سے کوئی ہتک ان حضرات اہل بیت کی نہیں ہوتی تو مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی فضیلت تو بدرجہ اولیٰ قابل تسلیم ہے اور نا قابل اعتراض ہے اور جب ان تمام حضرات پر فضیلت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی عقیدتاً مسلم ہو گئی تو دیگر اولیاء امت اور حضرت شیخ جیلانی ؒ کے ذکر کی کیا ضرورت ہے۔‘‘ (تصدیق احمدیت ص۱۴۴)

(۱۹) حضرت آدم علیہ السلام پر فضیلت

مرزا غلام احمد نے حسب عادت منجملہ دیگر انبیاء علیہم السلام کے حضرت آدم علیہ السلام پر بھی اپنی فضیلت ظاہر کی ہے۔ غنیمت ہے کہ قادیانی صاحبان اس کو ایک سنگین الزام سمجھتے ہیں۔ مگر مرزا غلام احمد کو اس الزام سے بری قرار دیتے ہیں ان کی تاویل ہے کہ جو اقتباس کتاب ’’قادیانی مذہب‘‘ میں درج ہے۔ اس سے مرزا غلام احمد کی فضیلت ظاہر نہیں ہوتی۔ حالانکہ اظہر ہے۔ لیکن آخر و کالت بھی تو کوئی چیز ہے۔ بہرحال مضائقہ نہیں۔ دوسرا اقتباس ملاحظہ ہو۔ شاید اس کا مطلب عقل میں آ جائے۔ تاہم مرزا غلام احمد کے حق میں سنگین الزام تسلیم کرنا قادیانی صاحبان کے واسطے دشوار ہے۔

’’آدم اور مسیح موعود میں کیا فرق ہے؟ (ترجمہ) آدم اس لئے آیا کہ نفوس کو اس دنیا کی زندگی کی طرف بھیجے اور ان میں اختلاف اور عداوت کی آگ بھڑکائے اور مسیح امم اس لئے آیا کہ ان کو دار فنا کی طرف واپس لوٹائے اور ان میں سے اختلاف ومخاصمت، تفرقہ اور پراگندی کو دور کرے اور انہیں اتحاد ومحویت نفی غیر اور باہمی اخلاص کی طرف کھینچے اور مسیح اللہ کے اس اسم کا مظہر ہے جو خاتم سلسلہ مخلوقات ہے یعنی آخر جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے قول ’’ھو الآخر ‘‘میں اشارہ کیا گیا ہے۔ کیونکہ وہ کائنات کے آخر ہونے کی علامت ہے۔‘‘ (ترجمہ) (ضمیمہ خطبہ الہامیہ ص الف، خزائن ج۱۶ ص۳۰۸)

(۲۰) بروز کی تشریح

مرزا غلام احمد نے بروز سے جو مطلب نکالا ہے، قادیانی صاحبان نے تصدیق احمدیت میں یا تو کم علمی یا مصلحت سے اسے ٹالنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن اس مسئلہ میں تاویل کی گنجائش نہیں۔ ہماری کتاب قادیانی مذہب میں صاف صریح اقتباسات موجود ہیں۔ ذیل میں ہم مزید تشریح خود قادیانی صاحبان اور مرزا غلام احمد کی طرف سے پیش کرتے ہیں:

''بعض دوستوں نے بروز کے معنی صرف ادنیٰ مشابہت کے سمجھے ہیں۔ چونکہ اس خیال سے حضرت مسیح موعود کی اصلی شان دنیا پر ظاہر نہیں ہوتی۔ حالانکہ اسی شان فہمی پر آپ کے ماننے نہ ماننے کا مسئلہ موقوف ہے۔ اس لئے میں آپ ہی کی تحریروں سے دکھانا چاہتا ہوں کہ آپ کن معنوں میں بروز سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہونے کے مدعی تھے۔ اس مسئلہ کو حضور نے خطبہ الہامیہ میں خوب واضح کیا ہے۔ جو لفظ بہ لفظ یہاں نقل کیا جاتا ہے تاکہ برادران طریقت کے اطمینان قلب کا موجب ہو اور دوسروں پر اپنے مسیح کی شان واضح کر سکیں۔ اسی طرح ہمارے نبی کریم ﷺ کی روحانیت نے پانچویں ہزار میں اجمالی صفات کے ساتھ ظہور فرمایا اور وہ زمانہ اس روحانیت کی ترقیات کا انتہاء نہ تھا بلکہ اس کے کمالات کے معراج کے لئے پہلا قدم تھا۔ پھر اس روحانیت نے چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اس وقت پوری طرح سے تجلی فرمائی جیسا کہ آدم علیہ السلام چھٹے دن کے آخر میں احسن الخالقین خدا کے اذن سے پیدا ہوا اور خیر الرسل کی روحانیت نے اپنے ظہور کے کمال کے لئے اور اپنے نور کے غلبہ کے لئے ایک مظہر اختیار کیا جیسا کہ خدا تعالیٰ نے کتاب مبین میں وعدہ فرمایا تھا۔ پس میں (غلام احمد قادیانی) وہی مظہر ہوں پس ایمان لاؤ اور کافروں میں سے مت ہو...... پس اگر تو عقلمند ہے تو فکر کر اور جان کہ ہمارے نبی کریم ﷺ جیسا کہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے۔ ایسا ہی مسیح موعود کی بروزی صورت اختیار کر کے چھٹے ہزار کے آخر میں مبعوث ہوئے...... بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی روحانیت چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی ان دنوں میں بہ نسبت ان سالوں کے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے۔ بلکہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہے۔'' (ترجمہ) (خطبہ الہامیہ ص ۱۷۷ تا ۱۸۲، خزائن ج ۱۶ ص ۲۶۶ تا ۲۷۲)

''اس تشریح نے کالشمس فی نصف النہار ظاہر کر دیا کہ مسیح موعود کی بعثت آنحضرت ﷺ کی بعثت ہے اور صرف فنافی الرسول کا درجہ مراد نہیں جو اولیاء محمدیہ میں سے بہتوں کو نصیب ہوا اور نہ مثیل کا جس میں تھوڑی سی مشابہت بھی کافی ہوتی بلکہ یہاں تو معاملہ ہی جدا ہے۔'' (تشحیذ الاذہان قادیان ج ۸ نمبر ۱۲ ص ۵۸۶، ماہ دسمبر ۱۹۱۳ء)

قادیانی صاحبان اکثر دوسروں کو یاد دلاتے ہیں۔ مرنا ہے، خدا کو منہ دکھانا ہے۔ کبھی کبھی تاویل کرتے وقت خود بھی اگر عاقبت کو یاد کر لیں تو شاید ان کے حق میں بہتر ہو۔

(۲۱) مرزا قادیانی کی نبوت

قادیانی صاحبان نے مرزا غلام احمد کی نبوت کی جو ضرورت بیان فرمائی ہے اس کے مدنظر وہ اپنی مصلحت سے مجبور معلوم ہوتے ہیں۔ اگر نبوت سے دست برداری دیتے ہیں تو مسیحیت بھی جاتی ہے اور بقول قادیانی صاحبان، ''اگر ان کا یہ دعویٰ غلط قرار پائے تو سارا قصہ ہی تمام ہو جائے۔'' اس لئے مسیحیت منوانے کے واسطے نبوت کا دعویٰ لابد ہو گیا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

''ظاہر ہے کہ جو شخص مسیح موعود ہونے کا مدعی ہو اس کا نبی ہونا ضروری ہے۔ اگر حضرت مرزا صاحب کہیں یہ کہہ دیتے کہ میں نبی نہیں ہوں تو ان کا دعویٰ مسیح موعود اس طرح با آسانی رد کیا جا سکتا تھا کہ ہم کسی ایسے مسیح کے منتظر نہیں کئے گئے جو نبی نہ ہو۔ اس لئے اصل بحث طلب دعویٰ حضرت کا دعویٰ مسیحیت ہے۔ اگر ان کا یہ دعویٰ غلط قرار پا جائے تو سارا قصہ ہی ختم ہو جاتا ہے۔'' (تصدیق احمدیت ص ۳۹)

اب نبوت کی تشریح ملاحظہ ہو:

''اس لئے احمدیوں میں سے کوئی شخص بھی اس کا قائل نہیں ہے کہ حضرت مرزا صاحب امت محمدیہ میں سے الگ ہو کر کوئی ایسے نبی تھے جو براہ راست خدا سے ہدایت پا کر علیحدہ مذہب اور شریعت لے کر آتا ہے۔'' (تصدیق احمدیت ص ۲۹)

''میں حضرت مرزا صاحب کی نبوت کی نسبت لکھ آیا ہوں کہ نبوت کے حقوق کے لحاظ سے وہ ویسی ہی نبوت ہے جیسے اور نبیوں کی صرف نبوت کے حاصل کرنے کے طریقوں میں فرق ہے۔ پہلے انبیاء نے بلاواسطہ نبوت پائی اور آپ نے بالواسطہ۔''

(القول الفصل ص۳۳، انوار العلوم ج۲ص۲۹۳)

''اور ہمارے نزدیک تو کوئی دوسرا آیا ہی نہیں۔ نہ نیا نبی نہ پرانا۔ بلکہ خود محمد رسول اللہ ﷺ کی چادر دوسرے کو پہنائی گئی ہے اور وہ خود ہی آئے ہیں۔'' (ارشاد مرزا قادیانی مؤرخہ ۱۹؍نومبر ۱۹۰۱ء، ملفوظات ج۲ص۴۰۴، جدید ملفوظات ج۱ص۵۸۵)

''اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النّبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا۔ جیسا کہ آیت آخرین منہم سے ظاہر ہے۔ پس مسیح موعود خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔''

(کلمۃ الفصل مصنفہ بشیر احمد مندرجہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ج۱۴ نمبر۴ ص۱۵۸، بابت ماہ اپریل ۱۹۱۵ء)

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں

(البدر قادیان ج۲ نمبر۴۳ ص۱۴ کالم۱، مؤرخہ ۲۵؍اکتوبر ۱۹۰۶ء، منقول از اخبار پیغام صلح لاہور مؤرخہ ۱۴؍مارچ ۱۹۱۶ء)

(۲۲) حمل کی بحث

مرزا غلام احمد کے حمل کا ماجرا بظاہر عجیب معلوم ہوتا ہے۔ لیکن قادیانی صاحبان کا بیان ہے کہ تصوف میں یہ بھی ایک مقام ہے۔ چنانچہ اسی رعایت سے ہم نے بھی عنوان الہامی حمل رکھا ہے۔ خالی حمل میں مغالطہ کا اندیشہ تھا۔ بہرحال قادیانی تصوف کے نکات ملاحظہ ہوں:

''اسی طرح میری کتاب اربعین نمبر۴ ص۱۹ میں بابو الٰہی بخش کی نسبت یہ الہام ہے...... یعنی بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے۔ مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا جو متواتر ہوں گے۔ تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہوگیا ہے۔ ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ کے ہے۔'' (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۴۳، خزائن ج۲۲ص۵۸۱)

''حضرت مسیح موعود نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی قوت کا اظہار فرمایا تھا۔ سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے۔''

(اسلامی قربانی ٹریکٹ نمبر۳۴ ص۱۲، مصنفہ قاضی یار محمد قادیانی، مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر)

''مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام...... مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور پر میں ابن مریم ٹھہرا۔''

(کشتی نوح ص۴۶، ۴۷، خزائن ج۱۹ص۵۰)

قادیانی صاحبان، مرزا غلام احمد کی تصدیق کرتے ہیں۔ لیکن قاضی صاحب کو مجنون بتاتے ہیں۔ نزلہ برعضو ضعیف می ریزد۔ قادیانی صاحبان نے مرزا غلام احمد کے حمل کی ایک نظم بھی درج کی ہے اور فرمائش کی ہے کہ جس کو ذوق تصوف ہے، سنے اور سر دھنے۔ یہ تصوف ان ہی صاحبان کو مبارک ہو۔ انہیں اختیار ہے سر دھنیں یا سر پٹخیں۔

(۲۳) حضرت مسیح کی شان

مرزا غلام احمد قادیانی نے جب مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو عیسائیوں سے بھی خوب چلی۔ مناظرے ہوئے۔ اشتہار بازی

ہوئی۔ گالی گلوچ تو کوئی بات ہی نہ تھی۔ فوجداری تک نوبت پہنچی۔ مقدمے چلے۔ ان تمام معرکوں میں سب سے زیادہ مشہور عبداللہ آتھم کا قصہ ہے کہ اوّل مرزا غلام احمد قادیانی نے اس سے مناظرہ کیا۔ پھر یہ پیش گوئی کہ اتنے عرصہ کے اندر فلاں تاریخ تک وہ مرجائے گا۔ ضعیف اور سن رسیدہ ہونے کے باوجود وہ پیش گوئی کی تاریخ پر نہ مرا، بلکہ کافی عرصہ تک بعد کو زندہ رہا۔ چنانچہ ایک چشم دیدہ یادگار مولوی رحیم بخش قادیانی، ایم.اے نے اپنے والد صاحب (مرزا غلام احمد کے ایک صحابی یعنی ماسٹر قادر بخش قادیانی) کے حالات میں لکھی ہے جو ذیل میں پیش کرتے ہیں۔ بہت سبق آموز ہے:

''۵؍ستمبر ۱۸۹۴ء کو جس دن عبداللہ آتھم والی پیش گوئی کے پورا ہونے کا انتظار تھا، آپ (یعنی ماسٹر قادر بخش) قادیان میں تھے فرمایا کرتے تھے کہ حضرت (مرزا قادیانی) صاحب اس دن یہ فرماتے تھے کہ آج سورج غروب نہیں ہوگا کہ آتھم مرجائے گا۔ مگر جب سورج غروب ہوگیا تو لوگوں کے دل ڈولنے لگے۔ آپ (یعنی ماسٹر قادر بخش) فرماتے تھے کہ اس وقت مجھے کوئی گھبراہٹ نہیں تھی، ہاں فکر اور حیرانی ضرور تھی۔ لیکن جس وقت حضور نے تقریر فرمائی اور ابتلاؤں کی حقیقت بتلائی تو طبیعت بشاش اور انشراح صدر پیدا ہوگیا اور ایمان تازہ ہوگیا۔ (ماسٹر قادر بخش) فرماتے تھے کہ میں نے امرتسر جاکر عبداللہ آتھم کو خود دیکھا۔ عیسائی اسے گاڑی میں بٹھائے ہوئے بڑی دھوم دھام سے بازاروں میں لئے پھرتے تھے۔ لیکن اسے دیکھ کر یہ سمجھ گیا کہ واقعہ میں یہ مرگیا ہے اور یہ صرف اس کا جنازہ ہے جسے لئے پھرتے ہیں، آج نہیں تو کل مرجائے گا۔'' (الحکم قادیان ج ۲۵ نمبر ۳۴، مؤرخہ ۷؍ستمبر ۱۹۲۳ء)

بعد کو اس پیشین گوئی پر بڑا ہنگامہ مچا۔ لوگوں نے مرزا غلام احمد کو بہت چھیڑا اور خوب گالیاں کھائیں۔ دوسری غلط پیش گوئیوں کی طرح اس کی تاویل کو بھی بہت کچھ طول دیا گیا اور سخن پروری کا سلسلہ برابر جاری ہے۔ بہرحال ان قصوں میں لامحالہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام دونوں لپیٹ میں آگئے۔ عیسائیوں کی طرف سے دل جلا ہوا تھا۔ مرزا غلام احمد نے خوب دل کا بخار نکالا اور دل کو یوں سمجھا لیا کہ عیسائیوں کے مسیح اور مریم کو برا کہتا ہوں اور عیسائیوں سے بدزبانی کا بدلہ لیتا ہوں۔ اس روداد کو جاننے کے بعد سمجھ میں آسکے گا کہ یہودیوں کے پردے میں مرزا غلام احمد نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ محترمہ حضرت مریم علیہا السلام کی شان میں اس درجہ گستاخی کیوں اختیار کی، مثلاً ملاحظہ ہو:

''ایک مردہ پرست فتح مسیح نام نے فتح گڑھ تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور سے پھر اپنی پہلی بے حیائی کو دکھلا کر ایک گندہ اور بدزبانی سے بھرا ہوا خط لکھا ہے۔ جس میں وہ پھر اپنی بے شرمی سے کام لے کر یہ ذکر بھی درمیان میں لاتا ہے کہ آتھم کی نسبت پیش گوئی پوری نہیں ہوئی۔ سو ہم اس پیش گوئی کے پورا ہونے کے بارے میں بہت کچھ ثبوت رسالہ انوار الاسلام اور رسالہ ضیاء الحق اور رسالہ انجام آتھم میں دے چکے ہیں...... یسوع کی تمام پیش گوئیوں میں سے جو عیسائیوں کا مردہ خدا ہے، اگر ایک پیش گوئی بھی اس پیش گوئی کے پلہ اور ہم وزن ثابت ہوجائے تو ہم ہر ایک تاوان دینے کو تیار ہیں...... عیسائیوں نے بہت سے آپ (حضرت عیسیٰ) کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا...... ممکن ہے آپ نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شب کور وغیرہ کو اچھا کیا ہو یا کسی اور ایسی بیماری کا علاج کیا ہو مگر آپ کی بدقسمتی سے اسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے...... اسی تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری پوری حقیقت کھلتی ہے اور اسی تالاب نے فیصلہ کردیا ہے کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اس تالاب کا معجزہ ہے اور آپ کے ہاتھ میں سوا مکر وفریب کے اور کچھ نہیں تھا۔ پھر افسوس کہ نالائق عیسائی ایسے شخص کو خدا بنارہے ہیں۔ آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور

پذیر ہوا۔مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی۔آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیز گار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقعہ نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگاوے اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہوسکتا ہے...... بالآخر ہم لکھتے ہیں کہ ہمیں پادریوں کے یسوع اور اس کے چال چلن سے کچھ غرض نہ تھی۔انہوں نے ناحق ہمارے نبی ﷺ کو گالیاں دے کر ہمیں آمادہ کیا کہ ان کے یسوع کا کچھ تھوڑا سا حال ان پر ظاہر کریں۔'' (ضمیمہ رسالہ انجام آتھم ص۳ تا۸،خزائن ج۱۱ص ۲۸۷ تا ۲۹۲ حاشیہ)

اب تک تو یہ عذر تھا کہ ہم عیسائیوں کے یسوع کو برا کہتے ہیں۔اب اسلام کے عیسیٰ پر کیا عنایت ہوتی ہے وہ بھی ملاحظہ فرمائیے:

''اور یہود تو حضرت عیسیٰ کے معاملے میں اور ان کی پیش گوئیوں کے بارے میں ایسے قوی اعتراض رکھتے ہیں کہ ہم بھی ان کا جواب دینے میں حیران ہیں، بغیر اس کے کہ یہ کہہ دیں کہ ضرور عیسیٰ نبی ہے۔کیونکہ قرآن نے اس کو نبی قرار دیا ہے اور کوئی دلیل ان کی نبوت پر قائم نہیں ہوسکتی، بلکہ ابطال نبوت پر کئی دلائل قائم ہیں۔یہ احسان قرآن کا ان پر ہے کہ ان کو بھی نبیوں کے دفتر میں لکھ دیا ہے۔

غرض قرآن شریف نے حضرت مسیح کو سچا قرار دیا ہے،لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان پیش گوئیوں پر یہود کو سخت اعتراض ہیں جو ہم کسی طرح ان کو دفع نہیں کر سکتے،صرف قرآن کے سہارے سے ہم نے مان لیا ہے اور سچے دل سے قبول کیا ہے اور بجز اس کے ان کی نبوت پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں۔عیسائی تو ان کی خدائی کو روتے ہیں۔مگر یہاں نبوت بھی ان کی ثابت نہیں ہوسکتی۔ہائے کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیش گوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں۔''

(اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح ص۱۳،۱۴،خزائن ج۱۹ص۱۲۰)

مندرجہ بالا اقتباسات پڑھنے سے واضح ہوگا کہ درپردہ مرزاغلام احمد کو اپنی پیش گوئیوں بالخصوص آتھم والی پیش گوئی کے غلط ہونے کی خفت ہے۔لوگوں کے طعن و تشنیع کا ملال ہے اور وہ کس طرح باتوں باتوں میں عیسائیوں کے دل جلانے کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اپنا غصہ نکالتے ہیں۔

مگر مرزاغلام احمد کی ستم ظریفی کا سلسلہ ابھی جاری ہے۔

''اور مفسد اور مفتری ہے وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا۔بلکہ مسیح تو مسیح میں تو اس کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں۔کیونکہ پانچوں ایک ہی ماں کے بیٹے ہیں۔نہ صرف اس قدر بلکہ میں تو حضرت مسیح کی دونوں حقیقی ہمشیروں کو بھی مقدسہ سمجھتا ہوں۔کیونکہ یہ سب بزرگ مریم بتول کے پیٹ سے ہیں اور مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا۔پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کرلیا۔گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم توریت عین حمل میں کیونکر نکاح کیا گیا اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا اور تعدد ازواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی۔یعنی باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی کے ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آوے۔مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آگئیں۔اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے نہ قابل اعتراض۔'' (کشتی نوح ص۱۶،خزائن ج۱۹ص۱۷،۱۸)

اللہ رے بیباکی، کیسے طنز آمیز کنایات ہیں کہ ایمان لرز جائے لیکن قادیانی صاحبان کے نزدیک سب بجا اور درست ہے۔اس میں کوئی مضائقہ کی بات نہیں۔قادیانی اخلاق میں بہت وسعت ہے۔لیکن مرزاغلام احمد بات کو اس حد تک بڑھاتے ہیں ان کا دلی منشاء سمجھنے میں کسی شک کی گنجائش نہ رہے، استغفراللہ!

''پانچواں قرینہ ان کے (یعنی افغانیوں کے) وہ رسوم ہیں جو یہودیوں سے بہت ملتے ہیں۔ مثلاً ان کے بعض قبائل ناطہ اور نکاح میں کچھ چنداں فرق نہیں سمجھتے اور عورتیں اپنے منسوب سے بلاتکلف ملتی ہیں اور باتیں کرتی ہیں۔ حضرت مریم صدیقہ کا اپنے منسوب یوسف کے ساتھ قبل نکاح کے پھرنا اس اسرائیلی رسم پر پختہ شہادت ہے۔'' (ایام صلح ص۶۶، خزائن ج۱۴ ص۳۰۰ حاشیہ)

''بزرگوں نے بہت اصرار کر کے بسرعت تمام مریم کا اس (یوسف نجار) سے نکاح کرادیا اور مریم کو ہیکل سے رخصت کرادیا۔ خدا کے مقدس گھر پر نکتہ چینیاں نہ ہوں۔ کچھ تھوڑے دنوں کے بعد ہی وہ لڑکا پیدا ہوگیا جس کا نام یسوع رکھا گیا۔''

(اخبار الحکم قادیان ج۶ نمبر۲۶ ص۱۶ کالم۲، مؤرخہ ۲۴؍جولائی ۱۹۰۲ء)

''یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں۔ یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھی۔'' (کشتی نوح ص۱۷، خزائن ج۱۹ ص۱۸ حاشیہ)

کیا قادیانی صاحبان سے توقع ہوسکتی ہے کہ مطلب سمجھیں اور استغفار کریں؟

(۲۴) کنویں میں چنے

مرزا غلام احمد قادیانی کو پیش گوئی کا بڑا دعویٰ تھا اور اس کو اپنی نبوت کا بڑا کمال سمجھتے تھے۔ معرکہ کی پیش گوئیوں میں آتھم کی پیش گوئی بھی بہت مشہور ہے۔ چنانچہ اس کا مختصر ذکر اوپر آچکا ہے۔ اس پیش گوئی کی خاطر مرزا غلام احمد نے کیا کیا کوششیں کیں؟ ذیل کے ایک واقعہ سے اس کا اندازہ ہوسکتا ہے اور اسی مرزا غلام احمد کی ذہنیت کا بھی پتہ چلتا ہے۔ یوں بھی ایک لطیفہ ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

''بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ جب آتھم کی میعاد میں صرف ایک دن باقی رہ گیا تو حضرت مسیح موعود نے مجھ سے اور میاں حامد علی مرحوم سے فرمایا کہ اتنے چنے (مجھے تعداد یاد نہیں رہی کہ کتنے چنے آپ نے بتائے تھے) لے لو اور ان پر فلاں سورت کا وظیفہ اتنی تعداد میں پڑھو۔ (مجھے وظیفے کی تعداد بھی یاد نہیں رہی) میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ مجھے وہ سورۃ یاد نہیں رہی۔ مگر اتنا یاد ہے کہ وہ کوئی چھوٹی سی سورت تھی جیسے ''الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل...... الخ'' ہے اور ہم نے یہ وظیفہ قریباً ساری رات صرف کر کے ختم کیا تھا۔ وظیفہ ختم کرنے پر ہم وہ دانے حضرت صاحب کے پاس لے گئے کیونکہ آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ وظیفہ ختم ہونے پر یہ دانے میرے پاس لے آنا۔ اس کے بعد حضرت صاحب ہم دونوں کو قادیان سے باہر غالباً شمال کی طرف لے گئے اور فرمایا، یہ دانے کسی غیرآباد کنویں میں ڈالے جائیں گے اور فرمایا کہ جب میں دانے کنویں میں پھینک دوں تو ہم سب کو سرعت کے ساتھ منہ پھیر کر واپس لوٹ آنا چاہئے اور مڑ کر نہیں دیکھنا چاہئے۔ چنانچہ حضرت صاحب نے ایک غیرآباد کنویں میں ان دانوں کو پھینک دیا اور پھر جلدی سے منہ پھیر کر سرعت کے ساتھ واپس لوٹ آئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ جلدی جلدی واپس چلے آئے اور کسی نے منہ پھیر کر پیچھے کی طرف نہیں دیکھا۔'' (سیرت المہدی حصہ اوّل ص۱۵۹،۱۶۰، روایت نمبر۱۵۶، جدید ج۱ حصہ اوّل ص۱۶۲،۱۶۳، روایت نمبر۱۶۰)

(۲۵) حق ایجاد

مرزا غلام احمد کی زندگی کے دو دور کی بحث پر قادیانی صاحبان نے ہم کو مسیحی پادریوں سے تشبیہ دی ہے۔ حالانکہ وہ واقف ہیں کہ دو دور کی بحث خود ان کے خلیفہ قادیان مرزا محمود کی ایجاد ہے۔ خلیفہ قادیان اسی ایجاد پر مرزا غلام احمد کی نبوت کی بنیاد جماتے ہیں۔ اپنے

مذہب کی ساری عمارت بناتے ہیں۔ جس کو دیکھ کر غیر تو غیر خود مال اندیش قادیانی بہت واویلا مچاتے ہیں کہ ہائے میاں صاحب کیا غضب ڈھاتے ہیں۔

بہر حال مسیحی پادریوں سے مشابہت کا جو کمال ہے وہ خود قادیانی خلیفہ کا حصہ ہے اور کوئی اس میں کیونکر شریک ہوسکتا ہے۔ اوّل تو دو دور کا حق ایجاد ان ہی کو حاصل ہے۔ دوم خود ان کے والد مسیح موعود تھے اور پہلے مسیح سے افضل تھے۔ لہٰذا افضل مسیح کا بیٹا اور خلیفہ تو بڑے بڑے مسیح پادریوں سے بڑھ کر ہوا چہ جائیکہ قادیانی صاحبان اپنی بے توفیقی سے ان کو مسیحی پادریوں کے برابر مشابہ ماننے میں بخل کریں۔

مرزا غلام احمد کی زندگی کے دو دور خود مرزا محمود خلیفہ قادیان کی خاص تحقیق ہے۔ اگرچہ لاہوری جماعت کو تو اب بھی اس دو رنگی سے انکار ہے۔ ملاحظہ ہو:

''اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے عقیدہ میں تبدیلی کی ہے اور ۱۹۰۰ء ایک درمیانی عرصہ ہے جو دونوں خیالات کے درمیان برزخ کے طور پر حد فاصل ہے۔ پس...... یہ ثابت ہے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کے وہ حوالے جن میں آپ (مرزا غلام احمد) نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے، اب منسوخ ہیں اور ان سے حجت پکڑنی غلط ہے۔''

(حقیقت النبوۃ حصہ اوّل ص ۱۲۱، انوار العلوم ج ۲ ص ۴۴۴، ۴۴۵)

(۲۶) قادیانی لام

تصدیق احمدیت کے بعض حصے تو اپنی یبوست اور سخن سازی کے لحاظ سے سراسر قانونی جواب دعویٰ معلوم ہوتے ہیں جس میں حق ناحق سے بڑھ کر مقدمہ کی ہار جیت کا جذبہ غالب ہے، وکالت میں پختہ کاری کا حق ادا کیا گیا ہے۔ باقی حصے مضمون نگاری کے ادنیٰ نمونے ہیں تاہم کہیں کہیں انشاء پردازی کی بھی کوشش نظر آتی ہے۔ چنانچہ ایک جگہ ہم پر خوب لام باندھا ہے۔ ملاحظہ ہو:

''یہ ہے برنی صاحب کے صرف کا حال، اس کی ایک اور مثال، ان کا باطل خیال، غریب کم علم لوگوں کے لئے جال اور حق کو دبانے کی ایک چال، جو ان شاء اللہ ایک دن ضرور لائے گی ان پر وبال۔'' (تصدیق احمدیت ص ۱۳۵)

جن صاحب نے بھی ہمت کی داد کے مستحق ہیں۔ لیکن اگر محض قیاس آرائی کے بجائے واقعات پر طبع آزمائی کرتے تو عبارت اور مضمون میں بہت اصلاح ممکن تھی۔ مثلاً:

ملتے ملتے رہ گیا مال۔ اگلی باتیں خواب وخیال روز وشب ہے یہی ملال۔ کیسا آ گیا زوال۔ سنبھلنا ہو گیا محال۔ حواس نہیں رہے بحال، کہ نظر آ گیا مآل، انفعال، انفعال، انفعال، انفعال۔

(۲۷) قرآنی احکام

قادیانی صاحبان جو صاف صاف قرآن کی گرفت میں آئے تو بہت گھبرائے۔ لیکن سورۂ توبہ میں اپنا حال پڑھ کر بھی توبہ کی توفیق نہیں ہوئی بلکہ حسب عادت گریز اختیار کیا۔ کچھ ہماری تضحیک، کچھ قرآن کریم کی تاویل۔ مگر اس درجہ بے اختیار و بے محل کہ حرکت مذبوحی معلوم ہوتی ہے۔ آخر یہ فرار کب تک۔ آج نہیں تو کل حقیقت کھل جائے گی۔ زبان درازی کام نہ آئے گی۔ بلکہ انجام بد دکھائے گی۔

کیفیت یہ ہے کہ قادیانی صاحبان اپنی کارگزاریاں دکھاتے ہیں۔ کارنامے سناتے ہیں۔ کاموں پر اتراتے ہیں۔ ان میں دو جماعتیں ہیں۔ لاہوری اپنے عقائد میں نسبتاً نرم ہیں اور قادیانی سخت۔ حتیٰ کہ وہ اسلام کو صرف اپنا حق بتاتے ہیں۔ تمام مسلمانوں کو کافر

بناتے ہیں۔ رشتے ناتے، غمی، شادی کے تعلقات چھڑاتے ہیں۔ خوب تفرقہ پھیلاتے ہیں۔ یہ لوگ مرزاغلام احمد قادیانی کی امت کہلاتے ہیں۔ مرزاغلام احمد اپنے کو مسیح موعود اور مہدی معہود بتاتے ہیں۔ نبوت اور رسالت تک جاتے ہیں۔ بڑے بڑے دعویٰ زبان پر لاتے ہیں۔ جن سے ایمان لرز جاتے ہیں۔ یہ لوگ ان کے مذہب کی تبلیغ کراتے ہیں۔ مگر ٹوکئے تو قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم تو اسلام کی خیر مناتے ہیں۔ گویا الٹی خیرخواہی جتاتے ہیں۔

معروضہ یہ تھا کہ قادیانی دعوؤں کا قرآن شریف سے ایسا جواب ملے کہ ان کی اصل حقیقت عیاں ہو جائے۔ سو بطفیل نبی کریم ﷺ اس بارے میں جو ایماء ہوا وہ سراسر قرآن شریف کا معجزہ ہے۔ گویا کہ قادیانی تحریک کا نقشہ کھینچ دیا۔ اس پر بھی آنکھیں نہ کھلیں تو مایوسی ہے۔ ’’من کان فی ہذہ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی واضل سبیلا (۸/۱۵) نعوذ باللہ من ذالک‘‘

قرآنی احکام ملاحظہ ہوں۔ سبحان اللہ! کیا اعجاز ہے:

آیات:

’’وقل اعملوا فسیراللہ عملکم ورسولہ والمؤمنون وستردون الیٰ عالم الغیب والشھادۃ فینبکم بما کنتم تعملون واخرون مرجون لامر اللہ امایعذبھم واما یتوب علیہ واللہ علیم حکیم. والذین اتخذوا مسجدا ضرارا وکفرا وتفریقا بین المؤمنین وارصادا لمن حارب اللہ ورسولہ من قبل ولیحلفن ان اردنا الا الحسنی واللہ یشھد انھم لکذبون (سورۂ توبہ رکوع۳)‘‘ ﴿کہہ دو کہ کائے جاؤ پھر آگے دیکھئے گا اللہ تمہارے عمل کو اور اس کا رسول اور مسلمان، اور جلد لوٹائے جاؤ گے ایسے کی جانب جو چھپے اور کھلے کا واقف ہے تو وہ تم کو جتادے گا جو تم کر رہے تھے اور کچھ وہ لوگ ہیں جن کا معاملہ ملتوی ہے اللہ کے حکم پر یا ان کو عذاب دے یا ان کی توبہ قبول فرمائے اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے اور دوسرے وہ لوگ جنہوں نے بنا کھڑی کی ہے ایک جدا مسجد ضرر پہنچانے اور کفر کرنے اور پھوٹ ڈالنے کو مسلمانوں میں اور پناہ دینے کو اس شخص کو جو لڑ رہا ہے اللہ اور اس کے رسول سے پہلے سے اور اب قسم کھانے لگیں گے بجز بھلائی کے ہمیں کچھ مقصود نہ تھا اور اللہ گواہ ہے کہ وہ بالکل کاذب اور جھوٹے ہیں۔ (۴/۴۵)﴾

کاذبین کی حقیقت قرآن کریم سے بخوبی واقف ہوگئی۔ ’’لعنۃ اللہ علی الکاذبین‘‘ جو قادیانی صاحبان ہمیشہ ورد کرتے ہیں، یہ تو صریح خودکشی ہے۔ اس کے بجائے توبہ اور استغفار کریں تو ممکن ہے کہ فتنہ سے خلاصی ہو کر پھر ہدایت نصیب ہو۔ بہرحال اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فتنہ سے محفوظ رکھے اور صراط مستقیم پر استقامت عطاء فرمائے۔ ’’ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین خاتم النّبیین وعلی الہ وصحبہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین‘‘

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ضمیمہ سوم

قادیانی کتاب

اس ستم گر کو ستم گر نہیں کہتے بنتا سعی تاویل خیالات چلی جاتی ہے

(۱) تمہید

قادیانی صاحبان کی طرف سے حال میں پھر ایک کتاب ’’ہمارا مذہب‘‘ شائع ہوئی ہے۔ گویا قادیانی نقطۂ نظر سے اس میں قادیانی مذہب کی تشریح ہے۔ اس کے مؤلف مولوی فاضل علی محمد اجمیری قادیانی ہیں۔ سرورق پر لکھا ہے اور نیز اخبارات میں اعلان کیا ہے کہ اس میں پروفیسر الیاس برنی صاحب کے رسائل اربعہ ’’قادیانی مذہب‘‘ ایڈیشن اوّل و ایڈیشن دوم ’’قادیانی جماعت‘‘ اور ’’قادیانی حساب‘‘ کا مکمل و مدلل جواب دیا گیا ہے۔

(۲) تالیفات کا سلسلہ

مذکورہ بالا کتاب میں ہماری جن تالیفات کا حوالہ دیا ہے، ان کی کیفیت یہ ہے کہ سب سے اوّل قادیانی صاحبان نے حیدرآباد سے ایک رسالہ شائع کیا تھا۔ ’’ختم نبوت اور جناب پروفیسر الیاس برنی‘‘ اس کے بعد ہماری پہلی مختصر کتاب ’’قادیانی مذہب‘‘ شائع ہوئی۔ پانچ فصلوں کے تحت پچاس عنوان، ہر عنوان کے ذیل میں قادیانی کتب کے چند اقتباسات تقطیع چھوٹی، حجم صرف ایک سو بیس صفحے۔ اس کے بعد قادیانی صاحبان نے بنگلور سے دوسرا رسالہ شائع کیا ’’الیاس برنی کا علمی محاسبہ‘‘ اس کے جواب میں ہمارا ایک رسالہ ’’قادیانی جماعت‘‘ کے عنوان سے شائع ہوا۔ اس کے بعد قادیانی صاحبان نے تیسرا رسالہ ’’احمدی جماعت‘‘ اور ایک کتاب ’’تصدیق احمدیت‘‘ قادیان سے شائع کی، ان دونوں کے جواب میں ہم نے ایک رسالہ ’’قادیانی حساب‘‘ شائع کر دیا اور اس کے ساتھ ہماری کتاب ’’قادیانی مذہب‘‘ کا دوسرا ایڈیشن بھی نکل آیا۔ گیارہ فصلوں کے تحت تقریباً ڈھائی سو عنوانات اور ہر عنوان کے ذیل میں قادیانی کتب کے مختصر متعدد اقتباسات۔ اس طرح یہ دوسرا ایڈیشن متوسط تقطیع کے ۳۴۲ صفحات پر شائع ہوا۔ چنانچہ جدید قادیانی کتاب (ہمارا مذہب) کے سرورق پر ہمارے جن رسائل اربعہ کا ذکر ہے، ان میں سے ایک رسالہ گویا یہ کتاب بھی ہے۔

خدا کے فضل سے اس دوران میں دو سال کے اندر ہی ہماری کتاب ’’قادیانی مذہب‘‘ کا تیسرا ایڈیشن بھی نکل آیا، تیرہ فصلوں کے تحت چار سو عنوانات اور ہر عنوان کے ذیل میں قادیانی کتب کے متعدد اقتباسات۔ اس طرح یہ کتاب تقریباً ایک سو قادیانی کتب پر حاوی ہوگئی، جن میں سے نصف خود مرزا غلام احمد قادیانی کی تصنیفات ہیں اور باقی نصف قادیانی خلفاء اور اکابر کی تالیفات اور اس کے ساتھ یہ رسالہ ’’قادیانی کتاب‘‘ بھی شائع ہوگیا۔ اس سے جدید کتاب (ہمارا مذہب) کی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔

(۳) قادیانی رنگ

قادیانی صاحبان کے جن رسائل کا اوپر ذکر ہوا، ان میں سے ہر ایک کی روش جدا تھی، سب سے پہلے رسالہ میں تاویل اور تضحیک کا

پہلو اختیار کیا کہ شاید ہماری ہوا خیزی ہو جائے اور ان کی بات رہ جائے۔لیکن اس میں ناکامی ہوئی،تو دوسرے رسالہ میں ہم پر دل کھول کر سیاسی الزام لگائے کہ شاید حکومت مغالطہ میں پڑ جائے۔ہم کو دبائے یا نقصان پہنچائے تو ان کو امن چین ہو جائے۔اس میں بھی مایوسی ہوئی تو تیسرے رسالہ میں ہمارے مظالم اور اپنی مظلومیت کا فسانہ سنایا کہ شاید یہ فسوں چل جائے،لوگوں کی ہمدردی ادھر سے ادھر پھر جائے۔غرض کہ قادیانی قرابادین کے سب مجرب نسخے استعمال ہوئے،لیکن ؎

الٹی پڑ گئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا

بلکہ ؎

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

حقیقت بخوبی عیاں ہوچکی تھی،قادیانی صاحبان کی سعی بے جانے اور بھی قلعی کھول دی،بالآخر نوبت پہنچی کہ ؎

بس ہجوم نا امیدی خاک میں مل جائے گی وہ جو اک لذت ہماری سعی لاحاصل ہے

(۴) قادیانی کتاب

ان تین رسالوں کے سوا چوتھے نمبر پر قادیانی صاحبان نے ایک کتاب شائع کی ’’تصدیق احمدیت‘‘ یہ گویا ہماری کتاب ’’قادیانی مذہب‘‘ کے پہلے ایڈیشن کا جواب ہے۔جیسا کچھ بھی جواب ہے،اس کی اصولی تنقید ہم نے اپنے رسالہ ’’قادیانی حساب‘‘ میں وضاحت سے پیش کردی۔خود قادیانی صاحبان نے بھی غالباً جلد محسوس کرلیا کہ ؎

جو چال بھی چلے وہ نہایت بری چلے

بالآخر پانچویں نمبر پر موجودہ کتاب (ہمارا مذہب) قادیانی صاحبان کی طرف سے شائع ہوئی ہے۔اس کے سرورق پر اعلان درج ہے کہ ’’اس میں پروفیسر الیاس برنی صاحب کے رسائل اربعہ ’’قادیانی مذہب‘‘ ایڈیشن اوّل وایڈیشن دوم، ’’قادیانی جماعت‘‘ اور ’’قادیانی حساب‘‘ کا مکمل اور مدلل جواب دیا گیا ہے۔‘‘ لیکن کتاب دیکھئے تو اعلان سے کوئی مطابقت نہیں ؎

اے طبل بلند بانگ درباطن ہیچ

ایسے بااصل اعلان میں ؎

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

اعلان جو کچھ بھی ہو،واقعہ یہ ہے کہ اس کتاب میں بھی ’’تصدیق احمدیت‘‘ کی طرح ہماری کتاب ’’قادیانی مذہب‘‘ کے صرف پہلے ایڈیشن سے مفصل بحث کی گئی ہے۔برائے گفتن دوسرے ایڈیشن کا بھی کہیں کہیں سرسری طور پر ذکر آ گیا ہے۔حالانکہ دوسرے ایڈیشن کے بعد پہلے کی حیثیت ایک جزو سے زیادہ نہیں رہی اور وہ بھی اس میں ضم ہوگیا،جدا نہیں رہا۔ایسی صورت میں دوسرے ایڈیشن کے ہوتے ہوئے پہلے ایڈیشن کو جواب کا مدار بنانا بظاہر عبث معلوم ہوتا ہے لیکن راز یہ ہے کہ موجودہ کتاب فی الحقیقت ’’تصدیق احمدیت‘‘ کا اصلاح شدہ ایڈیشن ہے۔اکثر وبیشتر وہی اعتراضات،وہی عذرات،وہی تاویلات،وہی مغالطات ہیں،البتہ زبان وبیان کی خامیاں بہت کچھ رفع کردی ہیں۔تاہم کتاب کا نام بھی بدل دیا کہ شمار میں ایک جواب کا اضافہ ہو جائے اور ’’تصدیق احمدیت‘‘ سے جو بدنمائی ہوئی تھی،اس پر بھی پردہ پڑ جائے۔’’بیک کرشمہ دو کار‘‘

(۵) تنقیح

تصدیق احمدیت اور موجودہ کتاب (ہمارا مذہب) میں جو اعتراضات اور عذرات مشترکہ ہیں، ان کی تنقید ہمارے رسالہ ''قادیانی حساب'' میں موجود ہے۔ اعادہ کی ضرورت نہیں۔ یہ رسالہ بطور ضمیمہ ''قادیانی مذہب'' کے آخر میں شریک ہے۔ قادیانی صاحبان کن امور پر ساکت ہیں اور کن امور کی تاویلات پیش کرتے ہیں اور کس رنگ رنگ کی تاویلات پیش کرتے ہیں، ہمیں اس بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ قارئین اس کا خود فیصلہ فرما سکتے ہیں اور یہی فیصلہ قابل وثوق ہوگا، علیٰ ہذا بطور جواب نبی کریم ﷺ پر الزامات لگانا قادیانی صاحبان کا قدیم مسلک ہے۔ اس میں وہ جس درجہ بیباک ہیں، محتاج بیان نہیں۔ چنانچہ اس جدید کتاب میں بھی قادیانی صاحبان نے اپنا یہ مسلک بے ادبی بہت واضح طور پر پیش کیا ہے۔ نبی کریم ﷺ کو درمیان میں لاکر مسلمانوں کے مقابل قادیانی صاحبان جو چالیں چلتے ہیں، اس کی مختصر کیفیت ہمارے رسالہ ''قادیانی حساب'' میں درج ہو چکی ہے، ذیل میں ہم صرف ایک دو خاص امور کی تشریح پیش کرتے ہیں، جو موجودہ کتاب (ہمارا مذہب) میں بطور جدید درج ہے۔

(۶) قادیانی خطاب

لوگ خیال کرتے ہیں کہ ''قادیانی'' ایک معمولی اور سرسری خطاب ہے کہ مرزاغلام احمد قادیانی قادیان میں پیدا ہوئے، اس لئے لوگ ان کو قادیانی کہنے لگے۔ حالانکہ ''قادیانی'' مرزاغلام احمد کے نزدیک ایک الہامی حقیقت ہے اور وہ ان کی نبوت کا ایک جزو لاینفک ہے۔ حتیٰ کہ لفظ قادیانی مرزاغلام احمد قادیانی کے نام سے خارج کر دیجئے تو ان کی نبوت کا ایک ثبوت غائب ہو جاتا ہے۔ بالفاظ دیگر لفظ قادیانی مرزاغلام احمد کی نبوت کا ایک الہامی ثبوت ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

''مجھے کشفی طور پر اس مندرجہ ذیل نام کے اعداد وحروف کی طرف دلائی گئی کہ دیکھ یہی مسیح ہے کہ جو تیرہویں صدی کے پورے ہونے پر ظاہر ہونے والا تھا، پہلے سے یہی تاریخ ہم نے نام میں مقرر کر رکھی تھی اور وہ یہ نام ہے ''غلام احمد قادیانی'' اس نام کے عدد پورے تیرہ سو ہیں اور اس قصبہ قادیان میں بجز اس عاجز کے اور کسی شخص کا غلام احمد نام نہیں، بلکہ میرے دل میں ڈالا گیا کہ اس وقت بجز اس عاجز کے تمام دنیا میں ''غلام احمد قادیانی'' کسی کا بھی نام نہیں۔'' (ازالہ اوہام حصہ اوّل ص۱۸۶، خزائن ج۳ ص۱۸۹،۱۹۰)

بہرحال مرزاغلام احمد کو کشف ہوا کہ ان کے سوا تمام دنیا میں ''غلام احمد قادیانی'' کسی کا بھی نام نہیں اور واقعہ یہ ہے کہ ضلع گورداسپور میں تین قادیان ہیں جن میں سے ایک قادیان میں مرزاغلام احمد رہتے تھے اور ایک قادیان میں دوسرے صاحب اسی نام کے غلام احمد رہتے تھے، جو مرزاغلام احمد کے ہم عصر تھے۔ لیکن جب غلام احمد قادیانی کے نام سے مرزاغلام احمد کے مقابل ان کو پیش کیا گیا تو قادیانی صاحبان نے لفظ ''قادیانی'' کو تمام وکمال مرزاغلام احمد کے واسطے سٹیپنٹ کرا لیا اور اس کو مرزاغلام احمد کے نام کا جزو لاینفک قرار دیا، چنانچہ ملاحظہ ہو:

''پس آپ کا (یعنی مرزاقادیانی کا) منشاء اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ دنیا میں آپ کے (مرزاقادیانی کے) سوا کوئی دوسرا شخص ''غلام احمد قادیانی'' کے مرکب نام سے موسوم نہیں، اس لئے اگر ضلع گورداسپور یا لدھیانہ میں قادیان نام کے کوئی اور گاؤں بھی ہیں اور وہاں غلام احمد کے نام سے کوئی اور شخص بھی رہتا ہے تو اس سے آپ کے دعویٰ کی تغلیط نہیں ہوتی۔ کیونکہ آپ نے نہ قادیان نام کے کسی اور

گاؤں کی نفی کی ہے اور نہ وہاں غلام احمد کے نام سے کسی شخص کی موجودگی کا انکار کیا ہے۔ انکار اگر ہے تو غلام احمد قادیانی کے مرکب نام رکھنے والے شخص کا ہے۔'' (آئینہ احمدیت ص۸، دوست محمد قادیانی احمد یہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ۱۹۳۴ء)

غالباً مرزا غلام احمد نے اپنی ہی نسبت کی برکت سے بحالت کشف لفظ ''قادیان'' کو قرآن شریف میں لکھا دیکھا۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ:

''تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے۔ مکہ اور مدینہ اور قادیان۔ یہ کشف تھا جو کئی سال ہوئے کہ مجھے دکھلایا گیا تھا۔'' (ازالہ اوہام حصہ اوّل ص۷۷، خزائن ج۳ ص۱۴۰،۱۴۱ حاشیہ)

مزید برآں مرزا غلام احمد فرماتے ہیں اور قادیانی صاحبان وجد کرتے ہیں کہ:

زمین قادیان اب محترم ہے ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

(درثمین اردو ص۵۲، مجموعہ کلام مرزا غلام احمد، مرتبہ محمد اسماعیل قادیانی)

غرض کہ ہر طرح لفظ ''قادیانی'' مرزا قادیانی کی خاص الخاص نشانی ہے جب کہ ہم نے مرزا غلام احمد کے مذہب پر کتاب لکھی تو اس کا پورا نام ہوتا ''غلام احمد قادیانی صاحب کا مذہب'' لیکن طویل عنوان علمی ذوق کے منافی تھا، اس لئے مختصر عنوان ''قادیانی مذہب'' قرار پایا اور سمجھدار لوگوں نے اس کو بہت پسند فرمایا اور اب تک قادیانی صاحبان نے بھی اس پر کوئی اعتراض نہیں اٹھایا، لیکن حال میں جو کتاب (ہمارا مذہب) قادیانی صاحبان کی طرف سے شائع ہوئی ہے، اس میں ''قادیانی مذہب'' کی ترکیب ومعنی پر اعتراض کیا گیا ہے، حالانکہ خود قادیانی عنوان ''ہمارا مذہب'' بلحاظ ترکیب ''قادیانی مذہب'' کے مساوی اور بلحاظ معنی قادیانی کے مترادف ہے۔ لفظ قادیانی مرزا غلام احمد کا اور ان کے مذہب کا اور ان کی جماعت کا سب کا حکم ہے۔ البتہ مطالعہ، مشاہدہ اور تجربہ سے اس لفظ کا جو مفہوم ذہنوں میں پیدا ہو چکا ہے، اس کے مدنظر قادیانی صاحبان کو لفظ ''قادیانی'' سے شرم وعار محسوس ہو، تو دوسری بات ہے۔

(۷) قادیانی مذہب

رہا یہ سوال کہ قادیانی مذہب کیا ہے؟ اس کی تفصیل ہماری کتاب ''قادیانی مذہب'' میں قابل ملاحظہ ہے۔ مختصر اور نہایت مختصر خلاصہ ذیل میں پیش کرتے ہیں:

۱...... ''مسئلہ تکفیر۔ قادیانی (جماعت قادیان) تمام دنیا کے کلمہ گو مسلمانوں کو جنہوں نے مرزا غلام احمد کی بیعت نہیں کی کافر اور خارج از دائرہ اسلام سمجھتے ہیں اور اس طرح محمد رسول اللہ ﷺ کے کلمہ کو منسوخ ٹھہراتے ہیں، کیونکہ اس کو پڑھ کر اب کوئی اسلام میں داخل نہیں ہوتا اور چالیس کروڑ (اب ڈیڑھ ارب۔ مرتب) مسلمانوں کو کافر اور اسلام سے خارج کر کے تیرہ سو برس کی آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہ اور تمام امت کی محنت کو خاک میں ملا دیتے ہیں۔''

۲...... ''مسئلہ نبوت۔ قادیانی (جماعت قادیان) خاتم النّبیین کے معنی نبیوں کے ختم کرنے والے نہیں کرتے بلکہ اس سے اجرائے نبوت نکال کر مرزا غلام احمد کو زمانہ کا نبی قرار دیتے ہیں اور خاتم النّبیین اور ظلی نبوت کے الفاظ استعمال کر کے اسلامی دنیا کو مغالطہ میں ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کیونکہ خاتم النّبیین کا مفہوم برخلاف امت کے ان کے ہاں اپنی مہر سے نبوت کو جاری کرنے والے کے ہیں اور ظلی نبوت سے مراد اصلی نبی ہے۔ ظلی کو لفظ فقط طریق حصول نبوت کے فرق کو ظاہر کرنے کے لئے یا

لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنے کے لئے وہ استعمال کرتے ہیں، ورنہ ان کو ظلی نبی نبی ہوتا ہے، غرض کہ مسئلہ نبوت میں نبوت کا دروازہ چوپٹ کھول کر وہ آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کا بیڑا غرض کر کے دم لیتے ہیں۔''

۳...... ''مسئلہ خلافت۔ جب مرزا غلام احمد کو نبی بنایا تو ان کی خلافت بھی قادیانیوں نے چلائی اور انہیں اصولوں پر چلائی جن پر مسیحیت کا پوپ اپنی خلافت منواتا ہے۔ خلیفہ متاع الکل ہے، وہ غلطی نہیں کر سکتا۔ اس کا فیصلہ آخری فیصلہ ہے۔ وہ ہر ایک مرید کی جان، مال، عزت، ایمان سب کا مالک ہے۔ بہشت کی کنجیاں اس کے ہاتھ میں ہیں۔''

۴...... ''سیاسیات۔ قادیانی محمودی لوگ (جماعت قادیان) مذہب کے نام پر سیاست میں حصہ لینا ضروری سمجھتے ہیں۔ وہ گورنمنٹ میں رسوخ بڑھا کر لوگوں کی توجہ کو اپنی طرف منعطف کرنا چاہتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ اس طریق سے بہت سے دنیوی عزہ وجاہ کے طالب اور ملازمت کے خواہاں خود بخود ہماری طرف کھنچے چلے آئیں گے۔ اس طرح ہمارا جتھا بھی زبردست ہوتا جائے گا، جس سے گورنمنٹ پر بھی مزید اثر پڑے گا اور ہماری آمدنی بھی بڑھے گی اور ریاست کی بنیاد بھی پڑ جائے گی۔ اس لئے وہ گورنمنٹ کے مرکزی دفاتر کا طواف کرنا اور سیاسی کاموں میں ظاہر اور خفیہ طور پر گورنمنٹ کے دست وباز و بننا اپنا شعار بناتے اور اس کے بدلے میں گورنمنٹ میں رسوخ بڑھانا اور نفع اٹھانا ضروری سمجھتے ہیں اور اس لئے مذہب کے نام پر لاکھوں روپیہ قوم سے لے کر سیاسی خفیہ کارروائیوں میں صرف کر دینے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ چونکہ ان کے عقائد ہی ایسے باطل ہیں کہ کسی عقلمند کو اپیل نہیں کر سکتے، اس لئے سیاسی رنگ میں جتھے بندی کے سوا ان کا مقصد کسی اور طریق سے حاصل ہونا انہیں مشکل نظر آتا ہے۔ بدیں وجہ وہ سیاسی میدان میں کارنمایاں دکھا دکھا کر اپنا جتھا بڑھانے کا کام کرتے رہتے ہیں۔''

(اخبار پیغام صلح لاہور ج۲۳ نمبر۲ ص۲ کالم۱، مؤرخہ ۵؍جنوری ۱۹۳۵ء)

''خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت خلیفہ اوّل (حکیم نورالدین قادیانی) فرماتے تھے کہ جب فتح اسلام، توضیح مرام شائع ہوئیں تو ابھی میرے پاس نہ پہنچی تھیں اور ایک مخالف شخص کے پاس پہنچ گئی تھیں۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ دیکھو، اب میں مولوی نورالدین صاحب کو مرزا (غلام احمد قادیانی) صاحب سے علیحدہ کئے دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مولوی صاحب کیا نبی کریم ﷺ کے بعد بھی کوئی نبی ہوسکتا ہے؟ میں نے کہا، نہیں۔ اس نے کہا، اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے تو پھر؟ میں نے کہا، تو پھر ہم یہ دیکھیں گے کہ کیا وہ صادق اور راست باز ہے یا نہیں۔ اگر صادق ہے تو بہرحال اس کی بات کو قبول کریں گے۔ میرا یہ جواب سن کر وہ بولا، واہ مولوی صاحب آپ قابو میں نہ ہی آئے۔ یہ قصہ سنا کر مولوی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ یہ تو صرف نبوت کی بات ہے، میرا تو ایمان ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کریں اور قرآنی شریعت کو منسوخ قرار دیں پھر بھی مجھے انکار نہ ہو۔ کیونکہ جب ہم نے آپ کو واقعی صادق اور منجانب اللہ پایا ہے، تو اب جو بھی آپ فرمائیں گے، وہی حق ہوگا اور ہم سمجھ لیں گے کہ آیت خاتم النّبیین کے کوئی اور معنی ہوں گے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ واقعی جب ایک شخص کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونا یقینی دلائل کے ساتھ ثابت ہو جائے تو پھر اس کے کسی دعویٰ میں چون وچرا کرنا باری تعالیٰ کا مقابلہ کرنا ٹھہرتا ہے۔''

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص۸۱، روایت نمبر۱۰۶، جدید ج۱ حصہ اوّل ص۸۸،۸۹، روایت نمبر۱۰۹)

قصہ مختصر مرزا غلام احمد قادیانی کی تائید میں قادیانی صاحبان کی تاویلات کی کوئی حد نہیں، عجیب مغالطوں میں مبتلا ہیں ؎

اس ستم گر کو ستم گر نہیں کہتے بنتا سعی تاویل خیالات چلی جاتی ہے

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

ضمیمہ چہارم

قادیانی فریقین

قادیانی جماعت لاہور و جماعت قادیان

۳؍نومبر ۱۹۳۶ء کو جو اخبار ''پیغام صلح'' لاہور (ج ۲۴ نمبر ۰۷) شائع ہوا، اس میں قادیانیوں کی لاہوری جماعت کے امیر مولوی محمد علی قادیانی کا خطبہ جمعہ اور ان کے رفیق کار ڈاکٹر بشارت احمد قادیانی کا ایک مضمون درج ہے۔ دونوں صاحبان نے ہماری تالیف ''قادیانی مذہب'' کا ذکر کیا ہے، جو کوئی چاہے اپنے خیال کے مطابق کتاب پر رائے زنی کرسکتا ہے اور لوگ کتاب پڑھ کر تصفیہ کرسکتے ہیں کہ وہ رائے کہاں تک اصلیت پر مبنی ہے، لیکن اس کتاب کے سلسلہ میں اس جماعت نے جس ذہنیت کا اظہار کیا ہے، وہ بہت سبق آموز ہے۔ چونکہ خود انہوں نے کتاب کے حوالہ سے قادیانی اور لاہوری جماعت کی بحث چھیڑی ہے، مناسب بلکہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس بحث کی حقیقت واضح کردی جائے۔

ابتداء میں جب یہ کتاب ''قادیانی مذہب'' اور اس کے متعلقہ رسالے شائع ہوئے تو لاہوری جماعت کی طرف سے ایک ذمہ دار رکن نے بذریعہ خط وکتابت سلسلہ جنبانی شروع کی کہ دراصل قادیانی جماعت سب خرابیوں کی ذمہ دار ہے جس سے لاہوری جماعت بھی بیزار ہے، لہٰذا اس جماعت کی جس قدر بھی تردید کی جائے، اس میں اسلام اور مسلمانوں کا فائدہ ہے۔ اس کار خیر میں لاہوری جماعت بھی ساتھ دینے کو تیار ہے۔ ایسی صورت میں قادیانی جماعت کو جو مرزاغلام احمد کا پیرو اور مخلص پیرو قرار دیا گیا ہے، وہ سراسر ظلم ہے۔ البتہ مرزاغلام احمد قادیانی کی قلمی لغزشیں قابل درگزر ہیں اور اس کے ساتھ ہی لاہوری جماعت کے کارنامہ قابل داد ہیں۔ چنانچہ اس جماعت کی تحریک کے چند اشارے ملاحظہ ہوں۔

۱...... ''معلوم ہوا کہ جس طرح دیگر علاقہ جات میں قادیانیوں نے اپنے گمراہ کن عقائد اور مخالف اسلام سیاست کی وجہ سے سلسلہ کو بدنام کر رکھا ہے، یہی حال آپ کے ہاں بھی ہے۔ آپ کو غالباً اچھی طرح علم ہوگا کہ ہمیں شروع سے ہی ان کے مذہبی اور سیاسی روش سے اختلاف رہا ہے۔ ہماری جماعت نے آج تک کسی ایسی سیاسی تحریک میں کبھی بھی حصہ نہیں لیا جو اسلام اور مسلمانوں کے مفاد کے خلاف ہو۔'' (۲۸؍فروری ۱۹۳۴ء)

۲...... ''اگر قادیانی ایسے گندے عقائد نبوت اور تکفیر مسلمین کے جاری نہ کرتے تو جماعت میں تفرقہ کیوں پیدا ہوتا۔ حضرت مرزاصاحب کے صحبت یافتہ لوگوں نے یہ پسند نہ کیا کہ حضرت مرزاصاحب کی طرف ایسے فاسد عقائد منسوب ہوں، اس لئے قادیان چھوڑ کر لاہور چلے آئے۔ حضرت مرزاصاحب کی شخصیت کو چھوڑ کر اگر آپ قادیانیوں کی تردید کریں تو ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ کیونکہ ان کے عقائد اسلام کی بیخ کنی کرنے والے ہیں اور عملاً رسالت محمدیہ کو منسوخ کرنے والے ہیں۔ قادیانیوں کا

سیاسیات میں ٹانگ گھسیڑنا بھی مفاد اسلام و مسلمین کے خلاف ہے۔ اس لئے ہم ان کی سیاسی چالوں سے بھی متنفر ہیں۔''
(۱۸/مارچ ۱۹۳۴ء)

۳...... ''آپ مرزا صاحب کی مخالفت سے باز آ کر قادیانیوں کے غالیانہ عقائد کی تردید کریں، جس میں اسلام اور مسلمانوں کا فائدہ ہے۔ اگر آپ کی تردید قادیانی گروہ تک محدود رہتی تو ہم آپ کے ساتھ تھے۔'' (۲۸/فروری ۱۹۳۷ء)

۴...... ''مجھے ابھی تک آپ کے اس نظریہ کی سمجھ نہیں آئی کہ قادیانی صاحبان جناب مرزا صاحب کے مسلک سے مجموعی طور پر قریب تر ہیں۔ حالانکہ ان لوگوں کا قول و فعل ہر دو مرزا صاحب کے مخالف پڑے ہوئے ہیں۔'' (۲۸/فروری ۱۹۳۴ء)

۵...... ''آپ کا یہ کہنا کہ قادیانی حضرت مرزا صاحب سے زیادہ نزدیک ہیں، ظلم نہیں تو اور کیا ہے۔'' (۲۸/فروری ۱۹۳۴ء)

۶...... ''عربی مثل ہے کہ تیز گھوڑا کبھی نہ کبھی ٹھوکر بھی کھا جاتا ہے، اس لئے اتنا لکھنے والا آدمی اگر کسی جگہ تحریر میں ٹھوکر کھا جائے تو قابل درگزر ہوتا ہے، ہاں جو اصولی بات ہے، اس کے خلاف ہو تو قابل گرفت ہے۔'' (۱۲/مارچ ۱۹۳۴ء)

۷...... ''قادیانیوں کو چھوڑ کر جن کو گدی بنانے کا الزام دیا جاسکتا ہے، ہماری جماعت لاہور کی جو سب سے پہلے اپنی جیبوں سے ہزارہا روپیہ اشاعت تبلیغ اسلام کے لئے کئی سالوں سے خرچ کر رہی ہے، کون سی ذاتی غرض وابستہ ہے، جو لوگ ہم سے ذاتی طور پر واقف ہیں، وہ خوب جانتے ہیں کہ دنیاوی طور پر ہم نے اس راہ میں کچھ گنوایا ہی ہے، دنیاداروں کی طرح کچھ جائیداد پیدا نہیں کی۔'' (۳/ستمبر ۱۹۳۴ء)

غرض کہ لاہوری جماعت کی طرف سے کافی تفہیم کی گئی کہ ہر طرح قادیانی جماعت ہی ذمہ دار اور قصوروار ہے۔ اس جماعت کی تردید اسلام کی بڑی خدمت ہے اور اس کام میں لاہوری جماعت بھی ہاتھ بٹانے کو آمادہ ہے۔ لیکن جب یہ منصوبہ نہ چل سکا تو لاہوری جماعت نے سکوت اختیار کر لیا، بات ختم ہوگئی۔ اب پھر باسی کڑھی میں ابال ہے۔ اخبار میں کتاب کا ذکر نکلا اور اس سلسلہ میں قادیانی اور لاہوری جماعت کی تفریق پر زور دیا گیا تو لازم ہوا کہ بقدر ضرورت معاملات کی صراحت کر دی جائے تاکہ بات صاف ہو جائے اور حقیقت کھل جائے۔

مولوی محمد علی لاہوری قادیانی اپنے خطبہ میں شکایت فرماتے ہیں کہ جن لوگوں نے اس کتاب (قادیانی مذہب) کو مطالعہ کیا ہے، وہ جانتے ہیں کہ ''اس میں کوئی ترتیب نہیں ہے، نہ کوئی لاہوری اور قادیانی کا امتیاز اور حد بندی ہے۔''

مولوی محمد علی لاہوری غالباً اس کتاب کے مطالعہ کی تاب نہ لاسکے اور نہ ایسے شخص سے رائے حاصل کر سکے، جس نے اس کا مطالعہ کیا ہو۔ ورنہ ان کو معلوم ہو جاتا کہ ترتیب ہی اس کتاب کی بڑی خصوصیت ہے۔ اس میں قادیانی اور لاہوری جماعت کا امتیاز کر دیا گیا کہ دودھ کا دودھ، پانی کا پانی صاف نظر آجاتا ہے کہ کون سی جماعت مرزا قادیانی کی تعلیم پر ثابت قدم ہے اور کون جماعت منافقت میں مبتلا ہے۔ یہی امتیاز اور وضاحت تو لاہوری جماعت کے واسطے سب سے زیادہ تشویش کا باعث بنی ہوئی ہے کہ اصل حقیقت کھل گئی۔

ڈاکٹر بشارت احمد قادیانی لاہوری اپنے مضمون میں زیادہ کھلے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ ’’ہم ہزار بار لکھ چکے ہیں کہ ہم مرزاغلام احمد کی امت نہیں، ہم محمد رسول اللہ ﷺ کی امت ہیں...... مرزاغلام احمد کی امت ہمیں قرار دیا جانا کہاں تک انصاف پر مبنی ہے۔ شاید یہ کہا جائے کہ ہماری مراد اس سے مرزامحمود احمد اور قادیانی جماعت ہے تو پھر ان کا فرض تھا کہ قادیانیوں سے ہمیں الگ رکھتے۔ صاف طور پر یہ لکھتے کہ لاہوری جماعت ان لوگوں سے علیحدہ ہے۔‘‘ مثل مشہور ہے جادو وہ جو سر پے چڑھ کر بولے۔ خود لاہوری جماعت نے دعویٰ کے طور پر تسلیم کرلیا کہ وہ مرزاغلام احمد کی امت سے خارج ہے۔ حالانکہ مرزاغلام احمد نے اپنی جماعت کو اپنی امت سے بھی تعبیر کیا ہے۔ چنانچہ لاہوری جماعت کو بھی اعتراف ہے کہ اگر کوئی جماعت مرزاغلام احمد کی امت مراد ہوسکتی ہے، تو وہ بقول ان کے مرزامحمود احمد اور قادیانی جماعت ہے اور وہ قادیانی جماعت سے اس درجہ مغائر ہیں کہ چاہتے ہیں کہ بات بات پر اعلان ہوتا رہے کہ وہ الگ ہیں، الگ ہیں، الگ ہیں۔

بایں ہمہ لاہوری جماعت کا ادّعا ہے کہ وہ مرزاغلام احمد کی سچی پیرو اور اس کا امیر مرزاغلام احمد کا حقیقی جانشین ہے۔ نیز یہ کہ قادیانی جماعت مرزاغلام احمد کی تعلیم سے گزر کر غلط راستہ پر جارہی ہے اور اس کا خلیفہ اس گمراہی کا علمبردار ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ مرزاغلام احمد کے پیرو کم ازکم نوے فیصدی قادیانی جماعت میں اور زیادہ سے زیادہ دس فیصدی لاہوری جماعت میں شریک ہیں اور لطف یہ کہ ابتداء میں جماعت بندی کے وقت لاہوری جماعت کا غلبہ تھا، بعد کو لاہوری جماعت گھٹی تو قادیانی جماعت بڑھی۔ حتیٰ کہ آج لاہوری جماعت بھی اس کا غلبہ کراہت کے ساتھ تسلیم کرتی ہے۔ اب اگر لاہوری جماعت کا دعویٰ درست ہے تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ چند ہی سال میں مرزاغلام احمد کے پیرؤں میں کثیر جماعت نے بسرعت مرزاغلام احمد کی تعلیم فراموش کر کے گمراہی اختیار کرلی اور قلیل جماعت ان کی تعلیم پر قائم رہ سکی، سو وہ بھی روبہ زوال ہے۔ قادیانی جماعت کے خلیفہ مرزامحمود اس عام گمراہی کے بانی قرار دیئے جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ مرزاغلام احمد کے فرزند دلبند ہیں، جن کے متعلق مرزاغلام احمد نے فخریہ انداز میں بشارتیں دی ہیں۔ اس کے برعکس لاہوری جماعت کے امیر مولوی محمد علی مرزاغلام احمد کی تعلیم کے محافظ اور معلم بتائے جاتے ہیں جن کی عقیدت مندی اور استقامت کے متعلق مرزاغلام احمد اپنی زندگی میں شکایت کی حد تک بے اطمینانی ظاہر کر چکے ہیں۔

گرچہ لاہوری جماعت اس فیصلہ پر چراغ پا ہوتی ہے لیکن حقیقت پر کہاں تک پردہ ڈال سکتی ہے کہ فی الواقعہ قادیانی جماعت مرزاغلام احمد کی تعلیم بلاکم وکاست قبول کرتی ہے اور مرزاغلام احمد سے خاص خلوص رکھتی ہے۔ اس کے مقابل لاہوری جماعت مرزاغلام احمد کی تعلیم میں ترمیم وتخفیف کر کے اس کو اپنی مصلحتوں کے تابع رکھنا چاہتی ہے اور اپنی صوابدید کی حد تک مرزاغلام احمد کی بابت اظہار عقیدت کرتی ہے۔

لاہوری جماعت نے اپنی حیثیت چمگادڑ کی سی بنا رکھی ہے جو چاہتی تھی کہ پرندوں میں پرندہ شمار ہو اور چوپایوں میں چوپایہ بنی رہے۔ ایک طرف تو اس کی یہ کوشش ہے کہ مسلمان اس کو اپنی جماعت سمجھیں اور دوسری طرف یہ کہ قادیانی اس کو اپنی جماعت مانیں، جس کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان اس کی مالی اور اخلاقی مدد کرتے رہیں اور وہ مصلحت آمیزی سے قادیانی تعلیم کی تبلیغ کرے۔ چنانچہ اب تک یہی ہوتا رہا ہے اور وہ چاہتی تھی کہ یہ سلسلہ آئندہ بھی جاری رہے لیکن انجام وہی ہوا، جو منافقت کا ہوا کرتا ہے۔ مسلمان بھی بیدار وخبردار ہوگئے اور

قادیانی بھی بیزار نظر آتے ہیں، غدار سمجھتے ہیں۔

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

ایک زمانہ کی بات ہے کہ کسی ترنگ میں آ کر مولوی محمد علی قادیانی امیر جماعت لاہور نے قادیان اور اس کے خلیفہ مرزامحمود قادیانی کو چیلنج دیا تھا کہ:

’’میں تم کو خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ آؤ سب سے پہلے ایک بات کا فیصلہ کرلو، اور جب تک وہ فیصلہ نہ ہو جائے دوسرے معاملات کو ملتوی رکھو۔ اصل جڑ سارے اختلاف کی صرف حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی نبوت کا مسئلہ ہے۔ اس مسئلہ میں ایک حد تک ہم میں اتفاق بھی ہے اور اس اتفاق کے ساتھ کچھ اختلاف بھی ہے۔ جس قدر مسائل اختلافی ہم ہر دو فریق میں ہیں، وہ اس اختلاف مسئلہ نبوت سے پیدا ہوتے ہیں۔‘‘

(ٹریکٹ نبوت کاملہ تامہ اور جزئی نبوت میں فرق ص۱، منقول اخبار الفضل قادیان ج۲۵ نمبر۱۳ ص۵ کالم۱، مؤرخہ ۱۷؍جنوری ۱۹۳۷ء)

معلوم ہوتا ہے کہ اوّل تو فریق مخاطب خاموش رہا، لیکن ہماری کتاب ’’قادیانی مذہب‘‘ میں مرزاغلام احمد کا ادّعا نبوت اس درجہ مفصل طور سے واضح ہوگیا کہ کسی کو اس میں شک نہیں رہا۔ چنانچہ حال میں قادیانی جماعت کے خلیفہ مرزامحمود قادیانی نے مرزاغلام احمد کی نبوت کے مسئلہ پر تحریری اور تقریری دونوں قسم کا مناظرہ کرنا قبول کرلیا تو مولوی محمد علی قادیانی بغلیں جھانکنے لگے۔ مسئلہ نبوت سے گریز کر کے چاہا کہ اوّل مسئلہ تکفیر پر بحث ہو، حالانکہ نبوت اصل ہے اور تکفیر اس کی فرع لیکن انہوں نے محسوس کرلیا کہ قادیانی رہ کر مرزاغلام احمد کی نبوت سے انکار کرنا محال ہے۔ البتہ تکفیر کی بحث اٹھا کر یہ ممکن ہے کہ خود مسلمانوں میں کچھ خوشنودی حاصل کرلیں اور قادیانی جماعت کو مسلمانوں میں اور مطعون بنادیں، چنانچہ اس مناظرہ کے سلسلہ میں مولوی محمد علی قادیانی لکھتے ہیں کہ:

’’اگر جناب میاں (مرزامحمود) صاحب مسلمانوں کی تکفیر کو چھوڑ دیں اور سب کلمہ گوؤں کا بروئے قرآن وحدیث وبروئے تحریرات حضرت مسیح موعود (نہ اپنی ایجاد کردہ سیاسی تعریف کی رو سے) مسلمان ہونا تسلیم کرلیں تو ہم مسئلہ نبوت پر ان کے ساتھ بحث کو آئندہ ترک کردیں گے۔‘‘ (اخبار پیغام صلح لاہور ج۲۴ نمبر۸۰ ص۳ کالم۲، مؤرخہ ۱۵؍دسمبر ۱۹۳۶ء)

گویا مولوی محمد علی قادیانی کو اس کی چنداں فکر نہیں کہ مرزاغلام احمد نبی تھے یا نہ تھے۔ وہ بہرصورت ان کے پیرو اور متبع ہیں۔ لیکن فکر ہے تو یہ کہ بربنائے نبوت مسلمانوں کی تکفیر نہ ہو اور مسلمان ان سے کشیدہ ہوکر دست کش نہ ہوجائیں کہ سارا کھیل بگڑ جائے۔

مولوی محمد علی قادیانی جو اوّل مسئلہ تکفیر پر بحث کرنا چاہتے ہیں اور مرزامحمود قادیانی جو مسئلہ نبوت کو مقدم قرار دیتے ہیں، اس بارہ میں مشہور مناظر مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری ﷫ نے بھی یہی فیصلہ فرمایا کہ:

’’اصل بات یہی ہے کہ کفر مرتب ہے انکار نبوت پر، بس بحث کا اصل مدار نبوت پر ہونا چاہئے۔ اس لئے ہم مناظرانہ حیثیت سے مولوی محمد علی صاحب کو مشورہ دیتے ہیں کہ وہ اس موقع کو غنیمت سمجھیں۔ وہ نبوت مرزا پر بحث کو ٹال نہ دیں۔‘‘

(اہل حدیث امرتسر ۱۵؍جنوری ۱۹۳۷ء، منقول اخبار الفضل قادیان ج۲۵ نمبر۱۳ ص۴ کالم۲، مؤرخہ ۱۷؍جنوری ۱۹۳۷ء)

اگر مولوی محمد علی لاہوری قادیانی اوّل مرزاغلام احمد کی نبوت پر بحث کرنے کو آمادہ ہو جاتے تو نتیجہ معلوم یا مرزاغلام احمد کو نبی ماننا پڑتا یا قادیانیت سے دست بردار ہونا پڑتا اور لاہوری جماعت کا مرزاغلام احمد کے ساتھ ربط یہ ہے کہ ؎

نے تاب وصل دارم نے طاقت جدائی

قادیانی جماعت لاہور اور قادیانی مذہب

اخبار ''پیغام صلح'' لاہور بابت ۳؍نومبر ۱۹۳۶ء ج ۲۴ نمبر ۷۰ ص ۷ میں قادیانی جماعت لاہور کے ایک سرکردہ ڈاکٹر بشارت احمد قادیانی کا مضمون شائع ہوا ہے جس میں مولانا سید سلیمان ندوی صاحب کے اس تبصرہ پر واویلا کیا گیا ہے جو سید صاحب موصوف نے تالیف ''قادیانی مذہب'' کے متعلق اکتوبر ۱۹۳۶ء کے معارف میں تحریر فرمایا ہے۔ یہ مضمون قادیانی ذہنیت کا نمونہ ہے کہ گرفت میں آکر قادیانی صاحبان گریز کی کیا کیا تدابیر سوچتے ہیں اور مایوسی میں جھنجھلا کر کس طرح کوستے ہیں۔ ناحق کوشی کا یہی انجام ہوتا ہے۔

اوّل حسب ضابطہ تبصرہ کے جرم میں یہ سزا تجویز کی گئی کہ دیوبند، بریلی اور جمعیۃ العلماء جو قادیان کے قانون تعزیرات میں تحت دفعہ علمائے سوء درج ہیں۔ ندوۃ العلماء کو بھی اسی دفعہ کے تحت درج کر دیا جائے تاکہ قادیانی عدالت میں کوئی مسلمان عالم اس دفعہ کی زد سے نہ بچنے پائے اور شاید بچ سکے تو وہی نام نہاد عالم بچ سکے جو قادیانیوں کی ہمنوائی کر سکے، یا کم ازکم مہر بلب رہ سکے۔ اظہار حق کی جرأت نہ کر سکے۔

مولانا سید سلیمان ندوی صاحب پر سب سے سنگین الزام یہ لگایا گیا ہے کہ بلاتحقیق یک طرفہ بیان پر فیصلہ لکھ دیا۔ لیکن سچ ہے ''جادو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے'' خود ہی اس مضمون میں لکھتے ہیں کہ ''جب سید سلیمان ندوی صاحب لاہور تشریف لائے تھے تو انہوں نے خود مجھ سے لاہور میں زبانی کہا تھا کہ ہم آپ کی تحریروں سے متفق ہیں۔ گویا جب کوئی مسلمان عالم یک طرفہ معلومات کی بناء پر قادیانی صاحبان کی تحریروں سے اتفاق کرتا رہے، وہ عادل مانا جائے اور جب اصل حقیقت سے واقف ہوکر اپنی پختہ رائے کا اظہار کرے تو وہ ظالم قرار پائے اور علمائے سوء کے زمرہ میں شریک کر دیا جائے۔ قادیانی عدالت میں اس سے بہتر اور کیا فیصلہ ہوسکتا ہے۔

رہی خود کتاب ''قادیانی مذہب'' سو وہ ٹیڑھی کھیر تھی، نگلنی بھی مشکل اور اگلنی بھی دشوار۔ تردید تو کیا کر سکتے مجبوراً گریز سے کام لیا۔ اوّل تو یہ عذر پیش ہوا کہ قادیانی جماعت کی کتابیں غالیوں کی کتابیں ہیں، گویا ناقابل اعتبار ہیں۔ لہٰذا ان کے اقتباسات اور حوالے سند نہیں ہوسکتے، کیا خوب عذر ہے ؎

پر وہی گر پڑا کبوتر کا جس میں نامہ بندھا تھا دلبر کا

اگر قادیانی جماعت کی کتابیں ناقابل سند اور خارج از بحث قرار دے دی جائیں تو پھر مرزاغلام احمد کی تعلیم کا مبلغ اور مفسر کون بنے گا۔ یہی وہ جماعت ہے جو خلوص سے مرزاغلام احمد کی تعلیم کو قبول کرتی ہے۔

لاہوری جماعت کی مصلحت آمیزیاں تو اس درجہ واضح ہو چکی ہیں کہ قادیانی کے متعلق ان کی کتابیں نہ قادیانیوں میں معتبر شمار ہوتی ہیں اور نہ مسلمانوں میں، ان کا بیشتر مصرف یہ ہے کہ لاہوری جماعت کے نفاق کا ثبوت دیں۔ لطف یہ ہے کہ خود لاہوری جماعت کے اکابر کی قدیم تحریریں، جب کہ مصلحت آمیزی شروع نہ ہوئی تھی، قادیانی جماعت کے موجودہ عقائد سے متفق ہیں۔ ان تحریرات کی بابت جو

عذرات پیش کئے جاتے ہیں، وہ بدتر از گناہ معلوم ہوتے ہیں۔ مثلاً امیر جماعت لاہوری مولوی محمد علی جب اپنی سابقہ تحریرات کا انکار نہ کر سکے اور کوئی تاویل بھی نہ کر سکے تو ان کی زد سے بچنے کے لئے کیسے بھولے بن گئے۔ فرماتے ہیں:

''اگر آپ احمدیہ جماعت لاہور کے متعلق کوئی فتویٰ دینا چاہتے ہیں تو جماعت کے مطبوعہ عقائد آپ کے سامنے ہیں۔ تیس سال قبل کی میری ذاتی تحریرات سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ ان عقائد کی بناء پر ان پر جو فتویٰ دینا چاہیں، دیں۔ اگر ذاتی طور پر مجھ پر فتوے کا سوال ہے تو ایسا کفر کا فتویٰ جس کو تیس سال قبل کی تحریروں سے سہارا دینے کی ضرورت ہو، شاید ہی مفید ثابت ہو سکے۔''

(اخبار پیغام صلح لاہور ج۲۴ نمبر۸ ص۹ کالم۱، مؤرخہ ۳؍فروری ۱۹۳۶ء)

گویا کنایۃً مولوی محمد علی قادیانی تسلیم کرتے ہیں کہ تیس سال قبل خود مرزاغلام احمد قادیانی کی حیات اور صحبت میں ان کے جو عقائد تھے اور جن کو وہ شائع بھی کرتے تھے، تکفیر کا موجب ہو سکتے ہیں۔ لیکن اس دوران میں ان کے عقائد بالکل بدل گئے، گویا کہ وہ مسلمان ہو گئے۔ لیکن پھر بھی وہ مرزاغلام احمد کے کامل متبع رہے اور اب بھی قادیانی جماعت لاہور کے امیر ہیں ۔

معشوق ما بمشرب ہر کس موافق است ۔۔۔ باما شراب خورد و بزاہد نماز کرد

''قادیانی مذہب'' کی تالیف میں تقریباً سوا سو قادیانی کتابوں وغیرہ سے اقتباسات لئے گئے ہیں۔ ان میں پچاس سے زیادہ تو خود مرزاغلام احمد کی اور باقی قادیانی اور لاہوری جماعت کے اکابر کی تصنیف وتالیفات ہیں۔ جماعتوں کی کتب سے تو گریز کرنے کی کوشش کی گئی لیکن مرزاغلام احمد کی کتب میں اس کی بھی گنجائش نہ تھی۔ کس طرح انکار کر سکتے تھے۔ بالآخر وہی دوٹکسالی اعتراض خواہ کتنے ہی بے اصل ہوں لیکن اگر اعتراض ہی کرنا تھا تو ان کے سوا اور کیا کر سکتے تھے۔ لیکن کتابیں بھی موجود ہیں۔ اقتباسات بھی موجود ہیں، جو صاحب تحقیق کرنا چاہیں، تحقیق کر سکتے ہیں کہ قادیانی صاحبان کا پہلا اعتراض کس درجہ حقیقت ہے۔ اقتباسات اپنی حد تک کس درجہ واضح اور مکمل ہیں۔ رہا یک رخی کا دوسرا اعتراض سو قادیانی عقائد واعمال کے سب پہلو اس جامعیت سے یک جا پیش کئے گئے ہیں کہ عام وخاص سب باآسانی سمجھ گئے کہ قادیانی تحریک کا کیا پیام ہے اور کیا انجام۔ البتہ قادیانی صاحبان یہ افسوس کریں تو بجا ہے کہ ابہام والتباس کے جو پردے پڑے ہوئے تھے، تاویل وتعلّی کے جو غلاف چڑھے ہوئے تھے اور جن سے پچاس سال کا کام چلا وہ پردے اٹھ گئے، غلاف پھٹ گئے، حقیقت کھل گئی اور یہی انجام ہونا تھا۔

لایعنی تاویل اور بے محل تمثیل یہ ہی دو خاص گر قادیانی ذہنیت کا سرمایہ ہیں اور ان ہی کے تصرفات سے ان کا مذہب بنا۔ ان کے کرشموں کی کوئی حد نہیں معلوم ہوتی۔ مثلاً بلاتکلف دمشق قادیان بن گیا، قادیان میں مسجد اقصیٰ بن گئی، خود مرزاغلام احمد آدم بن گئے، عیسیٰ بن گئے، موسیٰ بن گئے، محمد بن گئے، احمد بن گئے، سب نبیوں کا مجموعہ بن گئے، لگے ہاتھوں کرشن جی بھی بن گئے۔ ایمان وعقائد بھی جیسے مناسب حال معلوم ہوئے بن گئے۔ اسی بناوٹ میں تاویل وتمثیل نے جو بے دریغ اور بے باک تصرف کئے ہیں ان کی نظیر مذہبی تاریخ میں کم نظر آتی ہے۔ اگر قادیانی تاویلات وتمثیلات کو یک جا کر دیا جائے تو یقیناً بہت سبق آموز بلکہ عبرت انگیز مجموعہ ہوگا۔ قادیانی تاویل وتمثیل کا یوں تو دائرہ بہت وسیع ہے لیکن اس کے چند خاص رخ ہیں۔ اوّل یہ کہ انبیاء علیہم السلام کے تمام کمالات مرزاغلام احمد میں ثابت کئے جائیں۔ دوم یہ کہ مرزاغلام احمد کے تمام نقائص انبیاء علیہم السلام میں ثابت کئے جائیں تاکہ مرزاغلام احمد کی میزان ٹھیک بیٹھ سکے۔ علیٰ ہذا مخالفت کی بناء پر مسلمان یہودی ثابت کئے جائیں۔ مسلمان کوئی کتاب لکھیں جس سے قادیانیوں کی حقیقت کھلے تو اس کو مخالف اسلام کتابوں کے مماثل قرار

دیا جائے۔ چنانچہ تالیف ’’قادیانی مذہب‘‘ کو آریوں کی کتاب ستیارتھ پرکاش پر عیسائیوں کی کتاب ’’امہات المؤمنین‘‘ کے مماثل قرار دیا گیا ہے۔ اگر کتاب ’’قادیانی مذہب‘‘ کا ان دونوں کتابوں سے مقابلہ کیا جائے تو قادیانی صاحبان کی حیلہ بازی خود بخود ظاہر ہوجائے گی کہ اوّل الذکر کتاب (قادیانی مذہب) میں جس پایہ کے سندات جس تواتر اور تسلسل کے ساتھ جس کثرت سے پیش کئے گئے ہیں اور قادیانی تحریک کے سب پہلو کسی حاشیہ آرائی کے بغیر جس وضاحت اور بداہت سے پیش کئے گئے ہیں، ان دونوں کتابوں میں اس تحقیق اور جامعیت کا نام بھی نہیں ہے۔ خیال آرائی دوسری بات ہے، لیکن قادیانی تمثیلات میں بڑا کمال یہی ہوتا ہے کہ مماثلت کی چنداں ضرورت نہیں ہوتی۔ لگا تو تیر، نہیں تو تکا ہی سہی۔

قادیانی نوحوں میں معمولاً جو مقطع کا بند رہتا ہے، وہی اس مضمون میں بھی درج ہے۔ یعنی ہم نے دین کی ایسی خدمات انجام دیں اور مسلمان ہم سے مدتوں خوش اور مطمئن رہے، ہمارے مدد ومعاون رہے تو پھر ہم پر کیوں گرفت کی جاتی ہے، ہم سے کیوں باز پرس کی جاتی ہے۔ یہ سچ ہے کہ مسلمانوں نے خاص کر جدید تعلیم یافتہ طبقہ نے قادیانیوں پر بالعموم اور لاہوری جماعت پر بالخصوص مدتوں اعتماد کیا اور ہر طرح مالی واخلاقی مدد کی۔ حسن ظن اور وسعت اخلاق کا پورا ثبوت دیا۔ لیکن اصلیت کہاں تک چھپتی، بالآخر ثابت ہوگیا کہ دین وملت میں مسلمانوں کے مار آستین کون ہیں اور اس نمائشی دوا فردوش کا اندرونی منشاء کیا ہے، متنبہ ہونے پر لامحالہ مسلمان محتاط ہوگئے اور یہی حزم اور احتیاط قادیانی صاحبان کو سخت زہر معلوم ہوتی ہے اور اسی پر واویلا ہورہی ہے۔ حسن ظن کے زمانہ میں مسلمانوں سے جو حسن خدمت کے پروانے حاصل کئے تھے وہ اب ان کے بیدار ہونے پر شکایتاً شائع کئے جارہے ہیں۔ گویا ایک مرتبہ فریب کھا کر مسلمان کو حق نہیں کہ وہ ہوشیار ہوں اور اپنی حفاظت کریں۔

چنانچہ حسب معمول ڈاکٹر بشارت احمد قادیانی نے بھی اس مضمون میں بعض سربرآوردہ مسلمانوں کے پروانہ جات خوشنودی پیش کئے ہیں، جو کسی زمانہ میں انہوں نے حاصل کئے تھے۔ مثلاً ان میں ایک پروانہ عالی جناب نواب صاحب مانگرول کا بھی درج ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر کوئی اسلام کی خدمت کرے اور فریب نہ دے تو مسلمان کس فراخ حوصلگی سے اس کی خدمات کا اعتراف کرنے کو تیار ہیں۔ اعتراف کے سوا عجب نہیں کہ اس زمانہ میں مانگرول سے قادیانی صاحبان کو مالی امداد بھی ملتی ہو، لیکن جب فریب کھلا تو نواب صاحب موصوف کو کتنا افسوس ہوا ہوگا کہ ان کا حسن ظن برباد گیا، چنانچہ اسی سال ۱۹۳۶ء نواب صاحب موصوف نے ہم کو تحریر فرمایا ہے کہ میں نے آپ کی مرسلہ چاروں کتابیں (قادیانی مذہب) توجہ سے پڑھیں، نقش اوّل سے نقش ثانی اور ثانی سے ثالث اور ثالث سے رابع کو بہت بہتر پایا، حقیقت میں آپ نے نہایت توجہ اور غور وخوض کے بعد اس آخری نمبر کو تیار کیا اور اس کی اشاعت سے دین اسلام کی ایک نہایت اہم خدمت انجام دی۔ قوم مسلم کو ایک بڑے خطرہ اور فتنہ سے آگاہ کردیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ان خدمات دینی اور قومی کا اجر جمیل عطاء فرمائے۔ جزاک اللہ احسن الجزاء! نواب صاحب موصوف کی یہ وہ رائے ہے جو سالہا سال بعد قادیانیوں کی قدر کرنے کے بعد حقیقت حال سے واقف ہوکر قائم کرنی پڑی۔ کیا اسی کو یک طرفہ فیصلہ کہتے ہیں؟

معلوم ہوتا ہے کہ غالباً نواب صاحب مانگرول کو ایک زمانہ تک قادیانی صاحبان نے مغالطہ میں رکھا اور خدمت اسلام کے نام سے وہاں کافی فائدہ اٹھایا۔ لیکن حقیقت حال سے واقف ہونے کے بعد نواب صاحب موصوف نے اپنی ریاست میں بھی انسداد اور تدارک کا انتظام فرمادیا۔ چنانچہ خواجہ حسن نظامی صاحب نے اپنے روزنامچہ میں لکھا ہے اور یہ روزنامچہ اخبار منادی میں بتاریخ ۳۰؍اکتوبر ۱۹۳۶ء

شائع ہوا کہ آج میں نے نواب صاحب (مانگرول) کا ایک فرمان مانگرول کے شیخ الاسلام کے پاس دیکھا جس میں نواب صاحب نے شیخ الاسلام کولکھا تھا کہ آپ قادیانی عقائد کی تردید میں جو کچھ کہتے اور لکھتے ہیں میں اس کو اسلام کی بڑی خدمت تصور کرتا ہوں۔

تقریباً تمام مسلم اکابر جنہوں نے مدتوں سطحی واقفیت کی بناء پر قادیانی نمائشات کی خوب داد دی، خوب امداد کی حقیقت کھلنے پر چونک پڑے اوراس بیداری کا قادیانیوں کوقلق ہے، پرانی عنایات یاددلا دلا کر قادیانی صاحبان مسلمانوں سے شکوہ کرتے ہیں۔ حالانکہ شکوہ مسلمانوں کو کرنا چاہئے کہ ان کے حسن ظن اور حسن اخلاق سے بے جا فائدہ اٹھایا گیا، بہرحال علماء مشائخ ہی نے نہیں بلکہ جدید تعلیم یافتہ طبقہ کے سر برآوردہ مسلمانوں نے بھی بخوبی سمجھ لیا اور اقرار کرلیا کہ قادیانیت واقعی عجب دام فریب تھا۔ نہ یوں بھانڈا پھوٹے اور نہ یہ طلسم ٹوٹے۔ کیسے کیسے باوقار اور صاحب اقتدار مسلمان جو کل تک قادیانیوں کے مداح اور حامی کار تھے آج قادیانیوں سے بیزار ہیں اور اپنی سابقہ معاونت سے شرمسار ہیں۔ لیکن ہم کو قادیانی صاحبان کی طرح اشتہار بازی منظور نہیں اس کی ضرورت بھی نہیں۔ کیونکہ خود قادیانی صاحبان کو اس کا اقرار ہے۔ ملاحظہ ہو:

''ایک وقت تھا کہ یہ سلسلہ (قادیانی) سب کو کھائے جارہا تھا۔ دنیا کی نگاہیں بار بار اٹھتی تھی کہ حقیقی کامل یہ جماعت پیدا ہوگئی ہے...... اورآج یہ حالت ہے کہ اچھے اچھے لوگ بھی جن کے دل ادھر کھنچے ہوئے تھے وہ نفرت کرنے لگ گئے۔''

(اخبار پیغام صلح لاہور ج۲۴ نمبر۶۳ ص۳ کالم۳، مؤرخہ ۳؍اکتوبر ۱۹۳۶ء)

مثلاً خواجہ حسن نظامی صاحب حال میں مانگرول تشریف لے گئے تو ۶؍فروری ۱۹۳۷ء کی بابت روزنامچہ میں لکھتے ہیں اور یہ روزنامچہ ۱۲؍فروری ۱۹۳۷ء کے اخبار منادی دہلی میں شائع ہوا کہ ہائینس نواب صاحب مانگرول کے ہاں ہر وقت علمی چرچے رہتے ہیں...... پہلے قادیانی عقائد کا میلان تھا لیکن اب قادیانیوں کی دونوں پارٹیوں کے منکر ہیں۔ (فالحمد ﷲ علیٰ ذالک للمؤلف)

قادیانی صاحبان جو مسلمانوں کے ساتھ معاملہ رکھنا چاہتے ہیں، اس کی وہی مثل ہے کہ اونٹ کے گلے میں بلی، کسی شخص نے سر بازار اپنی فیاضی کا اعلان کیا کہ وہ اونٹ اﷲ واسطے مفت دینا چاہتا ہے البتہ شرط یہ ہے کہ جو شخص اونٹ لے وہ اس بلی کو قیمتاً خریدے جو اونٹ کے گلے میں بندھی ہوئی ہے اور بلی کی اتنی قیمت رکھ دی کہ اس میں اونٹ بھی مہنگا پڑتا تھا۔ یہی حال قادیانیوں کا ہے کہ ایک طرف ان کا ادّعا ہے کہ وہ اسلام کی بڑی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ دوسری طرف وہ اسلام کے ساتھ قادیانیت کی تبلیغ کو لازم اور لابد قرار دیتے ہیں کہ جس سے خود اسلام معرض خطر میں پڑ جاتا ہے۔ اس نہج پر کاروبار چلانا چاہتے ہیں۔ قادیانی جماعت پورے منافع کی طالب ہے اور لاہوری جماعت کمتر منافع پر راضی ہے۔ مگر کاروبار وہی ایک ہے ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش　　من انداز قدت را می شناسم

لاہوری جماعت کی دورخی اب نہیں چل سکتی۔ اتنی مدت چلی یہ بھی تعجب ہے۔ اب اس کو اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنا ناگزیر ہے۔ خواہ وہ یکسوئی مسلمان ہوجائے اور تبلیغ اسلام میں لگ جائے اور خواہ وہ جی کڑا کر کے پکی قادیانی بن جائے اور قادیانیت میں کھپ جائے۔

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ضمیمہ پنجم

قادیانی کتابیں

قادیانی مذہب کا پہلا ایڈیشن تیار ہوا تو اس وقت مطلوبہ کتابیں بہت کم مل سکیں۔فرمائشوں کا جواب تک نہ ملا۔ چنانچہ اس بارہ میں شکایت کرنی پڑی۔لیکن ’’قادیانی جماعت‘‘ کے نام سے جو رسالہ شائع ہوا جو ضمیمہ اوّل میں درج ہے،تو رکاوٹ رفع ہوئی اور کتاب کی سبیل پیدا ہوگئی۔ چنانچہ مقامی کتاب گھر کی معرفت قادیان سے کتابیں آنے لگیں اور اس کے ذریعہ بہت سی کتابیں خرید میں آ گئیں۔اسی زمانہ میں قادیان کے ایک تاجر کتب بھی حیدرآباد آ نکلے۔ان سے بھی کچھ کتابیں مل گئیں۔ کچھ کتابیں راست قادیان سے آ گئیں۔غرض کہ خاصا ذخیرہ فراہم ہوگیا۔قادیانی صاحبان کا شکریہ ادا کیا گیا۔

تاہم فرمائش کی متعدد کتابیں مہیا ہونی باقی تھیں،مقامی کتاب گھر نے امروز وفردا میں بہت زمانہ گزار دیا تو بالآخر راست قادیان فہرست بھیجنی پڑی۔امید تھی کہ وہاں سے کتابیں آ جائیں گی۔لیکن مایوسی ہوئی۔ان میں سے بعض کے متعلق یہ عذر ہوا کہ وہ نایاب یا کم یاب ہیں۔ حالانکہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے وہ کافی اہم ہیں۔ جب کہ وسیع پیمانہ پر قادیانی تبلیغی لٹریچر شائع کیا جائے تو بعض اصلی کتابوں کا اشاعت سے غائب ہو جانا بہت عجیب اور مایوس کن ہے۔ مریدین ومعتقدین، محققین ومناظرین سب متعلقہ جماعتوں کو ان کی ضرورت ہے۔ممکن ہے کہ شاید کسی مصلحت سے ان کی اشاعت ختم کر دی گئی یا کچھ وقفہ کے بعد وہ حسب مصلحت ترمیم ہوکر شائع ہوں۔ چنانچہ مصلحت آمیز ترمیم وتنسیخ کا ایک آدھ نمونہ شائع بھی ہوا ہے۔ بہرحال ہماری طرف بھی اصل کتابوں کی تلاش جاری رہی۔ چنانچہ بڑی جستجو سے کچھ کتابیں ہاتھ لگی ہیں۔ایک کم یاب مقالہ کلمۃ الفصل حیدرآباد کی قادیانی انجمن کے امیر صاحب سے چندروز کے واسطے مستعار مل گیا۔جس کا شکریہ ادا کیا گیا۔تائید غیب ہوئی تو ’’الفضل‘‘ اخبار کی بھی اکثر پرانی جلدیں قیمتاً مل گئیں۔اس طرح قادیانی لٹریچر کا بہت خاصا ذخیرہ جمع ہوگیا۔تاہم فراہمی کا سلسلہ جاری ہے تاکہ مسلمانوں کی لاعلمی اور بے خبری رفع ہو سکے۔

یہ امر قابل ستائش ہے کہ فی الجملہ قادیانی جماعت مرزاغلام احمد کی اصلی کتابیں شائع کرنے میں زیادہ مستعد بنی ہوئی ہے۔وہیں سے بیشتر کتابیں دستیاب ہوتی ہیں۔ لاہوری جماعت نے بھی مرزا قادیانی کی کتابیں شائع کی ہیں۔لیکن کم۔ان میں بھی خصوصیت سے عربی کتابیں شامل ہیں تاکہ عربی ممالک میں کام آئیں۔ان کو اپنا تبلیغی لٹریچر شائع کرنے کی زیادہ فکر معلوم ہوتی ہے۔تحقیق کے واسطے ان کے ہاں سے اصلی مواد کم ملتا ہے۔تاہم وہاں سے بھی کتابیں آئیں۔کچھ معلومات حاصل ہوئیں۔دونوں جماعتوں کا شکریہ واجب ہے۔

’’قادیانی مذہب‘‘ میں جو اقتباسات درج ہیں ان میں سب نہیں تو ننانوے فیصدی سے زیادہ اصل کتابوں سے اخذ کئے گئے۔ شاذ اصل کتابیں نہ ملنے کی صورت میں دیگر کتب سے نقل کرنے پڑے۔لیکن یہ کتابیں بھی بجائے خود کافی مصروف ومروج ہیں۔مسلم ہیں۔ صفحوں کے حوالے میں بھی کافی اہتمام کیا گیا۔لیکن ایک پیچیدگی رہ گئی وہ یہ کہ مختلف ایڈیشنوں کے صفحوں میں بھی اختلاف نکلا اور بعض ایڈیشنوں پر سن طباعت بھی درج نہیں ملا۔اس لئے بعض صورتوں میں ایک ایڈیشن کے صفحات کا حوالہ دوسرے ایڈیشن میں بعینہٖ ملنا ممکن

نہیں لیکن ایسی صورتیں معدودے چند ہیں زیادہ نہیں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ جہاں تک موقع ملا، پوری چھان بین کی گئی یوں سہواً انسانی یا کتابت کی غلطی دوسری بات ہے۔

بہرحال جن کتابوں کے اقتباسات وحوالہ جات اس ایڈیشن میں درج ہیں۔ان کی فہرست ذیل میں پیش ہے۔جس سے واضح ہوگا کہ فی الجملہ تقریباً ڈیڑھ سو کتابوں سے مواد لیا گیا۔جن میں سوا سو سے زیادہ قادیانی ہیں اور بقیہ غیرقادیانی۔ان قادیانی کتب میں پچاس سے زیادہ خود مرزاغلام احمد کی تصانیف ہیں اور باقی قادیانی اکابر کی کتابیں اور چند اخبار ورسائل ہیں۔غیرقادیانی کتب میں پانچ تو فن طب سے متعلق ہیں، باقی کتب، اخبار ورسائل ہیں جن سے یقینی واقعات نقل کئے گئے ہیں۔چنانچہ ذیل میں مفصل فہرست درج کرتے ہیں:

(الف) مرزاغلام احمد قادیانی کی تصانیف

(۱) اربعین
(۲) آریہ دھرم
(۳) ازالہ اوہام
(۴) استفتاء
(۵) آسمانی فیصلہ
(۶) اعجاز احمدی
(۷) اعجاز المسیح
(۸) البلاغ مسمی بہ فریاد
(۹) الوصیت
(۱۰) الہدیٰ والتبصرۃ لمن یریٰ
(۱۱) انجام آتھم
(۱۲) انوار الاسلام
(۱۳) آئینہ کمالات اسلام
(۱۴) ایام الصلح
(۱۵) ایک غلطی کا ازالہ
(۱۶) براہین احمدیہ
(۱۷) پیغام صلح
(۱۸) تجلیات الٰہیہ
(۱۹) تحفۃ الندوہ
(۲۰) تحفہ قیصرہ
(۲۱) تحفہ گولڑویہ
(۲۲) تذکرۃ الشہادتین
(۲۳) تریاق القلوب
(۲۴) توضیح مرام
(۲۵) جنگ مقدس
(۲۶) چشمہ مسیحی
(۲۷) چشمہ معرفت
(۲۸) حجۃ اللہ
(۲۹) حقیقت المہدی
(۳۰) حقیقت الوحی
(۳۱) حمامۃ البشریٰ
(۳۲) خطبہ الہامیہ
(۳۳) دافع البلاء
(۳۴) درثمین
(۳۵) رسالہ جہاد
(۳۶) ستارہ قیصریہ
(۳۷) ست بچن
(۳۸) سراج منیر
(۳۹) سیرۃ الابدال
(۴۰) شہادۃ القرآن
(۴۱) ضرورت الامام
(۴۲) کتاب البریہ
(۴۳) کشتی نوح
(۴۴) کشف الغطاء
(۴۵) گورنمنٹ کی توجہ کے لائق (رسالہ)
(۴۶) لجۃ النور
(۴۷) لیکچر اسلام
(۴۸) لوح الہدیٰ
(۴۹) نجم الہدیٰ
(۵۰) نزول المسیح
(۵۱) نسیم دعوت
(۵۲) نشان آسمانی
(۵۳) نور الحق
(۵۴) انوار القرآن
(۵۵) مواہب الرحمٰن

(ب) مرزا محمود خلیفہ قادیان کی تصانیف

(۵۶) القول الفصل (۵۷) انوار خلافت (۵۸) آئینہ صداقت
(۵۹) برکات خلافت (۶۰) تحفۃ الملوک (۶۱) تحفہ ارون
(۶۲) تحفہ شہزادہ ویلز (۶۳) تحفہ ولنگڈن (۶۴) تقدیر الٰہی
(۶۵) حق الیقین (۶۶) حقیقت الامر (۶۷) حقیقت النبوۃ
(۶۸) دعوۃ الامیر (۶۹) ذکر الٰہی (۷۰) صادقوں کی روشنی
(۷۱) ملائکۃ اللہ (۷۲) منہاج الطالبین (۷۳) منصب خلافت
(۷۴) مسیح موعود کے کارنامے (۷۵) خطبات محمود (۷۶) انوار العلوم

(ج) صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی کی تصانیف

(۷۵) کلمۃ الفصل (مندرجہ رسالہ ریویو آف قادیان، ج ۱۴)
(۷۶) سیرت المہدی جدید وقدیم
(۷۷) سلسلہ احمدیہ

(د) حکیم نور الدین قادیانی خلیفہ اوّل کی تصانیف

(۷۸) نور الدین

(ہ) مولوی محمد علی لاہوری قادیانی امیر جماعت لاہوری کی تصانیف

(۷۹) النبوۃ فی الاسلام (۸۰) بیان القرآن (۸۱) تحریک احمدیت
(۸۲) حقیت اختلاف (۸۳) نکات القرآن (۸۴) ردّ تکفیر اہل قبلہ

(و) دیگر قادیانی صاحبان کی تصانیف

(۸۵) احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن کے ہینڈ بل، نمبر ۱۵، ۲۱، ۲۲
(۸۶) ازہاق الباطل مؤلفہ میر قاسم علی قادیانی
(۸۷) اظہار حقیقت منجانب انجمن انصار اللہ قادیانی
(۸۸) البشریٰ مؤلفہ محمد منظور الٰہی قادیانی لاہوری
(۸۹) المہدی مؤلفہ حکیم محمد حسین قادیانی لاہوری
(۹۰) آئینہ احمدیت مؤلفہ دوست محمد قادیانی لاہوری

(۹۱) آئینہ حق نما — مؤلفہ یعقوب علی قادیانی
(۹۲) ام العرفان — مصنفہ عبداللہ تیماپوری قادیانی
(۹۳) انوار احمدی — مؤلفہ شہزادہ حاجی عبدالمجید قادیانی
(۹۴) تذکرہ یعنی وحی مقدس (مجموعہ الہامات مکاشفات) — مرزا غلام احمد قادیانی
(۹۵) تفسیر آسمانی — مؤلفہ عبداللہ تیماپوری قادیانی
(۹۶) حیات احمد — مؤلفہ یعقوب علی قادیانی
(۹۷) حیات ناصر — مرتبہ شیخ یعقوب علی عرفانی قادیانی
(۹۸) خادم خاتم النّبیین — مصنفہ صدیق دیندار قادیانی
(۹۹) خطوط امام بنام غلام — مؤلفہ محمد حسین قریشی قادیانی
(۱۰۰) رسالہ تبدیلی عقائد مولوی محمد علی صاحب — مؤلفہ محمد اسماعیل قادیانی
(۱۰۱) رسالہ درود شریف — مؤلفہ محمد اسماعیل قادیانی
(۱۰۲) رسالہ مولوی محمد علی صاحب کے سابقہ عقائد پر تبصرہ — مصنفہ شیر علی قادیانی
(۱۰۳) رسالہ مولوی محمد علی صاحب کے اپنے سابقہ تحریرات سے متعلق جوابات پر نظر
(۱۰۴) رسالہ — مؤلفہ فخر الدین ملتانی قادیانی
(۱۰۵) رسالہ احمدی النبوۃ فی الالہام — مؤلفہ قاضی محمد یوسف قادیانی
(۱۰۶) عسل مصفّٰی — مؤلفہ مرزا خدابخش قادیانی
(۱۰۷) رسالہ نمبر ہشتم — مصنفہ شیخ غلام محمد قادیانی
(۱۰۸) فتاویٰ احمدیہ — مؤلفہ محمد فضل خاں قادیانی
(۱۰۹) کتاب منظور الٰہی — مؤلفہ محمد منظور الٰہی قادیانی
(۱۱۰) کشف الاختلاف — مؤلفہ سید سرور شاہ قادیانی
(۱۱۱) لکل امۃ اجل — مصنفہ احمد نور کابلی قادیانی
(۱۱۲) مجدد کامل — مصنفہ خواجہ کمال الدین قادیانی
(۱۱۳) مکاشفات — مؤلفہ محمد منظور الٰہی قادیانی
(۱۱۴) مکتوبات احمد — مؤلفہ شیخ یعقوب علی عرفانی قادیانی
(۱۱۵) ملفوظات احمدیہ — منجانب احمدیہ انجمن اشاعت لاہور

(۱۱۶)　منکرین خلافت کا انجام	مصنفہ جلال الدین شمس قادیانی
(۱۱۷)　نہج المصلّٰی	مؤلفہ محمد فضل خاں قادیانی
(۱۱۸)　ذکر حبیب	مفتی محمد صادق قادیانی

(ز) قادیانی اخبار ورسائل

(۱۱۹)　اخبار الحکم، قادیان　(۱۲۰)　اخبار الفضل، قادیان　(۱۲۱)　اخبار البدر، قادیان

(۱۲۲)　اخبار پیغام صلح، لاہور　(۱۲۳)　اخبار فاروق، قادیان　(۱۲۴)　رسالہ تشحیذ الاذہان، قادیان

(۱۲۵)　رسالہ ریویو آف ریلیجنز، قادیان

(ح) غیر قادیانی کتب

(۱۲۶)　اکسیر اعظم (طب)	مؤلفہ حکیم محمد اعظم خاں
(۱۲۷)　الکاویہ علی الغاویہ	مصنفہ مولوی محمد عالم آسی
(۱۲۸)　آئینہ کمالات مرزا (تنقید)	منجانب جناب ناظم صاحب دارالاشاعت رحمانی مونگیر شریف
(۱۲۹)　تذکرہ الزفاق فی عجال المراق (طب)	مصنفہ حکیم اصغر حسین خاں فرخ آبادی
(۱۳۰)　خطوط سرسید	مرتبہ سید راس مسعود
(۱۳۱)　مسیح دجال کا سربستہ راز (تنقید)	ملک نظیر احسن بہاری
(۱۳۲)　رسالہ الذکر الحکیم	مؤلفہ ڈاکٹر عبدالحکیم خاں
(۱۳۳)　سودائے مرزا (قادیانی) (تنقید)	حکیم محمد علی امرتسر
(۱۳۴)　سیر المصنّفین	مؤلفہ محمد یحیٰ
(۱۳۵)　شرح اسباب وعلامات (طب)	مصنفہ علامہ برہان الدین نفیس بن عوض المتطب الکرمانی
(۱۳۶)　مخزن حکمت (طب)	مصنفہ شمس الاطباء حکیم ڈاکٹر غلام جیلانی
(۱۳۷)　قادیانی جماعت	مؤلفہ پروفیسر الیاس برنی
(۱۳۸)　قانون (طب)	شیخ الرئیس بو علی سینا

(ط) غیر قادیانی اخبار ورسائل

(۱۳۹)　اخبار النجم، لکھنؤ　(۱۴۰)　اخبار مباہلہ، قادیان، امرتسر

(۱۴۱)　اخبار مدینہ، بجنور　(۱۴۲)　رسالہ حقیقت اسلام، لاہور

(۱۴۳)　رسالہ دلگداز، لکھنؤ　(۱۴۴)　رسالہ شمس الاسلام، بھیرہ (پنجاب)

تحریکِ ختمِ نبوّت

۱۹۳۴ء تا ۲۰۱۹ء

مکمل سیٹ دس جلدیں

ترتیب وتحقیق

شاہینِ ختمِ نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت

تحریک ختم نبوت مکمل سیٹ کی رعائتی قیمت -/2500 روپے

ملنے کا پتہ: دفتر ختم نبوت، حضوری باغ روڈ، ملتان۔